اذا اراد اللہ بعبد خیرا یفقہہ فی الدین

الحمد للہ سبحانہ وتعالیٰ کہ فتاواے جلیل عدیم المثیل منبع مسائل واحکام مشرع اقتدار وقائع انام مدار ومعتمد دین
اسلام حاوی احکام دینیہ شرعیہ ماخوذ از نصوص محکمہ وسنن سنیہ احسن الفتاوی در فقہ حنفیہ

اعنی

فتاویٰ ہندیہ

ترجمہ

فتاویٰ عالمگیریہ

جلد سوم حصہ دوم

مترجمہ بحر العلوم شرعیہ وعقلیہ وریاضیہ مؤلف تفسیر مواہب الرحمن جامع تفاسیر شہیرہ واشارات مشائخ صوفیہ مصنف عین الہدایہ شرح تقریب
ہدایہ حنفیہ البحر العلامہ مولانا السید امیر علی سلمہ اللہ العلی بصرف زر خطیر مالک مطبع دریاضت مولانای عالی وقار ترجمہ ہو کر

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں بحسن خوبی طبع ہوا

باہتمام - منوہر لال - بی - اے سپرنٹنڈنٹ مطبع

اطلاع

اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے ملسکتی ہے جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم کرسکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحے جو سادے ہین اُنمین بعض کتب فقہ اُردو و فارسی وغیرہ کی درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

نام کتاب	قیمت
کتب فقہ اردو مذہب اہل سنت	
غایۃ الاوطار - ترجمہ اُردو درمختار مترجمہ مولوی خرم علی و مولوی محمد احسن کامل چار جلدین کاغذ سفید۔	عہ پ
عین الہدایہ - ترجمہ کامل ہدایہ ہر چہار جلد حل المتن مترجمہ مولوی امیر علی صاحب مترجم فتاوائے عالمگیری وغیرہ کاغذ گندہ سفید اور جلدین کاغذ حنائی پر متفرق بھی فروخت کے لیے موجود ہین	عہ پ
جلد اوّل معہ مقدمہ	ے ر پ
جلد دوم	للعہ ر پ
جلد سوم کاغذ سفید۔	للعہ ر پ
ایضاً کاغذ حنائی۔	للعہ ر پ
جلد چہارم کاغذ سفید۔	صہ ر پ
ایضاً۔ کامل کاغذ سفید گندہ	عنہ پ
راہ نجات۔ ضروری مسائل نماز روزہ وغیرہ	۱ر
مفتاح الجنۃ - از مولوی کرامت علی جونپوری	ہر ۳ پا
حقیقۃ الصلوٰۃ - مع رسالہ بے نمازان	۹ پا
کفایت الحاجۃ - ترجمہ اُردو مالا بدمنہ از مولوی محمد نور الدین۔	۳ر

نام کتاب	قیمت
نور الہدایہ ترجمہ شرح وقایہ اُردو ہر چہار جلد یکجائی مطبوعہ نظامی کاغذ سفید	۱۲ پ
ہزار مسئلہ۔ شامل ہفت رسالہ (۱) ہزار مسئلہ (۲) مسائل ثمانیہ (۳) صد و سی مسئلہ (۴) مناجات بدرگاہ باری تعالے (۵) حلیہ شریف (۶) نور نامہ (۷) چہل مسائل مولفہ مولوی عبداللہ بن عبدالسلام	۳۰ر
شرح محمدی منظوم۔ مسائل فقہ از محمد خان قندھاری۔	۳ر
تنبیہ الغافلین۔ مسائل دینیہ۔	۸ر
حیرت الفقہ۔ مسائل مشکل فقہ از مولوی ابراہیم حسین بنگلوری۔	۱ر
جواب السائلین۔ بطور استفتا۔	۱ر ۶ پا
کنز الدقائق۔ اُردو ترجمہ از مولوی سلطان خان۔	۱۴ر
چہل مسائل فقہ از مولوی ابراہیم حسین بنگلوری	۳ پا
اشرف المسائل۔ از مولوی اشرف علی	۱۰ر
رسالہ تجہیز و تکفین میت از محمد عمر۔	۱ر
فقہ فارسی	
ہدایہ - پیشانی پر اصل عربی اور نیچے ترجمہ فارسی مع شرح از علمائے کلکتہ چودہ متداول ہو دو جلد کامل کاغذ سفید و حنائی	عہ پ

اذا اراد اللہ بعبد خیرا یفقہہ فی الدین

الحمد للہ سبحانہ وتعالیٰ کہ فتاوائے جلیل عدیم المثیل جامع مسائل واحکام شرع انور وقائع انام مدار مجتہد دین اسلام حاوی احکام دینیہ شرعیہ ماخوذ از نصوص محکمہ وسنن سنیہ احسن الفتاوی در فقہ حنفیہ

یعنی

فتاویٰ ہندیہ

ترجمہ

فتاویٰ عالمگیریہ

دوم سوم
حصہ جلد

مترجمہ جامع صناعات ریاضیہ عقلیہ حاوی اصناف فنون نقلیہ واقف اشارات صوفیہ مولف تفسیر جامع تاویل القرآن کاسرار الفرقان البحر العلامہ مولانا السید امیر علی سلمہ اللہ العلی بصرف زر خطیر مالک مطبع در یافت مولانا عالی وقار ترجمہ ہو کر

مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں بحسن خوبی طبع ہوا

کتاب المضاربۃ

اس کتاب مین تئیس باب ہین

باب اول مضاربت کی تفسیر و رکن و شرائط اور احکام کے بیان مین شرعًا ایک طرف سے مال اور دوسری طرف سے عمل کے ساتھ نفع مین شریک ہونے کے عقد کو مضاربت کہتے ہین پس اگر باوجود ایک طرف سے مال اور دوسری طرف سے عمل ہونے کے نفع مین شرکت نہو بلکہ کل نفع کی رب المال کے واسطے شرط ہو تو یہ بضاعت ہوگی اور اگر کل مضارب کے واسطے شرط ہو تو قرض ہی یہ کافی مین لکھا ہی۔ پس اگر مضارب نے اس شرط پر مال اپنے قبضہ مین لیا اور بعد قبضہ کے ہنوز کوئی کام نہین کیا تھا کہ اُسکو کچھ نفع ملا یا اُسنے گھٹی اُٹھائی یا مال تلف ہوگیا تو نفع مضارب کا ہوگا اور گھٹی اور تلف ہونا بھی اُسی پر رہیگا یہ محیط مین ہی۔ اور مضاربت کا رکن ایجاب و قبول ہی اور یہ ایجاب و قبول ایسے الفاظ سے جو مضاربت پر دال ہون جیسے لفظ مضاربت و مقارضہ و معاملہ وغیرہ اور ایسے الفاظ جو اس معنی پر دلالت کرتے ہون مثلاً رب المال یون کہے کہ یہ مال مضاربت اس شرط سے لے کہ اسمین اللہ تعالیٰ جو نفع سے روزی یا رزق دے وہ ہم دونون مین آدھی یا تہائی یا چوتھائی وغیرہ اجزاے معلومہ پر ہی یا اسی طور سے کہا کہ مقارضۃً یا معاملۃً لے اور مضارب نے اُسکے قول کے بعد کہا کہ مین راضی ہون یا مین نے قبول کیا یا اسکے مثل تو رکن مضاربت کے تمام ہوجائینگے یہ بدائع مین لکھا ہی۔ اور اگر یون کہا کہ یہ ہزار درم لے اور آدھے یا تہائی یا دسوین حصہ پر کام کر یا یہ ہزار درم لے اور اس سے کوئی چیز خرید پس جو ملک سے بڑھتی ہو ادھیا ادھی ہی اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا یا کہا کہ یہ مال آدھے پر یا آدھے کے ساتھ لے اور اس سے زیادہ نہ کہا تو استحسانًا جائز ہے۔ اور اگر یون کہدیا کہ اس مال کے ساتھ کام کر اس شرط سے کہ جو اللہ تعالیٰ رزق دے یا جو بڑھے وہ ہم دونون مین مشترک رہے تو مضاربت قیاسًا و استحسانًا جائز ہی یہ محیط مین لکھا ہے۔

اور اگر کہا کہ یہ ہزار درم لے اسکے عوض ہروی کپڑا آدھے پر خرید یا کہا کہ اسکے عوض غلام آدھے پر خرید تو یہ فاسد ہے۔ اور جو چیز اسکے عوض خریدیگا وہ رب المال کی ہوگی اور مضارب کو اجر المثل ملیگا یعنے جو ایسے کام کی اجرت ہوتی ہے دی جاویگی اور جو خریدا ہے اسکو بدون حکم رب المال کے فروخت نہین کرسکتا ہے اور اگر بلا حکم فروخت کیا تو مثل بیع فضولی کے اسکا حکم ہے کہ بدون اجازت رب المال کے جائز نہ ہوگی۔ اور اگر خریدی ہوئی چیز اُسنے فروخت کی اور وہ تلف ہوگئی یا مشتری سے واپس لینے پر قادر نہ ہوا تو اُس چیز کے فروخت کیے روز کی قیمت کا ضامن ہوگا اور جس ثمن کو فروخت کی ہے وہ مضارب کا ہوگا پس اگر اُس ثمن مین اُس قیمت سے جو ڈانڈ دی ہے کچھ زیادتی ہو تو اُسکو صدقہ کرے اور اگر رب المال نے مضارب کے بیع کی اجازت دیدی پس اگر مبیع بعینہ قائم ہو تو بیع نافذ ہوگی اسی طرح اگر اسکا قائم ہونا یا تلف ہونا کچھ نہ معلوم ہو تو بھی نافذ ہوگی اور ثمن رب المال کو تمام حلال ہوگا اُس مین سے کچھ صدقہ نہ دے جیسا کہ ابتدا مین بیع کے واسطے حکم دینے کی صورت مین ہے۔ اور اگر اجازت دینے کے وقت مبیع کا تلف ہوجانا معلوم ہو تو اُسکی اجازت باطل ہے اور جب اجازت باطل ہوئی تو مضارب اُسکی قیمت کا جو بیع کے روز تھی ضامن ہوگا اور ثمن مضارب کا ہوگا اگر اُسمین قیمت سے زیادتی ہو تو زیادتی صدقہ کردے یہ مبسوط مین لکھا ہے۔ اور اگر یون کہا کہ یہ ہزار درم مضاربۃ لے اور اُنکے عوض ہروی کپڑے آدھے پر خرید یا غلام آدھے پر خرید یا یہ مضاربت جائز ہے یا نہین اسکی کوئی روایت کسی کتاب مین نہین ہے اور فقیہ ابو بکر محمد بن عبد اللہ بلخی فرماتے ہین کہ یہ جائز نہ ہونا چاہیے یہ ذخیرہ مین لکھا ہے

مضاربت کے شرائط صحیحہ بہت ہین کذا فی النہایہ۔ ازانجملہ راس المال مین درم و دینار ہون امام اعظم و امام ابو یوسف کے نزدیک اور فلوس رائجہ ہون امام محمد کے نزدیک حتی کہ اگر راس المال مضاربت مین سوائے درم و دینار و فلوس کے ہووے تو بالاجماع مضاربت نہین جائز ہے اور اگر راس المال مین فلوس ہون تو شیخین کے نزدیک ناجائز اور امام محمد کے نزدیک جائز ہے کذا فی المحیط اور فتوی اسی پر ہے کہ جائز ہے یہ تاتارخانیہ مین کبری سے نقل ہے۔
اور اگر سونا و چاندی سکہ مضروبہ نہو تو روایت الاصل کے بموجب جائز نہین ہے یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔
اور کبری مین ہے کہ تبر سے مضاربت مین دو روایتین ہین پس جن مقامات مین تبر کا رواج مثل اثمان کے ہے یعنے درم و دینار و فلوس کے طور پر رواج ہے وہان مضاربت جائز ہے یہ تاتارخانیہ اور مبسوط و بدائع مین ہے اور مضاربت دراہم بہرہ و زیوف کے ساتھ جائز اور ستوقہ کے ساتھ ناجائز ہے اور اگر ستوقہ رائج ہون تو مثل فلوس کے ہین یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ اور اگر مضارب کو کوئی غلام یا عروض دیا اور کہا کہ اسکو فروخت کرکے دام وصول کرکے اسمین مضاربت کر اُسنے درم یا دینار سے فروخت کرکے مضاربت کی تو جائز ہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر ہزار درم قیمت کا غلام سو درم مین فروخت کیا اور مضاربت کی تو امام اعظم کے نزدیک سو درم مین یہ مضاربت جائز ہے یہ مبسوط مین لکھا ہے۔ اور اگر اُس غلام کو کسی کیلی یا وزنی چیز کے عوض فروخت کیا تو امام اعظم کے نزدیک بیع جائز ہے اور مضاربت فاسد ہوگی کیونکہ کیلی و وزنی راس المال سے مضاربت نہین جائز ہے یہ محیط مین ہے اور اگر کہا کہ میرا غلام مضاربت کے طور پر لے اس شرط پر کہ میرا راس المال اُسی کی قیمت ہے تو مضاربت فاسد ہے اور اگر کہا کہ میرے واسطے ایک غلام اُدھار خرید اور پھر اُسکو فروخت کرکے اُسکے ثمن سے مضاربت کر اُسنے غلام خریدا اور اُسکو نقدی کے عوض بیچا پھر مضاربت کی تو جائز ہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ ازانجملہ یہ ہے کہ راس المال عقد کے وقت معلوم ہو تاکہ ثانی الحال مین دونون

جھگڑا نہ پڑے اور اُسکا معلوم ہونا یا تسمیہ سے یا اشارہ سے ہوتا ہی کیونکہ امام محمدؒ نے ذکر فرمایا ہی کہ اگر ایک نے دوسرے کو کچھ درم دیے کہ دونوں مین سے کوئی اُنکا وزن نہین جانتا ہی تو یہ جائز ہی کیونکہ وقت عقد کے اگرچہ تسمیہ راس المال کا کہ اتنے ہین پایا نہ گیا ولیکن وقت عقد کے راس المال کی طرف اشارہ پایا گیا ہی کذا فی المحیط- اوران درمون کے وصف و مقدار مین قسم سے مضارب کا قول قبول ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے- ازانجملہ یہ ہی کہ راس المال نقد عین ہو دین نہو کہ دیون سے مضاربت نہین جائز ہے حتی کہ اگر کسی کے دوسرے پر ہزار درم قرضہ ہون اور صاحب قرضہ نے قرضدار کو حکم دیا کہ اُنسے مضاربت کرے تو نہین جائز ہے کذا فی النہایہ اور یہ بالاجماع ہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے- اور اگر اس حکم کے بعد قرضدار نے ہزار درم قرضہ کے عوض کوئی چیز خریدی اور فروخت کرکے نفع یا نقصان اُٹھایا تو نفع اور نقصان اُسی پر ہوگا اور قرضخواہ کا قرضہ اُسپر بحالہ باقی رہیگا اور یہ قول امام اعظمؒ کا ہی اور صاحبینؒ کے نزدیک جو خرید و فروخت کی وہ قرضخواہ پر جائز ہوگی اور نفع و نقصان اُسی کا ہوگا اور قرضدار قرضہ سے بری ہو جائیگا اور اُسکا اجر المثل قرضخواہ پر ثابت ہوگا یہ محیط مین لکھا ہی- اگر زید کا قرضہ عمرو پر ہو اُسنے بکر سے کہا کہ میرا مال عمرو سے وصول کر لے پس اُس سے مضاربت کر تو جائز ہے یہ کافی مین لکھا ہے- اگر زید کا عمرو پر ہزار درم قرضہ ہو اُسنے بکر سے کہا کہ میرا قرضہ عمرو سے وصول کرکے اُس سے مضاربت کر اُسنے ہزار مین سے تھوڑا وصول کرکے مضاربت کی تو جائز ہے- اور اگر یون کہا کہ میرا قرضہ عمرو سے وصول کر لے پھر اُس سے مضاربت کر یا پس اُس سے مضاربت کر اُسنے تھوڑا وصول کرکے مضاربت کی تو جائز نہین ہی- اور ایسے ہی اگر کہا کہ میرا قرضہ وصول کر لے تاکہ اُس سے مضاربت کرے یا اُس سے مضاربت کرے تو بھی یہی حکم ہے یہ محیط مین ہے- اگر رب المال نے غاصب یا مستودع یا مستبضع سے کہا کہ جو تیرے پاس ہی اُسمین آدھے پر مضاربت کر تو امام ابو یوسفؒ اور حسن بن زیاد کے نزدیک جائز ہی یہ محیط سرخسی مین ہے- فتاوے رشید الدین مین ہی کہ اگر اپنے قرضدار سے یون کہا کہ جو میرا قرضہ تجھپر ہے وہ خالد کو دیدے تاکہ خالد اُس سے کپڑے خریدکر فروخت کرے اس شرط سے کہ جو نفع حاصل ہو وہ ہم دونون مین برابر تقسیم ہو اور قرضدار نے دیدیا تو بطور مضاربت کے صحیح ہے یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہی- ازانجملہ یہ ہی کہ راس المال مضارب کے سپرد ہو اُسمین رب المال کا کچھ قبضہ نہو پس اگر دونون نے یہ شرط لگائی کہ مضارب کے ساتھ رب المال بھی عمل کرے تو مضاربت فاسد ہوگی خواہ مالک عاقد ہو یا غیر عاقد ہو مثل باپ یا وصی کے اگر ان دونون نے مال صغیر کو مضاربت پر دیا اس شرط سے کہ صغیر اُسکے ساتھ کام کرے تو فاسد ہی یہ کافی مین لکھا ہی- اور اگر مضارب نے اس طور سے عمل کیا تو مضاربت فاسد ہی ولیکن مضارب کو اپنے کام کے مثل مزدوری ملے گی کہ وہ باپ یا وصی پر واجب ہوگی کہ پھر دونون اسکو صغیر کے مال سے ادا کرینگے یہ مبسوط مین لکھا ہی- اگر دو شریک متفاوض یا دو شریک عنان مین سے ایک نے کسی کو مال مضاربت دیا اور مضارب کے ساتھ اپنے شریک کے کام کرنے کی شرط کی تو صحیح نہین ہی یہ حاوی مین ہی- اور اگر عاقد مضاربت کے مال کا مالک نہو اور اُسنے اپنے کام کرنے کی مضارب کے ساتھ شرط کی پس اگر وہ عاقد ایسا ہو کہ خود اُسکو مضاربت کے طور پر لینا ناجائز ہو تو جائز ہے جیسے باپ یا وصی کہ اگر ان دونون نے نابالغ کا مال مضاربت پر دیا اور اپنے کام کرنے کی مضارب کے ساتھ کسی قدر نفع پر شرط کی تو مضاربت جائز ہے- اور اگر مضاربت کا عقد کرنیوالا ایسا ہو کہ خود وہ مال بطور مضاربت کے

نہین دے سکتا ہے اور نفع کے کسی حصہ پر اپنے واسطے مضارب کے ساتھ کام کرنے کی شرط لگائی تو عقد فاسد ہو گا۔ جیسے غلام ماذون نے کسی کو مال مضاربت دیا اور شرط کی کہ خود مضارب کے ساتھ کام کرے گا تو فاسد ہے۔ اگر ماذون نے اپنے مولی کے واسطے مضارب کے ساتھ کام کرنے کی شرط کی حالانکہ ماذون پر قرضہ نہین ہو تو بھی مضاربت فاسد ہے اور اگر ماذون پر قرضہ ہو تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک جائز ہے یہ محیط مین ہے۔ اگر کسی کو مال مضاربت دینے کے واسطے وکیل کیا پس وکیل نے مضارب کو مال مضاربت کے واسطے دیا اور اپنے واسطے کسی قدر نفع معلوم پر مضارب کے ساتھ کام کرنے کی شرط کی تو فاسد ہے یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہے۔ اور مکاتب نے اگر کسی کو مال مضاربت کے واسطے دیا اور اپنے مولی کے مضارب کے ساتھ کام کرنے کی شرط لگائی تو مطلقاً جائز ہے۔ کیونکہ وہ مثل اجنبی کے ہے۔ خواہ مکاتب پر قرضہ ہو یا نہ ہو کذا فی التبیین۔ پس اگر کچھ کام کرنے سے پہلے مکاتب عاجز ہوا حالانکہ اس پر کچھ قرضہ نہین ہے تو مضاربت فاسد ہو جاوے گی پھر اگر اس کے بعد دونون نے کوئی چیز خریدی یا فروخت کی اور نفع اٹھایا تو کل نفع رب المال کا ہو گا اور مضارب کو اُس کے کام کی کچھ مزدوری نہ ملے گی۔ اور اگر دونون نے مال سے کوئی باندی خریدی پھر مکاتب عاجز ہوا یعنے مال کتابت ادا نہ کر سکا پھر دونون نے اُس کو بعوض ایک غلام کے فروخت کیا پھر دونون نے غلام کو چار ہزار درم کو فروخت کیا تو مولی اُس مین سے راس المال پورا لے لیگا۔ اور جو باقی رہے گا۔ دونون مین موافق شرط کے تقسیم ہو گا یہ مبسوط مین ہے۔ اگر کسی کو ہزار درم مضاربت پر دیئے اور کہدیا کہ اس مین اپنی راے سے کام کر تو مضارب کو اختیار ہو گیا کہ کسی دوسرے کو مضاربت کے واسطے دیدے پس اگر اس نے دوسرے مضارب کو اس شرط سے دیا کہ خود اس کے ساتھ کام کرے یا رب المال اس کے ساتھ کام کرے تو دوسری مضاربت فاسد ہو گی۔ اور نفع جو حاصل ہو وہ پہلے مضارب اور رب المال مین موافق اس شرط کے تقسیم ہو گا جو شرط کہ مضاربت اولی مین قرار پائی ہو اور رب المال کو کچھ مزدوری نہ ملے گی اگرچہ اس نے کام کیا ہو یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ اور دوسرے مضارب کو اجر المثل ملے گا۔ یعنے اس کے مثل کام کی جو مزدوری ہوتی ہے۔ وہ ملیگی یہ محیط سرخسی مین ہے ازانجملہ یہ ہے کہ نفع مین سے مضارب کا حصہ ایسے طور سے معلوم ہو کہ نفع مین شرکت منقطع نہ ہو کذا فی المحیط۔ پس اگر یون کہا کہ اس نفع پر سو درم زائد یا آدھے و تہائی وغیرہ نفع کے ساتھ دس درم کی شرط لگائی تو مضاربت صحیح نہ ہو گی یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر مضارب کے واسطے آدھے یا تہائی مال کا نفع شرط کیا تو مضاربت جائز ہے۔ اور اگر کسی کے واسطے راس المال سے سو درم غیر معین کا نفع شرط کیا تو جائز ہے اور اگر کسی کے واسطے سو درم معین کا نفع یا اُس نصف راس المال کا نفع شرط کیا یعنی معین نصف کا نفع شرط کیا تو مضاربت فاسد ہے۔ اور اگر کسی کے واسطے نصف نفع سوائے دس درم کے یا تہائی نفع سوائے پانچ درم کے شرط کیا تو مضاربت فاسد ہے۔ قال المترجم یعنے نصف یا ثلث وغیرہ کسی جزو معلوم نفع مین سے کچھ استثنا کیا تو فاسد ہے۔ فافہم۔ ازانجملہ یہ ہے کہ جو مضارب کے واسطے مشروط ہے وہ راس المال سے نہو حتی کہ اگر راس المال مین سے یا راس المال و نفع مین سے اس کے لیے کچھ شرط کر دیا تو مضاربت فاسد ہو گی یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور مضاربت مین شروط فاسدہ بھی ہین منجملہ ان کے بعض ایسی ہین کہ مضاربت کو باطل کرتی ہین اور بعض ایسی ہین کہ مضاربت کو باطل نہین کرتی ہین بلکہ خود باطل ہو جاتی ہین۔ اگر رب المال نے مضارب نے

کہا کہ تجکو تہائی نفع ملیگا اور دس درم ہر مہینہ مین کہ تو مضاربت کا کام کرے تو مضاربت جائز ہے۔ اور شرط باطل ہے یہ نہایہ مین ہے۔ پس اگر اس نے اس شرط پر کام کیا اور نفع اُٹھایا تو نفع موافق شرط کے تقسیم ہوگا اور اس مین مضارب کو کچھ مزدوری نہ ملے گی۔ اسی طرح اگر اس مزدوری کی اپنے کسی غلام کے واسطے جو اس کے ساتھ مضاربت کا کام کرتا ہے شرط کی یا کسی دوکان کے کرایہ کے واسطے شرط کی جس مین خرید و فروخت کرتا ہے تو بھی نفع موافق شرط کے ہے اور غلام مضارب کو یا کرایہ مکان کے واسطے کچھ نہ ملے گا اور وہ غلام جس کے واسطے مضارب نے مزدوری شرط کی ہے۔ قرضدار ہو یا مضارب کا مکاتب ہو یا اُس کا بیٹا یا باپ ہو تو موافق شرط کے جائز ہے اور جس نے مضارب کے ساتھ راس المال مین ان لوگون مین سے کام کیا اُس کو موافق شرط کے دس درم ماہواری ملین گے۔ اور اگر یہ شرط کی کہ رب المال کا غلام مضارب کے ساتھ دس درم ماہواری پر کام کرے تو شرط فاسد ہے۔ اور تمام نفع رب المال اور مضارب مین موافق شرط کے تقسیم ہوگا۔ اور اگر رب المال کے غلام پر قرضہ ہو اور اُسکے واسطے یہ شرط لگائی یا اپنے بیٹے یا مکاتب کے واسطے یہ شرط کی تو جائز ہے یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر آدھے کی مضاربت پر ہزار درم مضارب کو اس شرط سے دیے کہ رب المال ایک سال تک اپنی زمین مضارب کو دے تاکہ اس مین وہ اپنی زراعت کرے یا کوئی دار اُس کو دے کہ وہ اس مین رہے تو شرط باطل اور مضاربت جائز ہے۔ اور اگر مضارب نے رب المال کے واسطے اسطور سے زمین یا دار دینے کی شرط کی تو مضاربت فاسد ہوگی یہ نہایہ مین ہے۔ اور امام ابو یوسف رح سے روایت ہے کہ اگر اپنا مال مضاربت پر اس شرط سے دیا کہ مضارب رب المال کے گھر یا اپنے گھر مین خرید فروخت کرے تو جائز ہے اور اگر یہ شرط کی کہ مضارب رب المال کے دار یا اپنے دار مین سکونت کرے تو نہین جائز ہے یہ محیط مین ہے۔ امام قدوری نے فرمایا کہ جو شرط نفع مین موجب جہالت یا قطع شرکت ہو تو وہ موجب فساد مضاربت ہے۔ اور جو شرط ان باتون کی موجب نہین ہے وہ مضاربت کے فاسد ہونے کی بھی موجب نہین ہے مثلاً یون شرط کرین کہ وضیعہ دونون پر رکھی جاوے یعنے بیع کی گھٹی دونون پر پڑے یہ ذخیرہ مین ہے مضاربت کا حکم یہ ہے کہ مضارب اول مین امین ہوتا ہے اور کام شروع کرنے مین وکیل ہو جاتا ہے۔ اور جب اس نے نفع حاصل کیا تو شریک ہے اور جب مضاربت فاسد ہو تو وہ اجیر ہے یعنے مزدور ہے اور اگر رب المال کی مخالفت کی یعنے جو وقت عقد کے قرار پایا ہے اس مین خلاف کیا تو غاصب ہے اگرچہ بعد کو اسے اجازت حاصل ہو جاوے اور اگر کل نفع رب المال کے لیے شرط کیا تو بضاعت ہے اور اگر کل نفع مضارب کے لیے شرط کیا تو قرض ہے یہ کذا فی الکافی مضارب نے اگر مضاربت فاسدہ مین کام اور نفع اُٹھایا تو تمام نفع رب المال کو ملیگا اور مضارب کو اسکے کام کے مثل مزدوری ملیگی ولیکن مسمّی سے زیادہ نہ ملیگی یہ قول امام ابو یوسف رح کا ہے اور اگر نفع نہ اُٹھایا تو مضارب کو اجر مثل ملیگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ اور یہی حکم ظاہر الروایت ہے کذا فی المحیط اور اگر مضاربت صحیحہ ہو اور مضارب نے کچھ نفع نہ اُٹھایا تو اس کو کچھ نہ ملے گا اور اگر مضاربت فاسدہ مین مضارب کے پاس مال تلف ہو گیا تو مضارب ضامن نہ ہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہے اور اُس کو اپنے کام کا اجر مثل یعنے اُس کام کی سی مزدوری ملے گی۔ کذا فی المبسوط

دوسرا باب

اُن مضاربتون کے بیان مین جن مین بدون صریح نفع کے ذکر کرنے کے مضاربت جائز ہے اور جن مین نہین جائز ہے

اور ان شرطون کے بیان مین جو ایسی مضاربت مین جائز ہین اور جو نہین جائز ہین۔ اگر رب المال نے مضارب سے کہا کہ اس شرط پر مضاربت کر کہ جو نفع اللہ تعالےٰ روزی کرے وہ ہم دونون مین مشترک ہو تو جائز ہے اور نفع دونون کو برابر تقسیم ہوگا یہ فتاوائے قاضی خان مین ہے۔ اور اگر ہزار درم مضاربت مین اُس کو دیکر کہا کہ اس شرط سے کہ ہم دونون نفع مین شریک ہین اور مقدار بیان نہ کی تو مضاربت جائز ہے اس لیے کہ مطلق شرکت برابری چاہتی ہے۔ اسی طرح اگر اس کو مال دیا اور کہا کہ اس مین میری شرکت کے ساتھ مضاربت کر اور اس سے زیادہ نہ کہا تو یہ مضاربت جائز ہے اور نفع برابر تقسیم ہوگا اور اگر کہا کہ اس شرط سے کہ مضارب کی کچھ شرکت یا شرک ہے۔ یا شرکت ہے تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک دونون یکسان ہین اور نفع برابر تقسیم ہوگا اور امام محمد رح نے فرمایا کہ مضاربت فاسد ہے یہ ذخیرہ مین ہے۔ اگر کسی نے دوسرے کو ہزار درم مضاربت کے واسطے اس شرط سے دیے کہ جو فلان شخص نے فلان مضارب کے واسطے نفع مقرر کیا ہے وہی ہم دونون مین ہے پس اگر رب المال و مضارب کو فلان شخص کا فلان مضارب کے واسطے نفع مقرر کرنا معلوم ہے تو مضاربت جائز ہے اور اگر دونون نہین جانتے ہین تو نہین جائز ہے اسی طرح اگر ایک جانتا ہے دوسرا نہین جانتا ہے تو بھی فاسد ہے یہ محیط مین ہے اور اگر ہزار درم مضاربت مین اس شرط سے دیے کہ مضارب کا جو جی چاہے نفع رب المال کو دے تو یہ فاسد ہے یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر مضاربت مین یہ شرط لگائی کہ مضارب کو تہائی یا چھٹا حصہ نفع مین سے ملے گا۔ یا رب المال کو تہائی یا چھٹا حصہ نفع ملے گا تو بھی فاسد ہے کیونکہ اس نے دونون حصون مین سے کوئی مبہم حصہ مقرر کیا ہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر کسی نے دوسرے کو ہزار درم مضاربت پر اس شرط سے دیے کہ مضارب کو تہائی نفع ملے گا یا کہا کہ نصف ملیگا اور رب المال کے واسطے کچھ تعرض نہ کیا تو مضاربت جائز ہے اور مضارب کو موافق شرط کے دیکر باقی رب المال کو ملیگا۔ اور اگر کہا کہ رب المال کو نصف ملے گا یا تہائی ملے گا اور مضارب کے واسطے کچھ بیان نہ کیا تو بھی استحسانا جائز ہے اور رب المال کا حصہ نکال کر باقی مضارب کو دیا جائے گا۔ یہ محیط مین ہے اور اگر رب المال نے مضارب سے یہ شرط کی کہ میرے لیے نصف نفع اور تجھکو تہائی ملے گا تو مضارب کو تہائی نفع دیکر باقی رب المال کو دیا جائے گا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے۔ اگر مضاربت مین کچھ نفع کی کسی غیر شخص کے واسطے شرط لگائی کہ وہ مضارب یا رب المال نہین ہے پس اگر اس اجنبی کے حق مین مضاربت کے کام کرنے کی شرط ہے تو مضاربت جائز ہے اور شرط جائز ہے۔ اور رب المال ایسا ہوگا کہ گویا اس نے دو شخصون کو مال مضاربت دیا ہے اور اگر اجنبی کے کام کرنے کی شرط نہین ہے تو مضاربت جائز اور شرط غیر جائز ہے اور جسقدر حصہ اجنبی کے واسطے شرط کیا تھا وہ مسکوت عنہ قرار دیا جائے گا پس رب المال کو ملے گا اور اگر کچھ نفع کی رب المال یا مضارب کے غلام کے واسطے شرط کی پس اگر غلام کا کام کرنا شرط ہے تو ہر حال مین مضاربت اور شرط دونون جائز ہین اور اگر کام کرنا شرط نہین ہے پس اگر غلام پر قرضہ نہ ہو تو شرط صحیح ہے۔ خواہ غلام مضارب کا ہو یا رب المال کا اور اگر غلام پر قرضہ ہو پس اگر مضارب کا غلام ہو تو امام اعظم رح کے نزدیک شرط صحیح نہین ہے۔ اور یہ نفع مشروط مثل مسکوت عنہ کے ہوگا۔ پس رب المال کو ملے گا۔ اور صاحبین رح کے نزدیک شرط صحیح ہے اس کو وفا کرنا واجب ہے۔ اور اگر غلام رب المال کا ہو تو بلا خلاف مشروط

رب المال کا ہوگا اور اگر کسی ایسے شخص کے واسطے کچھ نفع مین سے دینے کی شرط کی جس کے حق مین مضارب دیا رب المال کی گواہی مقبول نہین ہوتی ہے جیسا بیٹا جورو و مکاتب وغیرہ اُن کے مانند تو اس کا حکم وہی ہے جو اجنبی کے واسطے کسی قدر نفع کی شرط کرنے مین مذکور ہوا ہے اور اگر بعض نفع کی مضارب کے قرضہ یا رب المال کے قرضہ ادا کرنے کے واسطے شرط کی تو جائز ہے۔ اور جس کے قرضہ ادا کرنے کی شرط ہو مشروطا اُسی کو ملے گا یہ محیط مین ہے اور اگر کچھ نفع کی مساکین یا حاجیون کے لیے یا غلامون کی آزاد کرنے کے لیے شرط کی تو شرط صحیح نہین ہے کیونکہ مشروط له کا راس المال نہین اور نہ عمل ہے پس مشروط مثل مسکوت عنہ کے قرار پاکر رب المال کو دیا جاویگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر کسی کو ہزار درم مضاربت مین دیے اس شرط سے کہ تہائی نفع مضارب کا اور تہائی رب المال کا اور تہائی جس کو مضارب چاہے اُس کا ہے تو شرط باطل ہے اور دو تہائی نفع رب المال کو ملے گا۔ اور اگر اس سے کہا کہ تہائی نفع جس کو رب المال چاہے تو یہ اور مسکوت عنہ یکسان ہے پس رب المال کو ملے گا یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر دو شخصون نے ہزار درم کسی کو مضاربت پر دیے اس شرط سے کہ مضارب کو تہائی نفع اور باقی کی تہائی ایک رب المال کو اور دو تہائی دوسرے کو ملے گی پس مضارب نے کام کیا اور نفع اُٹھایا تو تہائی مضارب کو اور باقی دونون کو برابر تقسیم ہوگی اور اگر مضارب نے تہائی نفع کی اپنے واسطے اس طور سے شرط کی کہ اس تہائی کی تہائی ایک کے حصہ مین سے اور دو تہائی دوسرے کے حصہ مین سے لیگا تو صحیح ہے۔ اور باقی نفع دونون مالکون کو بارہ حصہ ہوکر اس طور سے تقسیم ہوگا کہ پانچ اس کو ملین گے جس کے حصہ سے دو تہائی کی شرط کی ہے اور سات دوسرے کو ملین گے یہ محیط سرخسی مین ہے اگر دو آدمیون نے دو شخصون کو ہزار درم اس شرط سے مضاربت پر دیے کہ آدھا نفع تم دونون کا اس شرط سے کہ فلان کو دو تہائی کہ جن مین سے ایک تہائی فلان رب المال کے حصہ سے اور دو تہائی فلان دوسرے رب المال کے حصہ سے ملے گی اور فلان دوسرے مضارب کو ایک تہائی کہ جسمین سے دو تہائی فلان رب المال کے حصہ سے یعنے اس رب المال کے حصہ سے جسنے پہلے مضارب کو ایک تہائی دی ہے اور ایک تہائی دوسرے رب المال کے حصہ سے ملے گی اور باقی آدھا نفع دونون رب المال کو برابر تقسیم ہوگا پس دونون نے اس شرط سے کام کیا اور نفع اُٹھایا تو آدھا نفع دونون مضاربون کو موافق شرط کے ملے گا اور باقی آدھا دونون رب المال کو نو حصے ہوکر تقسیم ہوگا پس جس نے مضارب کے واسطے اپنے حصہ سے نصف کی دو تہائی کی شرط کی ہے اس کو چار حصہ اور دوسرے کو پانچ حصے ملین گے۔ یہ مبسوط مین ہے۔ ایک شخص کو ہزار درم اس شرط سے دیے کہ مضارب کو دو تہائی نفع اس شرط سے ملے گا کہ اپنے مال سے ہزار درم ملادے اور دونون سے کام کرے اُس نے ملاکر دونون سے مضاربت کی اور نفع اُٹھایا تو موافق شرط کے تقسیم ہوگا کہ مضارب کو اس کے ہزار کا نفع خاص کر اسی کو ملے گا اور باقی آدھے نفع مین سے دو تہائی اس کی مضاربت کا اور ایک تہائی رب المال کا ہوگا۔ اور اگر رب المال نے دو تہائی نفع کی اپنے واسطے اور ایک تہائی کی مضارب کے واسطے شرط کی تو نفع دونون کو ان کے مال کے موافق تقسیم ہوگا کیونکہ مال دینے والے نے شرط کر دی ہے کہ اس کے مال کا کل نفع اسی کو ملے اور وہ آدھا نفع ہے تو یہ از قسم ابضاع ہے نہ مضاربت یہ محیط سرخسی مین ہے اور اگر ہزار درم اُس کو مضاربت مین دیے بشرطیکہ ہزار درم اپنی طرف سے ان مین ملادے اور دونون

ہزار سے مضاربت کرے اس شرط سے کہ مضارب کو دو تہائی نفع ملیگا نصف اس مین کا رب المال کے نفع سے اور آدھا خود اس کے ذاتی مال[لہ] کے نفع سے بشرطیکہ جس قدر نفع باقی رہا وہ رب المال یعنے ہزار درم دینے والے کا ہے تو یہ جائز ہے مضارب کو موافق شرط کے دو تہائی نفع ملیگا اور ایک تہائی رب المال کو ملیگا اور اگر اس کو دو ہزار درم اس شرط سے دے کہ اپنے پاس سے ایک ہزار درم ملا کر مضاربت کرے بشرطیکہ نفع دونون مین مساوی تقسیم ہو تو جائز ہے۔ اور اگر رب المال یعنے دو ہزار دینے والے نے یہ شرط کی کہ اسی کو تین چوتھائی ملے۔ اور مضارب کو ایک چوتھائی تو موافق دونون کے مال کے تین تہائی ہو کر تقسیم ہوگا یہ مبسوط مین ہے ایک شخص کو ہزار درم دیے اور کہا کہ اگر ان سے گیہون خریدے تو مضارب کو نصف نفع اور اگر آٹا خریدے تو چوتھائی نفع اور اگر جو خریدے تو تہائی نفع ملیگا تو صحیح ہے اور جو چیز اُن مین سے خریدے گا اُسی کی شرط کے موافق نفع ملے گا اور اگر اس نے گیہون خرید لیے تو پھر دوسری چیز نہین خرید سکتا ہے کیونکہ شرکت واقع ہو جائیگی اور عقد اسپر ہوگا حالانکہ یہ شرط عقد مین نہ تھی۔ اور اگر یہ شرط کی کہ اگر مضارب سفر کو نکلے تو نفقہ اسی پر ہے تو شرط باطل اور مضاربت جائز ہے یہ وجیز کردری مین منتقی سے منقول ہے۔ اور اگر کہا کہ اگر تو شہر مین مضاربت کرے تو تجھے تہائی اور اگر سفر کرے تو آدھا نفع ملیگا پھر اس نے شہر مین خرید کر کے بیچنے کو سفر کیا تو امام محمد رحنے فرمایا کہ مضاربت خرید پر ہے اگر اس نے شہر مین خریدا تو شہر کی مضاربت کے موافق اس کو نفع دیا جائے گا خواہ شہر ہی مین فروخت کرے یا غیر جگہ چلا جاوے اور اگر اس نے تھوڑے مال سے شہر مین اور تھوڑے سے سفر مین کام کیا تو ہر ایک کی شرط کے موافق ہر ایک کا نفع ملیگا اگر دو شخصون کو مضاربت پر مال اس شرط سے دیا کہ ایک کو تہائی نفع اور باقی رب المال کو ملے اور دوسرے شخص کے واسطے اجر المثل رب المال پر واجب ہوا اور رب المال اور دوسرے کے درمیان بسبب اسکے کہ نفع مین شرکت نہ ہوئی مضاربت فاسد ہو گی بخلاف اول کے کہ اس کے ساتھ جائز ہے ولیکن کوئی ایک فقط اس مال مین تصرف نہین کر سکتا ہے کیونکہ دونون کے واسطے تصرف کی اجازت ویسے ہی قائم ہو کذا فی محیط السرخسی

تیسرا باب

ایسے شخص کے بیان مین جس نے بعض مال مضاربت پر دیا اور بعض مضاربت پر نہین دیا ہے اگر کسی نے دوسرے کو ہزار درم دیے اور کہا کہ آدھے تجھپر قرض ہین اور آدھے تیرے پاس ادھیاؤکی مضاربت پر ہین اُس نے لے لیے تو موافق تقرر کے جائز ہے یہ ذخیرہ مین ہے۔ پس اگر وہ مال اس کے کام کرنے سے پہلے تلف ہو تو وہ آدھے کا ضامن ہوگا۔ اور اگر کام کر کے نفع اُٹھایا تو نصف نفع خاص مضارب کا ہوگا اور باقی نصف دونون مین موافق شرط کے تقسیم ہوگا۔ اور اگر مضارب نے خواہ کام کرنے سے پہلے یا اس کے بعد اپنے اور رب المال کے درمیان مال تقسیم کیا حالانکہ رب المال حاضر نہین ہے تو اُسکا تقسیم کرنا باطل ہے کیونکہ ایک تنہا تقسیم نہین کر سکتا ہے اور اگر قسمت کا ایک حصہ قبل اس کے کہ رب المال اپنے حصہ پر قبضہ کرے تلف ہو گیا تو دونون کا مال گیا اور اگر تلف نہ ہوا یہان تک کہ رب المال نے آکر تقسیم کی اجازت دی اس طرح کہ اپنے حصہ پر قبضہ کر لیا تو تقسیم جائز ہے اور اگر اس نے اپنا حصہ اپنے قبضہ مین نہ لیا تھا کہ تلف ہو گیا تو مضارب کا آدھا حصہ گیا۔ اور اگر خود مضارب کا حصہ گیا تو وہ رب المال کے حصہ مین سے کچھ نہین لے سکتا ہے اور اگر دونون حصے تلف ہوگئے

[لہ] [illegible]

بعد از آنکہ رب المال تقسیم پر راضی ہو چکا ہے تو رب المال مضارب سے جسقدر مضارب کا ہوا ہے آدھا اُسمین سے لے لیگا اور رب المال کے پانچ سو درم مضارب پر بحالہ قرض رہین گے یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر رب المال نے یون کہا کہ یہ ہزار درم اس شرط سے لے کہ ان کے نصف تجھپر قرض ہین اور نصف سے تو مضاربت کر بشرطیکہ تمام نفع میرا ہے تو جائز ہے مگر مکروہ ہے کیونکہ یہ قرض نفع کھینچنے کے واسطے ہو گیا ہے یہ محیط و ذخیرہ و مبسوط و محیط سرخسی مین ہے پس اگر مضارب نے اس شرط سے مضاربت کر کے نفع اُٹھایا یا نقصان اُٹھایا تو نفع و نقصان دونون مین برابر تقسیم ہوگا یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر کہا کہ یہ ہزار درم اس شرط سے لے کہ اُسکے آدھے تجھپر قرض ہین اور آدھے مضاربت مین ہین تو ادھیا ڈپر کام کر تو یہ جائز ہے اور اگر کہا کہ آدھے اس کے نصف کی مضاربت پر ہین اور آدھے مضارب کو ہبہ ہین اور مضارب نے اسی شرط سے بلا تقسیم کے قبضہ کر لیے تو یہ ہبہ فاسد ہے اور مضاربت جائز ہے پس اگر مضارب کے پاس مضاربت کا کام کرنے سے پہلے یا اس کے بعد سب مال تلف ہو گیا تو مضارب حصہ ہبہ یعنے آدھے کا ضامن ہوگا یہ محیط مین ہے اور کسی کتاب مین کوئی روایت ایسی نہین پائی جاتی ہے کہ ہبہ فاسدہ مضمون ہوتا ہے یعنے ہبہ فاسد کی ضمان دینی پڑتی ہے مگر یہی روایت اس کتاب مین ایسی ہے۔ اور اگر اُس نے نفع اُٹھایا تو آدھا نفع حصۂ ہبہ کا ہے وہ مضارب کو ملے گا اور باقی آدھا موافق شرط کے مضاربت مین تقسیم ہوگا۔ اور گھٹی دونون پر برابر پڑے گی پھر یہ ذکر نہ کیا کہ ہبہ کے حصہ کا نفع آیا مضارب کو حلال ہے یا نہین ہے اور فقیہ ابو جعفر رح نے فرمایا کہ امام اعظم رح اور امام محمد رح کے نزدیک حلال نہین ہے اس کو صدقہ کر دے اور فقیہ ابو اسحٰق الحافظ نے فرمایا کہ بالاجماع حلال ہے اسکو صدقہ نہ کرے۔ یہ محیط سرخسی مین ہے اور اگر آدھے کو بضاعت پر اور آدھے کو نصف کی مضاربت پر مقرر کر دیا تو جائز ہے۔ پس اگر کام کرنے سے پہلے یا اس کے بعد مال تلف ہو گیا تو رب المال کا مال گیا اور اگر نفع اُٹھایا تو تین چوتھائی نفع رب المال کو اور ایک چوتھائی مضارب کو ملیگا یہ ذخیرہ مین ہے اور اگر اس شرط سے دیا کہ نصف مضارب کے پاس ودیعت ہے اور نصف آدھے کی مضاربت پر ہے تو موافق تقرر کے جائز ہے پس اگر اُس نے تمام مال مین تصرف کیا تو حصہ ودیعت کے نصف کا ضامن ہوگا اور اگر نصف مین نفع اُٹھا دے تو اسی کا اور گھٹی اُٹھا وے تو اسی پر پڑے گی یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر مضارب نے مالکے دو حصہ برابر کیے اور ایک حصہ مین مضاربت شروع کی اور گھٹی اُٹھائی تو اس پر اور رب المال پر آدھی آدھی گھٹی پڑے گی اور اگر نفع اُٹھایا تو نفع برابر تقسیم ہوگا ولیکن جو حصہ ودیعت کا نفع ہو اس کو مضارب صدقہ کر دے یہ امام اعظم رح اور امام محمد رح کے نزدیک ہے یہ محیط مین ہے اور اگر ہروی کپڑون کی گٹھری آدھی ایک کے ہاتھ پانچ سو درم کو فروخت کر کے دیدی پھر اسے حکم کیا کہ باقی کو فروخت کر کے تمام ثمن سے مضاربت کرے پس اگر یہ شرط کی کہ نفع دونون مین برابر تقسیم ہو تو نفع اور گھٹی دونون مین برابر رہے گی اور یہ قیاس قول امام اعظم رح ہے اور صاحبین رح کے نزدیک تین چوتھائی نفع رب المال کو اور چوتھائی مضارب کو ملے گا اور گھٹی سب رب المال پر پڑے گی اور اگر اُسنے دونون مالون کو خلط نہ کیا تو جس مین مضاربت فاسد ہے اس مین مضارب کو اجر المثل ملے گا اور اگر ملا دیا تو اس نصف مین اس کو اجر المثل نہ ملے گا اور اگر یون شرط کی کہ مضارب کو دو تہائی نفع اور رب المال کو تہائی ملے تو امام اعظم رح کے قول پر نفع دونون مین اسی حساب سے اور گھٹی دونون مین برابر تقسیم ہوگی اور صاحبین رح کے

نزدیک مضارب کو تہائی نفع اور رب المال کو دو تہائی ملے گا۔ اور اگر رب المال کے واسطے دو تہائی نفع کی اور مضارب کے واسطے ایک تہائی کی شرط کی تو امام کے نزدیک نفع دونوں کو برابر اور صاحبین رح کے نزدیک مضارب کو چھٹا حصہ اور باقی رب المال کو ملے گا کذا فی محیط السرخسی و المتصل بہذا الباب اگر کسی نے دوسرے کو ہروی کپڑون کی ایک گٹھری دیکر آدھی اس کے ہاتھ پانچ سو درم کو فروخت کر دی پھر اسے حکم کیا کہ باقی فروخت کرکے تمام ثمن سے مضاربت کرے اس شرط سے کہ جو اللہ تعالے رزق دے وہ ہم دونون مین نصفا نصف تقسیم ہو پس مضارب نے باقی آدھی بھی پانچ سو درم کو فروخت کی اور ان درمون سے اور جو اس پر ہین مضاربت کی تو امام اعظم رح کے نزدیک نفع اور گھٹی دونون برابر تقسیم ہوگی یہ مبسوط مین ہے۔ اور صاحبین رح کے نزدیک رب المال کو تین چوتھائی نفع اور مضارب کو ایک چوتھائی نفع ملے گا اور گھٹی سب رب المال پر پڑیگی یہ محیط مین ہے۔ اور اگر رب المال نے اُس کو حکم دیا کہ دونون مالون سے اس شرط سے مضاربت کرے کہ مضارب کو دو تہائی نفع ہے اس نے اُسی شرط سے کام کیا تو مضارب کو دو تہائی نفع ملے گا یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر گھٹی اُٹھائی تو امام اعظم رح کے نزدیک گھٹی دونون پر برابر پڑے گی اور صاحبین رح کے نزدیک اگر مضارب نے دونون مالون سے کام کیا تو اسکو تہائی نفع ملے گا اور رب المال کو دو تہائی نفع ملیگا اور سب گھٹی رب المال پر پڑے گی یہ محیط مین ہے اور اگر رب المال نے اپنی ذات کے واسطے دو تہائی نفع کی اور مضارب کے واسطے ایک تہائی نفع کی شرط کی اور مسئلہ بحالہ ہے تو نفع دونون مین مساوی اور گھٹی دونون پر برابر رہیگی یہ مبسوط مین ہے اور یہ امام اعظم رح کا قول ہے اور صاحبین رح کے نزدیک رب المال کو پانچ چھٹے حصہ اور مضارب کو چھٹا حصہ نفع ملیگا یہ محیط مین ہے اور دیکھا جائے گا کہ اگر مضارب نے دونون کو خلط کر دیا ہے تو اسکو اُس نصف مین جسکی مضاربت فاسد ہے اجر مثل نہ ملیگا اور اگر خلط نہین کیا ہے تو اس نصف مین جسکی مضاربت فاسد ہے مضارب کو رب المال سے اجر مثل بھی ملیگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے

چوتھا باب

ان تصرفات مین جن کا مضارب کو اختیار ہے اور جن کا اختیار نہین ہے۔ اصل یہ ہے کہ مضارب کے افعال تین طرح کے ہین ایک وہ کہ جن کا مطلق مضاربت سے مالک ہوتا ہے یہ وہ ہین کہ از باب مضاربت و اس کے توابع سے ہین از انجملہ بیع و خرید کے واسطے وکیل مقرر کرنا جب ضرورت پڑے اور رہن دینا اور لینا اور اجارہ دینا اور لینا اور ودیعت رکھنا اور بضاعت دینا اور مسافرت کرنا۔ اور دوم وہ افعال کہ جن کا مطلق مضاربت سے مالک نہین ہوتا ہے اور جب یہ اُس سے کہدیا جاوے کہ اپنی رائے سے کام کر تو مالک ہو جاتا ہے۔ اور ایسے وہ افعال ہین کہ جو مضاربت سے ملحق ہو سکتے ہین۔ پس دلالت پائی جانے پر لاحق کیئے جاوینگے جیسے کہ مال مضاربت یا شرکت مین غیر کو دینا یا اپنے یا دوسرے کے مال کو مال مضاربت مین ملانا۔ اور سوم وہ افعال کہ جن کا مطلق عقد سے اور نیز اپنی رائے سے عمل کرنے کی اجازت دینے سے مالک نہین ہوتا ہے مگر اس وقت مختار ہوتا ہے کہ جب صریح طور سے اس فعل کو رب المال بیان کر دے اور وہ استدانۃ ہے یعنے راس المال سے کوئی اسباب خریدنے کے بعد اس کو درم و دینار سے خریدنا یا جو اس کے مشابہ ہین اُسے خریدنا۔ اور سفتجہ لینا اور دینا اور مال کے عوض یا بلا مال آزاد کرنا یا قرض یا ہبہ یا صدقہ

دینا کذا فی الہدایہ - اور مضارب کے واسطے جائز ہے کہ نقد یا اُدھار فروخت کرے کذا فی الکافی - اور اگر مضاربت کا کوئی مال فروخت کیا اور ثمن مین تاخیر دیدی تو رب المال پر بھی اس کا جواز ہوگا اور مضارب کچھ ضامن نہ ہوگا یہ غایۃ البیان مین ہے اور اگر عیب مبیع کی وجہ سے تاجرون کے مانند کچھ دام کم کردیے یعنے جسطرح تاجر ایسے عیب مین کم کردیا کرتے ہین یا لوگ اتنا خسارہ برداشت کرلیتے ہین اسقدر کم کردیا تو جائز ہے کیونکہ یہ تاجرانہ افعال مین سے ہے - اور اگر بدون عیب کے کچھ کم کردیا یا کھلے خسارہ کے ساتھ کمی کردی کہ لوگ اسقدر برداشت نہین کرتے تو امام اعظم رح اور امام محمد رح کے نزدیک خاص مضارب پر جائز ہوگا - اور وہ رب المال کے واسطے اُس کا ضامن ہوگا - اور جو ثمن وصول کیا اور اس سے کام کیا وہ خاص مضاربت مین ہوگا اور راس المال اس مین سے وہی ہوگا جو مشتری سے وصول کیا ہے یہ مبسوط مین ہے اور سواری کے واسطے اس کو ٹٹو خریدنے کا اختیار ہے اور سواری اس کے واسطے کشتی خریدنے کا اختیار نہین اور اس کو اختیار ہے کہ کشتی کو کرایہ کرے اور اس کو اختیار ہے کہ مضاربت کے غلام کو تجارت کی اجازت دے یہی مشہور روایت ہے کذا فی الکافی - اور اس غلام پر کسی فروخت کی ہوئی چیز کا عہدہ نہ ہوگا عہدہ اس کی فروخت کی ہوئی چیز کا صرف مضارب پر ہو یہ محیط مین ہے - اور جو شخص مضارب کی طرف سے ماذون ہو وہ اُسی قدر تصرفات کا مختار ہوگا جن کا مضارب مالک ہے نہ اُنکا جنکا مضارب مالک نہین ہے - پس اگر غلام ماذون نے کسی غلام کو خریدا اور اُسنے کوئی جرم کیا تو یہ ماذون اُسکو دے نہین سکتا ہے اور نہ اسکا فدیہ دے سکتا ہے تاوقتیکہ مضارب یا رب المال حاضر نہ ہو - اور اگر کسی غلام پر مضاربت مین سے قرضہ پیدا ہوگیا تو مضارب کو وہ غلام اس قرضہ مین بیچنا جائز ہے خواہ مولی حاضر ہو یا غائب ہو اور اگر مضارب نے اُس غلام کو اس کے قرضہ مین رہن کردیا تو جائز نہین ہے خواہ اس مین قرضہ سے زیادتی ہو یا نہ ہو کیونکہ رہن حکماً قرضکا ایفا ہے حالانکہ اس کو یہ اختیار نہین ہے کہ اس کا قرضہ مال مضاربت سے ادا کردے یہ محیط سرخسی مین ہے - اور اگر اس نے بعوض قرضہ مضاربت کے وہ غلام رہن کردیا خواہ اسمین زیادتی ہو یا نہین ہے تو رہن جائز ہے - اور اگر رہن نکیا ولیکن غلام نے کسی شخص کا مال تلف کردیا یا اُسکا چوپایہ مار ڈالا اور مضارب نے اُسکو اس سبب سے فروخت کیا حالانکہ رب المال حاضر نہین ہے یا اس شخص کے قرضہ مین وہ غلام دیدیا یا مال مضاربت سے اس کا قرضہ ادا کردیا تو یہ جائز ہے - یہ مبسوط مین ہے - اور اگر مضارب نے تنگدست یا خوش حال پر دامون کا اُترانا قبول کیا تو جائز ہے کذا فی الکافی اور اس کو اختیار نہین ہے کہ مال مضاربت کے کسی غلام یا باندی کا نکاح کردے - یہ محیط سرخسی مین ہے -

اور اگر مضارب نے مال مضاربت یا کچھ اس مین سے رب المال کو بضاعت دیا اور رب المال نے اس سے خرید و فروخت کی تو یہ مضاربت بحالہ باقی رہے گی - اور رب المال مضاربت کا کام مین مددگار ہوگیا - اور اس مین کچھ فرق نہین ہے کہ مال مضاربت نقد یعنے درم و دینار ہون یا عروض ہوگیا ہو - اور اگر رب المال نے مضارب کی بلا اجازت اُسکے گھر سے مال مضاربت لے لیا اور اس سے خرید و فروخت کی پس اگر راس المال وہی درم و دینار نقدی ہو تو یہ مضاربت کا نقض یعنی توڑ دینا ہے اور اگر راس المال عروض ہوگیا تو مضاربت کا توڑنا نہین ہے پھر اگر راس المال کے عروض ہو جانے کی صورت مین رب المال نے عروض کو دو ہزار درم کو فروخت کیا اور راس المال ہزار درم تھے پھر دو ہزار درم کو کوئی اسباب جو چار ہزار کی قیمت کا ہے خریدا تو یہ اسباب خریدا ہوا رب المال کا ہوگا اور

و مضارب کے لیے پانچ سو درم کا ضامن ہو گا کذا فی المحیط **قلت** یہ ضمان اس صورت مین ہے کہ مضاربت آگھے پر قرار باقی ہو۔ اور اگر مضارب نے رب المال کو راس المال مضاربت پر دیا تو دوسری مضاربت صحیح نہین ہے اور پہلی مضاربت ہمارے نزدیک فاسد نہ ہو گی اور نفع دونون مین پہلی مضاربت کی شرط کے موافق تقسیم ہو گا یہ کافی مین ہے اگر رب المال نے مال مضاربت مضارب کے ہاتھ بیچا یا مضارب نے رب المال کے ہاتھ بیچا تو جائز ہے۔ خواہ مال مین راس المال سے زیادتی ہو یا نہ ہو ولیکن جس صورت مین کہ رب المال نے مضارب کے ہاتھ فروخت کیا تو مضاربت باطل ہو جاوے گی۔ اور اگر مضارب نے رب المال کے ہاتھ بیچا تو مضاربت باطل نہ ہو گی اور رب المال کو جائز ہو گا کہ چاہے ثمن مضارب کو دیدے اور مضاربت کو باقی رکھے یا نہ دے اور مضاربت کو توڑدے یہ محیط مین ہے اور مضارب کو اختیار ہے کہ کوئی کھیت اجارہ لیکر بعض مال سے اسمین زراعت کے واسطے گیہون خریدے کذا فی الحاوی اور اگر کوئی کھیت درخت یا رطب بونے کے واسطے کرایہ لیا اور کہا کہ یہ مضاربت مین سے ہے تو جائز ہے اور گھٹی ہو تو رب المال پر اور نفع ہو تو دونون مین موافق شرط کے تقسیم ہو گا یہ مبسوط مین ہے اور اگر کوئی درخت یا نخل یا رطب بٹائی پر لیا بدین شرط کے مال مضاربت سے اُسپر خرچ کرے تو جائز نہین ہے اور جو کچھ خرچ کیا اسکا ضامن ہو گا اگرچہ اس سے کہا گیا ہو کہ اپنی راے پر عمل کرے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر کوئی زمین مزارعت پر لی اور اسمین وہ گیہون جو کسیقدر مال مضاربت سے خریدے بوئے تو جائز ہے بشرطیکہ اس سے کہا گیا ہو کہ اپنی راے سے عمل کرے اور اگر بیج اور ہل کے بیل مالک زمین کی طرف سے ہون اور بونا مضارب پر ہو تو جو حاصل ہو وہ مضارب کا ہو گا یہ غیاث المفتین مین ہے۔ اسی طرح اگر ہل کے بیلون کی شرط مضارب پر ہو تو بھی یہی حکم ہو کذا فی الحاوی۔ اور اگر زمین کو بدون دانہ بیج کے مزارعت پر دیدیا تو جائز ہے خواہ رب المال نے اس سے کہا ہو کہ اپنی راے سے عمل کرے یا نہ کہا ہو۔ یہ محیط مین ہے۔ اور مضارب اور رب المال کو یہ جائز نہین ہے کہ جو باندی مضاربت کے واسطے خریدی ہے اس سے وطی کرے اور نہ اس کا بوسہ لینا جائز ہے اور نہ مساس جائز ہے خواہ اسمین راس المال سے زیادتی ہو یا نہ ہو یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر رب المال نے اُسکو باندی کے ساتھ وطی کی اجازت دیدی تو بھی اُسکو اس سے وطی کرنا اور بوسہ و مساس وغیرہ حلال نہین ہے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر رب المال نے اس کو مضارب کے ساتھ بیاہ دیا پس اگر اس مین راس المال سے زیادتی ہو تو نکاح باطل ہے اور وہ مضاربت پر باقی رہے گی جیسے تھی اور اگر اس مین زیادتی نہ ہو تو مثل اجنبی کیساتھ نکاح کر دینے کے جائز ہے یہ مبسوط مین ہے۔ اور یہ باندی مال مضاربت سے نکل جاویگی اور رب المال کے راس المال مین محسوب ہو گی یہ محیط مین ہے۔ اور مضارب کو اُسکے بعد فروخت کرنے کا اختیار نہ ہو گا یہ مبسوط مین ہے۔ اور مضارب کو یہ اختیار نہین ہے کہ ایسے شخص کو خریدے کہ وہ رب المال کی طرف سے سبب قرابت کے آزاد ہوتا ہو یا رب المال نے اُس کے آزاد کرنے کی بوقت ملک کے قسم کھائی ہو اور یہ بھی جائز نہین ہے کہ ایسے شخص کو خریدے جو خود مضارب کی طرف سے آزاد ہوتا ہو بشرطیکہ مال مین نفع ظاہر ہو پس اگر اس نے ایسے شخص کو خریدا جو رب المال یا مضارب کیطرف سے ہوتا ہے آزاد تو اپنی ذات کے واسطے خریدنے والا قرار دیا جاوے گا مضاربت سے نہ ہو گا اور اگر اس کے دام مضاربت سے دیے ہون تو ضامن ہو گا۔ اور اگر مال مین نفع ظاہر نہ ہو تو ایسے شخص کا خریدنا جو مضارب کی طرف سے آزاد ہوتا ہے جائز ہے پس اگر بعد خریدنے کے اس کی قیمت بڑھ گئی حتی کہ نفع ظاہر ہوا تو مضارب کا حصہ اسمین سے آزاد ہو گیا اور رب المال کے

ف یعنی مضارب کی
ہمارے نزدیک اسلئے کیونکہ
کہتے ہین ... ہے ۱۲

واسطے کچھ ضامن نہ ہوگا اور غلام رب المال کے حصہ کی قیمت کے واسطے سعی کریگا اور اگر آدھا غلام مال مضاربت سے
جس مین نفع نہین ہے اور آدھا اپنے مال سے خریدا تو دونون کے حق مین صحیح ہے کذا فی الکافی۔ اور مضاربت مطلقہ مین
مضارب کو اختیار ہے کہ مال مضاربت کے ساتھ خشکی یا تری کا سفر کرے یہی ظاہر الروایہ ہے اور اُسکو ایسے خوفناک
سفر کا جس سے لوگ بچتے ہون بالاتفاق اختیار نہین ہے اور یہی صحیح ہے یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ اور فتاوے ابو اللیث
مین ہے اگر کسی نے دوسرے کو ہزار درم مضاربت مین دیے اور یہ نہ کہا کہ اپنی راے سے عمل کرے ولیکن اُس
ملک کے تاجرون کا یہ معاملہ ہے کہ مضارب لوگ اپنا مال اس مین ملا دیتے ہین اور رب المال اُن کو منع نہین کرتے ہین
پس اس مضارب نے بھی لوگون کے معاملات پر کام کیا پس اگر یہ تعارف اُن لوگون مین غالب ہے تو مجھے امید ہے
کہ مضارب اس صورت مین ضامن نہ ہوگا اور یہ صورت تعارف الناس پر محمول کی جائیگی یہ محیط مین ہے اگر کسی شخص نے
نابالغ لڑکے یا غلام محجور کو مال مضاربت دیا اس نے خریدا اور نفع یا نقصان اُٹھایا حالانکہ لڑکے کے والد کی یا غلام کے
مولے کی اجازت نہ تھی تو یہ خرید و فروخت رب المال پر جائز ہوگی۔ اور نفع دونون مین بالشرط تقسیم ہوگا اور خرید و
فروخت کا عہدہ رب المال پر رہے گا پھر یہ عہدہ لڑکے کی طرف بعد بالغ ہونے کے بھی منتقل نہ ہوگا ولیکن غلام کی طرف
بعد آزاد ہونے کے منتقل ہوگا۔ اور اگر غلام مضاربت کے کام مین مر گیا یا لڑکا مضاربت کے کام مین قتل ہوا
حالانکہ دونون نے نفع حاصل کیا ہے تو غلام کا مالک رب المال سے غلام کی وہ قیمت لیگا جو رب المال کی
اجازت سے مضاربت کا کام شروع کرنے کے روز تھی پس جب رب المال نے یہ قیمت اُس کے مولی
کو دیدی تو بعد دینے کے اُسکا مالک ہو گیا پس جسقدر غلام نے مضاربت مین نفع اُٹھایا ہے وہ رب المال کا ہے
نہ مولی کا اور لڑکے کا حال یہ ہے کہ قاتل کی مددگار برادری پر دیت لازم آوے گی اور وارثان طفل کو یہ بھی اختیار ہے کہ
چاہین رب المال کی مددگار برادری سے دیت وصول کرین پھر رب المال کی مددگار برادری قاتل کی مددگار برادری
سے اسقدر دیت وصول کرے گی پھر وارثان طفل کو اس کے حصہ کا نفع دیا جاوے گا۔ یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر
مضارب نے شراب یا سور یا ام ولد یا مکاتب خریدا تو راس المال کا ضامن ہوگا خواہ اس کو علم ہو یا نہ ہو یہ محیط
سرخسی مین ہے۔ اور اگر مضارب نے بیع فاسد سے کوئی ایسی چیز خریدی جس کا قبضہ سے مالک ہو سکتا ہے۔
تو خلاف کرنیوالا قرار نہ دیا جائے گا اور خریدی چیز مضاربت مین رکھی جائے گی کیونکہ تصرف کا حکم عام ہے اسمین
صحیح و فاسد دونون داخل ہین یہ محیط مین ہے اور اگر ایسی کوئی چیز خریدی جسکے دام اسقدر زیادہ دیے کہ لوگ اندازہ مین
اتنا خسارہ برداشت نہین کرتے ہین تو مخالف ہوگا خواہ رب المال نے اس سے کہا ہو کہ اپنی راے سے عمل کرے
یا نہ کہا ہو۔ اور اگر مضارب کا مال اسقدر خسارہ سے فروخت کیا کہ لوگ اندازہ نہین کرتے ہین یا غیر متعارف
میعاد پر اُدھار دیا تو امام اعظم رح کے نزدیک جائز ہے بخلاف صاحبین رح کے قول کے یہ فتاوی قاضی خان مین ہے
مضارب نے کسی ایسے شخص کے ساتھ خرید و فروخت کی جس کی گواہی اسکے حق مین بسبب قرابت یا زوجیت کے یا
ملک کے نامقبول ہے جیسے مکاتب یا غلام مدیون پس اگر یہ خرید و فروخت بعوض مثل قیمت کے واقع ہوئی تو بالاجماع
جائز ہے اور اگر ایسی قیمت پر ہو کہ لوگ اسقدر خسارہ مثل قیمت سے کم اندازہ نہین کرتے ہین تو بالاجماع نہین جائز ہے اور
اگر اسقدر خسارہ ہو کہ لوگ اُٹھا سکتے ہین تو امام اعظم رح کے نزدیک نہین جائز ہے۔ اور صاحبین رح کے نزدیک

جائز ہے مگر مکاتب اور غلام مدیون کے ساتھ ان کے نزدیک بھی نہیں جائز ہے یہ محیط مین ہے۔ اگر مضارب نے ایسے شخص کے واسطے جس کی گواہی اس کے حق مین نامقبول ہے یا اپنے مکاتب کے واسطے یا اپنے غلام قرضدار یا غیر قرضدار کے واسطے مضاربت مین قرضہ کا اقرار کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک خاصۃً اسی کے مال مین لازم آوے گا مگر وہ قرضہ جو اُسنے مضاربت مین اپنے غلام غیر قرضدار کے واسطے اقرار کیا وہ اُسپر لازم نہ ہوگا۔ اور صاحبین رح کے نزدیک اُس کا اقرار ان سب کے واسطے جائز ہے مگر اپنے غلام یا مکاتب کے واسطے اگر اقرار کیا تو نہین جائز ہے یہ محیط سرخسی مین ہے اور یہ حکم اُس وقت ہے کہ مال مضاربت مین زیادتی نہو اور اگر زیادتی ہو تو اُس کا اقرار ان لوگون کے واسطے اُسکے حصہ مین جائز ہے یہ مضاربت جامع صغیر مین صریح مذکور ہے یہ محیط مین ہو اگر مضارب نے ہزار درم مضاربت سے ایک باندی خریدی اور اُسپر قبضہ کر لیا پھر اس کو ہزار درم کو فروخت کیا اور ہنوز لے سکے دام وصول نہ کیے تھے کہ اپنے واسطے اس کو پانچ سو درم کو خرید لیا تو جائز نہین۔ اسی طرح اگر رب المال نے اپنے لیے پانچ سو درم کو خریدی تو جائز نہین ہے۔ اسی طرح اگر مضارب نے اُسے دو ہزار کو بیچا۔ اور سواے ایک درم کے سب دام وصول کیے ہون اور پہلے ثمن سے کم پر مضارب یا رب المال نے اسے اپنے واسطے خریدا تو جائز نہین اسی طرح اگر دونون مین سے کسی کے بیٹے یا باپ یا غلام یا مکاتب نے اُسکو خریدا تو بھی امام اعظم رح کے نزدیک ناجائز ہے اور صاحبین رح کے نزدیک سواے مکاتب و غلام کے باقی لوگون کی خریداری جائز ہے۔ اور اگر مضارب نے اپنے رب المال کے بیٹے کو اسکے باپ نے لیے خریدنے کے واسطے وکیل کیا تو بھی جائز نہین ہے یہ امام اعظم رح کا قول ہو کہ نہ وکیل کے واسطے روا ہو نہ موکل مضارب کے واسطے اور اگر رب المال نے اپنے واسطے مضارب کو وکیل کیا یا مضارب نے اسکو وکیل تو کیا تو بھی جائز نہین ہے یہ مبسوط مین ہے۔ بشیر بن غیاث نے امام ابو یوسف رح سے روایت کی ہے کہ دو شخصون نے ایک ہزار درم آدھے کی مضاربت پر دیے اور اُسکو شرکت کرنے سے منع کر دیا پھر وہ تھیلی جس مین راس المال تھا پھٹ گئی اور اس کے درم مضارب کے درمون مین بدون فعل مضارب کے مل گئے تو اُسکو ان کی عوض خرید و فروخت کا اختیار ہے اور وہ ضامن نہ ہوگا اور شرکت دونون مین ثابت ہو گئی اور اسکو اختیار نہ ہوگا کہ کسی متاع کو ثمن سے خاص اپنے واسطے فروخت کرنے کا ارادہ کرے اور نہ اس کے ثمن سے کوئی شے خاص اپنے واسطے خرید کرے ولیکن اگر مال کے عوض کسی شے کے خریدنے سے پہلے اُسنے ہزار درم کو مضاربت کے لیے کوئی شے خریدی اور گواہ کر لیے پھر مال سے نقد دام دیدیے پھر اپنے واسطے کوئی شے ہزار درم کو خریدی اور مال سے دام دیدیے تو جائز ہے یہ محیط مین ہے۔ اگر مضارب نے مال مضاربت سے کوئی باندی خریدی پھر اُسکے بعد گواہ کیے کہ مین نے اس باندی کو اپنے واسطے بطور خرید مستقبل کے بعوض مثل اس مال کے یا نفع سے خریدا ہے اور رب المال نے خواہ اس کو اس کی راے پر عمل کرنے کی اجازت دی تھی یا نہین دی تھی تو اس کا اپنی ذات کے لیے خریدنا باطل ہے اور اُسکو اس سے وطی کرنا نہ چاہیے اور وہ باندی بحالہ مضاربت پر باقی رہیگی یہ مبسوط مین ہے۔ اور امام محمد رح کا یہ قول کہ اس نے گواہ کیے کہ مین نے اس باندی کو اپنے واسطے خریدا ہے دو صورتون کو محتمل ہے۔ ایک یہ کہ باندی جو مضاربت کی ہو اُسکو خود ہی اپنے واسطے اپنے سے بعوض ثمن اول کے یا بہ نفع یا بوضع خرید کرتا ہے اور دوسری یہ کہ باندی کو دوبارہ پہلے بائع سے اپنے واسطے بعوض ثمن اول کے یا نفع سے یا گھٹی سے خریدتا ہے پس اگر پہلی صورت مراد ہے تو خریدنا اسکی ناجائز ہے

خواہ مثل ثمن اول کے خریدے یا نفع سے یا کمی سے کیونکہ خرید و فروخت مین ایک ہی شخص دونون طرف سے عقد کرنے والا نہین ہو سکتا ہے سواے باپ کے کہ اس نے اگر مال صغیر خرید و فروخت کیا تو خود ہی خریدنے والا و بیع ہو سکتا ہے اس مین اتفاق ہے یا وصی کے کہ وہ بھی علی الاختلاف ایسا کر سکتا ہے اور اگر دوسری وجہ مراد ہے تو امام محمدؒ کے نزدیک تفصیل نہ کرتے مین یہ اشارہ ہے کہ یہ بھی جائز نہین ہے اور اگر مال مضاربت سے خریدنے کے وقت اُس نے گواہ کر لیے ہون کہ مین اپنے واسطے خریدتا ہون پس اگر رب المال نے اُسکو یہ اجازت دی ہے تو جائز ہے اور جو خریدی وہ اسی کی ہو گی اور جسقدر اس نے دام دیے ہین ان کا رب المال کے واسطے ضامن ہوگا اور اگر رب المال نے اس کو ایسی اجازت نہین دی ہے تو باندی مضاربت مین ہو گی مگر باندی خریدنے کے وقت اگر رب المال حاضر ہو اور اس سے اس نے کہدیا کہ مین اس کو اپنے واسطے خریدتا ہون تو ہو سکتا ہے یہ محیط مین ہے اور امام محمدؒ نے زیادات نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے دوسرے سے کہا کہ یہ ہزار درم مضاربت مین لے اور مضارب نے لے لیے اور ایک باندی ہزار درم مین مضاربت کے لیے خریدی اور کھرے درم قرار دیے گئے جیسا کہ مطلق درم کہنے کا بیع مین حکم ہوتا ہے پھر اس نے مضاربت کے درم دیکھے تو نبہرہ یا زیوف پائے پس اگر لینے و دینے کے وقت دونون کو اس مشار الیہ کا علم نہ ہوا یا ایک کو معلوم ہوا اور دوسرے کو معلوم نہ ہوا یا دونون کو معلوم ہوا مگر ایک کو دوسرے کے معلوم ہونے کی خبر نہین ہے تو خرید مضاربت مین جائز ہے پھر اگر مضارب نے باندی کے بائع کو وہی درم دیے اور اس نے چشم پوشی کر کے لے لیے تو مضارب رب المال سے کچھ نہین لے سکتا ہے اور راس المال وہی زیوف درم قرار دیے جائین گے اور اگر بائع نے چشم پوشی نہ کی اور مضارب کو واپس دیے تو مضارب رب المال کو واپس دیکر اس سے کھرے لیگا۔ اور راس المال مین کھرے درم قرار پاوین گے۔ پس اگر مضارب نے خریدنے سے پہلے درمون کو دیکھا اور معلوم کیا کہ یہ زیوف ہین پھر اس طور سے باندی خریدی تو یہ خرید مضارب ہی پر نافذ ہو گی اور راس المال مین زیوف درم قرار دیے جاوین گے۔ اور اگر وہ دراہم جنکو مضارب نے اپنے قبضہ مین لیا ہے ستوق یا رصاص ہون اور مضارب نے کھرے ہزار درم کو ایک باندی خریدی تو تینون صورتون مین جو ہم نے ذکر کی ہین کسی صورت مین مضاربت کی نہ ہو گی رب المال کی ہو گی اور مضارب کو جیسے اس کام کی مزدوری ہوتی ہے وہ ملیگی۔ اور اگر مضاربت کے درم کھرے ہون ولیکن جسقدر رکھے گئے تھے اس سے کم ہون مثلاً پانچ ہی سو ہون اور مضارب نے ہزار درم کو باندی خریدی تو تینون صورتون مین آدھی باندی مضاربت کی ہو گی اور آدھی رب المال کو دیجاویگی۔ پھر اگر اس باندی کو مضارب نے فروخت کر کے نفع اُٹھایا تو آدھے دام رب المال کے ہون گے اور باقی آدھے مین سے اپنا پورا راس المال نکال لیگا باقی نفع رہجاویگا کہ دونون کو موافق شرط کے تقسیم ہو گا۔ اور جو کچھ مضارب نے رب المال کو خرید دیا ہے یعنے آدھی باندی اس مین مضارب کو اجر المثل نہ ملیگا۔ اور اگر مضارب و رب المال دونون جانتے تھے کہ دراہم زیوف یا ستوق ہین یا کم ہین اور ہر ایک دوسرے کے آگاہ ہونے کو بھی جانتا تھا تو مضاربت ہی مشار الیہ سے متعلق ہو گی پس اگر درم زیوف یا نبہرہ ہون اور اس کے عوض باندی خریدی تو خرید مضاربت کے واسطے ہو گی اور اگر کھرے درمون سے خریدے تو اپنے واسطے خریدنے والا شمار ہو گا۔ اور اگر دراہم ستوق یا رصاص ہون اور ان کے عوض کوئی شے خریدی تو وہ رب المال کی ہو گی اور مضارب کو ایسی چیز خریدنے کی مزدوری

لیگی اور دراہم کم ہوں تو جسقدر پر قبضہ کیا ہے اُسی پر مضاربت رہیگی حتی کہ اگر پانچ سو پر قبضہ کیا ہے اور خریدی ہزار درم کو تو آدھی باندی مضاربت اور آدھی باندی مضارب کی رہیگی یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر مضارب نے مال سے کوئی متاع خریدی خواہ اس مین زیادتی ہے یا نہین ہے اور رب المال نے اُس کو فروخت کرنا چاہا اور مضارب نے انکار کیا اور نفع ملنے تک روکنا چاہا تو مضارب اس کی بیع پر مجبور کیا جاویگا ولیکن اگر چاہے کہ رب المال کو دیدے تو ہو سکتا ہے پس اس سے کہا جاویگا کہ اگر روکنا منظور ہے تو رب المال کا مال دیدے اور اگر اس مین نفع ہو تو کہا جائیگا کہ راس المال اور اُسکا حصہ نفع اُسکو دیدے اور متاع تجھے سپرد کردیجائے گی یہ بدائع مین ہے۔ اور رب المال کو اختیار نہین ہے کہ اس سے انکار کرے یہ مبسوط مین ہے اگر مضارب نے مال سے کوئی متاع خریدے پھر مضارب نے کہا کہ مین اسے روک رکھون گا جب تک مجھے نفع کثیر حاصل نہو اور رب المال نے اُسے فروخت کرنا چاہا تو اس کی دو صورتین ہین یا تو مال مضاربت مین زیادتی ہوگی یا نہو گی اور دونون صورتون مین بدون رب المال کی رضامندی کے مضارب کو متاع روکنے کا اختیار نہین ہے ولیکن اگر رب المال کو اسکا راس المال درصورت عدم زیادتی کے یا راس المال مع حصہ نفع کے درصورت زیادتی کے دیدے تو روک سکتا ہے اور اگر اس نے رب المال کو یہ نہ دیا اور اسکو روکنے کا حق حاصل نہوا تو آیا بیع کے واسطے مجبور کیا جائیگا پس اگر مال مین زیادتی ہو تو بیع کے واسطے مجبور کیا جائیگا ولیکن اگر رب المال سے کہے کہ مین تجھے تیرا راس المال اور تیرا حصہ نفع دیدے دیتا ہون درصورتیکہ مال مین زیادتی ہے یا فقط تیرا راس المال دیدے دیتا ہون درصورتیکہ زیادتی نہین ہے اور اُس کو اختیار کرے تو بیع کرنے پر مجبور نہ کیا جائیگا اور رب المال اس کے قبول کرنے پر مجبور کیا جائے گا۔ اور اگر مال مین زیادتی نہو تو بیع پر مجبور نہ کیا جاوے گا۔ اور رب المال سے کہا جائے گا کہ تمام متاع خالص تیری ملک ہے پس یا تو تو اُس کو بعوض اپنے راس المال کے لے لے یا اس کو فروخت کردے تاکہ تجھے تیرا راس المال وصول ہو جاوے یہ محیط مین ہے۔ اور جو فعل مضارب کو مثل بیع و شراء و اجارہ و بضاعت وغیرہ کے مضاربت صحیحہ مین جائز ہے وہی مضاربت فاسدہ مین جائز ہے اور مضارب پر ضمان نہین ہے اسی طرح اگر اس سے کہدیا کہ اپنی راے سے عمل کر تو جو افعال اس کو مضاربت صحیحہ مین جائز ہو جاتے تھے وہی جائز ہو جاوینگے کذا فی الفصول العمادیہ۔

پانچوان باب

دو شخصون کو مال مضاربت دینے کے بیان مین۔ اگر ایک شخص نے دو شخصون کو ہزار درم آدھے کی مضاربت پر دیے پس اس کے عوض ایک غلام جو دو ہزار کی قیمت کا ہے دونون نے خریدا اور قبضہ کر لیا پھر اُسکو ایک نے بدون دوسرے کی اجازت کے ایک عرض کے بدلے جو ہزار کی قیمت کا ہے فروخت کیا اور رب المال نے اُسکی اجازت دیدی تو یہ جائز ہے اور مضارب عاقل پر دو ہزار درم غلام کی قیمت واجب ہوگی۔ ایک ہزار اُن مین سے رب المال اپنے راس المال مین لے لیگا اور دوسرا ہزار نفع مین ہے کہ اس کا آدھا رب المال لیگا اور باقی آدھا دونون مین برابر تقسیم ہوگا۔ پس حصہ عامل یعنے چہارم ہزار درم کی طرح دیگر باقی اُسکو ڈانڈ بھرنی پڑے گی اور دوسرے مضارب کا حق رب المال کے حق کا تابع ہے۔ پس اس کے حق کی وجہ سے اُس کے ایک حصہ مین اجازت رب المال کی ممنوع نہ ہوگی یعنی نافذ ہو جائے گی۔ اور اگر مضارب نے وہ غلام دو ہزار درم کو بیچا اور رب المال نے اجازت دیدی تو دونون مضاربون پر جائز ہے۔ اور بائع پر ضمان نہ ہوگی اور مشتری عـ

مضارب ۱۲

دو ہزار لیے جاوین گے اور وہ دونون ہزار مضاربت مین رکھے جاوین گے گویا دونون نے اس کو فروخت کیا ہے۔ اور اگر مضارب
نے وہ غلام دو ہزار سے کم کو فروخت کیا خواہ کمی اسقدر ہے کہ قلیل ہے یا کثیر ہے مگر ایسی کہ لوگ برداشت کرجاتے ہین۔ اور
رب المال نے اجازت دیدی تو اس کی اجازت باطل ہے اور اگر رب المال نے خود ہی فروخت کیا اور ایک مضارب نے
اجازت دیدی پس اگر اس نے مثل قیمت پر فروخت کیا ہے تو جائز ہے اور اگر قیمت سے کم پر تھوڑی کمی یا بہت کمی سے
فروخت کیا تو جائز نہین ہے جب تک کہ دونون مضارب اس کی اجازت نہ دین اور اگر ایک مضارب نے کسی ثمن کے
عوض جو ہمنے ذکر کیے ہین فروخت کیا اور دوسرے مضارب نے اجازت دیدی اور رب المال نے اجازت
نہ دی تو جائز ہے بشرطیکہ اس کو اسقدر کمی سے بیچا ہو کہ لوگ اسقدر خسارہ برداشت کرلیتے ہین اور اگر اسقدر
خسارہ ہو کہ لوگ نہین اُٹھاتے ہین تو صاحبین رح کے نزدیک نہین جائز ہے اور امام اعظم رح کے نزدیک جائز ہے
بمنزلہ اس کے کہ گویا دونون نے اس کو فروخت کیا ہے یہ مبسوط مین ہے۔ اگر دو شخصون کو ہزار درم آدھے کی مضاربت
پر دئے اور یہ کہا کہ دونون اپنی راے سے کام کرنا یا نہ کہا تو ایک شخص تنہا خرید و فروخت نہین کرسکتا ہے
پس اگر ایک شخص نے آدھے مال مین بدون دوسرے کے حکم کے تصرف کیا تو وہ اس نصف کا ضامن ہوگا
کذافی محیط السرخسی۔ اور جو کہ اس کے تصرف سے نفع حاصل ہوا وہ اس کا ہے ولیکن اس نفع کو صدقہ کردے کیونکہ
حرام سبب سے حاصل ہوا ہے یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر اس صورت مین ایک نے باجازت دوسرے کے کام کیا تو ضامن
نہ ہوگا اور رب المال اپنا راس المال ہر ایک سے نصف نصف لیگا اور جسقدر عامل کے پاس نفع رہا وہ دونون عاملون
اور رب المال مین موافق شرط کے تقسیم ہوگا۔ اور اگر وہ مال جو مضارب مخالف پر تھا ڈوب گیا یعنی تلف ہوا تو اپنا
سب راس المال مضارب موافق سے وصول کریگا اور اگر کچھ باقی نفع رہگیا تو اس مین سے رب المال آدھا لیگا
اور باقی چوتھائی مین جو مخالف کا حصہ ہے نکالا کیا جائیگا کہ اگر اُسی قدر ہے جسقدر مضارب مخالف پر ڈوبا ہے تو اس مین
محسوب کرلیا جائیگا اور اگر یہ چوتھائی اس سے زیادہ ہے جسقدر اسپر ہے تو جسقدر اسپر ہے وہ اُسمین سے محسوب کرکے باقی اُسکو دیا جاویگا تا آنکہ
اس کے تمام حصہ نفع تک پورا ہوجاوے اور اگر یہ تہائی اس سے کم ہو جسقدر اس پر ہے تو اس نفع کی مقدار تک
اُس سے محسوب کرلیا جاویگا اور جو اسپر باقی رہا اس کو وہ وقت فراخ دستی کے ادا کرے اور اُسکی یعنے مسئلہ مذکورہ کی
مثال یہ ہے کہ راس المال ہزار درم ہے اور مضارب موافق کے پاس ڈیڑھ ہزار درم مین ہزار درم نفع کے ہین اور پانچسو
درم راس المال کے ہین اور پانچ سو درم راس المال کے مضارب مخالف پر قرضہ ہین پس رب المال اپنے راس المال
مین ہزار درم لے لیگا اور مضارب موافق کے پاس پانچسو درم رہجاوینگے یہ نفع ہین ان کو پانچسو درم کے ساتھ
جو مضارب مخالف پر قرض ہین ملایا جاوے پس ہزار درم نفع ہوگئے اس کے چار حصہ کئے جاوین دو حصہ رب المال کو
ملینگے اور ایک حصہ مضارب موافق کو اور باقی ایک حصہ مضارب مخالف کا رہا پس معلوم ہوا کہ مضارب مخالف کا حصہ
نفع ڈھائی سو درم ہین اور قرضہ کے اُسپر پانچسو درم ہین پس یہ دو سو پچاس درم اسکے نفع کے اُسمین محسوب کرلیے جاوینگے اور
اُسپر ڈھائی سو درم قرضہ باقی رہین گے وہ اُس سے جب آسودہ حال ہوجاوے تو وصول کرلیے جاوینگے اور اگر مضارب موافق
کے پاس دو ہزار پانچسو درم ہون پس رب المال کے ہزار درم دیگر باقی ہین پانچ سو درم جو مضارب مخالف پر ہین ملانے سے کل
دو ہزار درم نفع کے ہوے اس مین سے موافق تقسیم کے مخالف مضارب کا چوتھائی نفع پانچ سو درم ہوے اور یہ اسی قدر ہین جتنے

اُسپر قرضہ ہین پس اس کو کچھ واپس دینا نہ پڑے گا۔ اور اگر مضارب موافق کے پاس تین ہزار درم ہون تو رب المال کا
راس المال دینے کے بعد جو کچھ مضارب مخالف پر قرضہ ہے وہ ملانے سے دو ہزار پانچ سو درم نفع کے ہوئے اس مین سے
مخالف کا چوتھائی حصہ یعنی چھ سو پچیس درم ہوئے پس اس مین سے اسقدر جو اُسپر ہے یعنے پانچ سو درم نکال لینے کے بعد
ایک سو پچیس درم باقی رہے وہ اُسکو واپس کر دیے جاوین گے اور یہی اس کا تمام حصہ ہے اور باقی نفع رب المال اور
مضارب موافق کے درمیان تین حصون مین موافق ان کے حصہ کے تقسیم ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے اور اگر مضارب مخالف
کا مقبوضہ تلف نہ ہوا بلکہ اس عامل کا مقبوضہ تلف ہوا جس نے دوسرے کے حکم سے کام کیا ہے تو رب المال اُس مضارب
مخالف سے نصف راس المال کی ضمان لے گا اس کے سوا اس سے کچھ نہ لے گا اور اگر دونون مضاربون نے ہزار درم
مضاربت پر قبضہ کرنے کے بعد اس کو باہم برابر تقسیم کر لیا پھر ایک نے نصف سے ایک غلام خریدا پھر دوسرے نے اُسکے
خرید کی اجازت دی تو اس کی اجازت سے وہ غلام مضاربت مین سے نہ ہوگا اور اگر دونون نے ایک غلام ہزار درم
کو خریدا پھر ایک نے اس کو کسی ثمن معلوم کے عوض بیچا اور دوسرے نے اجازت دی تو جائز ہے۔ اسی طرح اگر رب المال
نے اجازت دیدی تو جائز ہے۔ یہ مبسوط مین ہے۔ ایک غلام دونون نے خریدا پھر ایک نے اس کو بعوض کسی اسباب
یا باندی کے فروخت کیا اور دوسرے نے اجازت دیدی تو قیاساً جائز نہین ہے۔ اور استحساناً جائز ہے۔ اور اگر
دوسرے نے اجازت نہ دی یہان تک کہ بائع نے اس اسباب یا باندی پر قبضہ کر لیا اور اس کو ہزار درم کو
فروخت کیا پھر دوسرے نے اجازت دی تو جائز نہین ہے اور وہ غلام مضاربت مین واپس دلا یا جائیگا اور دونون
کے قبضہ مین رہے گا اور مضارب بائع کو اس اسباب یا باندی کی قیمت اس کے مالک کو دینی پڑے گی اور اس کا ثمن اُسکو
ملیگا اور اگر شریک نے غلام کے بعوض باندی یا اسباب کے بیچنے کی اجازت نہ دی مگر رب المال نے اجازت دی تو بیع
جائز ہو جاویگی اور غلام بیچنے والے کو غلام کی قیمت رب المال کو دینی پڑیگی اور جو اُس نے خریدا ہے وہ اسی کا ہوگا
اور مضاربت باطل ہو جاوے گی یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر ایک مضارب نے بدون دوسرے کی اجازت کے کیقدر
مال کسی شخص کو بضاعت مین دیا اور بضاعت لینے والے نے خرید و فروخت کی اور نفع یا نقصان اُٹھایا تو یہ نفع
و نقصان اُسی مضارب بضاعت دینے والے پر پڑے گا اور رب المال کو ضمان لینے مین اختیار ہے چاہے بضاعت
لینے والے سے لیوے اور وہ بضاعت دینے والے سے پھیر لیگا اور چاہے مضارب بضاعت دینے والے سے لے اور
وہ اپنے بضاعت لینے والے سے کچھ نہین لے سکتا ہے۔ اور اگر دونون مضاربون مین سے ہر ایک نے دوسرے کو اجازت
دیدی کہ جسقدر مال چاہے بضاعت مین دیوے پس ایک نے کسی کو بضاعت دی اور دوسرے نے دوسرے کو دی تو یہ
دونون پر اور رب المال پر بھی جائز ہے۔ اور اگر دونون مضاربون نے کوئی غلام کسی شخص کے ہاتھ فروخت کیا تو ہر ایک کو
اختیار ہے کہ مشتری سے آدھے دام وصول کرے اگرچہ اُسکے شریک نے اُسکو اجازت نہ دی ہو اور آدھے دام سے زیادہ
نہین لے سکتا ہے الا اس صورت مین کہ شریک اُسکا اجازت دیوے پس اگر اجازت دیدی تو آدھے سے زیادہ وصول کر لینا جائز
ہے اور اگر رب المال نے مضاربت دیتے وقت دونون سے کہہ دیا تھا کہ یہ مال بضاعت مین نہ دینا پھر دونون نے بضاعت
مین دیا تو دونون ضامن ہون گے۔ اور اگر دونون نے رب المال کو بضاعت مین دیا تو یہ مضاربت پر قرار
دیگر جائز ہوگا کذافی المبسوط

چھٹا باب

مضارب پر شرطین قائم کرنے کے بیان مین اصل یہ ہے کہ رب المال نے جب مضاربت مین مضارب پر کوئی شرط قائم کی پس اگر ایسی شرط ہو کہ اس مین رب المال کا فائدہ ہو تو مضارب کو اُسکی نگاہداشت ضروری ہے اور اُسکا وفا کرنا واجب ہے اور اگر وفا نہ کی تو مخالف اور عامل بلا اجازت قرار دیا جاویگا اور اگر نہین رب المال کا کوئی فائدہ نہین ہے تو صحیح نہین اور مثل کالعدم سکوت عنہ کے قرار دیجاویگی کذا فی المحیط اور اگر رب المال نے مضارب کے واسطے مال مین تصرف کرنے کی خصوصیت کسی شہر خاص یا کسی متاع خاص کیساتھ کردی تو مضاربت اُسی کے ساتھ مقید ہوگی اور مضارب کو اُس سے تجاوز کرنا روا نہین اسی طرح ایسے شخص کو بضاعت بھی نہین دے سکتا ہے جو اس کو اُس شہر سے باہر لیجاوے۔ پس اگر مضارب اس کو اس شہر سے باہر لے گیا اور دوسرے شہر مین جاکر خرید و فروخت کی تو ضامن ہوگا اور یہ اسی کے واسطے ہوگا اور نفع بھی اسی کا ہوگا۔ اور نقصان بھی اسی پر پڑے گا۔ اور اگر کوئی چیز خرید و فروخت نہ کی حتی کہ واپس کرکے اسی شہر مین جو معین کیا ہے لے آیا تو ضمان سے بری ہوگیا۔ اور وہ مال مضاربت مین بحالہ ہوگیا۔ اسی طرح اگر کسی قدر مال سے اسی شہر مشروط مین خریدی اور باقی کو جو باہر لے گیا تھا واپس کر لایا تو سب مضاربت مین قرار دیا جاوے گا یہ کافی مین ہے۔ اور اگر آدھے مال سے کوفہ مین نہ خریدا حالانکہ کوفہ رب المال نے معین کیا تھا بلکہ کوفہ سے خارج خریدی اور باقی آدھے مال سے واپس لاکر کوفہ مین خرید و فروخت کی تو جسقدر کوفہ سے خارج خریدا اُسکا ضامن ہے اور اس کا نفع اسی کا اور گھٹی اسی پر پڑیگی اور جسقدر سے واپس لاکر کوفہ مین خرید و فروخت کی ہے وہ مضاربت مین ہوگا۔ اور اصل مین ہے کہ مضارب اس صورت مین امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک مخالفت کا نفع سب صدقہ کردے گا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر یہ شرط کی کہ کوفہ کے بازار مین مضاربت کرے اس نے دوسری جگہ کام کیا تو استحساناً جائز ہے اور اگر اسطرح کہا کہ سوائے بازار کوفہ کے کہین مضاربت نہ کرے اور اُسنے دوسری جگہ کام کیا تو ضامن ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ جن الفاظ سے تقیید ہوجاتی ہے یعنے کسی جگہ کام کرنا خاص مقید ہوجاتا ہے یہ ہین کہ مین نے تجھے مال مضاربت مین دیا بشرطیکہ تو کوفہ مین کام کرے یا تاکہ تو کوفہ مین کام کرے یا پس اس کے ساتھ کوفہ مین مضاربت کر یا یون کہا کہ کوفہ مین آدھے کی مضاربت پر مین نے تجھے مال دیا تو ان صورتون مین خاص کوفہ ہی مین کام کرسکتا ہے غیر جگہ نہین سکتا ہے اور جو الفاظ اس معنی کو مفید نہین ہین وہ اس طرح ہین کہ مین نے تجھے مضاربت مین مال دیا اور تو کوفہ مین کریا تو کوفہ مین کام کر پس اس سے خصوصیت منحصر کوفہ پر نہین ثابت ہوتی ہے۔ اور ضابطہ یہ ہے کہ اگر اس کے مضاربت کیساتھ ایسا لفظ ذکر کیا جو مبتدا نہین ہوسکتا ہے بلکہ کلام سابق پر مبنی کیا جاسکتا ہے تو اس صورت مین کلام سابق سے متعلق و مبنی کیا جاویگا جیسا کہ پہلے الفاظ مین ہے کہ اس مین مضاربت کے ساتھ کوفہ مین کام کرنا مقید ہے مبتدا نہین قرار دیا جاسکتا ہے اور یہ زبان اُردو کے قواعد مین جاری ہے۔ اور اگر ایسا نہو بلکہ جو لفظ اُسنے قید کے واسطے ذکر کیا ہے وہ ایسا ہو کہ مبتدا ہوسکتا ہے تو اس کو مبتدا قرار دینگے جیسے کہ دوسرے الفاظ مین ظاہر ہے پس یہ کلام زائد بطور مشورہ کے قرار دیا جاویگا اور مضارب کو اختیار ہوگا کہ کوفہ مین یا غیر جگہ کام کرے یہ کافی مین ہے مگر مترجم نے اپنی زبان کے موافق تشریح کی ہے قدوری مین ہے کہ اگر مضارب کو ہزار درم دیے اور یہ کہا کہ یہ ہزار درم آدھے کی مضاربت پر اس شرط سے ہے کہ تو اس سے طعام خریدے تو یہ قید یعنے طعام کی صرف گیہون اور اس کے آٹے پر قرار دی جاوے گی اسی طرح اگر یون کہا

کہ یہ ہزار درم آدھے کی مضاربت پر لے پس اس سے طعام خرید کر تو بھی ایسا ہی ہے یا کہا کہ یہ ہزار درم آدھے کی مضاربت پر لے تاکہ اُس سے طعام خریدے یا کہا کہ طعام کی مضاربت مین لے تو ان سب سے مضاربت طعام کے ساتھ مقید ہوگی حتی کہ اگر اُس نے طعام کے سوا کوئی اور چیز خریدی تو مخالف اور ضامن ہوگا۔ اور اس کو اختیار رہے کہ طعام خواہ شہر مین خریدے یا دوسری جگہ خریدے اور طعام مین بضاعت دے کیونکہ تخصیص صرف طعام کی ثابت ہوئی ہے اور باقی خریدنے کی جگہ وغیرہ سب عام رہیگی اور اگر یون کہا کہ یہ ہزار درم لے اور اس سے طعام خرید تو اس کو اختیار ہے کہ چاہے آٹا گیہون کا اور گیہون خریدے یا اور کوئی چیز خریدے اور اُس کا یہ کہنا کہ اس سے طعام خرید بطور مشورہ کے قرار دیا جاے گا یہ محیط مین ہے۔ **قال المترجم** طعام کے لفظ سے گیہون اور اس کے آٹے کی خصوصیت ہونا باعتبار اطلاق اہل کوفہ کے ہے اور ہماری زبان مین اگر اس لفظ کو استعمال کیا تو یہ خصوصیت نہ ہوگی بلکہ میرا گمان ہے کہ گیہون یا اس کا آٹا خصوصاً مراد نہ ہو کیونکہ طعام سے اگر اناج کہا جائے گا تو سب قسم کے اناج کو شامل ہے اور اگر مطعوم فی الحال مراد ہے تو ہر چیز جو کھائی جاے اور از قسم طعام ہو وہ مراد ہوگی واللہ اعلم اور بعض مشائخ نے اس لفظ طعام کو اپنی زبان فارسی مین ان معنی سے منحرف کر کے تصریح کردی ہے کہ ہماری زبان مین اس سے گیہون واُس کا آٹا مراد نہ ہوگا۔ فاحفظہ۔ اگر اُس کو ہزار درم اس شرط سے دیے کہ مضاربت مین خاصتہ طعام خریدے تو اس کو اختیار ہے کہ جب خاصتہً طعام کے واسطے نکلے تو اپنے واسطے کوئی ٹٹو کرایہ کر لے جیسا کہ طعام کے واسطے کرایہ کریگا اور یہ بھی اس کو اختیار ہے کہ کوئی ٹٹو اپنے سفر کے واسطے خریدے جیسا کہ تاجر لوگ کیا کرتے ہین اور بھی اسکو اختیار ہے کہ اگر کرایہ مین نہ پا دے تو طعام لادنے کے واسطے باربرداری خریدے بلکہ خرید لینا کرایہ کرنے سے زیادہ موافق ہے یہ مبسوط مین ہے۔ اور طعام لادنے کے واسطے کشتی نہ خریدے الا اس ملک مین جہان تاجرون کی ایسی عادت ہو پس اگر مضاربت علی العموم ہے تو کشتی خریدنا بھی جائز ہے یہ محیط سرخسی مین ہے اور اس کو اختیار ہے کہ بعض مال سے کوئی ایسا بیت خریدے کہ جس مین طعام کی حفاظت کرے اور اس مین فروخت کرے یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر رقیق مین مضاربت کے واسطے اس کو ہزار درم دیے تو سوائے رقیق کے اور کوئی چیز نہین خرید کر سکتا ہے ہان اسکو اختیار ہے کہ اُسی شہر مین جس مین مال دیا ہے رقیق خریدے یا دوسرے شہر مین خریدے اور اس کو رقیق مین بضاعت دینے کا بھی اختیار ہے اور اس کو رقیق لادنے کے واسطے ٹٹو کرایہ لینے بھی جائز ہین اور یہ بھی اختیار ہے کہ رقیقون کے واسطے کھانا کپڑا اس مال سے خرید دے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر مضاربت مین یہ شرط لگائی کہ فلان شخص سے خریدے اور اسی کے ہاتھ فروخت کرے تو تقیید صحیح ہے اور اسکے سوا دوسرے سے خرید و فروخت نہین کر سکتا ہے یہ کافی مین ہے اور اگر اسکو اس شرط سے مضاربت مین مال دیا کہ اہل کوفہ سے خرید و فروخت کرے تو اُسنے کوفہ مین ایسے شخص سے خرید و فروخت کی جو کوفی نہین ہے تو جائز ہے اسیطرح اگر اسکو بیع صرف کے واسطے اس شرط سے مال مضاربت دیا کہ صرافون سے خرید و فروخت کرے تو اُسکو غیر صرافون سے بھی خرید و فروخت کا اختیار ہے یہ مبسوط مین ہے اور اگر عقد مضاربت کے واسطے کوئی وقت معین کر دیا تو مضاربت اسی وقت تک مقید ہوگی حتی کہ اسوقت کے گذر جانے سے مضاربت باطل ہو جائیگی یہ کافی مین ہے۔ اور اگر کسی کو مضاربت مین ہزار درم اس شرط سے دیے کہ نقدی سے خریدے اور نقدی سے فروخت کرے تو سوائے نقدی سے خرید و فروخت کرنے کے اس کو اختیار

نہین ہے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر اُسکو حکم کیا کہ اُدھار بیچے اور نقد نہ بیچے اور اس نے نقدی سے بیچا تو جائز ہے اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ اُسوقت ہے کہ اس نے نقد سے اس کے مثل پر قیمت پر یا زیادہ پر بیچا ہو یا جسقدر اس سے ثمن بیان کیا ہے اس کے مثل پر فروخت کیا ہو اور اگر اس سے کم کو نقد فروخت کیا تو وہ مخالف قرار دیا جائے گا یہ مبسوط مین ہے اور اگر کہا کہ اس کو ہزار سے زیادہ پر نہ بیچے اسنے زیادہ پر بیچا تو جائز ہے کیونکہ اس مین رب المال کی بہتری ہے کذا فی الحاوی اور اگر مضاربت پہلے مطلقہ ہو پھر بعد عقد مضاربت کے مضارب نے عمل کرتے پہلے یا اس کے عمل کرنے اور خرید و فروخت کرکے دام وصول کرکے مال نقدی یعنے درم و دینار ہو جانے کے بعد رب المال نے کوئی قید لگائی مثلاً کہا کہ ادھار نہ بیچے یا گیہون و اُسکا آٹا وغیرہ نہ خریدے یا فلان شخص سے نہ خریدے یا سفر نہ کرے تو یہ تخصیص جائز ہے اور اگر مضارب نے کام شروع کیا اور راس المال عروض ہو گیا پھر ایسی تخصیص کی تو صحیح نہین ہے۔ اور اگر اس کو سفر کرنے سے منع کر دیا تو موافق روایت کے مضاربت مطلقہ مین سفر جائز ہے اور اگر مال عروض ہو گیا ہو تو منع کرنا صحیح نہین ہے یہ فتاوی قاضی خان مین ہے اور جب اس نے تھوڑے مال سے کوئی چیز خریدی پھر رب المال نے کہا کہ اس مال سے سوائے گیہون کی تجارت کے کوئی کام نہ کرے تو باقی مال سے اُسکو سوائے گیہون کی مضاربت کے کوئی کام کرنا جائز نہین ہے اور جب اس شے کو فروخت کیا اور نقد دام آئے تو اُنسے بھی سوائے گیہون کے کچھ نہین خرید سکتا ہے یہ حاوی مین ہے اگر کسی کو مال مضاربت اس شرط سے دیا کہ اس سے ثیاب خرید و فروخت کرے پس ثیاب بنی آدم کے ملبوس کا اسم جنس ہے یعنے جامہ جو بنی آدم پہنتے ہین تو اُسکو اختیار ہے کہ اس مال سے خز و حریر و قز و سوت کے کپڑے و کتان و چادرین و طیلسان و اخفیات وغیرہ ایسے کپڑے خریدے اور اسکو یہ اختیار نہین ہے کہ پلاس و پردے و انماط و تکیہ و خیمہ ابرے وغیرہ ایسے کپڑے خریدے۔ اور اگر اس شرط سے دیا کہ اس کے عوض ثیاب بز خریدے تو بز مین فقط روئی و کتان کے کپڑے شامل ہونگے اور اس کو حریر و خز و قز کی چادرین و طیلسان وغیرہ خریدنے کا اختیار نہ ہوگا کذا فی المبسوط

ساتوان باب

مضارب کے مال مضاربت غیر کو دینے کے بیان مین۔ اگر مضارب نے رب المال کی بلا اجازت دوسرے کو راس المال مضاربت کے واسطے دیا تو جب تک دوسرا اسمین تصرف نہ کرے مضارب دینے والا ضامن نہ ہوگا اور یہی ظاہر الروایۃ ہے یہ تبیین مین لکھا ہے پھر رب المال کو اختیار ہے چاہے اول سے اپنے راس المال کی ضمان لے یا دوسرے سے ضمان لے پس اگر اس نے اول سے ضمان لے لی تو اول و ثانی مین مضاربت صحیح ہوگی اور نفع دونون مین موافق شرط کے مشترک ہوگا اور اگر اس نے ثانی سے ضمان لی تو وہ اول کی طرف رجوع کریگا اور جس قدر اُسنے ضمان مین دیا ہے وہ اس سے لے لیگا اور اول و ثانی مین مضاربت صحیح ہوگی اور نفع دونون مین موافق شرط کے مشترک ہوگا اور وہ نفع ثانی کو حلال ہوگا اور اول کو حلال نہوگا یہ کافی مین ہے۔ اور اگر رب المال نے یہ اختیار کیا کہ جو نفع مضارب ثانی نے حاصل کیا ہے اُسمین سے اپنا اُسقدر حصہ جو پہلے مضارب سے شرط کیا تھا لے لے اور کسی سے دونون مین سے کچھ ضمان نہ لے تو یہ نہین کر سکتا ہے یہ مبسوط مین ہے اور یہ سب اسوقت ہے کہ دونون مضاربتین صحیح ہون کذا فی التبیین اور اگر مضاربت اولی فاسد ہو اور دوسری جائز ہو تو دونون سے کسی پر ضمان نہین ہے اور تمام نفع رب المال کو ملیگا اور پہلے مضارب کو اجر المثل ملیگا اور دوسرے مضارب کا پہلے مضارب پر نفع مشروط کے برابر لازم آوے گا۔ اور اگر پہلی مضاربت جائز اور دوسری فاسد ہو تو بھی کسی پر ضمان نہوگی اور

دوسرے کا اجر المثل پہلے اور پہلے کو موافق شرط کے نفع ملیگا اسیطرح اگر دونون مضاربتین فاسد ہون تو بھی کوئی ضامن نہوگا یہ حاوی مین ہے۔ اور اگر دوسرے مضارب نے مال تلف کر دیا یا کسی کو ہبہ کر دیا تو خاصۃً اسی پر ضمان ہوگی پہلے پر نہ آویگی کیونکہ اُس نے اُس فعل مین مضارب اول کی مخالفت کی یعنے ضمان اسی پر مقصود ہوگی بخلاف اسکے اگر اس نے مضاربت کا کام کیا ہو تو اس نے اول کے حکم کی فرمانبرداری کی اسی واسطے رب المال کو دونون مین سے ہر ایک سے ضمان لینے کا اختیار ہوتا ہے۔ یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر دوسرے مضارب کے کام شروع کرنے سے پہلے تمام مال اُسکے پاس سے کسی غاصب نے غصب کیا تو دونون مین سے کسی پر ضمان نہ آوے گی بلکہ ضمان خاصۃً غاصب پر آوے گی یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر دوسرے مضارب نے کسی تیسرے کو وہ مال بضاعت مین دیدیا وہ خرید و فروخت کرتا ہے تو رب المال کو اختیار ہے کہ تینون مین سے جس سے چاہے ضمان لیوے اور جو نفع ہو وہ دونون مضاربوں مین موافق شرط کے تقسیم ہوگا رب المال کو کچھ نہ ملیگا اور گھٹی پہلے مضارب پر پڑیگی پس اگر رب المال نے پہلے مضارب سے ضمان لے لی تو دوسری مضاربت صحیح ہو جاویگی اور اگر دوسرے مضارب سے ضمان لی تو وہ اول سے واپس لیگا۔ اور اگر مستبضع سے یعنے جسکے پاس بضاعت ہے اس سے ضمان لی تو وہ دوسرے سے لیگا اور دوسرا پہلے سے واپس لیگا یہ مبسوط مین ہے ایک شخص نے دوسرے کو مال مضاربت مین اس شرط سے دیا کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نفع رزق دے وہ ہم دونون مین مشترک ہوگا یا ہم دونون مین نصفا نصف ہوگا اور اُس سے کہدیا کہ اپنی راے سے اُسمین عمل کرے پس اول نے دوسرے مضارب کو تہائی نفع کی شرط سے دیدیا تو جائز ہے اور دوسرے کو تہائی نفع اور رب المال کو آدھا اور پہلے کو چھٹا حصہ نفع ملیگا۔ اور اگر پہلے مضارب نے دوسرے کے واسطے آدھے نفع کی شرط لگائی تو اُسکو آدھا نفع اور رب المال کو آدھا نفع ملیگا۔ اور پہلے مضارب کو کچھ نہ ملیگا۔ اور اگر پہلے مضارب نے دوسرے مضارب کے واسطے دو تہائی نفع کی شرط کی تو نفع رب المال اور دوسرے مضارب مین نصفا نصف تقسیم ہوگا اور پہلا مضارب دوسرے کو چھٹے حصے نفع کے مثل ڈانڈ دے گا۔ یہ فتاوے قاضی خان مین ہے اور اگر رب المال نے پہلے مضارب سے یون کہا کہ جو کچھ تو نے اس مین نفع حاصل کیا وہ ہم دونون مین آدھا آدھا ہوگا یا جو کچھ تجھے نفع یا زیادتی ملے۔ یا کہا کہ جو کچھ تو نے اُس مین حاصل کیا یا جو کچھ تجھے اللہ تعالے نے اس مین رزق دیا یا کہا کہ جو کچھ تجھے اس مین نفع پہونچا وہ ہم دونون مین نصفا نصف ہوگا اور اُس نے کہدیا کہ اپنی راے سے اس مین عمل کرے اس نے دوسرے کو آدھے یا دو تہائی یا پانچ چھٹے حصے کے نفع سے دیدیا تو سب جائز ہے اور دوسرے کو تمام وہ نفع جو اُسکے لیے شرط کیا ہے دیا جاوے گا اور باقی نفع پہلے اور رب المال کے درمیان برابر تقسیم ہوگا یہ مبسوط مین ہے۔ منتقی مین ہے کہ بشر بن الولید رح نے امام ابو یوسف رح سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کو ہزار درم آدھے کی مضاربت پر دیے اور حکم کیا کہ اپنی راے سے عمل کرے پس مضارب نے دوسرے کو مضاربت پر دیدیا اور کہا کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ رزق دے وہ ہمارے اور تیرے درمیان ہے پس آدھا نفع رب المال کا اور باقی آدھا دونون مضاربون مین برابر تقسیم ہوگا یہ محیط مین ہے اگر کسی شخص نے دوسرے کو ہزار درم مضاربت مین دیے اور کہا کہ اپنی راے سے عمل کرے اُسنے دوسرے کو مضاربت پر دیدیے اور کہدیا کہ اپنی رائے سے کام کرے تو دوسرے کو بھی اختیار ہے کہ تیسرے کو مضاربت پر دیدے اور دوسرا مضارب اس امر مین مثل اول کے ہوگا۔ کذا فی الذخیرہ۔ اور اگر اول نے دوسرے کو مضاربت پر دیا اور اس سے یہ نہ کہا کہ

اپنی راے سے عمل کرے تو دوسرا اس کو تیسرے کو مضاربت مین نہین دیسکتا ہے یہ محیط مین ہے اگر کسی شخص نے ایک شخص کو آدھے کی مضاربت پر مال دیا اور اس سے یہ نہ کہا کہ اپنی راے سے عمل کرے اس نے دوسرے کو تہائی کی مضاربت پر دیدیا اور یہ نہ کہا کہ اپنی راے سے عمل کرے اور دوسرے نے تیسرے کو چھٹے حصہ کی مضاربت پر دیدیا اس نے کام کیا اور نفع یا نقصان اُٹھایا تو پہلا مضارب ضمان سے بری ہے اور رب المال کو اختیار ہے کہ چاہے دوسرے سے اپنے راس المال کی ضمان لے یا تیسرے سے ضمان لے پس اگر اُسنے دوسرے سے ضمان لی تو وہ کسی سے نہین لے سکتا ہے۔ اور اگر تیسرے سے ضمان لی تو دوسرے سے واپس لے سکتا ہے اور نفع دونون کو موافق شرط کے تقسیم ہوگا۔ اور اگر پہلے مضارب نے دوسرے کو تہائی پر مال دیتے وقت کہدیا تھا کہ اپنی راے سے کام کرے پس دوسرے نے تیسرے کو چھٹے حصے کے نفع پر دیدیا اور اس نے نفع یا نقصان اُٹھایا تو رب المال کو تینون مین سے ہر ایک سے ضمان لینے کا اختیار ہے پس اگر تیسرے سے ضمان لی تو وہ دوسرے سے واپس لیگا اور دوسرا پہلے سے واپس لیگا۔ اور اگر دوسرے سے ضمان لی تو وہ پہلے سے واپس لیگا۔ اور اگر پہلے سے ضمان لی تو وہ کسی سے نہین لے سکتا ہے پھر جب پہلے مضارب کی ملک مستقر ہوگئی تو دوسری اور تیسری دونون مضاربتین صحیح ہوگئین اور گھٹی پہلے مضارب پر پڑے گی اور نفع تیسرے کو چھٹا حصہ اور دوسرے کو چھٹا حصہ اور پہلے کو دو تہائی ملیگا یہ مبسوط مین ہے اور مضارب کو اختیار ہے کہ دوسرے سے شرکت عنان کرے اور نفع دونون مین موافق شرط کے تقسیم ہوگا اور جب نفع دونون مین تقسیم ہوا تو مال مضاربت مع حصہ نفع مضارب کے ہوگا پس اس مین سے رب المال اپنا راس المال لے لیگا اور جو بڑھا وہ دونون مین شرکت مین ہوگا یہ بدائع مین ہے اور اگر مضارب اول نے مال کسی کو مضاربت پر اس شرط سے دیا کہ دوسرے کو نفع مین سے سو درم ملینگے اُسنے کام کیا پس نفع یا نقصان اُٹھایا یا کام کرنے کے بعد مال اُسپر ڈوب گیا تو رب المال کسی سے ضمان نہین لے سکتا ہے اور گھٹی اسی پر ہوگی اور مال کا ڈوب جانا یعنی ضائع ہونا بھی اسی پر ہوگا اور دوسرے کا اجر مثل پہلے مضارب پر ہوگا اور پہلا مضارب اُسکو رب المال سے واپس لیگا۔ اور اگر اسمین نفع ہو تو اولاً مال مین سے عامل کو اجر المثل دیا جاے گا پھر نفع رب المال اور مضارب اول مین موافق شرط کے تقسیم ہوگا اور اگر رب المال نے پہلے مضارب کے واسطے سو درم نفع کی شرط کی اور یہ نہ کہا کہ اپنی راے سے کام کرے پھر مضارب نے دوسرے کو آدھے کی مضاربت پر دیدیا اُس نے کام کیا تو گھٹی یا تلف ہونے کی صورت مین دونون مضاربون پر ضمان آویگی اور اس صورت مین اگر نفع حاصل ہو تو سب رب المال کا ہے اور رب المال پر پہلے مضارب کے واسطے اجر المثل اور پہلے مضارب پر دوسرے مضارب کے واسطے مثل نصف نفع کے جو اس کے خاص مال مین حاصل کیا ہے۔ واجب ہوگا کذا فی المبسوط

آٹھوان باب

مضاربت مین مرابحہ اور تولیہ کے بیان مین۔ اس مین دو فصلین ہین **فصل اول** مضارب کے رقم وغیرہ پر مرابحہ یا تولیہ سے فروخت کرنے کے بیان مین۔ **قال المترجم** یہ اصطلاحات کتاب البیوع مین گذر چکی ہین ولیکن اعادہ کیا جاتا ہے۔ مرابحہ وہ بیع کہ ثمن اول سے نفع پر فروخت کرے۔ اور تولیہ برابر ثمن اول کے فروخت کرے اور رقم تمیز دن کی نشانی جس سے حال ثمن کا معلوم ہو جس کو ہندی مین آنگھ بولتے ہین۔ فاحفظہ قال محمد رح فی الجامع صغیر اگر مضارب نے کوئی متاع کچھ خرچہ کے بعد مرابحہ سے فروخت کی تو

متاع کے لادنے وغیرہ مین جو کچھ خرچ کیا ہے اس کا حساب کرلے اور جو اس نے اپنے کھانے و کپڑے و تیل و سواری و کپڑے دھلائی و اشیائے ضروری مین خرچ کیا ہے اُس کو محسوب نہ کرے **قال المترجم** یعنی مثلاً کوئی متاع بصرے خرید لایا اور اس کی باربرداری مین دس درم خرچ ہوے اور ثمن متاع کا سو درم ہے اور اپنے سفر خرچ مین پانچ درم خرچ ہوے تو یون کہے کہ مجھے ایک سو دس درم مین پڑی ہے اس پر نفع قرار دے اور ایک سو پندرہ درم نہ کہے اور نہ اُسپر نفع لگا دے اور اصل فقہی اس باب مین یہ ہے کہ جس چیز سے مال عین مین **حقیقتہً** یا حکماً زیادتی ہو وہ راس المال کے معنی مین ہے پس وہ راس المال مین داخل کیجاوے گی اور جو ایسی نہین ہے وہ راس المال کے معنی مین نہین ہے پس وہ راس المال مین ملائی نہ جاوے گی اور جس جگہ ملانا صحیح ہو وہان مضارب کو چاہئیے کہ بیع مرابحہ کے وقت یون کہے کہ مجھے اتنے کو پڑی ہے تاکہ کذب سے بچے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر مضارب نے کوئی متاع ہزار درم کو خریدی اور اُسپر دو ہزار کی رقم ڈالدی پھر خریدار سے کہا کہ مین اس کو رقم پر مرابحہ سے بیچتا ہون پس اگر مشتری کو اس کی رقم بتلادے تو جائز ہے اس مین کچھ ڈر نہین ہے اور اگر مشتری کو رقم نہ معلوم ہوئی تو بیع فاسد ہے پھر جب اسکو معلوم ہوا کہ اس کی رقم اسقدر ہے تو مشتری کو خیار ہوگا چاہے اسکو لے یا چھوڑ دے اور اگر اس نے قبضہ کر لیا اور فروخت کردی پھر معلوم کیا کہ اسکی رقم اسقدر ہے اور راضی ہوگیا تو اسکی رضامندی باطل ہے اور اُسپر اُسکی قیمت واجب ہوگی۔ اور اس باب مین تولیہ مثل مرابحہ کے ہے۔ اگر مضارب نے اُس کو رقم پر تولیہ کے طور پر فروخت کیا اور مشتری نہین جانتا ہے کہ اس کی رقم کیا ہے پھر مضارب نے اس کے بعد دوسرے کے ہاتھ بطور بیع صحیح کے فروخت کیا تو جائز ہے بشرطیکہ اول نے قبضہ نہ کیا ہو اور اسی طرح اگر اول کو اُسکی رقم معلوم ہوئی اور وہ خاموش رہا قبول نہ کیا یہان تک کہ مضارب نے دوسرے کے ہاتھ بطور بیع صحیح کے فروخت کر دیا تو بھی بیع ثانی جائز ہے۔ اور اگر اول مشتری رقم معلوم کرنے کے بعد راضی ہوگیا پھر مضارب نے اس کو دوسرے کے ہاتھ بطور بیع صحیح کے فروخت کیا تو دوسری بیع باطل ہے۔ اور اگر اول مشتری نے ان صورتون مین مضارب سے لیکر متاع پر قبضہ کر لیا پھر مضارب نے دوسرے کے ہاتھ فروخت کیا تو بیع ثانی باطل ہوگی اور اگر مشتری اول نے بعد رقم جاننے کے بیع توڑدی تو بھی دوسری بیع جائز نہ ہو جاوے گی۔ اور اگر مضارب نے کوئی متاع ہزار درم کو خریدی پھر ایک شخص سے کہا کہ مین تیرے ہاتھ یہ متاع دو ہزار درم کو سو درم کے نفع سے فروخت کرتا ہون اور کچھ رقم وغیرہ کا نام نہ لیا اور اس شخص نے خریدی پھر اس کو معلوم ہوا کہ مضارب نے ہزار درم کو خریدی تھی تو بیع دو ہزار ایک سو درم کو لازم ہوگی اور جو فعل مضارب نے کیا اس مین کچھ ڈر نہین ہے۔ کذا فی المبسوط۔ اگر یون کہا کہ مین نے تیرے ہاتھ اس کو درم کے ساتھ ایک درم نفع لیکر بیچا تو اگر دس درم کو خریدی ہو تو بیس درم کی ہوئی اور اگر دس درم کی خریدی ہوئی پر ایک درم کے ساتھ دو درم نفع سے بیچی تو تیس درم کی ہوئی اور اگر کہا کہ دس درم کے ساتھ پانچ درم نفع سے بیچی تو پندرہ درم کی ہوئی ایسے ہی اگر ہر درم کے ساتھ نصف درم نفع سے کہا تو بھی پندرہ درم ہوے اور اگر یون کہا بیع العشرۃ خمسہ عشر یعنی دس درم کے ساتھ پندرہ درم نفع تو قیاساً پچیس درم ہوے۔ اور استحساناً پندرہ درم ہوے **قال المترجم** زبان اردو مین یون شائع ہے کہ دس درم کی چیز نفع کے ساتھ پندرہ درم کو بیچی اور مترجم کا گمان ہے کہ صورت مسئلہ مین شاید استحساناً حکم جو کتاب مین ہے جاری ہو واللہ اعلم بالصواب۔ اسی طرح اگر کہا بع العشرۃ

احد عشر و نصفا یعنی دس درم کی چیز نفع سے ساڑھے گیارہ کو تو نفع ڈیڑھ درم کا ہوگا اور کہا کہ بربح العشرۃ عشرۃ و خمستہ او خمستہ و عشرۃ دس درم کی چیز کے ساتھ دس و پانچ کا یا پانچ و دس کا نفع ہے تو دام پچیس درم ہونگے قلت یہ بھی بلحاظ ایک نوع کی عربی عبارت کے ہے فافہم۔ کذا فی المحیط السرخسی اگر مال مضاربت سے ایک کپڑا دس درم کو خرید ا اور اسکے پاس نقصان پاکر تین درم کا رہگیا پھر اس نے ہر درم پر ایک درم گھٹی کے ساتھ فروخت کیا تو دام پانچ درم ہون گے اور اگر ایک درم کے ساتھ دو درم کی گھٹی پر بیچا تو دام تین درم و تہائی درم ہون گے اور اگر فی درم نصف درم کی گھٹی کے ساتھ دیا تو دام چھ درم و دو تہائی درم ہون گے ایسے ہی اگر کہا کہ بوضیعۃ العشرۃ خمستہ عشر دس درم کے ساتھ گھٹی پندرہ درم کی تو بھی یہی حکم ہے اور اگر مضارب نے ایک غلام خرید ا اور اسپر قبضہ کر لیا پھر اُسکو ایک باندی کے عوض بیچا اور باندی پر قبضہ کر کے غلام دیدیا تو اُسکو اختیار نہین ہے کہ باندی کو مرابحہ یا تولیہ کے ساتھ فروخت کرے الا اُسی شخص کے ساتھ جسکی ملک مین غلام ہے۔ اور اگر وہ شخص جسنے غلام خریدا ہے اُسنے غلام دوسرے کے ہاتھ فروخت کیا یا اُسکو ہبہ کر کے اُسکو سپرد کر دیا پھر مضارب نے باندی کو مرابحہ یا تولیہ سے فروخت کیا تو جائز نہین ہے۔ اور اگر مضارب نے باندی مرابحہ یا تولیہ سے اس شخص کے ہاتھ بیچی جسکو غلام ہبہ کیا گیا ہے تو یہ جائز ہے اور اگر مضارب نے ایسے شخص کے ہاتھ جو غلام کا مالک نہین ہے باندی کو راس المال دس درم پر نفع لیکر فروخت کیا اور غلام کے مالک نے اجازت دیدی تو جائز ہے۔ پھر باندی مضارب کی طرف سے مشتری کی ملک ہوگی اور مضارب غلام لے لیگا اور جسنے اس سے باندی خریدی ہے مضارب دس درم اس سے لے لیگا اور غلام کا مولی مشتری سے قیمت غلام کی لیگا اگر مضارب کے قبضہ مین مضاربت کی باندی ہو اس نے بعوض غلام کے فروخت کر دی اور باہم قبضہ کر لیا پھر مضارب نے وہ غلام اُس مشتری کے ہاتھ جسنے باندی خریدی ہے دس کے گیارہ درم نفع کے حساب سے بیچا یعنے دس درم کی چیز پر ایک درم نفع کے حساب سے بیچا تو بیع فاسد ہے اور اگر اُسی کے ہاتھ دس کے ساتھ گیارہ کی گھٹی سے فروخت کی تو جائز ہے اور مشتری اس مضارب کو اس باندی کے گیارہ جزو کے دس جزو دیگا۔ اور اگر یون کہا کہ مین تیرے ہاتھ یہ غلام دس درم نفع سے بیچتا ہون تو جائز ہے اور مضارب وہ باندی اور دس درم لے لیگا اور اگر کہا کہ دس درم راس المال سے گھٹی سے بیچتا ہون تو بیع باطل ہوگی یہ مبسوط مین ہے۔ اگر راس المال ہزار نیشاپوری ہون اور اس سے ایک غلام خرید ا اور غلام ہزار مروزی کے عوض فروخت کیا اور کہا کہ مین نے اُسکو ہزار درم نیشاپوری کو خرید ا تھا اور تیرے ہاتھ سو درم نفع پر بیچتا ہون تو مشتری پر ہزار درم نیشاپوری اور سو درم مروزی واجب ہونگے اور اگر کہا کہ دس کے گیارہ نفع کے ساتھ بیچتا ہون یعنے اس حساب سے نفع لون گا تو ثمن اور نفع دونون نیشاپوری ہونگے اور اگر کہا کہ سو درم گھٹی سے بیچتا ہون تو یہ سو درم بھی نیشاپوری ہونگے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر کسی شخص کو مال مضاربت دیا اُسنے اس مال سے باندی خریدی اور قبضہ کر لیا اور اُسکو بعوض ایک غلام کے فروخت کیا اور باہم قبضہ کر لیا پھر مشتری کے پاس اُس باندی مین زیادتی ہو گئی یا بچہ جنی۔ پھر مضارب نے وہ غلام اس باندی کے مالک کے ہاتھ سو درم نفع سے بیچا حالانکہ اس کو باندی کے بچہ جنے کا حال معلوم نہین ہے پس اگر باندی مین بدن کی زیادتی ہو تو باندی اور سو درم لے لیگا۔ اور اگر بچہ کی زیادتی ہے تو مضارب کو اختیار ہے چاہے باندی و سو درم لے یا بیع توڑے اور بچہ نہین لے سکتا ہے۔ اور بیع تولیہ اس صورت مین مثل مرابحہ کے ہے۔ اور مضاربت کا مال ہزار درم ہو اور راس کم

عوض باندی خریدی اور اُسکو ڈیڑھ ہزار کو فروخت کیا پھر اس کو ایک ہزار کو خریدا تو صاحبین رحمہ کے نزدیک اُسکو ہزار کے مرابحہ پر فروخت کرے اور امام اعظم رحمہ کے نزدیک پانچ سو درم کے مرابحہ سے فروخت کرے یعنی نفع کا حساب پانچ سو درم سے کرے۔ اور اگر اسکو ہزار درم و ایک کر میانی گیہون سے فروخت کیا ہو یا ہزار درم و ایک دینار سے بیچا ہو پھر اُس کو ہزار درم مین خرید کیا تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک اُس کو مرابحہ سے فروخت نہ کرے اور اگر اُسکو سو دینار کو فروخت کیا ہو اور قیمت اُسکی ہزار درم سے زیادہ ہو پھر اُسکو ہزار درم کو خریدا تو امام اعظم رحمہ کے قیاس قول مین اُسکو مرابحہ سے فروخت نہ کرے۔ اور اگر مضارب نے دو باندی کسی کیلی یا وزنی چیز یا کسی عرض کے عوض کہ جس کی قیمت ہزار درم سے زیادہ ہے فروخت کی پھر اُس کو ہزار درم مین خریدا تو اُس کو ہزار پر نفع بیانت بمرابحہ فروخت کرنا جائز ہے یہ محیط مین ہے

فصل دوسری رب المال و مضارب سے خرید و فروخت مین مرابحہ کے بیان مین۔ اگر مضارب نے رب المال سے یا رب المال نے مضارب سے کوئی چیز خریدی اور اس کو مرابحہ سے فروخت کرنا چاہا تو ہر دو ثمن سے کمتر و نفع حصہ مضارب پر مرابحہ سے فروخت کر سکتا ہے یہ تاتارخانیہ مین اسبیجابی سے منقول ہے۔ اگر کسی کو ہزار درم مضاربت مین دیے اور رب المال نے ایک غلام پانچسو درم کو خریدا اور مضارب کے ہاتھ ہزار درم کو بیچا تو مضارب اسکو پانچ سو درم پر مرابحہ سے فروخت کر سکتا ہے ولیکن اگر اس خرید و فروخت کو جیسی واقع ہوئی ہے سب صاف بیان کر دے تو جس طرح چاہے فروخت کر سکتا ہے۔ کذا فی البدائع۔ اور اگر مضارب نے ایک غلام ہزار درم کو خریدا اور رب المال کے ہاتھ ایک ہزار دو سو درم کو فروخت کیا تو رب المال اس کو ایک ہزار ایک سو پر مرابحہ سے فروخت کر سکتا ہے کذا فی الکافی **قال المترجم** یہ اس وقت ہے کہ مضاربت آدھے پر ہو فافہم ۱۲ مہ۔ اور اگر رب المال نے ہزار کو ایک غلام لیا اور مضارب کے ہاتھ پانچ سو درم پر مال مضاربت سے فروخت کیا تو مضارب اس کو پانچ سو پر مرابحہ سے فروخت کر سکتا ہے یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر رب المال نے پانچ سو درم کو خریدا اور مضارب کے ہاتھ ایک ہزار ایک سو کو فروخت کیا تو وہ اُسکو پانچ سو پچاس پر مرابحہ سے فروخت کر سکتا ہے۔ اور اگر مضارب نے اُسکو چھ سو کو خریدا ہو تو مضارب اُسکو پانچ سو پر مرابحہ سے فروخت کرے اپنے ذاتی حصہ نفع کو محسوب نہ کرے گا تا وقتیکہ جو اس نے نقد دیا ہے ہزار سے زیادہ نہو اور جب زیادہ ہو تو اپنے ذاتی حصہ کو ہزار سے زیادہ پر محسوب کرے گا۔ اور اسی قیاس پر تمام مسائل جاری ہوتے ہین یہ حاوی مین ہے اور اگر رب المال نے اُسکو ہزار مین خریدا حالانکہ اُس کی قیمت دو ہزار ہے پھر اُسکو مضارب کے ہاتھ دو ہزار کو بیچا بعد ازانکہ مضارب ایک ہزار درم راس المال سے مضاربت کا کام شروع کر چکا ہے اور اس مین ایک ہزار کا نفع پا چکا ہے تو وہ اُسکو ایک ہزار پانچ سو پر مرابحہ سے فروخت کرے گا۔ اسی طرح اگر رب المال نے پانچ سو کو دو ہزار کی قیمت کا غلام خریدا اور مضارب کے ہاتھ دو ہزار کو بیچا تو وہ اُسکو ہزار پر مرابحہ سے فروخت کرے گا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر رب المال نے اُسکو ہزار مین خریدا اور قیمت بھی اُسکی ہزار ہے اور مضارب کے ہاتھ دو ہزار کو فروخت کیا تو مضارب اُسکو ہزار پر مرابحہ سے فروخت کرے اور اگر رب المال نے اس کو پانچ سو مین خریدا اور قیمت اسکی ایک ہزار ہے اور مضارب کے ہاتھ دو ہزار کو فروخت کیا تو مضارب اُسکو پانچ سو پر مرابحہ سے فروخت کرے گا یہ مبسوط مین ہے۔ اگر کوئی

لہ قولہ نفع کا حساب [illegible] یعنی [illegible] پانچسو درم [illegible] رب المال [illegible] مضارب [illegible] ۱۲

علہ قولہ [illegible] یعنی ہزار درم راس المال [illegible] نفع مضارب [illegible] ہزار پر فروخت کرے ۱۲ مہ

غلام ڈیڑھ ہزار کی قیمت کا ہوا اور رب المال نے اُسکو ہزار درم مین خریدا اور مضارب کے ہاتھ ہزار مین فروخت کیا تو مضارب اُسکو ایک ہزار دو سو پچاس پر مرابحہ سے فروخت کرسکتا ہے یہ محیط سرخسی مین ہے اور اگر رب المال نے اُسکو دو ہزار مین خریدا اور قیمت اُسکی ایک ہزار ہے اور مضارب کے ہاتھ اُسکو دو ہزار مین فروخت کیا تو مضارب اُسکو ہزار پر مرابحہ سے فروخت کرے یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر رب المال نے ڈیڑھ ہزار کا اسباب ایک ہزار مین خریدا اور مضارب کے ہاتھ ڈیڑھ ہزار مین فروخت کیا تو مضارب اُسکو ایک ہزار دو سو پچاس پر مرابحہ سے فروخت کرے گا ولیکن اگر صورت واقعہ کو ویسا ہی بیان کردے تو اختیار ہے جس طرح چاہے۔ فروخت کرے۔ کذا فی البدائع اور اگر رب المال بدون عوض کے کسی غلام کا مالک ہوا اور مضارب کے ہاتھ مضاربت کے ہزار درم پر فروخت کیا تو وہ اس کو مرابحہ سے فروخت نہ کرے تاوقتیکہ بیان نہ کردے مین نے اس کو رب المال سے خریدا ہے یہ مبسوط مین ہے۔ مضارب نے ہزار کی قیمت کا غلام پانچ سو درم مین خریدا اور رب المال کے ہاتھ ہزار کو بیچا تو وہ اس کو مرابحہ سے پانچ سو درم پر فروخت کرسکتا ہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر کسی کو ہزار درم آدھے کی مضاربت پر دیے اور مضارب نے اس سے غلام خریدا اور رب المال کے ہاتھ دو ہزار درم کو فروخت کیا تو رب المال اس کو ڈیڑھ ہزار پر مرابحہ سے فروخت کرے گا۔ اور اگر مضارب نے پانچ سو درم مضاربت سے غلام خریدا اور رب المال کے ہاتھ دو ہزار کو فروخت کیا تو وہ ڈیڑھ ہزار ثمن پر یعنی جسکے عوض مضارب نے خریدا ہے مع نفع مضاربت کے اُسپر مرابحہ سے فروخت کرے اور پانچ سو درم نفع رب المال کو طرح دیدے اور وہ پانچ سو درم بھی جس کے ساتھ ملاکر راس المال پورا ہوتا ہے۔ اور اگر مضاربت مین سے پانچ سو درم مضارب پاس رہے تو اس کا اس غلام کے ثمن مین حساب نہ کیا جاوے گا اور اس صورت مین غلام کی قیمت اس سے زیادہ ہونا یا کم ہونا دونون برابر ہین کچھ فرق نہین ہے یہ مبسوط مین ہے ایک غلام دو ہزار کی قیمت کا مضارب نے ہزار کو خریدا اور رب المال کے ہاتھ ہزار کو بیچا تو وہ اس کو ہزار پر مرابحہ سے فروخت کرے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر مضارب نے ہزار کو ایک غلام خریدا اور رب المال کے ہاتھ دو ہزار کو فروخت کیا پھر رب المال نے اس کو کسی اجنبی کے ہاتھ تین ہزار کو فروخت کیا پھر مضارب نے اُس کو اجنبی سے دو ہزار کو خریدا تو مرابحہ سے اسکو بقول امام اعظم رح کے نہین فروخت کرسکتا ہے الا اس صورت مین کہ صورت واقعہ کو صاف بیان کردے تو اس کو جسطرح چاہے فروخت کرسکتا ہے اور صاحبین رح کے نزدیک دو ہزار پر مرابحہ سے فروخت کرسکتا ہے یہ حاوی مین ہے۔ اور اگر مضارب نے رب المال کے ہاتھ ڈیڑھ ہزار کو وہ غلام فروخت کیا اور رب المال نے اجنبی کے ہاتھ ایک ہزار چھ سو درم کو بیچا پھر مضارب نے ڈیڑھ ہزار سے مضاربت کرکے دو ہزار تک بڑھالیے پھر دو ہزار کو اجنبی سے وہ غلام خریدا تو اُسکو دو ہزار پر مرابحہ سے صاحبین رح کے نزدیک فروخت کرسکتا ہے اور یہ ظاہر ہے اور امام اعظم رح کے نزدیک ایک ہزار چار سو پر مرابحہ سے فروخت کرسکتا ہے یہ مبسوط مین ہے مضارب نے ہزار کو خریدا اور تولیہ مین رب المال کو دیا اس نے اجنبی کے ہاتھ ڈیڑھ ہزار کو مرابحہ سے فروخت کیا پھر مضارب کے دو ہزار کو مرابحہ سے لیا پھر رب المال نے اجنبی کے ذمہ سے تین سو درم یعنے پانچوان حصہ ثمن کم کردیا تو اجنبی مضارب سے پانچوان حصہ یعنے چار سو درم کم کردے گا اور امام اعظم رح کے نزدیک اسی کو ایک ہزار دو سو پر مرابحہ سے فروخت کرے گا الا اگر صورت واقعہ صاف بیان کردی تو جسقدر کو چاہے فروخت کرے اور صاحبین رح کے نزدیک

ایک ہزار چھ سو پر مرابحہ سے فروخت کرے اور دلیل یہ ہے کہ جسقدر رب المال نے اجنبی کے ذمہ سے کم کیا اُسکے تین حصے کیے جاوینگے دو حصے راس المال مین اور ایک حصہ نفع مین رکھے گا پس نفع مین سے سو درم گئے اور چار سو باقی رہے پھر اجنبی پر واجب ہے کہ ایسے ہی مضارب سے کم کرے پس اجنبی ثمن مین سے چار سو درم کم کرے گا پھر ثمن مضارب سے نفع رب المال بھی طرح دیا گیا اور یہ چار سو درم ہین پس جب ایک ہزار چھ سو سے چار سو درم کم ہوے تو ایکہزار دو سو باقی رہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر مضارب نے رب المال کے ذمہ سے تولیہ کے ثمن سے دو سو درم کم کیے تو رب المال اجنبی کے ذمہ سے دو سو درم اور اُسکا حصہ نفع یعنی سو درم کم کر دیگا پھر اجنبی مضارب کے ذمہ سے یہ تین سو درم اور اس کا حصہ نفع سو درم کم کرے گا تو مضارب کے ہاتھ مین وہ غلام اجنبی کے پاس سے ایک ہزار چھ سو کی خرید مین آیا پھر اگر اسکو مرابحہ سے فروخت کرنا چاہا تو صاحبین کے نزدیک ایک ہزار چھ سو پر مرابحہ سے فروخت کرے اور امام اعظم رح کے نزدیک ایک ہزار دو سو پر مرابحہ سے فروخت کرے گا یہ مبسوط مین ہے۔

فصل تیسری دو مضاربون مین مرابحہ کے بیان مین

قال محمد رح فی الاصل اگر کسی نے ایک مضارب کو ہزار درم آدھے کی مضاربت پر دیے پھر دوسرے مضارب کو ہزار درم آدھے کی مضاربت پر دیے۔ پھر ایک مضارب نے ایک غلام پانچ سو درم کو مضاربت مین خریدا اور دوسرے مضارب کے ہاتھ ہزار درم مین اُسکو فروخت کیا پھر دوسرے مضارب نے اُسکو مرابحہ سے فروخت کرنا چاہا تو ہر دو ثمن سے کمتر پر مرابحہ سے فروخت کرے اور اگر اول نے دوسرے کے ہاتھ دو ہزار کو ایک ہزار مضاربت کے اور ایک ہزار اپنے مال سے دینے مین فروخت کیا تو دوسرا اُسکو ایک ہزار دو سو پچاس پر مرابحہ سے فروخت کرے کیونکہ دوسرے نے آدھا اپنے واسطے خریدا ہے اور اول نے پونے ڈھائی سو کو خریدا تھا کذا فی البدائع اگر ایک کو ہزار درم آدھے کی مضاربت پر دیے اور دوسرے کو ہزار درم آدھے کی مضاربت پر دیے پھر دوسرے نے اس مال سے مضاربت کرکے دو ہزار کر لیے پھر اول نے ان ہزار درم مضاربت سے ایک غلام خریدا اور دوسرے کے ہاتھ دو ہزار کو جو اُسکے پاس ہین فروخت کیا اور قیمت اس کی دو ہزار درم ہے تو دوسرا اس کو ڈیڑھ ہزار پر مرابحہ سے فروخت کرے اور اگر اول نے اس کو ایک ہزار کو اس طور سے خریدا کہ پانچ سو درم مضاربت کے دیے ہون اور پانچ سو درم اپنے ذاتی دیے ہون اور باقی مسئلہ بحالہ رہا تو دوسرا اُسکو ڈیڑھ ہزار پر مرابحہ سے فروخت کرے اور اگر اول نے اس غلام کو ہزار درم اپنے ذاتی سے اور پانچ سو درم مضاربت کے ملا کر خریدا ہو اور باقی مسئلہ بحالہ رہے تو دوسرا اس کو ایک ہزار آٹھ سو تینتیس اور ایک تہائی درم پر مرابحہ فروخت کرے گا۔ اور اگر اول نے ہزار درم مضاربت اور پانچ سو درم ذاتی سے وہ غلام خریدا ہو تو بھی دوسرا اس کو ایک ہزار آٹھ سو تینتیس و ایک تہائی درم پر مرابحہ سے فروخت کریگا۔ یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر ایک کو ہزار درم مضاربت مین دیے ہون اور دوسرے کو دو ہزار درم دیے ہون پس اول نے ہزار درم سے ایک غلام خریدا اور دوسرے کے ہاتھ دو ہزار کو فروخت کیا تو وہ اُسکو ڈیڑھ ہزار پر مرابحہ سے فروخت کریگا۔ اور اگر اول نے اُسکو پانچ سو درم کو خریدا ہو تو دوسرا اسکو ہزار درم پر مرابحہ سے فروخت کریگا۔ اور اگر اول نے ہزار درم مضاربت سے خریدا ہو اور دوسرے کے ہاتھ تین ہزار کو فروخت کیا دو ہزار اُسنے مضاربت کے دیے اور ایک ہزار اپنے مال سے دیے تو دوسرا اُسکو دو ہزار اور ایک چھٹے حصے ہزار پر مرابحہ سے فروخت کرے۔ اور اگر اول نے اُسکو مضاربت کے پانچ سو درم سے

لیا ہو اور باقی مسئلہ بحالہ ہے تو دوسرا اُسکو ایک ہزار اور پانچ چھٹے حصے ہزار پر مرابحہ سے فروخت کریگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر ایک شخص کو ہزار درم مضاربت مین اور دوسرے کو دو ہزار درم دیے پس اول نے ایک غلام ہزار درم مضاربت اور پانچ سو درم اپنے مال سے ملاکر خریدا پھر اس کو دوسرے کے ہاتھ تین ہزار درم کو دو ہزار مضاربت سے اور ایک ہزار اپنے مال سے ملاکر فروخت کیا تو دوسرا اس کو چھ سو چھیاسٹھ درم اور دو تہائی درم پر مرابحہ سے فروخت کرے گا یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر اول نے اُسکو ہزار درم مضاربت اور پانچ سو درم ذاتی مال سے ملاکر خریدا ہو پھر دوسرے کے ہاتھ اس کو دو ہزار درم مضاربت اور ایک ہزار ذاتی سے فروخت کیا ہو تو دوسرا اُسکو دو ہزار پانچ سو درم پر مرابحہ سے فروخت کرے گا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر کسی کو ہزار درم آدھے کی مضاربت پر دیے اور دوسرے کو دو ہزار درم آدھے کی مضاربت پر دیے پھر اول نے ایک باندی ہزار درم ذاتی اور پانسو درم مضاربت کے ملاکر خریدی اور دوسرے کے ہاتھ دو ہزار درم اس کے ذاتی اور ایک ہزار مضاربت کے ملاکے فروخت کی تو وہ اُسکو دو ہزار آٹھ سو تینتیس درم و ایک تہائی درم پر مرابحہ سے فروخت کرے گا پھر جب اس نے ثمن پر قبضہ کیا تو اپنی ذات کے واسطے ہزار درم کا حصہ نکال لیگا اور باقی مضاربت مین رہیگا۔ اور اگر وہ ثمن جسکے عوض فروخت کیا ہے چار ہزار درم ہون تو اسمین سے اُسکے ذاتی سترہ جزون مین سے بارہ جزو ہونگے اور باقی مضاربت مین رہیگا یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر کوئی غلام ہزار درم مضاربت اور پانچسو درم ذاتی مال سے خریدا ہو اور دوسرے کے ہاتھ ایک ہزار درم مضاربت اور دو ہزار درم اُسکے ذاتی مال کے عوض فروخت کیا ہو تو دوسرا اُسکو دو ہزار درم و دو تہائی ہزار درم پر مرابحہ سے فروخت کریگا کذا فی محیط السرخسی

نواں باب

مضاربت مین استدانت کے بیان مین۔ قلت استدانت اُدھار لینا۔ اگر رب المال نے مضارب کو اُدھار لینے کی اجازت دیدی تو قرضہ دونون پر برابر تقسیم ہوگا اور اگر رہن کیا اور اس کی قیمت اور دین دونون برابر ہین تو مضارب پر اُسکی نصف قیمت ہوگی۔ کیونکہ استدانت کی اجازت دینا دوسرا عقد ہے اور جو نفع مضاربت مین حاصل ہوا وہ موافق شرط کے رہے گا اور جو استدانت سے حاصل ہوا پس اگر عقد مطلقاً ہو تو دونون مین برابر تقسیم کرنے کا حکم کیا جائیگا خواہ مضاربت مین نفع نصفا نصف ہو یا تین تہائی ہو کیونکہ اس عقد کو مضاربت سے باہم کوئی تعلق نہین ہے یہ محیط مین ہے۔ ایک شخص نے دوسرے کو ہزار درم مضاربت مین دیے تو مضارب کو اس سے زیادہ کے عوض مضاربت کے لیے کسی چیز کے خریدنے کا اختیار نہین ہے خواہ رب المال نے اُس سے کہا ہو کہ اپنی رائے سے عمل کر یا نہ کہا ہو پس اگر اس سے زیادہ مال کو کوئی شے خریدی تو بقدر حصہ ہزار کے مضاربت مین ہوگی اور اس سے زیادہ مضارب کی ہوگی اُسکا نفع و نقصان اسی پر رہے گا اور اس کا ثمن خاصۃً اسی کو دینا پڑے گا اور اس خلط کرنے سے مضارب ضامن نہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ اگر ہزار درم مضاربت کے عوض کوئی چیز خریدی تو پھر اُسکو دوسری چیز خریدنے کا مضاربت مین اختیار نہین ہے۔ اور اگر راس المال درم ہون اور مضارب نے اثمان کے سوا یعنے درم و دینار کے سوا کیلی و وزنی چیز کے عوض کوئی اسباب خریدا تو اپنی ذات کے واسطے خریدنے والا ہوگا کیونکہ اسنے مال مضاربت کے سوا دوسری چیز کے عوض خریدا پس مضاربت مین استدانت کی اور یہ اسکو جائز نہین ہے اور اگر راس المال درم ہون اور اسنے بعوض دینار کے خریدا یا دینار ہون اور

[illegible] ١٢

بعوض دراہم کے خریدا تو استحسانا مضاربت مین جائز ہے کیونکہ درم و دینار ثمن ہوتے ہین و حق مضاربت مین مثل جنس واحد کے ہین یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اسی طرح اگر فلوس سے خریدا تو اس امام کے موافق جو فلوس سے مضاربت جائز کہتا ہے تو بھی یہی حکم ہے۔ اسی طرح اگر دو دھیا درمون سے خریدا حالانکہ مضاربت کے درم سیاہ ہین یا ثابت درمون سے خرید کیا حالانکہ مضارب کے دراہم مکسورہ ہین تو بھی یہی حکم ہے۔ کذا فی الحاوی۔ اور اگر سونے چاندی کے تبر مضروبہ سے جو ثمن ہو سکتے ہین کوئی چیز خریدی تو اپنی ذات کے واسطے خریدنے والا ہوگا۔ اور اگر مضاربت مین ہزار درم ہون اور اس نے سو دینار کو کوئی چیز خریدی اور دیناروں کی قیمت ہزار درم سے زیادہ ہے تو بقدر حصہ ہزار کے مضاربت مین جائز ہے اور زیادتی مشتری کے ذمہ پڑے گی۔ اور وہ مضاربت مین شریک ہوگا۔ اور اگر قیمت سو دیناروں کی ہزار درم ہون اور اس نے دیناروں سے کوئی چیز خریدی کہ جس کی نیت مضاربت کے واسطے کی تھی پھر دیناروں کا بھاؤ گران ہوگیا قبل اسکے کہ مضارب دام ادا کرے اور ڈیوڑھا ہوگیا یعنے سو دینار کی قیمت ڈیڑھ ہزار درم ہوگئی تو یہ گھٹی مال پڑ آئی پس ہزار درم کے دینار خرید کرکے ادا کردے پھر متاع کو فروخت کرکے اُسکے ثمن سے باقی دینار ادا کرے یہ محیط مین ہے اگر مضاربت کے ہزار درم ہون اُسنے پانچسو درم اور ایک کر گیہون وسط سے ایک باندی خریدی اور اسپر قبضہ کرلیا اور دراہم مضارب کے پاس تلف ہوگئے تو مضارب باندی کو اپنی ذات کے واسطے خریدنے والا ہوگا اور اُسپر باندی کا ثمن واجب ہوگا اور مضاربت کی ضمان اُسپر نہ ہوگی۔ اور اگر مضارب نے اسکو پچاس دینار کو خریدا ہو اور قبضہ کرلیا ہو اور دام دینے سے پہلے اس کے پاس مضاربت کے درم سب تلف ہوگئے ہون تو رب المال سے استحسانا پچاس دینار پھر لیکر بائع کو دے گا۔ پھر اگر مضارب نے اُسکے بعد وہ باندی تین ہزار درم یا کم و بیش کو فروخت کی تو رب المال آمین سے اپنا مال ہزار درم و پچاس دینار لیگا پھر جو باقی رہے وہ دونون مین نفع مشترک ہوگا۔ اگر اسی طرح راس المال نقد بیت المال ہو یعنے جو نقد بیت المال قبول کرتا ہے ویسا ہو اور مضارب نے باندی کو ہزار درم غلہ سے خریدا تو بھی حکم مذکورہ بالا جاری ہوگا یہ مبسوط مین ہے اور اگر اس نے پہلے پانچ سو درم کو ایک غلام خریدا تو بھی بعد اُس کے پانچسو درم کی مقدار سے زیادہ کو کچھ نہین خرید سکتا ہے۔ ایسا ہی ہر طرح کا دین جو راس المال مین لاحق ہوتا ہو تو یہی حکم ہے کیونکہ بقدر مستحق کے مضاربت سے خارج ہوگا۔ اسی طرح اگر اُس کے قبضہ مین کوئی باندی یا عرض ہو پس اُسنے مضاربت مین باندی خریدی تاکہ عوض کو فروخت کرکے اُس سے اُس کے دام ادا کرے تو جائز نہین ہے خواہ دام فی الحال دینے کی شرط ہو یا میعادی اُدھار ہون اور اگر میعاد آجانے سے پہلے اپنے مقبوضہ کو فروخت کیا تو اُس کو کچھ فائدہ نہ ہوگا کیونکہ خریدنے کے وقت عقد بیع اُسی کے واسطے ہوچکا ہے وہ بدل کر مضاربت کا نہ ہوجاویگا یہ محیط سرخسی مین ہے اور اگر مضارب نے خرید و فروخت کی اور مال مضاربت مین تصرف کیا یہانتک کہ اُسکے پاس کیلی و وزنی و عددی ہر قسم کے اموال جمع ہوگئے اور درم و دینار اس کے پاس نہ رہے اور نہ فلوس رہے تو اس کو اختیار ہے۔ کہ ایسے ثمن سے کوئی متاع خریدے جس کے مثل جنس و صفت و قدر مین اس کے پاس نہین ہے مثلاً ایک غلام بعوض ایک کر گیہون وصف کرکے ذمہ رکھکر خریدا پس اگر وہ کر درمیانی گیہون کا ذمہ لیا ہے اور اس کے پاس درمیانی گیہون کا کر موجود ہے تو جائز ہے اور اگر جید ذمہ لیے اور اس کے پاس جید ہین تو جائز ہے۔ اور اگر اُس کے پاس جیسے ذمہ

کرے درجہ اول ہے ۱۲

لیے ہین اُس سے جید یا ردی موجود ہین تو وہ غلام مضاربت کا نہ ہوگا مضارب ہی کا ہوگا کذا فی البدائع۔ اور اگر اُدھار گیہون سے خریدا حالانکہ اس کے پاس گیہون موجود ہین تو جائز ہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر مضارب کو رب المال نے حکم کیا کہ اپنی راے سے عمل کرے اس نے کچھ کپڑے خرید کے اُن کو اپنے پاس سے عصفر سے رنگا تو بقدر عصفر کی زیادتی کے وہ مضاربت مین شریک ہوگا اور اصل کپڑے مال مضاربت مین قرار دیے جاوین گے اور رنگ مین خاص مضارب کی ملک ہوگا یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر رب المال نے اُسکو اپنی راے سے عمل کرنے کا حکم نہ دیا ہو اور اُسنے کپڑون کو اپنے پاس سے رنگا تو وہ کپڑون کا ضامن ہوگا اور رب المال کو خیار ہوگا چاہے کپڑے لیکر اس کو رنگ کی زیادتی دیدے یا مثل غصب کے اس سے سپید کپڑون کی قیمت لے بشرطیکہ اس قیمت مین راس المال پر زیاتی ہو پس اگر رب المال نے کسی امر کو اختیار کرنے سے پہلے اُسنے کپڑون کو مساومت یا مرابحہ سے فروخت کر دیا تو جائز ہے اور وہ ضمان سے بری ہوگیا اور مساومت سے فروخت کرنے کا تمام ثمن بے رنگے ہوے کپڑون پر اور رنگ کی زیادتی پر تقسیم ہوگا۔ پس رنگ کا حصہ مضارب کا ہوگا اور باقی مضاربت مین رہے گا اس مین سے رب المال اپنا راس المال پورا لے لیگا پھر جو باقی رہا وہ دونون کا نفع ہے اور مرابحہ کی صورت مین تمام ثمن ان داموں پر جن کے عوض مضارب نے کپڑے خریدے ہین اور رنگ کی قیمت پر جو رنگنے کے روز تھی تقسیم ہوگا اور اگر اس مین زیادتی ہو مثلاً کپڑے ہزار کو خریدے ہون حالانکہ اسوقت ان کی قیمت دو ہزار کے برابر تھی پس رب المال کو اختیار ہے چاہے سپید کپڑون کے اعتبار سے تین چوتھائی قیمت کی ضمان لے یا اس سے تین چوتھائی لیکر تین چوتھائی مین جسقدر رنگ سے زیاتی ہوتی ہے۔ وہ مضارب کو دیدے۔ اور اگر مضارب کے پاس ثمن تلف ہوگیا تو ضامن نہ ہوگا۔ یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر اُن کو سیاہ رنگا تو صاحبین رحمہ کے نزدیک مثل سرخ رنگنے کے حکم کے ہے اور امام اعظم رحمہ کے نزدیک سیاہی کپڑے مین نقصان شمار ہے پس اس مین مضارب کا کچھ حصہ نہ ہوگا جیسے لدائی و کندی مین نہین ہوتا ہے اور نہ وہ ضامن ہوگا اور اصح یہ ہے کہ یہ حکم ان کپڑون مین ہے جن مین سیاہی سے کپڑے کی قیمت گھٹ جاتی ہے مگر جن مین سیاہی سے بڑھتی ہے ان مین سیاہی کا حکم مثل سرخی و زردی کے ہے۔ یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر اس نے تمام مال مضاربت سے کپڑے خریدے پھر انکی باربرداری و کندی و چنائی وغیرہ مین اپنے پاس سے مال لگایا تو مضارب احسان کرنیوالا شمار ہوگا کیونکہ اگر یہ زیادتی بطور احسان کے اُسکی طرف سے نہ قرار دیجاوے تو مضاربت مین استدانت ہوگی اور اُسکا وہ مختار نہین ہے اور مضارب پر ضمان نہ ہوگی خواہ رب المال نے اس سے کہدیا ہو کہ مضاربت مین اپنی راے سے عمل کرے یا نہ کہا ہو ہر صورت یہی حکم ہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اسیطرح اگر مضارب کی خریدی ہوئی چیز کے ثمن مین جو اُسنے تمام مال مضاربت سے خریدا ہے کچھ زیادتی کر دی تو یہ زیادتی اُسکی طرف سے احسان ہے اور یہ زیادتی خاص اسی پر اُسکے مال سے لازم آئیگی مال مضاربت سے دین واجب نہوگی اور اُسکو مرابحہ سے فقط ثمن پر فروخت کرے نہ زیادتی پر یہ کافی مین لکھا ہے۔ اور اگر مضارب نے کپڑون کو رنگا یا نہین بلکہ سو درم ان کی کندی مین اپنے مال سے دیے اور اس سے خواہ کپڑون مین کچھ خوبی بڑھ جاتی ہے یا نقصان آتا ہے تو مضارب پر ضمان نہوگی خواہ زیادتی ہو یا نقصان آوے پھر اگر اُسنے نفع یا نقصان سے فروخت کی تو جسقدر اُسنے کندی مین دیا ہے اسقدر مال مین وہ متبرع یعنے احسان کرنیوالا شمار ہوگا اور بعض مشائخ نے کہا کہ یہ موافق قول صاحبین رحمہ کے ہے ولیکن امام اعظم رحمہ کے نزدیک مثل مسئلہ کرایہ کے حکم ہونا چاہیے

کیونکہ تجارت کے خرچہ مین یہ رسم جاری ہے کہ بمنزلہ کرایہ کے اس کو راس المال مین ملاتے ہین یہ مبسوط مین ہے منتقی مین ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کو ہزار درم مضاربت مین دیے اُسنے سو درم کو ایک کشتی خریدی حالانکہ مال اُسکے پاس بحالہ باقی ہے پھر اُسنے پورے ہزار درم سے طعام خریدا اور اس کو کشتی پر لاد لایا تو وہ کرایہ مین احسان کرنے والا ہوگا اور اگر اُسنے سو درم باقی رکھے اور نو سو درم کو اناج خریدا اور تسو درم باقی کے کرایہ مین خرچ کئے تو احسان کرنے والا نہوگا اور کرایہ بھی ملا کر مرابحہ سے فروخت کرے گا اسی طرح اگر سو درم کرایہ مین دیدیے پھر ہزار درم سے اناج خریدا اور رب المال نے حکم دیدیا تھا کہ اپنی رائے سے عمل کرے تو اس کو اختیار ہے کہ ایک ہزار ایک سو درم پر مرابحہ سے فروخت کرے اس مین سے ہزار درم مضاربت کے ہون گے اور سو درم خود مضارب کے ہون گے یہ محیط مین ہے۔ اگر کسی کو ہزار درم آدھے کی مضاربت مین دیے اور اُسکو حکم کیا کہ رب المال پر استدانت کرے تو جائز ہے کیونکہ استدانت اُدھار خریداری ہے اور اگر کسی کو اُدھار خریدنے کے واسطے اس شرط سے وکیل کرے کہ خریدی ہوئی چیز پوری موکل کی ہوگی تو جائز ہے۔ پس اسی طرح نصف مین جائز ہے۔ پس اگر مضارب نے مال مضاربت سے ایک غلام خریدا پھر ایک باندی مضاربت مین اُدھار ہزار درم کو خریدی اور ہزار درم اُسکے دام اُدھار کئے اور اُسپر قرضہ کر لیا پھر اُس باندی کو دو ہزار کو فروخت کیا اور دام لے لیے پھر وہ دام مقبوضہ اُسکے پاس تلف ہو گئے حالانکہ اُسنے باندی ہنوز سپرد نہین کی تھی تو مضارب پر اُسکا آدھا ثمن اور آدھا رب المال پر لازم آئیگا اور اگر باندی تلف نہوئی تو وہ دونون مین برابر تقسیم ہوگی دونون اُس کے ثمن سے اپنا اپنا قرضہ دیدین گے اور باقی دونون مین برابر تقسیم ہوگا۔ پس اگر مضارب نے باندی فروخت نہ کی ہو بلکہ اس کو آزاد کر دیا ہو اور راس المال سے اسمین زیادتی نہین ہے تو آدھے کا عتق اس کا جائز ہے۔ اور اگر رب المال نے ہزار درم اُسکو مضاربت مین دیے اور حکم کیا کہ استدانت کرے اس شرط سے دیے کہ جو کچھ اللہ تعالے اس مین رزق دے وہ دونون مین اس طرح تقسیم ہو کہ مضارب کے لیے دو تہائی اور رب المال کی ایک تہائی رہے پس مضارب نے ہزار درم کو ایک باندی جو دو ہزار قیمت کی ہے خریدی اور مضاربت مین اُدھار ایک غلام ہزار درم کو جسکی قیمت دو ہزار درم ہے خریدا پھر دونون کو چار ہزار درم کو فروخت کیا تو باندی کے ثمن سے رب المال اپنا راس المال پورا لے گا اور جو کچھ باقی رہا وہ دونون مین موافق شرط کے تقسیم ہوگا۔ یعنے دو تہائی مضارب کو اور ایک تہائی رب المال کو ملے گا۔ اور غلام کے ثمن سے اُسکا آدھا ثمن ادا کر کے باقی وہ ان مین برابر تقسیم ہوگا۔ اور اگر اُسکو یون حکم کیا ہو کہ مضاربت پر قرضے اس شرط سے کہ قرضہ سے جو چیز خریدے اسمین رب المال کا تہائی اور مضارب کا دو تہائی ہو بشرطیکہ جو کچھ اللہ تعالے ہمکو رزق دے وہ ہم دونوین برابر تقسیم ہو پس مضارب نے راس المال سے دو ہزار کی قیمت کی باندی خریدی اور مضاربت مین اُدھار ہزار دینار کو ایک باندی دو ہزار قیمت کی خریدی پھر دونو کو چار ہزار درم مین فروخت کیا تو مضاربت کی باندی مین سے رب المال اپنا ہزار درم مال لے لیگا اور باقی دونوین آدھا آدھا تقسیم ہوگا۔ اور جو باندی اُدھار خریدی ہے اُسکا ثمن دونوین تین حصہ ہو کر موافق دونو کی ملک کے تقسیم ہوگا اور نفع مین دونون مین آدھے آدھے کی شرط ہونا باطل ہے۔ اور اگر اُسکو ہزار درم مضاربت مین دیے اس شرط سے کہ جو کچھ اللہ تعالی رزق دے وہ دونون کو اس طرح تقسیم ہو کہ رب المال کو تہائی اور مضارب کو دو تہائی ملے گی اور حکم کیا کہ مضاربت پر قرضہ لے اس شرط سے کہ جو کچھ اللہ تعالے دے وہ بھی دونون مین اسی طرح

مضاربت بیان
نصف بنصف درم

تقسیم ہوگا پھر اس نے مضاربت کے مال سے دو ہزار قیمت کی باندی خریدی پھر مضاربت پر اُدھار ایک باندی دو ہزار
کی ہزار دینار کو خریدی پھر دونون کو چار ہزار کو فروخت کیا تو مضاربت کا حصہ دونون کو موافق شرط کے رب المال
کے مال اصل نکال دینے کے بعد تقسیم ہوگا اور قرضہ کی باندی کا حصہ دونون مین برابر تقسیم ہوگا اسی طرح اگر اس کو
حکم کیا کہ رب المال پر قرضہ لے تو بھی یہی حکم ہے اور اگر حکم کیا کہ اپنے اوپر قرضہ لے تو جو چیز قرض خریدی وہ مضارب
پر ہوگی رب المال پر نہ ہوگی۔ اور اگر رب المال نے حکم کیا کہ رب المال یا مال پر استدانہ کرے اُسنے مال مضاربت سے
ایک باندی خریدی پھر ہزار درم قرض لیکر ایک غلام خریدا تو خود اپنے واسطے خریدنے والا ہوگا اور قرض اُسی پر
ہوگا کیونکہ استدانہ اُدھار خرید کو کہتے ہین اور قرض لینا اور چیز ہے یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر رب المال نے اُس سے
کہا کہ مجھپر ہزار درم قرض لے اور مضاربت پر کوئی چیز خرید اُسنے ایسا ہی کیا تو خود اسی پر رہیگا حتےٰ کہ اگر رب المال
کو دینے سے پہلے اُس کے پاس تلف ہوگئی تو وہی ضامن ہوگا کیونکہ قرض لینے کا حکم باطل ہے۔ کذا فی الحاوی
اگر کسی کو ہزار درم تہائی کی مضاربت پر دیے اور حکم کیا کہ اپنی راے سے اس مین کام کرے اور حکم کیا کہ مال پر استدانہ
کرے اُسنے ہزار درم سے کپڑے خریدے اور کسی رنگریز کو دیے کہ ان کو زرد رنگ دے اور سو درم اس کی مزدوری
کے ٹھہراے اور کوئی معروف چیز بیان کردی کہ جس سے اس نے یہ کپڑے زرد رنگ دیے پھر مضارب نے مرابحہ سے
دو ہزار درم کو فروخت کر دیے تو رب المال اپنا راس المال ہزار درم لے لیگا اور مضارب رنگریز کی مزدوری
کے سو درم دیدے گا اور باقی نفع گیارہ حصہ کرکے دس حصہ اس مین سے دونون مین تین ٹکڑے کرکے مضاربت مین تقسیم
ہوگا اور ایک حصہ سو درم قرضہ کا دونون کو آدھا آدھا تقسیم ہوگا اور اگر اس نے کپڑون کو مساومۃ کے طور سے فروخت
کیا تو ثمن کو کپڑون کی قیمت اور زیادتی رنگ پر یعنی جسقدر زیادتی رنگ مین بڑھگئی ہے اُسپر تقسیم کرینگے پس جسقدر
کپڑون کے حصہ مین پڑے وہ مال مضاربت ہے اس مین سے رب المال اپنا راس المال لے لیگا اور باقی اُن دونون کو تین
تہائی موافق شرط کے نفع مین تقسیم ہوگا۔ اور جو قیمت رنگ مین آوے اس مین سے سو درم رنگریز کی اجرت دیجاویگی
اور باقی دونون کو برابر تقسیم ہوگا اور اگر اسنے ہزار درم مضاربت مین کسی قسم کے کپڑے خریدے اور مال مضاربت پر سو درم قرض
لیے اس سے زعفران خریدی اور کپڑے رنگے پھر ان کو مال مضاربت و قرضہ پر مرابحہ سے دو ہزار درم کو فروخت کیا تو ثمن
کے گیارہ حصہ کئے جاوینگے تو دس حصہ اس مین سے مضاربت کا مال موافق شرط کے تقسیم ہوگا اور ایک حصہ خاص
مضارب کا ہوگا۔ اور اگر ان کو اُسنے مساومۃ سے فروخت کیا تو ثمن کو کپڑونکی قیمت اور زیادتی رنگ کی قیمت پر تقسیم کرینگے
پس جسقدر کپڑون کے پڑتے مین پڑے وہ مضاربت مین اور جو رنگ کے پڑتے مین آوے وہ مضارب کا ہوگا۔ اور
اُسپر اداے قرض اپنی ذات سے فقط واجب ہوگا۔ اور اگر اُسنے زعفران سو درم کو اُدھار خریدی یا رنگریز سے سو
درم اُجرت رنگائی ٹھہرائی تو سب صورتون مین جو ہمنے ذکر کی ہین دونون کا حکم یکسان ہے۔ یہ مبسوط مین ہے۔
رب المال نے اُسکو مال پر استدانہ کرنے کا حکم کیا اُسنے مال مضاربت سے کوئی متاع خریدی اور اس کے لادنے کے
واسطے سو درم کو ٹٹو کرایہ کئے تو یہ سو درم مشترک ہونگے اگر اُسنے متاع کو مرابحہ سے فروخت کیا تو سب گیارہ
ہوکر کے دس جزو مضاربت مین رکھے جاوینگے اور ایک جزو دونون مین مساوی ہوگا مگر پہلے اُس ایک جزو مین
سے کرایہ ادا کر دیا جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر مساومۃ مین بیچا تو تمام ثمن دونون مین موافق شرط

کے مضاربت مین رہے گا پھر کرایہ کا ادا کرنا مضارب اور رب المال پر آدھا آدھا واجب ہے۔ اور اگر اُسنے سو درم کو کرایہ نہ کیا بلکہ سو درم قرض لیے اور بعینہ اُنسے کرایہ کر لیا تو اُس کو اختیار ہے کہ متاع کو ایک ہزار ایک سو پر مرابحہ سے فروخت کرے اور یہ قول امام اعظم رح کا ہے و صاحبین رح کے نزدیک کپڑون کو ہزار درم پر مرابحہ سے فروخت کرے گا اور اس مین کرایہ کا حصہ داخل نہ ہو گا۔ اور اگر مساومتہ سے فروخت کیا تو تمام ثمن مضاربت مین رکھا جائے گا اور کرایہ کی ضمان خاصتہً مضارب کے مال مین ہو گی کیونکہ اُسی نے قرض لیے ہین۔ اور اگر مضارب نے کہا کہ مین نے ٹٹو فقط تیرے مال کے لادنے کے واسطے کرایہ کیے تھے۔ اور رب المال نے کہا کہ تونے اپنی ذات کے واسطے اپنا مال لادنے کے واسطے کرایہ کیے تھے پھر تونے اُسپر میرے کپڑے لادے تو رب المال کا قول قبول ہو گا یہ مبسوط مین ہے کسی نے ہزار درم تہائی کی مضاربت پر دیے اور حکم کیا کہ مضاربت پر استدانہ کرے اُسنے ہزار درم مضاربت کے اور تین ہزار اُدھار کو ایک باندی پانچ ہزار کی قیمت کی خریدی اور بعد قبضہ کے پانچ ہزار کو فروخت کر دی اور دام وصول کر لیے پھر پہلے ہزار درم اور باندی اور اُسکے دام سب اُسکے قبضہ مین تلف ہو گئے تو ہزار کا ضامن ہو گا چار ہزار باندی کے بائع کو دیگا اور پانچہزار اُسکے مشتری کو دیگا یہ محیط سرخسی مین ہے پھر رب المال سے پانچہزار پانچسو اکتالیس اور دو تہائی درم واپس لیگا اور مضارب کو اپنے ذاتی مال سے تین ہزار چار سو اٹھاون و ایک تہائی درم قرضخواہ کو دینے پڑینگے۔ پس اگر ہزار درم مضاربت کے اول تلف ہوے پھر باندی اور پانچہزار درم پیچھے تلف ہوے اور باقی مسئلہ بحالہ ہو تو بھی اُسکو نو ہزار درم دینے پڑینگے جیسا کہ ہمنے بیان کیا لیکن رب المال سے پانچ ہزار چھ سو چھبیس درم واپس لیگا۔ یہ مبسوط مین ہے۔

دسوان باب

خیار عیب و خیار رویت کے بیان مین۔ اگر کسی نے دوسرے کو ہزار درم مضاربت مین دیے اُس نے اُنکے عوض مین ایک غلام خریدا پھر مضارب نے غلام مین عیب لگایا تو مخاصم اس باب مین مضارب ہی ہو گا۔ رب المال نہ ہوگا اور جب اس نے اس امر کے گواہ قائم کیے کہ یہ عیب بائع کے پاس کا ہے تو اس کو واپس کر دے گا پھر اگر بائع نے دعوےٰ کیا کہ مضارب اس عیب پر راضی ہو گیا تھا تو مضارب سے قسم لی جاوے گی کہ واللہ مین اس عیب پر راضی نہین ہو گیا تھا اور نہ مین نے کسی بیع کے واسطے یہ غلام پیش کیا ہے۔ اور اگر مضارب نے اقرار کر دیا کہ مین عیب پر راضی ہو گیا تھا یا مین نے بائع کو اس سے بری کر دیا تھا یا جب سے دیکھا ہے۔ تب سے اُسکو کبھی بیع کے واسطے پیش کیا ہے تو اس کو بائع کو واپس نہین دے سکتا ہے جیسا وکیل خاص کا حکم ہے ولیکن جبکہ اس کو بائع کو واپس کرنا ممکن نہ ہوا تو یہ غلام مضاربت مین رہیگا اور مضارب کے ذمہ نہ پڑیگا۔ اور کتاب الوکالت مین وکیل خاص کا یہ حکم لکھا ہے کہ اگر وہ عیب پر راضی ہوا پس اگر قبل قبضہ کے راضی ہوا تو موکل کے ذمہ پڑیگا اور اگر بعد قبضہ کے راضی ہوا ہے تو وکیل کے ذمہ پڑیگا لیکن اگر موکل اُسکو عیب دار ہی لینا چاہے تو لے سکتا ہے اور مضارب مین ان دونون کی تفصیل نہین مذکور ہے پس بعض مشائخ نے فرمایا کہ جیسا حکم تفصیلی وکیل خاص مین ہے وہی مضارب مین بھی ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ یہ بخلاف وکیل خاص کے ہے یعنے جب مضارب عیب پر راضی ہوا تو وہ ہر حال مین مضاربت مین رہے گا خواہ قبضہ سے پہلے عیب پر راضی ہوا یا اس کے بعد راضی ہوا۔ اور اگر بائع نے رب المال پر دعویٰ کیا کہ رب المال عیب پر راضی ہو گیا ہے اور مضارب نے انکار کیا اور مدعی نے رب المال اور

مضارب سے اسپر قسم لینی چاہی تو دونون مین سے کسی سے قسم نہین لے سکتا ہے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر مضارب نے ایسا غلام خریدا جسکو اس نے نہین دیکھا اور رب المال نے دیکھا ہے تو مضارب کو اختیار ہے کہ اپنے دیکھنے پر اُسے واپس کرے۔ اور اگر مضارب نے اُسکو دیکھ لیا ہے پھر خریدکیا تو دونون مین سے کسی کو خیار رویت نہ ہوگا۔ اگرچہ رب المال نے اس کو نہ دیکھا ہو۔ اور اگر مضارب کے خریدنے سے پہلے رب المال کو معلوم ہوگیا کہ وہ غلام کانا ہے پھر مضارب نے اُسکو خریدا حالانکہ خود یہ عیب نہین جانتا ہے تو اُسکو اختیار ہے کہ بسبب عیب کے واپس کردے اور جو شخص کسی غیر معین غلام کے ہزار درم کے خریدنے کے واسطے وکیل کیا گیا وہ سب امور مذکورہ بالا مین مثل مضارب کے ہے۔ اور اگر کسی شخص نے مال مضاربت اس شرط سے دیا کہ فلان شخص کا غلام خاص خریدے۔ پھر فروخت کرے پھر مضارب نے اس کو خریدا حالانکہ نہین دیکھا ہے اور رب المال اس کو دیکھ چکا ہے تو مضارب کو اسمین خیار رویت نہ ہوگا اسی طرح اگر مضارب اُسکو دیکھ چکا ہے اور رب المال نے نہین دیکھا ہے تو یہ صورت بھی اس حکم مین مثل اول کے ہے اور اگر غلام کانا ہو اور دونون مین سے کوئی یہ جانتا تھا تو مضارب اُسکو کبھی واپس نہین کرسکتا ہے اسی طرح اگر کسی معین غلام کے خریدنے کا وکیل ہو اور اس غلام کو موکل دیکھ چکا ہے یا اس کے عیب سے آگاہ ہوچکا ہے۔ اور وکیل نے خریدا تو واپس نہین کرسکتا ہے۔ یہ مبسوط مین ہے۔ اگر مضارب نے کوئی مضاربت کا غلام فروخت کیا اور مشتری نے بعد قبضہ کے اُس مین عیب لگایا حالانکہ عیب ایسا ہے کہ ویسا پیدا ہوسکتا ہے اور مضارب نے اقرار کرلیا کہ یہ میرے پاس کا ہے اور قاضی نے بسبب اسکے اقرار کے اُسکو واپس کردیا یا مضارب نے خود ہی بدون حکم قاضی کے قبول کرلیا یا مشتری نے اقالہ طلب کیا اور مضارب نے اقالہ کرلیا تو یہ سب رب المال پر جائز ہے۔ اور اگر مضارب نے عیب کا اقرار نہ کیا بلکہ انکار کیا پھر مشتری سے کسی شے پر اس عیب سے صلح کرلی پس اگر مصالح علیہ کی قیمت اس ثمن کے برابر ہو جو عیب کے حصہ مین پڑتا ہے یا زیادہ ہو مگر صرف اتنی زیادتی ہو کہ لوگ برداشت کرلیتے ہین تو جائز ہے اور اگر اسقدر زیادہ ہو کہ لوگ برداشت نہین کرسکتے ہین تو جائز نہین ہے اور کتاب مین یہ مسئلہ بلا ذکر خلاف مذکور ہے اور بعض مشائخ نے کہا ہے کہ یہ حکم صاحبین رح کے قول پر ہے اور امام اعظم رح کے نزدیک ہر حال مین جائز ہے۔ اور بعض مشائخ نے کہا ہے کہ یہ بالاتفاق سب کا قول ہے کذا فی الذخیرہ

گیارھوان باب

علی الترادف آگے پیچھے دو مال مضاربت کے دینے اور ایک کو دوسرے مین ملا دینے اور مال مضاربت کو غیر مضاربت مین ملا دینے کے بیان مین۔ **قال** محمد رحمہ اللہ تعالیٰ اگر کسی نے دوسرے کو ہزار درم آدھے کی مضاربت پر دیے پھر دوسرے ہزار درم بھی آدھے کی مضاربت پر دیے پس مضارب نے پہلے اور دوسرے دونون مالون کو ملا دیا تو اس جنس کے مسائل مین اصل وکلیہ یہ ہے کہ جب مضارب نے رب المال کا مال رب المال سے ملایا تو ضامن نہ ہوگا۔ اور اگر رب المال کا مال اپنے مال یا غیر کے مال کے ساتھ ملایا تو ضامن ہوگا اور اس مسئلہ مین تین صورتین حاصل ہین یا تو رب المال نے دونون مضاربتون مین اُس سے کہا تھا کہ اپنی رائے سے عمل کرے یا دونون مین اُسکو اجازت نہ دی تھی یا ایک مین یہ اجازت دی تھی دوسری مین نہین دی تھی اور مضارب کا ملا دینا یا تو دونون مین نفع اُٹھانے کے بعد واقع ہوا ہے یا دونون مین نہین یا ایک مین بدون دوسرے کے نفع اٹھانے کے بعد واقع ہوا۔ پس اگر مضارب سے رب المال نے دونون مضاربتون مین کہدیا ہو کہ اپنی

[illegible]

راے سے عمل کرے اور اُسنے ایک مال کو دوسرے مال مین ملا دیا تو ضامن نہ ہوگا۔ خواہ ان دونون مالون کو دونون مین نفع اُٹھانے کے بعد ملایا ہو یا دونون مین نفع اُٹھانے سے پہلے یا ایک مین بدون دوسرے کے نفع اُٹھانے کے بعد ملایا ہو اور اگر دونون مضاربتون مین اپنی راے سے عمل کرنے کو نہین کہا تھا اور اس نے دونون مالون مین نفع اُٹھانے سے پہلے ایک کو دوسرے مین ملا دیا تو کچھ ضامن نہ ہوگا۔ اور اگر دونون مین نفع اُٹھانے کے بعد ملایا ہے تو دونون مالون کا ضامن ہوگا اور دونون کے حصۂ نفع کا بھی جو رب المال کا قبل ملانے کے تھا ضامن ہوگا۔ اور اگر ایک مین نفع اٹھایا تھا دوسرے مین نہین اُٹھایا تھا کہ دونون کو ملا دیا تو وہ اس مال کا ضامن ہوگا جسمین نفع نہین ہے اور جسمین نفع اُٹھایا اُسکا ضامن نہ ہوگا۔ اور اگر اُسنے پہلی مضاربت مین اس سے اپنی راے سے عمل کرنے کو کہا ہے اور دوسری مین نہین کہا ہے اور اُسنے پہلے مال کو دوسرے مین ملایا تو مسئلہ چار صورتون سے خالی نہین ہے یا تو اس نے قبل کسی مین نفع اُٹھانے کے ایک کو دوسرے مین ملایا یا دونون مین نفع اُٹھانے کے بعد ملایا یا پہلے مین نفع اُٹھانے اور دوسرے مین قبل نفع اُٹھانے کے ملایا یا دوسرے مین نفع اُٹھا کر پہلے مین نفع اُٹھانے سے پہلے دونون کو ملایا پس دو صورتون مین دوسری مضاربت کے مال کا جسمین رب المال نے اس سے اپنی راے سے عمل کرنے کو نہین کہا ہے ضامن ہوگا ایک یہ ہے کہ جب دونون مین نفع اُٹھانے کے بعد ملایا اور دوسری یہ ہے کہ جب پہلی مضاربت کے مال مین جس مین رب المال نے اپنی راے سے عمل کرنے کی اجازت دی ہو نفع اُٹھا کر دوسری مضاربت کے مال سے بدون دوسرے مین نفع اُٹھانے کے ملا دیا ہو تو پہلی مضاربت کے مال کا ضامن نہ ہوگا دوسری کے مال کا ضامن ہوگا۔ اور دو صورتون مین پہلی اور دوسری دونون مضاربت کے مال کا ضامن نہ ہوگا۔ ایک یہ کہ دونون مالون کو دونون مین نفع اُٹھانے سے پہلے ملا دیا اور دوسری یہ کہ مال ثانیہ مین جس مین اپنی راے سے عمل کرنے کو نہین کہا ہے نفع حاصل کیا اور جسمین راے سے عمل کرنیکو کہا ہے یعنی پہلی مین نفع نہین اُٹھایا اور دونون کو ملا دیا۔ اور اگر دوسری مضاربت مین اُس سے اپنی راے سے عمل کرنے کو کہا اور پہلی مین نہ کہا ہو تو بھی جیسا ہمنے بیان کیا مسئلہ چار صورتون سے خالی نہین ہے اور ان مین سے دو صورتون مین پہلی مضاربت کے مال کا ضامن ہوگا دوسری مضاربت کا ضامن نہ ہوگا ایک یہ ہے کہ دونون مالون کو دونون مین نفع اُٹھانے کے بعد ملایا دوسری یہ کہ صرف دوسری مضاربت مین جس مین راے سے عمل کرنے کو کہا ہے نفع اُٹھا کر ملا دیا ہو اور ان مین سے دو وجہون مین کسی مال کا ضامن نہ ہوگا وہ دونون یہ ہین کہ دونون مین نفع نہین اُٹھایا اور قبل نفع اُٹھانے کے خلط کر دیا یا دوسری مین نفع نہین اُٹھایا پہلی مین نفع حاصل کرکے ملایا یہ محیط مین ہے۔ اگر کسی شخص نے دوسرے کو مال مضاربت دیا اور اس سے راے سے عمل کرنے کو نہین کہا اور مضارب نے مال کسی شخص کو دیا اور کہا کہ اپنے اس مال سے یا میرے اس مال سے ملا کر دونون سے کام کر پس اس شخص نے لے لیا ولیکن ہنوز نہین ملایا تھا کہ اس کے پاس سے ضائع ہوگیا تو مضارب پر یا اُس شخص پر جسنے اُس سے لیا ہے ضمان نہین آتی ہے کیونکہ وہ مال اُسکے ہاتھ مین جب تک نہ ملاوے بمنزلہ ودیعت کے ہے اور مطلق عقد سے مضارب ودیعت دینے یا بضاعت دینے کا مالک ہوتا ہے پس مضارب دینے سے مخالف نہ ہو جائے گا اور لینے والا جب تک نہ ملاوے تب تک فقط لے لینے سے غاصب نہ ہو جائے گا یہ مبسوط مین ہے اگر کسی کو ہزار درہم

آدھے کی مضاربت مین اور ہزار درم تہائی کی مضاربت مین دیے اور دونوںمین اس سے اپنی رائے سے عمل کرنے کو نہین کہا پس مضارب نے دونون کو ملا دیا اور ہنوز کچھ کام نہین کیا تھا پھر کام شروع کیا تو اس پر ضمان نہ ہوگی اور دونون آدھے نفع کو نصفا نصف اور آدھے کو تین تہائی تقسیم کرلین گے اور اگر ملانے سے پہلے ایک مین نفع اور دوسرے مین گھٹی اُٹھائی تو گھٹی مین وہ مال داخل نہ ہوگا جسمین نفع ہے کیونکہ یہ مضاربتین دو ہین پھر اگر اُسکے بعد دونون کو ملا دیا تو اس مال کا جسمین گھٹی ہے ضامن ہوگا اور جسمین نفع اُٹھایا ہے اُسکا ضامن نہ ہوگا پھر اگر گھٹی کے مال مین نفع اُٹھایا تو وہ مضارب کا ہے اور امام اعظم رح و امام محمد کے نزدیک اُسکو صدقہ کردے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر کسی شخص کو ہزار درم آدھے کی مضاربت پر دے کہ اُس مین[عہ] اپنی رائے سے عمل کرے اُسنے اُسمین ہزار درم کا نفع[۱۲] اُٹھایا پھر رب المال نے دوسرے کو دوسرے ہزار درم آدھے نفع کی مضاربت پر دیے کہ اس مین اپنی رائے سے عمل کرے پھر پہلے مضارب نے دونو ہزار درم کسی شخص کو تہائی نفع پر دیے کہ اپنی رائے سے عمل کرے اور دوسرے مضارب نے بھی اُس شخص کو ہزار درم مضاربت کے تہائی نفع پر دیے کہ اپنی رائے سے عمل کرے اُسنے ان ہزار کو پہلے کے دونون ہزار سے ملا دیا تو اسپر کچھ ضمان نہین ہے پھر اگر ان سب پر ایک ہزار کا نفع اُٹھایا تو ایک تہائی خود لے اور باقی دو تہائی دونون مضاربون کو دیدے کہ وہ دونون باہم بحساب اپنے مال کے تین حصہ کرکے تقسیم کرلین یعنے اس مین سے دو تہائی پہلا مضارب لے اور ایک تہائی دوسرا لے پھر جب پہلے مضارب نے اس مین سے دو تہائی لیا تو رب المال کو اُسکے راس المال کے ہزار درم دیدے اور جو خود مضارب نے نفع حاصل کیا تھا یعنے ہزار درم اس مین سے نصف یعنے پانچ سو درم رب المال کو دے اور پانچ سو درم خود لے اور جو مضارب کے مضارب نے اس کو نفع دیا ہے یعنے دو تہائی ہزار کی دو تہائی اس مین سے رب المال تین چوتھائی لے لے گا اور باقی ایک چوتھائی مضارب کے پاس رہجاوے گی وہ اس کی ہوگی۔ اور دوسرا مضارب بھی اپنے مضارب سے دو تہائی ہزار کی تہائی لے لیگا اور رب المال کو اسکے ہزار درم راس المال کے دیدیگا پھر اس نفع کے چار حصہ کرکے تین چوتھائی رب المال کو دیگا اور ایک چوتھائی خود لیگا یون باہم تقسیم کرینگے۔ اور اگر مضارب اول نے جسوقت اپنے مضارب کو تہائی نفع پر مال دیا اور اپنی رائے سے کام کرنے کی اجازت دی تھی خود کچھ نفع حاصل نہ کیا تھا پھر اُسکے مضارب نے کام کرکے ہزار درم نفع پالیے۔ پھر دوسرے مضارب نے اُسی شخص کو ہزار درم اپنی مضاربت کے بھی تہائی کے نفع پر دیے اور اپنی رائے سے کام کرنے کی اجازت دیدی پھر اس شخص نے دونون ہزار کو ساتھ ایک ہزار کو ملا دیا اور کام کیا اور ایک ہزار نفع اُٹھائے تو نفع اور نقصان باعتبار مال کے تین ٹکڑے کیا جاوے گا۔ پس ہزار درم کے حصہ مین ایک ٹکڑا یعنے مثلاً تہائی نفع پڑیگا اور ایک ہزار دوسرے مضارب کے ہین پس اس تہائی مین سے دوسرے مضارب کا مضارب اپنا حصہ نفع یعنی تہائی کا تہائی لے گا اور باقی مضارب کو دے گا پھر مضارب سے رب المال اپنا راس المال لے گا اور باقی نفع دونون مین چار حصہ ہوکر تین چوتھائی رب المال کو اور ایک چوتھائی مضارب کو ملے گا۔ اور دو ہزار کے حصہ مین دو ٹکڑے یعنے دو تہائی ہزار آوین گے پس ان دو تہائی ہزار مین سے اور نیز پہلے ایک ہزار نفع مین سے وہ شخص یعنے پہلے مضارب کا مضارب اپنا حصہ یعنی ایک تہائی تقسیم کرالیگا اور باقی نفع مع ایک ہزار راس المال کے مضارب اول کو واپس آیا اسمین سے رب المال اپنا راس المال ہزار درم لے لیگا اور باقی نفع کے چار حصے

عہ یعنی [illegible] ۱۲

ہو کر تین چوتھائی رب المال کو اور ایک چوتھائی مضارب کو ملے گی یہ مبسوط مین ہے۔ اگر کسی کو ہزار درم آدھے کی مضاربت پر باین اجازت دیے کہ اپنی راے سے عمل کرے اُسنے کام کرکے ہزار درم نفع پالئے پھر دوسرے ہزار درم تہائی کی مضاربت پر اس اجازت سے کہ اپنی راے سے کام کرے دیدیے اس نے ان ہزار مین سے پانچ سو درم پہلی مضاربت مین ملادیے اور بعد ملانے کے ہزار درم تلف ہو گئے تو یہ تلف ہونے والے پہلے مال کا نفع قرار دیے جاوین گے اور ایسا ہو جاویگا کہ گویا اُسنے نفع نہین اُٹھایا ہے۔ اور امام محمد رحنے فرمایا کہ ہزار درم اس کل مین سے حساب سے تلف شدہ قرار پاوین گے یعنے پانچ حصہ کرکے چار پانچوین پہلے مال سے اور ایک پانچوان حصہ دوسرے مال سے قرار دیا جائے گا یہ کافی مین ہے۔ اور اگر تلف نہ ہوے بلکہ اُسنے ملاکر کام کیا یہان تک کہ دوسرے ایک ہزار درم نفع پالئے تو اس نفع کا پانچوان حصہ دوسری مضاربت کے درمون کا اور چار پانچوین حصہ پہلی مضاربت مین قرار پاوین گے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر کسی کو ہزار درم مضاربت مین دیے پس مضارب نے ان ہزار درم سے اور اپنے پاس سے ہزار درم سے ایک باندی خریدی پھر خریدنے کے بعد دام دینے سے پہلے دونون ہزار ایک دوسرے مین ملاکر دام دیدیے تو وہ ضامن نہ ہوگا پھر اگر اُسکے بعد اسنے وہ باندی فروخت کردی اور ملا ہوا ثمن وصول کیا تو اس مین بھی اُسپر ضمان نہین ہے اور اس کو اختیار ہے کہ پھر ثمن سے خرید و فروخت کرے پس اس مین سے نصف یعنے اسقدر حصہ ثمن باندی کا جو اس نے مال مضاربت سے خریدا ہے مضاربت مین ہوگا اور نصف ثمن کا یعنے اسقدر حصہ ثمن باندی کا جو اپنے مال سے خریدا ہے اُسکا ہوگا اور اگر بدون موجودگی رب المال کے مضارب نے مال تقسیم کیا تو قسمت[بٹوارہ ۱۲] باطل ہے۔ اور اگر مضارب نے ہزار درم مضاربت کے لیکر قبل اس کے کہ اُس کے عوض کوئی چیز خریدے اپنے مال سے ہزار درم کے ساتھ ملادیے پھر ان سے کوئی چیز خریدی تو خرید اسی کی ذات کے واسطے ہوگی اور رب المال کے واسطے ہزار کا ضامن ہوگا۔ اور اگر اُسنے مال مضاربت کے عوض خریدنے کے بعد مال مین اپنا مال ملادیا اور ہنوز اُس نے خریدی ہوئی چیز کے دام بائع کو نہ دیے تھے کہ اس کے پاس سے مال ضائع ہوا تو ہزار درم مضاربت کا ضامن ہوگا اور جو کچھ اُسے بائع کو دینا پڑے گا اپنے مال سے دے گا اور رب المال سے کچھ نہین لے سکتا ہے اور جب اُسنے باندی پر قبضہ کرلیا تو آدھی باندی مضاربت مین ہوگی اور آدھی اس کی ہوگی کذا فی المبسوط۔ اگرچہ[له] مضاربت ٹوٹ گئی کیونکہ مضاربت قائم رہنے کی شرط یہ ہے کہ راس المال اُسکے پاس امانت مین ہو یہ محیط سرخسی مین ہے اور اگر مضارب نے کسی دوسرے شخص کے ساتھ ہزار درم مضاربت سے اور ہزار درم اس شخص کے پاس سے ایک باندی خریدی اور دونون ہزار کے ملانے سے پہلے دام ادا کردیے پھر دونون نے باندی پر قبضہ کیا تو آدھی باندی مضاربت کی اور آدھی اس شخص کی ہوگی پھر اگر دونون نے ایک ہی ثمن سے اس باندی کو فروخت کیا اور ملا ہوا ثمن وصول کیا تو جائز ہے اور مضارب پر ضمان آوے گی پھر اگر مضارب نے اس شخص سے دام بٹوا لیے تو یہ بٹوارہ رب المال پر جائز ہے۔ پھر اگر بعد تقسیم کرلینے کے مال مضاربت کو اس شخص کے مال سے ملادیا تو مضارب مال مضاربت کا ضامن ہوگا۔ اور اگر مضارب نے مال مضاربت کے ساتھ رب المال کی اجازت سے دوسرے سے شرکت کرلی پھر مضارب نے شریک سے کہا کہ مین نے تجھسے باہمی بٹوارہ کرلیا ہے اور یہ جو کچھ مین ہے

[له] یعنے مال مضاربت یعنی ہو جانے کی وجہ نصف باندی مضاربت مین ہوگی ۱۲

یہ مضاربت کا ہے اور دوسرے نے تکذیب کی تو قسم سے شریک کا قول قبول ہوگا یہ مبسوط مین ہے قال محمد رحمۃ اللہ فی المجامع
ایک شخص نے دوسرے کو سو دینار جنکی قیمت ڈیڑھ ہزار درم ہی دیئے اور کہا کہ انسے اور اپنے پاس سے ایک ہزار سے
کام کر اس شرط سے کہ نفع ہم دونون مین برابر تقسیم ہو تو یہ جائز ہی اور اگر نفع مین یہ شرط نہ ہوتی تو نفع دونون مین پانچ
حصہ ہوکر بقدر دونون مالون کے دونون کو تقسیم ہوتا۔ قلت یعنی تین حصہ رب المال کو اور دو حصہ مضارب کو
ملتے۔ اور جب باہم آدھے آدھے کی شرط ہوئی تو گویا دینار والے سے چھٹے حصے کی شرط ہوئی پس یہ مضاربت چھٹے
حصۂ نفع پر ہے۔ اور یہ صورت اگرچہ شرکت کے طور پر ہے کیونکہ مال دینے کی شرط دونون طرف سے کی گئی ہو ویکن
شرط کی تصحیح اسوجہ سے ممکن نہین ہی کہ کام کرنیکی شرط دونون نے صرف اسی کی طرف کی ہی جسکو مال دیا ہی۔ اور
شرکت مین دونون پر کام کرنے کی شرط ہوتی ہی پس یہ عقد صورت مین شرکت معلوم ہوتا ہے اور معنی مین مضاربت ہے
اور دینار والے کا یہ کہنا کہ اپنے مال سے ایک ہزار سے کام کر اسکا فائدہ یہ ہے کہ اگر مضارب اپنے مال سے اسکو ملادے
تو مضارب کے ذمہ سے ضمان دور ہو جاوے۔ اور جب یہ عقد حق دینار مین مضاربت ہوا تو ان کا سپرد کرنا اور
حاضر کرنا شرط ہوا اور اگر کوئی مال قبل خرید واقع ہونے کے تلف ہوا تو اُس کے مالک کا تلف ہوا مگر بات یہ ہی کہ اگر دینار
تلف ہو جاوینگے تو مضاربت باطل ہو جاویگی اور اگر درم تلف ہو جاوینگے تو مضاربت اپنے حال پر رہیگی پھر اگر دینارون
کی قیمت گھٹ گئی اور ایک ہزار رہگئی پھر مضارب نے اُنکے عوض اور اپنے مال سے ہزار درم کے عوض ایک باندی
خریدی اور باندی کو ہزار درم نفع پر فروخت کیا تو ہر ایک مال کا نفع پانچ سو درم ہوگا مگر مال دینار کا نفع جو پانچسو
درم ہونگے موافق شرط کے اُس کے چھ حصے کرکے پانچ چھٹے حصہ مالک دینار کو دیئے جاوینگے اور چھٹا حصہ درم والے
کو ملیگا۔ اور درمون کے جو پانچ سو درم نفع مین وہ مالک درم کو خاصۃً ملینگے اور اگر مضارب نے ہر مال سے ایک اسباب
علیحدہ خریدا پھر جو درمون سے خریدا ہے اس کو فروخت کیا اور کچھ نفع نہ پایا اور جو دینارون سے خریدا ہے اُس کو
فروخت کرکے پانچ سو درم نفع اٹھایا تو موافق شرط کے اُسکو اس نفع مین چھٹا حصہ ملے گا۔ اور اگر دینارون سے خریدے
ہوے اسباب کے فروخت مین کچھ نفع نہ پایا اور جو درمون سے خریدا ہے اس مین پانچ سو درم نفع اٹھایا تو
کل نفع مالک درم یعنی مضارب کو ملیگا اور اگر دینارون کی قیمت اسقدر گھٹی کہ آٹھ سو رہگئی پھر مضارب نے دینارون اور
اپنے درمونسے ایک غلام خریدا تو مضارب کو اُسمین سے نو حصون مین سے پانچ حصہ ملینگے اور باقی چار حصہ مضاربت مین رہینگے
پس اگر مضارب نے وہ غلام فروخت کیا اور اُسمین نفع اٹھایا تو ثمن مین سے ہر ایک اپنا اپنا راس المال لے لیگا پھر اُسمین سے
مضارب پانچ نوین حصہ نفع کے خاصۃً اپنے مال کے نکال لیگا اور باقی چار نوین حصہ مضاربت مین رہینگے وہ دونونکو چھ حصہ ہوکر موافق
شرط کے تقسیم ہونگے۔ اور اگر مضارب نے اس غلام کو فروخت نہ کیا یہانتک کہ دینارونکی قیمت ہزار درم ہو گئی پھر اسکو تین ہزار کو
فروخت کیا تو دونون اس ثمن کے نو حصہ کرینگے اُنمین سے پانچ حصہ یعنی ایک ہزار چھ سو چھیاسٹھ درم و دو تہائی درم مضارب کے پاس رہینگے
جسمین ایکہزار اُسکا راس المال ہے اور باقی خاصۃً اُسی کا نفع ہے اور باقی چار حصہ یعنی ایک ہزار تین سو تینتیس درم اور ایک تہائی
درم مضاربت مین ہونگے کہ جسمین سے ایکہزار درم راس المال کے ہونگے اور باقی دونون مین چھ حصہ ہوکر نفع تقسیم ہوگا یہ محیط مین ہے

باھوان باب

مضارب کے نفقے کے بیان مین۔ اگر مضارب نے شہر مین کام کیا تو اُسکا نفقہ راس المال مین

نہین ہو اور اگر اس نے سفر کیا تو اُسکا کھانا و پینا و سواری خواہ خریدے یا کرایہ سے مال مضاربت مین رکھی جاوے گی پھر اگر اس کے پاس کچھ باقی رہجاوے جبکہ اپنے شہر مین آجاوے تو اُسکو مضاربت مین ڈالدے اور اگر اُسکا نکلنا سفر سے کم ہو پس اگر اتنی مسافت ہو کہ صبح جاتا ہے اور شام کو چلا آتا ہی اور اپنے اہل و عیال مین رات بسر کرتا ہی تو وہ بمنزلہ شہر کے بازاریون کے ہے کہ جو شہر مین فروخت کرتے ہین اور اگر ایسا ہو کہ اپنے گھر مین اہل و عیال کے ساتھ رات نہین بسر کرتا ہے تو اُسکا نفقہ مال مضاربت مین قرار دیا جائیگا. کذا فی الهدایة - اور رابتہ ضرورت مین جو صرف ہو وہ نفقہ ہے اور وہ کھانا و پانی و کپڑا و بچھونا و سواری و ٹٹو کا چارا ہے - کذا فی محیط السرخسی و از انجملہ کپڑے دھولائی اور مقام ضرورت مین تیل اور حمام کا کرایہ اور حجامت بنوائی ہی اور ان سب مین اُسکو اجازت مطلق بطور معروف کے ہوگی حتی کہ اگر معروف طور سے خرچ نہ کیا تو زیادتی کا ضامن ہوگا - یہ کافی مین ہے - اور امام ابو یوسف رح سے مروی ہی کہ ان سے گوشت کو دریافت کیا گیا فرمایا کہ جس طرح کھاتا تھا کھاوے یہ ذخیرہ مین ہے ولیکن دوا اور پچھنے دلوانے اور سرمہ وغیرہ کا صرف اُسکے ذاتی مال سے ہوگا مال مضاربت سے نہ ہوگا. اسی طرح وطی کرنے کی اور خدمت کی باندی کا ثمن کا حساب مضاربت مین نہ لگایا جاوے گا اور اگر کسی شخص کو مزدور کر لیا کہ وہ سفر مین اُسکی خدمت کرتا ہے اور جس شہر مین اترتا ہے وہان اُسکے لیے روٹی سالن پکاتا ہی اور اُسکے کپڑے دھوتا ہے اور جو کام ضروری ہی سب کرتا ہے تو اُسکا حساب مضاربت مین کیا جاوے گا اسی طرح اگر اس کے ساتھ اُسکے چند غلام ہون کہ مال مضاربت مین کام دیتے ہین تو وہ لوگ بھی بمنزلہ اسی مزدور کے ہون گے اور ان کا نفقہ مال مضاربت مین ہوگا. اسی طرح اگر مضارب کے چوپائے ہون کہ انپر مضاربت کا مال لادکر کسی شہر کو لیجاتا ہے تو اُسکا چارہ بھی جب تک وہ اس کام مین ہین مال مضاربت سے دیا جاوے گا یہ مبسوط مین ہی. اور اگر رب المال نے اپنے غلامون یا چوپاؤن سے سفر مین اس کی اعانت کی تو مضاربت فاسد نہ ہوگی اور ان غلامون و چوپاؤن کا نفقہ خود رب المال پر ہوگا مال مضاربت مین نہ ہوگا اور اگر مضارب نے بلا اجازت رب المال کے اُن کو نفقہ دیا تو اپنے مال سے ضمان دیگا یہ محیط سرخسی مین ہے اور جب وہ ضامن قرار پایا پس اگر اس نے مال مین کچھ نفع اُٹھایا تو پہلے رب المال اپنا راس المال سب لیگا اور جو باقی رہا وہ دونون مین موافق شرط کے نفع تقسیم ہوگا پھر جو نفع حصہ مضارب مین آیا ہی وہ اس مال مین محسوس کیا جاوے گا جو اُسپر ضمان ہو پس اگر اُسکے حصہ کا نفع اس مال سے جو اُسپر ضمان ہے کم ہووے تو مضارب بقدر کمی کے رب المال کو پورا کر دے گا اور اگر اُسکا حصہ نفع مال مضمون سے زیادہ ہو تو بقدر ضمان کے کاٹ کر باقی پورے حصہ تک نفع اُسکو دیدیا جاوے گا. اور اگر رب المال نے اُسکو حکم دیا کہ میرے غلامون و چوپاؤن کو نفقہ دے تو یہ اُسکے مال مضاربت مین محسوب ہوگا یعنی اصل مال رب المال مین حساب کیا جاوے گا یہ محیط مین ہے. اور اگر اس نے باوجود اجازت رب المال کے غلامون و چوپاؤن کے نفقہ مین اسراف و زیادتی کر دی تو راس المال مین سے فقط نفقہ مثل کا حساب کیا جاوے گا یعنی اسراف و زیادتی کا حساب نہ کیا جاوے گا یہ محیط سرخسی و مبسوط مین ہی اور اس نفقہ کا حساب کرنے کا یہ طریقہ ہی کہ اگر راس المال مین نفع ہو تو پہلے نفع مین سے محسوب کیا جاوے کیونکہ نفقہ جز و تلف شدہ ہی اور اصل تلف شدہ مین یہ ہی کہ نفع کی طرف پھیرا جاتا ہے اور اگر نفع نہ ہو تو راس المال مین محسوب ہوگا یہ محیط مین ہے. اور اگر مضارب نے اپنے مال سے خرچ کیا یا مضاربت پر

ادھار لیا ہو تو یہ مضاربت مین سے لیگا۔ اس طرح کہ پہلے راس المال نکالکر پھر دوسری مرتبہ نفقہ محسوب کریگا پھر نفع تقسیم ہوگا اور اگر مال مضاربت تلف ہوگیا تو رب المال سے کچھ نفقہ واپس نہین لے سکتا ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر مضارب نے قبل خرید وفروخت کے راس المال مین سے کچھ اپنی ذات پر صرف کیا تو رب المال اس سے اپنا راس المال بھرپور لے لیگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر متاع مضاربت لادنے کے واسطے کوئی جانور خریدا یا مضاربت کے واسطے اناج خریدا اور دام دینے سے پہلے راس المال تلف ہوگیا تو رب المال سے دوبارہ لے لیگا یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر اپنا کھانا کپڑا تیل خریدا یا سواری کرایہ کی پھر راس المال ضائع ہوگیا تو رب المال سے کچھ نہین لے سکتا ہے یہ محیط سرخسی مین ہی اور اگر مضارب کے اہل وعیال کوفہ مین بھی ہون اور اسکے اہل وعیال بصرہ مین بھی ہون اور دونون جگہ اُسکا وطن ہو پھر وہ راس المال لیکر کوفہ سے بصرہ کو چلا تاکہ وہان تجارت کرے تو وہ راستے بھر مال مضاربت سے اپنا نفقہ لیگا اور جب بصرہ مین داخل ہوگیا تو جب تک وہان رہے اُسکا نفقہ اُسکے ذمہ ہی پھر جب وہان سے کوفہ کو لوٹ چلا تو راستہ مین نفقہ مال مضاربت سے لیگا۔ اور اگر مضارب کے اہل یہان کوفہ مین ہون اور رب المال کے بصرہ مین ہون اور رب المال کے ساتھ وہ بصرہ کو تجارت کے واسطے چلا تو راستہ مین اور بصرہ مین اور بصرہ سے لوٹ کر راہ مین اُسکا نفقہ مال مضاربت سے ہوگا یہ مبسوط مین ہی اور اگر کسی شخص نے دوسرے کو ہزار درم مضاربت مین دیے حالانکہ دونون کوفہ مین موجود ہین ولیکن کوفہ مضارب کا وطن نہین ہی تو جب تک مضارب کوفہ مین ہی اُسکا نفقہ اُس کی ذات پر ہے۔ پھر اگر مال مضاربت لیکر سفر کر گیا پھر لوٹ کر تجارت کی غرض سے کوفہ مین آیا تو جب تک کوفہ مین ہی اُسکا نفقہ مال مضاربت سے ہوگا اور کوفہ اور دوسرے شہر اُسکے حق مین یکسان ہون گے۔ یہ محیط مین ہی۔ پھر اگر اس نے کوفہ مین کسی عورت سے نکاح کر لیا اور اُسکو وطن بنا لیا تو مال مضاربت سے اُسکا نفقہ ہونا باطل ہوگیا یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر مضارب مال مضاربت لیکر تجارت کی کوئی چیز خریدنے کے واسطے کسی شہر کو گیا اور وہان پہونچکر کچھ نہ خریدا یہان تک کہ پھر اپنے شہر کو واپس آیا اور مال مین سے اپنے نفقہ مین خرچ کیا ہو تو یہ نفقہ مال مضاربت مین قرار دیا جائیگا۔ یہ محیط مین ہی۔ اگر کسی شخص کو مال مضاربت دیا اور حکم کیا کہ اپنی رائے سے عمل کرے پس مضارب نے دوسرے کو مضاربت مین دیا وہ مال لیکر کسی شہر کو خرید وفروخت کے واسطے سفر کر گیا تو اس کا نفقہ مضاربت مین ہوگا کیونکہ وہ بمنزلہ مضارب اول کے ہی یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر مضارب نے کسی شہر مین اقامت کی نیت کر لی تو نفقہ اُسکا مال مضاربت سے رہیگا اور اقامت کی نیت سے اسوقت مضاربت سے نہین رہتا ہی کہ جب اپنے شہر مین اقامت کرے یا کسی شہر کو دار الاقامۃ بنالے یعنی وطن اقرار دیوے یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر مضارب نے مال مضاربت کسی شخص کو بضاعت مین دیا تو مستبضع یعنی بضاعت لینے والے کا نفقہ مال مضاربت مین نہوگا۔ اور اگر مضارب نے رب المال کو بضاعت دیا اس نے کام کیا تو یہ مضاربت مین رہے گا اور نفع دونون مین موافق شرط کے تقسیم ہوگا اور رب المال کا نفقہ مضاربت مین نہوگا یہ مبسوط مین ہی اور اگر مضارب نے مال مضاربت لیکر اور اپنا مال لیکر سفر کیا تو نفقہ دونون مالون پر تقسیم کیا جاویگا خواہ اُس نے دونون مالون کو ملایا ہو یا نہ ملایا ہو خواہ رب المال نے اس سے اپنی رائے سے عمل کرنے کو کہا ہو یا نہ کہا ہو اور مقدار سفر یا اس سے کم دونون اس باب مین برابر ہین بشرطیکہ اپنے اہل وعیال مین رات بسر نہ کرتا ہو یہ فتاوی قاضی خان

مین ہی۔ اسی طرح اگر دو شخصون کا مال مضاربت لیکر اُس نے سفر کیا تو اسکا نفقہ دونون کے مالون کی مقدار پر ہوگا۔ اور اگر ایک مال بضاعت کا ہو تو اُسکا نفقہ مال مضاربت سے ہوگا الا اس صورت مین کہ بضاعت کا کام کرنے کے واسطے فارغ ہوا ہو تو اپنا ذاتی مال خرچ کرے بضاعت مین سے خرچ نہ کرے (اور نہ مضاربت مین سے خرچ کرے) ولیکن اگر صاحب بضاعت نے اس کو اجازت دیدی ہو تو بضاعت مین سے خرچ کرے۔ یہ محیط سرخسی مین ہی۔ قال محمد رح فی الزیادات ایک شخص نے دوسرے کو ہزار درم آدھے کی مضاربت پر دیے پس مضارب نے اس کے عوض ایک باندی جو ہزار درم قیمت کی ہو خریدی اور باندی کے نفقہ کی ضرورت ہوئی تو اس کا نفقہ رب المال پر واجب ہوگا اور مضارب کے حصہ مین اُسکا نفقہ نہ لگایا جائیگا اور یہی ظاہر الروایۃ ہی اور حسن رح نے امام اعظم رح سے روایت کی ہی کہ اس کا نفقہ رب المال و مضارب دونون پر بقدر ان کی ملک کے ہوگا یہ محیط مین ہی اگر مضارب کسی شہر مین آیا اور کوئی چیز خریدی پھر رب المال مرگیا اور اسکو خبر نہین ہی پھر متاع کو کسی دوسرے شہر مین لایا تو مضارب کا نفقہ اُسکے ذاتی مال سے ہوگا اور جو راہ مین تلف ہوا اُسکا ضامن ہی اور اگر صحیح سالم پہنچ گئی تو متاع کا فروخت کرنا جائز ہی کیونکہ حق بیع مین مضاربت باقی ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر مضارب متاع کو لیکر رب المال کے مرنے سے پہلے اس شہر سے باہر ہوا تو ضائع ہونے کا وہ ضامن نہ ہوگا۔ اور سفر کا نفقہ مال سے ہوگا یہان تک کہ شہر مین پہونچ جاوے اور متاع کو مال سے فروخت کرے یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر مضارب راستہ مین ہو اور رب المال نے ایک ایلچی بھیج کر اس کو سفر سے منع کر دیا یا رب المال مرگیا تو اسکو اختیار ہی جس شہر کی طرف چاہے توجہ کرے اور اُس کا نفقہ مال مضاربت مین ہوگا ولیکن اگر مال مضاربت نقدی ہو حالانکہ وہ شہر یا راستہ مین ہی پھر رب المال کے شہر کے سوائے دوسرے شہر کی طرف نکلا تو ضامن ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی اور اگر رب المال مرگیا درحالیکہ مضارب رب المال کے شہر کے سوائے دوسرے شہر مین ہے اور مضاربت مین متاع اُسکے پاس ہی پھر اُسکو لیکر رب المال کے شہر کی طرف چلا تو استحساناً اسپر تلف ہونے کی ضمان نہین ہی اور نفقہ مضاربت سے واجب ہے یہان تک کہ رب المال کے شہر مین پہونچ جاوے۔ اسی طرح اگر رب المال زندہ ہو اور اس نے ایلچی بھیج کر مضارب کو خرید و فروخت سے منع کر دیا حالانکہ اس کے پاس متاع تجارت موجود ہی پھر وہ اُسکو لیکر رب المال کے شہر کی طرف نکلا تو سفر مین اگر متاع تلف ہو جاوے تو استحساناً ضمان نہ ہوگی اور استحساناً اس کا نفقہ مال مضاربت سے ہوگا۔ اور اگر مال مضاربت سے اس کے پاس نقدی درم و دینار ہون اور رب المال مرگیا درحالیکہ مضارب دوسرے شہر مین موجود ہی یا کوئی ایلچی بھیجکر رب المال نے اُسکو خرید و فروخت سے منع کر دیا پھر مضارب مال لیکر رب المال کے شہر کی طرف متوجہ ہوا اور مال راستہ مین تلف ہو گیا تو اُسپر ضمان نہین ہی اور اگر سالم پہنچکر آیا اور اس مین سے مضارب نے راہ مین اپنی ذات پر خرچ کیا تو وہ نفقہ کا ضامن ہوگا یہ مبسوط مین ہی۔ اگر مضارب نے ہزار درم مضاربت اور ہزار درم اپنے مال سے ایک غلام خریدا اور اُسپر کچھ خرچ کیا تو اس نے تطوع و احسان کیا اور اگر اُس نے قاضی کے سامنے پیش کر کے بحکم قاضی اُسپر کچھ خرچ کیا تو دونون پر بقدر ہر ایک کے راس المال کے واجب ہوگا کذا فی الحاوی۔ اور جو مضاربت فاسد ہو اُسمین مضارب کا نفقہ مال مضاربت مین نہوگا پس اگر اس نے اپنی ذات پر خرچ کیا تو اُسکے کام کا جو اجر المثل اُسکو چاہیے اس مین محسوب کر لیا جائیگا اور جو باقی بچیگا وہ اُسکو ملیگا

لہ قولہ فارغ یعنی مضاربت کے کام سے تعلق نہ ہو ۱۲
؏ یعنی اسمین نفع نہین ہو ۱۲

اور اگر زیادہ خرچ کیا ہو تو بقدر زیادتی کے مضارب سے لیا جائیگا یہ مبسوط مین ہے

تیرھوان باب مضاربت کے غلام کے آزاد کرنے اور مکاتب کرنے اور مضاربت کی باندی کے بچہ کی دعوت نسب کے بیان مین

اگر مضارب نے مضاربت کا غلام آزاد کیا پس یا تو مضاربت مین نفع ہوگا یا نہ ہوگا اور یا غلام کی قیمت مین راس المال پر زیادتی ہوگی یا نہ ہوگی - پس اگر مضاربت مین نفع ہو تو عتق صحیح نہین ہے اور اگر رب المال نے اس کو آزاد کیا ہو تو صحیح ہے - اور وہ اپنا راس المال بھر پلنے والا شمار ہوگا - اور اگر مضاربت مین نفع ہو اور غلام کی قیمت مین زیادتی نہو مثلاً ایک غلام پانچسو درم کو جو ہزار کی قیمت کا ہے خریدا اور راس المال بھی ہزار درم ہین اور مضارب نے اُسکو آزاد کیا تو بھی صحیح نہین ہے - کیونکہ مال مضاربت ہرگاہ دو جنس مختلف ہون اور قیمت ہر ایک کی مثل راس المال کے ہو تو ہر واحد دونون مالون مین سے راس المال کے ساتھ مشغول اعتبار کیا جاوے گا گویا کہ اس کے ساتھ دوسرا نہین ہے اور راس المال دونون مین شائع اعتبار کیا جائیگا کذا فی محیط السرخسی اور اگر رب المال ہی نے خود آزاد کیا ہو تو عتق جائز ہوگا اور آزاد کرنے کی وجہ سے وہ اپنے تمام مال کا بھر پانے والا شمار ہوگا اور پانچسو درم نفع باقی رہے - وہ دونون کو برابر تقسیم ہوجاوینگے - یہ محیط مین ہے - اور اگر اس غلام کی قیمت مین زیادتی ہو مثلاً پانچسو درم کو دو ہزار کا غلام خریدا اور اُس کو آزاد کیا تو چوتھائی مین اُسکا آزاد کرنا جائز ہے یہ محیط سرخسی مین ہے - پس رب المال مضارب کے ہاتھ کے باقی پانچسو درم اپنے راس المال مین وصول کرلیگا اور غلام مین سے مضارب کی ملکیت بقدر سات سو پچاس درم ہوجائیگی پس مضارب کی ملکیت غلام مین زیادہ ہوگئی کہ جو آزاد کرنے کے روز نہ تھی اور جو اُس کی زیادتی غلام مین پیدا ہوئی ہے وہ آزاد نہ ہوجائیگی - پھر ہم کہتے ہین کہ اگر مضارب خوش حال ہو تو رب المال کو تین طور سے اختیار حاصل ہوگا چاہے مضارب سے ایک ہزار دو سو پچاس درم کی ضمان لے پھر مضارب کو اختیار ہوگا کہ غلام سے ایک ہزار پانچ سو درم اگر چاہے تو لے اور اُسکی تمام ولا مضارب کی ہوگی اور اگر رب المال چاہے تو غلام سے ایک ہزار دو سو پچاس درم کے واسطے سعی کرادے اور مضارب کو خیار ہوگا کہ چاہے غلام سے دو سو پچاس درم کے واسطے سعی کرادے یا چاہے تو اسقدر غلام کو آزاد کرے اور ولا ان دونون مین آٹھ حصون مین منقسم ہوگی پانچ حصہ رب المال کے اور تین حصہ مضارب کے ہون گے اور اگر رب المال چاہے تو غلام مین سے اپنا حصہ آزاد کردے اور وقت آزاد کرنے کے غلام کے پانچ حصہ آزاد ہوجاوینگے اور مضارب کو ایک حصہ مین اختیار باقی رہے گا اور یہ وہی ہے جو بعد آزاد کرنے کے اُس کے حق مین زیادتی پیدا ہوگئی ہے - پس چاہے تو اُس کو آزاد کردے یا اس سے سعی کرا دے اور جو فعل اِنہین سے چاہے اختیار کرے گر ولا ان مین آٹھ حصون مین تقسیم ہوگی - اور اگر مضارب تنگدست ہو تو رب المال کو دو طرح کا اختیار ہوگا چاہے غلام سے ایک ہزار دو سو پچاس درم کے واسطے سعی کرادے یا چاہے تو اسقدر غلام آزاد کردے - اور مضارب کو بھی جسقدر اُسکے حق مین زیادتی پیدا ہوگئی ہو انہین خیار ہوگا اور اس کی ولا دونون کو آٹھ حصہ ہوکر تقسیم ہوگی جیسا کہ ہم نے سابق مین ذکر کیا ہے اور یہ سب امام اعظم رح کا قول ہے اور صاحبین رح کے نزدیک ہرگاہ مضارب نے نفع ہونے کی حالت مین آزاد کیا تو تمام غلام رب المال و مضارب سے آزاد ہوجائیگا پھر رب المال اپنے پانچ سو درم باقی راس المال کے مضارب سے وصول کرلیگا پھر مضارب سے اگر وہ خوش حال ہو تو ایک ہزار

دو سو پچاس درم کی ضمان لیگا۔ اور مضارب اُسکو غلام سے واپس نہین لے سکتا ہے اور اگر مضارب تنگدست ہے تو رب المال غلام سے ایک ہزار دو سو پچاس درم کے واسطے سعی کراویگا اور تمام ولا مضارب کی ہوگی۔ یہ محیط مین ہے۔ اگر مضارب نے ہزار درم مضاربت سے دو غلام خریدے ہر ایک دونون مین سے ہزار درم قیمت کا ہے اور مضارب نے دونون کو آزاد کر دیا تو ہمارے نزدیک اس کا آزاد کرنا باطل ہے اور اگر اُسکے بعد اس کی قیمت بڑھ جائے تو بھی عتق باطل رہا کذا فی المبسوط اور اگر رب المال نے دونون کو آزاد کیا تو دیکھا جائیگا کہ اگر دونون کو ایک ساتھ آزاد کیا ہے تو دونون آزاد ہوجاوینگے۔ اور مضارب کو پانچسو درم کی ضمان دیگا خواہ تنگدست ہو یا خوش حال ہو اور غلام پر سعی کرنا لازم نہ آوے گا اور اگر ایک کو بعد دوسرے کے آزاد کیا تو پہلا کل آزاد ہوجائیگا اور اُسکی ولا رب المال کی ہوگی۔ اور دوسرے مین سے آدھا آزاد ہوگا۔ یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر ہزار درم کو دو غلام ایسے خریدے کہ ایک کی قیمت ہزار درم اور دوسرے کی دو ہزار درم ہے پھر مضارب نے دونون کو معاً آزاد کر دیا یا متفرق آزاد کر دیا حالانکہ وہ خوش حال ہے تو امام اعظم رحکے نزدیک ہزار درم کی قیمت والا غلام آزاد نہوگا اس کا آزاد کرنا صحیح نہین ہے اور دو ہزار والے کا چوتھائی آزاد ہوجاویگا اور اسکی مضاربت ٹوٹ گئی۔ اور ہزار درم والے کی مضاربت باقی رہی پھر جب رب المال نے اپنا تمام راس المال وصول کرنے کا قصد کیا تو مضارب اُس غلام کو فروخت کردے گا۔ اور اُس کے ثمن سے رب المال اپنا راس المال بھرپور لے لیگا پس وہ غلام جسکی قیمت دو ہزار تھی وہ راس المال مین مشغول رہا بلکہ تمام نفع رہا کہ دونون مین آدھا آدھا تقسیم ہونا چاہیئے تھا پس مضارب نے رب المال کا آدھا غلام آزاد کیا ہے۔ حالانکہ وہ خوش حال ہے۔ تو امام اعظم رح کے نزدیک رب المال کو تین طور سے خیار حاصل ہوگا چاہے رب المال مضارب سے ہزار درم کی ضمان لے پھر اگر مضارب چاہے غلام سے ڈیڑھ ہزار درم لے لیگا اور اسکی تمام ولا مضارب کی ہوگی۔ اور اگر اس نے غلام سے سعی کرانا اختیار کیا تو وہ اپنی آدھی قیمت کے واسطے سعی کریگا اور مضارب بھی اس سے پانچ سو درم کے واسطے سعی کرا سکتا ہے اور یہ پانچسو درم چوتھائی وہ ہین۔ جو رب المال کا راس المال دینے کے بعد اسکی زیادتی اس غلام مین پیدا ہوئی ہے اور اس چوتھائی کے واسطے جو آزاد کرنے کے روز مضارب کی ملک تھی سعی نکرادے گا۔ اور غلام کی ولا دونون مین برابر مشترک ہوگئی اور اگر اس نے غلام کا آزاد کر دینا اختیار کیا تو مضارب کو یہ اختیار حاصل ہوگا کہ غلام سے اس چوتھائی کے واسطے جو رب المال کا راس المال دینے کے بعد اسکو غلام مین حاصل ہوئی ہے سعی کرادے اور اگر چاہے تو آزاد کردے اور چاہے جو فعل ان دونون مین سے اختیار کرے ہر صورت غلام کی ولا دونون مین برابر تقسیم ہوگی۔ اور اگر مضارب تنگدست ہو تو بھی سب صورتون مین یہی حکم ہوگا جو ہمنے ذکر کیا ہے الا یہ کہ رب المال کو صرف دو ہی طور کا خیار حاصل ہوگا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر مضارب نے دونون کو آزاد نہ کیا بلکہ رب المال نے ایک ہی لفظ سے دونون کو آزاد کر دیا پس ہزار درم قیمت والا غلام رب المال کے مال سے آزاد ہوجاوے گا اور اسپر کچھ سعی کرنی لازم نہ آوے گی اور جس غلام کی قیمت دو ہزار درم ہین اُسکا تین چوتھائی رب المال کے مال سے آزاد ہوجاویگا اور باقی ایک چوتھائی مین اگر رب المال خوش حال ہو تو امام اعظم رحکے نزدیک مضارب کو اختیار ہے کہ چاہے یہ چوتھائی آزاد کردے یا غلام سے سعی کرادے یا رب المال سے ضمان لیوے پھر رب المال غلام سے لے سکتا ہے اور اگر رب المال

یعنے سعی کرادے ۱۲

تنگدست ہو تو چاہے آزاد کرے یا غلام سے سعی کرادے اور یہ امر ظاہر ہو اور بھی مضارب رب المال سے اپنے
بوڑھے حصہ تک نفع کی ضمان لیگا اور یہ پانچ سو درم ہوے کیونکہ یہی باقی رہے ہین خواہ رب المال خوش حال
ہو یا تنگدست ہو پھر رب المال کو اختیار نہین کہ ان دوسرے پانچ سو درمون کو غلام سے واپس لیوے یہ مبسوط
مین ہے۔ اور اگر رب المال نے دونون کو متفرق آزاد کیا پس اگر دو ہزار والا اول آزاد کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک
تین چوتھائی اُسکا آزاد ہوگا۔ اور چوتھائی آزاد نہوگا اور ہزار قیمت والے مین سے وقت آزاد کرنے کے نصف آزاد
ہوگا پھر مضارب کو دونون غلامون مین تین طور سے خیار ہے اگر رب المال خوش حال ہو تو چاہے رب المال سے پہلے
غلام کی چوتھائی کی ضمان لے اور دوسرے کے نصف قیمت کی ضمان لے یا چاہے پہلے کا چوتھائی اور دوسرے کا
نصف آزاد کردے یا چاہے پہلے غلام سے چوتھائی کے واسطے اور دوسرے سے آدھے کے واسطے سعی کرادے
پس اگر مضارب نے رب المال سے ضمان لینا اختیار کیا تو وہ پہلے غلام سے چوتھائی قیمت اور دوسرے سے آدھی قیمت
واپس لیگا اور جب لے لے تو ان دونون کی کل ولا رب المال کی ہوگی۔ اور اگر مضارب نے سعی کرانا یا آزاد کردینا
اختیار کیا تو پہلے غلام کی ولا دونون مین چار حصہ ہوکر منقسم ہوگی تین حصے رب المال کے اور ایک حصہ مضارب کا
ہوگا اور دوسرے کی ولا دونون کو برابر تقسیم ہوگی۔ اور اگر رب المال نے پہلے ہزار کی قیمت والا غلام آزاد کیا تو
امام اعظم رح کے نزدیک یہ غلام پورا بدون سعایت کے آزاد ہو جائیگا اور جب اس نے دوسرے کو یعنی دو ہزار
والے کو آزاد کیا تو اس مین سے نصف آزاد ہوگا اور پھر اس مین وہی حکم جاری ہوگا جو دو شخصون کے مشترک غلام
مین ایک شریک کے آزاد کرنے کی صورت مین جاری ہوتا ہے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر ہزار درم مین دو غلام خریدے
کہ ہر ایک دونون مین سے ہزار درم کی قیمت کا ہے پھر مضارب نے دونون غلامون کو ایک ساتھ یا ایک بعد دوسرے
کے آزاد کیا پھر رب المال نے ایک کی آنکھ پھوڑ دی یا ہاتھ کاٹ دیا تو نصف راس المال کا بھر پانے والا
قرار دیا گیا پھر دوسرے غلام مین زیادتی ظاہر ہوئی ولیکن مضارب کے آزاد کرنے کے بعد اس مین زیادتی ظاہر
ہوئی ہے یعنی پیدا ہوئی ہے تو عتق باطل ہے اور اگر مضارب نے اُسکے بعد دونون کو آزاد کیا تو جس غلام پر جنایت
واقع ہوئی یعنی آنکھ پھوڑی گئی یا ہاتھ کاٹا گیا ہو تو اس کا آزاد کرنا جائز نہوگا کیونکہ اُس مین باقی راس المال سے
زیادتی نہین ہے اور رہا دوسرا غلام پس اس مین سے چوتھائی آزاد ہوگا جو کہ نصف زیادتی اس نصف راس المال مین
سے ہے جو باقی رہی ہے پھر وہ غلام جسپر جنایت واقع ہوئی فروخت کیا جائیگا اور رب المال کو تمام راس المال دیا
جاویگا۔ اور مضارب اگر خوش حال ہے تو رب المال کو آدھی قیمت اس غلام کی جسکا آزاد کرنا جائز ہے ضمان دیگا کیونکہ ظاہر
ہوا کہ وہ تمام نفع ہے اور آدھا اس مین رب المال کا ہے۔ پس یہ ضمان رب المال کو دے گا اور غلام سے واپس
لیگا اور بھی امام امام اعظم کے نزدیک دو سو پچاس درم اس سے لیگا یہ مبسوط مین ہے۔ اگر مضارب نے مضاربت
کا کوئی غلام یا باندی مکاتب کردی پس اگر اس کی قیمت مثل راس المال کے ہو تو کتابت جائز نہین اور جب غلام نے
مال کتابت ادا کیا تو آزاد نہ ہوگا اور جو اس نے مال کتابت دیا ہے وہ مضاربت مین قرار دیا جائیگا۔ اور اگر قیمت مین
راس المال پر زیادتی ہو مثلاً قیمت دو ہزار درم ہو۔ اور دو ہزار پر اسے مکاتب کیا اور راس المال ہزار درم ہین
تو امام اعظم رح کے نزدیک بقدر اُسکے حصہ کے یعنی چوتھائی کے کتابت صحیح ہے اور جو اُسمین رب المال کا حصہ ہے اس کی

کتابت صحیح نہین ہی ولیکن رب المال کو اختیار ہی کہ اُسکی کتابت توڑدے پس اگر اس نے کتابت نہ توڑی یہان تک کہ غلام نے تمام بدل کتابت ادا کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک حصہ مضارب آزاد ہو گا زیادہ آزاد نہو گا اور صاحبین رح کے نزدیک کل آزاد ہوجاویگا اور جسقدر مضارب نے بدل کتابت ادا کیا ہے اُسمین سے چوتھائی اُسکو دیا جائیگا اور تین چوتھائی بالاتفاق مضاربت مین رکھا جائیگا۔ اور جب حصہ مضارب آزاد ہوا تو مضاربت ٹوٹ جاویگی پس رب المال اپنا راس المال تین چوتھائی مال کتابت سے وصول کرلیگا اور باقی پانچ سو درم اور کل غلام نفع مین رہیگا پس پانچ سو درم برابر اور غلام برابر دونون مین تقسیم ہوگا پس مضارب کے واسطے ایسی زیادتی شرکت کی پیدا ہوئی جو آزاد کرنے کے روز اُسکو حاصل نہ تھی پس امام اعظم رح کے نزدیک اسقدر آزاد نہ ہو گا جیسا کہ معلوم ہوچکا ہی۔ اور امام اعظم رح کے نزدیک رب المال کو اُس کے حصہ مین تین طرح کا خیار حاصل ہو گا بشرطیکہ مضارب خوش حال ہو یہ محیط مین ہی۔ اور اگر مکاتب نے کچھ ادا نہ کیا اور مرگیا اور آٹھ ہزار درم سے کم چھوڑے تو مملوک غلام مرا اور کتابت باطل ہوگئی کیونکہ وہ عاجز مرا ہے اس لیے کہ جسقدر اُسکی ملک ہی یعنے چوتھائی کمائی وہ بدل کتابت ادا کرنے کے واسطے پوری نہین ہی پس رب المال اس مین سے ایک ہزار درم اپنے راس المال کے لے لیگا اور باقی دونون مین برابر تقسیم ہونگے۔ اور اگر پورے آٹھ ہزار درم چھوڑے تو ادا کرکے مرا ہی پس آزاد مرد مرا پس مضارب اس مین سے دو ہزار درم لے لیگا اور رب المال کے واسطے ایک ہزار پانچ سو درم غلام کی تین چوتھائی قیمت کی ضمان دے گا کیونکہ اسقدر پر مولی کی ملک باقی رہی تھی۔ اور مضارب نے اُسکو فاسد کیا اسواسطے ضامن ہو گا اور باقی چھ ہزار درم جو اس کی کمائی کے باقی رہے ہین وہ رب المال اور مضارب کے درمیان برابر تقسیم ہون گے۔ اور اگر مکاتب نے نو ہزار درم چھوڑے تو مضارب اس مین سے دو ہزار بدل کتابت لے لیگا اور غلام آزاد مرا اور ایک ہزار درم زائد بھی میراث کے حق مین لے لیگا کیونکہ تمام ولاء اُسی کی رہی کیونکہ تمام غلام اُسی کی طرف سے آزاد ہوا ہی اسلیے کہ بسبب ضمان دیدینے کے مضارب اُسکا مالک ہوگیا۔ پھر اگر کتابت کے روز غلام کی قیمت ایک ہی ہزار درم ہون پھر بڑھ گئی ہو تو کتابت نافذ نہوگی۔ اور اگر کتابت کے روز اُس کی قیمت دو ہزار درم ہون پھر کم ہوگئی پھر اُس نے بدل ادا کیا یا مرگیا تو اُسکا حکم وہی ہو گا جو پہلے مسئلہ مین گذر چکا ہی کیونکہ چوتھائی اُسکی ملک تھی پس اس مین کتابت کا نفاذ ہوگا ولیکن مکاتب اُسکی اس قیمت کا ضامن ہوگا جو ادا کرنے کے روز رہ گئی ہی پس اس مسئلہ مین مسئلہ اولی سے وقت ضمان مین مخالفت ہوگئی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر مضارب نے کسی (یعنی ادائے مال کتابت سے ۱۲) غلام مضاربت کو جس کی قیمت مثل راس المال کے یا اس سے کم تھی دو ہزار درم پر آزاد کیا اور راس المال کے ہزار درم ہین تو اسکا عتق باطل ہی جیسے بلا مال آزاد کرنے کی صورت مین عتق باطل ہوتا ہی۔ اور اگر غلام کی قیمت راس المال سے زائد ہو مثلاً دو ہزار درم ہون اور راس المال ایک ہزار درم ہین، اور مضارب نے دو ہزار درم پر آزاد کیا تو غلام مین سے امام اعظم رح کے نزدیک خاصۃً مضارب کا چوتھائی حصہ آزاد ہوگا۔ اور صاحبین رح کے نزدیک تمام غلام آزاد ہوجائے گا۔ اور مضارب کو بدل عتق مین سے اس کا حصہ یعنی چوتھائی دیا جاوے گا۔ اور باقی غلام کو سپرد کیا جائے گا۔ پس بالاتفاق مضاربت مین سے نہ ہوگا۔ اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم اسوقت ہی کہ مضارب نے غلام سے کہا ہو کہ مین نے تجھے ہزار درم پر آزاد کیا اور غلام نے قبول کیا ہو یہان تک کہ نفس قبول سے آزاد ہوگیا ہو یا مکاتب ہوگیا ہو اور جو اُس نے اسکے بعد کمایا

وہ مکاتب کی یا آزاد قرضدار کی کمائی کے مثل ہو و لیکن اگر مضارب نے غلام سے یون کہا کہ اگر تو نے مجھے دو ہزار درم ادا کیے تو تو آزاد ہے۔ اور اس نے دو ہزار درم دیدیے اور غلام مین سے مضارب کا حصہ آزاد ہو گیا پس جو کچھ اس نے غلام سے لیا ہے وہ مضاربت مین ہو گا کیونکہ وہ مضاربت کے غلام کی کمائی ہے پس اُسمین سے رب المال اپنا راس المال لے لیگا اور باقی دونون مین موافق شرط کے نفع تقسیم ہو گا۔ یہ محیط مین ہے۔ اگر مضارب کے پاس ہزار درم آدھے کی مضاربت پر ہون پس مضارب نے اُسکے عوض ایسی باندی جسکی قیمت ہزار درم ہے خریدی اور اس سے وطی کی اور اس سے ایک بچہ پیدا ہوا جو ہزار درم کا ہے پھر مضارب نے دعوی کیا کہ یہ میرا بیٹا ہے پھر اس بچہ کی قیمت بڑھکر ڈیڑھ ہزار درم ہو گئی اور مضارب خوش حال ہے پس رب المال کو اختیار ہے چاہے غلام سے ایک ہزار دو سو پچاس درم کے واسطے سعی کرا وے یا چاہے اُسکو آزاد کر دے اور اگر رب المال نے غلام سے ہزار درم وصول کیے تو مضارب کو باندی کی آدھی قیمت خواہ خوش حال ہو یا تنگدست ہو ضمان دینی پڑیگی یہ کافی مین ہے اگر ایک شخص نے دوسرے کو ہزار درم آدھے کی مضاربت مین دیے پس اُسکے عوض ایک باندی خریدی کہ ہزار درم قیمت کی ہے پھر اُسکے ایک بچہ پیدا ہوا جو ہزار کی قیمت کا ہے پھر مضارب نے اُسکے نسب کا دعوی کیا تو دعوت نسب باطل ہے اور وہ باندی کے عقر کا ضامن ہو گا اور اس کو اختیار ہے کہ باندی اور اُسکے بچہ کو فروخت کرے پس اس مقام پر امام محمد رح نے حکم مبہم بیان کیا ہے حالانکہ اس مین تفصیل ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر وقت خرید سے چھ مہینے سے کم مین بچہ پیدا ہوا ہے تو اُسکو باندی کے فروخت کا اختیار ہے و لیکن مضارب پر عقر لازم نہ ہو گا۔ اور اگر چھ مہینے سے زیادہ مین بچہ پیدا ہوا ہے تو اُسپر عقر لازم ہو گا اور اُسکو اختیار ہے کہ جب تک رب المال نے اس سے عقر نہین وصول کر لیا ہے اسوقت تک باندی کو فروخت کر دے اور جب اس سے عقر وصول کر لیا اور وہ سو درم ہین تو مضارب کی دعوت نسب صحیح ہو گئی اور بچہ کا نسب اُس سے ثابت ہو گیا اور باندی اُسکی ام ولد ہو گئی پھر رب المال کے واسطے باندی کی قیمت کے نو سو درم تمام راس المال اُسکا اور پچاس درم باقی کے ڈانڈ دیگا خواہ تنگدست ہو یا خوش حال ہو اور رہا بچہ وہ تمام نفع ہے اس مین سے مضارب کا حصہ آزاد ہو جائیگا یعنی نصف اور باقی نصف کی قیمت کے واسطے رب المال کے لیے سعی کریگا اور اس مین مضارب پر ضمان نہو گی اگرچہ وہ خوش حال ہو۔ اور اگر اس نے دونون مین سے کسی کو فروخت نہ کیا اور رب المال نے اپنا عقر وصول نہ کیا یہان تک کہ باندی کی قیمت بڑھ گئی پس دو ہزار کی ہو گئی تو وہ مضارب کی ام ولد ہو گئی اور مضارب پر اس کی تین چوتھائی کی قیمت خواہ خوش حال ہو یا تنگدست ہو لازم آویگی اور رہا بچہ پس وہ بحالہ مملوک ہیگا تا وقتیکہ مضارب اس قیمت کو جو اسپر باندی کی واجب ہے۔ ادا نکرے یا رب المال کچھ عقر نہ لیوے اور مضارب کو اختیار ہے کہ اُسکو فروخت کر دے اور اگر اس غلام کو فروخت نہ کیا یہان تک کہ وہ بڑھکر دو ہزار درم کا ہو گیا تو وہ مضارب کا بیٹا ہو جائیگا اور اس مین سے اُسکا چوتھائی آزاد ہو جاویگا یہ مبسوط مین ہے۔ اور مضارب پر غلام کی ضمان نہین آتی ہے صرف غلام پر اپنی قیمت کے واسطے سعی کرنا چاہیے ہے اگرچہ مضارب خوش حال ہووے۔ اور جب غلام مین سے امام اعظم رح کے نزدیک چوتھائی اور صاحبین رح کے نزدیک کل آزاد ہو گیا تو مضارب سے اپنا راس المال ہزار درم لے لیگا جب کہ مضارب خوش حال ہو نہ غلام کی سعایت سے۔ اور جب مضارب سے اپنا راس المال لے لیا پس جسقدر باندی کی قیمت اور اُسکا عقر مضارب پر باقی رہا وہ سب نفع ہو گا اور تمام غلام نفع رہا پس جسقدر

باندی کی قیمت اور اسکا عقر رہا وہ سب نفع مخصوص رب المال کو دیا جاویگا پس اگر عقر کے سو درم ہون تو یہ سب رب المال کا قرار دیا جاویگا اور مضارب اسکو رب المال کو ادا کرے گا پس حاصل یہ ہی کہ مضارب اس صورت مین رب المال کے واسطے تمام باندی کی قیمت ہزار درم کا اور اسکے عقر سو درم کا ضامن ہوگا پس رب المال اس مین سے ہزار درم اپنے راس المال کا اور ایک ہزار ایک سو درم نفع کا بھر پانے والا ہو جائے گا پھر مضارب کے واسطے غلام مین سے اسی کے مثل قرار دیا جائے گا جسقدر رب المال نے نفع پالیا ہے یعنی ایکہزار ایک سو درم پس غلام یعنی اُسکے بیٹے مین سے ایک ہزار ایک سو درم بقدر حصہ مضارب کے آزاد ہو جائیگا پس اسقدر بدون سعی کرنے کے مضارب کی طرف سے آزاد ہو جائے گا اور باقی نو سو درم لڑکے مین سے نفع رہگئے پس وہ دونون مین برابر تقسیم ہون گے پس مضارب کے حصہ مین اس مین سے چار سو پچاس درم آئے پس لڑکے مین سے چار سو پچاس درم بقدر حصہ مضارب کے بدون سعی کرنے کے آزاد ہوگا اور باقی چار سو پچاس درم کے واسطے وہ سعی کریگا اور رب المال کو دے گا پھر جب اس نے رب المال کو دیدیے تو کل آزاد ہوگیا پس رب المال کی ولاء اُس غلام مین سے دو دسوین حصہ اور ایک دسوین کا چوتھائی حصہ ہوگی اور مضارب کے واسطے سات دسوین حصہ اور ایک دسوین کی تین چوتھائی حصہ ہوگی اور یہ امام اعظم رح کے نزدیک ہی اور صاحبین رح کے نزدیک پوری ولاء مضارب کی ہوگی یہ محیط مین ہے۔ اور اگر مضارب تنگدست ہو کہ ادا کرنے پر قادر نہین ہی اور رب المال نے چاہا کہ باندی سے اپنے راس المال اور حصہ نفع کے واسطے سعی کرا دے تو اُسکو یہ اختیار نہوگا اور اگر بچہ سے سعی کرانی چاہی تو اس سے ڈیڑھ ہزار درم کے واسطے سعی کرا سکتا ہے اسمین سے ہزار درم اُسکے راس المال کے ہون گے اور پانچسو درم اس غلام مین نفع کے ہون گے پھر رب المال کو اس غلام کی تین چوتھائی ولاء ملیگی یہ مبسوط مین ہی۔ اور مضارب پر باندی کی آدھی قیمت اور آدھا عقر باقی رہیگا کہ جب وہ آسودہ حال ہوگا تو اس کو ادا کرنا پڑیگا۔ پس اگر غلام نے سعایت سے ادا کیا پھر اس نے چاہا کہ مضارب سے واپس لے تو اُسکو یہ اختیار نہوگا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر باندی ہزار کی قیمت کے برابر ہو اور اسکے ایک بچہ ہوا جو ہزار کی قیمت کے مساوی ہی اور مضارب نے اُسکے نسب کا دعوی کیا اور رب المال نے اس سے سو درم عقر بھر لیے اور مضارب نے باندی لے لی تو باندی مضارب کی ام ولد ہو جاویگی اور بچہ آزاد ہو جاویگا اور اُسکا نسب مضارب سے ثابت ہوگا اور باندی کی قیمت مین مضارب نو سو پچاس درم کا ضامن ہوگا نو سو باقی راس المال کے اور پچاس درم حصہ نفع رب المال منجملہ ان سو درم کے جو باندی مین ہی پھر جب رب المال نے اُنپر قبضہ کر لیا تو نصف ولد مضارب کی طرف سے آزاد ہو جائیگا اور باقی نصف کی قیمت کے واسطے رب المال کیلئے سعی کریگا اور اُسکی ولاء دونون مین برابر تقسیم ہوگی اور اگر مضارب تنگدست ہو حالانکہ اُسنے عقر ادا کر دیا تو رب المال کو اختیار ہوگا کہ غلام سے نو سو درم باقی راس المال کے واسطے سعی کرا دے پھر باقی سو درم اس مین سے نفع رہے کہ جسکے آدھے کے واسطے رب المال کے لیے غلام پھر سعی کریگا اور رب المال کو اُسکی ولاء مین ساڑھے نو دسوین حصہ ملینگے اور رب المال کی آدھی قیمت باندی کی مضارب پر قرضہ رہیگی یہ قول امام اعظم رح کا ہی۔ یہ مبسوط مین ہی۔ ایک شخص نے دوسرے کو ہزار درم آدھی کی مضاربت پر دیے اُس نے اُس مال کے عوض ایک باندی ہزار کی قیمت کی خریدی اُسکے ایک بچہ ہوا جو ہزار کی قیمت کے برابر ہے اور اس کے نسب کا رب المال نے دعوی کیا تو وہ اُسکا بیٹا قرار پاویگا۔ اور باندی اس کی ام ولد ہوگی

ف یعنی دس حصوں مین سے [illegible] ۱۲

اور مضارب کے واسطے باندی یا بچہ کی قیمت مین کچھ ڈانڑ نہ دیگا۔ اور نہ عقر دیگا۔ اور اسی طرح اگر وہ بچہ دو ہزار کی قیمت کے برابر ہو تو بھی یہی حکم ہے۔ اور اگر باندی دو ہزار کی قیمت کی ہو اور رب المال نے نسب کا دعوی کیا تو دعوت نسب صحیح ہے اور باندی اُس کی ام ولد ہو جاوے گی اور بچہ کا نسب اس سے ثابت ہوگا اور رب المال باندی کی چوتھائی قیمت مضارب کو ڈانڑ دیگا خواہ آسودہ حال ہو یا تنگدست ہو اور بچہ کی قیمت مین سے کچھ ڈانڑ نہ دیگا اور نیز باندی کے عقر کا آٹھوان حصہ مضارب کو دیگا۔ اور اگر خود مضارب ہی نے باندی سے وطی کی اور قیمت باندی کی دو ہزار درم ہین اور اسکے بچہ ہوا اور بعد بچہ پیدا ہونے کے مضارب نے اُسکے نسب کا دعوی کیا اور قیمت بچہ کی ہزار درم ہے تو باندی اس کی ام ولد ہو جاویگی اور تین چوتھائی اس کی قیمت رب المال کو دیگا اور تین آٹھوین حصے عقر کے دیگا خواہ خوش حال ہو یا تنگدست ہو اور بچہ کی قیمت مین کچھ ضامن نہوگا اور یہ بچہ مضاربت مین غلام ہوگا کہ مضارب اُسکو فروخت کر سکتا ہے۔ اور اُسکا نسب مضارب سے ثابت نہوگا۔ پھر جب مضارب نے جو کچھ اُسپر باندی کی قیمت اور عقر واجب ہوا تھا رب المال کو دیا اور اس نے قبضہ کر لیا تو بچہ کا نسب مضارب سے ثابت ہو جائے گا اور اس مین سے آدھا آزاد ہو جائے گا اور نصف قیمت کے واسطے رب المال کے لیے سعی کریگا خواہ مضارب خوش حال ہو یا تنگدست ہو اور امام اعظم رح کے نزدیک اُسکی ولا رب المال و مضارب مین برابر رہے گی اور صاحبین رح کے نزدیک کل ولا مضارب کی ہوگی کذا فی المحیط

چودھوان باب خرید و فروخت کرنے سے پہلے یا اس کے بعد مال مضاربت کے تلف ہو جانے کے بیان مین مال مضاربت مین سے جو تلف ہوا وہ نفع مین رکھا جائے گا نہ راس المال مین یہ کافی مین ہے اگر مال مضاربت مین تصرف کرنے سے پہلے مال مضاربت تلف ہو گیا تو مضاربت باطل ہو گئی۔ اور تلف ہونے کے باب مین قسم سے مضارب کا قول مقبول ہوگا۔ اور اگر مضارب نے راس المال تلف کر دیا یا اُسکو خرچ کر دیا یا دوسرے شخص کو دیدیا اُس نے تلف کر دیا تو اُسکو مضاربت پر کوئی چیز خریدنے کا اختیار نہین ہے۔ اور اگر مال کو اس شخص سے جس نے تلف کیا ہے لے لیا تو اُس کو اُسکے عوض مضاربت پر خریدنے کا اختیار ہو یہ حسن رح نے امام اعظم رح سے روایت کی ہو یہ محیط سرخسی مین ہے۔ امام محمد رح سے مروی ہو کہ مضارب نے راس المال کے درم کسی شخص کو قرض دیے پس اگر وہی دراہم بعینہا واپس لے تو مضاربت مین آگئے اور اگر اُن کے مثل واپس لے تو مضاربت مین رجوع نہ ہو جاوین گے۔ یہ ذخیرہ مین ہو۔ اگر مضارب کے پاس ہزار درم ہون اُس نے اُن کے عوض ایک غلام خریدا اور ہنوز دام نہ دئے تھے کہ یہ دراہم اُس کے پاس سے تلف ہو گئے تو رب المال اُس کو دوسرے ہزار درم دیگا۔ اور اگر دوسرے ہزار بھی ثمن مین ادا کرنے سے پہلے تلف ہوئے تو وہ پھر رب المال سے لے سکتا ہے ایسے ہی جب تک ایسا ہوتا رہے لے سکتا ہے اور راس المال جتنے بار رب المال نے دیے ہون سب کا مجموعہ قرار پاویگا یہ کافی مین ہو پھر اگر اسکے بعد مضارب نے اس کو مرابحہ سے فروخت کرنا چاہا تو ہزار پر مرابحہ سے فروخت کرے۔ اور اگر اس امر کو جو واقع ہوا ہو ویسا ہی بیان کر دے اور کل پر مرابحہ سے فروخت کرنا چاہے تو اسکو اختیار ہو یہ محیط مین ہے۔ اور اگر مضارب نے ہزار درم کو ایک باندی خریدی اور ہنوز اُسپر قبضہ نکیا تھا کہ مضارب نے دعوے کیا کہ مین نے اسکا ثمن ادا کر دیا ہے اور بائع نے انکار کیا اور قسم کھائی تو مضارب

رب المال سے دوسرے ہزار درم لیکر بائع کو دیکر باندی پر قبضہ کرلیگا پھر جب دونوں مال مضاربت کو تقسیم کرین تو
رب المال اس مین سے اپنے راس المال مین دو ہزار درم لے لیگا یہ مبسوط مین ہے۔ اگر کسی نے دوسرکو ہزار درم
نصف کی مضاربت پر دیے اسنے اُن کے عوض ایک باندی خریدی اور دام ادا کرنے سے پہلے یہ ہزار درم تلف ہوگئے
پس رب المال نے کہا کہ تیرے باندی کے خریدنے کے پہلے مال ضائع ہوا ہے پھر تو نے اپنے واسطے باندی خریدی ہے
نہ مضاربت کے واسطے اور مضارب نے کہا کہ نہیں بلکہ مال اسوقت ضائع ہوا ہے کہ مین باندی خرید چکا ہوں اور اب
مین تجھسے اسکا ثمن لینا چاہتا ہوں اور حالت یہ ہے کہ معلوم نہیں ہوتا ہے کہ مال کب ضائع ہوا ہے تو رب المال کا قول قبول
ہوگا۔ اور اگر دونوں نے گواہ قائم کئے تو مضارب کے گواہ قبول ہوں گے۔ اور اگر رب المال نے مضارب سے کہا کہ تو نے
مال ضائع ہونے سے پہلے باندی خریدی ہے پس اسکی خرید مضاربت مین رہی اور مضارب نے کہا کہ مال ضائع ہونے
کے بعد مین نے باندی خریدی ہے پس اس کی خرید میرے واسطے رہی تو مضارب کا قول قبول ہوگا یہ محیط مین ہے
اور اگر ہزار درم تلف نہ ہوے اور باندی کے ثمن مین ادا نہ کئے ولیکن اُن سے ایک دوسری باندی مضاربت مین
خریدی اور کہا کہ اس کو بیچکر پہلی باندی کے دام اُسکے داموں سے ادا کرونگا تو دوسری باندی کی خرید اسکی ذات کے
واسطے واقع ہوگی مضاربت مین نہ ہوگی۔ اور اگر پہلی باندی پر قبضہ کرکے اُسکے عوض دوسری باندی خریدی ہو تو جائز
ہے اور دوسری باندی مضاربت مین رہیگی یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر ہزار درم کو ایک باندی دو ہزار کی قیمت کی خریدی
اور دام دینے سے پہلے مال ضائع ہوا تو رب المال کل ہزار کی ڈانڈ بھریگا یہ حاوی مین ہے اور اگر دو ہزار کی قیمت
کی باندی بعوض ہزار کی قیمت کی باندی کے خریدی اور خریدکر اس باندی پر قبضہ کرلیا اور جسکے عوض خریدی ہے وہ ہنوز
نہ دی تھی کہ دونوں مرگئین تو مضارب خرید شدہ باندی کی قیمت مین پانچ سو درم ڈانڈ دیگا اور باقی رب المال
پر واجب ہونگے۔ اور اگر خرید شدہ باندی کی قیمت ایک ہزار درم ہوں اور جس کے عوض خریدی ہے اسکی قیمت دو ہزار
ہوں اور رب المال نے اُس کو اجازت دیدی ہو کہ قلیل وکثیر سے خرید تاکہ یہ خریداری جائز ہووے پس مضارب نے
خرید شدہ پر قبضہ کیا اور دونوں مرگئین تو رب المال سے قیمت لیگا یہ محیط مین ہے۔ اگر مضارب کے پاس ہزار درم
آدھے کی مضاربت پر ہوں اس نے بعوض اُن کے ایک گٹھری کپڑونکی خریدی اور اُسکو دو ہزار کو فروخت کیا پھر
دو ہزار کو ایک غلام خریدا اور ہنوز دام نہ دیے تھے کہ دونوں ہزار اُسکے پاس سے ضائع ہوگئے تو رب المال ایک ہزار
پانچسو درم اور مضارب پانچسو درم دیگا اور غلام مین سے چوتھائی مضارب کا اور تین چوتھائی مضاربت کا ہوگا اور
راس المال دو ہزار پانچ سو درم ہو جاوین گے اور غلام کو مرابحہ سے فقط دو ہزار پر فروخت کرسکتا ہے پھر اگر غلام چار ہزار
درم کو فروخت کیا تو چوتھائی ثمن مضارب کا ہوا اور تین چوتھائی مضاربت مین رہا اسمین سے دو ہزار پانچسو درم راس المال
کے نکال دیے جاوین باقی پانچسو درم رب المال و مضارب کے درمیان نفع رہگیا یہ کافی مین ہے اور اگر مضاربت مین
کام کرکے دو ہزار تک بڑھا لیے پھر دونوں ہزار سے ایک باندی خریدی جسکی قیمت دو ہزار سے کم ہے اور اسپر قبضہ کرلیا
پھر یہ سب اُسکے پاس معاً تلف و ہلاک ہوگئے تو مضارب پر باندی کے ثمن کے دو ہزار درم واجب ہونگے اور اسمین
سے تین چوتھائی رب المال سے واپس لیگا یہ مبسوط مین ہے۔ ہزار درم مضاربت سے ایک باندی دو ہزار کی قیمت کی
خریدی اور ہنوز دام نہ دیے تھے کہ اسکو دو ہزار کو فروخت کیا اور دام لے لیے اور باندی نہ دی یہانتک کہ یہ سب

تلف ہو گیا تو یہ چار صورتون سے خالی نہین ہی یا تو تمام اموال ایک ساتھ تلف ہوئے یا ہزار مضاربت کے پہلے
تلف ہوئے پھر دو ہزار درم اور باندی ساتھ ہی یا آگے پیچھے تلف ہوئی یا باندی پہلے مری پھر دونون مال ساتھ ہی یا
آگے پیچھے تلف ہوئے یا دو ہزار درم پہلے تلف ہوئے پھر باندی و مال ہزار درم ساتھ ہی یا آگے پیچھے تلف ہوئے پس یہ
چار صورتین ہین پس اگر پہلی صورت واقع ہوئی ہو تو مضارب تین ہزار درم کا ضامن ہوگا ہزار درم باندی کے بائع
کو اور دو ہزار درم اسکے مشتری کو دیگا اور رب المال سے دو ہزار پانچ سو درم واپس لیگا۔ اور اگر دوسری صورت
واقع ہوئی تو ضمانت کے تینون ہزار درم سب رب المال پر واجب ہونگے اور اگر تیسری صورت واقع ہوئی تو دو
ہزار پانچ سو درم رب المال پر اور پانچسو درم مضارب پر واجب ہونگے۔ اور اسی طرح اگر چوتھی صورت واقع ہوئی
ہو تو بھی یہی حکم ہی جو تیسری صورت مین مذکور ہوا ہی اور اصل یہ ہے کہ جسقدر مال کا مضارب رب المال کے واسطے
عامل ہوا اور اُس کے لیے کام کرتا ہو تو اسقدر کی ضمان رب المال پر قرار پاویگی کیونکہ اُسی کے کام کی وجہ سے مضارب
پر ضمان آئی ہی تو جسکے نفع کے لیے کام تھا وہی ضمان دے اور اسوجہ سے کہ جس نے مضارب کو اس بلا مین ڈالا ہے
تو اسی پر اس کی رہائی اور بلا سے نکالنا واجب ہے اور جسقدر مال کا اپنی ذات کے لیے عامل اور اپنے واسطے کام کرتا تھا
اس کی ضمان مضارب پر ہوگی کیونکہ اُسکا نفع خود کھاویگا تو اُسکا نقصان بھی خود ہی اُٹھاوے یہ محیط سرخسی مین
ہے۔ اگر کسی شخص کو ہزار درم آدھے کی مضاربت پر دیے پس اُسنے اُسکے عوض ایک باندی ہزار درم کی قیمت
کی خریدی اور دام نہ دیے یہانتک کہ باندی مقبوضہ کو دو ہزار درم مین فروخت کیا پھر باندی نہ دی اور ثمن
دونون ہزار وصول کر لیے پھر دو ہزار کو دو ہزار قیمت کی باندی خریدی اور دام نہ دیے مگر باندی پر قبضہ کر لیا
پھر سب درم اور دونون باندیان تلف و ہلاک ہو گئین تو مضارب پر واجب ہے کہ ان لوگون کو پانچہزار درم دیوے آئین سے
پہلی باندی کے بائع کو ہزار درم دے اور اُسکے مشتری کو ثمن مقبوضہ یعنی دو ہزار درم واپس دے کیونکہ باندی کے
سپرد کرنے سے پہلے اُسکے مرجانے سے بیع فسخ ہو گئی ہی اور دوسری باندی کے بائع کو دو ہزار اُسکا ثمن دیوے پھر
رب المال سے اُنمین سے چار ہزار درم لے لیگا اس طرح کہ ہزار درم پہلی باندی کے دام اور ڈیڑھ ہزار درم جو اُسکو فروخت
کر کے دام لئے تھے اُسمین اور ڈیڑھ ہزار دوسری باندی کے دام لیگا اور اگر پہلے ہزار درم اولاً تلف ہوئے پھر باقی سب ساتھ ہی
تلف ہوئے تو رب المال سے پورے پانچہزار درم تاوان لیگا اور اگر دوسری باندی اولاً ہلاک ہوئی پھر باقی سب ساتھ
تلف ہوئے تو رب المال سے چار ہزار درم لیگا۔ اسی طرح اگر پہلی باندی اولاً ہلاک ہوئی یا دو ہزار درم اولاً تلف ہوئے تو
بھی یہی حکم ہے کہ یہ صورت اور کل کا ساتھ ہی تلف ہونا معنے مین یکسان ہی اور اگر ہزار درم مضاربت کے ہزار درم کی قیمت
کی باندی خریدی اور اُسپر قبضہ کر لیا اور دام نہ دیے پھر باندی کے عوض دو ہزار قیمت کا غلام خرید کر قبضہ کر لیا اور
باندی نہ دی پھر غلام کے عوض ہروی کپڑون کی گٹھری تین ہزار قیمت کی خرید کر قبضہ مین لے لی اور غلام نہ دیا پھر اسکے
پاس یہ چارون چیزین تلف ہو گئین تو اُسکی پانچ صورتین ہین اگر سب اموال ایک ساتھ تلف ہوئے تو مضارب
پر چھ ہزار درم لازم آوینگے ان مین سے ایک ہزار باندی کی قیمت اور دو ہزار غلام کی قیمت اور تین ہزار ہروی
گٹھری کی قیمت ہوگی پس رب المال سے چار ہزار پانچسو لیگا اور اپنے مال سے ایک ہزار پانچسو دیگا پس پہلے
چھ ہزار ادا کرے گا۔ اور اگر ہزار درم پہلے تلف ہوئے پھر باقی ایک ساتھ تلف ہوئے تو مضارب رب المال سے

پانچ ہزار پانچ سو درم لیکر اپنے مال سے پانچسو درم ملاکر دیوے اور اگر پہلے غلام ہلاک ہوا پھر باقی معاً تلف ہوے تو رب المال سے چار ہزار پانچسو درم لیگا یعنی اپنے پاس سے ڈیڑھ ہزار دیگا اور اسی طرح اگر پہلے کپڑون کی گٹھری تلف ہوئی پھر سب باقی ساتھ ہی تلف ہوے تو بھی یہی حکم ہی- اور اگر باندی پہلے مرگئی پھر باقی سب ایک ساتھ تلف ہوے تو رب المال سے چار ہزار سات سو پچاس درم لیگا- اور اگر ہزار درم سے ایک باندی ہزار درم کی قیمت کی خریدی اور اُسپر قبضہ کرلیا پھر اُس باندی سے دو باندیان ہر ایک ہزار درم کی خریدین اور اُنپر قبضہ کرلیا پھر سب باندیان اور راس المال ایک ساتھ تلف ہوے تو مضارب پر پہلی باندی کے ہزار درم اور دوسری دونون باندیون کے دو ہزار درم واجب ہونگے اور یہ سب رب المال سے لیگا بخلاف اسکے اگر پہلی باندی کے عوض ایک باندی دو ہزار کی قیمت کی خریدی ہو اور اُسپر قبضہ کیا ہو اور باقی مسئلہ یون ہی واقع ہو تو مضارب پر پہلی باندی کے ہزار درم اور دوسری باندی کے دو ہزار درم واجب ہونگے اور رب المال سے دو ہزار پانچ سو درم لیگا- اسی طرح اگر دو باندیون مین سے ایک پہلے مرگئی پھر باقی سب ساتھ ہی تلف ہوے تو بھی یہی حکم ہے اور اگر ہزار درم پہلے تلف ہوے پھر باقی سب ساتھ ہی تلف ہوے تو مضارب سب تین ہزار درم رب المال سے لیگا یہ مبسوط مین ہی- اگر کسی کو ہزار درم آدھے کی مضاربت مین دیے اُسنے بعوض اُنکے ہزار درم کی قیمت کی باندی خریدی اور اُسپر قبضہ کرلیا پھر اُسکو دو ہزار کو بیچکر دام لیے اور باندی نہ دی پھر اُن دو ہزار درم سے ایک ہزار سے چار ہزار کی قیمت کی باندی خرید کر قبضہ کرلیا پھر پہلی باندی کے بائع کو راس المال ہزار درم دیدیے اور دو ہزار اُس کو دیے جس سے دوسری باندی خریدی ہی تو اُسپر ایک ہزار درم اُسکے مال سے دوسری باندی کے بائع کے واسطے واجب ہونگے پس اگر اُسنے پہلے ہزار درم ادا نہ کیے یہان تک کہ تلف ہوگئے اور دوسری باندی چھ ہزار درم کو فروخت کردی تو خود مضارب کے ہزار درم کے حصہ کے مقابلہ مین اس باندی کے ثمن کی تہائی ہوگی یعنی دو ہزار درم اور باقی چار ہزار درم مضاربت مین رہینگے کہ اُنمین سے ایک ہزار درم اُس شخص کو دیدے جس سے پہلی باندی خریدی ہی پھر رب المال ہزار درم اپنا راس المال لیگا اور باقی دو ہزار درم موافق شرط کے اُن دونون مین نفع کے تقسیم ہونگے اور اگر مضارب نے وہ دو ہزار درم جس سے دوسری باندی خریدی ہی ادا نہ کیے ہون یہان تک کہ ضائع ہوگیے اور مسئلہ بحالہ رہے تو یہ درم بھی دوسری باندی کے ثمن سے باقی دو تہائی مین سے ادا کریگا پس کچھ نفع باقی نہ رہیگا یہ مبسوط مین ہی- نوادر ابن سماعہ مین امام ابو یوسف رح سے روایت ہی کہ اگر مضارب نے ہزار درم مضاربت سے کوئی متاع خرید کر اُسپر قبضہ کرلیا اور ہزار درم نہ دیے یہان تک کہ تلف ہوگئے پھر بائع نے اُسکو بری کردیا تو مضارب کو رب المال سے کچھ لینے کا اختیار نہین ہی اور وہ متاع مضاربت مین رہیگی یہ محیط مین ہی اور اگر مضاربت سے اُس نے کام کیا یہان تک کہ چار ہزار درم ہوگئے دو ہزار اُنمین سے دین ہین اور دو ہزار عین ہین اُس نے ان دو ہزار سے ایک باندی خریدی اور ہنوز اُسپر قبضہ نہ کیا تھا کہ دونون دو ہزار تلف ہوگئے تو وہ رب المال سے اُسکی تین چوتھائی لے لیگا اور جب اُس نے باندی پر قبضہ کیا تو یہ دین مضاربت کے چوتھائی باندی اُسکی ہوگی پھر اگر باندی اُسکے پاس تلف ہوگئی پھر اُسکے بعد دین برآمد ہوا تو یہ سب رب المال کا ہوگا کیونکہ یہ اُس کے راس المال سے کم ہی اسواسطے کہ اُسکا راس المال دو ہزار پانچسو درم ہین اور مضارب اُن دو ہزار مین سے رب المال سے کچھ نہین لے سکتا ہی یہ مبسوط مین ہی- اور جو مال مضاربت مین سے تلف ہو گیا وہ نفع مین سے محسوب کیا جائیگا نہ راس المال سے کذا نسخہ اُسکا نفع

پندرھوان باب مضارب کے مال مضاربت سے منکر ہو جانے کے بیان مین - امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ اگر رب المال سے مضارب نے کہا کہ تو نے مجھے کچھ نہین دیا ہی پھر کہا کہ مجھے تو نے ہزار درم مضاربت مین دیے ہین تو وہ مال کا ضامن ہوگا - امام ابو حنیفہ رح نے فرمایا کہ اگر ان درمون سے باوجود انکار کے کوئی چیز خرید ے تو اپنے واسطے خریدنے والا ہوگا - اور اگر بعد اقرار کے خریدے تو قیاس چاہتا ہی کہ اپنے واسطے خریدنے والا ہو مگر استحساناً مضاربت مین ہوگی اور وہ ضمان سے بری ہو جائیگا کذا فی المحیط - امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر مضارب نے کہا کہ یہ ہزار درم راس المال ہین اور یہ پانچ سو درم نفع ہین اور خاموش رہا پھر کہا کہ مجھپر فلان شخص کا قرضہ ہی تو اسکا قول قبول ہوگا حسن رح نے کہا کہ اگر اُس نے اپنے قول کو ملا کر بیان کیا تو مقبول ہوگا اور اگر جدا کر کے بیان کیا تو مقبول نہ ہوگا اور یہ قیاس قول امام اعظم رح ہی کذا فی الحاوی - اگر مضارب کو ہزار درم آدھے کی مضاربت پر دیے پس مضارب نے اقرار کیا کہ مین نے اسمین ایک ہزار کا نفع اٹھایا ہی اور دو ہزار درم لایا پھر اُس نے انکار کیا اور کہا کہ مجھے اسمین صرف پانچسو درم کا نفع حاصل ہوا ہی پھر اُسکے پاس دونون ہزار درم تلف ہو گئے اور گواہون نے گواہی دی کہ اُس نے اسقدر نفع کا اقرار کیا ہی تو اُس سے اُن پانچ سو درم نفع کی ضمان لیجاویگی جسکا اُس نے انکار کیا تھا اور رب المال اُنکو راس المال مین لے لیگا اور سوائے ان پانچ سو درم کے اُس سے کچھ ضمان نہین لے سکتا ہی - اور اگر اُس نے یون انکار کیا ہو کہ مین نے کچھ بھی نفع نہین اٹھایا ہی اور باقی مسئلہ بحالہ رہے تو پورے ہزار درم نفع کی ضمان اُس سے لیجاویگی اور رب المال اُنکو اپنے راس المال مین لے لیگا اور پھر راس المال کی ضمان اُسپر نہین آتی ہی یہ مبسوط مین ہی - اور اگر مضارب نے رب المال سے کہا کہ مین نے تجھے تیرا راس المال دیدیا ہی اور یہ جو میرے پاس ہی یہ نفع ہی پھر کہا کہ مین نے تجھے دیا نہین ہی ولیکن میرے پاس تلف ہو گیا ہی تو وہ ضامن ہوگا کذا فی الحاوی

سولھوان باب نفع کے تقسیم کرنے کے بیان مین - اصل یہ ہی کہ رب المال کے اپنے راس المال پر قبضہ کرنے سے پہلے نفع کی تقسیم موقوف رہتی ہی اگر اُس نے راس المال پر قبضہ کر لیا تو تقسیم صحیح ہو گئی اور اگر قبضہ نہ کیا تو باطل ہو گئی یہ محیط سرخسی مین ہی امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر مضارب نے مال مضاربت مین کام کیا اور ایک ہزار درم کا نفع اٹھایا پھر دونون نے نفع تقسیم کر لیا حالانکہ مال مضاربت مضارب کے پاس بحالہ باقی ہی پس رب المال نے پانچسو درم نفع لیے اور پانچ سو درم مضارب نے لیے - پھر جسکو دونون نے راس المال قرار دیا ہی وہ مضارب کے پاس کام کرنے سے پہلے یا اُسکے بعد تلف ہو گیا تو دونون کا نفع تقسیم کر لینا باطل ہو گیا اور جو رب المال نے وصول کیا ہی وہ راس المال مین شمار ہوگا اور جو مضارب نے لیا ہی وہ رب المال کو دیکر اُسکے ہزار درم پورے کر دے اگر بعینہ قائم ہو اور اگر اُس نے تلف کر دیے ہون یا ضائع ہوے ہون تو اُسکے مثل رب المال کو دیوے اور ایک ہزار درم جو مضارب کے پاس سے تلف ہوے یہ نفع مین قرار دیے جاوینگے یعنی نفع تلف ہوا ہی یہ محیط مین ہی - اور اگر نفع کے دو ہزار درم ہون ہر ایک نے ایک ایک ہزار لے لیے پھر راس المال تلف ہوا پس وہ ہزار درم جو رب المال نے نفع قرار دیکر لیے ہین وہی راس المال ہین اور مضارب اپنے مقبوضہ مین سے پانچسو درم اُسکو دیدے گا اور اگر رب المال نے راس المال وصول کر لیا پھر دونون نے نفع تقسیم کیا پھر رب المال نے وہ ہزار درم جو راس المال مین لیے ہین مضارب کو دیدیے اور کہا کہ اِس سے مضاربت سابقہ پر کام کر پھر اگر اسمین نفع یا نقصان ہو تو پہلی تقسیم باطل نہوگی کیونکہ یہ مضاربت

جدید ہوا و پہلی مضاربت تو اُسوقت ختم ہوگئی جس وقت دونون نے نفع تقسیم کیا اور یہ جو کہا کہ اُس مضاربت مین جو پہلے تھی کام کر اس سے یہ مراد لیجاوےگی کہ جس شرط سے پہلی مضاربت تھی اُس شرط سے اس مضاربت مین کام کر یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر دونون نے نفع تقسیم کرلیا اور مضاربت فسخ کردی پھر دوبارہ عقد مضاربت قرار دیا پھر اُسکے بعد راس المال تلف ہوگیا تو پھر پہلے نفع کو باہم واپس نکرینگے پس جس صورت مین مضارب کو خوف ہو کہ بعد تقسیم کے بسبب اُسکے مقبوضہ راس المال کے تلف ہوجانے کے نفع واپس لیا جاویگا تو اُس صورت مین یہی حیلہ ہی یعنے عقد جدید قرار دے یہ تبیین مین ہی۔ جس شخص نے دوسرے کو ہزار درم آدھے کی مضاربت مین دیے اور مضارب نے دو ہزار نفع اُٹھایا پھر دونون نے نفع باہم تقسیم کرلیا پھر مضارب نے رب المال کو ہزار درم راس المال اُسکا دیدیا پھر مضارب نے اپنا حصہ نفع ہزار درم لے لیا اور حصہ رب المال رہگیا وہ اُس نے نہ لیا یہانتک کہ مضارب کے پاس تلف ہوگیا پس ہزار درم جو اُسکے پاس ضائع ہوے ہین دونون کے ضائع ہوے اور جو مضارب کے پاس باقی ہے وہ دونون کے باقی رہے پس رب المال اُس سے پانچ سو درم واپس لیگا اور یہ حکم اُسوقت ہی کہ حصہ رب المال کا قبل قبضہ کے ضائع ہوگیا اور اگر مضارب کا حصہ ہزار درم بعد اُسکے قبضہ کرلینے کے ضائع ہوا تو تقسیم نہ ٹوٹیگی اور جسقدر ضائع ہوا وہ مضارب کا مال گیا اور جو باقی رہا ہی یعنے غیر مقبوضہ حصہ رب المال وہ رب المال کا ہی رب المال اسکو لے لیگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر مضارب نے رب المال سے بٹائی کرلی اور اپنا حصہ لے لیا اور رب المال نے اپنا حصہ نہین لیا یہانتک کہ جو کچھ مضارب نے اپنے واسطے قبضہ مین لیا تھا اور جو اُسکے پاس باقی تھا سب ضائع ہوگیا تو جسقدر رب المال نے اپنے حصہ کا نفع اپنے قبضہ مین نہین لیا تھا وہ دونون کا مال گیا اور ایسا ہوگیا کہ گویا تھا ہی نہین کیونکہ مضارب اسقدر مین امین باقی رہا تھا اور مضارب اُسقدر مین سے جو اس نے اپنی ذات کے واسطے اپنے قبضہ مین لیا ہو نصف حصہ رب المال کو ڈانڈ دیگا چونکہ اُسپر قبضہ کرنے کی وجہ سے اُسکا بھر پانے والا ہوگیا تھا اسوجہ سے تلف ہونا مال مضمون کا تلف ہونا قرار پاویگا پس اُسکی ضمان لازم آئی اور چونکہ یہ بھی ظاہر ہوگیا کہ وہی تمام نفع ہی اسلیے کہ جو حصہ رب المال تلف ہوا وہ امانت کی راہ سے گیا اور ایسا گیا کہ گویا تھا ہی نہین تو بسبب امانت کے اُسکی ضمان نہ آویگی رہگیا صرف اسقدر حصہ جو مضارب کے قبضہ مین گیا تھا چونکہ یہ مال مضمون ہی اور اسی قدر حصہ نفع ہی اسواسطے مضارب امین سے نصف رب المال کو ڈانڈ دیگا یہ مبسوط مین ہی۔ کسی نے دوسرے کو آدھے کی مضاربت پر کچھ مال دیا اُس نے اُس مال سے خرید و فروخت کی خواہ نفع اُٹھایا یا نہین اور ایک اسباب خریدا اور اُسکو فروخت نہین کیا یہانتک کہ رب المال نے مضارب کے لیے نفع مین کچھ بڑھا دیا یا کچھ گھٹا دیا پھر اُسکے بعد نفع اُٹھایا تو جائز ہی اور دونون اس قرار پر تقسیم کرینگے خواہ نفع اُسکے بعد حاصل ہوا یا پہلے اور اگر دونون نے بانٹ لیا پھر ایک نے زیادتی یا کمی کردی تو بھی ایسا ہی ہی اور امام محمد رح سے روایت ہے کہ رب المال کی طرف سے مضارب کے لیے کمی جائز ہی زیادتی نہین جائز ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر رب المال نے مضارب سے دس بیس لے لیے اور مضارب باقی مال سے کام کرتا رہا پس اگر مضارب نے ہر بار جب رب المال کو دیا تو یہ کہدیا کہ یہ نفع ہی تو یہ نفع مین رکھا جائیگا اور پھر اُسکے بعد مضارب کا یہ کہنا کہ مین نے نفع نہین اُٹھایا ہی جو کچھ تو نے مجھسے لیا ہی وہ راس المال مین تھا مقبول نہوگا۔ اور اگر اُس نے دیتے وقت یہ نہین کہا تو امام ابو یوسف رح نے

مروی ہی کہ حساب کے روز رب المال اپنا پورا مال لے لیگا اور باقی دونون مین مشترک ہوگا اور جو کچھ رب المال نے حساب سے پہلے لے لیا ہی وہ راس المال مین سے کم نہ کیا جائیگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ ایک شخص کو ہزار درم مضاربت مین دیے اُس نے اُسمین ایک ہزار کا نفع اُٹھایا اُس سے رب المال نے کہا کہ میرا راس المال مجھے دے اور جو باقی رہگیا وہ تیرا ہی تو یہ جائز نہین ہی جس صورت مین کہ مال بعینہٖ قائم ہو کیونکہ یہ مجہول ہبہ ہی اور اگر تلف کیا گیا ہو تو جائز ہی کیونکہ جو کچھ مضاربت کا اُسپر تھا اُس سے بری کر دیا ہبہ نہین ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔

سترھوان باب۔ رب المال و مضارب مین اور دو مضاربون مین اختلاف کے بیان مین۔ اور اس باب مین سات فصلین ہین

فصل اول۔ مضارب کی خریدی ہوئی چیز مین اس طور سے اختلاف کرنے کے بیان مین کہ یہ مضاربت کی ہی یا نہین ہی۔ اگر کسی نے دوسرے کو ہزار درم آدھے کی مضاربت پر دیے اُس نے ایک ہزار درم کو ایک غلام خریدا اور خریدتے وقت یہ نہ کہا کہ مین اسکو مضاربت کے واسطے خریدتا ہون پھر جب اُسپر قبضہ کیا تو کہا کہ خریدنے کی حالت مین میری نیت تھی کہ مضاربت مین ہی اور رب المال نے اُسکی تکذیب کی اور کہا کہ تو نے اپنے واسطے خریدا ہی تو اس مسئلہ کے اندر چار صورتین ہین یا تو مضارب کے اقرار کے وقت مال مضاربت اور غلام دونون قائم ہونگے یا دونون تلف ہوگئے ہونگے۔ یا غلام قائم ہوگا اور مال تلف ہوگیا ہوگا یا مال قائم ہوگا اور غلام تلف ہوگیا ہوگا پس پہلی صورت مین قسم سے مضارب کا قول قبول ہوگا پھر اگر بائع کو مال مضاربت یعنی غلام کا ثمن دینے سے پہلے اُس کے پاس تلف ہوگیا تو رب المال سے پھر لے لیگا اور بائع کو دیدیگا اور دوسری صورت مین بدون گواہون کے مضارب کے قول کی تصدیق نہوگی اور مضارب بائع کو ہزار درم ڈانڈ دیگا اور رب المال سے کچھ نہین لے سکتا ہی اور یہی حکم تیسری صورت مین ہی۔ اور چوتھی صورت مین مذکور ہی کہ مضارب کی اس باب مین رب المال پر تصدیق کیجاویگی کہ جسقدر اُسکے پاس راس المال ہی وہ بائع کو دیدے اور اس باب مین تصدیق نہوگی کہ درصورت اس مال مقبوضہ کے تلف ہوجانے کے دوبارہ رب المال سے پھر لے یہ محیط مین ہی۔ اور اگر مضارب نے مال مضاربت ہزار درم سے ایک غلام خریدا پھر اُسکے دام اپنے مال سے دیے اور کہا کہ مین نے اپنے واسطے خریدا ہی اور رب المال نے اُسکی تکذیب کی تو رب المال کا قول لیا جائیگا یعنی وہ غلام مضاربت مین رکھا جائیگا اور مضارب ہزار درم مضاربت کے اپنے دامون کے بدلے جو اُس نے ادا کیے ہین لے لیگا اور اگر ہزار درم کو ایک غلام خریدا اور مضاربت یا غیر مضاربت کا کچھ نام نہ لیا پھر کہا کہ اپنے واسطے مین نے خریدا ہی تو اُسی کا قول قبول ہوگا یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر اس امر پر اتفاق کیا کہ مضارب کے دل مین خریدنے کے وقت کچھ نیت نہ تھی تو امام ابو یوسف رح کے قول پر دامون پر حکم ہوگا اگر اُس نے مضاربت سے دام دیے ہین تو وہ غلام مضاربت کا ہی اور اگر اپنے پاس سے دیے ہین تو اُسکا ہی اور امام محمد رح کے نزدیک یہ خرید مضارب کے واسطے ہوگی خواہ اُس نے مال مضاربت سے دام دیے ہون یا اپنے مال سے دیے ہون جیسا کہ وکیل خاص کا حکم کتاب البیوع مین معلوم ہوچکا ہی یہ محیط مین ہی ایک غلام ہزار درم کو خریدا اور کچھ نام نہ لیا پھر دوسرا ہزار درم کو خریدا اور کچھ بیان نہ کیا پھر کہا کہ دونون کی مین نے مضاربت کیواسطے نیت کی تھی اور سوز دان بیان نہین کیا پس اگر دونون مین اسکی تصدیق کی تو پہلا مضاربت مین ہوگا دوسرا نہوگا اسیطرح اگر دونون مین اسکی تکذیب کی یا اول مین تصدیق کی

یعنی رب المال کے درم

اور دوسرے مین تکذیب کی تو بھی یہی حکم ہے - اور اگر دوسرے مین تصدیق کی اول مین نہ کی تو رب المال کا قول قبول ہوگا اور دوسرا غلام مضاربت مین قرار دیا جائیگا - اور اگر دونون کو ایک ہی صفقہ مین خرید ا ہو ہر واحد ہزار درم کو خرید ا اور کہا کہ مین نے نیت کی تھی کہ ہر واحد دونون مین سے بعوض ہزار مضاربت کے ہے پس اگر رب المال نے دونون مین اسکی تصدیق کی تو ہر ایک کا نصف مضاربت مین قرار دیا جائیگا اور باقی مضارب کا ہوگا اور اگر دونون مین تکذیب کی تو بھی یہی حکم ہے اور اگر کسی معین مین تصدیق کی اور کہا کہ یہ غلام تو نے مضاربت کے واسطے خرید اہے تو وہی مضاربت مین ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے - اور اگر مضارب نے کہا کہ مین نے دونون کو بعوض اپنے ہزار درم و مضاربت کے ہزار درم کے خرید اہے پس رب المال نے کہا کہ تو نے یہ غلام معین بعوض مال مضاربت کے خرید اہے تو مضارب کا قول قبول ہوگا اور دونون غلامون کا نصف مضاربت کا ہوگا اور نصف مضارب کا ہوگا کذا فی المبسوط

دوسری فصل مضاربت کے عموم و خصوص مین اختلاف کے بیان مین - اگر مضارب نے دعوی کیا کہ مضاربت ہر تجارت کے واسطے عام تھی اور رب المال نے خصوص کا دعوی کیا تو مضارب کا قول قبول ہوگا یہ کافی مین ہے مضارب و رب المال نے اگر اختلاف کیا پس مضارب نے کہا کہ تو نے مجھے آدھے کی مضاربت پر مال دیا ہے اور کسی چیز کا نام نہین لیا ہے اور رب المال نے کہا کہ مین نے صرف روئی کے کپڑون یا اناج کی تجارت کی اجازت دی ہے پس اگر یہ اختلاف تصرف سے پہلے واقع ہوا ہو تو رب المال کا قول قبول ہوگا اور رب المال کا تجارت عام ہونے سے انکار کرنا بطور عموم کے تصرف کرنے سے ممانعت ٹھہرایا جائیگا اور مضارب کو بطور عموم کے تصرف کرنے کا اختیار نہوگا اور اگر تصرف کرنے کے بعد یہ اختلاف ہوا تو استحسانًا قسم کے ساتھ مضارب کا قول قبول ہوگا اور رب المال پر گواہ لانے ہونگے اور اسی کو یعنی استحسان ہی کو ہمارے علماء ثلثہ رحمہم اللہ تعالی نے اختیار کیا ہے یہ محیط مین ہے اور اگر رب المال عمومًا مضاربت کا مدعی ہو تو قیاسًا و استحسانًا اُسی کا قول قبول ہوگا یہ ذخیرہ مین ہے اور اگر عموم و خصوص مین اختلاف کرنے کی صورت مین دونون نے گواہ قائم کیے پس اگر دونون فریق گواہون نے آگے پیچھے کا وقت مقرر کیا یعنی گواہی مین بیان کیا تو اُسی گواہی پر حکم کیا جائیگا جو دونون مین آخر امر کو ثابت کرتا ہے یعنی اخیر وقت والے گواہون کی گواہی پر حکم ہوگا - اور اگر دونون فریق نے وقت بیان نہ کیا یا ایک ہی وقت بیان کیا یا ایک نے وقت بیان کیا اور دوسرے نے بیان نہ کیا اور معلوم نہین ہوتا کہ کون امر پہلے تھا - اور کون امر بعد کا ہے تو مدعی خصوص کے گواہون پر ڈگری ہوگی - ایسا ہی کتاب الاصل مین مذکور ہے - اور قدوری مین ہے کہ اگر دونون نے گواہ قائم کیے اور مضارب عموم مضاربت کا دعوی کرتا ہے پس اگر اُسکے گواہون نے صریح گواہی دی کہ رب المال نے اسکو ہر تجارت کے واسطے مال دیا ہے تو اُسی کے گواہ قبول ہونگے اور اگر اسطرح سے گواہی نہ دی تو رب المال کے گواہ مقبول ہونگے یہ محیط مین ہے - اسی طرح اگر سفر سے ممانعت و عدم ممانعت مین اختلاف کیا تو بھی مثل عموم و خصوص تجارت کے اختلاف کے حکم ہے کذا فی الحاوی - اگر مضارب مال مین تصرف کر چکا ہو پھر دونون نے مضاربت کے خاص ہونے مین تو اتفاق کیا مگر اُس نوع مین اختلاف کیا جسکے ساتھ خصوصیت واقع ہوئی ہے اور دونون نے گواہ قائم کیے تو جسطرح عموم و خصوص کے اختلاف مین دونون کے گواہ قائم کرنے کی صورت مین مفصلاً

حکم نہ کور ہوا ہو وہی یہان بھی ہو اگر دونون فریق نے وقت بیان کیا اور ایک نے دوسرے کے وقت سے پیچھے کا وقت بیان کیا تو پچھلے وقت والون پر حکم ہوگا اور یہ امر اخیر امر اول کا ناسخ قرار دیا جاویگا اور اگر اول و آخر معلوم نہو سکے مثلاً دونون نے ایک ہی وقت بیان کیا یا وقت ہی بیان نہ کیا یا صرف ایک ہی نے وقت بیان کیا تو مضارب کی گواہی مقبول ہوگی یہ محیط میں ہے۔ امام ابو یوسف رح سے روایت ہے کہ اگر مضارب نے کہا کہ تو نے مجھے سب شہرون میں جانے کی اجازت دی تھی یا تو نے کچھ قید نہین لگائی تھی اور رب المال نے کہا کہ مین نے تجھے صرف بصرہ جانے کی اجازت دی تھی تو مضارب کا قول قبول ہوگا۔ اور اگر مضارب نے کہا کہ مجھے تو نے بصرہ و کوفہ جانے کی اجازت دی تھی اور رب المال نے کہا کہ فقط بصرہ جانے کی اجازت دی تھی تو رب المال کا قول قبول ہوگا یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر مضارب نے کہا کہ مجھے تو نے نقد و اُدھار دونون کی اجازت دی تھی اور رب المال نے کہا کہ مین نے تجھے نقد کا حکم کیا تھا تو مضارب کا قول قبول ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔

تیسری فصل مضارب کے واسطے جو نفع کہ شرط کیا گیا اُسکی مقدار مین اختلاف کرنے اور راس المال کی مقدار مین اختلاف کرنے اور جہت قبض المال مین اختلاف کرنے کے بیان مین۔ اگر کسی شخص نے دوسرے کو ہزار درم مضاربت مین دیے اُسنے اُسمین ایک ہزار درم کا نفع اُٹھایا پھر دونون نے اختلاف کیا مضارب نے کہا کہ تو نے میرے لیے آدھے نفع کی شرط کی تھی اور رب المال نے کہا کہ تہائی کی شرط کی تھی تو رب المال کا قول قبول ہوگا اور اگر دونون نے گواہ قائم کیے تو مضارب کے گواہ قبول ہونگے یہ محیط مین ہے۔ اگر دونون نے نفع مین اختلاف کیا رب المال نے کہا کہ مین نے تیرے لیے تہائی کی شرط کی تھی اور مضارب نے کہا کہ تو نے میرے واسطے نصف کی شرط کی تھی پھر مضارب کے پاس مال تلف ہوگیا تو مضارب چھٹے حصہ نفع کا ضامن ہوگا اور خاص اپنے مال سے مالک کو ادا کریگا اور اُسکے ماسوا کی اُسپر ضمان نہین ہے یہ حاوی مین ہے۔ اگر مضارب نے کہا کہ تو نے میرے واسطے آدھے نفع کی شرط کی تھی اور رب المال نے کہا کہ مین نے نفع مین سے سو درم کی تیرے واسطے شرط کی تھی یا کہا کہ مین نے تیرے واسطے کچھ شرط نہین کی تھی اور مضاربت فاسد ہے اور تجھکو اجر المثل ملیگا تو قسم سے رب المال کا قول قبول ہوگا۔ اسی طرح اگر مضارب نے کہا کہ تو نے میرے لیے آدھے نفع کی شرط کی تھی اور رب المال نے کہا کہ مین نے تیرے واسطے دس درم کم تہائی نفع کی شرط کی تھی تو بھی رب المال کا قول قبول ہوگا اور اگر ان دونون مسئلون مین دونون نے گواہ قائم کیے تو مضارب کے گواہ قبول ہونگے یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر مضارب نے کہا کہ میرے واسطے تہائی نفع کی شرط کی تھی اور رب المال نے کہا کہ مین نے تیرے واسطے تہائی نفع اور دس درم کی زیادتی کی شرط کی تھی یعنی مضاربت فاسد ہے اور اجر المثل واجب ہے تو مضارب کا قول قبول ہوگا اُسکو تہائی نفع ملیگا اور رب المال کے قول کی جو مضاربت فاسد ہونے کے دعوی مین ہے تصدیق نہ کیجاویگی۔ پھر اگر دونون نے اپنے دعوی پر گواہ قائم کیے تو رب المال کے گواہ قبول ہونگے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر مال مین گھٹا کھایا اور رب المال نے کہا کہ مین نے تیرے واسطے نصف نفع کی شرط کی تھی اور مضارب نے کہا کہ تو نے میرے واسطے سو درم دینے کی شرط کی تھی یا کچھ نہین شرط کی تھی پس اجر المثل ملنا چاہیے تو قول رب المال کا قبول ہوگا اور اگر دونون نے اپنے اپنے دعوی کے گواہ قائم کیے تو گواہ بھی رب المال کے قبول ہونگے بشرطیکہ مضارب اس دعوے کے گواہ قائم کرے کہ رب المال نے

بلا شرط مال دیا تھا اجر المثل چاہیے ہو اور اگر مضارب نے اس دعوی کے گواہ دیے کہ رب المال نے سو درم دینے کی شرط کی تھی تو رب المال کے گواہ قبول نہونگے بلکہ مضارب کے گواہ قبول ہونگے یہ مبسوط مین ہی - ایک مضارب کے پاس دو ہزار درم ہین اس نے کہا کہ تو نے مجھے راس المال مین ہزار درم دیے تھے اور ہزار درم مین نے نفع کمایا ہی اور رب المال نے کہا کہ نہین بلکہ مین نے تجھے دو ہزار درم مضاربت مین دیے ہین تو مضارب کا قول قبول ہوگا - اور اگر دونون نے مقدار راس المال و نفع مین اختلاف کیا اور رب المال نے کہا کہ مین نے تجھے راس المال مین دو ہزار درم دیے ہین اور تہائی نفع کی شرط کی ہی اور مضارب نے کہا کہ راس المال مین ایک ہزار درم دیے ہین اور نصف نفع کی شرط کی ہی تو راس المال کی مقدار مین مضارب کا قول قبول ہوگا اور نفع کی شرط مین رب المال کا قول قبول ہوگا اور دونون مین سے جسنے اپنی زیادتی کے دعوی کے گواہ قائم کیے اُسکے گواہ قبول ہونگے یہ کافی مین ہی - اور اگر دونون نے گواہ قائم کیے تو مقدار راس المال مین رب المال کے گواہ قبول ہونگے اور وہ دو ہزار درم راس المال کے لے لیگا اور اگر مال کے تین ہزار درم ہون تو نفع کے دعوے مین مضارب کے گواہ قبول ہونگے حتی کہ دو ہزار سے زیادہ ایک ہزار جو نفع زیادہ دونون مین نصفا نصف تقسیم ہوگا یہ مبسوط مین ہی - اور اگر مضارب تین ہزار درم لایا اور کہا کہ ایک ہزار راس المال کے ہین اور ایک ہزار نفع کے ہین اور ایک ہزار کسی شخص کی ودیعت ہین یا غیر کی مضاربت یا بضاعت کے ہین یا شرکت کے ہین یا مجھپر ہزار درم قرضہ ہین تو ودیعت و شرکت و بضاعت و قرضہ مین مضارب کا قول قبول ہوگا یہ بدائع مین ہی - اگر رب المال نے بضاعت ہونے کا دعوی کیا اور مضارب نے مضاربت صحیحہ یا فاسدہ کا دعوے کیا تو رب المال کا قول قبول ہوگا یہ ذخیرہ مین ہی - اگر کسی شخص نے دوسرے کو کچھ مال دیا اُسنے کچھ نفع حاصل کیا پھر عامل نے کہا کہ مجھے تو نے یہ مال قرض دیا ہی اور دینے والے نے کہا کہ مین نے تجھے بضاعت مین یا تہائی کی مضاربت مین دیا ہی یا مضاربت مین دیا ہی اور کچھ نفع مقرر نہین کیا ہی یا تیرے واسطے سو درم نفع سے مقرر کر دیے ہین تو رب المال کا قول قبول ہوگا - اسی طرح اگر رب المال نے بضاعت یا مضاربت کا دعوی کیا اور قابض مال نے کہا کہ مجھے تو نے قرض دیا ہی تمام نفع میرا ہی تو بھی رب المال کا قول قبول ہوگا اور گواہ مضارب کے مقبول ہونگے یہ ذخیرہ مین ہی پس اگر مضارب نے بضاعت ہونے کا اقرار کیا تو اُسے کچھ نہ ملیگا اور اگر تہائی پر مضاربت کا اقرار کیا تو تہائی نفع دیا جائیگا اور اگر مضاربت فاسدہ کا اقرار کیا تو اجر المثل ملیگا یہ مبسوط مین ہی اور اگر دونون نے گواہ قائم کیے تو مضارب کی گواہی مقبول ہوگی یہ بدائع مین ہی - اور اگر مال عامل کے پاس بعد اس کہنے کے کہ یہ میرے پاس قرض تھا تلف ہوگیا اور رب المال نے کہا کہ یہ بضاعت یا مضاربت صحیحہ یا فاسدہ تھا تو اصل و نفع کا ضامن ہوگا و لیکن اگر رب المال نے کہا کہ مین نے تجھے تہائی کی مضاربت پر دیا ہی تو اس صورت مین سوائے تہائی کے باقی کا ضامن ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی - اگر مضارب نے کہا کہ تو نے مجھے مضاربت مین دیا ہی اور رب المال نے کہا کہ مین نے تجھے قرض دیا ہی تو رب المال کا قول قبول ہوگا - اور اگر اسکے بعد مضارب کے پاس یہ مال تلف ہوگیا پس اگر قبل عمل کے تلف ہوا تو وہ ضامن نہوگا اور اگر بعد عمل کے تلف ہوگیا تو مضارب مال کا ضامن ہوگا اور اگر دونون نے اپنے اپنے دعوی پر گواہ دیے تو رب المال کے گواہ قبول ہونگے

اور مضارب ضامن ہوگا خواہ مال قبل عمل کے ضائع ہوا یا اُسکے بعد ضائع ہوا ہو یہ محیط مین ہی۔ اگر مضارب نے کہا کہ
تو نے مجھے مضاربت مین دیا ہی اور میرے کام کرنے سے پہلے وہ ضائع ہو گیا اور رب المال نے کہا کہ تو نے غصب
کر لیا ہی تو مضارب پر ضمان نہوگی اور اگر اُسنے عمل کیا پھر ضائع ہوا ہی تو وہ مال کا ضامن ہوگا اور اگر دونون نے
گواہ قائم کیے تو دونون وجہون مین مضارب کے گواہ قبول ہونگے۔ اور اگر مضارب نے کہا کہ مین نے تجھسے یہ مال
مضاربت مین لیا اور اُس سے کام کرنے سے پہلے یا بعد وہ میرے پاس سے ضائع ہوا اور رب المال نے کہا کہ تو نے
مجھسے غصب کر لیا ہی تو رب المال کا قول مقبول ہی اور مضارب دونون صورتون مین ضامن ہی یہ مبسوط مین ہی۔ منتقی مین
امام محمد رح سے روایت ہی کہ مضارب نے کہا کہ مین نے تجھسے غصب کر لیا ہی پس ضمان دیکر سب نفع میرا ہوا اور رب المال
نے کہا کہ مین نے تجھے اُس سے تجارت کرنے کا حکم کیا تھا تو رب المال کا قول قبول ہوگا اور اگر گواہ قائم ہون تو اُسکے
گواہ بھی قبول ہونگے۔ اور اگر رب المال نے اِس امر کے گواہ دیے کہ عامل نے اقرار کیا ہی کہ مین نے یہ مال بضاعت لیا ہو
اور عامل نے گواہ دیے کہ رب المال نے اقرار کیا ہی کہ عامل نے اسکو غصب کر لیا ہی تو رب المال کے گواہ قبول ہونگے
اور یہ حکم اُسوقت ہی کہ یہ معلوم نہو کہ ان دونون اقرارون مین سے کون مقدم ہی اور اگر معلوم ہو تو موخر اقرار والے کے گواہ مقبول ہونگے یہ محیط مین ہی
چوتھی فصل رب المال کو راس المال خواہ دونون کے نفع تقسیم کرنے سے پہلے یا بعد وصول ہونے یا نہ وصول
ہونے مین اختلاف واقع ہونے کے بیان مین۔ امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر کسی نے دوسرے کو ہزار درم آدھے کی
مضاربت مین دیے اُسنے اسمین ہزار درم کا نفع اُٹھایا اور رب المال سے کہا کہ مین نے تجھے ہزار درم راس المال
دیدیا ہی اور یہ باقی میرے پاس نفع موجود ہی اور رب المال نے کہا کہ مین نے تجھسے کچھ وصول نہین پایا ہی تو قسم سے
رب المال کا قول قبول ہوگا پس اُس سے یون قسم لیجاویگی کہ واللہ مین نے مضارب سے راس المال لیکر
قبضہ نہین پایا ہی پس اگر اُس نے اسطرح قسم کھائی تو باقی ہزار درم راس المال مین لے لیگا اور مضارب کے
استحلاف کا انتظار کیا جاویگا پھر مضارب سے قسم لیجاویگی کہ واللہ مین نے راس المال کو تلف نہین کیا اور نہ ضائع
کیا ہی پس اگر اُس نے قسم کھائی تو ضمان سے بری ہو گیا اور رب المال کا قبضہ کرنا ثابت نہوگا اور اگر مضارب نے قسم
سے انکار کیا تو یہ اقرار ہوا کہ راس المال اُسکے پاس تھا اور وہ انکار کر گیا ہی تو راس المال کا ضامن ہوگا اور یہ ظاہر
ہوا کہ مال مضاربت ہزار ہیں موجود ہین تو رب المال ان ہزار درمون کو اپنے راس المال مین لے لیگا پس
باقی ہزار درم مضارب پر دین رہینگے تو رب المال مضارب سے اپنا حصہ نفع یعنی پانچ سو درم لے لیگا یہ محیط
مین ہی۔ اور اگر جسوقت رب المال نے اُس سے قسم لینی چاہی اُسوقت مضارب نے اقرار کیا کہ مین نے
تجھے دیا نہین ہی ولیکن میرے پاس سے ضائع ہو گیا ہی اور اُسپر قسم کھالی تو وہ رب المال کو اُسکی آدھی تاوان دیگا
اور اگر گواہ قائم کیے گئے تو مضارب کے گواہ قبول ہونگے اور اگر مضارب نے اِس امر کے گواہ دیے کہ
رب المال نے اقرار کیا ہی کہ مین نے ہزار درم راس المال پر قبضہ کیا ہی اور رب المال نے اِس امر کے گواہ
دیے کہ مضارب نے اقرار کیا ہی کہ رب المال نے اپنے راس المال مین سے کچھ وصول نہین کیا ہی پس اگر یہ معلوم نہو
کہ کون اقرار اول کا ہی تو مضارب کے گواہ قبول ہونگے اور اگر یہ معلوم ہو کہ یہ اقرار پہلا ہی تو پچھلے اقرار والے کے
گواہ مقبول ہونگے یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر رب المال و مضارب نے نفع تقسیم کیا اور ہر ایک نے اقرار کیا کہ

له قرار عمل سے پہلے تلف ہوا ہو یا بعد ۱۲

ہر ایک نے اپنا حصہ لینے کا اقرار کیا پھر اختلاف کیا اور مضارب نے کہا کہ مین رب المال کو اسکا راس المال دیچکا ہون حالانکہ رب المال منکر ہو تو اُسی کا قول قبول ہوگا اور اُسکا نفع کی تقسیم کا اقرار کرنا راس المال وصول پانے کا اقرار نہ کہا جائیگا اور یہ جو کتاب مین ہو کہ اُسی کا قول قبول ہوگا یعنے رب المال کا اُس سے یہ مراد ہو کہ جو مضارب رب المال پر دعوے کرتا ہو یعنے خاص پانچ سو درم جو اُس نے اپنے قبضہ مین لیے مین امین رب المال کا قول قبول ہوگا ولیکن مضارب کے راس المال کی ضمان سے بری ہونے کے حق مین مضارب ہی کا قول قبول ہوگا اور مشائخ نے فرمایا کہ ہر ایک سے دوسرے کے دعوی پر قسم لیجاویگی پھر اگر دونون نے قسم کھائی تو مضارب کے قسم کھا لینے سے اُسپر سے ضمان اُترجاویگی اور رب المال کے قسم کھا لینے سے اسکا راس المال وصول پانا بھی منتفی ہو جائیگا پس ہزار درم مال مضاربت سے تلف شدہ قرار دیے جاوینگے اور اسقدر مال تلف شدہ نفع مین سے رکھا جائیگا پس جسقدر رب المال نے وصول کیا ہو یعنے پانچ سو درم نفع کے وہ راس المال مین سے شمار کیے جاوینگے اور جو مضارب نے پانچسو درم لیے ہین وہ بھی راس المال مین شمار ہونگے اور مضارب رب المال کو واپس کریگا بشرطیکہ بعینہ قائم ہون اور اگر تلف ہوگئے ہون تو رب المال کو اُنکی ڈانڈ دیکر رب المال کا راس المال پورا کریگا یہ محیط مین ہو اور اگر دونون نے گواہ قائم کیے تو مضارب کے گواہ قبول ہونگے یہ فتاوی قاضی خان مین ہو۔

پانچوین فصل دو مضارب کے اختلاف مین درحالیکہ ایک رب المال کے ساتھ ہو اگر کسی شخص نے دو شخصون کو مال مضاربت دیا اور آدھے کی شرط کی پھر دونون تین ہزار درم لائے اور رب المال نے کہا کہ میرا راس المال دو ہزار درم ہین اور ایک ہزار نفع ہو اور ایک مضارب نے اسکی تصدیق کی اور دوسرے نے کہا کہ راس المال ایک ہزار درم ہین اور دو ہزار نفع ہین تو رب المال دونون مضاربون سے ہزار درم لے لیگا اور ہر ایک کے پاس ہزار ہزار درم رہجاوینگے پھر رب المال اس مضارب سے جسنے تصدیق کی ہو پانچ سو درم حساب مین اپنے مال اصل کے لے لیگا پھر دوسرے کے مقبوضہ سے پانچ سو درم سے مقاسمہ کریگا اور تین تہائی تقسیم کریگا کیونکہ رب المال کے زعم مین یہ پانچ سو درم بھی اُسکے راس المال کے ہین اور قابض منکر ہو وہ کہتا ہو کہ نفع ہو اور رب المال کا حق اسمین میرے حق سے دوچند ہو کیونکہ رب المال کا حق نصف نفع مین ہو اور ہر ایک مضارب کا حق چوتھائی نفع ہو اسواسطے پانچ سو کو تین تہائی تقسیم کریگا ایک تہائی رب المال اپنے راس المال کے حساب مین لیگا پس اُسکے پاس ایک ہزار آٹھ سو تینتیس و تہائی درم جمع ہوئے پھر باقی ہزار کو چار حصون مین تقسیم کرینگے پس رب المال کے پاس پانچ سو درم نفع کے آوینگے اور اس مضارب کے پاس جسنے اسکی تصدیق کی ہو دو سو پچاس درم آوینگے پھر ان دونون کو جمع کرکے اسمین سے رب المال اپنا باقی راس المال لے لیگا اور جو کچھ بچا وہ دونون مین تین حصہ ہو کر تقسیم ہوگا یہ مبسوط مین ہو۔ دو شخصون کو ایک ہزار درم آدھے کی مضاربت پر دیے پھر دونون دو ہزار درم لائے اُسمین سے پانچسو درم دودھیا ہین اور ایک ہزار پانچ سو درم سیاہ ہین پس ایک نے کہا کہ یہ پانچ سو درم دودھیا فلان شخص کے ہمارے پاس ودیعت ہین یا دین ہین یا میری ملک ہین اور پانچ سو درم سیاہ نفع کے ہین اور دوسرے مضارب نے

اقرار کیا کہ دودھیا و سیاہ دونون کو ملا کر ہزار درم سب نفع ہین تو اسکی چند صورتین ہین یا تو مال دونون کے قبضہ
مین ہوگا یا سب مال منکر کے قبضہ مین ہوگا یا سب مال مقر کے قبضہ مین ہوگا یا دودھیا منکر کے قبضہ مین اور باقی
مقر کے قبضہ مین ہوگا یا دودھیا درم مقر کے قبضہ مین اور سیاہ منکر کے قبضہ مین ہونگے پس اگر پہلی صورت ہو تو
رب المال ہزار درم سیاہ پہلے لیگا یعنی راس المال مین - اور مقر لہ یعنی جس فلان شخص کے واسطے اقرار کیا ہی وہ آدھے
دودھیا درم مقر کے مقبوضہ سے لیگا - اور جسقدر دودھیا درم منکر کے مقبوضہ ہین وہ اسکے اور رب المال کے درمیان
مین تین حصہ ہوکر تقسیم ہونگے دو حصہ رب المال کو اور ایک حصہ مضارب کو ملیگا - اور پانچ سو درم سیاہ چار حصہ
ہوکر تقسیم ہونگے آدھے رب المال کو اور چوتھائی ہر مضارب کو ملینگے - اور دوسری صورت مین جب تمام مال منکر کے
پاس ہو تو بھی یہی حکم ہی کیونکہ جس مضارب نے ودیعت سے انکار کیا ہی اور تمام مال پر قبضہ کیا ہی اقرار کرتا ہی کہ تمام
مال جو میرے قبضہ مین ہی وہ مضاربت کا ہی پس معنی اسکی طرف سے یہ اقرار ہو گیا کہ اسمین سے آدھا میرے پاس ہی
اور آدھا دوسرے مضارب مقر کے پاس ہی پس وہی پہلی صورت ہو گئی اور اگر تیسری صورت ہو تو وہ پانچ سو
دودھیا مقر لہ کو دیدیگا اور ہزار درم رب المال کو دیدیگا اور پانچ سو درم چار حصون مین تقسیم ہونگے - اور اگر
دودھیا منکر کے پاس ہون اور مقر کہتا ہی کہ مجھے ودیعت نہین دی ہی بلکہ میرے ساتھی کو دی ہی تو رب المال اپنا
راس المال لے لیگا اور باقی چار حصون پر تقسیم ہوگا پھر مقر اپنا دودھیا درمون کا حصہ مقر لہ کو دیدیگا - اور اگر دودھیا
سب مقر کے پاس ہون تو مقر لہ لے لیگا یہ محیط سرخسی مین ہی - اگر دو شخصون کو ہزار درم آدھے کی مضاربت پر دیئے اور
دونون کو حکم کیا کہ دونون اپنی راے سے اسمین عمل کرین پھر دونون دو ہزار درم اپنے قبضہ مین لائے پھر
ایک نے کہا کہ اسمین ہزار درم راس المال ہین اور پانچ سو درم نفع کے ہین اور پانچسو درم فلان شخص کے ہین اسنے
ودیعت دیے تھے جو ہمنے اسکی اجازت سے مال مین ملا دیے ہین پس وہ شخص مال مین پانچسو درم کا ہمارا
شریک ہی اور اس مقر لہ شخص نے تصدیق کی اور دوسرے مضارب نے کہا کہ یہ ہزار پورے نفع کے ہین تو
رب المال اپنا راس المال ہزار درم لے لیگا اور جس نے شرکت کا اقرار کیا ہی اس سے دو سو پچاس درم مقبوضہ
مقر لہ لیگا اور باقی پانچ سو درم رب المال اور دونون مضارب چار حصہ کر کے باہم تقسیم کر لینگے اور اسمین سے
مضارب مقر کو ایک سو پچیس درم ملینگے وہ انکو مقر لہ کے درمون مین ملا کر پھر دونون پانچ حصون مین تقسیم کرینگے اسمین سے
ایک حصہ مضارب کو اور چار حصہ مقر لہ کو ملینگے - اور اگر اقرار کے روز تمام مال مقر کے قبضہ مین ہو تو جسکے واسطے اسنے
اقرار کیا ہی وہ شخص پورے پانچسو درم مال مین سے لے لیگا اور رب المال اپنا راس المال ہزار درم لے لیگا اور
باقی پانچ سو درم دونون مضاربون اور رب المال مین چار حصہ ہو کر تقسیم ہونگے - اور اگر تمام مال منکر کے قبضہ
مین ہو تو رب المال اپنے ہزار درم راس المال لے لیگا پھر باقی ہزار درم کو وہ اور دونون مضارب باہم چار حصون مین
بانٹ لینگے اور جسقدر مقر کو ملا وہ اسکو اپنے اور مقر لہ کے درمیان پانچ حصون پر تقسیم کریگا جسمین سے مقر لہ کو چار حصے
ملینگے یہ مبسوط مین ہی - اور اگر دونون مضارب دو ہزار درم لائے اور ایک نے کہا کہ اس المال کے ہزار درم تھے
پھر ہمارے ساتھ فلان شخص پانچ سو درم کا شریک ہو گیا جو ہمنے مال مین ملا دیے اور کام کیا پھر ہمکو پانچ سو درم
نفع ہوئے اور دوسرے مضارب نے انکار کیا اور رب المال نے بھی انکار کیا اور مال دونون مضاربون کے

قبضہ مین ہو تو رب المال ہزار درم اپنا راس المال لے لیگا اور دو سو پچاس درم مقرلہ کو دیگا پھر مقر کے مقبوضہ سے دو تہائی درم مقرلہ لیگا اور دوسرے کے مقبوضہ سے بھی مثل اسکے دیا جائیگا اور تین سو تینتیس و ایک تہائی ہے اور رب المال اور مضارب منکر کے درمیان تین تہائی تقسیم ہوگا پھر جو کچھ دونون مضاربون کے قبضہ مین باقی رہا اور وہ تین سو تینتیس و ایک تہائی ہے چار حصہ ہوکر تقسیم ہوگا آدھا رب المال کو ملیگا اور ہر ایک مضارب کو اسکا چوتھائی دیا جائیگا اور جب مقرلہ نے جو کچھ اسکو پہونچتا ہے وصول کر لیا تو جمع کرکے اسکے اور مقر کے درمیان نو حصے ہوکر تقسیم ہوگا اسمین سے نوان ایک حصہ مقر کو اور آٹھ حصے مقرلہ کو ملینگے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔

چھٹی فصل مضارب کی خریدی ہوئی کے نسب مین اختلاف کے بیان مین۔ مضارب نے ہرگاہ مضاربت مین ایسی چیز خریدی جسکی بیع کرنا ممکن نہین ہے تو مضاربت مین سے نہوگی اور اپنی ذات کے واسطے خریدنے والا شمار ہوگا اور اگر خلاف و وفاق مین اختلاف کیا تو مدعی وفاق کا قول قبول ہوگا۔ مضارب نے ہزار درم مضاربت سے ایک غلام خریدا اور اسکا نسب معروف نہین ہے اور مضارب نے رب المال سے کہا کہ یہ تیرا بیٹا ہے اور اسنے تکذیب کی تو اسکی دو صورتین ہین یا تو غلام مین راس المال پر زیادتی ہوگی یا نہین ہوگی اور انمین سے ہر ایک صورت تین وجوہ سے خالی نہین ہے یا تو رب المال اسکی تصدیق کریگا یا تکذیب کریگا یا مضارب سے کہیگا کہ بلکہ وہ تیرا بیٹا ہے پس اگر غلام کی قیمت مین راس المال پر زیادتی ہو مثلاً اسکی قیمت دو ہزار درم ہو اور رب المال نے اسکی تصدیق کی تو رب المال سے نسب ثابت ہو جائیگا اور وہ مضارب کا غلام رہا اور اگر رب المال نے تکذیب کی تو غلام آزاد ہو جائیگا اور دونون کے واسطے اپنی قیمت کے چار حصہ کرکے سعی کریگا۔ اور اگر مضارب سے کہا کہ نہین بلکہ وہ تیرا بیٹا ہے تو وہ مضارب کا غلام رہا اور مضارب راس المال کی ضمان رب المال کو دیگا اور اگر اسکی قیمت مین زیادتی نہو مثلاً ہزار ہی درم اسکی قیمت ہو اور مضارب نے کہا کہ وہ تیرا بیٹا ہے پس اگر رب المال نے تصدیق کی تو اسکا نسب رب المال سے ثابت ہو جاویگا اور مضارب کا غلام رہیگا۔ اور وہ راس المال کی ضمان دیگا۔ اور اگر تکذیب کی تو مضاربت مین رہیگا پھر اگر اسکی قیمت دو ہزار ہو گئی تو آزاد ہو جائیگا اور تین چوتھائی قیمت کے واسطے رب المال کے لیے سعی کریگا اور ایک چوتھائی کے واسطے مضارب کے لیے سعی کریگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر رب المال نے کہا کہ نہین بلکہ وہ تیرا بیٹا ہے تو وہ مضاربت مین رہیگا پھر اگر اسکو فروخت نہ کیا یہان تک کہ قیمت اسکی دو ہزار درم ہو گئی تو آزاد ہو جائیگا اور اپنی قیمت کے واسطے دونون کے لیے چار حصہ کرکے سعی کریگا یہ مبسوط مین ہے۔ اگر رب المال نے مضارب سے کہا کہ وہ تیرا بیٹا ہے تو غلام مین زیادتی ہوگی یا نہوگی پس اگر زیادتی ہو اور مضارب نے تصدیق کی تو آزاد ہو جائیگا اور مضارب راس المال کی ضمان دیگا اور اگر مضارب نے تکذیب کی تو غلام آزاد ہو جائیگا اور رب المال کے واسطے سعی نہ کریگا۔ اور اگر مضارب نے رب المال سے کہا کہ نہین بلکہ وہ تیرا بیٹا ہے تو غلام مضارب کا ہے اور راس المال کی ضمان دیگا اگر غلام مین زیادتی نہو پس اگر مضارب نے اسکی تصدیق کی تو مضارب کا بیٹا مضاربت مین مملوک رہیگا اور اگر اسکی قیمت بڑھ گئی تو مضارب سے اسکا نسب ثابت ہو جائیگا اور آزاد ہو جاویگا اور رب المال کے واسطے تین چوتھائی قیمت کے لیے سعی کریگا اور مضارب پر ضمان نہ آویگی اور اگر مضارب نے تکذیب کی تو غلام مضاربت مین

رہیگا یہ محیط سرخسی میں ہے اور اگر اسکی قیمت بڑھ گئی اور دو ہزار ہو گئی تو وہ آزاد ہو جاویگا اور دونوں کے لیے اپنی قیمت کے چار حصے کر کے سعی کریگا یعنی تین چوتھائی رب المال کے واسطے اور ایک حصہ مضارب کے واسطے یہ مبسوط میں ہے اسیطرح اگر مضارب نے کہا کہ نہیں بلکہ وہ تیرا بیٹا ہے تو بھی ایسا ہی حکم ہے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر ایک غلام دو ہزار درم کی قیمت کا خریدا پھر مضارب نے کہا کہ وہ میرا بیٹا ہے اور رب المال نے کہا کہ تو جھوٹا ہے تو نسب مضارب سے ثابت ہو جائیگا پھر چونکہ یہ دعوت دعوت تحریر ہے پس بمنزلہ آزاد کرنے کے قرار پاویگی اور رب المال کو اپنے حصہ میں خیار حاصل ہوگا کہ چاہے آزاد کرے یا تین چوتھائی کے لیے سعی کراوے یا مضارب سے تاوان لے اگر وہ خوش حال ہو اور ولاء اسکی دونوں میں چار حصے ہو کر مشترک ہوگی اور اگر رب المال نے اسکی اس امر کی تصدیق کی ہو تو مضارب سے وہ آزاد ہو جائیگا اور مضارب اس المال کا ضامن ہوگا۔ اور اگر اسکی تصدیق نہ کی ولیکن اسکے بعد اسکے بیٹے ہونے کا دعوی کیا تو وہ مضارب کا بیٹا ہے آزاد ہو جائیگا اور مضارب راس المال کی ضمان دیگا اگر ہزار کی قیمت کا غلام خریدا اور مضارب نے کہا کہ وہ میرا بیٹا ہے اور رب المال نے تکذیب کی تو نسب ثابت نہوگا اور وہ بحالہ مضاربت میں مملوک رہیگا پھر اگر وہ ہزار اسکی قیمت ہو گئی تو اسکا چوتھائی آزاد ہو جائیگا اور مضارب سے اسکا نسب ثابت ہوگا اور اپنی تین چوتھائی قیمت کے واسطے رب المال کے لیے سعی کریگا اور مضارب پر اسکی ضمان نہ آویگی۔ اور اگر رب المال نے اسکی تصدیق کی ہو حالانکہ اسکی قیمت ایک ہزار ہو تو اسکا نسب مضارب سے ثابت ہو جائیگا اور وہ مضاربت میں رہیگا پھر اگر اسکی قیمت دو ہزار ہو گئی تو اسکا چوتھائی آزاد ہو جائیگا اور تین چوتھائی کے واسطے رب المال کے لیے سعی کریگا اور اگر پہلے ہی اسکی قیمت بڑھکر دو ہزار درم ہو گئی پھر مضارب نے اسکے بیٹے ہونے کا دعوی کیا اور رب المال نے تکذیب کی تو نسب ثابت ہو جائیگا اور یہ بمنزلہ چوتھائی آزاد کرنے کے قرار دیا جاویگا پس رب المال کو خیار حاصل ہوگا اگر مضارب خوش حال ہو تو چاہے اس سے ضمان لے یعنی تین چوتھائی قیمت کی یا غلام سے سعی کراوے یا آزاد کر دے اور اگر مضارب سے ضمان لے لی تو مضارب اسقدر مال کو غلام سے واپس نہیں لے سکتا ہے اور اگر سعی کرانا یا آزاد کرنا اختیار کیا تو رب المال کو اسکی تین چوتھائی ولاء پہنچیگی اور اگر رب المال نے اسکی تصدیق کی ہو تو اسکی کچھ ضمان مضارب پر واجب نہوگی ہاں یہ اختیار ہوگا کہ چاہے غلام سے سعی کراوے یا اسکو آزاد کرے اور اگر اس غلام کی قیمت ہزار سے نہ بڑھی اور مضارب نے کہا کہ وہ میرا بیٹا ہے اور رب المال نے کہا کہ تو جھوٹا ہے بلکہ وہ میرا بیٹا ہے تو وہ رب المال کا بیٹا اسکے مال سے آزاد ہوگا اور مضارب پر اس صورت میں ضمان نہ آویگی اور اگر اسکے نسب کا دونوں میں سے کسی نے دعوی نہ کیا یہانتک کہ اسکی قیمت دو ہزار درم ہو گئی پھر مضارب نے کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے اور رب المال نے کہا کہ تو جھوٹا ہے بلکہ وہ میرا بیٹا ہے تو مضارب کا بیٹا ہوگا اور دونوں سے آزاد ہو جائیگا اور ولاء دونوں میں چار حصے ہو کر مشترک رہیگی اور کسی کے لیے دوسرے پر ضمان نہ آویگی۔ اور اگر خریدنے کے روز غلام دو ہزار کی قیمت کا تھا اور مضارب نے اسکا ثمن یعنی ہزار درم دیدیے اور رب المال نے کہا کہ وہ میرا بیٹا ہے اور مضارب نے اسکی تکذیب کی تو رب المال سے اسکا نسب ثابت ہوگا اور تین چوتھائی غلام بعوض دعوت نسب سے آزاد ہو جائیگا اور مضارب کو چوتھائی میں ویسا ہی خیار ہوگا جیسا ہمنے رب المال کی صورت میں بیان کیا ہے۔ اور اگر مضارب نے اسکی تصدیق کی تو یہ غلام رب المال کا بیٹا اور مضارب کا ذاتی غلام ہوگا اور مضارب رب المال کے مال کا ضامن ہوگا۔ اور اگر مضارب نے اسکی تصدیق نہ کی بلکہ کہا نہیں یہ تو میرا بیٹا ہے تو وہ

مضارب کا بیٹا اُسکے مال سے آزاد ہوگا اور راس المال کی ضمان رب المال کو دیگا اور اگر وہ غلام ایک ہزار درم کی قیمت کا ہو اور رب المال نے کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے اور مضارب نے تکذیب کی تو اُسکا بیٹا اُسکے مال سے آزاد قرار دیا جائیگا اور اگر مضارب نے تصدیق کی تو رب المال کا بیٹا مضارب کا غلام ہوگا اور مضارب راس المال کا ضامن ہوگا اور اگر مضارب نے کہا کہ نہین بلکہ یہ میرا بیٹا ہے تو رب المال ہی کا بیٹا اسکے مال سے آزاد ہوگا اور کسی کی دوسرے پر کچھ ضمان نہ آویگی۔ اور اگر دونون نے ایسا نہ کیا یہانتک کہ اسکی قیمت دو ہزار درم ہوگئی پھر رب المال نے کہا کہ وہ میرا بیٹا ہے اور مضارب نے کہا کہ تو جھوٹا ہے تو رب المال سے نسب ثابت اور تین چوتھائی آزاد ہوگا اور مضارب کو چہارم مین خیار ہوگا اور اگر مضارب نے تصدیق کی تو وہ رب المال کا بیٹا اور مضارب کا غلام ہے اور مضارب راس المال کا ضامن ہوگا اور اگر مضارب نے کہا کہ نہین بلکہ وہ میرا بیٹا ہے تو غلام سے تین چوتھائی کا عتق رب المال سے ثابت ہوگا اور نسب ثابت ہوگا پھر مضارب نے بھی اس ثابت النسب مین دعوی کیا تو نسب ثابت نہوگا ولیکن مثل اپنا حصہ آزاد کرنے کے شمار ہوگا پس اسکا حصہ بھی آزاد ہوگا۔ اور کوئی دوسرے سے ضمان نہین لے سکتا ہے اور ولا دونون مین چار حصہ ہوکر مشترک ہوگی یہ مبسوط مین ہے۔

ساتوین فصل اس باب کے متفرقات مین۔ نوادر ابن سماعہ مین امام ابو یوسف رح سے روایت ہے کہ اگر مضارب نے کہا کہ تو نے مجھے ہزار درم زیوف یا نبہرہ مضاربت مین دیے ہین اور مضاربت صحیح تھی اور رب المال نے کہا کہ مین نے تجھے کھرے درم دیے ہین پس اگر مضارب نے اُس سے کام شروع نہین کیا ہے تو مثل ودیعت کے ہین پس مضارب کے قول کی تصدیق کیجاویگی خواہ اُسنے کلام ملا کر کہا ہو یا جدا کر کے کہا ہو مگر صرف ستوقہ کے دعوی مین بدون ملا کر کلام کرنے کے تصدیق نہ کیجائیگی اور اگر کام شروع کر دیا ہے تو زیوف و نبہرہ مین بھی تصدیق نہ کیجائیگی اور نیز نوادر ابن سماعہ مین امام محمد رح سے روایت ہے کہ کسی مضارب کے قبضہ مین مال ہے وہ اُس سے کام کرتا ہے اور مضارب نے اقرار کیا کہ جو ہزار درم فلان شخص پر میرے نام سے ہین وہ رب المال کے ہین اور مضاربت ہزار درم پر تھی پھر مضارب نے بعد اسکے کہا کہ میرے پاس پانچسو درم اُن ہزار کی مضاربت سے ہین جنکا مین نے اقرار کیا کہ وہ مضاربت کے ہین اور رب المال نے کہا کہ وہ ہزار درم میرے ہین مضاربت کے نہین ہین تو رب المال کا قول قبول ہوگا اور اگر مضارب نے اپنے اقرار کے ساتھ اس کلام کو ملایا ہو تو اُسکے قول کی تصدیق کیجاویگی یہ محیط مین ہے۔ اگر کسی کو ہزار درم آدھے کی مضاربت پر دیے اور ظاہر مین مضبوطی کی غرض سے اس امر کے گواہ کر لیے کہ یہ قرض ہین تاکہ مضارب اُنکی حفاظت مین کوشش کرے اس خوف سے کہ رب المال قرض کے دعوی سے وصول نہ کر لے پس مضارب نے عمل کیا اور نفع یا نقصان اُٹھایا پھر اگر دونون نے ایک دوسرے کی تصدیق کی کہ قرض کا نام ظاہر مین تلجیہ تھا اور واقع مین در پردہ مضاربت تھی تو موافق دونون کی تصدیق کے رکھا جائیگا اگر دونون نے باہم اختلاف کیا اور رب المال نے کہا کہ حقیقت مین قرض تھے تلجیہ نہ تھا اور مضارب نے کہا کہ قرض مین تلجیہ تھا در حقیقت مضاربت تھی اور مضارب نے اپنے قول پر گواہ قائم کیے تو یہ صورت اور قرض کے تلجیہ ہونے پر باہم تصدیق کرنے کی صورت یکسان ہے یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر دونون گواہون نے مضاربت کی گواہی دی اور دو گواہون نے قرض کی گواہی دی اور اسکے سوائے کچھ تفسیر بیان نہ کی تو مدعی قرض کے گواہون کی گواہی قبول ہوگی یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر مضاربت کے گواہون نے اس تفسیر سے گواہی دی کہ قرض بطور تلجیہ کے تھا اور در حقیقت مضاربت تھی تو اُنکی گواہی اولی ہے وہی قبول ہوگی

یہ ذخیرہ مین ہی اگر رب المال نے مضارب کے واسطے چھٹے حصہ نفع کا اقرار کیا اور مضارب نے کہا کہ میرا نصف نفع مشروط ہوا اور دو گواہ لایا ایک نے گواہی دی کہ تہائی نفع مشروط ہوا اور دوسرے نے آدھے نفع کی گواہی دی تو امام اعظم رح کے نزدیک دونون کی گواہی باطل ہی اور مضارب کو وہی ملیگا جو رب المال نے اقرار کیا ہی یعنی چھٹا حصہ اور صاحبین رح کے نزدیک گواہی جائز ہی اور تہائی نفع پر جواز ہوگا اسکو تہائی نفع ملیگا - اور اگر مضارب نے نصف کا دعوی کیا اور اُسکے ایک گواہ نے تہائی نفع کی اور دوسرے نے دو تہائی کی گواہی دی تو بالاتفاق گواہی باطل ہی یہ مبسوط مین ہی - اگر رب المال نے کہا کہ مین نے تجھے مال صرف بضاعت کے طور پر دیا تھا حتی کہ قول رب المال ہی کا رہا اور مضارب نے دو گواہ دیے ایک نے گواہی دی کہ رب المال نے مضارب کے لئے دو سو درم شرط کی ہی اور دوسرے نے سو درم مشروط ہونے کی گواہی دی پس اگر مضارب سو درم کا مدعی ہی تو یہ گواہی نامقبول ہی اور اُسکو کچھ نفع نہ ملیگا اور نہ اجر المثل ملیگا اور اگر دو سو درم کا مدعی ہی تو مسئلہ مین اختلاف ہی کہ امام اعظم رح کے نزدیک نامقبول و صاحبین رح کے نزدیک مقبول ہی مگر سو درم پر مقبول ہوگی اور اُسکے واسطے اجر المثل کی ڈگری کیجاویگی یہ محیط مین ہی اور اگر مضارب نے دعوی کیا کہ اُسنے ڈیڑھ سو درم کی شرط کی تھی پس ایک گواہ نے ایسی ہی گواہی دی اور دوسرے نے سو درم کی گواہی دی تو بالاجماع اُسکے واسطے اجر المثل کی ڈگری ہوگی یہ مبسوط مین ہی ایک شخص نے دو شخصون کو ہزار درم مضاربت مین دیے اور دونون نے کام کیا اور نفع اُٹھایا پس ایک نے دعوی کیا کہ رب المال نے ہم دونون کے واسطے آدھے نفع کی شرط کی ہی اور دوسرے نے دعوی کیا کہ ہم دونون کے واسطے تہائی نفع کی شرط کی ہی اور رب المال نے دعوی کیا کہ دونون کے واسطے سو درم نفع سے مشروط کیے ہین یہانتک کہ قول رب المال کا رہا پھر اگر دونون نے گواہ قائم کیے ایک فریق آدھے نفع کی اور دوسرے نے تہائی نفع کی گواہی دی تو امام اعظم رح کے قیاس قول مین یہ گواہی نامقبول ہی اور دونون کے واسطے اجر المثل رب المال کے اقرار کی وجہ سے ملیگا جیسا کہ اگر بالکل گواہ قائم نہ کرتے تو بھی یہی ہوتا و لیکن صاحبین رح کے نزدیک جسنے نصف کا دعوی کیا اُسکو چھٹا حصہ نفع ملیگا اور اجر المثل نہ ملیگا اور دوسرے کو رب المال کے اقرار سے اجر المثل ملیگا یہ محیط مین ہی

اٹھارہوان باب مضارب کے معزول ہونے اور اُسکے تقاضا سے امتناع کرنے کے بیان مین

رب المال کے مرنے سے مضاربت باطل ہوجاتی ہی خواہ مضارب کو اُسکا علم ہو یا نہو حتی کہ اُسکے بعد مال مضاربت سے خرید نے یا سفر کرنے کا اختیار نہین رکھتا ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی اور دونون مین سے کسی کے مجنون ہونے سے بھی باطل ہوتی ہی بشرطیکہ جنون مطبق ہو اور اگر رب المال مرتد ہوگیا اُسکے بعد مضارب نے خرید و فروخت کی تو یہ سب امام اعظم رح کے نزدیک موقوف ہی اگر پھر وہ مسلمان ہوگیا تو اُسکا نفاذ ہوگا اور تمام احکام مین اُسکا مرتد ہونا کالعدم شمار کیا جایگا اسی طرح اگر دار الحرب مین جا ملا و لیکن ہنوز اُسکے دار الحرب مین جاملنے کا حکم قاضی کی طرف سے جاری نہوا تھا کہ وہ مسلمان ہوکر واپس آیا تو بھی یہی حکم ہی موافق اُس روایت کے جسمین اُسکی موت اور میراث کے واسطے حکم حاکم شرط ہی اور اگر وہ مرگیا یا مرتد ہونے سے قتل ہوا یا دار الحرب مین جاملا اور قاضی نے اُسکے جاملنے کا حکم جاری کر دیا تو امام اعظم رح کے قاعدہ پر مرتد ہونے کے روز سے مضاربت باطل ہوگئی کذا فی البدائع اگر کسی شخص کو آدھے کی مضاربت پر مال دیا اور مضارب مرتد ہوگیا یا اُسکے مرتد ہونے کے بعد اُسکو مال دیا پھر اُسنے خرید و فروخت کی اور نفع یا نقصان اٹھایا پھر وہ مرتد ہونے پر قتل

کیا گیا یا مرگیا یا دار الحرب مین جاملا تو جو کچھ اُسنے کیا ہی وہ سب جائز ہی اور نفع دونون مین موافق شرط کے تقسیم ہوگا اور جو کچھ اُسنے خرید و فروخت کی ہی اُسکی ذمہ داری یعنی عہدہ رب المال پر ہی یہ قول امام اعظم رح کا ہی اور امام ابو یوسف رح و امام محمد رح کے نزدیک تصرف کرنے مین اُسکا حال مرتد ہونے کے بعد مثل اُسکے ہی جیسا قبل مرتد ہونے کے تھا پس عہدہ اُسی پر ہوگا اور رب المال پر اُسکا رجوع کیا جائیگا یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر مضارب مرگیا یا قتل ہوا یا دار الحرب مین جاملا تو مضاربت باطل ہوگئی پھر اگر وہ دار الحرب مین جاملا اور وہین اُسنے خرید و فروخت کی پھر مسلمان ہوکر واپس آیا تو جو کچھ اُسنے دار الحرب مین خرید و فروخت کی ہی سب اُسی کی ہوگی اور کسی چیز کی اُسپر ضمان نہوگی ولیکن عورت کا مرتد ہونا یا نہ مرتد ہونا بالاجماع یکسان ہی خواہ وہ عورت رب المال ہو یا مضارب ہو اور مضاربت بحالہ صحیح رہیگی تاوقتیکہ وہ مرنہ جاوے یا دار الحرب مین نہ جاملے یہ حاوی مین ہی۔ اور اگر رب المال نے مضارب کو معزول کیا اور مضارب کو اُسکے معزول ہونے کی خبر نہ ہوئی یہانتک کہ اُسنے خرید و فروخت کی تو جائز ہی اور اپنے معزول ہونے سے آگاہ ہونے پر معزول ہوگا۔ اور اگر اپنے معزول ہونے سے آگاہ ہوا حالانکہ مال مضاربت مین اسباب موجود ہی تو اُسکو اختیار ہی کہ اس اسباب کو خود فروخت کرے اور معزول ہوجانا اسکا مانع نہین ہی پھر یہ نہین جائز ہی کہ اُسکے ثمن سے کوئی دوسرا اسباب خریدے اور اگر مال مضاربت راس المال کی جنس سے ہو تو مضارب کو اُسمین تصرف کرنے کا اختیار نہین ہی۔ اور اگر راس المال کی جنس سے نہو مثلاً راس المال دینار ہین اور یہ مال درم ہین یا اُسکے برعکس ہی تو اُسکو استحساناً اختیار ہی کہ راس المال کی جنس سے فروخت کرے۔ اور اسی قیاس پر حق عروض و اُسکے اشباہ مین رب المال کے مرنے یا مرتد ہوکر دار الحرب مین جاملنے کے بعد حکم جاری ہی یہ کافی مین ہی۔ اگر مال مضاربت فلوس ہون اور رب المال نے ممانعت کر دی تو اسکا حکم بھی ویسا ہی ہی جیسا مال مضاربت کے درم ہونے اور راس المال کے دینار ہونے کا حکم تھا کہ اس صورت مین اُسکی ممانعت سے جو خرید ہر وجہ سے خرید ہی اُسکی ممانعت ہوجاویگی اور جو ایک وجہ سے خرید دوسری وجہ سے بیع ہی اُسکی ممانعت نہوگی حتی کہ اگر فلوس کو درمون کے عوض فروخت کیا تو جائز ہی یہ محیط مین ہی۔

اور اگر مضارب نے تصرف کیا ہی اور مال مضاربت لوگون پر اُدھار ہوگیا ہی اور مضارب تقاضے سے باز رہا پس اگر مال مین نفع نہو تو اُسکو اختیار ہی کہ تقاضے سے باز رہے اور اُسکو حکم کیا جائیگا کہ رب المال کو قرضدارون پر حوالہ کر دے یعنی رب المال کو وکیل کر دے اور اگر مال مین نفع ہو تو وہ تقاضے سے باز نہین رہ سکتا ہی بلکہ اُسکو تقاضے کا حکم کیا جائیگا کہ راس المال درم و دینار نقدی ہوجاوے یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ اسی طرح پر ہر وکیل بیع کہ تقاضے سے انکار کرے تو اُسپر تقاضے کے واسطے جبر نہ کیا جائیگا ولیکن بجبر حکم کیا جائیگا کہ ثمن رب المال کو مشتری پر اُترا دے اور یہی حکم مستبضع مین ہی یہ کافی مین ہی۔ ولیکن جو شخص اُجرت پر فروخت کرتا ہی جیسے بیاع اور دلال وغیرہ تو اُسپر تقاضے کے واسطے ضرور جبر کیا جائیگا کہ وصول کر دین اور بحکم عادت یہ بمنزلہ اجارہ صحیحہ کے قرار پائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی اور اگر مال مضاربت لوگون پر قرضہ ہوگیا اور رب المال نے مضارب کو اس خوف سے منع کر دیا کہ مضارب اُسکو کھا نہ جاوے اور کہا کہ مین خود تقاضا کرونگا پس اگر مال مین نفع ہو تو تقاضا مضارب کا حق ہی اور اگر مال مین نفع نہو تو رب المال کو ممانعت کا اختیار ہی اور مضارب پر جبر کیا جائیگا کہ رب المال کو قرضدارون پر

حوالہ کردے یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ پھر اگر مال مین نفع ہو اور مضارب تقاضے کے واسطے مجبور کیا گیا پس اگر قرضہ اُسی شہر مین جہان مضاربت ہی موجود ہو تو اُسکا نفقہ تقاضے کے ایام مین مال مضاربت سے نہوگا اور اگر دوسرے شہر مین ہو تو اس سفر و آمد و رفت کا خرچہ جب تک وہ تقاضے مین رہے مال مضاربت سے ہوگا اور اگر مضارب کے سفر و مقام نے طول کھینچا یہانتک کہ تمام دین سب نفقہ مین گیا پس اگر نفقہ دین سے بڑھ گیا تو بقدر دین کے نفقہ محسوب کر دیا جائیگا اور جو بڑھا وہ مضارب پر پڑیگا یہ محیط مین ہی

اُنیسوان باب۔ مضارب کے مرنے اور مرض مین اقرار کرنے کے بیان مین۔ اگر مضارب مرگیا اور اُسپر قرضے مین اور مال مضاربت اُسکے پاس ہونا معروف معین ہی اور وہ درم مین اور راس المال بھی درم تھے تو قرضخواہون سے پہلے رب المال کو اسکا راس المال دیا جائیگا یہ مبسوط مین ہی پھر اگر مضاربت مین نفع بھی

مضاربت کے قرضخواہ ۱۲

معروف ہو اور مضارب کو وصول ہو جانا معلوم ہو تو رب المال اپنا حصہ نفع بھی قرضخواہون سے پہلے لیگا پھر جو مضارب کا حصہ نفع رہا وہ قرضخواہون مین تقسیم ہوگا یہ محیط مین ہی پس اگر مضارب کے وارثون اور قرضخواہون نے کہا کہ جو قرضہ مضارب پر ہی وہ مضاربت کا ہی اور رب المال نے اُنکی تکذیب کی تو رب المال کا قول اُسکی علمی قسم سے مقبول ہوگا۔ اور اگر مضاربت کا مال اُسکے مرنے کے وقت عروض یا دینار ہون حالانکہ راس المال درم تھے اور رب المال نے چاہا کہ اسکو مرابحہ سے فروخت کرے تو نہین کر سکتا ہی اُسکی بیع کا اختیار مضارب کے وصی کو ہی اور اگر اُسکا کوئی وصی نہو تو قاضی اُسکی طرف سے ایک وصی مقرر کریگا کہ اس مال کو فروخت کرے اسمین سے رب المال کو اُسکا راس المال و حصہ نفع دیدیگا اور مضارب کا حصہ نفع اُسکے قرضخواہون کو ملیگا اور مضاربت صغیرہ مین لکھا ہی کہ اس مال کو میت کا وصی و رب المال فروخت کرینگے اور جو اول مذکور ہوا وہ اصح ہی یہ مبسوط مین ہی پھر اگر رب المال نے چاہا کہ دینار وں مین سے بقدر اپنے راس المال و حصہ نفع کے لے اور وصی نے دیدیے تو جائز ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر مضاربت بطور معین معلوم نہوئی تو رب المال بھی تمام ترکہ مین قرضخواہون کے مثل قرار دیا جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر کسی نے ایک ہزار درم آدھے کی مضاربت پر دیے پھر مضارب نے اپنی موت کے قریب ذکر کیا کہ مین نے اس مال سے خرید و فروخت کی اور ایک ہزار درم نفع اُٹھائے پھر مضارب مرگیا اور مال مضاربت معین طور سے شناخت مین نہین ہی حالانکہ مضارب کا اسقدر مال موجود ہی کہ اُس سے مال اصل و نفع کی وفا ممکن ہی تو رب المال اپنے راس المال کے ہزار درم لے لیگا اور اسکو کچھ نفع نہ ملیگا اور اگر مضارب نے یہ اقرار کیا ہو کہ مین نے نفع پر قبضہ بھی کر لیا ہی تو بقدر حصہ رب المال کے ضامن ہوگا۔ اور اگر مضارب نے مرض مین یون کہا کہ مین نے اس مال مین ہزار اسکا نفع حاصل کیا اور میرے قبضہ مین آگیا پھر سب مال ضائع ہوگیا اور رب المال نے کہا نہین بلکہ تیرے پاس ہی اور تو بسبب انکار کرنے کے ضامن ہوگیا تو قسم کے ساتھ مضارب کا قول قبول ہوگا۔ اور اگر مضارب قسم کھانے سے پہلے مرگیا تو اُسکے وارثون سے اُنکے علم پر قسم لیجاویگی پس اگر سب لوگ قسم کھا گئے تو سب بری ہوگئے اور اگر کوئی قسم سے باز رہا تو خاصتہً اُسی کے حصہ مین سے راس المال و حصہ نفع رب المال کو دلایا جائیگا اسی طرح اگر مضارب نے مرض الموت مین یون کہا کہ مین نے راس المال اور حصہ نفع رب المال کو دیدیا ہی اور

رب المال نے انکار کیا تو بھی قسم سے مضارب کا قول قبول ہوگا اور وہ ضامن نہوگا اور اگر قسم سے پہلے مضارب مرگیا تو جیسا ہم نے پہلی صورت مین بیان کیا ہر رب المال کو اختیار ہر کہ اُسکے وارثون سے قسم لے ولیکن یہ صورت پہلی صورت سے ایک بات مین خلاف ہر وہ یہ ہر کہ اس صورت مین جسقدر حصہ نفع مضارب کے پاس اُسکے زعم مین اسکا موجود ہو اسمین سے رب المال اپنا راس المال لے لیگا پھر اگر کچھ باقی رہا تو موافق شرط کے دونون کو تقسیم ہوگا۔ پس اگر مضارب پر اسقدر قرضہ ہو کہ اُسکے تمام مال کو محیط ہو اور اُسکا حصۂ نفع معین طور سے شناخت مین نہو اور یہ معلوم ہو کہ مضارب نے ہزار درم نفع اُٹھانے اور وصول پائے ہین تو رب المال باقی قرضخواہون سے بقدر حصہ نفع کے حصہ بانٹ لیگا اور بقدر راس المال وا پنے حصہ نفع کے حصہ نہ بٹا دیگا یہ محیط مین ہر۔ اور اگر مضارب نے مرض مین درحالیکہ اُسپر اسقدر قرضہ ہو کہ اُسکے تمام مال کو محیط ہر یہ اقرار کیا کہ مین نے مال مضاربت مین ہزار درم نفع اُٹھایا ہر اور مال مضاربت مع نفع کے فلان شخص پر قرضہ ہر پھر مر گیا پھر اگر قرضخواہون نے اُسکا اقرار کر دیا تو رب المال کا کچھ حق مضارب کے ترکہ مین نہوگا ولیکن فلان شخص قرضدار کا پیچھا پکڑیگا اور اُس سے اپنا راس المال وصول کریگا اور باقی کا آدھا بھی اپنا حصۂ نفع لے لیگا اور جو بچا اُسکو مضارب کے قرضخواہ مضارب کے مال مین ملاکر باہم بانٹ لینگے۔ اور اگر قرضخواہون نے انکار کیا اور کہا کہ مضارب نے راس المال مین کچھ نفع نہین اُٹھایا ہر اور جو قرضہ فلان شخص پر ہر وہ مضاربت کا نہین ہر تو یہ قرضہ تمام ترکہ کے ساتھ رب المال و قرضخواہون کو موافق حصہ کے تقسیم ہوگا اور رب المال کا حصہ بقدر راس المال کے لگایا جائیگا اور نفع مین سے کچھ نہ لگایا جائیگا یہ مبسوط مین ہر اور یہ حکم اُسوقت ہر کہ مضاربت حالت صحت مین معروفہ ہو الا یہ کہ مال مضاربت اُسی کے قول سے پہچانا گیا ہو اور اگر مضاربت معروفہ نہو صرف اُسی کے قول سے پہچانی گئی ہو تو رب المال حالت صحت کے قرضخواہون کے ساتھ بقدر راس المال کے بھی شریک نہین کیا جائیگا یہ محیط مین ہر۔ اور اگر اُسنے کہا کہ یہ ہزار درم میرے پاس فلان کی مضاربت ہین اور مثلاً ایک ہزار درم فلان دوسرے کی ودیعت ہین اور فلان شخص تیسرے کا مجھپر اسقدر قرضہ ہر تو پہلے مال مضاربت ادا کرنا شروع کیا جائیگا اور اگر مضاربت کے مال کا معین طور سے اقرار نہ کیا تو مضارب کا تمام مال رب المال اور صاحب ودیعت اور قرضہ کے درمیان موافق حصون کے تقسیم ہوگا یہ مبسوط مین ہر۔ اور اگر کہا کہ فلان شخص کے ہزار درم مضاربت کے میرے پاس اس صندوق مین ہین اور فلان دوسرے کے مجھپر ہزار درم آتے ہین پھر صندوق مین کچھ پایا نہ گیا تو تمام ترکہ رب المال اور قرضخواہ مین موافق حصہ کے تقسیم ہوگا اور اگر صندوق مین ہزار درم ملے تو رب المال ہی لے لیگا اور اگر دو ہزار درم صندوق مین نکلے تو رب المال کو ہزار درم اُسمین سے ملینگے اور باقی ہزار درم قرضخواہ کے ہین خواہ دونون ہزار مختلط ہون یا جدا جدا رکھے ہون پھر اگر یہ معلوم ہو کہ مضارب ہی نے بدون اجازت رب المال کے مال خلط کر دیا ہو تو امام اعظم رح کے نزدیک سب مین موافق حصہ کے تقسیم ہوگا اور صاحبین رح کے نزدیک آدھا رب المال کو اور آدھا قرضخواہون کو ملیگا یہ محیط سرخسی مین ہر۔ اور اگر کہا کہ زید کے مجھپر ہزار درم مضاربت کے ہین اور یہ وہی ہین جو میرے عمرو پر آتے ہین اور خالد کے مجھپر ہزار درم ہین اور اُسکے سوا اُسکا کچھ مال نہین ہر تو یہ قرضہ رب المال کو دلایا جائیگا۔ اور

اگر مضارب نے مرض مین کسی خاص معین مال کا مضاربت مین اقرار کیا پھر اُسکے بعد اس مال کی نسبت کسی کی ودیعت ہونے کا اقرار کیا پھر تیسرے شخص کے کچھ قرضہ ہونے کا اقرار کیا پھر مرگیا تو پہلے مال مضاربت ادا کردیا جائیگا پھر جو کچھ ترکہ رہگیا اسکو صاحب ودیعت و قرضخواہ حصہ رسد شرکت سے تقسیم کر لینگے - یہ مبسوط مین ہی دو شخصون کو ہزار درم مضاربت مین دیے پھر ایک مرگیا اور دوسرے نے کہا کہ مال تلف ہوگیا تو اُسکے حصہ مین اُسکے قول کی تصدیق کیجاویگی اور دوسرے کا حصہ اُسکے ذمہ اُسکے ترکہ مین قرضہ رہیگا پھر اگر یہ بات معلوم ہوجاوے کہ مضارب میت نے اپنا حصہ بھی زندہ مضارب کے پاس ودیعت رکھا تھا تو سب مال تلف ہونے مین اُسکے قول کی تصدیق کیجاویگی اور اگر زندہ مضارب نے کہا کہ مین نے اپنا حصہ دوسرے مضارب میت کو دیا تھا تو قسم سے اُسکی تصدیق کیجاویگی اور وہ میت کے ترکہ مین سب قرضہ قرار دیا جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی

بیسوان باب مضاربت کے غلام پر جنایت واقع ہونے یا اُسکے کسی پر جنایت کرنے کے بیان مین - اگر کسی کو ہزار درم آدھے کی مضاربت پر دیے اُس نے اُسکے عوض ہزار کی قیمت کا ایک غلام خریدا اُسنے خطا سے کسی پر جنایت کی تو مضارب کو یہ اختیار نہین ہی کہ جرمانہ مین وہی غلام دیدے یا اُسکا فدیہ مال مضاربت سے ادا کرے اگرچہ غلام کے ساتھ کچھ اور مال مضاربت بھی موجود ہو اور اگر مضارب نے اپنے مال سے اُسکا فدیہ ادا کیا تو احسان ہی اسکو مال مضاربت سے واپس نہین لے سکتا ہی اور وہ غلام مضاربت مین باقی رہیگا جیسا کہ کوئی اجنبی فدیہ دیدے تو یہی حکم ہوتا ہی اور یہ صورت بخلاف اسکے ہی کہ اگر مضارب کی غلام مین کچھ شرکت ہو اور اُسنے فدیہ دینا اختیار کیا تو یہ مضاربت باطل ہوجائیگی - اور اگر دونون حاضر ہون تو رب المال سے کہا جائیگا کہ یا تو غلام دے یا اُسکا فدیہ دے پس جب اُسنے کوئی بات اختیار کی تو مضاربت ٹوٹ جائیگی پس اگر رب المال نے غلام دیدینا اختیار کیا اور مضارب نے کہا کہ مین اُسکا فدیہ دیے دیتا ہون تاکہ غلام مضاربت پر رہجاوے مین اسکو فروخت کر کے نفع اٹھاؤنگا تو رب المال اسکو نہین دے سکتا ہی - اور اگر مضارب غائب ہو تو رب المال غلام کو نہین دے سکتا ہی صرف اسکو یہ اختیار ہی کہ غلام کا فدیہ دیدے یہ محیط مین ہی - اور اگر مضاربت کا مال ہزار درم ہو اور مضارب نے اس سے دو ہزار کی قیمت کا غلام خریدا اور اُسنے خطا سے جرم کیا تو مضارب سے اُسکے دینے یا فدیہ دینے کو نہ کہا جائیگا جس صورت مین کہ رب المال حاضر نہو غائب ہو اور حقدار جرم کا مضارب یا غلام پر کوئی بس نہین ہی صرف انکو یہ اختیار ہی کہ غلام کے مالک کے حاضر ہونے تک غلام کی طرف سے کوئی کفیل لے لین اسی طرح اگر مضارب غائب ہو تو مولی سے غلام دینے کو نہ کہا جائیگا اور دونون مین سے کوئی ایک شخص فدیہ نہین دے سکتا ہی جب تک کہ دونون حاضر نہون اور اگر ایک نے فدیہ دیدیا تو اُس نے احسان کے طور پر دیا پھر جب دونون حاضر ہوئے تو غلام دیدینگے یا فدیہ دینگے پس اگر غلام دیدیا تو دونون کا کچھ نہین ہی اور اگر فدیہ دیدیا تو فدیہ دونون پر چار حصہ ہو کر تقسیم ہوگا اور غلام مضاربت سے نکل جائیگا اور یہ امام اعظم و امام محمد رح کا قول ہی اور اگر ایک نے غلام دینا اور دوسرے نے فدیہ دینا اختیار کیا تو دونون کو اختیار ہی یہ بدائع مین ہی - امام محمد رح نے اصل مین فرمایا ہی کہ اگر کسی کو ہزار درم مضاربت مین دیے اور مضارب نے اُسکے عوض ہزار درم قیمت کا ایک غلام خریدا یا اُس سے کم یا زیادہ قیمت کا تھا پھر اُس غلام پر کچھ لوگون نے دعوی کیا کہ اسنے ہمارے باپ کو

عمداً قتل کیا ہی اور غلام نے انکار کیا پھر اُن لوگون نے اس امر کے گواہ قائم کیے پس اگر مضارب و رب المال دونون حاضر ہون تو غلام پر گواہ مسموع ہونگے اور اگر دونون غائب ہون یا ایک غائب ہو تو موافق روایت ابوحفص کے گواہ غلام پر مسموع نہونگے اور اس روایت مین کوئی اختلاف منقول نہین ہی اور ابوسلیمان کی روایت مین یہ ہی کہ امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک مسموع نہونگے اور امام ابویوسف رح کے نزدیک مقبول ہونگے یہ محیط مین ہی اور اسمین اختلاف نہین ہی کہ اگر غلام نے قتل عمد کا اقرار کر لیا تو اُسپر قصاص کا حکم دیا جائیگا خواہ دونون حاضر ہون یا نہون اور اگر غلام نے قتل عمد کا اقرار کیا اور مضارب و رب المال دونون حاضر ہین اور غلام کی تکذیب کرتے ہین اور مقتول کے دو ولی ہین پس ایک نے اُسکو عفو کر دیا تو دوسرے ولی کا حق باطل ہوا اسی طرح اگر مضارب نے غلام کی تصدیق کی ہو حالانکہ غلام تمام راس المال مین مشغول ہی یعنی مضارب کا اسمین کچھ استحقاق نہین ہی تو مضارب مثل اجنبی کے شمار ہوگا اور یہی حکم ہوگا۔ اور اگر غلام مین زیادتی ہو اور مضارب نے تصدیق کی تو اُسکے حصہ کی طرف زیادتی مین سے لحاظ کر کے مضارب سے کہا جائیگا کہ یا تو اپنا نصف حصہ اُس ولی کو دے جسنے معاف نہین کیا ہی یا اسقدر کا فدیہ دے پھر جب اُسنے کسی بات کو اختیار کیا تو مضاربت باطل ہو جاویگی اور رب المال غلام مین سے بقدر راس المال اور اپنے حصہ نفع کے لیگا اور مضارب باقی حصہ لے لیگا یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر مضارب نے تکذیب کی اور رب المال نے تصدیق کی تو اسکی دو صورتین ہین یا تو غلام کی قیمت راس المال کے برابر یا کم ہوگی اور یا زیادہ ہوگی پس پہلی صورت مین رب المال کی تصدیق صحیح ہی اور اُس سے کہا جائیگا کہ یا تو نصف غلام دیدے یا فدیہ دے یعنی نصف دیت دے پس اگر اُسنے دینا منظور کیا تو آدھے کی مضاربت باطل ہو گئی اور آدھے کی رہگئی اور اسی طرح اگر دیت دینی اختیار کی اور نصف غلام دیت مین دیا تو بھی آدھا مضاربت مین رہگیا اور اگر اسمین مضارب نے تصرف کر کے نفع اُٹھایا تو تقسیم کرنے کی یہ صورت ہی کہ اگر غلام کی قیمت ہزار درم ہون تو رب المال باقی مین سے نصف راس المال جو باقی ہی لے لیگا۔ اور اگر ہزار سے قیمت کم ہو مثلاً پانچسو درم ہون تو آدھا غلام دیت مین دینے سے اُسنے اپنا راس المال تین سو درم بھر پایا سات سو رہ گئے پس اس نفع مین سے باقی سات سو درم لے لیگا پھر جو بچا وہ دونون مین نفع رہا موافق شرط کے بانٹ لین۔ اور دوسری صورت مین رب المال کی اُسکے حصہ کی قدر مین تصدیق ہوگی پس اُس سے کہا جائیگا کہ یا تو اپنا نصف حصہ دیدے یا نصف دیت فدیہ دے اور جو امر اختیار کریگا مضاربت باطل ہوگی یہ محیط مین ہی۔ اگر مال مضاربت سے کوئی غلام خریدا اُسکو کسی نے عمداً قتل کیا پس اگر اسمین زیادتی ہو تو قصاص نہین آتا ہی اور اُسکی قیمت تین برس مین وصول کیجاویگی اور وہ مضاربت مین قرار دیجاویگی اور اگر اسمین زیادتی نہو تو دیکھا جائیگا کہ اگر مضارب کے پاس سوائے غلام کے کچھ اور مال مضاربت ہی تو قصاص نہین آتا ہی اور اگر کچھ اور مال مضاربت نہین ہی تو اسمین قصاص واجب ہوگا اور حق قصاص مولی کو حاصل ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی پھر اگر مولی نے قاتل سے ہزار درم پر صلح کر لی تو یہ راس المال ہوگا جبکہ راس المال ہزار درم ہون اور اگر دو ہزار درم پر صلح کی تو اسمین سے راس المال رب المال بھر پور لے لیگا اور باقی بمنزلہ نفع کے دونون کو موافق شرط کے تقسیم ہوگا یہ مبسوط مین ہی اور اگر ہزار درم راس المال کی صورت مین مضارب کے پاس دو غلام ہون کہ ہر ایک کی قیمت ہزار ہزار درم ہون پھر ایک کو کسی نے عمداً قتل کیا تو قصاص واجب نہوگا قیمت واجب ہوگی کذا فی الحاوی

۲۱ **اکیسوان باب** - مضاربۃ مین شفعہ کے بیان مین - اگر کسی نے دوسرے کو ہزار درم دیے اُسنے ایک دار خریدا جو ہزار کی قیمت کا یا کم وبیش ہو اور رب المال اس دار کا اپنے ایک دار کے ساتھ شفیع ہو تو اُسکو اختیار ہی کہ یہ دار مضارب سے شفعہ مین لے لے اور اسکو ثمن دیدے کہ وہ ثمن مضاربت مین ہوگا - اور اگر مضارب نے کسی قدر مال مضاربت سے ایک دار خریدا پھر رب المال نے اُسکے پہلو مین ایک دار خریدا تو مضارب کو اختیار ہی کہ شفعہ کے رو سے وہ دار رب المال سے بعوض باقی مال مضاربت کے خرید لے یہ مبسوط مین ہی - اور اگر مضارب نے دار مضاربت فروخت کیا اور رب المال اپنے دار سے اُسکا شفیع ہی تو اُسکا شفعہ کچھ نہین ہی خواہ اُس دار مین نفع ہو یا نہو اور اگر رب المال نے اپنا کوئی گھر فروخت کیا اور مضارب کسی دار مضاربت سے اُسکا شفیع ہی پس اگر مضارب کے قبضہ مین اسقدر مال مضاربت ہی کہ اُس سے ثمن دار ادا ہو سکتا ہی تو شفعہ واجب نہوگا اور اگر اُسکے قبضہ مین اسقدر نہین ہی پس اگر دار مضاربت مین نفع نہو تو شفعہ نہین ہی اور اگر نفع ہو تو مضارب کو اپنے واسطے لینے کا اختیار ہی یہ محیط مین ہی - اور اگر کسی اجنبی نے کوئی دار مضاربت کے دار کے پہلو مین خریدا پس اگر مضارب کے پاس اسقدر مال ہی کہ اُسکے ثمن کو ادا کر سکتا ہی تو مضاربت کے واسطے اُسکو شفعہ مین لے سکتا ہی اور اگر شفعہ مشتری کو دیدیا تو حق شفعہ باطل ہو گیا اور رب المال کو اختیار نہین ہی کہ اپنے واسطے اُسکو شفعہ مین لیوے اور اگر مضارب کے پاس اسقدر نہو کہ ثمن ادا کر سکے پس اگر دار مضاربت مین نفع ہی تو شفعہ مضارب اور رب المال دونون کا ہی اگر ایک نے شفعہ سپرد کر دیا تو دوسرا اپنے واسطے پورا دار شفعہ مین لے سکتا ہی اور اگر دار مین نفع نہو تو شفعہ خاصۃً رب المال کا ہی یہ بدائع مین ہی - اور اگر مضارب کو شفعہ کا حال معلوم نہوا یہانتک کہ دونون نے مضاربت توڑ دی اور مضاربت کے دار کو بقدر راس المال اور نفع کے بانٹ لیا پھر چاہا کہ دار مبیعہ کو شفعہ مین لے لین تو دونون کے لیے اپنی ذات کے واسطے اختیار ہی پس اگر دونون نے طلب کیا تو دونون کو نصف نصف ملیگا اور دونون مین سے جسنے مشتری کو شفعہ دیدیا تو دوسرے کو اختیار ہی کہ پورا دار اپنے واسطے شفعہ مین لے لے - اور اگر کسی شخص نے دو شخصون کو مال مضاربت دیا اور دونون نے اس سے ایک گھر خریدا اور رب المال اُسکا شفیع ہی تو اُسکو اختیار ہی کہ ایک کا حصہ شفعہ مین لے لے اور دوسرے کا نہ لیوے اسی طرح اگر شفیع کوئی اجنبی ہو تو بھی یہی حکم ہی - اور اگر مضارب ایک ہی شخص ہو اور شفیع نے چاہا کہ مین تھوڑا دار شفعہ مین لے لون تو یہ نہین ہو سکتا ہی خواہ شفیع کوئی اجنبی ہو یا رب المال ہو - اور اگر دو شخصون نے کسی ایک شخص کو مال مضاربت دیا اُسنے اُسکے عوض کوئی دار خریدا اور ایک رب المال اُسکا شفیع ہی اُس نے چاہا کہ تھوڑا اسمین سے شفعہ مین لے لے تو ایسا نہین کر سکتا ہی یا تو کل لے لے یا کل چھوڑ دے[1] - اور اگر مضاربت کے واسطے شفعہ واجب ہوا ہو اور دو مضاربون مین ایک نے شفعہ مشتری کو دیدیا تو دوسرا اُسکو لے نہین سکتا ہی - اگر راس المال کے ہزار درم ہون اُنکے عوض مضارب نے کوئی گھر ہزار یا کم و بیش قیمت کا خریدا اور اسکا شفیع رب المال اپنے ایک دار کی وجہ سے اور اجنبی اپنے دار کی وجہ سے ہی تو دونون کو اختیار ہی کہ دار کو نصفا نصف لے لین پھر اگر رب المال نے شفعہ دیدیا اور اجنبی نے لینا چاہا تو قیاس چاہتا ہی کہ اجنبی شفعہ مین نصف دار لے لے اسکے سواے اسکو نہ ملے اور استحسانًا اسکا وہ حکم ہی کہ اجنبی چاہے کل دار لے لے یا ترک کرے کذا فی المبسوط

بائیسوان باب اہل اسلام و اہل کفر کے درمیان مضاربت کے بیان مین - اگر مسلمان نے نصرانی کو آدھے کی مضاربت پر مال دیا تو جائز ہو ولیکن مکروہ ہی پس اگر اُس نے شراب و سور مین تجارت کی اور نفع اُٹھایا تو

[1] یعنے دونون مین سے ایک ۱۲

یا تمامی وغیرہ ۱۲

امام اعظم رح کے نزدیک مضاربت مین جائز ہو ولیکن مسلمان کو واجب ہی کہ اپنا حصہ نفع صدقہ کرے اور صاحبین یعنی امام ابویوسف رح اور امام محمد رح کے نزدیک شراب وسور مین اُسکا تصرف مضاربت پر جائز نہین ہی اور اگر اُسنے کوئی مردار خرید کر مضاربت مین سے مال دیا تو بالاجماع مضارب خلاف کرنے والا ضامن ہوگا اور اگر اُس نے ربوا یعنے سود لیا مثلاً ایک درم کے عوض دو درم خریدے تو بیع فاسد ہوگی ولیکن مال مضاربت کا ضامن نہوگا اور نفع دونون مین موافق شرط کے تقسیم ہوگا - اور مسلمان کو نصرانی کا مال مضاربت پر لینے مین کچھ ڈر نہین ہی اُسکے حق مین یہ مکروہ نہین ہی اور اگر اُس نے شراب یا سور یا مردار خریدی اور مال مضاربت دیا تو مخالف اور ضامن ہوگا اور اگر اسمین نفع کمایا تو جس سے نفع لیا ہی اُسکو واپس دے اگر اُسکو پہچانتا ہو اور اگر نہ پہچانتا ہو تو صدقہ کردے اور رب المال نصرانی کو اُسمین سے کچھ نہ دے اور اگر کسی مسلمان نے ایک مسلمان و نصرانی کو مضاربت مین مال دیا تو بلا کراہت جائز ہی یہ مبسوط مین ہی - اگر کوئی حربی امان لیکر ہمارے یہان آیا اور کسی مسلمان نے اُسکو آدھے کی مضاربت پر مال دیا اور حربی نے اُسکو کسی مسلمان کے پاس ودیعت رکھا اور دارالحرب مین چلا گیا پھر امان لیکر آیا اور مستودع سے ودیعت لے لی اور اُس سے خرید و فروخت کی تو یہ کام اُسکا اُسکی ذات کے واسطے ہوا اور رب المال کو اُسکے راس المال کی ضمان دے - اور اگر حربی مال لیکر دارالحرب مین چلا گیا اور وہان خرید و فروخت کی تو وہ اُسی کی ہی اور ضامن نہوگا کیونکہ جب وہ دارالحرب مین مال کو بدون اجازت رب المال کے لیکر چلا گیا تو وہ مال پر مستولی ہوگیا - اور اگر رب المال نے اُسکو دارالحرب مین مال لیجانے کی اجازت دی ہو کہ وہان لیجا کر خرید و فروخت کرے تو استحساناً مین اُسکو مضاربت مین جائز رکھتا ہون اور موافق شرط کے نفع دونون مین مشترک قرار دونگا بشرطیکہ وہان کے لوگ مسلمان ہوجاوین یا مضارب مسلمان ہوکر یا معاہدہ کی وجہ سے یا امان لیکر واپس آوے یہ مبسوط مین ہی - اور اگر مسلمانون نے دارالحرب مین اُسپر قابو پایا تو راس المال اور رب المال کا حصۂ نفع رب المال کا ہوگا اور باقی تمام مسلمانون کا ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر دو حربی امان لیکر دارالاسلام مین آئے اور ایک نے دوسرے کو اپنا مال مضاربت مین دیا اور آدھے نفع کی شرط قرار دی پھر ایک حربی دارالحرب کو چلا گیا تو مضاربت ٹوٹ جائیگی یہ مبسوط مین ہی - اگر کسی حربی نے مسلمان کو مال مضاربت دیا پھر وہ مسلمان دارالحرب مین باجازت رب المال کے لیگیا تو وہ مال مضاربت پر باقی ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی اور اگر ایک حربی نے دوسرے کو مال مضاربت اس شرط سے دیا کہ اُسکو نفع مین سے سو درم ملینگے تو مضاربت فاسد ہی اور دونون کا حکم اس باب مین بمنزلہ دو مسلمانون یا دو ذمیون کے ہی حالانکہ اُنھون نے خود التزام کرلیا ہی کہ معاملات تجارت مین احکام اسلام کا برتاؤ کرینگے جسوقت کہ وہ مال لیکر ہمارے ملک مین تجارت کے واسطے داخل ہوئے تھے ایسا ہی دو مسلمانون کے درمیان مضاربت فاسدہ کا حکم دارالحرب و دارالاسلام مین یکسان ہی یہ مبسوط مین ہی اگر کوئی مسلمان یا ذمی امان لیکر دارالحرب مین گیا اور کسی حربی کو سو درم نفع کی شرط سے مال مضاربت دیا یا اُسکو کسی حربی نے اسی شرط سے دیا تو امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک جائز ہی اور نفع دونون مین موافق شرط کے تقسیم ہوگا حتی کہ اگر صرف سو ہی درم نفع اُٹھائے ہون تو کل اُسی کو ملینگے یعنی مضارب کو اور گھٹی رب المال پر پڑیگی اور امام ابویوسف رح کے نزدیک مضاربت فاسد ہی اور مضارب کو اجر المثل ملیگا پس اگر مال مین نفع کے سو ہی درم ہون تو اُسی کو

ملینگے اور اگر کم ہون تو کم ہی ملینگے اور رب المال پر کچھ اور واجب نہوگا یہ حاوی مین ہے۔ اور اگر کوئی مسلمان امان لیکر دار الحرب مین گیا اور ایسے شخص کو جو وہین مسلمان ہوا ہے ہمارے ملک مین ہجرت کر کے نہین آیا ہے کچھ مال سو درم نفع کی شرط سے مضاربت مین دیا یا اسی شرط پر اُس سے لیا تو امام اعظم رح کے نزدیک جائز ہے اور موافق شرط کے رکھا جائیگا اور صاحبین رح کے نزدیک مضاربت فاسد ہے کذا فی المبسوط

تیئیسوان باب متفرقات مین - اگر کسی کو ہزار درم مضاربت مین اس شرط سے دیے کہ اُنکے عوض کپڑے خریدے اور اپنے ہاتھ سے قطع کر کے اُنکو سیے بشرطیکہ جو کچھ اللہ تعالیٰ اُسمین رزق دے وہ ہم دونون مین برابر تقسیم ہو تو یہ موافق شرط کے جائز ہے کیونکہ جیسے کام کرنے کی اُسپر شرط لگائی ہے ایسا کام تاجر لوگ نفع حاصل کرنے کی غرض سے کیا کرتے ہین اسی طرح اگر یہ شرط لگائی کہ اُنسے نری و کھالین خریدے اور اُس سے موزے اور ڈول وہ کھال اپنے و کاریگرون کے ہاتھ سے بنا دے تو یہ سب تاجرون کے کام ہین ایسی شرط مضارب پر جائز ہے کذا فی المبسوط - اور اگر اُسکو ہزار درم اس شرط سے دیے کہ لکڑیون و گھاس کے گٹھے کاٹ کر لا دے بشرطیکہ جو کچھ اللہ تعالیٰ اُسمین رزق دے وہ ہم دونون مین برابر تقسیم ہو تو مضاربت نہین جائز ہے اگرچہ لکڑیان لادلانے یا گھاس کاٹ لانے کے واسطے اجارہ کرنا جائز ہے یہ محیط مین ہے - اگر اپنے مرض مین آدھے کی مضاربت پر ہزار درم دیے اور مضارب نے کام کر کے ہزار درم نفع اُٹھائے پھر رب المال اس مرض مین مر گیا اور اجر المثل اُس کام مین مضارب کا اس نفع سے جو اسکے واسطے شرط کر دیا ہے کم ہوتا ہے اور رب المال پر اسقدر قرضہ ہے کہ اُسکے مال کو محیط ہے تو مضارب کو نصف نفع دیا جائیگا اور مریض کے قرضہ سے پہلے اسکا نفع دیدیا جائیگا اور اگر مضارب کے واسطے کچھ نفع مقرر نہ کیا ہوتا تو اُسکو اجر المثل دینے کا حکم ہوتا اور یہ مریض پر قرضہ ہوتا تو مضارب بھی باقی قرضخواہون کے ساتھ ترکہ مین حقدار کر کے شامل کیا جاتا اور نفع مین اُسکا کچھ حق نہوتا - اور اگر کسی تندرست آدمی نے کسی مریض کو ہزار درم مال مضاربت اس شرط سے دیا کہ مضارب کو دسوان حصہ نفع و اجر المثل و پانچسو درم ملینگے اُس نے کام کر کے ہزار درم نفع اُٹھائے پھر اپنے مرض مین مر گیا اور اُسپر بہت سے قرضہ ہین تو مضارب کو دسوان حصہ نفع ملیگا اُس سے زیادہ کچھ نہ دیا جائیگا یہ مبسوط مین ہے - اگر کسی شخص کو دس مہینہ کے واسطے کسی قدر اجرت معلومہ پر مزدور کیا تاکہ کپڑے خریدے تو جائز ہے اگر اس مدت مین کچھ مال اُسکو آدھے نفع کی مضاربت پر دیا اُسنے کام کیا اور نفع اُٹھایا تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک کل مال رب المال کا ہوگا اور اُس شخص کو وہی اُجرت ملیگی جو اُسکے واسطے مقرر کر دی گئی ہے اور امام محمد رح نے فرمایا کہ اُسکو آدھا نفع ملیگا اور اس مدت کی اُجرت ساقط ہو جائیگی چنانچہ اگر غیر شخص نے اُسکو مال مضاربت دیا تو جائز ہے اور جسقدر مدت اُسنے مضاربت کا کام کیا اُتنی مدت کی اُجرت ساقط ہو جاویگی یہ کافی مین ہے - اور اگر اجیر نے مال مضاربت رب المال کو آدھے کی مضاربت پر دیا تو جائز ہے اور اجیر اجارہ پر رہا اور مستاجر مضاربت مین رہا اور اگر رب المال نے اجیر کو بضاعت مین مال مضاربت دیا کہ وہ مضاربت پر خرید و فروخت کرتا ہے تو جائز ہے اور مضاربت کی شرط بحالہ رہیگی اور اُجرت بھی بحالہ رہیگی یہ مبسوط مین ہے اگر کسی نے دوسرے کو ہزار درم مضاربت مین دیے اور کہا کہ یہ تیرے پاس ایک مہینہ تک مضاربت مین ہے اور جب مہینہ گذر گیا تو قرض ہے تو حال ایسا ہی ہوگا پھر جب مہینہ گذرا اور وہ مال اُسکے پاس درم موجود ہے تو قرض ہو جاینگے یعنی جب اسپر جدید قبضہ کرلے - اور اگر عروض موجود ہے تو قرض نہوگا تاوقتیکہ اُسکو فروخت کر کے دراہم نکرے پھر جب

اسباب متاع ۱۲

اُسکے پاس درم ہو گئے تو قرض ہو جاوینگے یہ محیط مین ہے - اگر درم معلومہ تک قرض دیے پھر اُسپر مضاربت کی بنا کرلی تو مضاربت مین ہونگے یہ تاتارخانیہ مین ہے - نوادر بشر مین امام ابو یوسف رح سے روایت ہے کہ ایک شخص کے پاس ہزار درم مضاربت مین ہین اُسنے رب المال سے کہا کہ یہ درم مجھے قرض دیدے اُسنے ایسا ہی کیا حالانکہ وہ درم بعینہ قائم ہین پھر اُسکے عوض کوئی چیز خریدلی تو امام ثانی رح نے فرمایا کہ مضارب نے اگر انکو اپنے ہاتھ مین اُسکے ہاتھ سے یا صندوق یا تھیلی سے لیکر اپنی ضرورت مین صرف کیے تو یہ اُسپر قرض ہو گئے یہ محیط مین ہے ایک شخص نے دوسرے کو مال مضاربت مین دیا پھر مضارب نے غیر شخص کے ساتھ چند درمون سے سواے مال مضاربت کے شرکت کی پھر مضارب اور اُسکے شریک نے شیرۂ انگور دونون کی شرکت مین خریدا پھر مضارب نے مضاربت مین سے کچھ گیہون کا آٹا لایا اور شیرہ انگور اُسمین ملا کر مٹھائی بنائی تو مشائخ رح نے فرمایا کہ دیکھا جائیگا کہ اگر شریک کی اجازت سے مٹھائی بنائی ہے تو آٹے کی قیمت مٹھائی بنانے سے پہلے دیکھی جائیگی اور شیرہ انگور کی قیمت دیکھی جائیگی تو جسقدر حصہ آٹے کے پڑتے مین پڑے وہ مضاربت مین قرار دیا جائیگا اور جسقدر شیرہ انگور کے مقابل ہو وہ مضارب و شریک کے درمیان مشترک ہوگا - لیکن یہ حکم اُسوقت ہے کہ رب المال نے اُسکو اجازت دیدی ہو کہ اپنی راے سے عمل کرے اور اگر رب المال نے اُسکو یہ اجازت ندی ہو اور بلا اجازت شریک کے اُسنے مٹھائی بنائی تو مٹھائی تمام مضارب کی ہوگی اور رب المال کے واسطے آٹے کا اور شریک کے واسطے شیرہ انگور کا بقدر اُسکے حصہ کے ضامن ہوگا - اور اگر رب المال نے اُسکو اجازت دی اور شریک نے اجازت نہین دی تو مٹھائی مضاربت مین ہوگی اور مضارب شریک کے حصہ کا جتنا شیرہ انگور مین تھا ضامن ہوگا اور اگر شریک نے اُسکو اجازت دی اور رب المال نے نہین دی ہے تو تمام مٹھائی اُسکے اور شریک کے درمیان مشترک ہوگی اور وہ رب المال کے واسطے آٹے کے مثل کا ضامن ہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہے - اگر کسی شخص نے دوسرے کو فلوس مضاربت مین دیے اور نصف نفع کی شرط کی پھر اُسنے ہنوز کوئی چیز نہ خریدی تھی کہ یہ فلوس کاسد ہو گئے اور بجاے اُنکے دوسرے فلوس رائج ہوئے تو مضاربت فاسد ہو گئی پھر اگر اُسکے بعد مضارب نے اُنسے کوئی چیز خریدی اور اُسمین نفع یا نقصان اُٹھایا تو یہ سب رب المال کے واسطے ہے اور مضارب کو اجر المثل ملیگا اور اگر کاسد نہوئے یہانتک کہ مضارب نے اُنسے کوئی کپڑا خرید کیا اور یہ فلوس دیکر قبضہ کر لیا پھر یہ فلوس کاسد ہو گئے تو مضاربت بحالہ جائز رہی پھر اگر یہ کپڑا درمون یا عروض کے عوض فروخت کیا تو وہ مضاربت مین قرار دیا جاویگا پھر اگر نفع اُٹھایا اور تقسیم کرنا چاہا تو رب المال اپنے فلوس کی وہ قیمت لے لیگا جو کاسد ہونے کے روز تھی پھر باقی دونون مین موافق شرط کے نفع تقسیم ہوگا یہ مبسوط مین ہے نوادر معلی رح مین امام ابو یوسف رح سے روایت ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کو طبرستان مین ہزار درم مضاربت پر دیے اور یہ درم طبریہ ہین پھر دونون سے بغداد مین ملاقات ہوئی تو امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ راس المال وہی ہوگا جو خصومت کے روز طبرستان مین اُن طبریہ درمون کی قیمت ہے یہ محیط مین ہے اگر مضارب نے مال مین نفع اُٹھایا اور نفع اور راس المال کا اقرار کیا پھر کہا کہ کام کرنے اور نفع اُٹھانے سے پہلے مین نے مال مضاربت اپنے مال مین ملا دیا تو اُسکی تصدیق نکیجاویگی پھر اگر اُسکے بعد راس المال وغیرہ اُسکے پاس تلف ہو تو

رب المال کو اُسکے راس المال کی اور اُسکے حصہ نفع کی ضمان دیگا یہ مبسوط مین ہی - نوادر بشر مین امام ابویوسف رح
سے روایت ہی کہ ایک شخص نے دوسرے کو ہزار درم آدھے کی مضاربت مین دیے کہ اُس سے خرید و فروخت
و شرکت کرے و اپنی راے سے عمل کرے پس اُسکے عوض اور اپنے پاس سے ہزار درم ملا کر کوئی چیز خریدی
اور دونون مالون کو خلط نہین کیا پھر چاہا کہ خاصۃً حصہ مضاربت یا اپنا حصہ فروخت کرے تو اُسکو یہ اختیار نہین ہی
اس جہت سے کہ مبیع مین شرکت واقع ہوئی ہی پس دونون مین سے کسی کو اپنے نفس کی خصوصیت کا اختیار نہین ہی یہ
محیط مین ہی مضاربت صغیرہ مین لکھا ہی کہ اگر مضارب نے ہزار درم مضاربت سے کوئی غلام خریدا یا باندی خریدی
پھر ہزار درم تلف ہو گئے پھر اُس نے رب المال سے دوسرے ہزار درم اُسکے مثل لیکر ادا کر دیے پھر خادم کو تین ہزار
درم لیکر فروخت کیا اور اُس سے ایک متاع خریدی مگر یہ سب درم ادا کرنے سے پہلے تلف ہو گئے تو رب المال
سے دو ہزار پانچ سو درم لیکر اور پانچ سو درم اپنے پاس سے ملا کر ادا کرے پھر اگر اُسکے بعد وہ متاع دس ہزار کو
فروخت کی تو مضارب کو چھٹا حصہ ثمن کا ملیگا اور باقی مضاربت مین رہیگا اُسمین سے رب المال اپنا راس المال
جو کئی مرتبہ ڈانڈ بھرا ہی سب لے لیگا یعنی چار ہزار پانچ سو درم لے لیگا اور باقی اِن دونون کو نفع تقسیم ہوگا یہ مبسوط مین ہی
نوادر ابن سماعہ مین امام ابویوسف رح سے روایت ہی کہ ایک شخص نے ہزار درم آدھے کی مضاربت مین دیے اور
مضارب نے اُنسے کام کر کے خرید و فروخت مین نفع اُٹھایا یہانتک کہ تین ہزار درم ہو گئے پھر تین ہزار سے تین
غلام خریدے کہ ہر ایک کی قیمت ہزار درم ہی اور اُنکے دام ہنوز نہ دیے تھے کہ سب مال ضائع ہو گیا تو یہ سب
رب المال پر ہوگا اور راس المال چار ہزار درم ہو جاوینگے - اور اگر رب المال نے ایک غلام ہزار درم کو خریدا اور
مضارب نے اُس سے بعوض ہزار درم مضاربت کے جو اُسکے پاس ہین خرید لیا اور دام دینے سے پہلے وہ مال
ضائع ہو گیا اور کچھ زیادہ اُسکے پاس نہین ہی تو رب المال مضارب سے کچھ نہین لے سکتا ہی اور مضارب اُس غلام کو
بدون کچھ دیے لے لیگا اور وہ مضاربت مین رہیگا اور راس المال اِس مضاربت مین دو ہزار درم ہونگے یہ محیط مین ہی
اور اگر مضارب نے مال مضاربت سے دو باندیان خریدین ہر ایک کی قیمت ہزار درم ہی پھر ایک کو ہزار درم کو فروخت
کیا اور دوسری کو دو ہزار کو بیچا اور مشتری نے دونون پر قبضہ کر لیا پھر مضارب اُس سے ملا اور کہا کہ دونون کے
ثمن مین مجھے کچھ بڑھا دے اُسنے سو درم بڑھا دیے اور مضارب نے سب وصول کر لیے اور بمقابلہ دونون کے یہ
وصول کیے ہین تو دونون کی قیمت پر مثل اصلی ثمن کے پھیلائے جاوینگے جبکہ اُسنے دونون کے مقابلہ مین اُنکو کہا ہو اور
قیمت دونون کی مساوی ہو - اور اگر مشتری نے دونون مین عیب لگایا اور مضارب نے اُس سے ایک درم ثمن سے
کم کر دینے پر صلح کی پھر مشتری نے اُسمین عیب پایا جسکو ہزار درم مین خریدا ہی تو اُسکو ہزار درم مین سوا ے تینتیس ۳۳
و تہائی درم کے واپس کرے - اور اگر مضارب نے مشتری سے دونون باندیان جنکو فروخت کی ہین اُس سے
سو درم نفع پر خریدین پھر ایک مین عیب پایا تو بعوض اُسکے ثمن اور اُس حصہ نفع کے جو دونون کے ثمن پر تقسیم کرنے
سے اُسکے پڑے مین پڑتا ہی واپس کر دے - اور اگر مشتری نے ایک باندی ہزار درم کو اور دوسری دو ہزار کو خریدی
اور دونون کو تین ہزار پر مرابحہ سے فروخت کرنا چاہا تو اُسکو اختیار ہی اور اگر ہر ایک باندی کو علیحدہ اُسکے ثمن پر مرابحہ
سے فروخت کرنا چاہا تو امام اعظم رح و امام ابویوسف رح کے نزدیک جائز ہی پھر اگر دونون کے ثمن مین سو درم بڑھا دیے

اور مرابحہ سے فروخت کرنا چاہا تو دونون کو تین ہزار ایک سو درم پر مرابحہ سے فروخت کرے اور اگر ایک ہی کو علیحدہ مرابحہ سے فروخت کرنا چاہا تو نہین کر سکتا ہی چنانچہ اگر دونون کو ایک ہی ثمن مین خرید ا ہوا اور مرابحہ سے فروخت کرنا چاہا کہ ایک کو علیحدہ اُسکے حصۂ ثمن پر مرابحہ سے فروخت کرے تو نہین جائز ہی اور دونون کو پورے ثمن پر مرابحہ سے فروخت کرنا جائز ہی یہ مبسوط مین ہی۔ منتقی مین ہی کہ ایک شخص نے دوسرے کو ہزار درم آدھے کی مضاربت پر دیے اور مضارب نے اس سے ایک غلام دو ہزار کی قیمت کا خریدا پھر رب المال نے اُسکو ممانعت کر دی کہ سوائے نقدی کے فروخت نہ کرے اور مضارب نے کہا کہ مین اُسکو اُدھار فروخت کرونگا یا اپنا چوتھائی حصہ اُدھار فروخت کردونگا تو اُسکو سوائے نقدی کے بیچنے کا اختیار نہین ہی پھر اگر مضارب نے اُسکی تین چوتھائی نقد فروخت کردی تو بھی اُسکو ایک چوتھائی اُدھار فروخت کرنے کا اختیار نہوگا تا وقتیکہ تین چوتھائی کے دام لیکر رب المال کو اُسکے راس المال اور حصہ نفع مین نہ دیدے اور جب دیدیے تو پھر اُسکو اختیار ہی کہ چاہے اُدھار فروخت کردے یہ محیط مین ہی۔ اور اگر ہزار درم مضاربت مین ایک باندی اُدھار خریدی تو اُسکو ہزار پر مرابحہ سے فروخت نہین کر سکتا ہی تا وقتیکہ واقعی حال بیان نہ کردے یہ مبسوط مین ہی۔ ایک شخص نے دوسرے کو کوئی اسباب مضاربت مین دیا پھر مضارب نے دعوی کیا کہ مین نے تجھے وہ اسباب واپس کر دیا ہی تو شیخ ابو بکر محمد بن الفضل رح نے فرمایا کہ اس بات مین قول اُسی کا قبول ہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ ہشام رح فرماتے ہین کہ مین نے امام ابو یوسف رح سے سُنا کہ فرماتے تھے کہ مضارب کو کوئی اسباب مضاربت مین خریدنا بدون مال عین مضاربت کے نہین روا ہی حتی کہ اگر مضارب نے مضاربت کا مال اُدھار فروخت کیا پھر اُس اُدھار کے عوض مضاربت مین کوئی شئ خریدی تو نہین جائز ہی یہ محیط مین ہی۔ اگر مضارب نے مال مضاربت آدھے یا کم و بیش کے نفع پر دیا یا خود لیا تو جائز ہی اسی طرح وہ غلام جسکو تجارت کی اجازت ہی اُس سے بھی یہ فعل جائز ہی ایسے ہی وہ نابالغ لڑکا جسکو تجارت کی اجازت ہی ایسا کر سکتا ہی اور اگر کسی لڑکے نے جسکو تجارت کی اجازت نہین ہی بدون اجازت اپنے باپ یا وصی کے مال مضاربت دوسرے کو دیا اور مضارب نے اُسمین کام کیا تو مضارب ضامن ہی اور ضمان دیکر اُسکا مالک ہو جائیگا اور نفع اُسی کا ہوگا لیکن نفع صدقہ کر دے یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر مضارب نے مال مضاربت سے گیہون کا آٹا خریدا اور رب المال نے اُسکو اور آٹا دیا اور کہا کہ اسی مین بطریق قرار داد ملادے اُسنے ملا دیا پھر کل کو فروخت کر دیا تو مشائخ نے فرمایا کہ مضاربت کے آٹے کا مقدار ثمن موافق شرط کے جو مضاربت مین ہوئی ہی قرار پائیگا اور دوسرے آٹے کا مقدار ثمن سب رب المال کا ہوگا اُسکا نفع و نقصان اُسی پر ہوگا اور مضارب کو اس فروخت کردینے کا اجر مثل ملیگا یہ امام ابو بکر بلخی نے فرمایا ہی اور فقیہ ابو اللیث رح نے فرمایا کہ مضارب کو اجر مثل اُسوقت ملیگا کہ جب اُسنے مال مضاربت مین خلط نہ کیا ہو اور اگر خلط کیا ہو تو نہ ملیگا کیونکہ اُسنے ایسی چیز مین کام کیا جسکے کام مین خود شریک ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ بشر بن الولید نے امام ابو یوسف رح سے روایت کی ہی کہ مضارب نے مال مضاربت سے ایک باندی خریدی کہ اُسکی قیمت مین راس المال پر زیادتی ہی پھر مضارب نے اُسکو ام ولد بنایا پھر وہ استحقاق مین لے لیگئی اور مضارب سے اُسکا عقر اور بچہ کی قیمت لے لیگئی تو مضارب بائع سے بچہ کی قیمت واپس لینے کا اختیار نہین رکھتا ہی یہ محیط مین ہی۔ امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ اگر وصی نے یتیم کے مال مین کام کر کے نفع یا نقصان اُٹھایا

اور کہا کہ مین نے مضاربت مین کام کیا ہو تو نقصان کی حالت مین اُسکی تصدیق ہوگی نفع کی صورت مین نہوگی - ولیکن اگر کام کرنے سے پہلے اس امر کے گواہ کرلیے تو نفع کی صورت مین بھی تصدیق کیجاویگی اور اگر کہا کہ مین نے قرض لے لیا تھا تو تصدیق نہوگی تا وقتیکہ کام کرنے سے پہلے اس قرض لینے کے گواہ نہ کرلے بشرطیکہ اُسمین نفع ہوا اور اگر اُسمین خسارہ ہو تو ضامن ہوگا - اسی طرح اگر وصی نے دوسرے کو دیدیا اُسنے کام کرکے نفع اُٹھایا پھر وصی نے کہا کہ مین نے اُسکو قرض دیا تھا یا خود قرض لیکر دیا تھا اور اُس شخص دیگر نے تصدیق کی تو بھی یہی حکم ہے - اور اگر یون کہا کہ مین نے اُسکو مضاربت یا بضاعت مین دیا ہو اور اُس شخص نے تصدیق کی پس اگر اُسمین نقصان ہوا تو ضامن نہوگا اور اگر نفع ہو تو کل نفع تقسیم ہوگا الا اُس صورت مین کہ دینے سے پہلے گواہ کرلے یہ محیط سرخسی مین ہے -

امام حسن ابن زیاد رح نے امام اعظم رح سے روایت کی ہو کہ اگر مضاربت مین دینار ہون اور مضارب نے وہ دینار کسی صراف کے پاس ودیعت رکھے پس صراف نے بدون اُسکی اجازت کے اپنے مال مین ملادیے پھر مضارب نے کوئی شی بعوض دینارون کے خریدی تو مخالف قرار دیا جاویگا یہ محیط مین ہے - امام محمد رح سے روایت ہو کہ ایک شخص نے کسی غلام کو مال مضاربت دیا حالانکہ غلام کو تجارت کی اجازت ہو اُسنے اپنی ذات کو مضاربت کے واسطے خرید اتو جائز ہو اور وہ غلام مجور رہوگا یعنی تصرف مال مین نہین کرسکتا ہو اور وہ فروخت کیا جائیگا اور راس المال رب المال کا ہوگا - اسی طرح اگر اُسنے اپنی ذات کو اور اپنے بیٹے اور جورو کو مضاربت مین مال مضاربت سے خریدا تو بھی یہی حکم ہے یہ ملتقط مین ہے - نوادر بن سماعہ مین امام ابو یوسف رح سے روایت ہو کہ ایک شخص نے دوسرے کو ہزار درم آدھے کی مضاربت پر دیے پس مضارب نے اُس سے ایک باندی خرید کر رب المال کے ہاتھ دو ہزار کو فروخت کی پھر مضارب نے رب المال سے دو ہزار ایک سو درم کو خریدی تو باندی مضاربت مین رہیگی اور یہ فعل مضاربت کا توڑنا نہین ہو اور مضارب کے اُسمین سو درم خاصۃ ہونگے یہ محیط مین ہے - اگر ہزار درم مضاربت سے خرید و فروخت کی یہان تک کہ اُسکے پاس دو ہزار درم ہوگئے اُس سے ایک باندی خرید کر قبضہ کرلیا پھر اُسکو چار ہزار درم کو ایک سال کے اُدھار پر فروخت کیا اور اُسکی قیمت فروخت کے روز ایک ہزار یا کم و بیش ہو اور مشتری کو باندی دیدی پھر دو ہزار درم بائع جاریہ کو دینے سے پہلے تلف ہوگئے تو مضارب ایک ہزار پانچسو درم رب المال سے لیکر اور پانچسو درم اپنے پاس سے ملا کر دیدیگا پھر جب سال کے بعد چار ہزار درم وصول ہونگے تو اُسمین ایک چوتھائی مضارب کی ہوگی وہ اُسکو نکال لیگا اُسکو مضاربت سے تعلق نہین ہو پھر باقی سے رب المال دو ہزار پانچسو درم راس المال لے لیگا یہ مبسوط مین ہو - مال مضاربت سے ایک باندی دو ہزار کی قیمت کی خریدی پھر ایک سال گذر گیا اور سواے اُسکے دوسرا کچھ مال نہین ہو تو رب المال پر اُسکی تین چوتھائی کی زکوۃ دینی واجب ہوگی اور مضارب پر ایک چوتھائی کی زکوۃ واجب ہوگی اور اگر اُس نے دو باندیان ہر ایک ہزار کی قیمت کی خریدی تو رب المال پر دونون کی تین چوتھائی کی زکوۃ واجب ہوگی اور مضارب پر زکوۃ نہوگی یہ امام اعظم رح کا خاصۃً قول ہے - اور اگر ایک باندی دو ہزار قیمت والی خریدی پھر بسبب عیب یا کمی نرخ کے اُسمین نقصان آگیا حتی کہ ہزار کی قیمت کی رہگئی پھر وہ بڑھی اور جس روز خریدی گئی تھی اور دو ہزار کی قیمت کے برابر تھی اُس روز سے ایک سال گذر گیا تو مضارب پر زکوۃ نہوگی اور رب المال پر تین چوتھائی کی زکوۃ واجب ہوگی اور اگر اُس باندی

کی قیمت ہزار سے بڑھتی رہی ہو تو مضارب پر بھی زکوۃ آویگی - اور اگر مال مضاربت سے گیہوں وجو و اونٹ و بکریاں خریدیں کہ ہر جنس کی قیمت ہزار ہی تو مضارب پر زکوۃ نہ آویگی اور اگر ایک ہی جنس ہو تو مضارب پر بھی زکوۃ واجب ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی - اگر رب المال نے چاہا کہ میرا مال مضارب کے ذمہ قرضہ رہے اور نفع کا نفع مجھے ملے تو مشائخ نے فرمایا کہ اُسکی صورت یہ ہی کہ مضارب کو مال قرض دے دے اور سپرد کر دے پھر اُس سے مضاربت پر لے لے پھر اُسکو خود بضاعت پر دے دے اور وہ اُسمین کام کرے یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - اگر کسی شخص نے اپنے نابالغ لڑکے کا مال آدھے یا کم وبیش نفع کی مضاربت پر دیا تو جائز ہی اسی طرح اگر خود مضاربت پر لے لیا تو بھی جائز ہی - اور اگر باپ نے اپنے نابالغ لڑکے کے واسطے کسی شخص کا مال آدھے کی مضاربت پر اس شرط سے لیا کہ باپ اُسمین بیٹے کے واسطے کام کرے اور خود اُس سے مضاربت کا کام کیا اور نفع اُٹھایا تو نفع اُسکا رب المال اور باپ کے درمیان نصفا نصف تقسیم ہوگا اور بیٹے کا اُسمین کچھ نہین ہی - اور اگر وہ لڑکا ایسا ہی کہ ایسے لڑکے خرید و فروخت کرتے ہین پھر باپ نے اس شرط سے لیا کہ لڑکا خرید و فروخت کرے تو جائز ہی اور نفع رب المال اور لڑکے کے درمیان نصفا نصف موافق شرط کے تقسیم ہوگا - اسی طرح اگر اس صورت مین باپ نے لڑکے کی اجازت سے اسی کے واسطے خود کام کیا تو بھی یہی حکم ہی اور اگر لڑکے نے اُسکو کام کرنے کی اجازت ندی ہو تو باپ مال کا ضامن ہوگا اور تمام نفع اُسی کا ہوگا کہ اُسکو صدقہ کر دے - اور وصی ان سب صورتون مین بمنزلہ باپ کے ہی یہ مبسوط مین ہی اگر رب المال نے مال مضاربت بعوض مثل قیمت یا زیادہ کے فروخت کیا تو جائز ہی اور اگر کم قیمت پر فروخت کیا تو نہین جائز ہی خواہ کمی اسقدر ہو کہ لوگ برداشت کر لیتے ہین یا نہین برداشت کرتے ہین ولیکن اگر مضارب اس بیع کی اجازت دے دے تو جائز ہو جائیگی - اسی طرح اگر دو شخص مضارب ہون اور ایک نے باجازت رب المال کے فروخت کیا تو سوائے مثل قیمت یا زیادہ پر فروخت کرنے کے کسی صورت مین جائز نہین ولیکن اگر دوسرا مضارب اجازت دیدے تو جائز ہو جائیگی یہ حاوی مین ہی - ایک مضارب کسی سرائے کی کوٹھری مین اُترا اُسکے ساتھ اُسکے تین رفیق ہین پھر مضارب دو رفیقون کے ساتھ باہر چلا گیا اور چوتھا اسی حجرہ مین بیٹھا رہا پھر وہ بھی دروازہ کھلا چھوڑ کر باہر چلا گیا اور مال مضاربت تلف ہو گیا تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر چوتھے پر حفاظت اسباب کا اعتماد تھا تو مضارب ضامن نہوگا اور چوتھا شخص ضامن ہوگا اور اگر اُسپر اعتماد نتھا تو مضارب ضامن ہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہی - اگر دوسرے کو ہزار درم مضاربت مین دیے اور یہ شرط کی کہ جسقدر اُس سے ہروی کپڑے خریدے اُنمین خاصۃً نصفا نصف نفع تقسیم ہوگا اور جسقدر اُس سے نیشاپوری خریدے اُسکا کل نفع رب المال کا ہی اور جسقدر اس سے زطی خریدے اُسکا کل نفع مضارب کا ہی تو یہ موافق تسمیہ کے جائز ہی پس اگر اُس نے ہروی خریدے تو مضاربت مین موافق شرط کے ہی اور اگر نیشاپوری خریدے تو یہ بضاعت ہی نفع رب المال کا اور نقصان اُسی پر ہوگا اور اگر زطی خریدے تو مال قرض ہی اور نفع و نقصان مضارب پر ہوگا یہ مبسوط مین ہی - اگر مضارب سلطان کی طرف سے گذرا اور اُسکو کوئی چیز دی تاکہ اُسکا ہاتھ رُکے تو ضامن ہوگا اور اگر سلطان نے زبردستی باکراہ لے لیا تو اُسپر ضمان نہ آویگی جیسا کہ اُس سے کچھ مال غصب کر لیا گیا تو ضمان نہین ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر مضارب کسی

عشر لینے والے عاشر کی طرف گذرا اور مال مضاربت اُسکے ساتھ ہی اور اُسکو مال مضاربت سے خبردار کردیا اور عاشر نے اس سے عشر لے لیا تو جسقدر عاشر نے اُس سے لیا ہی اسکی ضمان مضارب پر نہین ہی اور اگر بدون لازم کرنے عاشر کے خود اُس نے عاشر کو دیدیا تو ضامن ہی- اسی طرح اگر چاپلوسی کر کے اُسکو کچھ رشوت دیدی تاکہ وہ باز رہے تو جسقدر اُس نے دیا ہی اُسکا ضامن ہوگا اور شیخ امام رح نے فرمایا کہ ہمارے زمانہ مین حکم اُسکے برخلاف ہی اور اگر کسی شاطر نے طمع کر کے بطریق غضب کے مال لینا چاہا اور مضارب نے اُسکو کچھ مال مضاربت دیا تو مضارب ضامن نہوگا اسی طرح اگر وصی نے مال یتیم مین سے کچھ رشوت کے طور پر اسی غرض سے دیدیا تو بھی یہی حکم ہی کذا فی المبسوط-

کتاب الودیعۃ

اسمین دس باب ہین

باب اول ایداع و ودیعت کی تفسیر اور ودیعت کے رکن و شرائط و حکم کے بیان مین- کسی دوسرے شخص کو اپنے مال کی حفاظت پر مسلط کرنے کو شرعاً ایداع کہتے ہین اور جو چیز امین کے پاس چھوڑی جاوے وہ شرعاً ودیعت ہی یہ کنز مین ہی- اور رکن ودیعت بھی ایجاب و قبول ہی یعنی مودع کا یہ کہنا کہ مین نے تجھے یہ مال ودیعت دیا یا جو اسکے قائم مقام اقوال و افعال ہون اور مستودع کی طرف سے قول و فعل سے قبول کرنا یا فقط فعل سے قبول کرنا یہ تبیین مین ہی ودیعت کبھی صریح ایجاب و قبول سے ہوتی ہی اور کبھی بدلالت ہوتی ہی پس صریح یون ہی کہ مودع نے کہا کہ مین نے تجھے یہ چیز ودیعت دی اور مستودع نے کہا کہ مین نے قبول کی اور حفاظت کے حق کے واسطے بدون اسکے تمام نہوگی اور حق امانت مین صرف ایجاب سے تمام ہو جاتی ہی حتی کہ اگر کسی غاصب سے کہا کہ مین نے تجھے چیز مغصوب ودیعت دی تو غاصب ضمان سے بری ہو گیا اگرچہ اُسنے قبول نکیا ہو ولیکن حفاظت کا وجوب مستودع پر لازم ہی پس اُسکا قبول کرنا ضرور ہی اور ودیعت بدلالت اسطرح ہی کہ جب کسی کے پاس متاع رکھی اور کچھ نہ کہا یا کہا کہ تیرے پاس ودیعت ہی اور وہ خاموش رہا تو وہ شخص مستودع ہو جاویگا کیونکہ عرفاً یہ ایداع و قبول ہی حتے کہ اگر غائب ہوا اور متاع ضائع ہو گئی تو وہ ضامن ہوگا یہ خزانۃ المفتین مین ہی- اور شرائط ودیعت چند قسم کے ہین ازانجملہ یہ ہی کہ مال ودیعت اس قابل ہو کہ اُسپر قبضہ کا اثبات ہو سکتا ہو حتی کہ اگر بھاگے ہوئے غلام کو یا ہوائی پرند کو یا دریائے عمیق کے گرے ہوئے مال کو ودیعت دیا تو نہین صحیح ہی یہ بحر الرائق مین ہی- ازانجملہ یہ ہی کہ مستودع عاقل ہو پس مجنون یا طفل لایعقل کا ودیعت قبول کرنا صحیح نہین ہی اور اُسکا بالغ ہونا ہمارے نزدیک شرط نہین ہی حتی کہ جس لڑکے کو تصرف کی اجازت ہی اُسکو ودیعت دینا صحیح ہی ایسے ہی آزادی بھی شرط نہین ہی پس غلام ماذون کو ودیعت دینے کا اختیار ہی ولیکن جو لڑکا محجور ہوگا یعنے تصرف سے ممنوع ہو تو اسکا ودیعت قبول کرنا صحیح نہین ہی ایسے ہی مستودع کی آزادی بھی عقد ودیعت صحیح ہونے کے واسطے شرط نہین ہی حتے کہ غلام ماذون سے قبول صحیح ہی اور احکام ودیعت کے اُسپر مترتب ہونگے ولیکن غلام محجور سے

ف یعنی قبول ودیعت کی دلیل ہو ۱۲

قبول صحیح نہین ہی یہ بدائع مین ہی- اور حکم ودیعت کا یہ ہی کہ مستودع پر ودیعت کا حفظ واجب ہی اور مال اُسکے پاس امانت ہوجاتا ہی اور مالک کے طلب کرنے کے وقت واپس دینا اُسپر واجب ہی کذا فی الشمنی اور جو چیز ودیعت ہی وہ دوسرے کو ودیعت نہین دیجاتی ہی اور نہ عاریت دیجاتی ہی اور نہ اُجرت پر دیجاتی ہی اور نہ رہن کیجاتی ہی اور اگر مستودع نے اُنمین سے کوئی فعل کیا تو وہ ودیعت کا ضامن ہوجائیگا یہ بحر الرائق مین ہی ایک شخص کے پاس کوئی چیز بلا حکم اُسکے رکھدی اور وہ ضائع ہوگئی تو وہ ضامن نہوگا کیونکہ اسنے حفاظت کا التزام نہین کیا ہی اور اگر کسی کے پاس کوئی چیز رکھدی اور کہا کہ اسکو دیکھے رہنا اُسنے چلا کر کہا کہ مین اسکی حفاظت نہین کرونگا- اور وہ ضائع ہوگئی تو محیط مین ہی کہ وہ ضامن نہوگا کیونکہ اُسنے حفاظت کا التزام نہین کیا تھا یہ ذخیرہ کروری مین ہی- اگر ایک شخص مجلس مین سے اُٹھا اور اپنی کتاب یا کچھ اسباب چھوڑ دیا تو باقی لوگ مستودع ہونگے یہانتک کہ اگر سب نے چھوڑ دی اور وہ تلف ہوگئی تو سب ضامن ہونگے کیونکہ سب نگہبان تھے اور اگر ایک ایک کرکے سب اُٹھ گئے تو پچھلے شخص پر ضمان آویگی کیونکہ وہی حفاظت کے واسطے متعین ہوگیا تھا یہ محیط سرخسی مین ہی اگر کوئی شخص اپنی دوکان کا دروازہ کھلا چھوڑ گیا اور جو لوگ بیٹھے تھے ایک ایک کرکے اُٹھ گئے پھر کچھ مال اُٹھ گیا تو پچھلا شخص ضامن ہوگا یہ ملتقط مین ہی- ایک شخص کے ہاتھ مین ایک کپڑا ہی دوسرے نے کہا کہ یہ ذرا مجھے دے اُسنے دیدیا تو بطور ودیعت کے ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی- فتاوی اہل سمرقند مین ہی کہ ایک شخص اپنے گھوڑے سمیت سرائے مین گیا اور بھٹیارے سے کہا کہ مین اسکو کہان باندھون اسنے کہا کہ وہان پس بھٹیارے نے باندھ دیا اور وہ شخص کہین چلا گیا پھر واپس آیا تو اپنا گھوڑا نہ پایا اور بھٹیارے نے کہا کہ تیرا ساتھی گھوڑے کو پانی پلانے کے لیے لیگیا تھا حالانکہ اُسکا کوئی ساتھی نہ تھا تو بھٹیارا ضامن ہوگا یہ محیط مین ہی اگر کوئی شخص حمام مین گیا اور حمام والے سے کہا کہ مین اپنے کپڑے کہان رکھون اور حمامی نے کہا کہ وہان رکھدے اُس نے رکھدیے اور حمام مین داخل ہوا پھر حمام سے ایک شخص نکلا اور اُسکے کپڑے لیگیا تو حمام والا ضامن ہوگا اور اگر کپڑون کو حمام والے کی نگاہ کے روبرو رکھدیا اور کچھ نہ کہا اور باقی مسئلہ بحالہ ہی پس اگر حمام مین کوئی ثیابی یعنے جامہ دار یعنے کپڑون کا حفاظت کرنے والا نہو تو حمام والا ضامن ہوگا اور اگر اسکا کوئی جامہ دار ہو اور وہ حاضر ہو تو ضمان اُسی پر ہوگی حمام والے پر نہوگی ولیکن اگر صریح حمام والے پر حفاظت کرنی مقرر کردی مثلاً یون کہا کہ کپڑے کہان رکھون تو اِس صورت مین اُسی حمام والے پر ضمان واجب ہوگی اگرچہ حمام کا کوئی جامہ دار ہو اور وہ حاضر ہو یہ ظہیریہ مین ہی- اگر جامہ دار غائب ہو اور اُس شخص نے حمام والے کے سامنے نگاہ کے روبرو کپڑے چھوڑ دیے تو حفاظت صاحب حمام پر ہی اسوقت تضییع سے حمام والا ضامن ہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی- ایک شخص حمام مین گیا اور کپڑے رکھدیے اور حمام والا حاضر ہی پھر ایک شخص حمام سے نکلا اور کپڑے پہن لیے اور حمام والے کو یہ معلوم نہوا کہ یہ کپڑے اُسکے ہین یا دوسرے کے ہین پھر کپڑون کا مالک نکلا اور کہا کہ یہ میرے کپڑے نہین ہین اور حمام والے نے کہا کہ ایک شخص حمام سے نکلا اور وہ کپڑے پہن گیا اور مجھے گمان ہوا کہ اُسی کے ہین تو حمام والا ضامن ہوگا کیونکہ اُس نے حفاظت چھوڑ دی یہ خزانۃ المفتین مین ہی- فتاوی ابواللیث کی کتاب الغصب مین ہی کہ ایک شخص حمام مین گیا اور اپنے کپڑے حمام والے کی نگاہ کے روبرو رکھدیے پھر نکلا اور

حمام والے کو سوتا پایا اور حال یہ ہوا کہ کپڑے چوری گئے پس اگر وہ بیٹھے بیٹھے سو گیا ہی تو ضامن نہوگا اور اگر اسنے اپنا پہلو زمین پر رکھا ہی تو ضامن ہوگا یہ محیط مین ہی- اور مجموع النوازل مین ہی کہ ایک عورت حمام کی طرف نکلی اور لوٹا ایک نابالغہ کو دیا کہ یہ میری بیٹی کو دیدے اور وہ حمام مین موجود تھی پھر جب وہ نابالغہ اسکے پاس لے گئی تو اسکی بیٹی نے اُس نابالغہ سے کہا کہ اسکو پانی سے بھر کر میرے پاس لا اُسنے بھرا اور وہ ٹوٹ گیا پس اگر یہ بیٹی اپنی ماں کے عیال مین ہو تو ضامن نہو گی اور اگر اپنے شوہر کے گھر مین ہو پس اگر ماں نے اسکو عاریت دیا ہی تو بھی ضامن نہو گی اسی طرح اگر اُس نابالغہ سے کہا ہو کہ میرے سر پر اسی سے پانی ڈال دے تو بھی یہی حکم ہی اور سا اگر ماں نے اُسکے پاس حفاظت کے واسطے بھیجا ہی تو بیٹی ضامن ہو گی اگر اسکو اپنی نظر سے غائب کیا یہ خلاصہ مین ہی-

دوسرا باب ودیعت کی حفاظت غیر کے ہاتھ مین کر دینے کے بیان مین- مستودع کو اختیار ہی کہ ودیعت ایسے شخص کو دیدے جو اُسکے عیال مین ہی خواہ جسکو دی ہی وہ اُسکی جورو ہو یا بیٹا بیٹی ہو یا والدین ہون بشرطیکہ وہ شخص ایسا متہم نہو کہ اُس سے ودیعت پر خوف کیا جاوے یہ فتاوے قاضیخان مین ہی- اور ابو بکر رح نے فرمایا کہ اُسکے عیال کو جو مذکور ہوئے یہ اختیار ہی کہ ایسے شخص کو دیدین جو اُنکے عیال مین ہی یہ وجیز کردری مین ہی- اور اس حکم مین عیال مین وہ شمار ہوتا ہی جو مستودع کے ساتھ رہتا ہو خواہ نفقہ مین ساتھ ہو یا نہو یہ فتاوے صغری مین ہی- اور ایسا ہی فتاوے قاضی خان مین ہی- اور اس باب مین ساکنۃ یعنے باہم ساتھ سکونت کرنے کا اعتبار ہی ولیکن جورو نابالغ بیٹے و غلام مین یہ ہی کہ اگر نابالغ بیٹا اُسکے عیال مین نہو اور اُسکو ودیعت حفظ کے واسطے دیدے تو ضامن نہوگا ولیکن یہ ہی کہ وہ نابالغ حفاظت کرنے پر قادر ہو اور جورو اگر دوسرے محلہ مین رہتی ہو اور شوہر دوسرے محلہ مین ہو اور شوہر اُسکو نفقہ بھی نہ دیتا ہو اور شوہر نے ودیعت اُسکو دیدی تو ضامن نہوگا اور غلام اگر اُسکے عیال مین نہو تو بمنزلہ نابالغ بیٹے کے ہی یہ ظہیریہ مین ہی- اور مستودع نے اگر ودیعت اپنے غلام یا اجیر کو جو ماہواری یا سالانہ پر مقرر ہی حالانکہ اُسکے ساتھ رہتا ہی یا بالغ بیٹے کو جو اُسکے عیال مین ہی یا اپنے باپ کو جو اُسکے عیال مین ہی دیدی تو ضامن نہوگا یہ فتاوے عتابیہ مین ہی- اور بالغ بیٹا اگر اُسکے عیال مین نہو اور اُسکو ودیعت دیدی اور ضائع ہو گئی تو ضامن ہوگا یہ محیط مین ہی- اور والدین کا حکم مثل اجنبی کے ہی حتی کہ یہ ضرور ہی کہ والدین اُسکے عیال مین ہون پس اگر اُسکے عیال مین ہون تو ودیعت دینا جائز ہی یہ خلاصہ سے لیا ہی اور یہ سب جو مذکور ہوا اُسوقت ہی کہ مودع نے ودیعت دیکر مستودع کو منع نہ کیا ہو کہ اپنے عیال کو نہ دینا اور اگر اُسنے منع کیا اور پھر اُسنے کسی کو اپنے عیال مین سے دیدی اور ودیعت ضائع ہوئی تو دیکھا جائیگا کہ اگر مستودع کو عیال کو دینے کی مجبوری نہ تھی بلکہ اُسکی حفاظت کی کوئی راہ نکلتی تھی تو ضامن ہوگا اور اگر عیال کو دینے کو مجبور ہو گیا اور ضرورت واقع تھی تو ضامن نہوگا مثلاً ایک شخص نے دوسرے کو ایک چھلہ ودیعت دیا اور منع کر دیا کہ اپنی عورت کو حفاظت کے واسطے نہ دینا اور شوہر مجبور ہوا اُسنے عورت کو دیدیا اور وہ ضائع ہوا تو شوہر یعنے مستودع ضامن نہوگا یہ مضمرات مین ہی- اور اگر کسی اجرخوار کو یعنے جسکو ماہواری نفقہ دیتا ہو اور وہ شخص اُسکے ساتھ سکونت نہین رکھتا ہی یا ایسے اجیر کو جو روزانہ پر کام کرتا ہی ودیعت سپرد کی

تو ضامن ہوگا یہ فتاوے عتابیہ مین ہے۔ امام تمرتاشی و امام حلوائی نے امام محمد رح سے ذکر کیا ہے کہ مستودع نے ودیعت اپنے وکیل کو دیدی حالانکہ وہ اُسکے عیال مین نہین ہے یا کسی اپنے امین کو جیسا اپنے مال کا اعتبار کرتا ہے ودیعت دی حالانکہ وہ اُسکے عیال مین نہین ہے تو ضامن نہوگا کیونکہ جب سپرد مستودع کو اپنے مال کا وثوق ہے تو ایسا ہی ودیعت کا بھی حکم ہے پھر فرمایا کہ اسی پر فتوے ہے کذا فی النہایہ۔ ایک بازاری دکاندار دکان سے نماز کے واسطے اُٹھ گیا اور دکان مین ودیعت تھی وہ ضائع ہوگئی تو دکاندار ضامن نہوگا کیونکہ اُسنے پڑوسیون پر حفاظت چھوڑی اسلیے کہ یہ شخص ضائع کردینے والا قرار نہ دیا جائیگا اور یہ بھی نہین ہے کہ اس فعل سے اُسنے پڑوسیون کو ودیعت کا ایداع کیا ہے بلکہ وہ خود ہی حفاظت کرنے والا رہا اور دکان اُسکی محرز ہے کہ اسی مین حفاظت ہے یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ اور اگر ودیعت کسی شریک مفاوض یا شریک عنان یا غلام ماذون یا ایسے غلام کو جسکو منزل سے جدا کردیا ہے دیدی اور ضائع ہوگئی تو ضامن نہوگا اسی طرح اگر دو صراف شریک ہون اور ایک کو ودیعت دی اُسنے اپنے کیسہ یا صندوق مین رکھی اور شریک کو اُسکی حفاظت کا حکم کیا اُسنے کیسہ اُٹھا لیا پھر وہ ودیعت ضائع ہوگئی تو ضامن نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر کسی شخص کی دو جورو ہون اور ہر ایک جورو کا ایک لڑکا دوسرے شوہر سے ہے وہ ساتھ رہتا ہے تو وہ دونون بھی عیال مین داخل ہین انکو ودیعت دینے سے اگر ضائع ہوجاوے تو ضامن نہوگا یہ ظہیریہ مین ہے۔ مستودع کو اگر ودیعت کے ڈوب جانے کا خوف ہوا اُسنے دوسری کشتی مین منتقل کردی تو ضامن نہوگا یہ سراجیہ مین ہے اور اگر ضرورت کے وقت مثلاً اُسکے گھر مین آگ لگی اور خوف ہوا کہ ودیعت جل جاویگی یا ودیعت کشتی مین تھی اُسکے ڈوبنے کی حالت طاری ہوئی یا ڈاکو چور نکلے اور اُسکو خوف ہوا اور ودیعت اپنے ہاتھ سے نکالکر دوسرے کو دیدی تو ضامن نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ امام خواہر زادہ نے فرمایا کہ اگر آگ لگی اور اُس نے اکثر گھر کو گھیر لیا اُسوقت اُس نے ودیعت کسی پڑوسی کو دی تو ضامن نہوگا اور اگر یہ حالت نہ پہونچی ہو تو ضامن ہوگا اور یہ شرط اکثر کی جو فتاوی مین لگائی گئی ہے احق و انظر ہے یعنی حق ہے فی نفسہ اور مودع کے حق کا لحاظ ہے یہ عتابیہ مین ہے۔ اور یہ سب اُس صورت مین ہے کہ اُس نے بضرورت دوسرے کو دیدی ہو اور اگر بلاضرورت دیدی اور دوسرے کے پاس تلف ہوئی پس اگر پہلے مستودع کے دوسرے سے جدا ہونے سے پہلے تلف ہوئی ہے تو بلا خلاف دونون مین سے کسی پر ضمان نہ آویگی اور اگر مستودع اُس دوسرے سے جدا ہوگیا پھر وہ تلف ہوئی تو بلا خلاف مستودع اول ضامن ہے اور دوسرے کے ضامن ہونے مین اختلاف ہے صاحبین رح کے نزدیک ضامن ہوگا اور امام اعظم رح کے نزدیک ضامن نہوگا کذا فی المحیط۔ پس اگر مودع نے اول سے ضمان لی تو وہ دوسرے سے نہین لے سکتا ہے اور اگر دوسرے سے ضمان لی تو وہ پہلے سے واپس لیگا کذا فی المضمرات۔ اور اگر دوسرے نے ودیعت کو خود تلف کردیا تو بالاجماع ضامن ہوگا اور مودع کو اختیار ہے چاہے پہلے شخص سے ضمان لے یا دوسرے سے ضمان لے پس اگر اول سے ضمان لی تو وہ دوسرے سے پھیر لیگا اور اگر دوسرے سے ضمان لی تو وہ اول سے نہین لے سکتا ہے یہ سراج الوہاج مین ہے۔ اور اگر مستودع نے دعوی کیا کہ مین نے ودیعت بسبب ضرورت کے دوسرے کو دی تھی مثلاً گھر مین آگ لگجانے کا دعوی کیا تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک بدون گواہون کے اُسکی تصدیق نہوگی اور یہی قیاس قول امام اعظم رح ہے اسکو قدوری نے ذکر کیا ہے کذا فی الظہیریہ

اور زاد المعاد مین ہو کہ یہی صحیح ہو کذا فی التاتارخانیہ اور منتقی مین مذکور ہو کہ اگر یہ بات معلوم ہو کہ اُسکا گھر بھی جل گیا ہو تو اُسکا قول قبول ہوگا اور اگر نہ معلوم ہو تو بدون گواہون کے قبول نہوگا یہ محیط مین ہو۔ اور اسپر ائمہ کا اجماع ہو کہ غاصب کا مستودع ضامن ہوتا ہو اگر ودیعت اُسکے پاس تلف ہوجاوے اور مغصوب منہ کو اختیار ہوتا ہو کہ چاہے غاصب سے ضمان لے اور وہ مستودع سے پھیر نہ سکیگا اور چاہے مستودع سے ضمان لے اور وہ بقدر ضمان کے غاصب سے واپس لیگا یہ شرح طحاوی مین ہو۔ قال فی الجامع الکبیر اگر کسی غلام مجور کو ودیعت دی اُسنے دوسرے غلام مجور کے پاس رکھدی اور تلف ہوگئی تو امام اعظم رح کے نزدیک اول سے بعد عتق کے ضمان لے سکتا ہو یا دوسرے سے فی الحال لے سکتا ہو اور اصح یہ ہو کہ امام رح کے نزدیک دوسرا بھی ضامن نہوگا اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک اُسکو اختیار ہو کہ دونون مین سے جس سے چاہے فی الحال ضمان لے اگر اول مین عتق ظاہر ہوا ور اگر کسی تیسرے کے پاس کہ وہ بھی مجور ہو ودیعت رکھی تو امام اعظم رح کے نزدیک اول وثالث ضامن نہوگا اور اُسکو اختیار ہو کہ دوسرے سے فی الحال ضمان لے اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک اُسکو اختیار ہو کہ تینون مین سے جس سے چاہے فی الحال ضمان لے یہ ینابیع مین ہو۔ مستودع نے اگر اپنی عورت کے پاس ودیعت رکھی پھر اُسکو طلاق دیدی اور اُسکی عدت گذر گئی اور اُسنے ودیعت واپس نہین لی اور وہ اُسکے پاس تلف ہوگئی تو بعض متاخرین نے فرمایا کہ ضامن ہوگا کیونکہ اُسپر واپس کر لینا واجب تھا چنانچہ امام محمد رح نے اصل مین فرمایا کہ اگر مستودع کے گھر مین آگ لگی اُس نے ودیعت کسی اجنبی کو دیدی تو ضامن نہوگا پھر اگر فارغ ہوکر اجنبی کے پاس سے واپس نہ کرلی یہان تک کہ تلف ہوگئی تو ضامن ہوگا ایسا ہی حکم ہمارے اس مسئلہ مین ہو اور ایسا ہی صاحب محیط نے حکم دیا ہو اور امام قاضیخان نے فرمایا کہ ضامن نہوگا یہ فصول عمادیہ مین ہو اور تجرید مین ہو کہ اگر مستودع نے ودیعت اپنے ہاتھ سے نکالکر دوسرے کے ہاتھ مین دیدی اور دوسرے کو حکم کیا کہ اسکو تلف کردے یا اسمین نقصان کردے اور دعوے کیا کہ یہ امر مودع کے حکم سے واقع ہوا ہو تو اُسکے قول کی تصدیق نہ کیجاویگی اور اسکو یہ اختیار ہو کہ مودع سے قسم لے۔ اور سغناقی مین لکھا ہو کہ اگر ودیعت مستودع کے بیت مین ہو اور اُسنے اپنے بیت مین دوسرے سے استحفاظ کیا مثلاً دوسرے کو چھوڑ کر بیت سے خود باہر چلا گیا تو ضامن ہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہو۔ مستودع نے اگر دوسرے شخص کے حرز مین یعنی محرز غیر کا ہو اسمین اپنے پاس کی ودیعت کی نگاہداشت کی حالانکہ اسمین اسکا کچھ مال نہین ہو تو ضامن ہوگا اور اگر کوئی محرز اپنے واسطے کرایہ لیا اور اسمین ودیعت کی حفاظت کی تو ضامن ہوگا اگرچہ اُسمین اُسکا کچھ مال نہ رکھا ہو یہ خزانۃ المفتین مین ہو۔ اگر مستودع نے اپنی وفات کے وقت ودیعت کسی پڑوسی کو دیدی حالانکہ اُسکے سامنے وقت وفات کے ایسا کوئی شخص حاضر نہین ہو جو اُسکے عیال مین سے ہو تو وہ ضامن نہوگا یہ ملتقط مین ہو اگر اپنے دار مین سے کوئی بیت کسی شخص کو کرایہ پر دیا اور مستاجر کے پاس ودیعت رکھدی پس اگر ہر ایک کا در بند علیحدہ ہو تو ضامن ہوگا اور اگر علیحدہ نہو اور ہر ایک دوسرے کے پاس بدون روک ولحاظ کے چلا آتا ہو تو ضامن نہوگا یہ خلاصہ مین ہو۔ اور اگر اپنی عورت یا غلام کو اپنی دکان مین چھوڑ گیا تو ضامن نہوگا بشرطیکہ دونون امین ہون ورنہ ضامن ہوگا اگر ودیعت تلف ہوجاوے یہ فتاوے ذخیرہ کردری مین ہو۔ اور اگر مولی نے اپنے غلام کو اپنی دکان پر بٹھلایا اور اسمین ودیعتین ہین اور وہ چوری گئین پھر

مولی نے بعض ودیعت اُس غلام کے پاس پائین اور بعض اُسنے تلف کردی ہین پھر مولی نے غلام کو فروخت کیا پس اگر مودع کے پاس اس امر کے گواہ ہون تو اُسکو اختیار ہوگا چاہے بیع کی اجازت دیکر اُسکا ثمن لے لے یا بیع کو رد کر اور اپنے دین مین اُسکو فروخت کرے اور اگر اُسکے پاس گواہ نہون تو اُسکو اختیار ہے کہ مولی سے اُسکے علم پر قسم لے پس اگر مولی نے قسم کھالی تو ثبوت نہوگا اور اگر نکول کیا تو دو صورتین ہین کہ اگر مشتری نے اقرار کردیا تو اُسکا اقرار کرنا اور گواہون سے ثبوت ہونا یکسان ہے اور اگر انکار کیا تو بیع کو نہین توڑ سکتا ہے بلکہ مولی سے ثمن لے لیگا یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ اگر والی نہر کے پاس نہر کھودنے کا چندہ جمع ہو کر آیا اُسنے کسی صراف کے پاس رکھدیا اور ضائع ہوا پس اگر نہر کھودنے کے نام سے یا والی کے نام سے رکھا گیا ہے تو سب کا مال گیا اور اگر اُس شخص کے نام سے رکھا گیا کہ جس سے لیا ہے تو خاصۃً اُسی شخص کا مال گیا کذا فی الملتقط

تیسرا باب کن شرطون کا ودیعت مین اعتبار واجب ہے اور کن شرطون کا نہین واجب ہے۔ اگر مودع نے کہا کہ ودیعت کی اس بیت مین حفاظت کر اور مستودع نے اس دار کے دوسرے بیت مین حفاظت کی تو ضامن نہوگا اور یہ استحسانا ہے اور قیاساً ضامن ہوگا۔ اسی طرح اگر کہا کہ اس بیت مین رکھ اور اس دوسرے مین نہ رکھ حالانکہ دونون بیت ایک ہی دار کے ہین تو اسمین بھی وہی قیاس و استحسان مذکورہ جاری ہے اور ینابیع مین لکھا ہے کہ یہ حکم اُسوقت ہے کہ جب دوسرا بیت کہ جسمین حفاظت سے منع کردیا تھا اُس بیت سے جسمین حکم کیا تھا بچاؤ و نگہبانی کے حق مین کم نہو اور اگر کم ہوگا تو ضامن ہوگا اور اگر یون کہا کہ اپنے اس کیسہ مین رکھ اُسنے دوسرے مین رکھی تو ضامن ہوگا یہ سراج الوہاج مین ہے۔ اور اگر کہا کہ اسکو اپنے کیسہ مین رکھ اُسنے صندوق مین رکھی تو ضامن نہوگا یہ فصول عمادیہ مین ہے۔ اور اگر کہا کہ اُسکی اپنے کیسہ مین حفاظت کر اور صندوق مین رکھکر حفاظت نہ کر یا کہا کہ اپنے صندوق مین اسکو محفوظ رکھ اور بیت مین رکھکر حفاظت نہ کر اُس نے بیت مین رکھی تو ضامن نہوگا یہ قاضیخان کی شرح جامع صغیر مین ہے۔ اور اگر کہا کہ اسکو اس دار مین چھپا رکھ اُسنے اُس محلہ کے دوسرے دار مین چھپا رکھا تو ضامن ہوگا اگرچہ دوسرا دار محفوظ تر اول سے ہو ہکذا ذکر شیخ الاسلام فی شرح کتاب الودیعۃ اسی طرح اگر اس نے کہا کہ اسکو اُس دار مین چھپا رکھ دوسرے دار مین نہ چھپانا اُسنے دوسرے دار مین چھپا رکھی تو بھی یہی حکم ہے۔ اور شرح طحاوی مین لکھا ہے کہ اگر وہ دار جسمین چھپا رکھی ہے اور دوسرا دار دونون حفاظت و بچاؤ کے حق مین یکسان ہون تو ضامن نہوگا یا جسمین حفاظت کی ہے وہ دوسرے سے زیادہ محفوظ ہو تو بھی ضمان نہ آویگی خواہ اُسمین محفوظ رکھنے سے منع کیا ہو یا ممانعت نہ کی ہو یہ محیط مین ہے۔ اور اگر اُس سے کہا کہ اُس شہر مین اسکی حفاظت کر اور دوسرے شہر مین حفاظت کے لیے نہ لیجاوے اُس نے دوسرے ہی شہر مین حفاظت کی تو بالاتفاق ضامن ہوگا۔ اور اگر کہا کہ اس بیت مین جو یہ صندوق رکھا ہے اسمین محفوظ رکھ اور یہ جو دوسرا اس بیت مین صندوق ہے اسمین نہ رکھنا اُس نے دوسرے ہی مین محفوظ رکھا تو بالاتفاق ضامن نہوگا یہ عتابیہ مین ہے۔ اور اصل محفوظ اس باب مین یہ ہے کہ جس شرط کی رعایت ممکن ہے اور وہ مفید ہے تو وہ معتبر ہے اور جسکی رعایت نہین ہوسکتی ہے اور نہ اسمین فائدہ ہے تو وہ باطل ہے یہ بدائع مین ہے پس اگر یہ شرط لگائی کہ اُسکو اپنے ہاتھ مین لیے رہے رکھے نہین یا داہنے ہاتھ سے حفاظت کرے بائین ہاتھ سے نہین یا داہنی آنکھ سے اُسکو دیکھے بائین سے نہ دیکھے یا اُسکو کوفہ سے باہر نہ لیجاوے کہ کوفہ سے منتقل نہو یا کسی بیت مین صندوق مین اُسکی حفاظت کرے

تو اس شرط کا اعتبار نہیں ہو یہ تمرتاشی میں ہو۔ اگر حفاظت کی کوئی جگہ معین نکی یا صریح اسکو اخراج سے منع نہ کیا بلکہ مطلقاً حفاظت کا حکم کیا وہ ودیعت کو لیکر سفر کر گیا پس اگر راستہ خوفناک ہو اور ودیعت تلف ہو گئی تو بالاجماع ضامن ہوگا اور اگر راستہ بیخوف ہو اور ودیعت کے لیے کچھ بار برداری و خرچہ بھی نہو تو بالاجماع ضامن نہوگا اور اگر ودیعت کی کچھ بار برداری و خرچہ ہو پس اگر مستودع کو بدون اسکے سفر میں لیجانے کے کوئی چارہ نہیں ہو تو بالاجماع ضامن نہوگا اور اگر کوئی راہ نہ لیجانے کی نکلتی ہو تو بھی اُسپر ضمان نہیں ہو خواہ مسافت قریب ہو یا بعید ہو اور امام ابو یوسف رح کے قول میں اگر مسافت بعید ہو تو ضامن ہوگا اور اگر قریب ہے تو ضامن نہوگا اور یہی مخلص اور مختار ہو اور یہ سب اُس صورت میں ہو کہ مکان حفاظت معین نہ کیا ہو اور سفر سے منع نہ کیا ہو اور اگر مکان حفاظت صریح معین کر دیا یا سفر میں لیجانے سے صریح منع کر دیا اور مستودع کے واسطے کوئی ایسی راہ نکلتی ہو کہ سفر میں ساتھ نہ لیجاوے اور پھر بھی وہ لیگیا تو ضامن ہوگا یہ فتاوی عتابیہ میں ہو۔ اگر کسی شہر میں جسمیں حفاظت کرنے کا حکم کیا ہو حفاظت کرنا ممکن ہو باوجود اسکے کہ خود سفر کو چلا جاوے مثلاً اُسی شہر میں اپنا کوئی غلام یا کوئی اپنے عیال میں سے ودیعت کی حفاظت کے واسطے چھوڑ سکتا ہو پھر اس حالت میں بھی ودیعت کو ساتھ لیکر سفر کو جاوے تو ضامن ہوگا اور اگر اُس سے یہ امر ناممکن ہو مثلاً اسکے عیال نہیں ہیں یا ہیں ولیکن انکو یہاں سے لیجانے کی ضرورت ہو پس وہ شخص سفر میں ودیعت لیگیا تو ضامن نہوگا یہ تاتارخانیہ میں ہو۔ اگر ودیعت میں بہت سا اناج ہو اور اسکو سفر میں ساتھ لیگیا اور تلف ہو تو استحساناً ضامن ہوگا۔ یہ مضمرات میں ہو۔ اور بالاجماع اگر بحری سفر میں ودیعت لے گیا تو ضامن ہوگا یہ غایۃ البیان میں ہو۔ باپ و وصی نے اگر صغیر کے مال کو لیکر سفر کیا اور تلف ہو تو دونوں ضامن نہونگے الا اُس صورت میں ضامن ہو سکتے ہیں کہ اپنی جورو کو یہیں چھوڑ جاویں یہ چیز گروی میں ہو مطلق بیع کے وکیل نے اگر وہ چیز ساتھ لیکر سفر کیا تو ضامن نہوگا بشرطیکہ اسکی بار برداری و خرچہ نہو ورنہ ضامن ہوگا یہ خلاصہ میں ہو۔ اگر کسی نے دوسرے کو ودیعت دی اور کہا کہ اسکو اپنی عورت کو نہ دینا کہ میں اسکو متہم سمجھتا ہوں یعنے امین نہیں جانتا ہوں یا بیٹے یا غلام وغیرہ کو دینے سے منع کر دیا پس اگر مستودع کو بدون اسکے دینے کے کوئی چارہ نہیں ہو تو دیدینے سے ضامن نہوگا اور اگر کوئی راہ نکلتی ہو کہ بدون اسکے دینے کے حفاظت ہو سکے تو ضامن ہوگا یہ تاتارخانیہ میں ہو۔ مستودع نے ودیعت دکان میں رکھی اور مودع نے کہا کہ دکان میں نہ رکھ کہ یہ خوفناک ہو اُسنے اُسمیں چھوڑ دی یہانتک کہ چوری گئی پس اگر دکان سے زیادہ محفوظ دوسری جگہ نہ تھی تو ضامن نہوگا اور اگر تھی تو ضامن ہوگا بشرطیکہ اُس ودیعت کے وہاں اٹھا لیجانے پر قادر ہو یہ خزانۃ المفتیین میں ہو۔ ایک شخص نے دوسرے کو رسی دی کہ اُس سے میری زمین سینچے دوسرے کی زمین نہ سینچے اُسنے اُس شخص کی زمین سینچی پھر دوسرے کی زمین سینچی اور رسی ضائع ہوئی پس اگر دوسرے کی زمین کو پانی دینے سے فارغ ہونے سے پہلے ضائع ہوئی تو ضامن ہوگا اور اگر بعد فارغ ہونے کے ضائع ہوئی تو ضامن نہوگا یہ خلاصہ میں ہو۔ اگر ایک عورت نے کاشتکار سے کہا کہ میرے خوشہاے انگور جو اُتریں وہ اپنے مکان میں نہ رکھے اور کاشتکار نے اپنے ہی مکان میں رکھے پھر کاشتکار نے کوئی جرم کیا اور بھاگ گیا اور سلطان نے جو کچھ اُسکے مکان میں تھا سب اُٹھوا لیا تو فقیہ ابو بکر بلخی رح نے فرمایا کہ اگر اسکا مکان موضع بیدر سے قریب ہو تو ضامن نہوگا یہ فتاوی قاضیخان میں ہو

مین ہی- ابوجعفر رح نے فرمایا کہ شیخ ابو بکر سے دریافت کیا گیا کہ بضاعت دینے والے نے تاجر سے کہا کہ اسکو اس گٹھری مین رکھ اور اشارہ سے بتلائی اس نے بضاعت کو پالان مین رکھا تو شیخ رح نے فرمایا کہ ضامن ہوگا اور اگر اُسنے کہا کہ جوال مین رکھ اور اشارہ نکیا اُسنے پالان مین رکھی تو ضامن نہوگا کذا فی الحاوی- مودع نے اگر مستودع کے واسطے کچھ اُجرت کی شرط کی تا کہ ودیعت کی حفاظت کرے تو صحیح ہی اور اُسپر لازم آویگی یہ جواہر اخلاطی مین ہی- اور اگر غاصب نے مغصوب کو کچھ اُجرت پر کسی شخص کے پاس حفاظت کے لیے ودیعت رکھا تو صحیح ہی یہ وجیز کردری مین ہی-

چوتھا باب جن صورتون مین ودیعت کا ضائع کرنا لازم آتا ہی اور جن سے ضمان آتی ہی اور جن سے نہین آتی ہی اُنکے بیان مین- نوازل مین مذکور ہی کہ اگر مستودع نے کہا کہ سَقَطَ الْوَدِیْعَۃ یعنے بیفتاد ودیعت از من یعنے ودیعت مجھسے گر پڑی تو ضامن نہوگا اور اگر کہا اَسْقَطْتُ یعنے بیفگندم یعنے مین نے گرادی تو ضامن ہوگا- اور امام ظہیر الدین مرغینانی رح نے فرمایا کہ دونون صورتون مین ضامن نہوگا کیونکہ مستودع گرا دینے سے ضامن نہین ہوتا ہی جبکہ وہ ودیعت کو چھوڑکر چلا نگیا ہو اور فتوے اسی پر ہی یہ خلاصہ مین ہی- اور اگر کہا کہ مجھے نہین معلوم کہ ضائع ہوئی یا نہین تو ضامن نہوگا اور اگر کہا کہ مجھے نہین معلوم کہ مین نے اُسکو ضائع کردیا ہی یا نہین ضائع کیا ہی تو ضامن ہوگا یہ فصول عمادیہ مین ہی- ایک شخص نے دلال کو ایک کپڑا دیا تا کہ اُسکو فروخت کردے پھر دلال نے کہا کہ کپڑا میرے ہاتھ سے گر گیا اور ضائع ہوا اور مجھے نہین معلوم ہوا کہ کیونکر ضائع ہوا تو امام ابو بکر محمد بن الفضل رح نے فرمایا کہ اُسپر ضمان نہین آتی ہی- اور اگر کہا کہ مین بھول گیا- مجھے نہین معلوم مین نے کس دکان مین رکھدیا تو ضامن ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی- فتاوے مین ہی کہ ابن الفضل رح سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے جواہر دوسرے کو فروخت کردینے کے واسطے دیے اور لینے والے یعنے قابض نے کہا کہ مین نے اُنکو ایک تاجر کو دکھائے تھے تا اُنکی قیمت معلوم کرون اور اُس تاجر کے دیکھنے سے پہلے وہ ضائع ہوگئے تو امام شیخ رح نے فرمایا کہ اگر اسکی حرکت سے ضائع یا ساقط ہوئے تو ضامن ہوگا اور اگر اُسکے پاس سے چوری گئے یا اُسکے غیر شخص کا دھکا لگا اور گرگئے تو ضامن نہوگا یہ حاوی مین ہی- اگر مستودع نے کہا کہ ودیعت مین نے اپنے سامنے رکھ لی تھی پھر مین اُٹھ کھڑا ہوا اور اُسے بھول گیا وہ ضائع ہوگئی تو ضامن ہوگا اور اسی پر فتوے ہی یہ جواہر اخلاطی مین ہی- اگر اُسنے کہا کہ مین نے اپنے دار مین اپنے سامنے ودیعت رکھ لی تھی پھر سو گیا اور اُسکو بھول گیا وہ ضائع ہوگئی تو دیکھا جائیگا کہ اگر ودیعت ایسی چیز ہی کہ جو میدان دار مین محفوظ نہین کیجاتی اور صحن دار اُسکا حفاظت گاہ شمار نہین کیا جاتا جیسے درم و دینار کی تھیلی تو ضامن ہوگا ورنہ نہین ضامن ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی- اگر اُس نے کہا کہ مین نے اپنے دار یا تاکستان یعنے باغ انگور مین دفن کردی ہی اور مین اُسکا ٹھکانا بھول گیا ہون تو ضامن نہوگا بشرطیکہ دار اور انگور کے باغ کا دروازہ ہو اور اگر کہا کہ مین نے کسی مقام پر دفن کردی ہی اور اُسکی جگہ بھول گیا ہون تو ضامن ہوگا یہ خلاصہ مین ہی- اسی طرح اگر دفن کرنے کا مقام بیان نہ کیا و لیکن کہا کہ ودیعت جہان دفن تھی وہان سے چوری گئی پس اگر دار یا باغ انگور کا دروازہ ہو تو ضامن نہوگا ورنہ ضامن ہوگا یہ محیط مین ہی- اور اگر یون کہا کہ مجھے نہین معلوم کہ مین نے اپنے دار مین رکھی یا کسی دوسری جگہ رکھی ہی تو ضامن ہوگا یہ مضمرات مین ہی- مستودع نے وہ دار جسکے بیت مین ودیعت تھی دوسرے کو واسطے حفاظت کے سپرد کردیا پس اگر ودیعت کا بیت مغلق حصین تھا

کہ بدون مشقت کے اسکا کھولنا ممکن نہ تھا تو ضامن نہوگا ورنہ ضامن ہوگا یہ قنیہ میں ہے۔ اور اگر ودیعت مدفون نہو پس اگر ایسے مقام پر رکھی ہو جہان کوئی شخص بدون اجازت واذن طلب کیے نہین جاسکتا ہے تو ضامن نہوگا اگرچہ اُسکا کوئی دروازہ نہو یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص نے اپنے دار مین ودیعت رکھی اور اسمین بہت آدمی آتے جاتے ہین اور وہ ودیعت ضائع ہو گئی پس اگر وہ ایسی شی تھی کہ باوجود لوگون کے آنے جانے کی بھی دار مین اسکی حفاظت کیجاتی ہے تو ضامن نہوگا ورنہ ضامن ہوگا یہ قنیہ میں ہے۔ مستودع نے اگر صحرا مین ودیعت رکھی اور وہ چوری گئی تو ضامن نہوگا یہ محیط مین ہے۔ ودیعت زمین مین دفن کردی پس اگر اُسپر کوئی علامت بنادی ہے تو ضامن نہوگا ورنہ ضامن ہوگا اور دشت کے میدان مین دفن کرنے سے ہر حال مین ضامن ہوگا یہ وجیز کردری مین ہے۔ اگر چور ڈاکو مستودع کی طرف متوجہ ہوئے اُس نے ودیعت کو جلدی سے زمین مین دفن کردیا تاکہ نہ چھین لین اور خود اُنکے خوف سے بھاگ گیا پھر لوٹ کر آیا تو اُسکو وہ جگہ نہ ملی جہان دفن کی تھی پس اگر دفن کرتے وقت اُس سے یہ بات ممکن تھی کہ اُسپر نشان بنادے اور نہ بنایا تو ضامن ہے اور اگر یہ بات ممکن نہ تھی پس اگر خوف شی ہونے کے بعد اُس سے جلد تر لوٹ آنا ممکن تھا اور وہ نہ آیا تو ضامن ہوگا یہ ظہیریہ مین ہے۔ اگر ودیعت کا مالک اُسکے ساتھ ہو کہ دونون ساتھ ہی جارہے ہون پھر جب چورون نے اس طرف توجہ کی تو مالک ودیعت نے کہا کہ ودیعت دفن کردے اُس نے دفن کردی پھر چور چلے گئے اور اُنکے بعد یہ بھی چلے گئے یا یہ دونون پہلے چلے گئے پھر چور چلے گئے پھر دونون آئے اور مستودع نے ودیعت نہ پائی تو شک نہین ہے کہ اُس صورت مین مستودع ضامن نہوگا کیونکہ اُس نے مالک کے حکم سے دفن کردی ہے۔ اور اگر فقط مستودع تنہا ہو اور باقی مسئلہ بحالہ رہے تو اُسکے حکم مین تفصیل ہے کہ اگر چور پہلے چلے گئے اور مستودع کو قدرت تھی کہ ودیعت اکھاڑ لے اُسنے باوجود قدرت کے نہ اکھاڑی وہین چھوڑدی تو ضامن ہوگا اور اگر چور وہین ٹھہر گئے اور یہ اُنکے خوف سے وہان نہ ٹھہر سکا چلا گیا پھر آیا اور پتہ نہ پایا تو دو صورتین ہین اگر بعد خوف زائل ہو جانے کے بقدر امکان جلدی آیا اور نہ پایا تو ضامن نہوگا اور اگر جلد آنا ممکن تھا مگر اُس نے دیر کی تو ضامن ہوگا یہ محیط مین ہے۔ مستودع نے اگر ودیعت ایسے بیت مین رکھدی جو فتنہ و لڑائی کے زمانہ مین خراب کھنڈل ہوگیا ہے پس اگر زمین کے اوپر کہین رکھی تو ضامن ہوگا اور اگر زمین مین دفن کردی ہے تو ضامن نہوگا یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ ایک شخص نے دوسرے کے پاس ایک قمقمہ ودیعت رکھا اور جب اُس سے طلب کیا تو اُسنے کہا کہ مجھے نہین معلوم کیونکر ضائع ہوگیا تو بعض نے فرمایا ہے کہ وہ ضامن نہوگا اور یہی اصح ہے یہ جواہر اخلاطی مین ہے۔ ایک شخص نے دوسرے کو ایک قمقمہ دیا کہ اسکو فلان شخص کو دیدے تاکہ وہ درست کردے اُسنے دیدیا اور بھول گیا تو ضامن نہوگا یہ وجیز کردری مین ہے۔ ایک لڑکا مراہق یعنے قریب بالغ ہونے کے تھا اسکو ایک قمقمہ دیا تاکہ پانی پلادے اُسنے قمقمہ سے غفلت کی اور وہ ضائع ہوا تو ضامن نہوگا یہ قنیہ مین ہے۔ خلف رح فرماتے ہین کہ مین نے اسد رح سے دریافت کیا کہ ایک شخص کا دوسرے پر ایک درم ہے پھر مطلوب نے طالب کو دو درم ایکبار دیدیے یا ایک درم دیا پھر ایک درم دوسرا دیا اور کہا کہ اپنا درم لے پھر دونون درم قبل اسکے کہ درم کو معین کرے ضائع ہوگئے تو فرمایا کہ مطلوب کے درم گئے اور طالب کو اسکا درم ملیگا اور اگر اُس نے پہلا درم دینے کے وقت کہا کہ یہ تیرا حق ہے تو اُس نے بھر پایا اور اُسپر دوسرے کی ضمان نہ آویگی یہ تاتارخانیہ

مین ہی - فتاوی ابواللیث رح کے باب الغصب مین ہی کہ ایک شخص نے دوسرے کو دس درم دیے اور کہا کہ پانچ درم تجھے ہبہ ہین اور پانچ درم تیرے پاس ودیعت ہین پس قابض نے اُسمین سے پانچ درم تلف کردیے اور پانچ خود تلف ہوگئے تو ساڑھے سات درم کا ضامن ہوگا کیونکہ ہبہ اس صورت مین فاسد ہی اس لیے کہ ہبہ مشاع ہی اور جو چیز بطور ہبہ فاسد کے مقبوض ہو وہ ضمان مین ہوتی ہی پس پانچ درم جو تلف ہوے اُنکے آدھے ضمانت مین اور آدھے امانت مین ہین پس نصف کی ضمان واجب ہوئی اور یہ ڈھائی درم ہوے اور جو پانچ درم اُسنے تلف کردیے ہین وہ سب بسبب تلف کرنے کے ضمانت مین رہے پس ساڑھے سات دراہم سب ضمانت مین اُسپر واجب ہوے اور اگر یون کہا کہ دس مین سے تین درم تیرے ہین اور باقی سات درم فلان شخص کو دیدے پس وہ درم راستہ مین تلف ہوگئے تو تین درم کا ضامن ہوگا کیونکہ وہ ہبہ فاسد تھا - اور اگر ایسے ہبہ کی وصیت کسی میت کی طرف سے ہو تو کچھ ضامن نہ ہوگا کیونکہ وصیت مشاع جائز ہی اور سات درم کی ضمان دونون مسئلون مین نہین آتی ہی یہ محیط مین ہی - اور اگر دس درم دوسرے کو دیے اور کہا کہ اسمین سے پانچ درم تیرے ہین اور پانچ درم فلان شخص کو دیدے پھر وہ درم تلف ہوگئے تو پانچ درم کا ضامن ہوگا جو ہبہ کیے تھے اور باقی پانچ درم کا ضامن نہوگا اور اگر اُسکو دس درم پانچ پانچ کرکے علیحدہ دیے پھر کہا کہ اسمین سے پانچ تیرے ہین اور یہ نہ کہا کہ کونسے پانچ درم ہبہ کیے ہین پھر قابض نے سب کو ملادیا اور وہ تلف ہوے تو پانچ درم کا ضامن ہوگا سب کا ضامن نہ ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی - ودیعت مین اگر چوہون نے فساد کیا اور مستودع کو معلوم ہوا کہ چوہے کا بل یہان ہی پس اگر مالک ودیعت کو خبر دی کہ یہان چوہے کا بل ہی تو ضامن نہ ہوگا اور اگر بعد مطلع ہونے کے خبر نہ دی اور اُسکو بند نہ کیا تو ضامن ہوگا یہ فصول عمادیہ مین ہی - امام سید ابوالقاسم نے ذکر فرمایا کہ اگر کسی شخص کے پاس ایسی چیز ودیعت رکھی گئی کہ جسمین ایام گرما مین سوس پڑجاتے ہین اُس نے ہوا سے اُسکو سردی دیکر نہ بچایا یعنے بارش وغیرہ مین جسطرح پشمینہ مین کیڑے لگجاتے ہین اور ہوا دینے سے بچتے ہین اُسنے نہ بچایا یہان تک کہ اُسمین کیڑے لگے تو وہ ضامن نہوگا کذا فی الظہیریہ مع شئی من الزیادۃ من المترجم فتاوی ابواللیث مین ہی کہ اگر ودیعت ایسی چیز ہو کہ اُسکے فاسد ہوجانے یعنی اُسکے بگڑجانے کا خوف ہو اور صاحب ودیعت غائب ہوگیا پس اگر اُسنے قاضی کے سامنے مرافعہ کیا اور قاضی نے اُسکو فروخت کردیا تو جائز ہی اور یہ امر بہتر ہی اور اگر قاضی کے سامنے پیش نہ کیا یہانتک کہ وہ چیز بگڑ گئی تو اُسپر ضمان نہ آویگی کیونکہ اُس نے موافق حکم کے اُسکی حفاظت کی ہی یہ محیط مین ہی - اور اگر اُس شہر مین قاضی نہ ہو تو اُسکو فروخت کرکے اُسکے دام حفاظت سے رکھے یہ سراج الوہاج مین ہی - اور اگر ودیعت مین کھونچا لگا یا چوہا کاٹ گیا یا آگ سے جلی تو ضامن نہوگا یہ حاوی مین ہی اگر ودیعت کے چوپایہ کا دودھ یا درخت کے پھل شہر مین جمع ہوے اُسنے نہ اُٹھائے یہانتک کہ فاسد ہوگئے یا صحرا مین ایسا واقع ہوا اور اُسنے فروخت نہ کیے یہانتک کہ بگڑ گئے تو ضامن نہوگا یہ تمرتاشی مین ہی - ایک شخص کو حیوان ودیعت دیکر غائب ہوگیا اُسنے اُسکا دودھ دوہا اور بگڑجانے کا خوف کیا اور وہ شہر مین موجود ہی پس اگر بدون حکم قاضی فروخت کیا تو ضامن ہوگا اور اگر قاضی کے حکم سے فروخت کیا تو ضامن نہوگا اور اگر یہ صورت صحرا مین واقع ہوئی تو اُسکا فروخت کردینا جائز ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - موزہ سینے والے نے اگر وہ موزہ جو اُسکو درست

کرنے کو دیا گیا تھا اپنی دکان مین چھوڑ دیا وہ رات مین چوری گیا پس اگر دکان مین کوئی حافظ موجود ہی یا اُسی بازار کا کوئی چوکیدار ہو تو ضامن نہوگا۔ اور امام ظہیر الدین مرغینانی ضامن نہونے کا فتوی دیتے تھے اگرچہ دکان کا حافظ یا بازار کا چوکیدار نہووے اور بعض نے یون کہا ہی کہ اسمین عرف کا اعتبار ہی اگر لوگ دکانون کو بدون حافظ و چوکیدار کے چھوڑ جاتے ہون تو وہ ضامن نہوگا اور اگر اسکے برخلاف ہو تو ضامن ہوگا اور اسی پر فتوی ہی یہ عتابیہ مین ہی۔ اسی طرح کہا گیا ہی کہ اگر دکان کا دروازہ کھلا چھوڑ دیا اور یہ ایسے مقام پر واقع ہوا جہان کے لوگون کی عرف و عادت یہی ہی تو اُسپر ضمان نہین ہی اور بخارا مین عرف جاری ہی کہ دکان کا دروازہ کھلا چھوڑ دیتے ہین اور کوئی شی مثل شبکہ وغیرہ کے دکان پر لٹکا دیتے ہین اور ضامن نہونے کی روایت جولاہے کے باب مین محفوظ ہی کہ اگر جولاہے نے وہ کپڑا جسمین سے کچھ بُنا ہی اور سوت کو کرگہ مین چھوڑ دیا اور وہان کوئی شخص حافظ یا بازار کا چوکیدار نہین ہی تو جولاہے پر ضمان نہین آتی ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ ایک موزہ دوز گانون کی طرف چلا گیا تاکہ موزہ سیے وہان اسکو کسی نے موزہ دیا اُس نے مع پاتون ایک شخص کے دار مین رکھدیا اور خود شہر مین آیا وہ چوری گیا پس اگر اُسنے وہ دار واسطے سکونت کے دیا تھا خواہ کسی طور سے لیا ہو تو ضامن نہ ہوگا اور اگر ایسے شخص کے دار مین رکھا جہان وہ خود سکونت نہین کرتا ہی تو ضامن ہوگا یہ جواہر الفتاوے مین ہی۔ اگر موزہ دوز نے موزہ لیا تاکہ اُسکو درست کر دے اُسکو اُسنے خود پہن لیا تو جب تک پہنے ہوے ہی اُسوقت تک اگر ضائع ہو تو ضامن ہی اور جب اُتار دیا پھر ضائع ہوا تو ضامن نہین یہ ملتقط مین ہی۔ اگر مستودع کے دار سے ودیعت چوری گئی اور دار کا دروازہ کھلا ہوا ہی اور مستودع غائب ہی دار مین موجود نہین ہی تو محمد بن سلمہ رح نے فرمایا کہ ضامن ہوگا پھر پوچھا گیا کہ اگر مستودع اپنے باغ انگور یا بستان مین جو دار سے ملا ہوا ہی گیا ہو تو فرمایا کہ اگر دار مین کسی کو نہین چھوڑ گیا اور نہ ایسی جگہ جاکر ٹھہرا جہان سے آہٹ سنائی دے تو مجھے اُسکے ضامن ہونیکا خوف ہی اور ابو نصر رح نے فرمایا کہ اگر اُسنے دار کا دروازہ نہین بند کیا اور ودیعت چوری گئی تو ضامن نہوگا اور مراد اُنکی یہ ہی کہ اُسوقت ضامن نہوگا کہ جب دار مین کوئی حفاظت کرنے والا موجود ہو یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اگر ودیعت کا چوپایہ دار کے دروازہ پر باندھ کر چھوڑ دیا اور دار مین چلا گیا اور وہ تلف ہوا پس اگر دار مین ایسی جگہ گیا ہی جہان سے اُسکو دیکھتا ہی تو ضامن نہین ہی اور اگر ایسی جگہ پہونچا جہان سے نہین دیکھتا ہی پس اگر شہر مین ایسا کیا تو ضامن ہی اور اگر گانون مین ہی تو ضامن نہوگا۔ اور اگر چوپایہ کو باغ انگور یا فالیز کے کنارہ باندھا ہی اور خود چلا گیا پس اگر اُسکی نظر سے اوٹ ہوا تو ضامن ہی اور بعض نے کہا کہ اس جنس کے مسائل مین عرف معتبر ہی یعنی اگر ایسا لوگ کیا کرتے ہین تو ضامن نہوگا ورنہ ضامن ہوگا کذا فی الظہیریۃ بتوضیح۔ اور اگر ودیعت کے گدھے کو انگور کے باغ مین چھوڑ دیا پس اگر اُس باغ کی چہار دیواری ہو اور ایسی اونچی ہو کہ راستہ والون کو باغ کی چیز نظر نہین پڑتی ہی اور دروازہ بند کر دیا تو ضامن نہوگا اور اگر اُسکی چہار دیواری نہو یا ہو مگر اونچی نہو تو دیکھا جائیگا کہ اگر مستودع کروٹ لیکر زمین پر سو گیا تو ضائع ہونے سے ضامن ہوگا اور اگر بیٹھے بیٹھے سو گیا تو ضامن نہین ہی اور سفر مین ضامن نہوگا اگرچہ کروٹ سے زمین پر سووے یہ خلاصہ مین ہی۔ ایک شخص کو ایک چھری ودیعت دی اور اُسنے اپنے موزہ کی ساق مین رکھ لی تو ضامن نہوگا اگر اُسکی حفاظت کرنے مین قصور نہ کیا ہو یہ قنیہ مین ہی

مستودع نے اگر دراہم ودیعت موزہ مین رکھ دیے اور وہ گر گئے پس اگر داہنے موزہ مین رکھے تو ضامن ہی اور اگر بائین مین رکھے تو ضامن نہین ہی کیونکہ جب اُسنے داہنے مین رکھے تو خود ہی کھو دینے اور گرا دینے کے لیے پیش کر دیا کہ وقت سواری کے گرین اور اگر بائین مین رکھے ہون تو ایسا نہین ہی اور بعض نے فرمایا کہ ہر حال مین اُسپر ضمان نہین آتی ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی- اگر دراہم ودیعت اپنی آستین کے کنارہ مین باندھے یا دامن یا عمامہ کے کنارہ مین باندھے تو ضامن نہوگا اسی طرح اگر دراہم ودیعت کسی رومال مین باندھکر اپنی آستین مین رکھے اور چوری گئے تو ضامن نہوگا یہ محیط مین ہی- کسی کو سونا دیا کہ اُسکی حفاظت کرے اُسنے اپنے مُنھ مین ڈال لیا جیسے تاجرون کی عادت ہی وہ اُسکے حلق مین چلا گیا تو ضامن نہوگا یہ قنیہ مین ہی- اگر ودیعت سونا یا چاندی ہو اُسنے کہا کہ مین نے اپنی آستین مین رکھ لیا تھا وہ ضائع ہوگئی تو ضامن نہوگا یہ ملتقط مین ہی- ایک مستودع نے دراہم ودیعت اپنی جیب مین رکھے اور فسق کے جلسہ مین گیا وہان وہ درم گر پڑے یا چوری وغیرہ سے ضائع ہوے تو بعض نے کہا کہ ضامن نہوگا کیونکہ اُس نے جیب مین ودیعت محفوظ رکھی تھی جہان اپنا مال محفوظ رکھتا ہی اور بعض نے فرمایا کہ یہ حکم اُسوقت ہی کہ اُسکی عقل زائل نہو جاوے اور اگر عقل زائل ہو جاوے اس طرح کہ اپنے مال کی بھی حفاظت نہین کر سکتا ہی تو ضامن ہوگا کیونکہ اپنے فعل سے اُس نے حفاظت سے عاجزی اختیار کی پس ضائع کر دینیوالا یا ودیعت کو غیر کر دینے والا قرار دیا جائے گا یہ فتاوی قاضی خان مین ہی- اور اگر اُس نے گمان کیا کہ مین نے جیب مین ڈال دیے ہین اور وہ جیب مین نہین گئے تھے تو وہ ضامن ہی یہ محیط مین ہی- اور اگر اُن درمون کو اپنی تھیلی مین رکھا یا ازار بند مین باندھ لیا اور ضائع ہوے تو ضامن نہ ہوگا یہ خزانۃ المفتین مین ہی- مستودع نے اگر ودیعت کی انگوٹھی اپنی چھنگلیا یا اُسکے پاس کی اُنگلی مین پہنی تو بعد تلف کے ضامن ہوگا اور اگر بیچ کی اُنگلی یا کلمہ کی اُنگلی یا انگوٹھے مین پہنی تو ضامن نہوگا اور اسی پر فتوے ہی یہ جواہر اخلاطی مین ہی- اور اگر اُس نے انگوٹھی پہنی اور اُسکے اوپر سے اُنگلی مین دوسری انگوٹھی ہی تو ضامن نہوگا اور یہی امام محمد رح نے ذکر کیا ہی کہ ہمارے بعض مشائخ نے فرمایا کہ اگر اُسنے انگوٹھی پہنی اور اُسکا نگینہ اپنی ہتھیلی کی طرف کیا تو ضامن نہ ہوگا یہ ذخیرہ مین ہی اور اگر مستودع عورت ہو تو جس اُنگلی مین چاہے پہنے ضامن ہوگی یہ فصول عمادیہ مین ہی- فتاوی اہل سمرقند مین ہی کہ ایک عورت کو ایک لڑکی چھ برس کی ودیعت دی گئی وہ عورت کسی کام مین مشغول ہوگئی اور وہ بچہ لڑکی پانی مین گر گئی تو عورت پر ضمان نہ آویگی یہی فرق ہی اس صورت مین اور غصب¹ مین فتاوے ابو اللیث مین یہ مسئلہ یون ہی مذکور ہی اور اس جواب مین کچھ اعتراض ہی اور یون کہنا چاہیے کہ اگر اُس کی نظر سے غائب نہین ہوئی تو ضامن نہ ہوگی اور اگر نظر سے غائب ہوگئی تو ضامن ہوگی یہ محیط مین ہی- اگر کسی شخص نے ایک لڑکے کو ودیعت دی اور اُس لڑکے کے پاس ودیعت تلف ہوگئی تو وہ لڑکا بالاجماع ضامن نہ ہوگا- اور اگر اُسنے خود تلف کر دی پس اگر اُس لڑکے کو تجارت کی اجازت ہی تو بالاجماع ضامن ہی اور اگر وہ لڑکا محجور ہی کہ تصرف سے منع کیا گیا ہی ولیکن اُس نے ودیعت کو اپنے ولی کی اجازت سے قبول کیا تو بالاجماع ضامن ہوگا اور اگر بلا اجازت اپنے ولی کے قبول کیا ہی تو امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک ضامن نہوگا نہ فی الحال اور نہ بعد بالغ ہونے کے اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ فی الحال ضامن ہوگا یہ سراج الوہاج مین ہی- اور اگر ودیعت غلام ہو اور لڑکے نے

¹ اور غصب مین
یعنی غصب مین
ضامن ہوگی ۱۲

اسکو قتل کر ڈالا تو بالاجماع اُسکی قیمت لڑکے کی مددگار برادری پر واجب ہوگی اور اگر جان ضائع کرنے سے کم کوئی
جرم کیا تو بھی اُسکا جرمانہ لڑکے کی مددگار برادری پر آویگا بشرطیکہ جرمانہ پانچ سو درم یا زیادہ ہوتا ہو اور اگر اس سے
کم ہو تو بالاجماع لڑکے کے مال مین سے دینا واجب ہوگا کذا فی السراج الوہاج اور اگر ودیعت مین طعام ہو اُسکو لڑکے
نے کھالیا تو ضامن نہ ہوگا یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ اور اگر غلام کے پاس ودیعت رکھی اور وہ اُسکے پاس تلف
ہوگئی تو بالاتفاق اُسپر ضمان نہین ہے یہ جواہر اخلاطی مین ہے۔ اور اگر غلام نے خود تلف کر دی پس اگر ماذون ہے یا
مجور ہو ولیکن اپنے مولی کی اجازت سے اُس نے ودیعت پر قبضہ کیا تو بالاجماع ضامن ہے اور بعد آزاد ہونے
تک اُسپر قرضہ رہیگی اور اگر غلام مجور ہو کہ اُس نے بدون اجازت مالک کے اُسپر قبضہ کر لیا تو فی الحال ضامن نہوگا
اور بعد آزادی کے ضامن ہوگا بشرطیکہ عاقل بالغ ہو یہ امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک ہے اور امام ابو یوسف رح
نے فرمایا کہ فی الحال ضامن ہوگا اور وہ ودیعت مین فروخت کیا جائے گا یعنی ودیعت ادا کرنے کے واسطے فروخت
کیا جائے گا یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہے۔ اور اگر مال ودیعت مین غلام ہو اور غلام مستودع نے باوجود مجور ہونے کے
اُس غلام کو قتل کر دیا پس اگر عمداً قتل کیا ہے تو غلام مستودع بھی قتل کیا جائے گا یہ سراج الوہاج مین ہے۔ اور
ودیعت غلام ہونے کی صورت مین غلام مجور یعنے مستودع نے خطا سے اُسکی جان ہلاک کرنے سے کم کوئی جرم
کیا یا خطا سے قتل کیا تو اُسکے مالک سے مواخذہ کیا جائیگا کہ غلام کو دے یا فدیہ دے اور فی الحال ضمان لیجائیگی یہ
خزانۃ المفتین مین ہے۔ اور ام ولد اور مدبر کے مستودع ہونے کا سب وہی حکم ہے جو ہم نے غلام کے حال مین
بیان کیا ولیکن فرق یہ ہے کہ اگر ان دونون پر ضمان لازم آوے تو یہ دونون سعی کر کے ادا کرینگے یہ سراج الوہاج
مین ہے۔ اگر کسی شخص کو کوئی چیز ودیعت دی اُسکے نابالغ لڑکے یا غلام نے اسکو تلف کر دیا تو فی الحال تلف کرنیوالا
ضامن ہوگا یہ مبسوط مین ہے۔ اور مکاتب ودیعت تلف کرنے سے فی الحال ضامن ہوگا یہ فتاوی عتابیہ مین ہے۔ اگر
مستودع سو گیا اور ودیعت اپنے سر کے نیچے رکھی یا پہلو کے نیچے رکھی اور وہ ضائع ہوگئی تو ضامن نہوگا اور
اسی طرح اگر اسکو اپنے سامنے رکھا ہو تو بھی یہی حکم ہے اور یہی صحیح ہے اور اسی طرف شمس الائمہ سرخسی نے میلان کیا
ہے اور مشائخ نے فرمایا کہ دوسری صورت مین اسوقت ضمان لازم نہ آویگی کہ جب بیٹھے بیٹھے سو گیا ہو اور اگر کروٹ
سے سویا ہو تو ضامن ہے اور یہ سب حضر کا حکم ہے اور اگر سفر مین ہو تو کسی طرح ضامن نہ ہوگا خواہ بیٹھے بیٹھے سوئے
یا کروٹ سے زمین پر سو جائے یہ محیط مین ہے۔ امام ابو القاسم سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے ودیعت
کے کپڑے اپنے چوپایہ پر رکھ لیے پھر راستہ مین کہین چوپایہ سے اُترا اور کپڑے اپنے پہلو کے نیچے رکھکر اُسپر
سو رہا اور وہ چوری گئے تو امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر اُسے اس فعل سے تفریح منظور تھا تو ضامن ہوگا اور اگر اُسنے
حفاظت کا قصد کیا تھا تو ضامن نہوگا اور اگر بجائے کپڑون کے درمون کی تھیلی ہو تو ضامن نہوگا یہ حاوی مین ہے
اور شرح ابو نصر مین ہے کہ اگر مستودع کے گھر مین آگ لگی اور اُس نے ودیعت جلتی چھوڑ دی وہ سب جلگئی باوجود
اسکے کہ اُسکے امکان مین تھا کہ دوسرے شخص کو دیدے یا دوسرے مکان مین ڈالدے تو ضامن ہوگا یہ تمرتاشی
مین ہے اور اگر مستودع کے پاس سے ودیعت چوری گئی اور سوائے ودیعت کے مستودع کا خود کچھ مال نہ گیا تو
ہمارے نزدیک ضامن نہوگا یہ کافی مین ہے۔ اور جامع اصغر مین ہے کہ امام ابو القاسم سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص کے

پاس ودیعت ہو اُسکو کوئی شخص اُٹھا لیچلا اور مستودع نے منع نہ کیا تو فرمایا کہ اگر اُسکو منع کرتا اور ہٹانا اُسکے امکان
مین تھا اور اُسنے نہ کیا تو ضامن ہوگا اور اگر اُس شخص کے ڈاکو پن اور مار پیٹ سے خوف کر کے منع نہ کیا تو
ضامن نہوگا یہ محیط مین لکھا ہے - اگر مستودع نے کسی شخص کو ودیعت لے لینے کی راہ بتائی تو ایسی صورت مین ضامن ہوگا
کہ جب اُس شخص کو لیتے وقت لینے سے نہ روکا ہو اور اگر لیتے وقت اُسکو روکا تو ضامن نہوگا یہ خلاصہ مین لکھا ہے - مستودع
نے اگر اصطبل ودیعت کا دروازہ کھولدیا یا غلام مقید کی قید کھولدی یعنے بیڑی وزنجیر وغیرہ جس سے وہ بستہ تھا کھولدی
تو ضامن ہوگا یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہے ایک مستودع نے کاروان سرائے کے ایک حجرہ مین ودیعت رکھی اور اُسمین
ایک قوم کا صحن ہے اُس مستودع نے اُسکے دروازہ کی زنجیر ودیعت کی رسی سے باندھدی اور دروازہ نہ بند کیا اور نہ
اُسمین قفل دیا اور باہر نکل آیا پھر ودیعت چوری گئی تو شیخ امام رح نے فرمایا کہ اگر ایسے موقع پر اسطور سے باندھنا مضبوطی
مین شمار ہے تو ضامن نہوگا اور اگر غفلت مین شمار ہے تو ضامن ہوگا ایسا ہی فتاوای نسفی مین لکھا ہے - ایک شخص نے دوسرے
کے پاس ودیعت رکھی اور مستودع نے اپنی دکان مین ڈالدی اور جمعہ کی نماز کو چلا گیا اور دکان کا دروازہ کھلا چھوڑ گیا
اور ایک نابالغ لڑکے کو دکان کی حفاظت کے واسطے بٹھلا گیا اور ودیعت دکان سے جاتی رہی تو امام ابوبکر محمد بن الفضل رح
نے فرمایا کہ اگر وہ لڑکا اس لائق ہے کہ چیزون کو مضبوطی سے رکھے اور حفاظت کرے تو مستودع ضامن نہوگا - ورنہ
ضامن ہوگا - اور قاضی علی سغدی رح نے فرمایا کہ کسی حال مین ضامن نہوگا کیونکہ اُسنے ودیعت اپنی حرز مین
رکھی تھی پس ضائع نہین کی تھی یہ فتاوای قاضی خان مین لکھا ہے - مستودع چلا گیا اور اپنی کنجی غیر شخص کے پاس
چھوڑ گیا پھر جب آیا تو ودیعت نہ پائی تو کنجی دوسرے شخص کو دیجانے کی وجہ سے ضامن نہوگا یہ ذخیرہ
مین ہے - ایک شخص نے ایک فامی (بنیا) کے پاس کپڑے ودیعت رکھے اور فامی نے اپنی دکان مین رکھدیے
اور سلطان وقت ہر مہینے مین لوگون سے کچھ مال لے لیتا تھا کہ اُس نے اپنا وظیفہ اُنپر مقرر کر رکھا تھا پس سلطان
کُماشتے نے وظیفہ مین وہ کپڑے لے لیے اور اُنکو دوسرے کے پاس رہن کردیا اور وہ چوری گئے تو مشائخ نے
فرمایا کہ اگر فامی سلطان کو یہ کپڑے لینے سے منع نہین کر سکتا ہے تو ضامن نہوگا اور مرتہن ضامن ہوگا او صاحب ودیعت
مختار ہے چاہے مرتہن سے ضمان لے یا سلطان سے ضمان لے یہ فتاوای قاضی خان مین لکھا ہے - عامل والی
نے کسی کے پاس ودیعت رکھی اُس نے اپنے بیت مین رکھدی پھر جب سلطان کے وظیفہ کے دن آئے
تو اُسنے اپنا اسباب اُٹھا لیا اور دوسری جگہ رکھا اور ودیعت وہین چھوڑ دی اور خود روپوش ہو گیا پس اُسکا
گھر اور ودیعت لوٹ لی تو وہ شخص ضامن ہوگا اگرچہ اُسنے اپنا بھی کچھ اسباب چھوڑ دیا ہو یہ قنیہ مین لکھا ہے شیخ
نجم الدین رح سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے دوسرے کے پاس اپنے کچھ کپڑے ایک بقچے مین لپیٹے ہوئے
ودیعت رکھے اُس مستودع نے ایسے ہی لپٹے ہوئے اپنے مہمان کے سر کے نیچے رات مین مثل تکیے
کے رکھدیے پھر صاحب ودیعت کو اُسکی ودیعت واپس دی پھر مالک نے کہا کہ میرے کپڑے اسمین اسقدر
تھے اسمین سے بعض ندارد ہین تو شیخ رح نے فرمایا کہ جب تک یہ ثبوت نہو کہ اسمین اسقدر کپڑے تھے اور اُنمین سے
اسقدر اس رات مین مہمان کے سر کے نیچے رکھنے سے ضائع ہوگئے ہین تب تک ضمان واجب ہونے کی کوئی صورت
نہین ہے اور اگر یہ امر ثابت بھی ہو جاوے تو بھی مستودع جبتک وہان حاضر رہا ہے تب تک فقط سر کے نیچے رکھنے سے ضمان

واجب نہین کیجا سکتی ہو ہان جب وہان سے اُسکے سر کے نیچے چھوڑ کر غایب ہوا تب ضمان واجب ہوگی یہ محیط مین لکھا ہو۔ ایک شخص کے پاس ایک زنبیل ودیعت رکھی کہ جسمین بڑھئی کے آلات تھے پھر آکر واپس لے لی اور دعوی کیا کہ اسمین ایک برمہ تھا وہ نہین ہو پس مستودع نے کہا کہ مین نے تجھسے زنبیل لیکر اپنے قبضہ مین ودیعت رکھی تھی مجھے نہین معلوم کہ اسمین کیا تھا تو اُسپر ضمان نہین ہو اور قسم بھی نہین آتی ہو۔ اسی طرح اگر کسی کے پاس درمون کی تھیلی ودیعت رکھی اور مستودع کے سامنے اسکو وزن نہ کردیا پھر دعوے کیا کہ اسمین اُس سے زیادہ تھے تو بھی اُسپر قسم نہین آتی ہو ہان اُسوقت آویگی کہ جب اُسپر کسی فعل کا مثل ضائع کردینے یا کوئی نقصان کردینے کا دعوے کرے یہ خزانۃ المفتین مین ہو۔ مودع نے اگر مستودع کے قبضہ سے دوسرے شخص کی ودیعت لے لی اور اپنی ودیعت چھوڑ دی تو مستودع ضامن ہوگا بشرطیکہ اُس نے اسکو معاینہ کیا ہو اگرچہ یہ جانتا ہو کہ جسپر اُس نے قبضہ کیا ہو وہ مودع کا حق ہو یا غیر کا حق ہو یہ جواہر الفتاوی مین لکھا ہو۔ ایک عورت نے کسی شخص کا کپڑا اُجرت پر دھویا اور اپنی چھت کی منڈیر پر سکھانے کے واسطے لٹکا دیا اور دوسرا کنارہ دوسری طرف پڑا ہو وہ ضائع ہوگیا تو عورت ضامن ہوگی یہ خلاصہ مین لکھا ہو ایک عورت نے لوگون کے کپڑے دھوئے اور کپڑون کو چھت پر سوکھنے کے واسطے ڈالا پس اگر چھت کی منڈیر ہو تو ضامن نہوگی اور بعض نے کہا کہ اگر منڈیر بابند نہو تو ضامن ہوگی یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہو۔ ایک شخص کے قبضہ مین دوسرے کا مال ہو اُس سے سلطان ظالم نے کہا کہ اگر تو مجھے وہ مال ندیگا تو تجھے ایک مہینہ قید کرونگا یا تجھے مارونگا یا لوگون مین رسوا پھراؤنگا تو اسکو دینا جائز نہین ہو۔ اور اگر دیدیگا تو ضامن ہوگا اور اگر یون کہا کہ تیرا ہاتھ کٹوا دونگا یا تجھے پچاس کوڑے مارونگا تو دیدینے سے ضامن نہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہو سلطان نے مستودع کو ڈرایا کہ اگر مجھے ودیعت ندیگا تو مستودع کا مال تلف کرا دونگا اُسنے دیدی پس اُسکے پاس بقدر کفایت باقی ہو تو ضامن ہوگا اور اگر اُسکا کل مال سلطان نے لے لیا تو وہ بیچارہ معذور ہو اُسپر ضمان نہ آویگی یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہو۔ مستودع نے اگر مصحف ودیعت مین پڑھا اور پڑھنے کی حالت مین وہ تلف ہوگیا تو ضامن نہوگا یہی حکم رہن کے مصحف کا ہو یہ جواہر اخلاطی مین لکھا ہو۔ اگر کاغذات ودیعت مین دیے اُسنے اپنے صندوق مین رکھے اور صندوق کے اوپر اپنے پینے کا پانی رکھا اور پانی اُسکے اوپر ٹپکا اور کاغذات تلف ہوئے تو ضامن نہوگا یہ قنیہ مین لکھا ہو۔ اگر اُسنے کہا کہ ودیعت جاتی رہی اور مجھے نہین معلوم کیونکر جاتی رہی تو متاخرین نے اسمین اختلاف کیا ہو اور اصح یہ ہو کہ وہ ضامن نہوگا اور اگر کہا کہ مین نے ودیعت فروخت کی اور اُسکے دام وصول کر لیے تو ضامن نہوگا جب تک کہ یون نہ کہے کہ مین نے اسکو ودیعت سپرد کردی یہ خلاصہ مین ہو۔ اور اگر مالک سے کہا کہ تو نے مجھے ودیعت ہبہ کردی یا میرے ہاتھ فروخت کردی اور مالک نے انکار کیا پھر ودیعت تلف ہوگئی تو ضامن نہوگا یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہو۔ دوسرے شخص کے پاس ایک طشت ودیعت رکھا اور مستودع نے اپنے گھر کے تنور پر وہ طشت اوندھا دیا اُسپر کوئی چیز گری اور طشت ٹوٹ گیا پس اگر تنور پر ڈھانکنے کی غرض سے رکھا تھا تو ضامن ہوگا اور اگر اس غرض سے نہین رکھا تھا بلکہ عادت کے طور پر وہین رکھدیا تو ضامن نہوگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہو ایک شخص کے پاس طباق ودیعت رکھا اُس نے گول کے منہ پر رکھدیا اور وہ ضائع ہوگیا پس اگر بطور استعمال کے رکھا ہو تو ضامن ہو ورنہ ضامن نہین ہو اور اُسکے پہچاننے کا یہ طریقہ ہو کہ اگر گول مین کچھ پانی یا آٹا وغیرہ ڈھانکنے

لے تو ضامن نہوگا خلاصہ یعنی اگر جان یا عضو کا خوف نہو تو ضامن ہوگا

کے لائق کوئی چیز ہو تو ڈھکنا بطریق استعمال ہو ورنہ نہیں یہ محیط مین لکھا ہی - اگر مستودع کے ہاتھ سے کوئی چیز گری اور اُس سے ودیعت کو خراب کر دیا تو مستودع اُسکا ضامن ہوگا - اور اگر مستودع نے بدون موجودگی مودع کے اپنی ذات پر اس امر کے گواہ کر لیے کہ مین نے ودیعت اُسکے مالک سے قرض لی ہی تو اُسپر ضمان واجب نہوگی الا اُس صورت مین لازم آویگی کہ مستودع اُسکو کچھ حرکت دے - یہ ذخیرہ مین لکھا ہی - ودیعت مین اگر کوئی قرآن ہو اور مستودع اسکو لیکر چھت پر چڑھ گیا وہان اُس سے پردہ کیا پھر ہوا کا جھونکا آیا اور اُسکو اُسی جگہ لا ڈالا جہان گھر مین رکھا تھا تو وہ شخص ضمان سے بری نہوگا کیونکہ اُسنے قصداً تعدی کی تھی اور تعدی کا ترک کرنا اُس سے قصداً نہین پایا گیا یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہی - اور صیرفیہ مین ہی کہ امانت رکھی اور کہا کہ میری امانت جسکے ہاتھ چاہے بھیجدینا اُسنے ایک امانت دار آدمی کے ہاتھ بھیجدی اور وہ تلف ہوگئی تو بعض نے کہا کہ ضامن ہوگا اور بعض نے کہا کہ ضامن نہوگا کیونکہ اسکا یہ کہنا کہ جسکے ہاتھ چاہے یہ معلوم بات ہی کہ عام حکم دیا ہی بخلاف اس قول کے کہ ایک مرد کے ہاتھ بھیجدینا کہ اسمین مرد مجہول ہی پس حکم نہین صحیح ہوگا یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی - فتاوائے نسفی مین ہی کہ ایک پن چکی کا مالک پن چکی خانہ سے نکل کر پانی دیکھنے چلا گیا اور یہان گیہون چوری گئے پس اگر دروازہ کھلا چھوڑ گیا اور خود دُور چلا گیا ہی تو ضامن ہوگا کذا فی الخلاصہ بخلاف مسئلہ کاروان سرائے کے کہ جسمین اُترنے کی کوٹھریان بنی ہوتی ہین اور ہر کوٹھری کا قفل ہی اور وہ شخص نکل کر دروازہ کھلا ہوا چھوڑ کر چلا گیا اور کسی چور نے آکر کچھ چیز لے لی تو ضامن نہوگا یہ وجیز کردری مین لکھا ہی - ودیعت کا چوپایہ اگر بیمار ہوگیا یا زخمی ہوگیا پس مستودع نے ایک آدمی کو اسکے علاج کے واسطے حکم کیا اُسنے علاج کیا اور وہ ہلاک ہوگیا تو چوپایہ کے مالک کو اختیار ہو چاہے مستودع سے ضمان لے یا معالج سے ضمان لے پس اگر مستودع سے ضمان لی تو وہ کسی سے کچھ نہین لے سکتا ہی اور اگر معالج سے ضمان لی پس اگر معالج کو یہ معلوم تھا کہ یہ چوپایہ اس شخص کا نہین ہی جسنے علاج کرایا ہی تو وہ اُس سے کچھ واپس نہین لے سکتا ہی اور اگر یہ معلوم نہوا کہ یہ دوسرے کا ہی یا گمان کیا کہ یہ اسی کا ہی تو اُسی سے واپس لے لیگا یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی - اگر زمیندار کا بیل کاشتکار کے پاس ہو اُسنے چرواہے کے پاس چرانے کو بھیجا اور وہ ضائع ہوگیا تو نہ وہ ضامن ہوگا نہ چرواہا ضامن ہوگا - اور مستعار اور کرایہ کے بیل کا بھی یہی حکم ہی شیخ رح نے فرمایا کہ مشائخ رح سے اس مسئلہ مین روایات مختلف آئی ہین اور جو مذکور ہوا اسی پر فتوے دیا جاتا ہی کیونکہ مستودع مثل اپنے مال کے ودیعت کی حفاظت کرتا ہی اور ظاہر ہی کہ وہ اپنے بیل کو چرواہے کو دیتا ہی اسی طرح ودیعت کے بیل کا بھی یہی حکم ہی اور اگر بیل چھوڑ دیا وہ چرتا پھرتا ہی اور ضائع ہوگیا تو مشائخ نے اسمین اختلاف کیا ہی شیخ رح نے فرمایا کہ فتوے اسی پر ہی اور وہ ضامن نہوگا یہ خلاصہ مین لکھا ہی - کسی نے ایک بکری ودیعت دی اور مستودع نے اپنی بکریون کے ساتھ چرواہے کو حفاظت کے لیے دیدین اور وہ بکری چوری گئی تو مستودع ضامن ہوگا جبکہ چرواہا خاص مستودع کا نہو یہ قنیہ مین ہی - ایک شخص نے دوسرے کو ایک گدھا دیا وہ غائب ہوگیا پس مستودع نے گدھے کے مالک سے کہا کہ تو میرا گدھا لے اور اُس سے کام نکال جب تک کہ مین تجھے تیرا گدھا واپس ندون وہ گدھا مالک کے پاس تلف ہوگیا پھر مستودع نے اسکا گدھا واپس دیا تو وہ ضامن نہوگا کیونکہ اسکو قبضہ کر لینے کی اجازت دی تھی یہ خلاصہ مین ہی - مستودع

اگر نخل ودیعت سے پھل جھاڑ لیے تو استحسانًا اُسپر ضمان نہ آویگی بشرطیکہ اُسنے اسطرح جھاڑ لیے ہون جیسے دوسرے جھاڑتے ہین اور اُسکے فعل سے اسمین کوئی نقصان نہ بیٹھ گیا ہو اور اگر اُسکے فعل سے اسمین کوئی نقصان بیٹھ گیا ہو تو ضامن ہوگا یہ ذخیرہ مین ہے۔ مستودع نے اگر ودیعت مین کچھ تعدی کی مثلًا چوپایہ تھا اُسپر سواری لی یا غلام سے خدمت لی یا کپڑا پہن لیا یا غیر کے پاس ودیعت رکھدیا پھر تعدی دور کردی اور اپنے قبضہ مین لے لیا تو ضمان اُس سے ساقط ہو جائیگی بشرطیکہ سواری یا خدمت لینے یا پہننے سے اُسمین نقصان نہ آیا ہو اور اگر نقصان آیا ہو تو ضامن ہوگا یہ جوہرۃ النیرہ مین ہے۔ پس حاصل یہ ہے کہ اگر مستودع نے ودیعت مین مخالفت کی پھر موافقت مالک کی جانب عود کیا تو ضمان سے اسوقت بری ہوگا جب مالک عود مین اُسکی تصدیق کرے اور اگر تکذیب کی تو بری نہوگا ولیکن اگر موافقت کی طرف عود کرنے کے گواہ قائم کرے تو تصدیق کیجاویگی اور ایسا ہی شیخ الاسلام ابوبکر رح نے شرح کتاب الودیعۃ مین ذکر کیا ہے اور مین نے دوسرے مقام پر دیکھا کہ مستودع نے اگر مخالفت چھوڑ دی اور موافقت کی طرف عود کیا اور مودع نے اُسکے قول کی تکذیب کی تو اُسی کا قول قبول ہوگا یہ فصول عمادیہ مین ہے۔ اگر ودیعت کی مادہ جانور پر اُسکا نر چھوڑ دیا اور اُس سے بچہ پیدا ہوا اور بچہ جننے کے سبب سے وہ ہلاک ہوگئی تو ضامن ہوگا اور بچہ مالک کو ملیگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ مستودع نے اگر ودیعت کا لباس ایک روز پہنا اور پھر اُتار دیا اور نیت یہ ہے کہ پھر پہنیگا اور اس درمیان مین وہ کپڑا تلف ہوگیا تو ضامن ہوگا یہ جواہر اخلاطی مین لکھا ہے۔ ودیعت کا کپڑا پہنا اور جہان پانی جاری تھا وہان اس غرض سے گیا کہ پانی مین غوطہ لگائے پس کپڑے اُتار کر اس چشمہ کی لگر پر رکھدیے پھر جب پانی مین غوطہ مارا تو کپڑے چوری گئے تو ضامن نہوگا کذا فی خزانۃ المفتین اور بعض نے کہا کہ اسمین اعتراض ہے بدلیل مسئلہ محرم کے کہ محرم نے اگر حالت احرام مین سلا ہوا کپڑا پہنا پھر اُتار دیا پھر دوبارہ پہنا پس اگر پھر پہننے کی نیت سے اُتارا تھا تو ایک ہی جزا لازم آویگی یعنے اس فعل ناجائز کے عوض جو جرمانہ پڑتا ہے وہ ایک ہی جرمانہ دینا پڑیگا اور اگر اُسنے اس قصد سے نہین اُتارا ہے تو جتنی دفعہ ایسا کرے اُتنی ہی جزا لازم آویگی پس اسپر قیاس کرکے مستودع کو بری الضمان نہونا چاہیے یہ ظہیریہ مین لکھا ہے۔ لباس ودیعت کو اپنے کپڑون کے ساتھ حوض کے کنارے رکھدیا اور نہانے کے واسطے گھسا پھر اپنے کپڑے پہن لیے اور لباس ودیعت بھول گیا جب پانی مین غوطہ مارا اُسوقت چوری گئے تو ضامن ہوگا یہ وجیز کردری مین لکھا ہے۔ ابن سماعہ رح نے امام محمد رح سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کو ہزار درم ودیعت دیے پس اُسنے بعوض ان درمون کے کوئی چیز خریدی اور یہ درم دیدیے پھر یہی درم بسبب ہبہ یا خرید کے واپس لیکر اپنی جگہ پر رکھدیے یعنی ودیعت مین رکھے پھر وہ ضائع ہوگئے تو ضامن نہوگا یہ خزانۃ الاکمل مین لکھا ہے۔ اور امام محمد رح سے مروی ہے کہ اگر دراہم ودیعت بحکم مالک ودیعت اپنے قرضخواہ کو دیدیے اُسنے زیوف پاکر پھر مستودع کو واپس کردیے اور وہ تلف ہوگئے تو ضامن ہوگا یہ ظہیریہ مین لکھا ہے۔ اگر کسی شخص کے پاس درم یا دینار یا کوئی کیلی یا وزنی چیز ودیعت مین دی اُسنے اسمین سے کسی قدر اپنی حاجت ذاتی مین صرف کردی تو جسقدر صرف کی ہے اُسی کا ضامن ہوگا باقی کا ضامن نہوگا اور اگر اُسنے جسقدر صرف کیا ہے اسیقدر اُسکے مثل لاکر باقی مین ملادی تو کل کا ضامن ہوگیا اور یہ حکم اُسوقت ہے کہ ملا دینے کے وقت اپنے مال پر ایسی کوئی علامت نکی جس سے تمیز کیجا سکتی ہو اور اگر ایسی علامت کردی ہے جس سے تمیز ہو جاوے تو صرف اُسیقدر کا ضامن ہوگا جتنی کا

اُس سے نفخرچ کردی ہی یہ ذخیرہ مین ہی- اور اگر مستودع کو یہ فتویٰ دیا گیا کہ اِس صورت مین وہ کل ودیعت کا ضامن ہو گیا ہی پس اُسنے تمام ودیعت فروخت کردی پھر جب مالک ودیعت آیا تو اسکو ضمان دیدی حالانکہ جسقدر ضمان دی ہی اُس سے زیادہ ودیعت کے فروخت مین دام حاصل ہوئے ہین تو مستودع کو اسقدر حصہ کی زیادتی حلال ہی جو اُسنے ملا دیا تھا اور باقی ودیعت کے حصہ کی زیادتی صدقہ کردے یہ امام اعظم رح اور امام محمد رح کا قول ہی- اور یہ حکم اُس صورت مین ہی کہ جب ودیعت کی چیز فروخت کے لائق ہو اور اگر درم ہون اور درمون سے کوئی چیز خریدی پس اگر بعینہٖ اُنھین درمون سے خریدی اور یہی درم ادا کیے تب بھی اسکو زیادتی حلال نہین ہی- اور اگر ان درمون سے خرید قرار دی مگر دامون مین دوسرے درم دیے یا خرید مین مطلقاً درمون سے خرید قرار دی پھر یہی درم ادا کیے تو اس صورت مین اُسکو نفع حلال ہی- اسی طرح اگر ان درمون سے کوئی کھانے کی چیز خریدی اور یہ درم ادا کیے تو اُسکا ڈانڈ ادا کردینے سے پہلے اُسکو اُس چیز کا کھانا حلال نہین ہی اور اگر خرید مین اُن درمون کو ثمن قرار نہ دیا بلکہ مطلقاً درمون سے خریدی پھر یہ درم ادا کیے تو اس چیز سے انتفاع حلال ہی- کذا فی المبسوط اور اگر امین سے کچھ درم خرچ کرنے کی نیت سے لیے اور اُنکو خرچ مین نہ لایا یہانتک کہ باقی پھر ملا دیے پھر سب تلف ہو گئے تو اُسپر ضمان نہ آویگی یہ مضمرات مین لکھا ہی- اگر کسی کو بندھی ہوئی تھیلی ودیعت دی اُسنے کھولڈالی یا مقفل صندوق دیا اُسنے قفل کھولڈالا حالانکہ اُسمین سے کوئی چیز نہین لی یہانتک کہ وہ ضائع ہوئی تو اُسپر ضمان نہ آویگی کذا فے البدائع ہمارے اصحاب نے فرمایا کہ نقد ودیعت خرچ کرنے یا کپڑے کو پہننے کے لیے نکالا وہ تلف ہوا تو ضامن نہوگا یہ شرح قدوری بغدادی مین ہی- مستودع نے اگر مال ودیعت اپنے مال یا دوسری ودیعت مین اسطرح ملایا کہ شناخت نہین ہوسکتی ہی تو ضامن ہوگا کذا فی السراجیہ- خلط یعنی ملا دینا چار طرح کا ہی- ایک خلط بطریق مجاورت کے باوجود اُسکے آسانی سے تمیز ہوسکے جیسے دودھیا درمون کو کالے درمون مین یا سونے کو چاندی مین ملانا ہی اور ایسے ملانے سے بالاجماع مالک کا حق منقطع نہین ہوتا ہی اور جدا کردینے سے پہلے مال تلف ہو جاوے تو امانت مین تلف شدہ قرار دیا جائیگا جیسا ملا دینے سے پہلے تلف ہونے کا حکم ہی اور دوسرا خلط بطریق مجاورت کے باوجود اسکے کہ جدا کرلینا متعذر ہو جیسے گیہون کو جو مین ملا دینا اور ایسے ملانے سے بعض روایات کے موافق مالک کا حق منقطع ہو جاتا ہی کذا فی المضمرات اور یہی صحیح ہی کذا فی الجوہرۃ النیرہ اور تیسرا خلط بطریق ممازجت کے اسطرح کہ ایک جنس کو اسکی خلاف جنس مین مزج کردے جیسے تیل کو شہد مین ملانا اور ایسے خلط سے بھی بالاجماع مالک کا حق منقطع ہو جاتا ہی- اور چوتھا ایک جنس کو اسی جنس مین بطور ممازجت کے خلط کرے جیسے روغن بادام کو روغن اخروٹ مین ملانا یا بطریق ممازجت کے خلط نہ کرے جیسے گیہون کو گیہون مین ملانا یا دودھیا درمون کو دودھیا درمون مین ملانا اور ایسی صورت مین امام اعظم رح کے نزدیک مالک کا حق منقطع ہو جاتا ہی کیونکہ اُسکو بعینہٖ اُسکا حق پہونچا دینا متعذر ہی اور مالک کو خیار ہوگا کہ چاہے مستودع کے ساتھ اسی مخلوط مین شرکت کرلے یا اپنے حق کے مثل ڈانڈ لے کذا فی المضمرات اور اس اختلاف کا ثمرہ ایسی صورت مین ظاہر ہوتا ہی کہ جب اُسنے خلط کرنے والے کو بری کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک اُسکو مخلوط لینے کی کوئی وجہ نہین ہی اور صاحبین رح کے نزدیک ابرا کی وجہ سے ضمان لینے کا اختیار منقطع ہو گیا پس مخلوط مین شرکت کرلینا متعین ہو گیا اور یہ صورت اختلاف کی اُسوقت کہ مستودع نے بدون ملانے کے

اجازت کے درمون مین خلط کیا ہو اور اگر اجازت سے خلط کیا ہو تو امام اعظم رح کے نزدیک حکم مختلف نہوگا وہی حکم رہیگا کہ ہر حال مین ملک منقطع ہوگی اور امام ابو یوسف رح سے مروی ہو کہ انھون نے اقل کو اکثر کے تابع قرار دیا ہی۔ اور امام محمد رح نے فرمایا کہ ہر حال مین شریک ہوجائیگا اور امام ابو یوسف رح اسیطور سے ہر تابع کو اسکی جنس مین ملا دینے کی صورت مین اکثر کا اعتبار کرتے ہین اور امام اعظم رح سب مین حق مالک منقطع ہوجانے کا حکم دیتے ہین اور امام محمد رح سب مین شرکت کا حکم دیتے ہین کذا فی الکافی۔ اور اگر چاندی کو گلانے کے بعد خلط کیا تو وہ بھی مائعات سے ہوجائیگی کیونکہ خلط کرنے کے وقت حقیقۃً وہ مائع تھی پس اختلاف مذکور اسمین جاری ہوگا کذا فی التبیین۔ فتاوی عتابیہ مین ہو کہ اگر مستودع کے پاس ایک ہی شخص کے گیہون وجو ودیعت ہون تو اُن دونون کو خلط کرنے سے دونون کا ضامن ہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور جس شخص نے ودیعت کو خلط کیا ہو اگر وہ شخص مستودع کے عیال مین سے مثل جورو و بیٹے وغیرہ کے ہو تو مستودع پر ضمان نہ آویگی وہی ضامن ہوگا جسنے خلط کیا ہو اور امام اعظم رح نے فرمایا کہ مودع و مستودع کو بعینہ اُس چیز کے لینے کی کوئی راہ نہین ہو جبکہ غیر شخص نے خلط کر دیا ہو ہان اُس خلط کرنے والے سے دونون ضمان لے سکتے ہین اور صاحبین رح نے فرمایا کہ دونون کو اختیار ہو چاہین اُس خلط کرنے والے سے ضمان لین یا بعینہ اُس مخلوط کو لے لین اور دونون باہم شریک ہوجاوینگے خواہ ملا دینے والا اس صورت مین بالغ ہو یا نابالغ ہو کذا فی السراج خواہ آزاد ہو یا غلام ہو کذا فی الذخیرہ اور مشائخ نے فرمایا ہو کہ خلط کرنیوالے کو دینار اپنے کھانے مین خرچ کرنا حلال نہین ہو تاوقتیکہ اُنکے مثل دینار یا مالکان دینار ادا نہ کرے اور اگر خلط کرنے والا ایسا غائب ہو کہ اسپر قابو نہین چلتا ہو پس اگر دونون اس امر پر راضی ہون کہ اس مخلوط کو ایک شخص لے لے اور دوسرے کو اُسکے مال کی قیمت ادا کرے تو جائز ہو اور اگر اس امر سے دونون یا ایک نے انکار کیا اور دونون نے کہا کہ ہم اسکو فروخت کرینگے تو فروخت کے بعد اُسکے ثمن مین موافق اپنے اپنے حصہ کے دونون شریک ہونگے پس اگر شے مخلوط مین گیہون وجو ہون تو گیہون والا مخلوط گیہون کی قیمت کے حساب سے شریک ٹھہرایا جائیگا اور جو والا غیر مخلوط جو کی قیمت کے حساب سے شریک قرار دیا جائیگا یہ سراج الوہاج مین ہو۔ اور اگر بدون مستودع کے فعل کے ودیعت کا اُسکے مال مین خلط ہوگیا تو دونون ایک دوسرے کے شریک ہوجاوینگے پس اگر اُسکے صندوق کے اندر تھیلی پھٹ گئی اور ودیعت کے درم اُسکے ذاتی درمون مین مل گئے تو اسپر ضمان نہ آویگی اور دونون مخلوط مین شریک ہوجاوینگے اور اگر اسمین سے کچھ تلف ہوگئے تو دونون کا مال گیا اور باقی درمون مین موافق حق کے تقسیم ہونگے پس اگر ایک کے ہزار درم اور دوسرے کے دو ہزار ہون تو باقی مال دونون مین تین تہائی تقسیم ہوگا۔ اور ولوالجی نے اپنے فتاوی مین فرمایا کہ یہ حکم اُسوقت ہو کہ دونون کے دراہم ثابت ہون یا شکستہ ہون اور اگر ایک کے دراہم ثابت اور دوسرے کے شکستہ ہون تو دونون مین شرکت ثابت نہوگی بلکہ ہر ایک کا مال جدا کر کے مستودع اپنا مال اپنے پاس رہنے دیگا اور مودع کا مال اُسکو دیگا اور ایک کے دراہم ثابت کھرے ہون مگر انمین کچھ درم ردی بھی ہون اور دوسرے کے ثابت ردی درم ہون مگر انمین کچھ درم جید یعنے کھرے بھی ہین تو خلط ہونے کی صورت مین دونون مین شرکت ثابت ہوجائیگی پھر تقسیم کرنے کی یہ صورت ہوگی کہ اگر دونون نے باہم ایک دوسرے کی تصدیق کی کہ ایک کا دو تہائی مال کھرا اور ایک تہائی ردی ہو اور دوسرے کا دو تہائی ردی اور ایک تہائی کھرا ہو تو مخلوط مال کھرے درمون کے تین حصہ کرکے دو تہائی ایک کو اور ایک تہائی ایک کو بقدر اُنکے مال کے ملینگے اور

ردی بھی اسی طرح تین تہائی تقسیم کردیے جاوینگے - اور اگر دونون نے اسطور سے ایک دوسرے کی تصدیق
نہ کی پس اگر یہ امر معلوم نہین ہوتا کہ کسقدر کیسا ہی اور ہر ایک نے دعوی کیا کہ میرا دو تہائی مال کھرا اور ایک
تہائی ردی ہی اور دوسرے کا دو تہائی ردی اور ایک تہائی کھرا ہی تو ہر ایک کو تہائی کھرے درم دیدیے جاوینگے
کہ اسپر دونون کا اتفاق ہی کہ ہر ایک کے دو تہائی درم کھرے تھے پس اسقدر لے لینگے اور باقی ایک تہائی مین
اختلاف ہی ہر ایک دعوی کرتا ہی کہ یہ میرے ہین حالانکہ یہ تہائی دونون کے قبضہ مین آدھے آدھے موجود ہین یعنی
ہر ایک اس تہائی کی نصف یعنی کل کے چھٹے پر قابض ہی پس ہر ایک کا قول اُسکے مقبوضہ مین مقبول ہوگا اور ہر ایک
سے دوسرے کے دعوی پر قسم لیجاویگی پس اگر دونون نے قسم کھالی تو دونون دعوے سے بری ہوگئے اور مال
دونون کے قبضہ مین جیسا تھا ویسے ہی چھوڑ دیا جاویگا اور اگر دونون نے نکول کیا تو ہر ایک کے واسطے اس
تہائی کے نصف کی ڈگری کیجاویگی جو دوسرے کے قبضہ مین ہی - اسی طرح اگر دونون نے گواہ قائم کیے تو بھی یہی حکم ہی
اور اگر ایک نے قسم کھالی اور دوسرے نے نکول کیا تو قسم کھانے والا بری ہوگیا اور نکول کرنے والا اپنا مقبوضہ
نصف تہائی یعنی کل کا چھٹا حصہ دوسرے کو دیدے یہ غایۃ البیان مین ہی - اور اگر مخلوط مال مین ایک گیہون اور دوسرے
جو ہون پس اگر دونون نے کسی امر پر اتفاق کیا تو موافق اتفاق کے حکم دیا جائیگا اور اگر اتفاق نہ کیا تو مخلوط کی قیمت
اندازہ کیجائیگی پس گیہون والا اسمین جو ملے ہوے گیہون کی قیمت کے حساب سے شریک کیا جائیگا اور جو والا
بے گیہون ملے ہوئے جو کی قیمت کے حساب سے شریک کیا جائیگا کذا فی الجامع

پانچوان باب تجہیل ودیعت کے بیان مین - اگر مستودع نے انتقال کیا اور ودیعت کی شناخت کرائی تو ودیعت
اُسکے ترکہ مین قرضہ ہو جائیگی کہ اُسکے ایام صحت کے قرضون کے برابر شمار کیجاویگی یعنے جو اُنکا حال وہی اُسکا حال ہوگا
کذا فی التہذیب - اور یہ حکم اُسوقت ہی کہ مستودع مرا اور ودیعت کا حال معلوم نہ تھا اور اگر وارث ودیعت کو جانتا ہو اور
مستودع کو معلوم ہو کہ وارث جانتا ہی پس مستودع نے بیان نہ کی اور مرگیا تو ضامن نہوگا کذا فی الفصول العمادیہ پس
اگر وارث نے کہا کہ مین نے ودیعت کو معلوم کرلیا تھا اور مودع نے اُس سے انکار کیا پس اگر وارث نے ودیعت کو صاف
صاف بیان کردیا اور کہا کہ اسقدر ایسی چیز تھی اور مین نے اُسے معلوم کرلیا تھا اور وہ تلف ہوگئی تو اُسکی تصدیق کیجاویگی
اور یہ صورت اور جب کہ ودیعت خود اُسکے پاس ہو اور اُس نے کہا کہ تلف ہوگئی دونون یکسان ہین مگر ایک
بات مین فرق ہی کہ وارث نے اگر چور کو ودیعت لینے کی طرف راہ بتائی تو ضامن نہوگا اگر مستودع نے راہ بتائی تو
ضامن ہوگا قال المترجم تاویل المسئلۃ عندی انہ تیضمن اذا لم یمنعہ عند الاخذ واما لو منعہ عند الاخذ بعد ما دل لا یضمن کما فی المتون فافہم
واللہ اعلم کذا فی الخلاصۃ - اگر طالب اور وارثان مستودع مین اختلاف ہوا اور مودع نے کہا کہ مستودع ودیعت کو مجہول
چھوڑ کر مرگیا ہی اور وارثان مستودع نے کہا کہ اُسکے مرنے کے روز ودیعت بعینہ قائم تھی اور معروف تھی پھر اُسکے مرنے کے بعد
تلف ہوئی تو مودع کا قول قبول ہوگا اور یہی صحیح ہی اور اگر وارثون نے کہا کہ اُسنے اپنی حین حیات مین ودیعت واپس
کردی ہی تو بدون گواہون کے یہ قول اُسکا مقبول ہوگا اور مودع کے مال مین ضمان آویگی اور اگر وارثون نے گواہ
قائم کیے کہ مستودع نے اپنی زندگی مین کہا تھا کہ مین نے ودیعت واپس کردی ہی تو مقبول ہونگے - اور اگر مستودع
ودیعت کو مجہول چھوڑ کر مرگیا اور وارث نے دعوے کیا کہ ودیعت اُسکی زندگی مین ضائع ہوگئی تھی تو وارث کا قول

قبول نہوگا یہ فصول عمادیہ مین ہے - اور اگر مستودع نے انتقال نہ کیا بلکہ اُسکو جنون مطبق ہوگیا اور اُسکے پاس بہت قسم کا مال ہے اُسمین سے ودیعت تلاش کی گئی تو نہ ملی اور لوگون کو اُسکے اچھے ہوجانے یعنی عاقل ہوجانے سے یاس ہوگئی تو ودیعت اُسکے مال پر قرضہ قرار دیجائیگی اور قاضی اُسکی طرف سے ایک ولی مقرر کردیگا اور وہ شخص ودیعت کو اُسکے مال سے لیکر جسکو دیگا اُس سے ایک کفیل ثقہ لے لیگا کذا فی الذخیرہ اور مترجم کہتا ہے کہ کفیل ثقہ سے یہ مراد ہے کہ اُسکا گھر بار ذاتی موجود ہو کرایہ پر نہو نہ خانہ بدوش ہو کذا قیل واللہ اعلم پھر اُسکے بعد اُسکو افاقہ ہوگیا اور دعوی کیا کہ مین نے ودیعت مودع کو واپس دیدی تھی یا وہ میرے پاس ضائع ہوگئی یا کہا کہ مجھے ودیعت کا حال نہین معلوم ہے تو اُس سے ودیعت کے بارہ مین قسم لیجاویگی اور اپنا مال واپس کرلیگا یہ ینابیع مین لکھا ہے - اور اگر مستودع نے اپنی عورت کو ودیعت دیدی تھی پھر مرگیا تو عورت پکڑی جاویگی پس اگر عورت نے کہا کہ ودیعت ضائع ہوگئی یا چوری گئی تو قسم سے اُسکا قول مقبول ہوگا - اور کسی پر کچھ ضمان نہ آویگی - اور اگر عورت نے کہا کہ مین نے مستودع کے مرنے سے پہلے اُسکو ودیعت واپس دیدی تھی تو قسم سے اُسکا قول قبول ہوگا اور اسقدر مال مین سے قرضہ شمار کرکے وصول کیجاویگی جو عورت کو اپنے شوہر سے میراث ملا ہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے - اور اگر فقط مستودع ہی کے کہنے سے یہ بات معلوم ہوئی ہو کہ اُس نے اپنی جورو کو دیدیا ہے مثلاً اُس سے قبل موت کے دریافت کیا تھا کہ ہزار درم جو تجھے فلان شخص نے ودیعت دیے تھے وہ تو نے کیا کیے اُسنے کہا کہ مین نے اپنی عورت کے سپرد کردیے پھر مرگیا اور عورت سے دریافت کیا گیا اُسنے انکار کیا کہ مجھے نہین دیے ہین تو عورت سے قسم لیجاویگی اور اُسپر کچھ واجب نہوگا اور اگر میت نے کچھ مال چھوڑا ہو تو جسقدر عورت کی میراث مین آویگا اُسمین یہ ودیعت قرضہ قرار دیجائیگی یہ محیط مین ہے اگر مضارب نے کہا کہ مین نے فلان صراف کے پاس مال مضاربت ودیعت رکھا ہے پھر مر گیا تو اُسپر کچھ واجب نہوگا اور نہ اُسکے وارثون پر کچھ واجب ہوگا پھر اگر صراف نے کہا کہ مجھے ودیعت کچھ نہین دیا ہے تو قسم سے اُسی کا قول قبول ہوگا اور اُسپر اور وارثان میت پر کچھ واجب نہوگا یہ خزانۃ المفتین مین ہے - اور اگر صراف قبل اسکے کچھ اقرار کرے مرگیا اور صراف کو ودیعت دینا فقط مضارب ہی کے قول سے معلوم ہوتا ہے تو صراف پر اسکے قول کی تصدیق نہ کیجاویگی یہ خلاصہ مین لکھا ہے - اور اگر صراف کو گواہون کے سامنے یا صراف کے اقرار پر دیے ہین یعنی صراف مقر ہوا ہے اگرچہ گواہون کے سامنے دیے نہون پھر مضارب مرگیا پھر صراف مرگیا اور اُس ودیعت کو بیان نہ کیا تو صراف کے مال مین قرضہ قرار دیجائیگی اور مستودع پر کچھ واجب نہوگا یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہے - اور اگر مضارب مرگیا حالانکہ صراف زندہ موجود ہے اُسنے کہا کہ مین نے مضارب کی حین حیات مین اُسکو ودیعت واپس کردی تھی تو اُسی کا قول لیا جائیگا اور قسم لیجائیگی اور اُسپر ضمان نہ آویگی اور نہ میت پر ضمان آویگی یہ محیط مین ہے - ل امانت مین بھی یہی حکم ہے کہ اگر بدون بیان کیے ہوے مرجاوے تو اُنکی ضمان لازم آجاتی ہے الا صرف تین مسئلون مین امانت مضمون نہین ہوتی ہے اول یہ کہ متولی وقف اگر مرجاوے اور جو کچھ حاصلات وقف اُس نے وصول کی ہے اُسکی شناخت نہو اور اُسنے بیان نہ کی تو اُسپر ضمان نہ آویگی - اور دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اگر سلطان جہاد کے واسطے نکلا اور اہل جہاد نے غنیمت حاصل کی اور بعد احراز کے سلطان نے کچھ غنیمت کسی شخص کے پاس جو غنیمت حاصل کرنے والون مین سے ہے ودیعت رکھی پھر سلطان مرگیا اور بیان نہ کیا کہ کسکے پاس ودیعت رکھی تھی تو اُسپر ضمان نہ آویگی اور تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ وہ شخص مین

۱۰

شرکت مفاوضہ یعنی اگر امینون سے ایک شخص مرگیا حالانکہ اُسکے پاس مال شرکت ہی اور اُسنے بیان نہ کیا تو اُسپر ضمان نہین ہی
یہ فتاوی صغری مین ہی - قاضی نے اگر یتیمون کا مال اپنے قبضہ مین لے لیا اور بدون بیان کیے ہوے
مرگیا تو اُسکی دو صورتین ہین اگر اُس نے اپنے گھر مین رکھا اور معلوم نہین ہوتا ہے کہ مال کہان ہی تو ضامن ہوگا اور اگر کسی
قوم کو دیدیا اور معلوم نہین ہوتا کہ کسکو دیا ہے تو اُسپر ضمان نہین ہی یہ ذخیرہ مین ہی - اور اگر قاضی نے کہا کہ مال میرے
پاس سے ضائع ہوگیا یا مین نے یتیم کے مصارف مین خرچ کردیا تو اُسپر ضمان نہین ہی اور اگر بدون سبب بیان کرنے کے
مرگیا تو ضامن ہوگا کذا فی الینابیع - نوادر ہشام مین ہی کہ ایک وصی نے انتقال کیا حالانکہ اُسکے قبضہ مین کسی یتیم کا مال
تھا اور اب معلوم نہین کہ وہ مال کہان ہی اور نہ اُسنے خود بیان کیا تو یہ مال اُسکے ترکہ مین سے ڈانڈ لیا جائیگا اور
اگر یہ بیان کیا کہ اُسنے کسی شخص کو دیدیا ہی اور یہ معلوم نہین ہوتا کہ کسکو دیا ہی تو ڈانڈ لیا جائیگا کیونکہ اُسکو یہ اختیار ہی
کہ حفاظت کے واسطے یتیم کا مال دوسرے کو دیدے - اور نوادر ابن رستم مین امام محمد رح سے مروی ہے کہ اگر یون کہا
کہ یتیم کا مال میرے پاس ضائع ہوگیا یا مین نے اسکو یتیم پر خرچ کردیا تو ضامن نہوگا اور اگر ایسا بیان کرنے سے پہلے
مرگیا تو مثل مستودع کے ضامن ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی - دو شریکون مین بطور مفاوضہ کے شرکت ہی اُنمین سے ایک
شریک کو کسی نے کچھ ودیعت دی پھر وہ بدون بیان کے مرگیا یعنی کچھ حال ودیعت کا بیان نہ کیا اور مرگیا تو دونون
شریک ضامن ہونگے اور اگر زندہ شریک نے کہا کہ میرے شریک کی حین حیات مین اسکے ہاتھ مین ضائع ہوگئی تو اُسکی
تصدیق نہ کیجاویگی یہ ذخیرہ مین ہی - منتقی مین مذکور ہی کہ امام محمد رح نے فرمایا کہ ایک قاضی نے بطور ولایت کے کسی یتیم
کی ہزار درم کی تھیلی قبضہ مین لے لی اور دوسرے یتیم کی ہزار کی تھیلی بھی قبضہ مین لے لی پھر ایک تھیلی خرچ کردی اور یہ
معلوم نہین کہ کونسی تھیلی خرچ کردی ہی اور کونسی باقی ہی تو باقی ہزار درم کی تھیلی دونون لڑکون کو برابر تقسیم ہوگی پھر
جب دونون بالغ ہوجاوین تو ہر ایک کو یہ اختیار ہوگا کہ دوسرے پر اسقدر کا دعوے کرے جو اُسپر خرچ کیا ہی اور اسپر
قسم لے یہ محیط سرخسی مین ہی - ایک شخص کے قبضہ مین ہزار درم ہین اُسکو دو شخص قاضی کے پاس لائے ہر ایک نے دعوی
کیا کہ مین نے یہ درم اسکے پاس ودیعت رکھے ہین اور مستودع نے کہا کہ تم دونون مین سے ایک نے یہ درم مجھے
ودیعت دیے ہین مگر مجھے معلوم نہین کہ وہ دونون مین سے کون شخص ہی پس اگر دونون مدعیون نے باہم اسطرح سے صلح
کرلی کہ ہم دونون برابر ان درمون کو لیکر بانٹ لین تو دونون کو یہ اختیار ہی اور مستودع کو یہ درم دونون کو سپرد کرنے
سے انکار کا اختیار نہین ہی اور بعد اس صلح کے دونون کو باہم قسم لینے کی کوئی راہ نہوگی اور نہ دونون مستودع سے
قسم لے سکینگے - اور اگر دونون نے اسطرح صلح نہ کی اور ہر ایک نے دعوے کیا کہ یہ ہزار درم خاص میرے ہین اور
مستودع سے لینے چاہے تو اُسکو یہ اختیار نہین ہی ولیکن ہر ایک مستودع سے قسم لیگا پس مستودع یا تو دونون کی طلب پر
قسم کھاجائیگا یا دونون کی قسم سے انکار کریگا یا ایک کی قسم کھائیگا اور دوسرے کی قسم سے انکار کریگا پس اگر دونون کی
طلب پر قسم کھا گیا تو دونون کا دعوی دور ہوا پھر اس قسم کھالینے کے بعد دونون کو امام ابو یوسف رح کے نزدیک باہم
صلح کرکے ہزار درم لینے کی کوئی راہ نہین ہی اور امام محمد رح کے نزدیک بعد اس قسم لینے کے دونون کو باہم صلح کرکے
ہزار درم لے لینے کا اختیار ہی - اور اگر اُسنے دونون کی قسم سے انکار کیا تو ان ہزار درم کی دونون کے نام نصفا
نصف ڈگری ہوگی اور مستودع دوسرے ہزار درم دونون کو ضمان دیگا اور اگر ایک کی قسم کھالی اور دوسرے کی قسم سے

انکار کیا تو جسکی قسم سے انکار کیا ہو اُسی کے نام ان ہزار درم کی ڈگری ہو گی اور جسکی قسم کھالی ہو اُسکے نام کچھ ڈگری نہوگی یہ غایۃ البیان میں ہو۔ اور قاضی کو چاہیے کہ فقط ایک مدعی کے قسم طلب کرنے اور مستودع کے انکار کرنے سے اُس مدعی کی مستودع پر ڈگری نہ کردے جب تک کہ دوسرے مدعی کے لیئے قسم نہ لے تاکہ وجہ حکم ظاہر ہوجاوے اور اگر ایک مدعی کی قسم طلب کرنے اور مدعا علیہ کے انکار کرنے سے قاضی اُس مدعی کے نام ڈگری ہزار درم کی کردے حالانکہ قاضی کو یہ روا نہ تھا تو قاضی کا حکم نافذ نہوگا حتی کہ اگر پھر اسنے دوسرے کے واسطے قسم لی اور مدعا علیہ نے انکار کیا تو وہ ہزار درم دونوں کو برابر ملینگے اور مدعا علیہ دوسرے ایک ہزار درم کی ضمان دیگا کذا فی الکافی اور اسی کو ہمارے مشایخ نے اختیار کیا ہو یہ غایۃ البیان میں ہو۔ پھر جب مدعا علیہ پر مدعی اول کی ڈگری ہو چکی تو اُس سے دوسرے مدعی کے واسطے بالاجماع قسم اس قول پر اختصار کرکے نہ لیجاویگی کہ واللہ اُسکا یہ غلام مثلاً مجھپر نہیں ہو۔ ہان اگر غلام ودیعت کے ساتھ اُسکی قیمت ملاکر قسم نے لے یعنی اسطور سے کہ واللہ اُسکا یہ غلام یا اس غلام کی قیمت کہ جو اسقدر ہو مجھپر نہیں ہو اور نہ اسمین سے کچھ واجب ہو تو اس صورت مین اختلاف بیان کیا گیا ہو کہ امام محمد رح کے نزدیک قسم لینی چاہیے اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک اسکے خلاف ہو یہ تبیین مین ہو۔ اور اگر دونوں مدعیوں نے کسی عین ودیعت کا دعوی کیا ہر ایک مدعی ہو کہ یہ مال معین میری ملک کا اُسکے پاس ودیعت ہو اور مستودع نے کسی ایک کے واسطے دونوں مین سے اقرار کرکے اُسکو دیدیا تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک دوسرے کو یہ اختیار نہیں رہا کہ مستودع سے قسم لے اور امام محمد رح کے نزدیک لے سکتا ہو یہ کافی مین ہو۔ فتاوے عتابیہ مین ہو کہ اگر دو شخصون مین سے ہر ایک نے زید کو ہزار درم ودیعت دیے اسمین سے ایک ہزار تلف ہوئے اور معلوم نہین ہوتا کہ کسکے تلف ہوئے ہین تو جب تک دونوں دعوے نہ کرین دونوں مین خصومت قرار نہ دیجاویگی پھر اگر ہر ایک نے دعوے کیا کہ جو موجود ہو وہ میرا مال ہو تو مستودع سے ہر ایک کے واسطے قسم طلب کیجاویگی پس اگر اُس نے دونوں کے دعوے سے قسم کھالی تو دونوں ان ہزار درم موجودہ کو لے لینگے اور پھر اُس سے مواخذہ نہ کر سکینگے اور اگر دونوں کی قسم سے نکول کیا تو دونوں شخص موجودہ ہزار درم لے لین اور ہر ایک کو اور پانچ سو درم ملینگے یہ تاتارخانیہ مین ہو۔ اگر کسی شخص کو کوئی باندی ودیعت دی گئی پھر مستودع نے انتقال کیا اور اُس باندی کو ظاہر بیان نہ کیا پھر لوگون نے اسکی موت کے بعد باندی کو زندہ دیکھا تو مستودع پر ضمان نہ آویگی اور اگر اسکی موت کے بعد باندی کو زندہ نہ دیکھا اور اُسکے وارثون نے کہا کہ مستودع نے اپنی زندگی مین مودع کو واپس کردی تھی یا باندی اُسوقت مر گئی تھی یا بھاگ گئی تھی تو انہین سے کسی صورت مین وارثون کا قول قبول نہوگا کیونکہ یہ لوگ اپنی ذات سے ضمان دور کرنا چاہتے ہین اور مستودع سے باندی کے قبضہ کے روز کی قیمت ڈانڈ لیجاویگی یہ محیط مین ہو اور اگر باندی کی قیمت بسبب کسی زیادتی یا نقصان آنے کے بدل گئی ہو تو مستودع کے مال سے ڈانڈ مین وہ قیمت لیجاویگی جو سب سے آخر مین باندی کو زندہ دیکھ کر اُسکی قیمت[1] نظرون مین تھی خواہ یہ قیمت قبضہ کے روز کی قیمت سے زیادہ ہو یا کم اور یہی حکم عاریت اور اجارہ کی صورت مین ہو یہ ینابیع مین ہو۔ ایک لڑکا خرید و فروخت کو سمجھتا ہو مگر وہ مجبور یعنی تصرفات سے منع کردیا گیا ہو اُسکو ایک شخص نے ہزار درم ودیعت دیے پھر وہ بالغ ہوا اور مر گیا اور معلوم نہوا کہ ودیعت کا کیا حال ہوا تو اُسکے مال سے ضمان نہ لیجاویگی مگر جب گواہ یہ گواہی دین کہ اُسکے بالغ ہونے کی حالت مین وہ ودیعت اُسکے پاس موجود تھی تو اس صورت مین ودیعت کو بلا بیان چھوڑ کر مرجانے کی وجہ سے اُسکے

[1] یعنی آخر کا زندگی کی قیمت تو معلوم نہین لیکن آخر کی دیکھی نظرون مین اسکی قیمت معین تھی تو وہی لازم ہوگی ۱۲

مال سے ڈانڈ نجاویگی یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور معتوہ کا حکم ودیعت مین مثل لڑکے کے حکم کے ہے کہ جب معتوہ کو افاقہ ہوگیا پھر مرگیا اور معلوم نہوا کہ ودیعت کا کیا حال ہوا ہے تو اُسکے مال سے ودیعت کی ڈانڈ نہ دلائی جاویگی مگر جب کہ گواہ یہ گواہی دین کہ جب معتوہ کو افاقہ ہوا تو اُس حالت مین وہ ودیعت معتوہ کے پاس موجود تھی تو اس صورت مین ضامن ہوگا۔ اور اگر لڑکے کو تجارت کرنے کی اجازت ہو اور باقی مسئلہ یون ہی واقع ہوا تو وہ ودیعت کا ضامن ہوگا اگرچہ گواہ یہ گواہی نہ دین کہ بعد بالغ ہونے کے اس لڑکے کے قبضہ مین ودیعت موجود تھی اور اگر معتوہ کو بھی تجارت کی اجازت ہو تو اُسکا بھی یہی حکم ہے یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر کسی شخص کا غلام مجحور ہو یعنے مالک نے اسکو تصرفات سے منع کر دیا ہو اور اُسکو کسی شخص نے کچھ مال ودیعت دیا پھر مالک نے اُسکو آزاد کیا پھر وہ مرگیا اور ودیعت کو بیان نہ کیا تو یہ ودیعت اُسکے مال مین قرضہ قرار دیجائیگی خواہ آزادی کے بعد گواہون نے اُسکے پاس ودیعت قائم ہونیکی گواہی دی ہو یا نہ دی ہو۔ اور اگر وہ غلام مرا در حالیکہ ودیعت اُسکے پاس تھی تو اُسکے مولی پر کچھ لازم نہین آئیگا ولیکن اگر ودیعت بعینہ پہچانی جاوے تو اُس ودیعت کے مالک کو واپس دیجاویگی یہ ظہیریہ مین ہے اور اگر مولے نے اسکو ودیعت لینے کے بعد تجارت کی اجازت دیدی پھر وہ غلام مرگیا تو اُسپر ضمان لازم نہین آتی ہے۔ مگر گواہ اگر یہ گواہی ادا کرین کہ تجارت کی اجازت پانے کے بعد وہ ودیعت اُس غلام کے پاس موجود تھی پھر وہ غلام مرگیا اور کچھ مال چھوڑا تو ودیعت اس مال مین سے دیجاویگی یہ محیط مین ہے۔ اور اگر کسی نے زید کو برف یا خربزے یا انگور ودیعت دیے اور غائب ہوگیا اور زید مرگیا پھر مودع آیا اور اتنی مدت بعد آیا کہ اُس ودیعت کا اتنی مدت تک باقی رہنا معلوم ہے تو یہ ودیعت میت کے مال مین قرضہ قرار دیجاویگی کیونکہ ودیعت کا حال معلوم نہین ہے اور شاید زید نے اُسکو خود تلف کر دیا ہو یہ فصول عمادیہ مین ہے۔ اور اگر زید کے وارثون نے اس امر کے گواہ دیے کہ یہ ودیعت زید کی زندگی مین تلف یا فاسد ہوگئی تو زید کے ترکہ پر ڈانڈ نہ پڑیگی کذا فی الملتقط۔ اگر کوئی شخص مرگیا حالانکہ اُسپر قرضے ہین اور اُسکے پاس مال ودیعت و بضاعت و مضاربت ہے پس اگر ودیعت و بضاعت و مضاربت بعینہ شناخت مین آجاوین تو قرضخواہون کو نہ دی جاوینگی اُنکے مالکون کو ملینگی اور اگر شناخت مین بعینہ نہ آوین تو تمام مال موافق حصہ رسد کے سب کو تقسیم ہوگا اور ودیعت و مضاربت و بضاعت والے ہمارے نزدیک بمنزلہ قرضخواہون کے قرار پاوینگے یہ مبسوط مین لکھا ہے

چھٹا باب ودیعت طلب کرنے اور غیر کو دینے کا حکم کرنے کے بیان مین۔ اگر مالک ودیعت نے ودیعت طلب کی اور مستودع نے کہا کہ کل کے روز مانگنا پھر دوسرے روز کہا کہ ضائع ہوگئی تو اُس سے دریافت کیا جائیگا اگر اُسنے کہا کہ میرے اس کہنے سے کہ کل کے روز مانگنا پہلے ضائع ہوگئی تھی تو اُس سے ضمان لیجاویگی کیونکہ اسمین تناقض ہے اور اگر کہا کہ میرے اس کہنے کے بعد ضائع ہوئی تو ضمان نہ آویگی کیونکہ تناقض نہین ہے یہ فصول عمادیہ مین ہے۔ اور اگر مالک ودیعت نے ودیعت مانگی اور مستودع نے درنگ کیا پس اگر باوجود اسکے کہ سپرد کر دینے پر قادر تھا اور درنگ کیا تو ضامن ہوگا اور اگر سپرد کرنے پر قادر نہ تھا مثلاً ودیعت کہین دور رکھی تھی کہ فی الحال اُسکو نہین دے سکتا تھا تو ضامن نہوگا یہ سراج الوہاج مین ہے۔ اگر مالک نے ودیعت طلب کی اُس نے کہا کہ مین اسدم اسکو حاضر نہین کر سکتا ہون پس مالک چھوڑ کر چلا گیا پس اگر یہ رضامندی سے ہوا تو ضامن نہوگا اور اگر ناراضی سے ہوا تو ضامن ہوگا اور اگر طلب کرنے والا مالک کا وکیل ہو تو

اگر ضائع ہو ۱۲

ضامن ہوگا یہ وجیز کردری مین ہے - اگر مالک ودیعت نے مستودع سے کہا کہ جو ودیعت میرے پاس ہے وہ آج
اٹھوا کر میرے پاس پہونچا دے اُس نے کہا کہ ایسا ہی کرونگا پھر اُس نے اُسدن نہ پہونچائی یہان تک کہ وہ دن
گذر گیا پھر وہ ودیعت اُسکے پاس تلف ہوگئی تو ضامن نہوگا یہ فتاوائے نسفی مین ہے - اگر مالک نے ودیعت
طلب کی اور مستودع انکار کر گیا پس اگر مودع نے بعد انکار کے اُسپر گواہ قائم کیے تو مستودع ضامن ہوگا یہ ینابیع
مین ہے پھر اگر اقرار کیجانب عود کیا تو ضمان سے بری نہوجائیگا مگر اسوقت بری ہوگا کہ جب ودیعت اُسکے مالک کے
سپرد کردے یہ خزانۃ المفتین مین ہے - اگر ودیعت سے مودع یا مودع کے وکیل کے سامنے انکار کیا تو ضامن ہوگا اور
اگر بدون دونون کی موجودگی کے انکار کیا تو امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ اُسپر ضمان لازم نہ آئیگی اور ہم اسی کو اختیار
کرتے ہین یہ ینابیع مین ہے - اور اجناس مین ہے کہ انکار کرنے کی وجہ سے ودیعت کی ضمان صرف اُسوقت
لازم آتی ہے کہ جب ودیعت کو اُسکی جگہ سے جہان انکار کے وقت موجود تھی منتقل کر دیا اور وہ تلف ہوگئی اور اگر اُس جگہ سے
منتقل نہ کیا اور وہ تلف ہوئی تو ضامن نہوگا اور منتقی مین یون لکھا ہے کہ اگر ودیعت یا عاریت مال منقولہ مین سے ہو کہ
ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جا سکتے ہون تو انکار کی وجہ سے ضمان لازم آجاویگی اگرچہ اپنی جگہ سے منتقل نہ کیا ہو یہ
وجیز کردری و خلاصہ مین ہے - اگر مالک ودیعت کے روبرو بدون اُسکی طلب کے ودیعت سے انکار کیا مثلاً
مالک نے ودیعت کو اُس سے اسواسطے دریافت کیا کہ اسکو یاد دلاوے اور کہا کہ میری ودیعت کا کیا حال ہے اُسنے
کہا کہ میرے پاس تیری کچھ ودیعت نہین ہے تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک ضامن نہوگا یہ غایۃ البیان مین ہے مستودع
نے دشمن کے روبرو ودیعت سے اسوجہ سے انکار کیا کہ اُسکے روبرو اقرار مین تلف ہونے کا خوف تھا پھر وہ ودیعت
ضائع ہوگئی تو ضامن نہوگا یہ وجیز کردری مین ہے - مودع غائب ہوگیا اُسکی عورت نے ودیعت کے مال سے نفقہ
طلب کیا اور مستودع ودیعت سے انکار کر گیا پھر ودیعت کا اقرار کیا اور کہا ضائع ہوگئی تو ضامن ہوگا - اسیطرح یتیمون
کے وصی کا حکم ہے کہ اگر یتیمون کے ولی اور پڑوسی لوگ جمع ہوئے اور وصی سے کہا کہ جو کچھ انکا تیرے پاس ہے اسمین
سے ان لوگون پر خرچ کر اُسنے انکار کیا اور کہا کہ انکا کچھ مال میرے پاس نہین ہے پھر کچھ مال کا اقرار کیا اور کہا کہ طلب
کرنے کے بعد میرے پاس ضائع ہوگیا ہے تو وصی ضامن ہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہے مستودع نے ودیعت سے
انکار کیا پھر اُسکو بعینہ نکال لیا یا اُسکا اقرار کیا اور مالک ودیعت نے کہا کہ اسکو اپنے پاس ودیعت رہنے دے
پس وہ ضائع ہوگئی پس اگر وہ شخص جسکے پاس ودیعت چھوڑی ہے اُسکے لینے اور حفاظت کرنے پر بشرط خواہش قادر
تھا تو وہ ضمان سے بری ہوگیا اور اگر اُسکی حفاظت کرنے پر قادر نہ تھا تو پہلی ضمان پر ضامن رہیگا - اسیطرح اگر اُس سے
کہا کہ اس مال ودیعت سے مضاربت کر تو بھی یہی حکم ہے اور یہ سب مال منقول مین ہے اور عقار غیر منقول مین امام ابو یوسف رح
کے نزدیک ضامن نہوگا اور شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا کہ امام سے اسمین دو روایتین ہین اور بعض مشائخ نے فرمایا
کہ عقار کی صورت مین انکار کرنے سے بالاجماع ضامن ہوگا یہ وجیز کردری مین ہے - مالک ودیعت نے اپنے مستودع
سے کہا کہ جب میرا بھائی طلب کرے تو ودیعت تو اُسکو واپس دینا پھر جب اُسکے بھائی نے اُس سے ودیعت مانگی تو
اُس نے کہا کہ ایک ساعت بعد لوٹ کر آنا کہ مین تجھے ودیعت دیدونگا پھر جب لوٹ کر آیا تو اُسنے کہا کہ ودیعت
تو تلف ہو چکی تھی تو شیخ رح نے فرمایا کہ بسبب تناقض کلام کے ضامن ہوگا یہ حاوی مین ہے - اگر ایام فتنہ و جنگ

لہ تو در انکار ہے کہا کہ میرے پاس آج شخص فلان کی ودیعت نہین ہے پھر کہا کہ ہان ودیعت تھی اور تلف ہوگئی تو اول انکار سے ضامن ہوگا فقط کیونکہ اقرار بعد انکار کلام سکتہ ہوگا

مین مودع نے ودیعت طلب کی اور مستودع نے کہا کہ اس دم مین ودیعت تک نہین پہونچ سکتا ہون پھر اُس نواح
مین جہان ودیعت تھی لوٹ ہوگئی اور مستودع نے کہا کہ ودیعت بھی لوٹ لیگئی تو امام ابو بکر رح نے فرمایا کہ اگر
ودیعت سے دور ہونے کی وجہ سے یا تنگی وقت کی وجہ سے مستودع اسکو واپس نہین کر سکتا تھا تو اُسپر ضمان
نہ آویگی اور اس امر مین اُسی کا قول قبول ہوگا ورنہ وہ ضامن ہوگا یہ فصول عمادیہ مین ہی - اگر مودع نے حکم کیا کہ میرے
بیٹے یا اپنے بیٹے کو دیدے کہ وہ میرے پاس ودیعت کو لے آوے اور مستودع نے ایسا ہی کیا اور ودیعت
ضائع ہوئی تو طالب کا مال گیا یہ تاتارخانیہ مین ہی - مالک ودیعت نے مستودع سے کہا کہ میرے اس غلام کو
ودیعت دیدے اور غلام نے یہ ودیعت طلب کی اور مستودع نے اُسکو نہ دی تو ضامن ہوگا یہ خزانۃ المفتین
مین ہی - مالک ودیعت نے مستودع سے پوشیدہ یہ کہدیا کہ جو شخص تجھے ایسی ایسی نشانی بتادے اُسکو تو ودیعت
دیدینا پھر ایک شخص آیا اور اُسنے کہا کہ مین مودع کا ایلچی ہون اور یہی نشانیان پیشکش کین اور مستودع نے
اُسکی تصدیق نہ کی اور ودیعت اُسکو نہ دی یہانتک کہ ودیعت تلف ہوگئی تو اُسپر ضمان نہ آویگی یہ محیط مین ہی مودع
کے ایلچی نے ودیعت طلب کی اور مستودع نے کہا کہ مین فقط اُسی کو دونگا جو میرے پاس ودیعت لایا تھا اور کسی کو
نہ دونگا پھر ودیعت چوری گئی تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک ضامن ہوگا اور ظاہر مذہب کے موافق ضامن نہوگا
یہ وجیز کردری مین ہی - ایک شخص نے اپنے شاگرد کے ہاتھ ایک کپڑا کندیگر کو بھیجا پھر کندیگر سے کہلا بھیجا کہ جو شخص
تیرے پاس کپڑا دے گیا ہی اُسکو وہ کپڑا نہ دینا پس اگر وہ شخص جو کندیگر کو دے آیا ہی اُسنے یہ نہین کہا کہ یہ کپڑا
فلان شخص کا ہی اُس نے تیرے پاس بھیجا ہی تو کندیگر اُس شاگرد کو دینے سے ضامن نہوگا اور اگر اُس نے
یون کہا کہ یہ کپڑا فلان شخص کا ہی اُسنے تیرے پاس بھیجا ہی پس اگر وہ شخص جو کپڑا لایا ہی اُس کے امور مین متصرف ہو
تو بھی یہی حکم ہی کہ اسکو دیدینے سے کندیگر ضامن نہوگا اور یہی اوجہ ہی اور اگر اُسکے کامون مین متصرف نہو تو
ضامن ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی - ایک شخص نے دوسرے کو ہزار درم دیے اور کہا کہ یہ درم فلان شخص کو کوفہ مین دیدینا پھر
دینے والا مر گیا اور مستودع نے ایک شخص کو دیے کہ یہ درم فلان شخص کو دیدینا پھر راستہ مین وہ درم اُس سے چھین
لیے گیے تو مستودع پر ضمان نہین ہی اور اگر دینے والا زندہ ہو تو مستودع سے ضمان لے سکتا ہی ولیکن اس صورت
مین نہین لے سکتا ہی کہ جب دوسرا شخص جسکے پاس سے چھن گئے ہین مستودع کے عیال مین سے ہو یہ فتاوی
قاضیخان مین ہی - ایک شخص کو ہزار درم دیے اور کہا کہ یہ درم آج ہی کے روز فلان شخص کو دیدینا اُس نے اُس روز
فلان شخص کو نہ دیے پھر وہ ضائع ہوگئے تو ضامن نہوگا کیونکہ یہ اُسپر واجب نہ تھا یہ وجیز کردری مین ہی - ایک شہر کے
رہنے والے نے اپنا عمامہ راستہ کے خوف سے ایک دیہاتی کے پاس چھوڑ دیا اور کہا کہ جب مین عمامہ لینے والے کو
بھیجون تو اُسکو دیدینا پھر جب عمامہ لینے والا آیا تو اُسنے اُسکو عمامہ نہ دیا اور خود چند روز بعد عمامہ لیکر آیا اور اپنے ایک
دوست کے مکان مین رکھدیا وہان سے عمامہ چوری گیا تو شیخ رح نے فرمایا کہ ضامن ہوگا ولیکن اگر اُسنے ایلچی کی تکذیب
کی ہو کہ مین نہین جانتا ہون کہ تو اُسکا ایلچی ہی یا نہین ہی تو اس صورت مین ضامن نہوگا کیونکہ ودیعت طلب کرنے
کے بعد انکار کرنیوالا اقرار دیا ہوگا یہ حاوی مین ہی - مودع نے کہا کہ میرے جس وکیل کو چاہے دیدے پھر ایک وکیل نے
اُس سے طلب کی اُسنے اُس وکیل کو نہ دی تاکہ دوسرے وکیل کو دیوے تو مستودع ایک وکیل کی طلب سے انکار کی وجہ سے

ضامن ہوگا یہ وجیز کردری میں ہی- ایک مودع نے مستودع کے سامنے ایک شخص کو ودیعت پر قبضہ کرنے کے
واسطے وکیل کیا پھر وہ وکیل چند روز بعد مستودع پاس پہونچا اور ودیعت طلب کی اُسنے نہ دی اور پھر وہ ودیعت تلف
ہوگئی تو فرمایا کہ ضامن ہوگا پھر دریافت کیا گیا کہ اسمین فرق ہی کہ جب مستودع کے سامنے وکیل کیا پھر انکار کیا اور جب
مستودع کے پیچھے وکیل کیا اور اُسنے اُسکے وکیل ہونے کی تصدیق کی تو فرمایا کہ ہان ایسا ہی جامع مین صریح مذکور ہی
یہ تاتارخانیہ مین ہی- ایک شخص نے زید کو کچھ مال معین دیا کہ خالد کو دیدے زید اسکو خالد کے پاس لایا اور کہا کہ فلان شخص
نے یہ مال تیرے پاس ودیعت دیا ہی اُسنے قبول کر لیا پھر وکیل کو واپس دیا اور وہ تلف ہوگیا تو مالک کو اختیار ہی کہ دونون
مین سے جس سے چاہے ضمان لے یہ فصول عمادیہ مین ہی- زید نے ایک تمسک عمرو کے پاس ودیعت رکھا اور حکم کیا کہ یہ
تمسک میرے قرضدار خالد کو دیدے بشرطیکہ خالد تین مہینہ گذرنے سے پہلے میرا مال مجھے دیدے پھر خالد نے تین مہینہ بعد
زید کو دراہم دیدیے پس زید عمرو کے پاس اپنا تمسک واپس لینے آیا پس اگر عمرو کو یقیناً معلوم ہی کہ خالد نے وہ
تمام مال جو تمسک مین تحریر ہی پورا زید کو دیدیا ہی تو عمرو تمسک زید کو نہ دے خواہ خالد نے تین مہینہ کے اندر مال ادا کیا ہو یا
اُسکے بعد ادا کیا کیونکہ وہ تمسک زید کو دینا گویا ظلم کرنے پر اعانت کرنا ہی یہ ذخیرہ مین ہی- اگر کسی عورت نے اپنے مرض مین
ایک وصیت نامہ لکھکر سامنے ایک شخص کو دیکر حکم کیا کہ میری وفات کے بعد میرے شوہر کو دیدینا پھر وہ عورت مرض سے
اچھی ہوگئی اور اپنا وصیت نامہ لینا چاہا پس اگر وصیت نامہ مین شوہر کے واسطے کچھ مال کا یا مہر وصول پانے کا اقرار ہو
تو اُسکو نہ دینے کا اختیار ہی اگرچہ وصیت نامہ کا کاغذ عورت ہی کی ملک ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی- غلام نے اگر کسی
شخص کو ودیعت دی اور غائب ہوگیا تو مالک غلام کو اختیار نہوگا کہ وہ ودیعت لے لے خواہ وہ غلام تاجر ہو یا مجور
ہو خواہ اُسپر قرضہ ہو یا نہو- اور یہ حکم اُسوقت ہی کہ یہ معلوم نہو کہ یہ ودیعت غلام کی کمائی ہی اور اگر معلوم ہو کہ غلام کی
کمائی ہی تو مولی کو لینے کا اختیار ہی یہ ذخیرہ مین ہی- غلام مجور یا تاجر نے خواہ قرضدار ہو یا نہو اگر کسی شخص کے پاس کچھ
مال ودیعت رکھا پھر مر گیا تو مولے اُسکو واپس نہین لے سکتا ہی مگر جسوقت معلوم ہو جاوے کہ یہ مال اُسی غلام کا ہی تو
واپس لے سکتا ہی کذا فی الصغرى- کافی کی کتاب الودیعۃ مین لکھا ہی کہ غلام مجور نے اگر کسی کو کوئی چیز ودیعت دی پھر
اسکا مالک آیا اور ودیعت طلب کی اور مستودع نے نہ دی پھر اُسکے پاس تلف ہوگئی تو ضامن نہوگا کیونکہ مالک کو
اُسکے واپس کر لینے کا استحقاق نہین ہی اور اُسکے فوائد مین ہی کہ کسی باندی یا غلام نے کوئی شی معین بعوض اپنے مال
کے خریدی جسکو اُس نے اپنے مالک کے گھر مین حاصل کیا ہی اور وہ چیز کسی شخص کے پاس ودیعت رکھی حالانکہ وہ
شخص اس امر سے واقف ہی پھر مولی نے اُسکو طلب کیا اور مستودع نے دینے سے انکار کیا یا مولے نے طلب نہ کی
یہانتک کہ وہ شی اُسکے پاس تلف ہوگئی تو مستودع ضامن ہوگا کیونکہ وہ شی معین مولی کی ملک ہی اور ودیعت رکھنا بدون
اُسکی اجازت کے واقع ہوا تو مستودع غاصب قرار دیا جاویگا یہ فتاوے عتابیہ مین ہی- ایک غلام ایک ٹوکری گیہون
کی بھری ہوئی کسی شخص کے گھر لایا اور وہ شخص گھر مین نہ تھا پس غلام نے اُسکی جورو کو سپرد کرکے کہا کہ یہ میرے مولے
فلان شخص نے تیرے شوہر کے پاس ودیعت رکھنے کو بھیجی ہی اور پھر غلام چلا گیا پھر جب وہ شخص گھر کا مالک آیا تو اُسکی عورت
نے اُسکو اس امر سے مطلع کیا اُس نے عورت کو ملامت کی کہ کیون قبول کی اور غلام کے مالک کے پاس کسی کو
بھیجکر کہا کہ تو کسی شخص کو بھیجکر یہ ٹوکری اُٹھوا لے کہ مین تیری ودیعت رکھنا قبول نہین کرتا ہون اُس نے جواب دیا

کہ چند روز یہ ٹوکری تیرے پاس ودیعت رہیگی پھر مین اُٹھوالونگا اور تو میرے غلام کو نہ دینا پھر مولے نے اُس سے طلب کی اُس نے کہا کہ مین کسی کو نہ دونگا فقط اُسی غلام کو دونگا جو میرے پاس اُٹھا لایا ہی پھر وہ ٹوکری مع اسباب صاحب خانہ کے چوری گئی یا لوٹ مین گئی تو شیخ رح نے فرمایا کہ اگر صاحب خانہ نے اس امر کی تصدیق کی کہ وہ غلام اپنے مالک کی طرف سے اُٹھا کر یہان رکھ گیا ہی تو مولے کو نہ دینے کی وجہ سے ضامن ہوگا اور اگر تصدیق نہ کی ہو یا یہ کہا ہو کہ مجھے نہین معلوم کہ یہ غلام کی غصب کی ہوئی یا کسی کی اُسکے پاس ودیعت ہی یا اپنے مولی کی بھیجی ہوئی لایا ہی اور اس امر کے دریافت کرنے کے واسطے اُسنے مولی کو دینے سے توقف کیا اور اسی حال مین یہ حادثہ واقع ہوا تو ضامن نہوگا یہ فتاوای نسفی مین لکھا ہی

ساتوان باب ودیعت واپس کرنے کے بیان مین - اگر مستودع نے ودلیعت لاکر مودع کے گھر مین رکھی اور وہ ضائع ہوگئی تو مستودع ضامن ہوگا اسی طرح اگر مودع کے بیٹے یا غلام یا کسی ایسے شخص کو جو اُسکے عیال مین ہی ودیعت دیدی اور وہ ضائع ہوگئی تو بھی ضامن ہوگا اور قاضی امام ابو عاصم رح عامری اسی پر فتوے دیتے تھے اور بعض نے کہا کہ اگر مستودع نے ایسے شخص کو ودیعت دی جو مودع کے عیال مین ہی تو ضامن نہ ہوگا اور متاخرین نے فرمایا کہ ضامن ہوگا اور اسی پر فتوی ہی یہ جواہر اخلاطی مین ہی - اور اگر ایسے شخص کے ہاتھ جو مستودع کے عیال مین ہی واپس کی تو ضامن نہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہی - اگر مستودع نے اپنے ایسے بیٹے کے ہاتھ جو اُسکے عیال مین نہین ہی ودیعت واپس کر بھیجی پس اگر وہ لڑکا بالغ ہو تو مستودع ضامن ہی ورنہ نہین کیونکہ نابالغ اگرچہ اُسکے عیال مین نہو ولیکن اُسکی تدبیر اور ولایت اُسی کو حاصل ہی پس اُسکے ہاتھ واپس کرنا مثل اپنے ایسے غلام کے ہاتھ واپس کرنے کے شمار ہی جسکو اُس نے دوسرے کو اجارہ پر دیا ہی یہ وجیز کردری مین ہی - اور مشائخ نے فرمایا کہ نابالغ کے ہاتھ واپس کرنے مین صرف اس صورت مین ضامن نہ ہوگا کہ جب وہ نابالغ حفاظت کرنے کو سمجھتا ہو اور چیزون کی حفاظت کرتا ہو اور اگر حفاظت نہ کرتا ہو تو ضامن ہوگا یہ محیط مین ہی - اگر مستودع نے مالک ودیعت سے کہا کہ مین نے اپنی باندی یا جورو وغیرہ ایسے شخص کے ہاتھ جو میرے عیال مین ہی تیری ودیعت بھیجدی تو اُسی کا قول قبول ہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہی - اور اگر کہا کہ کسی اجنبی کے ہاتھ یعنے جو اُس کے عیال مین نہین ہی ودیعت تجھکو واپس بھیجدی اور وہ تجھے پہونچ گئی ہی اور مالک ودیعت نے انکار کیا تو مستودع ضامن ہوگا لیکن اگر مستودع اس دعوے پر گواہ لاوے یا مالک ودیعت اقرار کرے تو ضامن نہوگا یہ محیط مین ہی - غاصب کے مستودع نے اگر غصب کی ہوئی چیز غاصب کو واپس کردی تو ضمان سے بری ہوگیا یہ ذخیرہ مین ہی - مستودع نے اگر مودع کو ودیعت واپس کردی پھر کوئی مستحق آیا اور ودیعت پر اپنا استحقاق ثابت کیا تو مستودع پر کچھ ضمان نہ آویگی اور اگر مودع نے مستودع کو حکم کیا کہ ودیعت میرے ایلچی کو دیدے اُسنے دیدی اور وہ ایلچی پاس تلف ہوگئی پھر کسی مستحق نے استحقاق ثابت کیا تو مستحق کو خیار ہوگا چاہے مودع سے ضمان لے یا ایلچی سے یا مستودع سے اور یہی دونون صورتون مین فرق ہی یہ فتاوای صغری مین ہی - مودع غائب ہوگیا کہ اُسکا مرنا وجینا کچھ معلوم نہین ہی تو مستودع برابر اُسکی حفاظت کرے یہانتک کہ اُسکے مرنے کا اور وارثون کا حال معلوم ہو کذا فی الوجیز للکردری - اور اُسکو صدقہ نہ کریگا بخلاف لقطہ کے حکم کے یہ فتاوای عتابیہ مین ہی - اگر مالک ودیعت مرگیا تو اُسکا وارث طلب ودیعت مین خصم قرار دیا جائیگا یہ مبسوط

ساتوان باب مستودع نے ودیعت واپس کرنے مین

مین ہی پس اگر مالک مرگیا اور اُسپر قرضہ مستغرق نہین ہی تو وارثون کو واپس دے اور اگر قرضہ مستغرق ہو تو وصی کو واپس دے یہ وجیز کردری مین ہی۔ مستودع نے اگر وارث مودع کو ودیعت دیدی اور ترکہ پر قرضہ ہی تو قرضخواہون کے واسطے ضامن ہوگا اور وارث کو دیدینے کی وجہ سے ضمان سے بری نہوگا یہ خزانۃ المفتین مین ہی

آٹھوان باب اُن صورتون کے بیان مین جنمین مودع یا مستودع ایک سے زیادہ ہون۔ دو شخصون نے ایک شخص کو درمون یا دینارون یا کپڑون یا چوپاؤن یا غلامون کی ودیعت دی پھر دونون مین سے ایک شخص حاضر ہوا اور اپنا حق اُس سے طلب کیا تو جب تک دونون جمع نہون اُسکو یہ اختیار نہین ہی اور اگر قاضی کے سامنے اُسپر نالش کی تو امام اعظم رح کے نزدیک قاضی مستودع کو اُسکا حصہ دینے کا حکم نہ دیگا اور صاحبین رح کے نزدیک قاضی اُسکو حکم کریگا کہ تقسیم کرکے اُسکا حصہ اُسکو دیدے اور مستودع کا تقسیم کرنا غائب کے حق مین بالاتفاق جائز نہوگا یہ مبسوط مین ہی۔ اور جامع صغیر مین ہی کہ تین آدمیون نے ایک شخص کو ودیعت دی پھر دو شخص غائب ہو گئے تو حاضر کو امام اعظم رح کے نزدیک اپنا حصہ لینے کا اختیار نہین ہی اور صاحبین رح نے فرمایا کہ اختیار ہی اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ مثلی اور قیمتی دونون قسم کی چیزون مین یہ اختلاف برابر جاری ہی اور صحیح یہ ہی کہ یہ اختلاف کیلی و وزنی چیزون مین جو مثلی ہین جاری ہی اور مثلی چیزون کے سوائے کپڑون و چوپاؤن وغیرہ مین بالاجماع یہ حکم ہی کہ جو شخص موجود ہی وہ اپنا حصہ نہین لے سکتا ہی یہ کافی مین ہی۔ پھر دو شخصون کی صورت مین اگر مستودع نے ایک کا حصہ اُسکو دیدیا اور وہ اُسکے پاس تلف ہوگیا پھر دوسرا آیا تو اُسکو اختیار ہی کہ مابقی مستودع سے لے لے پس اگر مستودع کے پاس جو اُسکے قبضہ مین ہی تلف ہوگیا تو بالاجماع مال امانت کا تلف ہوا یہ ینابیع مین ہی۔ اور اگر وصول کر لینے والے کے پاس مال مقبوضہ تلف ہوگیا تو اُسکو یہ اختیار نہین ہی کہ مابقی مال مین شخص غائب کا شریک ہو جاوے یہ غایۃ البیان مین ہی۔ منتقی مین ہی کہ اگر مستودع نے شخص حاضر کو آدھا مال دیدیا پھر مابقی اُسکے پاس تلف ہوگیا پھر شخص غائب اگر موجود ہوا تو امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ اگر مستودع نے بحکم قاضی دیدیا ہی تو کسی پر ضمان لازم نہ آویگی۔ اور اگر بدون حکم قاضی دیدیا ہی تو موجود ہونے والے کو اختیار ہی کہ جسقدر مستودع نے دیدیا اُسکا آدھا مستودع سے لے لے اور مستودع دوسرے قابض سے واپس کریگا یا دوسرے قابض سے جو اُسنے وصول کیا ہی اُسکا آدھا لے لے یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ اور اگر دو مودعون مین سے ایک مودع نے مستودع پر اس دعوے کے گواہ قائم کیے کہ تمام ودیعت میری ہی اور وقت ودیعت رکھنے کے دوسرے مودع نے اقرار کیا ہی تو گواہون کی سماعت نہوگی یہ فتاوے عتابیہ مین لکھا ہی۔ اور اگر مستودع نے اس صورت مین دعوی کیا کہ ودیعت میرے پاس تلف ہوگئی یا مجھسے کسی ظالم نے چھین لی ہی پس دونون مودعون مین سے ایک نے کہا کہ تیرے پاس کچھ ودیعت رکھی ہی تو بلا خلاف اُسکو اس امر پر قسم لینے کا اختیار ہی اور امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک اگرچہ دونون مین سے ایک مودع کو ودیعت واپس لینے کا اختیار نہین ہی ولیکن قسم لینے کا اختیار ہی۔ دو شخصون مین ہزار درم مشترک تھین دونون نے انکو دونون مین سے ایک پاس رکھا پھر ایک نے دوسرے سے کہا کہ اپنا حصہ اُنمین سے لے اُس نے لے لیا اور باقی آدھا ضائع ہوگیا تو جو آدھا اُسکے شریک نے لیا ہی وہ دونون مین مشترک ہوگا کیونکہ وہ اپنے نفس کے واسطے مقاسم نہوگا اور اگر وہ نصف ضائع ہوا جو اُسنے لیا ہی تو باقی شریک کے سپرد کیا جائیگا یہ محیط مین ہی۔ دو شخصون نے ہزار درم ودیعت رکھے پھر ایک نے کہا کہ میرے شریک کو سو یا دو سو درم یعنی آدھے سے کم تک کو

کہا کہ دیدے پھر باقی مال ضایع ہوگیا تو شریک لینے والے کو اُسقدر دیدیا جائیگا جو اُسنے لیا ہے یہان تک کہ اس کا شریک اُس سے کچھ واپس نہین لے سکتا ہو اور اگر کہا کہ آدھا اسکو دیدے پھر باقی آدھا اُس سے ضایع ہوا تو دوسرا اُس سے جو اُسنے لیا ہو اُسکا نصف لے لیگا یہ فتاوے عتابیہ مین لکھا ہو۔ اور اگر یون کہا کہ اسکو اُسکا حصہ دیدے اُسنے دیدیا تو وہ اُسی کا حصہ قرار دیا جائیگا یہانتک کہ اگر باقی تلف ہو تو شریک اُس سے کچھ نہین لے سکتا ہو کذا فی المحیط زید و عمرو نے خالد کو ہزار درم ودیعت دیے پھر خالد مرگیا اور ایک لڑکا بکر چھوڑا پھر زید نے دعوے کیا کہ بکر نے خالد کے مرنے کے بعد ودیعت تلف کردی اور عمرو نے کہا کہ مین نہین جانتا ہون کہ ودیعت کا کیا حال ہوا پس زید نے جس نے بکر پر تلف کرڈالنے کا دعوے کیا ہو اُس نے خالد کو ودیعت سے بری کیا کیونکہ اُسکے زعم مین خالد نے جب انتقال کیا تو ودیعت کو ویسا ہی قائم چھوڑ گیا ہو پھر اُسکے بیٹے بکر نے تلف کردی اور بکر پر ضمان کا دعوے کیا تو زید کی خالد کے حق مین تصدیق کیجاوے گی یعنے وہ بری ہوجائیگا اور بکر کے حق مین تصدیق نہو گی حتے کہ بکر پر اُسکے نام کچھ ڈگری نہو گی یہ تاتارخانیہ مین ہو۔ اور عمرو کے نام میت کے مال سے پانسو درم کی ڈگری ہو گی کیونکہ اُسکے حق مین گویا بدون بیان ودیعت کے مستودع مرگیا ہو اور پانسو درم مین زید اُسکا شریک نہو گا یہ محیط مین لکھا ہو۔ زید و عمرو و بکر نے خالد کو مال ودیعت دیا اور سب نے کہا کہ جب تک ہم سب جمع نہون جب تک ہم مین سے کسی کو مال نہ دینا پھر خالد نے انھین سے ایک شریک کا حصہ اُسکو دیدیا تو امام محمدؒ نے فرمایا کہ قیاساً ضامن ہو گا اور یہی قول امام اعظمؒ کا ہے اور استحساناً ضامن نہو گا اور یہ قول امام ابو یوسفؒ کا ہو یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے۔ اور اس صورت مین اگر مستودع نے چاہا کہ مین ضمان سے بچون تو اُسکا حیلہ یہ ہو کہ جب وہ ایک شخص کو دے چکا اور دوسرا اس سے مطالبہ کرنے کو آیا تو اُس سے یہ اقرار نہ کرے کہ مین نے کسی کو اُسکا حصہ دیدیا ہو بلکہ اُس سے کہے کہ تو سب کو حاضر کرتا کہ مین تم سبکو دیدون یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہو۔ اور اگر مستودع دو شخص ہون اور ودیعت ایسی چیز ہو جو تقسیم ہو سکتی ہے تو دونون کو اختیار ہو کہ اُسکو حفاظت کی غرض سے آدھی آدھی تقسیم کرلین اور اگر ایک مستودع نے تمام ودیعت دوسرے کے سپرد کردی اور وہ ضایع ہو گئی تو سپرد کرنے والا امام اعظمؒ کے نزدیک نصف کا ضامن ہو گا اور دوسرا کچھ ضامن نہو گا اور اگر ودیعت ایسی چیز ہو کہ تقسیم نہین ہو سکتی ہو تو دونون حفاظت کے مہتمم ہونگے اور کوئی شخص دونون مین سے دوسرے کو سپرد کرنے سے بالاجماع ضامن نہو گا یہ شرح طحاوی مین لکھا ہو۔ دو شخصون کے پاس کچھ چیز ودیعت رکھی گئی پھر ایک شخص نے اُسکی آدھی فروخت کردی پھر ایک مدعی نے دعوی کیا تو بایع کی گواہی دوسرے کے ساتھ ملکر اس امر پر مقبول نہو گی کہ یہ شے مدعی کی ملک ہو کیونکہ بایع چاہتا ہو کہ اپنے عقد بیع کو توڑدے یہ تاتارخانیہ مین ہو۔ زید نے عمرو و بکر کو ایک باندی ودیعت دی پھر عمرو نے مثلاً اپنی نصف باندی بغیر حصہ فروخت کردی اور مشتری نے اُس سے جماع کیا اور اُسکے لڑکا پیدا ہوا پھر باندی کا مالک آیا تو امام نے فرمایا کہ مالک وہ باندی اور اُسکا عقر اور لڑکے کی قیمت لے لیگا اور نقصان ولادت کے پورا کرنے مین لڑکے کی قیمت دیدینا مثل لڑکے کے دیدینے کے ہو اور اگر لڑکے کی قیمت نقصان ولادت پورا نہو تا ہو تو مشتری سے لیکر نقصان پورا کریگا پھر مشتری اپنے بایع سے اپنا ثمن اور لڑکے کی آدھی قیمت لے لیگا اور اگر باندی کا مالک چاہے تو بایع سے نصف نقصان لیلے اور اگر یہ امر کہ یہ باندی اسی شخص کی ہے جو حاضر ہوا ہے فقط انھین دونون مستودعون کے کہنے سے معلوم ہوا ہو اور کسی طور سے ثابت نہو تو ان دونون کی گواہی اس دعوی پر مقبول

ہنوگی ولیکن باعتبار ظاہر کے باندی مشتری کی ام ولد قرار دیجائیگی اور دوسرے شریک کو باندی کی نصف قیمت اور
نصف عقر دیدیگا جیساکہ دو شخصون کی مشترک باندی مین ایک شخص کے ام ولد بنانے کا حکم ہی یہ مبسوط مین لکھا ہی

نوان باب - ودیعت مین اختلاف واقع ہونے اور ودیعت مین گواہی کے بیان مین - منتقی مین ہی کہ بشر رحمہ نے امام
ابو یوسف رحمہ سے روایت کی کہ زید نے عمرو پر ودیعت کا دعوی کیا اور عمرو نے ودیعت سے انکار کیا اور زید نے اپنے
دعوی پر گواہ قائم کیے اور عمرو نے زید پر اس امر کے گواہ دیے کہ اُسنے اقرار کیا ہی کہ میرا عمرو پر کچھ نہین آتا ہے تو امام
ابو یوسف رحمہ نے فرمایا کہ اگر زید اس امر کا مدعی ہی کہ ودیعت بعینہ عمرو کے پاس قائم ہی تو جو براءت عمرو کے گواہون
سے ثابت ہوتی ہی اُس سے زید کا حق باطل نہوگا - کذا فی المحیط - اگر مالک ودیعت نے مستودع کے انکار کرنے کے بعد
ودیعت رکھنے کے گواہ پیش کیے اور مستودع نے ودیعت ضائع ہونے کے گواہ پیش کیے پس اگر مستودع نے ایداع
سے انکار کیا ہی مثلاً یون کہا کہ تو نے مجھے کچھ ودیعت نہین دی ہی تو اس صورت مین ضامن قرار دیا جائے گا اور بعد انکار
کے کہ ودیعت نہین دی ہی پھر ضائع ہو جانے کے اُسکے گواہ مردود ہونگے خواہ گواہون نے انکار سے پہلے ودیعت
ضائع ہوجانے کی گواہی دی ہو یا بعد انکار کے ودیعت ضائع ہونے کی گواہی ادا کی ہو اور اگر اُسنے ودیعت سے
اسطرح انکار کیا کہ تیری کچھ ودیعت میرے پاس نہین ہی پھر ودیعت ضائع ہو جانے کے گواہ دیے پس اگر بعد انکار کے ودیعت
ضائع ہونے کے گواہ سنائے تو وہ ضامن ہوگا اور اگر انکار سے پہلے ضائع ہوجانے کے گواہ سنائے تو وہ ضامن نہوگا
اور اگر مستودع نے مطلقاً ضائع ہونے کی گواہی دی یعنی انکار سے پہلے یا بعد ضائع ہونا کچھ بیان نہ کیا تو ضامن ہوگا - اور
قدوری مین لکھا ہی کہ اگر مستودع نے قاضی سے درخواست کی کہ مودع سے قسم لیجاوے کہ میرے انکار سے پہلے ودیعت تلف
نہین ہوئی ہی تو قاضی اُس سے قسم لیگا اور یہ قسم اُسکے علم پر لیگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہی - اور اگر مستودع نے ودیعت سے انکار کیا پھر
اس امر کے گواہ دیے کہ مین نے بعد انکار کے ودیعت بعینہ واپس کردی ہی تو گواہ قبول ہونگے اور اگر اس امر کے گواہ دیے کہ
مین نے انکار سے پہلے ودیعت اسکو واپس کردی ہی اور انکار کرنے مین مین نے غلطی کی یا واپس کرنا مین بھول گیا یا مجھے گمان
ہوا کہ مین نے دیدی اور مین اس قول مین سچا ہون کہ تو نے مجھے کچھ ودیعت نہین دی تو امام اعظم رحمہ و امام محمد رحمہ کے نزدیک قیاس
مین اُسکے یہ گواہ بھی مقبول ہونگے یہ خلاصہ مین ہی - اگر مالک نے ودیعت طلب کی اور مستودع نے کہا کہ تو نے مجھے ودیعت نہین دی
پھر واپس کردینے یا ودیعت تلف ہوجانے کا دعوی کیا تو اُسکے قول کی تصدیق نہ کیجاویگی اور اگر یون کہا کہ اسکی ودیعت مجھپر
نہین ہی پھر واپس دینے یا تلف ہوجانے کا دعوی کیا تو سماعت ہوگی یہ خزانۃ المفتین مین ہی - زید نے عمرو کو ایک غلام ودیعت
دیا اور عمرو ودیعت سے مکر گیا اور وہ غلام اُسکے پاس مر گیا پھر زید نے ودیعت دینے اور غلام کی انکار کے روز کی قیمت
کے گواہ قائم کیے تو مستودع پر انکار کے روز کی قیمت کی ڈگری کیجاویگی - اور اگر گواہون نے کہا کہ ہمکو انکار کے روز کی قیمت
معلوم نہین ہی ولیکن ودیعت دینے کے روز کی قیمت ہم جانتے ہین کہ وہ قیمت اسقدر تھی تو قاضی مستودع پر اُس قیمت کی ڈگری کریگا
جو کہ ودیعت غلام پر قبضہ کرنے کے روز غلام کی قیمت تھی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی - اگر مستودع نے کہا کہ مین نے ودیعت
تجھکو دیدی ہی پھر چند روز کے بعد کہا کہ مین نے تجھکو ودیعت نہین دی بلکہ وہ میرے پاس ضائع ہوگئی ہی تو مستودع
ضامن ہوگا اور اُسکے قول کی تصدیق نہ کیجاویگی اور خانیہ مین لکھا ہی کہ یہی صحیح ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی - اور اگر مستودع نے کہا
کہ ودیعت ضائع ہوگئی پھر اُسکے بعد کہا بلکہ ودیعت مین نے تجھے واپس کردی ہی اور پہلے قول مین مجھے وہم ہوا تو اُسکی

له یعنی زید قائل ہے ... [illegible] ... ضمان سے ... [illegible] ... باطل ہوگا

له یعنی گواہ دیے کہ میرے پاس سے ... [illegible] ... ضائع ہوگئی ۱۲

تصدیق نہ کیجاویگی اور وہ ضامن ہوگا کذا فی البدائع - اگر مستودع نے کہا کہ دس روز ہوئے کہ ودیعت ضایع ہوگئی اور مودع نے گواہ قائم کیے کہ دو روز ہوئے کہ اسکے پاس موجود تھی پس مستودع نے کہا کہ ودیعت میرے ہاتھ آگئی تھی پھر ضایع ہوگئی تو دفعیہ[لہ] اسکی طرف سے قبول ہوگا یہ ملتقط مین لکھا ہی - اور اگر نالش دائر ہونے پر اُسنے کہا کہ اسکی ودیعت میرے پاس نہین ہی پھر اُسکے بعد کہا کہ مین نے اس ودیعت کو پایا تھا پھر وہ ضایع ہوگئی تو ضامن ہوگا یہ غایۃ البیان مین لکھا ہی ف یعنی اول تو اُسنے انکار کیا کہ میرے پاس اسکی کچھ ودیعت ہی نہ تھی حالانکہ مطالبہ ہوچکا تو ضامن ہوگیا پھر اقرار کرنے سے امانت عود نکریگی اسواسطے کہ وہ امین نہین رہا ہی فافہم (م)، ایک شخص نے کہا کہ فلان شخص کے میرے پاس ہزار درم ودیعت ہین پھر کہا کہ میرے اقرار سے پہلے وہ ضایع ہوگئے تو وہ ضامن ہوگا اور اگر یون کہا کہ اسکے ہزار درم میرے پاس تھے پھر ضایع ہوگئے تو اُسی کا قول قبول ہوگا اور اُسپر ضمان لازم نہ آویگی - اور اگر کہا کہ اسکے ہزار درم میرے پاس ودیعت تھے کہ وہ ضایع ہوگئے اور تمام کلام ملاکر بولا تو استحساناً اُسکے قول کی تصدیق ہوگی اور تقدیر اس مسئلہ کی یون ہوگی کہ اُسکے ہزار درم میرے پاس تھے پھر وہ ضایع ہوئے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی - اور اگر مستودع نے کہا کہ ودیعت جاتی رہی اور مجھے نہین معلوم ہوتا کہ کیونکر جاتی رہی تو قسم سے اُسکا قول قبول ہوگا اور اسپر ضمان نہ آوے گی اور ہم اسی کو اختیار کرتے ہین یہ ملتقط مین لکھا ہے - اور اگر پہلے ہی کہا کہ مجھے نہین معلوم کہ ودیعت کیونکر جاتی رہی تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہی اور صحیح یہ ہی کہ وہ ضامن نہوگا یہ فتاوے عتابیہ مین لکھا ہی - اور اگر یون کہا کہ ودیعت میرے گھر سے جاتی رہی اور میرے مال مین سے کچھ نہین گیا تو قسم سے اسکا قول قبول ہوگا یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہی اور شیخ رحمہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک قوم نے ایک شخص کو درم اسواسطے دیے کہ انکی طرف سے خرچ دیدے اسنے درم لیکر رومال مین باندھ کر آستین مین رکھ لیے اور مسجد مین گیا اور درم جاتے رہے اور نہین معلوم کہ کیونکر جاتے رہے اور قوم کے لوگ اسکی تصدیق نہین کرتے ہین تو شیخ رحمہ نے فرمایا کہ اسکا قول قبول نہوگا جب تک کہ جاتے رہنے کی کیفیت بیان نہ کرے کذا فی الحاوی - ایک شخص نے دوسرے کو کوئی شے معین ودیعت دی پھر مستودع نے اُسکے تلف ہوجانے کا دعوی کیا اور مودع نے اسکی تکذیب کی اور قسم لینی چاہی اُسنے قسم سے نکول کیا تو قسم سے نکول کرنے اُس شے معین کے باقی ہونے کا اقرار قرار دیا جائیگا اور مستودع قید کیا جائیگا یہانتک کہ اسکو ظاہر کرے یا یہ ثابت کرے کہ وہ باقی نہین رہی یہ جواہر الفتاوی مین لکھا ہی - ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ مین نے تجھے ہزار درم ودیعت دیے اور وہ ضایع ہوگئے اور دوسرے نے کہا کہ تو نے انکو غصب کر لیا تو مقر ضامن ہوگا - اور اگر کہا کہ تو نے مجھے دیے اور ودیعت رکھے اور دوسرے نے کہا کہ تو نے بطور غصب کے لیے تو ضامن نہوگا یہ خلاصہ مین لکھا ہی - اگر مستودع نے کہا کہ یہ درم ودیعت تھے اور مودع نے کہا بلکہ قرض تھے تو ضامن نہوگا کذا فی الوجیز للکردری - اگر مستودع نے کہا کہ کچھ درم ضایع ہوگئے یا کچھ درم تو نے مجھے قرض دیے تو اسکی مقدار بیان کرنے مین قسم کے ساتھ مستودع کا قول قبول ہوگا یہ ینابیع مین ہی - زید نے عمرو کو ہزار درم ودیعت دیے اور ہزار درم قرض دیے پھر زید کو عمرو نے ہزار درم دیے اور کہا کہ یہ تیرا قرض ہی اور ودیعت ضایع ہوگئی تو قسم سے اسکی تصدیق کیجاویگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اگر کہا کہ میرے تیرے پاس ہزار درم ودیعت تھے تو نے مجھے دیدیے اور مقر لہ نے کہا کہ تو جھوٹا ہی وہ تو میرے ہین تو مقر لہ کا قول قبول ہوگا یہ خلاصہ مین لکھا ہی - اگر مستودع نے کہا کہ ودیعت تلف ہوگئی یا مین نے تجھے واپس

[لہ] قولہ دفعیہ یعنی مودع نے کہا کہ مستودع کا قول تو نے یہ دو روز ہوا ہی موجود تھا اب مستودع کا قول یہ نہین تناقض ہوتا ہی کہ اسنے دفعیہ کیا کہ ہان لیکن بات یون ہی کہ پھر ضایع ہوئی تو دفعیہ مقبول ہوگا ۱۲

کردی اور مالک نے کہا کہ بلکہ تو نے ودیعت تلف کردی ہے تو مستودع کا قول قبول ہوگا اسی طرح اگر مستودع نے کہا کہ میرے بلا حکم تلف کردی گئی اور مالک نے کہا کہ بلکہ تو نے یا تیرے سوائے دوسرے نے تیرے حکم سے تلف کردی ہے تو بھی مستودع کا قول قبول ہوگا یہ بدائع مین لکھا ہے۔ اگر مالک اور مستودع کے وارثون مین اختلاف ہوا مالک نے کہا کہ مستودع ودیعت کو مجہول چھوڑ کر مرگیا بیان نہ کیا پس ودیعت اُسکے ترکہ مین قرضہ ٹھہری اور وارثون نے کہا کہ جسدن مستودع مرا ہے اُسدن ودیعت بعینہ قائم تھی اور معروف تھی پھر اُسکے مرنے کے بعد تلف ہو گئی تو مالک کا قول قبول ہوگا اور یہی صحیح ہے کذا فی الذخیرہ۔ اور میت کے مال سے ضمان دینی واجب ہوگی یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہے۔ اور اگر مستودع کے وارثون نے کہا کہ مستودع نے اپنی زندگی مین ودیعت واپس کردی تھی تو بدون گواہون کے قول قبول نہوگا اور مستودع کے مال مین ضمان واجب رہیگی کیونکہ مستودع مجہول چھوڑ کر مرگیا ہے پھر اگر وارثون نے اس امر کے گواہ قائم کیے کہ مستودع نے اپنی زندگی مین کہا تھا کہ مین نے ودیعت واپس کردی ہے تو قبول ہونگے اور اگر مستودع ودیعت کو مجہول چھوڑ کر مرگیا اور وارث نے اُسکی زندگی مین ودیعت ضائع ہو جانے کا دعوے کیا تو وارث کا قول قبول نہوگا یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہے۔ جامع مین لکھا ہے کہ اگر مستودع نے مالک سے کہا کہ تو نے اپنی کچھ ودیعت وصول کرلی ہے پھر مستودع مرگیا اور باقی معلوم نہین ہے اور مالک نے کہا کہ مین نے کچھ وصول نہین کی اور مستودع کے وارثون نے کہا کہ تو نے نو سو درم وصول کر لیے اور سو درم باقی ہین تو وارثون کے قول کی تصدیق نہ کیجادیگی اور مالک مال سے کہا جائیگا کہ تجھکو ضرور کچھ وصول کر پانے کا اقرار کرنا لازم آیا اور پھر باقی کے واسطے قسم کھانا لازم ہے کہ واللہ جسقدر وارث کہتے ہین اُسقدر مین نے وصول نہین پایا کیونکہ مالک ودیعت کے وصول پانے کا اقرار ستودع سے جائز ہے کیونکہ مستودع اُسکی طرف سے امین قرار پایا ہے اور اسی واسطے اگر اُسنے یون اقرار کیا کہ مالک ودیعت نے تمام ودیعت وصول کرلی ہے تو اسکا اقرار صحیح ہے تو یہ اقرار کو بدرجہ اولی صحیح ہوگا پھر مالک اور مستودع کے وارثون مین مقدار مقبوض مین اختلاف واقع ہوا کیونکہ اُسنے شئے مجہول کے قبضہ کرنے کا اقرار کیا ہے پس اُسی نے مجمل کردیا تو بیان کرنے مین اُسی کا قول لیا جائیگا کذا فی محیط السرخسی۔ پس اگر اُسنے کہا کہ سو درم وصول کیے ہین اور وارثون نے کہا کہ نو سو درم وصول کیے ہین تو قسم سے مالک کا قول قبول ہوگا کیونکہ وہ زیادتی کا منکر ہے یہ کافی مین لکھا ہے۔ اور اگر مالک نے مستودع کی زندگی یا اُسکے مرنے کے بعد کہا کہ مین نے بعض ودیعت وصول کرلی تو قسم کے ساتھ مقدار بیان کرنے مین اُسی کا قول قبول ہوگا اور اگر مستودع نے اپنی زندگی مین کہا کہ مین نے مالک ودیعت کو ودیعت دیدی مگر اُسمین سے کچھ اپنی زندگی مین خرچ کردی یا تلف کردی تو اُسکی مقدار بیان کرنے مین قسم کے ساتھ اُسی کا قول قبول ہوگا یہ ینابیع مین ہے۔ اگر مودع کے مرنے کے بعد کہا کہ مین نے ودیعت کو وصی کو واپس کردی تو قسم کے ساتھ اُسی کا قول قبول ہوگا اور وہ ضامن نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ اگر ودیعت مستودع کے پاس سے غصب کی گئی اور تلف ہوئی اور مالک نے غاصب سے ضمان لینی چاہی اور مستودع نے کہا کہ اُسنے مجھے واپس کردی اور وہ میرے پاس تلف ہوئی اور مالک نے کہا بلکہ غاصب کے پاس تلف ہوئی ہے تو اُسی کا قول قبول ہوگا یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہے۔ اگر مستودع نے کہا کہ مین نے ایک اجنبی شخص کے پاس ودیعت رکھدی تھی پھر اس نے مجھے واپس دی پھر وہ میرے پاس تلف ہوئی اور مودع اس قول مین اُسکی تکذیب

کرتا ہو تو مودع کا قول قبول ہوگا اور مستودع پر ضمان لازم آویگی کیونکہ اُس نے اپنے اوپر ضمان واجب ہونیکا اقرار کیا پھر ضمان سے برأت کا دعوے کیا تو بدون گواہ قائم کرنے کے اُسکی تصدیق نہ کیجاویگی اور جب اپنے دعوی پر گواہ قائم کیے تو ضمان سے بری ہو جائیگا کیونکہ ضمان واجب ہونے کا سبب دور ہونے پر اس نے گواہ قائم کرکے ثابت کردیا۔ اسیطرح اگر مستودع نے کہا کہ مین نے کسی اجنبی کے ہاتھ تیرے پاس ودیعت بھیجدی اور مودع منکر ہی تو بھی مودع کا قول قبول ہوگا یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ ایک شخص نے دوسرے کو ودیعت دی اور غائب ہوگیا پھر آکر ودیعت طلب کی پس مستودع نے کہا کہ تو مجھے حکم دے گیا تھا کہ اسکو تیرے اہل و اولاد پر خرچ کردون اور مین نے اُنھین لوگون پر خرچ کردی اور مالک ودیعت کہتا ہو کہ مین نے تجھے ایسا حکم نہین دیا تھا تو مالک ودیعت کا قول قبول ہوگا اور مستودع ضامن ہوگا کذا فی المحیط اسی طرح اگر کہا کہ تو نے مجھے یہ حکم کیا تھا کہ اسکو مسکینون پر خرچ کردے یا فلان شخص کو ہبہ کردے اور مالک نے انکار کیا تو بھی یہی حکم ہی یہ مبسوط مین ہی۔ مستودع نے اگر مال ودیعت سے مودع کا قرضہ ادا کردیا تو ضامن ہوگا اگرچہ قرضہ جنس ودیعت سے ہو اور بعض نے کہا کہ ضامن نہوگا اور اسی کو بعض نے اختیار کیا ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ ایک مستودع نے مالک سے کہا کہ تو نے مجھے حکم دیا تھا کہ ودیعت فلان شخص کو دیدون اور مالک نے تکذیب کی تو ضامن ہوگا لیکن اگر گواہ لاوے یا قسم کھلادے تو ضامن نہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اگر مالک ودیعت نے مستودع کو حکم دیا کہ ودیعت فلان شخص کو دیدے اُسنے کہا کہ مین نے اُسی شخص کو دیدی اور اُس نے کہا کہ مجھے نہین دی ہی اور مالک نے کہا کہ تو نے اسکو نہین دی تو مستودع کی ضمان سے بری ہونے کے واسطے مستودع کا قول قبول ہوگا اور اُس شخص پر ضمان واجب ہونے کے بارہ مین مستودع کا قول قبول نہوگا یہ ظہیریہ مین لکھا ہی زید نے عمرو کو ہزار درم ودیعت دیے پھر کہا کہ مین نے خالد کو یہ درم تجھسے وصول کرنے کا حکم کیا اور پھر خالد کو اس امر سے منع کردیا پس مستودع نے کہا کہ خالد میرے پاس آیا تھا مین نے اسکو یہ درم ودیعت کے دیدیے ہین اور خالد نے کہا کہ مین عمرو کے پاس نہین گیا تھا اور نہ مین نے یہ درم اُس سے وصول کیے ہین تو زید ان درمونکی ضمان سے بری ہی کذا فی المحیط۔ زید نے مستودع پر جسکا نام عمرو ہی یہ گواہ قائم کیے کہ مالک ودیعت خالد نے مجھے عمرو سے ودیعت وصول کرنے کا وکیل کیا ہی اور وکالت کا کوئی وقت بیان کیا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اگر رب الودیعۃ نے کہا کہ مین نے تجھے ایک غلام و ایک باندی ودیعت دی تھی اور مستودع نے کہا کہ فقط تو نے ایک باندی ودیعت دی تھی اور وہ ہلاک ہوگئی اور مالک ودیعت نے اپنے دعوی پر گواہ قائم کیے تو مستودع ضامن ہوگا اور اُسکو غلام کی قیمت دینی پڑیگی۔ شیخ رحمہ نے فرمایا کہ قاضی صرف اُسوقت گواہون کی گواہی قبول کرکے قیمت غلام کی ڈگری کریگا کہ جب گواہون نے غلام کا حلیہ قاضی کے سامنے خوب ظاہر کیا ہو اور قاضی ایسے غلام کی قیمت پہچانتا ہو اور اگر قاضی نہ پہچانتا ہو تو مدعی سے اُسکی قیمت کے گواہ طلب کریگا اور اگر گواہون نے غلام کے حلیہ اور اوصاف بیان نہ کیے صرف یون گواہی دی کہ اُسنے ایک غلام ودیعت رکھا تھا تو قاضی اُنکی گواہی قبول نہ کریگا یہ محیط مین ہی۔ اگر زید کے پاس عمرو نے ایک باندی ودیعت رکھی اور بکر نے ایک غلام ودیعت رکھا پھر ہر ایک نے دعوی کیا کہ باندی میری ہی اور غلام دوسرے کا ہی اور زید نے کہا کہ تم دونون نے

نے مجھے صرف یہی باندی ودیعت دی ہو تو اُس سے قسم لیجائیگی کہ واللہ مجھے ہر ایک نے صرف آدھی ہی باندی
ودیعت دی ہو اور فتاوی اہل خوارزم مین لکھا ہو کہ عمرو نے زید کے پاس ایک غلام ودیعت رکھا اور بکر نے ایک باندی
ودیعت رکھی پھر ہر ایک نے غلام کا دعویٰ کیا اور ہر ایک نے باندی ودیعت رکھنے سے انکار کیا اور زید نے خاص
ایک کے واسطے باندی کا اقرار کیا اور جسکے واسطے اقرار کیا اُسنے زید کی تصدیق کی اور زید نے کہا کہ مجھے یہ معلوم
نہین رہا کہ تم دونون مین سے کسنے میرے پاس غلام ودیعت رکھا ہو یہ مین جانتا ہون کہ تم دونون مین سے
کسی نے رکھا ہو تو باندی اُس مقر لہ کو دیجا دیگی اور غلام دونون مین مشترک رہیگا پھر مستودع سے ہر ایک کے
واسطے اسطور سے قسم لیجاویگی کہ واللہ اُسنے یہ غلام میرے پاس ودیعت نہین رکھا ہو پھر دونون کو غلام کی
قیمت ڈانڈ دیگا کہ دونون باہم برابر تقسیم کر لین یہ تاتارخانیہ مین ہو۔ ایک شخص کے پاس ایک باندی و ہزار درم
ہین اُس سے دو شخصون نے ہر ایک نے کہا کہ مین نے تجھے یہ باندی ودیعت دی ہو اور مستودع نے کہا کہ مجھے معلوم
نہین رہا کہ یہ باندی تم دونون مین سے کسکی ہو اور دونون کے واسطے قسم کھانے سے انکار کیا تو ہزار درم اور وہ باندی
دونون مین برابر مشترک ہوگی اور مستودع ہزار درم اور باندی کی قیمت دونون کو ڈانڈ دیگا کہ باہم برابر تقسیم کر لینگے
یہ محیط سرخسی مین ہو۔ اگر مستودع نے مالک ودیعت سے کہا کہ تو نے مجھے ودیعت ہبہ کر دی یا میرے ہاتھ فروخت
کر دی ہو اور مالک ودیعت نے انکار کیا پھر وہ ودیعت تلف ہو گئی تو مستودع ضامن نہوگا یہ خلاصہ مین ہو۔
زید نے عمرو کو کچھ درم ودیعت دیے پھر ایک شخص خالد آیا اور عمرو سے کہا کہ مجھے زید نے ایلچی بنا کر بھیجا ہو کہ تو مجھے ودیعت
دیدے اور عمرو نے دیدی وہ اسکے پاس تلف ہو گئی پھر زید آیا اور اُسنے اس بات سے انکار کیا تو عمرو ضامن ہوگا
پھر اگر عمرو نے خالد کے ایلچی ہونے کی تصدیق کی ہو اور اُس پر ضمان کی شرط نہ کی ہو یون ہی ودیعت اسکو دیدی
ہو تو عمرو اس سے کچھ نہین واپس لے سکتا ہو اور اگر اسکے ایلچی ہونے کی تکذیب کی ہو اور باوجود اسکے ودیعت
اسکو دیدی یا نہ تصدیق کی ہو نہ تکذیب کی ہو اور باوجود اسکے ودیعت اسے دیدی ہو یا تصدیق کی ہو اور ضمان
کی شرط لیکر ودیعت دی ہو تو ان سب صورتون مین عمرو خالد سے واپس لے سکتا ہو اور شرط ضمان کی اس مقام پر
یہ صورت ہو کہ عمرو مثلاً خالد سے یون کہے کہ مین جانتا ہون کہ تو زید کا ایلچی ہو مگر مجھے اس امر کا خوف ہو کہ زید اگر
ایلچی بھیجنے سے انکار کر جاوے اور مجھسے ڈانڈ لے لیوے یا تو اس امر کا ضامن ہوتا ہو کہ جو تجھسے لیتا ہو وہ
مجھے دے پس اگر اُسنے کہا کہ ہان تو کفالت بالدین کہ جسکی اضافت سبب وجوب کیجانب ہو حاصل ہو گئی اور
یہ جائز ہے تو مستودع بحکم کفالت اس ایلچی یعنے خالد سے واپس لے سکیگا یہ محیط مین ہو۔ اور اگر مستودع
نے کہا کہ مین نے ودیعت ایسے شخص کے ہاتھ جو میرے عیال مین ہو تجھے واپس کر دی ہو اور مودع نے اسکی تکذیب
کی تو قسم سے اسی کا قول قبول ہوگا یہ فصول عمادیہ مین ہو۔ شیخ رح سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے دوسرے کے
پاس تانبے کے برتن ودیعت رکھے پھر کچھ دن بعد واپس لیے اُس نے چھ برتن واپس دیے اور مالک نے کہا
کہ سات تھے ساتوان کہان ہو مستودع نے کہا کہ مجھے معلوم نہین رہا کہ سات دیے تھے یا چھ تھے اور نہین معلوم
کہ میرے پاس ضائع ہو گیا ہو یا نہین اور کبھی کہتا ہو کہ مجھے نہین معلوم کہ تیرے پاس سے کوئی ایلچی آکر
لیگیا ہو یا نہین تو آیا ضامن ہوگا یا نہین پس شیخ رحمۃ نے فرمایا کہ نہین ضامن ہوگا کیونکہ اُسنے ضائع ہونے کا

اقرار نہین کیا پس دونون باتون مین کچھ تناقض نہین ہو یہ فتاوی نسفی مین ہو۔ زید کے عمرو کے پاس ہزار درم ودیعت ہین اور ہزار درم زید کے اُسپر قرض ہین پھر مستودع نے اُسکو ہزار درم دیے پھر چند روز بعد دونون مین اختلاف پڑا مالک مال نے کہا کہ مین نے ودیعت لے لی ہو اور قرضہ بحالہ باقی ہو اور مستودع نے کہا کہ مین نے تجھے قرض ادا کر دیا ہو اور ودیعت ضائع ہو گئی تو مستودع کا قول قبول ہو گا کیونکہ جو ہزار واپس کیے ہین انمین دونون مین اختلاف ہونے کا کچھ اعتبار نہین ہو کیونکہ وہ تو مالک کو پہونچ گئے خواہ کیسے ہی ہون ہان تلف شدہ ہزار درم مین دونون کا اختلاف ہو کہ مالک دعوے کرتا ہو کہ تونے قرض لیے اور مستودع کہتا ہو کہ میرے پاس ودیعت تھے اور ایسی صورتمین مدعی ودیعت کا قول قبول ہوتا ہو یہ محیط مین لکھا ہے

دسوان باب متفرقات مین۔ ودیعت ایک غلام یا باندی ہو اور اُسنے مستودع کو قتل کیا تو قتل عمد مین اُس سے قصاص لیا جائیگا اور قتل خطا مین وہ غلام یا باندی دیدی جاویگی یا اسکا فدیہ دیا جاویگا۔ اور اگر ام ولد یا مدبر ہو تو مولے اُسکی قیمت ڈانڈ دیگا۔ اگر مستودع نے کہا کہ مجھے ودیعت دی فلان شخص نے بلکہ فلان شخص نے تو ودیعت دوسرے کو ملیگی یہ تاتارخانیہ مین ہو۔ ایک شخص کے دوسرے پر سو درم قرضہ ہین اور قرضدار کے اُس شخص کے پاس سو درم ودیعت ہین اُسنے کہا کہ بعوض قرضہ کے مین نے بدلا کر دیے پس اگر دراہم اُسکے ہاتھ مین موجود ہون یا اسقدر قریب ہون کہ اُسپر قبضہ کر سکتا ہو تو جائز ہو اور بدلا ہو جائیگا اور اگر قریب نہون تو بدلا نہو گا تاوقتیکہ دوبارہ رجوع کر کے قبضہ نہ کرے یہ خلاصہ مین ہو۔ اگر مستودع نے ودیعت سے انکار کیا پھر مودع کے پاس اُسکے مثل رکھا تو مودع کو روا ہو کہ اپنی ودیعت کے عوض جس سے مکر گیا ہو اُسکے بدلے اُسکو داب رکھے اسیطرح اگر اُسپر مال قرضہ ہو اور انکار کر گیا پھر قرضہ کے مثل قرضخواہ کے پاس ودیعت رکھی تو بھی یہی حکم ہو۔ ولیکن اگر اُسکے حق کی غیر جنس نے اُسکے پاس ودیعت رکھی تو امام اعظم رح کے نزدیک اسکو داب رکھنے کا اختیار نہین ہو یہ مبسوط مین ہو۔ اور اگر مودع نے اُسکو قسم دلائی تو اسطرح قسم کھا جاوے کہ تیرا مجھپر کچھ نہین ہو اور یون قسم نہ کھاوے کہ تونے مجھے کچھ ودیعت نہین دی ہو یہ تاتارخانیہ مین ہو۔ اگر زید کے ہزار درم عمرو کے پاس ودیعت ہون اور بکر کے زید پر ہزار درم قرضہ ہون تو بکر کو روا ہو کہ جب قابو پاوے تو عمرو سے ودیعت کے درم لے لے اگرچہ عمرو کو اختیار نہین ہو کہ بکر کو ہزار درم ادا کرے قرضہ مین دیدے یہ نشاہان مین ہو۔ اگر زید نے عمرو کے پاس ایک غلام ودیعت رکھا پھر زید نے وہ غلام عمرو کو ہبہ کر دیا حالانکہ غلام حاضر نتھا اور عمرو نے ہبہ قبول کیا تو جائز ہو اور ودیعت کا قبضہ ہبہ کے قبضہ کا نائب ہو گا اور عمرو فقط ہبہ قبول کرنے سے اس غلام پر قابض قرار دیا جائیگا حتی کہ اگر ازسرنو قبضہ کرنے سے پہلے وہ غلام مرجاوے تو موہوب لہ کا مال گیا اور اگر زید ہبہ سے رجوع نکرے تو کفن اسکا عمرو پر دینا لازم آویگا پھر اگر خالد نے اس غلام مین (یعنے عمرو) اپنا استحقاق ثابت کیا تو خالد کو خیار ہو گا کہ چاہے زید سے (غلام قیمت کا) ضمان لے یا عمرو سے ضمان لے۔ پھر اگر خالد نے عمرو کے غلام پر ازسرنو قبضہ کرنے سے پہلے عمرو سے ضمان لے لی تو عمرو اُسکے مثل زید سے واپس لے سکتا ہو اور اگر خالد کے عمرو سے ضمان لینے سے پہلے عمرو نے اسپر ازسرنو قبضہ کر لیا ہو تو عمرو زید سے کچھ واپس نہین لے سکتا ہو یہ ذخیرہ مین ہو۔ منتقی مین امام ابو یوسف رح سے بروایت ابن سماعہ مذکور ہو کہ زید کے ہزار درم عمرو کے پاس ودیعت ہین اور عمرو کے ہزار درم

زید پر قرضہ تھے پس زید نے کہا کہ یہ درم اُس مال کا بدلا ہیں جو تیرا مجھپر آتا ہے پھر ہنوز عمرو واپس ہوکر اپنے مکان میں گیا
تھا کہ ان درموں پر جدید قبضہ کرے کہ وہ درم تلف ہوگئے تو یہ زید کا مال گیا اور اصل یہ ہے کہ اس مسئلہ میں عمرو کا قبضہ
ان درموں پر قبضہ ودیعت تھا اور قبضہ ودیعت قبضہ امانت ہے وہ قبضہ ضمان کا نائب نہیں ہوتا ہے اور قرضہ کے ادا میں قبضہ
ضمان ہے پس فقط بدلا کرنے سے بدون قبضہ واقع ہونے کے بدلا تمام نہوگا تا وقتیکہ جدید قبضہ ثابت نہو اور جدید قبضہ
یہاں نہیں پایا گیا کذا فی المحیط بشرح زائد - اگر کسی شخص کی ودیعت کو کسی نے تلف کردیا تو مستودع اُس سے
مخاصمہ کرسکتا ہے اور قیمت ڈانڈلے سکتا ہے یہ وجیز کردری میں ہے - اور اگر کسی شخص کے پاس ودیعت یا عاریت
یا بضاعت ہو اور اُسکے پاس سے کسی نے غصب کرلی تو وہ غاصب کا خصم ہمارے نزدیک ہوسکتا ہے یہ محیط میں
ہے ایک شخص کے پاس ایک باندی ودیعت رکھی اُس سے ایک شخص نے غصب کرلی اور باندی اُسکے پاس سے
بھاگ گئی تو مستودع کو اختیار ہے کہ غاصب سے بحکم قاضی یا بلا حکم قاضی باندی کی قیمت ڈانڈلے اور وہ قیمت مستودع
کے پاس امانت رہیگی پھر اگر باندی ظاہر ہوئی تو مالک کو اختیار ہوگا کہ چاہے باندی لے لے یا اُسکی قیمت لے لے پس اگر
اُسنے باندی لے لی تو غاصب نے جو مستودع کو دیا ہے اُس سے واپس لے لیگا بشرطیکہ وہ بعینہ قائم ہو اور اگر تلف ہوا
ہو تو اُسکے مثل واپس لیگا پس اگر مال ضمان یعنی قیمت باندی کی تلف ہوگئی ہو اور غاصب نے مستودع سے اُسکے
مثل واپس لی تو مستودع اُسیقدر مالک سے لے لیگا - اور اگر مستودع نے غاصب سے قیمت وصول پانے کا اقرار
کیا اور یہ امر صرف اُسکے اقرار سے ثابت ہوا تو غاصب قیمت سے بری ہوگیا پھر اگر باندی ظاہر ہوئی اور مولے
نے اُسکا لے لینا اختیار کیا تو اُسکو یہ اختیار ہوگا اور غاصب مستودع سے وہ قیمت واپس کرلیگا جو مستودع نے اُس سے
لی ہے بشرطیکہ قائم ہو اور اگر تلف ہوگئی ہو تو اُسکے مثل واپس لیگا اور مستودع باندی کے مالک سے واپس نہیں لے سکتا
ہے بسبب عہدہ[1] کے جو اُسی کیساتھ لاحق ہوا ہے یہ ذخیرہ میں ہے - زید نے عمرو کے پاس کچھ ودیعت رکھی اور وہ ضائع
ہوئی پھر زید نے طلب کی تو عمرو نے کہا کہ وہ ضائع ہوگئی اور زید نے انکار کیا اور عمرو سے قسم طلب کی اُسنے
قسم سے نکول کیا اور دینار زید کو دیے پھر وہ ودیعت خالد کے ہاتھ میں ظاہر ہوئی اور مستودع نے اُس سے خصومت کرنی
لینی چاہی تو دیکھا جائیگا کہ سو دینار کا دینا کسکے قول پر تھا پس اگر زید نے کہا تھا کہ ودیعت کی قیمت سو دینار تھی
اور اُسپر گواہ قائم کیے تھے تو خالد سے خصومت کرنے کا استحقاق عمرو کو ہوگا ولیکن عمرو کو اختیار ہوگا کہ جب وہ
ودیعت خالد سے پاوے تو زید کو دیکر اپنے سو دینار واپس کرلے کیونکہ اتنی قیمت میں لینے پر وہ راضی نتھا - اور اگر
مستودع نے کہا ہو کہ ودیعت کی قیمت سو دینار تھی اور اُسپر قسم کھائی ہو تو اُسوقت خصومت کا اختیار زید کو حاصل
ہوگا یہ جواہر الفتاوی میں ہے - اگر مالک کے پیٹھ پیچھے مستودع نے ودیعت کی اصلاح میں کچھ خرچ کیا حالانکہ قاضی نے
حکم نہیں دیا تھا تو مستودع احسان کرنیوالا شمار ہوگا یہ سراجیہ میں ہے - اور اگر اس مسئلہ میں مستودع نے قاضی
کے سامنے مرافعہ کیا تو قاضی اُس سے اس امر کے گواہ طلب کریگا کہ یہ مال عین اُسکے پاس ودیعت ہے اور
اُسکا مالک غائب ہے پھر جب اس امر کے گواہ پیش کیے پس اگر وہ ودیعت ایسی چیز ہو کہ کرایہ پر دیجاوے اور اُسکا کرایہ
اس ودیعت پر خرچ کیا جاوے تو قاضی مستودع کو حکم دیدیگا کہ ایسا کرے - اور اگر ودیعت کرایہ پر دینے کے لائق نہو تو
قاضی مستودع کو حکم دیگا کہ اپنے مال سے ایک دو تین روز تک اس امید پر خرچ کرے کہ شاید اُسکا مالک حاضر ہوجاوے

[1] قولہ عہدہ یعنی کہ غیر وصول پانے کا قول معتبر ہوا

اور اس سے زیادہ مدت تک مستودع کو اپنے مال سے خرچ کرنے کا حکم نہ کریگا بلکہ یہ حکم دیگا کہ اسکو فروخت کرکے اسکا ثمن اپنے پاس ودیعت رکھے۔ اور حاصل یہ ہو کہ قاضی مستودع کو ایسے فعل کا حکم دیگا کہ جو مالک ودیعت کے حق میں بہتر ہو۔ اور اگر قاضی نے پہلے ہی مرتبہ مرافعہ مین مستودع کو ودیعت فروخت کرنے کا حکم دیدیا تو بھی جائز ہو اور جسقدر مستودع نے ودیعت پر بحکم قاضی خرچ کیا ہو وہ مالک ودیعت پر قرضہ ہوگا کہ جب وہ حاضر ہوگا تو مستودع اس سے تاوان لیگا مگر ہان چوپایہ کی قیمت سے زیادہ نہین لے سکتا ہو بقدر قیمت چوپایہ کے لے لیگا اور اگر غلام ودیعت پر خرچ کیا ہو تو غلام کی قیمت سے زیادہ خرچہ بھی لے لیگا یہ محیط مین ہو۔ ایک شخص نے دوسرے سے پچاس درم قرض مانگے اسنے ساٹھ درم غلطی سے دے پس اس شخص نے دس واپس کرنے کی غرض سے نکالے اور چلا اور راستہ مین یہ درم تلف ہو گئے تو دس کے پانچ چھٹے حصہ کا ضامن ہوگا کیونکہ اسقدر قرض ہو اور باقی ودیعت تھی کذا فی السراج الوہاج اور یہی صحیح ہو کذا فی التاتارخانیہ اور اسیطرح اگر باقی درم اسطور سے تلف ہوئے تو انکے پانچ چھٹے کا ضامن ہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہو زید کے عمرو پر پچاس درم آتے تھے اسنے ساٹھ درم غلطی سے اسکو ادا کیے پھر جب زید کو معلوم ہوا تو اسنے دس درم واپس کرنے کی غرض سے نکالے وہ تلف ہو گئے تو دس کے پانچ چھٹے حصہ کا ضامن ہوگا کیونکہ اسیقدر مضمون تھے اور باقی امانت مین تھے یہ وجیز کردری مین ہو۔ زید سے عمرو نے بیس درم قرض مانگے اسنے سو درم دیے اور کہا کہ اسمین سے بیس درم قرض لے لے اور باقی تیرے پاس ودیعت مین اسنے ایسا ہی کیا پھر وہ بیس درم انھین سو درم مین دوبارہ ملا دیے پھر رب المال نے اسکو چالیس درم دیے اور کہا کہ انکو انھین درمون مین ملا دے اسنے ایسا ہی کیا پھر سب درم ضائع ہو گئے تو سوائے چالیس کے باقی کا ضامن ہوگا یہ خزانۃ المفتین مین ہو۔ اگر ایک شخص کو دس درم دیے اور کہا کہ پانچ درم تو قرض لے لے اور پانچ درم تیرے پاس ودیعت ہین پھر وہ ضایع ہو گئے تو پانچ درم قرض کا ضامن ہوگا ودیعت کا ضامن نہوگا یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہو ہشام نے امام محمد رح سے روایت کی ہو کہ ایک شخص کے دوسرے پر ہزار درم قرضہ تھے پس قرضدار نے دو ہزار درم اسکو دیکر کہا کہ ہزار درم تیرے قرضہ کی ادا مین ہین اور ہزار درم تیرے پاس ودیعت ہین اسنے دونون ہزار پر قبضہ کر لیا پھر سب ضائع ہو گئے تو امام محمد رح نے فرمایا کہ قرضخواہ نے اپنا قرضہ وصول پایا اور کچھ ضامن نہوگا یہ محیط مین لکھا ہو اگر کسیکو ہزار درم اسواسطے دیے کہ دس درم ماہواری اُجرت پر مال کے مالک کیواسطے خرید و فروخت کرے پھر وہ شخص مرگیا اور یہ نہ معلوم ہوا کہ اسنے کیا کیا اور اسنے کچھ غلام اور کپڑے چھوڑے تو کل مال میت کے مال پر قرضہ قرار دیا جائیگا اسیطرح اگر کوئی زمین مزارعت پر دی اور بیج دونون کی طرف سے ٹھہرایا ایکطرف سے ٹھہرا پھر کاشتکار مرگیا حالانکہ کھیتی کاٹ لی یا کھلیان مین ہو اور اسکے مرنے کے بعد حال معلوم نہوا تو امام محمد رح نے فرمایا کہ جسدن وہ مرا ہو اس دن کے حساب سے کھیتی کی قیمت یا مرنے کے روز جسقدر اناج اسکے قبضہ مین تھا اسکی قیمت میت کے مال پر قرضہ قرار دیجائیگی یہ ینابیع مین لکھا ہو۔ ایک شخص نے دوسرے کو ہزار درم ودیعت دیے پھر مالک ودیعت نے یہی درم ودیعت کے مستودع کو قرض دیے تو امام ابو حنیفہ رح نے فرمایا کہ یہ دراہم ودیعت ہونے سے خارج نہونگے تاوقتیکہ مستودع کے ہاتھ مین آکر قبضہ جدید نہو جاوے حتی کہ اگر اسکے دوبارہ قبضہ مین آنے سے پہلے یہ درم تلف ہو جاوین تو ضامن نہوگا۔ اور ہر چیز کا جو در اصل امانت مین ہو اور ایسا واقع ہو یہی حکم ہو۔ اسیطرح اگر

مستودع نے مالک ودیعت سے کہا کہ مجھے خرید و فروخت کرنیکی اجازت دیدے کیونکہ وہ امانت دار ہو تو بھی یہی حکم ہو یہ فتاوی قاضیخان مین لکھا ہو- ابراہیم رح نے امام محمد رح سے روایت کی ہو کہ ایک شخص کے دو سو درم ہیں اور مطلوب نے طالب کو دو سو درم دیئے اور کہا کہ یہ تیرا مال ہو تو لے اُسنے لے لیے اور ضائع ہو گئے حالانکہ لینے والے کو یہ نہین معلوم کہ کسقدر رکھے تو امام اعظم رح نے فرمایا کہ اُسپر کچھ ضمان نہوگی اور صاحبین رح نے فرمایا کہ اُسپر سو درم واجب ہونگے یہ محیط مین ہو- ایک شخص کے پاس ہزار درم بضاعت کے خرید متاع کیواسطے بھیجے اُس شخص نے یہ درم ایک دلال کو دیدیے اُسنے کچھ متاع خریدی پھر مالک کے پاس بھیجی اور راہ مین وہ متاع تلف ہو گئی تو ضامن نہوگا اور اگر مالک نے یہ نہ کہا ہو کہ یہ ہزار درم بضاعت ہین اور باقی مسئلہ بحالہ رہے تو ضامن ہوگا دلال نے اگر مالک کے سامنے خریدی ہو تو ضامن نہوگا یہ ظہیریہ مین لکھا ہو- شیخ نجم الدین رح سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے ترکستان سے بقصد تجارت سمرقند کو جانا چاہا اُسکو ایک شخص نے کچھ مال اس غرض سے دیا کہ بضاعت مین میرے واسطے کوئی چیز خریدے وہ وہان گیا اور بضاعت کی چیز خریدی مگر جلدی وہانسے واپس آنیکا سرانجام اُس سے نہو سکا لیکن اُسنے کچھ اپنے مال کے ساتھ بضاعت کا مال بھر کے بھیجدیا تاکہ بضاعت والے کو اسکی بضاعت پہونچ جاوے پھر جب یہ بھی راہ مین کسی شہر مین آترا تو وہانکے حاکم نے ظلم کرکے یہ مال اُس سے چھین لیا پس آیا مستبضع ضامن ہوگا یا نہین تو شیخ رح نے فرمایا کہ ہان ضامن ہوگا یہ فصول استروشنیہ مین ہو- ایک شخص مرگیا حالانکہ اُسپر قرضہ ہو اور ہزار درم اور ایک بیٹا چھوڑا اور بیٹے نے کہا کہ یہ ہزار درم زید کی ودیعت میرے باپ کے پاس تھے اور زید نے آکر اسکا دعوی بھی کیا اور میت کے قرضخواہوں نے اس باب مین اسکی تصدیق کی اور کہا کہ یہ ہزار درم زید کے ہین تو قاضی قرضخواہون کو ہزار درم میت کیطرف سے قرضہ ادا کریگا اور مدعی ودیعت کیواسطے دینے کا حکم نہ دیگا ولیکن جب قاضی نے ہزار درم سے قرضخواہونکا قرضہ ادا کردیا تو زید ان لوگون سے یہ درم لیگا کیونکہ اُنھون نے اقرار کیا ہو کہ یہ درم زید کے ہین- اور بضاعت و مضاربت و عاریت و اجارہ و رہن کی صورت مین مثل ودیعت کے حکم ہو یہ خزانۃ المفتین مین ہو- اگر زید نے کچھ ودیعت عمرو کے پاس رکھی اور غائب ہوگیا پھر زید کے بیٹے نے گواہ قائم کیے کہ میرا باپ مرگیا اور میرے سوا کوئی وارث نہین چھوڑا ہو اور ودیعت وصول کرلی پھر زید زندہ آکر موجود ہوا تو بیٹے یا دونون گواہون سے ضمان لیگا اور مستودع سے نہین لے سکتا ہو اور اگر بجائے ودیعت کے مال غصب ہو تو ہر ایک سے اُ نہین سے ضمان لے سکتا ہو یہ فصول عمادیہ مین ہو- زید غائب ہوگیا اور اُسکی جورو قاضی کے پاس زید کے باپ کو لائی اور دعوے کیا کہ زید کی ودیعت اسکے باپ کے پاس ہو اور اُس مال سے نفقہ طلب کیا تو امام ابوبکر محمد بن الفضل نے فرمایا کہ اگر زید کے باپ کے پاس دراہم یا اناج و کپڑا وغیرہ ایسی ودیعت ہو جو جورو کے نفقہ مین دیجا سکتی ہو اور باپ اقرار کرتا ہو کہ ایسی ودیعت میرے پاس ہو تو عورت کو اُس سے مطالبہ پہونچتا ہو اور قاضی اُسکو حکم کریگا کہ عورت کو اُسمین سے دیدے اور باپ کو یہ اختیار نہین کہ بدون حکم قاضی کے عورت کو اُسمین سے نفقہ دیوے اور اگر بدون حکم قاضی کے دیگا تو ضامن ہوگا- اور اگر باپ نے اس امر سے انکار کیا کہ میرے پاس ودیعت زید کی ہو تو اُسیکا قول قبول ہوگا اور عورت کو اُس سے قسم لینے کا اختیار نہین ہو اور اگر باپ کے پاس ایسی چیز ودیعت نہو جو جورو کے نفقہ مین دیجا سکتی ہو تو ان دونون مین خصومت قائم نہوگی- اور

اگر زید غائب کا کسی شخص پر قرضہ ہو اور قرضدار قرضہ کا مقر ہو اور عورت کے ساتھ زید کے نکاح ہونے کا بھی مقر ہو تو یہ قرضہ بھی بمنزلہ ودیعت کے ہے یہ فتاوی قاضیخان میں ہے۔ اگر ایک شخص نے دوسرے کے پانسو درم ودیعت لیکے اُس نے تین سو درم خرچ کیے اور دو سو درم واپس کیے اور قسم کھائی کہ میں نے ودیعت میں سے کچھ داب نہیں رکھا ہے تو اُسی کا قول قبول ہوگا اور قسم میں جھوٹا نہوگا یہ خلاصہ میں ہے۔ اگر ودیعت میں مستودع کے پاس کوئی باندی ہو اور مستودع نے اُس سے وطی کی اور لڑکا پیدا ہوا تو لڑکا باندی کے مالک کا مملوک ہوگا اور مستودع پر حد زنا ماری جاویگی اور بچہ کا نسب مستودع سے ثابت نہوگا ولیکن اگر مستودع نے یہ دعوی کیا کہ میں نے منکوحہ یا زرخریدہ باندیکے شبہہ میں اُس سے وطی کی تھی تو حد اُس سے دور کردیجاویگی اور وطی شبہہ کا عقر دینا پڑیگا یہ مبسوط میں ہے۔ اگر ودیعت میں باندی ہو اور مستودع نے اُسکا نکاح کردیا تو نکاح فاسد ہے اور اگر شوہر نے اُس سے وطی کی تو وطی کا عقر باندی کے مالک کو ملیگا۔ اور اگر کرایہ پر دی تو کرایہ و مزدوری اُسیکو ملیگی۔ اور اگر مستودع نے باندی واپس کردی پھر وہ استحقاق ثابت کرکے لیگئی تو ضامن نہوگا یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اگر ودیعت میں باندی ہو اور مستودع نے کسی شخص سے اُسکا نکاح کردیا اور اُسکا عقر لے لیا اور باندی کے بچہ پیدا ہوا اور بچہ ہونے سے باندی میں نقصان آیا پھر باندی کا مالک آیا تو اُسکو اختیار ہوگا کہ باندی اور اُسکے بچہ کو لے لے یا نکاح فاسد کردے اور اگر نکاح فاسد کردیا تو باندی کا عقر لے لیگا اور مستودع سے ولادت کا نقصان لے لیگا بشرطیکہ کچھ نقصان آیا ہو اور لڑکے سے اُس نقصان کا ایفاء نہوتا ہو اور اگر لڑکے سے نقصان پورا ہوجاتا ہو تو لڑکے سے نقصان پورا کیا جاویگا اور اگر ولادت کیوجہ سے نقصان نہو بلکہ دوسری وجہ سے ہو مثلاً شوہر نے اُس سے اسطور سے جماع کیا کہ اُسمیں نقصان آیا تو مستودع اُسکا ضامن ہوگا۔ اور اگر مستودع نے بچہ کو تلف کردیا تو اُسکی قیمت کا ضامن ہوگا یہ مبسوط میں ہے۔

مستودع نے اگر ودیعت فروخت کرکے مشتری کے سپرد کردی اور مالک نے مستودع سے ضمان لے لی تو ظاہر الروایۃ میں اُسکی بیع نافذ ہوجائیگی یہ ذخیرہ میں ہے۔ ودیعت اگر کوئی تلوار ہو اور مودع نے چاہا کہ میں لیکر اُس تلوار سے کسی شخص کو ناحق قتل کروں اور مستودع کے نزدیک یہ بات تحقیق ہوئی تو مستودع کو نہ دینے کا اختیار ہے یہ جواہر اخلاطی میں ہے۔ قاضی بدیع الدین سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے دوسرے کے پاس ایک قبالہ (یعنی [illegible]) ودیعت رکھا اور مودع مر گیا تو وارثوں کو اُسکے مطالبہ کا اختیار رہا یا نہیں ہے تو قاضی رح نے فرمایا کہ قاضی مستودع پر یہ خط وارثوں کو دینے کیواسطے جبر کریگا۔ ایک تمسک ودیعت رکھا اور معلوم ہوا کہ کچھ حق اُسمیں سے طالب کو وصول ہوگیا ہے پھر طالب مر گیا اور وارثوں نے کچھ حق وصول پانے سے انکار کیا تو مستودع وہ تمسک ہمیشہ کیواسطے داب رکھے یہ تاتارخانیہ میں لکھا ہے۔ شیخ ابوبکر رح سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے دوسرے پر ہزار درم میں مخاصمہ کیا اور دوسرے نے انکار کیا پھر مدعا علیہ نے ہزار درم نکالکر تیسرے شخص کے پاس رکھے تاکہ مدعی گواہوں کو لاوے پھر مدعی گواہ نہ لایا اور مدعا علیہ نے درم واپس طلب کیے اور تیسرے شخص نے دینے سے انکار کیا پھر اس جانب ڈاکہ پڑا اور یہ درم بھی لوٹ لیے گئے پس آیا وہ شخص ضامن ہوگا یا نہیں تو شیخ رح نے فرمایا کہ اگر تیسرے شخص کے پاس مدعی و مدعا علیہ نے رکھے ہیں تو وہ ضامن نہوگا کیونکہ وہ دونوں میں سے کسی ایک کو نہیں دے سکتا ہے اور اگر مالک مال نے رکھے ہیں تو اُسکو نہ دینے کی وجہ سے ضامن ہوگا یہ حاوی میں لکھا ہے۔ زید کی عمرو کے پاس

ودیعت تھی پھر عمرو نے زید سے کہا کہ مین نے تیری ودیعت مکہ معظمہ مین فلان روز تجھے واپس کردی اور زید
نے گواہ قائم کیے کہ جس روز عمرو مکہ مین ودیعت واپس دینے کا دعوی کرتا ہو اُس دن عمرو کوفہ مین موجود تھا
تو ایسی گواہی ناجائز ہو اور اگر گواہون نے یہ گواہی دی کہ عمرو نے اقرار کیا ہو کہ اُس روز مین کوفہ مین تھا
تو گواہی قبول ہوگی یہ ذخیرہ مین لکھا ہو - ایک شخص نے دوسرے کو ایک گاے ودیعت دی اور کہا
کہ جب تو اپنے بیلون کو چرانے چراگاہ لیجاوے تو میری گاے کو بھی ساتھ لیجانا پھر مستودع فقط اُسکی گاے
کو چراگاہ لے گیا اور وہ وہان ضائع ہوگئی تو ضامن نہوگا یہ قنیہ مین لکھا ہو - زید نے عمرو کا گھوڑا غصب کرلیا
اور عمرو نے کہا کہ مین نے اپنا گھوڑا زید کے پاس ودیعت رکھا پھر زید کے پاس وہ گھوڑا خود بخود مرگیا قبل
اسکے کہ عمرو اُس سے مطالبہ کرے تو زید ضامن نہوگا یہ جواہر اخلاطی مین لکھا ہو - ایک شخص نے بضاعت
کرمان مین دی وہ اصفہان لایا پھر کرمان لوٹ گیا اور کہا کہ مین نے بضاعت اصفہان مین چھوڑدی حالانکہ
مالک بضاعت نے کرمان سے اصفہان تک کیواسطے بضاعت دی تھی تو ضامن نہوگا یہ جواہر الفتاوی
مین لکھا ہو - چار آدمیون نے سفر کیا اور سب ساتھ ہی کھاتے اور ساتھ اُترتے اور چلتے تھے انمین سے ایک کے
پاس کسی شخص کے دینار ودیعت تھے کہ جنکو اُسنے اپنی قبا مین ٹانک لیا تھا پھر اُسنے وہ قبا اپنے ساتھیون
کے پاس چھوڑدی اور وہ ضائع ہوگئی تو ضامن نہوگا - اسی طرح اگر بضاعت لینے والے نے اپنی قبا مین درم
ٹانک لیے اور چار رفیقون کے ساتھ سفر کیا جو ساتھ کھاتے اور ساتھ سوتے تھے پھر قبا اُنکے پاس چھوڑکر حمام
چلاگیا اور جب آیا تو دیکھا کہ قبا کاٹ کر درم نکال لیے گیے ہین تو مستبضع ضامن نہوگا یہ جواہر اخلاطی مین ہو
مستودع نے مالک سے کہا کہ مین باغ جاتا ہون تیری ودیعت اپنے ہمسایہ فلان شخص کے گھر رکھدون مالک
نے کہا کہ اچھا رکھدے وہ رکھکر باغ گیا اور واپس آکر ودیعت اُس سے لے لی اور اپنے گھر لاکر رکھی اُسکے گھر سے
غائب ہوگئی پس آیا پہلا مستودع ضامن ہوگا یا نہین تو چاہیے کہ ضامن نہو یہ ذخیرہ مین لکھا ہو اگر مستودع
کے پاس ودیعت مین کتاب ہو اُسنے کتاب مین غلطی دیکھی تو اُسکی اصلاح کرنا مکروہ ہو بشرطیکہ مالک کو یہ امر
ناگوار معلوم ہو یہ ملتقط مین ہو - ایک شخص نے اپنی زمین کی دستاویز دوسرے کے پاس ودیعت رکھی حالانکہ دستاویز
اُسکے نام کی نہین ہو پھر جس شخص کے نام کی دستاویز ہو اُسنے اُس زمین کا دعوی کیا اور جن گواہون نے
اُسپر گواہی لکھی تھی اُنھون نے انکار کیا کہ ہم گواہی نہ دینگے جب تک اپنی لکھی ہوئی گواہی نہ دیکھین تو قاضی
مستودع کو حکم کریگا کہ گواہون کو دستاویز دکھادے کہ اپنی تحریر پہچان لین اور دستاویز مدعی کو نہ دیگا اور اسی پر
فتوی ہو یہ عتابیہ مین ہو - ایک شخص نے دوسرے کو مال اسواسطے دیا کہ دلھن کی ڈولی پر نثار کرے پس اگر وہ مال
درم ہون تو اُسکو اپنے واسطے کچھ رکھ لینا روا نہین ہو اور اگر خود ہی نثار کیا تو خود کچھ نہین اُٹھاسکتا ہو یہ محیط سرخسی
مین ہو اور یہ بھی روا نہین ہو کہ نثار کرنے کیواسطے کسی دوسرے کو دیدے یہ سراج وہاج مین لکھا ہو - اور جو شخص
شکر نثار کرنے کے واسطے مامور ہوا اُسکو اپنے واسطے کچھ شکر رکھ لینے کا اختیار نہین ہو اور نہ دوسرے کو نثار کرنے
کیواسطے دیسکتا ہو اور نہ خود اُٹھا سکتا ہو یہ امام ابوبکر اسکاف کے نزدیک ہو اور صدر الشہید رح نے فرمایا کہ ہم ابوبکر
کے قول کو لیتے ہین اور اسی پر فتوی ہو یہ فتاوای غیاثیہ مین ہو - ایک مسافر کسی شخص کے مکان مین مرگیا اور اسکا کوئی وارث

معروف نہین ہر اور تھوڑا سا تر کہ جو پانچ درم کا ہوتا ہر یا اُسکے مانند چھوڑا اور گھر کا مالک فقیر آدمی ہر تو اُسکو اختیار ہر کہ خود لے لے یہ جوہرۃ النیرہ مین ہر۔ ایک شخص کے عمرو پر ہزار درم دین ہین اُسنے کہا کہ یہ درم فلان شخص کے ہاتھ بھیجدے پھر ایلچی کے ہاتھ سے وہ ضایع ہوگئے تو قرضدار کا مال گیا یہ محیط مین ہر۔ ودیعت واپس کرنے کا خرچہ مالک پر پڑیگا مستودع پر نہ پڑیگا یہ سراجیہ مین ہر۔ اگر ودیعت ایک محلہ سے دوسرے محلہ مین لیگیا تو واپس کرنے کا خرچہ بالاتفاق مالک ودیعت پر پڑیگا یہ فتاوی عتابیہ مین ہر۔ اگر کسی ایسے موقع پر جہان ودیعت کو لیکر مستودع کو سفر کرنا جائز ہو مستودع نے اُسکو لیکر سفر کیا تو ودیعت کا کرایہ مالک کے ذمہ پڑیگا یہ سراج الوہاج مین ہر اگر چند جنس کی چیز ودیعت رکھکر غائب ہوگیا پھر مرگیا اور مستودع نے کوا اُسکی پوتی نے جو قریب بالغ ہونے کے تھی اور کوئی وارث نہ پایا تو اُس پوتی کو دیدینے مین مستودع معذور رکھا جائیگا بشرطیکہ وہ لڑکی حفاظت پر قادر ہو یہ قنیہ مین ہر۔ شیخ رحمہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک باندی نے دو کنگنی ایسے مال سے خریدے جسکو اُسنے اپنے مالک کے گھر مین کمایا ہر اور خرید کر ایک عورت کے پاس ودیعت رکھے اور عورت نے قبضہ کر لیا اور یہ امر مالک کی اجازت سے نہین واقع ہوا پھر ودیعت تلف ہوگئی تو آیا وہ عورت ضامن ہوگی تو شیخ رحمہ نے فرمایا کہ ہان کیونکہ یہ کنگن مولی کی ملک ہر اور بدون اُسکی اجازت کے ایداع صحیح نہوا پس وہ عورت غاصبہ قرار پائی یہ فتاوی نسفی مین ہر۔ اگر مستودع نے دوسرے شخص کو مالک کے حکم سے ودیعت دی یا بدون حکم کے دی تھی پھر مالک نے اجازت دیدی تو مستودع درمیان سے نکلگیا کذا فی ...

کتاب العاریۃ

اس کتاب مین دو باب ہین

باب اول۔ عاریت کی تفسیر شرعی اور رکن وشرائط وانواع وحکم کے بیان مین۔ واضح ہو کہ بلا عوض منفعتون کے مالک کر دینے کو عاریت شرعی کہتے ہین اور یہ قول ابوبکر رازی کی اور عامہ اصحاب حنفیہ کا ہر اور یہی صحیح ہر یہ سراج الوہاج مین ہر۔ اور عاریت کا رکن یہ ہر کہ معیر کیطرف سے ایجاب ہو اور مستعیر کیطرف سے قبول شرط نہین ہر یہ ہمارے اصحاب ثلثہ کے نزدیک استحسانًا ہر اور ایجاب کی یہ صورت ہر کہ مثلًا یون کہے کہ یہ شے مین نے تجھے عاریت دی یا مجھے دی یا یہ کپڑا یا یہ گھر مین نے تجھے عاریہ یا منیحہ دیا یا یون کہا کہ یہ چیز یا کپڑا یا دار تیرے واسطے منیحہ ہر یا یہ زمین مین نے تجھے کھانے کے واسطے دی یعنے زراعت کر کھا یا یہ زمین تیرے واسطے طعمہ ہر یا یہ غلام مین نے تیری خدمت کو دیا یا مین نے یہ چوپایہ تیری سواری مین دیا بشرطیکہ اس سے ہبہ کرنیکی نیت نکرے یا یون کہا کہ میرا گھر تیرے لیے سکنی ہر یا تیرے لیے عمری سکنی ہر کذا فی البدائع اور اصل اس باب مین یہ ہر کہ اگر اُسنے ان الفاظ کو ایسی چیز کی طرف نسبت دیکر کہا کہ وہ چیز بعینہ باقی رہے اور اُس سے انتفاع ممکن ہو تو یہ منفعت کی تملیک ہوگی اور عین شی کی تملیک نہوگی اور اگر ایسی شی کیطرف نسبت کی کہ جس سے نفع اُٹھانا بدون عین شی کے تلف ہونیکے ممکن نہین ہر تو یہ تملیک مین شی کی ہر پس قرضہ ہو جائیگا یہ سراج الوہاج مین ہر۔ عاریت کے

شرائط چند قسم ہین ازانجملہ عقل شرط ہے پس عاریت دینا مجنون اور لڑکے لایعقل سے صحیح نہین ہے ولیکن بلوغ شرط نہین ہے حتی کہ لڑکے ماذون سے اعارہ صحیح ہے - ازانجملہ مستعیر کیطرف سے قبضہ شرط ہے - ازانجملہ مستعار ایسی شی ہو جس سے بدون اُس شے کے تلف ہونے کے انتفاع ممکن ہو اور اگر ایسی نہو تو اُسکا عاریت دینا صحیح نہین ہے کذا فی البدائع حاکم شہید نے کافی مین فرمایا کہ عاریت درم و دینار و فلوس کی قرض ہوتی ہے اسیطرح عاریت کیلی وزنی چیز کی اور ہر عددی چیز کی مثل اخروٹ و انڈون وغیرہ کے بھی قرض ہوجاتی ہے اور ایسی ہی قطن و صوف و ابریشم و کافور و مشک و تمام عطریات و متاع عطرفروشون کی جنکے منافع پر اجارہ نہین واقع ہوتا ہے قرض ہوتی ہین - اور یہ حکم اُسوقت ہے کہ جب عاریت کو مطلق رکھا ہو اور اگر جہت عاریت بیان کردی مثلاً درم و دینار اسواسطے عاریت دیا کہ ترازو کو درست کرے یا دُکان کی زینت رکھے یا خود آرایش کرے یا ایسی ہی اور صورتین جنمین عین درم و دینار کا انقلاب نہین ہوتا ہے اور باوجود اُنکے بعینہ باقی رہنے کے جس نفع کیواسطے عاریت دیا ہے وہ نفع حاصل ہوجاتا ہے تو ایسی صورت مین قرض نہوجاوینگے بلکہ عاریت باقی رہینگے اور اُسنے صرف جس صورت سے نفع اُٹھانا بیان کیا گیا ہے اُسی صورت سے انتفاع لے سکتا ہے سوائے اسکے دوسری صورت سے انتفاع حاصل کرنے کا اختیار نہین رکھتا ہے یہ غایۃ البیان مین ہے - اگر تجمل کیواسطے برتن مستعار لیے یا تلوار جسپر حلیہ ہے یا چھری حلیہ دار یا چاندی کی جڑاؤ پیٹی یا انگوٹھی عاریت لی تو کوئی شی ان مین سے قرض نہوجاویگی یہ کافی مین ہے اگر دوسرے سے کہا کہ مین نے تجھے یہ پیالہ ثرید کا عاریت دیا اُس نے لیا اور کھا گیا تو اُسپر اُسکے مثل یا اُسکی قیمت واجب ہوگی اور وہ قرض ہوگا بشرطیکہ ان دونون مین باہم ایسی کشادہ روئی جاری نہو تا کہ یہ امر اباحت کی دلیل ہو یہ خلاصہ مین ہے عیون مین ہے کہ اگر دوسرے سے ایک پیوند اپنی قمیص مین لگانے کیواسطے یا لکڑی اپنی عمارت مین داخل کرنے کیواسطے یا پختہ اینٹ عاریت لی تو یہ عاریت نہین ہے قرض ہے اسکا ضامن ہوگا اور یہ حکم اُسوقت ہے کہ مستعیر نے اُس سے یہ نکہا ہو کہ مین واپس دونگا اور اگر یہ کہا ہو تو عاریت ہوگی یہ محیط مین ہے - عاریت کی چار قسمین ہین ایک یہ کہ جسمین وقت اور انتفاع دونون مطلق چھوڑ دیے گئے ہون اور ایسی عاریت کا حکم یہ ہے کہ مستعیر اُس شے سے ہر طرح نفع اُٹھا سکتا ہے جسطرح نفع جسوقت چاہے حاصل کرے اور دوسری یہ ہے کہ وقت اور نفع دونون مقید ہون اور ایسی عاریت مین مستعیر خلاف بیان معیر کے انتفاع نہین اُٹھا سکتا ہے ولیکن اگر خلاف کرنے مین معیر کی بہتری ہو تو جائز ہے اور تیسری یہ ہے کہ وقت مقید ہو اور نفع مطلق ہو اور چوتھی یہ ہے کہ نفع مقید ہو اور وقت مطلق ہو اور ان دونون صورتون مین برخلاف بیان معیر کے تجاوز نہین کرسکتا ہے یہ سراج الوہاج مین ہے - حکم عاریت یہ ہے کہ مستعیر کیواسطے بلا عوض منفعت کی ملکیت حاصل ہوتی ہے یا جو عرف و عادت مین منفعت مین ملحق ہے ہمارے نزدیک حاصل ہوتا ہے یہ بدائع مین ہے - اور عاریت امانت ہوتی ہے اور اگر بدون حد سے تجاوز کرنے کے عاریت تلف ہوجاوے تو ضامن نہوگا اور اگر عاریت مین ضمان کی شرط لگائی تو اُسکی صحت مین مشائخ کا اختلاف ہے اور خلاصہ مین لکھا ہے کہ اگر کسی شخص نے دوسرے سے کہا کہ تو مجھے یہ شے عاریت دے اگر ضائع ہوجائیگی تو مین اُسکا ضامن ہون تو وہ شخص ضامن نہوگا اور شرح طحاوی مین ہے کہ اگر اُس نے نفع لینے مین حد سے تجاوز کیا تو بالاجماع ضامن ہوگا مثلاً ایک

ایسا بوجھ ڈالا کہ جیسا بوجھ ایسی چیز نہین اُٹھا سکتی ہو یا جانور سے دن رات برابر ایسا کام لیا کہ چوپائے ایسا کام نہین کر سکتے ہین اور عرف و عادت اُس طور سے نہین جاری ہوا اور وہ چوپایہ تھک کر مر گیا تو اُس صورت مین مستعیر اُسکی قیمت کا ضامن ہوگا یہ غایۃ البیان مین ہے

دوسرا باب - اُن الفاظ کے بیان مین جنسے عاریت منعقد ہوتی ہے اور جنسے نہین منعقد ہوتی ہے عاریت بہ لفظ تملیک منعقد ہوتی ہے کذا فی الظہیریۃ پس اگر کسی نے کہا کہ مین نے تجھے اس گھر سے انتفاع کا بلاعوض ایک مہینہ تک یا ایک مہینہ نہ کہا مالک کیا تو عاریت ہو جائیگی کذا فی فتاوی قاضی خان اور اگر کہا کہ مین نے تیرے واسطے اپنے اُس گھر کا سکنی ایک مہینہ تک دیا یا کہا کہ عمری سکنی تیرے واسطے دیا تو عاریت ہے یہ ظہیریہ مین لکھا ہے - اور اگر کہا کہ مین نے تجھے یہ کپڑا قرض دیا تاکہ تو ایک روز پہنے یا گھر قرض دیا کہ تو ایک سال تک اسمین رہے تو اس قول سے بھی عاریت صحیح ہے یہ تاتارخانیہ مین ہے - اور اگر کہا کہ مین نے تجھے فی سبیل اللہ اس گھوڑے پر سوار کیا تو یہ عاریت دینا ہے یہ فتاوی قاضیخان مین ہے - اور اگر کہا کہ میرا گھر تیرے لیے ہبہ کی راہ سے رہنے کو یا سکونت اسکی ہبہ ہے تو یہ عاریت ہے یہ ہدایہ کی کتاب الہبہ مین ہے - اور اگر کہا کہ میرا گھر تیرے واسطے عطیہ سکنی ہے یا سکونت صدقہ ہے یا سکونت عاریت ہے یا عاریۃ ہبہ ہے تو یہ سب عاریت ہے یہ کافی مین ہے - اور اگر کہا کہ میرا گھر تیرے واسطے رقبیٰ ہے یا حبس ہے تو امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک عاریت ہے اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک ہبہ ہے اور اسکا یہ کہنا کہ رقبیٰ و حبس ہے باطل ہے یہ بدائع مین ہے - اور اگر کہا کہ میرا گھر رقبیٰ ہے تیرے لیے یا حبس ہے تیرے واسطے تو یہ بالاجماع عاریت ہے یہ ینابیع مین ہے قال المترجم دونون صورتون مین تملیک کا فرق ہے اگر اُسنے تیرے لیے پہلے کہا پھر نفع کی تملیک تجھے سب ان کی جیسا پہلی صورت مین ہے یعنے داری لک رقبیٰ تو اسمین اختلاف ہے اور اگر صورت انتفاع کی پہلے بیان کی یعنی داری رقبیٰ لک تو اسمین عاریت ہونے پر اجماع ہے و لیکن مترجم زعم کرتا ہے کہ شاید یہ اختلاف بیان اُردو زبان مین موثر نہو و اللہ اعلم فلیتامل فیہ - اگر کسی نے کہا کہ مین نے تجھے یہ گدھا دیا تاکہ تو اس سے کام لے اور اُسکو چارہ اپنے پاس سے دے تو یہ عاریت دینا ہے یہ قنیہ مین ہے - اگر کہا کہ مین نے تجھے یہ زمین کھانے کو دی تو یہ عاریت ہے و لیکن اگر ہبہ کا ارادہ کرے تو ہو سکتا ہے یہ تمرتاشی مین ہے - اگر دوسرے سے کہا کہ مین نے تجھے یہ دار ایک مہینہ کیواسطے بلاعوض اُجرت پر دیا یا ایک مہینہ کی قید نہ لگائی تو یہ عاریت نہوگی اور شیخ الاسلام رح نے ذکر کیا ہے کہ بعض نے اسکے برخلاف کہا ہے کذا فی الذخیرہ - ایک شخص نے دوسرے سے کوئی چیز عاریت مانگی اُسکا مالک چپ ہو رہا تو شمس الائمہ سرخسی نے ذکر کیا ہے کہ چپ ہو رہنے سے عاریت دینا ثابت نہین ہوتا ہے یہ ظہیریہ مین ہے اگر کوئی زمین مستعار لی تاکہ اسپر عمارت بناوے اور رہے اور جب جاوے تو عمارت مالک زمین کی ہو تو ایسی صورت مین عاریت مین مالک زمین کو ایسی زمین کی سکونت کے مثل کرایہ ملیگا اور عمارت اُسی مستعیر کی ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہے اگر کوئی چوپایہ کل کے روز شام تک کیواسطے عاریت مانگا اُسکے مالک نے ہان کر لیا پھر دوسرے روز دوسرے شخص نے شام تک کیواسطے عاریت مانگا اور مالک نے ہان کر لیا تو دونون مین سے سابق کا استحقاق ہوگا اور اگر دونون نے معاً طلب کیا اور مالک نے قبول کیا تو دونو

معاً مستعار ملیگا یہ خزانۃ الفتاوی مین ہے

تیسرا باب اُن تصرفات کے بیان مین جنکا مستعیر شے مستعار مین مالک ہوتا ہے اور جن تصرفات کا مالک نہین ہوتا ہے۔ مستعیر کو یہ اختیار نہین ہے کہ مستعار شے کو دوسرے شخص کو کرایہ پر دیدے اگرچہ عاریت دینا ہمارے نزدیک منفعت کا مالک کردینا ہے یہ ظہیریہ مین ہے پس اگر اُسنے کرایہ دیدیا اور وہ ہلاک ہوگیا تو اُسوقت کی قیمت کا ضامن ہوگا جبوقت مستاجر کو دیا ہے یہ کافی مین ہے اور کرایہ اُسیکو ملیگا اور امام اعظم رح کے نزدیک اسکو صدقہ کردے یہ محیط مین ہے۔ اور معیر کو اختیار ہے چاہے مستاجر سے ضمان لے پس اگر مالک نے مستعیر سے ضمان لی تو مستعیر اسقدر مال مستاجر سے نہین لے سکتا ہے اور اگر مستاجر سے ضمان لی تو وہ مستعیر سے یعنی اجارہ دینے والے سے واپس لیگا بشرطیکہ اجارہ لینے کیوقت اسکو یہ معلوم نہو کہ یہ شے اُسکے پاس عاریت ہے اور اگر یہ معلوم تھا کہ یہ چیز اُسکے پاس عاریت ہے تو واپس نہین لے سکتا ہے یہ کافی مین ہے۔ اور مثل ودیعت کے عاریت کو رہن نہین کرسکتا ہے کذا فی التبیین اور عاریت کو ودیعت رکھنے مین مشائخ نے اختلاف کیا ہے بعضون نے فرمایا کہ ودیعت رکھدینے کا اختیار نہین رکھتا ہے اور یہی صحیح ہے کذا فی شرح الجامع الصغیر لقاضیخان اور صحیح یہ ہے کہ مستعیر کو اختیار ہے کہ کسیکے پاس مستعار کو ودیعت رکھدے اور اسی پر فتوی ہے کذا فی فتاوی العتابیہ اور یہی مختار ہے یہ محیط سرخسی مین ہے اور یہ اختلاف مشائخ کے درمیان اُس شے مین ہے جسکے اعارہ کا مالک ہے اور جسکے اعارہ کا مالک نہین ہے اسکے ایداع کا بالاتفاق مالک نہین ہے یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور مستعیر کو اختیار ہے کہ دوسرے کو عاریت دیدے خواہ ایسی شے ہو کہ اُس سے نفع اُٹھانے مین لوگون مین تفاوت ہو یا تفاوت نہو بشرطیکہ مستعیر نے جبکہ اسکو عاریت لیا ہے تو اعارہ مطلقاً ہو مستعیر پر یہ شرط نہ لگائی گئی ہو کہ خود ہی اس سے نفع اُٹھاوے اور اگر اسپر یہ شرط لگائی ہو تو اسکو یہ اختیار ہوگا کہ ایسی چیز کو عاریت دیوے کہ جس سے لوگ یکسان نفع اُٹھاتے ہین باہم کچھ تفاوت نہین ہے اور ایسی چیز کو جس سے نفع اُٹھانے مین لوگون کا تفاوت ہے عاریت نہین دیسکتا ہے یہ خزانۃ المفتین مین ہے اسکی مثال یہ ہے کہ زید نے عمرو سے ایک کپڑا مستعار لیا تاکہ خود اسکو پہنے یا کوئی گھوڑا لیا تاکہ خود اسپر سوار ہو تو زید کو یہ اختیار نہین ہے کہ وہ کپڑا کسی دوسرے کو پہنا دے یا گھوڑے پر دوسرے کو سوار کرے اور اگر کوئی گھر اپنے رہنے کیواسطے مستعار لیا تو اسکو اختیار ہے کہ جسکو چاہے بساوے اور اگر مطلقاً پہننے کیواسطے کوئی کپڑا عاریت لیا یا مطلقاً سواری کے واسطے کوئی گھوڑا عاریت لیا اور پہننے والے یا سوار ہونے والے کا نام نہ رکھا تو دوسرے کو پہنا سکتا ہے اور سوار کراسکتا ہے یہ ظہیریہ سے لیا گیا ہے پس اگر خود سوار ہوا یا خود پہنا پھر چاہا کہ دوسرے کو عاریت دیدے یا دوسرے کو پہلے پہنایا یا سوار کرایا پھر خود پہننا یا سوار ہونا چاہا تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہے اور اصح یہ ہے کہ وہ اس فعل کا مالک نہین ہے اور اگر ایسا فعل کیا تو ضامن ہوگا یہ کافی مین ہے۔ ایک گھوڑا اپنی سواری کیواسطے عاریت لیا پھر خود سوار ہوا اور اپنی ردیف مین دوسرے کو سوار کرلیا اور وہ گھوڑا تھک کر مر گیا تو آدھی قیمت کا ضامن ہوگا یہ غایۃ البیان مین ہے۔ اور یہ حکم اُسوقت ہے کہ جب ردیف مین دوسرے مرد کو سوار کیا ہو اور اگر کسی لڑکے کو سوار کیا تو بقدر اسکے بوجھ کے ضامن ہوگا۔ اور یہ سب اُسوقت ہے کہ وہ گھوڑا دونون کے بوجھ اُٹھانے کی طاقت رکھتا ہو اور اگر طاقت نہ رکھتا ہو تو پوری قیمت کا ضامن ہوگا یہ شرح جامع صغیر قاضیخان مین ہے۔ مستعیر کو اختیار ہے کہ مستعار گھوڑا مستعار مکان مین باندھے یہ محیط مین ہے۔ ایک کتاب پڑھنے کیواسطے مستعار لی

اور اُنمین غلطی پائی پس اگر یہ جانتا ہو کہ مالک کتاب سکی اصلاح کر دینے کو برا جانیگا تو اصلاح نہ کرنی چاہیے ورنہ اگر اصلاح کر دی تو جائز ہی اور اگر اصلاح نہ کی تو اُسپر کچھ گناہ نہوگا یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ منتقی مین امام محمد رح سے بروایت ابراہیم رح مذکور ہی کہ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ مجھے اپنا گھوڑا دو کوس کے میلہ یا دو کوس تک مستعار دے تو اُسکو دو کوس آتے و جاتے ہونگے پس چار کوس ہو جاوینگے اور ایسا ہی حکم ہر عاریت مین ہی جو شہر مین ہو جیسے جنازہ کی مشایعت کرنا وغیرہ اور یہ استحسان ہی کہ اسکو ہمارے علما نے لیا ہی یہ محیط مین ہی۔ امام ابو یوسف رح سے روایت ہی کہ اگر کوئی گھوڑا عاریت لیا اور مقام بیان نہ کیا تو اُسکو شہر سے باہر لیجانے کا اختیار نہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اور فتاوے رشید الدین مین ہی کہ اگر مہینہ بھر کیواسطے ایک گھوڑا مستعار لیا تو یہ شہر ہی تک کیواسطے قرار دیا جائیگا ایسے ہی خادم کا عاریت لینا یا کرایہ پر لینا بھی یہی حکم رکھتا ہی ایسا ہی جسکے واسطے خدمت غلام کی وصیت کی گئی ہو وہ بھی شہر ہی مین خدمت لے سکتا ہی یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ باربرداری کے واسطے ایک چوپایہ مستعار لیا تو مثل اجارہ کے خود سوار ہونے کا اختیار رہی یہ قنیہ مین ہے +

چوتھا باب۔ مستعیر کے خلاف کرنے کے احکام مین۔ اگر زید نے عمرو سے کوئی چیز لادنے کیواسطے ایک ٹٹو مستعار لیا پھر اُسپر ایک دوسری چیز لادی تو اسکی چار صورتین ہین اگر اُسپر سوائے اسکے جو مالک نے بیان کی ہی دوسری چیز ایسی لادی جو پہلی شی کی جنس سے ہی اور وہی ضرر ٹٹو کو پہونچتا ہی جو پہلی چیز سے پہونچتا مثلاً دس من گیہون لادنے کیواسطے مستعار لیا پھر اُن گیہون کے سوائے دوسرے گیہون دس من لادے یا اپنے ذاتی گیہون کے لادنے کے لیے مستعار لیا پھر غیر کے گیہون لادے تو مستعیر پر ضمان نہ آویگی۔ اور اگر جنس مین اختلاف کیا مثلاً دس قفیز گیہون لادنے کے کیواسطے مستعار لیا پھر اُسپر دس قفیز جو لادے اور وہ مرگیا تو استحساناً ضمان نہ آویگی اور اگر اُسپر دس قفیز سے زیادہ جو لادے ولیکن یہ جو وزن مین گیہون کے برابر ہین تو امام شیخ الاسلام نے ذکر فرمایا کہ استحساناً ضامن نہوگا اور یہی اصح ہی اور اگر خلاف جنس مین ایسی چیز لادی جو ٹٹو کے حق مین مضر ہی مثلاً گیہون لادنے کے واسطے مستعار لیا پھر اُسپر خشت خام یا خشت پختہ یا لوہا گیہون کے وزن کے برابر لادا اور وہ مرگیا تو ضامن ہوگا۔ اسیطرح اگر اس صورت مین اُسپر قطن یا بھوسا یا لکڑی یا جھاو لادے تو بھی یہی حکم ہی۔ اور اگر اُس نے مقدار مین مخالفت کی مثلاً دس من گیہون لادنے کے واسطے مستعار لیا پھر اُسپر پندرہ من لادے اور وہ مرگیا تو تہائی قیمت کا ضامن ہوگا اور یہ حکم بخلاف اسکے ہی کہ اگر کوئی بیل دس من گیہون پیسنے کیواسطے چکی مین جوتنے کو مستعار لیا پھر اُس سے گیارہ من پیسائے (اور وہ مرگیا) کیونکہ اس صورت مین بیل کی پوری قیمت کا ضامن ہوگا اور یہ حکم اُسوقت ہی کہ وہ ٹٹو پندرہ من بوجھ اٹھا سکتا ہو اور اگر نہ اٹھا سکتا ہو اور اُس نے لادا اور وہ مرگیا تو اُسکا تلف کرنے والا قرار دیا جائیگا اور ٹٹو کی پوری قیمت کا ضامن ہوگا یہ محیط و ذخیرہ مین ہی۔ اگر کوئی ٹٹو مطلقاً مستعار لیا تو مستعیر اُسپر اُسقدر لاد سکتا ہی جسکو وہ اٹھا سکے اور اگر اُسپر اُسکے طاقت سے زیادہ لادا اور وہ تھک کر ہلاک ہو گیا تو ضامن ہوگا اسیطرح اگر رات کو بدون دانہ چارہ دیے اُس سے کام لیا تو بھی یہی حکم ہی اور اگر اُسپر بوجھ لادا اور چارہ دیا تو ضامن نہوگا جہان چلے جسوقت چاہے جو بوجھ اسپر لادے یہ ملتقط مین ہی۔ ایک ٹٹو گیہون لادنے کیواسطے مستعار لیا پھر

مستعیر نے وہ ٹٹو اپنے وکیل کیساتھ گیہون لادنے کو بھیجا اور وکیل نے اُسپر اپنا ذاتی اناج لادا اور وہ مر گیا تو مستعیر ضامن نہوگا یہ حکم صریح کتاب الشرکۃ مین مذکور ہے حالانکہ یہ حکم عجیب ہے یہ فتاوے صغری مین ہے۔ اگر عاریت کیساتھ کسی مقام تک کی قید ہو تو اُسکا حکم مثل عاریت مطلقہ کے ہے ولیکن صرف مقام کی قید کا لحاظ رکھی جاویگی پس اگر مستعیر نے اُس مقام کی حد سے تجاوز کیا یا مخالفت کی تو ضامن ہوگا اگرچہ جس مقام کی طرف مخالفت کر کے لے گیا ہے وہ مقام اُس مقام سے نزدیک ہو جسکی عاریت دینیوالے نے اجازت دی ہے یہ وجیز کردری مین ہے۔ اگر کوئی ٹٹو کسی مقام تک کیواسطے جسکو بیان کر دیا ہو مستعار لیا پھر مستعیر اس مقام کے راستہ کے سواے دوسری راہ سے ٹٹو کو اُس مقام تک لے گیا پس اگر دوسرا راستہ ایسا ہو کہ لوگون کی عادت اس راستہ سے اُس مقام کو جانے کی جاری ہے تو ضامن نہوگا اگرچہ ٹٹو تھک کر مر جاوے اور اگر اس دوسرے راستہ سے لوگون کی عادت اُس مقام کو جانے کی جاری نہو اور ٹٹو تھک کر مر گیا تو مستعیر ضامن ہوگا یہ سراج الوہاج مین ہے۔ کسی موضع تک کیواسطے ایک ٹٹو مستعار لیا پھر ٹٹو کو ایسی راہ سے لیگیا جو پگڈنڈی نہین ہے اور وہ تھک کر مر گیا تو ضامن ہوگا اور اگر عاریت دینے والے نے کوئی راستہ خاص مقرر کر دیا اور مستعیر دوسری راہ سے لیگیا پس اگر دونون راستے یکسان ہون تو ضامن نہوگا اور اگر دوسرا راستہ دور ہو یا چلتا راستہ نہو تو ضامن ہوگا اسیطرح اگر دونون راستے بخوف ہونے مین فرق رکھتے ہون جیسے کہ دوسرا راستہ کہ جس راہ سے گیا ہے وہ خوفناک ہو مامون نہو تو ضامن ہوگا یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ ایک شخص نے ایک گدھا ایک گھڑا پانی لانے کیواسطے مستعار لیا پھر تین گھڑے پانی تین دفع کر کے لایا اور اس گدھے مین عیب تھا پھر جیسا تھا ویسا ہی واپس کر دیا اور مالک کے پاس وہ گدھا مر گیا پس اگر مستعیر کے پاس زیادہ عیب نہین پیدا ہو گیا ہے تو ضامن نہوگا یہ جواہر الفتاوی مین ہے۔ فتاوی دیناری مین ہے کہ ایک شخص نے کسی موضع سے بوجھ لادنے کیواسطے ایک گدھا عاریت چاہا اور معیر نے کہا کہ چار روز سے زیادہ نہ رکھنا چار روز بعد یہ گدھا واپس لانا اُس نے پندرہ روز رکھا اور وہ گدھا مر گیا تو کس روز کی قیمت کا ضامن ہوگا تو فرمایا کہ روز عاریت سے پانچوین روز جو کچھ گدھے کی قیمت تھی اُسکا ضامن ہوگا یہ فصول عمادیہ مین ہے۔ اگر کوفہ مین کسی جانب کو اپنی ضرورت کیواسطے لیجانے کو ایک ٹٹو مستعار لیا پھر اُسکو پانی پلانے کے واسطے دریاے فرات کیطرف لایا اور جس جانب کیواسطے مستعار لیا تھا وہ جانب اس دریا سے علاوہ ہے اور ٹٹو مر گیا تو ضامن ہوگا یہ مبسوط مین ہے۔ اپنی زمین مین ہل چلانے کے واسطے کوئی بیل مستعار لیا اور زمین کو معین کر دیا تھا پھر سوا اُسکے دوسری زمین مین ہل چلایا اور بیل تھک کر مر گیا تو ضامن ہوگا کیونکہ زمینین باہم سختی و نرمی مین مختلف ہوتی ہین اسیطرح اگر بیل سے ہل نہ چلایا بلکہ اپنے گھر اُسکو باندھ رکھا یہانتک کہ مر گیا تو بھی ضامن ہوگا یہ فتاوے صغری مین ہے۔ ایک شخص نے فقط جانے کے واسطے کسی مقام تک ایک ٹٹو مستعار لیا اور مقام معین کر دیا ہے پھر ٹٹو کو اس مقام سے آگے بڑھا لے گیا پھر اسی مقام پر لوٹ آیا تو اُسپر ضمان لازم رہیگی جبتک کہ اُسکے مالک کو واپس نہ کر دے اور اسمین کچھ اختلاف نہین ہے۔ اور اگر آنے جانے کیواسطے مستعار لیا پھر خلاف کرنیکے بعد موافق شرط کے عمل کیا تو ضمان سے بری ہو جاویگا جیسا کہ ودیعت مطلقہ مین حکم ہے اور یہی اصح

اور مختار یہی یہ فتاوے عتابیہ مین ہی۔ اگر کسی جانور کو کسیقدر معین گیہون شہر تک لا دلیجانے کیواسطے مستعار لیا اور وہ گیہون راستہ مین تلف ہوگئے تو اسکو اختیار ہوگا کہ شہر تک خود سوار ہو جاوے اور معیر کے گھر تک سوار ہوکر لوٹ آوے یہ قنیہ مین ہی۔ اگر ایک گھوڑی کسی خاص مقام تک کیواسطے مستعار لی اور اسپر سوار ہوکر اپنی ردیف مین دوسرے آدمی کو سوار کر لیا پھر گھوڑی پیٹ ڈال گئی تو اسپر جنین کی ضمان لازم نہ آویگی لیکن اگر گھوڑی مین اس سبب سے کچھ نقصان آیا تو آدھے نقصان کا ضامن ہوگا۔ اور یہ حکم اسوقت ہی کہ گھوڑی ایسی ہو کہ اسپر دو آدمی سوار ہوسکتے ہون اور اگر ایسی نہو تو یہ تلف کرنے مین شمار کیا جاویگا پس پورے نقصان کا ضامن ہوگا یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ عورت نے لباس ماتمی کی اوڑھنی مستعار لی پھر اسکو دوسری جگہ لیگئی اور پھٹ گئی تو ضامن ہوگی کذا فی القنیہ۔ ایک بلچہ باغ مین کام کرنے کیواسطے عاریت لیا اور معیر نے کہا کہ باغ مین چھوڑ نہ اپنے ساتھ لانا۔ پھر مستعیر نے باغ مین چھوڑ دیا اور وہ چوری گیا تو ضامن ہوگا یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ ایک فالیز گوڑنے کیواسطے ایک بلچہ مستعار لیا اور گوڑ کر جب فارغ ہوا تو دوسرے کو عاریت دیدیا اور وہ ضائع ہوگیا تو مالک کو اختیار ہی کہ دونون مین سے جس سے چاہے ضمان لیوے یہ قنیہ مین ہی

پانچوان باب۔ عاریت کے ضائع کر دینے اور جبکا مستعیر ضامن ہوتا ہی اور جبکا نہین ہوتا ہی اسکے بیان مین

امام محمد نے اصل مین فرمایا کہ اگر کوئی شخص عاریت یا کرایہ کرکے ٹٹو پر سوار ہوا اور وہ کسی کوچہ مین اتر کر نماز کیواسطے مسجد مین داخل ہوا اور کوچہ مین اسکو کھلی چھوڑ دیا اور وہ تلف ہوا تو ضامن ہوگا۔ اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ اگر اسکو کسی چیز سے باندھ ندیا ہو تو ضامن ہوگا اور اگر باندھ دیا ہو تو ضامن نہوگا۔ اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ ہر حال مین ضامن ہوگا اور امام محمد رح کا بیان اطلاق کیساتھ بدون قید کے اسی پر دلالت کرتا ہی اور شمس الائمہ سرخسی اسی پر فتوی دیتے ہین یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر مستعیر نے مستعار ٹٹو پر سے بوجھا اتار کر ٹٹو کوچہ مین چھوڑ دیا اور بوجھا گھر کے اندر لیگیا اور وہ ٹٹو ضائع ہوا تو ضامن ہوگا خواہ کسی شے سے باندھا ہو یا نہ باندھا ہو کیونکہ جب اسنے اپنی نظر سے اسکو پوشیدہ چھوڑا تو اسکو ضائع کر دیا حتی کہ اگر اسنے یہ تصور کیا کہ جب مین مسجد یا گھر مین داخل ہونگا تو ٹٹو میری آنکھ سے پوشیدہ نہوگا تو اسپر ضمان نہ آویگی اور اسی پر فتوی ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی اور اگر جنگل مین نماز پڑھنے کا ارادہ کرکے ٹٹو سے اتر کر اسکو پکڑ لیا اور نماز مین مشغول ہوا اور وہ چھوٹکر بھاگ گیا تو اسپر ضمان نہ آویگی اور یہ مسئلہ اس امر کی دلیل ہی کہ ضمان کیواسطے اپنی آنکھ سے پوشیدہ کر دینے کا اعتبار ہی یہ ظہیریہ مین ہی۔ ایک شخص نے متابعت جنازہ (جنازہ کے ہمراہ چلنا ۱۲) کیواسطے کسی مقام تک ایک ٹٹو مستعار لیا پھر جب مقبرہ تک پہونچا تو اتر کر ایک آدمی کو دیدیا اور خود مقبرہ مین فاتحہ پڑھنے داخل ہوا پھر وہ ٹٹو چوری گیا تو امام محمد نے فرمایا کہ وہ شخص ضامن نہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور ایسے وقت مین اپنی ذات سے حفاظت کرنا عقد استعارہ سے مستثنی ہوگیا یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ مستعار چوپایہ کو مربط مین یعنی جس مکان مین جانور بندھے ہین باندھا اور دروازہ کے پیچھے ایک لکڑی لگا دی تا کہ نکل نجاوے اور وہ چوری گیا تو ضامن نہوگا یہ وجیز کردری مین ہی ایک شخص نے دوسرے کا ایک بیل اس غرض سے مستعار لیا کہ اسکو ایک بیل کسی روز مستعار دیگا پھر وہ ایک روز آیا کہ اسکا بیل مستعار لیوے اور یہ شخص غائب تھا اسنے اسکی عورت سے مستعار لیا اس نے دیدیا وہ لیکر اپنی زمین مین لے گیا اور وہان بیل ضائع ہوگیا تو ضامن ہوگا یہ محیط مین ہی۔ ایک شخص نے

ایک بیل عاریت مانگا اور معیر نے کہا کہ مین کل کے روز تجھے دونگا پھر جب کل کا روز ہوا تو مستعیر بدون اسکی اجازت کے بیل لے گیا اور اپنے کام مین لایا اور بیل تھک کر مر گیا تو فتاوے ابو اللیث مین مذکور ہو کہ اسپر ضمان لازم آویگی اور مجمع النوازل مین لکھا ہو کہ لازم نہ آویگی یہ ذخیرہ مین ہو۔ اگر ایک بیل مستعار لیا اور اس سے کام لیکر چراگاہ مین چرنے کو چھوڑ دیا اور وہ ضائع ہو گیا پس اگر جانتا تھا کہ مالک اسکا تنہا چراگاہ مین بیل کے چرنے سے راضی ہوگا تو ضامن نہوگا اور اگر یہ نجانتا تھا تو ضامن ہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہو۔ اور امام سید ابو القاسم نے ذکر فرمایا کہ اگر ایک چوپایہ عاریت لیکر ظہر تک اس سے کام لیکر پھر جنگل مین چھوڑ دیا اور اسکو بھیڑیا کھا گیا تو ضامن ہوگا اور اگر وہ جنگل اس چوپایہ کا چراگاہ ہو اور معیر اس امر سے راضی تھا کہ یہ چوپایہ اکیلا اس جنگل مین چرے تو ضامن نہوگا یہ فصول عمادیہ مین ہو۔ اگر کسی مخصوص موضع تک کیواسطے کوئی گدھا مستعار لیا پھر اسکو خبر دیگئی کہ راہ مین چور لگتے ہین اور وہ اسی راہ گیا اور گدھا چھن گیا تو اسپر ضمان نہین آویگی بشرطیکہ لوگ ایسا راستہ چلتے ہون یہ ملتقط مین ہو۔ ایک گدھا مستعار لیا اور وہ تھک کر لنگڑا ہوا تو ضامن نہوگا یہ قنیہ مین ہو اور اگر مستعار گدھے کو اسی رسی سے جو اسپر تھی کسی درخت سے باندھ دیا اور وہ رسی اسکی گردن مین پڑگئی اور اسکا گلا گھونٹ گیا اور وہ مر گیا تو ضامن نہوگا یہ خلاصہ مین ہو۔ ایک بیل مستعار لیا اور اس سے کام لیکر جب فارغ ہوا تو اسکی رسی نہ کھولی وہ چراہ گاہ مین چلا گیا اور وہ رسی اسکی گردن مین پھنس کر سخت کھنچ گئی اور وہ مر گیا تو مستعیر ضامن ہوگا یہ خزانۃ المفتین مین ہو۔ ایک شخص نے دوسرے سے ایک چوپایہ مستعار لیا اور پھر مستعیر میدان مین اسکی ناتھ ہاتھ مین پکڑے سو گیا اور ایک شخص نے آکر اسکی ناتھ کاٹ دی اور لیے چلا گیا تو مستعیر پر ضمان نہ آویگی اور اگر اس شخص نے رسی مستعیر کے ہاتھ سے کھینچ لی اور چوپایہ لیگیا اور مستعیر کو شعور نہوا تو ضامن ہوگا اور صدر الشہید نے فرمایا کہ اسکی تاویل یون واجب ہو کہ یہ اسوقت ہو کہ جب کروٹ سے سو گیا ہو اور اگر بیٹھے بیٹھے سویا ہو تو یہ حکم نہین ہو اور مشائخ نے فرمایا کہ کروٹ سے سونے مین اسی حالت مین ضامن ہوگا کہ جب یہ معاملہ حضر مین واقع ہو اور اگر سفر مین ہو تو ضامن نہوگا یہ ظہیریہ مین ہو۔ اگر ایک چوپایہ ایک یا دو دن کے واسطے مستعار لیا پھر جب مدت گذر گئی تو اسکو واپس نہ کیا باوجودیکہ واپس کر سکتا تھا یہانتک کہ وہ مر گیا تو اسکی قیمت کا ضامن ہوگا خواہ کسی وجہ سے مر گیا ہو ایسا ہی اصل مین مذکور ہو اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم اسوقت ہو کہ بعد مدت گذرنے کے بھی اس سے کام لیا ہو اور اگر کام نہ لیا ہو تو ضامن نہوگا اور یہی مختار ہو اور اسمین کچھ فرق نہین ہو کہ عاریت کا وقت صریح مذکور ہو یا دلالۃً ہو حتے کہ بعض نے فرمایا ہو کہ اگر لکڑی چیرنے کیواسطے کوئی بسولا مستعار لیا اور اسکو رکھ چھوڑا یہانتک کہ تلف ہو گیا تو ضامن ہوگا یہ فتاوے عتابیہ مین ہو۔ ایک بیل عاریت مانگا اور ایک شخص بھیجا کہ معیر کے پاس سے بیل لے آوے وہ شخص راستہ مین بیل پر سوار ہو گیا اور بیل مر گیا تو وہ شخص مامور ضامن ہوگا اور اپنے حکم دینے والے سے واپس نہ لے سکیگا بشرطیکہ حکم دینے والے نے اسکو سوار ہونے کا حکم نہ کیا ہو۔ اور یہ حکم اسوقت ہو کہ وہ چوپایہ ایسا ہو کہ بدون سواری کے قابو مین آسکتا ہو اور اگر بدون سواری کے قابو مین نہ آسکتا ہو تو ضامن نہوگا یہ فصول عمادیہ مین ہو۔ قاضی بدیع الدین سے دریافت

کیا گیا کہ ایک گدھا لکڑیان جنگل سے لانے کے واسطے مستعار لیا پھر ایک مزدور کو دیا کہ جنگل سے لکڑیان جا کر لاوے
اور وہ مزدور اُسے لیکر چلدیا اور غائب ہو گیا تو قاضی رحمہ نے فرمایا کہ اگر مزدور معتمد آدمی نہو تو مستعیر ضامن ہوگا
اور قاضی جلال الدین نے فرمایا کہ اگر مزدور روزانہ پر مقرر ہو تو مستعیر ضامن ہوگا اور قاضی بدیع الدین نے
فرمایا کہ نہین یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ زید نے ایک ایلچی عمرو کے پاس اسواسطے بھیجا کہ میرے واسطے عمرو سے
ایک ٹٹو فلان موضع تک کیلیے عاریت لاوے ایلچی نے عمرو سے جا کر کہا کہ زید کہتا ہے کہ مجھے فلان موضع تک کے
واسطے ٹٹو عاریت دے اور اس ایلچی نے جس موضع کا زید نے نام لیا تھا اُسکے سوائے دوسرے موضع
کا نام لیا پس عمرو نے اُسکو دیدیا پھر زید نے جس موضع کے جانے کا خود قصد کیا تھا وہان سواری لی اور
جس موضع کا ایلچی عمرو نے نام لیا ہے وہان کو گیا اور ٹٹو مر گیا تو ضامن نہو گا کیونکہ اسکے واسطے اجازت
حاصل ہوگئی تھی اور اگر اُس موضع کو گیا جہانکا زید نے نام لیا تھا اور ٹٹو مر گیا تو ضامن ہوگا اور ٹٹو کی قیمت دینی
پڑیگی کیونکہ اُسنے مباح کا قصد کیا اور حرام مین پڑ گیا اور جسقدر ضمان دی ہے وہ ایلچی سے نہین لے سکتا ہے کیونکہ
اپنی جنایت کا جرمانہ ادا کیا ہے اور اگر ایسا ہو کہ جس مقام کا زید نے نام لیا تھا وہ اُس موضع کے راستہ مین ہو
جسکا ایلچی نے نام لیا ہے مثلاً زید نے کاکوری تک کو کہا اور ایلچی نے ملیح آباد تک کی اجازت لی حالانکہ کاکوری
ملیح آباد کے راستے مین ہے پس اگر زید کاکوری تک گیا تو ضامن نہوگا کیونکہ اسکی اجازت حاصل ہوگی یہ سراج الوہاج
مین ہے اگر ایک شخص نے دوسرے سے اس شرط سے ایک ٹٹو مستعار لیا کہ جہان چاہے اسکو لیجاوے اور مقام
کا اور وقت کا اور جو اسپر لادے یا کام لیگا کسی کا نام نہ لیا پھر مستعیر اسکو حیرہ تک لیگیا یا کوفہ مین ایک مہینہ تک
اسپر بوجھ لادا پھر وہ ٹٹو مر گیا تو ان مین سے کسی صورت سے ضامن نہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔ ایک چوپایہ
مستعار مانگا اور اپنے غلام کو معیر کے پاس اُسکے لانے کو بھیجا اور غلام نے جا کر لے لیا تاکہ اپنے مالک کے پاس
لادے پھر مالک کے پاس لانے سے پہلے غلام نے اس سے کام لیا اور اُسکے کام لینے سے چوپایہ مر گیا تو غلام
اُسکی قیمت کا ضامن ہوگا اور یہ ضمان اُسکی گردن پر پڑیگی اور اسکے واسطے فی الحال فروخت کیا جائیگا
یہ فصول عمادیہ مین ہے۔ زید نے اپنے مقررہ نوکر کو عمرو کے پاس ایک ٹٹو عاریت لینے کو بھیجا اور اُسپر کملی پڑی
تھی وہ گر گئی پس اگر نوکر کی سختی سے گر گئی تو ضامن ہوگا ورنہ ضامن نہوگا کذا فی المحیط۔ ایک شخص نے گانون مین شہر تک کے
واسطے ایک ٹٹو مستعار لیا پھر جب شہر مین آیا تو گانون لوٹ جانے کا اسکو اتفاق نہوا پس اُسنے ٹٹو ایک
شخص کو دیا تو گانون لے جا کر اُسکے مالک کو دیدے اور وہ رستے مین مر گیا تو مشائخ نے فرمایا ہے کہ اگر واپس
لانے مین یہ شرط تھی کہ مستعیر خود ہی سوار ہو کر واپس لاوے تو دوسرے کو دینے سے ضامن ہوگا اور اگر
مطلقاً مستعار لیا ہو تو ضامن نہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین لکھا ہے۔ ایک شخص نے کام مین لانے کیواسطے
ایک بیل مستعار لیا اور اُسکا جوڑا ایسے بیل سے لگایا جو اُس بیل سے دو چند قیمت کا ہوتا ہے یعنے
زبردست تھا پس مستعار بیل ہلاک ہو گیا حالانکہ لوگ ایسا کیا کرتے ہین تو وہ شخص ضامن نہوگا اور اگر
لوگ ایسا نہ کرتے ہون تو ضامن ہوگا یہ ینابیع مین لکھا ہے۔ ایک چوپایہ حاملہ مستعار لیا پس اگر بدون
مستعیر کی سختی کرنے کے وہ چوپایہ حاملہ پھسل پڑا اور بچہ ڈال گیا تو یہ شخص ضامن نہوگا اور اگر مستعیر نے سختی سے

اسکی ناتھ کھینچی یا مار کر اسکی آنکھ پھوڑی تو ضامن ہوگا یہ خزانۃ الفتاوی مین ہے۔ ایک شخص نے دوسرے سے ایک گدھا مستعار مانگا اُسنے کہا کہ میرے پاس اصطبل مین دو گدھے ہین اُنمین جون سا تیرا جی چاہے ایک گدھا لیجا وہ ایک لیگیا پس اگر ہلاک ہو جاوے تو ضامن نہوگا اور اگر کہا کہ دونون مین سے ایک لیجا وہ ایک لیگیا اور دوسرا ویسا ہی چھوڑ گیا تو ہلاک ہونے سے ضامن ہوگا کذا فی خزانۃ المفتیین قال المترجم عدم ضمان کی صورت یہ ہے خذ احدہما ایہما شئت اور ضمان کی صورت یہ ہے خذ احدہما واذہب بہ والباقی بحالہ یعنے ایک کو دونون مین سے لیجا اور باقی بحالہ ہے۔ اور مترجم تجاوز اللہ الغفور عن ذنوبہ وستر عیوبہ زعم کرتا ہے کہ اس دوسری صورت مین محاورہ اُردو یعنے ہمارے عرف کے موافق چاہیے کہ ضامن نہو کیونکہ ایسا کلام ہمارے عرف مین مستعیر کی مشیت پر حوالہ کرنے کی صورت مین بولا جاتا ہے یعنے جب اُس سے کہا کہ ان دونون مین سے ایک لے تو مراد یہ ہوتی ہے کہ جون سا تیرا جی چاہے لے پس صورت اولی مین اور اسمین کچھ فرق نہین ہے واللہ اعلم۔ ایک چوپایہ بوجھ لادنے کے واسطے مستعار لیا اُسکے مالک نے کہا کہ اُسکی ناتھ تھامے اور چھوڑنا نہین کہ یہ اپنے طور سے تھاما جاتا ہے پھر جب کچھ دیر گذری تو مستعیر نے اُسکی ناتھ چھوڑ دی وہ تیز چلا اور گر گیا اور اسکا پانون ٹوٹ گیا تو ضامن ہوگا یہ وجیز کردری مین ہے۔ ایک شخص نے کہا کہ مین نے اپنا یہ چوپایہ زید کو عاریت دیا یا جائے چوپایہ کے کھڑا کہا حالانکہ زید حاضر نتھا اور نہ اُسنے سُنا پھر زید آیا اور اُسکو لیگیا تو ضامن ہوگا اور اگر اُسنے سُنا ہو یا اُسکے ایلچی نے سُنکر خبر دی ہو یا کسی درمیانی نے سُنکر اسکو خبر دی ہو تو امام اعظم رح کے نزدیک زید کو ضامن نہونا چاہیے بشرطیکہ درمیانی ایک شخص عادل ہو یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ ایک شخص نے ایک بیل ایک روز کام لینے کیواسطے زمین جتا یعنی مستعار لیا پھر وہ اپنا بیل بھی عاریت دیگا پس وہ بیل کام لینے مین مرگیا تو ضامن نہوگا یہ خزانۃ الفتاوی مین ہے۔ ایک تیلی نے ایک بیل مستعار لیا اور اُسپر لڑکون نے ڈاکا ڈالا تو ضامن نہوگا یہ ملتقط مین ہے۔ ایک غلام محجور نے ایک چوپایہ مستعار لیا اور اُسکو اپنے مثل ایک غلام محجور کو عاریت دیا اُسنے تلف کر دیا تو دوسرا غلام فی الحال ضامن ہوگا کذا فی السراجیہ اور اگر کسی غلام محجور نے اپنے مثل کسی غلام محجور کو ایک چوپایہ عاریت دیا اور وہ اسپر سوار ہوا اور چوپایہ اسکے نیچے مرگیا پھر اس چوپایہ کا کسی نے استحقاق ثابت کیا یعنے غیر کا ہے تو اسکو اختیار ہے کہ دونون مین سے جس سے چاہے ضمان لے پس اگر اُسنے سوار ہونیوالے سے ضمان لی تو وہ عاریت دینے والے سے وہ مال نہین لے سکتا ہے جو اُسنے تاوان بھرا ہے اور اگر اس نے عاریت دینے والے سے ضمان لی تو اسکا مالک یہ مال ضمان مستعیر کی گردن پر ڈالکر اُسکے دامون سے وصول کریگا اسیطرح اگر چوپایہ معیر کے مالک کا ہو تو بھی اختیار ہے کہ مستعیر سے ضمان لے یعنے بعد آزادی یہ مبسوط مین ہے۔ غلام محجور نے اگر کوئی شی مستعار لی اور اُسکو تلف کر دیا تو بعد آزاد ہونے کے اُس سے مواخذہ کیا جائیگا۔ ایک چوپایہ مستعار لیا اور اسکو کسی شخص کے پاس اسی مدت مین ودیعت رکھا کہ جتنی مدت کا استعارہ لیا ہے تو ضامن نہوگا اور امام ابو بکر محمد بن الفضل رح اور فقیہ ابو اللیث نے اسی پر فتوی دیا ہے اور اسی کو صدر الشہید حسام الدین نے اختیار فرمایا ہے کذا فی السراجیہ۔ ایک شخص نے دوسرے سے ایک کنٹھا سونے کا مستعار لیا اور ایک لڑکے کے گلے مین پہنا دیا اور وہ چوری گیا پس اگر وہ لڑکا اس لائق تھا کہ جو زیور اُسپر ہو اُسکی حفاظت

کرسکے تو ضامن نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر مستعیر کسی مستعار ازرین بھیل پڑا اور وہ پھٹ گئی تو ضامن
نہوگا یہ ینابیع مین ہی فتاوائے دیناری مین مذکور ہو کہ اگر عین مستعار حالت استعمال مین ناقص
ہوگئی تو بسبب نقصان کے ضامن نہوگا بشرطیکہ بطور معروف اُسکو استعمال مین لایا ہو یہ فصول عمادیہ
مین ہی۔ اور اگر کوئی کپڑا پہنانے کیواسطے مستعار لیا اور اُسپر اُسکے ہاتھ سے کوئی چیز گر پڑی یا اُسکا پایون پھیلا
اور چاپڑنے سے وہ پھٹ گیا تو ضامن نہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی اگر آذین کیواسطے جسکو فارسی مین
خوازہ کہتے ہین کوئی کپڑا مستعار لیا اور وہ ضائع ہوگیا تو ضامن نہوگا بشرطیکہ اُسکی حفاظت نچھوڑی ہو کذا فی الذخیرہ
جامع الاصغر مین ہو کہ ایک عورت نے ایک ملات مستعار لی اور اُسکو اندر گھر کے داخل کیا اور دروازہ کھلا
چھوڑ کر چھت پر چڑھی پھر جب اُتری تو ملات نہ پائی تو بعض نے فرمایا کہ ضامن نہوگی اور بعض نے فرمایا کہ ضامن ہوگی
یہ محیط مین ہی۔ ایک شخص سے زید کی عورت نے زید کی مملوکہ چیزون مین سے کوئی چیز مستعار مانگی اُسنے دیدی
اور وہ تلف ہوگئی پس اگر وہ چیز گھر کے اندر کی چیزون مین سے اور ان چیزون مین سے تھی جو عرف و عادت
مین عورتون کے ہاتھ رہتی ہین تو کسی پر ضمان نہ آویگی اور اگر بیل و گھوڑا وغیرہ ہو تو مستعیر اور عورت دونون
پر ضمان آویگی یعنی دونون مین سے جس سے چاہے ضمان لیوے یہ خلاصہ مین ہی۔ اگر مستعیر نے شئی مستعار کو
اپنے سامنے رکھا اور بیٹھے بیٹھے سوگیا تو ضمان نہ آویگی اور اگر کروٹ سے سویا حالانکہ شہر مین ہو تو ضامن ہوگا
اور اگر شہر مین نہین ہی تو ضامن نہوگا یہ خزانۃ المفتیین مین ہی۔ اور مشائخ نے فرمایا ہو کہ اگر شئی مستعار کو اپنے
سر کے نیچے یا پہلو کے نیچے رکھکر کروٹ سے سوگیا تو ضائع ہونے سے ضامن نہوگا یہ فتاوی عتابیہ مین ہی
ایک شخص نے دوسرے سے اپنی زمین کے سینچنے کے کام کیواسطے ایک بیلچہ مستعار لیا اور اُس سے پانی کا
راستہ کھولا اور اپنے سر کے نیچے گنوارون کی عادت کے موافق رکھکر کروٹ سے سورہا اور وہ چوری گیا تو حکم
کیا ہی اور یہ واقعہ بخارا مین واقع ہوا تھا اور مشائخ نے یہ فتوے دیا تھا کہ وہ ضامن نہوگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ اگر
مال عاریت رکھ دیا پھر بھول کر کھڑا ہوگیا اور اُسکو چھوڑ گیا تو ضائع ہونے سے ضامن ہوگا یہ سراجیہ مین ہی۔ ایک
شخص حمام مین گیا اور حمام کا پیالہ اُسکے ہاتھ سے چھوٹ پڑا اور حمام مین ٹوٹ گیا یا فالودہ فروش کا کوزہ اُسکے
ہاتھ سے ٹوٹ گیا تو امام ابوبکر بلخی نے فرمایا کہ ضامن نہوگا اور بعض نے کہا کہ یہ حکم اُسوقت ہی کہ ایسا امر اُسکے بری
طرح تھامنے سے نہوا ہو اور اگر اُسکے بری طرح تھامنے سے واقع ہوا تو ضامن ہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی
اگر دوسرے کے چوپایہ پر سوار ہوگیا اور ہنوز اُسکو اپنی جگہ سے جنبش نہ دی تھی کہ کسی نے اُسکی کوچین کاٹ ڈالین تو
کوچین کاٹنے والے پر ضمان آویگی اس سوار پر نہ آویگی یہ خلاصہ مین ہی۔ ایک شخص نے کوئی چیز عاریت دی اور
یہ شرط کی کہ یہ شئی مضمون ہی یعنے تلف ہونے سے اُسکی ضمان دینی پڑیگی تو وہ شئی مضمون نہوگی ایسا ہی مذکور ہی اور
یہی صحیح ہی یہ جواہر الفتاوی مین ہی۔ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ مجھے اپنا کپڑا عاریت دے اگر وہ ضائع ہو جاوے
تو مین ضامن ہون پس وہ ضائع ہوگیا تو ضامن نہوگا یہ وجیز کردری مین ہی۔ اگر لڑائی کیواسطے گھوڑا یا تلوار
عاریت لی اور وہ تلف ہوا تو ضامن نہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اگر کسی شخص سے ہتھیار لڑائی کیواسطے مستعار
لیے پھر تلوار کی ضرب لگائی اور تلوار ٹوٹ کر دو ٹکڑے ہوگئی یا نیزہ مارا اور وہ ٹوٹ گیا تو اُسپر ضمان نہ آوے گی

اور اگر ہتھیار پتھر پر مارا تو ٹوٹنے سے ضامن ہوگا یہ مبسوط مین ہی - اگر کپڑے دھونے کے واسطے کوئی دیگ
مستعار لی اور واپس نہ دی یہانتک کہ رات مین چوری گئی تو ضامن ہوگا یہ وجیز کردری مین ہی - ایک لڑکے
نے دوسرے لڑکے سے کوئی لبولا وغیرہ عاریت لیا اور یہ چیز واقع مین اس دینے والے کے سوائے کسی
دوسرے شخص کی تھی اور وہ تلف ہوگئی پس اگر دینے والا لڑکا ماذون ہو یعنی اسکو تصرفات کی اجازت حاصل ہو تو
دوسرے لڑکے مستعیر پر ضمان نہ آویگی اور ضمان فقط دینے والے پر واجب ہوگی اسوجہ سے کہ اسکے سپرد کرنے سے
ضائع ہوا ہی اور اگر یہ چیز دینے والے کی ہو تو ضمان نہ آویگی - اور اگر دینے والا ماذون نہو بلکہ مجور ہو تو دینے والے
اور لینے والے دونون پر ضمان لازم ہوگی یعنی مالک کو اختیار ہی کہ چاہے دینے والے سے بوجہ دینے کے ضمان لے
یا لینے والے سے بوجہ لینے کے ضمان لے یہ خزانۃ المفتیین مین ہی - اگر ایک کلہاڑی مستعار لی اور لکڑی مین لگائی
وہ لکڑی کو پھاڑ کر اسمین پھنس گئی اسنے دوسری کلہاڑی اٹھاکر کلہاڑی کے پہو پر لگائی اور کلہاڑی ٹوٹ گئی
تو ضامن ہوگا کذا فی القنیہ اور قاضی جمال الدین نے فتوی مین یہی حکم دیا ہی اور قاضی بدیع الدین نے فرمایا کہ اگر
پھنسنے کی صورت مین یون ہی پتھر سے مارنے کی عادت جاری ہو تو ضامن نہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہی - ایک شخص نے
دوسرے کو کوئی شی مستعار دی اور وہ مستعیر کے پاس تلف ہوگئی پھر کسی مستحق نے اس شے کا استحقاق ثابت کیا کہ یہ
میری ہے تو اسکو اختیار ہوگا کہ دونون مین سے جس سے چاہے ضمان لے پس اگر اسنے معیر سے ڈانڈ لیا تو وہ مستعیر
سے یہ مال ضمان نہین لے سکتا ہی اور اگر مستعیر سے ضمان لی تو وہ بھی معیر سے ضمان نہین لے سکتا ہی - کیونکہ
مستعیر نے قبضہ مین اپنا ذاتی کام کیا ہی پھر جب اپنے ذاتی کام کیوجہ سے اسکو ڈانڈ دینی پڑی تو یہ ڈانڈ دوسرے
سے نہین پا سکتا ہی یہ محیط مین ہی - اگر کوئی محمل یا بڑا خیمہ مستعار لیا حالانکہ وہ شہر مین موجود ہی پھر اسکو سفر مین لیگیا
تو ضامن نہوگا - اور اگر تلوار یا جامہ یا عمامہ مستعار لیا اور اسکو سفر مین لیگیا تو ضامن ہوگا یہ فصول عمادیہ مین ہی ایک
شخص زید نے ایک ایلچی عمرو کے پاس کوئی شی مستعار لینے کی غرض سے بھیجا اور ایلچی نے جاکر عمرو کو گھر مین نہ
پایا مگر وہ شی اسکے گھر رکھی پائی اسکو مستعیر کے پاس لے آیا اور مستعیر سے کچھ نہ کہا اور وہ زید کے پاس ضائع
ہوگئی تو عمرو کو اختیار ہی کہ دونون مین سے جس سے چاہے ضمان لے خواہ زید سے یا اسکے ایلچی سے اور دونون
مین سے جس سے اس نے ضمان لی اسکو دوسرے سے واپس لینے کا اختیار نہوگا یہ جواہر لفتاوے
مین ہی - اور اگر کوئی دیگ شوربا پکانے کیواسطے مستعار لی اور اسمین شوربا پکایا اور اسکو مع شوربا چولھے
پر سے اتار کرکے چلا یا گھر مین سے باہر نکالا اور وہ اسکے ہاتھ سے گر کر ٹوٹ گئی تو صحیح یہ ہی کہ ضامن نہوگا
بخلاف حمال کے کہ اگر وہ پھسل پڑے تو اسکا حکم یہ نہین ہی کذا فی القنیہ

چھٹا باب عاریت واپس کردینے کے بیان مین - اگر عاریت کی چیز اپنے غلام کے ہاتھ یا ماہواری
یا سالانہ تنخواہ کے نوکر کے ہاتھ نہ روزانہ مزدوری کے نوکر کے ہاتھ یا معیر کے غلام یا نوکر کے ہاتھ واپس کردی
اور وہ تلف ہوگئی تو ضامن نہوگا یہ تمرتاشی مین ہی - اور اگر عاریت کسی اجنبی کے ہاتھ واپس کی تو ضامن ہوگا
یہ ہدایہ مین ہی - اور اگر ٹٹو کے مالک کے غلام کے ہاتھ جو اس ٹٹو کی غور پرداخت کیا کرتا ہی واپس کیا تو ضمان سے
بری ہوگیا اور ضمان سے مراد واپسی کی ضمان ہی عین شی کی ضمان مراد نہین ہی - پھر اگر اسکے بعد وہ ٹٹو اسی

غلام کے ہاتھ مین تلف ہوا تو عین شی کا ضامن نہوگا اور شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا کہ یہ حکم استحساناً ہو اور قیاساً ضامن ہونا چاہیے کذا فی الظہیریہ اور امام محمد رح نے کتاب مین غلام کا جو ٹٹو کی پرداخت کرتا ہو اور جو نہین کرتا ہو دونون کا حکم مفصل بیان نہین کیا اور کتاب الاصل مین مسئلہ کے بیان کرنے مین ایسا غلام بیان کیا جو ٹٹو کی غور پرداخت کرتا ہو اور اسکا حکم یہ لکھا ہو کہ ضمان سے مستعیر بری ہوگا اسی سے ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ اگر مستعیر نے مالک کے ایسے غلام کے ہاتھ واپس کیا جو ٹٹو کی غور پرداخت نہین کرتا ہو تو واجب ہو کہ ضمان سے بری نہو اور فخر الاسلام علی بزدوی رح نے فرمایا کہ صحیح یہ ہو کہ دونون غلامون کا حکم یکسان ہو کیونکہ جو غلام ٹٹو کی غور پرداخت نہین کرتا ہو وہ بھی کبھی کبھی اُس ٹٹو کو ہاتھ مین لے لیتا ہو یہ غایۃ البیان مین ہو۔ اگر مستعیر نے چوپایہ کو اُسکے غلام کے ہاتھ واپس کیا اور اُس غلام نے اُسکی کونچین کاٹ ڈالین تو غلام اُسکی قیمت کا ضامن ہوگا اور اُس قیمت کے واسطے غلام فروخت کیا جائیگا یا اُسکا مالک اُسکی طرف سے یہ قیمت ادا کریگا یہ مبسوط مین ہو۔ اور اگر چوپایہ معیر کے گھر یا اصطبل مین واپس بھیجدیا اور وہ ضایع ہوا تو قیاساً ضامن ہوگا اور استحساناً ضامن نہوگا اور بعض نے فرمایا کہ یہ حکم اُنکی عادت کے موافق ہو یعنے وہانکے لوگون مین ایسی عادت جاری تھی اسواسطے ضامن نہوا پس جہان ایسی عادت نہو وہان موافق قیاس کے ضامن ہوگا اور اس بنا پر ضمان واپسی سے بری ہونے کا حکم ہو اور بعض نے کہا کہ چوپایہ بندھنے کی جگہ اگر احاطہ سے خارج ہو تو بری ہوگا کیونکہ ظاہر یہ ہو کہ چوپایہ وہان بدون نگہبان کے نہین رہ سکتا ہو۔ اور اگر چوپایہ کو مستعیر نے مالک کی زمین مین واپس کردیا تو ضمان سے بری نہوگا کیونکہ معیر اُسکو اپنی زمین مین محفوظ نہین رکھتا ہو یہ تمرتاشی مین ہو۔ اور اگر شی مستعار کوئی جواہر کی لڑی یا ایسی ہی نفیس چیز ہو اور مستعیر نے معیر کے غلام یا نوکر کے ہاتھ واپس کردی تو ضامن ہوگا یہ وجیز کردری مین ہو۔ اور تتمہ مین ہو کہ میرے والد رح سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے کوئی شی مستعار لی اور پھر معیر کے گھر مین لے آیا اور اُس نے مستعیر سے کہا کہ اس کنارے اسکو رکھدے پس وہ شی مستعیر کے ہاتھ مین سے بدون اُسکی تقصیر کے گر پڑی اور وہ ٹوٹ گئی تو والد رح نے فرمایا کہ ضامن نہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہو اگر مستعار چیز کو واپس کیا مگر اسکو نہ معیر ملا اور نہ کوئی ایسا شخص ملا جو معیر کے عیال مین سے ہو پس اُس نے رات بھر عاریت کو اپنے پاس رکھ چھوڑا تو تلف ہوجانے سے ضامن نہوگا اور اگر کوئی ایسا شخص جو معیر کے عیال مین سے ہو مستعیر کو ملا ہو اور پھر بھی اُس نے واپس ندیا تو ضامن ہوگا یہ قنیہ مین لکھا ہو

ساتوان باب عاریت کے واپس مانگنے اور جو امر عاریت واپس لینے کا مانع ہوتا ہو اُسکے بیان مین

معیر کو اختیار ہو کہ عاریت واپس کرے خواہ عاریت مطلقہ ہو یا موقتہ ہو یعنے کوئی میعاد مقرر کی ہو یہ وجیز کردری مین ہو اگر زید نے کوئی زمین زراعت کیواسطے مستعار لی تو اُس سے نہین لیجا سکتی ہو جب تک کہ کھیتی کو نہ کاٹے یہ استحساناً ہو خواہ وقت مقرر کیا ہو یا نہ کیا ہو کیونکہ اُسکی انتہا معلوم ہو پس ایسی زمین کا جو بوتا ہوا اتنے روز کے چھوڑدی جاویگی کیونکہ اسمین دونون شخصون کے حق کی رعایت ہو یہ تبیین مین ہو۔ پھر جب کھیتی کٹی تو بعض روایات مبسوط مین مذکور ہو کہ زمین کا مالک زمین کو مع بوتہ کے لے لیگا اور بعض روایات مین ایسا مذکور نہین ہو اور فقیہ ابو اسحق حافظ رح فرماتے ہین کہ زمین کے مالک کو بوتہ ملنا اُسوقت واجب ہوگا کہ جب رہن والے نے

یا قاضی نے وہ زمین مستعیر کو بوتہ پر دیدی ہو اور بدون اسکے بوتہ واجب نہوگا پس اگر مستعیر نے زمین کے بوتہ پر اپنے پاس ہونے سے انکار کیا اور کھیتی اکھاڑنے کو بھی مکروہ جانا اور مالک زمین سے اپنی کھیتی کی قیمت کی ضمان لینی چاہی اور کہا کہ میری کھیتی تیری زمین سے متصل ہے پس یہ اتصال تیرے کپڑے کے ساتھ رنگ کے اتصال ہونیکے مشابہ ہے پس مجھے پہونچتا ہے کہ میں تجھسے ضمان لوں تو یہ مسئلہ کتاب الاصل میں مذکور نہیں ہے اور منتقی میں ایک جگہ یوں لکھا ہے کہ مستعیر کو یہ اختیار حاصل ہوگا کہ زمین کا مالک اگر اس امر پر راضی ہو کہ کھیتی کٹنے کے وقت تک اسکی کھیتی اپنی زمین میں چھوڑ دے تو ایسا نہیں ہے اور یہ رضا مالک زمین کیطرف سے اس شرط کا ایفا ہے جو اسنے عقد عاریت میں قرار دی تھی پس اسکے سوا دوسری چیز اسپر لازم نہ آویگی اور دوسری جگہ یوں لکھا ہے کہ کھیتی بونے والے کو مالک زمین سے کھیتی کی قیمت کی ضمان لینے کا اختیار نہیں ہے کذا فی المحیط اور اگر مالک زمین نے چاہا کہ مستعیر کو اسکا بیج اور بونے کا خرچہ دیکر زمین مع کھیتی کے اس سے لے لے اور مستعیر اس امر پر راضی ہوگیا اور یہ سب کھیتی کے جمنے سے پہلے واقع ہوا تو جائز نہیں ہے اور اگر کھیتی جمنے کے بعد ہو تو جائز ہے اور یہی مختار ہے یہ فتاوی عتابیہ میں ہے۔ اگر کسی شخص سے کوئی زمین عمارت بنانے یا درخت لگانے کیواسطے مستعار لی پھر مالک کی رائے میں آیا کہ یہ زمین مستعیر کے ہاتھ سے نکال لے تو اسکو یہ اختیار ہوگا خواہ عاریت مطلقہ ہو یا موقتہ ہو ہاں فرق یہ ہے کہ اگر عاریت مطلقہ ہو تو اسکو درخت اکھاڑنے اور عمارت ڈھا دینے کے لیے مستعیر پر جبر کرنیکا اختیار ہوگا اور جب اسنے درخت اکھاڑے یا عمارت ڈھائی تو درختوں اور عمارت کی قیمت کا معیر کچھ ضامن نہوگا یہ بدائع میں ہے پس اگر ایسا کرنے سے زمین میں کچھ نقصان آتا ہو اگر معیر اس نقصان پر راضی ہوجاوے تو مستعیر درخت اکھاڑ لیگا اور اگر مستعیر نے اس امر کی درخواست کی کہ معیر سے ڈھائی ہوئی عمارت یا کٹے ہوئے درختوں کے حساب سے قیمت مجھے دلائی جاوے یعنی میں عمارت و درخت ایسے ہی چھوڑ دونگا مگر مجھے قیمت درختوں و عمارت کی اس حساب سے دلا دیجاوے تو معیر اسطرح قیمت دینے کیواسطے مجبور نہ کیا جاویگا اور مستعیر اکھاڑنے پر مجبور کیا جائیگا۔ اور اگر معیر اپنی زمین ناقص واپس لینے پر راضی نہوا تو مستعیر کو عمارت و درختوں کی قیمت ڈھائی ہوئی یا اکھڑی ہوئی کے حساب سے ڈانڈ دیگا اور مستعیر کے قول کی طرف التفات نہ کیا جائیگا کذا فی المضمرات اور اگر عقد عاریت موقت ہو یعنی معین میعاد تک کیواسطے عاریت دی ہو پھر اس میعاد سے پہلے نکال لینا چاہا تو معیر کو اختیار نہوگا کہ مستعیر کے ہاتھ سے اس میعاد سے پہلے نکال لے اور نہ درخت اکھاڑنے یا عمارت ڈھانے کے واسطے جبر کر سکتا ہے اور مستعیر کو خیار ہوگا کہ چاہے معیر سے اپنے درختوں و عمارت کی قیمت ثابت قائم کے حساب سے لے اور عمارت و درخت اسکے قبضہ میں چھوڑ دے اور مالک زمین ادائے ضمان کے بعد انکا مالک ہوجاویگا یا چاہے تو اپنی عمارت و درخت لے لے اور زمین کے مالک پر کچھ اسکو دینا لازم نہ آویگا۔ اور عمارت و درخت اکھاڑ کر لے لینے کا اختیار مستعیر کو اسیوقت حاصل ہوگا کہ جب اس فعل سے زمین میں کچھ نقصان نہ آتا ہو اور اگر نقصان آتا ہو تو اختیار مالک کو حاصل ہوگا کذا فی البدائع اور مالک کو یہ اختیار حاصل ہوگا کہ اگر چاہے تو مدت گذرنے تک انتظار کرے پھر اسپر عمارت ڈھانے یا درخت اکھاڑنے کیواسطے جبر کرے یا عمارت و درخت کی قیمت ڈھائی ہوئی اور اکھڑی ہوئی کے حساب سے ڈانڈ دے بشرطیکہ زمین میں ڈھانے یا اکھاڑنے سے نقصان آتا ہو اور اگر چاہے تو مستعیر کو

عمارت کی قیمت بنی ہوئی کے حساب سے اور درختون کی لگے ہوئے کے حساب سے ادا کردے اور یہ عمارت و درخت اُسکی ملک ہوجاوینگے اور اسکے سواے مالک کو کچھ اختیار نہین ہو کذا فی الینابیع اور یہ حکم اسوقت ہو کہ مدت گذرنے سے پہلے مالک زمین نے مستعیر کے قبضہ سے زمین نکالنی چاہی - اور اگر مدت گذر گئی ہو تو زمین کا مالک عمارت اُسکی ڈھادیگا اور درخت اُکھاڑدیگا اور ہمارے نزدیک کچھ ضامن نہوگا ولیکن اگر اکھاڑنے سے شی مین نقصان آتا ہو تو ایسی صورت مین ضمان دیکر مالک زمین عمارت و درختون کا مالک ہوجائیگا اور ضمان دینے کے واسطے درختون کی قیمت اُکھڑی ہوئی کے حساب سے اعتبار کیجائیگی یہ محیط مین ہو اگر زید نے عمرو کو کوئی زمین عاریت دی اور اجازت دی کہ اسمین عمارت بنالے اُسنے ایسا ہی کیا پھر خالد نے مدت گذرنے سے پہلے اگر اس زمین پر اپنا استحقاق ثابت کیا اور عمرو کی عمارت گرادی تو زید پر عمرو کے واسطے عمارت کی قیمت دینی واجب نہین ہو خواہ عاریت مؤقتہ ہو یا مطلقہ ہو اور خصاف رحمہ نے اپنی شروط مین ذکر کیا ہو کہ عاریت مؤقتہ کی صورت مین وقت گذرنے سے پہلے استحقاق ثابت ہونے مین امام اعظم رح وامام ابو یوسف رح کے نزدیک معیر پر مستعیر کو عمارت کی قیمت دینی واجب ہوگی پس امام اعظم رح وامام ابو یوسف رح نے موافق روایت خصاف کے دونون صورتون مین یعنے جبکہ عمارت توڑدینا معیر کے فعل سے ہو اور جب مستحق کیطرف سے ہو حکم یکسان رکھا ہو اور امام محمد رح نے دونون صورتون مین فرق کیا ہو جب مستحق کی طرف سے توڑنا واقع ہوا تو معیر پر قیمت واجب ہوگی اور جب معیر کیطرف سے واقع ہوا تو معیر پر قیمت واجب نہوگی یہ ذخیرہ مین ہو نوازل مین لکھا ہو کہ زید نے عمرو سے ایک دار یعنے گھر عاریت لیا اور اسمین مٹی کی ایک دیوار جسکو فارسی مین باخسہ کہتے ہین بنی درم ہا یک مزدور مقرر کرکے بنوائی اور یہ امر عمرو کی بلا اجازت واقع ہوا پھر عمرو نے اپنا گھر واپس لینا چاہا تو زید کو اختیار نہین ہو کہ جو کچھ اُسنے خرچ کیا ہو وہ عمرو سے واپس لے کیونکہ یہ فعل بلا اجازت عمرو کے زید نے کیا ہو اور زید نے اگر وہ دیوار عمرو کی مٹی سے بنوائی ہو تو زید کو اُسکے توڑڈالنے کا بھی اختیار نہین ہو یہ محیط مین ہو - زید نے عمرو سے کہا کہ تو میری اس زمین مین اپنے واسطے عمارت بنالے یا درخت لگالے اور مین شرط کرتا ہون کہ یہ زمین تیرے قبضہ مین ہمیشہ کیواسطے چھوڑدونگا یا کہا کہ اتنی مدت تک چھوڑدونگا اور اگر مین پھر زمین تیرے قبضہ مین نچھوڑون تو جو کچھ تو عمارت وغیرہ مین خرچ کریگا اُسکا مین ضامن ہون اور وہ عمارت میری ہوجائیگی تو جسوقت عمرو کے ہاتھ سے وہ زمین نکالے تو مستعیر کو اسکی عمارت و درختون کی قیمت ڈانڈ دے اور یہ عمارت و درخت سب مالک زمین کے ہوجاوینگے یہ فتاوی قاضیخان مین ہو اگر معیر نے عاریت طلب کی اور مستعیر نے دینے سے انکار کیا تو وہ ضامن ہوگیا اور اگر انکار نہ کیا ولیکن یہ کہا کہ کل کے روز تک میرے پاس اور چھوڑدے پھر مین تجھے واپس کردونگا اور معیر اسپر راضی ہوگیا پھر وہ عاریت ضایع ہوگئی تو ضامن نہوگا یہ محیط مین لکھا ہو - معیر نے عاریت طلب کی اور مستعیر نے کہا کہ ہان دونگا اور ایک مہینہ گذر گیا یہانتک کہ وہ عا[illegible]یت تلف ہوگئی پس اگر طلب کرنے کے وقت مستعیر واپس کرنے سے عاجز تھا تو ضامن نہوگا - اور اگر قادر تھا پس اگر معیر نے روک رکھنے مین اپنے دل کی کراہیت اور ناخوشی صریح ظاہر کی اور باوجود اسکے مستعیر نے روک رکھی تو ضامن ہوگا اور اگر چپ رہا تو بھی یہی حکم ہو اور اگر صریح رضامندی ظاہر کی مثلاً کہا کہ خیر کچھ ڈر نہین ہو تو ضامن نہوگا - اور اگر معیر نے عاریت طلب نہ کی اور مستعیر بھی واپس نہین کرتا ہو یہانتک

[illegible] تو ضامن نہین ہوگا ۱۲

کہ وہ ضائع ہوگئی پس اگر عاریت مطلقہ ہو تو ضامن نہوگا اور اگر موقتہ ہو یعنی کسیوقت تک کیواسطے عاریت
دی ہو اور وہ وقت گذر گیا اور مستعیر نے واپس نہ کی تو ضائع ہونے سے ضامن ہوگا - ایک کتاب مستعار لی
پھر وہ ضائع ہوگئی پھر اسکا مالک آیا مگر مستعیر نے اسکو ضائع ہوجانے سے آگاہ نہ کیا پس اگر اس کتاب کا موجود
ہونا بیان نہ کیا ہو تو ضامن نہوگا اور اگر بیان کیا ہو تو ضامن ہوگا - اور صدر الشہید رح نے فرمایا کہ یہ تفصیل ظاہر
روایت کے خلاف ہے کیونکہ اگر اُسنے واپس کرنے کا وعدہ کیا پھر ضائع ہونے کا دعوی کیا تو بسبب تناقض کے
ضامن ہوگا بشرطیکہ وعدہ سے پہلے ضائع ہونے کا دعوی کرے اور اسی پر فتوی دیا جاوے یہ وجیز کردری مین
ہے - زید نے عمرو سے ایک باندی اپنے لڑکے کو دودھ پلانے کیواسطے مستعار لی اُسنے دودھ پلایا پھر جب
لڑکے کی یہ عادت ہوگئی کہ اس باندی کے سوا دوسرے سے دودھ نہین پیتا ہے تو عمرو نے کہا کہ میری باندی
مجھے واپس کردے تو عمرو کو یہ اختیار نہین ہے اور اُسکو لڑکے کے بڑے ہونے تک اُسکی باندی کا اجر المثل ملیگا
یہ خزانۃ المفتین مین ہے زید نے عمرو سے ایک کپا مستعار لیا اور اسمین روغن زیت بھرا اور عمرو نے زید کو جنگل
مین پکڑا تو عمرو کو کپا لینے کا اختیار نہین ہے اور اُسکو اجر مثل اُسوقت تک دیا جائیگا کہ جبتک زید ایسی
جگہ پہونچے جہان تیل تلاش کرکے اسمین اپنا تیل لوٹ لے یہ محیط مین ہے - ایک شخص نے جہاد کیواسطے
زید سے ایک گھوڑا مستعار لیا اُسنے چار مہینہ کے واسطے دیا پھر دو مہینہ کے بعد دار الاسلام مین مستعیر سے ملاقات
ہوئی اور زید نے اپنا گھوڑا واپس لینا چاہا تو لے سکتا ہے اور اگر دار الحرب مین ملا ہو ایسی جگہ کہ وہان دوسرا گھوڑا
کرایہ یا خرید نہین سکتا ہے تو مستعیر کو اختیار ہے کہ زید کو واپس نہ دے اور جس جگہ زید نے طلب کیا ہے
وہانسے قریب تر موضع تک جہان مستعیر کو خرید یا کرایہ پر دوسرا گھوڑا مل سکتا ہے زید کو اُسکے گھوڑے کا اجر مثل ملیگا کذا فی الظہیریہ

آٹھوان باب عاریت مین اختلاف واقع ہونے اور اسمین گواہی کے بیان مین - امام محمد رح نے
کتاب الاصل مین فرمایا کہ اگر زید نے عمرو سے کوفہ سے حمام اعین تک کیواسطے ایک ٹٹو مستعار لیا اور سوار
ہوکر حمام اعین سے آگے چلا گیا پھر لوٹ کر حمام اعین مین آگیا یا کوفہ مین آگیا حالانکہ ٹٹو ویسا ہی موجود تھا
پھر مر گیا پس عمرو نے کہا کہ جہانتک کیواسطے مین نے تجھے اجازت دی تو نے اسمین مخالفت کی اور وہان
تک نہین واپس لایا اور زید نے کہا کہ مین نے مخالفت کی مگر پھر واپس ہوکر اسی موضع مین آگیا جہانتک کہ
تو نے اجازت دی تھی تو عمرو کا قول قبول اور زید ضامن ہوگا اور اگر زید نے اس امر کے گواہ دیے کہ مین وہ
ٹٹو کوفہ تک یا حمام اعین تک واپس لایا پھر وہ مر گیا تو امام محمد رح نے فرمایا کہ وہ ضامن ہوگا جبتک کہ عمرو کو اسکا
ٹٹو واپس نہ کرے اور اس کی تاویل یون بیان کی گئی ہے کہ زید نے حمام اعین تک جانے کیواسطے فقط
مستعار لیا تھا جانے اور آنے کیواسطے نہین لیا تھا اور اس صورت مین ضامن ہوگا اور اگر اُسنے آمد و رفت کیواسطے
مستعار لیا ہو تو ضمان سے بری ہوگا کیونکہ اسنے بعد مخالفت کے موافقت اختیار کی اور عقد عاریت ہنوز
قائم ہے پس ضمان سے بری ہوگا یہ محیط مین ہے - اور اگر عمرو نے اس امر کے گواہ دیے کہ وہ ٹٹو اس مقام مین
زید کی سواری مین مر گیا کہ جہان یہ شخص خلاف اجازت اسکو لیگیا تھا اور زید نے اس امر کے گواہ دیے کہ مین نے
وہ ٹٹو عمرو کو واپس دیا ہے تو عمرو کے گواہ قبول ہونگے یہ سراج الوہاج مین ہے اگر زید کی ران کے نیچے وہ ٹٹو جو اسنے عمرو

ف عاریت مطلقہ وہ ہے کہ کسی وقت تک کے لیے عاریت نہ دی ہو بلکہ مطلق ہو ۱۲

عاریت لیا تھا مرگیا پھر خالد نے گواہ قائم کیے کہ وہ ٹٹو میرا تھا تو قاضی خالد کی ملک ہونے کا حکم دیگا اور گواہون
سے یہ استفسار نہ کریگا کہ خالد نے فروخت تو نہین کیا اور اگر اس شخص نے جس سے خالد نے ضمان لینے
کا قصد کیا ہے یون دعوی کیا کہ اس نے مجھے اس ٹٹو کی عاریت کے باب مین اجازت دیدی تھی تو خالد سے
اس امر پر قسم لیجاویگی پس اگر اس نے قسم سے نکول کیا تو اسکا قسم سے انکار کرنا مثل اقرار دیا جائیگا اور
خالد کو کسی شخص سے ضمان لینے کا اختیار نہوگا اور اگر خالد نے قسم کھائی تو اسکو اختیار ہوگا کہ چاہے زید سے
ضمان لے یا عمرو سے پس اگر اس نے عمرو سے ضمان لی تو عمرو زید سے نہین لے سکتا ہے اور اگر زید سے ضمان لی تو وہ
بھی مال ضمان عمرو سے نہین لے سکتا ہے کیونکہ اسنے اپنے فعل کی وجہ سے ڈانڈ بھرا ہے جسکا خود مرتکب ہوا
ہے یہ مبسوط مین ہے۔ اگر زید نے عمرو سے کہا کہ تو نے مجھے اپنا ٹٹو عاریت دیا اور وہ تلف ہوگیا اور عمرو نے کہا کہ تو نے
مجھسے غصب کرلیا تھا تو زید پر ضمان نہ آویگی بشرطیکہ سوار نہوا ہو اور اگر سوار ہوا ہے تو ضامن ہوگا۔ اور اگر زید نے
کہا کہ تو نے مجھے عاریت دیا اور عمرو نے کہا کہ مین نے تجھے کرایہ پر دیا تھا اور حال یہ ہے کہ زید اسپر سوار ہوا تھا اور
اسکی سواری سے مرگیا تو اس صورت مین زید کا قول قبول ہوگا اور اسپر ضمان نہ آویگی یہ محیط مین ہے۔ اگر
معیر اور مستعیر مین عاریت کے ایام یا جگہون یا لادنے کے بوجھ مین اختلاف واقع ہوا تو قسم سے چوپایہ کے
مالک کا قول قبول ہوگا۔ اور اگر مستعیر نے عاریت کی چیز مین تصرف کیا اور دعوی کیا کہ معیر نے مجھے اجازت
دی تھی اور معیر انکار کرگیا تو مستعیر ضامن ہوگا ولیکن اگر اسنے اجازت دیدینے کے گواہ لاوے تو ایسا نہوگا یہ فصول
عمادیہ مین ہے۔ اگر مستعیر نے اپنی صحت یا مرض مین کہا کہ عاریت کی چیز مجھسے تلف ہوگئی تو قسم سے اسیکا
قول قبول ہوگا یہ مبسوط مین ہے منتقی مین ہے کہ زید نے عمرو سے کہا کہ تو نے مجھے یہ دار اور یہ زمین عاریت دی تھی
کہ مین اسمین عمارت بناؤن اور جس قسم کے نخل اور شجر میرا جی چاہے زمین مین لگاؤن پس مین نے اس زمین مین
یہ درخت لگائے ہین اور دار مین یہ عمارت بنائی ہے اور معیر نے کہا کہ جب مین نے تجھے دار اور زمین عاریت دی
تھی تب اسمین یہ عمارت بنی ہوئی اور درخت لگے ہوئے تھے تو معیر کا قول قبول ہوگا اور اگر دونون نے گواہ
قائم کیے تو گواہ بھی معیر کے قبول ہونگے یہ محیط مین ہے۔ زید نے عمرو کے پاس آکر کہا کہ خالد کا ٹٹو جو تیرے پاس
مستعار ہے اسکو مین نے خالد سے مستعار کیا ہے اور اس نے مجھے حکم دیا ہے کہ مین تجھسے لیکر قبضہ کرلون پس
عمرو نے زید کی تصدیق کی اور ٹٹو اسکو دیدیا اور وہ زید کے پاس مرگیا پھر خالد نے ایسے حکم دینے سے انکار کیا تو
عمرو اسکا ضامن ہوگا اور جو مال اسنے ڈانڈ بھرا ہے اسکو زید سے نہین لے سکتا ہے۔ اور اگر عمرو نے زید کے قول
کی تکذیب کی ہو یا نہ تصدیق کی ہو اور نہ تکذیب کی ہو یا تصدیق کرکے اسپر ضمان کی شرط لگائی ہو تو ان صورتون
مین عمرو نے جو مال ڈانڈ دیا اسکو زید سے واپس لے سکتا ہے یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ اور اگر شے عاریت پر
قبضہ کرلینے کیواسطے معیر کا خادم آیا ہو پھر خادم کے مالک نے انکار کیا کہ مین نے غلام کو یہ حکم نہین دیا تھا تو مستعیر پر
ضمان نہ آویگی یہ مبسوط مین ہے۔ دو شخص ایک بیت مین رہا کرتے ہین ہر ایک شخص ایک کونے مین رہتا ہے پس ایک
شخص نے دوسرے سے کوئی شے مستعار لی پھر مالک نے اس شے کو واپس طلب کیا پھر مستعیر نے کہا کہ تیرے کونے مین جو
طاق ہے مین نے اسپر رکھدی تھی اور معیر نے انکار کیا تو حکم یہ ہے کہ اگر وہ بیت دونون کے قبضہ مین ہو تو مستعیر ضامن نہوگا کذا فی محیط السرخسی

نوان باب متفرقات مین

- واپسی عاریت کا خرچہ مستعیر پر اور ودیعت کا مودع پر اور جو شی کرایہ پر لی گئی اسکا
موجر پر اور شی مغصوب کا غاصب پر اور مرہون کا مرتہن پر پڑتا ہی اور اصل یہ ہی کہ واپسی کا خرچہ اس شخص پر آتا ہی
جسکے لیے قبضہ واقع ہوا کیونکہ خرچہ بعوض تاوان ہی کذا فی الکافی - امام محمد رح نے کتاب مین ذکر فرمایا کہ مستعار کا نفقہ
مستعیر پر ہوتا ہی اور قاضی ابو علی نسفی رح نے اپنے استاد سے نقل کیا کہ مستعار کو نفقہ دینے کیواسطے مستعیر
پر جبر نہ کیا جائیگا کیونکہ عاریت مین لزوم نہین ہوتا ہی ولیکن اس سے یون کہا جائیگا کہ اسکا نفع تجھے پہونچ سکتا ہی
کہ تو اسکا مستحق ہی پس اگر چاہے تو نفقہ دے تاکہ نفع تجھے حاصل ہو اور اگر تیرا جی چاہے تو اس سے
دست بردار ہو اور یہ بات کہ اسپر مستعار کو نفقہ دینے کے واسطے جبر کیا جاوے پس یہ نہین ہی یہ ذخیرہ
مین ہی - چوپایہ مستعار کا چارہ مستعیر پر ہی خواہ عاریت مطلقہ ہو یا مقیدہ ہو اور غلام کے نفقہ کا بھی یہی حکم ہی و
لیکن غلام کا کپڑا پس وہ معیر پر ہی یہ خزانۃ الفتاوی مین ہی - زید نے بدون اسکے کہ عمرو نے زید سے اسکا غلام
مستعار طلب کیا ہووے یون کہا کہ تو یہ میرا غلام لے اور اس سے خدمت لے تو ایسے غلام کا نفقہ اسکے
مالک پر ہی یہ وجیز کردری مین ہی مال مغصوب و عاریت کے واپس کرنے کیواسطے کفیل کر لینا صحیح ہی اور اگر
واپس کرنے کے واسطے وکیل کیا تو مالک کے مکان پر منتقل کرکے پہونچانے کے واسطے وکیل پر جبر نہ کیا جائیگا
بلکہ جہان اسکو پاوے دیدے یہ کافی مین ہی - ایک شخص اپنے دوست کے انگور کے باغ مین گیا اور بدون اسکی
اجازت کے کچھ میوہ کھایا پس اگر یہ جانتا ہی کہ اگر مالک باغ کو یہ معلوم ہو تو وہ اسکی کچھ پروا نہ کریگا تو مجھے امید ہی کہ
اسمین کچھ ڈر نہو یہ خلاصہ مین ہی - اگر عمدہ زمین زراعت کیواسطے مستعار لی تو مستعیر یون لکھدے کہ تونے
اپنی زمین مجھے کھانے کیواسطے دی اور یہ امام اعظم رح کے نزدیک ہی اور صاحبین رح نے فرمایا کہ یون لکھے کہ تونے
مجھے عاریت دی کذا فی التبیین - اور گھر اور کپڑے کی عاریت مین بالاتفاق یون تحریر کرے کہ تونے مجھے عاریت
دیا اور یون نہ لکھے کہ تونے مجھے پہنایا یا مجھے بسایا یہ کافی مین ہی - جامع الاصغر مین ہی کہ ایک زمین چند
آدمیون کی ایک جماعت کے درمیان مشترک ہی انمین سے ایک شخص نے باقیون کو اس زمین مین گھر
بنانے کی اجازت دیدی انھون نے بنائے پھر اجازت دینے والے نے چاہا کہ انمین سے ایک گھر کی عمارت
ڈھا دیوے تو ان لوگون کو منع کرنیکا اختیار ہی اور اس شخص کو یہ اختیار ہی کہ ان لوگون سے انکے گھر دور کر دینے کا
مواخذہ کرے اسلیے کہ عاریت لازم نہین ہوتی ہی کذا فی الحاوی - اور شمس الائمہ نے اول شرح وکالت مین ذکر
کیا ہی کہ باپ نے بیٹے کو عاریت دیتا ہی اور آیا اسکو یہ بھی اختیار ہی کہ اپنے بیٹے کا مال عاریت دیدے پس بعض
مشائخ متاخرین نے فرمایا کہ اسکو یہ اختیار ہی اور عامہ مشائخ نے فرمایا کہ یہ اختیار نہین ہی یہ محیط مین ہی پس اگر
باپ نے باوجود جائز نہونے کے ایسا کیا اور مال تلف ہوا تو ضامن ہوگا اور ماذون لڑکے نے اگر اپنا مال عاریت
دیا تو اعارہ صحیح ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - شرح بیوع الطحاوی مین لکھا ہی - کہ قاضی کو یتیم کا مال عاریت
دینے کا اختیار ہی یہ ملتقط مین ہی - غلام ماذون کو عاریت دینے کا اختیار ہی یہ سراجیہ مین ہی - یتیم لڑکے کے وصی نے
لڑکے کے کام کیواسطے ایک چوپایہ مستعار لیا اور رات کو اسنے واپس نہ کیا یہانتک کہ وہ مرگیا تو ضمان لڑکے پر آویگی وصی
پر آویگی - شیخ رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ یہ مسئلہ عجیب ہی کذا فی القنیہ - شیخ برہان الدین سے دریافت کیا گیا کہ ایک

طشت عاریت لیا تاکہ اُسمین پانی رکھے یا کپڑا دھووے تو آیا یہ عاریت اُسی پانی رکھنے یا اُسی کپڑے دھونے کے واسطے مقید ہوگی یا نہین پس شیخ رح نے فرمایا کہ فقط اُسی کیواسطے مقید ہونا چاہیے اور ایساہی قاضی بدیع الدین نے فتوی دیا ہے اور اسکے معنی یہ ہین کہ ایک مرتبہ پانی رکھنے یا کپڑے دھونے کیواسطے مقید ہوگی اور قاضی جمال الدین نے اسکے برخلاف فتوی دیا ہے یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ جزء غیر منقسم کا عاریت کسیطرح ہو صحیح ہے خواہ ایسی چیز ہو جو قابل تقسیم ہے یا قابل تقسیم نہو خواہ اجنبی کو عاریت دیا ہو یا شریک کو۔ ایساہی دو شخصون کو عاریت دینا صحیح ہے خواہ مجمل رکھا ہو یا آدھے و تہائی وغیرہ کے نام سے تفصیل کردی ہو کذا فی القنیہ۔ مُعیر یا مستعیر مرگیا تو عاریت واپس ہوجائیگی یہ محیط سرخسی مین ہے۔ ایک تیر مستعار لیا پس اگر دارالحرب مین جہاد کرنے کی غرض سے لیا تو صحیح نہین ہے اور اگر نشانہ اُڑانے کی غرض سے لیا ہے تو صحیح ہے یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ غیر شخص کی دوات کی روشنائی سے لکھنا چاہا پس اگر اُس سے اجازت لے لی تو اختیار ہے اور اگر آگاہ کردیا تو بھی اختیار ہے بشرطیکہ اسکو منع نہ کیا ہو اور اگر یہ کچھ نہ کیا پس اگر دونون مین بے تکلفی اور کشادہ روئی ہو تو بھی کچھ ڈر نہین ہے اور اگر یہ نہو تو مین پسند کرتا ہون کہ ایسا نہ کرے یہ وجیز کردری مین ہے۔ زید نے عمرو کے پاس انگوٹھی رہن کرکے قرض لیا اور مرتہن سے کہا اسکو پہن لے اُسنے پہن لی پھر وہ انگوٹھی تلف ہوگئی تو قرضہ مین اسکا تلف ہونا محسوب نہوگا اور قرضہ بحالہ باقی رہیگا کیونکہ وہ انگوٹھی عاریت ہوگئی تھی اور اگر اُسنے انگوٹھی پہن لی پھر اُنگلی سے اُتار دی پھر وہ تلف ہوگئی تو قرضہ کے عوض تلف قرار دیجائیگی کیونکہ وہ پھر عود کرکے رہن ہوگئی تھی۔ اور مشایخ نے فرمایا کہ یہ حکم اُسوقت ہے کہ جب مالک نے چھنگلیا مین پہننے کو کہا ہو اور اگر کلمہ کی انگلی مین پہننے کیواسطے کہا ہو اور وہ اُس حالت مین تلف ہوئی جب اُسکو پہنے ہوئے تھا تو قرضہ کے عوض تلف قرار دیجائیگی۔ اور اگر حکم کیا کہ اپنی چھنگلیا مین پہنے اور اسکا نگینہ ہتھیلی کیطرف رکھے اُسنے چھنگلیا مین پہنکر نگینہ اوپر کیطرف رکھا تو یہ عاریت دینے مین شمار ہے اور اسواسطے کہنا کہ چھنگلیا مین پہنے اور نگینہ ہتھیلی کیطرف رکھے یا فقط یہ کہنا کہ چھنگلیا مین پہنے یہ دونون قول یکسان ہین وہ عاریت رہیگی اور یہی صحیح ہے یہ فتاوی قاضیخان مین ہے کتاب الاصل کے مسائل رہن مین ہے کہ اگر ہزار درم قیمت کا غلام بعوض ہزار درم کے رہن کیا پھر راہن نے اسکو مستعار لیا پھر واپس کیا حالانکہ اس واپسی کے وقت بھاؤ گھٹ گیا قیمت غلام کی پانچ سو درم رہگئے تھے پھر وہ غلام مرگیا تو بعوض تمام قرضہ کے ہلاک ہوا اور رہن مین پہلے قبضہ کے روز کی قیمت معتبر ہوگی۔ اور اگر بجائے رہن کے غصب ہو تو دوبارہ غصب کرنے کے روز کی قیمت معتبر ہوگی یہ فصول عمادیہ مین ہے۔ دوسرے شخص سے رہن کرنیکے واسطے کوئی شے عاریت لینا جائز ہے اور یہ معروف ہے اور دوسرے کو اجارہ پر دینے کے واسطے مستعار لینا جائز ہے یہ محیط مین ہے۔ فتاوی مین امام ابو یوسف رح سے روایت ہے کہ ایک شخص نے دوسرے سے ایک کر گیہون بدبودار قرض لیے اور انکو تلف کردیا پھر اسکو جید گیہون یعنی کھرے ادا کیے اور قرض دینے والے نے کہا کہ میرے گیہون کھرے تھے اور قرض لینے والے نے اسکی تصدیق کی اور کھرے دیے پھر دونون نے سچائی پر اتفاق کیا کہ وہ گیہون قرض کے بدبودار تھے تو قرض لینے والے کو اختیار ہے کہ جو اسنے ادا کیے ہین اُن کو واپس لے اور اگر کچھ نہ کہا و لیکن کھرے ادا کیے تو جائز ہے کذا فی الحاوی۔ جامع اصغر مین ہے کہ زید کے عمرو پر ایک قفیز گیہون قرض تھے اور عمرو سے زید نے ایک قفیز گیہون معین خریدے اور اپنی ٹوکری عمرو کو دیکر حکم کیا کہ دونون قفیزون اسمین ڈالدے اُسنے ایسا کیا

گیا پھر ٹوکری اور جو کچھ اُسمین تھا سب تلف ہو گیا پس اگر عمرو نے پہلے فروخت کیے ہوئے گیہون اُسمین ڈالے
پھر قرض والے ڈالے تو تلف ہونے سے زید کا مال گیا اور اگر پہلے قرض والے ڈالے پھر فروخت کیے ہوئے
ڈالے تو عمرو کا مال گیا یہ حاوی مین ہے۔ فصول مین مذکور ہے کہ زید نے عمرو کی اجازت سے عمرو کی دیوار پر دھنی
رکھی یا اسکے دار کے نیچے اسکی اجازت سے ایک سرداب بنایا پھر عمرو نے اپنا گھر فروخت کیا تو مشتری کو اختیار ہے کہ
دیوار سے دھنیان دور کر دینے کا زید سے مطالبہ کرے اور یہی حکم سرداب مین ہے و لیکن اگر بائع نے بیع مین دھنیان
اور سرداب باقی رکھنے کی شرط کی ہو تو مشتری کو انکے دور کرنے کے مطالبہ کا اختیار نہوگا۔ اور مشتری کا وارث
اس استحقاق مین بمنزلہ مشتری کے ہے و لیکن وارث کو ہر حال مین یہ اختیار ہوگا کہ دھنیان اور سرداب دور کر دینے
کا مطالبہ کرے یہ فصول عمادیہ کی کتاب الحیطان کے متفرقات مین ہے۔ امام اعظم رح سے روایت ہے کہ ایک شخص نے
دوسرے سے غطریفی درم بخارا مین قرض لیے پھر دونون سے ایسے شہر مین ملاقات ہوئی کہ جہان قرضدار کو
غطریفی درم نہین مل سکتے ہین تو امام رح نے فرمایا ہے کہ آمد و رفت کیواسطے بقدر مسافت کے اُسکو مہلت دے
تاکہ اُنکے مثل ادا کر دے اور قرضدار سے اپنی مضبوطی کرے کذا فی الحاوی۔ ایک شخص نے ایک آرہ مستعار
لیا اور وہ چیرنے مین دو ٹکڑے ہو گیا پس مستعیر نے بلا اجازت مالک کے ایک لوہار کو دیا اُسنے جوڑ دیا تو
تو مالک کا حق اُس سے منقطع ہو گیا اور مستعیر پر آرہ کی قیمت ٹوٹے ہوئے کے حساب سے واجب ہوئی اسیطرح
اگر غاصب نے ٹوٹا ہوا غصب کیا اور یہ فعل کیا تو اُسکا یہی حکم ہے کذا فی القنیہ فی کتاب الغصب

کتاب الہبۃ

اور اسمین بارہ باب ہین

باب اول۔ ہبہ کی تفسیر و رکن و شرائط و انواع و حکم کے بیان مین اور اُن الفاظ کے بیان مین جو ہبہ ہوتے
ہین یا اُسکے قائم مقام ہوتے ہین اور جو نہین ہوتے ہین۔ ہبہ کی تفسیر شرعی یہ ہے کہ عین شی کے بلا عوض مالک
کر دینے کو ہبہ کہتے ہین یہ کنز مین لکھا ہے۔ اور ہبہ کا رکن یہ ہے کہ ہبہ کرنیوالا کہے کہ مین نے ہبہ کیا کیونکہ یہ مالک کر دینا ہے اور
فقط مالک کے کہدینے سے تمام ہوگا و لیکن موہوب لہ کا قبول کرنا یہ اُسکی ملک ثابت ہونے کیواسطے شرط
ہے اسواسطے یہ مسئلہ ہے کہ اگر کسی شخص نے یہ قسم کھائی کہ مین ہبہ نہ کرونگا پھر کہا کہ مین نے ہبہ کیا اور دوسرے نے
قبول نہ کیا تو وہ شخص ہبہ کرنے والا حانث ہو جائیگا یعنی قسم کا کفارہ دینا پڑیگا یہ محیط سرخسی مین ہے یہ توضیح تیسیر
فی اللفظ ہے۔ اور ہبہ کے شرائط چند قسم کے ہین بعضے نفس رکن کی طرف راجع ہین اور بعضے واہب کیطرف
راجع ہین اور بعضے موہوب کیطرف راجع ہین پس جو نفس رکن کیطرف راجع ہین وہ یہ ہین کہ ہبہ کرنا ایسی شی
کیساتھ معلق نہو کہ جسکے وجود و عدم کا خطرہ ہو جیسے زید کا گھر مین داخل ہونا یا خالد کا سفر سے آنا وغیرہ اور دوسرے
کیوقت کیطرف مضاف نہو جیسے کہا کہ مین نے تجھے یہ شی ہبہ کی کل سے آیندہ روز یا شروع مہینہ مین کذا فی البدائع
قال المترجم معلق ہونے کی صورت یہ ہے کہ یون کہے کہ اگر زید اس دار مین داخل ہوا تو مین نے تجھے یہ غلام ہبہ کیا علی ہذا القیاس
خالد کا آنا یا پانی برسنا وغیرہ ہے۔ اور رقبیٰ باطل ہے وہ یون کہ مثلاً کسی کو کہے کہ میرا گھر تیرے واسطے رقبیٰ ہے اور معنی اسکے یہ ہین کہ اگر

تو مر گیا تو یہ میرا ہو اور اگر مین مر گیا تو تیرا ہو پس ہر ایک دونون مین سے دوسرے کی موت کا منتظر رہتا ہو یہ
اختیار شرح مختار مین ہو۔ اور جو شرط واہب کی طرف راجع ہو وہ یہ کہ واہب ہبہ کرنے کی اہلیت رکھتا ہو
یعنی آزاد و عاقل و بالغ اور موہوب کا مالک ہو حتی کہ اگر غلام یا مکاتب یا مدبر یا ام ولد یا ایسا شخص ہو کہ
اسکی گردن پر کچھ رقیت باقی ہو یا نابالغ یا مجنون ہو یا شی موہوب کا مالک نہو تو ہبہ صحیح نہوگا یہ نہایہ مین ہو
اور جو شرطین شی موہوب کیطرف راجع ہین وہ چند قسم ہین از انجملہ یہ ہو کہ وہ شی ہبہ کیوقت موجود ہو پس جو
شی وقت عقد موجود نہو اسکا ہبہ درست نہین ہو مثلاً زید نے وہ پھل ہبہ کیے جو اس سال اسکے درخت پر
آوین یا جو اونٹنی اس سال بچہ جنے وہ ہبہ کیا تو یہ صحیح نہین ہو اسیطرح اگر یون ہبہ کیا کہ جو کچھ میری اس باندی
کے پیٹ مین ہو یا جو کچھ اس بکری کے پیٹ مین ہو یا تھنون مین ہو تو بھی ناجائز ہو اگرچہ وقت ولادت کے
یا دودھ دوہنے کے موہوب لہ کو قبضہ دیدیا ہو اور اسیطرح اگر کسی دودھ کا مسکہ یا تلونکا تیل یا گیہون کا
آٹا ہبہ کیا اور کہا کہ جو کچھ مسکہ اس دودھ مین یا تیل ان تلون مین یا آٹا ان گیہون مین ہو تجھے ہبہ کیا تو جائز نہین ہو اگرچہ
ان چیزون کے پیدا ہونے کے وقت موہوب لہ کو قابض کر دیا ہو کیونکہ یہ چیزین فی الحال نہین موجود ہین پس
محل حکم عقد نہ پایا گیا اور یہی اصح ہو یہ جواہر اخلاطی مین ہو اگر کسی بکری کی پیٹھ کا صوف ہبہ کیا اور کاٹ کر موہوب لہ
کے سپرد کر دیا تو جائز ہو گیا اور از انجملہ یہ ہو کہ شی موہوب قیمت دار مال ہو پس ایسی چیز کا ہبہ جو اصلا مال نہین ہو جائز
نہین ہو جیسے آزاد اور خون اور حرم کا شکار اور سور وغیرہ اور نہ ایسی چیز کا ہبہ جائز ہو جو مال مطلق نہین ہو جیسے
ام ولد اور مدبر مطلق اور مکاتب وغیرہ اور نہ ایسی چیز کا ہبہ جائز ہو جو مال متقوم نہین ہو جیسے شراب کذا فی البدائع
اور از انجملہ یہ ہو کہ شی موہوب مقبوضہ ہو جاوے حتی کہ قبل تقسیم کے موہوب لہ کی ملکیت ثابت نہین ہوتی ہو
اور یہ چاہیے کہ شی موہوب تقسیم ہوئی ہو جبکہ وہ لائق تقسیم ہو۔ اور یہ چاہیے کہ شی موہوب غیر موہوب سے ممیز ہو اور
غیر موہوب کیساتھ متصل و مشغول نہو حتی کہ اگر ایسی زمین جسمین واہب کی کھیتی ہو بدون کھیتی کے یا برعکس
اسکے ہبہ کی یا پھلدار درخت کے پھل بدون درخت کے یا اسکے برعکس ہبہ کیے تو جائز نہین ہو اسیطرح اگر
کوئی دار یا ظرف جسمین واہب کی کوئی چیز رکھی ہو ہبہ کیا تو بھی یہی حکم ہو کذا فی النہایہ۔ اور از انجملہ یہ ہو کہ وہ شی مملوک
ہوتی ہو پس جو چیزین مثل آب دریا وغیرہ کے مباحات مین سے ہین انکا ہبہ نہین جائز ہو کیونکہ جو شی مملوک ہی نہین
ہو اسکا کسیکو مالک کر دینا محال ہو اور از انجملہ یہ ہو کہ وہ شی واہب کی مملوک ہو پس مال غیر کا ہبہ کرنا بدون اسکی اجازت
کے صحیح نہین ہو کیونکہ جسکا واہب خود مالک نہین اسکا دوسرے کو مالک نہین کر سکتا کذا فی البدائع۔ اور ہبہ کی دو قسمین
ہین ایک تملیک دوسری اسقاط اور ان دونون پر اجماع ہو یہ خزانۃ المفتین مین ہو۔ اور ہبہ کا حکم یہ ہو کہ موہوب لہ
کیواسطے شی موہوب پر ملکیت غیر لازمہ ثابت ہوتی ہو حتی کہ ہبہ سے رجوع کر لینا یا عقد کو فسخ کر دینا صحیح ہو اور اسمین
خیار شرط صحیح نہین ہو پس اگر شرط سے ہبہ کیا کہ موہوب لہ کو تین روز خیار ہو تو ہبہ صحیح ہو بشرطیکہ دونون کے جدا ہونے
سے پہلے موہوب لہ اسکو اختیار کرے اور ہبہ فاسد شرطین لگانے سے باطل نہین ہوتا ہو حتی کہ اگر زید نے اپنا
غلام کسیکو اس شرط سے ہبہ کیا کہ وہ اسکو آزاد کرے تو ہبہ صحیح ہوگا اور شرط باطل ہوگی کذا فی البحر الرائق۔ اور جن الفاظ
سے ہبہ واقع ہوتا ہو تین طرح کے ہین ایک وہ ہین کہ جنسے ہبہ از روی وضع لغت کے واقع ہوتا ہو اور دوسرے وہ

ہین کہ جنسے از روی عرف و کنایہ کے ہبہ واقع ہوتا ہی اور تیسرے وہ ہین کہ جو ہبہ اور عاریت کا برابر احتمال رکھتے ہین پس قسم اول کی مثال مثلاً یون کہا کہ وہبت ہذا الشی لک و ملکتہ منک یعنی مین نے یہ شی تجھے ہبہ کی یا تجھے اسکا مالک کیا او جعلتہ لک و ہذا لک یا مین نے تیرے واسطے کر دی یا یہ شی تیرے واسطے ہی او اعطیتک و نحلتک یا مین نے تجھے عطا کی یا نحادی فہذا کلہ ہبۃ پس یہ سب الفاظ ہبہ ہین اور دوسری قسم کے مثلاً یون کہا کہ مین نے تجھے یہ کپڑا اپنا یا یا مین نے تجھے اس گھر مین آباد کر دیا تو یہ ہبہ ہی اسی طرح اگر یون کہا کہ میری عمر بھر یا میری زندگی بھر یا تیری زندگی بھر یہ دار تیرا ہی پھر جب تو مر جاوے تو یہ واپس ہو کر میرا ہو گا تو بھی ہبہ جائز ہی اور شرط باطل ہی۔ اور تیسری قسم کے مثلاً یون کہا کہ یہ گھر تیرے لیے رقبی یا حبس ہی اور موہوب لہ کو دیدیا تو امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک یہ عاریت اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک ہبہ ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر کہا کہ اطعمتک ہذا الطعام یعنی یہ اناج مین نے تجھے اطعام کر دیا پس اگر اسکے ساتھ کہا کہ فاقبضہ یعنی اسپر قبضہ کر لے تو یہ ہبہ ہی اور اگر اسنے فاقبضہ نہ کہا تو اسکے ہبہ یا عاریت ہونے مین مشائخ نے اپنی اپنی شروح مین اختلاف کیا ہی کذا فی المحیط۔ اگر یون کہا کہ مین نے تجھے اس چوپایہ پر سوار کیا تو یہ عاریت ہی لیکن اگر ہبہ کی نیت کرے تو ہو سکتا ہی اور بعض نے فرمایا کہ سلطان کیطرف سے ایسا فرمان ہبہ ہی کذا فی الظہیریہ۔ اور اصل ان مسائل مین یہ ہی کہ اگر ایسا لفظ بولا جس سے تملیک رقبی یعنی عین شی کا مالک کر دینا ثابت ہوتا ہی تو یہ ہبہ ہو گا اور جس سے منفعت شی کا مالک کر دینا معلوم ہو تو عاریت ہو گی اور جس لفظ سے دونون کا احتمال پیدا ہوتا ہی اسمین نیت پر حکم ہو گا کذا فی المستصفی شرح النافع۔ اور اگر کہا کہ یہ گھر تیرے واسطے ہبہ ہی تو اسمین رہا کر یا یہ اناج تیرے واسطے ہبہ ہی تو اسکو کھا۔ یا یہ کپڑا تیرا ہی تو اسکو پہنا کر تو یہ ہبہ ہی۔ اور اگر حکم کیا کہ فلان شخص کو حج کرا دو اور یہ نہ کہا کہ میری طرف سے حج کرا دو تو اسکو بقدر حج کرنے کے دیا جائیگا اور اسکو اختیار ہو گا کہ چاہے حج نکرے اسیطرح اگر وصیت کی کہ فلان شخص کو ہزار درم دیے جاوین تاکہ وہ حج کرے یا بعد عدم حج کے دیے جاوین تو بھی یہی حکم ہی یہ تمرتاشی مین ہی۔ زید کے پاس عمرو کے درم ہین عمرو نے کہا کہ انکو اپنے حوائج مین صرف کر تو یہ قرض ہو گا اور اگر بجائے درم کے اناج ہو اور عمرو نے کہا کہ اسکو تو کھا تو یہ ہبہ ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ اگر کہا کہ نحلتک داری او اعطیتک او وہبت منک یعنی مین نے تجھے اپنا گھر بخش دیا یا عطا کیا یا ہبہ کیا تو یہ ہبہ ہی کذا فی شرح الطحاوی۔ اور اگر کہا کہ مین نے یہ گھر تیرے واسطے کر دیا یا گھر تیرا ہی پس تو اسپر قبضہ کرے تو یہ ہبہ ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی اگر کہا کہ ہذہ الدار لک و ہذہ الارض لک یعنی یہ دار تیرا ہی یا یہ زمین تیری ہی یہ قول ہبہ ہو اقرار نہین ہی یہ قنیہ مین ہی۔ اگر کہا کہ ہذہ ہبۃ لک و لعقبک من بعدک یعنی یہ زمین مثلاً ہبہ ہی تیرے واسطے اور جو تیرے بعد تیری نسل ہو تو یہ ہبہ ہو گا اور پچھلو نکا ذکر کرنا لغو ہی اسی طرح اگر کہا کہ یہ زمین تیرے واسطے ہی اور جو تیرے بعد تیری نسل ہو انکے واسطے ہے تو بھی یہی حکم ہی کذا فی المحیط۔ زید نے عمرو سے کہا کہ یہ باندی تیرے واسطے ہی تو امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ ایسا ہبہ جائز ہی اور جب عمرو اسپر قبضہ کرے تو اسکا مالک ہو جائیگا اور اگر یون کہا کہ یہ باندی تیرے واسطے حلال ہی تو یہ قول ہبہ نہو گا و لیکن اگر اس سے پہلے کوئی ایسا کلام بولا ہو جس سے اس امر پر استدلال ہو سکے کہ زید نے اس قول سے ہبہ مراد لیا ہی تو ہو سکتا ہی اور اگر کہا کہ مین نے اس باندی کی فرج تجھے ہبہ کی تو یہ باندی کا ہبہ کرنا قرار

دیا جائیگا جب اُسپر قبضہ کرے تو مالک ہو جائیگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہے - ہبۃ الاصل مین لکھا ہے کہ اگر یون کہا کہ باندی تیرے واسطے ہے پس تو اُسپر قبضہ کرے تو یہ ہبہ ہے یہ محیط مین ہے - اور اگر کہا کہ میرا یہ غلام فلان شخص کے واسطے ہے اور وصیت کو بیان نہ کیا اور نہ وصیت کے ذکر مین یہ کلام کیا اور نہ یہ کہا کہ میرے مرنیکے بعد تو قیاساً و استحساناً یہ ہبہ ہے یہ قنیہ مین ہے - اگر کہا کہ یہ غلام تیری زندگی اور غلام کی زندگی تک تیرا ہے اور اُسنے قبضہ کر لیا تو یہ ہبہ جائز ہے یہ غایۃ البیان مین ہے - ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ این چیز ترا تو یہ ہبہ ہے کہ اسمین قبضہ شرط ہے اور اگر کہا کہ تراست تو اقرار ہے یہ وجیز کردری مین ہے - ایک شخص نے اپنے داماد سے کہا کہ این زمین ترا ست فاذہب فازرعہا یعنی یہ زمین تیری ملک ہے پس تو جا کر اُسکی زراعت کرپس اگر داماد نے اُسکے مقولہ کیوقت کہا ہو کہ مین نے قبول کیا تو قبول سے تمام ہو کر زمین اُسکی ہو جائیگی اور اگر داماد نے یون نہ کہا تو زمین اُسکی نہو جائیگی یہ ظہیریہ مین ہے - زیادات مین مذکور ہے کہ اگر مسلمان کی ایک جماعت سے کہا کہ یہ مال تمہارا ہو تو یہ ہبہ ہے یہ فتاوی قاضیخان مین ہے - اگر دوسرے سے کہا کہ یہ مال لے اور اللہ تعالی عزوجل کی راہ مین جہاد کر تو یہ قرض ہے کذا فی الظہیریہ - اگر دوسرے سے کہا کہ مین نے یہ ٹوکری گیہون یا یہ کپّا گھی تجھے ہبہ کر دیا تو اس ہبہ مین فقط گیہون اور گھی داخل ہوگا ٹوکری اور کپّا داخل نہو گا - اگر یون کہا کہ مین نے تجھے یہ گیہون کی ٹوکری یا گھی کا کپّا ہبہ کیا تو فقط ٹوکری اور کپّا داخل ہبہ ہوگا گیہون اور گھی داخل نہو گا یہ ظہیریہ مین ہے - اگر کہا کہ میرا تمام مال یا ہر شے جو میری ملک مین ہے واسطے فلان شخص کے ہے تو یہ ہبہ ہے کذا فی الاختیار شرح المختار - اور اگر کہا کہ سب جسکا مین مالک ہون فلان شخص کے واسطے ہے تو یہ قول ہبہ ہے کہ بدون قبضہ کے جائز نہین ہے - اور اگر کہا کہ سب چیز جو میری جانب معروف یا میری طرف منسوب ہے فلان شخص کی ہے تو یہ اقرار ہے یہ فتاوی قاضیخان مین ہے ایک نابالغ کے باپ نے کچھ درخت یا انگور کا باغ لگایا پھر کہا کہ مین نے اسکو اپنے بیٹے کیواسطے کر دیا تو یہ ہبہ ہے اور اگر کہا کہ مین نے اپنے بیٹے کے نام کر دیا تو بھی یہی حکم ہے اور یہی اظہر ہے اور اسی پر اکثر مشایخ گئے ہین یہ غیاثیہ مین ہے - اور اگر اُسنے ہبہ کا ارادہ نہ کیا ہو تو اُسکے قول کی تصدیق کیجائیگی کذا فی الملتقط - اور اگر کہا کہ اسکو اپنے بیٹے کے نام سے بوتا ہون تو وہ ہبہ نہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہے - اگر باپ نے کہا کہ سب جو کچھ میرا حق و ملک ہے وہ میرے بیٹے اس نابالغ کی ملک ہے تو یہ کرامت ہے تملیک نہین ہے بخلاف اسکے اگر معین کر دیا اور کہا کہ میری دوکان جسکا مین مالک ہون یا میرا گھر میرے نابالغ بیٹے کا ہے تو یہ ہبہ ہے اور باپ کے قبضہ مین ہونے سے تمام ہو جائیگا یہ قنیہ مین ہے - اگر کہا کہ مین نے یہ چیز اپنے فلان بیٹے کیواسطے کر دی تو یہ ہبہ ہوا اور اگر کہا کہ یہ شے میرے نابالغ لڑکے فلان کی ہے تو جائز ہے اور بدون قبول کے ہبہ تمام ہو جائیگا یہ تاتارخانیہ مین ہے - اگر اپنے بیٹے سے کہا کہ این مال ترا کردم یہ مال مین نے تیرا کر دیا یا کہا کہ بنام تو کردم تیرے نام کر دیا یا آن تو کردم یعنی تیری ملک کر دیا یا ایسا ہی کوئی کلام جو اُسکے قائم مقام ہو بیان کیا تو یہ بیٹے کو مالک کر دینا قرار دیا جائیگا یعنی ہبہ ہوگا یہ جواہر خلاطی مین ہے - ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ قد متعتک لہذا الثوب او بہذہ الدراہم یعنی مین نے تجھے یہ کپڑا یا یہ درم بخش دیے اُس نے قبضہ کر لیا تو یہ ہبہ ہے اسی طرح اگر ایسی عورت سے جس سے بدون بیان مہر کے نکاح کیا ہے یون کہا کہ مین نے تجھے یہ کپڑا یا یہ درم متع دیے تو یہ ہبہ ہے یہ محیط سرخسی مین ہے - امام محمدؒ سے روایت ہے کہ اگر کسی شخص کے پاس دوسرے کا کپڑا ودیعت ہو اسنے مالک سے

کہا کہ یہ کپڑا مجھے عطا کر دے اُسنے کہا کہ مین نے عطا کیا تو یہ ہبہ ہوگا یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور اگر وہ کپڑا مالک کے پاس ہو تو ودیعت ہوگا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر کہا کہ منحتک ہذہ الارض او ہذا الدار او ہذہ الجاریۃ یعنی مین نے تجھے یہ زمین یا یہ گھر یا یہ باندی بخشیدی تو یہ عاریت دینا ہے لیکن اگر ہبہ کی نیت کرے تو ہو سکتا ہے۔ اور اگر کہا کہ منحتک ہذا الطعام او ہذہ الدراہم او ہذہ الدنانیر الخ یعنی مین نے تجھے یہ اناج یا یہ درم یا دینار منحہ دیے تو یہ ہبہ ہوگا اسلیے کہ بدون تلف کرنے عین شی کے انتفاع ممکن نہین اور ایسی ہر چیز کا جس سے انتفاع باوجود عین شی کے باقی رہنے کے ممکن نہین ہے یہی حکم ہے پس اگر لفظ منحہ کو ایسی چیز کیطرف نسبت کیا کہ جس سے نفع اٹھانا باوجود عین شی کے باقی رہنے کے ممکن ہے تو ہم اسکو عاریت دینے پر محمول کرینگے کیونکہ عاریت ادنی ہے اور اگر ایسی چیز کی طرف نسبت کیا جس سے بدون اُس شئے کے تلف کرنے کے انتفاع ممکن نہین ہے تو ہم اسکو ہبہ پر محمول کرینگے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ فتاوی اہل خوارزم مین ہے کہ شیخ رح سے دریافت کیا گیا کہ ایک چوپایہ دو شخصون مین مشترک ہے ایک نے کہا کہ مین نے اپنا حصہ تجھے ارزانی کیا تو شیخ رح نے فرمایا کہ یہ ہبہ نہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ اور اگر کسی گھر کے حق مین دوسرے سے کہا کہ یہ گھر تیرے واسطے ہبہ اجارہ ایکدرم ماہواری ہے یا کہا کہ اجارہ ہبہ ایکدرم ماہواری پر ہے تو یہ اجارہ ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے زید نے عمرو سے کہا کہ یہ شی مجھے ہبہ کر دے عمرو نے کہا کہ فدا ے تو باد یعنی تجھپر فدا ہووے یا کہا کہ از تو دریغ نیست یعنی تجھسے دریغ نہین ہے تو یہ ہبہ نہوگا یہ سراجیہ مین ہے۔ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ این کنیزک خویش مرا بخش یعنی اپنی یہ باندی مجھے بخشدے اُسنے جواب دیا کہ فدا ے تو باد تو اُس سے وہ شوہر کی مالک نہوجائیگی۔ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ می باید کہ این غلام مرا بخشی تا آزاد کنمش۔ یعنی چاہیے کہ یہ غلام مجھے بخشدے تاکہ مین اُسے آزاد کر دون اُس نے کہا کہ از تو دریغ نیست تو یہ ہبہ نہوگا یہ جواہر الفتاوی مین ہے۔ حاکم نے منتقی مین ذکر کیا ہے کہ اگر زید کا کوئی غلام عمرو کے پاس ودیعت ہو پس عمرو نے زید سے کہا کہ یہ غلام مجھے ہبہ کر دے اُسنے کہا کہ وہ تیرے واسطے ہے پس عمرو نے کہا کہ مین نہین قبول کرتا ہون تو یہ ہبہ ہے یہ محیط مین ہے۔ ایک عورت نے انتقال کیا اور دو لڑکے دوسرے شوہر سے چھوڑے یعنی جس سے نکاح مین انتقال کیا ہے اُس شوہر کا لڑکا نہین ہے پس ایک لڑکے نے اپنی مان کی قبر کے پاس یہ کہا کہ مین نے مان کے شوہر کو جو اسپر میری مانکا مہر تھا ہبہ کیا پھر دوسرے لڑکے سے دریافت کیا گیا کہ تو کیا کہتا ہے اُسنے جواب دیا کہ وی چنان باب نبود کہ وی را بیازارم یعنی وہ میرا ایسا پیارا باپ نہین ہے یعنی سوتیلا کہ مین اسکو آزار دون تو یہ قول مہر کا ہبہ کرنا نہوگا اور نہ بری کر دینا ہے اور اگر اُسنے مہر مین سے اپنا حصہ طلب کیا تو آزار رسانی مین شمار نہوگا یہ جواہر الفتاوی مین ہے کسی فقیہ سے کہا کہ یہ لکڑی اپنی کتابون کے کام مین صرف کر دے تو یہ ہبہ ہے اور کتابون کے کام مین صرف کرنا بطور مشورہ کے قرار دیا جائیگا یہ قنیہ مین ہے۔ امام محمد رح نے سیر کبیر مین ذکر کیا ہے کہ ایک شخص نے ایک قوم سے کہا کہ مین نے اپنی یہ باندی ہبہ کی جسکا جی چاہے سو لے لے انمین سے ایک شخص نے لے لی تو اسکی ہو جاویگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے

دوسرا باب جن صورتون مین ہبہ جائز ہے اور جن مین نہین جائز ہے جو چیز واہب کے حوزہ تصرف مین اور اسکی املاک سے فارغ ہو اور اُسکے حقوق سے فارغ ہو یعنی اُسکی ملکیت اور حق اُس سے متعلق نہ ہو اور جو شی غیر منقسم ہو یعنی

نہین کیجاتی ہو اور نہ بعد تقسیم کرنے کے اُس سے اُس جنس انتفاع کا جو تقسیم سے پہلے حاصل تھا حاصل رہتا ہو جیسے بیت صغیر و حمام صغیر تو اُسکا ہبہ صحیح ہو اور جو شی غیر منقسم کہ تقسیم کیجاتی ہو و بعد تقسیم کے اور قبل تقسیم کے اُس سے انتفاع حاصل کیا جاتا ہو تو اُسکا ہبہ صحیح نہین ہو کذا فی الکافی - اور یہ شرط ہو کہ شی موہوب قبضہ کیوقت نہ ہبہ کیوقت تقسیم کرکے علیحدہ کردیگئی ہو اس دلیل سے کہ اگر زید نے آدھا دار غیر منقسم ہبہ کیا اور ہنوز سپرد نہ کیا تھا کہ باقی نصف بھی ہبہ کرکے تمام دار سپرد کردیا تو جائز ہو کذا فی الظہیریہ اور اگر نصف دار کسی کو ہبہ کرکے سپرد کیا پھر نصف باقی اُسکو ہبہ کرکے سپرد کردیا تو جائز نہین ہو - اور دونون فاسد ہین یہ نہایہ مین لکھا ہو - اور ہبہ کا حکم بدون مقبوضہ ہونے کے تمام نہین ہوتا ہو اور اسمین اجنبی اور اولاد برابر ہین بشرطیکہ بالغ ہو کذا فی المحیط - اور جس قبضہ سے ہبہ کا ثابت ہونا متعلق ہو وہ قبضہ ہو جو مالک کی اجازت سے ہو اور اجازت کبھی صریحاً ثابت ہوتی ہو اور کبھی دلالۃً ثابت ہوتی ہو اور صریحاً کی مثال یہ ہو کہ مثلاً مالک یون کہے کہ اُسپر قبضہ کرے جبکہ وہ شی مجلس مین موجود ہو اور جب مجلس مین نہو تو یون کہے کہ جاکر اُسپر قبضہ کرے پھر اگر وہ شی مجلس مین حاضر ہو اور واہب نے کہا کہ تو اُسپر قبضہ کرے اُسنے مجلس مین یا مجلس سے جدا ہونے کے بعد اُسپر قبضہ کرلیا تو قبضہ صحیح ہو اور قیاساً اور استحساناً اُسکا مالک ہوگیا - اور اگر بعد ہبہ کرنیکے قبضہ کرنے سے موہوب لہ کو منع کردیا تو قبضہ صحیح نہوگا خواہ مجلس ہبہ مین قبضہ کیا ہو یا اُسکے بعد - اور اگر مالک نے اُسکو قبضہ کرنیکے لیے صریح اجازت نہ دی ہو اور نہ منع کیا پس اگر اُسنے مجلس مین اُسپر قبضہ کرلیا تو استحساناً صحیح ہو نہ قیاساً - اور اگر مجلس سے جدا ہونیکے بعد قبضہ کیا تو قیاساً و استحساناً صحیح نہین ہو اور اگر شی موہوب مجلس مین موجود نہو غائب ہو اور موہوب لہ نے جاکر اُسپر قبضہ کرلیا پس اگر باجازت قبضہ کیا ہو تو استحساناً جائز ہو نہ قیاساً اور اگر بدون اجازت کے قبضہ کیا تو قیاساً استحساناً نہین جائز ہو یہ ذخیرہ مین لکھا ہو - زید نے عمرو کو بطور ہبہ فاسد کے ایک گھوڑا ہبہ کیا اور عمرو و گھوڑے کے درمیان تخلیہ کردیا یعنے قبضہ کے موانع دور کردیے اُسنے قبضہ کرلیا تو جائز نہین ہو یہ جواہر اخلاطی مین ہو - اگر کوئی ایسی شی جو مجلس مین حاضر تھی زید کو ہبہ کردی پس زید نے کہا کہ مین نے اُسپر قبضہ کرلیا تو امام محمد رح کے نزدیک قابض ہو جائیگا اور امام ابو یوسف رح کا قول اُسکے خلاف ہو کذا فی السراجیہ اور بقالی مین ابو یوسف رح سے روایت ہو کہ اگر شی موہوب مجلس مین موجود ہو اور مالک نے کہا کہ اُسپر قبضہ کرے اُسنے کہا کہ مین نے قبضہ کرلیا تو جائز ہو بشرطیکہ اس کہنے سے پہلے کہ مین نے قبضہ کرلیا چلا نہ گیا ہو اور صرف یہ کہنا کہ مین نے قبول کیا کافی نہین ہو - اور اگر مالک نے یہ نہ کہا کہ تو اُسپر قبضہ کرلے تو قبضہ کی فقط یہی صورت ہو کہ اُس شی کو منتقل کرے پس اگر اُس نے نہ کہا کہ مین نے قبول کیا تو جائز نہین ہو اگرچہ شی کو منتقل کیا ہو ولیکن اگر یہ ہبہ اُسکی درخواست اور سوال سے ہوا ہو تو جائز ہو سکتا ہو یہ محیط مین ہو - اگر زید نے کہا کہ مجھے یہ غلام ہبہ کردے عمرو نے کہا کہ مین نے ہبہ کردیا تو ہبہ تمام ہوگیا یہ ینابیع مین ہو - زید نے عمرو سے کہا کہ خالد کو ہزار درم اس شرط سے ہبہ کردے کہ مین اُنکا ضامن ہون اور عمرو نے ایسا ہی کیا اور خالد نے قبول کرلیا تو ہبہ جائز ہو اور زید ضامن ہوگا اور حقیقت مین ہبہ کرنیوالا وہی زید ہو نہ عمرو حتی کہ اگر ہبہ سے رجوع کرے تو رجوع کا استحقاق زید کو ہوگا نہ عمرو کو یہ جواہر اخلاطی مین ہو اگر زید نے عمرو سے دل لگی مین کہا کہ یہ شی مجھے ہبہ کردے عمرو نے کہا کہ مین نے ہبہ کردی اور زید نے کہا کہ مین نے قبول کی

اور عمرو نے سپرد کردی تو یہ جائز ہوگیا یہ ظہیریہ میں ہی - اگر زید نے عمرو سے کہا کہ میں نے یہ غلام تجھے ہبہ کیا حالانکہ غلام حاضر ہی اور عمرو نے اُسپر قبضہ کرلیا تو ہبہ جائز ہی اگرچہ عمرو نے یہ نہ کہا ہو کہ میں نے قبول کیا یہ ملتقط میں ہی - اور اگر غلام سامنے موجود نہو غائب ہو اور زید نے عمرو سے کہا کہ میں نے اپنا فلان غلام تجھے ہبہ کیا تو جا کر اُسپر قبضہ کرلے اُسنے جا کر قبضہ کرلیا تو جائز ہی اگرچہ یہ نہ کہا ہو کہ میں نے قبول کیا اور اسی کو ہم لیتے ہیں یہ حاوی میں لکھا ہی - زید نے عمرو سے کہا کہ یہ غلام تیرا ہی اگر تو چاہے پھر اسکو دیدیا پس عمرو نے کہا کہ میں نے منظور کیا تو امام ابو یوسف سے روایت ہی کہ یہ جائز ہی یہ وجیز کردری میں ہی - اگر زید نے اپنا غلام عمرو کو ہبہ کیا حالانکہ غلام دونون کے سامنے موجود ہی اور زید نے یہ نہ کہا کہ تو اُسپر قبضہ کرلے پھر عمرو غلام کو چھوڑ کر چلا گیا تو پھر عمرو کو یہ اختیار نہیں ہی کہ زید کی بلا اجازت اُس غلام پر قبضہ کرے یہ محیط میں ہی - اگر زید نے عمرو کو کوئی غلام ہبہ کیا اور ہنوز عمرو نے اُسپر قبضہ نہ کیا تھا کہ زید نے خالد کو وہی غلام ہبہ کیا پھر دونون کو اُسپر قبضہ کرنے کا حکم کیا اور دونون نے اُسپر قبضہ کیا تو خالد کو ملیگا - اسیطرح اگر عمرو کو اُسپر قبضہ کا حکم کیا اور اُسنے قبضہ کرلیا تو باطل ہی یہ خزانۃ المفتیین میں ہی - بیوع فتاوی میں ہی کہ اگر کوئی غلام خریدا اور ہنوز اُسپر قبضہ نہ کیا تھا کہ کسی شخص کو ہبہ کردیا یا اُسکے پاس رہن کیا اور اُسکو قبضہ کرنے کا حکم دیا اور اُس نے قبضہ کیا تو جائز ہی یہ خلاصہ میں ہی - غلام ماذون اگر کچھ ہبہ کردے تو جائز نہیں ہی اور اگر اُسکے مالک نے اجازت دیدی اور اُسپر قرضہ نہیں ہی تو جائز ہی اور اگر اُسپر قرضہ ہو تو جائز نہیں ہی - اگرچہ مالک اور قرضخواہون نے اجازت دیدی ہو یہ مبسوط میں ہی - اگر زید نے عمرو سے کہا کہ میں نے تجھے اس اناج کی ڈھیری میں سے کوئی ایک قفیز ہبہ کی اور عمرو نے زید کے سامنے اُسمین سے ایک قفیز ناپ لی تو جائز نہیں ہی اور اگر یون کہا کہ میں نے تجھے اس ڈھیری میں سے ایک قفیز ہبہ کی تو اسکو ناپ لے اور عمرو نے ناپ لی تو جائز ہی یہ سراجیہ میں ہی - اور اگر کسی شخص کو کپڑے جو ایک مقفل صندوق میں ہیں ہبہ کیے اور صندوق دیدیا تو یہ قبضہ نہوگا اور اگر صندوق کھلا ہوا ہو تو قبضہ ہوگا یہ محیط سرخسی میں ہی - اگر شی موہوب اُس شخص کے پاس جسکو ہبہ کی گئی ہی بطور ودیعت یا عاریت یا امانت کے ہو تو موہوب لہ اُسکا ہبہ اور قبول سے مالک ہو جائیگا اگرچہ از سر نو اُسپر قبضہ نکرے یہ کافی میں ہی - اور اگر کرایہ کی چیز مستاجر کو ہبہ کردی یا غصب کی ہوئی چیز غاصب کو ہبہ کی تو جائز ہی اور وہ ضمان سے بری ہو جائیگا یہ محیط سرخسی میں ہی - اور اگر موہوب شے موہوب لہ کے پاس اسطرح ہو کہ اُسکی ضمان بقیمت یا بہ مثل لازم ہو جیسے کوئی شی خریدنے کی غرض سے اپنے قبضہ میں کرلی ہو اور مالک نے وہ شی اسی کو ہبہ کردی تو صحیح ہی اور فقط ہبہ سے اُسمین ملکیت ثابت ہو جائیگی یہ کافی میں ہی - اور اگر شی موہوب اُسکے پاس رہن ہو تو جامع میں مذکور ہی کہ فقط ہبہ کرنے کیساتھ ہی موہوب لہ اُسکا قابض ہو جائیگا اور وہی رہن کا قبضہ اس قبضہ ہبہ کا قائم مقام ہو جائیگا اور جب ہبہ بوجہ قبضہ کے صحیح ہوگیا تو رہن باطل ہوگیا تو مرتہن اپنا قرضہ راہن سے لیگا یہ بدائع میں ہی - اور جدید قبضہ کرنیکے معنی یہ ہیں کہ جہان وہ شی ہو وہان جا کر اتنا توقف کرے کہ جتنی دیر میں اُسپر قبضہ کرسکتا ہی کذا فی المستصفی شرح النافع اور اصل یہ ہی کہ جب دونون قبضے ایک جنس کے ہون تو ایک دوسرے کا نائب ہو جائیگا اور جب قبضہ میں ضمان لازم ہی وہ بدون ضمان کے قبضہ کا نائب ہوتا ہی اور جو بدون ضمان کا قبضہ ہو وہ ضمان کے قبضہ کا نائب نہیں ہوتا ہی یہ جوہرۃ النیرہ

[illegible]

میں

مین ہو۔ ایک شخص نے اپنے بھائی کو ایک غلام یا کپڑا یا متاع یا دار یا چوپایہ ودیعت دیا پھر کہا کہ مین نے اپنی
ودیعت تجھے ہبہ کی حالانکہ وہ مستودع کے پاس موجود ہو تو یہ صحیح ہوگیا بشرطیکہ مستودع نے قبول کیا ہو اور اگر
کوئی غلام اپنے بھائی کو ہبہ کیا اور اسنے واہب کے صریح حکم سے خواہ مجلس مین یا اسکے بعد اسپر قبضہ
کرلیا تو صحیح ہو پس قبول کی شرط پہلی صورت مین ہو دوسری صورت مین نہین ہو یہ قنیہ مین ہو۔ ایسی غیر منقسم چیز کا
جو لائق تقسیم نہین ہو ہبہ کرنا خواہ اجنبی کو ہبہ کرے یا شریک کو جائز ہو کذا فی الفصول العمادیہ اور جو شی غیر منقسم
کہ لائق تقسیم ہو اسکا ہبہ کرنا خواہ شریک کو ہبہ کردے یا اجنبی کو جائز نہین ہو اور اگر موہوب لہ نے اسپر قبضہ کرلیا
تو شیخ حسام الدین رح نے واقعات مین فرمایا ہو کہ مختار یہ ہو کہ اس سے ملکیت ثابت نہین ہوتی ہو اور دوسرے
مقام پر لکھا ہو کہ ملک فاسد ثابت ہوتی ہو اور اسی پر فتوے دیا گیا ہو کذا فی السراجیہ اور جو لائق تقسیم نہین ہو ایسی
غیر منقسم چیز کے ہبہ کے صحیح ہونے کے واسطے یہ شرط ہو کہ بقدر معلوم ہو حتی کہ اگر کسی غلام مین سے اپنا حصہ ہبہ کردیا
حالانکہ حصہ کی مقدار معلوم نہین ہو تو جائز نہین ہو کیونکہ ایسی جہالت سے جھگڑا پیدا ہوتا ہو یہ بحر الرائق مین ہو اور
اگر موہوب لہ کو واہب کا حصہ معلوم ہو تو امام اعظم رح کے نزدیک جائز ہونا چاہیے اور صاحبین رح کے نزدیک نہین جائز
ہو یہ محیط سرخسی مین ہو۔ اور لائق تقسیم چیز مین غیر منقسم دو یا زیادہ آدمیون کو ہبہ کرنا صاحبین رح کے نزدیک
صحیح ہو اور امام کے نزدیک فاسد ہو باطل نہین ہو حتی کہ قبضہ ہوجانے سے ملکیت ثابت ہو جاتی ہو یہ جواہر اخلاطی مین
ہو۔ صدر الشہید نے ذکر کیا ہو کہ اگر لائق تقسیم چیز دو آدمیون کو ہبہ کی حتی کہ یہ امام اعظم رح کے نزدیک فاسد
ٹھہرا پھر اسپر قبضہ کرلیا تو ملک فاسد ثابت ہوگی اور اسی پر فتوی ہو یہ فتاوی عتابیہ مین ہو۔ اور موہوب لہ کو
سوائے قبضہ کے اور کسی طرح سے ملکیت نہین ثابت ہوتی ہو یہی مختار ہو یہ فصول عمادیہ مین ہو۔ اگر طرفین سے
شیوع یعنی غیر انقسام ہو حالانکہ وہ شی ایسی ہو کہ لائق تقسیم ہو تو بالاجماع جواز ہبہ کا مانع ہو اور اگر موہوب لہ
کی طرف سے شیوع ہو تو امام اعظم رح کے نزدیک جواز ہبہ کا مانع ہو بخلاف قول صاحبین رح کے کذا فی الذخیرہ
اگر دو شخصون کو ہبہ کیا پس اگر دونون فقیر ہون تو مثل صدقہ کے بالاجماع جائز ہو اور اگر دونون غنی ہون اور
ہر ایک کو نصف ہبہ کیا یا مبہم کہدیا کہ مین نے تم دونون کو ہبہ کیا یا ایک کی دوسرے پر تفضیل کی کہ اسکے واسطے
دو تہائی اور اسکے واسطے ایک تہائی ہو تو امام اعظم کے نزدیک تینون صورتون مین صحیح نہین ہو اور امام محمد رح نے فرمایا
کہ تینون صورتون مین جائز ہو اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ تفضیل کی صورت مین جائز نہین ہو اور باقی دو صورتون مین
جائز ہو اور مختصر کرخی مین امام ابو یوسف رح سے بروایت ابن سماعہ مذکور ہو کہ اگر دو شخصون سے کہا کہ مین نے تم دونون
کو یہ دار ہبہ کیا آدھا اسکو اور آدھا اسکو تو جائز ہو کیونکہ اسنے مبہم ہبہ کیا اور اس ہبہ واقع ہونیکے بعد جسطرح مبہم ہبہ کا حکم
مقتضی تھا اسیطور سے اس نے تفسیر کی اور اگر اسنے یون کہا کہ تیرے واسطے مین نے نصف ہبہ کیا اور اس
دوسرے کو نصف دیا تو جائز نہین ہو کیونکہ اسنے ہر نصف کو دوسرے سے علیحدہ عقد کے ساتھ جدا کرکے ہبہ کیا
پس عقد ہبہ مشاع ہوا۔ اور اگر یون کہا کہ مین نے تم دونون کو یہ دار ہبہ کیا دو تہائی تجھکو اور ایک تہائی دوسرے کو تو
امام ابو یوسف رح اور امام اعظم رح کے نزدیک نہین جائز ہو اور امام محمد رح کے نزدیک جائز ہو اور امام اعظم رح
اور ابو یوسف رح نے اس ہبہ کے فاسد ہونے پر بنا بر دو مختلف اصول کے اتفاق کیا ہو یعنی امام اعظم رح نے

[illegible]

اُسکو اس وجہ سے فاسد کہا ہو کہ قبضہ مین اشاعت علہ پائی گئی اور امام ابو یوسف رح نے اسوجہ سے فاسد کہا کہ جب واہب نے دونون کا حصہ مختلف بیان کیا تو یہ اختلاف اس امر پر دال ہوا کہ ہر ایک کا عقد ہبہ دوسرے سے جدا ہو پس ایسا ہو گیا کہ گویا اُسنے غیر منقسم مین ہر ایک کا عقد ہبہ علیحدہ مقرر کیا اور بسبب سکے کہ مثل رہن کے ہبہ مین قبضہ شرط ہو یہ سراج الوہاج مین ہو۔ اگر دو شخصون نے ایک شخص کو ایک دار ہبہ کیا تو بالاجماع صحیح ہو یہ مضمرات مین ہو اور واضح ہو کہ یہ عقد ہبہ کا فاسد کرنے والا وہ شیوع ہو جو عقد ہبہ سے مقارن ہو اور وہ شیوع جو طاری ہو جاوے وہ مفسد نہین ہو مثلاً ہبہ کیا پھر بعض غیر منقسم مین ہبہ سے رجوع کیا اور بعض مین استحقاق ثابت ہوا تو مفسد نہوگا بخلاف رہن کے کہ اسمین شیوع جو طاری ہو جاوے وہ بھی مفسد ہوتا ہو یہ شرح وقایہ مین ہو۔ اگر لائق تقسیم چیز مین ہبہ مشاع کیا پھر اُسکو الگ کر کے سپرد کر دیا تو ہبہ صحیح ہو گیا یہ سراج الوہاج مین ہو۔ اور اگر نصف کا ہبہ کیا اور پوری چیز سپرد کر دی تو جائز نہوگا اور اگر تمام کا ہبہ کیا اور متفرق سب پر قبضہ دیا تو جائز ہو یہ تاتارخانیہ مین ہو۔ اگر زید کو نصف دار ہبہ کر کے سپرد کر دیا پھر باقی آدھا عمرو کو ہبہ کیا تو اُنمین سے کچھ جائز نہوگا اور اگر پہلے کو آدھا سپرد کر کے ہنوز قبضہ نہ دیا یہانتک کہ عمرو کو باقی آدھا ہبہ کر کے تمام دار دونونکو سپرد کر دیا تو امام ابو یوسف رح و امام محمد رح کے نزدیک جائز ہو اور یہ بمنزلہ ایسکے ہوا کہ دونون کو وہ دار یکبارگی ہبہ کیا حالانکہ یہ جائز ہو یہ مبسوط مین ہو اور اگر ایک درم ثابت دو شخصون کو ہبہ کیا تو اسمین اختلاف مشائخ ہو اور صحیح یہ ہو کہ جائز ہو اور مشائخ نے فرمایا کہ ثابت دینار بمنزلہ درم ثابت کے ہو جاتا ہو یہ فتاوی قاضی خان مین ہو۔ اور اگر بعض الدرم یعنے ایک درم مین سے بعض کسی شخص کو ہبہ کیا تو جائز ہو کذا فی الصغری ایک شخص کے پاس دو درم مین اُسنے ایک شخص سے کہا کہ مین نے ان دونون مین سے ایک تجھے ہبہ کیا تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر دونون درم وزن و جودت مین یکسان ہون تو جائز نہین ہو اور اگر دونون مین فرق ہو تو جائز ہو کیونکہ پہلی صورت مین یہ قول دونون مین سے ایک کو شامل ہوا اور دوسری صورت مین ایک درم کے وزن کو شامل ہوا اور یہ ایسے غیر منقسم کا ہبہ ہو جو لائق تقسیم نہین ہو۔ ایک شخص نے ایک شخص کو دو درم دیے اور کہا کہ ان دونون مین سے نصف تیرا ہو حالانکہ وہ دونون وزن اور جودت مین یکسان ہین تو امام اعظم رح سے روایت ہو کہ یہ جائز نہین ہو اور اگر دونون مین سے ایک بھاری یا زیادہ کھرا یا کھوٹا ہو تو جائز ہو اور یہ ہبہ ایسی شی غیر منقسم کا ہوگا جو لائق تقسیم نہین ہو۔ اور اگر کہا کہ دونون مین سے ایک تہائی مین نے تجھے ہبہ کی حالانکہ دونون وزن و جودت مین یکسان ہین اور دونون اسکو دیدیے تو جائز ہو اور اگر کہا کہ دونون مین سے ایک تیرے واسطے ہبہ ہو تو جائز نہین ہو خواہ دونون یکسان ہون یا مختلف ہون یہ فتاوی قاضیخان مین ہو۔ فتاوی اہل خوارزم مین ہو کہ ذکر کیا گیا ہو کہ قاضی بدیع الدین سے کسی نے دریافت کیا کہ اگر کسی نے اپنی زوجہ محرمہ سے کہا کہ بگیر این پنج دینار ترا و بسوے دہ انداختہ یعنے یہ پانچ دینار تجھے دیے اور اُسکی طرف پھینک دیے پس قبل اسکے کہ وہ اسپر قبضہ کرے پھر لے لیے تو قاضی نے فرمایا کہ ہبہ صحیح نہین ہوا یہ تاتارخانیہ مین ہو۔ ایک شخص نے دوسرے کو نو درم دیے اور کہا کہ تین درم انمین سے تیرے قرضہ کی ادا مین ہین اور تین درم تجھکو ہبہ ہین اور تین صدقہ کے ہین پس سب ضائع ہو گئے تو تین درم ہبہ کا ضامن ہوگا کیونکہ یہ ہبہ فاسد تھا

علہ اشاعت یعنی ... [illegible]

اور صدقہ کے تین درم ہونگا ضامن ہوگا کیونکہ صدقہ غیر منقسم جائز ہے الا ایک روایت مین آیا ہے کہ نہین جائز ہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر زید نے عمرو کو آدھا یا تہائی غلام ہبہ کرکے سپرد کردیا تو جائز ہے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر ایک شخص نے دو شخصون کو دو غلامون کا آدھا یا مختلف چیزون کا آدھا یا دس مختلف چیزون کا نصف جیسے زمین و مروی و ہروی وغیرہ ہبہ کردیا تو جائز ہے ایسی ہی مختلف جاریاؤن کا بھی یہی حکم ہے اور اگر ایک ہی قسم مین ایسا (مثال مختلف کرنے کی) واقع ہو تو جائز نہین ہے مگر جب تقسیم کرکے علیحدہ کردے تو جائز ہے یہ محیط مین ہے۔ اگر کسی دیوار یا خاص راستہ یا حمام مین سے اپنا حصہ ہبہ کیا اور بیان کردیا اور موہوب لہ کو اسپر قبضہ کرادیا تو جائز ہے چنانچہ اگر کوئی اپنا بیت مع تمام حدود و حقوق کے تقسیم کرکے اپنے تعلقات سے فارغ کرکے دوسرے کو ہبہ کیا اور موہوب لہ نے مالک کی اجازت سے اسپر قبضہ کرلیا ولیکن بیت کی آمدورفت کی گذرگاہ اسکے اور دوسرے شخص کے درمیان مشترک رہی تو ایسا ہبہ جائز ہے یہ جواہر اخلاطی مین لکھا ہے۔ ایک شخص نے دو کپڑے ایک شخص کو دیے اور کہا کہ ان دونون مین جو تو چاہے وہ تیرے واسطے اور دوسرا فلان شخص کے واسطے ہے پس اگر دونون کے جدا ہونے سے پہلے اسنے بیان کردیا کہ کونسا اسکے واسطے ہے تو جائز ہے ورنہ جائز نہین ہے یہ ظہیریہ مین ہے۔ ایک غلام ماذون پر بہت قرضہ ہے اسکو اسکے مالک نے کسی شخص کو ہبہ کردیا تو یہ جائز نہین ہے اور یہ قرضہ اسکی گردن پر رہیگا وہ اسی قرضہ مین وہ فروخت کیا جائیگا ولیکن اگر اسکا وہ مالک جسکے قبضہ مین یہ غلام ہے اسکی طرف سے قرضہ ادا کرے تو ہوسکتا ہے اور اس قول کے کہ ہبہ جائز نہین ہے یہ معنے ہین کہ ہبہ تمام نہین ہوتا ہے اور قرضخواہون کو اختیار ہے کہ اسکا ہبہ باطل کرین پھر فرمایا کہ اگر موہوب لہ اس غلام ماذون کو لیگیا اور اب سپرد نہین ہوسکتا ہے تو قرضخواہون کو اختیار ہے کہ واہب سے اس قدر قیمت کا مواخذہ کرین جو ہبہ کرنے کے روز غلام ماذون کی قیمت تھی یہ مبسوط مین ہے۔ جو ہبہ فاسد ہو وہ قبضہ کرنے سے مضمون ہوتا ہے یعنے اسکی ضمان واجب ہوتی ہے اور کتاب المضاربۃ مین صریح لکھا ہے کہ اگر زید نے عمرو کو ہزار درم دیے اور کہا کہ انکے آدھے مضاربت مین ہین اور نصف تجھکو ہبہ ہین پھر وہ سب تلف ہوگئے تو انمین سے مضارب بقدر حصہ ہبہ کے ضامن ہوگا۔ یہ فتاوی عتابیہ مین ہے۔ زید نے عمرو کو نصف دار اپنا ہبہ مین عطا کیا اور نصف باقی اسکو صدقہ مین عطا کیا اور عمرو نے قبول کرکے اسپر قبضہ کرلیا تو یہ جائز ہے۔ اور واہب کو اختیار ہے کہ جس نصف کا اسنے ہبہ مین نام لیا ہے اسمین رجوع کرلے یعنے واپس کرلے یہ ظہیریہ مین ہے۔ اگر زید نے نصف دار عمرو کو ہبہ کیا یا صدقہ مین دیا اور سپرد کردیا پھر واہب نے یعنے زید نے جو ہبہ یا صدقہ مین دیا ہے فروخت کردیا تو وقف الاصل مین مذکور ہے کہ اسکی بیع جائز ہے یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔ کتاب الاصل مین صریح مذکور ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنا نصف دار کسی کو ہبہ کرکے سپرد کردیا اور موہوب لہ نے اسکو فروخت کردیا تو جائز نہین ہے اور فتاوی مین صحیح لکھا ہے کہ یہی مختار ہے یہ وجیز کردری مین ہے۔ ایک غلام دو شخصون مین مشترک ہے اسکو ایک شریک نے کوئی چیز ہبہ کی پس اگر وہ چیز لائق تقسیم ہے تو ہبہ اصلا صحیح نہین ہے اور اگر تقسیم ہونے کا احتمال نہین رکھتی ہے تو اسکے شریک کے حصہ مین صحیح ہے کیونکہ یہ ہبہ مشاع ہے کہ محتمل قسمت نہین ہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور فتاوی عتابیہ مین ہے کہ اگر کسی حربی نے مسلمان کو ہبہ کیا اور وہ دارالحرب کو لوٹ گیا پھر آیا تو استحسانا قبضہ جائز ہے اور اگر موہوب لہ پر دو مختلف مال آتے ہون اور اسنے دونون مین سے ایک ہبہ کیا تو صحیح ہے اور اسکا بیان کرنا اسی پر ہے یہ تاتارخانیہ مین ہے

اور اگر ایسا گھر ہبہ کیا جسمین واہب کا اسباب ہے اور گھر اُسکے سپرد کر دیا مع اسباب کے گھر سپرد کیا تو صحیح نہین ہے اور حیلہ اس باب مین یہ ہے کہ پہلے وہ اسباب موہوب لہ کو ودیعت دیکر اُسپر قبضہ کرادے پھر وہ گھر اُسکے سپرد کرے - اور اگر فقط اسباب بدون گھر کے ہبہ کیا اور اسباب پر قبضہ دیدیا تو صحیح ہے اور اگر گھر و اسباب دونون ہبہ کرکے دونون پر قبضہ دیدیا تو ہبہ دونون مین صحیح ہے کذا فی جوہرۃ النیرہ اور اگر سپرد کرنے مین تفریق کردی مثلاً دونون مین ایک کو ہبہ کرکے سپرد کیا پھر دوسرے کو ہبہ کرکے سپرد کیا پس اگر گھر کا ہبہ مقدم رکھا تو گھر کا ہبہ صحیح نہوگا اور اسباب کا ہبہ صحیح ہوگا اور اگر اسباب کا ہبہ مقدم رکھا تو دونون کا ہبہ صحیح ہوگا - اور اگر زمین بدون کھیتی کے یا کھیتی بدون زمین کے یا درخت بدون پھل کے یا پھل بدون درخت کے ہبہ کیے اور قبضہ دیدیا تو دونون صورتون مین ہبہ صحیح نہین ہے کیونکہ دونون مین سے ہر ایک دوسرے سے مثل ایک جزو کے دوسرے جزو سے متصل ہونیکے اتصال رکھتا ہے پس یہ ہبہ مثل ایسے ہبہ مشاع کے قرار پایا جو محتمل قسمت ہے - اور اگر دونون مین سے ایک کو علیحدہ ہبہ کیا مثلاً زمین کو ہبہ کیا پھر کھیتی کو ہبہ کیا یا کھیتی کو پھر زمین کو ہبہ کیا پس اگر سپرد کرنے مین دونونکو یکبارگی سپرد کیا تو دونونکا ہبہ جائز ہے اور اگر سپرد کرنے مین تفریق کی تو دونون کا ہبہ جائز نہین ہے خواہ دونون سے کسی کو مقدم رکھا ہو یہ سراج الوہاج مین ہے - اور اگر گھر کو ہبہ کیا اور سپرد نہ کیا پھر گھر کا اسباب کو ہبہ کرکے دونون کو سپرد کیا تو ہبہ جائز ہے اور اگر تھیلی یا گون ہبہ کردی اور سپرد نہ کیا پھر گون کا اناج جو اسمین بھرا ہوا ہے وہ بھی ہبہ کیا اور دونونکو یکبارگی سپرد کیا تو سب کا ہبہ جائز ہے یہ محیط مین ہے - اور اگر یہ ایسے وقت مین کیا کہ جسوقت گھر واہب کے تعلق سے فارغ تھا اور سپرد ایسی حالت مین کیا کہ جب اُسکے تعلق مین مشغول ہو تو صحیح نہین ہے اور اسکا یہ کہنا کہ اس گھر پر قبضہ کرلے یا مین نے تجھے سپرد کیا یہ صحیح نہین ہوگا جس حالت مین کہ واہب اُسمین رہتا ہو یا اُسکے اہل و عیال ہون یا اسکا اسباب رکھا ہو یہ تاتارخانیہ مین ہے - شاغل کا ہبہ جائز ہے اور مشغول کا ہبہ جائز نہین ہے مثلاً کسی گون مین اناج ہے تو گون کا ہبہ ناجائز ہے اور اناج کا ہبہ جائز ہے فافہم - اور اصل اس جنس کے مسائل مین یہ ہے کہ اگر موہوب کا اشتغال ملک واہب کیساتھ ہو تو ہبہ کا تمام نہین ہوتا ہے کیونکہ قبضہ شرط ہے یعنی قبضہ مین بالکل تخلیہ چاہیے اور اگر ملک واہب کا اشتغال موہوب کیساتھ ہو تو وہ ہبہ تمام ہونے کا مانع نہین ہے مثال اُسکی یہ ہے کہ اگر ایسی گون ہبہ کی جسمین اناج ہے تو جائز نہین ہے اور اگر اناج جو کسی گون مین ہے ہبہ کیا تو جائز ہے اور اسی قیاس پر اسکی نظیرون کا حکم ہے یہ فصول عمادیہ مین ہے - اگر کسی شخص کو ایک باندی جسکے تن پر زیور اور کپڑے تھے ہبہ کرکے سپرد کردی تو ہبہ جائز ہوگا اور ایسے ہی اگر صدقہ دیا تو بھی جائز ہوگا اور اُسکا زیور اور کپڑے واہب کے ہونگے نہ موہوب لہ کے یا متصدق علیہ کے کیونکہ عرف و عادت یون ہی جاری ہے وقال رحمہ اللہ پس اگر باندی کے تن پر کپڑا اسیقدر ہو جس سے اسکا ستر چھپتا ہے تو موہوب لہ کا ہونا چاہیے - اور اگر فقط زیور و کپڑا جو باندی کے تن پر ہے ہبہ کیا باندی کو ہبہ نہ کیا تو جائز نہوگا تاوقتیکہ اُتار کر موہوب لہ کو سپرد نہ کردے یہ فتاوی قاضی خان مین ہے - اگر ایسا چوپایہ جسپر جھول یا لگام تھی بدون جھول و لگام کے ہبہ کرکے سپرد کیا تو ہبہ پورا ہوگیا اور اگر جھول یا لگام بدون چوپایہ کے ہبہ کی تو ہبہ پورا نہوا یہ محیط مین ہے - اگر ایسا چوپایہ ہبہ کیا جسپر بوجھ لدا ہو تو جائز نہین ہے اور اگر بوجھ جو چوپایہ پر ہے ہبہ کیا اور بوجھ مع چوپایہ کے سپرد کیا تو جائز ہے - اور اگر پانی جو گلاس مین ہے ہبہ کیا تو جائز ہے اور اگر گلاس بدون پانی کے ہبہ کیا تو

نہیں جائز ہے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اگر جورو نے اپنا گھر جسمیں اپنے شوہر کیساتھ رہتی ہے اپنے شوہر کو ہبہ کیا اور دی
تو جائز ہے یہ وجیز کردری میں ہے۔ اور منتقی میں امام ابو یوسف رح سے روایت ہے کہ شوہر کو نہیں جائز ہے اپنی عورت
کو اور عورت کو نہیں جائز ہے کہ اپنے شوہر کو یا کسی اجنبی کو وہ گھر ہبہ کرے جسمیں وہ دونوں رہتے ہیں اور یہی حکم
بالغ لڑکے کا ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر کسی زمین کی کھیتی یا درخت کے پھل یا تلوار کا حلیہ یا دار کی عمارت یا
ڈھیری کے گیہوں ایک کو ہبہ کیے اور موہوب لہ کو کھیتی کاٹ لینے یا پھل توڑ لینے یا حلیہ جدا کر لینے یا عمارت توڑ کر
لے لینے یا گیہوں پیمانہ کر لینے کا حکم کیا اُسنے ایسا ہی کیا تو استحساناً جائز ہے اور یوں قرار دیا جائیگا کہ گویا اُس نے
بعد کھیتی وغیرہ کاٹ لینے کے ہبہ کی ہے اور اگر اُس نے قبضہ کی اجازت نہ دی اور موہوب لہ نے ایسا کیا تو
ضامن ہوگا یہ کافی میں ہے۔ اور اگر زید کے پاس کوئی دار اجارہ پر ہو اور مالک نے اُسکی عمارت زید کو ہبہ کی تو جائز
ہے یہ تاتارخانیہ میں ہے۔ اور اگر کوئی گھر مع اسکے اسباب کے ہبہ کیا اور سپرد کر دیا پھر اسباب پر کسی شخص نے استحقاق
ثابت کیا تو گھر کا ہبہ صحیح رہا یہ کافی میں ہے اگر شے موہوب کا سوائے واہب کے کسی دوسرے کی ملک کے ساتھ
اشتغال ہو تو آیا یہ امر ہبہ پورا ہونے کا مانع ہے یا نہیں ہے پس صاحب محیط نے ہبہ زیادات کے باب اول میں ذکر کیا ہے کہ
یہ امر مانع نہیں ہوتا ہے چنانچہ فرمایا کہ اگر زید نے اپنا دار عمرو کو مستعار دیا پھر عمرو نے خالد کا اسباب غصب کر کے
اس دار میں رکھا پھر زید نے عمرو کو وہ دار ہبہ کیا تو ہبہ دار جائز ہے اسیطرح اگر خود معیر یعنی زید نے کوئی مال خالد کا
غصب کر کے دار میں رکھا ہو پھر وہ دار مستعیر کو ہبہ کیا تو بھی جائز ہے اور ہبہ پورا ہوگا اگرچہ یہ امر ظاہر ہو کہ یہ دار ایسی شے
کے ساتھ مشغول تھا جو موہوب نہیں ہے کیونکہ وہ دار ملک واہب کے ساتھ جو ہبہ پورا ہونے کی مانع ہوتی ہے
مشغول نہیں ہے یہ فصول عمادیہ میں ہے۔ اگر زید نے عمرو کو گھر مع اسباب کے ودیعت دیا پھر گھر اسکو ہبہ
کر دیا تو ہبہ صحیح ہے پھر اگر وہ اسباب تلف ہو گیا حالانکہ مستودع نے اسکو اپنی جگہ سے منتقل نہیں کیا ہے پھر ایک
شخص نے اگر اسباب پر اپنا استحقاق ثابت کیا تو اسکو موہوب لہ سے ضمان لینے کا اختیار حاصل ہوگا اور ابن رستم
نے ذکر کیا ہے کہ یہ قول امام محمد رح کا ہے اور امام ابو یوسف رح کا یہ قول ہے کہ اگر اسمیں سے ایک تکیہ پر بھی استحقاق
ثابت ہو تو گھر کا ہبہ باطل ہو جائیگا یہ تاتارخانیہ میں ہے۔ اگر کوئی جوال مع اُس متاع کے جو اُسکے اندر تھی یا
کوئی کوٹھی مع اسکے گیہوں کے ہبہ کر کے موہوب لہ کے سپرد کر دی پھر متاع یا گیہوں استحقاق ثابت کر کے
لے لیے گئے تو جوال اور گیہوں کا ہبہ صحیح رہیگا یہ محیط میں ہے۔ اسیطرح اگر جوال مع اُس متاع کے جو اسکے اندر ہے
ہبہ کر دی اور کل پر قبضہ دیدیا پھر وہ جوال استحقاق میں لے لی گئی تو اُسکی متاع کا ہبہ صحیح رہیگا یہ فتاوی
قاضیخان میں ہے زید نے اپنا گھر ہبہ کیا اور اسمیں اسباب تھا اور سب سپرد کر دیا پھر اسباب میں استحقاق
ثابت ہوا تو گھر کا ہبہ باطل نہوگا اور اگر اسباب تلف ہو گیا پھر اسمیں استحقاق ثابت ہوا حالانکہ خود موہوب لہ
نے اسکو اپنی جگہ سے منتقل کیا ہو یا نہ کیا ہو تو مستحق کو اختیار ہے چاہے موہوب لہ سے ضمان لے یا واہب سے اور
بعض نے فرمایا کہ یہ امام محمد رح کا قول ہے اور شیخین رح کے نزدیک جبتک اسکو منتقل نکرے تب تک ضامن نہوگا اور
بعض نے فرمایا کہ یہ سب کا قول ہے اور یہی صحیح ہے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اگر ایک گھر کسی شخص کو ہبہ کیا اُسنے قبضہ کر لیا
پھر گھر استحقاق میں لے لیا گیا تو ہبہ باطل ہو گیا یہ ینابیع میں ہے اور اگر کوئی زمین مع اسکی کھیتی کے ہبہ کر کے دونوں سپرد کی

حکم جوال [illegible] وغیرہ

یا کوئی نخل مع اسکے ثمر کے ہبہ کر کے دونون سپرد کر دیے پھر کھیتی اور ثمر مین بدون زمین و نخل کے استحقاق ثابت ہوا تو زمین اور نخل کا ہبہ باطل ہے یہ محیط مین ہے- اگر کوئی زمین اور اسکی کھیتی ہبہ کی اور کاٹ کر پھر سپرد کی پھر دونون مین سے ایک مین استحقاق ثابت ہوا تو دوسرے کا ہبہ باطل ہو جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہے- اگر کوئی کشتی جسمین اناج ہے مع اناج کے ہبہ کی پھر اناج استحقاق مین لیا گیا تو امام ابو یوسف رح کے قول مین ہبہ باطل ہو گیا اور ابن رستم رح نے کہا کہ یہ قول امام اعظم رح کا ہے اور امام محمد رح نے فرمایا کہ کشتی کا ہبہ باطل نہو گا یہ فتاوے قاضیخان مین ہے- اگر زید نے عمرو سے کہا کہ مین نے تجھے یہ دونون بیت ہبہ کیے حالانکہ دونون مین سے ایک بیت مشغول ہے یعنی مالک و اسباب سے اسکا تعلق ہے تو دونون مین سے کسیکا ہبہ جائز نہین- اور اگر کہا کہ مین نے تجھے یہ بیت اور اپنا حصہ اس دوسرے بیت مین سے ہبہ کیا تو جائز ہے یہ خزانۃ المفتین مین ہے- فتاوی عتابیہ مین ہے کہ اگر کسی نے اپنا گھر اپنی جورو اور اسکے پیٹ کے بچہ کیواسطے ہبہ کیا یا دونون پر صدقہ کیا تو جائز نہین ہے اور اگر زندہ و مردہ کیواسطے کوئی دار یا دیوار ہبہ کی تو سب زندہ کیواسطے جائز ہے یہ تاتارخانیہ مین ہے اور اگر باندی کو ہبہ کیا اور جو بچہ اسکے پیٹ مین ہے اسکو مستثنیٰ کیا تو باندی اور اسکے بچہ کا ہبہ جائز ہوا اور استثنا کرنا باطل ہے یہ مبسوط مین ہے- اگر کسی نے جو بچہ اسکے پیٹ مین ہے آزاد کیا پھر باندیکو ہبہ کیا تو باندیکا ہبہ جائز ہے اور اصل کی کتاب العتاق مین لکھا ہے کہ اگر کسی نے جو بچہ اسکی باندی کے پیٹ مین ہے مدبر کیا پھر باندیکو ہبہ کیا تو جائز نہین ہے اور بعض نے فرمایا کہ اسمین دو روایتین آئی ہین ایک روایت مین آیا ہے کہ آزاد کرنے اور مدبر کرنے دونون صورتون مین ہبہ جائز نہین ہے اور بعض نے فرمایا کہ دونون صورتون مین ہبہ جائز ہے اور صحیح یہ ہے کہ دونون مین فرق ہے کہ اعتاق کی صورت مین جائز ہے اور مدبر کرنے کی صورت مین نہین جائز ہے یہ فتاوی قاضیخان مین ہے- ایک شخص کا ایک موتی گم ہو گیا اسنے دوسرے کو ہبہ کیا اور اجازت دیدی کہ تلاش کر کے جب جہان پائے اسپر قبضہ کرے تو امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ یہ ہبہ فاسد ہے کیونکہ ایسی شی کا ہبہ ہے جسکے وجود و عدم کا خطر ہے یہ ظہیریہ مین ہے- اگر مضاربت کا مال مضارب کو ہبہ کیا حالانکہ کچھ مال مضارب کے پاس موجود ہے اور کچھ لوگون پر ہے تو جو کچھ اسکے ہاتھ مین ہے اسکا ہبہ جائز ہے اور جو کچھ لوگون پر ہے اگر کہا کہ اسپر قبضہ کرے تو جائز ہے اور اگر مضارب نے کہا کہ مال مین نفع ملا ہوا ہے تو ہبہ جائز نہین ہے یہ محیط مین ہے دو شریکون مین سے اگر ایک نے دوسرے سے کہا کہ مین نے نفع مین سے اپنا حصہ تجھے ہبہ کر دیا تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر وہ مال بعینہٖ قائم ہو تو صحیح نہو گا کیونکہ یہ ہبہ غیر منقسم ایسی شی کا ہے جو تقسیم ہوتی ہے اور اگر شریک نے مال تلف کر دیا ہو تو صحیح ہے کیونکہ ایسی حالتمین یہ ہبہ طرح ہے کذا فی الظہیریہ

تیسرا باب تحلیل کے متعلق مسائل کے بیان مین- اگر زید نے عمرو سے کہا انت فی حل مما اکلت من مالی یعنی تو حلت مین ہے جو کچھ تو میرا مال کھاوے یعنی تجھے حلال ہے تو اسکو حلال ہے کہ کھاوے لیکن اگر نفاق کی علامتین موجود ہون تو ایسا نہو گا یہ ملتقط مین ہے- اگر ایک شخص نے دوسرے سے کہا من اکل من مالی فہو فی حل جسنے میرا مال کھایا وہ حلت مین رہا یعنی اسکو حلال ہے تو فتوی اسپر ہے کہ مخاطب کو حلال ہے یہ سراجیہ مین ہے- ابن مقاتل سے روایت ہے کہ اگر ایک شخص مالک درخت نے کہا کہ جسنے اس درخت مین سے کھایا وہ حلت مین رہا تو جسنے یہ

کو کھانے مین کچھ ڈر نہین ہے اور یہی مختار ہے یہ فتاوے غیاثیہ مین ہے - ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ حللنی من کل حق ہو لک علی یعنے مجھے ہر حق سے جو تیرا مجھپر ہے حلال کردے یعنی بری کردے اُسنے ایسا ہی کیا اور اُسکو بری کردیا پس اگر صاحب حق اپنے حق سے واقف تھا تو یہ شخص حکم و دیانت دونون طرح سے بری ہوجائیگا اور اگر واقف نہ تھا تو حکم کی راہ سے وہ بالاجماع بری ہوجائیگا اور دیانۃً امام ابو یوسف رح کے نزدیک بری ہوگا اور اسی پر فتوی ہے یہ خلاصہ مین ہے - زید نے عمرو کو کوئی چیز دی اُسنے اپنے مال مین ملادی اور غالب گمان اُسکا یہ ہے کہ اُسکا جدا کرکے تمیز کرلینا ممکن نہین ہے پس اُسکے مالک سے حلت کی درخواست کی اُس نے اُسکو حلال و روا کردی پھر اُس شخص نے وہ چیز پائی اور پہچان لی یعنے تمیز ہوگئی تو مالک کو واپس کردے یہ قنیہ مین ہے - زید نے عمرو سے کہا کہ تجھکو میرا مال حلال ہے جہان تو پاوے جسقدر چاہے لے لے تو امام ابو یوسف رح سے روایت ہے کہ یہ مقولہ صرف درم و دینار کے حق مین رکھا جائیگا اور اگر عمرو نے زید کی زمین یا درخت مین سے فواکہ یا میوہ لے لیا یا اُسکی بکری یا گاے دوھ لی اور دودھ لے لیا تو اُسکو حلال نہین ہے یہ ظہیریہ مین ہے - اور اگر فواکہ یا اونٹ یا بکری لے لی تو حلال نہین ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہے ایک شخص نے کہا کہ مین نے فلان شخص کے واسطے اپنے مال مین سے کھا لینا مباح کردیا حالانکہ وہ فلان شخص اس قول سے واقف نہین تو اُسکو کھا لینا حلال ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے - اور اگر فلان شخص نے ناواقفی مین اُسکا کچھ مال لے لیا تو اُس نے مال حرام لیا اور روا نہ ہوگا جب تک کہ اجازت و اباحت سے آگاہ نہو یہ تاتارخانیہ مین ہے زید کا عمرو پر کچھ قرضہ ہے اور زید تمام قرضہ سے واقف نہین ہے پس عمرو نے اُس سے کہا کہ تو نے مجھے جو کچھ تیرا مجھپر آتا ہے اُس سے بری کیا اُس نے جواب دیا کہ دونون جہان مین مین نے تجھے بری کیا تو شیخ نصیر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ وہ صرف اُسی قدر سے بری ہوگا کہ جسقدر اُس نے توہم کیا کہ میرا اُسپر ہے اور محمد بن سلمہ رح نے فرمایا کہ سب سے بری ہوجائیگا اور فقیہ ابو اللیث رح نے فرمایا کہ حکم قضا مین ایسا ہی حکم ہوگا جیسا کہ محمد بن سلمہ رح نے فرمایا اور حکم آخرت ایسا ہوگا جیسا کہ شیخ نصیر رحمہ اللہ نے فرمایا ہے یہ ذخیرہ مین ہے - زید نے عمرو سے کہا کہ جو تو میرا مال کھاوے تجھے حلال ہے یا لے لے یا عطا کردے تو عمرو کو اُسکا مال کھا لینا حلال ہے اور لے لینا یا عطا کرنا حلال نہین ہے یہ سراج الوہاج مین ہے - قال حللتک فی حل الساعۃ او فی الدنیا یعنی ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ مین نے تجھے اس ساعت یا دنیا مین حلال کردیا تو تمام ساعتون مین اور دونون جہان مین بری ہوگا یہ ذخیرہ و خلاصہ مین ہے - اگر دوسرے سے کہا کہ جو میرا تجھپر ہے اُسکا نہ مین تجھ سے مخاصمہ کرونگا اور نہ طلب کرونگا تو شیخ امام رح نے فرمایا کہ یہ قول کچھ نہین ہے اور اُسکا حق قرضدار پر بحالہ باقی رہیگا یہ حاوی مین ہے - امام ابو القاسم رح سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنا چوپایہ سیبہ کرکے چھوڑدیا بسبب اسکے کہ اسمین کچھ بیماری نکلی پھر اُسکو ایک شخص نے پکڑکر اچھا کرلیا تو وہ کس کا ہوگا فرمایا کہ اُسی کا ہوگا جسنے سیبہ کرکے چھوڑا ہے اور اگر اُسنے چھوڑتے وقت یون کہا ہو کہ جو چاہے اُسکو لے لے اور اُسکو کسی نے پکڑ لیا تو اُسیکا ہوگا جس نے پکڑا ہے اور فقیہ ابو اللیث رح نے فرمایا کہ اگر اُس نے کسی قوم معین کے واسطے یہ اجازت دی ہو کہ تم سے جو شخص چاہے اُسکو پکڑ لے تو یہی حکم ہوگا جو مذکور ہوا اور اگر اُس نے کسی قوم معین کے واسطے یہ اجازت نہ دی یا یہ اجازت بالکل بیان ہی نہ کی تو وہ چوپایہ اُسکے مالک کی ملک رہیگا اور اُسکو اختیار ہے کہ جہان اُسکو پاوے پکڑ کرلے اور

فتاوی مین یہ مسئلہ مطلقاً مذکور ہو کوئی تفصیل اس امر کی بیان نہین ہو کہ اُس نے یہ قول کسی معین قوم کے واسطے بیان کیا یا مطلقاً بیان کیا یہ محیط مین ہو - اور اگر اپنا چوپایہ چھوڑ دیا اور کہا کہ مجھے اسکی کچھ حاجت نہین ہو اور یہ نکہا کہ یہ اُسکا ہو جسنے اُسے پکڑ لیا پھر اُسکو کسی نے پکڑ لیا تو اُسکا نہو جائیگا - اور اگر مملوک پرند چھوڑ دیا تو وہ بھی بمنزلہ چوپایہ چھوڑ دینے کے ہو اور مشائخ نے فرمایا کہ اگر پرند در اصل وحشی پرندون مین سے ہو تو اُسکا چھوڑ دینا نچاہیے جبتک کہ یہ نکہے کہ جو شخص اُسکو پکڑے یہ اُسی کے واسطے ہو یہ فتاوی قاضیخان مین ہو - اگر کسی نے اپنا چوپایہ چھوڑ دیا اور اُسکو کسی نے پکڑ کر درست کر لیا پھر اُسکے مالک نے آکر اُسکو لینا چاہا اور یہ اقرار کیا کہ جسوقت مین نے اُسکو چھوڑا ہو اسوقت یہ کہا تھا کہ جو اُسکو پکڑ لے اُسی کا ہو یا اس کہنے سے انکار کیا پھر اُسپر گواہ قائم کیے گئے یا قسم لی گئی اور وہ قسم سے نکول کر گیا تو یہ چوپایہ دوسرے کو جس نے پکڑا ہو دیا جائیگا خواہ اُسنے یہ مقولہ سنا ہو اور حاضر ہو یا غائب ہو اور اُسکو اُسکی خبر پہونچی ہو کذا فی الخلاصہ - امام ابو بکر رح سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنا کپڑا پھینک دیا تو فرمایا کہ کسی شخص کو جائز نہین ہو کہ اُسکو لے جب تک کہ اُس نے پھینکتے وقت یہ نہ کہا ہو کہ جسکا جی چاہے اُسکو لے لے - اور واقعات مین لکھا ہو کہ اگر کسی شخص نے ایک انگور کا گچھا اُٹھا لیا اور زعم کیا کہ پھینکنے والے نے کہا ہو کہ جو اُسکو اُٹھالے اُسی کا ہو اور اس امر پر گواہ قائم کیے یا پھینکنے والے سے قسم لی اور اُسنے نکول کیا تو وہ اُٹھا لینے والے کو ملیگا اور اگر پھینکنے والا حاضر ہو کہ اُسکا کلام سننے مین آوے ولیکن اُٹھانے والے کو خبر ہوئی کہ اُسنے یون کہا ہو تو اُسکو خبر پر اُٹھانے کا اختیار ہو یہ حاوی مین ہو - اور اگر زید نے عمرو کا کوئی دار یا درم غصب کر لیے اور وہ غاصب کے ہاتھ مین موجود ہین پھر مغصوب منہ نے بیان کیا کہ انت منہما من حل یعنے تو ان دونون سے حلت مین ہو تو غاصب اُن دونون کی ضمان سے بری ہوگا اور یہ دونون بحالہ مغصوب منہ کی ملک رہینگے یہ تاتارخانیہ مین ہو - ایک شخص نے ایک گچھا انگور کا غصب کر لیا اور مالک نے غاصب کو جو کچھ حق اُسکا غاصب پر آتا تھا اُس سے حلال کر دیا تو ائمہ بلخ نے فرمایا ہو کہ یہ تحلیل اُس حق سے متعلق ہو جو غاصب کے ذمہ واجب ہو نہ عین اُس انگور کے خوشہ سے کذا فی القنیہ - امام محمد رح سے روایت ہو کہ اگر زید کا عمرو پر کچھ مال آتا ہو اُس نے کہا کہ مین نے تجھے وہ مال حلال کر دیا تو امام محمد رح نے فرمایا کہ یہ ہبہ ہو اور اگر کہا کہ مین نے تجھکو اُس مال سے حلال کر دیا تو یہ برات ہو یہ ذخیرہ مین ہو - اور اگر کہا کہ ترا بحل کردم حالانکہ مخاطب پر اسکا قرضہ آتا ہو تو قرضدار بری ہو جائیگا اور اگر کہا کہ ہمہ عزیزان خود را بحل کردم یعنے تمام اپنے قرضدارون کو مین نے بحل کیا تو تمام قرضدار بری ہو جاوینگے اور اُسکے تحت مین اجارہ طویلہ کا مال داخل نہوگا یہ خلاصہ مین ہو - اگر کاروانسرا مین چوپاؤن کا گوبر ہو اور مالک نے ہبہ کیا تو نوادر ہشام مین روایت ہو کہ یہ گوبر اُسکا ہو جسنے اُسکو لیا اور کاروانسرائے کا مالک اُسکا زیادہ حقدار نہ سمجھا جائیگا یہ تاتارخانیہ مین ہو - اگر کسی نابالغ کو کوئی شے کھانے کی ہدیہ کی گئی تو امام محمد رح نے فرمایا کہ اُسکے والدین کو اُسمین سے کھانا جائز ہو اور اکثر مشائخ بخارا مانتے فرمایا کہ یہ حلال نہین ہو یہ سراجیہ مین ہو - اور اکثر مشائخ بخارا نے فرمایا کہ مباح نہین ہو یہ جواہر اخلاطی مین ہو - اگر نابالغ لڑکے کے واسطے فواکہ ہدیہ بھیجے گئے تو اُسکے والدین کو اُسمین سے کھانا روا ہو کیونکہ درحقیقت ہدیہ انھین کو بھیجا گیا ہو اور بچہ کا ذکر درمیان مین لانا فقط ہدیہ کو حقیر خیال کرنے کی وجہ سے ہو - اور کسی نے ختنہ کا ولیمہ کیا اور لوگون نے اُسکے پاس

ہدیہ بھیجا تو مشائخ نے اُسمین اختلاف کیا ہی بعضون نے کہا کہ یہ لڑکے کا ہوگا خواہ لوگون نے کہا ہو کہ یہ لڑکے کے واسطے ہی یا نہ کہا ہو خواہ باپ کو سپرد کیا ہو یا بیٹے کو اور بعضون نے کہا کہ والدین کا ہی۔ اور بعضون نے کہا کہ اگر انھون نے ولد کے واسطے کہا تو ولد کا ہی اور اگر کچھ نہ کہا تو والد کا ہی۔ اور فقیہ ابو اللیث رحمۃ نے فرمایا کہ اگر وہ ہدیہ لڑکے کے لائق ہو جیسے پہننے کے کپڑے یا کوئی ایسی چیز جو اُسکے استعمال کی ہی تو وہ لڑکے کی ہوگی اور اگر ہدیہ مین درم یا دینار ہون یا کوئی اسباب خانہ داری یا حیوانات مین سے ہو پس اگر باپ کے عزیزون یا دوستون مین سے کسی نے بھیجی تو وہ باپ کی ہوگی۔ اگر کسی شخص نے ختنہ کے واسطے کھانا کیا اور لوگون نے اُسکو ہدیہ بھیجے اور لڑکے کے سامنے رکھے پس خواہ ہدیہ دینے والے نے یہ کہا ہو کہ یہ لڑکے کے واسطے ہی یا نہ کہا ہو اگر وہ ہدیہ ایسا ہو گا کہ جو لڑکے کے لائق ہو مثل کپڑے یا گیند وغیرہ کے تو وہ لڑکے کے واسطے ہوگا کیونکہ ایسی چیزین لڑکے کی ملک مین دینے کی عادت ہی اور اگر لڑکے کے لائق نہو پس اگر باپ کے عزیزون یا دوستون مین سے کسی نے بھیجا ہی تو وہ باپ کا ہی اور اگر مان کے عزیزون و دوستون مین سے کسی نے بھیجا ہی تو وہ مان کا ہی کیونکہ باپ کی صورت مین باپ کا مالک اور مان کے عزیزون سے مان کا مالک کرنا معروف ہی پس ایسے مقام پر عرف و عادت پر اعتماد کیا جاتا ہی حتی کہ اگر کسی مقام پر اس عرف و عادت کے سوائے کوئی سبب و دلیل ظاہری کسی دوسرے امر پر قائم ہو تو اُسپر اعتماد کیا جائیگا اسی طرح اگر اپنی دختر کے زفاف کا ولیمہ کیا اور لوگون نے ہدیہ بھیجے تو اسمین بھی اسیطور سے تقسیم ہوگی اور یہ سب اُس صورت مین ہی کہ ہدیہ دینے والے نے یہ نہ کہا ہو کہ یہ مان کا ہی یا باپ کے واسطے ہی یا شوہر کے واسطے ہی یا جورو کے واسطے ہی اور اُسکے قول کی طرف رجوع کرنا بھی متعذر ہو۔ اور اگر اُسنے ایسا کہدیا تو اسی کے بیان کے موافق رکھا جائیگا یہ ظہیریہ مین ہی ایک شخص سفر سے آیا اور جسکے پاس اُترا اُسکے پاس کچھ ہدیہ رکھا اور کہا کہ اسکو ہی اولاد اور جورو اور اپنے درمیان تقسیم کردے پس اگر ہدیہ دینے والا موجود ہو تو اُسکے بیان کی طرف رجوع کیا جائیگا اور اگر نہو تو جو چیزین خاصۃً عورتون کے لائق ہین وہ جورو کو ملینگی اور جو چیزین لڑکیون کے لائق ہین وہ لڑکیون کو اور جو لڑکون کے لائق ہین وہ لڑکون کو اور جو خود اُس شخص کے لائق ہین وہ اُسکو ملینگی اور اگر ہدیہ ایسی چیز ہو کہ مرد و عورت سب کے لائق ہی تو دیکھا جائیگا کہ اگر ہدیہ دینے والا مرد کے عزیزون یا دوستون مین سے ہی تو مرد کیواسطے ہوگی اور اگر عورت کے اقارب اور شناساؤن سے ہی تو اُسکو ملیگی کیونکہ اعتماد ایسے مقام پر عرف و عادت پر ہوتا ہی یہ محیط مین ہی اگر کسی شخص نے دوسرے کو کسی پیالہ یا ظرف مین کوئی ہدیہ بھیجا پس اگر ہدیہ مثل ثرید وغیرہ کے ہی تو اُسکو اُسی ظرف مین کھانا جائز ہی کیونکہ دلالۃً اُس برتن مین کھانے کی اجازت دی گئی ہی اسواسطے کہ اگر دوسرے برتن مین کرے تو اُسکی لذت جاتی رہیگی اور اگر وہ شئے فواکہ وغیرہ کی قسم سے ہو پس اگر دونون مین کشادہ روئی اور بے تکلفی ہو تو بھی اُسی برتن مین کھا لینا مباح ہی ورنہ مباح نہین ہی۔ اور اگر ہدیہ کسی برتن یا ظرف مین بھیجا اور عادت یہ ہی کہ وہ ظرف واپس کیا جاوے تو وہ شخص برتن و ظرف کا مالک نہوگا جیسے پیالہ اور ٹوکری و سینی وغیرہ اور اگر برتن واپس کرنے کی عادت نہو جیسے میوہ بارون کی زنبیل وغیرہ جیسے ڈالی مین آتی ہی تو وہ ظرف بھی ہدیہ ہی کہ اُسکا واپس کرنا لازم نہین ہی۔ پھر جب وہ ظرف ہدیہ نہوا تو اُسکے پاس امانت رہیگا اور اُسکو سوائے ہدیہ کے دوسری چیز مین استعمال کرنے کا اختیار نہوگا اور اگر عادت جاری ہو کہ اُس ظرف مین ہدیہ کی چیز کھاوے تو کھا سکتا ہی

اور اگر عادت یون ہو کہ اُس ظرف سے نکال لے اور ظرف کو خالی کردے تو اُسکا خالی کر دینا اُسپر لازم ہوگا
یہ سراج الوہاج مین ہے۔ ابن مقاتل رح سے دریافت کیا گیا کہ چند لوگ ایک دسترخوان پر بیٹھے اور اُنھون نے
ایسے شخص کو جو دوسرے دسترخوان پر ہے یا جو اُنکے ساتھ نہین بلکہ انکی خدمت کر رہا ہے کوئی چیز دیدی تو
ابن مقاتل رح نے فرمایا کہ انکو یہ فعل روا نہین ہے اور اگر ایسے شخص کو دی جو اُنکے ساتھ اُنکے دسترخوان پر ہے
تو کچھ ڈر نہین ہے اور فقیہ رح نے فرمایا کہ یہ قول قیاسی ہے اور استحساناً یہ حکم ہے کہ جو شخص اس ضیافت مین شریک ہے
اگر اُسکو کچھ چیز دی تو جائز ہے اور ہم اسی استحسان کو لیتے ہین یہ حاوی مین ہے۔ زید نے عمرو سے کہا کہ میرے انگور
کے باغ مین جا اور انگور لے اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا تو مختار یہ ہے کہ سات انگور لے کذا فی الفتاوے
العتابیہ۔ اور اگر گیہون سے لینے کو اسیطرح کہا تو دو من لے کذا فی المحیط اور من سے مراد من شرعی ہے۔ ایک لڑکا ہدیہ
لایا اور کہا کہ میرے باپ نے تجھے ہدیہ بھیجا ہے تو اُسکو کھانا جائز ہے ولیکن اگر اُسکے دل مین یہ گذرے کہ یہ جھوٹا ہے تو
جائز نہین ہے یہ ملتقط مین ہے۔ امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ اگر زید نے عمرو سے دس درم کو ایک کپڑا خریدا اور
درم وزن مین بھاری کر دیئے یعنی جو ٹھہرے تھے اُن سے راجح دیئے تو قبول نہ کرے جب تک وہ یہ نہ کہدے کہ
تجھے حلال ہین یا تیرے واسطے ہین یہ حاوی مین ہے۔ اگر وکیل نے کہا کہ مین تیرے مال لینے سے بچ جاؤن اور
سالم رہون یعنی یہ چاہتا ہون کہ اگر وکیل مقرر ہون تو اُس سے بچ جاؤن اور موکل نے کہا کہ تو میرے مال
لینے سے ایک درم سے سو درم تک حلت مین ہے پھر وکیل نے وکالت اختیار کی تو اُسکو یہ روا نہین ہے کہ یکبارگی
سو درم یا پچاس درم لے لے اور اُسکو یہ روا ہے کہ کھانے پینے یا درم سے جو ضروری ہو لے لے یہ ملتقط مین ہے۔ ایک
شخص نے اپنے قرض دینے والے کو کوئی چیز ہدیہ بھیجی پس اگر قرض لینے سے پہلے کوئی شے ہدیہ نہ بھیجتا ہو تو قبول
کرنا مکروہ ہے یہ سراجیہ مین ہے۔ ایک گائے دو شخصون مین مشترک ہے دونون اس امر پر رضامند ہوئے کہ ہر
ایک کے پاس پندرہ پندرہ روز رہے اور وہ اُسکا دودھ لے تو یہ باطل ہے اور کسی کو زیادہ حلال نہوگا اگرچہ
ایک دوسرے کو حلت مین کردے یعنی حلال کردے ولیکن اگر زیادتی والا زیادتی کو تلف کردے پھر دوسرا اسکو
حلال کردے یعنی معاف کردے تو روا ہوگا کیونکہ پہلی صورت مین ہبہ ایسی شے غیر منقسم کا ہے جو محتمل قسمت ہے اسواسطے
نہین جائز ہے اور دوسری صورت مین اگرچہ ہبہ مشاع ہے ولیکن قرضہ کا ہے اسواسطے جائز ہے یہ فتاوے عمادیہ مین
ہے۔ دولھن کی ڈولی کا تکیہ ایک شخص لوٹ لایا اور اُسکو فروخت کیا تو حلال ہے بشرطیکہ وہ لٹانے کے واسطے
رکھا گیا ہو یہ قنیہ مین ہے قرضخواہ سے کہا گیا کہ تیرا قرضدار مرگیا اور اُسنے کچھ نہین چھوڑا اُسنے کہا کہ فہو فی حل یس
وہ حلت مین ہے تو بری ہو جائیگا اور علی ہذا اگر یون ہی کہا گیا اور اُسنے کہا کہ ہو بری یعنی وہ بری ہے اور پھر اُسکے برخلاف
ظاہر ہوا یعنی اُسنے مثلاً کچھ چھوڑا ہے تو وہ بری رہیگا اور اگر کہا کہ فہو بری یس وہ بری ہے تو بری نہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ اگر
زید نے عمرو کو دہی ہدیہ بھیجا پھر معلوم ہوا کہ یہ دہی اُسکے نابالغ لڑکے کی گائے کے دودھ کا ہے تو جائز نہین ہے اور دودھ کے
دہی بنا دینے سے باپ اسکا مالک نہو جائیگا اسیطرح اگر باپ نے نابالغ کو اُسکا عوض دیدیا تو بھی یہی حکم ہے کذا فی القنیہ

چوتھا باب قرضدار کو قرضہ ہبہ کرنے کے بیان مین۔ قرضدار کو قرضہ ہبہ کرنا قیاساً و استحساناً جائز ہے اور قرضہ
سوائے قرضدار کے دوسرے کو ہبہ کرنا استحساناً جائز ہے جبکہ پہلے قرضہ وصول کرنے کا حکم اُسکو دیدے

یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ قرضدار کو قرضہ ہبہ کرنا یا بری کرنا بدون قرضدار کے قبول کرنے کے تمام ہوجاتا ہی اور اگر قرضدار اُسکے ہبہ کرنے یا بری کرنے کو رد کردے تو رد ہوجاتا ہی اسکو عامہ مشائخ نے ذکر کیا ہی اور یہی مختار ہی یہ جواہر اخلاطی مین ہی۔ اور یہ حکم اُسوقت ہی کہ یہ قرضہ بدل الصرف نہو اور اگر بدل الصرف ہو اور قرضخواہ نے اُسکو ہبہ یا بری کیا تو اُسکے قبول کرنے پر موقوف رہیگا پس اگر قبول کیا تو بری ہوگا اور اگر نہ قبول کیا تو بری نہوگا اور باقی تمام قرضون مین خواہ قبول کرے یا نکرے بری ہوجاتا ہی ولیکن باقی تمام قرضون مین ہبہ یا بریت اُسکے رد کرنے سے رد ہوجائیگی۔ اور یہ سب حکم اصیل کا ہی اور اگر کفیل کو قرضہ ہبہ کیا تو بدون قبول کے تمام نہوگا اور اگر کفیل نے رد کردیا تو رد ہوجائیگا اور اگر کفیل کو بری کیا تو بدون قبول کے تمام ہوجائیگا اور رد کرنے سے رد نہوگا۔ اور اگر اصیل قرضدار کو قرضہ ہبہ کیا یا اُسکو بری کیا اور وہ رد کرنے سے پہلے مرگیا تو بری ہوگیا اسیطرح اگر مرگیا ہو اور پھر قرضخواہ نے اُسکو بری کیا یا حلت مین کردیا تو جائز ہی پھر اگر وارث نے رد کردیا تو اُسکا رد کرنا کام دیگا اور موفر ہوگا اور مال کا حکم ہوگا یعنی حکم کیا جائیگا کہ فلان میت اسقدر قرضدار ہی اور یہ امام ابو یوسف رح کا قول ہی اور امام محمد رح نے فرمایا کہ اُسکا رد کرنا کچھ کام کا نہین ہی اور برارت بحالہ رہیگی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر طالب نے اصیل کو قرضہ سے بری کیا یا ہبہ کردیا پس اگر اُس نے قبول کیا تو اصیل اور کفیل دونون بری ہوجائینگے اور اگر قبول نہ کیا تو بری نہونگے یہ خلاصہ مین ہی۔ ایک شخص پر قرضہ ہی وہ اُسکے ادا کرنے سے پہلے مرگیا اور قرضخواہ نے قرضدار کے وارث کو قرضہ ہبہ کیا تو صحیح ہی خواہ ترکہ اُسکا مستغرق ہو یا نہو یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر وارث نے رد کیا تو ہبہ رد ہوجائیگا بخلاف قول امام محمد رح کے۔ اور اگر بعضے وارثون کو ہبہ کیا تو سب کو ہبہ ہوگا اور اگر وارث کو بری کیا تو بھی صحیح ہی یہ وجیز کردری مین ہی۔ فتاوے آہو مین ہی کہ اگر وارثون مین سے ایک کو قرضہ سے بری کیا تو اُسکے حصہ مین صحیح ہی اور خزانہ مین لکھا ہی کہ دو عقد ایسے ہوتے ہین کہ اُنمین مرجانا بمنزلہ قبول عقد کے قرار دیا جاتا ہی۔ ایک مدیون کو دَین ہبہ کرنا کہ اگر مدیون نے قبول نہ کیا یہانتک کہ مدیون مرگیا اور دوسرا عقد وصیت کہ اگر موصی لہ نے قبول نہ کیا یہانتک کہ موصی مرگیا تو ہبہ وصیت واجب ہوگئی۔ اور فتاوے عتابیہ مین لکھا ہی کہ اگر قرضہ قرضدار کے نابالغ بیٹے کو ہبہ کیا تو جائز نہین ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اگر قرضدار نے طالب سے کہا کہ جو تیرا مجھپر ہی اُس سے تو مجھے بری کردے اُس نے کہا کہ ضرور مین نے تجھے اپنے قرضہ سے جو تجھپر ہی بری کردیا پھر مدیون نے کہا کہ مین نہین قبول کرتا ہون تو وہ بری ہوگیا یہ خلاصہ مین ہی۔ اگر ایک وارث نے اپنا حصہ قرض مدیون کو تقسیم سے پہلے ہبہ کیا اور ترکہ مین نقود و عروض دونون ہین تو استحسانًا مثل صلح کے صحیح ہی۔ قال رضی اللہ عنہ اور اگر مال عین سے اپنا حصہ کسی وارث یا غیر وارث کو ہبہ کیا تو محتمل قسمت چیزون مین صحیح نہین ہی اور جو چیزین غیر محتمل قسمت ہین اُنمین صحیح ہی کذا فی القنیہ فتاوی کبری مین لکھا ہی کہ اگر مدیون سے مال وصول کرلیا پھر اُس سے کہا کہ وامے کہ مرا بودہ است بتو بخشیدم یعنی جو میرا قرضہ تجھپر تھا مین نے تجھے بخش دیا تو ہبہ صحیح ہی اور جب ہبہ صحیح ہوا تو مدیون کو اختیار ہی کہ جو کچھ اُسنے طالب کو دیا ہی اُس سے واپس کرلے یہ تاتارخانیہ مین ہی قرضخواہ نے قرضدار کو قرضہ ہبہ کیا اُسنے قبول نہ کیا اور نہ رد کیا یہانتک کہ دونون مجلس سے جدا ہوگئے پھر چند روز کے بعد اگر ہبہ رد کردیا تو اسمین مشائخ کا اختلاف ہی اور صحیح یہ ہی کہ ہبہ رد نہوگا یہ جواہر اخلاطی مین ہے۔ اور آیا رد ہبہ کے واسطے مجلس

ابراء ہوتا شرط ہی اسمین مشایخ کا اختلاف ہی کذا فی التاتارخانیہ - ماذون کبیر مین لکھا ہی کہ اگر زید کا عمرو کے غلام پر قرضہ ہی زید نے عمرو کو ہبہ کر دیا تو صحیح ہی خواہ غلام پر اسقدر قرضہ ہو کہ اُسکی گردن قرضہ مین ڈوبی ہوئی ہو یا نہو اور آیا عمرو یعنے اُسکے مولے کے رد کرنے سے ہبہ رد ہوگا تو بعض نے فرمایا کہ بالاجماع رد ہو جائیگا اور یہی مختار ہی یہ غیاثیہ مین ہی - اگر قرضہ دو شخصون مین مشترک ہو یعنی دونون اُسکے مالک ہون اور ایک شریک نے اپنا حصہ مدیون کو ہبہ کیا تو صحیح ہی اور اگر مطلقاً نصف دین ہبہ کیا تو چوتھائی مین ہبہ نافذ ہوگا اور چوتھائی مین موقوف رہیگا جیسا کہ نصف غلام مشترک کے ہبہ کر دینے کی صورت مین حکم ہی یہ فتاوے صغری مین ہی - اگر قرضدار نے قرضخواہ کو کچھ مال ہبہ کیا تو قرضخواہ اُسکا بوجہ ہبہ کے مالک ہوگا نہ بوجہ قرضہ کے یہ محیط مین ہی - ایک شخص نے اپنے مکاتب سے کہا کہ جو میرا تجھپر ہی مین نے تجھے ہبہ کیا پس مکاتب نے کہا کہ مین نہین قبول کرتا ہون تو مکاتب آزاد ہو گیا اور مال اُسپر قرضہ رہا یہ سراج الوہاج مین ہی - فتاوے آہو مین لکھا ہی کہ شیخ برہان الدین سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص مفلس حال مین مر گیا اور اُسپر قرضہ ہی پس ایک شخص نے احسان کر کے اُسکا قرضہ ادا کر دیا پس آیا اُسکا قرضہ ساقط ہو جائیگا تو شیخ رح نے فرمایا کہ نہین اسواسطے کہ ساقط کا ساقط کرنا متصور نہین ہو سکتا کیونکہ قرضہ اُسکے مفلس مرنے سے ساقط ہوا تھا اور آخرت مین مطالبہ کا حق ساقط ہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہی - اور بھی شیخ رح سے دریافت کیا گیا کہ ایک مستاجر مر گیا اور اجارہ ٹوٹ گیا پس وارثان مستاجر نے اجارہ دہندہ سے کہا کہ ما ازین خانہ بیزار شدیم یعنی ہم اِس گھر سے بیزار ہوئے پس آیا مال اجارہ سے بری ہوگا تو شیخ رح نے فرمایا کہ بری نہوگا بلکہ ساقط ہوگا - اور اگر اُسکی قبر کے پاس اجارہ دہندہ نے کہا کہ آزاد کن گردن این غریب را یعنے اس غریب کی گردن آزاد کر دے پس وارث نے کہا کہ وے خود آزاد ست یعنی وہ خود آزاد ہی تو بری ہوگا یہ ملتقط مین ہی - اور قاضی بدیع الدین سے دریافت کیا گیا کہ اگر ایک شخص متوفی کی جورو نے کہا کہ مین نے اپنا آٹھوان حصہ اور مہر فرزندون کو ارزانی کیا تو آیا ترکہ سے بریت ہوگی فرمایا کہ نہین یہ تاتارخانیہ مین ہی - اور اگر اپنے قرضدار سے کہا کہ ترکت دینی علیک یا فارسی مین کہا حق خویش تو ماندم قلت یا اُردو مین کہا کہ مین نے اپنا قرضہ تجھپر چھوڑ دیا تو یہ ابراء ہوگا حتے کہ اسکے بعد دعوے نہین کر سکتا ہی یہ فصول عمادیہ مین ہی - اور قاضی جمال الدین سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے نیکوکاری کی راہ سے دوسرے شخص قرضدار کا قرضہ طالب کو ادا کر دیا پھر طالب نے بعد قرضہ وصول کر لینے کے مطلوب کو بری کر دیا پس آیا احسان کرنے والے کو جو اُس نے ادا کیا ہی واپس کر لینے کا اختیار ہی فرمایا کہ ہان واپس کر سکتا ہی - ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ اپنی مان کے شوہر کی گردن اُس حق سے جو تیری مان کا اُسپر ہی آزاد کر دے اُس نے کہا کہ مین نے آزاد کیا اگر وہ میری مان کو بحل کرے اُس نے کہا کہ مین نے بحل کیا پس آیا یہ ابراء ہی فرمایا کہ نہین کیونکہ تعلیق بخطر ہی اور جسکے وجود و عدم کا خطر ہو اُسکی تعلیق باطل ہی - اسی طرح اگر کسی سے کہا کہ مرا بحل کن مجھے بحل کر دے اُس نے کہا کہ مین نے بحل کیا اگر تو مجھے بحل کر دے اُس نے جواب دیا کہ مین نے بحل کیا تو پہلے شخص کا ابراء صحیح نہین ہی اور دوسرے کا ابراء صحیح ہی - اور اگر پہلی صورت مین کہا کہ گردن وبیزار کردم او قال آزاد کردم ولکن تا مادر مرا بحل کند یعنے مین نے شوہر مادر کی گردن بیزار کی یا آزاد کر دی ولیکن

تاکہ میری مان کو بحل کرے تو یہ ابراء صحیح ہی اور اگر یون کہا کہ مجھے بحل کر دے تاکہ تجھے بحل کرون اُسنے کہا کہ مین نے بحل کیا پس اُسنے کہا کہ مین نے بھی بحل کیا تو جسقدر قرضہ ہی اُس سے بری ہو جائیگا اور جو مال عین ہی اس سے بری نہوگا جیسے غصب و دیعت وغیرہ کذافی التاتارخانیہ

پانچوان باب ہبہ سے رجوع کرنے کے بیان مین اور جو چیزین رجوع سے مانع ہین اور جو نہین مانع ہین اُنکے بیان مین

فتاوی عتابیہ مین لکھا ہی کہ ہبہ سے رجوع کر لینا سب حالتون مین مکروہ ہی مگر صحیح ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ جاننا چاہیے کہ ہبہ چند طرح کا ہوتا ہی ایک ہبہ ذی رحم محرم کو اور ایک اجنبی کو اور ایک ذی رحم کو جو محرم نہین ہی اور ایک محرم کو جو ذی رحم نہین ہی اور ان سب صورتون مین سپرد کرنے سے پہلے واہب کو رجوع کرنیکا حق حاصل ہی کذافی الذخیرہ خواہ وہ حاضر ہو یا غائب ہو اور اُسنے قبضہ کر لینے کی اجازت دیدی ہو یا نہ دی ہو کذافی المبسوط اور بعد سپرد کر دینے کے ذی رحم محرم سے واپس کر لینے کا حق نہین رکھتا ہی اور ذی رحم محرم کے سواے باقیون مین رجوع کر سکتا ہی ولیکن بعد سپرد کر دینے کے خود واہب فقط رجوع کر لینے مین مستقل نہوگا بلکہ حکم قاضی یا موہوب لہ کی رضامندی کا محتاج ہوگا اور سپرد کر دینے سے پہلے خود ہی واہب فقط رجوع کر سکتا ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی اور واہب کو اختیار ہی کہ اگر چاہے تو کچھ ہبہ واپس کرے یہ ظہیریہ مین ہی اور الفاظ رجوع کے یہ ہین رجعت فی ہبتی او ارتجعتہا او رددتہا الی ملکی او ابطلتہا او نقضتہا یعنی مین نے اپنی ہبہ مین رجوع کر لیا یا ہبہ واپس لیا یا ہبہ اپنی ملک مین واپس لیا یا ہبہ باطل کیا یا اُسکو توڑ دیا اور اگر اُسنے ایسا کوئی لفظ نہ کہا ولیکن ہبہ کو بیع یا رہن کیا یا غلام موہوب کو آزاد یا مدبر کیا تو یہ رجوع نہوگا اسیطرح اگر کپڑے کو رنگا یا یا طعام موہوب کو اپنے ذاتی طعام مین خلط کیا تو رجوع نہوگا اور اگر کہا کہ جسوقت مہینہ شروع ہو اُسیوقت مین نے ہبہ سے رجوع کیا تو صحیح نہین ہی یہ جوہرہ نیرہ مین ہی اور ایسے عوارض جو ہبہ سے رجوع کرنے کے مانع ہوتے ہین وہ چند قسم کے ہین از انجملہ موہوب کا تلف ہو جانا ہی کیونکہ اُسکی قیمت واپس نہین کر سکتا اسواسطے کہ قیمت پر عقد ہبہ نہین قرار پایا ہی اور از انجملہ موہوب شی کا موہوب لہ کی ملک سے باہر ہو جانا ہی خواہ بیع و ہبہ وغیرہ کسی سبب سے خارج ہوئی ہو اور اسی طرح موت بھی ہی کیونکہ وارث کو جو ملکیت ثابت ہوئی وہ مورث کی ملکیت ثابتہ کے غیر ہی۔ اور اگر کسی شخص کے غلام کو ہبہ کیا اور غلام نے قبضہ کر لیا تو واہب کو رجوع کر لینے کا اختیار ہی اور یہی حکم مکاتب مین ہی کہ اگر اُسکو کچھ ہبہ کیا اور اُسنے قبضہ کر لیا تو واہب رجوع کر سکتا ہی اور اگر مکاتب عاجز ہو کر پھر رقیق کیا گیا تو بھی امام ابو یوسف رح کے نزدیک واہب رجوع کر سکتا ہی اور از انجملہ واہب کا مر جانا ہی کذافی البدائع اور اگر موہوب لہ نے کچھ ہبہ اپنی ملک سے نکال دیا تو واہب باقی مین رجوع کر سکتا ہی زائل مین نہین کر سکتا ہی اور اگر موہوب لہ نے موہوب کسی دوسرے کو ہبہ کر دی پھر رجوع کر کے لے لی تو پہلے واہب کو رجوع کر لینے کا اختیار ہی یہ جوہرہ نیرہ مین ہی اور از انجملہ موہوب مین زیادتی متصلہ حاصل ہو جانی منع ہوتی ہی خواہ موہوب لہ کے فعل سے زیادتی ہوئی ہو یا اُسکے فعل سے نہوئی ہو اور خواہ زیادتی متولدہ ہو یا غیر متولدہ ہو مثلاً شی موہوب ایک باندی لاغر تھی وہ موٹی تازی ہو گئی یا گھر تھا کہ اُسمین عمارت بنوائی یا زمین تھی اُسمین درخت لگائے یا چرخ بنوایا یا ایسی ہی سینچنے کی کوئی چیز تیار کرائی اور وہ زمین مین ثابت ہی اور اُسمین بنی ہوئی ہی اسطرح کہ زمین کی بیع مین بدون ذکر کے داخل ہو جاتی ہی خواہ قلیل ہو یا کثیر ہو یا موہوب کوئی کپڑا تھا کہ اُسکو عصفر یا زعفران سے رنگا یا اُسکی

قمیص قطع کرا کر سلائی یا جبہ تھا کہ اُسمین روئی وغیرہ بھرائی یا قبا بنوائی تو یہ سب صورتین رجوع سے مانع ہین اور اگر کپڑے کو ایسے رنگ سے رنگا یا جس سے زیادتی یا کمی نہین آتی ہو تو واہب رجوع کر سکتا ہو یہ بدائع مین ہو حسن بن زیاد نے مجرد مین امام اعظم رح سے روایت کی ہو کہ اگر کسی نے دوسرے کو ایک کپڑا ہبہ کیا اُسنے سیاہ رنگا یا تو واہب رجوع کر سکتا ہو کذا فی المحیط اور صاحبینؒ کے نزدیک نہین رجوع کر سکتا ہو جیسا کہ دوسرے رنگون مین ہو اور امام ابو یوسف رح پہلے مثل قول امام اعظم رح کے فرماتے تھے پھر رجوع کیا اور کہا کہ اکثر سیاہ رنگانے مین سرخ سے زیادہ خرچ پڑتا ہو اور بعض نے فرمایا کہ یہ اختلاف اُس صورت مین ہو کہ رنگ سیاہ زیادتی مین شمار نہ کیا جاتا ہو اور اگر زیادتی مین شمار ہو یعنی اِس رنگ سے قیمت کپڑے کی بڑھ جاتی ہو تو بالاتفاق رجوع نہین کر سکتا ہو یہ فتاوی قاضیخان مین ہو اور زیادت متصلہ وہ زیادتی ہو جو نفس موہوب مین کسی ایسی شی کی زیادتی ہو جس سے قیمت بڑھجاتی ہو جیسے جمال و سلائی اور رنگ وغیرہ۔ اور اگر فقط اُس شی کا نرخ بڑھجاوے تو واہب کو رجوع کر لینے کا اختیار ہو اسیطرح اگر نفس موہوب مین زیادتی ہو مگر اس سے قیمت مین زیادتی نہوتی ہو تو بھی یہی حکم ہو اور اگر شی موہوب کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کر کے لیگیا یہانتک کہ اُسکی قیمت بڑھگئی اور منتقل کرنے مین خرچ پڑا تو منتقی مین مذکور ہو کہ امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک واپس کرنیکا حق منقطع ہو گیا۔ اور اگر کوئی غلام کافر ہبہ کیا اور وہ موہوب لہ کے پاس مسلمان ہو گیا یا ایسا غلام ہبہ کیا جسکا خون بسبب قصاص کے حلال تھا اور موہوب لہ کے پاس ولی قصاص نے عفو کر دیا تو واہب اُسکو واپس نہین کر سکتا ہو اور اگر غلام کا جرم خطا سے ہو اور موہوب لہ نے اُسکا فدیہ دیدیا تو یہ امر واہب کے رجوع کرنیکا مانع نہین ہو اور وہ فدیہ واپس نہین لے سکتا ہو یہ تبیین مین ہو اور اگر موہوب لہ کے فدیہ ادا کر دینے سے پہلے واہب نے رجوع کر لیا تو جرم غلام موہوب پر ہو پس واہب یا تو غلام کو دیدیگا یا اُسکا فدیہ ادا کریگا یہ مبسوط مین ہو۔ اور اگر غلام کا ہاتھ کاٹا گیا اور موہوب لہ نے اُسکا ارش لے لیا تو واہب کو رجوع کرنیکا اختیار ہو مگر ارش نہ لیگا یہ بحر الرائق مین ہو۔ اور اگر موہوب لہ نے غلام موہوب کو قرآن شریف یا لکھنا یا کوئی صنعت سکھلائی تو یہ رجوع کرنے سے مانع نہین ہو کیونکہ یہ زیادتی نفس موہوب مین نہین ہو پس نرخ کے زیادہ ہونے کے مشابہ قرار دی جاویگی یہ تبیین مین ہو اور اگر زیادتی منفصلہ ہو تو وہ رجوع کرنے سے مانع نہین ہوتی ہو خواہ اصل موہوب سے متولد ہو جیسے بچہ اور دودھ اور پھل وغیرہ یا اُس سے متولد نہو جیسے ارش و عقر و کمائی و کرایہ وغیرہ۔ اور اگر موہوب مین نقصان آیا ہو تو وہ رجوع کرنے سے مانع نہین ہو اور موہوب لہ نقصان کا ضامن نہو گا۔ اور از انجملہ عوض ہو کذا فی البدائع اور از انجملہ موہوب کا متغیر ہونا رجوع کرنے کا مانع ہو مثلاً گیہون تھے کہ اُسنے پسائے یا آٹا تھا کہ اُسکی روٹی پکائی یا ستو تھے کہ اُنکو مسکہ مین لتھ کیا یا دودھ تھا کہ اُس کا پنیر بنایا یا مسکہ نکالا یا اقط بنایا ہو کذا فی التاتارخانیہ اور از انجملہ زوجیت ہو یعنی واہب و موہوب لہ باہم جورو و شوہر ہون خواہ دونون مین سے کوئی کافر ہو یا مسلمان ہو کذا فی الاختیار شرح المختار۔ اور اگر ایک نے میان و بی بی مین سے دوسرے کو کچھ ہبہ کیا تو پھر رجوع نہین کر سکتا ہو اگرچہ دونون مین کسی وجہ سے نکاح منقطع ہو جاوے اور اگر مرد نے کسی اجنبی عورت کو کچھ ہبہ کیا پھر اُس سے نکاح کر لیا یا اجنبی عورت نے کسی مرد کو کچھ ہبہ کیا پھر اپنے تئین اُس کے نکاح مین دیا تو واہب کو اختیار ہو کہ ہبہ سے رجوع کرے کیونکہ ہبہ کرنے کے بعد نکاح ہوا ہبہ

۲۱

سے رجوع کرنیکا مانع نہیں ہو یہ فتاوی قاضیخان مین ہو- اور ازانجملہ محرمیت کی قرابت اگر موہوب لہ
اور واہب مین متحقق ہو تو ہبہ سے رجوع کرنے کی مانع ہو خواہ قریب مسلمان ہو یا کافر ہو کذا فی الشمنی اور
جو لوگ قرابت کے محارم مین سے ہون جیسے باپ و دادا وغیرہ اور ماں و دادی و نانی وغیرہ اور اولاد بیٹے و پوتے
وغیرہ اگر ان لوگون کو ہبہ کرے تو پھر رجوع نہین کرسکتا ہو اور اس حکم مین پسر و دختر کی اولاد کا حال یکسان ہو
اسیطرح بھائی اور بہین ایک حکم مین ہین اور چچا اور پھوپھی کا حکم بھی یکسان ہو اور جن لوگون کے ساتھ کسی سبب سے
محرمیت ہو لبسبب قرابت کے نہو تو ایسی محرمیت ہبہ سے رجوع کرنے کی مانع نہین ہوتی ہو جیسے رضاعت
کے مان اور باپ وغیرہ یا بھائی و بہین وغیرہ اسیطرح اگر دامادی کے رشتہ سے محرمیت قائم ہو تو وہ بھی رجوع کی مانع نہوگی جیسے جورو
کی مان وغیرہ اور ربائب یعنی جورو کے ساتھ جو غیر شوہر سے اولاد ہو اور بہو اور داماد وغیرہ کو اگر ہبہ کیا تو رجوع کرسکتا ہو یہ خزانۃ المفتین
مین ہو- فرمایا کہ ایک حربی ہمارے ملک مین امان لیکر آیا اور یہان اسکا ایک بھائی مسلمان ہو اُن دونون مین سے کسی نے
دوسرے کو کوئی چیز ہبہ کی تو پھر اس ہبہ سے رجوع نہین کرسکتا ہو اور اگر موہوب لہ نے اُسپر قبضہ نہ کیا یہانتک کہ وہ دارالحرب کو
لوٹ گیا تو ہبہ باطل ہو گیا اور اگر اُسنے یعنی حربی نے مسلمان پر اُسکو قبضہ کر لینے کی اجازت دیدی تھی پھر حربی کے دارالحرب
لوٹ جانے کے بعد اُسنے قبضہ کیا تو استحساناً جائز ہو اور قیاساً جائز نہین ہو یہ مبسوط مین ہو- اگر اپنے بھائی کے وکیل
کو کوئی چیز ہبہ کی تو رجوع نہین کرسکتا ہو کیونکہ عقد ہبہ اور موہوب لہ کی ملک کی اُسکے بھائی کو حاصل ہوئی ہو
بخلاف اُسکے اگر بھائی کے غلام کو ہبہ کی تو ایسا نہین ہو اور اگر وکیل نے ہبہ رد کیا اور موکل نے قبول کیا تو صحیح
ہو یہ قنیہ مین ہو اگر ایک شخص نے اپنا غلام اپنے بھائی اور ایک اجنبی کو ہبہ کیا اور دونون نے اُسپر قبضہ کر لیا تو اجنبی
کے حصہ مین رجوع کرسکتا ہو اسوجہ سے کہ اُس حصہ بعض کی صحت رجوع کو کل پر اعتبار کیا ہو یہ مبسوط مین ہو-
اگر ایک دار ہبہ کیا اور موہوب لہ نے بیت الضیافہ مین جسکو فارسی مین کاشانہ کہتے ہین ایک تنور روٹی پکانے
کا بنوایا تو واہب کو رجوع کرنے کا اختیار ہو اسیطرح اگر اسمین چارہ دینے کی جگہ تیار کی تو بھی واہب رجوع
کرسکتا ہو یہ ظہیریہ مین ہو- اگر کسی کو حمام ہبہ کیا اور اُس نے اُسکو مسکن بنایا یا مسکن ہبہ کیا اور اُس نے حمام
بنایا پس اگر اُسکی عمارت بحالہ ہو کہ اسمین کچھ زیادتی نہین کی ہو تو رجوع کرسکتا ہو اور اگر اسمین کچھ عمارت
بڑھادی یا دروازہ بند کرکے کا لگایا یا اسپر گچ کرادی و اصلاح کرائی یا کہگل کرائی تو رجوع نہین کرسکتا ہے
یہ محیط مین ہو- اور اگر عمارت ڈھائی ہو تو زمین واپس لے سکتا ہو اور اگر کچھ تلف کیا ہو تو باقی واپس کرسکتا ہو
یہ وجیز کردری مین ہو- ایک شخص نے دوسرے کو ایک دار ہبہ کیا اُسنے اُس پر گچ کرائی یا کہگل لگائی یا سونے
یا چاندی سے نقش و نگار کرائے یا اسمین غسل خانہ بنوایا یا کوئی زمین ہبہ کی کہ اُسکے ایک ٹکڑے مین اُسنے
عمارت بنوائی تو ہمارے نزدیک اسمین کچھ رجوع کرکے واپس نہین لے سکتا ہو یہ ظہیریہ مین ہو- اگر کسیکو ایک
دار ہبہ کیا اُس نے تھوڑی عمارت کو ویسی ہی رکھی اور باقی کو دوسرے طور سے بنوا لیا تو رجوع کرکے
اسمین سے کچھ نہین لے سکتا ہو یہ مبسوط مین ہو- اگر کسی کو چٹیل زمین ہبہ کی اور موہوب لہ نے اُسکے
ایک گوشہ مین نخل لگائے یا کوئی عمارت یا دوکان بنوائی پس اگر یہ امر اُس زمین مین زیادت کردینا شمار ہو تو
کچھ واپس نہین لے سکتا ہو اور اگر زیادتی مین شمار نہین ہو یا نقصان شمار کیا جاتا ہو تو ہبہ سے رجوع کرنے کا

لہ [illegible] قائم الرجوع فی البعض ۱۲

مانع نہوگا حتی کہ اگر اُسمین کرّی جھوٹی دوکان بنوائی کہ اصلا زیادتی مین شمار نہین ہو تو اسکا اعتبار نہوگا اور اگر زمین بہت ہو تو یہ صورت تمام زمین مین زیادتی کردینا شمار نہوگی صرف اُسی ٹکڑے مین زیادتی گنی جائیگی پس اس ٹکڑے کے سوائے باقی مین رجوع کرکے واپس لے سکتا ہی یہ کافی مین ہی۔ اور اگر زیادتی عمارت کی ہی اور وہ گر گئی تو واپس کرنے کا حق عود کریگا یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اگر موہوب لہ نے وہ زمین نصف غیر مقسوم فروخت کردی تو واہب کو باقی نصف مین رجوع کر لینے کا اختیار ہی۔ اور اگر اُسمین سے کچھ فروخت نہ کی ہو تو بھی واہب کو نصف زمین مین رجوع کا اختیار ہی کیونکہ جب اُسکو کل زمین واپس کرنیکا اختیار ہی تو نصف کا اختیار بدرجہ اولی حاصل ہوگا یہ جوہرۃ النیرہ مین ہی۔ اگر دار ہبہ کیا اور اُسنے اُسکی عمارت ڈھا دی تو اُسکو زمین واپس لینے کا اختیار ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر دار ہبہ کیا پھر اُسکی عمارت گر گئی تو باقی واپس لے سکتا ہی اسی طرح اگر بعض ہبہ کو تلف کیا تو تلف کردہ شدہ سے واپسی کا حق ساقط ہوا اور باقی موجود کو واپس لے سکتا ہی یہ غایۃ البیان مین ہی۔ اگر ایک دار ہبہ کیا اور اُسمین سے تھوڑا واپس کرلیا تو باقی کا ہبہ باطل نہوگا یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اگر موہوب لہ نے ہبہ کے مریض غلام یا زخمی کی دوا کی اور وہ اچھا ہوگیا یا اندھا و بہرا تھا پس دیکھنے اور سننے لگا تو رجوع کرنے کا استحقاق باطل ہوگیا یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر غلام موہوب لہ کے پاس بیمار ہوا اور اُسنے علاج کرکے اچھا کیا تو اُس سے واپس لینے کا حق باطل نہوگا یہ بحر الرائق مین ہی۔ ایک غلام ہبہ کیا اور موہوب لہ نے اُسکو مدبر کردیا تو واپس نہین کرسکتا ہی اور اگر مکاتب کردیا مگر وہ عاجز ہوکر پھر مملوک رقیق ہوگیا تو واہب واپس لے سکتا ہی۔ اور اگر موہوب لہ کی ملکیت سے خارج ہوا پھر فسخ عقد کی وجہ سے اُسکی ملک مین آگیا تو واہب رجوع کرسکتا ہی۔ اور اگر غلام نے موہوب لہ پر کوئی جنایت کی تو واہب واپس لے سکتا ہی اور جنایت باطل ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر کسیکو ایک غلام ہبہ کیا اور وہ نوجوان ہوکر پورا جوان ہوگیا پھر بڈھا ہوگیا اور اُسوقت اُسکی قیمت اُس قیمت سے کم ہی جو ہبہ کرنے کے وقت تھی اور واہب نے رجوع کرنا چاہا تو نہین لے سکتا ہی کیونکہ جسوقت اُسمین زیادتی ظاہر ہوئی اُسیوقت رجوع کرنے کا استحقاق باطل ہوگیا پھر اب استحقاق عود نہ کریگا یہ سراج الوہاج مین ہی۔ اور اگر غلام نحیف تھا اور موٹا ہوگیا یا بدشکل تھا خوبصورت ہوگیا تو رجوع نہین کرسکتا ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ اور اگر وہ غلام طویل تھا اور ہبہ کیا پھر اُسکا طول زیادہ بڑھ گیا اور یہ طول نقصان مین شمار ہی کہ اُس سے قیمت نہین بڑھتی بلکہ گھٹتی ہی اور کوئی بھلائی نہین آئی ہی تو واہب اُسکو واپس لے سکتا ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ ایک شخص نے ایک غلام خریدکر قبضہ کرکے دوسرے شخص کو ہبہ کرکے اُسکے سپرد کیا پھر ہبہ سے بدون حکم قاضی رجوع کرلیا پھر غلام مین کوئی عیب پایا تو اپنے بائع کو واپس کرسکتا ہی پس اس صورت مین بدون حکم قاضی واپس لینے کو بمنزلہ حکم قاضی کے واپس لینے کے قرار دیا ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اگر قرضدار غلام کو اُسی شخص کو ہبہ کیا جسکا غلام پر قرض ہی تو قرضہ باطل ہوگیا اسیطرح اگر غلام نے خطا سے کسیکو قتل کیا ہی اور مولی نے ولی مقتول کو یہ غلام ہبہ کردیا تو جنایت باطل ہوگی اور استحسانًا واہب کو رجوع کرنے کا اختیار ہی اور جب ہبہ سے رجوع کرلیا تو امام محمد رح کے قول مین قرضہ اور جنایت عود نہ کریگی۔ اور یہ ایک روایت امام اعظم رح سے بھی

آئی ہو اور قیاساً ہبہ سے رجوع نہین کر سکتا ہو یہ حسن نے امام اعظم رح سے اور معلی نے امام ابو یوسف رح سے اور ہشام نے امام محمد رح سے روایت کی ہو اور استحساناً اسکا رجوع کر لینا صحیح ہو یہ فتاوی قاضیخان مین ہو زیادات مین ہو کہ کسی لڑکے کا اپنے وصی کے مملوک پر قرضہ ہو پھر وصی نے وہ مملوک اسی لڑکے کو ہبہ کر دیا پھر اپنے ہبہ سے رجوع کرنے کا قصد کیا تو امام محمد رح سے روایت ہو کہ اسکو یہ اختیار نہین ہو اور ظاہر الروایۃ کے موافق رجوع کر سکتا ہو یہ خلاصہ مین ہو - اگر ایک شخص نے ایک غلام دو شخصونکو ہبہ کیا تو اسکو ایک شخص کے حصہ سے رجوع کر لینے کا اختیار ہو اسی طرح اگر اس نے ایک کا حصہ بطور ہبہ کے دیا ہو اور دوسرے کو بطور صدقہ کے دیا ہو تو ہبہ سے رجوع کر سکتا ہو یہ مبسوط مین ہو - دو شخصون نے ایک غلام ایک شخصکو ہبہ کیا دونون نے اسکے سپرد کر دیا پھر ایک شخص نے دوسرے کے غائب ہونے کی حالت مین اپنے حصہ ہبہ سے رجوع کرنا چاہا تو اسکو اختیار ہو یہ فتاوی قاضیخان مین ہو - اگر کسی نے دوسرے کو ایک باندی ہبہ کی اس نے باندی کو قرآن شریف یا لکھنا یا مشاطگی سکھلائی تو واہب اسکو واپس نہین لے سکتا ہو یہی مختار ہو یہ مضمرات مین ہو - اگر دار الحرب مین کوئی باندی ہبہ کی اور موہوب لہ اسکو دار الاسلام مین نکال لایا تو واہب رجوع نہین کر سکتا ہو یہ بحر الرائق مین ہو - اگر ہبہ کی باندی بچہ جنے تو فی الحال واہب کو باندی واپس لینے کا اختیار ہو اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ جب تک بچہ اپنی مان سے بے پروا نہو جاوے یعنی محتاج نرہے تب تک واپس نہین لے سکتا ہو اور بعد اسکے صرف باندی کو بدون بچہ کے واپس لے سکتا ہو یہ ظہیریہ مین ہو - بشر رح نے فرمایا کہ مین نے پوچھا کہ اگر رجوع کرنے مین باہم جھگڑا کیا حالانکہ بچہ صغیر ہو پھر وہ بالغ ہوا اور حال یہ گذرا کہ قاضی نے باندی واپس لینے کو باطل کیا ہو تو فرمایا کہ باندی کو واپس لے سکتا ہو یہ حاوی مین ہو - اور اگر شی موہوب کے بدن مین قیمت کے لحاظ سے اچھی زیادتی ہو گئی پھر وہ زیادتی جاتی رہی تو واہب کو اختیار ہو کہ اسکو واپس کر لے یہ ظہیریہ مین ہو - اگر ایک شخص کو ایک باندی ہبہ کی تو واہب کو اختیار ہو کہ رجوع کر کے باندی کے بچہ کے سواے باندی کو واپس لے اور یہی حکم تمام حیوانات وپھلون وغیرہ مین ہو یہ ینابیع مین ہو - اور اگر واہب نے باندی ایسی حالت مین واپس لینی چاہی کہ جب وہ پیٹ سے تھی پس اگر پیٹ ہونے سے اسمین خوبی آگئی ہو تو واپس نہین لے سکتا ہو اور اگر برائی آگئی ہو تو واپس لے سکتا ہو اور اس حالتمین باندیون کا حال مختلف ہوتا ہو بعضی باندیان پیٹ ہونے سے موٹی تازی خوشرنگ نکل آتی ہین اور بعضی باندیونکو جب پیٹ ہو جاتا ہو تو پنڈلی پتلی زرد رو ہو جاتی ہین پس پہلی صورت مین نفس ذات مین زیادتی ہونیکی وجہ سے واپس نہین کر سکتا ہو اور دوسری صورت مین نقصان آنے کی وجہ سے واپس کر لینے کا کوئی مانع نہین ہو یہ مبسوط مین ہو - اگر کوئی باندی ہبہ کی اور وہ جوان ہو کر کبیرہ ہو گئی تو واپس نہین کر سکتا ہو اور یہی حکم تمام حیوانات کا ہو یہ محیط سرخسی مین ہو - اگر کوئی حاملہ باندی یا گابھن چوپایہ ہبہ کیا اور بچہ جننے سے پہلے ہبہ سے رجوع کر کے لے لیا لیکن اگر اتنی مدت بعد واپس لیا کہ جسمین یہ معلوم ہو کہ حمل مین کچھ زیادتی نہوئی تو جائز ہو ورنہ جائز نہین ہو اور اگر ابتداءً ہبہ کیا اور اسمین بچہ پیدا ہو گیا تو واپس نہین لے سکتا ہو یہ جوہرۃ النیرہ مین ہو اگر اپنی باندی اسکے شوہر کو ہبہ کر دی تو نکاح باطل ہو گیا پھر اگر ہبہ سے رجوع کر لیا تو نکاح عود نہ کریگا جیساکہ وین وجنات

عود نہین کرتی ہی یہ خزانۃ المفتین و قاضی خان مین ہر اور اگر منکوحہ باندی اُسکے شوہر کو ہبہ کر دی یہانتک کہ نکاح فاسد ہو گیا پھر اپنے ہبہ سے رجوع کر لیا تو نکاح عود کر یگا اسکو صدر الشہید نے خلافیات مین ذکر کیا ہر اور امام محمد رحمہ نے کتابون مین چند مقامات مین ذکر کیا کہ ہبہ مین رجوع کر لینے سے واہب کیجانب اسکی قدیم ملک عود کرتی ہر اور قدیم ملک عود کرنے سے مراد زمانہ مستقبل کے لیے ہر نہ زمانہ ماضی کے واسطے آیا تو نہین دیکھتا ہر کہ اگر کسی شخص نے مال زکوۃ دوسرے کو سال گذرنے سے پہلے ہبہ کیا اور سپرد کر دیا پھر بعد سال کے ہبہ سے رجوع کر لیا تو واہب پر زمانہ ماضی کی زکوۃ واجب نہو گی پس زمانہ ماضی کی زکوۃ واجب ہونیکے حق مین قدیم ملک عود کرنے کا حکم نہ دیا گیا اسیطرح اگر کوئی دار دوسرے شخص کو ہبہ کر کے سپرد کیا پھر اُسکے پہلو مین کوئی دار فروخت کیا گیا پھر واہب نے اپنے ہبہ سے رجوع کر لیا تو واہب کو اختیار نہو گا کہ وہ دار شفعہ مین لے اور اگر وہ دار اُسکے زمانہ ماضی کی قدیم ملک کے ساتھ عود کرتا اور ایسا ہوتا کہ گویا اُسکی ملک سے خارج نہین ہوا ہر تو اسکو شفعہ مین دار فروخت شدہ لینے کا اختیار حاصل ہوتا یہ ذخیرہ مین ہر - اور اگر کوئی باندی ہبہ کی اور موہوب لہ نے اُس سے وطی کر لی تو بعض نے فرمایا کہ جب تک وہ حاملہ نہوئی ہو تو تب تک رجوع کر سکتا ہر اور یہی اصح ہر یہ جوہرۃ النیرہ مین ہر - اور اگر اپنے بھائی کو ہبہ کیا حالانکہ وہ دوسرے کا غلام ہر تو ہبہ واپس کر سکتا ہر اور اگر اپنے بھائی کے غلام کو ہبہ کیا تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک رجوع کر سکتا ہر اور صاحبین رحمہ کے نزدیک ہبہ واپس نہین لے سکتا ہر اور اگر دونون واہب کے ذی رحم محرم ہون تو فقیہ ابو جعفر ہندوانی نے فرمایا کہ بالاتفاق رجوع نہین کر سکتا ہر کذا فی محیط السرخسی اور یہی صحیح ہر یہ فتاوی قاضیخان مین ہر - اور اگر کسی مکاتب کو ہبہ کیا حالانکہ وہ مکاتب اُس واہب کا ذو رحم محرم ہر پس اگر اُسنے مال کتابت ادا کر دیا اور آزاد ہو گیا تو واپس نہین لے سکتا ہر اور اگر عاجز ہو کر پھر مملوک ہو گیا تو امام محمد رحمہ کے نزدیک رجوع نہین کر سکتا ہر اور امام ابو یوسف کے نزدیک ہبہ سے رجوع کر سکتا ہر - اور اگر مکاتب کوئی شخص اجنبی ہو اور اُسکا مولی اُس واہب کا قرابت دار ہو پس اگر وہ مکاتب مال کتابت دیکر آزاد ہو گیا تو واہب کو رجوع کا اختیار ہر اور اگر عاجز ہوا تو بھی امام اعظم رحمہ کے نزدیک یہی حکم ہر یہ محیط سرخسی مین ہر - ایک شخص نے دوسرے کے غلام کو ایک باندی ہبہ کی اُسنے قبضہ کر لیا پھر واہب نے ہبہ سے رجوع کرنا چاہا حالانکہ غلام کا مالک غائب ہر پس اگر وہ باندی مولی کے قبضہ مین ہو تو واپس نہین لے سکتا ہر اور اگر غلام کے قبضہ مین ہو پس اگر غلام ماذون التجارۃ ہر تو واہب ہبہ سے رجوع کر کے واپس لے سکتا ہر یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہر - اور اگر غلام ماذون نہو بلکہ مجحور ہو تو جبتک مولی حاضر نہووے واپس نہین لے سکتا ہر - اور اگر غلام نے کہا کہ مین مجحور ہون اور واہب نے کہا کہ تو ماذون ہے اور تجھے تیرے مالک کے حاضر ہونے سے پہلے ہبہ رجوع کرنے کا اختیار ہر تو قسم سے واہب کا قول قبول ہو گا اور یہ استحساناً ہر اور قیاساً غلام کا قول قبول ہونا چاہیئے اور واہب سے قسم صرف اُسکے علم پر لیجاویگی اور اگر غلام نے اپنے مجحور ہونے کے گواہ پیش کیے تو قبول نہونگے - اور یہ سب حکم اُسوقت کا ہر کہ جب غلام حاضر ہوا اور مولی غائب ہوا اور اگر مولی حاضر اور غلام غائب ہوا اور واہب نے اپنے ہبہ سے رجوع کر کے ہبہ واپس لینا چاہا پس اگر موہوب غلام کے قبضہ مین ہو تو مولی خصم قرار نہ دیا جاویگا اور اگر موہوب بعینہٖ مولی کے

ہاتھ مین ہو تو خصم قرار دیا جاویگا پھر اگر مولے نے کہا کہ مجھے یہ باندی میرے فلان غلام نے ودیعت دی ہے اور مین نہین جانتا ہون کہ تونے اُسکو ہبہ کردی ہو یا نہین پھر مدعی نے ہبہ کردینے کے گواہ قائم کیے تو مولی خصم قرار دیا جائیگا یعنی اُسپر ڈگری ہوسکتی ہو اور جب قاضی نے واہب کے نام باندی کی ڈگری کردی اور اُس نے قبضہ کرلیا پھر وہ واہب کے پاس موٹی تازی بدن کی راہ سے بڑھ گئی پھر موہوب لہ نے آکر غلام ہونے سے انکار کیا تو اسکا قول قبول ہوگا اور وہ باندی کو واپس لے سکتا ہو پھر واہب کو ہبہ سے رجوع کا اختیار نہوگا۔ اور اگر وہ باندی واہب کے پاس مرگئی ہو تو موہوب لہ کو اختیار ہوگا کہ چاہے واہب سے قیمت کی ضمان لے یا مستودع سے پھر اگر واہب سے ضمان لی تو وہ مستودع سے واپس نہین لے سکتا ہو اور اگر مستودع سے ضمان لی تو مستودع بھی اُسکو واہب سے واپس نہین لے سکتا ہو۔ اور واضح ہو کہ کتاب مین مستودع پر ضمان واجب ہونا ذکر کیا اور کچھ اختلاف بیان نہ کیا اور کرخی رہ نے ذکر کیا ہو کہ یہ امام محمد رہ کا قول ہو اور امام ابو یوسف رہ کے نزدیک مستودع ضامن نہوگا اور اگر مستودع نے واہب سے کہا کہ مین جانتا ہون کہ تونے میرے مودع کو یہ باندی ہبہ کی ہو ولیکن وہ شخص میرا غلام نہین ہو پھر مدعی نے گواہ دیے کہ وہ شخص غائب اسکا غلام ہو پس اگر وہ غلام زندہ ہو تو ایسی گواہی قبول نہوگی۔ اور اگر واہب نے کہا کہ میرے پاس گواہ نہین ہین اور مستودع سے قسم طلب کی تو قاضی اُس سے قسم لیگا کہ واللہ فلان غائب میرا غلام نہین ہو پس اگر اُسنے قسم کھالی تو خصومت سے بری ہوگیا اور اگر نکول کیا تو مدعا علیہ قرار دیا جائیگا۔ اور اگر مدعی نے اس امر کے گواہ دیے کہ مولے نے اقرار کیا ہو کہ فلان غائب میرا غلام ہو تو گواہ قبول ہونگے۔ اور ہبہ سے رجوع کرلینے کی ڈگری کردیجائیگی۔ اور اگر مدعی نے اس امر کے گواہ دیے کہ فلان غائب اُسکا غلام تھا اور وہ مرگیا تو قبول ہونگے اور قابض ہبہ مدعا علیہ ٹھہرایا جائیگا اور اگر مدعی نے یہ گواہ سنائے کہ فلان شخص اسکا غلام تھا اُسنے اُسکو ہزار درم کو خالد کے ہاتھ فروخت کردیا اور خالد نے بعوض ہزار درم کے غلام لیکر قبضہ کرلیا تو گواہ قبول نہونگے۔ اور اگر مدعی نے اس امر کے گواہ دیے کہ باندی کے قابض نے اقرار کیا ہو کہ مین نے فلان غائب کو خالد کے ہاتھ فروخت کردیا اور گواہون نے یہ گواہی نہ دی کہ فلان غائب کی نسبت اپنا غلام ہونے کا اُسنے اقرار کیا ہو تو قاضی ایسے گواہ قبول نہ کریگا اور نہ قابض کو اسکا خصم و مدعا علیہ ٹھہرادیگا یہ ذخیرہ مین ہو۔ اگر کرپاس ہبہ کیا اور موہوب لہ نے اُسپر کندی کرائی تو ہبہ سے رجوع نہین کرسکتا ہو کیونکہ یہ زیادتی متصلہ اور قیمت دار صفت ہو اور اگر اُسکو دھلایا ہو تو رجوع کرسکتا ہو یہ محیط سرخسی مین ہو۔ اور اگر سن کو بٹوایا تو واپس نہین لے سکتا ہو بشرطیکہ اس سے ثمن مین زیادتی ہوتی ہو یہ وجیز کردری مین ہو۔ اگر مصحف مجید مین اعراب لگائے تو رجوع نہین کرسکتا ہو یہ خزانۃ المفتین مین ہو اگر لوہا ہبہ کیا اُسکی تلوار ڈھالی یا سوت دیا اُسکو بنوایا یا رجوع کرکے کچھ نہین لے سکتا ہو یہ مبسوط مین ہو اور اگر حلقہ دیا اُسمین موہوب لہ نے نگینہ جڑا یا پس اگر بدون ضرر کے اُکھاڑنا ممکن نہو تو رجوع نہین کرسکتا ہو اور اگر بلا ضرر اُکھاڑنا ممکن ہو تو رجوع کرسکتا ہو اور اگر ورق ہبہ کیا اور اُسنے اُسپر کوئی سورت یا بعض سورت تحریر کی تو رجوع کرسکتا ہو کیونکہ اس سے ثمن مین زیادتی نہین ہوتی ہو اور اگر اُسکا مصحف بناکر لکھا تو رجوع نہین کرسکتا ہو کیونکہ کتابت مصحف سے ثمن مین زیادتی ہوتی ہو اور اگر دستہ دفتر ہو پھر اُسمین فقہ یا حدیث تحریر کی یا اشعار لکھے

پس اگر ثمن میں زیادتی ہو تو رجوع نہیں کرسکتا ہو اور اگر نقصان آوے تو رجوع کرسکتا ہو یہ محیط سرخسی میں ہو-
اگر آئینہ ہبہ کیا اُسنے صیقل کرایا تو رجوع کرسکتا ہو یہ قنیہ میں ہو- اور اگر چھری کو تیز کرایا تو واپس نہیں کرسکتا ہو
یہ وجیز کردری و محیط میں ہو- اور اگر تلوار ہبہ کی اُسنے چھری بنوائی یا توڑ کر دوسری تلوار بنائی تو رجوع نہیں
کرسکتا ہو یہ محیط میں ہو- اور اگر جلاوغ ہبہ کیے اُسنے چیر کر جلانے کے ٹکڑے کر دیے یا خشت خام ہبہ کر دیں
اُسنے پانی دیکر مٹی کر دیں تو رجوع کرسکتا ہو اور اگر پھر اُس مٹی سے کچی اینٹیں بنالیں تو رجوع نہیں کرسکتا
ہو یہ ظہیریہ میں ہو- اور اگر اسکو خشک مٹی ہبہ دی اُسنے پانی ڈالکر تر کر دی تو رجوع نہیں کرسکتا ہو یہ محیط سرخسی میں
ہو- اور اگر ستو ہبہ کیے اُس نے پانی میں تر کیے تو رجوع کرسکتا ہو جیسا کہ اگر گیہوں دیے اور اُس نے پانی میں
بھگوئے تو رجوع کرسکتا ہو یہ جوہرۃ النیرہ میں ہو- اگر بختج ہبہ کیا اور اُس نے سرکہ کر ڈالا تو رجوع نہیں کرسکتا ہو
اور بختج اُسکو کہتے ہیں کہ آب انگور کو جوش دیں یہانتک کہ دو تہائی جلجاوے اور ایک تہائی باقی رہے پھر
جسقدر جلگیا ہو اسیقدر پانی اُسمیں ڈالے اور دھیری آنچ سے پکائے پھر چھوڑ دے یہانتک کہ اشتداد آجاوے
اور جھاگ ڈالدے اور یہ لفظ معرب ہو اصل میں پختہ ہو یہ خزانۃ المفتیین میں ہو- ایک شخص نے بکری یا بدنہ یا
گاے ہبہ کی پھر موہوب لہ نے اُسکو اپنی قربانی یا ہدی یا جزاء شکار یا نذر کے واسطے واجب کر دیا یا بدنہ یا
گاے کو مقلد کر دیا تطوع کی قربانی کے لیے واجب کر دیا تو ظاہر الروایات میں واہب کو اپنے ہبہ سے رجوع
کر لینے کا اختیار ہو اور امام ابو یوسف رح سے روایت ہو کہ رجوع نہیں کرسکتا ہو یہ محیط سرخسی میں ہو- اگر کسیکو
ایک بکری ہبہ کی اُسنے ذبح کر ڈالی تو واہب رجوع کرسکتا ہو اور یہ بلا خلاف ہو- اور اُسکی قربانی کی یا متعہ کی ہدی
میں ذبح کی تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک رجوع نہیں کرسکتا ہو اور امام محمد رح کے نزدیک رجوع کرسکتا ہو اور
موہوب لہ کا اضحیہ و متعہ کافی ادا ہو گیا اور امام اعظم رح کے قول کی تصریح نہیں ہو اور مشایخ نے اختلاف کیا
ہو بعضوں نے کہا کہ انکا قول مثل قول امام محمد رح کے ہو اور یہی صحیح ہو یہ محیط میں ہو- اور اگر ایکدرم ہبہ کیا پھر
موہوب لہ سے قرض مانگا اُسنے وہ درم قرض دیدیا تو واہب کو کبھی رجوع کرنے کا اختیار نہوگا یہ خزانۃ المفتیین
میں ہو- ایک شخص نے دوسرے کو ایک درم ہبہ کیا اور موہوب لہ نے اُسپر قبضہ کر کے اللہ تعالی کیواسطے صدقہ
کر دیا تو واہب کو ہبہ سے اُسوقت تک رجوع کر لینے کا اختیار ہو کہ جب تک متصدق علیہ اُسپر قبضہ نکرے
یہ مبسوط میں ہو- ایک شخص زید نے اپنا قرضہ جو عمرو پر تھا عمرو کو ہبہ کیا تو پھر رجوع نہیں کرسکتا ہو- اور اگر
کسی درخت کے پھل اُسکو ہبہ کیے اور اُسکو قبضہ کر لینے کا حکم دیدیا تو رجوع کرسکتا ہو یہ سراجیہ میں لکھا ہو
ایک شخص نے ایکدرخت ہبہ کیا اور اُسکے کاٹ لینے کا حکم دیا اور موہوب لہ نے اُسکو کاٹا یا اور مزدوری
دی تو واہب کو رجوع کا اختیار ہو اور اگر کوئی درخت جڑ سمیت ہبہ کیا اور موہوب لہ نے اُسکو قطع کر لیا
تو واہب رجوع کر کے اُس درخت کو اور اُسکی جڑ کی زمین کو واپس لے سکتا ہو اور یہی صحیح ہو اور اگر موہوب لہ
نے اُس درخت سے کواڑ اور دھنیاں بنوائیں تو رجوع نہیں کرسکتا ہو اور ایک روایت میں ہو کہ دھنیوں کی
صورت میں رجوع کرسکتا ہو چنانچہ اگر جلانے کا ایندھن بنوا لیا تو رجوع کر کے ایندھن لے سکتا ہو یہ فتاوی قاضیخان
میں ہو- اگر زید نے اپنا غلام عمرو کو ہبہ کیا اُس نے قبضہ کرنے کے بعد خالد کو ہبہ کیا اور خالد نے اُسپر قبضہ کیا تو زید کو

رجوع کرنے اور غلام لینے کی نہ عمرو سے کوئی راہ ہے اور نہ خالد سے و لیکن اگر عمرو چاہے تو رجوع کر کے خالد سے لے
اور پھر زید اسکو عمرو سے لے سکتا ہے یہ ذخیرہ مین لکھا ہے قال المترجم یہ بنا بر اصل مذکورہ بالا ہے کہ موہوب لہ
کی ملک سے خروج مانع رجوع واہب ہے اور پھر عود موجب حق رجوع ہے۔ فافہم اور اگر عمرو کو غلام خالد سے
بوجہ ہبہ یا صدقہ یا میراث یا وصیت یا خرید وغیرہ کے پہونچا ہو تو زید کو اختیار نہوگا کہ اپنے ہبہ سے رجوع
کر کے اسکو لے یہ محیط مین ہے۔ اگر موہوب لہ نے ہبہ کی چیز کو کسی شخص کے ہاتھ فروخت کیا اور مشتری
نے عیب کی وجہ سے واپس کر دی تو واہب کو اختیار نہوگا کہ ہبہ سے رجوع کر کے اسکو لے لے یہ شرح
مجمع البحرین مین لکھا ہے۔ اور سغناقی مین لکھا ہے کہ اگر کسی شخص کی کوئی چیز غصب کر لی پھر غاصب نے وہ
چیز کسیکو ہبہ کی یا صدقہ مین دی یا اجارہ پر دی یا رہن کی یا ودیعت رکھی یا عاریت دی اور وہ تلف
ہو گئی تو یہ لوگ اسکی قیمت کے ضامن ہونگے یعنی مغصوب منہ کو اسکی قیمت ڈانڈ دینگے اور جن لوگون نے
ڈانڈ دیا ہے انمین سے موہوب لہ اور متصدق علیہ اس ڈانڈ کو غاصب سے واپس نہین لے سکتا ہے اور مستاجر اور
مستودع و مرتہن اسکی قیمت غاصب سے واپس لے سکتے ہین۔ اور مشتری اپنے دام اس سے واپس لے سکتا ہے
اور اگر غاصب کے پاس سے کسی شخص نے چرا لی یا غصب کر لی اور تلف ہو گئی اور مغصوب منہ اصلی یعنی
مالک نے ان دونون سے ضمان لی تو یہ دونون غاصب سے واپس نہین لے سکتے ہین یہ تاتارخانیہ مین ہے اسمین
کچھ اختلاف نہین ہے کہ اگر ہبہ سے رجوع کرنا بحکم قاضی واقع ہوا تو یہ عقد ہبہ کا فسخ ہے اور باہمی رضامندی
سے رجوع کر لینے مین اختلاف ہے اور ہمارے اصحاب کے مسائل اس امر پر دلالت کرتے ہین کہ وہ بھی
مثل حکم قاضی سے رجوع کرنے کے فسخ ہے کیونکہ انھون نے فرمایا ہے کہ جو شی غیر منقسم ایسی ہو کہ محتمل قسمت ہے
اسمین رجوع کرنا صحیح ہے اور اگر ابتدائی ہبہ ہوتا تو شیوع کے باوجود ہبہ صحیح نہوتا اسی طرح اس رجوع کا صحیح
ہونا قبضہ پر موقوف نہین رہتا ہے اور اگر فسخ عقد نہوتا بلکہ ابتدائی ہبہ ہوتا تو اسکا صحیح ہونا قبضہ پر موقوف رہتا
اسیطرح اگر زید نے عمرو کو کوئی چیز ہبہ کی اور عمرو نے خالد کو ہبہ کر دی پھر عمرو نے اپنے ہبہ سے رجوع کر لیا
تو زید کو اختیار ہے کہ وہ بھی اپنے ہبہ سے رجوع کر کے عمرو سے واپس لے پھر اگر اس صورت مین عمرو کو خالد سے
بطور مستقل ہبہ کے وہ شی پہونچی ہوتی تو زید کو عمرو سے رجوع کر لینے کا اختیار نہوتا پس یہ مسائل دلالت کرتے ہین
کہ بغیر حکم قضا کے رجوع کرنا بھی فسخ ہے پس جب رجوع کی وجہ سے عقد ہبہ فسخ ہوا تو وہ شی اپنی قدیم ملک کیطرف
عود کر آئی اور واہب اسکا مالک ہو گیا اگرچہ اسنے قبضہ نہ کیا ہو کیونکہ قبضہ کا اعتبار ملک کے منتقل ہونے مین
ہوتا ہے نہ ملک قدیم کیطرف عود کرنے مین۔ اور شی موہوب رجوع کرنے کے بعد موہوب لہ کے ہاتھ مین امانت
رہتی ہے کہ اگر وہ تلف ہو جاے تو موہوب لہ ضامن نہوگا۔ اور اگر واہب و موہوب لہ نے رجوع کرنے پر باہمی
رضامندی ظاہر نہ کی اور نہ قاضی نے حکم کیا و لیکن موہوب لہ نے واہب کو وہ شی موہوب ہبہ کر دی اور واہب نے
اسکو قبول کر لیا تو جبتک اسپر قبضہ نہ کرے اسکا مالک نہوگا اور جب قبضہ کر لیا تو بمنزلہ باہمی رضامندی یا بحکم
قاضی رجوع کر لینے کے قرار دیا جائیگا اور موہوب لہ کو یہ اختیار نہوگا کہ رجوع کر کے واپس لیوے یہ بدائع مین ہے
ابن سماعہ نے امام ابو یوسف رح سے روایت کی ہے کہ جب تک قاضی ہبہ کے نقض کا حکم نہ دے تب تک

موہوب لہ کو ہبہ مین تصرف کرنا جائز ہی اور جب ہبہ کے توڑ دینے کا حکم دیدیا تو پھر نہین جائز ہی اور ایسا ہی امام اعظم رح و امام محمد رح کا قول ہی یہ محیط مین ہی اور اگر شی موہوب قابض یعنے موہوب لہ کے قبضہ مین قاضی کے ہبہ توڑ دینے کے حکم کے بعد تلف ہوگئی اور ہنوز واہب نے اسپر قبضہ نہ کیا تھا تو واہب کو اس سے ضمان لینے کا اختیار نہوگا لیکن اگر بعد حکم قاضی کے واہب نے طلب کی اور موہوب لہ نے دینے سے انکار کیا اور وہ تلف ہوگئی تو ضمان دے سکتا ہی اور اگر واہب کے رجوع کر لینے کے بعد موہوب لہ نے ہبہ واپس نہ کیا اور ہنوز حاکم نے بھی واپسی کا حکم نہ کیا تھا کہ موہوب لہ نے وہی شی موہوب واہب کو ہبہ کی اور واہب نے اسپر قبضہ کر لیا تو بمنزلہ اسکے رد کر دینے یا حاکم کے رد کر دینے کے ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اگر قاضی نے کسی امر مانع کی وجہ سے رجوع باطل ہونے کا حکم کیا پھر وہ امر مانع زائل ہوگیا تو رجوع کریگا حق عود کریگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر فقیر کو کوئی شی ہبہ کی تو رجوع نہین کر سکتا ہی اور بعض نے فرمایا کہ یہ حکم اسوقت ہی کہ ہبہ سے صدقہ کی نیت کی ہو یہ سراجیہ مین ہی۔ اگر کسی شخص کو کوئی شی ہبہ کی پھر واہب نے کہا کہ مین نے اپنا حق ہبہ سے رجوع کرنیکا ساقط کر دیا تو ساقط نہوگا یہ جواہر اخلاطی مین ہی۔ اور اگر ہبہ کے رجوع کرنے کے حق سے کوئی چیز لیکر صلح کر لی تو صحیح ہی اور وہ شی اس ہبہ کا عوض ہو جائیگی اور رجوع کرنے کا حق ساقط ہو جائیگا یہ جواہر الفتاوی مین ہی۔ اگر کسی شخص نے مسجد مین کوئی رسی رکھی یا قندیل لٹکائی تو رجوع کر سکتا ہی بخلاف اسکے اگر قندیل کے واسطے کوئی رسی لٹکائی تو ایسا نہین ہی یہ سراجیہ مین ہی اور ہبہ مین رجوع کرنے کا حکم یکسان رہتا ہی خواہ موہوب لہ مسلمان ہو یا کافر ہو یہ مبسوط مین ہی۔ شیخ رح سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی نابالغ دختر کی مان کو پانچ دینار دیے کہ اسکے واسطے جہیز تیار کر دے پھر باپ نے رجوع کرنا اور لینا چاہا تو شیخ رح نے فرمایا کہ اسکو یہ اختیار نہین ہی کیونکہ یہ اس دختر نابالغ کیواسطے ہبہ ہی اور شیخ رح کے سوا دوسرے فقہاء نے فرمایا کہ اسکو رجوع کرنیکا اختیار ہی کیونکہ یہ فعل توکیل ہی جیسا کہ اگر اس سے کہا کہ اسکے واسطے جہیز خرید دے کذا فی فتاوی ابی الفتح محمد بن محمود بن الحسین الاستروشنی

چھٹا باب نابالغ کے واسطے ہبہ کرنے کے بیان مین۔ اگر کسی شخص نے اپنی صحت مین اپنی اولاد کو کوئی شی ہبہ کی اور اس ہبہ مین بعض کی تفضیل کا قصد کیا تو اصل مین ہمارے اصحاب سے اسکی کوئی روایت نہین ہی اور امام اعظم رح سے مروی ہی کہ اسمین کچھ ڈر نہین ہی بشرطیکہ جبکی تفضیل منظور ہی اسمین دین کی راہ سے کوئی فضیلت ہو اور اگر سب برابر ہون تو مکروہ ہی اور معلی نے امام ابو یوسف رح سے روایت کی ہی کہ کچھ ڈر نہین ہی بشرطیکہ اس سے ضرر رسانی مقصود نہو اور اگر ضرر رسانی مقصود ہو تو سب مین تسویہ کرکے بیٹے کو عطا کیا جاوے اور اسی پر فتوی ہی کذا فی فتاوی قاضی خان اور یہی مختار ہی یہ ظہیریہ مین ہی ایک شخص نے اپنی صحت مین کل مال اپنے بیٹے کو ہبہ کر دیا تو حکم قضا مین جائز ہوگا ولیکن وہ شخص اپنی اس حرکت سے گنہگار ہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اور اگر اسکی اولاد مین کوئی فاسق ہو تو اسکو اسکی خوراک سے زیادہ نہ دینا چاہئے تاکہ معصیت کا مددگار نہ ٹھہرایا جاوے یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ اور اگر کسی شخص کا لڑکا فاسق ہو پس اس نے چاہا کہ مین اپنے مال کو نیک راہ مین صرف کر ڈالون اور اسکو میراث سے محروم رکھون تو یہ امر اس مال کے چھوڑ جانے سے بہتر ہی یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر کوئی

لڑکا علم مین مشغول ہو کمائی مین مشغول نہو تو کچھ ڈر نہین ہو کہ اسکو دوسرے پر فضیلت دے یہ ملتقط مین ہو۔ باپ اپنے نابالغ لڑکے کو ہبہ کرے تو یہ ہبہ صرف عقد سے تمام ہو جاتا ہو خواہ وہ شی باپ کے پاس ہو یا اُسکے مستودع کے پاس ہو بخلاف اسکے اگر غاصب یا مستاجر یا مرتہن کے پاس ہو تو ہبہ جائز نہو گا اسیطرح اگر نابالغ کو اُسکی ماں نے ہبہ کیا اور وہ شی ماں کے پاس ہو اور باپ مر چکا ہو اور کوئی شخص اسکا وصی نہین ہو تو بھی یہی حکم ہو اسیطرح اگر وہ شخص جو اُسکی عیال داری کرے اُسکا بھی یہی حکم ہو یہ تبیین و کافی مین ہو۔ اگر اپنے غلام کو کسی ضرورت سے بھیجا پھر اسکو اپنے نابالغ بیٹے کو ہبہ کر دیا تو ہبہ صحیح ہو پھر اگر وہ غلام ہنوز لوٹ کر نہ آیا تھا کہ باپ نے انتقال کیا تو وہ غلام بیٹے کا ہو گا اور باپ کی میراث قرار نہ دیا جائیگا یہ ذخیرہ مین ہو۔ اگر ایسے غلام کو جو دار الحرب کیطرف بھاگ گیا ہو اپنے نابالغ بیٹے کو ہبہ کیا تو جائز نہین ہو اور اگر وہ بھاگ کر دار الاسلام مین موجود ہو تو جائز ہے اور قابض ہو جانے کا حکم دیا جائیگا کذا فی الصغری۔ اور اگر غلام کو بطور بیع فاسد کے فروخت کر کے مشتری کے سپرد کیا یا مشتری کے خیار کی شرط پر فروخت کیا پھر اُسکو نابالغ لڑکے کو ہبہ کیا تو جائز نہین ہو یہ مبسوط مین ہو اور اس حکم مین صدقہ مثل ہبہ کے ہو یہ کافی مین ہو۔ اگر یتیم کے وصی نے اپنا غلام یتیم نابالغ کو ہبہ کیا حالانکہ یتیم کا اسپر قرضہ ہو تو یہ ہبہ صحیح ہو اور قرضہ ساقط ہو جائیگا پھر اگر واہب نے ہبہ سے رجوع کرنا چاہا تو ظاہر الروایۃ کے موافق اُسکو اختیار ہو یہ فتاوی قاضیخان مین ہو۔ باپ نے اگر اپنے نابالغ لڑکے کو کوئی غلام ہبہ کیا پھر غلام مر گیا پھر ایک شخص نے غلام پر اپنا استحقاق ثابت کیا اور باپ سے ضمان لے لی تو باپ ہر حال مین جو کچھ اُسنے ڈانڈ بھرا ہو نابالغ کے مال سے نہین لے سکتا ہو اور اگر مستحق نے بیٹے سے بعد بلوغ کے ضمان لی تو اگر بعد بالغ ہونے کے بیٹے نے اُسپر از سر نو قبضہ کیا ہو پھر وہ غلام مر گیا تو ڈانڈ کا مال باپ سے واپس نہین لے سکتا ہو اور اگر از سر نو قبضہ کیا ہو تو واپس لے سکتا ہو یہ ذخیرہ مین ہو۔ باپ نے اگر اپنا گھر اپنے نابالغ بیٹے کو ہبہ کیا حالانکہ اُسمین واہب کا اسباب رکھا ہو تو جائز ہو اور یہی حکم لیا گیا ہو اور اسی پر فتوی ہو یہ فتاوی عتابیہ مین ہو۔ منتقی مین امام محمد رح سے روایت ہو کہ اگر ایک شخص نے اپنا گھر اپنے نابالغ بیٹے کو ہبہ کیا حالانکہ اسمین کوئی شخص کرایہ پر رہتا ہو تو امام محمد رح نے فرمایا کہ نہین جائز ہو اور اگر کوئی شخص بلا کرایہ رہتا ہو یا واہب خود رہتا ہو تو جائز ہو اور امام ابو یوسف رح سے بروایت ابن سماعہ مذکور ہو کہ اگر اپنے نابالغ بیٹے کو ایسا گھر ہبہ کیا جسمین خود رہتا ہو تو جائز نہین ہو چنانچہ امام اعظم سے بھی یہی مروی ہو یہ ذخیرہ و محیط مین ہو۔ اگر کوئی گھر اپنے نابالغ بیٹے کو ہبہ کیا پھر اُس گھر کے عوض دوسرا گھر خریدا تو دوسرا نابالغ کا ہو گا یہ ملتقط مین ہو۔ ایک شخص نے اپنے نابالغ بیٹے کو ایک دار صدقہ دیا حالانکہ باپ اُسمین رہتا ہو تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک جائز ہو اور اسی پر فتوی ہو یہ سراجیہ مین ہو۔ اور حسن بن زیاد نے امام اعظم رح سے روایت کی ہو کہ اگر ایک شخص نے اپنے نابالغ بیٹے کو ایک گھر صدقہ دیا حالانکہ باپ کا اسباب اُسمین رکھا ہو یا کوئی شخص دوسرا اسمین بلا کرایہ رہتا ہو تو صدقہ جائز ہو اور اگر کوئی شخص کرایہ پر رہتا ہو تو صدقہ نہین جائز ہو۔ اور بعض نے فرمایا کہ صدقہ کی صورت مین اگر اُسمین کوئی شخص کرایہ پر یا بلا کرایہ رہتا ہو تو امام اعظم رح سے جو روایت آئی ہو وہ موافق اس صورت کے ہو کہ جب صدقہ کی صورت مین وہ خود اُس گھر مین رہتا ہو یا اُسکا اسباب ہو

یعنی ان دونون صورتونمین روایت موافق ہو اور ہبہ کی صورت مین مخالف ہو کیونکہ امام اعظم رح سے مروی ہو کہ اگر واہب خود اُس دار مین رہتا ہو یا اُسکا اسباب رکھا ہو تو ہبہ جائز نہین ہو۔ اور جسطرح ہبہ مین قبضہ کی ضرورت ہو ویسے ہی صدقہ مین قبضہ کی ضرورت ہو پس ان دونون مسئلون مین امام اعظم سے دو دو روایتین ہوگئین یہ محیط و ذخیرہ مین ہو۔ اگر ایسی زمین جسمین کھیتی ہو اپنے نابالغ بیٹے کو صدقہ دی پس اگر کھیتی اُسکی ہو تو جائز ہو اور اگر کسی غیر شخص کی اجارہ پر ہو تو جائز نہین ہو یہ وجیز کردری مین ہو۔ صاحب کتاب الاحکام نے بیان کیا کہ امام ظہیر الدین کو لکھا گیا کہ ایک شخص نے اپنی زمین اور اپنے پاس سے بیج دیکر مزارعت پر کسی کاشتکار کو دی اور وہ اُسکے پاس ہو پھر زمین کے مالک نے وہ زمین مع اپنے حصہ زراعت کے اپنے نابالغ بیٹے کو ہبہ کردی پس آیا یہ صحیح ہو یا نہین اور کاشتکار کے ہبہ پر راضی ہونے یا راضی نہونے دونون صورتون مین کچھ فرق ہوگا یا نہوگا تو امام ظہیر الدین نے جواب مین لکھا کہ ہبہ جائز نہین ہو کذا فی فتاوی ابی الفتح محمد بن محمود بن الحسین الاستروشنی ایک شخص نے اپنے نابالغ لڑکے سے کہا کہ اس زمین مین تصرف کر اُسنے اُسمین تصرف شروع کیا تو اُسکی ملک نہوجائیگی یہ قنیہ مین ہو۔ اگر اپنے بیٹے کو کوئی شی ہبہ کی اور شریک کو لکھدیا تو جب تک بیٹا اُسپر قبضہ نہ کرے مالک نہوگا۔ اور اگر اپنے بیٹے کو کچھ مال دیا اُس نے اسمین تصرف کیا تو وہ باپ ہی کا رہیگا لیکن اگر کوئی امر تملیک پر دلالت کرنے والا پایا جاوے تو البتہ بیٹے کا ہو سکتا ہو یہ ملتقط مین ہو ایک شخص نے اپنے بیٹے کو کچھ مال اپنی صحت مین دیا کہ وہ اُسمین تصرف کرے اور وہ مال کثیر ہوگیا پھر باپ مرگیا پس اگر باپ نے اُسکو ہبہ کیا ہو تو سب اُسیکا ہوگا اور اگر اسواسطے دیا ہو کہ باپ کیواسطے تجارت کرے تو وہ میراث قرار دیا جائیگا یہ جواہر الفتاوی مین ہو۔ ایک شخص نے اپنے بیٹے یا شاگرد کو کپڑے بنا دیے پھر چاہا کہ یہ کپڑے دوسرے لڑکے یا دوسرے شاگرد کو دے تو اُسکو یہ اختیار نہین ہو لیکن اگر بنا دینے کے وقت کہا ہو کہ یہ عاریت مین تو دیسکتا ہو۔ یہ سراجیہ مین لکھا ہو۔ ایک شخص نے ایک کپڑا خریدا اور اُسکی کوئی چیز اپنے نابالغ لڑکے کیواسطے قطع کرائی تو یہ شخص بسبب قطع کرانے کے ہبہ کرنیوالا ہوگیا اور قبل سلانے کے اُسکا سپرد کردینے والا ہوا اور اگر وہ لڑکا بالغ ہو تو جب تک سلا کر سپرد نکرے تب تک سپرد کرنے والا قرار نہ دیا جائیگا۔ اور اگر یون کہا کہ مین نے یہ کپڑا اُسکے واسطے خریدا ہو تو اُسیکی ملک ہوگیا یہ قنیہ مین ہو۔ امام ابو القاسم نے فرمایا کہ اگر کسی عورت نے اُس بچہ کیواسطے جو اُسکے پیٹ مین ہو کوئی کپڑا تیار کیا اور پھر جنی پس اگر بچہ کو اُس کپڑے پر رکھا تو کپڑا اُس بچہ کی ملک قرار دیا جائیگا۔ اور فقیہ نے فرمایا ہو کہ میرے نزدیک جب تک وہ عورت یہ اقرار نہ کرے کہ مین نے یہ کپڑا اس بچہ کی ملک کردیا تب تک عورت ہی کا رہیگا آیا تو نہین دیکھتا ہو کہ اگر بچہ دس بارہ برس کا ہو اور وہ عورت ہر رات مین اُسکے واسطے بچھونا بچھاتی ہو اور جاڑے مین لحاف اُڑھاتی ہو تو یہ بستر اور اُڑھنا اُس بچہ کا نہوجائیگا جب تک کہ عورت یہ نہ کہے کہ یہ اُس بچہ کیواسطے ہو پس ایسا ہی اُس مقام پر بھی ہو اور اسکا حکم مثل بدن کے کپڑون کے نہیں ہے۔ اور اگر کسی نے اپنی دختر کو سامان جہیز اُسکی صغر سنی مین دیا یا حالت بلوغ مین دیا اور سپرد کردیا تو اُسیکا ہوگا بشرطیکہ اُس شخص نے اپنی صحت مین ایسا کیا ہو یہ ینابیع مین ہو۔ ایک عورت کا اپنے شوہر پر مہر ہو اُس نے یہ مہر اپنے لڑکے کو جو اُسی شوہر سے پیدا ہوا ہو ہبہ کیا تو صحیح یہ ہو کہ ایسا ہبہ صحیح

نہین ہو لیکن اگر ہبہ کرکے بیٹے کو اُسکے قبض و وصول کرنے پر مسلط کردے تو جائز ہو اور جب بیٹا اسپر قابض ہو تو
اُسکا مالک ہو جائیگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہو۔ موہوب لہ اگر قبضہ کرنیکی لیاقت رکھتا ہو تو قبضہ کا حق
اسی کو حاصل ہوگا اور اگر وہ شخص نابالغ یا مجنون ہو تو قبضہ کا حق اُسکے ولی کو ہوگا اور اسکا ولی باپ ہوتا ہو
یا باپ کا وصی پھر دادا پھر اسکا وصی پھر قاضی یا جسکو قاضی مقرر کردے خواہ صغیر ان مین سے کسی کی عیال
مین ہو یا نہو یہ شرح طحاوی مین ہو اگر باپ اور اسکا وصی اور حقیقی دادا اور اُسکا وصی غائب ہو اور غیبت
منقطعہ ہو تو جن لوگون کو اُنکے بعد ولایت حاصل ہو اُنکا قبضہ کرنا جائز ہوگا یہ خلاصہ مین ہو۔ اور سوائے
باپ و دادا کے باقی اہل قرابت مثل بھائی و چچا و ماں وغیرہ کے استحساناً ہبہ پر قبضہ کرلینے کا اختیار
رکھتے ہین بشرطیکہ نابالغ موہوب لہ اُنکے عیال مین ہو۔ اسی طرح اُن لوگون کے وصی کو بھی استحساناً ہبہ پر قبضہ
کا اختیار ہو بشرطیکہ صغیر اُسکے عیال مین ہو اسی طرح اگر کوئی اجنبی ہو اور نابالغ اُسکے عیال مین ہو اور اُس
اجنبی کے سوائے نابالغ کا کوئی نہو تو استحساناً اسکا قبضہ بھی جائز ہو۔ اور ان سب مسائل مین خواہ نابالغ سمجھ
سمجھتا ہو یا سمجھتا نہو یکسان حکم ہو کچھ فرق نہین ہو۔ اور یہ سب اُس صورت مین ہو کہ باپ مرگیا ہو یا غائب ہو اور
اُسکی غیبت منقطعہ ہو اور اگر باپ زندہ حاضر ہو اور نابالغ اُن لوگون مین سے کسی کی عیال مین ہو تو اس صورت
کو صریح ذکر نہین کیا کہ اُس صورت مین ان لوگونکا قبضہ جائز ہو یا نہین ولیکن اجنبی کی صورت مین یون ذکر
کیا کہ اگر اُسکے عیال مین نابالغ ہو اور نابالغ کا کوئی شخص اُسکے سوائے نہین ہو تو اُسکا قبضہ جائز ہو
پس اس قید لگانے سے یعنی نابالغ کا اُسکے سوائے کوئی نہو یہ نکلتا ہو کہ باپ کے حاضر ہونے کی صورت مین
اُن لوگونکا قبضہ درست نہونا چاہئے اور دادا کی صورت مین بھی ذکر کیا کہ اگر باپ زندہ اور حاضر ہو تو دادا کا قبضہ
جائز نہین ہو اور کوئی تفصیل اس امر کی بیان نہ کی کہ اگر نابالغ دادا کے عیال مین ہو تو کیا حکم ہو اور اگر نہو تو کیا
حکم ہو بلکہ علی الاطلاق یہی حکم دیا تو ظاہر الاطلاق اس امر کا مقتضی ہو کہ باپ کی حاضری مین حقیقی دادا کا
قبضہ درست نہو یہ ذخیرہ مین ہو۔ اور اگر نابالغ چچا کی گود مین اور اُسکے عیال مین ہو اور اسکو کوئی شی ہبہ
کی گئی اور چچا نے اُسپر قبضہ کیا حالانکہ باپ کا وصی حاضر ہو تو بعض نے فرمایا کہ نہین جائز ہو۔ اور اگر بھائی یا
چچا یا ماں نے قبضہ کیا حالانکہ نابالغ کسی اجنبی کے عیال مین ہو تو جائز نہین ہو اور اگر اس اجنبی نے
جسکے عیال مین وہ نابالغ ہو قبضہ کیا تو جائز ہو یہ فتاوی قاضی خان مین ہو۔ اور اگر ایسی صغیرہ عورت
نے جسکے مثل عورت سے جماع کیا جا سکتا ہو اور وہ شوہر کے عیال مین ہو خود قبضہ کیا یا اُسکے شوہر نے
قبضہ کیا تو جائز ہو۔ اور چونکہ زوجہ صغیرہ کیطرف سے شوہر کے قبضہ جائز ہونے کے واسطے یہ شرط لگائی کہ وہی
صغیرہ قابل جماع ہو اسواسطے ہمارے بعض اصحاب نے فرمایا کہ اگر وہ صغیرہ ایسی ہو کہ اس سے جماع نہین کیا جا سکتا
ہو تو اُسکی طرف سے شوہر کا قبضہ کرنا جائز نہوگا اور صحیح یہ ہو کہ اگر شوہر کے عیال مین ہو حالانکہ وہی صغیرہ قابل
جماع نہین ہو تو بھی اسکی طرف سے شوہر کا قبضہ کرنا جائز ہو۔ اور جب صغیرہ کے ساتھ اُسکے شوہر نے خلوت
نہین کی ہو اُسکے شوہر کا قبضہ نہین جائز ہو بلکہ اس صغیرہ کا ولی قبضہ کریگا یہ ذخیرہ مین ہو اور اگر نابالغہ
عورت اپنے دادا یا بھائی یا چچا یا ماں کے عیال مین ہو اور اسکو کوئی چیز ہبہ کی گئی اور شوہر نے

اُسپر قبضہ کیا تو جائز ہو یہ تاتارخانیہ مین ہو اور اگر بالغہ ہو تو باپ یا شوہر کا قبضہ بدون اسکی اجازت کے جائز نہین ہو یہ جوہرۃ النیرہ مین ہو - اگر نابالغہ عورت کسی اجنبی کے عیال مین ہو کہ اُس نے اُسکے باپ کی اجازت سے اسکو اپنی عیال مین رکھا ہو اور باپ غائب ہو تو اُس اجنبی کا قبضہ ہبہ جائز ہو اُس نابالغہ کے بھائی کا قبضہ جائز نہین ہو یہ سراجیہ مین ہو - اگر نابالغ لڑکا اپنے دادا یا بھائی یا ماں یا چچا کے عیال مین ہو اور اسکو کوئی شی ہبہ کی گئی اور جسکے عیال مین نابالغ ہو اُس نے قبضہ کر لیا حالانکہ باپ حاضر ہو تو اسمین مشایخ نے اختلاف کیا ہو اور صحیح یہ ہو کہ جائز ہو کذا فی فتاوی قاضی خان اور اسی پر فتوی دیا جاتا ہو کذا فی الصغری اور اگر نابالغ نے خود قبضہ کر لیا اور وہ قبضہ کو سمجھتا ہو تو جائز ہو اگرچہ اُسکا باپ زندہ ہو کذا فی الوجیز للکردری اور یہی ہمارے علماء ثلثہ رح کا قول ہو کذا فی الذخیرہ اور اگر وہ لڑکا قبضہ کو نہ سمجھتا ہو تو نہین جائز ہو یہ سراج الوہاج مین لکھا ہو - لڑکا اگر ہبہ قبول کرے تو صحیح ہو بشرطیکہ اس ہبہ مین سراسر اُس نابالغ کا نفع ہو اور اگر اُسمین کچھ ضرر ہو تو صحیح نہین ہو حتی کہ اگر کسی شخص نے کسی لڑکے کو ایک اندھا غلام یا کسی دار کی مٹی ہبہ کی اور اُسنے قبول کی پس اگر یہ ہبہ اُس سے کسیقدر مول کو خرید لیا جاوے تو اسکا قبول کرنا صحیح ہو اور رد نہ کیا جائیگا اور اگر اس سے کسی داموں کو نہ خریدا جاوے اور نابالغ کو اس مٹی کے اُٹھواتے کی مزدوری اور غلام کا نفقہ دینا پڑے تو یہ ہبہ رد کرا دیا جائیگا - اور ہبہ کا رد کرنا ایسے لڑکے سے جو اپنی ذات سے تعبیر کر سکتا ہو صحیح ہو یہ ذخیرہ مین ہو - حاکم نے ذکر فرمایا ہو کہ اگر ایک شخص نے اپنا گھر اپنے دو لڑکون کو جنمین ایک بالغ اور دوسرا نابالغ ہو ہبہ کیا اور بالغ نے قبضہ کیا تو ہبہ باطل ہو اور یہی صحیح ہو کیونکہ نابالغ کا ہبہ وقت عقد ہبہ کے منعقد ہو گیا کیونکہ واہب یعنی باپ کا قبضہ اُسکے قبضہ کے قائم مقام ہو اور بالغ کا ہبہ اسکے قبول کرنیکا محتاج رہا پس نابالغ کا ہبہ پہلے ہی منعقد ہو گا پس شیوع پھیل گیا اور اُسکے صحیح ہونے کے واسطے حیلہ یہ ہو کہ پہلے وہ گھر بالغ کو سپرد کر دے پھر دونون کو ہبہ کر دے یہ وجیز کردری مین ہو - واضح ہو کہ ہر حیلہ جس سے آدمی حرام سے بچ جاوے یا حلال کی طرف توسل حاصل کرے تو وہ حیلہ اچھا ہو اور صغیرون کو صدقہ دینا مثل اجنبیون کے صدقہ دینے کے ہو یہ تمرتاشی مین ہو

ساتوان باب ہبہ مین عوض لینے کے بیان مین - واضح ہو کہ عوض ہبہ دو طرح کا ہوتا ہو ایک وہ کہ عقد ہبہ کے بعد عوض دیا گیا اور دوسرا وہ کہ عقد ہبہ مین شرط کیا گیا پس اول قسم مین دو طور سے گفتگو کیجاتی ہو اول یہ کہ ایسے عوض کے دینے کے جواز کی شرط اور عوض کے عوض ہو جانے مین اور دوم اُس تعویض کی ماہیت کے بیان مین پس اول کے واسطے تین شرطین ہین ایک یہ کہ عوض کو ہبہ کے مقابلہ مین رکھنا وہ اسطرح سے ہوگا کہ تعویض ایسے لفظ سے کیجاوے جو مقابلہ پر دلالت کرتا ہو مثلاً کہے کہ یہ تیرے ہبہ کا عوض ہو یا تیرے ہبہ کا بدل ہو یا تیرے ہبہ کی جگہ ہو یا نحلتک ہذا عن ہبتک یعنی بخشیدم این چیز ترا از ہبہ تو یا مین نے تجھے یہ چیز تیرے ہبہ کے بدلے صدقہ دی یا تیری مکافات کی یا مجازات کی یا اور ایسے ہی الفاظ جو اسکے قائم مقام ہون اور اگر یہ شرط نہ پائی گئی مثلاً کسی شخص زید نے عمرو کو کچھ ہبہ کیا پھر عمرو نے بھی زید کو کوئی چیز ہبہ کی اور ایسا لفظ نہ کہا جس سے معلوم ہو کہ یہ ہبہ اُسکے ہبہ کا عوض ہو تو دونون ہبہ قرار دیا جائیگا

اور ہر ایک کو اختیار ہوگا کہ اپنے ہبہ سے رجوع کر کے لے لے اور دوسری شرط یہ ہے کہ جو چیز عوض میں دیتا ہو وہ اسی عقد ہبہ کی مملوک نہو جسکا عوض دیتا ہے حتی کہ موہوب لہ نے اگر تھوڑی شے موہوب کو عوض دیا تو صحیح نہوگا اور نہ عوض ہوگا اور اگر شے موہوب اپنی حالت سے ایسا تغیر پا گئی ہو جسکے باعث سے واہب کا رجوع کرنا ممنوع ہوگیا ہو تو ایسی صورتمین اگر اُس شے مین سے کچھ عوض مین دے تو باقی سے عوض ہو جائیگی اور یہ حکم اسوقت ہے کہ ایک شے ہبہ کی ہو یا دو چیزین ایک ہی عقد ہبہ مین ہبہ کی ہون اور اگر دو چیزین دو عقدون مین ہبہ کی ہون اور موہوب لہ نے ایک کو دوسری کے عوض دیا تو اسمین اختلاف ہے اور امام اعظم رح اور امام محمد رح نے فرمایا کہ عوض ہو جائیگی اور اگر ایک شے ہبہ کی اور دوسری صدقہ دی اور موہوب لہ نے صدقہ کو ہبہ کے عوض دیا تو بالاجماع عوض ہو جائیگی اور تیسری شرط یہ ہے کہ عوض کی چیز واہب کو مسلم پہونچ جاوے اور اگر نہ پہونچی مثلاً اُسکے ہاتھ سے استحقاق مین لیگئی تو عوض نہوگی اور واہب کو رجوع کا اختیار ہوگا بشرطیکہ ہبہ کی چیز بعینہ قائم ہو ہلاک نہوئی ہو اور نہ اُسمین قیمت کی راہ سے کوئی بہتری ظاہر ہوئی ہو اور نہ کوئی ایسی شے اُسمین پیدا ہو گئی ہو جسکے باعث سے ہبہ سے رجوع کرنا ممنوع ہو گیا ہو۔ اور اگر وہ شے تلف ہو گئی ہو یا اُس نے تلف کر دی ہو تو ضمان نہین لے سکتا ہے جیسا کہ قبل تعویض کے ہلاک ہونے یا ہلاک کر دینے کا حکم ہے اور اسی طرح اگر موہوب مین قیمت کی راہ سے کچھ بہتری آگئی ہو تب بھی ضمان نہین لے سکتا ہے جیسا کہ عوض دینے سے پہلے تھا یہ بدائع مین لکھا ہے اور اگر کچھ عوض استحقاق مین لیا گیا تو باقی عوض پوری موہوب شے کا عوض ہوگا اور اگر چاہے تو اُسکو واپس کر دے اور اپنا ہبہ پورا واپس کرے بشرطیکہ موہوب بعینہ قائم ہو اُسکی ملک سے خارج نہوئی ہو اور نہ تن کی راہ سے اسمین کچھ زیادتی ہو یہ سراج الوہاج مین ہے اور موہوب کا صحیح سلامت ہونا تعویض کی شرط ہے حتی کہ اگر موہوب شے استحقاق مین لی گئی تو موہوب لہ کو اختیار ہوگا کہ اپنا عوض واپس کرے اور اگر نصف موہوب استحقاق مین لی گئی تو اُسکو نصف عوض واپس لینے کا اختیار ہوگا بشرطیکہ شے موہوب محتمل قسمت ہو خواہ عوض مین نرخ کی راہ سے زیادتی و کمی ہو گئی ہو یا بدن کی راہ سے زیادتی و کمی ہو گئی ہو یا نہوئی ہو پس نقصان کی صورت مین اُسکو اختیار ہوگا کہ نصف عوض مع نصف نقصان کے واپس کرے یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر اُسنے کہا کہ مین باقی ہبہ واپس کرتا ہون اور پورا عوض پھیر لونگا تو ایسا نہین ہو سکتا ہے اور اگر مستہلک ہو تو عوض پر قبضہ کرنے روز اُسقدر عوض کا ضامن ہوگا جسقدر موہوب لہ کو واپس کرنا واجب ہوا ہے یہ سراج الوہاج مین ہے۔ اور اگر تمام ہبہ استحقاق مین لے لیا گیا حالانکہ عوض کو اُس نے تلف کر دیا ہے تو پورے عوض کی قیمت کا ضامن ہوگا ایسا ہی کتاب الاصل مین بدون ذکر اختلاف کے مذکور ہے یہ بدائع مین ہے اور یہ حکم اسوقت ہے کہ موہوب یا عوض ایسی شے ہو کہ محتمل قسمت نہین ہے اور اُسمین سے تھوڑے مین استحقاق ثابت ہوا۔ اور اگر ایسی شے ہو کہ محتمل قسمت ہے اور دونون مین سے کسی مین سے کچھ استحقاق مین لیا تو عوض باطل ہو جائیگا بشرطیکہ وہی استحقاق مین لیا جاوے اسی طرح ہبہ باطل ہو جائیگا بشرطیکہ یہی استحقاق مین لے لیا گیا ہو اور جب عوض باطل ہو گیا تو ہبہ سے رجوع کر سکتا ہے اور جب ہبہ باطل ہو جاوے تو عوض واپس کر سکتا ہے یہ سراج الوہاج مین ہے۔ اور دوسری قسم جو عوض کی ماہیت کے بیان مین ہے اُسمین اسطور سے گفتگو ہے کہ جو عوض ہبہ کے پیچھے ہو تو وہ از سر نو ہبہ ہے اُسمین ہمارے اصحاب مین کچھ اختلاف نہین ہے پس جس شے سے ہبہ صحیح ہوتا ہے اُس سے

یہ بھی صحیح ہوتا ہو اور جس سے ہبہ باطل ہوتا ہو اس سے یہ بھی باطل ہوتا ہو کسی امر مین مخالفت نہین ہو مگر صرف رجوع مین کہ ہبہ کی صورت مین واہب کو رجوع کرنیکا حق حاصل ہوتا ہو اور اس صورت مین نہین حاصل ہوتا ہو اور اگر موہوب لہ نے موہوب مین کوئی کھلا ہوا عیب پایا تو اُسکو یہ اختیار نہوگا کہ واپس کر کے عوض کو واپس سے لے اسی طرح واہب کو بھی یہ اختیار نہوگا کہ اگر اُسنے عوض مین کچھ عیب پایا تو اسکو واپس کر کے ہبہ کو واپس لے پھر جب واہب نے عوض پر قبضہ کر لیا تو دونون مین سے کسی کو اختیار نہوگا کہ جس چیز کا اُسنے دوسرے کو مالک کر دیا ہو اُسکو واپس لے خواہ واہب کو موہوب لہ نے خود عوض دیا ہو یا اُسکے حکم سے یا بدون حکم کے کسی اجنبی نے عوض دیا ہو یہ بدائع مین ہو۔ اور جو شرطین ہبہ مین ہین وہی بعد ہبہ کے عوض مین ہین جیسے قبضہ و حیازت و افراز کذا فی خزانۃ المفتین اور یہ عوض ہبہ بمعنی معاوضہ ابتداءً و انتہاءً نہین ہوتا ہو پس قبضہ کو اسمین شفعہ کا حق ثابت نہوگا اور نہ موہوب لہ کو بسبب عیب کے واپس کرنے کا اختیار ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہو۔ اب بیان دوسری قسم عوض کا یعنے جو عوض کہ عقد ہبہ مین مشروط ہوا سطرح ہو کہ اگر ہبہ بشرط عوض ہو تو ابتداءً اسمین اسکے واسطے وہی شرطین چاہیے ہین جو ہبہ مین ہین حتی کہ ایسی غیر منقسم شے مین جو محتمل قسمت ہو صحیح نہوگا اور قبضہ سے پہلے ملک ثابت نہوگی اور دونون مین سے ہر ایک کو سپرد کرنے سے انکار کرنیکا اختیار رہوگا اور بعد باہمی قبضہ واقع ہونے کے اسکو بیع کا حکم ثابت ہوگا پس ہر ایک کو دونون مین سے یہ اختیار رہوگا کہ جو چیز اسکی واپس کرے اور شفعہ ثابت ہوگا اور دونون مین سے ہر ایک کو یہ اختیار رہوگا کہ اپنے مقبوضہ کو بسبب عیب کے واپس کر دے اور جس صدقہ مین عوض دینا شرط ہو وہ بمنزلہ ہبہ بشرط العوض کے ہو اور یہ جو مذکور ہوا بدلیل استحسان ہو اور قیاس چاہتا ہو کہ ہبہ بشرط العوض ابتداءً و انتہاءً دونون راہ سے بیع ہو کذا فی فتاوی قاضی خان۔ ایک گھر دو شخصون کو بشرط ہزار درم عوض لینے کے ہبہ کیا تو بعد باہمی قبضہ کے اس ہبہ کا انقلاب بیع جائز کی جانب ہوگا یعنی ہبہ منقلب ہو کر بیع جائز ہو جائیگا یہ قنیہ مین لکھا ہو۔ اگر تمام ہبہ کی طرف سے عوض دیا خواہ عوض قلیل ہو یا کثیر ہو تو ہبہ سے رجوع کر لینا ممنوع ہو جاتا ہو اور اگر کچھ ہبہ کی طرف سے عوض دیا تو واہب کو اختیار ہوگا کہ جسقدر کا عوض اُس نے نہین لیا ہو اسمین ہبہ سے رجوع کرے اور جسکا عوض لے لیا ہو اُسقدر مین ہبہ سے رجوع نہین کر سکتا ہو یہ شرح طحاوی مین لکھا ہو۔ اگر واہب کو موہوب لہ نے صدقہ یا نحلہ یا عمرہ دیا اور کہا کہ یہ تیرے ہبہ کا عوض ہو تو جائز ہو یہ فتاوی صغری مین ہو۔ اور اگر کسی اجنبی نے واہب کو عوض دیدیا تو جائز ہو خواہ موہوب لہ کے حکم سے ہو یا بلا حکم اور اس اجنبی کو یہ اختیار نہوگا کہ جسقدر اُس نے عوض دیا ہو وہ موہوب لہ سے واپس لے خواہ اُسکے حکم سے دیا ہو یا بلا حکم دیا ہو ولیکن اگر موہوب لہ نے اُس سے یون کہا ہو کہ تو فلان شخص کو میری طرف سے اس شرط سے عوض دیدے کہ مین ضامن ہون تو واپس لے سکتا ہو اور یہ صورت ایسی ہو کہ اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ فلان شخص کو یہ غلام اپنا ہبہ کر دے میری طرف سے تو مامور اُس سے واپس نہین لے سکتا ہو لیکن اگر حکم دینے والا اسکے ساتھ یون بھی کہے کہ بشرطیکہ مین ضامن ہون تو واپس لے سکتا ہو یہ فتاوی قاضیخان مین ہو۔ اور اصل اس جنس کے مسائل مین یہ ہو کہ جو حق ایسا ہو کہ حبس یعنی قید و ملازمہ کے ساتھ آدمی سے اسکا مطالبہ کیا جاتا ہو اگر ایسے حق کے ادا کر دینے کا حکم دے تو بدون ضمان کی شرط لگانے کے حکم دینے والے سے واپس لے سکتا ہو اور جو حق ایسا نہو اگر

اُسکے ادا کر دینے کا حکم دے تو مامور کو بدون اشتراط ضمان کے واپس لینے کا اختیار حاصل نہوگا یہ تبیین مین ہے اور اگر کسی کو کچھ ہبہ کیا اور اُسنے بدون شرط کے اسکا عوض دیدیا اور واہب نے قبضہ کر لیا پھر وہ عوض استحقاق مین لے لیا گیا تو واہب کو رجوع کر لینے کا اختیار ہے بشرطیکہ وہ ہبہ ملک موہوب لہ مین قائم ہو اور اُسمین زیادتی نہوئی ہو اور نہ کوئی ایسا امر جو رجوع کا مانع ہوتا ہے پیدا ہوا ہو یہ سراج الوہاج مین ہے اور اگر عوض استحقاق مین لیلیا گیا حالانکہ ہبہ مین زیادتی پیدا ہو گئی ہے تو رجوع نہین کر سکتا ہے یہ خلاصہ مین ہے اور اگر ہبہ تلف ہو گیا یا موہوب لہ نے تلف کر دیا ہو تو بالاجماع واہب اُس سے ضمان نہین لے سکتا ہے یہ سراج الوہاج مین ہے۔ اور اگر کسی شخص کو ہزار درم ہبہ کئے اور موہوب لہ نے اُنھین درمون مین سے ایکدرم واہب کو عوض دیا تو ہمارے نزدیک یہ عوض نہوگا اور واہب کو اپنے ہبہ سے رجوع کرنیکا اختیار ہوگا اسی طرح اگر ہبہ مین کوئی دار دیا ہو اور موہوب لہ نے اُسمین سے کوئی بیت عوض دیا تو بھی عوض نہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ فتاوی عتابیہ مین ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنا گھر بشرط عوض ہبہ کیا اور اُسکے عوض کی قیمت ایک ہزار درم ہے پھر موہوب لہ نے ثمن یعنی مشروط دینے سے پہلے اُسکو ہزار درم کو فروخت کیا تو شفیع اُسکو دو ہزار کو لیگا اور موہوب لہ اپنے واہب کو مشروط چیز یا اُسکی قیمت دیگا اور اگر مشروط چیز واہب کو دینے کے بعد شفیع حاضر ہوا تو وہ گھر بعوض مشروط کے شفیع مین لیگا یہ تاتارخانیہ مین ہے اگر ایک شخص نے ایک کپڑا اور پانچ درم ہبہ کیے اور سب موہوب لہ کو سپرد کر دیے پھر اُسنے کپڑا یا درم عوض مین دیے تو استحساناً ہمارے نزدیک یہ عوض نہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔ اور اگر گیہون ہبہ کیے اور موہوب لہ نے اُنھین سے کچھ گیہون پیسا کر اُنھین کا آٹا عوض مین دیا ہو تو یہ عوض ہوگا اسیطرح اگر چند کپڑے ہبہ کیے اور موہوب لہ نے کوئی کپڑا ان کپڑون مین سے عصفر سے رنگایا یا اُسکی قمیص سلوا کر واہب کو عوض مین دی تو عوض ہوگی اسیطرح اگر ستو ہبہ کیے اور موہوب لہ نے مسکہ وغیرہ مین لتھ کرکے یہی ستو تھوڑے سے عوض دیے تو عوض ہونگے یہ ذخیرہ مین ہے۔ اگر کسی نصرانی نے ایک مسلمان کو کچھ ہبہ دیا اور مسلمان نے اُسکو شراب یا سور عوض دی تو عوض نہوگا اور نصرانی کو اپنے ہبہ سے رجوع کرنیکا اختیار ہوگا اسیطرح اگر کسی شخص نے اپنے واہب کو پوست کشیدہ بکری عوض دی پھر معلوم ہوا کہ یہ مردار تھی تو عوض نہوگی اور واہب کو رجوع کا اختیار رہیگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔ اگر زید نے عمرو کا کپڑا خالد کو ہبہ کیا اور سپرد کر دیا اور عمرو نے ہبہ کی اجازت دیدی تو ہبہ اُسکے مال سے جائز ہوا اور اُسکو اختیار رہا کہ جب تک خالد نے اُسکو عوض ندیا یا اُسکا ذی رحم محرم نہو تب تک اپنے ہبہ سے رجوع کرے اور اگر خالد نے زید کو عوض دیدیا ہو یا دونون مین قرابت نہو تو یہ امر عمرو کے ہبہ سے رجوع کر لینے کا مانع نہین ہو سکتا ہے یہ مبسوط مین ہے۔ ایک غلام ماذون التجارۃ نے کسی کو ہبہ کیا اور موہوب لہ نے اُسکو عوض دیدیا تو ہر ایک کو دونون مین سے یہ اختیار ہے کہ اپنی چیز واپس کرے اور ہبہ باطل ہے اسی طرح اگر نابالغ کے والد نے اگر نابالغ کے مال مین سے کچھ ہبہ کیا اور موہوب لہ نے عوض دیدیا تو بھی یہی حکم ہے یہ محیط مین ہے۔ اگر نابالغ نے اپنا مال کسی کو ہبہ کیا اور اُسنے ہبہ کا عوض نابالغ کو دیدیا تو صحیح نہین ہے کیونکہ اُسنے ہبہ باطل کا عوض دیا ہے یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔ اور اگر نابالغ کو کوئی چیز ہبہ کی گئی اور باپ نے نابالغ کے مال سے اُسکا عوض دیا تو تعویض جائز نہین ہے اگرچہ یہ ہبہ بشرط عوض ہو یہ جوہرۃ النیرہ مین ہے۔ اور اگر ایک شخص نے دو باندیان کسی شخص کو ہبہ

کردین پھر موہوب لہ کے پاس ایک باندی کے بچہ پیدا ہوا اُسنے بچہ کو دونون کی طرف سے عوض مین دیا تو
واہب کو دونون باندیان ہبہ سے رجوع کرنے و واپس لینے کا اختیار نہ رہیگا یہ سراج الوہاج مین ہی۔
ایک مریض نے ہزار درم قیمت کا ایک غلام ایک صحیح آدمی کو ہبہ کیا حالانکہ اُسکے سواے اُسکا کچھ مال
نہین ہی اور صحیح نے اُسکو ہبہ کا عوض دیا اور مریض نے قبضہ کرلیا پھر مریض مرگیا حالانکہ عوض اُسکے پاس موجود ہی
پس اگر یہ عوض اُس غلام کی دو تہائی قیمت کے برابر یا زیادہ ہو تو ہبہ تمام رہا اور اگر عوض کی قیمت ہبہ کی نصف
ہو تو واہب کے وارث لوگ چھٹا حصہ ہبہ کا واپس لینگے اور اگر عوض دینا اصل ہبہ مین شرط ہو تو موہوب لہ کو
اختیار ہوگا چاہے تمام ہبہ واپس کرکے اپنا عوض پھیر لے یا ہبہ کا چھٹا حصہ واپس دے اور باقی رہنے دے کذا فی المبسوط

آٹھوان باب ہبہ کرنے مین شرط لگانے کے بیان مین۔ بقالی مین امام ابو یوسف رح سے روایت ہی
کہ اگر زید نے عمرو سے کہا کہ یہ مال مین تیرا ہی اگر تو چاہے اور اسکو دیدیا اُس نے کہا کہ مین نے چاہا تو جائز ہوا اور
امام محمد رح سے روایت ہی کہ جسوقت خرما کی گود ظاہر ہوئی تو مالک نے دوسرے سے کہا کہ یہ تیری
ہین اگر پک جاوین یا کہا کہ جب کل کا روز آوے تو ہبہ ناجائز ہی بخلاف[ف] گھر مین داخل ہونے کی شرط لگانے کے
کہ اسمین یہ حکم نہین ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اگر غلام یا کوئی چیز اس شرط پر ہبہ کی کہ موہوب لہ کو تین روز تک خیار رہے
تو اگر اس نے قبل فراق کے اجازت دیدی تو جائز ہی اور اگر اجازت ندی یہانتک کہ دونون جدا ہوگئے تو جائز
نہین ہی۔ اور اگر اس شرط سے ہبہ کی کہ واہب کو تین روز تک خیار رہے تو ہبہ صحیح ہی اور شرط باطل ہی کیونکہ ہبہ
ایک عقد غیر لازم ہی پس اسمین شرط خیار صحیح نہوگی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ ایک شخص کے دوسرے
پر ہزار درم ہین اُسنے کہا کہ جب کل کا روز آوے تو وہ ہزار درم تیرے ہین یا کہا کہ تو اُنسے بری ہی یا کہا کہ جسوقت
تو نے نصف مال ادا کیا تو باقی نصف سے بری ہی یا باقی نصف تیرا ہی تو یہ سب باطل ہی کذا فی الجامع الصغیر
فتاوی عتابیہ مین ہی کہ اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ مین نے تجھے بری کیا بشرطیکہ تو اپنے غلام کو آزاد کردے
یا کہا کہ تو بری ہی بشرطیکہ تو بسبب میرے تجھکو بری کرنے کے اپنے غلام کو آزاد کردے اُسنے کہا کہ مین نے
قبول کیا یا غلام کو آزاد کردیا تو قرضہ سے بری ہو جائیگا یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ فتاوی ابو اللیث رح مین ہی کہ شیخ ابو نصر رح
سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ مین نے تجھے اُس حق سے جو میرا تجھپر آتا ہی بری کیا بشرطیکہ
مجھے خیار ہی تو شیخ رح نے فرمایا کہ برات جائز ہی اور خیار باطل ہی آیا تو نہین دیکھتا ہی کہ اگر اُسکو کوئی چیز بشرط
خیار ہبہ کی تو ہبہ جائز اور خیار باطل ہوگا پس برات مین خیار باطل ہونا بدرجہ اولی ثابت ہوگا یہ محیط
مین ہی۔ منتقی مین امام محمد رح سے بروایت ابن سماعہ مذکور ہی کہ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ مین نے
تجھے یہ باندی ہبہ کی بشرطیکہ تو مجھے ہزار درم عوض دے اور وہ باندی اسکو دیدی اُسنے باندی سے وطی کی
اور بچہ پیدا ہوا تو امام محمد رح نے فرمایا کہ موہوب لہ کو حکم دونگا کہ واہب کو جو عوض شرط کیا ہی وہ عوض مشروط دے یا
قیمت دے یہ ذخیرہ مین ہی ہمارے سب اصحاب نے فرمایا کہ اگر کچھ ہبہ کیا اور ہبہ مین کوئی شرط فاسد لگائی تو ہبہ جائز ہوگا اور شرط باطل
ہوگی مثلاً ایک شخص نے دوسرے کو ایک باندی ہبہ کی اور شرط لگائی کہ اسکو فروخت نکرے یا اسکو ام ولد بناوے یا فلان
شخص کے ہاتھ فروخت کردے یا ایک مہینے کے بعد مجھے واپس کردے تو ہبہ جائز ہی اور یہ سب شرطین باطل ہین یہ سراج الوہاج مین ہی

[ف] یعنی بخلاف اسکے کہ کہا کہ اگر تو گھر مین داخل ہوا یا مین داخل ہوں یا فلان شخص آوے تو یہ تیرے ہین [illegible]

اگر کسی شخص کو ایک باندی اس شرط سے ہبہ کی کہ مجھے اسکو واپس کردے یا اسکو آزاد کردے یا اسکو ام ولد بنادے یا کوئی گھر اسکو اس شرط سے صدقہ مین دیا کہ اسمین سے کچھ مجھے واپس دے یا کچھ اسمین سے مجھے عوض دے تو ہبہ جائز اور شرط باطل ہے یہ کافی و تبیین مین ہے- اور اصل اسمین یہ ہے کہ جو عقد ایسا ہو کہ اسمین قبضہ شرط ہو تو اسکو کوئی شرط فاسد نہین کرتی ہے جیسے ہبہ و رہن وغیرہ یہ سراج الوہاج مین ہے- اور وہ تمام عقود جنکی تعلیق کسی شرط کے ساتھ صحیح نہین ہے اور فاسد شرطین لگانے سے باطل ہو جاتے ہین تیرہ عقد ہین- بیع اور قسمت اور اجارہ اور رجعت اور مال سے صلح کرنا اور قرضہ سے بری کرنا اور ماذون کو مجبور کرنا اور وکیل کو معزول کرنا موافق روایت شرح طحاوی کے اور ایجاب عتاق کو شرط پر معلق کرنا اور عقد مزارعت اور عقد معاملت اور اقرار اور موافق ایک روایت کے وقف ہے اور جو عقود ایسے ہین کہ شروط فاسدہ سے باطل نہین ہوتے ہین وہ چھبیس ہین طلاق اور خلع بمال یا بغیر مال اور رہن و قرض و ہبہ و صدقہ و وصایہ و وصیت و شرکت و مضاربت و قضا و امارت اور امام محمد رح کے نزدیک تحکیم- اور کفالت و حوالہ و اقالہ و نسب اور غلام کو تجارت کی اجازت دینا اور دعوت ولد اور صلح کرنا خون عمد سے اور ایسی برأت سے جسمین فی الحال یا میعادی طور سے قصاص لازم آتا ہے اور جنایت غصب اور ودیعت اور عاریت جبکہ اسمین کوئی شخص ضامن ہو اور کفالت یا حوالہ کی شرط لگائی جاوے اور عقد ذمہ اور رد بالعیب کو شرط پر معلق کرنا اور رد بخیار شرط کو شرط پر معلق کرنا اور قاضی کو معزول کرنا- اور واضح ہو کہ نکاح کو شرط پر معلق کرنا یا کسی چیز کی جانب مضاف کرنا صحیح نہین ہے ولیکن شرط باطل ہو جائیگی اور نکاح صحیح رہیگا وہ شرط لگانے سے باطل نہوگا اسی طرح غلام ماذون کو مجبور کرنا اور ہبہ و صدقہ اور مکاتب کرنا خواہ بشرط متعارف ہو یا بشرط غیر متعارف ہو صحیح رہتا ہے اور شرط باطل ہو جاتی ہے- اور جن عقدون کا زمانہ مستقبل کی طرف نسبت کرنا صحیح ہے وہ چودہ ہین اجارہ و فسخ اجارہ اور مزارعت یعنی کھیت بٹائی پر کاشت کے لیے دینا اور معاملت یعنی درختون کو بٹائی پر دینا اور مضاربت و وکالت و کفالت و ایصا و وصیت و قضا و امارت یعنی امیر مقرر کرنا و طلاق و عتاق اور وقف- اور جو عقد ایسے ہین کہ انکا زمانہ مستقبل کی طرف نسبت کرنا صحیح نہین ہے وہ نو ہین بیع کی اجازت اور بیع کا فسخ اور عقد قسمت اور شرکت اور ہبہ اور نکاح اور رجعت اور مال سے صلح اور قرضہ سے ابرا یہ فصول استروشنیہ مین ہے- ایک شخص نے دوسرے کو ایک زمین اس شرط سے تعلیقاً ہبہ کی کہ جو اسمین سے از قسم زرع پیدا ہو اسکو موہوب لہ واہب کو نفقہ مین دے تو ابو القاسم صفار رحمہ نے فرمایا کہ اگر اس زمین مین تاک انگور یا درخت ہون تو ہبہ جائز اور شرط باطل ہے اور اگر وہ زمین قراح ہو تو ہبہ فاسد ہے یہ فتاوی قاضیخان مین ہے- اگر شے موہوب کوئی انگور کا باغ ہو اور شرط معلق لگائی کہ اسکے پھل سے مجھے نفقہ دے تو ہبہ صحیح اور شرط باطل ہے یہ محیط سرخسی مین ہے اور اسبیجابی مین لکھا ہے کہ اگر کسی شخص نے دوسرے کو کوئی چیز ہبہ کی یا صدقہ اور یہ شرط معلق لگائی کہ اسمین سے تہائی یا چوتھائی یا کچھ مجھے واپس دے یا اسمین کی تہائی یا چوتھائی یا کچھ مجھے عوض مین دے تو ہبہ جائز ہے اور واپسی یا عوض مین کچھ نہ دیگا یہ تاتارخانیہ مین ہے- اور منتقی مین ہے کہ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ مین نے دہ ہزار درم جو میرے تجھپر ہین تجھے صدقہ دیے بشرطیکہ تو مجھپر یعنی میرے ہوتے کوئی باندی نہ بٹھاوے یا کہا کہ دوسرا نکاح نکرے اور اسنے قبول کیا پھر باندی بٹھلائی یا نکاح کیا تو ہزار درم واپس نہین لے سکتی ہے یہ محیط مین ہے ایک عورت نے

اپنے شوہر کو اپنا مہر اس شرط سے ہبہ کیا کہ شوہر کی ہر جورو کا امر اسکے اختیار مین دے اور شوہر نے قبول نہ کیا تو مختار یہ ہو کہ مدیون شخص کے بلا قبول کرنے کے ہبہ صحیح ہوتا ہو پس اگر اُسنے قبول کیا کہ جورو کا امر اسکے اختیار مین دے تو ابراء دین پورا ہو جائیگا اور اگر ایسا نہ کیا تو مختار یہ ہو کہ مہر عود کریگا اسیطرح اگر اس شرط سے ابراء کیا کہ اس عورت کو نہ مارے اور نہ ہجو کرے یا اسکو اسقدر چیز ہبہ کرے تو بھی یہی حکم ہو اور اگر یہ امر ہبہ مین شرط نہو تو مہر عود نکریگا یہ وجیز کردری و خلاصہ مین ہو۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ مین نے اپنا مہر جو تجھپر ہو چھوڑ دیا بشرطیکہ تو میرا امر میرے اختیار مین دے یعنی چاہون اپنے تئین طلاق دیدون تو اس عورت کا مہر بحالہ رہیگا جب تک کہ آپ کو طلاق نہ دے کیونکہ اُس نے اپنے مہر کو اُسکا کام اُسکے اختیار مین دینے کے عوض مین کر دیا ہو اور یہ عوض ہونیکی صلاحیت نہین رکھتا ہو یہ مضمرات مین ہو ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ اگر تو مجھپر ظلم نکرے تو مین نے اپنا مہر تجھے ہبہ کیا اور شوہر نے قبول کیا پھر اُسکے بعد اُسپر ظلم کیا تو فقیہ ابو بکر اسکاف اور ابو القاسم صفار نے فرمایا کہ یہ ہبہ فاسد ہو کیونکہ یہ ہبہ کا شرط پر معلق کرنا ہو بخلاف اسکے اگر یون کہا کہ مین نے اپنا مہر تجھے ہبہ کیا بشرطیکہ تو مجھپر ظلم نکرے اور شوہر نے قبول کیا تو ہبہ صحیح ہو کیونکہ یہ قول ہبہ کا قبول پر معلق کرنا ہو پس جب اُسنے قبول کیا تو ہبہ تام ہو گیا اور پھر مہر عود نہ کریگا اور بعض نے فرمایا کہ اگر شوہر نے اُسپر ظلم کیا تو اسکا مہر بحالہ رہے گا اور فتوی اسی قول پر ہو۔ اور اگر شوہر نے شرط قبول کرنے کے بعد اُس عورت کو مارا پس اگر ناحق مارا تو مہر عود کریگا اور اگر ادب دینے کے واسطے مارا کہ جبکی وہ عورت مستحق تھی یعنی ایسے ادب دینے کے لائق تھی تو مہر عود نہ کریگا یہ فتاوی قاضیخان وظہیریہ مین ہو۔ امام ابو بکر سے دریافت کیا گیا کہ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ میرے رخصت کر لیجانے کے وقت تو ولیمہ کر دینا اور جو کچھ تیرا خرچ ہو وہ میرے مہر مین سے کم کر دینا تو امام ابو بکر نے فرمایا کہ جسطرح عورت نے کہا ویسا ہی ہو گا یعنی یہ امر جائز ہو کذا فی الحاوی۔ اگر کسی عورت کے شوہر نے اُس سے کہا کہ تو مجھے اپنے مہر سے بری کر دے تاکہ مین تجھے اسقدر ہبہ کرون پس عورت نے بری کر دیا پھر شوہر نے ہبہ کر دینے سے انکار کیا تو شیخ نصیر رحمہ نے فرمایا کہ مہر پھر عود کریگا جیسا کہ پہلے تھا **قال المترجم** شاید شیخ رحمہ نے قوله تاکہ مین تجھے الخ بمنزلہ غایت کلام اور شرط کے قرار دیا ہو ورنہ نوع تامل ہو واللہ اعلم۔ اور کتاب الحج مین مذکور ہو کہ ایک عورت نے اپنے شوہر کو جو اسکا مہر شوہر پر آتا تھا چھوڑ دیا بشرطیکہ شوہر اسکے طرف سے حج کر دے پھر شوہر نے حج نہ کیا تو محمد بن مقاتل نے فرمایا کہ مہر جیسا تھا ویسا ہی عود کریگا اور صدر الشہید نے اپنے واقعات مین لکھا ہو کہ جسطرح شیخ نصیر و محمد بن مقاتل نے فرمایا ہو کہ مہر عود کریگا یہی حکم فتوے کے واسطے مختار ہو یہ مضمرات مین ہو۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تو اکثر میرے پاس سے غائب رہتا ہو پس اگر تو میرے ساتھ رہے اور غائب نہو تو مین نے تجھے وہ دیوار جو فلان مکان مین ہو ہبہ کی پھر شوہر اسکا ایک زمانہ تک اُسکے ساتھ رہا پھر اُسکو طلاق دیدی تو مسئلہ کی پانچ صورتین ہین پہلی صورت یہ ہو کہ اگر یہ امر عورت کی طرف سے وعدہ ہو فی الحال ہبہ نہو تو اس صورت مین وہ دیوار شوہر کی نہوگی اور دوسری صورت یہ ہو کہ اگر عورت نے اسکو ہبہ کی اور سپرد کر دی اور شوہر نے اُسکے ساتھ رہنے کا اُس سے وعدہ کیا تو اس صورت مین وہ دیوار شوہر کی ہوگی اور سپرد نہ کی ہو تو نہوگی اور تیسری صورت یہ ہو کہ اگر اس شرط سے ہبہ کی کہ شوہر اُسکے ساتھ رہے اور سپرد کر دی اور شوہر نے قبول کیا تو اس صورت مین وہ دیوار شوہر کی ہوگی

ویسا ہی شیخ ابوالقاسم رحمہ نے ذکر کیا ہو اور موافق قول شیخ نصیر و محمد رح بن مقاتل کے شوہر کی نہو گی اور یہی مختار ہو
اور چوتھی صورت یہ ہو کہ یون کہا کہ مین نے تجھے یہ دیوار ہبہ کی اگر تو میرے ساتھ رہے تو اس صورت مین دیوار
شوہر کی نہوگی اور پانچوین یہ صورت ہو کہ عورت نے شوہر سے اس امر پر کہ اُسکے ساتھ رہے صلح کی اس شرط سے
کہ دیوار ہبہ ہو تو اس صورت مین وہ دیوار شوہر کی نہوگی یہ مضمرات مین لکھا ہو۔ ایک عورت نے اپنے شوہر
کو اپنا مہر ہبہ کیا تاکہ سال مین دوبار اُسکے کپڑے بنوا دے اور شوہر نے اُسکو قبول کیا پھر دو برس گذر گئے اور
اُس نے کپڑے نہ بنوا دیے تو امام ابوبکر محمد رح بن الفضل نے فرمایا کہ اگر یہ امر ہبہ مین شرط تھا تو اُسکا مہر شوہر پر
بحالہ رہیگا اور اگر شرط نہ تھا تو ساقط ہو جائیگا اور پھر عود نہ کریگا اسی طرح اگر اپنا مہر اس شرط سے ہبہ کیا کہ اس
عورت پر احسان کرے اور اُس نے احسان نہ کیا تو ہبہ باطل ہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہو۔ ایک عورت
نے اپنے شوہر سے کہا کہ کابین ترا بخشیدم جنگ از من بدار یعنی مہر مین نے تجھے بخشا تو اپنا ہاتھ مجھ سے دور
رکھ پس اگر شوہر نے اُسکو طلاق نہ دی تو مہر سے بری نہوگا یہ ظہیریہ مین ہو۔ ایک عورت نے اپنا مہر اپنے
شوہر کو ہبہ کیا بشرطیکہ اسکو اپنے پاس رکھے اور طلاق نہ دے اور شوہر نے اُسکو قبول کیا تو امام ابوبکر محمد بن
الفضل رح نے فرمایا کہ اگر اُسنے اپنے پاس رکھنے کیواسطے کوئی میعاد و مدت مقرر نہ کی تو اسکا مہر عود نہ کریگا اور
اگر کوئی میعاد مقرر کر دی اور شوہر نے اُس میعاد سے پہلے اُسکو طلاق دی تو اسکا مہر بحالہ رہیگا پس شیخ امام ابوبکر
سے دریافت کیا گیا اور کہا گیا کہ پہلی صورت مین جب کہ کوئی میعاد نہ بیان کی تو قصد یہ ہوگا کہ جب تک زندہ رہے
اپنے پاس رکھے اور یہی وقت ٹھہر گیا تو شیخ نے فرمایا کہ ہان ٹھیک ہو و لیکن اطلاق لفظ کا اعتبار رہتا ہو۔ ایک
عورت نے اپنے شوہر کو اپنا مہر ہبہ کیا بشرطیکہ شوہر اُسکو طلاق نہ دے اور شوہر نے قبول کیا تو شیخ خلف رح نے
فرمایا کہ ہبہ صحیح ہو خواہ اُس نے طلاق دی یا نہ دی یہ فتاوی قاضیخان مین ہو۔ فقیہ ابوجعفر سے دریافت
کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی جورو کو اپنے والدین کے گھر جانے سے روکا حالانکہ وہ بیمار تھی اور کہا کہ اگر تو مجھے
اپنا مہر ہبہ کر دے تو تجھے تیرے والدین کے گھر بھیجدون اُس نے کہا کہ ایسا ہی کرونگی پس اُسکو
گواہون کے سامنے لایا اُسنے تھوڑا مہر ہبہ کیا اور تھوڑے مہر کی فقیرون کے واسطے وصیت وغیرہ کر دی پھر اسکے
بعد شوہر نے اُسکو نہ بھیجا اور والدین کے پاس جانے سے روکا تو فقیہ رح نے فرمایا کہ ہبہ باطل ہو اسواسطے کہ وہ
عورت ہبہ کرنے مین بمنزلہ مکرہہ کے ہوئی یعنی گویا زبردستی ہبہ کرایا ہو یہ حاوی مین ہو۔ ایک عورت نے اپنے
شوہر مریض سے کہا کہ اگر تو اپنے اس مرض سے مرگیا تو تو میرے مہر کی طرف سے حلت مین ہو یا میرا مہر تجھپر
صدقہ ہو تو یہ ہبہ باطل ہو کیونکہ یہ ہبہ معلق بالخطر ہو یعنی معلق ہو اور ایسی شی پر معلق ہو کہ جسکے وجود و عدم کا خطرہ
ہو یہ ظہیریہ مین ہو۔ ایک عورت مریضہ نے اپنے شوہر سے کہا کہ مین اس مرض مین مرگئی تو میرا مہر تجھے صدقہ ہو یا تو
مہر سے حلت مین ہو پس وہ اس مرض مین مرگئی تو اُسکا قول باطل ہوا اور مہر اُسکا شوہر پر بحالہ رہیگا یہ خزانۃ المفتین
مین ہو۔ ایک عورت نے چاہا کہ اُسی شوہر سے جس نے اُسکو طلاق دی ہو نکاح کرے اُس نے کہا کہ جب تک
تو مجھے اپنا مہر جو مجھپر آتا ہو ہبہ نہ کریگی مین تجھ سے نکاح نہ کرونگا پس عورت نے مہر ہبہ کیا بشرطیکہ وہ شوہر اُسکو
اپنے نکاح مین کرے تو یہ مہر اُس شخص پر باقی رہیگا خواہ اُسکو اپنے نکاح مین کرلے یا نکرے کیونکہ عورت نے اپنے اوپر

[illegible] اعتبار ہوگا ۱۲

مال کو نکاح کے عوض رکھ دیا حالانکہ نکاح مین عوض عورت کے اوپر نہین ہوتا ہو یہ فتاوی قاضیخان مین ہو۔ اگر شوہر نے اپنی عورت کے ساتھ اضطجاع کرنے سے انکار کیا اور کہا کہ تو مجھے اپنے مہر سے بری کر دے اور مین تیرے ساتھ کروٹ سے لیٹونگا اسنے بری کر دیا تو بعض نے فرمایا کہ وہ بری ہو جائیگا کیونکہ یہ ابرا باہمی محبت کیواسطے ہو جو مجامعت کی طرف خواہش دلاتا ہو یہ قنیہ مین ہو۔ اگر اپنے قرضدار سے کہا کہ اگر میرا مال ادا نہ کرے یہانتک کہ مر جاوے تو تو حلت مین ہو تو یہ ہبہ باطل ہو یہ بحر الرائق مین ہو۔ اور اگر رب الدین نے کہا کہ جس وقت تو مرے تو حلت مین ہو تو یہ جائز ہو یہ فتاوی قاضیخان مین ہو۔ اور اگر کہا کہ اگر تو مر گیا تو تو قرضہ سے بری ہو تو بری نہوگا کیونکہ یہ خطر پر معلق ہو چنانچہ اگر کہا کہ اگر تو دار مین داخل ہو تو اس قرضہ سے جو کچھ میرا تجھپر ہو تو بری ہو تو بری نہوگا یہ ذخیرہ کردری مین ہو ایک شخص کو اپنے قرضہ سے اس غرض سے بری کیا کہ جو کام میرا سلطان سے متعلق ہو اسکی اصلاح کر دے تو بری نہوگا اور یہ رشوت مین داخل ہو کذا فی القنیہ

نوان باب واہب ورموہوب لہ مین اختلاف اور اسمین گواہی دینے کے بیان مین۔ ایک غلام زید کے قبضہ مین ہو اور عمرو نے آکر اسپر دعوی کیا اور کہا کہ مجھے زید نے ہبہ کر کے سپرد کر دیا ہو اور زید نے اس سے انکار کیا پھر عمرو گواہ لایا جنھون نے گواہی دی کہ زید نے اقرار کیا ہو کہ مین نے ہبہ کر کے سپرد کر دیا اور عمرو نے اسپر قبضہ کر لیا ہو تو امام اعظم رح پہلے فرماتے تھے کہ یہ گواہی قبول نہوگی پھر رجوع کیا اور کہا کہ قبول ہوگی اور یہی قول صاحبین رح کا ہو۔ اور رہن وصدقہ مین ایسا اختلاف واقع ہونے کا بھی یہی حکم ہو۔ اور اگر ایسا اختلاف دونون گواہون مین واقع ہو مثلاً ایک گواہ نے قبضہ کے معائنہ کی گواہی دی اور دوسرے نے واہب کے اقرار کی کہ موہوب لہ نے قبضہ کر لیا ہو گواہی دی تو بلا خلاف گواہی مقبول نہوگی۔ اور اگر غلام موہوب لہ کے قبضہ مین ہو اور گواہون نے واہب کے اقرار کی کہ موہوب لہ نے قبضہ کر لیا ہو گواہی دی تو یہ گواہی امام اعظم رح کے اول وعدوم دونون قولون کے موافق جائز ہو یہ ذخیرہ مین ہو۔ اور اگر واہب نے قاضی کے سامنے ایسا اقرار کیا حالانکہ غلام اسکے قبضہ مین ہو تو اسکے اقرار سے غلام لے لیا جائیگا اسیطرح یہ مسئلہ اس مقام پر مذکور ہو اور امام اعظم رح کا اول وثانی قول مذکور نہین ہو اور کتاب الاقرار مین امام اعظم کا اول قول مذکور ہو اور مشائخ رح نے فرمایا کہ جو اس مقام پر مذکور ہو وہی اصح ہو یہ محیط مین ہو۔ اگر زید نے عمرو کو کچھ ودیعت دی پھر وہ ودیعت اسکو ہبہ کر دی پھر انکار کر گیا اور دو گواہون نے زید پر اسکی گواہی دی اور قبضہ کے معائنہ کی گواہی ندی تو یہ جائز ہو۔ اور اگر واہب نے اس سے انکار کیا کہ وہ شے موہوب لہ کی مقبوضہ ہبہ کے روز تھی اور گواہون نے ہبہ کی گواہی دی اور معائنہ قبضہ کی گواہی ندی اور نہ واہب کے اقرار کی گواہی دی حالانکہ جس روز خصومت پیش ہوئی اس دن وہ شے موہوب لہ کے قبضہ مین موجود ہو تو بھی جائز ہو بشرطیکہ واہب زندہ موجود ہو اور اگر مر گیا ہو تو گواہون کی گواہی باطل ہو یہ مبسوط مین ہو۔ زید نے عمرو کو کوئی شے ہبہ کی پھر کہا کہ مین نے تجھے وہ شے فقط بودیعت رکھنے کو دی تھی تو قسم سے مالک کا قول قبول ہوگا اور جب اسنے قسم کھالی تو وہ شے واپس لیگا پھر اگر معلوم ہوا کہ وہ شے تلف ہو گئی ہو پس اگر مستودع کے ہبہ ہونے کا دعوے کرنے کے بعد تلف ہوئی ہو تو مستودع اسکی قیمت کا ضامن ہوگا اور اگر ہبہ کے دعوی سے پہلے وہ تلف ہوئی ہو تو مستودع پر ضمان نہ آویگی یہ محیط مین ہو۔ زید نے عمرو کو ایک غلام ہبہ کیا اور عمرو نے قبضہ کر لیا پھر خالد نے آکر دعوی کیا کہ مین نے ہبہ وقبضہ ہونے سے پہلے یہ غلام زید سے خریدا ہو اور گواہ قائم کیے

تو ہبہ باطل ہوجائیگا اور اگر گواہون نے ہبہ سے پہلے خریدنے کی گواہی نہ دی صرف خریدنے کی گواہی دی تو وہ غلام موہوب لہ کو دیا جائیگا۔ اسیطرح اگر خرید کے گواہون نے مہینہ یا سال کے حساب سے تاریخ بیان کی تو بھی یہی حکم ہو۔ اور اگر غلام واہب کے قبضہ مین ہو اور موہوب لہ نے گواہ قائم کیے کہ اُسنے مجھے فروخت کرنے سے پہلے ہبہ کیا اور مین نے قبضہ کرلیا ہو اور مشتری نے گواہ قائم کیے کہ مین نے ہبہ سے پہلے خرید کر کے قبضہ کرلیا ہو تو وہ غلام مشتری کو ملیگا یہ ذخیرہ مین ہو۔ منتقی مین امام ابو یوسف رحمۃ اللہ سے بروایت شریح مذکور ہو کہ واہب و موہوب لہ نے ہبہ کے بشرط عوض ہونے پر اتفاق کیا مگر مقدار عوض مین اختلاف کیا واہب نے کہا کہ ہزار درم ہین اور موہوب لہ نے کہا کہ پانچسو درم ہین اور ہنوز عوض پر قبضہ نہین ہوا ہو اور موہوب بعینہ قائم ہو تو واہب کو اختیار ہو کہ چاہے پانچ سو درم پر قبضہ کرے یا اپنے ہبہ کو واپس کرلے اور اگر شی موہوب کو اُسنے تلف کر دیا ہو تو چاہے اُسکی قیمت واپس لے اور اگر دونون نے اصل عوض مین اختلاف کیا موہوب لہ نے کہا کہ مین تیرے واسطے بالکل عوض کی شرط نہین کی ہو تو اُسیکا قول قبول ہوگا اور واہب کو اپنے ہبہ سے رجوع کرنیکا اختیار ہوگا بشرطیکہ موہوب چیز قائم ہو اور اگر مستہلک ہوگئی تو موہوب لہ پر کچھ ڈانڈ نہ آویگا ولیکن اس صورت مین موہوب لہ سے قسم لیجاویگی کہ واللہ مین نے واہب کیواسطے عوض دینے کی شرط نہین کی تھی یہ محیط مین ہو۔ زید کے قبضہ مین ایک گھر ہو اُسنے عمرو سے کہا کہ تونے یہ گھر مجھے صدقہ دیا اور قبضہ کی اجازت دی مین نے اُسپر قبضہ کرلیا تو متصدق کا قول قبول ہوگا اور اگر قابض نے کہا کہ یہ گھر میرے قبضہ مین تھا پھر تونے مجھے صدقہ دیا اور وہ صدقہ جائز ہوگیا اور متصدق نے کہا کہ نہین بلکہ میرے قبضہ مین تھا تو نے میری بلا اجازت اُسپر قبضہ کرلیا ہو تو متصدق علیہ کا قول قبول ہوگا۔ اگر زید نے ایک غلام کا کہ جو عمرو کے قبضہ مین ہو دعوی کیا اور کہا کہ مین نے عمرو کو ہبہ کیا حالانکہ یہ غلام اُسوقت ہم دونون سے غائب تھا پھر موہوب لہ نے میری بلا اجازت اُسپر قبضہ کرلیا ہو اور عمرو نے کہا کہ تونے مجھے ہبہ کیا اور مین نے تیری اجازت سے اُسپر قبضہ کیا ہو تو موہوب لہ کا قول قبول ہوگا اور اگر موہوب لہ نے کہا کہ جسوقت تونے مجھے ہبہ کیا ہو اُسوقت تیری منزل یعنی گھر مین تھا ہمارے سامنے موجود نہ تھا اور تونے مجھے قبضہ کرلینے کی اجازت دیدی تھی مین نے قبضہ کرلیا تو اُسکے قول کی تصدیق نہ کیجاویگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہو۔ منتقی مین ہو کہ اگر واہب نے ہبہ سے رجوع کرنیکا ارادہ کیا اور موہوب لہ نے دعوی کیا کہ وہ تلف ہوگیا ہو تو موہوب لہ کا قول قبول ہوگا اور اُسپر قسم نہ آویگی پھر اگر واہب نے کوئی شی معین کردی اور کہا کہ یہی ہبہ تھی تو موہوب لہ سے اُسپر قسم لیجاویگی یہ محیط مین ہو۔ اگر شوہر نے کہا کہ جورو نے مجھے اپنی صحت مین مہر ہبہ کیا ہو اور جورو کے وارثون نے کہا بلکہ اُسنے اپنے مرض مین ہبہ کیا ہو تو شوہر کا قول قبول ہوگا یہ خزانۃ الفتاوی مین ہو موہوب لہ نے جو وارث بھی ہو دوسرے وارث کے ساتھ اختلاف کیا ایک نے کہا کہ ہبہ صحت مین واقع ہوا اور دوسرے نے کہا کہ مرض مین ہوا تو مدعی صحت کا قول قبول ہوگا کیونکہ تصرفات مریض کے نافذ ہوتے ہین صرف بعد موت کے انتقاض ہوتا ہو اور اسی مین اختلاف ہو پس منکر نقض کا قول قبول ہوگا اور بعض نے فرمایا کہ مدعی مرض کا قول قبول ہوگا کیونکہ وہ لزوم عقد و ملک کا منکر ہو یہ قنیہ مین ہو۔ ایک شخص نے ایک زیور خرید کرکے اپنی جورو کو دیدیا وہ اُسکو اپنے استعمال مین لاتی رہی پھر مرگئی اور اُسکے وارثون و شوہر مین جھگڑا ہوا کہ یہ ہبہ تھا یا عاریت تھی تو قسم سے شوہر کا قول قبول ہوگا کہ عاریۃً دیا تھا کیونکہ وہ ہبہ کا منکر ہو یہ جواہر الفتاوی مین لکھا ہو اگر مدعا علیہ سے کہا کہ تجھے یہ چیز میرے والد نے ہبہ کی تھی پھر تونے اُسکی موت کے بعد اُسپر قبضہ کیا اور موہوب لہ نے کہا کہ مین نے

تو ہبہ تمام ہوا

اسکی زندگی مین قبضہ کیا ہے اور وہ شے مدعی ہبہ کے قبضہ مین ہے تو وارث کا قول قبول ہوگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہے۔ اگر واہب نے ہبہ سے رجوع کرنے کا ارادہ کیا اور موہوب لہ نے کہا کہ مین تیرا بھائی ہون یا مین نے تجھے عوض دیدیا ہے یا تو نے مجھے یہ چیز صدقہ مین دی ہے اور واہب نے اسکی تکذیب کی تو واہب کا قول لیا جائیگا اسیطرح اگر ہبہ مین کوئی باندی ہو اور موہوب لہ نے کہا کہ تو نے مجھے صغیرہ بچہ ہبہ کی تھی پھر میرے پاس بڑی ہوئی اور قیمت کی راہ سے اسمین بہتری آگئی اور واہب نے تکذیب کی تو واہب کا قول لیا جائیگا اور یہ استحسان ہے اور قیاس چاہتا ہے کہ موہوب لہ کا قول قبول ہو یہ محیط مین ہے اور یہی حکم ہر زیادتی متولدہ مین ہے یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ اور اگر موہوب لہ نے دعوی کیا کہ وہ باندی میرے پاس موٹی ہوگئی اور واہب نے تکذیب کی تو ہمارے نزدیک واہب کا قول قبول ہوگا یہ کافی مین ہے۔ اور اگر ہبہ کی چیز کوئی زمین ہو کہ اسمین عمارت بنی اور درخت لگے ہین یا ستو ہون کہ وہ مسکہ وغیرہ مین لتھڑے ہوئے ہین یا کپڑا ہو کہ وہ رنگا ہوا یا سلا ہوا ہو پس موہوب لہ نے کہا کہ تو نے مجھے زمین جب ہبہ کی میدان تھی مین نے اسمین عمارت بنوائی اور درخت لگائے ہین یا ستو بدون لتھڑے ہوئے یا کپڑا بدون رنگ کا ہبہ کیا تھا پھر مین نے لتھڑے کرلئے یا رنگایا ہے اور واہب نے کہا کہ نہین بلکہ مین نے ایسی ہی جیسی اب ہے تجھے ہبہ کی تھی تو موہوب لہ کا قول قبول ہوگا اسیطرح اگر دار کی عمارت یا تلوار کے حلیہ مین ایسا اختلاف کیا ہو تو بھی یہی حکم ہے یہ محیط مین ہے منتقی مین امام محمدؒ سے بروایت ابن سماعہ مذکور ہے کہ زید نے عمرو کو ایک باندی ہبہ کی اور عمرو نے قبضہ کرلیا اور اس سے اولاد ہوئی پھر زید نے گواہ قائم کیے کہ مین نے عمرو کو ہبہ کرنے سے پہلے باندی کو مدبر کردیا تھا تو امام محمدؒ نے فرمایا کہ باندی اور اسکا عقر اور بچے اولاد کی قیمت لے لیگا اسیطرح اگر واہب مرگیا اور باندی نے گواہ دیے کہ اس شخص کو ہبہ کرنے سے پہلے زید نے مجھے مدبر کردیا تھا تو بھی یہی حکم ہے یہ محیط مین ہے۔ فتاوی عتابیہ مین ہے کہ اگر موہوب لہ نے باندی کو ام ولد بنالیا اور باندی نے گواہ دیے کہ واہب نے مجھے مدبر کردیا تھا تو واہب اسکو اور اسکا عقر اور اسکے بچہ کی قیمت لے لیگا اور بچہ بالقیمت آزاد ہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہے زید نے عمرو کا غلام بدون اسکی اجازت کے خالد کو ہبہ کرکے سپرد کردیا پھر عمرو نے دعوی کیا کہ یہ میرا غلام ہے اور گواہ دیے اور قاضی نے اسکی ڈگری کردی پھر عمرو نے غلام کے ہبہ کی اجازت دیدی تو خصاف نے ذکر کیا ہے کہ امام اعظمؒ کے نزدیک اجازت جائز ہوگی اور یہ بنابر اس روایت کے ہے جو امام اعظمؒ سے مروی ہے کہ مستحق کے نام قاضی کا ڈگری کردینا عقود ماضیہ کے حق مین فسخ ہوتا ہے یعنی عقود سابقہ فسخ ہوجاتے ہین ولیکن ظاہر الروایت کے موافق فسخ نہین ہوتا ہے ایسا ہی شمس الائمہ حلوانی نے ذکر کیا ہے اور جب استحقاق کی وجہ سے بیع فسخ نہین ہوتی ہے تو ہبہ بھی فسخ نہوگا پس مستحق کا اجازت دیدینا جائز ہوگا اور بیع کی صورت مین ظاہر الروایت کے موافق فتوی ہے۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ تو نے مجھے ہزار درم ہبہ کیے پھر بعد سکوت کرنے کے کہا کہ مین نے اسپر قبضہ نہین کیا تو اسکا قول قبول ہوگا اور اسی پر فتوی ہے یہ جواہر اخلاطی مین ہے۔ اگر کسی عورت نے اپنے شوہر کو کوئی چیز ہبہ کی اور دعوی کیا کہ مجھ شوہر نے ہبہ کیواسطے زبردستی کی ہے تو اسکا دعوی مسموع ہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔ ایک عورت نے اپنا مہر شوہر کو ہبہ کیا اور کہا کہ مین بالغہ ہون پھر اسکے بعد کہا کہ مین بالغہ نتھی اور اپنے نفس کی تکذیب کی پس اگر اسوقت کی بالغہ عورتون کی میعاد تک پہنچ گئی ہو یا اسمین بالغ ہونے کی کوئی علامت پائی جاتی ہو تو اسکے قول کی تصدیق نہوگی اور اگر ایسی نہو تو بالغہ نہونے کی بابت اسیکا قول قبول ہوگا یہ خزانۃ الفتاوی مین ہے۔ اور بقالی مین ہے کہ جو چیز غلام کو مولے کی غیبت مین ہبہ کی اس سے رجوع کرنا جائز ہے بشرطیکہ غلام ماذون ہو اور واہب کے اس کہنے کی کہ غلام ماذون ہے تصدیق کیجاویگی اور غلام کے گواہ کہ یہ مجور ہے مقبول نہونگے ولیکن اگر گواہون نے واہب کے اقرار کی کہ غلام مجور ہے گواہی دی تو گواہی قبول ہوگی اور گواہ نہونے کی صورت مین واہب سے

اُسکے علم پر قسم لیجائیگی اور اگر غلام غائب ہوگیا حالانکہ ہبہ اسی کے پاس ہے تو مولی سے کچھ خصومت نہین کرسکتا ہے اور اگر موہوب لہ کے پاس ہبہ ہو تو وہ خصم ٹھہرایا جائیگا بشرطیکہ واہب کے قول کی تصدیق کرے یا گواہ قائم ہون یہ محیط مین ہے۔ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ مین نے تجھے یہ غلام کل کے روز ہبہ کیا تھا مگر تونے قبول نہین کیا تو واہب کا قول قبول ہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔

دسوان باب مریض کے ہبہ کے بیان مین

کتاب الاصل مین مذکور ہے کہ مریض کا ہبہ یا صدقہ جائز نہین ہے مگر جبکہ اسپر قبضہ ہو جاوے اور جب قبضہ ہوگیا تو تہائی مال سے جائز ہے اور اگر سپرد کرنے سے پہلے واہب مرگیا تو ہبہ باطل ہوگیا اور جاننا چاہئے کہ مریض کا ہبہ کرنا عقد ہبہ ہے وصیت نہین اور تہائی مال سے اسکا اعتبار کرنا اسوجہ سے نہین ہے کہ وہ وصیت ہے بلکہ اسواسطے ہے کہ وارثون کا حق مریض کے مال سے متعلق ہوتا ہے اور اُس نے ہبہ کردینے مین جو احسان کیا تو اسکا احسان اسقدر مال سے ٹھہرایا جاویگا جتنا شرع نے اسکے واسطے قرار دیا ہے یعنے ایک تہائی۔ اور جب یہ تصرف عقد ہبہ ٹھہرایا گیا تو جو شرائط ہبہ کے ہین وہ مرعی ہونگے اور ازانجملہ ایک یہ شرط ہے کہ واہب کے مرنے سے پہلے موہوب لہ اسپر قبضہ کرے یہ محیط مین ہے۔ اگر مریض نے کوئی گھر ہبہ کیا اور موہوب لہ نے قبضہ کرلیا پھر واہب مرگیا اور سوائے اس گھر کے اُسکا کچھ مال نہین ہے تو موہوب لہ ایک تہائی لے اور باقی دو تہائی وارثون کو واپس کردے اور یہی حال باقی چیزونکا ہے جو تقسیم ہوسکتی ہین یا نہین ہوسکتی ہین یہ مبسوط مین ہے۔ ایک مریض نے کسی شخص کو ایک باندی ہبہ کی اُس سے موہوب لہ نے وطی کی پھر واہب مرگیا اور اُسپر اسقدر قرضہ نکلا کہ تمام مال کو محیط ہے تو ہبہ واپس لیا جائیگا اور موہوب لہ پر عقر واجب ہوگا یہی مختار ہے یہ جواہر اخلاطی مین ہے روایت ہے کہ اگر واہب مریض نے ہبہ کی باندی سے وطی کی تو بچہ کا نسب مریض سے ثابت ہوگا اور موہوب لہ کو اُسکا عقر دینا واہب پر واجب ہوگا اور موہوب لہ کو باندی و تہائی بچہ ملیگا اور باقی واہب کے وارثون کو دیا جائیگا اور اگر واہب نے اسکا ہاتھ کاٹ ڈالا تو اُسپر ارش واجب ہونے مین دو روایتین آئی ہین یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ اگر ہبہ مین کوئی باندی ہو اور موہوب لہ نے اسکو مکاتبہ کردیا پھر مریض مرگیا اور اُسکا کچھ مال سوائے اُس باندی کے نہین ہے تو موہوب لہ پر دو تہائی قیمت باندی کی واجب ہوگی کہ وارثون کو واپس دے ورنہ کتابت رد کردیجائیگی۔ اور اگر قاضی نے دو تہائی قیمت دینے کی موہوب لہ پر ڈگری کردی پھر وہ باندی مال کتابت ادا کرنے سے عاجز ہوکر رقیق ہوگئی تو وارثون کو اسکے لینے کی کوئی راہ نہین ہے اور اگر حکم قاضی سے پہلے وہ عاجز ہوئی تو وارث لوگ دو تہائی باندی لے لینگے اسیطرح اگر مریض کے مرنے کے بعد موہوب لہ نے مکاتب کیا ہو تب بھی یہی حکم ہے جب تک کہ قاضی نے اسکی دو تہائی واپس کرنے کی ڈگری وارثون کے نام نہ کی ہو یعنی کتابت اس حکم قضا سے پہلے واقع ہوئی ہو یہ مبسوط مین لکھا ہے فتاوی عتابیہ مین ہے کہ ایک شخص نے اپنا غلام کہ اسکے سوائے اُس شخص کا کچھ مال نہین ہے بشرط عوض ہبہ کیا اور عوض مین یہ شرط کی کہ جسکی قیمت ہبہ کی دو تہائی کے برابر یا زیادہ ہو تو جائز ہے اور اگر کم ہو تو موہوب لہ کو اختیار ہوگا کہ چاہے دو تہائی تک پورا کردے یا تمام ہبہ واپس کرکے اپنا عوض واپس کرلے اسیطرح اگر بدون شرط کے موہوب لہ نے عوض دیدیا ہو تو بھی یہی حکم ہے یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ ایک مریض نے ایک غلام ہبہ کیا اور سپرد کردیا پھر موہوب لہ نے واہب کو عمدًا یا خطاء سے قتل کیا تو غلام کو واہب کے وارثون کو واپس کردے یہ قنیہ مین ہے۔ ایک شخص نے اپنے مرض مین ایک غلام جسکی قیمت ہزار درم ہے ہبہ کیا اور سپرد کردیا حالانکہ اُسکے سوا اُسکا کچھ مال نہین ہے پھر اُس غلام نے واہب کو قتل کیا تو موہوب لہ سے کہا جائیگا کہ اسکو دیدے یا اُسکا فدیہ دیدے پس اگر اُسنے فدیہ دیدینا اختیار کیا تو دس ہزار درم دیدیگا اور اگر غلام دینا اختیار کیا تو فقط غلام دیدے اور کچھ زیادہ اُسپر لازم نہ آویگا کیونکہ مالک غلام اُس غلام مجرم کے ذمے سے جرم کے لگاؤ سے چھوٹ جائیگا لقصف

غلام بطور رد ہبہ کے وارثون کو واپس دیگا اور نصف بطور جنایت مین دینے کے واپس کریگا یہ مبسوط مین ہی- ایک مریض نے اپنا غلام ہبہ کیا اور اُسکے سوائے اُسکا کچھ مال نہین ہی اور موہوب لہ نے اُسکو فروخت کر دیا پھر مریض مرگیا تو موہوب لہ کا تصرف صحیح اور وارثون کو غلام کی دو تہائی قیمت واپس دیگا یہ سراجیہ مین ہی- ایک مریض نے اپنا غلام کسی شخص کو ہبہ کیا اور اُسپر اسقدر قرضہ ہی کہ غلام کی قیمت کو محیط ہی حالانکہ سوائے غلام کے اُسکا کچھ مال نہین ہی پھر واہب کے مرنے سے پہلے موہوب لہ نے اُسکو آزاد کر دیا تو جائز ہی اور اگر اُسکے مرنے کے بعد آزاد کیا تو جائز نہین ہی یہ ظہیریہ مین ہی- ایک مریض نے دوسرے مریض کو ایک غلام ہبہ کیا اور سپرد کر دیا اُسنے آزاد کر دیا اور دونون مین سے کسی کے پاس سوائے اُس غلام کے کچھ مال نہین ہی پھر واہب مرگیا پھر موہوب لہ مر گیا تو غلام اپنی دو تہائی قیمت کے واسطے وارثان واہب کے لیے سعی کریگا اور باقی کی دو تہائی کیواسطے وارثان موہوب لہ کے لیے سعی کرے گا اور اگر موہوب لہ پر ہزار درم قرضہ ہو اور غلام کی قیمت ہزار درم ہو تو غلام اپنی قیمت کیواسطے سعی کریگا اور اس قیمت مین وارثان واہب دو تہائی کے اور اُسکے قرضدار باقی کے حصہ رسد شریک کیے جاوینگے یہ مبسوط مین لکھا ہی- اگر مریض نے کوئی گھر تین سو درم قیمت کا ہبہ کیا بشرطیکہ موہوب لہ ایک غلام سو درم قیمت کا عوض دیدے اور باہمی قبضہ ہو گیا تو شفیع کو اختیار ہو گا کہ وہ گھر بعوض قیمت غلام کے شفعہ مین لے لے پھر اگر واہب مرگیا اور وارثون نے اجازت دینے سے انکار کیا تو شفیع کو مثل موہوب لہ کے اختیار دیا جائیگا کہ چاہے ایک تہائی گھر واپس دے یا کل گھر واپس کر کے غلام لے لے اور اگر ہبہ مین عوض کی شرط نہ لگائی ہو تو شفیع اُسکو شفعہ مین نہین لے سکتا ہی یہ کافی مین ہی ایک مریض نے ایک غلام تین سو درم کا ایک شخص تندرست کو اس شرط سے ہبہ کیا کہ سو درم قیمت کا غلام عوض دے اور دونون نے باہم قبضہ کر لیا پھر مریض اس مرض مین مرگیا اور سوائے غلام کے اُسکا کچھ مال نہین ہی اور وارثون نے مریض کے فعل کی اجازت دینے سے انکار کیا تو موہوب لہ کو اختیار ہو گا کہ چاہے ہبہ توڑ دے اور کل موہوب واپس کر کے اپنا عوض لے لے یا تہائی غلام واپس دے اور دو تہائی اُسکے پاس برقرار رکھا جائیگا اور عوض مین سے کچھ نہین لے سکتا ہی اور اگر موہوب لہ نے کہا کہ جسقدر ایک تہائی سے زیادہ ہو جانے مین محاباۃ واقع ہو گئی ہی اُسیقدر مین عوض مین بڑھائے دیتا ہون تو اُسکو یہ اختیار نہوگا یہ خزانۃ المفتین مین ہی- اگر مریض نے ایسی کوئی شے ہبہ کی جو اُسکا تہائی مال نہین ہوتی ہی بلکہ زیادہ ہوتی ہی تو بلا خیار موہوب لہ تہائی سے جسقدر زیادہ ہو واپس دے اور بیع کی صورت مین مشتری کو خیار دیگا یہ فتاوی صغری مین ہے- اگر مریض نے ایک من چھوہارے تین سو درم قیمت کے اس شرط سے ہبہ کیے کہ موہوب لہ جو صحیح سالم ہی سو درم قیمت کے ایک من چھوہارے عوض دیدے اور باہمی قبضہ ہو گیا پھر مریض مرگیا اور وارثون نے اجازت نہ دی تو موہوب لہ سب چھوہارے واپس کر کے اپنے سب چھوہارے لے لے یا اُسکو نصف چھوہارے واپس کر کے اپنے نصف چھوہارے لے لے اور اگر ہبہ عوض مین مشروط نہو تو اُسکو اسطرح اختیار ہو گا کہ چاہے کل ہبہ واپس کر کے اپنا سب عوض لے لے یا دو تہائی ہبہ واپس کرے اور عوض مین سے کچھ واپس نہین لے سکتا ہی یہ کافی مین ہی- ایک مریض کا پانچ ہزار درم کا ایک غلام ہی اُسنے کسیکو ہبہ کیا اور موہوب لہ نے اُسپر قبضہ کر لیا حالانکہ مریض کے پاس کچھ مال سوائے اس غلام کے نہین ہے پھر غلام نے خطا سے مریض کو قتل کیا تو موہوب لہ سے کہا جائیگا کہ یا یہ غلام دیدے یا اُسکا فدیہ دیدے پس اگر اُسنے فدیہ دینا اختیار کیا تو دیت کا فدیہ دیگا اور پورا غلام اُسکو دیدیا جائیگا کیونکہ جو دیت واہب کے نفس کے عوض ملے وہ بمنزلہ ایسے مال کے قرار دی جائیگی کہ گویا اُسنے ترکہ چھوڑا ہی اور وہ دس ہزار درم ہوئے اور پانچ ہزار کا غلام ہی پس ظاہر ہوا کہ اُسکا کل مال پندرہ ہزار ہی اور غلام اپنی قیمت کے لحاظ سے

کل مال کا ایک تہائی ہوتا ہے پس سب تہائی میں ہبہ جاری و نافذ ہو گیا اور جب ظاہر ہوا کہ تمام غلام کا ہبہ نافذ ہو گیا تو غلام موہوب لہ کی ملک تام ہو گیا پس ثابت ہوا کہ موہوب لہ کو وارثان واہب کو پوری دیت دینی پڑیگی کیونکہ اُس نے غلام کا دینا اختیار نہیں کیا بلکہ فدیہ دینا اختیار کیا ہے اور اگر غلام چھ ہزار درم کا ہو اور اُس نے فدیہ دینا اختیار کیا تو وارثان واہب کو چوتہائی غلام واپس کرے اور ثمن جو تہائی دیت کو بعوض باقی غلام کے دیدے یہ مبسوط میں ہے عیون میں امام رح سے بروایت ہشام مذکور ہے کہ ایک شخص نے اپنا غلام اپنے مرض میں ایک شخص کو ہبہ کیا اور اس شخص کے اُس غلام پر ہزار درم قرضہ ہیں پھر واہب مر گیا اور سوائے غلام کے کچھ مال نہیں چھوڑا تو وارثون کو تہائی غلام واپس ملیگا اور قرضہ باطل ہو گیا اور یہ قول امام اعظم و امام محمد رح و ابو یوسف کا ہے پھر امام ابو یوسف رح نے اس سے رجوع کیا اور فرمایا کہ دو تہائی قرضہ عود کریگا - اور اگر مریض نے اپنے بیٹے کو غلام ہبہ کیا حالانکہ بیٹے کا اُس غلام پر قرضہ ہے پس اگر مریض اس مرض سے اچھا ہو گیا تو ہبہ جائز ہے اور اگر مر گیا تو وہ غلام وارثون کا ہو گیا اور قرضہ عود کریگا یہ تاتارخانیہ میں ہے - اگر واہب نے ہبہ سے رجوع کر لیا حالانکہ موہوب لہ مریض ہے اور یہ ہبہ حالت صحت موہوب لہ میں واقع ہوا تھا پس اگر بحکم قاضی واپس لیا ہے تو رجوع صحیح ہے اور موہوب لہ اگر مر جاوے تو اُسکے وارثون و قرضخواہوں کو واہب کا پیچھا پکڑنے کی راہ نہیں ہے - اور اگر بحکم قاضی رجوع نہیں واقع ہوا تو واہب کے رجوع کرنے اور مال لینے کے وقت مریض کا واپس دینا بمنزلہ جدید ہبہ کے قرار دیا جائیگا پس ایک تہائی میں سے جائز ہو گا بشرطیکہ موہوب لہ پر قرضہ نہو اور اگر اُسپر قرضہ ہو کہ اُسکے تمام مال کو محیط ہو تو یہ ہبہ سے رجوع کرنا باطل ٹھہر کر پھر وہ غرمیت کے ترکہ میں واپس کر دیا جاوے گا یہ مبسوط میں ہے - ایک مریض نے اپنی باندی دوسرے مریض کو ہبہ کی پھر موہوب لہ نے اپنی طرف سے ہبہ کے طور پر وہی باندی واہب کو واپس دی تو جائز ہے اور وارثان موہوب لہ کو جو اُسنے ہبہ کیا ہے اُسمین سے کچھ واپس لینے کا اختیار نہوگا پس اس مسئلہ میں اس واپسی کو ہر طرح سے فسخ ہبہ اعتبار کیا اور یہ حکم اس روایت کی موافقت رکھتا ہے جو ابو حفص نے امام محمد رح سے روایت کی ہے یہ ظہیریہ میں ہے - ایک شخص نے اپنی جورو کو اپنے مرض کی حالت میں ایک غلام ہبہ کیا اُسنے قبضہ کر کے آزاد کر دیا پھر مریض مر گیا تو عتق نافذ ہو گا اور عورت اُسکی قیمت کی ضامن ہو گی یہ خزانۃ المفتین میں ہے - ایک مریضہ عورت نے اپنا مہر اپنے شوہر کو ہبہ کیا پس اگر اس مرض سے اچھی ہو گئی تو برات صحیح ہے اور اگر مر گئی پس اگر اُسکا مرض ایسا تھا کہ اُسکو مرض الموت کہا جائے تو بھی یہی حکم ہے اور اگر مرض الموت کی بیماری تھی تو بدون وارثان کی اجازت کے جائز نہیں ہے اور مرض الموت کی پہچان میں طرح طرح کے کلام ہیں مگر فتوی کے واسطے یہ قول مختار ہے کہ اگر ایسا مرض ہو کہ اکثر اُس سے آدمی نہیں بچتا ہے تو وہ مرض الموت ہے خواہ وہ بیمار بستر پر پڑ گیا ہو یا نہیں یہ مضمرات میں ہے - اور فقیہ ابو اللیث رح نے فرمایا کہ مرض الموت اُسکو کہتے ہیں کہ کھڑا ہو کر نماز نہ پڑھ سکے اور یہ پہچان پسندیدہ ہے اور ہم اسی کو لیتے ہیں یہ جوہرۃ النیرہ میں ہے - ایک مریضہ نے اپنا مہر اپنے شوہر کو ہبہ کیا پھر مر گئی تو فقیہ ابو جعفر رح نے فرمایا کہ اگر ہبہ کیوقت وہ ایسی تھی کہ اپنی ضرورتون کیواسطے اُٹھتی بیٹھتی تھی اور بدون مددگار کے لوٹ آتی تھی تو وہ بمنزلہ تندرست کے قرار دی جاویگی کہ اسکا ہبہ صحیح ہو گا یہ فتاوی قاضیخان میں ہے - اور لنجا اور مفلوج اور اشل اور مسلول اگر مدت دراز تک بیمار رہیں اور سردست موت کا خوف نہو تو ان لوگون کا ہبہ کل مال سے صحیح قرار دیا جائیگا یہ تبیین میں ہے - اگر عورت کو درد زہ شروع ہوا تو جس حالتمین خوف ہے کیا وہ تہائی مال سے صحیح ہو گا پھر اگر وہ اس درد میں بچ گئی تو جو کچھ اُس نے کیا ہے وہ کل مال سے جائز ٹھہریگا یہ جوہرۃ النیرہ میں ہے - اگر ایک عورت نے درد زہ میں اپنا مہر اپنے شوہر کو ہبہ کیا پھر بچہ پیدا ہو گیا اور وہ عورت حالت نفاس میں مر گئی تو صحیح نہیں ہے

یہ سراجیہ مین ہو ایک عورت نے اپنے مرض الموت مین اپنا مہر اپنے شوہر کو ہبہ کیا اور اُسکا شوہر اُس سے پہلے مرگیا تو عورت کا اُسکے ترکہ پر مہر کا دعوی کچھ نہین ہوسکتا ہو کیونکہ جب تک خود اس مرض سے نہ مرے تب تک براءت صحیح ہو ہان جب وہ خود مرگئی تو اُسکے وارث مہر کا دعوی کرسکتے ہین یہ قنیہ مین لکھا ہو ایک مرض الموت کے مریض نے اپنی جورو کو تین طلاق دین اور اُسکے ہاتھ ایک حویلی فروخت کی اور اسکا ثمن اُسکو ہبہ کیا اور اُسکے واسطے ہزار درم کی وصیت کی پھر مرگیا حالانکہ عورت عدت مین تھی تو مشایخ مین سے جسنے بیع کو جائز کہا ہو اُسکے نزدیک وصیت اور ثمن کا ہبہ دونون باطل ہین اور اگر تمام وارثون نے اجازت دیدی تو اُسکی دو صورتین ہین اگر انھون نے کہا کہ جو کچھ میت نے حکم کیا ہو ہمنے اُسکی اجازت دی تو وصیت جائز اور ہبہ باطل ہوگا اور اگر کہا کہ جو کچھ میت نے کیا ہو ہمنے اسکی اجازت دی تو وصیت اور ہبہ دونون جائز ہونگے یہ خزانۃ المفتین مین ہو۔ اگر مولی نے اپنی ام ولد کو اپنی صحت مین کچھ ہبہ کیا تو صحیح نہین اور اگر مرض الموت مین ہبہ کیا تو بھی صحیح نہین اور وہ وصیت بھی نہو جائیگا ولیکن اگر موت کے بعد کچھ دینے کی وصیت کرگیا تو صحیح ہو کذا فی جواہر الفتاوی

گیارھوان باب متفرقات مین

مجموع النوازل مین لکھا ہو کہ اگر کسی شخص نے دوسرے کو ایک بکری ہبہ کی اور موہوب لہ نے قبضہ کرلیا پھر واہب اُسکو چھین لے جاگا اور تلف کردی تو موہوب لہ اُسکی قیمت ڈانڈ دے۔ اور اگر کوئی بکری ہبہ کی پھر موہوب لہ کی بلا اجازت واہب نے اُسکو ذبح کرلیا یا کپڑا ہبہ کیا اور موہوب لہ کی بلا اجازت واہب نے اُسکو قطع کیا تو بکری کی صورت مین موہوب لہ ذبح کی ہوئی بکری لے لے اور کچھ ڈانڈ نہین لے سکتا ہو اور کپڑے کی صورت مین وہ کپڑا لے لے اور کترے ہونے اور بے کترے ہوے مین جسقدر نقصان کا فرق ہو اُسقدر نقصان لے لے یہ محیط مین ہو۔ فتاوی آہو مین لکھا ہو کہ زید کے عمرو پر ڈیڑھ سو درم آتے ہین جنمین سے سو درم فی الحال ادا کرنے ہین اور پچاس کی میعاد ہو پھر قرضخواہ نے مدیون کو پچاس ہبہ کیے تو آیا یہ پچاس درم فی الحال والے مین رکھے جاوینگے یا میعادی درمون مین قرار دیے جاوینگے تو امام برہان الدین مرغینانی رح نے فتوی دیا کہ دونون مین سے قرار دیے جاوینگے اور ایسا ہی قاضی بدیع الدین نے فتوی دیا ہو یہ تاتارخانیہ مین ہو۔ مریضہ عورت نے کہا کہ میرا میرے شوہر پر کچھ مہر نہین ہو تو ہمارے نزدیک شوہر بری نہوگا یہ خزانۃ الفتاوی مین ہو۔ امام ہمام علی سغدی سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ مجھے اپنی تمام املاک ہبہ کردے اُسنے کہا کہ مین نے ہبہ کردی پس اُسمین مہر داخل ہوگا یا نہین تو شیخ رح نے فرمایا کہ نہین یہ تاتارخانیہ مین ہو۔ ایک شخص نے اپنی دختر کو اپنے مال سے سامان دیکر اپنے داماد کیطرف رخصت کیا پھر لڑکی مرگئی اور باپ نے دعوی کیا کہ یہ سامان عاریۃً دیا تھا اور شوہر نے ملک کا دعوی کیا تو مشایخ نے اختلاف کیا ہو بعض نے فرمایا کہ شوہر کا قول قبول ہوگا اور باپ پر گواہ لانے لازم ہونگے اور ایسا ہی امام ابوبکر محمد بن الفضل نے فرمایا ہو اور بعض نے فرمایا کہ باپ کا قول لیا جائیگا کہ اُسی نے دیا ہو اور مالک کیا ہو قال رضی اللہ عنہ حکم مین تفصیل ہونا چاہیے کہ اگر باپ کا بڑا اشراف لوگون مین سے ہو تو باپ کا قول قبول نہوگا کیونکہ ایسے لوگ عاریت دینے سے چڑھتے ہین اور اگر درمیانی لوگون مین سے ہو تو اُسکا قول معتبر ہوگا کیونکہ اُسنے دیا ہو اور ظاہری طور سے اُسکی تکذیب نہین ہوتی ہو یہ فتاوی قاضیخان مین ہو۔ ایک شخص نے اپنی جورو کو کچھ دینار دیے تاکہ اُسکے کپڑے بنواکر میرے پاس پہنے رہے اُس عورت نے کسی حالہ مین دیدیے تو اُسی عورت کے ہونگے اگر عورت اپنے شوہر کو حاجت نفقہ کے وقت روپیہ پیسا دیا کرتی تھی اور وہ اپنے عیال پر خرچ کیا کرتا تھا تو عورت اُس سے واپس نہین لے سکتی ہو یہ قنیہ مین لکھا ہو۔ ایک عورت نے کہا کہ میرا میرے شوہر پر کچھ نتھا تو یہ مہر سے بری کرنے مین شمار

اور اگر کہا کہ میرا شوہر حلت میں ہو تو شوہر اسکا مہر سے بری ہو جائیگا یہ خزانۃ الفتاوی میں ہے - ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ یوں کہہ کہ وہبت مہری منک حالانکہ وہ عورت عربی نہیں جانتی ہے پس عورت نے کہا وہبت (میں نے تجھے اپنا مہر ہبہ کیا ۱۲) تو صحیح نہیں ہے بخلاف طلاق وعتاق کے - اور اسی واسطے اگر زبردستی ہبہ کرایا تو صحیح نہیں ہوتا ہے یہ وجیز کردری میں ہے - اگر کسی عورت نے اپنے شوہر کو کچھ ہبہ کیا اور قاضی کے یہاں دعوی کیا کہ اس نے مجھ سے ہبہ کے واسطے زبردستی کی ہے تو دعوی کی سماعت نہوگی یہ فتاوی قاضیخان میں ہے - اگر عورت نے چاہا کہ شوہر کو اسطرح مہر ہبہ کرے کہ جب چاہے پھر مہر عود کرے تو ایک موتی یا کپڑے پر صلح کرے اور اسکو نہ دیکھے اور شوہر کو بری کردے پھر اگر دیکھا اسکو بسبب خیار رویت کے واپس کردے تو مہر عود کریگا پھر اگر عورت مرگئی تو عقد کا لزوم ہو جائیگا اور خیار رویت باطل ہو جائیگا یہ خزانۃ الفتاوی میں لکھا ہے - اور اگر عورت نے چاہا کہ اگر مرجاوے تو اسکا مہر اسکے شوہر کو ہبہ ہو جاوے اور اگر جیتی رہے تو مہر بھی شوہر پر رہے تو یوں کرے کہ ایک کپڑا رومال میں لپٹا ہوا بعوض اپنے مہر کے شوہر سے خرید کرے پس اگر مرگئی تو خیار رویت باطل ہو جائیگا اور اگر زندہ رہی تو خیار رویت کی وجہ سے وہ کپڑا شوہر کو واپس کرسکتی ہے یہ حسب مفتی میں ہے - مردہ شوہر کو مہر ہبہ کرنا استحساناً صحیح ہے یہ سراجیہ میں لکھا ہے دختر نے اگر اپنا مہر اپنے باپ کو ہبہ کردیا پس اگر اسکو قبضہ اور وصول کرنے کی اجازت دی تو صحیح ہے یہ خلاصہ میں ہے - اصل میں لکھا ہے کہ ہبہ میں جو شخص وکیل ہوتا ہے وہ ایلچی کے معنی میں ہوتا ہے حتی کہ موکل ہی عقد کرنے والا قرار دیا جاتا ہے نہ وکیل اور بقالی میں لکھا ہے کہ جو شخص ہبہ کرنے کیواسطے وکیل مقرر ہو وہ سپرد کردینے کا بھی وکیل ہے اور اس وکیل کو اختیار ہوتا ہے کہ کسی دوسرے کو وکیل کردے بخلاف قبضہ کرنے کے وکیل کے کہ اسکو دوسرے کو قبضہ کرنے کے واسطے وکیل کرنیکا اختیار نہیں ہے یہ محیط میں ہے فتاوی عتابیہ میں لکھا ہے کہ اگر واہب نے سپرد کرنے کیواسطے ایک وکیل کردیا اور موہوب لہ نے قبضہ کرلینے کیواسطے ایک وکیل کردیا اور خود دونوں غائب ہوگئے تو وکیل کا سپرد کردینا صحیح ہے اور اگر واہب کے وکیل نے سپرد کرنے سے انکار کیا تو موہوب لہ کا وکیل اس سے خصومت کرسکتا ہے اور اگر سپرد کرنے کے واسطے دو وکیل ہوں تو ایک وکیل تنہا سپرد کرسکتا ہے بخلاف قبضہ کرنے کے دو وکیلوں کے کہ ایک وکیل تنہا قبضہ نہیں کرسکتا ہے یہ تاتارخانیہ میں ہے - اگر کسی شخص کی طلاق دی ہوئی عورت عدت میں بیٹھی تھی اسکو کسی شخص نے اس طمع سے نفقہ دیا کہ بعد عدت کے مجھ سے نکاح کرے پھر اس عورت نے اسکے ساتھ نکاح کرنے سے انکار کیا پس اگر اسنے نفقہ دینے میں نکاح کر لینے کی شرط کی تھی تو واپس لے سکتا ہے ورنہ صحیح یہ ہے کہ واپس نہیں لے سکتا ہے ایسا ہی صدر الشہید نے فرمایا ہے اور امام قاضی خان نے فرمایا کہ اصح یہ ہے کہ واپس لیوے خواہ عورت اسکے ساتھ نکاح کرے یا نکرے کیونکہ یہ رشوت ہے اور اگر عورت نے اس مرد کے ساتھ ملکر کھایا پیا ہے تو کچھ واپس نہیں لے سکتا ہے یہ قنیہ میں لکھا ہے امام ابو القاسم رحمۃ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنے شریک کو لکھا کہ میرا مال میں نے اس لڑکے کو بطور ہبہ کے دیدے اور اسکو یہ حکم کردیا اور شریک نے دینے سے انکار کیا پس آیا لڑکے کو اسکے ساتھ خصومت کا اختیار ہے تو شیخ نے فرمایا کہ یہ ایسا حق ہے کہ ہنوز واجب نہیں ہوا اور نہ واجب ہوگا جب تک قبضہ نہو جاوے پس لڑکا اس امر میں خصومت نہیں کرسکتا اور فقیہ نے فرمایا کہ اگر بطور ہبہ کے نہو تو بیٹے کو خصومت کا اختیار ہے بشرطیکہ شریک مال کا اور وکالت کا اقرار کرتا ہو یہ حاوی میں ہے - ایک امیر نے ایک شخص کو ایک باندی ہبہ کی باندی نے اسکو خبر دی کہ میں ایک تاجر کی ہوں وہ مقتول ہوا اور میں مغلوب ہوکر دست بدست ایک سے دوسرے کے پاس پہونچی ہوں اور موہوب لہ نے وارثان مقتول کو جب تلاش کیا تو نہ پایا

[illegible]

وہ جانتا ہو کہ اگر مین اس باندی کو چھوڑے دیتا ہون تو ضائع ہوگی اور اگر اپنے پاس رکھتا ہون تو نفقہ مین دبجائے کا خوف ہو تو اسکو چاہیے کہ یہ امر قاضی کے سامنے پیش کرے تا کہ قاضی مالک غائب کیواسطے اسی قابض کے ہاتھ فروخت کردے تا کہ جب کبھی اسکا مالک ظاہر ہو تو اپنے درم قابض سے وصول کرلے یہ جواہر الفتاوی مین ہو فتاوی ابوالفضل مین ہو کہ ایک زمین ایک شخص کے باپ کے پاس تھی پھر اسکے پاس مدت تک رہی پھر اسنے کسی شخص کو ہبہ کردی پھر ایک شخص مدعی نے آکر زمین کا دعوی کیا تو امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ موہوب لہ کے ساتھ خصومت کرے واہب پر نالش نہ کرے اور امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر اسکو زمین لینا منظور ہو تو موہوب لہ سے خصومت کرے اور اگر ہبہ کردینے کیوجہ سے زمین کو تلف کردینے سے قیمت کا دعوی کرتا ہو تو واہب پر نالش کرے یہ حاوی مین ہو۔ قاضی یا کسی دوسرے کو کوئی چیز اپنے کام کی اصلاح کیواسطے دی اسنے اصلاح کردی پھر وہ شخص آیا تو جو کچھ اسنے دیا ہو اسکو واپس دیا جاوے۔ ہر دو متعاشق باہم ایک دوسرے کو چیزین بھیجا کرتے ہین یہ رشوت ہو کہ اس سے ملک ثابت نہین ہوتی ہو اور دینے والے کو واپس لینے کا اختیار ہو۔ ایک عورت اپنے بھائی کے گھر مین ہو اسکے ساتھ کسی نے منگنی کی اسکے بھائی نے اس عورت کے دینے سے انکار کیا اور کہا کہ جب تک اسقدر درم ندے ندونگا اسنے درم دیدیے اور اس عورت سے نکاح کرلیا تو جسقدر اس نے دیا ہو وہ سب واپس لے سکتا ہو کیونکہ یہ سب درم اسنے عورت کے بھائی کو رشوت دیے ہین یہ قنیہ مین لکھا ہو۔ اگر اپنی جان سے یا اپنی کسی اہلبیت کی جان سے ظلم و جور دفع کرنے کیواسطے رشوت دی تو گنہگار نہوگا۔ اگر دار الحرب کے بادشاہ نے بادشاہ اسلام کے ایلچی کو کوئی باندی دی تو باندی اسیکی ہوگی اور اگر دشمنون کے سردار نے لشکر اسلام کے سردار کو کچھ ہدیہ بھیجا تو تمام لشکر کا ہوگا یہ سراجیہ مین ہو ابن مقاتل رح سے دریافت کیا گیا کہ لڑکون کے والدین انکے معلمون کو نوروز و عید وغیرہ مین ہدیہ بھیجا کرتے ہین تو شیخ رح نے فرمایا کہ اگر معلم نے سوال کرکے یا جھگڑکے نہ لیا ہو تو کچھ ڈر نہین ہو یہ حاوی مین ہو شمس الائمہ حلوائی رح سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے کوزہ لگایا یا چھت پر رکھدیا پھر پانی برسا اور کوزہ بھر گیا پھر ایک شخص نے آکر کوزہ مع پانی کے لے لیا پس آیا مالک کو کوزہ مع پانی کے واپس لینے کا اختیار ہو تو شیخ رح نے فرمایا کہ ہان قال رضی اللہ عنہ شیخ رح نے کوزہ کے حق مین جو حکم دیا اسمین کوئی اشکال نہین ہو لیکن پانی کے حق مین اسطرح تفصیل ہو کہ اگر مالک نے وہ کوزہ اسی واسطے رکھا تھا تو واپس لے سکتا ہو اور اگر اسواسطے نہ رکھا تھا تو پانی واپس نہین لے سکتا ہو یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہو اگر لقیط کو کوئی شخص صدقہ یا ہبہ دے تو اسکا قبول کرنا اسکے ملتقط یعنی اٹھالانے والے پر ہو اور ملتقط کا قبضہ کرنا استحسانا جائز ہو یہ ملتقط مین لکھا ہو۔ ایک لقیط کسی ملتقط کے پاس ہو وہ اسکو اٹھالایا ہو اور اسکو نفقہ دیتا ہو اور اس بچہ کا سوا اسکے کوئی نہین ہو تو جو کچھ اس بچہ کو ہبہ دیا جاوے اسپر اس اجنبی کا قبضہ کرنا جائز ہو اگرچہ نابالغ خود قبضہ کرنیکے لائق ہو اور اس اجنبی کو یہ بھی اختیار ہو کہ اسکو تعلیم کیواسطے سپرد کرے اور کسی دوسرے اجنبی کو اس سے لینے کا اختیار نہین ہو اسکو شمس الائمہ سرخسی نے کتاب اللقطہ مین صریح ذکر کیا ہو کذا فی الصغری۔ ابن احمد رح سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص حمام مین گیا اور صاحب حمام کو اجرت دیدی اور ایک پیالہ پانی کے حوض سے پانی لیا کہ جسکو حمام والے نے ہمارے ملک کی عادت کے موافق اس شخص کو دیدیا تھا پس آیا یہ پانی اس شخص بھر لینے والے کی ملک ہوگیا یا حمام والے کی ملک ہوگا اور حمام مین آنیوالون کو اسکی طرف سے اباحت ہوگی تو شیخ نے فرمایا کہ وہ شخص اس پانی کا بہ نسبت دوسرون کے زیادہ مستحق ہوگیا و لیکن اسکی ملک نہین ہوا یہ

تاتارخانیہ مین ہو ایک شخص نے کسی اجنبیہ عورت کو کچھ مال زنا کے ارادہ سے دیا پس اگر اس عورت سے یون کہا کہ مین تجھے اسواسطے دیتا ہون کہ تیرے ساتھ زنا کرون تو اسکو واپس کرنے کا اختیار ہے اور اگر زنا کے ارادہ سے ہبہ کیا اور وہ قائم ہو تو واپس لے سکتا ہو ورنہ نہین یہ قنیہ مین لکھا ہو - فوائد شمس الاسلام مین لکھا ہو کہ اگر اپنی عورت کو مار پیٹ سے ڈرایا یہانتک کہ عورت نے اُسکو اپنا مہر ہبہ کر دیا تو صحیح نہین ہو بشرطیکہ شوہر اُسکے مارنے پر قادر ہو یہ خلاصہ مین لکھا ہو - اور میرے والد سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے جھگڑا پھیلایا اور اُسکو مار پیٹ اور گالیون کی ایذا پہونچائی یہانتک کہ عورت نے اُسکو اپنا مہر ہبہ کر دیا اور مرد نے اُسکو کچھ عوض نہین دیا پس آیا رجوع کرنے کا اختیار ہی تو میرے والد نے فرمایا کہ ایسی برأت باطل ہو یہ تاتارخانیہ مین ہو - فتاوی نسفی مین ہو کہ شیخ نجم الدین سے دریافت کیا گیا کہ ایک عورت نے اپنے شوہر کو اُسکی درخواست سے کچھ مال دیا تاکہ وہ شخص خوش گزران کرے پھر اُسکے شوہر پر شوہر کے بعض قرضخواہون نے قابو پا کر یہ مال لے لیا تو آیا عورت کو اختیار ہو کہ شوہر کے قرضخواہ سے یہ مال لے لے فرمایا کہ اگر شوہر کو اُس نے ہبہ کیا یا قرض دیا ہو تو نہین لے سکتی ہو اور اگر اس طور سے دیا تھا کہ باوجود عورت کی ملک کے اُسکا شوہر اُسمین تصرف کرے تو لے سکتی ہو یہ محیط مین ہے - ہبہ کرنا عمارت کا بدون زمین کے جائز ہو کذا فی الذخیرہ اور زمین کے ہبہ کرنے مین بلا ذکر وہ سب چیزین داخل ہو جاتی ہین جو زمین کے بیع کرنے مین بلا ذکر داخل ہو جاتی ہین جیسے عمارت و اشجار وغیرہ اسی طرح اگر زمین سے یا کسی زمین دینے پر صلح قرار دی تو بھی یہی حکم ہو لیکن کھیتی بدون ذکر کرنے کے صلح مین داخل نہین ہوتی ہو اور رکن الصباغی نے فرمایا کہ رہن و اقرار وقف مین کھیتی داخل ہو جاتی ہو اور بیع اور قسمت و وصیت و اجارہ و نکاح و وقف و ہبہ و صدقہ و ملک مطلق کی قضا مین داخل نہین ہوتی ہو اور پھل اور قیمتی پتے بھی درختون کے ہبہ کرنے مین بلا ذکر داخل نہین ہوتے ہین اور جب درختون کے ہبہ مین ذکر نہ کیا حالانکہ اُنمین پھل اور پتے موجود ہین تو ہبہ فاسد ہوگا کیونکہ تسلیم نہین کر سکتا ہو یہ قنیہ مین ہی یتیمیہ مین لکھا ہو کہ میرے والد سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ مجھے اپنا اصطبل دیدے تاکہ اُسمین میرا چوپایہ رہے اُس نے دیدیا تو گوبر کس کا ہوگا پس والد رح نے فرمایا کہ چوپایہ کے مالک کا ہوگا قال رضی اللہ عنہ ایسا ہی شیخ علی بن الحسین السغدی رح نے جواب مین فرمایا ہو اور شیخ ابن الحسین رح سے پھر ایکبار دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ گوبر اُس شخص کا ہوگا جو گھاس ڈالتا ہو خواہ وہ اصطبل کا غصب کرنے والا ہو یا مستعیر ہو یا چوپایہ کا غصب کرنیوالا ہو یا مستعیر ہو لیکن اگر اُسکے واسطے کوئی جگہ معروف مقرر کر دی ہو یا اصطبل کے مالک نے چوپایہ کے مالک سے یون کہا ہو کہ مجھے اپنا چوپایہ دیدے تاکہ میرے اصطبل مین رات کو رہا کرے تو اُسوقت مین گوبر مالک اصطبل کا ہوگا یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہو - فتاوی نسفی مین ہو کہ ایک شخص نے اپنی جورو سے گواہون کے سامنے یون کہا کہ اللہ تعالی مجھے بخشے کہ تو نے اپنا مہر جو مجھ پر تھا مجھے ہبہ کیا اُس عورت نے کہا آرے بخشیدم یعنی ہان مین نے بخشا پس گواہون نے اُس سے کہا کہ ہم تیرے ہبہ کر دینے پر گواہی دین اُسنے کہا کہ ہزار تن گواہ باشید یعنی ہزار آدمی گواہ رہو تو شیخ رح نے فرمایا کہ عورت کے اثنائے کلام مین رد و تصدیق پائی جاتی ہو پس جو کچھ گواہون نے دیکھا اُسی پر محمول کیا جائیگا یہ ذخیرہ مین ہو - اگر کسی نے اپنی دختر کسیکو ہبہ کی تو نکاح ہو اور اگر اپنی جورو و اُسکی ذات کو ہبہ کی تو طلاق ہو اور اگر اپنا غلام اُسکے تئین ہبہ کیا تو عتق ہو یہ خزانۃ الفتاوی مین ہو - اور جامع الفتاوی مین لکھا ہو کہ اگر ایک غلام قرضدار ہبہ کیا گیا اور قرضخواہون نے ہبہ کو رد کر دینا چاہا تو اُنکو یہ اختیار ہوگا

[illegible]

اور اگر توڑنے سے پہلے واہب یا موہوب لہ نے فدیہ دیدیا تو ہبہ پورا ہو جائیگا اور یہی حکم صدقہ کا ہے اور مولے نے اگر دوسرے کے ہاتھ فروخت کیا تو بھی یہی حکم ہے اور اگر قرضخواہوں نے ہبہ کی اجازت دیدی تو اُنکا حق باطل ہو گیا ولیکن اگر غلام آزاد کر دیا جائے تو ایسا نہیں ہے اور اگر ایسے غلام کی کسی شخص کے لیے وصیت کرکے مر گیا تو قرضخواہوں کو وصیت توڑ دینے کا اختیار نہیں ہے بلکہ وہ غلام موصی لہ کے پاس فروخت کیا جائیگا اور قرضہ ادا کرنے کے بعد اگر کچھ بچ رہے تو موصی لہ کو ملیگا اور صدقہ اور ہبہ کی صورت مین بڑھتی مال موہوب لہ یا متصدق علیہ کو نہ ملیگا یہ تاتارخانیہ مین ہے امام ابو بکر رح سے دریافت کیا گیا کہ اگر کسی غلام ماذون نے اپنی کمائی سے یا ایسے مال سے جو اسکو مولی نے دیا ہے کچھ ہبہ کیا تو شیخ نام نے فرمایا کہ اگر اسکو معلوم ہے کہ اگر مولی کو یہ خبر پہونچی تو اُسکو بُرا جانیگا تو اسکو ہبہ کرنا حلال نہین ہے ورنہ کچھ ڈر نہین ہے یہ حاوی مین لکھا ہے - ایک شخص نے اپنے مکاتب سے کہا کہ مین نے تجھے بدل کتابت ہبہ کی اور مکاتب نے کہا کہ مین نہین قبول کرتا ہون تو مکاتب آزاد ہو جائیگا اور مال کتابت اُسپر قرضہ رہیگا یہ وجیز کردری مین ہے - ایک شخص نے اقرار کیا کہ مین نے زید کو اپنا دار ہبہ کیا تو یہ اقرار صحیح ہے اور غیاثیہ مین لکھی ہے کہ اگر ہبہ کا اقرار کیا تو اس اقرار سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ اُسنے موہوب لہ کے قبضہ کر لینے کا بھی اقرار کیا اور یہی اصح ہے یہ جواہر اخلاطی مین لکھا ہے - جامع اصغر مین امام محمد رح سے بروایت خلف رح مذکور ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کو ایک نخل ہبہ کیا حالانکہ وہ درخت اپنی جگہ قائم ہے تو موہوب لہ اُسکا قابض شمار نہو گا جب تک کہ اسکو قطع کرکے اُسکے سپرد نہ کرے اور بیع کی صورت مین اگر مشتری اور نخل کے درمیان تخلیہ کر دیا تو قابض ہو گیا یہ ذخیرہ مین ہے - اور ذمی لوگ ہبہ کے احکام مین بمنزلہ مسلمانون کے ہین کیونکہ انھون نے ایسے احکام اسلام کا اپنے اوپر التزام کر لیا ہے جو معاملات سے متعلق ہین ولیکن مسلمان و ذمی کے درمیان شراب کو ہبہ کے عوض دینا جائز نہین ہے خواہ مسلمان دے یا ذمی اور اگر وہ شراب قاضی کے ہاتھ مین سرکہ ہو گئی تو عوض نہو جائیگی اور چاہیے کہ اُسکے مالک کو واپس کر دے اور باہم دو ذمیون مین خمر یا سور کا معاوضہ جائز ہے جیسے ابتدائی بیع اُن چیزون کے عوض جائز ہے ولیکن مردار و خون کا معاوضہ جائز نہین ہے یہ مبسوط مین ہے مرتد نصرانی کو نصرانی نے مرتد کو اس شرط سے ہبہ کیا کہ موہوب لہ شراب عوض مین دے تو یہ باطل ہے یہ محیط سرخسی مین ہے - ایک مسلمان نے ایک مرتد کو کچھ ہبہ کیا اور مرتد نے اسکا کچھ عوض دیدیا پھر قتل کیا گیا یا دار الحرب مین جا ملا تو ہبہ جائز ہے اور اُسکا عوض دینا امام اعظم رح کے نزدیک نہین جائز ہے اور صاحبین رح کے نزدیک اُسکا عوض دینا بھی مثل اور تصرفات کے صحیح ہے ولیکن دونون مین اختلاف اسقدر ہے کہ امام ابو یوسف رح کے نزدیک یہ تعویض کل مال سے معتبر ہوگی اور امام محمد رح کے نزدیک تہائی مال سے معتبر ہوگی جیسے اُسکے اور تصرفات جو بطریق تبرع و احسان کے ہین تہائی سے معتبر ہین اور اگر مرتد نے کچھ ہبہ کیا اور موہوب لہ نے اُسکو عوض ہبہ دیا پھر مرتد مقتول ہوا یا دار الحرب مین جا ملا تو اُسکا ہبہ اُسکے وارثون کو واپس دیا جائیگا اور عوض مالک عوض کو پھیر ملیگا بشرطیکہ بعینہٖ قائم ہو اور اگر تلف کر دیا ہو تو مرتد کے مال مین قرضہ ٹھہرایا جائے گا خواہ اس معاملہ مین اُسکے مرتد ہونے کا دوسرے کو علم ہو یا نہو حکم یکسان ہے - اور اگر کسی حربی مستامن نے کسی مسلمان کو یا مسلمان نے حربی مستامن کو کچھ ہبہ کیا اور موہوب لہ نے قبضہ کر لیا پھر وہ دار الحرب کو لوٹ گیا پھر امان لیکر واپس آیا تو ہر ایک کو دونون سے اپنے ہبہ سے رجوع کرنیکا اختیار ہوگا اور اگر وہ حربی جہاد مین قید ہوا اور ہبہ اُس سے چھین لیا گیا تو مسلمان واہب کو وہ ہبہ واپس نے لینے کا اختیار رہیگا اگرچہ مال غنیمت تقسیم ہو جانے سے پہلے واہب حاضر ہوا ہو - اور اگر حربی کسی شخص کے حصہ مین

پڑا اسنے اسکو آزاد کردیا پھر یہ ہبہ بسبب خرید وغیرہ کے اسکو ملگیا تو واہب کو ہبہ سے رجوع کرنیکا اختیار رہیگا اور اگر حربی نے ہبہ کیا ہو اور جہاد مین قید ہوا اور کسی شخص کے حصہ مین آیا تو اپنی ہبہ سے رجوع نہین کرسکتا ہو اسیطرح اگر آزاد کیا گیا تو بھی رجوع نہین کرسکتا ہو یہ مبسوط مین ہو۔ ایک نصرانی نے مسلمان کو کوئی چیز ہبہ کی اُسنے شراب عوض مین دی تو نصرانی اپنی ہبہ سے رجوع کرسکتا ہو یہ محیط سرخسی مین ہو۔ ایک حربی نے دوسرے حربی کو کچھ ہبہ کیا پھر دونون حربی کے وطن وملک اے سب یا دونون حربی مسلمان ہوگئے اور دار الاسلام مین چلے آئے تو واہب کو ہبہ سے رجوع کا اختیار ہو اور اُسنے عوض دیدیا ہو تو موہوب لہ سے واپس نہین لے سکتا ہو یہ مبسوط مین ہو تتمہ مین ہو کہ شیخ عمر النسفی رحمہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی اولاد کو حکم دیا کہ فلان جانب جو زمین ہو اُسکو باہم تقسیم کرو اور مراد اُسکی تملیک ہو پھر اُنھون نے تقسیم کرلی اور اُس تقسیم پر راضی ہوگئے پس آیا اُنکی ملکیت ثابت ہوجائیگی یا احتیاج باقی رہیگی کہ باپ اُن سب سے کہے کہ مین نے تمکو ان زمینون کا مالک کیا یا ہر ایک سے کہے کہ مین نے تجھے اس قطعہ زمین کا جو علیحدہ کرکے تیرے حصہ مین آیا ہو مالک کیا تو شیخ رح نے فرمایا کہ نہین اور یہی مسئلہ حسن رح سے دریافت کیا گیا اُنھون نے فرمایا کہ تقسیم سے اُنکی ملکیت ثابت نہوگی یہ تاتارخانیہ مین ہو۔ شیخ رح سے پوچھا کہ ایک عورت نے کرباس اپنے شوہر کے ہاتھ فروخت کیا اور وہ ثمن جو شوہر پر ہو اپنے بیٹے کو بطریق انعام وصلہ رحم کے دینے کے اقرار دیا پھر بیٹا مرگیا تو ثمن کسکو ملیگا فرمایا کہ سب عورت کو ملیگا اور بیٹے کی میراث نہ قرار دیا جائیگا یہ فتاوے محمد بن محمود استروشنی مین ہو۔ باپ اور اُسکا بیٹا جنگل مین ہین اور دونون کے ساتھ اسقدر پانی ہو کہ ایک کیواسطے کافی ہوسکتا ہو تو دونون مین سے کون شخص پانی کا مستحق ہو تو فرمایا کہ بیٹا زیادہ مستحق ہو کیونکہ اگر باپ حی ہو تو بیٹے پر واجب ہوگا کہ اپنے باپ کو پانی پلادے اور اگر باپ کو پلایا تو خود پیاس سے مرگیا پس یہ امر اُسکی طرف سے اپنے آپ کو قتل کرنے پر اعانت کرنا ٹھہرا اور اگر خود پی لیا تو باپ کو اپنے قتل نفس کا معین نہ کیا پس یہ صورت ایسی ہوگئی کہ دو شخص ہین ایک نے اپنے آپ کو قتل کیا اور دوسرے نے دوسرے شخص کو قتل کیا تو اپنے تئین قتل کرنے والا زیادہ گنہگار ہو اور حدیث شریف مین آیا ہو کہ حضرت سید عالم علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ جس شخص نے تیز چیز سے اپنے آپکو قتل کیا وہ قیامت مین اس حال سے آویگا کہ اُسکے ہاتھ مین یہ تیز چیز ہوگی کہ اپنے پیٹ مین مارتا ہوگا کذا فی الظہیریہ وفی بعض النسخ المحیط۔ قال رضی اللہ عنہ جب مین نے دریافت کیا کہ ایک شخص نے بادشاہ کو اپنا حال لکھا اور درخواست کی کہ مجھے فلان زمین محدودہ کا مالک کردے اور بادشاہ نے اُسکے نام فرمان کرامت عنوان اُسکی عرضی کی پشت پر لکھوایا کہ مین نے تجھکو اس زمین کا مالک کردیا پس آیا مالک ہوگیا یا قبول کرنا سلطان کی طرف سے ایک ہی مجلس مین واقع ہونا چاہیے تو فرمایا کہ یہ تملیک قیاساً ایسی ہی ہو کہ مجلس واحد مین قبول ہونا چاہیے ولیکن چونکہ رسائی متعذر ہو لہذا اسکا سوال وعرضی بجاے اُسکی حاضری کے قرار دی جائیگی پھر جب سلطان نے حکم دیدیا اور اُسنے فرمان اُسکی طرف سے لے لیا تو مالک ہوگیا یہ جواہر الفتاوی مین ہو۔ امام ہمام محمد بن الحسن رح نے سیر کبیر مین فرمایا کہ اگر امام اسلام نے مال غنیمت دار الحرب مین غازیون کے درمیان تقسیم کیا یا جو سوداگر اُسکے ساتھ لگ چلے گئے تھے اُنکے ہاتھ فروخت کردیا پھر دشمن نے اُنکو آگھیرا اور دار الاسلام مین لانے نہ پائے پس خریدارون یا اُن لوگون نے جنکے حصہ مین آیا ہو یہ چاہا کہ اُسکو جلاکر خاک کردین اس قصد سے اُنھون نے اسباب اُتار کر پھینک دیا پھر کچھ سوچکر بولے کہ جو شخص ہم مین سے جو چیز

کے وہ اُسی کی ہو بسبب بہت سے مسلمانون نے نیز لیتے ہی اُنکی ہو جائیگی خواہ اُسکو دار الاسلام مین لے آئے یا نہ لائے ہون اور امام محمد رح نے اُسکی وجہ یہ بیان کی کہ یہ امر اُنکی طرف سے بمنزلہ ہبہ کر دینے کے ہے یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور کتاب الصید مین ایک حدیث ذکر کی جو دلالت کرتی ہے کہ اگر کسی شخص کو ہدیہ بھیجا جاوے اور وہ اپنے جلیسون کے ساتھ بیٹھا ہو تو وہ ہدیہ اُسمین اور جلیسون مین مشترک ہوتا ہے اور طحاوی رح نے فرمایا کہ اگر ہدیہ ایسی چیز ہو کہ محتمل قسمت نہین ہے جیسے کپڑا یا فی الحال کھانے کے لائق نہو جیسے گوشت وغیرہ تو اُسکے جلیسونکو اُسمین سے کچھ نہ دیا جائیگا اور اگر لائق تقسیم ہو اور فی الحال کھانے کے لائق ہو تو اپنے جلیسون کے لیے اُسمین سے حصہ لگاوے اور باقی اپنے اہل و عیال کے واسطے رکھے یہ تاتارخانیہ مین ہے ایک شخص مرگیا اور کسی شخص نے اسکے بیٹے کے پاس اسکی تکفین کے لیے کپڑا بھیجا پس آیا بیٹا اُس کپڑے کا مالک ہو جائیگا حتی کہ اُسکو جائز ہوگا کہ اُس کپڑے کو رکھ لے اور دوسرے مین اُسکی تکفین کرے تو حکم یہ ہے کہ اگر میت ایسا شخص تھا کہ اُسکے علم و فقاہت یا پرہیزگاری کے باعث سے لوگ اُسکے کفن دینے کو متبرک سمجھتے ہون تو بیٹا مالک نہوگا اور اگر بیٹے نے دوسرے کپڑے مین کفن دیا تو واجب ہوگا کہ وہ کپڑا اُسکے مالک کو واپس کر دے اور اگر ایسا نہو تو لڑکے کو جائز ہوگا کہ کپڑے کو جسطرح چاہے صرف مین لاوے یہ سراج الوہاج مین ہے۔ اگر باپ نے اپنے نابالغ کو کوئی گھر ہبہ کیا اور اُسکے حدود و حقوق بیان نہ کیے اور وہ گھر کسی دوسرے کے پاس ہبہ کے وقت ودیعت مین تھا اور مستودع اُسمین بستا تھا تو عقد ہبہ سے نابالغ اسکا مالک ہو جائیگا اور اس حکم مین صدقہ بھی مثل ہبہ کے ہے یہ جواہر اخلاطی مین ہے

بارھوان باب صدقہ کے بیان مین۔ صدقہ منقسم و غیر منقسم کا مثل ہبہ کے ہے اور اُسمین بھی مثل ہبہ کے قبضہ کی ضرورت ہے ولیکن فرق یہ ہے کہ صدقہ جب پورا ہو جاوے تو پھر رجوع نہین کر سکتا ہے خواہ کسی غنی کو صدقہ دیا ہو یا فقیر کو۔ اور ہمارے بعضے اصحاب نے فرمایا کہ غنی کو صدقہ دینا مثل ہبہ کے ہے یہ مبسوط مین ہے و فی بعض نسخ المحیط۔ اگر کسی شخص کو ایک گھر صدقہ دیا تو واپس نہین لے سکتا ہے خواہ متصدق علیہ غنی ہو یا فقیر ہو یہ مضمرات مین ہے۔ اگر صدقہ کی نیت سے کسیکو ایک کپڑا دیا اُسنے یہ گمان کر کے کہ یہ ہبہ یا عاریت ہے لے لیا اور پھر دینے والے کو واپس کیا تو دینے والے کو لے لینا حلال نہین ہے کیونکہ جب دوسرے نے اُسپر قبضہ کیا تب ہی اُسکی ملک سے وہ کپڑا نکل چکا اور اگر لے لیا تو اُسپر واپس کر دینا واجب ہے یہ سراج الوہاج مین ہے۔ ہبہ صحیح نہیں ہوتا ہے جبتک کہ زبان سے قبول نہ کرے اور استحساناً صدقہ بدون زبان سے قبول کرنے کے صحیح ہوتا ہے کیونکہ ہر زمانہ مین ایسی عادت جاری تھی کہ فقیرون کو صدقہ دیتے تھے بدون اسکے کہ اُنکی طرف سے زبانی قبول پایا جاوے یہ قنیہ مین ہے اور صدقہ فاسد مثل ہبہ فاسد کے ہے یہ وجیز کردری مین ہے۔ اگر دو غنی آدمیون کو صدقہ دیا تو ایک روایت مین امام اعظم رح سے جائز ہے اور یہی صاحبین رح کا قول ہے اور اگر دو فقیرونکو صدقہ دیا تو بالاجماع جائز ہے یہ سراجیہ مین ہے اگر چاندی گداختہ کا ایک ٹکڑا دو فقیرون کو صدقہ دیا تو بالاتفاق جائز ہے یہ تہذیب مین ہے ایک شخص نے مسکینون کو کچھ ہبہ کر کے اُنکو دیدیا تو استحساناً رجوع نہین کریگا اور قیاساً رجوع کر سکتا ہے یہ مبسوط مین ہے اور اگر سائل یا محتاج کو بطور حاجت کے کچھ عطا کیا اور اسکے صدقہ ہونا بیان نہ کیا تو استحساناً رجوع نہین کر سکتا ہے یہ ذخیرہ مین ہے ایک شخص کے ہاتھ مین درم تھے اُسنے کہا کہ للہ علی ان اتصدق بہذہ الدراہم یعنی اللہ تعالے کیواسطے اپنے اوپر رکھتا ہون کہ مین ان درمون کو صدقہ کر دون پھر اس شخص نے اُنکے سوائے دوسرے صدقہ کر دیے تو شیخ نصیر رح نے فرمایا کہ جائز ہے اور اگر اُسنے صدقہ نہ کیے یہانتک کہ سب تلف ہو گئے تو اُسپر کچھ صدقہ کرنا لازم نہ آویگا یہ فتاوی قاضیخان مین لکھا ہے۔ فتاوی مین ہے کہ ابن سلمہ رح سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے

عورت کو صدقہ دیا اور وہ تنگدست تھی مگر شوہر اسکا مالدار ہو تو شیخ رح نے فرمایا کہ اگر اسکا شوہر خوش گذران سے اسکو نفقہ
دیتا ہو تو عورت اپنے شوہر کے غنا کے سبب غنی گنی جاویگی یہ حاوی میں ہو۔ منتقی میں امام محمد رح سے بروایت ابراہیم
مذکور ہو کہ ایک شخص نے دوسرے کو کچھ صدقہ دیکر سپرد کیا پھر اس سے صدقہ کا اقالہ کرنا چاہا اسنے اقالہ کر دیا تو جب
تک سپر قبضہ نہ کرے جائز نہین ہو کیونکہ یہ مستقل ہبہ ہو۔ اور اگر بجائے صدقہ کے اس صورت مین کسی ذی رحم محرم
کو ہبہ کیا تو بھی یہی حکم ہو اور امام محمد رح نے فرمایا کہ ہر ایسے عقد مین جسکو قاضی نے فسخ نہین کر دیا ہو انھین خصومت کا یہی حکم ہو
اور ہر ایسے عقد مین جسکو قاضی نے فسخ کر دیا ہو مثلاً ہبہ ہو اور اسمین خصومت کی اور موہوب لہ نے اقالہ کر دیا تو واہب
کا مال ہو اگرچہ قبضہ نہ کیا ہو۔ اور جاننا چاہئے کہ صدقہ کا عقد قابل اقالہ و فسخ کے نہین ہو تا ہو پس صدقہ کا اقالہ کرنا
ازسر نو تملیک ابتدائی ہبہ قرار دیا جائیگا یہ محیط مین ہو۔ اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ اگر دونون نے باہم صدقہ کا اقالہ کیا
اور متصدق کے قبضہ کرنے سے پہلے متصدق علیہ مر گیا تو اقالہ باطل ہو اور اگر ہبہ مین ایسا ہوتا تو عقد کو رجوع قرار دیکر بغیر تقضیہ جائز ہوتا یہ
بحر الرائق مین ہو۔ اور امام ابو یوسف رح سے روایت ہو کہ اگر کسی شخص کو ایک گھر اس شرط سے دیا کہ نصف صدقہ ہو اور
نصف ہبہ ہو تو اسکے قبضہ کر لینے کے بعد بھی اسکو نصف ہبہ سے رجوع کا اختیار ہو کیونکہ ہر عقد نصف علیحدہ سے متعلق ہوا اور
عدم انقسام مانع رجوع نہین ہو یہ محیط سرخسی مین ہو۔ اگر ایک گھر ایک عورت کو اور جو اسکے پیٹ مین ہو اسکو صدقہ دیا حالانکہ
وہ عورت حاملہ ہو تو کچھ صدقہ جائز نہین ہو اور اگر عورت سے کہا کہ تجھے اور اپنے غلام کو یا تجھے اور اپنے آپ کو مین نے یہ دار
صدقہ دیا تو جائز نہین ہو اور اگر کہا کہ تجھے اور جو شخص اس بیت مین موجود ہو اسکو صدقہ دیا حالانکہ اس بیت مین کوئی
بھی نہ تھا تو یہ صورت بمنزلہ اس صورت کے ہو کہ ایک شخص نے کہا کہ مین نے یہ گھر اپنی تینون اولاد نابالغون کو صدقہ دیا
اور اسکا گمان ہو کہ وہ سب زندہ موجود ہین حالانکہ انھین سے بعض مر گئے اور اسکو علم نہ تھا تو یہ صدقہ باطل ہو اور اگر
اسنے اسطرح صدقہ کیا حالانکہ جو اولاد انمین مری ہو اسکو وہ جانتا ہو تو اس صورت مین صدقہ جائز ہوگا اور جو زندہ موجود ہے سب
اسی کو ملیگا اور اسمین اشارہ ہو کہ ایجاب اگر ایک ایسے شخص کیواسطے واقع ہو جو بوجہ من الوجوہ مالک ہوتا ہو تو ایجاب
بتمامہ اسی کے واسطے ہوگا اور اس صورت مین شیوع بالکل ثابت نہوگا پس ایجاب جائز ہو جائیگا اور اگر ایجاب دو شخصون
کیواسطے واقع ہو اور دونون مین سے ہر ایک ایسا ہو کہ بوجہ من الوجوہ مالک ہوتا ہو تو ایجاب دونون کے حق مین ہوگا
اور اسوقت شیوع احد الجانبین سے ثابت ہو جائیگا پس جس مجتہد کے نزدیک احد الجانبین سے شیوع کا متحقق ہونا مانع
ہوتا ہو اسکے نزدیک جواز ایجاب نہوگا یہ محیط مین ہو اگر کسی شخص کو صدقہ دیا اور سپرد کر دیا پھر متصدق علیہ مر گیا اور جس نے صدقہ
دیا ہو وہی اسکا وارث ہو اس نے یہ صدقہ میراث مین پایا تو اسکو لینے مین کچھ ڈر نہین ہو یہ ظہیریہ مین لکھا ہو۔ اور اگر
کسی شخص نے کہا کہ مین نے اپنے اس دار کا کرایہ وغیرہ حاصلات مسکینون پر صدقہ کر دیا یا کہا کہ میرا گھر مسکینون پر صدقہ ہو
تو جب تک وہ زندہ ہو صدقہ کر دینے کا حکم اسکو کیا جائیگا اور اگر صدقہ نافذ کیے جانے سے پہلے وہ مر گیا تو دار و کرایہ حاصلات انکی
میراث ہو جائیگی یہ ذخیرہ مین ہو۔ اور اگر وہ زندہ رہا اور اسنے دار کی قیمت صدقہ کر دی تو کافی ہو یعنے حق واجب ادا ہو گیا یہ مبسوط
مین ہو۔ اگر کسی نے کہا کہ میرا مال یا جسکا مین مالک ہون مسکینون پر صدقہ ہو تو یہ مال زکوٰۃ پر رکھا جائیگا اور اسمین ہر جنس جس پر
زکوٰۃ واجب ہوتی ہو یعنی سوائم و نقود و عروض تجارت سب داخل ہو جائینگی خواہ بقدر نصاب زکوٰۃ ہو گئی ہون یا نہون اور
خواہ اس شخص پر بقدر قرضہ ہو کہ تمام مال کو گھیرے ہوئے ہو یا قرضہ نہو اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ ایسی زمین جس عشر لیا جاتا ہو وہ بھی

داخل ہونگی اور امام محمد رح کے نزدیک داخل نہونگی اور خراجی زمینین داخل نہونگی اور خدمت کے رقیق یعنے مملوک
خواہ غلام ہون یا باندیان اور عقار اور اثاث البیت اور پہننے کے کپڑے اور استعمال کے اوزار و ہتھیار اور ایسی ہی
چیزین جو اموال زکوۃ مین سے نہین ہین داخل نہونگی اور بعض مشایخ نے کہا کہ اگر اسنے یون کہا کہ جس چیز کا مین مالک
ہون یا سب وہ چیز جسکا مین مالک ہون مسکینون پر صدقہ ہو تو اسپر واجب ہو کہ سب کچھ جو اسکی ملک مین ہو صدقہ
کردے یہ قیاس و استحسان دونون طرح سے حکم ہو اور صرف قیاس و استحسان اسکے اس قول مین ہو کہ میرا مال صدقہ
ہو یا میرا تمام مال صدقہ ہو اور صحیح حکم وہی پہلا ہو کیونکہ ان دونون قولون کا استعمال ایک ہی طرح پر ہوتا ہو یہ تبیین مین
لکھا ہو اور اس سب مال مین سے اپنے روزینہ کے قدر خوراک رکھ لے پھر جب اسکے بعد کچھ مال اسکے ہاتھ آوے تو
جسقدر اسنے رکھ لیا ہو وہ بھی صدقہ کرے اور کتاب مین جسقدر رکھ لیوے اسکی مقدار اسوجہ سے بیان نہ کی کہ یہ اعتبار
عیال کی کمی و زیادتی کے مختلف ہو اور بعض نے کہا کہ اگر پیشہ ور ہو تو ایک روز کا قوت رکھ لے اور اگر کرایہ و اجارہ سے اسکو
ملتا ہو تو ایک مہینہ کے قدر روزینہ رکھ لے اور اگر زمیندار ہو تو ایک سال تک کا روزینہ رکھ لے یہ مبسوط مین ہو - اور اجناس
مین ہو کہ امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر کسی نے کہا کہ میرا مال مسکینون پر صدقہ ہو حالانکہ اسکے دراہم بھی لوگون پر آتے ہین تو ان دراہم کا
صدقہ کرنا لازم نہوگا اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ اگر کسی نے کہا کہ میرا مال مسکینون پر صدقہ ہو اور اسکی کچھ نیت نہیں ہو اور اسکے
قرضہ لوگون پر ہین تو اسمین داخل ہو جاینگے اور اگر قسم کھائی کہ جس چیز کا مالک ہو سب صدقہ کرے تو یہ سب و مسکن
و خادم و کپڑے و اثاث البیت سب داخل ہونگے یہ ینابیع مین ہو - اور اگر یون کہا کہ میرا مال مسکینون پر صدقہ ہو اگر مین
ایسا کام کرون پھر اس نے وہ کام کیا تو امام ابو حنیفہ رح نے فرمایا کہ اموال تجارت و درم و دینار داخل ہونگے یعنی یہ سب
تصدق کرے اور جو کچھ لوگون پر قرضہ ہو وہ داخل نہوگا یہ ملتقط مین ہو - خجندی رح نے فرمایا کہ اگر کسی نے کہا کہ للہ علی ان اہدی
جمیع مالی او جمیع ملکی یعنے اللہ کیواسطے مجھپر واجب ہو کہ مین اپنا تمام مال یا تمام ملک ہدیہ کرون یعنی اسطور سے کہکر
اپنے اوپر نذر لازم کرلی تو وقت نذر کے جن چیزون کا مالک ہو سب ہدیہ کرنا واجب ہو مگر اسمین سے بقدر اپنی
قوت کے رکھ لے پھر جب اسکو کچھ مال ہاتھ آوے تو جسقدر رکھا ہو اسکے مثل ہدیہ کردے یہ سراج الوہاج مین ہو - اور اگر
اسنے کہا کہ للہ علی ان اتصدق بہذا الثوب یعنی مین اللہ تعالی کے واسطے نذر کرتا ہون کہ یہ کپڑا صدقہ کرون تو اسکو
اختیار ہو کہ اسکی قیمت صدقہ کردے اور کپڑے کو رہنے دے اور اسکو یہ بھی اختیار ہو کہ فروخت کرکے اسکا ثمن صدقہ
کردے ایسا ہی خلف رح و فقیہ رح سے منقول ہو اسیطرح اگر اس کپڑے کے صدقہ کرنے کی وصیت کی تو بھی یہی حکم ہو یعنے وارث
اسکی قیمت یا ثمن صدقہ کردے یہ ملتقط مین ہو - ہلال بن یحیی رح نے اپنی کتاب الوقف مین لکھا ہو کہ اگر کسی نے کہا کہ میری
زمین مسکینون پر صدقہ ہو تو صدقہ نہو جائیگی کیونکہ مجہول ہو اور اگر یون کہا کہ میری یہ زمین صدقہ ہو اور اسکی طرف اشارہ کیا
حالانکہ اسکے حدود بیان نہ کیے تو صدقہ ہو جائیگی کیونکہ اشارہ سے زمین معلوم ہوگئی اسیطرح اگر اسکے حدود بیان کردیے حالانکہ
اشارہ نہ کیا تو بھی یہی حکم ہو اور وہ حدود کے بیان کرنے سے معلوم ہوگئی اور یہ صدقہ تملیک ہوگا نہ صدقہ وقف یہ محیط سرخسی
مین ہو - فتاوی آہو مین لکھا ہو کہ ایک شخص نے دوسرے کو دس درم دیے اور کہا کہ یہ درم فلان فقیر کو صدقہ دیدے اسنے یہ درم
رکھ لیے اور اپنے پاس سے درم صدقہ دیدیے تو قاضی بدیع الدین نے فرمایا کہ بالاتفاق ضامن ہوگا - ایک شخص نے دوسرے کو
دس درم یا سو من گیہون دیے اور کہا کہ فلان فقیر کو دیدے تو حاوی مین لکھا ہو کہ ضامن ہوگا اور امام رحمہ اللہ نے

فرمایا کہ ضامن نہوگا کیونکہ اصل مالک کی غرض خداوند تعالی کی رضامندی حاصل کرنا تھی وہ کسی فقیر کے دینے سے حاصل ہوگئی یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ ایک محتاج کے پاس کچھ درم ہین تو اسکو اپنے نفس کیواسطے صرف کرنا دوسرے فقیرون کے صدقہ دینے سے افضل ہے اور اگر اُس نے اپنی ذات پر اُنکو مقدم رکھا تو یہ افضل ہے بشرطیکہ اپنے دل مین جانتا ہو کہ شدت و سختی کیوقت اچھی طرح صبر کرسکونگا اور اگر اپنی ذات سے بے صبری کا خوف ہو تو اپنی ذات پر خرچ کرے یہ ملتقط مین ہے بعض مشائخ سے دریافت کیا گیا کہ جو لوگ جھوٹے منہ الحاح کرکے آدمیون سے مانگتے ہین اور اسراف مین خرچ کرتے ہین انکا دینا کیسا ہے تو شیخ رح نے فرمایا کہ جب تک تجھے یہ نہ ظاہر ہو کہ یہ شخص معصیت مین خرچ کرتا ہے یا غنی ہے تب تک اسکو دینے مین کچھ ڈر نہین ہے اور تجھے اپنی نیت کے موافق کہ اُسکی احتیاج دور کرنی چاہتا ہے اجر و ثواب ملیگا یہ حاوی مین لکھا ہے لڑکے نے اگر باپ کی اجازت سے اپنا مال صدقہ کردیا تو جائز نہین ہے یہ سراجیہ مین ہے۔ منتقی مین امام ابو یوسف رح سے روایت ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنا بھاگا ہوا غلام اپنے نابالغ لڑکے کو ہبہ کیا تو جائز نہین ہے اور معلی نے ابو یوسف سے روایت کی کہ جائز ہے پس امام ابو یوسف رح سے اس مسئلہ مین دو روایتین ہوگئین یہ ظہیریہ مین ہے۔ ایک شخص کے قبضہ مین ایک گھر ہے اُسنے اپنے نابالغ بیٹے کو صدقہ دیا اور یہ نہ کہا کہ مین نے اُسکی طرف سے اُسپر قبضہ کیا پھر وہ دار اپنے قبضہ سے نکالا اور نابالغ بعد بلوغ پہونچا اُسنے باپ کے قول پر گواہ قائم کیے تو گھر اسی کو ملیگا یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ غلام کا ثمن محتاجون کو صدقہ دیدینا غلام کے آزاد کردینے سے افضل ہے یہ سراجیہ مین ہے۔ اگر کسی شخص نے سب کے تمام صدقہ دیا اسکے حق مین بجاے خیر کی تو میت کو ثواب پہونچتا ہے اور اگر اپنے کار خیر کا ثواب کسی شخص مومن کو دیدیا تو جائز ہے یہ سراجیہ مین ہے۔ ایک شخص نے پیسہ کے دھوکے مین طازجہ کسی فقیر کو صدقہ دیدیا تو ظاہر واپس نہین لے سکتا ہے۔ اور قاضی عبد الجبار نے کہا کہ اگر اُسنے یون کہا کہ مین نے تجھے پیسہ کا مالک کردیا تو طازجہ ظاہر ہونے پر واپس لے سکتا ہے اور اگر کہا کہ مین نے تجھے اسکا مالک کردیا تو واپس نہین لے سکتا ہے اور سیف السائلی نے فرمایا کہ دونون صورتون مین واپس نہین لے سکتا ہے یہ قنیہ مین ہے۔ ایک شخص نے تھیلی یا جیب مین سے درم نکالے تاکہ کسی مسکین کو دیدے پھر اُسکے خیال مین دینے کی راے نہ ٹھہری تو حکم ظاہری کے موجب اُسپر کچھ واجب نہوگا یہ سراجیہ مین ہے۔ اگر کوئی یا نمری صدقہ کی اور سپرد کردی حالانکہ اُسپر کپڑا و زیور رکھا تو جائز ہے اور کپڑا و زیور اُس شخص کا ہوگا جسنے صدقہ دیا ہے یہ خزانۃ المفتین مین ہے محمد بن مقاتل نے فرمایا کہ اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ جو منفعت تیرے مال سے مجھے پہونچے اسکو مین اپنے اوپر لازم کرتا ہون کہ صدقہ کردون پس اگر اُس نے کوئی شی اُس شخص کو ہبہ کی تو اُسپر اسکا صدقہ کردینا واجب ہے اور اگر اُسنے اپنے اناج مین سے کھانیکی اُسکو اجازت دیدی تو اسکو صدقہ کردینا حلال نہین ہے اُس اناج مین سے اسکو فقط کھانا حلال ہے یہ حاوی مین ہے حسن بصری رح سے روایت ہے کہ اگر کوئی شخص شکستہ درم کسی مسکین کے پاس لے گیا اور اُسکو نہ پایا تو رکھ چھوڑے یہانتک کہ کوئی دوسرا آئے اسکو دیدے اور اگر اُنکو خرچ کردیا تو اُسکے مثل دیدے اور ابراہیم نخعی رح سے اسکے مثل مروی ہے اور عامر شعبی رح نے فرمایا کہ اسکو اختیار ہے کہ چاہے دیدے یا نہ دے کہ صدقہ بدون قبضہ کے جائز نہین ہوجاتا ہے اور مجاہد رح نے فرمایا کہ جس شخص نے صدقہ نکالا اسکو اختیار ہے چاہے اُسکو پورا کرے کہ دیدے یا نہ دے اور عطا رح سے بھی اسی کے مثل مروی ہے اور فقیہ ابو اللیث رح نے کہا کہ یہی حکم لیا گیا یہ محیط مین ہے مسجد مین سوال کرنیوالے کو صدقہ دینے مین اختلاف ہے مشائخ رح نے فرمایا کہ جس مسجد مین جماعت ہو کرتی

ایسے سائل کو صدقہ نہ دینا چاہیئے کیونکہ لوگون کی ایذا رسانی پر اعانت ہی۔ اور خلف بن ایوب نے کہا کہ اگر مین قاضی ہوتا تو جو شخص مسجد کے سائل کو صدقہ دیتا ہی اسکی گواہی قبول نہ کرتا۔ اور شیخ ابوبکر بن اسمعیل الزاہد رح سے مروی ہی کہ انھون نے فرمایا کہ ایسے سائل کو جو پیسا دیا جاوے تو ستر پیسون کا محتاج ہی کہ جب یہ ستر پیسے دیے جاوین تو اس پیسہ دینے کا کفارہ ادا ہو مگر ہان مسجد مین داخل ہونے سے پہلے یا نکلنے کے بعد صدقہ دیدے یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اور تجنیس ناصری مین ہی کہ اگر سائل نے اسطرح سوال کیا کہ بحق اللہ تعالی یا بحق محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجھے یہ دے تو ظاہر حکم مین اسپر کچھ دینا واجب نہوگا لیکن مودت و مروت کی راہ سے دینا اسکا بہت بہتر ہی اور امام عبداللہ بن المبارک رح سے مروی ہی کہ انھون نے فرمایا کہ تعجب معلوم ہوتا ہی کہ سائل اللہ تعالی کیواسطے سوال کرے اور نہ دیا جاوے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی

کتاب الاجارہ

اور اس کتاب مین بتیس باب ہین

باب اول اجارہ کی تفسیر و اسکے رکن و الفاظ و شرائط و اقسام و حکم و اجارہ کے انعقاد کی کیفیت و صفت کے بیان مین منافع پر بمقابلہ عوض کے عقد کرنے کو شرعاً اجارہ کہتے ہین یہ ہدایہ مین ہی اور جو الفاظ عقد اجارہ کیواسطے موضوع ہین انکے ساتھ ایجاب قبول ہونا ہی اجارہ کے رکن ہین۔ اور انھین الفاظ کا بیان یہ ہی کہ اجارہ فقط ایسے دو لفظون سے منعقد ہوتا ہی جنسے زمانہ ماضی کی تعبیر ہو مثلاً ایک شخص کہے کہ مین نے یہ دار اجارہ پر دیا اور دوسرا کہے کہ مین نے قبول کیا یا اجارہ پر لیا اور ایسے دو لفظون سے منعقد نہین ہوتا ہی جنمین سے ایک لفظ مستقبل پر دلالت کرے مثلاً ایک شخص کہے کہ مجھے اجارہ پر دیدے اور دوسرا کہے کہ مین نے دیدیا کذا فی النہایہ اور شمس الائمہ حلوائی نے شرح کتاب الصلح مین ذکر کیا ہی کہ اجارہ بلفظ ہبہ و صلح بھی منعقد ہوتا ہی اور شمس الائمہ سرخسی نے ذکر کیا ہی کہ اجارہ بلفظ اعارہ بھی منعقد ہوتا ہی۔ اور اگر اپنے دار سے نفع اٹھانا ایک ماہ تک بعوض دس درم کے ہبہ کیا یا کوئی مال عین ایک ماہ تک بعوض دس درم کے عاریت دیا تو ابو طاہر دباس نے امام ابو حنیفہ رح سے نقل کیا ہی کہ استیفاء منفعت سے پہلے اسکے ذمہ لازم نہو جائیگا اور بعد استیفاء منفعت کے اجارہ اعتبار کیا جائیگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ اگر کہا کہ میرا یہ گھر تیرے واسطے اجارہ ہی ہر مہینہ ایکدرم پر یا کہا کہ اجارہ ہبہ ہی تو دونون صورتون مین اجارہ ہی اور کتاب مین یہ مذکور نہین کہ آیا یہ اجارہ لازم ہوگا یا نہین پس خصاف رح نے فرمایا کہ اجارہ لازمہ نہوگا حتی کہ ہر ایک کو دونون مین سے اختیار ہوگا کہ قبضہ سے پہلے رجوع کرے اور ہر ایک دونون مین سے قبل قبضہ کے فسخ عقد کر سکتا ہی اور اگر سکونت اختیار کی تو اسپر اجر المثل واجب ہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کہا کہ مین نے تجھے اپنے اس گھر سے ایک مہینہ تک نفع اٹھانیکا بعوض دس درم کے مالک کر دیا تو یہ اجارہ جائز ہی اور اگر کہا اجرتک منفعۃ ہذہ الدار شہراً بکذا یعنی مین نے تجھے اس دار کی منفعت ایک مہینہ تک بعوض دس درم کے اجارہ پر دی تو اصح قول کے موافق جائز ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ کتاب الصلح مین مذکور ہی کہ ایک شخص نے ایک دار کے گھر سے کا دعوی کیا اور مدعا علیہ نے انکار کیا پھر اس سے اس دار کے ایک بیت مین دس برس تک رہنے پر صلح کی تو جائز ہی پھر اگر مدعی نے یہ بیت اسی شخص کو جس نے صلح کی ہی کرایہ پر دیدیا تو امام ابو یوسف رح

کے نزدیک جائز ہے اور امام محمدؒ کے نزدیک نہیں جائز ہے یہ فتاوی قاضیخان میں ہے۔ اور اگر مدعی نے یہ سکنی کسی شخص کے ہاتھ فروخت کیا تو جائز نہیں ہے بعض مشایخ نے فرمایا کہ سکنی کی بیع اس وجہ سے جائز نہوئی کہ میعاد بیان نہیں کی تھی اور بعض مشایخ نے فرمایا کہ بیع سکنی جائز نہیں ہوتی ہے اگرچہ اسمیں میعاد بیان ہو یہ ذخیرہ میں ہے۔ اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ میں نے اس دار کی منفعت تیرے ہاتھ ہر مہینہ دس درم کے عوض فروخت کی یا اسی مہینہ بھر دس درم کو بیچی تو عیون میں لکھا ہے کہ یہ اجارہ فاسد ہے یہ نہایہ میں ہے۔ اور شمس الائمہ حلوائی نے بیان کیا کہ لفظ بیع کے ساتھ اجارہ کے منعقد ہونے میں مشایخ نے اختلاف کیا ہے اور اظہر یہ ہے کہ اگر مدت معلومہ بیان ہو تو منعقد ہو جاتا ہے یہ غیاثیہ میں ہے۔ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ میں نے تیرے اس غلام کی خدمت دس درم ماہواری کو خریدی تو یہ اجارہ فاسد ہے یہ فتاوای قاضیخان میں ہے۔ امام محمدؒ سے مروی ہے کہ اگر کہا کہ میں نے اپنا یہ غلام تجھے دیا کہ ایکسال تک بعوض پچاس درم کے تیری خدمت کریگا تو جائز ہے اور اجارہ ہوگا یہ خلاصہ میں لکھا ہے۔ اور عقد اجارہ بتعاطی منعقد ہو جاتا ہے اور اسکا بیان یہ ہے کہ امام محمدؒ نے کتاب الاصل کے اجارات میں فرمایا کہ ایک شخص نے دوسرے سے کچھ نگینے غیر معین کرایہ پر لیں تو جائز نہیں ہے کیونکہ نگینے باہم متفاوت ہوتے ہیں کوئی چھوٹی کوئی بڑی ہوتی ہے پھر اگر وہ شخص کچھ نگینے سامنے لایا اور مستاجر نے بعلے کرایہ پر انکو قبول کر لیا تو جائز ہے اور یہ ازسرنو باہم بالتعاطی اجارہ منعقد ہو گیا یہ ظہیریہ میں ہے۔ اور اجارہ طویلہ بتعاطی منعقد نہیں ہوتا ہے اور نہ اس کہنے سے کہ میں گرد کر دے میرے پاس تو نے گرد کر دی دوسرے نے کہا کہ دم یعنے میں نے کی اگرچہ دونوں کی مراد اس سے اجارہ کیوں نہو یہ خلاصہ میں لکھا ہے۔ اور یتیمہ میں ہے کہ میں نے امام ابو یوسف رحمہ سے سوال کیا کہ ایک شخص کشتی میں جا بیٹھا ہے یا پچھنے لگواتا ہے یا حمام میں چلا جاتا ہے یا سقایہ سے پانی پی لیتا ہے پھر اجرت اور پانی کے دام دیدیتا ہے تو فرمایا کہ استحسانا جائز ہے اور اس سے پہلے عقد ٹھہرا لینے کی کچھ حاجت نہیں ہے یہ تاتارخانیہ میں ہے۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ یہ دار ایک دینار سالانہ پر ہے آیا تو راضی ہوا اسنے کہا ہاں پھر کنجی اسکو دیدی تو یہ اجارہ ہے اگر کہا کہ میں نے تیرے ہاتھ اپنا غلام بعوض تیرے گھر کے ایک سال تک نفع اٹھانے کے تیرے ہاتھ فروخت کیا اسنے قبول کیا تو یہ اجارہ ہے یہ قنیہ میں ہے۔ ایک شخص قبالہ نویس کے پاس کرایہ نامہ کسی اپنی شئے محدود کا جو باجارہ طویلہ ایک ساتھی شخص کو دی ہے لکھوانے گیا اور اُس چیز کے حدود اور مال اجارہ بیان کر دیا اور کرایہ نامہ لکھنے کا حکم دیا اور آخر سال فسخ عقد کا وقت بیان کیا اُسنے کرایہ پر دینے والے اور لینے والے دونوں کے سامنے لکھدیا اور حاضرین نے گواہی کر دی لیکن اس سے زیادہ دونوں میں کچھ معاملہ نہیں جاری ہوا تو دونوں میں اجارہ منعقد نہوگا یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر اجارہ دینے کو کسی مستقبل وقت کیجانب نسبت کیا مثلاً کہا کہ کل کے روز تجھے میں نے یہ دار کرایہ پر دیا یا ایسا ہی کوئی وقت مستقبل بیان کیا تو یہ جائز ہے پھر اگر اُسوقت کے آنے سے پہلے اجارہ کو توڑ دینا چاہا تو امام محمدؒ سے ایک روایت میں آیا ہے کہ نہیں توڑ سکتا ہے اور انھیں سے دوسری روایت میں آیا ہے کہ توڑ سکتا ہے یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ میں نے تجھے اپنا یہ ٹٹو کل کے روز ایک درم کرایہ پر دیا پھر آج ہی اسکو دوسرے شخص کے ہاتھ تین دن تک کیواسطے کرایہ پر دیدیا پھر جب کل کا روز ہوا تو پہلے مستاجر نے دوسرے اجارہ کو توڑ دینا چاہا تو ہمارے اصحاب سے اسمیں دو روایتیں آئی ہیں ایک روایت میں توڑ سکتا ہے اور اسی کو شیخ نصیرؒ نے لیا ہے اور دوسری روایت میں ہے کہ نہیں توڑ سکتا ہے اور اسکو فقیہ ابو جعفرؒ اور فقیہ ابو اللیث اور شمس الائمہ حلوائی نے لیا ہے اور یہی عیسی بن ابان کا قول ہے اور اسی پر فتوی ہے اور شمس الائمہ سرخسی نے ذکر کیا ہے کہ جو اجارہ زمانہ مستقبل کیطرف مضاف ہو وہ میرے

نزدیک وقت سے پہلے لازم ہوتا ہے پس دوسرا اجارہ پہلے کے حق مین کچھ مضر نہین ہو سکتا ہے یہ سب اس صورت مین ہے کہ پہلا اجارہ آیندہ وقت کی طرف مضاف ہو پھر فی الحال اُسنے دوسرے کے ہاتھ اجارہ دیدیا ہو۔ اور اگر پہلا اجارہ آیندہ وقت کیطرف مضاف ہو اور فی الحال اُسنے فروخت کر دیا تو منتقی مین مذکور ہے کہ اسمین دو روایتین ہین ایک روایت مین ہے کہ وقت اجارہ سے پہلے اسکو فروخت کا اختیار نہین ہے اور دوسری مین آیا ہے کہ اجارہ کیوقت آنے سے پہلے اگر اُسنے شے فروخت کر دی تو اسکا فعل جائز ہے اور فتوی اسپر ہے کہ بیع نافذ ہو جائیگی اور اجارۂ مضاف باطل ہو جائیگا اور اسی کو شمس الائمہ حلوانی نے اختیار کیا ہے۔ اور جب بیع نافذ ہونا مفتی بہ ٹھہرا پھر اگر اجارہ کے وقت آنے سے پہلے بسبب عیب کے بحکم قاضی اسکو واپس دیدی یا ہبہ سے رجوع کر لیا تو اجارہ بحالہ باقی رہیگا اور اگر از سر نو کسیوجہ سے اُسکی ملک مین آگئی تو اجارہ عود نہ کریگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ فتاوی ابو اللیث مین لکھا ہے کہ اگر کسی دوسرے سے کہا کہ جب شروع مہینہ آوے تو مین نے تجھے یہ دار کرایہ پر دیا یا جب کل کا روز آوے تو مین نے تجھے یہ دار کرایہ پر دیا تو یہ اجارہ جائز ہے اگرچہ اسمین تعلیق ہے کذا فی المحیط اور اسی پر فتوی ہے یہ قنیہ مین ہے۔ شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا کہ ہمارے بعض مشایخ نے فرمایا ہے کہ فسخ کو شروع مہینہ وغیرہ آیندہ اوقات کیطرف مضاف کرنا صحیح ہے ولیکن فسخ عقد کو آیندہ وقت پر معلق کرنا صحیح نہین ہے مثلاً جب کل کا روز آوے تو اجارہ فسخ ہے اور فتوی اسی قول پر ہے یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔ حُر یعنی مرد آزاد نے اگر کہا کہ مین نے اپنے تئین اس کام کیواسطے اسقدر درم ماہواری پر فروخت کیا تو یہ اجارہ صحیح ہے یہ ظہیریہ و خلاصہ مین ہے۔ ایک شخص نے دوسرے کو ایک کپڑا دیا کہ اسکو فروخت کرے اور اس شرط پر معلق کیا کہ جو کچھ اسقدر داموں سے زیادہ ملے وہ تیرا ہے تو فرمایا کہ یہ بطور اجارہ کے ہے اور ایسا اجارہ فاسد ہے اور اگر وہ کپڑا اُس شخص کے ہاتھ مین ضائع ہو گیا تو ضامن ہوگا یہ محیط مین ہے۔ اب واضح ہو کہ اجارہ کے شرائط چند قسم کے ہین بعض شرائط انعقاد ہین اور بعض شرط نفاذ ہین اور بعض شرط صحت ہین اور بعض شرط لزوم ہین۔ **قال المترجم** واضح ہو کہ اول اجارہ کا منعقد ہونا چاہیے اور جب منعقد ہو گیا تو عمل درآمد ہونے کے واسطے شروط ہین وہ شروط نفاذ ہین اور پھر اجارہ صحیح ہونے کیواسطے شروط ہین اور بعد صحت کے لازم ہو جانے کے واسطے شروط ہین۔ اول شروط انعقاد بیان ہوتے ہین ازانجملہ عقل ہے پس مجنون یا نابالغ بے عقل کا اجارہ منعقد نہوگا اور بالغ ہونا ہمارے نزدیک نہ شروط انعقاد مین سے ہے نہ شروط نفاذ مین سے ہے حتی کہ اگر سمجھدار لڑکے نابالغ نے اپنا مال یا جان اجارہ پر دی پس اگر اپنے ولی کی طرف سے ماذون ہے تو اجارہ نافذ ہو جائیگا اور اگر محجور ہو تو ولی کی اجازت پر موقوف رہیگا اسیطرح اگر لڑکے محجور نے اپنی جان اجارہ پر دی اور سپرد کی اور کام کیا اور کام کر کے سپرد کر دیا تو اجرت کا مستحق ہوگا اور یہ اجرت اسیکو ملیگی۔ اور اسی طرح عاقد کا آزاد ہونا ہمارے نزدیک اجارہ کے انعقاد کی شرط نہین ہے اور نہ نفاذ اجارہ کی شرط ہے پس مملوک نے اگر اجارہ کا عقد کیا تو نافذ ہو جائیگا بشرطیکہ وہ ماذون ہو اور اگر ماذون نہوگا تو مالک کی اجازت پر موقوف رہیگا اور جب اُس نے اپنی ذات کے اجارہ سے یا مولے کے مال کے اجارہ سے کام کر کے کام داخل کیا تو جو کچھ اجرت ٹھہری ہے وہ مستاجر کے ذمہ واجب ہوگی اور وہ مولی کو ملیگی اور اگر لڑکا یا غلام مستاجر کے پاس مر گئے درحالیکہ اجارہ پر اُسکا کام کرتے تھے اور اجازت نہ تھی تو مستاجر ضامن ہوگا کیونکہ بغیر اجازت ولی یا مولے کے دونون کو اپنے کام مین لانے کی وجہ سے غاصب ہو گیا ہے اور اجرت واجب نہوگی۔ اور اگر غلام یا لڑکے کو خطا سے قتل کیا تو اسکی مددگار برادری پر دیت لڑکے کی اور قیمت غلام کی واجب ہوگی اور مستاجر پر اجرت واجب نہوگی اور مکاتب کو اجارہ دینے کا

لیے کا خود اختیار ہی۔ اور عاقد کا خوشی سے عمداً اپنے نفع کیواسطے عاقد ہونا ہمارے نزدیک اس عقد کے انعقاد یا
نفاذ کی شرط نہین ہی ولیکن صحت عقد کیواسطے شرط ہی۔ اور عاقد کا مسلمان ہونا بالکل شرط نہین ہی پس مسلمان
و ذمی و حربی اور حربی مستامن کا اجارہ دینا و لینا جائز ہی ولیکن اگر عاقد مذکر ہو تو اسکا مرتد نہونا امام اعظم رح کے
نزدیک شرط ہی۔ اور صاحبین رح کے نزدیک نہین شرط ہی۔ ازانجملہ ملک و ولایت چاہیئے پس اگر کسی اجنبی نے اجارہ کا عقد
کیا تو نافذ نہوگا کیونکہ نہ ملکیت ہی اور نہ ولایت ہی ولیکن ہمارے نزدیک اسکا انعقاد ہو کر مالک کی اجازت پر موقوف رہیگا ازانجملہ
یہ شرط ہی کہ جس چیز پر عقد کیا گیا ہی یعنی منافع وہ قائم ہون پس اگر کسی درمیانی اجنبی نے کوئی چیز اجرت پر دیدی پھر پوری منفعت
حاصل کرنے کے بعد مالک نے اجازت دی تو اسکی اجازت جائز نہوگی اور اجرت عاقد کو ملیگی کیونکہ منافع معقود علیہا
معدوم ہوگئے اور وکیل کا اجارہ دینا نافذ ہوتا ہی کیونکہ اسکو ولایت حاصل ہی۔ اسیطرح اگر باپ یا وصی یا قاضی یا
امین قاضی نے نابالغ کا مال اجارہ دیا تو جائز و نافذ ہی کیونکہ شرع نے انکو نائب مقرر کیا ہی۔ اور باپ و وصی و دادا
و اسکے وصی کے سوائے دوسری ذی رحم محرم کا ان لوگون مین سے کسی کے ہوتے ہوئے اجارہ پر دینا صحیح نہین ہی اور
ان سب صورتون مین اجارہ کی مدت گذرنے سے پہلے اگر لڑکا بالغ ہوگیا تو اسکو خیار ہوگا چاہے اجارہ تمام کردے یا فسخ
کردے۔ اور ازانجملہ یہ ہی کہ حویلی وغیرہ کے اجارہ مین مستاجر کے سپرد کردینا شرط ہی جبکہ عقد مطلق ہو اسمین تعجیل وغیرہ کی شرط نہو
یہ ہمارا مذہب ہی حتی کہ اگر اجارہ کی مدت گذر گئی اور ہنوز مستاجر کے سپرد نہ کیا تو کرایہ کا استحقاق بالکل نہوگا اور کچھ مدت
گذری پھر سپرد کردی تو بقدر مدت گذشتہ کے اجرت کم کردیجائیگی۔ ازانجملہ یہ کہ عقد اجارہ مین شرط خیار نہو اور اگر شرط خیار
ہو تو مدت خیار تک اسکا نفاذ نہوگا۔ اور اب عقد صحیح ہونے کے شرائط بیان ہوتے ہین۔ ازانجملہ دونون متعاقدین کا
راضی ہونا شرط ہی اور ازانجملہ معقود علیہ یعنی منفعت ایسے طور سے معلوم ہونا چاہیے کہ جسمین جھگڑا نہ پڑے پس اگر معلوم
نہو بلکہ مجہول ہو اسطرح کہ جس سے جھگڑا و نزاع پیدا ہو سکتا ہی تو عقد صحیح نہوگا ورنہ صحیح ہوگا۔ ازانجملہ محل منفعت کو
بیان کرنا شرط ہی حتی کہ اگر یون کہا کہ مین نے اپنے ان دونون گھرون مین سے ایک گھر یا ان دونون غلامون مین
سے ایک غلام تجھے اجرت پر دیا یا ایسے ہی چیزون مین کیا تو صحیح نہین ازانجملہ گھرون و حویلیون و دوکانون و دودھ
پلائی کی اجرت پر لینے مین مدت کا بیان کرنا شرط ہی اور حویلیون وغیرہ مین یہ بیان کرنا کہ کس غرض سے لیتا ہی شرط
نہین ہی حتی کہ اگر انمین سے کوئی چیز کرایہ پر لی اور یہ بیان نہ کیا کہ اسمین کیا کام کریگا تو جائز ہی ولیکن زمین کے اجارہ
مین یہ بیان کرنا ضرور ہی کہ کسواسطے اجارہ پر لیتا ہی اور چوپاؤن مین مدت و جگہ بیان کرنا چاہیئے اور کسواسطے کرایہ پر لیا ہی کیا
بوجھ لادیگا یا اسپر سوار ہوگا۔ اور پیشہ ور کے اجارہ لینے مین کام بیان کرنا چاہیے اور اسیطرح اجیر مشترک مین بھی جس چیز مین
کام لیگا اسکو اشارہ و تعیین سے بیان کرنا چاہیے یا کپڑون کی کندی سلائی مین جنس و نوع و مقدار و صفت بیان کرے
اور چرواہے کے مزدور مقرر کرنے مین جنس و قدر یعنی گھوڑے ہین یا گائے یا اونٹ یا بکریان اور کسقدر ہین تعداد بیان کرنا ضرور
ہی۔ اور اجیر خاص کے حق مین جس چیز مین کام لیگا اسکی جنس و نوع و قدر و صفت کا بیان کرنا شرط نہین ہی صرف مدت کا
بیان کرنا شرط ہی اور دودھ پلائی کے اجارہ پر مقرر کرنے مین مدت بیان کرنا جواز عقد کے واسطے شرط ہی چنانچہ غلام کی خدمت
کیواسطے اجارہ پر مقرر کرنے مین ایسا ہی ہی۔ اور ازانجملہ یہ شرط ہی کہ اس چیز سے استیفاء منفعت حقیقۃً و شرعاً ممکن و مقدور ہو پس
بھاگے ہوئے غلام کا اجارہ لینا نہین جائز ہی۔ اور معاصی کیواسطے اجارہ لینا نہین جائز ہی کیونکہ ایسی منفعت کیواسطے اجارہ لینا کہ

کہ اسکا حاصل کرنا شرعاً قدرت سے باہر ہو - اور از انجملہ یہ ہو کہ جس کام کیواسطے اجارہ پر لیتا ہو وہ کام اجارہ لینے سے پہلے
اجیر پر واجب یا فرض نہو پس اگر اجارہ لینے سے پہلے سے اُسپر واجب ہو تو اجارہ صحیح نہوگا - از انجملہ یہ ہو کہ جس منفعت
کیواسطے لیتا ہو وہ ایسی ہو کہ لوگون کی عادت ہو کہ ایسی منفعت کے لیے قصد کرکے اجارہ پر لیتے ہون اور لوگون مین
باہمی معاملہ جاری ہو پس کپڑے ٹنکا کے سکھلانے کے واسطے درختون کا اجارہ پر لینا جائز نہین ہو - اور از انجملہ یہ ہو کہ وہ شی
اجارہ دینے والے کے قبضہ مین ہو جبکہ وہ شی مال منقول مین سے ہو اور اگر اُسکے قبضہ مین نہو تو اسکا اجارہ دینا
صحیح نہین ہو از انجملہ یہ ہو کہ اجرت معلوم ہو - از انجملہ یہ ہو کہ اجرت ایسی منفعت نہو جو معقود علیہ کی جنس سے ہو جیسے خدمت
کے عوض خدمت اور سکنی کے عوض سکنی کیونکہ اس صورت مین جسواسطے اجارہ لیا ہو ویسی ہی جنس کی منفعت
عوض دی ہو - از انجملہ یہ ہو کہ رکن مین ایسی کوئی شی شرط نہو جسکو عقد ہذا مقتضی نہین اور نہ وہ ملائم عقد ہو - اب شرط لزوم کا
بیان ہوتا ہو پس جو شرطین اس عقد کے لازم ہو جانے کے واسطے ضرور ہین از انجملہ یہ ہو کہ عقد اجارہ صحیح ہو - اور از انجملہ یہ ہو
کہ جو چیز اجارہ پر لی ہو اُسمین عقد یا قبضہ کیوقت کوئی ایسا عیب نہو کہ اُس سے جو نفع مقصود ہو اُسمین خلل پڑتا ہو اور اگر
ایسا عیب ہوگا تو عقد اجارہ لازم نہو جائیگا اور از انجملہ یہ ہو کہ مستاجر نے جو چیز اجارہ لی ہو اُسکو دیکھے - اور از انجملہ یہ ہو کہ وہ چیز
جسکو اجارہ پر لیا ہو ایسے عیب کے پیدا ہو جانے سے جس سے انتفاع مین خلل پڑتا ہو سالم ہو اور اگر اُسمین کوئی ایسا عیب
جس سے انتفاع مقصود نہین حاصل کیا جا سکتا ہو پیدا ہو گیا تو عقد اجارہ لازمی نرہیگا - اور از انجملہ یہ ہو کہ دونون عقد
کرنے والے اور اجارہ کی چیز مین کچھ عذر پیدا نہووے حتی کہ اگر اُن دونون مین سے کسی مین یا اجارہ کی چیز مین کچھ عذر پیدا
ہو گیا تو عقد لازمی نرہیگا - اور از انجملہ اجارہ کے غلام کی آزادی ہو کہ اگر کسی شخص نے اپنا غلام ایک سال تک کیواسطے اجارہ
پر دیا پھر جب چھ مہینہ گذرے تو اُسکو آزاد کر دیا تو اس صورت مین اُسکو خیار حاصل ہوگا کہ چاہے اجارہ پورا کرے یا فسخ
کر دے از انجملہ نابالغ لڑکے کا بالغ ہونا ہو پس اگر کسی لڑکے کو اُسکے باپ یا وصی یا دادا یا اُسکے وصی یا قاضی یا امین قاضی
نے اجارہ پر دیا پھر وہ لڑکا بالغ ہوا تو اُسکو خیار ہوگا یہ بدائع مین لکھا ہو - اب اجارہ کے اقسام کا بیان کیا جاتا ہو واضح
ہو کہ اجارہ کی دو قسمین ہین ایک قسم اجارہ کی یہ ہو کہ اشیاے عین کے منافع پر اجارہ قرار دیا گیا جیسے گھرون و زمین و
چوپایون وغیرہ کا اجارہ لینا کہ ان چیزون کے نفع سے متعلق ہو اور دوسری قسم یہ ہو کہ جسکو اجارہ لیا ہو اُسکے کام سے
نفع مقصود ہو جیسے درزی و دھوبی وغیرہ پیشہ ورون کو اجارہ پر مقرر کرنا یہ محیط مین ہو - اب حکم اجارہ کا بیان ہے
اجارہ کا حکم یہ ہے کہ ہر دو بدل مین ہر ہر ساعت ملک واقع ہوتی جاتی ہو مگر جب کہ اجرت کا فی الحال دیدینا قرار
پاوے تو ایسا نہین ہو - اور اجارہ کے انعقاد کی کیفیت یہ ہو کہ ہمارے نزدیک اجارہ مابین متعاقدین کے فی الحال منعقد ہوتا
ہو اور حق حکم یعنی ملک مین موافق حدوث منفعت کے ساعت بساعت انعقاد ہوتا رہتا ہو یہ محیط سرخسی مین ہو - اور اجارہ کی
صفت یہ ہو کہ اجارہ اگر اجارہ صحیحہ ہو اور خیار شرط و عیب و رویت سے خالی ہو تو عامہ علما کے نزدیک اجارہ عقد لازم ہوتا ہو
کذا فی البدائع - اور جو چیزین بیع مین ثمن ہو سکتی ہین جیسے نقود و کیلی و وزنی چیزین وہ سب اجارہ مین اجرت ہو سکتی ہین اور
جو بیع مین ثمن نہین ہو سکتی ہین وہ بھی اجارہ مین اجرت ہو سکتی ہین جیسے غلام و کپڑے وغیرہ کذا فی الکافی - اور اگر اجرت مین دراہم یا دینار قرار
پائے ہون تو بیان مقدار ضرور ہو اور جید و ردی بیان کرنا ضرور ہو اور اگر شہر مین ایک ہی نقد رائج ہو تو اجارہ مین وہی نقد مراد
لیا جائیگا اور عقد اسی پر واقع قرار دیا جائیگا کذا فی النہایہ اور اگر شہر مین نقود مختلف رائج ہون اور سب یکسان چلتے ہون اور کوئی

دوسرے سے بڑھکر ہو تو عقد جائز ہوگا اور مستاجر کو اختیار ہوگا کہ چاہے جو نقد ادا کرے اگرچہ اس صورت مین اجرت مجہول ہو ولیکن ایسی جہالت نہین ہی جس سے نزاع پیدا ہو اور اگر سب نقود رواج مین یکسان ہون اور بعض نقد دوسرے سے بڑھکر ہو تو عقد فاسد ہوگا اور اگر بعض نقد دوسرے سے زیادہ رائج ہو تو عقد جائز ہوگا اور جو نقد زیادہ چلتا ہو وہی اجارہ کا نقد قرار دیا جائے گا کیونکہ ایسا ہی عرف جاری ہو اگرچہ دوسرے نقود کو اسپر فضیلت ہو یہ محیط مین ہی- اور اگر اجرت مین کیلی یا وزنی یا عددی متقارب چیز قرار پائی تو مقدار وصفت بیان کرنا شرط ہو اور اگر اس شے کی باربرداری مین خرچہ پڑتا ہو تو امام اعظم رح کے نزدیک وفا کرنے کی جگہ بیان کرنا شرط ہی اور صاحبین کے نزدیک شرط نہین ہی اور جب اجرت کی چیز مین باربرداری کا خرچہ پڑتا ہو اور وفا کرنے کی جگہ بیان نہ کی تو امام کے قول پر اجارہ فاسد ہو اور صاحبین کے نزدیک فاسد نہوگا اور جہان زمین یا دار ہو وہین دیدے گا۔ باربرداری کے بجاڑے مین جہان واجب آوے یعنی جب کسی قدر مسافت طے کریگا تو اسکا حصہ اجرت لے لیگا اور کام کے اجارہ مین جہان اسکو کام پورا کرکے دیدے وہان اجرت لے لے اور اگر اس جگہ کے سوائے کہین دوسری جگہ اجرت کا مطالبہ کیا تو وہان مستاجر کو ادا کرنے کی تکلیف نہ دیجائیگی بلکہ طالب اس سے اپنی ضبطی کرے کہ جہان ادا کرنے کی جگہ ہو وہان ادا کریگا اور اگر اجرت کی باربرداری دخرچہ نہو تو جہان چاہے لیلے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور میعاد بیان کرنے کی ضرورت نہین ہی اور اگر میعاد بیان کردی تو مثل ثمن بیع کے میعادی ہو جاویگی اور اگر اجرت مین عروض یا ثیاب قرار دین تو مقدار وصفت ومدت بیان کرنا ضرور ہو کہ یہ چیزین فقط سلم کے طور سے ذمہ ثابت ہوتی ہین پس سلم کے شرائط انمین رعایت رکھنا شرط ہی- اور اگر اجرت مین باندی غلام یا باقی حیوانات قرار پائے تو معین اور مشار الیہ ہونا شرط ہی اور اگر ان چیزون سے نفع اٹھانا اجرت قرار پایا ہو تو اسکی دو صورتین ہین ایک یہ کہ اگر انکی منفعت اس منفعت کی جنس کے خلاف ہو جسکے واسطے خود اسنے اجارہ لیا ہو مثلاً اسنے گھر کو رہنے کے واسطے اجارہ لیا اور اجرت یہ قرار دی کہ گھر کا مالک مستاجر کے جانور پر سوار ہوا کرے یا کھیتی کی زمین بعوض لباس پہننے کے اجارہ لے تو ایسا اجارہ جائز ہی اسی طرح اگر گھر کو بعوض خدمت غلام کے اجارہ لیا تو بھی جائز ہی اور اگر اسی کی جنس سے ہو جسکے واسطے خود اجارہ لیا ہو مثلاً ایک گھر اجارہ لیا اور اجرت مین اپنے دوسرے گھر کو رہنے پر دیا یا کوئی سواری کا جانور اجارہ لیا اور اجرت مین اپنی سواری کے جانور کی سواری قرار دی تو اجارہ فاسد ہی کیونکہ جنس مین نسیہ حرام ہوتا ہو یہ سراج الوہاج مین ہی- نوادر بشر رح مین امام ابو یوسف سے روایت ہو کہ اگر اجرت مین پیسے ٹھہرے اور قبضہ سے پہلے وہ گران یا ارزان ہوگئے تو آجر کو یعنی اجرت پر دینے والے کو سوائے پیسون کے کچھ نہ ملیگا اور اگر وہ فلوس کاسد ہوگئے تو اسکو معقود علیہ کی قیمت دینی واجب ہوگی اسیطرح ہر کیلی ووزنی چیز جو منقطع ہوجاتی ہی یعنی بازار مین اسکا ناپید ہوجاتا ہی اگر اجرت قرار دی اور انقطاع سے پہلے دینا انکی مدت قرار دی تو مثل فلوس کے اسکا بھی حکم ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر کسی غلام کو ایک مہینہ خدمت کے واسطے اپنی باندی کی خدمت کے عوض اجارہ پر لیا تو فاسد ہی کیونکہ جنس خدمت متحد ہی یہ سراج الوہاج مین ہی- اور اگر کسی نے بیل اجرت پر دیا اور گدھا اجرت مین لیا تو اختلاف جنس کے باعث جائز ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی فتاوے ابو اللیث رح مین ہی کہ کھیتی روندنے کے واسطے باہم بیلون بیلون کا معاوضہ کرنا خیر نہین ہی یعنی حرام ہی کیونکہ ہمجنس منفعتون کا باہم معاوضہ ہوا پھر اگر ہمجنس منفعتون کا باہم معاوضہ ہوگیا حتے کہ عقد اجارہ فاسد ٹھہرا- اگر اجرت پر دینے والے نے اس سے اپنا نفع بھرپور حاصل کرلیا تو ظاہر الروایۃ کے موافق اسپر اجر مثل

واجب ہوگی۔ اور اگر ایک غلام خدمت کے واسطے دو شخصون نے لیا اُسنے ایک کی خدمت کی اور دوسرے کی نکی تو اُسکو کچھ اجرت نہ ملیگا اور ابو الحسن نے اپنے جامع مین فرمایا کہ اگر ایک غلام دو شخصون مین مشترک مملوک ہو پھر ایک نے اپنا حصہ دوسرے کو اجارہ پر ایک مہینے کے واسطے اس شرط سے سلائی مین دیا کہ وہ بھی اپنا حصہ میرے ساتھ ایک مہینہ کے واسطے مثلاً رنگریزی کے کام مین دے تو یہ امر ایک غلام مین جائز نہین ہی اور اگر دو غلام ہون اور دو کام مختلف قرار دیکر اس طور سے اجارہ مین لیا تو جائز ہی کذا فی المحیط

دوسرا باب اجرت کب واجب ہوتی ہی اور اُسکے متعلق ملک وغیرہ کے بیان مین اجرت پر دینے والا نفس عقد سے مالک اجرت نہین ہوتا ہی اور ہمارے نزدیک نفس عقد پر اجرت کا تقسیم کر دینا واجب نہین ہوتا ہی خواہ عین ہو یا دین ہو یہ کافی مین ہی۔ اور ایسا ہی امام محمدؒ نے جامع مین لکھا ہی اور عامہ مشائخ کے نزدیک یہی صحیح ہی کذا فی النہایہ پھر واضح ہو کہ اجرت کا استحقاق ان تین باتون مین کسی بات کے پائے جانے سے ہوتا ہی یا تو تعجیل شرط ہو یا تعجیل کرکے ادا کر دے یا جس منفعت کے واسطے اجارہ لیا ہی وہ بھرپور حاصل کرے پس جب ان تینون باتون مین سے کوئی بات پائی گئی تو سواجر مالک اجرت ہو گیا یہ شرح طحاوی مین ہی۔ اور جسطرح منفعت بھرپور حاصل کر لینے سے اجرت واجب ہو جاتی ہی اسیطرح حاصل کرنے کی قدرت پائے جانے سے بھی واجب ہوتی ہی بشرطیکہ اجارہ صحیح ہو مثلاً اگر کسی شخص نے کوئی دوکان یا گھر کسی مدت معلومہ تک کے واسطے کرایہ لیا حالانکہ اسمین اُس مدت تک نہ رہا باوجودیکہ اسکو رہنے کا کوئی مانع نتھا وہ رہ سکتا تھا تو کرایہ واجب ہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کوئی دار کرایہ پر دیا اور خالی کر کے سپرد کر دیا مگر ایک بیت اسمین سے سپرد نہ کیا کہ اسکو اپنے اسباب کے کام مین رکھا یا تمام دار سپرد کر دیا پھر ایک بیت اسکے ہاتھ سے نکال لیا تو اجرت مین سے بقدر حصہ بیت کے کم کر دیجائیگی۔ اور مدت اجارہ تک جن منافع کے واسطے اجارہ لیا ہی اور جس جگہ کی طرف عقد مضاف کیا ہی وہان ان منافع کے حاصل کرنے کی قدرت پانا شرط ہی یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر اُسنے منافع حاصل کرنیکی بالکل قدرت نہ پائی یا جس جگہ کی طرف عقد مضاف ہی اُسکے سوائے دوسری جگہ حاصل کرنے کی قدرت پائی یا وہین جہان منافع حاصل کرنے کے واسطے عقد کو مضاف کیا ہی استیفاء منافع کی قدرت پائی مگر مدت گذرنے کے بعد یہ قدرت پائی تو اجرت واجب ہنوگی مثلاً اگر کسی شخص نے ایک روز کیواسطے ایک ٹٹو سواری کے لیے کرایہ لیا اور مستاجر نے اُسکو اپنے گھر مین باندھ لیا اور سوار ہنوا یہان تک کہ وہ روز گذر گیا پس اگر اُسنے شہر مین سوار ہونے کے لیے کرایہ لیا ہو تو اجرت واجب ہوگی کیونکہ جس مقام کی طرف عقد مضاف ہی وہان منفعت حاصل کرنے کی قدرت اُسنے پائی ہی۔ اور اگر شہر سے باہر سواری کے واسطے کرایہ لیا تھا تو اجرت واجب ہنوگی جبکہ اُسنے شہر مین روک رکھا ہو۔ اور اگر ٹٹو کو اُس روز اُسی مقام پر لیگیا اور سوار ہنوا تو اجرت واجب ہوگی اور اگر وہ دن گذر جانے کے بعد ٹٹو کو شہر کے باہر اُس مقام پر لے گیا تو اجرت واجب ہنوگی اگرچہ جس مقام کی طرف عقد مضاف ہی وہان منفعت حاصل کرنے کی قدرت پائی ولیکن چونکہ وہ روز گذر گیا ہی اسواسطے اجرت واجب ہنوئی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر مستاجر نے کہا کہ تو منزل چھوڑ دے مین اسمین رہونگا ولیکن اُس نے دروازہ کھول نہین دیا تھا پھر مدت گذر جانے کے بعد مستاجر نے کہا کہ مین اسمین نہین رہا پس اگر بلا مشقت کے مستاجر اسکا دروازہ کھول سکتا تھا تو اسپر اجرت واجب ہوگی ورنہ نہین۔ اور موجر کو اسطرح حجت لانے اور جھگڑا کرنے کا اختیار نہین ہی کہ تو نے قفل کو کیون نہ توڑ ڈالا۔ پھر واضح ہو کہ اگر اجرت معجل ٹھری ہو تو اُسکا مطالبہ کرے

اور جائز ہو کہ اُسکے حاصل کر لینے کے لیے گھر کو روک رکھے اور اگر میعادی ہو تو مطالبہ نہین کر سکتا ہو جب تک میعاد نہ گذرے
اور اگر قسط وار ٹھہری ہو تو جب ایک قسط گذرے تو واجب ہو جاویگی یعنے یہ قسط واجب ہوگی۔ اور اگر موجر کے اجرت وصول
کر لینے کے بعد اجارہ ٹوٹ گیا تو جسقدر منفعت مستاجر نے حاصل کی ہو اسقدر اجرت مین سے کاٹکر باقی مستاجر کو واپس
کر دے یہ وجیز کردری مین ہو۔ زمین اور دار کے مالک کو ہر روز اپنے کرایہ طلب کرنے کا اختیار ہو اور دھوبی و نانبائی
اور درزی کو کام سے فارغ ہونے کے بعد مطالبہ اجرت کا اختیار ہوگا اور اگر اُس نے مستاجر کے گھر مین کام کیا حالانکہ کام
سے فارغ نہوا تو موافق تحریر صاحب ہدایہ و تجرید کے کچھ اجرت کا مستحق نہ ہوگا اور مبسوط و شرح جامع صغیر فخر الاسلام و قاضیخان
مین مذکور ہو کہ اگر مستاجر کے گھر مین درزی نے تھوڑا سا کپڑا سی دیا تو اُسکے حساب سے اُجرت واجب ہوگی یہ تبیین مین ہو
اگر کسی کو مزدور کیا کہ فلان موضع تک یہ بوجھ اُٹھائے چلے پس جب وہ کچھ راستہ طے کر گیا تو اسنے اجرت طلب کی کہ جسقدر
دور لایا ہو اسقدر کی اجرت دیدے تو ہو سکتا ہو اور مستاجر کو اسقدر اجرت دیدینا چاہیے ولیکن حمال پر جبر کیا جائیگا کہ
جہان تک پہونچا دینے کی اُسنے شرط کی ہو وہان تک پہونچا دے اور جب وہان تک پہونچا دیا تو پوری اجرت
حاصل کریگا۔ اور اگر ایک جگہ سے بوجھ اٹھا کر دوسری جگہ پہونچا دینے کے واسطے حمال مقرر کیا اُسنے تھوڑا سا بوجھ پہونچا کر
اسقدر کی اجرت طلب کی تو ظاہر الروایۃ کے موافق مطالبہ روا ہو ولیکن اُسپر جبر کیا جائیگا کہ باقی بوجھ بھی پہونچا کر باقی اجرت لے
یہ شرح طحاوی مین ہو۔ اگر مالک مکان کو تعجیل کر کے اجرت دیدی تو واپس نہین کر سکتا ہو اور اگر اجرت مین مال عین ٹھہرا ہو
اسکو مالک مکان کو عاریت یا ودیعت کے طور سے دیا تو مثل تعجیل کے ہو۔ اور جو اجارہ ایسا ہو کہ زمانہ مستقبل کی جانب مضاف
ہو اسمین تعجیل کی شرط لگانے سے اجرت کا مالک نہین ہوتا ہو اور تعجیل کر کے مستاجر کے ادا کر دینے سے مالک ہو جاتا ہو
یہ غیاثیہ مین ہو۔ فتاوائے آہو مین لکھا ہو کہ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ یہ سرکہ کا گھڑا دروازہ برج تک اٹھا لے چل اور
یہ مزدوری دونگا یعنے مزدوری کا شرط عوض ہونا اجارہ مین داخل ہو پھر وہ شخص اٹھا لایا اور دیکھا تو وہ خراب نکلی پس آیا
اجرت واجب ہوگی تو امام ابو یوسف رح سے روایت ہو کہ نہین اور ایسا ہی امام محمد رح سے مروی ہو بشرطیکہ اسکو شلپ
ہونا معلوم ہو ورنہ اسکو اجرت ملیگی۔ ایک امام اہلام کی زمین کرایہ پر ہو مستاجر نے اسکو بویا اور کاٹا نہین یا کھیتی پختہ نہین ہوئی
اور اُسنے اجرت کچھ نہین لی تھی کہ وہ مرگیا پس آیا اُسکے وارثون کو اختیار ہو کہ جسقدر اُنکے واسطے واجب ہوا ہو اسکو متولی سے
طلب کرین تو شیخ رح نے فتوے دیا ہو کہ نہین یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہو۔ اگر زیور دس روز تک عروس کو آراستہ کرنے کے
واسطے کرایہ پر لیا اور قبضہ کر لیا اور عروس کو نہ پہنایا اور مدت گذر گئی تو فرمایا کہ اجرت واجب ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہو اور نوادر معلیٰ
رحمہ اللہ مین امام محمد رح سے روایت ہو کہ ایک شخص نے ایک محمل مکہ تک سوار ہونے کے واسطے کرایہ لی پھر اُسکو اپنے
اہل و عیال مین چھوڑ گیا اور سوار نہوا تو اسکو کچھ اجرت نہ ملیگی کیونکہ اسنے منفعت حاصل کرنے کی جگہ منفعت حاصل کرنے کا قابو نہین
پایا اور اگر محمل کو کچھ نقصان پہونچے تو وہ شخص ضامن ہوگا اسی طرح اگر کوئی قمیص مکہ تک پہننے کیواسطے کرایہ پر لی تو بھی یہی
حکم ہو اسی طرح اگر ایک مہینہ کے واسطے کوئی محمل مکہ تک سوار ہو جانے کے لیے کرایہ پر لی تو بھی اس صورت مین یہی حکم ہو یہ
ذخیرہ مین ہو اور اجارہ فاسدہ مین اجرت واجب ہونے کے واسطے حقیقۃً منفعت بھرپور حاصل کر لینا شرط ہو اور اگر حقیقۃً منفعت
کا استیفار پایا جاوے تو بھی جب ہی اجرت واجب ہوگی کہ جب موجر کی طرف سے مستاجر کو سپرد کر دینا بھی پایا جاوے
اور اگر موجر نے وہ شے مستاجر کو سپرد نہ کی ہو تو اجرت واجب نہ ہوگی اور اسکی مثال وہ ہو جو جامع مین امام محمد نے ذکر فرمائی

کہ ایک شخص نے ایک غلام خریدا اور ہنوز اُسپر قبضہ نہ کیا تھا کہ بائع کو ایک مہینہ کے واسطے اجارہ پر دیدیا تو اجارہ باطل ہو۔
اور اگر بائع نے بحکم اجارہ اُس سے کام لیا تو اجرت واجب نہوگی یہ محیط مین ہو۔ اور شیخ علی بن احمد رح سے دریافت کیا گیا
کہ ایک شخص نے ایک درخت زمین مین لگا ہوا خریدا اور اسکو پانچ برس تک اپنی جگہ پر چھوڑ دیا اور اس عرصہ مین وہ درخت
پہلے کی بہ نسبت بڑھ گیا پھر اسکو اپنی جگہ سے اُکھاڑنا چاہا پس زمین کے مالک نے کہا کہ مجھے اس مدت تک کا کرایہ دے
تو شیخ رح نے فرمایا کہ اسکو اس مدت تک کا کرایہ نہین مل سکتا ہو یہ تاتارخانیہ مین ہو۔ ایک شخص نے ایک قمیص کرایہ پر
لی تاکہ اسکو پہنے اور فلان مقام تک جاوے پھر اُسنے وہ قمیص اپنے گھر مین پہنی اور وہان نہ گیا تو فقیہ ابو بکر بلخی رح نے
فرمایا کہ اُسپر کرایہ واجب نہ ہوگا کیونکہ وہ عقد مین مخالفت کرنے والا اور ضامن ہو اور فقیہ ابو اللیث رح نے فرمایا کہ میرے
نزدیک اسپر اجرت واجب ہوگی اور وہ مخالفت نہ ٹھہرایا جائیگا کیونکہ پہننے کے مقابل اجرت ہو نہ جانے کے مقابل اور
قاضی فخر الدین نے فرمایا کہ اگر اپنے گھر مین پہننے سے کپڑے کو ویسا ہی ضرر ہوا جیسا اس مقام کے پہننے مین ہوتا یا اس سے
کم ضرر ہوا تو مثل قول فقیہ ابو اللیث رح کے حکم دیا جائیگا ورنہ مثل قول فقیہ ابو بکر کے حکم ہوگا یہ کبرے مین ہو۔ دھوبی نے
اگر انکار کیا کہ اُس شخص کا کپڑا میرے پاس نہین ہو پھر اقرار کیا کہ ہان ہو اور انکار سے پہلے اسکو دھو چکا تھا تو اسکو اجرت
ملیگی اور اگر بعد انکار کے دھویا (وانکار سے ضامن ہو گیا ہو) تو اجرت نہ ملیگی یہ خزانۃ المفتین مین ہو اور اگر بجاے دھوبی کے اس مسئلہ مین رنگریز ہو اور اپنے
انکار سے پہلے رنگا ہو تو جو اجرت ٹھہری ہو وہ ملیگی اور اگر اسنے انکار کے بعد رنگا ہو تو کپڑے کے مالک کو اختیار ہوگا
کہ چاہے کپڑا اسے لے اور جسقدر اسمین رنگ کی وجہ سے زیادتی ہو گئی ہو اسقدر دیدے یا کپڑے کو رنگریز پاس
چھوڑے اور اپنے سپید کپڑے کی قیمت بدون رنگ کے اُس سے لے لے اور اگر ایسی صورت مین جولاہہ ہو اور
اسنے انکار سے پہلے سوت کا کپڑا بنا ہو تو اجرت مقررہ اسکو ملیگی اور اگر بعد انکار کے بنا ہو تو وہ کپڑا جولاہہ کا ہوگا اور جولاہے پر
مستاجر کو اسکے سوت کے مثل سوت دینا واجب ہوگا یہ خلاصہ مین ہو۔ اگر کسی نے ایک ٹٹو کرایہ کیا اور آدھی دور چل کر راہ
مین کرایہ پر لینے سے انکار کیا تو امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ قبل انکار کے اسپر اجرت واجب ہوگی یعنے اسقدر مسافت کی
جہان تک انکار نہین کیا ہو اجرت واجب ہوگی اور بعد انکار کے واجب نہوگی اور امام محمد رح نے فرمایا کہ اجرت اُسکے ذمہ
سے ساقط نہ ہوگی کیونکہ موجر کو یہ اختیار نہین ہو کہ بیچ راہ مین اُس سے ٹٹو لیلے پس مستاجر ہی کے پاس بحکم اجارہ رہیگا
یہ محیط سرخسی مین ہو۔ اگر ایک سال کے واسطے ایک غلام اجارہ لیا اور اُسپر قبضہ کر لیا پھر جب چھ مہینہ گذرے تو غلام کے
اجارہ لینے سے انکار کیا بلکہ دعوے کیا کہ یہ غلام میرا ہو اور انکار کے روز غلام کی قیمت دو ہزار تھی پھر سال گذر گیا اور
اسکی قیمت ایک ہزار درم رہ گئی پھر وہ غلام مستاجر کے پاس مر گیا حالانکہ اسکی قیمت ایک ہی ہزار تھی تو ہشام نے امام محمد سے
روایت کی ہو اسپر اجرت واجب ہوگی اور بعد سال کے اُسپر غلام کی قیمت کی ضمان واجب ہوگی پس ہشام کہتے ہین کہ مین نے
امام محمد رح سے سوال کیا کہ اجرت اور ضمان دونون کیونکر جمع ہو گئین تو امام محمد رح نے فرمایا کہ دونون جمع نہین ہوتی ہین اور
ہشام نے اسکی تفسیر یون بیان کی ہو کہ اجرت تو اسکی ایک سال تک کام لینے کی وجہ سے لازم آئی اور ضمان سال گذرنے
کے بعد رکھنے سے واجب ہوئی کیونکہ سال گذرنے پر اسکو لازم تھا کہ غلام اسکے مالک کو واپس کر دے اور جب واپس نہ کیا
تو ضمان واجب ہوئی پس دونون کے واجب ہونے کا باعث جدا جدا ہو اور زمانہ بھی مختلف ہو پس اجرت اور ضمان دونون
ایکسان جمع ہوتی ہین اور امام ابو یوسف کے قول پر انکار سے پہلے اُسپر اجرت واجب ہونی چاہیے اور بعد انکار کے

ساقط ہونی چاہیے یہ محیط مین ہی۔ اور جس کام کرنے والے کے کام کا کچھ اثر مال عین مین قائم نہوتا ہو جیسے حمال وملاح وغیرہ
اسکو بالاجماع اجرت کے واسطے مال عین اپنے پاس روک رکھنے کا اختیار نہین ہو یہ ذخیرہ مین ہو اور جسکے کام کا اثر قائم
ہو وہ روک سکتا ہو ولیکن اگر اجرت ادا کرنے کی کوئی میعاد مقرر ہو تو نہین روک سکتا ہو۔ اور جولاہہ اور حجام ولکڑی
چیرنے والا اور ہر وہ شخص جسکے کام کرنے سے شے معین بدل کر دوسری شے ہو جاوے اس طرح کہ اگر غاصب اُس
فعل کو ترک کرتا تو ملک مالک زائل ہو جانے کا حکم کیا جاتا تو وہ شخص اجرت کے واسطے روک سکتا ہو اور یہ اُس
صورت مین ہو کہ کاریگر نے اپنی دوکان مین کام کیا ہو اور اگر مستاجر کے گھر مین کام کیا ہو تو نہین روک سکتا ہو یہ وجیز کردری
مین ہو اور اگر کندی کرنے والے نے کپڑے پر کندی کی اور نشاستہ وغیرہ کے استعمال سے اسمین کچھ اثر ظاہر ہو گیا تو روک سکتا
ہو اور اگر اسکے کام کا کچھ اثر ظاہر نہو تو اختلاف ہو اور اصح یہ ہو کہ ہر حال مین اسکو روک رکھنے کا حق حاصل ہو یہ نہایہ مین ہو
اور ہر وہ شخص جسکو روک رکھنے کا استحقاق حاصل ہو اور اُسنے روک رکھی اور وہ چیز اسکے پاس تلف ہو گئی تو اسکو اجرت
بھی نہ ملیگی اور یہ امام اعظم کے نزدیک ہو کذا فی شرح الطحاوی۔ اور اگر اجیر کے پاس وہ شے بدون اُس فعل کے اور
بدون اجرت کے لیے روکنے کے تلف ہوئی پس اگر اسکے کام کا کچھ اثر اُس شے مین ہو جیسے درزی و رنگریز وغیرہ
تو اسکا اجر ساقط ہو جائیگا اور اگر اثر نہو جیسے حمال و کرایہ پر دھونے والا وغیرہ تو اجرت ساقط نہو گی یہ محیط مین لکھا ہو
اور جس شخص کو روک رکھنے کا استحقاق نہین ہو اگر اُس نے وہ چیز جو اسکو کام بنانے کے واسطے دی گئی تھی روک رکھی اور
وہ تلف ہو گئی تو مثل غاصب کے ضمان دیگا اور مالک کو اختیار ہو گا کہ چاہے بنی ہوئی تیار چیز کے حساب سے قیمت لے اور
اسکو اجرت دیدے یا بے بنی ہوئی کی قیمت لے اور اجرت نہ دے یہ مضمرات مین ہو۔ اگر کپڑے کے مالک نے جولاہہ
سے کہا کہ یہ کپڑا اپنے گھر کو لیجا جب ہم لوگ جمعہ سے واپس ہونگے تو مین تیرے گھر کو آؤنگا اور اجرت پوری دیکر اپنا کپڑا
لے لونگا پس اُس اثر دحام مین وہ کپڑا جولاہہ کے ہاتھ سے اُچک لیا گیا معلوم نہ ہوا کہ کسنے اُچک لیا ہو تو فقیہ ابو بکر بلخی رح نے
فرمایا کہ اگر جولاہہ نے مالک کو کپڑا دیدیا یا ایسا کر دیا کہ وہ چاہے تو اسکے ہاتھ سے لے لے پھر اُسنے جولاہہ کو کپڑا دیدیا
تاکہ اجرت ادا کرے تو وہ کپڑا جولاہہ کے پاس رہن رہا پھر جب تلف ہوا تو اجرت کے عوض تلف ہوا یعنے اجرت
بھی گئی اور اگر مالک کپڑے نے بطور ودیعت کے کپڑا اسکو دیدیا تو جولاہہ ضامن نہ ہوگا اور اسکی مزدوری مالک پر بحالہ رہیگی
اور اگر واپس دینے سے پہلے جولاہہ نے بوجہ اجرت کے دینے سے روکا ہو تو اسمین علمار نے اختلاف کیا ہو اور بہتر یہ ہو کہ
ایسی صورت مین باہم کسی چیز پر صلح کر لین یہ فتاوے قاضی خان ہو۔ اور اگر اجیر کوئی کندی کرنے والا ہو اور مالک نے
حکم دیا کہ اپنے پاس رکھے تاکہ اجرت ادا کر کے لیوے اور وہ تلف ہو گیا تو اسمین اختلاف ہو اور جولاہہ کے مسئلہ پر قیاس
کر کے اسمین بھی تفصیل ہونی چاہیے یہ محیط مین ہو۔ جولاہہ نے ایک شخص کا کپڑا بن دیا پھر مالک نے لینے کے واسطے وہ
کپڑا پکڑ لیا اور جولاہہ نے اپنی مزدوری کے واسطے دینے سے انکار کیا پس مالک کے ہاتھ سے کپڑا پھٹ گیا تو
جولاہہ پر ضمان نہ آویگی اور اگر دونون کے ہاتھ سے پھٹا ہو تو جولاہہ نصف کا ضامن ہوگا یہ فصول عمادیہ مین ہو۔ اگر دلال نے
کپڑا فروخت کر کے کپڑے کے دام جسکی بیع کے واسطے مامور تھا مالک کی اجازت سے رکھ لیے تاکہ مالک اسکو ادا کر کے دام
لے پھر وہ ثمن اسکے پاس سے چوری گیا تو بالاجماع ضامن نہو گا اسی طرح بوجھ کے مالک نے اگر حمال سے کہا کہ یہ اپنے
پاس رکھ مین اجرت دیکر لونگا پھر گٹھریان چوری گئین تو ضامن نہ ہوگا کیونکہ دلال و حمال کے کام کا اثر مال عین مین

قائم نہین ہوتا ہو اور جس کام کا اثر مال عین مین قائم نہو وہ اجرت کے واسطے روک نہین سکتا پس لامحالہ اسکے پاس چیز امانت مین رہی اور رہن نہوگی یہ فتاوی قاضی خان مین ہو- اگر زید نے عمرو سے اپنے قرضہ کے عوض جو عمرو پر آتا ہو کوئی گھر عمرو کا کرایہ پر لیا تو جائز ہو اسی طرح بعینہ اس مسئلہ مین اگر بجائے گھر کے غلام لیا تو بھی جائز ہو اور اگر دونون نے باہم اجارہ فسخ کیا اور مستاجر نے اپنے قرضہ سابق کے لیے اجارہ کی چیز روک رکھنی چاہی تو اسکو یہ اختیار ہو یہ محیط مین ہو زید نے اپنے مدیون سے کوئی گھر کرایہ لیا اور اجرت مین کچھ قرضہ کاٹ دیا تو جب مدت اجارہ منقضی ہو جاوے تو زید کو باقی قرضہ کے لیے اجارہ کی چیز روک رکھنے کا اختیار نہوگا اور اگر اجارہ کی مدت گذرنے کے بعد گھر مین رہا تو مدت اجارہ کے بعد جب تک رہا اسکی کچھ اجرت دینی واجب نہوگی یہ فتاوے کبرے مین ہو ایک شخص نے ایک گھر اجارہ دیا اور اجرت معجلہ مقرر کر کے مستاجر سے پہلے لی اور گھر اسکے سپرد نہ کیا یہان تک کہ خود مر گیا اور عقد لوٹ گیا تو مستاجر کو اپنی اجرت معجلہ واپس لینے کے واسطے گھر کو روک لینے کا اختیار نہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہو- اور اگر اجارہ فاسد ہو تو مستاجر کو اپنی اجرت معجلہ واپس لینے کے واسطے روکنے کا اختیار ہوتا ہی یہ خلاصہ مین ہو- حاکم نے ذکر فرمایا ہو کہ اگر کچھ مدت معلومہ کے واسطے کوئی غلام اجارہ لیا اور اجرت معجلہ ادا کر دی پھر موجر مر گیا تو مستاجر کو اختیار ہو کہ ما بقی مدت کے حصہ کی اجرت واپس لینے کے واسطے غلام کو روک رکھے اور اگر غلام اسکے ہاتھ مین مر گیا تو اسپر ضمان نہ آویگی اور اجرت واپس کر لیگا یہ محیط مین ہو

تیسرا باب اُن اوقات کے بیان مین جنپر اجارہ واقع ہوتا ہو- مدت معلومہ پر اجارہ صحیح واقع ہوتا ہو خواہ قلیل ہو جیسے ایک دو دن وغیرہ یا کثیر طویل ہو جیسے دو چار برس وغیرہ کذا فی المضمرات اور جس وقت سے بیان کر دیا اسی وقت سے ابتداے مدت کا شمار ہوگا اور اگر کچھ بیان نہ کیا تو جس وقت سے اجارہ لیا اُسی وقت سے ابتداے مدت لگائی جاویگی یہ کافی مین ہو- اگر زید نے ایک مہینہ محرم الحرام کے واسطے گھر اجارہ دیا پھر دوسرے کو ماہ صفر کے واسطے اجارہ دیا اور عقد ماہ محرم مین قرار پایا تو پہلے وہ گھر محرم کے واسطے اجارہ لینے والے کو سپرد کر دے پھر جب محرم گذر جاوے تو صفر کے مستاجر کو سپرد کر دے یہ سراج الوہاج مین ہو- اور اگر ایک ماہ یا چند ماہ کے واسطے اجارہ واقع ہوا پس اگر عقد اجارہ غرہ ماہ مین ٹھہرا تو مہینہ کا شمار چاند پر ہوگا حتے کہ اگر انتیس کا چاند ہو ایک دن گھٹ جاوے تو اجرت مین کمی نہوگی پوری دینی پڑیگی اور اگر مہینہ کے کچھ دن گذرے اجارہ قرار دیا گیا تو ماہواری اجارہ لینے مین بالاجماع تیس روز کا مہینہ قرار دیا جائیگا اور اگر چند ماہ کے واسطے اجارہ لیا حالانکہ شروع مہینہ سے کچھ دن گذرے اجارہ قرار پایا ہو تو امام اعظم رح سے دو روایتین مین ایک یہ ہو کہ سب مہینون کا شمار تیس دن کے حساب سے ہوگا اور دوسری روایت مین ہو کہ صرف اس مہینہ کا شمار دنون سے ہوگا اور باقی مہینون کا حساب چاند سے ہوگا یہ بدائع مین ہو- اور اگر ماہواری چند مہینون کیواسطے اجارہ ٹھہرا ہو حالانکہ کچھ دن گذرے اجارہ بیچ مہینہ مین قرار پایا تو بلاخلاف اس مہینہ کا حساب جسمین عقد قرار دیا گیا ہو دنون سے ہوگا اور باقی مہینون کا بھی دنون سے شمار ہوگا یہ محیط مین ہو- اور اگر ایک سال مستقبل کے واسطے اجارہ لیا پس اگر شروع چاند سے اجارہ لیا تو چاند کے حساب سے بارہ مہینہ سال کے گنے جاوینگے اور اگر بیچ مہینہ مین عقد ٹھہرا ہو تو دنون کے حساب سے تین سو ساٹھ روز کا سال گنا جائیگا یہ امام اعظم رح کا قول ہو اور امام ابو یوسف سے بھی مروی ہی اور امام محمد کے نزدیک وہی ایک مہینہ بحساب دنون کے لیا جائیگا اور باقی گیارہ مہینہ چاند کے حساب سے شمار کیے جاوینگے اور یہ بھی امام ابو یوسف سے مروی ہو یہ مبسوط مین ہو- اگر ایک شخص نے اپنا گھر اجارہ دیا اور ہر مہینہ ایک درہم اجارہ ٹھہرایا تو ایک مہینہ

کے واسطے عقد صحیح اور باقی کا فاسد ہوا اور مہینہ گذرنے پر دونون مین سے ہر ایک کو عقد توڑ دینے کا اختیار ہوگا کیونکہ عقد صحیح کی مدت گذر گئی۔ ہان اگر اُسنے سب مہینون کو یکبارگی بیان کردیا ہو کہ چار یا چھ مہینہ کے واسطے ایک درم ماہواری کے حساب سے اجارہ دیا تو جائز ہو اور ظاہر الروایۃ مین آیا ہو کہ دونون مین سے ہر ایک کو جو مہینہ آوے اسکی چاندرات اور اسی رات کے دن مین خیار حاصل ہوگا کذا فی الکافی اور ظاہر الروایۃ ہی پر فتوی ہو یہ فتاوی قاضی خان ہو اور اگر بیچ مہینہ مین عقد فسخ کیا تو فسخ نہوگا اور بعض نے کہا کہ فسخ ہوگا جب مہینہ نکل جاوے اور شیخ ابو نصر محمد ایسا ہی فرماتے تھے اور اگر بیچ مہینہ مین کہا کہ شروع مہینہ مین مین نے فسخ کردیا تو جسوقت چاند ہوگا اُسی وقت بلا شبہہ فسخ ہو جائیگا اور اگر دو یا تین مہینہ کی اجرت پہلے دیدی اور اُس نے قبضہ مین لے لی تو جسقدر دنون کی اجرت پہلے دیدی ہو اتنے دنون کسی کو فسخ کا اختیار نہوگا یہ تبیین مین ہو۔ اور اگر ایک نے بدون دوسرے کے ہوتے ہوئے اجارہ فسخ کیا تو بعض نے فرمایا کہ امام اعظمؒ و امام محمدؒ کے نزدیک صحیح نہین ہو اور بعض نے فرمایا کہ بالاتفاق نہین صحیح ہو یہ محیط سرخسی مین ہو۔ اگر کہا کہ مین نے ایک سال کیواسطے تجھے یہ گھر کرایہ دیا ماہواری ایک درم ہو تو بالاجماع جائز ہو کیونکہ مدت معلوم اور اجرت معلوم ہو پس بلا عذر سال گذرنے سے پہلے دونون مین سے کسی کو فسخ کا اختیار نہوگا یہ بدائع مین ہو۔ اور اگر دس درم پر سال بھر کے واسطے اپنا مکان کرایہ دیا تو جائز ہو اگرچہ ماہواری قسط بیان نہ کی کیونکہ مدت معلوم ہو یہ کافی مین ہو۔ ایک شخص نے ایک روز کے واسطے کسی کام کرانے کو کوئی مزدور مقرر کیا پس اگر وہان کے لوگون کا معمول یہ ہو کہ صبح سے عصر تک کام کرتے ہون تو دن بھر سے یہی مراد ہوگی اور صبح سے غروب آفتاب تک معمول ہو تو یہ مراد ہوگی اور اگر دونون معمول ہون تو صبح سے غروب تک رکھا جائیگا کیونکہ اُسنے دن کا لفظ کہا ہو اسکے اعتبار سے غروب تک قرار دینا چاہیے یہ فتاوی قاضی خان مین ہو۔ گھر کے کام کے واسطے جو شخص اجیر مقرر کیا گیا اسکا کام یہ ہو کہ صبح تڑکے اُٹھے اور چراغ روشن کرے اور اگر مخدوم کی نیت روزہ کی ہو تو سحری کھلاوے اور پانی لاکر وضو کراوے اور وضو کا طشت اوٹھا کر چہ بچہ مین پھینک آئے اور جاڑے کے دنون مین صبح و شام آگ روشن کردے اور مخدوم کے ہاتھ پاؤن اور تمام بدن داب دے یہان تک کہ وہ سو جاوے اور ایسے اور کام ضروری ہین یہ خزانۃ الفتاوی مین ہو۔ اور اگر کسی نے ایک روز کے واسطے ٹٹو کرایہ لیا تو صبح صادق سے غروب تک سوار ہو سکتا ہو اور اگر رات کے واسطے لیا تو غروب سے سوار ہو اور صبح صادق ہوتے ہی واپس کردے یہ خزانۃ المفتین مین ہو۔ اور اگر نہار کے واسطے کرایہ لیا تو اسکا حکم کتاب مین مذکور نہین ہو اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ صبح آفتاب نکلنے سے غروب تک سوار ہو سکتا ہو کیونکہ نہار روشنی کا نام ہو اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ یہ گفتگو فرق کی اہل لغت کے نزدیک ہو کہ وہ لوگ نہار اور روز کے معنی مین فرق کرتے ہین اور عام لوگ اپنی بول چال مین فرق نہین کرتے پس وہی حکم ہوگا جو ایک روز کے کرایہ لینے مین مذکور ہوا ہو یہ فتاوی قاضی خان مین ہو و ان اکاری دابۃ من الغدوۃ الی العشی یردہا بعد زوال الشمس۔ اگر کسی نے غدوہ سے عشا تک کے واسطے کوئی ٹٹو کرایہ لیا تو زوال شمس کے بعد واپس کرے۔ اور مشائخ نے فرمایا کہ سورج ڈھلے واپس کرنے کا حکم اہل عرب کے محاورہ کے موافق ہو اور ہمارے عرف کے موافق اجارہ سورج ڈھلے تمام نہوگا بلکہ غروب شمس کے تمام ہوگا کیونکہ ہمارے نزدیک عشا کا لفظ فقط سورج ڈوبنے کے بعد کے وقت بولا جاتا ہو اسی طرح اگر فارسی مین کہا کہ آین خر بدرم گرفتم تا شبانگاہ یعنی مین نے یہ خچر شبانگاہ تک کے واسطے ایک درم کو کرایہ لیا تو بھی ہمارے محاورہ کے موافق سورج ڈوبنے تک ہوگا کذا فی المحیط۔ قال المترجم اور ہمارے عرف کے موافق جب تک نماز مغرب کا

وقت باقی ہو عشا کا وقت نہین ہوتے ہین اسلیے ہمارے عرف کے موافق نماز مغرب کا وقت نکل جانے تک رہنا چاہیے
واللہ اعلم اور اگر کسی بڑھئی کو اجارہ پر مقرر کیا کہ دس روز تک میرا کام کرے تو عقد اجارہ سے جو دس روز متصل ہین وہ
قرار دیے جاوینگے اور اگر کہا کہ گرمیون مین دس روز تک کام کرے تو عقد صحیح نہین ہو کیونکہ دس روز مجہول ہین اور اگر
پہلے مہینہ کے دس روز وغیرہ کہدے تو صحیح ہو یہ وجیز کردری مین ہو۔ شیخ ابوبکر رح سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے
دوسرے کو دو درم دیے تاکہ دو روز تک اسکا کام کرے اُس نے ایک روز کام کیا اور دوسرے روز کام سے
انکار کیا تو شیخ رح نے فرمایا کہ اگر اُسنے کام بیان کر دیا ہو تو اجارہ جائز اور کام کرنے پر مجبور کیا جائیگا پھر اگر دو روز گذر گئے تو بعد کو
اس سے کام کرنے کیواسطے مطالبہ نہو گا اور اگر کام بیان کرنے کے ساتھ یہ بھی کہا کہ کسی دو روز مین کام کر دے تو اجارہ فاسد
ہوگا اور اگر مزدور نے کام کیا تو اُسکو دو درم نہین ملکہ اجر المثل[1] ملیگا یہ حاوی مین ہو۔ فتاوی فضلی مین ہو کہ اگر کسی کو کسی کام
معلوم کے واسطے ایک روز کے لیے مزدور کیا تو مزدور پر واجب ہو کہ تمام دن یہی کام کرے اور سوا ے فرض نماز دن کے
کسی کام مین مشغول نہو۔ اور فتاوی اہل سمرقند مین ہو کہ ہمارے بعض مشائخ نے فرمایا کہ نماز سنت بھی ادا کر سکتا ہو اور نفل نہ
ادا کرنے پر سبھون کا اتفاق ہو اور اسی قول پر فتوی ہو یہ ذخیرہ مین ہو۔ غریب الروایۃ مین لکھا ہو کہ شیخ ابو علی الدقاق نے فرمایا کہ
مستاجر اپنے اجیر کو شہر کے اندر جمعہ کی نماز مین جانے سے منع نہین کر سکتا ہو اور اگر جامع مسجد دور ہو تو جسقدر دیر تک وہ اس
کام مین مشغول رہے اتنی اجرت کاٹ لے اور اگر نزدیک ہو تو اجرت مین سے کچھ کم نہین کر سکتا پس اگر دور ہونے کی صورت
مین چوتھائی روز اُسنے صرف کیا تو چوتھائی مزدوری کاٹ لے اور اگر مزدور نے کہا کہ چوتھائی مین صرف اسقدر وضع کرے
کہ جسقدر دیر تک نماز مین مشغول رہا ہون تو یہ نہین کر سکتا ہو پھر فرمایا کہ احتمال ہو کہ چوتھائی مین سے اسی قدر وضع کے
لائق ہو جسقدر دیر تک نماز مین رہا ہو یہ محیط مین ہو۔ اگر ایک مہینہ تک اپنے کام معلوم کیواسطے کوئی اجیر مقرر کیا تو عرف کے موافق
جمعہ کا روز داخل نہ ہوگا اور اجارہ کی ابتدا نماز صبح کے وقت سے ہوگی یہ خزانۃ الفتاوی مین ہو۔ ایک بڑھئی کو ایک روز رات
تک کے واسطے اجیر مقرر کیا پھر اسکو دوسرے شخص نے حکم کیا کہ میرے واسطے ایک گھڑا ایک درم مین بنا دے اُسنے بنا دیا پس اگر
اسکو معلوم تھا کہ یہ اجیر ہو تو حلال نہین ہو اور اگر نہین معلوم تھا تو کچھ ڈر نہین ہو اور جتنی دیر بڑھئی نے اُس کام مین لگائی اتنی مزدوری
کم کر دیجائیگی لیکن اگر مستاجر نے اُسکو حلت مین کر دیا یعنے معاف کر دیا تو پوری مزدوری حلال ہو یہ وجیز کردری مین ہو اور اگر مزدور نے
ایک کے یہان مقرر ہونے کے بعد کھانے وغیرہ کے لحاظ سے دوسری جگہ اُس سے اچھی پائی پس اگر پہلے شخص کے یہان ایک
درم پر تھا اور دوسرے کے یہان دو درم پر ٹھہرتا ہو تو دوسرے کا کام کرنا حلال نہین ہو اگرچہ اسکو سو درم کیون نہ دے یہ محیط مین ہو۔

چوتھا باب اجیر کو اجرت مین تصرف کرنے کے بیان مین۔ موجر نے یعنی جسکی چیز اجارہ پر لی ہو اگر مستاجر کو اجرت سے
بری کیا یا اجرت اسکو ہبہ کر دی یا صدقہ دیدی اور یہ امر مستاجر کے منفعت حاصل کرنے سے پہلے کیا اور عقد مین تعجیل کے ساتھ
اجرت ادا کرنے کی شرط نہ تھی تو امام ابو یوسف کے نزدیک جائز نہین ہو خواہ اجرت مال عین ہو یا دین۔ اور اجارہ
بحالہ باقی رہیگا فسخ نہو گا۔ اور امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر اجرت دین ہو تو یہ جائز ہو خواہ مستاجر قبول کرے یا نہ کرے اور
اجارہ نہ ٹوٹیگا اور اگر مال عین اجرت مین ٹھہرا ہو اور موجر نے مستاجر کو ہبہ کیا اور باہمی قبضہ واقع ہونے سے پہلے یہ ہبہ
واقع ہوا پس اگر اُسنے ہبہ قبول کیا تو اجارہ باطل ہو جائیگا اور اگر ہبہ رد کر دیا تو اجارہ بحالہ عود کریگا باطل نہو گا یہ محیط مین ہو
اور اگر مستاجر کو اجرت سے بری کیا یا اجرت ہبہ کر دی پس اگر اجرت دین ہو اور تعجیل کی شرط ہو تو بالاجماع صحیح ہو اور عقد اجارہ

[1] اجر المثل ... کام کی اجرت ... ۱۲ [illegible]

بحالہ باقی رہیگا اور اگر سوای ایک درم کے سب اجرت سے بری کیا تو بالاجماع صحیح ہو کیونکہ یہ امر بمنزلہ اجرت کم کردینے کے ہو اور اگر اجرت مین مال عین ٹھہرا ہو تو بری کرنا صحیح نہین ہو یہ غیاثیہ مین ہو- اور اگر مستاجر کے پوری منفعت حاصل کرلینے کے بعد موجر نے ایسے تصرفات کیے تو بہر حال بلاخلاف صحیح ہو یہ محیط مین ہو- فقیہ ابو اللیث رح نے نوازل مین فرمایا کہ اگر موجر نے ماہ رمضان کا کرایہ ہبہ کیا تو فقیہ نے کہا کہ امام محمد رح کے قول کے موافق اگر سالانہ اجرت پر لیا ہو تو جائز ہو اور اگر ماہواری پر لیا ہو تو رمضان آنے سے پہلے نہین جائز ہو اور جب رمضان آجاوے تو جائز ہو یہ محیط سرخسی مین ہو اور اسی کو لیتے ہین یہ وجیز کردری مین ہو- اور اگر نصف سال گذر گیا پھر موجر نے اسکو پوری اجرت سے بری کیا یا ہبہ کردی تو امام محمد رح کے نزدیک سب سے بری ہو جائیگا اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک نصف سے بری ہو گا- اور نصف سے بری ہو گا یہ محیط سرخسی مین ہو- حاکم شہید رح نے منتقی مین فرمایا کہ ایک شخص نے کسی اجرت معلومہ پر اپنی زمین ایک شخص کو اجارہ دی اور اجرت لے لی اور ہنوز مستاجر نے زمین مین کھیتی نہین کی تھی کہ موجر نے مستاجر کو اجرت ہبہ کر کے دیدی پھر کسی وجہ سے باہمی اجارہ ٹوٹ گیا تو مستاجر کو اختیار ہو گا کہ موجر سے وہ اجرت جو اُس نے دیدی ہو واپس کرے سوائے اسقدر حصہ کے جو سال مین سے گذرا اور زمین مستاجر کے پاس رہی ہو اور اگر موجر نے اُجرت پر قبضہ کرنے سے پہلے ہبہ کردی ہو تو بعد نقض اجارہ کے کچھ واپس نہین لے سکتا ہو یہ محیط مین ہو- اور اگر موجر نے مستاجر سے کوئی مال عین خریدا تو بالاتفاق جائز ہو اور عقد بیع مین مثل اجرت کے موجر کے ذمہ ثمن قرار دیا جائیگا پھر ثمن واجرت مین بدلا واقع ہو جائیگا یہ ذخیرہ مین ہو پھر اگر منفعت کا حاصل کرنا متعذر ہو گیا تو مستاجر اپنے ثمن کے درم واپس لیگا مال عین جو فروخت کردیا ہو واپس نہ لیگا یہ محیط سرخسی مین ہو- اور اگر اجرت مین درم ٹھہرے ہون اور بجاے اُنکے آٹا یا روغن زیتون وغیرہ کوئی شی عوض دین لیلی تو جائز ہو یہ غیاثیہ مین ہو- اور اگر موجر و مستاجر نے باہم بیع صرف کرلی اور درمون کے عوض دینار لیے پس اگر مستاجر کے منفعت تام حاصل کرنے کے بعد ایسا کیا یا اجرت کی تعجیل عقد اجارہ مین شرط تھی یعنی اگر اجرت واجب ہو چکی پھر ایسا کیا تو بیع صرف بالاجماع جائز ہو اور اگر تمام منفعت حاصل نہین کرچکا اور نہ تعجیل اجرت شرط تھی تو خلاف ہو موافق قول امام محمد اور اول قول امام ابو یوسف کے جائز ہو اور دوسرا قول امام ابو یوسف کا یہ ہو کہ اگر افتراق سے پہلے دونون جدا ہو گئے تو بیع صرف باطل ہو گئی یہ حکم اُس صورت مین ہو کہ جب اجرت دین ہو اور اگر اجرت مال عین ہو مثلاً نقرہ معین ہو اور مستاجر نے بجاے اُسکے دینار دیے تو جائز نہین ہو خواہ استیفاء منفعت سے پہلے ایسا کیا ہو یا اُسکے بعد اور خواہ تعجیل اُجرت کی شرط لگانے کے بعد ایسا ہو یا اُس سے پہلے- اور کتاب الاصل مین لکھا ہو کہ اگر اجرت کے عوض بیع صرف واقع ہوئی اور حال یہ ہو کہ کسی شی معین کے اُٹھانے پر دس درم اجرت پر اجارہ واقع ہوا ہو پھر کچھ نہین اٹھایا اور مر گیا یا آدھی دور چلکر مر گیا تو پوری اُجرت مستاجر کو واپس کیجاویگی بشرطیکہ حمال نے کچھ نہ اٹھایا ہو اور اگر آدھی دور اٹھایا ہو تو آدھی اجرت یعنی پانچ درم اُسکو واپس دیے جاوینگے اور یہ حکم امام ابو یوسف کے پہلے قول کے موافق ہو سکتا ہو اور یہی امام محمد رح کا قول ہو اور امام ابو یوسف رح کے دوسرے قول کے موافق بیع صرف صحیح نہ ہو گی اور باہمی بدلا واقع نہو گا اور مستاجر پوری اجرت ادا کرنے والا قرار نہ دیا جائیگا اور اگر کچھ بوجھ اُٹھانے سے پہلے حمال مر گیا تو وارثان حمال پر واجب ہو گا کہ مستاجر کو دینار واپس کرین کیونکہ حمال نے بیع صرف فاسد کے حکم سے اُسپر قبضہ کیا تھا اور وارثان حمال کو کچھ اجرت نہ ملیگی اور اگر آدھی دور چلکر راہ مین مر گیا تو وارثان حمال وہ دینار مستاجر کو واپس دینگے اور وارثان حمال کو نصف اجرت ملیگی یہ محیط مین ہو اگر کچھ درم معلومہ کے عوض ایک

سال کے واسطے فامی کو ایک گھر کرایہ پر دیا پھر ایک شخص نے موجر سے کچھ قرض مانگا اُسنے فامی کو حکم دیا کہ دو مہینہ کا کرایہ
اُس شخص کو دیدے پس وہ شخص فامی سے آٹا و روغن وغیرہ ایسی ایسی چیزین لیتا رہا یہانتک کہ دونون مہینہ کا کرایہ
پورا ہو گیا تو یہ جائز ہی اور فامی کا اس شخص پر کچھ نہو گا ولیکن مالک مکان کا اُسپر قرض ہو گا چنانچہ اگر خود فامی سے
وصول کر کے اسکو دیدیتا تو بھی قرض ہوتا اسی طرح یہ بھی قرض ہو گا یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر مستقرض نے فامی سے
ایک دینار خرید لیا تو بھی جائز ہی بشرطیکہ فامی پر یہ کرایہ واجب ہو گیا ہو مثلاً دو مہینے گذر گئے ہون یا تعجیل شرط کی ہو اور یہ جواز
سب کے نزدیک بالاتفاق ہو گا اور اگر کرایہ نہ واجب ہو گیا ہو مثلاً مدت نہ گذری ہو و شرط تعجیل ہو تو امام ابو یوسف رح کے
قول اول و قول امام محمد رح کے موافق بیع صرف جائز ہو گی اور امام ابو یوسف کے دوسرے قول کے موافق ناجائز ہو گی اور
اگر قرض طلب کرنے والے پر فامی کا ایک دینار قرض ہو اور مکان کا کرایہ دس درم ماہواری مقرر ہو اور ایک مہینہ گذر گیا ہو
اور مکان والے نے فامی سے کہا کہ اس شخص کو دو مہینہ کا کرایہ دیدے کہ میرا اُسپر قرض رہیگا اور وہ شخص اسپر راضی ہو گیا
تو جائز ہی پھر اگر فامی نے اپنے دینار سے جو اسپر آتا ہی بدلا کر لیا اور باقی کے عوض اسنے فامی سے اپنی ضروریات کی
چیزین خریدین تو جائز ہی کیونکہ جنس مختلف مین باہم بدلا کرنا اُسوقت ناجائز ہوتا ہی جب باہمی رضامندی نہ پائی جاوے
اور جب پائی جاوے تو جائز ہی ولیکن اگر بیع صرف قرار دی تو ایسا نہین ہی پھر یہ بیع صرف بقدر ایک مہینہ کے کرایہ کے جو
واجب ہو گیا ہی بالاتفاق جائز ہی اور باقی ایک ماہ کا کرایہ جو نہین واجب ہوا ہی اسمین اختلاف ہونا چاہیے کہ امام محمد رح کے
نزدیک و امام ابو یوسف کے قول اول کے موافق جائز ہو اور دوسرے قول امام ابو یوسف کے موافق ناجائز ہی چنانچہ اگر
خود مکان والا دوسرے ماہ کے کرایہ کے عوض جو نہین واجب ہوا ہی فامی سے بیع صرف کرے تو بھی جواز ہو گا پھر فرمایا کہ بیع
صرف مکان والے اور فامی کے درمیان نہو گی بلکہ مستقرض اور فامی کے درمیان قرار دیجائیگی کذا فی المحیط اور اگر مکان
والے نے اس شرط سے درم قرض دیے کہ جب قرض ادا کرے تو ایک دینار و دس درم ادا کرے تو یہ جائز نہین ہی اور اگر فامی
پر اسطرح اُترا دیے اور اسے اپنے دینار کے عوض بدلا کر دیا تو قرضخواہ کے مستقرض پر صرف بیس درم ہونگے۔ اور اگر مکان والے
نے اسکو دو مہینہ کا کرایہ قرض دیا حالانکہ فامی ہنوز مکان مین بالکل نہین رہا۔ اور فامی کو حکم دیا کہ اسکو دیدے اور فامی اسپر راضی
ہوا اور اُسکو آٹا و روغن اور انمین سے دس درم کے عوض ایک دینار دیا پھر فامی کے مکان مین سکونت اختیار کرنے سے
پہلے مکان والا مر گیا یا مکان گر گیا یا کسی نے استحقاق مین لے لیا تو مستقرض سے فامی کچھ نہین لے سکتا ہی ولیکن مکان
والے سے اپنے درم لیگا اور مکان والا مستقرض سے لیگا یہ مبسوط مین ہی۔ ولیکن جاننا چاہیے کہ فامی مکان والے
سے اپنے بیس درم امام ابو یوسف کے قول اول و قول امام محمد کے موافق لیگا اور امام ابو یوسف کے دوسرے قول
کے موافق مکان والے سے صرف دس درم جو اشیاے ضروری مین عوض ہوئے ہین وہی لے سکتا ہی اور
باقی دس درم مین جو بیع صرف کر کے دیا ہی اُسکے درم مکان والے سے نہین لے سکتا ہی بلکہ مستقرض سے اپنا
دینار واپس لیگا کیونکہ اُس نے بیع صرف فاسد کی رو سے اُسپر قبضہ کیا تھا یہ محیط مین ہی۔ اگر کسی نے گھر کرایہ لیا
اور اُسمین رہا پھر وہ گھر استحقاق مین لے لیا گیا تو کرایہ موجر کو ملیگا اور وہ صدقہ کر دے کیونکہ یہ امر ظاہر ہو گیا کہ موجر
اس گھر کے کرایہ پر دینے مین غاصب تھا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر ایک کپڑے کے عوض گھر کرایہ لیکر اتنے
درمون کے عوض کرایہ پر دیا جو کپڑے کی قیمت سے زیادہ ہین تو موجر کو زیادتی حلال ہی اور ہر جنس مختلف کے معاوضہ

یہی حکم ہی چنانچہ اگر دس درم کرایہ پر دیا اور مستاجر نے دو دینار دیے تو بھی زیادتی حلال ہی کیونکہ درم و دینار مین قیمت اندازہ کرنے کے بغیر زیادتی و کمی ظاہر نہین ہوتی ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر مکان والے نے مہینہ گذرنے سے پہلے تمام کرایہ بتعجیل لینا چاہا اور مستاجر نے انکار کیا تو جتنے دن مستاجر کو رہتے ہوئے ہین اتنے دنون کے کرایہ دیدینے کیواسطے مجبور کیا جائیگا اور باقی دنون کے حصہ کے کرایہ دیدینے کے واسطے مجبور نہ کیا جائیگا یہ محیط مین ہی اگر کسی نے معین کپڑے کے عوض اپنا گھر کرایہ دیا اور مستاجر اُسمین رہا تو مکان والے کو کپڑے پر قبضہ کرنے سے پہلے مستاجر یا کسی دوسرے کے پاس اُس کپڑے کے بیچ کر دینے کا اختیار نہین ہی اسی طرح عروض وحیوان و کیلی و وزنی وغیرہ ہر شی معین مین یہی حکم ہی یہ مبسوط مین ہی اور اگر کیلی و وزنی کوئی چیز غیر معین ہو مگر وصف بیان کر کے مستاجر کے ذمہ قرار دی گئی ہو تو قبضہ کر لینے سے پہلے مستاجر کے ہاتھ اُسکے فروخت کر دینے مین کچھ ڈر نہین ہی مگر یہ حکم اسوقت ہی کہ جب کوئی شی بسبب استیفاء منفعت یا شرط تعجیل کے مستاجر کے ذمہ واجب ہو گئی ہو یہ محیط مین ہی اور اگر اُسکے عوض کوئی شی معین خریدی تو جائز ہی خواہ اسی مجلس مین اپنے قبضہ مین لے لی ہو یا نہ لی ہو اور اگر بعوض اُسکے کوئی غیر معین چیز خریدی تو بدون قبضہ کرنے کے جدا نہ ہو اور اگر قبضہ سے پہلے جدا ہو گیا تو بیع ٹوٹ جاویگی۔ اور اگر مکان والے نے اُس چیز کو جو کرایہ مین ذمہ ٹھہری ہی سوائے مستاجر کے دوسرے کے ہاتھ فروخت کیا تو روا نہین ہی کیونکہ جو چیز کسی شخص کے ذمہ قرضہ ہو اسکو سوائے قرضدار کے دوسرے کے ہاتھ فروخت کرنا جائز نہین ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اگر کسی شخص نے ایک سال کے واسطے اپنا گھر بعوض ایک غلام معین کے کرایہ پر دیا اور ہنوز غلام پر قبضہ نہ کیا اور نہ گھر مستاجر کے سپرد کیا تھا کہ وہ غلام آزاد کر دیا تو عتق باطل ہی کیونکہ جو اجرت قرار پائی ہو وہ استیفاء منافع یا تعجیل یا شرط تعجیل کے پائے جانے سے موجر کی ملک مین ہو جاتی ہی اور یہان انمین سے کچھ نہین پایا گیا۔ اور اگر موجر نے غلام پر قبضہ کر لیا اور ہنوز مستاجر کو مکان کا قبضہ نہ دیا تھا کہ غلام کو آزاد کر دیا تو اعتاق جائز ہی یہ محیط مین ہی۔ پھر اگر مستاجر نے گھر قبضہ مین لیا اور میعاد سکونت تمام ہوئی تو خیر اور اگر عقد اجارہ فسخ ہو گیا خواہ مکان پر استحقاق ثابت ہونے کی وجہ سے یا دونون مین سے کسی کی موت یا مکان کے غرق ہونے کی وجہ سے یا قدرت انتفاع حاصل نہ رہنے کے باعث سے تو آزاد کرنے والے پر غلام کی قیمت دینی واجب ہوگی اور اگر وہ غلام مستاجر کے پاس رہا اور مستاجر اُس مکان مین ایک مہینہ رہا پھر دونون نے غلام کو آزاد کر دیا تو موجر کی طرف سے بقدر ایک مہینہ کی اجرت کے آزاد ہوا اور باقی مستاجر کی طرف سے آزاد ہوا اور باقی سال کا اجارہ ٹوٹ گیا یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر پھر مستاجر اس مکان مین باقی سال تک رہا تو اسکو اجر المثل دینا پڑیگا یہ غیاثیہ مین ہی اور اگر موجر کے غلام پر قبضہ کرنے سے پہلے میعاد سکونت پوری ہو گئی پھر وہ غلام مرگیا یا استحقاق مین لے لیا گیا تو اُسپر اجر المثل واجب ہوگا چاہے جسقدر ہو اور اجارہ فاسدہ کی صورت مین بھی اجر المثل واجب ہوتا ہی ولیکن جسقدر بیان کیا گیا ہی اُس سے بڑھایا نہ جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر موجر نے وہ غلام بسبب خیار عیب یا خیار رویت کے واپس کر دیا حالانکہ مستاجر پوری مدت تک سکونت حاصل کر چکا ہو تو اسپر اجر المثل واجب ہوگا کیونکہ عقد اجارہ جڑ سے ٹوٹ گیا یہ غیاثیہ مین ہی۔ اور اگر مستاجر نے وہ غلام مکان والے کو دیدیا اور ہنوز مکان مین سکونت نہ اختیار کی تھی کہ خود ہی وہ غلام آزاد کیا تو عتق باطل ہی کیونکہ مکان والے کو دیدینے کی وجہ سے اسکی ملک سے نکل گیا پس اُسنے ایسے غلام کو آزاد کیا جو اسکی ملک مین نہین ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر مستاجر ایک مہینہ تک مکان مین رہا پھر مستاجر کے پاس وہ غلام مرگیا قبل ازانکہ موجر کے سپرد کرے تو مستاجر کو ایک مہینہ کا اجر المثل دینا واجب ہوگا چاہے جسقدر ہو بخلاف

اُسکے اگر اجارہ فاسد ہوتا تو اجر المثل دینا پڑتا مگر غلام کی قیمت کے پرتے پر جو ایک مہینہ کا کرایہ پڑتا ہو اُس سے زیادہ نہ کیا جاتا یہ محیط مین ہے۔ اگر موجر نے مستاجر کی بلا اجازت مال اجارہ کو جو معین ہے قبضہ مین سے لیا اور اسکو فروخت کر دیا پھر اجارہ کی مدت گذر گئی تو بیع نافذ ہو جاویگی اور اگر اجارہ فسخ ہو گیا تو مستاجر اپنے موجر سے اس مال معین کی قیمت لے لیگا اور اگر اجرت مین کوئی غلام ٹھہرا اور تعجیل کے ساتھ موجر کو دیدیا اُسنے آزاد کر دیا یا اُسکے پاس مر گیا پھر اجارہ فسخ ہو گیا تو مستاجر اسکی قیمت واپس لیگا اور اگر آدھی مدت گذرنے کے بعد اجارہ فسخ ہوا تو غلام کی نصف قیمت واپس لیگا یہ غیاثیہ مین ہے۔ ایک شخص نے بعوض ایک غلام معین کے ایک مکان ایک سال کے واسطے کرایہ لیا اور اُسمین ایک مہینہ رہا اور غلام موجر کو نہ دیا پھر اسکو خود آزاد کر دیا تو آزاد کر دینا صحیح ہے اور مستاجر پر ماہ گذشتہ کا اجر المثل چاہے جسقدر ہو واجب ہوگا اور باقی سال کا اجارہ ٹوٹ جائیگا اسی طرح اگر کوئی گھر بعوض کسی مال معین کے کرایہ لیا اور اُسمین سکونت اختیار کی اور مال معین نہ دیا یہانتک کہ وہ مال تلف ہو گیا تو اجر المثل دینا پڑیگا چاہے جہانتک پہونچے یہ فتاوی قاضی خان مین ہے

پانچوان باب۔ اجارہ مین خیار وغیرہ شرط لگانے کے بیان مین۔ اگر تین روز کے خیار شرط پر اجارہ لیا تو جائز ہے اور زیادہ مین اختلاف ہے یہ وجیز کردری مین ہے۔ اور مدت خیار کی ابتدا وقت اجارہ سے شمار ہوگی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے اور اگر مستاجر نے تین روز کے خیار کی شرط لگائی اور اُس مدت مین مکان کے اندر سکونت اختیار کی تو خیار ساقط ہو گیا اور اگر سکونت کے سبب سے منزل گر پڑی تو ضامن نہ ہوگا کیونکہ اُسنے بحکم اجارہ سکونت اختیار کی ہے اور ابتداء مدت خیار کے ساقط ہونے کے وقت سے گنی جاویگی یہ وجیز کردری مین ہے اور اگر مکان والے کو خیار ہو اور مستاجر نے مدت خیار مین رہنا اختیار کیا تو کچھ اجرت نہ دیگا اور مستاجر کی سکونت کے سبب سے جو کچھ منہدم ہوا اُسکا ضامن ہوگا یہ غیاثیہ مین لکھا ہے۔ اور اگر موجر کی اجازت دینے کے بعد سکونت اختیار کی تو اجرت لازم آویگی اور مستاجر کو خیار حاصل ہوگا اور مکان کا دیکھ لینا مثل منافع دیکھنے کے شمار ہوگا یہ وجیز مین ہے۔ اگر بے دیکھا ہوا گھر اجارہ لیا تو خیار رویت حاصل ہوگا اور اگر دیکھا ہوا گھر اجارہ لیا تو خیار رویت حاصل نہوگا ولیکن اگر اُسمین سے ایسا کچھ گر گیا ہو جس سے سکونت کے منافع مین کچھ نقصان آتا ہو تو بسبب تغیر کے خیار رویت حاصل ہوگا یہ مبسوط مین ہے۔ صدر الشہید نے ذکر کیا کہ اگر کسی نے اجرت معلومہ پر ایک شخص کو اسواسطے مزدور کیا کہ اُسکی دیگین مانج دیوے اُسنے دس دیگین مانج دین اور باقی سے انکار کیا تو فرمایا کہ اگر مزدور مقرر کرنے کے وقت اُسکو دیگین دکھلا دی ہون تو باقی دیگین مانجنے کے واسطے مزدور پر جبر کیا جائیگا اور اگر اُسنے نہ دیکھی ہون تو مجبور نہ کیا جائیگا اور اس مسئلہ کی اصل وہ ہے جو امام محمدؒ نے اجارات مین ذکر کی ہے کہ اگر کسی نے دھوبی کو اس شرط سے مقرر کیا کہ کسی قدر اجرت معلومہ پر میرے دس کپڑے کندی کر دے اور کپڑے نہ دکھلائے اور نہ اُسکے پاس تھے تو اجارہ فاسد ہے اور اگر دکھلا دیے تو جائز ہے یہ ذخیرہ مین ہے۔ اگر دھوبی سے کپڑون کی جنس بیان کر دی تو شیخ الاسلام خواہر زادہ نے اپنی شرح مین لکھا ہے کہ یہ نہ دکھلانے کے مثل ہے حتی اجارہ فاسد ہوگا اور شمس الائمہ سرخسی نے اپنی شرح مین لکھا ہے کہ اگر اُسنے کپڑے کی صفت بیان کرنے مین یہانتک وضاحت اور مبالغہ کیا کہ دھوبی کو اپنے کام کی مقدار معلوم ہو گئی تو یہ اور کپڑون کا دکھلا دینا یکسان ہے اور شاید شمس الائمہ کا قول دیگون کے مسئلہ مین بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ انھون نے دھوبی کے مسئلہ مین حکم دیا ہے پس تامل کر کے فتوے دینا چاہیے یہ محیط مین ہے۔ نوادر ابن سماعہ مین امام ابو یوسفؒ سے روایت ہے کہ ایک دھوبی سے ایک شخص نے شرط کی کہ ایک درم مین میرا ایک مروی کپڑا کندی کر دے اور دھوبی راضی ہو گیا پھر جب اُسنے کپڑا دیکھا تو کہا کہ مین نہین راضی ہوتا ہون تو اسکو یہ اختیار ہے اور فرمایا کہ درزی کا بھی یہی حکم ہے۔ اھ

اصل اس باب مین یہ ہی کہ ہر کام جو باعتبار اپنے محلؔ کے مختلف ہوتا ہی اسمین محل کے دیکھنے کے وقت خیار رویت حاصل ہوتا ہی اور جو کام ایسا ہو کہ اسمین محل کے اعتبار سے اختلاف نہین ہوتا ہی اسمین وقت دیکھنے کے خیار رویت حاصل نہین ہوتا اور کندی کرنا یا سلائی ایسی ہی کہ تھوڑے کپڑے مین تھوڑی سلائی اور بڑے کپڑے مین بڑی سلائی کرنی پڑتی ہی اس واسطے ہنے دونون مین خیار رویت حاصل ہونے کا حکم دیا ہی قال (مترجم) یعنے شیخ الاسلام نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے ایک کر گیہون ناپ دینے کے واسطے کسی کو اجیر مقرر کیا پھر جب اُسنے گیہون دیکھے تو کہا کہ مین راضی نہین ہوتا ہون تو اسکو یہ اختیار نہین ہی اگر کسی شخص کو بیٹھک مین بچھنے لگانے کے واسطے مزدور مقرر کیا اور ایک دانگ اجرت ٹھہرائی اور وہ راضی ہوا پھر جب بیٹھک کھولکر بچھنے لگانے کا قصد کیا تو کہا کہ مین راضی نہین ہوتا ہون تو اسکو یہ اختیار نہین ہی کیونکہ اس مقام پر کام مین کچھ اختلاف نہین ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اگر کسی کو مزدور مقرر کیا کہ میری دس من روئی دھن دے یا دس کپڑے کندی کر دے اور مستاجر پاس کچھ روئی یا کپڑے نہین مین تو جائز نہین ہی۔ اور اگر ہون اور مزدور نے نہ دیکھے تو دیکھنے کے وقت مزدور کو کپڑون مین خیار رویت حاصل ہوگا اور روئی مین حاصل نہوگا یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ نوادر ہشام مین امام محمدؒ سے روایت ہی کہ ایک شخص نے اپنے گھر کے عوض ایک غلام ایک سال تک خدمت کے واسطے اجارہ لیا اور چھ مہینہ اس سے کام لے چکا تھا کہ موجر غلام نے گھر کو دیکھا حالانکہ اس سے پہلے وہ گھر نہ دیکھا تھا اور کہا کہ مجھے اس گھر کی کچھ حاجت نہین تو امام محمدؒ نے فرمایا کہ اسکو خیار ہی اور اسکو اپنے غلام کا اجر مثل ملیگا یہ محیط مین ہی۔ ایک شخص نے ایک انگور کا باغ اجارہؔ لیا حالانکہ اسکو دیکھا نہ تھا اور باغ والے نے درختون کو اجارہ سے پہلے فروخت کر دیا تھا حتے کہ اجارہ صحیح ٹھہرا تو مستاجر کو باغ مین خیار رویت حاصل ہوگا اور اگر اسنے اسمین مالکانہ تصرف کیا تو خیار رویت باطل ہو جائیگا کذا فی الذخیرہ۔ اور اگر اُس باغ کے پھل کھائے تو خیار رویت ساقط نہ ہوگا کیونکہ یہ تصرف جو اُس پھل کھانے کا کیا ہی یہ خریدی ہوئی چیز مین تصرف ہی اجارہ کی چیز مین نہین ہی یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی۔ اور اجارہ مین بھی مثل بیع کے خیار عیب ثابت ہوتا ہی ولیکن فرق اسقدر ہی کہ اجارہ مین قبضہ سے پہلے اور قبضہ کے بعد خود ہی مستاجر تنہا بسبب خیار عیب کے واپس کر سکتا ہی اور بیع کی صورت مین قبضہ سے پہلے تنہا مشتری کو واپس کرنے کا اختیار رہا اور قبضہ کے بعد حکم قاضی یا رضاے بائع کی ضرورت ہی یہ محیط مین ہی اگر کوئی مکان کرایہ لیا اور قبضے کے بعد اسمین سکونت کے حق مین کوئی عیب دیکھا مثلاً اسمین دھنیان شکستہ مین یا دیوار دبی ہوئی ہی تو اسکو رد کر دینے کا اختیار ہی اور اگر عقد اجارہ کے بعد اسمین کوئی عیب قبضہ کرنے سے پہلے پیدا ہو گیا تو واپس کر سکتا ہی کیونکہ عقد اجارہ منفعت پر واقع ہوتا ہی پس پوری منفعت حاصل کرنے سے پہلے جو عیب اسمین پیدا ہو گیا وہ ایسا گنا جائیگا کہ گویا وقت عقد کے موجود تھا یہ وجیز کردری مین ہی۔ ابراہیم نے امام محمدؒ سے روایت کی ہی کہ ایک شخص نے دوسرے کو آج کے روز اسواسطے مزدور کیا کہ یہ مٹی کا تودہ یہان سے وہان منتقل کر دے حالانکہ یہ تودہ ایک روز کا کام نہین ہی چند روز مین اُٹھ سکتا ہی تو امام محمدؒ نے فرمایا کہ یہ اجارہ کام پر نہین ہی دن پر ہی پس اصل یہ ٹھہری کہ جب مستاجر نے عقد اجارہ مین کام اور زمانہ کو جمع کیا اور یہ کام ایسا ہی کہ مزدور اسکو اتنے زمانہ مین پورا نہین کر سکتا ہی تو یہ عقد اجارہ صرف اتنے زمانہ کا ہوگا کام کا نہوگا اور مزدور کو اپنی جان اتنے زمانہ تک اس کام مین سپرد کرنے سے مزدوری کا استحقاق حاصل ہو جائیگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ زید نے عمرو سے کہا کہ مین نے تجھے یہ گھر ایک درم ماہواری پر اس شرط سے کرایہ دیا کہ ماہ رمضان کا کرایہ تجھے ہبہ کیا یا ماہ رمضان مین تجھپر کرایہ نہین ہی تو اجارہ فاسد ہی یہ محیط سرخسی مین ہی

ایک شخص نے ایک حمام ایک سال تک کیواسطے اس شرط سے اجارہ دیا کہ مستاجر سے دو مہینہ کا کرایہ بسبب تعطیل کے کم کر دیگا تو فاسد ہو اور اگر کہا کہ جسقدر وہ معطل رہیگا اتنا کرایہ کم کر دیگا تو جائز ہو اور اگر کہا کہ بمقدار اُسکے بیکار رہنے کے تجھپر کرایہ نہین ہو اور مدت بیان کر دی تو جائز ہو یہ خزانۃ الفتاوی مین لکھا ہو۔ ایک حمام کو اس شرط سے اجارہ لیا کہ اگر مستاجر کو کوئی حادثہ پیش آیا تو تیرے لیے کچھ اجرت نہین ہو تو یہ اجارہ فاسد ہو۔ کذا فی الخلاصہ۔ ایک دوکان جل گئی اسکو ایک شخص نے پانچ درم ماہواری پر اس شرط سے کرایہ لیا کہ اسکی تعمیر کرا دیگا بشرطیکہ اسکا خرچ سب کرایہ مین سے کاٹ لیگا تو یہ اجارہ فاسد ہو اور اگر مستاجر باوجود اسکے اس دوکان مین رہا تو اسکو اجر المثل جہانتک ہو دینا پڑیگا اور مستاجر جو وہ خرچہ ملیگا جو اسنے عمارت مین خرچ کیا اور بنوائی کے کام مین جو خود مستعد رہا ہو اسکی نگرانی وغیرہ کا اجر المثل ملیگا یہ ذخیرہ مین ہو۔ ایک کاروانسرائے خراب کھنڈل ہو گئی مگر اسمین بعض دوکانین ثابت ہین پس ایک شخص نے ثابت دوکانون کو بحساب پندرہ درم ماہواری کے اور خراب دوکانون کو پانچ درم ماہواری پر اس شرط سے لیا کہ خراب کو اپنے مال سے تیار کرا دے اور تمام کرایہ سے اسکا خرچ محسوب کرے پس شکستہ کا اجارہ لینا تاکہ بنوا کر پھر اوس سے نفع اٹھاوے فاسد ہے اگر یہ شرط کی تو عمارت موجر کی ہوگی اور مستاجر کا خرچہ موجر پر ہوگا اور مستاجر کو اس عمارت بنوائی کا اجر المثل بھی ملیگا اور موجر کو اختیار رہوگا کہ جو دوکانین اُس نے بنوائی ہین انکو واپس لے لیکن جو دوکانین ثابت تھین انکا اجارہ جائز رہا کہ اسمین کوئی شرط مفسد نہین ہو کذا فی المحیط۔ اگر مستاجر پر وہ چیز واپس[1] لانے کی شرط لگائی تو جائز نہین ہو جبکہ اُس شی کی باربرداری وخرچہ پڑتا ہو اور اگر اسکی باربرداری وخرچہ نہو تو جائز ہو یہ غیاثیہ مین ہو۔ فتاوی مین لکھا ہو کہ ایک شخص نے بڑی دیگ ایک ماہ کے لیے شیرۂ انگور پکانے کے واسطے اجارہ لی اور موجر نے مستاجر پر واپسی کی شرط لگائی تو عقد فاسد ہو اور اگر یہ شرط نہ لگائی تو مستاجر پر ایک ماہ کا کرایہ واجب ہوگا خواہ وہ آدھے ماہ مین فارغ ہو جاوے یا پورے مہینہ مین کذا فی الحاوی

قلت ہمارے یہان کڑھاؤ کھنڈسال کی بھی امید ہو کہ اسی حکم مین ہون۔ اور غیاثیہ مین لکھا ہو کہ پھر جب مہینہ گذر جاوے تو اُسپر کرایہ نہ چڑھیگا۔ اگرچہ مدت تک اُسکے پاس رہے یہ تاتارخانیہ مین ہو۔ اور اگر کہا کہ ایک درم روزانہ پر کرایہ ہے تو جب کام سے فارغ ہو جاوے تو پھر اُسپر کرایہ نہ چڑھیگا خواہ مالک کو واپس دی ہو یا نہ دی ہو اور اگر آدھے روز مین کام سے فارغ ہوا تو پورے دن کا کرایہ دینا پڑیگا چنانچہ ماہواری کی صورت مین آدھے مہینہ مین فارغ ہونے کا یہی حکم تھا یہ خزانۃ الفتاوی مین ہو۔ اور اگر جوالے[2] اور کوزے اجارہ لیے اور موجر نے کہا کہ جبتک تو مجھے صحیح و سالم واپس نہ کر دے تب تک میرا ایک درم روز تجھپر چڑھیگا اور مستاجر نے قبضہ کر لیا اور وہ ٹوٹ گئے تو جوال کا اجارہ فاسد اور کوزون کا جائز ہو یعنے اگر کوزون کی اجرت بیان کر دی اور ایسی ہی جوال کی بیان کی تو ٹوٹنے کے وقت تک کوزون کا حصۂ اجرت واجب ہوگا اور جوال مین اجر المثل واجب ہوگا یہ فتاوی کبرے مین ہو۔ قاضی فخرالدین نے فرمایا کہ فتوی اسپر ہو کہ کوزون کا اجارہ فاسد نہوگا ولیکن جب کہ یہ ثابت ہو کہ اسکی بھی باربرداری وخرچہ پڑتا ہو اور رسم[3] جاری ہوتا ہو اسیطرح اگر جوال کی اجرت اور کوزون کی اجرت بیان نہ کرے تو بھی عقد فاسد ہوگا اگرچہ کوزون کی باربرداری وخرچہ کچھ نہو یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہو۔ حیل مین لکھا ہو کہ ایک شخص نے ایک سال کے واسطے ایک مکان اس شرط سے کرایہ لیا کہ مجھے تین روز تک خیار ہو پس اگر مین راضی ہوا تو سو درم کو اسکو لونگا اور اگر مجھے پسند نہ آیا تو پچاس درم کو لے لونگا تو ایسا اجارہ فاسد ہو اور اگر اُسنے سکونت اختیار کی تو تین روز تک اور بعد تین روز کے بھی اُسپر اجر المثل واجب ہوگا اور اسکی سکونت کے باعث سے جسقدر مکان منہدم ہو جاوے

[1] یعنی اجارہ تمام ہونے پر واپس ... [illegible]
[2] ... [illegible]
[3] ... [illegible]

اسکا ضامن ہو گا خواہ مدت خیار مین منہدم ہو یا اُسکے بعد اور بخلاف اسکے اگر مکان والے کے واسطے خیار کی شرط ہو تو مدت خیار
کے اندر مستاجر کی سکونت کے باعث جو کچھ مکان منہدم ہوا ہو اُسکی ضمان مستاجر پر واجب ہو گی اور اگر یون کہا کہ تین روز تک
مجھے خیار ہے پس اگر مین راضی ہوا تو سو درم کو اجارہ لے لونگا تو یہ جائز ہے پھر اگر اس نے سکونت اختیار کی تو خیار باطل اور اجارہ
لازم ہو گیا اور جسقدر مدت رہا ہے اسکا کرایہ دینا واجب ہو گا اور جو کچھ اُسکے رہنے سے منہدم ہوا اُسکا ضامن نہ ہو گا یہ محیط
مین ہے۔ اگر کوئی زمین اجارہ لی اس شرط سے کہ وہ زمین تنو جریب ہے حالانکہ وہ کم یا زیادہ تھی تو جسقدر تھی وہ سب پوری
اجرت کے عوض قرار دیجائیگی مگر کم ہونے کی صورت مین مستاجر کو اجارہ فسخ کر دینے کا خیار ہو گا اور اگر عقد مین یہ بھی
کہدیا ہو کہ ہر جریب اسقدر درم کو ہے تو اسی حساب سے اسکو کرایہ ملیگا یہ فتاوی غیاثیہ مین ہے۔ اگر چند ماہ معلوم کے واسطے
کوئی مکان اجارہ لیا اور موجر نے سپرد نہ کیا حتے کہ کچھ مدت گذر گئی پھر مابقی مدت کے واسطے سپرد کرنا چاہا تو اسکو اختیار ہے اور
مستاجر کو کچھ انکار کا اختیار نہین ہے اسی طرح اگر مستاجر نے موجر سے قبضہ کرا دینے کی درخواست کی اور اُسنے انکار کیا پھر سپرد
کرنا چاہا تو اسکو اختیار ہے اور مستاجر کو انکار کا اختیار نہین ہے۔ اور اگر کسی نے دو گھر کرایہ لیے پھر ایک گر گیا یا اسکو لینے سے کوئی
مانع پیش آیا یا ایک مین کچھ عیب پیدا ہو گیا تو دونون کو ترک کر دینے کا اختیار ہے یہ بدائع مین ہے۔ اگر دو بیت کرایہ لیے اور
قبضہ کے بعد ایک گر گیا تو باقی مین اسکو رد کرنے کا اختیار نہو گا بخلاف اسکے اگر قبضہ سے پہلے ایسا واقع ہو تو اختیار ہے یہ مبسوط
مین لکھا ہے۔ فتاوائے نسفی مین لکھا ہے کہ شیخ رحمہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے پن چکی اجارہ دی بشرطیکہ جو اجرت مقرر کی
ہے وہ پانی جاری ہونے کے روز ہو گی اور نہ جاری ہونے کے روز بھی ہو گی تو شیخ رحمہ نے فرمایا کہ یہ شرط مقتضائے شرع
کے خلاف ہے پس عقد فاسد ہے کیونکہ پانی نہ جاری ہونے کے روز اجرت شرعاً نہ چاہیے کذا فی الحاوی۔ ایک بیل کرایہ لیا
اس شرط پر کہ بیس قفیز روز بیل چکی مین چلا کر اُس سے پیسے پھر مستاجر نے چلا کر دیکھا تو صرف دس قفیز روز پیس سکتا ہے تو
مستاجر کو خیار ہو گا چاہے راضی ہو یا واپس کر دے اور اگر راضی ہوا تو جو اجرت روزانہ مقرر ہوئی ہے وہی پوری دینی
پڑیگی کم نہ ہو گی اور اگر واپس لیا تو جس روز کام لیا ہے اُسکی پوری اجرت دینی پڑیگی اور کمی کام سے اجرت مین کمی نہ ہو گی کیونکہ
اجارہ وقت پر واقع ہوا ہے اسیواسطے اگر کچھ بھی نہ پیسا ہو تو بھی اجرت کا مستحق ہو گا یہ ذخیرہ مین ہے۔ اگر بغداد تک کے واسطے
کوئی ٹٹو کرایہ کر کے لیچلا پھر مستاجر کو معلوم ہوا کہ اس ٹٹو کو رات مین نہین سوجھتا ہے یا اڑیل ٹٹو پایا یا ٹھوکر کھاتا ہے یا موزہ
کاٹتا ہے پس اگر وہ ٹٹو جو کرایہ مین ٹھہرا ہے بعینہٖ ہو تو مستاجر کو خیار ہو گا کیونکہ شرط مین تغیر ہوا پس جسقدر راہ چلا ہے اُس کے
حساب سے اجرت دیدے کیونکہ اُسی قدر منفعت اُس نے حاصل کی ہے اور اگر غیر معین کوئی ٹٹو ٹھہرا ہو تو ٹٹو والے کو اختیار
ہے کہ کسی دوسرے ٹٹو پر اسکو بغداد تک پہونچاوے کیونکہ اُس نے اجارہ کا عقد اپنے ذمہ لازم کر لیا ہے۔ اور یہ حکم اُسوقت
ہے کہ جب اس ٹٹو مین عیب ہونے کے گواہ قائم ہون یہ مبسوط مین ہے۔ خلاصہ مین ہے کہ کسی اجارہ کے عقد کو دوسرے اجارہ
کے فسخ ہونے پر معلق کرنا جائز نہین ہے مثلاً کسی شخص سے ایک ٹٹو کرایہ لیا پھر دوسرے ٹٹو والے سے کہا کہ اگر ہم دونون مین
اجارہ فسخ ہوا تو مین نے تجھ سے اجارہ لیا تو یہ اجارہ جائز نہین ہے یعنے اگر فسخ بھی ہو جاوے تو دوسرا اجارہ منعقد نہو گا اور
جامع الفتاوے مین لکھا ہے کہ اگر ایک شخص کو مزدور مقرر کیا کہ اس مٹی سے یا جو فلان مقام پر میری مٹی ڈھیر ہے اُس سے
ہزار اینٹین روز اس سانچہ سے تیار کر دے یا کوئی سانچہ معروف بیان کیا تو جائز ہے یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ اور اگر دیوار و مکان
بنانے والے سے یہ شرط ٹھہرائی کہ دیوارون پر دھنیان رکھدے اور چھتیان ڈالدے اور صاف کر کے چھت پر کہگل لگاوے

تو جائز ہی۔ اور اگر اسواسطے مقرر کیا کہ کچی اینٹون سے دیوار بنادے تو سیاہ مٹی اور اسکا لانا معمار کے ذمہ ہوگا و لیکن اگر جگہ وور ہو تو بعد معلوم ہونے کے مزدور کو خیار ہوگا اور اگر جگہ دکھلادی تو خیار نہ رہیگا۔ اور اگر اس واسطے مزدور مقرر کیا کہ روڑون سے پشتہ وار دیوار بنادے اور طول و عرض بیان کردیا اور اونچائی بھی ذکر کردی تو جائز ہی کیونکہ اس بیان سے کاریگرون کے نزدیک کام ایسا صاف معلوم ہوجاتا ہو کہ پھر اُس مین فرق نہین رہتا ہی یہ مبسوط مین ہی اور اگر روڑون کی پشتہ وار دیوار بنانے کے لیے مزدور مقرر کیا اور فقط طول یا عرض بیان کیا تو اجارہ جائز نہین ہو کیونکہ اتنے سے کام کا حال معلوم نہین ہوتا کذا فی المحیط

چھٹا باب ایک پر دو شرطون مین سے یا دو شرطون یا زیادہ پر اجارہ واقع ہونے کے بیان مین۔ اصل یہ ہی کہ اگر دو چیزون مین سے ایک چیز پر اجارہ واقع ہوا حالانکہ دونون مین سے ہر ایک کا کرایہ معلوم بیان کردیا مثلاً کہا کہ مین نے یہ مکان پانچ درم ماہواری کو یا وہ مکان دس درم ماہواری کو کرایہ دیا یا ایسا کلام دو دو کانون یا دو غلامون کے حق مین یا بھاڑے کی صورتین دو مسافتون مختلفہ کے حق مین واقع ہو مثلاً کہا کہ مکہ تک دو ہزار درم یا مدینہ تک تین ہزار درم کو کرایہ دیا تو ہمارے علما کے نزدیک یہ سب جائز ہو اسی طرح اگر تین چیزون مین اسکو پسند کا اختیار دیا تو بھی جائز ہو اور اگر چار چیزین ذکر کین تو جائز نہین ہی اسی طرح رنگ کے انواع اور سلائی کے اقسام مین اگر تین طرح کے رنگ یا سلائی بیان کی تو جائز ہو اور اگر زائد کیا تو بدلیل بیع کے یہ بھی جائز نہین ہو لیکن فرق یہ ہو کہ اجارہ بدون شرط خیار کے صحیح ہوجاتا ہو اور بیع مین جبتک خیار نہ دے تب تک صحیح نہین ہوتی ہو یہ ذخیرہ مین ہی۔ اگر کسی درزی کو ایک کپڑا دیا اور کہا کہ اگر تو نے فارس کے طور سے سیا تو تجھے ایک درم سلائی ملیگا اور اگر تو نے رومی سلائی سی تو دو درم ملینگے یا رنگریز سے کہا کہ اگر تو نے عصفر سے رنگا تو ایک درم اور اگر زعفران سے رنگا تو دو درم ملینگے تو یہ جائز ہو اور اگر درزی سے کہا کہ اگر تو نے خود سیا تو ایک درم اور اگر تیرے شاگرد نے سیا تو نصف درم دونگا تو یہ صورت اور فارسی و رومی سلائی کی صورت یکسان ہو کذا فی البدائع۔ اور اگر بھاگے ہوئے غلام پکڑ لانے والے سے کہا کہ اگر تو بریلی سے پکڑ لایا تو تجھے دس درم اور اگر دہلی سے لایا تو بیس درم ملینگے تو یہ جائز ہو یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ اور اگر کہا کہ اگر تو نے یہ کپڑا سیا تو تجھے ایک درم اور اگر وہ کپڑا سیا تو دو درم ملینگے تو بھی جائز ہو یہ فتاوی قاضی خان مین ہو۔ اور اگر کہا کہ اگر تو نے اس گھر مین عطار بسایا تو ایک درم اور اگر لوہار بسایا تو دو درم یا کہا کہ اگر اُسنے درزی بسایا تو ایک درم اور اگر لوہار بسایا تو دو درم کرایہ ہو تو امام اعظم رح کے نزدیک اجارہ جائز ہو اور صاحبین کے نزدیک فاسد ہو۔ اور اگر ٹٹو کرایہ کیا اور اُسنے کہا کہ اگر حیرہ تک گیا تو ایک درم ہو اور بڑھ کر قادسیہ کی راہ لی تو دو درم ہین تو یہ بھی جائز ہو اور امام محمد نے اس مسئلہ کو ذکر کرکے کچھ اختلاف بیان نہین کیا اس سے احتمال ہوتا ہو کہ شاید سب کا قول ہو اور یہ بھی احتمال ہو کہ یہ امام اعظم رح کا قول ہو اور صاحبین رح کے نزدیک جائز نہو۔ اور اگر کوئی ٹٹو حیرہ تک اس شرط سے کرایہ کیا کہ اگر مستاجر اُسپر دس من گیہون لادے تو کرایہ ایک درم ہو اور اگر دس من جَو لاوے تو کرایہ نصف درم ہو تو امام اعظم رح کے نزدیک جائز ہو اور صاحبین کے نزدیک نہین جائز ہو یہ کافی مین ہو۔ اور اگر کوئی ٹٹو کرایہ کیا بشرطیکہ اگر مستاجر نے یہ بوجھ اسپر لادا تو دس درم کرایہ ہو اور اگر خود سوار ہوا تو کرایہ پانچ درم ہو تو امام اعظم رح کے دوسرے قول کے موافق جائز ہو اور صاحبین کے نزدیک نہین جائز ہو اور اگر ٹٹو و مکان کے مسئلہ مین یہ صورت واقع ہوئی کہ موجر نے ٹٹو یا مکان سپرد کردیا حالانکہ مستاجر نے مکان مین سکونت اختیار نہ کی یا ٹٹو پر کچھ بوجھ نہ لادا اور نہ خود سوار ہوا تو امام اعظم رح کے مذہب کے موافق مشائخ رحمہم اللہ نے اس صورت کے حکم نکالنے مین باہم اختلاف کیا ہو بعضون نے

کہا کہ موجر نے جو دو مقدار کرایہ کی بیان کی ہین انمین سے جو کم ہو وہ مستاجر کے ذمہ واجب ہوگی کذا فی المحیط اور یہی صحیح ہو یہ تبیین
مین ہو- اور شیخ کرخی رحمہ نے ذکر فرمایا کہ اگر کسی شخص نے ایک ٹٹو بغداد سے قصر نعمان تک پانچ درم مین کرایہ کیا اور اگر کوفہ
تک جاوے تو دس درم کرایہ ہو پس اگر بغداد اور کوفہ کے ٹھیک درمیان مین قصر نعمانی واقع ہو یعنے مسافت نصف ہو
تو عقد جائز ہو اور اگر کم یا زیادہ ہو تو عقد فاسد ہو- اور یہ حکم امام محمد کے اصل پر ہو اور امام اعظم رحمہ کے نزدیک دونون صورتون
مین عقد جائز ہو- حاکم شہید رحمہ نے منتقی مین ذکر کیا ہو کہ اگر ایک شخص نے دوسرے سے ایک ٹٹو اس شرط سے کرایہ لیا کہ اگر
سوار ہو کر کوفہ تک جاؤن تو دس درم اور اگر قصر نعمان تک جاؤن حالانکہ وہ آدھی دور ہو تو پانچ درم کرایہ ہو تو یہ جائز ہو اور لکھا
کہ اگر اُسنے یہ شرط کی کہ اگر قصر نعمان تک جاؤن تو چھ درم کرایہ ہو تو جائز نہین ہو کیونکہ جب وہ شخص قصر نعمان تک پہونچا تو یہ معلوم
نہوگا کہ آیا اُسپر پانچ درم واجب ہوئے یا چھ درم واجب ہوے یہ محیط مین ہو- ابن سماعہ رحمہ نے امام محمد رحمہ سے روایت کی ہو کہ
ایک شخص نے زطی کپڑون کی گٹھری اور ہروی کپڑون کی گٹھری اٹھانے پر ایک مزدور مقرر کیا اور کہا کہ ان دونون گٹھریون مین
جو گٹھری تیرا جی چاہے میرے مکان پر پہونچادے بشرطیکہ اگر تونے زطی کپڑون کی اُٹھائی تو تجھے ایک درم ملیگا اور اگر
ہروی کی گٹھری اُٹھائی تو دو درم ملینگے اُسنے دونون گٹھریان پیچھے آگے اٹھائین اور اُسکے مکان کو پہنچا تو اجارہ جائز ہو اور
جون سی اول مرتبہ اُٹھائی ہو اُسی سے اجارہ متعلق ہوا اور دوسری کے اٹھانے مین وہ متطوع ہو یعنے بطور احسان کے
اٹھائی ہو اگر ضائع ہو جاوے تو ضامن ہوگا اور یہ بالاجماع سب کے نزدیک ہو اور اگر اُسنے دونون کو ایک ساتھ ہی اٹھایا
تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک دونون مین سے ہر ایک کی نصف اجرت اسکو ملیگی اور ہر ایک گٹھری کی نصف کا ضامن ہوگا جبکہ
دونون ضائع ہو جاوین اور صاحبین رحمہ کے نزدیک اگر دونون ضائع ہون تو دونون کا ضامن ہوگا- اور نوادر ہشام مین امام
محمد رحمہ سے اس طرح مروی ہو کہ اگر مزدور سے کہا کہ اگر تو یہ لکڑی فلان جگہ پہونچادے تو تجھے ایک درم اور اگر وہ لکڑی
اُسی جگہ پہونچاوے تو تجھے دو درم دونگا اُسنے دونون لکڑیان یکبارگی اُسی جگہ پہونچادین تو اسکو دو درم ملینگے اور اس مسئلہ
مین امام محمد نے مستاجر کے بیان سے جو دونون مین سے زیادہ اجرت تھی وہ پوری مستاجر کے اوپر واجب ٹھہرائی اور یہ
حکم گٹھریون کی روایت کے حکم سے جو بواسطہ ابن سماعہ مروی ہو مخالف ہو یہ ذخیرہ مین ہو- اگر درزی سے کہا کہ اگر اسکو تونے
آج کے روز سیا تو تجھے ایک درم اور اگر کل کے روز سیا تو نصف درم ملیگا تو امام اعظم رحمہ نے فرمایا کہ شرط اول صحیح ہو اور شرط ثانی
صحیح نہین ہو اور صاحبین نے فرمایا کہ دونون شرطین صحیح ہین پس اگر اُسنے اُسی روز سیا تو وہی اجرت جو بیان کردی ہو اُس کو
ملیگی اور اگر دوسرے روز سیا تو اجر المثل واجب ہوگا کہ ایک درم سے زیادہ نہوگا اور نصف درم سے کم نہوگا- اور نوادر مین ہو
کہ اجر المثل دیا جائیگا کہ جو نصف درم سے زیادہ نہوگا اور قدوری نے ذکر کیا کہ نوادر کی روایت صحیح ہو یہ فتاوی قاضی خان مین
ہو- اور اگر اُسنے تیسرے روز اسکو سیا تو بالاتفاق اجر المثل ملیگا پھر اس اجر المثل مین بھی امام اعظم رحمہ سے روایات مختلفہ مین ایک
یہ روایت ہو کہ ایک درم سے زائد نہین اور نصف سے کم نہوگی اور یہ بھی روایت ہو کہ نصف سے زائد نہوگی اور نصف سے
کم ہوگی جبکہ اجر المثل نصف درم ہو اور یہی روایت امام اعظم سے اور صاحبین سے بھی صحیح ہو یہ فتاوی کبرے مین ہو- اور یہ حکم
اس صورت مین ہو کہ جب اُسنے آج اور کل کو عقد اجارہ مین جمع کیا ہو اور اگر فقط اُسنے آج کے روز کو عقد مین ٹھہرایا مثلاً کہا کہ اگر آج
کے روز تو اسکو سیدے تو تجھے ایک درم ملیگا پھر اُس نے کل کے روز اسکو سیا تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک کیا حکم ہو پس بعض
نے کہا کہ اسکو کچھ مزدوری نہ ملیگی اور بعض نے کہا کہ ملیگی یہ محیط سرخسی مین ہو اور اگر اُس نے آدھا آج سیا اور آدھا کل سیا تو اسکو نصف

آج کا ملیگا اور کل کا اجر المثل ملیگا جو چوتھائی درم سے کم نہین اور نصف سے زائد نہو گا اور صاحبین کے نزدیک تین چوتھائی درم
ملیگا یہ تمرتاشی مین ہو اور اگر مستاجر نے پہلے کل کا ذکر کیا پھر آج کا ذکر کیا یعنی شرط مین تو امام اعظم کے نزدیک پہلے شرط لفظ صحیح ہو
یہ فتاوی عتابیہ مین ہو۔ اور اگر یون کہا کہ اگر تو نے آج سیا تو ایک درم اور اگر کل کے روز سیا تو کچھ مزدوری نہ ملیگی پس اگر اسنے
آج کے روز سیا تو اسکو ایک درم ملیگا اور کل کے روز سیا تو اجر المثل ملیگا کہ بالاجماع ایک درم سے زائد نہ ہو گا یہ محیط سرخسی
مین ہو۔ اور اگر یون کہا کہ جسقدر تو آج سیئے اسکی اجرت بحساب ایک درم کے اور جسقدر کل سیئے اسکی نصف درم کے حساب سے
ملیگی تو یہ فاسد ہو کیونکہ مجہول ہو اسی طرح اگر یون کہا کہ اتنے کپڑون مین سے جسقدر تو فارسی سلائی سئیگا اسکی اتنی اجرت کے
حساب سے مزدوری اور جسقدر رومی سلائی سئیگا اسکی اس حساب سے ملیگی تو یہ بھی بسبب کام مجہول ہونے کے فاسد ہو۔ اور اگر
کہا کہ سلانے کے وقت مین نے تجھے ایک درم کے حساب سے مزدور مقرر کیا اور اُسنے اسی روز سی دیا تو اُسکو کچھ مزدوری نہ ملیگی
کیونکہ اضافت صحیح ہو یہ غیاثیہ مین ہو۔ اور اگر کہا کہ مین نے آج کے روز ایک درم پر مزدور کیا پھر اگر اسے مین آویگا تو ہر روز
ایک درم کے حساب سے مزدور کرلونگا تو قیاساً اجارہ فاسد ہو اور استحساناً جائز ہو کذا فی محیط السرخسی **قلت** الحکم مبنے
علی قطع الیوم وتعلیقہ بالبدور والخطر فاذا اشتمل العقد علیہما سری الفساد فیہما ہذا ہو القیاس والاستحسان کانہ علی ما تعارف من عدم التعلیق
علے الخطر ہذا ولیس نے البحث عنہ کثیر طائل فالترک اولی **متصلات**۔ اسی فصل سے یہ مسائل بھی متصل ہین کہ جب عقد
اجارہ مین وقت اور کام کو جمع کیا تو کیا حکم اور کیا صورتین ہین۔ اگر ایک شخص کو مزدور مقرر کیا کہ آج رات تک ایک درم مین
میرا کام کرے خواہ رنگریزی یا روٹی پکانا یا اور کوئی کام تو ایسا اجارہ فاسد ہو یہ امام اعظم رح کا قول ہو اور صاحبین کے نزدیک استحساناً
جائز ہو اور یہ عقد کام پر قرار دیا جائیگا نہ دن پر حتے کہ اگر آدھے دن مین اس کام سے فارغ ہوا تو اسکو پوری اجرت ملیگی اور
اگر آج کے روز فارغ نہ ہوا تو مستاجر کو اختیار ہو کہ اس سے دوسرے روز بھی کام لے۔ اور اگر کوئی ٹٹو کوفہ سے بغداد تک کسی
اجرت معلومہ پر تین روز کے واسطے کرایہ کیا اور مدت و مسافت و کام ذکر کردیا تو اسمین بھی ایسا ہی اختلاف ہو اسی طرح اگر
کچھ اناج ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کے واسطے آج رات تک مزدور کیا تو اسمین بھی ایسا ہی اختلاف ہو جیسا ہم نے
کل کے روز بھی کام لینے مین بیان کیا یہ مبسوط مین لکھا ہو۔ اور اگر کسی شخص کو اسواسطے مزدور مقرر کیا کہ میرے لیے آج کے روز
اس کپڑے کی قمیص ایک درم مین سیدے تو امام اعظم رح کے نزدیک نہین جائز ہو اور اگر یون کہا کہ قمیص سیدے یا ایک
قفیز آٹے کی روٹی پکادے اور وقت مقرر نہ کیا تو بالاتفاق جائز ہو۔ اور اگر کہا اس کپڑے کی قمیص آج تیار کردے تو جائز
ہو یہ فتاوی عتابیہ مین ہو۔ اور اجارات الاصل مین لکھا ہو کہ اگر ایک شخص ایک بیل اسواسطے کرایہ لے کہ ہر روز دس قفیز گیہون چکی
مین چلکر پیسدے تو ایسا اجارہ جائز ہوا اور اسمین کوئی اختلاف بیان نہین کیا پس بعض مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم صاحبین کے قول پر
ہونا چاہیے اور امام اعظم کے قول پر روٹی کے مسئلہ پر قیاس کرکے فاسد ہونا چاہیے اور بعضون نے کہا کہ یہ اجارہ بالاتفاق جائز
ہو۔ اور بھی کتاب الاصل مین لکھا ہو کہ اگر نان بائی پر یہ شرط لگائی کہ یہ دس دھڑی آٹا پکادے اور آج ہی فارغ ہوجاوے
تو بالاتفاق جائز ہو اگرچہ وقت اور کام دونون مذکور ہین یہ ذخیرہ مین ہو۔ ایک شخص نے ایک درزی کو کپڑا دیا کہ اسکی قمیص قطع
کرکے سیدے بشرطیکہ آج ہی فارغ ہوجاوے یا ایک شخص نے کسی سے کچھ اونٹ مکہ تک کرایہ لیے کہ بیس روز مین مکہ مین
داخل ہوجاوے ہر اونٹ کی بیس دینار کے حساب سے اجرت مقرر کی اور اس سے زیادہ نہ کہا تو امام محمد رح نے امام اعظم رح
سے روایت کی کہ ایسا اجارہ جائز ہو پس اگر اسنے شرط پوری کردی تو جو اجرت بیان کی ہو وہ ملیگی اور اگر شرط پوری نہ کی تو

اجرالمثل ملیگا جواس مقدار بیان کردہ شدہ سے زائد نہوگا اور یہی صاحبین رح کا قول ہو۔ اور امام ابو یوسف رح سے روایت ہو
کہ اگر کسی شخص سے کوئی ٹٹو ایام معلوم کے لیے کرایہ لیا اور کچھ ذکر نہ کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک نہین جائز ہو اور صاحبین کے
نزدیک جائز ہو۔ اور اگر درزی سے کہا کہ مین نے تجھے آج کے روز مزدور کیا تاکہ تو یہ قمیص ایک درم مین سیدے یا نانبائی
سے کہا کہ مین نے تجھے آج کے روز مزدور کیا تاکہ تو یہ ایک قفیز آٹا ایک درم مین پکا دے تو امام اعظم رح کے نزدیک نہین
جائز ہو اور صاحبین رح کے نزدیک جائز ہو اور کرخی نے کہا کہ امام اعظم سے اس مسئلہ مین دو روایتین نہین ہین۔ صحیح یہ ہو کہ اس
مسئلہ مین امام سے دو روایتین ہین اور صحیح مذہب امام کا یہ ہو کہ اجارہ فاسد ہو خواہ اُس نے کام کو مقدم بیان کیا یا موخر کیا جبکہ
اجرت کو بعد وقت و کام کے ذکر کیا ہو۔ اور اگر اُس نے وقت کو پہلے ذکر کیا پھر اجرت بیان کی پھر اُسکے بعد کام بیان کیا یا پہلے
کام بیان کیا پھر اجرت بیان کی تو عقد فاسد ہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہو **قال المترجم** اور اس اصل کے موافق جس طرح
مترجم نے ترجمہ کیا ہو اسی طرح امام اعظم رح کے نزدیک جائز ہوگا پس جو صورت ناجائز ہونے کی ہو وہ یون ہو مین نے مزدور
کیا تاکہ سیدے تو یہ قمیص ایک درم مین۔ یا تاکہ پکا دے تو یہ قفیز آٹا ایک درم مین۔ وزعم المترجم ان لایکون الفرق نافعاً
فی اختلاف الحکم نے لسانتا مع انہ لیست فینا تلک المحاورہ فتامل واللہ اعلم بالصواب اور جب اجارہ فاسد ٹھہرا پس اگر
اسکا فاسد ہونا بسبب اجرت مسمی کے مجہول ہونے کے ہو یا بسبب اجرت بیان نہونے کے ہو تو اجرالمثل واجب ہوگا جا ہے
جسقدر ہو مثلاً اگر کوئی گھر یا دوکان ایک سال کیواسطے سو درم پر کرایہ لی بشرطیکہ مستاجر اسکی مرمت کرا دے تو مستاجر پر اجرالمثل واجب
ہوگا جا ہے جسقدر ہو یعنے خواہ سو درم ہون یا زیادہ ہون یا کم ہون کیونکہ جب مستاجر کے ذمہ مرمت کی شرط لگائی تو مرمت بھی
اجرت مین ہوگئی پس اجرت مجہول ہوگئی۔ اور اگر اجارہ اس باعث سے فاسد ہوا کہ اسمین کوئی شرط فاسد لگائی تھی تو مالک کو
اجرالمثل ملیگا مگر جو اجرت بیان کی ہو اُس سے بڑھایا نہ جائیگا یہ ظہیریہ مین ہو۔ اور کتاب الاصل مین لکھا ہو کہ اگر کسی شخص نے
اپنا غلام کسی جولاہہ کو دیا تاکہ اسکو بُننا سکھلا دے اور شرط کی کہ تین مہینہ مین اُسکو فلان فلان بنائی مین خوب ہوشیار کامل کر دے
تو یہ جائز نہین ہو اور صاحبین رح کے نزدیک جائز ہونا چاہیے ہو اگرچہ کامل ہوشیار کر دینا جولاہہ کی وسعت مین نہین ہو اور
اجارہ فاسد ہونے مین امام اعظم رح کے نزدیک اصل یہ ہو کہ وقت و عمل کو جمع کرنے کی صورت مین امام رح کے نزدیک اجارہ
جبھی فاسد ہوتا ہو کہ جب اُسنے عقد اجارہ مین وقت و عمل کو اسطرح ذکر کیا کہ ہر ایک اگر تنہا ذکر کیا جاوے تو معقود علیہ
ہونے کی صلاحیت رکھے۔ اور اگر اس طرح ذکر کیا کہ ہر ایک تنہا ذکر کرنے سے معقود علیہ نہین ہو سکتا ہو تو عقد فاسد
نہ ہوگا اور اسکی صورت وہ ہو جو معمار کے اجارہ لینے کے آخر باب مین ذکر کی ہو کہ اگر کسی نے دوسرے کو رات تک
کے واسطے اسلیے مزدور کیا کہ گچ اور پختہ اینٹ سے عمارت بنا دے تو بلا خلاف جائز ہو اگرچہ اُس نے وقت و عمل کو
جمع کیا ہو ولیکن چونکہ ایسے طور سے جمع نہین کیا کہ تنہا معقود علیہ ہو سکے اسواسطے جائز ہو کیونکہ اُسنے مقدار عمل بیان نہ کی
اور جب تک مقدار عمل بیان نہ ہو تب تک تنہا اجارہ مین معقود علیہ نہین ہو سکتا ہو اور اگر اسنے عقد اجارہ فقط مدت پر قرار دیا
ہو اور عمارت بنانے کا ذکر فقط نوع عمل بیان کرنے کے واسطے ہو حتی کہ اگر اسنے کام کی مقدار بھی بیان کی ہو تو امام اعظم رح
کے نزدیک اجارہ جائز نہ ہوگا یہ محیط مین ہو۔ اگر کسی نے دوسرے شخص کو اجیر مقرر کیا ماہواری ایک درم پر تاکہ پیس دے
ہر روز ایک قفیز گیہون رات تک تو یہ فاسد ہو اور اس مسئلہ کو ذکر کر کے کچھ اختلاف بیان نہ کیا حالانکہ امام اعظم رح کے
قول پر تو یہ جواب صحیح ہو ولیکن صاحبین رح کے قول پر اشکال ہو کہ اُنکے نزدیک جائز ہونا چاہیے پس بعض مشائخ نے

یون کہا کہ اسی مسئلہ سے ثابت ہوتا ہی کہ صاحبین رحہ نے امام اعظم کے قول کی طرف رجوع کر لیا ہو اور بعض نے کہا کہ جو حکم اس مسئلہ مین مذکور ہو وہ صاحبین رحہ کا قول بحکم قیاس ہو اور جو سابق مین مذکور ہوا ہو وہ صاحبین رحہ کا قول بحکم استحسان ہو شیخ امام ابوبکر محمد بن الفضل رحہ نے فرمایا کہ اس جنس کے مسائل مین اصل یہ ہو کہ اگر کسی شخص کو کسی کام کے واسطے اجیر مقرر کیا پس اگر وہ کام ایسا ہو کہ اگر اجیر نے الحال اس کام کو شروع کر دینا چاہے تو کر سکے تو اجارہ جائز ہو گا خواہ اس مین وقت مذکور کیا ہو یا نہ کیا ہو مثلاً یون کہا کہ مین نے تجھے مزدور مقرر کیا تاکہ پکا دے تو بیس من آٹے کی روٹی ایک درم مین تو جائز ہی بشرطیکہ مستاجر اُس وقت روٹی پکانے کی چیزون کا مثل آٹے وغیرہ کے مالک ہو۔ اور اگر اُس نے مقدار عمل بیان نہ کی ولیکن اسکے واسطے ایک وقت بیان کر دیا مثلاً کہا کہ مین نے تجھے اجیر کیا تاکہ روٹی پکا دے تو آج شام تک ایک درم مین تو بھی جائز ہو۔ اور اگر کہا کہ بدین دہ درم دیوار من باز کن یعنے ان دس درم پر میری دیوار کھود دے تو جائز ہو خواہ اسکے واسطے وقت بیان کیا ہو یا نہ کیا ہو اور اگر کہا کہ بدین یک درم این خرمن باز کن یا اس ایک درم پر یہ کھلیان صاف کر دے پس اگر اُسکے واسطے کوئی وقت بیان نہ کیا تو جائز نہین ہو اور اگر وقت بیان کیا تو دو صورتین ہین کہ اگر پہلے وقت پہلے بیان کیا پھر اجرت بیان کی مثلاً کہا کہ مین نے تجھے اجیر مقرر کیا آج کے روز ایک درم مین تاکہ یہ خرمن صاف کر دے تو جائز ہو کیونکہ اس نے کام معلوم کے واسطے اجارہ کیا ہو اور اجرت کو بیان کام کے بعد ذکر کیا پس کچھ تغیر نہین ہو گا۔ اور اگر اسنے اجرت پہلے بیان کر دی پھر کام بیان کیا مثلاً کہا کہ مین نے مزدور کیا ایک درم مین آج کے روز تاکہ تو اس خرمن کو صاف کر دے تو جائز نہین ہو کیونکہ عقد اجارہ پہلے اجرت پر واقع ہوا پھر کام پر حالانکہ اجرت کا ذکر کرنا بعد کام کے بیان کرنے کے چاہیے پس جب کام معدوم یا مجہول رہا تو اجرت بیان کرنے کے بعد وقت کا ذکر کرنا استعمال کی غرض سے ہوا یعنی آج ہی اس کام کو کر دے تاخیر نہ کرے پس وقت کا ذکر کرنا اسواسطے نہ ہوا کہ عقد اجارہ کا وقوع منفعت پر ہو اسلیے جائز نہ ہو گا یہ فتاوی قاضی خان مین ہے

ساتوان باب مستاجر نے جو چیز اجارہ لی ہو اُسکے اجارہ دینے کے بیان مین۔ اصل ہمارے نزدیک یہ ہو کہ جس چیز سے لوگ یکسان نفع اٹھاتے مین کچھ تفاوت نہین ہوتا اُسکے اجارہ دینے کا مستاجر مالک ہوتا ہو یہ محیط مین ہو۔ اگر مستاجر نے کوئی مال منقول اجارہ لیا تو قبضہ کرنے سے پہلے اسکو اجارہ پر نہین دے سکتا یعنی جائز نہین ہو اور اگر غیر منقول ہو اور قبضہ سے پہلے اجارہ پر دیا تو امام اعظم رحہ و امام محمد رحہ کے نزدیک جائز ہو اور امام ثانی رحہ کے نزدیک مثل بیع کے جائز نہین ہو اور بعض نے کہا کہ اجارہ مین بالاتفاق جائز نہین ہو اور بیع مین اختلاف ہو یہ شرح طحاوی مین ہو اگر کوئی گھر کرایہ لیکر قبضہ کر لیا پھر دوسرے کو اجارہ پر دیدیا تو جائز ہو بشرطیکہ جتنے کو اجارہ لیا ہو اُتنے ہی کو یا اُس سے کم کو اجارہ دیا ہو اور اگر زیادہ پر دیا تو بھی جائز ہو ولیکن اگر اسکی اجرت اسی جنس سے ہو جسکے عوض اجارہ لیا ہو تو زیادتی اسکو حلال نہین صدقہ کر دے اور اگر اسکی جنس سے مخالف ہو تو زیادتی اسکو حلال ہو اور اگر اس نے گھر مین کوئی کنوان کھدوایا یا کہگل کرائی یا کوٹھا درست کرائے یا دیوار کی درستی کرائی ہو اور پھر جس اجرت سے کرایہ لیا ہو اسی جنس کی زیادہ اجرت پر کرایہ دیا تو زیادتی اسکو حلال ہو اور جھاڑو دلوا کر صاف کرا دینا کوئی ایسی اصلاح نہین ہو جس سے زیادہ کرایہ حلال ہو جائے اور مستاجر کو اختیار ہو کہ جسکو چاہے کرایہ پر دیدے ولیکن ایسے لوگون کو نہین دے سکتا ہو کہ جنکے کام سے عمارت کو ضرر پہونچتا ہو جیسے لوہار وکندی گر و پانی والے اور انکے مانند لوگ کہ اُنکے کام سے ضرر پہونچتا ہو یہ سراج الوہاج مین ہو

اور اگر اُس نے اس گھر کو اپنے کسی ایسے مال کے ساتھ جسکو اجارہ دے سکتا ہو ملا کر اجارہ دیدیا تو بھی اگر اُسی جنس کی زیادہ اجرت پر کرایہ دیا جس سے خود اجارہ لیا ہو تو زیادتی حلال ہو یہ محیط مین ہو اور خصاف نے کتاب الحیل مین لکھا ہو کہ اگر کرایہ کے گھر کو کوڑے سے صاف کر کے جس جنس اجرت پر کرایہ لیا ہو اسی جنس کی زیادہ اجرت پر کرایہ دیا تو زیادتی حلال نہین ہو اور اگر یون ہی زیادہ اجرت پر اجارہ دیا اور وقت اجارہ کے یون کہا کہ اسقدر اجرت پر دیتا ہون اس شرط سے کہ مین گھر کو کوڑے سے صاف کرا دون تو زیادتی اسکو حلال ہوگی یہ ذخیرہ مین ہو۔ اور شیخ الاسلام نے شرح کتاب الحیل مین لکھا ہو کہ زمین کرایہ لی اور اُسمین کاریز بنوائی تو یہ ایسی زیادتی ہو کہ جس سے ہمجنس اجرت کی زیادتی مستاجر کو حلال ہوگی اسی طرح جو کام ایسا ہو کہ وہ قائم رہے تو اسکی وجہ سے زیادتی اجرت حلال ہوتی ہو اور اگر اس زمین کی نہرین اگروا دین یعنے کیچڑ صاف کرا دی تو خصاف نے لکھا کہ اُس سے بھی زیادتی اجرت حلال ہو جاتی ہو اور قاضی ابو علی نسفی نے فرمایا کہ ہمارے اصحاب اس صورت مین متردد ہین بعضے اسکو زیادتی شمار کرتے ہین اور کہتے ہین کہ مستاجر پر پانی بہانا آسان ہو جائیگا اور سینچنے مین اسکو سہولت ہوگی پس یہ بھی زیادتی ہو اور بعضے اسکو زیادتی نہین شمار کرتے ہین۔ اور نوادر بشر مین امام ابو یوسف رح سے روایت ہو کہ اگر ایک شخص نے ایک ہی صفقہ مین دو چیزین اجارہ لین اور ایک مین کچھ بڑھایا اور بعضے نسخون مین ہو کہ ایک مین کچھ اصلاح کی تو اسکو اختیار ہو جس اجرت پر لیا ہو اُس سے زیادہ اُسی جنس کی اجرت پر دونون کو کرایہ دیدے اور اگر علیحدہ علیحدہ صفقہ مین لی ہون تو دونون کو زیادہ اجرت پر نہین دے سکتا ہو یہ محیط مین ہو۔ اور امام ابو علی نسفی اپنے استاد سے نقل کرتے تھے کہ مستاجر نے اگر اپنے موجر کو اجارہ پر دی تو نہین جائز ہو اور اگر کسی دوسرے کو کرایہ دی اور دوسرے نے موجر کو کرایہ دیدی تو جائز ہو اور شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا کہ امام محمد سے مروی ہو کہ مالک کو اجارہ پر دینا صحیح نہین ہو خواہ کوئی شخص ثالث درمیان مین پڑے یا نہ پڑے اور عامہ مشائخ کا یہی مذہب ہو اور یہی صحیح ہو اور اسی پر فتوی ہو یہ وجیز کردری مین ہو۔ اور دوسرا اجارہ واقع ہونے کے بعد اگر موجر اول نے وہ شئی مستاجر سے اجارہ لیکر اپنے قبضہ مین کر لی تو پہلے مستاجر سے اجرت ساقط ہو جائیگی اور اگر اپنے قبضہ مین نہ لی ہو تو ساقط نہوگی کذا فی فتاوی قاضی خان پھر جب ہمارے نزدیک یہ فعل صحیح نہین ہو تو آیا پہلے عقد کا فسخ ہوگا یا نہوگا پس اسمین مشائخ کا اختلاف ہو اور صحیح یہ ہو کہ فسخ ہوگا یہ طحاوی نے ذکر کیا ہو کذا فی سراج الوہاج اور شمس الائمہ حلوائی نے ذکر کیا ہو کہ مستاجر نے اگر اجارہ کی چیز کو موجر کو کرایہ پر دیدیا تو بعض نے فرمایا کہ پہلا عقد فسخ ہو جائیگا اور یہ صحیح نہین ہو کیونکہ دوسرا عقد فاسد ہو اور فاسد عقد کو اتنی قدرت نہین ہو کہ عقد صحیح کو دور کر دے اور عامہ مشائخ کے نزدیک فسخ نہ ہوگا و لیکن اگر یہی صورت برابر باقی رہی یہان تک کہ اجارہ تمام ہو گیا تو پہلا عقد باطل ہو جائیگا مگر اسواسطے باطل نہین ہوگا کہ دوسرے عقد نے پہلے کو فسخ کر دیا بلکہ اسواسطے باطل ہوگا کہ منافع دمبدم پیدا ہوتے جاتے ہین اور اجارہ مین موافق حدوث منافع کے مستاجر کو سپرد کرنا واقع ہونا چاہیے اور جب موجر نے اسکو دوبارہ مستاجر سے لیلیا تو جو منافع پیدا ہوتے جاتے ہین اسکے موافق اسنے کرایہ کی چیز کو مستاجر کے سپرد نہ کیا پھر جب برابر یہی بات رہی اور مدت گذر گئی تو استیفای منفعت کی قدرت پانے سے پہلے مدت گذری پس ظاہر ہو کہ اجارہ خواہ مخواہ فسخ ہوگا حتے کہ اگر کچھ مدت گذر جانے کے بعد مستاجر اول نے چاہا کہ مکان واپس لے تاکہ باقی مدت اسمین رہے تو اسکو جائز ہو کیونکہ جسقدر منفعت تلف ہو چکی ہو صرف اسی قدر کا عقد فسخ ہوا ہو اور باقی کا بحالہ باقی ہو یہ وجیز کردری مین لکھا ہو۔ اور اگر مالک اس مکان مین لیے اجارہ کی وجہ سے رہا تو مالک پر کچھ اجرت واجب نہوگی یہ حاوی مین ہو اور اگر مستاجر نے اجارہ کا مکان مثلاً مالک کو عاریت دیدیا تو مستاجر کے

ذمہ سے اجرت ساقط ہنوگی اور اسمین مشائخ کے درمیان کچھ اختلاف نہین ہو یہ محیط مین ہو۔ اور اگر مستاجر نے وہ مکان مالک کے باپ یا بیٹے یا مکاتب یا غلام قرضدار کو اجارہ پر دیدیا تو باتفاق الروایات جائز ہو اور پہلا اجارہ فسخ ہنوگا اور اگر غلام پر قرض ہنو تو نہین جائز ہو اور اگر اسکے سپرد کردیا تو پہلا اجارہ فسخ ہنوگا یہ تاتارخانیہ مین ہو۔ اور اگر کوئی زمین اجارہ دیکر پھر مزارعت پر مالک کو دیدی پس اگر مالک کی طرف سے بیج ٹھہرے ہون تو نہین جائز ہو کیونکہ موافق ظاہرالروایۃ کے یہ اجارہ فسخ ہو اور اگر بیج مستاجر کی طرف سے ٹھہرے ہون تو جائز ہو کیونکہ مالک پہلی صورت مین مستاجر ہوتا ہو اور دوسری صورت مین اجیر ہوتا ہو یہ ظہیریہ مین ہو مستاجر نے اگر مالک زمین کو اسی زمین مین کام کرنے کے واسطے کچھ اجرت معلومہ پر مزدور مقرر کیا تو جائز ہو یہ فتاوی قاضیخان مین ہو۔ نوادر بن سماعہ مین امام محمد رح سے روایت ہو کہ ایک شخص نے دوسرے سے کوئی گھر یا زمین کرایہ لی اور مستاجر نے دونون مین کچھ زیادتی کردی یعنے عمارت بڑھادی پھر مالک کو اجارہ دیا یا عاریت دیا تو پہلے اجارہ کا نقض ہو اور نوادر بن سماعہ مین صورت اجارہ مین لکھا کہ مالک مکان پر بقدر حصہ عمارت مستاجر کے اجرت واجب ہوگی اور حاکم شہید رح نے فرمایا کہ یہ مسئلہ فقط تنہا عمارت کے اجارہ لینے کی دلیل ہو کہ جائز ہو۔ غاصب نے اگر مغصوب شی کسی غیر شخص کو اجارہ پر دیدی پھر مستاجر نے وہی شی غاصب کو اجارہ دیکر اجرت لے لی تو غاصب کو اختیار ہوگا کہ جسقدر اجرت اُس کو دیدی ہو واپس کرلے یہ محیط مین ہو۔ غاصب نے مغصوب چیز کسی شخص کو اجارہ پردی پھر مدت کے بعد مالک نے اجازت دی تو اجازت سے پہلے کا جسقدر کرایہ ہوگا وہ غاصب کا ہوگا کیونکہ اسی نے عقد اجارہ قرار دیا ہو اور مالک کی اجازت دینے کے بعد پھر مالک کا ہوگا کیونکہ غاصب تو فضولی ہو درمیانی ہو اور اگر مالک نے اجازت ندی یہانتک کہ اجارہ کی مدت پوری ہوگئی تو پورا کرایہ غاصب کا ہوگا اور اس مسئلہ کی اصل نظیر یہ ہو کہ اگر مالک نے اپنے غلام کو ایک سال تک کے واسطے اجارہ پر دیا پھر سال کے بیچ مین اسکو آزاد کردیا اور غلام آزاد نے مالک کے اجارہ کی اجازت دیدی تو گذشتہ کرایہ سب مالک کو ملیگا اور آئندہ کا کرایہ غلام آزاد کا ہوگا۔ اور شیخ قدوری رح نے فرمایا کہ اجارہ بھی باقی عقود کے مثل ہو پس اگر کچھ منفعت حاصل کرنے سے پہلے مالک نے اجازت دی تو تمام اجرت مالک کو ملیگی اور اگر پوری منفعت حاصل کرنے کے بعد اجازت دی تو اجازت کا اعتبار نہین اور کل اجرت عقد کرنے والے کو ملیگی اور اگر تھوڑی مدت گذرنے کے بعد اجازت دی تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک گذشتہ وآئندہ سب مدت کا کرایہ مالک کو ملیگا اور جو حکم ہمنے پہلے ذکر کیا ہو وہ امام محمد رح کا قول ہو یہ وجیز کردری مین لکھا ہو۔ اور اگر چند سال کے واسطے غاصب نے مغصوب چیز کرایہ پر دیدی اور چند سال گذر گئے پھر مالک نے دعوی کیا کہ مین نے اجازت دیدی تھی تو بدون گواہون کے اسکا قول قبول نہ ہوگا اور اگر دعوے کیا کہ مین نے غاصب کو یہ حکم دیا تھا تو قول قبول ہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہو جس شخص نے بطور اجارہ فاسدہ کے کوئی شی کرایہ لی اور دوسرے شخص کو اجارہ صحیحہ پر اجارہ دی تو جائز ہو کذا فی الصغری اور نصاب مین لکھا ہو کہ یہی صحیح ہو اور سراجیہ مین ہو کہ ایسا ہی امام ظہیرالدین مرغینانی نے فتوے دیا ہو یہ تاتارخانیہ مین ہو پھر واضح ہو کہ جسکے نزدیک اجارہ فاسدہ پر لیکر دوسرے کو اجارہ صحیحہ پر دیدینا جائز ہو اگر مستاجر نے اس صورت مین دوسرے کو اجارہ صحیحہ پر دیدی تو پہلے موجر کو اختیار ہوگا کہ دوسرا اجارہ نقض کرادے جیسا کہ بیع کی صورت مین ہو مثلاً کوئی چیز بطور بیع فاسدہ کے خریدی اور کسی شخص کو بطور اجارہ صحیحہ کے کرایہ پر دیدی تو بائع کو اجارہ توڑ دینے کا اختیار رہو مستاجر نے اگر وہ زمین دوسرے شخص کو اجارہ پر یا مزارعت پر دیدی پھر مستاجر اول نے پہلا عقد

اجارہ فسخ کر دیا تو دوسرے عقد اجارہ کے فسخ ہو جانے مین مشائخ کا اختلاف ہو اور صحیح یہ ہو کہ فسخ ہو جائیگا چاہے دونون اجارون کی مدت متحد ہو یا مختلف ہو یہ محیط مین ہو۔ اور مدت متحد ہونے کے یہ معنی ہین کہ جتنے روز پہلے اجارہ کے فسخ ہو جانے کے قرار دیے گئے ہین اتنے ہی روز دوسرے کے فسخ کے ٹھہرے ہون یہ فتاوے صغرے مین ہو۔ ایک شخص نے دوسرے شخص سے ایک موضع اجارہ طویلہ[لہ] پر اجارہ لیا پھر مستاجر نے وہ موضع موجر کے غلام کو اجارہ دیا پس اگر غلام نے بدون مالک کی اجازت کے لیا ہو تو جو کچھ اسنے اپنے غلام سے راس المال سے لے لیا اسکو مستاجر کے حساب مین محسوب نہ کریگا۔ اور اگر غلام نے مالک کی اجازت سے اجارہ لیا ہو تو ہمین شیخ امام رحمہ نے توقف فرمایا اور صحیح یہ ہو کہ غلام کا باجازت مالک اجارہ لینا مثل مالک کے خود اجارہ لینے کے ہو کذا فی جواہر الاخلاطی بشرطیکہ اس صورت مین غلام قرضدار نہو یہ کبرے مین لکھا ہو۔ ایک شخص نے دوسرے کو اپنا گھر ایک درم ماہواری پر کرایہ دیکر سپرد کر دیا پھر کسی شخص کے ہاتھ اسکو فروخت کر دیا اور مشتری کرایہ مقررہ اُس مستاجر سے وصول کرتا رہا اور اسی طور سے ایک زمانہ گذر گیا اور مشتری نے بائع سے وعدہ کیا تھا کہ جب تو میرا ثمن مجھے واپس دیگا تب مین یہ گھر تجھے پھیر دونگا اور جو کچھ مین نے مستاجر سے کرایہ وصول کیا ہوگا وہ ثمن مین محسوب کر دونگا پھر بائع درم لیکر آیا اور چاہا کہ کرایہ ثمن مین محسوب کرے تو مشائخ رحمہ نے فرمایا کہ جب مشتری نے مستاجر سے کرایہ وصول کیا تب ہی سے یہ اجارہ از سر نو قرار پایا پس جو کچھ مشتری نے وصول کیا وہ مشتری کی ملک ہو کیونکہ اُسی کے عقد اجارہ سے وصول ہوا ہو اور بائع کو اختیار نہین ہو کہ اسکو ثمن مین داخل کرے اور جو مشتری نے بائع سے کہا تھا کہ گھر واپس کرنے کے وقت مین اسکو ثمن مین محسوب کر دونگا یہ قول ایک وعدہ ہو پس اگر اسنے اپنا وعدہ وفا کیا تو بہتر ہو ورنہ اُسپر وفا کرنا حق واجب نہین ہو اور اگر دونون نے یہ امر بیع مین شرط ٹھہرایا ہو تو بیع فاسد ہوگی یہ ظہیریہ مین ہو۔ کتاب الابانۃ مین ہو کہ اگر کسی شخص نے کچھ مدت معلومہ کے واسطے ایک خیمہ کرایہ لیا تو اسکو اختیار ہو کہ دوسرے کو کرایہ پر دیدے کیونکہ اُس سے نفع اُٹھانے مین لوگون کا حال یکسان ہو جیسے بیت کا حال ہو اور اگر اسکو باورچی خانہ بنایا تو ضامن ہوگا لیکن اگر وہ خیمہ اسی واسطے رکھا گیا ہو کہ اسمین کھانا پکایا جاوے تو ضامن نہ ہوگا جیسے پلاس کا خیمہ یہ تاتارخانیہ مین ہو

آٹھوان باب۔ بغیر لفظ کے اجارہ منعقد ہونے کا بیان اور بقاے اجارہ و انعقاد اجارہ کے حکم کا بیان باوجود آنکہ کوئی شی اجارہ کی منافی پائی جاتی ہو۔ ایک گھر ایک مہینہ کے واسطے کرایہ لیا اور وہ مہینہ رہا تو دوسرے مہینہ کا اُسپر کچھ کرایہ نہ ہوگا یہ حکم کتاب مین مذکور ہو اور ہمارے اصحاب سے مروی ہو کہ واجب ہوگا اور شیخ کرخی اور امام محمد بن سلمہ سے مروی ہو کہ اُنھون نے دونون روایتون مین اسطرح توفیق دی ہو کہ حکم کتاب ایسی چیز مین ہو جو کرایہ پر چلانے کے واسطے نہین مقرر کی گئی ہو اور دوسری روایت یعنی کرایہ واجب ہونے کی ایسی چیز مین ہو جو اسی واسطے ہو اور اس حکم مین خواہ گھر ہو یا حمام ہو یا زمین سب یکسان ہو کچھ تفصیل نہین ہو اور صدر الشہید رحمہ نے فرمایا کہ اسی پر فتوے ہو یہ خزانۃ الفتاوے مین ہو۔ اگر کوئی کسی غیر کے گھر مین رہنے لگا حالانکہ کوئی عقد اجارہ دونون مین نہین ٹھہرا ہو پس اگر وہ گھر اسی واسطے رکھا گیا ہو تو کرایہ واجب ہوگا اور اگر اسی واسطے نہین ہو تو واجب[عہ] نہوگا لیکن اگر مالک مکان نے اُس سے کرایہ کا تقاضا کیا اور بعد تقاضہ کے بھی اُسنے سکونت اختیار کی تو اب کرایہ واجب ہوگا کیونکہ یہ امر دلالت کرتا ہو کہ اجارہ پر راضی ہوا۔ اور مشائخ نے فرمایا کہ جو مکان کرایہ کے واسطے رکھا گیا ہو اُسمین رہنے سے کرایہ جب ہی واجب ہوگا

لہ اجارہ طویلہ یعنی بہت برس کا ۱۲ م
عہ ... اور نقصان کا ضامن ہے ۱۲ م

کہ جب بطور اجارہ کے رہا ہو اور یہ امر اُسکے حالات سے بطور دلالت کے ثابت ہوا ہو یعنی اسکے حالات اس بات کی دلیل
ہوں کہ بطور کرایہ کے رہا ہو اور اگر کسی دوسری وجہ سے مثلاً ملکیت کی تاویل کر کے رہا ہو جیسے ایک بیت یا دوکان دو
شخصوں مین مشترک ہو انمین سے ایک شخص اسمین رہا تو رہنے والے پر کرایہ واجب نہوگا اگرچہ وہ دوکان وغیرہ کرایہ پر چلانے
کے واسطے رکھی گئی ہو یہ محیط مین ہے - ایک سرائے مین ایک شخص اُترا تو یہ کرایہ پر قرار دیا جائیگا اور اسکی تصدیق نہ کیجائیگی کہ
بلا کرایہ ہے ایسا ہی محمد بن سلمہ رح اور ابو نصر بن سلام نے فرمایا ہے اور اسی کو فقیہ ابو بکر و فقیہ ابو اللیث رح نے اختیار کیا ہے اور
قاضی فخر الدین رح نے فرمایا کہ فتوے اس طرح ہے کہ اُسکا رہنا اجرت پر قرار دیا جائیگا و لیکن اگر کسی قرینہ سے یہ بات معلوم ہو
کہ بلا اجرت ہو تو ہو سکتا ہے مثلاً وہ شخص ظالم مشہور ہو یا غاصب مشہور ہو یا وہ لشکری ہو کہ اسکے حال سے معلوم ہو کہ وہ کوئی
رہنے کی جگہ کرایہ پر نہین لیتا ہے یہ مضمرات مین ہے - کرایہ کی دوکانین ہین انمین سے ایک دوکان مین ایک شخص آکر رہا تو شیخ
محمد بن سلمہ رح نے فرمایا کہ اجر المثل واجب ہوگا اور اگر اُسنے غصب کا دعوی کیا تو اُسکے قول کی تصدیق نہ کیجائیگی جبکہ وہ مالک
کی ملک کا مقر ہو اور اگر اُسنے اپنی ملک کا دعوی کیا تو اجرت واجب نہوگی اگرچہ مالک نے اپنی ملک ہونا بدلیل ثابت کر دیا ہو یہ محیط
اگر کسی حمام مین گیا اور غصب کی راہ سے گھس جانیکا دعوی کیا تو سماعت نہوگی یہ وجیز کردری مین ہے - اور اگر کرایہ کی چیز کسی نابالغ کی ہو
تو دیکھنا چاہیے کہ اجر المثل کسقدر ثابت ہوتا ہے اور اگر ضمان نقصان لیجاوے تو کسقدر ہے پس دونون مین سے جو نابالغ کے
حق مین مفید ہو وہی دلایا جائیگا - ایک مقبرہ مین دھوبی لوگ کام کیا کرتے ہین وہان ایک شخص کے پتھر ہین کہ وہ اُن لوگون کو
اجارہ پر دیتا ہے پھر ایک دھوبی نے ایک پتھر سے (کندی کی تھی) کام لیا اور مالک سے کوئی شرط اجرت کی نہین ٹھہرائی پس اگر یہ امر معروف نہو کہ جو
دھوبی چاہے ان پتھرون سے اپنا کام چلاوے اور کرایہ دیدے تو اسپر کچھ اجرت واجب نہوگی جبکہ اسنے مالک کی بلا اجازت کام
لیا ہو اور اگر یہ بات معروف ہو کہ جو چاہے کام چلاوے اور کرایہ دیدے تو اسپر کرایہ واجب ہوگا - پھر اگر کوئی اجرت بندھی ہو
یعنے کٹی ہوئی ہو تو وہی دینی پڑیگی اور اگر مقررہ نہو تو اجر المثل دینا پڑیگا یہ کبرے مین ہے - ایک گھر اجرت معلومہ دیکر ایک سال کے
واسطے کرایہ لیا اور اسمین رہا پھر دوسرے سال بھی رہا اور کرایہ دیدیا تو اسکو اس کرایہ کے واپس کر لینے کا اختیار نہین ہے اور
شیخ رح نے فرمایا کہ اصول کے موافق اسکی تخریج اس امر کی مقتضی ہے کہ یون حکم کیا جاوے کہ اگر وہ گھر بھاڑے پر چلانے
کے واسطے نہو تو کرایہ واپس کرے یہ قنیہ مین ہے منتقی مین امام محمد رح سے روایت ہے کہ اگر گھر کے مالک نے غاصب سے
کہا کہ یہ گھر میرا ہے تو اسمین سے نکل اور اگر رہے تو تجھے اسقدر ماہواری کرایہ دینا پڑیگا اور غاصب نے انکار کیا پھر مالک نے
کئی مہینے کے بعد اسپر گواہ قائم کر کے اپنا دعوی ثابت کر دیا تو مالک کو کچھ کرایہ نہ ملیگا اور اگر غاصب نے انکار نہ کیا ہو بلکہ
اقرار کیا ہو کہ یہ گھر مدعی کا ہے اور باقی مسئلہ بحالہ ہے تو غاصب کا رہنا دلیل ہے کہ وہ کرایہ دینے پر راضی ہوا پس کرایہ واجب ہوگا
یہ محیط مین ہے - اور اگر ایک سال کے واسطے ایک مکان ہزار درم پر کرایہ لیا پھر جب سال گذر گیا تو مالک مکان نے کہا
کہ اگر تو آج ہی اسکو خالی کر دے تو خیر ورنہ ایک درم روزانہ پر کرایہ پر تیرے پاس رہا پھر اُسنے بہت دنون تک خالی کیا
اور مستاجر اس امر کا مقر ہے کہ یہ گھر اسی موجر کا ہے تو جو کچھ کرایہ روزانہ اُس نے بیان کیا ہے وہ دینا پڑیگا اور ہشام نے
کہا کہ مین نے اس مسئلہ مین امام محمد رح سے کہا کہ کیا آپ یہ حکم نہ دینگے کہ جتنے عرصہ مین وہ اپنا اسباب اس مکان سے دوسرے
مکان کو منتقل کر سکتا ہو اتنے عرصہ تک اجر المثل پر اُسکے پاس رہے تو امام محمد رح نے فرمایا کہ یہ بہتر ہوا اتنے عرصہ تک
اجر المثل پر اُسکے پاس رہیگا پھر اگر اتنے عرصہ تک خالی نہ کیا تو آئندہ اسی کرایہ پر رکھونگا جو موجر نے بیان کیا ہے یعنے ہر روز

سلو کہ یہ گھر اس کی
کی ملک نہیں ہے ۱۲

ایک درم یہ خزانۃ المفتین مین ہی - ایک شخص نے اپنی دوکان تین درم ماہواری کرایہ پر دی پھر جب دو مہینہ گزرے تو دوکان والے نے کہا کہ اب سے اگر پانچ درم ماہواری دینے منظور ہون تو خیر ورنہ خالی کردے اور مستاجر نے اسکا کچھ جواب نہ دیا ولیکن رہتا رہا تو اسپر پانچ درم کے حساب سے کرایہ واجب ہوگا کیونکہ جب اُس نے رہنا اختیار کیا تو اس کرایہ پر راضی ہوا اور اگر مستاجر نے یون جواب دیا ہو کہ مین پانچ درم دینے پر راضی نہین ہون اور پھر رہا کیا تو اسپر پہلی ہی اجرت کے حساب سے کرایہ واجب ہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہی - ایک شخص نے ایک غلام اجارہ پر لینا چاہا اور مالک غلام نے کہا کہ بیس درم ماہواری پر ہی اور مستاجر نے کہا کہ دس درم ماہواری پر اور اسی پر دونون جدا ہو گئے یعنی غلام لیکر مستاجر چلا گیا تو مستاجر پر بیس درم کے حساب سے کرایہ واجب ہوگا اور اگر مستاجر نے یون کہا ہو کہ نہین بلکہ دس درم پر ہی اور غلام لیکر چلا گیا ہو تو صحیح یہ ہی کہ وہی کرایہ واجب ہوگا جسکی مستاجر نے تصریح کر دی ہی یہ جواہر اخلاطی مین ہی - ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ مین نے تجھے یہ مکان ایک سال کے واسطے ہزار درم کو بحساب سو درم ماہواری کے کرایہ دیا تو فرمایا کہ اجارہ ایک ہزار دو سو درم پر واقع ہوگا اور فقیہ ابو اللیث رح نے فرمایا کہ یہ حکم اُس صورت مین ہی کہ جب اُس نے سو درم ماہواری پر ہونے کا قصد کیا اور اگر پڑتا پھیلانے مین دونون سے غلطی ہو گئی یعنی ہزار درم سالانہ کا ماہواری پڑتا پھیلانے مین سو درم ماہواری غلطی سے بیان کیے تو اس صورت مین مستاجر پر صرف ہزار درم واجب ہونگے اور اگر موجر نے کہا کہ مین نے قصداً فسخ چاہا تھا اور مستاجر نے غلطی تفسیر کا دعوی کیا تو موجر کا قول قبول ہوگا یہ خلاصہ مین ہی - اور اگر کچھ مدت مکان مین رہ کر اجارہ سے انکار کیا اور کہا کہ یہ مکان میرا ہی یا کہا کہ مین نے اسکو غصب کر لیا ہی یا میرے پاس عاریت ہی حالانکہ وہ مکان ایسا نہین ہی کہ کرایہ پر چلنے کے واسطے رکھا گیا ہو پھر مستاجر پر مالک نے گواہ قائم کرکے اپنا حق ثابت کر لیا تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک جب سے مستاجر نے انکار کیا تب سے اُسپر کچھ کرایہ واجب نہ ہوگا کیونکہ وہ غاصب ٹھہرا اور امام محمد رح کے نزدیک واجب ہوگا کیونکہ یہ بات ثابت ہو گئی کہ مکان اُسکے پاس کرایہ پر تھا اور اگر بجائے مکان کے کوئی چوپایہ یا دوسرا مال معین ہو اور باقی مسئلہ بحالہ رہے تو مستاجر کو بعد مدت گذرنے کے واپس کرنا چاہیے اور اگر قبل واپس کرنے کے ضائع ہوا تو ضامن ہوگا کیونکہ وہ اپنے زعم مین غاصب ہی - اور موجر کا وارث اگر کرایہ پر رہنے سے راضی ہوا یا اجرت طلب کی اور مستاجر نے سکونت کی یعنی رہتا رہا تو کرایہ واجب ہوگا اور وارثون مین یا قرضخواہون مین سے جو شخص اجارہ باقی ہونا کہتا ہی اُسی کا قول قبول ہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہی - ایک شخص سے کہا کہ یہ ٹوکرا کتنے ماہواری کو دیتا ہی اُس نے کہا کہ دو درم کو پس مستاجر نے کہا کہ نہین بلکہ ایک درم کو اور ٹوکرے کو اُٹھا کرلے گیا اور مہینہ گذر گیا تو صحیح یہ ہی کہ ایک درم واجب ہوگا یہ جواہر اخلاطی مین ہی - ایک چرواہا کسی قدر ماہواری اجرت معلومہ پر بکریان چراتا تھا اُس نے بکریون کے مالک سے کہا کہ اب مین تیری بکریان نہ چراؤنگا ولیکن اگر تو ایک درم روز دے تو چراؤنگا اور مالک نے اُسکا کچھ جواب نہ دیا مگر بکریان اُسی کے پاس چھوڑ دین تو اُسپر ایک درم روز کے حساب سے اُجرت واجب ہوگی یہ خزانۃ المفتین مین ہی - چرواہے نے کہا کہ مین تیری بکریان نہ چراؤنگا الا یہ کہ ایک درم روز مجھے دے مالک نے جواب نہ دیا مگر بکریان اُسی کے پاس چھوڑ دین تو روزانہ ایک درم کے حساب سے واجب ہوگا اور یہی حکم گھرون کے کرایہ مین ہی یہ ملتقط مین ہی - ایک شخص نے نہر کی حفاظت کے واسطے ماہواری کچھ درم پر ایک شخص کو مقرر کیا پھر مستاجر مر گیا اور وصی نے مزدور سے کہا کہ تو اپنا کام جیسا کرتا تھا کرتا رہ مین تیری مزدوری نہین دونگا وہ ایک زمانہ تک ایسا ہی کرتا رہا پھر وصی نے وہ زمین فروخت کر دی اور مشتری نے مزدور سے کہا کہ تو اپنا کام جسطرح کرتا تھا

کرنا ذہ مین تیری مزدوری مذدوں کو نگا پس جتنے روز اُس نے مستاجر اول کی زندگی مین کام کیا ہی اُسکی مزدوری میت کے ترکہ مین واجب ہوگی اور جب سے وصی نے اُس سے کام کرنے کو کہا تب سے وصی پر واجب ہوگی اور جب سے مشتری نے کہا تب سے مشتری پر واجب ہوگی ولیکن میت پر تو بحساب دس درم کے واجب ہوگی کیونکہ اس نے بیان کر دیا تھا اور وصی و مشتری کو اگر مقدار شرط معلوم نہ ہو تو دونون کو اجر المثل دینا پڑیگا اور اگر مقدار شرط معلوم ہو اور دونون نے مزدور سے کہا کہ اسی شرط سے کام کرتا رہے تو ان دونون پر بھی اسی حساب سے مزدوری واجب ہوگی یہ محیط مین ہی ایک شخص نے دس درم مین ایک خچر کرایہ کیا اور ان درمون مین بعضے کھرے ہین اور بعضے کھوٹے ہین پس بھاڑے والے نے راستہ مین کہا کہ مین سب کھرے درم چاہتا ہون اُس نے جواب دیا کہ جیسا تو چاہتا ہی ایسا ہی کرونگا تو یہ قول ایک وعدہ ہی کہ اُسکا وفا کرنا مستاجر کے ذمہ واجب نہین ہی اور نہ کچھ اُس کو دینا واجب ہوگا اسی طرح اگر بھاڑے والے نے مستاجر سے کچھ اجرت بڑھا دینے کی درخواست کی اور اُس نے یون ہی جواب دیا تو بھی یہی حکم ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ کتاب الاصل مین فرمایا کہ اگر کوفہ تک جانے کے واسطے ایک ٹٹو کرایہ لیا اور راستہ مین ٹٹو والا مر گیا تو مستاجر کو اختیار ہی کہ کوفہ تک اسی کرایہ پر ٹٹو لیجاوے اور اجارہ اسواسطے نہ ٹوٹے گا کہ یہ حالت حالت عذر ہی اور عذر کی وجہ سے از سر نو اجارہ منعقد ہو جاتا ہی مثلاً کسی شخص نے دریا مین ایک کشتی کرایہ لی ایک مہینہ کے واسطے اور مدت گذر گئی حالانکہ مستاجر بیچ دریا مین ہی تو ان دونون مین از سر نو اجارہ منعقد ہو جائیگا پس جو اجارہ موجود ہو جب وہ باقی رہے تو اُسکا باقی رہنا بدرجہ اولی ثابت ہوگا اور عذر کا بیان یہ ہی کہ بیچ جنگل مین اُسکو دوسرا ٹٹو نہ ملنے کی وجہ سے اپنی جان و مال کا خوف ہی اور وہان کوئی قاضی نہین کہ اُسکے پاس مرافعہ کرکے دوبارہ اجارہ منعقد کرے حتی کہ بعض مشایخ نے کہا کہ اگر وہان دوسرا ٹٹو پایا جاوے کہ وہ اُس کو کرایہ کرکے اسباب لاد سکے تو اجارہ ٹوٹ جائیگا اسی طرح اگر ایسے موضع مین جہان دوسرا ٹٹو اجارہ مل سکتا ہو موجر نے انتقال کیا تو اجارہ ٹوٹ جائیگا۔ پھر جب مستاجر اُسکو کوفہ تک لے گیا اور راستہ مین اُسکا دانہ چارہ اپنے پاس سے دیا تو اُسمین متبرع یعنی محسن قرار دیا جائیگا حتے کہ اُس کو یہ اختیار نہوگا کہ بھاڑے والے کے وارثون سے یہ خرچہ واپس لے یہ ذخیرہ مین ہی اور اگر قاضی کے حکم سے اُس نے دانہ چارہ دیا ہی اور اُسکو گواہون سے ثابت کر دیا تو واپس لے سکتا ہی یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر مستاجر نے کوئی شخص ٹٹو کی غور پرداخت کے لیے نوکر رکھا تو اُسکا کرایہ مستاجر ہی کو دینا پڑیگا اور موجر میت کے وارثون سے واپس نہین لے سکتا ہی پھر جب اُس جگہ پہونچا تو قاضی کے پاس مقدمہ پیش کریگا تاکہ وارثان میت کے حق مین جو بہتر ہو وہ حکم دے پس اگر قاضی نے یہ رائے مناسب دیکھی کہ دوبارہ اُسی مستاجر کو کرایہ دیدے مثلاً مستاجر ثقہ امین آدمی ہی اور چوپایہ قوی ہی اور قاضی کو ثابت ہوا کہ اُس شخص کو کرایہ پر دینے سے وارثون کو یہ جانور بعینہ ملجائیگا تو اُسکو کرایہ پر دیدے اور اگر اُسکی رائے مین یہ بہتر معلوم ہوا کہ ٹٹو کو فروخت کر دے باین وجہ کہ اُس نے مستاجر کو متہم دیکھا یا ٹٹو کو ضعیف پایا اور اُسے معلوم ہوا کہ ایسے شخص کو کرایہ پر دینے سے وارثون کو مین مال نہ پہونچیگا یا اگر پہونچا بھی تو بڑے نقصان کے ساتھ پہونچے گا تو ایسی صورت مین ٹٹو کو فروخت کر دے اور یہ فروخت کرنا قضا علی الغائب نہین ہی بلکہ غائب شخص کے مال کو حفاظت مین رکھنا ہی۔ اور اگر مستاجر نے ٹٹو والے کو پہلے ہی بہ تعجیل پورا کرایہ دیدیا ہو اور قاضی نے اجارہ فسخ کر دیا اور ٹٹو فروخت کر دیا پس مستاجر نے اپنے کرایہ کا دعوی کیا تو قاضی اُسکو گواہ پیش کرنے کا حکم دیگا کہ اپنے دعوی کے گواہ لاوے اور میت کی طرف سے

ایک شخص وصی مقرر کریگا کہ اُسکے مقابلہ مین گواہون کی سماعت ہو یہ محیط مین ہی۔ امام محمدؒ نے سیر کبیر مین کشتی کا مسئلہ ذکر فرمایا ہو یعنی کرایہ کی کشتی کے اجارہ کی مدت ایسی حالت مین گذری کہ جب کشتی بیچ دریا مین تھی اور مستاجر کو وہان دوسری کشتی دستیاب نہین ہوتی تھی۔ اور کپّے کا مسئلہ ذکر فرمایا یعنی کپہ کرایہ لیکر اُسمین روغن زیتون بھر لیا اور چلا اور بیچ جنگل مین اجارہ کی مدت گذر گئی اور وہان مستاجر کو دوسرا کپہ دستیاب نہین ہوتا ہو اور ان دونون مسئلون مین موجر نے کشتی یا کپہ کرایہ پر دینے سے انکار کیا مگر وہان امام وقت موجود ہو تو اگر امام وقت نے مستاجر کو کسی قدر روزانہ کرایہ پر یہ دونون چیزین کرایہ دیدین تو جائز ہو پس امام محمدؒ نے شرط کر دی کہ اجارہ دینا امام کی طرف سے ہو۔ اور ابن سماعہ نے اپنی نوادر مین امام محمدؒ سے یہ مسئلہ روایت کیا اور اسمین یہ شرط نہین لگائی کہ امام وقت موجود ہو بلکہ یہ شرط لگائی کہ مستاجرون کے کہ مین نے یہ کشتی روزانہ اتنے درم پر اجارہ لی یا اُسکا کوئی نوکر یا دوست اجارہ دے پھر اگر اُس کے بعد بھی موجر نے کشتی کے دینے سے انکار کیا تو مستاجر اپنے نوکرون یا رفیقون کو مددگار کرکے کشتی لے لے یا وہ کپہ لے لے جسمین روغن ہو اور رہنے دے یہانتک کہ اُنکو دوسری کشتی یا کپہ دستیاب ہو۔ اور اس مسئلہ مین یہ حکم ظاہر ہوا کہ اگر کوئی شخص کسی دوسرے کے مکان مین جا رہا تو کرایہ واجب نہو گا مگر جبکہ مالک مکان اس امر سے انکار کرے اگرچہ وہ مکان کرایہ پر چلانے کے واسطے ہو ولیکن اگر رہنے والے نے کہا کہ مین نے دس درم ماہواری پر مثلاً اُس کو کرایہ لیا تو کرایہ لازم آویگا۔ پھر جاننا چاہیے کہ کشتی و کپّے کے مسئلہ مین دو مختلف روایتین نہین ہین بلکہ سیر کبیر کی روایت مین جو حکم مذکور ہو وہ امام وقت کی موجودگی کے وقت ہو اور جو نوادر ابن سماعہ مین لکھا ہو وہ امام کی عدم موجودگی کے وقت ہو یہ ذخیرہ مین ہو۔ ایک شخص نے زمین کرایہ لی اور اُسمین کھیتی بوئی پھر مدت اجارہ گذرنے سے پہلے مستاجر مر گیا تو کھیتی کے پکنے تک وارثان مستاجر پر کرایہ مقررہ واجب ہو گا کیونکہ اجارہ جیسے بسبب عذر کے ٹوٹ جاتا ہو ویسے ہی بسبب عذر کے باقی رہتا ہو اسی طرح اگر موجر مر گیا اور مستاجر باقی رہا تو بھی کھیتی پکنے تک اجارہ باقی رکھا جائیگا۔ اور اگر اجارہ کی مدت گذر گئی حالانکہ کھیتی موجود ہو تو بعض نے فرمایا کہ قیاساً مستاجر کو کھیتی کاٹ لینے کا حکم کیا جائیگا اور استحساناً اُس سے کہا جائیگا کہ تیرا جی چاہے تو ابھی کھیتی کاٹ لے یا چھوڑ دے تاکہ پک جاوے مگر تجھ پر زمین والے کو اجر المثل دینا واجب ہو گا یہ فتاوی قاضیخان مین ہو اور اصل مین لکھا ہو کہ اگر مدت اجارہ گذر گئی اور زمین مین رطبہ بوئی ہوئی ہو تو کاٹ لیجاویگی۔ اور منتقی مین لکھا ہو کہ اگر اجارہ کی مدت گذر گئی اور زمین مین ارطاب ہین تو زمین اجر المثل پر اُسکے پاس چھوڑ دیجاویگی یہانتک کہ جھاڑنے کے وقت پر آجاوین اور وہ پہلی مرتبہ اجارہ گذرنے کے بعد جھاڑنے پر قرار دیا جائیگا۔ اور موت کی صورت مین بیان کیا کہ اگر کوئی موجر مر گیا اور زمین مین رطاب ہون تو جو کرایہ ٹھہرا ہو اُسی پر زمین چھوڑ دیجاویگی یہانتک کہ جھاڑ لیے جاوین۔ اور اسی طرح اگر کوئی کپہ لیا اُسمین سرکہ بھرا پھر اجارہ کی مدت بیچ جنگل مین گذر گئی تو اجر المثل پر اُسکے پاس چھوڑ دیا جائیگا یہانتک کہ اُسکو دوسرا کپہ دستیاب ہو اور اگر اجارہ گذرنے سے پہلے موجر مر گیا تو پہلے اجارہ کے حکم سے اُسکے پاس چھوڑا جاویگا اجر المثل پر نہین یہ محیط مین ہو۔ اگر ایک سال کے واسطے کوئی زمین کرایہ لی اور اُسمین کھیتی بوئی پھر مستاجر اور ایک دوسرے شخص نے ملکر وہ زمین خرید لی تو اجارہ ٹوٹ گیا اور کاٹنے کے وقت تک کھیتی اُس زمین مین چھوڑ دیجاویگی اور شریک کو زمین کے اجر المثل کا آدھا دینا پڑیگا یہ خزانۃ المفتین مین ہو۔ اور امام ابو یوسف رح سے روایت ہو کہ اگر مدت اجارہ گذر گئی اور ہنوز کھیتی نہین اُگی ہو اور دونون نے جھگڑا کیا تو اجارہ فسخ کرکے زمین اُسکے مالک کو واپس دونگا اور اگر اُسکے بعد کھیتی اُگی تو جسقدر کرایہ پر ہو

مستاجر کو واپس دونگا اور اگر مدت گذر گئی اور کھیتی ساگ ہو اور دونون نے جھگڑا نہ کیا یہانتک کہ مستاجر نے اُس کو اُنچے قیمت پر کاٹا تو اُسی حساب سے کرایہ دینا پڑیگا اور زمین والا اس زیادتی کو جو اُسکو ملی ہو صدقہ نہ کریگا اسی طرح اگر دونون نے جھگڑا کیا تو بھی بحکم استحسان اجر المثل پر اُسکے پاس چھوڑ دیجاویگی یہ تتارخانیہ مین ہے - اور اگر مدت اجارہ گذرنے کے بعد کھیتی اُگی تو صدقہ کردے اور اگر موجر نے بھی اُسمین اپنی کھیتی بودی ہو پھر کھیتی نکلی اور دونون نے ایک دوسرے کی تصدیق کی کہ ہم دونون برابر ہین تو ہر ایک کو نصف کھیتی ملیگی اور اگر دونون مین سے کوئی غالب ہو تو تمام کھیتی اُسی کو دلائی جاویگی اور وہ دوسرے کو اُسکے مال کی قدر ضمان دیگا یہ غیاثیہ مین ہے - ایک زمین کرایہ پر لی اور اُسمین درخت گاڑدیے پھر مدت اجارہ گذر گئی تو صحیح یہ ہے کہ اگر مستاجر نے اُسمین پودے گاڑے ہین تو زمین والے کو اختیار ہے کہ اُس سے مطالبہ کرے کہ میری زمین فارغ کرکے مجھے سپرد کردے بخلاف اسکے اگر اُسمین کھیتی ہو تو اجر المثل پر مستاجر کے پاس چھوڑدیجاویگی اور اگر ان پودون کے اکھاڑنے مین زمین کو کھلا ضرر نہ ہوتا ہو تو ایسا نہین ہوسکتا ہے کہ قیمت دیکر زمین والا اُن پودون کا مالک ہو جاوے یہ محیط مین ہے - اور اگر اُن پودون کے اُکھاڑنے مین زمین کو ضرر پہونچتا ہو تو زمین والا اُن پودون کا مالک ہو جاویگا اور اُسکو اُن پودون کی قیمت جمے ہوے کے حساب سے نہین بلکہ اُکھڑے ہوے کے حساب سے مستاجر کو دینی پڑیگی اور یہ ملکیت اس وجہ سے ہے کہ زمین والے کو ضرر نہ پہونچے یہ خزانۃ المفتین مین ہے - ایک شخص نے کسی سے ایک دوکان کرایہ پر لیکر اُسمین سرکہ کے مٹکے رکھے پھر اجارہ کی مدت گذر گئی اور موجر نے دوکان خالی کرانی چاہی اور مستاجر نے انکار کیا پس اگر سرکہ ایسا ہو گیا ہو کہ دوسری جگہ لیجانے سے بگڑ نہ جاویگا تو حکم دیا جاویگا کہ دوسری جگہ منتقل کرے اور اگر ایسا نہین ہے تو یہ حکم نہ دیا جاویگا اور مستاجر سے کہا جاویگا کہ تیرا جی چاہے دوسری جگہ لیجا یا سرکہ اُٹھا لانے تک دوکان کرایہ پر لے اور کرایہ پر لے لینے سے یہ مراد نہین ہے کہ از سرنو کرایہ مقرر کرکے اجارہ ٹھہرائے بلکہ یہ مراد ہے کہ اُسپر اجر المثل دینے کا حکم کیا جاویگا - اور اگر مدت گذرنے سے پہلے موجر یا مستاجر مر گیا اور سردست دوکان خالی کرنا ممکن نہوا تو استحساناً اجر مقررہ کا حکم دیا جاویگا حالانکہ قیاس چاہتا ہے کہ اجر المثل دلایا جاوے جیسا کہ مدت گذرنے کے بعد حکم ہوتا ہے یہ محیط مین ہے - اگر ایک سال کے واسطے ایک مکان کرایہ لیا اور مدت گذر گئی اور مکان کا مالک اُس وقت غائب تھا اور مستاجر اُسمین دوسرے سال بھی رہا تو دوسرے سال کا کرایہ اُسکے ذمہ واجب نہوگا کیونکہ وہ بطور اجارہ کے نہین رہا ہے - اسی طرح اگر مدت گذر گئی اور مستاجر غائب ہے اور مکان اُسکی عورت کے پاس ہے اور وہ دوسرے سال رہی تو بھی کرایہ عورت پر واجب نہوگا کیونکہ بطور اجارہ کے نہین رہی ہے یہ فتاوی قاضی خان مین ہے - اور امالی مین امام محمدؒ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ایک سال کے واسطے کسی قدر اجرت معلومہ دراہم پر ایک زمین کرایہ لی اور اُسمین کھیتی بوئی پھر کھیتی کٹنے سے پہلے موجر مرگیا اور مستاجر نے یہ اختیار کیا کہ کھیتی کٹنے تک اجارہ پر زمین اُسکے پاس رہے اور کرایہ کا ایک شخص کفیل ہے تو امام محمدؒ نے فرمایا کہ موجر کے مرنے کے بعد جب تک وہ زمین مستاجر کے پاس رہی تھی اُسکے کرایہ کی کفالت سے کفیل بری نہوگا اسی طرح اگر موجر نہین مرا بلکہ مستاجر مر گیا اور اُسکے وارثون نے کھیتی کٹنے تک زمین مین باقی رکھنا اختیار کیا تو بھی کفیل کفالت سے بری نہوگا اور اگر موجر نے کہا کہ مین راضی نہین ہوتا مگر اس صورت سے راضی ہون کہ کرایہ وارثان میت ہی پر دیکھا جاوے تو اُسکو اختیار نہین ہے - اور اگر سال گذر گیا پھر مستاجر مر گیا اور زمین مین کھیتی ہنوز ساگ ہو اور وارثون نے یہ اختیار کیا کہ اجر المثل پر کھیتی زمین مین لگی رہے یہانتک کہ اُسکے کاٹنے کا وقت آجاوے تو یہ کرایہ وارثون پر وارثون کے مال سے ہوگا میت کے

۱ے [illegible]

۲ے [illegible]

بالی پر ہوگا یہ محیط مین ہے - ایک زمین کرایہ لی اور اسمین کھیتی بوئی پھر ان دونون نے عقد اجارہ کو فسخ کرلیا اور کھیتی ہنوز ساگا ہی
بس آیا کھیتی کٹنے تک یہ زمین مستاجر کے پاس اجر المثل پر چھوڑ دیجاویگی یا نہین پس بعض نے کہا کہ چھوڑ دیجاویگی اور بعض نے کہا کہ
نہین چھوڑی جائیگی اور یہی قابل اس مسئلہ سے کیون متدلال نہ کیا جو امام محمد رح نے کتاب المزارعۃ مین لکھا ہے وہ یہ ہے کہ ایک شخص نے
اپنی زمین مزارعت پر دوسرے شخص کو دی اور کاشتکار نے اسمین کھیتی کو آخر سال تک تاخیر سے رکھا اور کھیتی ساگا تھی اور ہنوز
لائق کاٹنے کے نہ تھی پس مالک زمین نے چاہا کہ کھیتی اکھاڑ ڈالے تو اسکو یہ قدرت نہ دی جائیگی اور کھیتی کٹنے تک دونون
مین آدھی زمین کا اجارہ منعقد ہوجائیگا تا کہ کھیتی مین کاشتکار کا حق محفوظ رہے اور آدھی زمین کا اجر المثل اسکو ڈانڈ دینا
پڑے گا کہ اسکا حق کھیتی مین باطل ہوگیا بسبب اسکے کہ اس نے آخر سال تک کھیتی مین تاخیر کردی مگر باوجود اسکے شرع نے
اسکا حق معدوم نہ کیا اور آدھی زمین مین اجارہ ثابت کر دیا کذا فی الذخیرہ

نوان باب اُن صورتون کے بیان مین جنمین اس معنی پر حکم دیا جاتا ہے کہ اجیر نے کام سے فراغت کرکے مستاجر کے سپرد کردیا
اور جنمین ایسا نہین ہوتا ہے - اگر درزی کام بیان کرکے اپنے گھر مین کام لینے کے واسطے کوئی مزدور مقرر کیا اور مزدور نے
مستاجر کے گھر مین کام سے فراغت کرکے اپنے ہاتھ سے نہ رکھا تھا کہ وہ کام مزدور کے ہاتھ سے بگڑ گیا یا اسکے ہاتھ سے
ضائع ہوگیا تو مزدور کو مزدوری ملیگی یہ مبسوط مین ہے - ایک شخص نے کسی کو مزدور مقرر کیا تا کہ اسکے گھر بیٹھکر روٹیان پکا دے
اور اس نے جب روٹیان تنور سے نکالین تو جل گئین مگر اسکی حرکت سے نہین جلی ہین تو اسکو اجرت ملیگی اور اسپر ضمان نہ
آویگی اور یہ حکم اُس وقت ہے کہ جب مستاجر کے گھر بیٹھکر روٹیان پکائی ہون کذا فی شرح الجامع الصغیر القاضی خان اور اگر کچھ روٹیان
تنور سے نکالین تو اسکے حساب سے اجرت کا مستحق ہوگا کذا فی الینابیع - اور اگر مستاجر کے گھر مین نہو اور روٹیان جل گئین تو اسکو
کچھ مزدوری نہ ملیگی یہ شرح جامع صغیر قاضی خان مین ہے - اور اگر اس نے تنور مین روٹی لگائی پھر اسکو چھوڑنے لگا وہ چھوٹکر
اندر گری اور جل گئی تو ضامن ہوگیا پس اگر مستاجر نے پکی ہوئی روٹی کی ضمان لی تو اسکو اجرت دینی پڑیگی اور اگر آٹے کی
ضمان لی تو اجرت نہ دینی پڑیگی یہ سراج الوہاج مین ہے اور اگر روٹی تنور ہی مین نکالنے سے پہلے جل گئی تو کچھ اجرت نہ ملیگی خواہ
مستاجر کے گھر مین لگائی ہو یا اپنے گھر مین لگائی ہو یہ نہایہ مین لکھا ہے - اور اگر نکالنے کے بعد روٹی چوری گئی پس
اگر مستاجر کے گھر مین پکاتا ہو تو اسکو اجرت ملیگی اور اگر اپنے گھر مین ہو تو نہ ملیگی اور امام اعظم رح کے نزدیک جسقدر چوری ہوئی
اُس کا ضامن نہ ہوگا اور صاحبین کے نزدیک ضامن ہوگا یہ جوہرۃ النیرہ مین ہے - اگر کوئی درزی اجیر مقرر کیا کہ میرے
گھر مین بیٹھکر سی دے اس نے کپڑا قطع کیا اور تاگا بٹا اتنے مین کپڑا چوری گیا تو اس کام کے مقابل کچھ اجرت نہ پاوے گا
اگرچہ اسقدر کام مسلم یعنے مستاجر کو سپرد کیا ہوا شمار ہو کہ اسکے گھر مین کام کیا ہے اور اجرت اسواسطے نہ ملیگی کہ اجرت سلائی
کے مقابل مشروط ہے اور جو کام اس نے کیا ہے یہ سلائی نہین بلکہ سلائی کے کامون مین سے ہے اسی طرح اگر باورچی اجیر
کیا کہ اسقدر آٹا میرے گھر مین پکا دے اس نے آٹا چھانا اور گوندھا کہ اتنے مین چوری ہوگیا وہ پکانے نہین پایا تو
کچھ اجرت نہ ملیگی کیونکہ پکانے کے مقابل اجرت ٹھہری ہے اور یہ کام پکانا نہین ہے بلکہ پکانے کے لوازم مین سے ہے یہ محیط مین ہے
اور اگر کنوان کھودنے کے واسطے اجیر مقرر کیا اور باوجود کھودنے کے اسکو اینٹون سے پختہ کرنے اور جگت بنانے کی بھی شرط
کی اور مزدور نے یہ سب کام کردیا پھر وہ کنوان بیٹھ گیا تو مزدور کو پوری مزدوری ملیگی اور اگر اینٹون سے پختہ کرنے
سے پہلے بیٹھ گیا ہو تو اسکے حساب سے جو حصہ مزدوری کا نکلے وہ ملیگا یہ مبسوط مین ہے - اگر کسی شخص کو مزدور کیا کہ میرے مکان مین

کچھ عمارت بنا دے یا چھتا یا کمانچہ وغیرہ بنا دے یا کنوان یا نہر یا کاریز وغیرہ کھود دے خواہ اسکی ملک مین یا جو اُسکے قبضہ مین ہو وہان تیار کرنے کے واسطے مقرر کیا اس نے اسمین سے کچھ کام کیا تو اُسکو اسی قدر کی اجرت طلب کرنے کا اختیار ہو لیکن باقی پوری تیار کرنے کے واسطے اُسپر جبر کیا جائیگا اور اگر عمارت گر گئی یا کنوان بیٹھ گیا یا اُسمین پانی یا مٹی اسقدر بھا بڑی کہ زمین سے برابر ہو گیا یا چھتا گر گیا تو جسقدر اُس نے کام کیا ہو اُسکے حصہ کی مزدوری اُسکو ملیگی اور اگر مستاجر کی ملک و قبضہ کی جگہ کے سوائے دوسری جگہ مین ایسا کام بنایا تو پورے کام سے فارغ ہو کر سپرد کرنے سے پہلے اس کو اجرت طلب کرنے کا اختیار نہو گا حتی کہ اگر سپرد کرنے سے پہلے تلف ہو جاوے تو اُسکو کچھ اجرت نہ ملیگی۔ اگر مستاجر نے اُسکو جنگل مین کوئی جگہ دکھلا دی کہ اسمین میرے واسطے ایک کنوان کھود دے تو امام محمد رح نے فرمایا کہ بدون تخلیہ کے قابض شمار نہو گا اگرچہ مستاجر کو موضع دکھلا دیا ہو اور یہی صحیح ہے اور اگر مستاجر کی ملک مین یا مقبوضہ مین ایسا واقع ہوا اور مزدور نے کچھ کام کیا اور مستاجر اُس سے قریب تھا پس مزدور نے کام اور مستاجر کے درمیان تخلیہ کر دیا اور مستاجر نے کہا کہ مین اسپر قبضہ نہ کرونگا جبتک تو کل کام سے فراغت کر کے مجھے سپرد نہ کرے تو مستاجر کو یہ اختیار ہے یہ بدائع مین ہے۔ اور اصل مین لکھا ہے کہ اگر جنگل کے راستہ مین اپنے لیے کنوان کھودنے کے واسطے مزدور مقرر کیا اور اُس نے کھودا تو اُسکو جب تک سپرد نہ کرے کچھ مزدوری نہ ملیگی اور مشایخ نے فرمایا کہ امام محمد رح نے اس صورت مین صرف سپرد کر دینا شرط کیا اور کھودنے کی جگہ بیان کرنا شرط نہ کیا اسمین یہ اشارہ ہے کہ جہان مستاجر کی ملک نہین ہے وہان جگہ بیان کرنا شرط نہین ہے یہ ذخیرہ مین لکھا ہے۔ اگر اپنی ملک یا مقبوضہ زمین مین کچی اینٹین بنانے کے واسطے اینٹین بنانے والے کو اجیر مقرر کیا تو جب تک اُنکو بنا کر خشک نہ کرے اور نصب نہ کرے تب تک امام اعظم رح کے نزدیک اجرت کا مستحق نہ ہو گا اور بعض نے فرمایا کہ خشک کرے اور نصب کرے اور صاف کر کے چن دے تب اجرت کا مستحق ہو گا اور اسمین اختلاف نہین ہے کہ اگر اُس نے نصب کیا تو مستحق اجرت نہو گا اور اگر بعد اسکے وہ کچی اینٹین تلف ہو جاوین تو اُسکو پوری اجرت ملیگی۔ اور اگر غیر ملک غیر مقبوضہ مین بنانے کے واسطے مقرر کیا ہو تو جب تک مستاجر کے سپرد نہ کرے تب تک مستحق اجرت نہو گا اور سپرد کرنیکی شرط یہ ہے کہ مستاجر اور اینٹون کے درمیان تخلیہ کر دے کہ یہ اینٹین مین تو جان اور تیرا کام اور وہان کوئی مانع نہ ہو اور امام اعظم رح کے نزدیک یہ تخلیہ اسوقت ہونا چاہیے کہ جب اُس نے بنا کر نصب کر دی ہون۔ اور صاحبین رح کے نزدیک جب اُس نے صاف کر کے چن بھی دی ہون کذا فی البدائع اور اگر سپرد کرنے سے پہلے وہ اینٹین تلف ہو گئین تو اجیر کا مال گیا خواہ صاف کر کے چن دینے کے بعد تلف ہوئی ہون یا اُس سے پہلے یہ ینابیع مین ہے اور اگر اینٹین بنانے والے کو کوئی خاص پیمانہ دیکر اُسکے موافق اینٹین بنانے اور اُنکے پکانے کے واسطے اجیر مقرر کیا بشرطیکہ پکانے مین جو لکڑیان صرف ہون وہ مستاجر کے ذمہ ہین تو یہ جائز ہے اور اگر آوے مین ڈالنے کے بعد اینٹین بگڑ گئین اور ٹوٹ گئین تو اُسکو کچھ مزدوری نہ ملیگی اور اگر اُس نے ثابت پختہ کر دین پھر آگ ٹھنڈی کر دی اور آوے سے نکالنے مین دونون نے جھگڑا کیا تو آوے سے نکالنا اجیر کے ذمہ ہے جیسے تنور سے روٹی کا نکالنا باورچی کے ذمہ ہوتا ہے اور اگر نکالنے سے پہلے وہ اینٹین ٹوٹ گئین تو کچھ اجرت نہ ملیگی۔ اور اگر انکو آوے سے نکال چکا ہو اور وہ زمین مستاجر کی ملک ہو تو اجیر اپنی اجرت کا مستحق ہو گا اور ضمان سے بری ہو گا اور اگر آوے کی زمین اُسی اجیر کی ملک ہو تو جب تک مستاجر کے حوالہ نکر دے تب تک اجرت کا مستحق نہو گا یہ مبسوط مین ہے۔ قدوری مین ہے کہ درزی نے اگر مستاجر کے گھر مین بیٹھکر سینا شروع کیا اور کچھ کپڑا سیا یعنے ایک کپڑے مین سے تھوڑا سا سیا تو اُسکو اجرت نہ ملیگی کیونکہ اُس سے انتفاع ممکن نہین ہے اور اگر وہ تلف ہو گیا تو درزی ضامن

نہ ہوگا اور اس مسئلہ مین قدوری نے تھوڑے سے سینے پر اجرت نہ ملنے کا حکم کیا ہی حالانکہ یہ حکم روایت اصل کے مخالف ہی پھر قدوری مین فرمایا کہ اگر اس کام سے فارغ ہوگیا تو اُسکو پورا اجر ملیگا اور صاحبین کے قول پر اگر کام سے فارغ ہونے سے پہلے تلف ہو گیا یا فارغ ہونے کے بعد مستاجر کے سپرد کرنے سے پہلے تلف ہوا تو درزی ضامن ہوگا اور جو کپڑا اُس کے پاس ہی وہ ضمانت مین ہی پس جب تک مالک کے سپرد نہ کرے تب تک ضمان سے باہر نہ ہوگا۔ پس جب تلف ہو جاوے تو کپڑے کے مالک کو اختیار ہوگا چاہے اپنے کپڑے کی قیمت لے لے اور کچھ اجرت نہ دینی پڑیگی اور اگر چاہے تو سیے ہوئے کپڑے کے حساب سے قیمت لے لے اور اُسکو درزی کی مزدوری دینی پڑیگی یہ مبسوط مین ہی

دسوان باب دودھ پلانے والی کو اجارہ لینے کے بیان مین۔ قال المترجم اگر عورت کو طلاق دی اور دودھ پلانے کے واسطے شوہر نے اُسکو مقرر کر لیا تو یہ عورت بچہ کی مان ہی اور دودھ پلاتی پر مقرر ہی اگرچہ اسکو عرف مین انّا کہینگے لیکن مترجم بعد تنبیہ کے کہتا ہی کہ دودھ پلائی خواہ کوئی ہو ترجمہ مین اُسکے واسطے دائی کا لفظ مقرر کیا ہی فاحفظ۔ قال فی الکتاب اور اجرت معلومہ پر دائی کو مقرر کر لینا جائز ہی کذا فی الہدایہ اور جو صورتین غلام کو خدمت کے واسطے اجارہ لینے مین جائز ہین وہ دائی کے اجارہ مین جائز ہین اور جو غلام کی صورت مین باطل ہین وہ دائی کی صورت مین بھی باطل ہین لیکن امام اعظم رح نے دائی کے اجارہ لینے مین استحسانا کھانے کپڑے پر اجارہ لینا جائز رکھا ہی اگرچہ کھانا کپڑا موصوف نہو لینے کیسا کھانا کپڑا دیا جاویگا اور موصوف نہونے کی صورت مین اُسکو درمیانی کھانا کپڑا ملیگا نہ اعلی نہ ادنی۔ اور صاحبین رح نے فرمایا کہ یہ صورت نہین جائز ہی اور دائی کے اجارہ لینے مین مدت مقرر کرنا بالاجماع شرط ہی یہ فتاوی کبریٰ مین لکھا ہی اگر بچہ کے وارثون نے شرط لگائی کہ ہمارے گھر مین دودھ پلایا کرے تو دائی کو اُنکے یہان سے باہر جانا جائز نہین ہی لیکن مرض وغیرہ کی وجہ سے جاسکتی ہی اور اگر اُن لوگون نے یہ شرط نہ لگائی ہو تو اُنکو یہ اختیار نہین ہی کہ دائی کو اپنے گھر مین روک رکھین بلکہ دائی کو اختیار ہی کہ بچہ کو اپنے گھر لیجاوے یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور جو مرض دائی کو ایسا پیدا ہو جاوے کہ اُسکے ہوتے ہوئے دودھ نہین پلاسکتی ہی تو یہ عذر ہی اور وارثون کو اختیار ہی کہ جب وہ بیمار پڑے تو اُسکو نکال دین یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر دائی سے صریح یہ شرط نہ لگائی گئی و لیکن لوگون کا برتاؤ یہی ہی کہ دائیان بچہ کے باپ کے گھر مین دودھ پلایا کرتی ہین تو اس دائی پر بھی یہی کرنا لازم ہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر دائی کا کھانا کپڑا عقد اجارہ مین شرط نہ کیا گیا ہو تو اُسکا کھانا کپڑا اُسی پر ہوگا یہ خلاصہ مین ہی اور اگر دائی کے ہاتھ سے بچہ ضائع ہوگیا یا گر مر گیا یا بچہ کے زیور و کپڑون مین سے کوئی چیز چوری گئی تو دائی اُنمین سے کسی چیز کی ضامن نہوگی یہ مبسوط مین ہی۔ پھر اگر دائی کو درہمون پر اجارہ لیا تو درمون کی مقدار و صفت بیان کرنا ضرور ہی لینے کیا وزن ہی اور کھرے مین یا کیسے مین اور اگر کسی کیلی یا وزنی چیز کے عوض اجارہ لیا تو اُسکی قدر و صفت بیان کرنا چاہیے اور اگر کسی کپڑے کے عوض اجارہ لیا تو اس کپڑے مین جسقدر بیع سلم کے شرائط ہین وہی سب بیان شرط ہین یہ محیط مین ہی۔ اور اگر اجرت مین درم مقرر کیے اور بجائے اُنکے اناج دیا تو بالاجماع جائز ہی اور اگر کپڑا ٹھہرا اور اُسکی جنس و گزون کی تعداد بیان کردی اور ادا کرنے کی میعاد بیان کردی تو بالاجماع جائز ہی اور اگر اناج اجرت مین ٹھہرایا اور مقدار بیان کردی تو بھی جائز ہی اور اُسکی ادا کی میعاد بیان کرنا شرط نہین ہی ہان امام اعظم کے نزدیک وہ جگہ جہان اناج ادا کریگا بیان کرنا شرط ہی اور اسمین صاحبین رح نے خلاف کیا ہی یعنی اُنکے نزدیک یہ شرط نہین ہی یہ سراج الوہاج مین ہی اور دائی پر واجب ہی کہ بچہ کی ہر بات سے جو امور متعلق ہین اُنکی درستی مین مستعد رہے یہ محیط سرخسی مین ہی اور دائی پر بچہ کے کپڑے پیخانہ پیشاب سے دھونے

واجب ہین اور میل کچیل سے دہونے واجب نہین ہین یہی اصح ہی یہ جواہر اخلاطی مین ہی - اور بچہ کو نہلانا اور تیل کنگھی کرنا دائی پر واجب ہی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی - اور دائی پر واجب ہی کہ بچہ کا کھانا درست کردے مثلاً غذا اسکو چبا کر نرم کردے اور اسپر واجب ہی کہ کوئی ایسی غذا نہ کھاوے جس سے دودھ بگڑ جاوے اور بچہ کو ضرر پہونچے اور دائی پر یہ بھی واجب ہی کہ بچہ کی غذا بچا وے یہ سراج الوہاج مین ہی - اور اگر بچہ بیمار ہو جاوے تو تیل و ریحان وغیرہ جن سے بچہ کا علاج کیا جاتا ہی وہ اُنکے اپنی اماموں کے ملک کی رواج کے موافق دائی کے ذمہ ہوتے ہین ولیکن ہمارے ملک کے رواج کے موافق بچہ کے والدین کے ذمہ ہی ہان دائی پر اُسکا کھانا تیار کر دینا واجب ہی یہ غایۃ البیان مین ہی - اور اصل یہ ہی کہ جب اجارہ کسی کام کے واسطے قرار پایا تو جسقدر باتین اس کام کے توابع ہین اور اجارہ کے وقت اجیر سے ان سب باتون کے کرنے کی شرط نہین لگائی گئی تو عرف کے موافق جو کام اجیر کو کرتے چاہیے ہین وہ اُسپر واجب ہونگے اور جو نہین وہ نہ واجب ہونگے یہ محیط مین ہی - بچہ کے والدین کا کوئی کام کرنا دائی پر واجب نہین ولیکن اُس کا جی چاہے تو اُنکی خاطر سے احسان کردے اور اُسپر واجب ہی کہ بچہ کو تنہا نہ چھوڑے یہ غیاثیہ مین ہی - اور دائی کو یا اُسکے مقرر کرنے والے کو یہ اختیار نہین ہی کہ بلا عذر اجارہ فسخ کردے اور بچہ کے لیے مقرر کرنے والے کی طرف سے یہ عذر ہو سکتا ہی کہ مثلاً بچہ اُسکا دودھ نہین لیتا یا قے کر دیتا ہی کیونکہ جب یہ حالت ہوگی تو مقصود حاصل نہوگا اسی طرح اگر دائی حاملہ ہو جاوے یا بیمار ہو جاوے یا چوری کرتی ہو یا ایسی چھنال ہو کہ اُسکی بدکاری کھلی ہو بخلاف اسکے اگر وہ دائی کافرہ ہو تو اس مقصود مین یہ عذر نہین ہی کیونکہ کفر اُسکے اعتقاد مین ہی - اور اگر کسی شخص نے کوئی دائی اجارہ پر مقرر کی پھر معلوم ہوا کہ یہ بدکار یا مجنون یا معتوہ ہی تو اسکو اجارہ فسخ کر دینے کا اختیار ہی یہ ظہیریہ مین ہی - اور دائی کی طرف سے یہ عذر ہو سکتا ہی کہ مثلاً ایسی بیماری ہوگئی کہ دودھ نہین پلا سکتی ہی اور اگر پلاوے بھی تو بڑی مشقت سے اور اسی طرح اگر حاملہ ہو جاوے تو بھی عذر ہی یہ ذخیرہ مین ہی - اور اگر بچہ کے گھر والے لوگ دائی کو برا بھلا کہکر ایذا دیتے ہون تو روکے جاوینگے اور اگر اُسکے ساتھ بدخلقی کا برتاؤ کرتے ہون تو بھی روکے جاوینگے پس اگر باز نرہے تو دائی کو اختیار ہی کہ چھوڑ کر چلی جاوے یہ مبسوط مین ہی - اور اگر وہ عورت دائی گری مین مشہور نہ ہو اور ایسی ہو کہ اس فعل سے اُسپر عیب رکھا جاوے تو اُسکو فسخ اجارہ کا اختیار ہی بخلاف اسکے اگر اس پیشہ مین مشہور ہو تو فسخ نہین کر سکتی ہی ولیکن اگر یہ پہلا اجارہ اہل نے کیا ہو تو اختیار ہی یہ مضمرات مین ہی - اور اگر پہلے دائی گری کی محنت سے واقف نہو پھر جب پڑے تو جانے تو اُسکو فسخ اجارہ کا اختیار ہی یہ غیاثیہ مین ہی - اور اگر وہ عورت ایسی ہو کہ دائی گری سے اُسپر عیب لگایا جاتا ہو تو اُسکے اہل کو اختیار ہی کہ اجارہ فسخ کرا دین کیونکہ اُن لوگون کو ایسے طعنہ سے عار دلائی جاویگی اسی طرح اگر خود اس عورت نے انکار کر دیا تو اجارہ فسخ ہو جاویگا بشرطیکہ ایسی ہو کہ اُس پر اسکا عیب لگایا جاوے یہ جوہرہ نیرہ مین ہی اور اگر لڑکے نے اس سے الفت کر لی اور اُس سے مانوس ہوگیا اور دوسری دائی کا دودھ منھ مین نہین لیتا حالانکہ وہ دائی ایسے خاندان سے ہی کہ دائی گری مین مشہور نہین ہی تو بھی ظاہر الروایۃ کے موافق اُسکو فسخ اجارہ کا اختیار ہی اور امام ابو یوسف رح سے روایت ہی کہ اگر فسخ اجارہ سے لڑکے کے حال پر خوف ہو تو اُسکو فسخ کا اختیار نہین ہی اور شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا کہ اسی روایت پر جو امام ابو یوسف رح سے مروی ہی اعتماد ہی اور امام محمد رح کی تاویل پر اعتماد ہی کہ اگر لڑکے کو قند و مسکہ وغیرہ غذا دیکر کچھ تدبیر نکال سکتے ہون یا کسی حیلہ سے وہ دوسری دائی کا دودھ منھ مین لیوے تو اجارہ فسخ ہو سکتا ہی - اور اگر غذا سے کچھ تدبیر نہ چلتی ہو اور نہ کسی حیلہ سے وہ دوسری دائی کا دودھ لیتا ہو تو

امام محمد رح نے بھی وہی حکم دیا ہی جو امام ابو یوسف رح سے مروی ہی اور اسی پر فتوی ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر دائی کا کوئی شوہر ہو اور اُس عورت نے بدون اُسکی اجازت کے دائی گری کا اجارہ کر لیا تو شوہر کو اسکے فسخ کر دینے کا اختیار ہی اور بعض نے فرمایا کہ یہ حکم اُسوقت ہی کہ شوہر ایسے لوگون مین سے ہو کہ اُسپر یہ عیب لگایا جاوے کہ اُسکی جورو دائی ہی۔ اور اگر عورت کا کوئی خاوند معروف ہو کہ یہ اُسکا شوہر ہی اور عورت نے اپنے آپ بدون اُسکی اجازت کے دائی گری کا اجارہ کر لیا تو شوہر کو فسخ اجارہ کا اختیار ہی خواہ وہ ایسا ہو کہ اُسکو عیب لگایا جاوے یا ایسا نہو اور یہی قول صحیح ہی اور اگر اُسکا خاوند مجہول ہو کہ یہ امر کہ یہ عورت اُسکی جورو ہی فقط اس عورت کے کہنے سے معلوم ہو تو ایسے مجہول شوہر کو اجارہ فسخ کرا دینے کا اختیار نہین ہی یہ ذخیرہ مین ہی اگر کسی عورت کا کوئی خاوند معروف ہو اور اُس عورت نے ایک مہینہ کے واسطے دائی گری کر لی پھر مہینہ گذر گیا اور حال یہ ہوا کہ لڑکا اس سے ایسا مانوس ہو گیا کہ اُسکے سوائے دوسری عورت کا دودھ نہین لیتا ہی پس اگر اُس عورت نے شوہر کی بلا اجازت دائی گری کر لی تھی تو شوہر کو اختیار ہی کہ اب اُسکو منع کرے اگرچہ اس سے بچہ کے مرجانے کا خوف ہو۔ اور اگر اُسنے ایک مہینہ کے شوہر کی اجازت سے دائی گری کر لی تھی تو شوہر کو اختیار نہین کہ اب اُسکو منع کرے جبکہ حالت یہ ہی کہ لڑکا اُسکے سوائے دوسری دائی کا دودھ نہین لیتا ہی اور اُسی پر فتوی ہی یہ جواہر اخلاطی مین ہی۔ اور عیون مین لکھا ہی کہ اگر شوہر نے اجارہ تسلیم کر لیا اور پھر لڑکے کے والیون نے چاہا کہ شوہر کو دائی یعنی اپنی جورو کے ساتھ وطی کرنے سے منع کرین اس خوف سے کہ اُسکو حمل نہ رہ جاوے اور اُنکے بچہ کے حق مین ضرر ہو تو اُنکو یہ اختیار اپنے گھر مین ہی کہ دائی کو اُسکے خاوند کے پاس نہ جانے دین اور اگر خاوند نے دائی کو اپنے گھر مین پایا تو اسکو اختیار ہی کہ دائی کے ساتھ وطی کرے اور اُسوقت دائی کو بھی اختیار نہین ہی کہ اُسکو اپنے ساتھ وطی کرنے سے منع کرے یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور بچہ کے والیین کو اختیار ہی کہ دائی کے اقرباؤن کو اپنے گھر مین ٹھہرنے سے منع کرین یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور بچہ کے والیون کو یہ اختیار ہی کہ دائی کو اپنے اقرباؤن کے دیکھنے جانے یا اقرباؤن کو اُسکے دیکھنے آنے سے ممانعت کرین بشرطیکہ یہ امر لڑکے کے حق مین مضر ہوتا ہو اور اگر مضر نہو تو نہین یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور دائی کو اختیار نہین ہی کہ بچہ کے والیون کی بلا اجازت اُنکا کھانا کسی شخص کو کھلا وے اور اگر دائی کا کوئی لڑکا اپنی مان کو دیکھنے آیا تو بچہ کے والیون کو اختیار ہی کہ اُس لڑکے کو اپنی مان پاس رہنے سے منع کرین یہ مبسوط مین ہی۔ اور جو امور ایسے ہین کہ بچہ کے حق مین مضر ہون جیسے دیر تک گھر سے باہر رہنا وغیرہ تو ایسے سب امور سے بچہ کے والیون کو اختیار ہی کہ دائی کو منع کرین اور جو امور بچہ کے حق مین مضر نہین ہین اُنسے ممانعت کا اختیار نہین ہی کیونکہ دائی کو ایسے امور کی ضرورت ہی اور اسقدر وقت وکام عقد اجارہ سے مستثنی ہو جائیگا جیسے اوقات نماز خود ہی مستثنی ہو جاتے ہین اور یہ جو فرمایا کہ بچہ کے حق مین مضر ہون اس سے یہ مراد ہی کہ لا محالہ مضر ہون پس جو امور ایسے ہین کہ اُنمین ضرر کا وہم ہو یقین نہین ہو تو اُنسے منع نہین کر سکتے ہین یہ محیط مین ہی۔ اور اگر بچہ یا دائی مر گئی تو اجارہ ٹوٹ جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اصل مین لکھا ہی کہ اگر ایک شخص نے اپنے بچہ کے واسطے دائی مقرر کی پھر وہ شخص مر گیا تو اجارہ نہ ٹوٹیگا اور فقیہ ابو بکر بلخی نے فرمایا کہ باپ کے مرجانے سے اجارہ صرف اسوقت نہین ٹوٹتا ہی کہ جب بچہ کا کچھ مال موجود ہو اور اگر کچھ مال نہو تو باپ کے مرجانے سے ٹوٹ جاتا ہی اور بعض مشائخ نے کہا کہ دونون حالتون مین باپ کے مرنے سے اجارہ باطل نہین ہوتا ہی اور کتاب الاصل مین امام محمد رح کا مطلقاً حکم دینا بھی اسی امر پر دلالت

کرتا ہی- پھر امام محمد رح نے فرمایا کہ دائی کی اجرت بچہ کی میراث سے ملیگی اور بعض نے کہا کہ اس سے مراد یہ ہو کہ باپ
کے مرنے کے بعد آیندہ جو اجرت چڑھی ہو وہ بچہ کی میراث سے ملیگی اور جو اجرت باپ کی حین حیات مین واجب
ہو چکی ہو وہ تمام ترکہ مین سے دلائی جائیگی- اور بعض نے کہا کہ سب اجرت بچہ کی میراث ہی سے ملیگی اور یہی صحیح
ہو اور نوازل مین لکھا ہو کہ ایک شخص نے اپنے بچہ کے دودھ پلانے کے واسطے دائی مقرر کی اور جب اُسنے چند مہینہ
دودھ پلایا تو اس بچہ کا باپ مرگیا پھر بچہ کی پھوپھی نے اُس دائی سے کہا کہ تو اسکو دودھ پلایا کر اور ہم تجھے اجرت
دیدینگے پھر اُسنے چھ مہینہ دودھ پلایا پس اگر جسوقت باپ نے دائی مقرر کی ہو اسوقت بچہ کا کچھ مال نہو تو جس روز
سے باپ مرا ہی اُس روز سے دائی کی اجرت پھوپھی کے ذمہ ہوگی پھر دیکھا جائیگا کہ اگر اُسکی پھوپھی بچہ کی وصیہ تھی
ہو تو بچہ کے مال سے واپس لے لیگی ورنہ واپس نہین لے سکتی ہو اور اگر ایسا ہو کہ جسوقت باپ نے دائی مقرر کی ہو اسوقت
بچہ کا کچھ مال موجود ہو تو پوری اجرت بچہ کے مال سے دلائی جائیگی یہ ذخیرہ مین ہی- اور اگر ایسا ہو کہ جسوقت باپ نے
دائی مقرر کی ہو اسوقت بچہ کا کچھ مال نہو پھر اسکو کچھ مال ملگیا تو ظہیریہ مین لکھا ہو کہ میرے والد رح سے یہ مسئلہ دریافت
کیا گیا تھا انھون نے فرمایا کہ بعض نے کہا ہو کہ گذشتہ ماہ کی اجرت باپ پر ہوگی اور آیندہ کی اجرت بچہ کے مال
سے ملیگی کذا فی الظہیریہ- اور اگر ایک شخص نے دائی مقرر کی کہ اسکے دو بچون کو دودھ پلاتی تھی پھر ایک بچہ مرگیا تو
آدھی اجرت اُسکے ذمہ سے کم کردیجائیگی اور اُن بچون کے باپ کو یہ اختیار نہوگا کہ کسی دوسرے بچہ کو بجائے مردہ بچہ
کے مقرر کردے یہ محیط مین ہی- اگر دو دائیون کو مقرر کیا کہ دونون ایک ہی بچہ کو دودھ پلاتی ہین تو جائز ہو اور جو اجرت
ہو وہ دونون دائیون کے دودھ پر تقسیم کردیجائیگی اور ہر ایک کو نصف نصف ملیگی بشرطیکہ دونون کے دودھ مین کچھ
تفاوت نہو اور اگر تفاوت ہو تو اسی حساب سے تقسیم ہوگی پھر اگر دونون دائیون مین سے ایک مرگئی تو صرف اُسیکا عقد اجارہ
باطل ہوگیا کیونکہ معقود علیہ یعنے دودھ دینا جاتا رہا اور دوسری دائی کو اُسکا حصہ اجرت ملیگا یہ مبسوط مین ہی- اور دائی کو
اختیار نہین ہو کہ کسی دوسرے کا بچہ لیکر پہلے بچہ کے ساتھ دودھ پلاوے اور اگر اُسنے ایسا کیا تو بُرا کیا اور گنہگار ہوئی بشرطیکہ
پہلے بچہ کو اُسنے ضرر پہونچایا ہو کذا فی المبدائع اور دائی کو اس صورت مین دونون فریق سے پوری اجرت ملیگی اور اُسمین سے
کچھ صدقہ نہ کرے کذا فی خزانۃ المفتین اور تمام اجرت اُسکو حلال ہوگی اور پہلے اجارہ کی اجرت مین سے کچھ کم نہ کیا جائیگا کیونکہ
جو مدت شرط کی تھی اس تمام مدت مین اُسنے مستاجر کے بچہ کو دودھ پلایا ہو اور جتنے دنون دائی دودھ پلانے سے بیکار رہے
اور ناغہ کرے وہ دن کاٹ لیے جاوینگے یہ غیاثیہ مین ہی- اور اگر دائی نے بچہ اپنی باندی کو دیدیا اُسنے دودھ پلایا تو دائی کو
پوری اجرت ملیگی اور یہ استحسان ہو اور اگر دائی سے یہ شرط لگائی گئی کہ خود ہی دودھ پلاوے پھر اُسنے اپنی باندی کو دودھ
پلانے کے واسطے دیدیا تو صحیح یہ ہو کہ کچھ اجرت کی مستحق نہوگی کذا فی الذخیرہ اور اوجہ یہ ہو کہ اجرت کی مستحق ہوگی یہ فتاویٰ صغری
مین ہو اور اگر دائی نے ایک سال خود دودھ پلایا اور پھر اُسکا دودھ خشک ہوگیا پھر باقی ایک سال تک اسکی باندی نے
دودھ پلایا تو دائی کو پوری اجرت ملیگی اسیطرح اگر خود دائی اور اسکی باندی دودھ پلاتی ہو تو بھی پوری اجرت ملیگی اور باندی کو کچھ
اجرت نہ ملیگی- اور اگر دائی کا دودھ خشک ہوگیا اور اُسنے کوئی دوسری دائی اپنی طرف سے مقرر کرلی تو دوسری دائی کی اجرت
جو ٹھہری ہو وہ پہلی دائی کے ذمہ ہوگی اور پہلی دائی کی جو اجرت ٹھہری ہو وہ پوری ملیگی یہ حکم استحسانا ہو اور قیاسا اسکو کچھ
اجرت نہ ملنی چاہئے پھر دوسری دائی کی اجرت دیدینے کے بعد جو کچھ اجرت پہلی دائی کو بچ رہی ہو وہ صدقہ کردے یہ مبسوط مین ہو

ف قولہ [illegible] دائی کی اس ذکر سے بچہ سے [illegible] مین [illegible]

اور اگر دائی نے بچہ کو بکری کا دودھ پلاکر یا غذا کھلاکر مدت اجارہ تمام کردی تو کچھ اجرت نہ ملیگی اور اگر اس صورت مین دائی نے انکار کیا کہ مین نے اسکو بکری وغیرہ کسی جانور کا دودھ نہین پلایا بلکہ اپنا دودھ پلایا ہو تو استحساناً قسم کے ساتھ اسی کا قول قبول ہوگا اور اگر بچہ کے والیون نے اپنے دعوی پر گواہ قائم کیے اور دعوی ثابت ہوگیا تو دائی کو کچھ اجرت نہ ملیگی اور شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا کہ اس مسئلہ مین گواہون کی گواہی سے یہ مراد ہو کہ اسطرح گواہی دین کہ دائی نے اس بچہ کو بکری وغیرہ کا دودھ پلایا ہو اور اپنا دودھ نہین پلایا ہو اور اگر صرف اسی قدر گواہی دی کہ اُسنے اپنا دودھ نہین پلایا ہو تو گواہی مقبول نہوگی کیونکہ بالقصد یہ گواہی نفی پر قائم ہو بخلاف پہلی صورت کے کہ اسمین اثبات کے ضمن مین نفی داخل ہوگئی ہو - اور اگر دونون نے اپنے اپنے گواہ قائم کیے تو بھی دائی کے گواہ قبول ہونگے یہ ذخیرہ مین ہو - اور اگر باپ نے بچہ کی مان کو اُس بچہ کے دودھ پلانے کیواسطے اجرت پر مقرر کیا پس اگر نکاح قائم ہونے کی حالت مین اپنے مال سے مقرر کیا ہو تو جائز نہین ہو اور جیسا خود اُسکا اجارہ پر لینا نہین جائز ویسا ہی اُسکی باندی یا مدبرہ باندی کا اجارہ لینا بھی نہین جائز ہو اور اگر اسکی مکاتبہ باندی کو اجارہ پر مقرر کیا تو جائز ہو - اور اگر بچہ کی مان کو حالت نکاح مین بچہ کے مال سے اجارہ پر مقرر کیا تو ابن سماعہ نے امام محمد رح سے روایت کی ہو کہ یہ جائز ہو - اور یہ سب اُس صورت مین ہو کہ جب نکاح قائم ہو اور اگر بعد طلاق کے اجارہ پر مقرر کیا پس اگر طلاق رجعی ہو تو جائز نہین ہو اور اگر طلاق بائن ہو تو ظاہر الروایۃ کے موافق جائز ہو - اور یہ سب اس صورت مین ہو کہ باپ نے اس بچہ کے واسطے مقرر کیا ہو جو اُسی جورو سے پیدا ہوا ہو اور اگر کسی دوسری جورو سے پیدا ہوئے بچہ کے واسطے اُسکو دائی مقرر کیا تو جائز ہو یہ محیط مین ہو - اور اگر مطلقہ کو عدت گذرنے کے بعد اسی بچہ کے دودھ پلانے کے واسطے مقرر کیا جو اُس جورو مطلقہ سے پیدا ہوا ہو تو جائز ہو پھر اگر اسکے بعد اُس عورت سے نکاح کرلیا اور ہنوز اجارہ کی مدت نہین گذری ہو تو میرے والد رح نے فرمایا کہ اس مسئلہ کی کوئی روایت نہین ہو اور مین نے امام ظہیر الدین مرغینانی رح سے دریافت کیا تھا انھون نے فرمایا کہ اجارہ باطل ہوگا یہ ظہیریہ مین ہو - اور اگر کسی شخص نے اپنی مان یا بیٹی یا بہن کو اپنے بچہ کے دودھ پلانے کیواسطے دائی مقرر کیا تو جائز ہو اور اُسپر اجرت واجب ہوگی اور اسی طرح جو عورت اس مرد کی ذات رحم محرم ہو اسکا یہی حکم ہو یہ مبسوط مین ہو - اگر کوئی شخص لقیط بچہ اٹھالایا اور اسکے واسطے کوئی دائی مقرر کردی تو دائی کی اجرت اسی شخص پر واجب ہوگی اور اُسنے اس کام مین احسان اور نیکی کی - اور منتقی مین لکھا ہو کہ اگر کسی شخص نے اپنی ایسی باندی کو جس سے اسکا کوئی بچہ پیدا ہوا ہو اُس بچہ کے دودھ پلانے کے واسطے بچہ ہی کے مال سے اجرت پر مقرر کیا تو جائز ہو یہ محیط سرخسی مین ہو - اور یتیم کا دودھ پلانا اور پالنا اُسی شخص پر واجب ہو کہ جس پر اس یتیم کا نان نفقہ واجب ہو - اور اگر اُس یتیم کا کوئی وارث نہو اور نہ کسی شخص نے نیک کام سمجھکر اُسکے دودھ پلانے اور پالنے مین کچھ دستگیری کی تو اُسکا دودھ پلاکر پالنا بیت المال پر ہو یعنے دائی کی اجرت بیت المال سے دلائی جائیگی - اور اگر باپ نے اپنے بچہ کے واسطے کوئی دائی مقرر کی اور بچہ کی مان نے بچہ کے سپرد کردینے سے انکار کیا اور کہا کہ وہ دائی میرے پاس دودھ پلایا کرے تو بعض نے فرمایا کہ باپ کو چاہیے کہ ایسی دائی مقرر کرے جو اسکی مان کے پاس ہی دودھ پلادے یہ سراج الوہاج مین ہو فتاوے اہل سمرقند مین ہو کہ اگر کوئی دائی ایک سال دودھ پلانے کیواسطے سو درم پر اس شرط سے مقرر کی کہ اگر سال سے پہلے بچہ مرگیا تو بھی سب درم دائی کو دیے جاوینگے تو یہ شرط ایسی ہو کہ جس سے عقد اجارہ فاسد ہوتا ہو - پھر اگر وہ بچہ سال گذرنے سے پہلے مرگیا تو دائی کو بقدر اسکے دودھ پلانے کے اجر مثل ملیگا اور باقی سب مستاجر کو واپس

کردے یہ ذخیرہ مین ہی- ایک شخص نے سال بھر کے واسطے سو درم پر ایک دائی اس شرط سے مقرر کی کہ تمام اجرت پہلے مہینہ کے مقابلہ مین ہو اور بعد اسکے آخر سال تک بلا اجرت دودھ پلانا شمار کیا جاوے پھر اُسنے ڈھائی مہینے دودھ پلایا تھا کہ وہ بچہ مرگیا تو مشائخ نے فرمایا کہ تمام اجرت اسقدر میعاد کی اجر المثل کے حساب سے تقسیم کرکے اُسکو دیدی جائیگی اور باقی اجرت مستاجر کو واپس کردے یہ ذخیرہ مین ہی- ایک شخص نے سال بھر کے واسطے سو درم پر ایک دائی اس شرط سے مقرر کی کہ تمام اجرت پہلے مہینہ کے مقابل ہو اور اسکے بعد سے آخر سال تک دودھ پلانا بلا اجرت ہو پھر اُس نے ڈھائی مہینے دودھ پلایا تھا کہ بچہ مرگیا تو مشائخ نے فرمایا کہ اسکا اجر المثل ایک سال کا بارہ مہینے پر تقسیم کیا جاوے پس جو کچھ بقدر میعاد کے پڑتے مین پڑے وہ دائی کو دیا جاوے اور باقی اجرت واپس کرکے مستاجر کو ملیگی اسواسطے کہ یہ اجارہ فاسد ہو تھی دائی کو اجر المثل دیا جائیگا لیکن جو مقدار اجرت بیان کردی گئی ہو اُس سے زیادہ نہونا چاہیے یہ فتاوے قاضیخان مین ہی- اور جو باندی ماذونہ ہو یعنے اسکو تصرفات کی اجازت دی گئی ہو اسکو اختیار ہو کہ اپنی ذات کو دائی گری کے واسطے اجارہ مین دیوے اسی طرح مکاتبہ کو بھی اپنی ذات اور اپنی باندی کی ذات کو دائی گری کے واسطے اجارہ دینے کا اختیار ہو کیونکہ یہ بھی مال حاصل کرنے کا طریقہ ہو اور باندی اُسکی ذاتی ہی- اسی طرح مکاتب اور غلام ماذون کو یہ اختیار ہو کہ مولی کو اپنی ذات اجارہ پر دیوین پھر اگر مکاتب عاجز ہوگیا تو امام محمد رح کے نزدیک اجارہ ٹوٹ جاویگا اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک نہ ٹوٹیگا- اور اگر کسی مکاتبہ نے کوئی دائی اجارہ پر لی پھر مال کتابت ادا کرنے سے عاجز ہوگئی تو اجارہ ٹوٹ جائیگا یہ غیاثیہ مین لکھا ہی- اور مسلمان عورت کو کافر کے بچہ کو اجرت پر دودھ پلانے مین کچھ ڈر نہین ہو یہ فتاوی قاضی خان مین ہی- اور مسلمان کو بھی کچھ ڈر نہین ہو کہ کافرہ دائی کو یا ایسی عورت کو جو حرام سے بچہ جنی ہو اپنے بچہ کو دودھ پلانے کے واسطے مقرر کرے یہ مبسوط مین ہو- اگر کسی بکری کو اسواسطے کرایہ لیا کہ کسی بکری کے بچہ یا آدمی کے بچہ کو دودھ پلاوے تو جائز نہین ہو یہ سراج الوہاج مین ہو

گیارھوان باب

خدمت کے واسطے اجارہ لینے کے بیان مین ہمارے علمانے کہا ہو کہ ہر شخص کے حق مین یہ بات مکروہ ہو کہ آزاد عورت یا باندی کو خدمت کے واسطے اجارہ پر مقرر کرے اور خلوت مین اس سے خدمت لے کیونکہ اجنبی عورت کے ساتھ خلوت کرنا شرعاً ممنوع ہو یہ ظہیریہ مین ہو- ایک آزاد عورت نے عیالدار آدمی کی خدمتگاری مین نوکری کرلی تو جائز ہو اور اس شخص کو اُس عورت کے ساتھ خلوت کرنا یعنے خلوت مین اُس سے خدمت لینا مکروہ ہو اور امام فخر الدین قاضی خان نے فرمایا کہ یہ مسئلہ اس حکم کی تاویل ہو جو اصل مین مذکور ہو اور اسی پر فتوی ہو یہ کبری مین ہو اور امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے اپنی جورو کو کچھ ماہواری پر خدمت کیواسطے اجارہ لیا تو جائز نہین ہو جیسا کہ اگر گھر کے کامون مین سے کسی کام کیواسطے مثل روٹی یا ہانڈی پکانے یا جو بچہ اُس جورو سے پیدا ہوا ہو اُسکے دودھ پلانے وغیرہ کے واسطے اجارہ لیا تو جائز نہین ہو اور اگر کسی ایسی خدمت کیواسطے اجارہ لیا جو گھر کے کامون کی جنس سے نہین ہو جیسے اپنے جانور چرانے وغیرہ تو یہ جائز ہو کیونکہ یہ کام اُسپر واجب نہین ہو یہ محیط مین ہو- اور اگر جورو کسی کی باندی ہو تو جائز ہو یہ خلاصہ مین ہو- اور صیرفیہ مین ہو کہ اگر اپنی جورو کو روٹی پکانے کے واسطے اجارہ لیا پس اگر کھانے کی روٹی پکانے کیواسطے مقرر کیا تو جائز نہین ہو اور اگر فروخت کرنے کی روٹی پکانے کیواسطے مقرر کیا تو جائز ہو یہ تاتارخانیہ مین ہو اور اگر جورو نے اپنے شوہر کو خدمت یا بکریان چرانے کیواسطے اجارہ پر مقرر کیا تو جائز ہو اور شوہر کو اختیار ہوگا کہ اجارہ فسخ کردے اور جورو کی خدمت نہ کرے یہ ظاہر الروایۃ

کے موافق ہو اور ابن سماعہ نے ابوعصمہ سعد بن معاذ المروزی کے واسطہ سے امام اعظم رحمہ سے روایت کی ہو کہ ایسا اجارہ باطل ہو اور ایسا ہی حاکم شہید رحمہ نے اپنی مختصر مین ذکر فرمایا ہو اور ظاہر الروایۃ کے حکم کی وجہ یہ ہو کہ شوہر پر جورو کی خدمت کرنے کا استحقاق نہین ہو اور شوہر اپنے منافع کا خود مالک ہو پس اسکو اختیار ہو کہ اجارہ پر دیدے۔ اور اگر شوہر نے اجارہ نہ توڑا اور جورو کی خدمت کی تو اجرت کا مستحق ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہو۔ اور اسی پر فتوی ہو یہ جواہر اخلاطی مین ہو اور اگر کسی شخص نے اپنے والدین کو خدمت کے واسطے اجارہ پر مقرر کیا تو ناجائز ہو خواہ اُسکے والدین آزاد ہون یا کسی شخص کے غلام ہون یا مدبر ہون کافر ہون اور باوجود اسکے اگر باپ نے خدمت کی تو انکو اجرت مثل ملیگی اور اگر مقررہ اجرت سے اجر المثل کم ہو تو کم نہ کیجائیگی یہ محیط سرخسی مین ہو۔ اور اگر اپنے دادا یا دادی کو خدمت کیواسطے اجرت پر مقرر کیا تو ناجائز ہو اور اگر باوجود اسکے اُس نے خدمت کی تو جو کچھ ٹھہرا ہو وہ دیا جائیگا خواہ اُس صورت مین پوتا یعنے مستاجر آزاد ہو یا غلام مسلمان ہو یا کافر یہ محیط مین ہو۔ اور اگر کسی مرد نے اپنے بیٹے یا عورت نے اپنے بیٹے کو اسواسطے اجیر مقرر کیا کہ عورت کے گھر مین یعنے اپنی مان کے گھر مین خدمت کیا کرے تو جائز نہین اور نہ اجرت واجب ہوگی اگر اُس نے خدمت کی لیکن آزاد یا مکاتب ہو تو ہو سکتا ہو یہ خلاصہ مین ہو۔ اور اگر بیٹا آزاد ہو اور اُس نے مان باپ مین سے کسی کو اسواسطے اجیر مقرر کیا کہ میری بکریان چراوے یا سوائے خدمت کے کسی دوسرے کام کے واسطے اجیر مقرر کیا تو یہ جائز ہو یہ ذخیرہ مین ہو۔ اور فتاوائے مین لکھا ہو کہ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ میرے پاؤن داب دے اس شرط سے کہ تجھکو ہزار درم دونگی پس شوہر نے اسکے پاؤن دابے یہانتک کہ عورت نے کہا کہ بس اب اس سے زیادہ مین نہین چاہتی ہون تو یہ اجارہ باطل ہو اور یہ حکم ابوعصمہ کی روایت کے موافق اور ظاہر الروایۃ کے مخالف ہو یہ تاتارخانیہ مین ہو۔ اور بھائیون اور باقی اہل قرابت مین ہر ایک دوسرے کو خدمت کے واسطے اجارہ پر مقرر کر سکتا ہو اور جائز ہو اور ہمارے بعض مشائخ نے فرمایا کہ اگر کسی نے اپنی پھوپھی یا بڑے سِن کے چچا یا بڑے بھائی کو خدمت کے واسطے اجیر مقرر کیا تو جائز نہین ہو یہ محیط سرخسی مین ہو۔ اور اگر مسلمان نے کسی کافر کی خدمت کے واسطے نوکری کر لی تو جائز ہو مگر مکروہ ہو اور امام فضلی رحمہ نے فرمایا کہ خدمت یا ایسی چیزون کے واسطے جن مین ذلت ہو مسلمان کو کافر کی نوکری جائز نہین ہو بخلاف زراعت اور سینچنے وغیرہ کی نوکریون کے کہ یہ جائز ہین یہ خلاصہ مین ہو۔ اگر کسی غلام کو اس محرم و صفر دو مہینون معلومہ کے واسطے ایک ماہ بحساب چار درم اور دوسرا بحساب پانچ درم کے اجیر مقرر کیا تو جائز ہو اور پہلا مہینہ چار درم کا رکھا جائیگا حتی کہ اگر اُسنے صرف پہلے مہینہ کام کیا پھر دوسرے مہینہ کام نہ کیا تو چار درم کا مستحق ہوگا اور اگر فقط دوسرے مہینہ مین کام کیا تو پانچ درم کا مستحق ہوگا یہ شرح جامع صغیر حسام الدین مین ہو۔ اور اگر تین مہینہ کے واسطے اجارہ لیا دو مہینہ ایک درم مین اور ایک مہینہ پانچ درم تو پہلے دو مہینہ ایک درم مین قرار دیے جاوینگے یہ مبسوط مین لکھا ہو۔ اور اگر کسی شخص نے کوئی غلام خدمت کے واسطے اجیر مقرر کیا تو اُسکو اپنے ساتھ سفر مین نہین لیجا سکتا ہو لیکن اگر شرط کرے تو جائز ہو اور یہ حکم اسوقت ہو کہ اُس نے شہر مین نوکر رکھا ہو اور سفر کے قصد مین نہو اور اگر سفر کی تیاری مین ہو تو اسمین مشائخ کا اختلاف ہو اور اگر وہ شخص مسافر ہو اور اُس نے نوکر رکھا تو اسکو سفر مین لیجا سکتا ہو یہ جوہرۃ النیرہ مین ہو۔ اگر کوئی غلام کوفہ مین نوکر رکھا تاکہ اس سے خدمت لے اور خدمت لینے کے واسطے کوئی مقام معین نہین کیا تو اسکو اختیار ہوگا کہ کوفہ مین اس سے خدمت لے اور باہر کوفہ سے خدمت لینے کا اختیار نہین ہو کیونکہ کوفہ مین خدمت لینا دلالت حال سے ثابت ہو تو مثل شرط کے

ثابت ہونے کے قرار دیا جاویگا پس اگر مستاجر اسکو سفر مین لے گیا تو ضامن ہوگا اور ایسا ہی امام محمد رح نے کتاب الاصل کے اجارات مین مسئلہ بیان کیا ہو کہ اگر کسی شخص نے ایک مکان کا دعوی کیا اور مدعا علیہ نے اپنا غلام ایک سال تک خدمت کے واسطے دیکر صلح کر لی تو مدعی کو اختیار ہو کہ غلام اپنے اہل کے پاس لیجاوے اور شمس الائمہ حلوائی نے شرح کتاب الصلح مین لکھا کہ اپنے اہل کے پاس لیجانے سے یہ مراد نہین ہو کہ غلام کو مسافت سفر مین لیجا دے صرف یہ ہو سکتا ہو کہ گانون یا دوسرے شہر مین لیجاوے اور شمس الائمہ سرخسی اجارہ اور صلح مین فرق کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ صلح کی صورت مین مدعی کو لیجانے کا اختیار ہو کہ غلام کو سفر مین لیجاوے اور مستاجر کو سفر مین لیجانے کا اختیار نہین ہو یہ محیط مین ہو۔ اور امام محمد رح نے فرمایا کہ مستاجر کو غلام کے مارنے کا اختیار نہین ہو یہ ظہیریہ مین ہو۔ اگر مستاجر نے غلام کو اجرت دیدی حالانکہ غلام ہی نے عقد اجارہ قرار دیا تھا تو اجرت سے بری ہوگیا اور اگر غلام نے عقد اجارہ نہ ٹھہرایا ہو تو بری ہوگا اگرچہ اجرت دینا ایسے شخص کے ہاتھ مین واقع ہوا کہ حکماً اسکا ہاتھ مثل مولی کے ہاتھ کے ہو۔ یہ ذخیرہ مین ہو۔ اور مستاجر کو اختیار ہو کہ غلام سے گھر کی ہر طرح کی خدمت لے اور حکم کرے کہ میرا کپڑا دھووے[له] اور سیدے اور آٹا گوندھ کر روٹی پکاوے اگر غلام اسکو اچھی طرح کر سکتا ہو اور ٹٹو کو چارہ دیدے اور چھت پر سے متاع نیچے لاوے اور اوپر لیجاوے اور بکری دودھ دے اور کنوین سے پانی بھر لاوے اور یہ اختیار نہین کہ اسکو درزی گری یا کسی دوسرے پیشہ کے واسطے بٹھلاوے اگرچہ وہ اس کام کو خوب جانتا ہو اور مستاجر پر اسکا کھانا دینا واجب نہین ہو ولیکن اگر احسان کر کے دیدے تو خیر یا وہان ایسا ہی رواج ہو گا تو دیگا۔ اور مستاجر کو اختیار ہو کہ اسکو اپنے مہمانون کی خدمت کے واسطے حکم دے اور یہ بھی اختیار ہو کہ کسی دوسرے شخص کو خدمت کے واسطے اجرت پر دیدے[له]۔ اور اگر مستاجر نے نکاح کیا تو اجیر سے کہہ سکتا ہو کہ میری اور میرے اہل و عیال کی خدمت کرے اسیطرح اگر عورت نے اجارہ پر لیا ہو اور اُس سے کسی نے نکاح کیا تو عورت بھی غلام کو حکم دے سکتی ہو کہ میری اور میرے شوہر کی خدمت کرے یہ مبسوط مین ہو۔ منتقی مین بروایت ابراہیم رح امام محمد سے مروی ہو کہ ایک شخص نے اپنا غلام ایک سال کے واسطے اجارہ دیا پھر غلام نے گواہ قائم کئے کہ مالک نے اجارہ دینے سے پہلے مجھے آزاد کر دیا ہو تو اجرت غلام کو ملیگی۔ اور اگر غلام نے کہا کہ مین آزاد ہون اور مین نے اجارہ فسخ کر دیا اور اُسکے پاس گواہ نہ تھے اور قاضی نے وہ غلام مالک کو دیدیا اسنے اجارہ کا کام کرنے کے واسطے غلام پر جبر کیا پھر غلام نے گواہ سنائے کہ مین آزاد ہون اور مولی نے مجھے اجارہ دینے سے پہلے آزاد کر دیا ہو تو نہ اجرت غلام کو ملیگی نہ مولی کو۔ اور اگر غلام نے یہ نہ کہا ہو کہ مین نے اجارہ فسخ کر دیا تو اجرت غلام کو ملیگی اور اگر غلام نابالغ ہو اور اُس نے عتق کا دعوی کیا اور مولی اسکو اجارہ پر دیچکا ہو اور اُس نے کہا کہ مین نے اجارہ فسخ کر دیا پھر اُس نے کام کیا اور باقی مسئلہ بحالہ ہو تو اجرت غلام کو ملیگی اور یہ بمنزلہ ایسے لقیط کے ہو جو کسی شخص کی پرورش مین تھا اور اُس شخص نے اسکو اجارہ پر دیدیا یہ ذخیرہ مین ہو۔ اگر ایک سال کے واسطے اپنا غلام اجارہ پر دیا پھر جب چھ مہینے گذر گئے تو اسکو آزاد کر دیا تو غلام کو اختیار ہو چاہے اجارہ پورا کر دے یا توڑ دے پس اگر اُسنے فسخ کر دیا تو باقی کا عقد فسخ ہوگیا اور ما بقی اجرت مستاجر کے ذمہ سے ساقط ہو گئی اور گذشتہ مدت کی اجرت مولی کو ملیگی کذا فی البدائع اور یہ حکم اسوقت ہو کہ غلام پر قرضہ نہو اور اگر قرضہ ہو تو اجرت مین سے قرضخواہون کا قرضہ ادا کر کے جو باقی بچے وہ مولی کو ملیگا یہ غیاثیہ مین ہو اور اگر اُسنے اجارہ کی اجازت دیدی اور پورا کر دیا تو وقت آزادی سے آخر سال تک کی اجرت غلام کو ملیگی اور جب غلام نے اجارہ پورا کر دینا اختیار کیا تو پھر اسکو اجارہ توڑنے کا اختیار نہوگا۔ اور تمام مال اجارہ پر قبضہ کرنیکا حق مولی کو حاصل ہوگا اور

[له] اور دھووے [illegible] یہ اس ملک کا رواج تھا اور ہمارے ملک میں بھی [illegible] رواج سمجھو گے [illegible]

[له] دیوے [illegible] اجارہ [illegible] رواج [illegible]

غلام کو اجرت وصول کرنے کا استحقاق نہوگا ولیکن مولی کی طرف سے وکیل ہو کر وصول کرسکتا ہی - اور یہ حکم اسوقت ہی کہ مستاجر نے تعجیل کے ساتھ اجرت ادا نہ کردی ہو اور نہ تعجیل کے ساتھ ادا کرنے کی شرط مولی نے لگائی ہو - اور اگر تعجیل کے ساتھ مستاجر نے ادا کردی یا اجارہ مین تعجیل کی شرط تھی اور غلام آزاد ہوا اور اُس نے اجارہ پورا کردینا اختیار کیا تو تمام اجرت مولی کو ملیگی - اور اگر غلام نے اجارہ فسخ کردینا اختیار کیا تو مولی آدھی اجرت مستاجر کو واپس کریگا خواہ مولی نے خود ہی غلام کو اجارہ پر دیا ہو یا غلام کو اُس نے اجازت دی ہو کہ اپنے تئین سال بھر کے واسطے اجارہ پر دیدے اور پھر چھ مہینہ بعد مولی نے آزاد کیا ہو ولیکن اجرت وصول کرنے کا استحقاق اس صورت مین غلام کو حاصل ہوگا - اور اگر غلام محجور ہو اور اُس نے اپنے تئین بدون اجازت مولی کے کسی کو اجارہ پر دیدیا اور بیچ مدت مین مولی نے اسکو آزاد کردیا تو غلام کو اختیار نہوگا یہ بدائع مین ہی - اور اگر غلام نے بدون اجازت مولی کے اپنے تئین اجارہ پر دیدیا پس اگر کام کرنے مین صحیح سالم بچ رہا تو صحیح ہی اور اجرت واجب ہوگی اور غلام کا وصول کرنا بھی صحیح ہی اور مستاجر کو اختیار نہوگا کہ غلام سے اجرت واپس لے اور اگر غلام اس عرصہ مین آزاد ہو جاوے تو اسکو فسخ اجارہ کا اختیار نہوگا کیونکہ اُس نے خود ہی اجارہ کرلیا ہی اور جو اجرت بعد عتق کے واجب ہو وہ باتفاق الروایات غلام ہی کی ہوگی اور اگر کام کرنے مین مرگیا قبل اسکے کہ آزاد کیا جاوے تو اجارہ صحیح نہین ہی اور مستاجر کو اُسکی قیمت کی ڈانڈ مولی کو دینی پڑیگی اور اجرت کچھ نہ ملیگی یہ غیاثیہ مین ہی - ایک شخص نے ایک غلام ایک ماہ کے واسطے اجارہ لیا اور اُسپر قبضہ کرلیا پھر آخر مہینہ آگیا اور حال یہ ہو کہ غلام بھاگا ہوا ہی یا مریض ہی پس مستاجر نے کہا کہ قبضہ کرنے کے وقت سے بھاگا ہوا یا بیمار ہی اور مولی نے کہا کہ نہین ایسا نہین ہی بلکہ اس سے کچھ دیر پہلے سے ایسا واقع ہوا تو مستاجر کا قول مقبول ہوگا اور اگر اس جھگڑے کے وقت وہ غلام بھاگا ہوا یا مریض نہو تو مولی کا قول قبول ہوگا یہ تمرتاشی مین ہی ایک شخص نے ایک غلام کو غصب کرلیا اور اُس غلام نے اپنے تئین اجرت پر دیدیا اور کام کرنے مین مرنے سے بچ گیا تو اجارہ صحیح ہی اور بالاجماع غلام کو اجرت وصول کرنا جائز ہی پس اگر غلام نے اجرت وصول کی اور غاصب اس سے چھین کر کھالی تو اُسپر ضمان نہ آویگی اور صاحبین نے فرمایا کہ غاصب اُسکا ضامن ہوگا اور اگر مولی نے وہ اجرت بعینہ قائم پائی تو بالاجماع غاصب سے لے لیگا یہ جامع صغیر مین ہی مکاتب نے اگر کوئی غلام اجارہ پر دیا پھر خود مال کتابت ادا کرنے سے عاجز ہو گیا تو اجارہ امام محمد رح کے نزدیک ٹوٹ جائیگا اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک نہ ٹوٹیگا - اور اگر مکاتب نے کوئی غلام اجارہ لیا پھر خود عاجز ہو گیا تو بالاتفاق اجارہ ٹوٹ جائیگا اور اگر مکاتب نے مال کتابت ادا کردیا اور آزاد ہو گیا تو بالاتفاق اجارہ باقی رہیگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہی - اگر کسی شخص نے ایک غلام اجارہ پر دیا اور وہ غلام بعد اُسکے استحقاق مین لیا گیا یعنی کسی شخص نے اپنا استحقاق ملک غلام پر ثابت کیا اور پھر مستحق نے اجارہ کی اجازت دیدی پس اگر یہ اجازت تمام منفعت حاصل کرنے سے پہلے واقع ہوئی تو جائز ہی اور تمام اجرت بھی مستحق کو ملیگی - اور اگر منفعت حاصل کر لینے کے بعد اُسنے اجازت دی تو اُسکا اعتبار نہوگا اور تمام اجرت غاصب کو ملیگی - اور اگر کچھ مدت باقی رہنے پر اُس نے اجازت دی تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک گذشتہ مدت اور باقی مدت سب کی اجرت مالک کو ملیگی یعنی مستحق کو ملیگی اور امام محمد رح کے نزدیک گذشتہ مدت کی اجرت غاصب کو اور باقی کی اجرت مالک کو ملیگی یہ ظہیریہ مین ہی - باپ یا حقیقی دادا یا اُن دونون کے وصی نے اگر نابالغ کو کسی ایسے کام کے

واسطے جسکو نابالغ کرسکتا ہو اجارہ پر دیا تو جائز ہو اور باپ کے ہوتے ہوئے دادا کو اختیار نہین ہو اور باپ کا وصی بھی دادا پر مقدم ہو اور اگر نابالغ کا باپ یا حقیقی دادا یا اُن دونون کا وصی موجود نہو اور نابالغ کو کسی ذی رحم محرم نے اجارہ پر دیا حالانکہ یہ اسکی گود مین پرورش پاتا ہو تو جائز ہو اور اگر نابالغ جس ذی رحم محرم کی گود مین پرورش پاتا ہو اسکے سوائے دوسرے ذی رحم محرم نے جو پہلے ذی رحم محرم سے زیادہ قریب ہو اجارہ پر دیا مثلاً نابالغ اپنے چچا کی گود مین پرورش پاتا ہو اور مان نے اسکو اجارہ پر دیدیا تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک جائز ہو اور امام محمد رح کے نزدیک نہین جائز ہو۔ اور اگر کسی ذی رحم محرم نے جسکی گود مین نابالغ پرورش پاتا ہو اُس نابالغ کو اجارہ پر دیا اور کرایہ وصول کرلیا تو اسکو یہ مال نابالغ پر خرچ کرنیکا اختیار نہین ہو جبکہ اسکو نابالغ کے مال مین تصرف کا اختیار حاصل نہو جیسا کہ اگر نابالغ کو کچھ مال ہبہ کیا گیا اور وہ کسی ذی رحم محرم کی گود مین پرورش پاتا ہو تو اُس ذی رحم محرم کو اختیار ہو کہ اس ہبہ پر قبضہ کر لیوے مگر یہ اختیار نہین ہو کہ اسکو نابالغ پر خرچ کردے یہ فتاوی قاضی خان مین ہو۔ اور غیاثیہ مین ہو کہ سوائے باپ اور دادا کے کوئی نابالغ پر خرچ نہین کرسکتا ہو اور بعض نے فرمایا کہ پرورش کنندہ اسقدر خرچ کرسکتا ہو کہ جسکے خرچ کیے بغیر چارہ نہین ہو اور ضروری ہو اور اگر قاضی نے مطلقاً اجازت دیدی تو ہر طرح خرچ کرسکتا ہو یہ تاتارخانیہ مین ہو۔ اور باپ و دادا و دونون کے وصی کو نابالغ کے غلام یا عقار کے اجارہ دینے کا اختیار رہو اور اُن لوگون کے سوا جنکی گود مین پرورش پاتا ہو اسکو نابالغ کے غلام کو اجارہ پر دینے کا اختیار نہین ہو۔ اور امام محمد رح نے استحساناً یہ حکم دیا کہ پرورش کنندہ بھی دے سکتا ہو اسی طرح استحساناً حکم دیا کہ اجرت کو بطور ضروری خرچہ کے خرچ کرسکتا ہو اور ہمارے استاذ رح نے فرمایا کہ اسی پر فتوے ہو یہ فتاوے کبری مین ہو۔ دو وصیون مین سے ایک وصی کو امام اعظم رح کے نزدیک یہ اختیار رہو کہ یتیم کو اجرت پر دیدے مگر یتیم کے غلام کو اجرت پر نہین دے سکتا ہو اور امام محمد رح نے فرمایا کہ غلام کو بھی اجرت پر دے سکتا ہو کیونکہ جو شخص یتیم پر تصرف کرسکتا ہو وہ اُسکے غلام پر بھی کرسکتا ہو یہ سراج الوہاج مین ہو نابالغ کو اگر اُسکے باپ نے یا باپ کے وصی یا دادا نے یا دادا کے وصی یا قاضی یا قاضی کے امین نے اجارہ پر دیدیا اور وہ نابالغ مدت اجارہ کے اندر ہی بالغ ہو گیا تو یہ خود ہی چاہے اجارہ پورا کردے اور چاہے فسخ کردے اور اگر ان لوگون مین سے کسی نے اسکے مال مین سے کوئی چیز اجارہ پر دی اور وہ مدت کے اندر ہی بالغ ہوا تو اسکو اختیار نہین ہو یہ بدائع مین ہو۔ اگر اپنے نابالغ لڑکے کو ایک سال کے واسطے کھانے و کپڑے پر اجارہ دیدیا اور سال گذر گیا تو باپ کو اختیار ہو کہ مستاجر سے اجر المثل کا مطالبہ کرے کیونکہ اجارہ فاسد واقع ہوا ہو اور جو کچھ مستاجر نے نابالغ کو دیا اسمین احسان کرنے والا شمار ہوگا۔ اور فتاوی مین لکھا ہو کہ اگر بقدر اجر المثل کے کپڑا و خرچ نہ کیا ہو تو مطالبہ کرسکتا ہو کذا فی التاتارخانیہ اور قاضی خان نے فرمایا کہ مستاجر اپنا کپڑا واپس کرلے اور اجر المثل دیدے اور یہی صحیح اور صواب ہو کیونکہ جو کچھ اسنے دیا ہو وہ صلت نہین دیا ہو یہ قنیہ مین باب اجارہ فاسدہ مین ہو۔ ایک طفل نابالغ ہو اور اسکا باپ نہین ہو اور نہ مان ہو اور نہ چچا ہو اور اُس یتیم سے اسکے اقرباؤن نے بلا اجازت قاضی کے اور بدون اجارہ لینے کے دنون تک کام لیا تو اسکو اختیار رہو گا کہ بالغ ہونے کے بعد اتنی مدت کے اجر المثل کا اُن لوگون سے مطالبہ کرے یہ قنیہ مین باب اجارۃ الاجارہ مین ہو۔ اگر اپنے آپکو یا اپنے غلام کو یتیم کے کسی کام کے واسطے اجارہ مین دیا تو نہین جائز ہو کذا فی المبسوط اور یہی صحیح ہو یہ جواہر اخلاطی و محیط مین ہو۔ اگر وصی نے یتیم یا اُسکے غلام کو اپنے مال سے اپنے کسی کام کے واسطے اجارہ لیا تو امام اعظم رح اور دوسرے قول امام ابو یوسف رح کے موافق جائز ہونا چاہیے بشرطیکہ ایسی کم اجرت پر ہو کہ اُسکے مثل لوگ خسارہ نہین اُٹھاتے ہین

یہ کبری مین ہی - اگر کوئی شخص دو یتیمون کا وصی ہو اور اُس نے ایک کا مال دوسرے کو اجارہ دیدیا یعنے دوسرے کی طرف سے اجارہ لیا تو جائز نہین ہی جیسے کہ اگر ایک کا مال دوسرے کے ہاتھ فروخت کیا تو بھی ناجائز ہی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی - اور باپ نے اگر نابالغ بیٹے کو اپنے واسطے اجارہ لیا تو اُسکے جائز ہونے مین کچھ شک نہین ہی یہ ظہیریہ مین ہی اور باپ نے اگر اپنے نفس کو نابالغ کے واسطے اجارہ دیا یا اپنے مال کو نابالغ کے واسطے اجارہ دیا یا نابالغ کا مال اپنے واسطے اجارہ لیا تو جائز ہی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی اور جب لڑکے نابالغ کو تصرف کی اجازت نہو یعنی وہ مجور ہو اور اُسنے اپنے تئین کسی شخص کو اجارہ پر دیا تو جائز نہین ہی - اسی طرح غلام مجور نے اگر اپنے تئین کسی کو اجارہ دیا تو جائز نہین ہی پھر بعد اجارہ دینے کے اگر کام کرنے مین مرنے سے بچ گیا تو استحسانا جو اجرت ٹھہری ہی وہ مستاجر پر واجب ہوگی اور اگر کام کرنے سے مرگیا پس اگر نابالغ مجور ہو تو مستاجر کی مددگار برادری کو اسکی دیت دینی پڑیگی اور مرنے سے پہلے جسقدر اجرت واجب ہوئی ہو وہ مستاجر کو دینی پڑیگی اور اگر غلام مجور ہو تو مستاجر کو اسکی قیمت دینی پڑیگی اور جسقدر غلام نے کام کیا ہی اسکی اجرت کچھ نہ دینی پڑیگی یہ محیط مین ہی - اور اگر قاضی نے کسی شخص کو یتیم کے کام کے واسطے اجیر مقرر کیا تو اجر المثل کے حساب سے جائز ہی یعنے جسقدر اجر المثل ہی اسی قدر اجرت پر جائز ہی - اور اگر اجر المثل سے اجرت زائد ہو تو زیادتی یتیم کے مال سے دینی واجب نہوگی - اور اگر اجیر سے کام کرایا تو زیادہ اجرت یعنی اجر المثل سے بڑھتی اُجرت اسکے مال سے دلائی جاویگی - اور اگر قاضی نے نابالغ یتیم کا گھر یا غلام اجر المثل سے کم کرایہ پر اجارہ دیدیا تو جائز نہین ہی اور اگر مستاجر اس صورت مین اس مکان مین رہا تو اجر المثل واجب ہوگا چاہے جسقدر ہو یعنے کرایہ مقررہ سے چاہے جسقدر زیادہ ہو سب دلایا جائیگا اور اگر یتیم کے مکان مین کوئی شخص غصب کرکے رہا تو اجرت واجب نہوگی یعنی بلکہ ضمان واجب ہوگی - اور بعض نے فرمایا کہ مکان کے نقصان اور اجر المثل دونون کو دیکھ کر اُن دونون مین سے جو یتیم کے حق مین بہتر ہو وہی غاصب کے ذمہ واجب ہوگا یہ غیاثیہ مین ہی - ایک شخص نے ایک لڑکا کسی پیشہ ور آدمی کے پاس اُسکے ساتھ کام کرنے کے لیے بٹھا دیا اُس شخص نے اس لڑکے کو کپڑے بنوا دیے پھر اُس لڑکے کی راے مین یہ آیا کہ اس شخص کے ساتھ کام نہ کرے تو شیخ رح نے فرمایا کہ اگر اُس نے کر اس لڑکے کو عطا کیا اور لڑکے نے خود ہی اُسکو سیا ہی تو اُس شخص کو کپڑے کے لینے کی کوئی راہ نہین ہی کیونکہ سلائی کے سبب سے اسکا حق منقطع ہوگیا کذا فی فتاوی قاضی خان

بارھوان باب

تسلیم اجارہ کی صفت کے بیان مین - اگر عقد اجارہ صحیح واقع ہوا خواہ مدت مسمی ہو یا مسافت معلوم ہو جس شی پر عقد قرار پایا ہی اُسکا ہمیشہ مدت اجارہ تک تسلیم کرنا واجب ہی یہ محیط مین ہی **قلت** حاصل یہ کہ اگر غلام ایک سال تک کیواسطے یا ٹٹو کوفہ تک کے لیے اجارہ لیا تو اس مدت یا مسافت تک غلام یا ٹٹو موافق حصول منافع کے سپرد کرنا واجب ہی فافہم اور معقود علیہ کا سپرد کرنا اجارہ مین اسطرح ہوتا ہی کہ مستاجر کو اُس سے نفع اُٹھانے کا قابو دیدے اور قابو دینا اس طور سے ہی کہ جو چیز محل نفع ہو وہ اس طور سے سپرد کر دے کہ اُس سے نفع لینے کا کوئی امر مانع نہو - اور اگر مدت کے اندر کچھ دنون کوئی ایسا سبب پیدا ہوگیا جو نفع اُٹھانے سے مانع ہو مثلاً کرایہ کا مکان غصب کرلیا گیا یا اجارہ کی زمین غرق ہوگئی یا اس زمین سے پانی رُک گیا اور منقطع ہوگیا یعنی وہان پانی نہین دیا جا سکتا ہی یا غلام بیمار رہا یا بھاگ گیا تو بقدر اُسکے اجرت بھی ساقط ہو جاویگی یہ محیط سرخسی مین ہی - شہر کے اندر کرایہ کے مکان کی کنجی مستاجر کو دیدینا اور اُسکے ساتھ مستاجر اور مکان کے درمیان تخلیہ کرا دینا یہی اُس گھر کا سپرد کرنا ہی حتی کہ مدت گذر جانے سے اجرت واجب ہوگی اگرچہ مستاجر اُس مین نہ رہا ہو

اور سواد شہر مین کنجی سپرد کرنا مکان کا سپرد کرنا نہین ہو اگرچہ مستاجر شہر مین داخل ہو گیا درحالیکہ کنجی اسکے ہاتھ مین ہو کذافی التقنیہ
ایک شخص نے دوسرے کو ایک دوکان کرایہ دی اور کنجی اسکو دیدی اور مستاجر اسکے کھولنے پر قادر نہوا اور کنجی
چند روز تک گم رہی اور پھر مستاجر کے ہاتھ آئی پس اگر اُس کنجی سے دوکان کھولنا ممکن ہو تو مستاجر پر گذشتہ ایام کا کرایہ
واجب ہوگا اور اگر وہ دوکان اُس کنجی سے نہین کھل سکتی ہو تو کرایہ واجب نہوگا یہ ذخیرہ مین ہو۔ اور اگر ایک دار مین
سے ایک منزل کرایہ لی اور اُس دار مین اور لوگ بھی رہتے ہین اور مالک نے مستاجر اور منزل کے درمیان تخلیہ
کرا دیا پھر جب شروع مہینہ آیا تو اس نے گذشتہ مہینہ کا کرایہ طلب کیا اور مستاجر نے کہا کہ مین اُس منزل مین نہین رہا ہون
مجھے اُسمین رہنے سے فلان ساکن مانع ہوا اور وہ شخص اس امر کا مقر ہو یا منکر ہو تو اسوقت کے حال کے موافق حکم دیا
جائیگا یعنے اگر فی الحال اُسمین مستاجر رہتا ہو تو اُسپر کرایہ واجب ہوگا اور اگر غاصب اُسمین موجود ہو تو واجب نہوگا اور مستاجر
ہی کا قول قبول ہوگا اور اگر منزل مین فی الحال کوئی نہو تو مستاجر کو کرایہ ڈانڈ دینا پڑیگا یہ مبسوط مین ہو۔ منتقی مین امام ابو یوسف رح
سے روایت ہو کہ مستاجر اگر کرایہ کے غلام کو بیمار لیکر آیا یا کہا کہ یہ غلام بھاگ گیا تھا اور غلام کے مالک نے گواہ قائم کئے
کہ غلام نے فلان فلان وقت ایسا ایسا کام کیا ہو اور مستاجر نے گواہ قائم کیے کہ اس ایام مین یہ غلام بھاگا ہوا یا مریض
تھا تو مالک غلام کے گواہ قبول ہونگے یہ محیط مین ہو۔ اگر کرایہ کے مکان مین مالک کا اسباب رکھا ہو یا اجارہ کی زمین مین
اسکی کھیتی ہو تو صحیح یہ ہو کہ اجارہ صحیح ہو ولیکن جب تک خالی کر کے سپرد نہ کرے یا مستاجر کے ہاتھ اُسکو فروخت نہ کرے
تب تک کرایہ واجب نہوگا اور اگر اُس نے مکان خالی کر کے سپرد کر دیا تو اجارہ لازم ہو جائیگا۔ اور اگر مالک نے تمام گھر
سپرد کیا مگر ایک بیت مین اپنا اسباب رکھا تو بقدر اُسکے حصہ کے اجرت ساقط ہو جائیگی ولیکن مستاجر کو باقی گھر لینے مین
خیار ہوگا کہ چاہے فسخ کر دے کیونکہ صفقہ متفرق ہو گیا ہو اور اگر مالک نے فسخ ہونے سے پہلے بالکل خالی کر دیا تو
اجارہ لازم ہو جائیگا یہ غیاثیہ مین ہو۔ اور اگر تمام گھر مین سے کوئی بیت منہدم ہو گیا یا کوئی دیوار گر گئی اور باقی مین مستاجر
رہتا تھا تو کرایہ مین سے کچھ کمی نہوگی یہ تاتارخانیہ مین ہو

تیرھوان باب ان مسائل کے بیان مین جو کرایہ کی چیز مالک کو واپس کرنے سے متعلق ہین امام محمد رحمہ اللہ نے
کتاب الاصل مین فرمایا کہ جو چیز مستاجر نے اجارہ لی ہو اُسکا مالک کو واپس کر کے دینا مستاجر کے ذمہ نہین ہو اور جسنے
اجارہ پر دی ہو اُسکے ذمہ ہو کہ مستاجر کے گھر سے وصول کر لاوے اور یہ عقد مثل عاریت کے نہین ہو یہ ذخیرہ مین ہو۔ اگر
ایک شخص نے چکی ایک مہینہ تک پیسنے کے واسطے اجارہ لی اور اسکو اپنے گھر اٹھا لے گیا تو چکی کے واپس کرنے کا
خرچہ مالک کے ذمہ ہو اور شہر اور غیر شہر اس حکم مین یکسان ہو قیاسًا خواہ اجارہ ہو یا عاریت ہو پس اجارہ کی صورت مین
واپسی کا خرچہ مالک مال پر ہو اور عاریت کی صورت مین مستعیر کے ذمہ ہو اور مشائخ نے فرمایا کہ اسکی تاویل یہ ہو کہ یہ حکم
اسوقت ہو کہ اگر اجارہ اور عاریت مین وہ شی لیجانا مالک کی اجازت سے واقع ہوا ہو تو واپسی کے وقت اجارہ مین مالک
پر خرچہ پڑیگا اور عاریت مین مستعیر کے ذمہ ہوگا۔ اور اگر لیجانا مالک کی بلا اجازت واقع ہوا ہو تو واپسی کے وقت خرچہ
اُس شخص پر پڑیگا جو اُس شی کو لے گیا ہو خواہ مستاجر ہو یا مستعیر ہو یہ محیط مین ہو۔ اجیر مشترک جیسے دھوبی رنگریز اور جولاہہ
وغیرہ کی صورت مین واپس کرنا اجیر پر واجب ہو کیونکہ رد کرنا نقض قبضہ ہو پس اُسی شخص پر واجب ہونا چاہیے جسکو قبضہ کی
منفعت حاصل ہوئی اور قبضہ کی منفعت ان صورتون مین اجیر کو حاصل ہوئی ہو کیونکہ اجیر کو مال مین ہی اجرت ملی اور کپڑے کے

مالک کو منفعت آور ظاہر ہو کہ مال عین محض نفع سے بہتر ہوتا ہی پس منفعت قبضہ اسی کو حاصل ہوئی پس واپس کرنا بھی اسی پر واجب ہی بخلاف اُسکے اگر کوئی غلام یا ٹٹو کرایہ پر دیا اور مستاجر اپنے کام سے فارغ ہو گیا تو واپسی مالک پر واجب ہو کیونکہ یہان مستاجر کو منفعت اور موجر کو مال عین حاصل ہوا ہو کذا فی الذخیرہ - ایک شخص نے شہر مین اپنی ضروریات کے واسطے سوار ہو کر جانے کے لیے ایک ٹٹو ایک وقت معلوم تک کرایہ لیا پھر وہ وقت گذر گیا تو مستاجر پر مالک کو واپس کرنا واجب نہین ہی بلکہ جس شخص نے کرایہ پر دیا ہی اُسپر واجب ہو کہ مستاجر کی منزل سے قبضہ کرلے حتی کہ اگر مستاجر نے اُسکو چند روز تک باندھ لیا اور وہ مستاجر کے قبضہ مین مرگیا تو ضامن نہ ہو گا خواہ موجر نے اُس سے طلب کیا ہو یا نہ کیا ہو کیونکہ طلب کرنے سے مستاجر کے ذمہ واجب نہ ہو گا کہ موجر کے گھر واپس پہونچا دے پس اگر مستاجر نے عدوان کی راہ سے اسکو نہین باندھا ہو تو ضامن نہ ہو گا اور اگر مستاجر نے کسی خاص مقام سے جو شہر کے اندر ہی آنے اور جانے کے واسطے کرایہ لیا تو مستاجر پر واجب ہو کہ اُسی مقام پر واپس کردے کہ جہان سے اُسکو اپنے قبضہ مین لیا تھا کچھ اسوجہ سے نہین کہ مستاجر کے ذمہ واپس کرنا مال اجارہ کا واجب ہو بلکہ اسوجہ سے کہ جو مسافت عقد اجارہ مین قرار پائی ہی وہ تمام نہ ہو گی جبتک کہ اسی جگہ واپس نہ لاوے اور اگر اس صورت مین مستاجر نے اُسکو اپنے گھر لیجا کر باندھا اور وہ مرگیا تو قیمت کا ضامن ہو گا کیونکہ جو جگہ عقد اجارہ مین قرار پائی تھی اُسکے سوائے دوسری جگہ لیجانے کی وجہ سے اُسکے ذمہ عدوان ثابت ہوا اور اگر مستاجر نے یون کہا ہو کہ مین اس مقام سے فلان مقام تک جاؤنگا اور وہان سے اپنے مکان پر لوٹ آؤنگا تو مستاجر پر واجب نہ ہو گا کہ جہان سے قبضہ کیا ہو وہان واپس لاوے کیونکہ جب مستاجر اپنے گھر پر واپس پہونچا تو اجارہ منقضی ہوا پس ٹٹو اُسکے پاس امانت مین رہا یہ بدائع مین ہی - اور اگر مستاجر کرایہ کے ٹٹو کو موجر کے مکان پر پہونچا دینے کے واسطے ہانک لیچلا باوجودیکہ اُسکے ذمہ پہونچانا واجب نہین ہی اور وہ راستہ مین مرگیا تو ضامن نہ ہو گا اور اگر مالک کسی شہر مین چلا گیا ہو اور مستاجر اسکو اسی شہر مین واپس پہونچانے کے واسطے لیچلا اور وہ راستہ مین مرگیا تو ضامن ہو گا کیونکہ ٹٹو کو شہر سے باہر نکالنے کی وجہ سے غاصب ٹھہرا یہ محیط مین ہی - امام ابو یوسف رح سے روایت ہی کہ اگر ایک شخص نے ایک شہر سے دوسرے شہر تک جانے کے واسطے ٹٹو کرایہ کیا اور اُسکو اپنے گھر مین باندھ لیا اور وہ مرگیا تو امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ اگر اُسنے اتنے دنون تک باندھا ہی کہ جتنے دنون تک لوگون کا معمول ہی کہ اپنے سامان کی درستی کے واسطے باندھ رکھتے ہین تو ضامن نہ ہو گا اور اجرت واجب ہو گی اور اگر اس سے زیادہ باندھا ہو تو اجارہ نہ رہا اور وہ شخص غاصب ہو گیا پس ضامن ہو گا اور امام محمد رح سے روایت ہی کہ اُنھون نے بدون اس تفصیل کے ضامن ہونیکا حکم دیا ہی یہ ذخیرہ مین ہی - منتقی مین ہی کہ ایک شخص نے ٹٹو کرایہ لیا اور موجر کے گھر واپس پہونچا دیا اور جہان بندھا تھا وہان باندھ دیا یا گاؤخانہ مین قفل یا دربند لگا دیا پس اگر وہ مرجاوے یا ضائع ہو جاوے تو ضامن نہ ہو گا - اور مستاجر نے اگر وہی کام کردیے جو واپس ملنے سے اُسکا مالک اُسکے ساتھ کرتا تو ضمان سے بری ہو جاویگا اور اگر مستاجر نے ٹٹو کو اُسکے دار مین داخل کر دیا یا مربط مین داخل کر دیا مگر باندھا نہین اور نہ دربند کیا تو وہ ضامن ہو گا اگر ہلاک یا ضائع ہو جاوے یہ محیط مین ہی

چودھوان باب اجارہ کے صحیح ہو جانے کے بعد اُسکی تجدید اور اسمین زیادتی کرنے کے بیان مین ۔ اگر موجر یا مستاجر نے معقود بہ مین کچھ زیادہ کیا پس اگر وہ زیادتی مجہول ہی تو زیادتی نہین جائز ہی خواہ موجر کی طرف سے ہو یا مستاجر کی

طرف سے اور اگر معلوم ہو اور موجر نے زیادتی کردی تو جائز ہی خواہ اُسی جنس سے زیادتی کردی ہو جو اُس نے اجارہ پر دی ہو یا اُسکی خلاف جنس سے ہو۔ اور اگر مستاجر کی طرف سے ہو پس اگر اُسی جنس کی زیادتی سے ہو جسکے عوض کرایہ لیا ہو تو نہین جائز ہی اور اُسکی خلاف جنس سے ہو تو جائز ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اگر کچھ مدت گذر جانے کے بعد مستاجر نے اجرت مین زیادتی کردی تو زیادتی صحیح نہین ہی اور اگر اجرت مین کمی کردیجاوے تو صحیح ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ ابراہیم رح نے امام محمدؒ سے روایت کی ہو کہ ایک شخص نے کوئی زمین بعوض چار کرگیہون کے اجارہ لی پھر ایک شخص نے موجر کو ایک کر بڑھا کر اجارہ طلب کیا اُسنے پانچ کر پر اُسکے ساتھ اجارہ کر لیا پھر مستاجر اول نے جاکر ایک کر اور بڑھا کر اجارہ جدید کر لیا تو عقد اجارہ یہی دوسرا قرار دیا جائیگا اور پہلا عقد اجارہ بمقتضاے تجدید ثانیہ کے فسخ ہوگیا اور یہی مسئلہ امام ابو یوسف رح سے مذکور ہی اور اُسکی صورت یون ہی کہ مستاجر اول نے دوسرے مستاجر سے زیادہ اجرت بڑھا دی اور موجر نے وہ زمین پہلے کرایہ اور اُس زیادتی کے عوض مستاجر اول کو سپرد کردی اور حکم یون بیان کیا کہ پہلا اجارہ فسخ ہوگا اور جو کچھ بڑھایا ہو وہ اجرت مین بڑھا دینا شمار کیا جائیگا اور حاصل یہ ہی کہ اگر مالک نے ازسرنو اجارہ کی تجدید کی تو پہلا اجارہ ٹوٹ جائیگا اور اگر تجدید نہ کی تو نہ ٹوٹیگا اور جو کچھ بڑھایا ہو وہ اجرت مین زیادتی کردینی شمار ہوگی۔ شیخ رح سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے ایک دار غصب کیا اور اُسکو اجارہ پر دیدیا پھر وہ دار خرید لیا پس آیا اجارہ کی دوبارہ تجدید کرے تو فرمایا کہ نہین اجارہ تو ہوچکا ہی اور اگر ازسرنو تجدید کرلی تو یہ افضل و اطیب ہی کذا فی الحاوی۔ اور زمین کو طویل و قصیر مدت تک اجارہ لینے مین کچھ ڈر نہین ہی مگر وہ مدت معلوم ہونا چاہیے مثلاً دس برس یا زیادہ مدت تک اجارہ پر لی تو جائز ہی اور یہ اسوقت ہی کہ زمین مملوکہ ہو۔ اور اگر زمین وقف ہو اور متولی سے طویل مدت تک اجارہ لی پس اگر نرخ زمین کا بحالہ ہو کم و بیش نہین ہوا تو یہ جائز ہی۔ اور امام محمد رح سے روایت ہی کہ ایک شخص نے ایک مزدور کو کسی خاص کام معلوم کے واسطے کسی قدر اجرت معلومہ پر ایک مہینہ کے واسطے مقرر کیا پھر مہینہ کے بیچ مین اُسکو ایک درم کے عوض دوسرے کسی کام کے واسطے مقرر کیا تو دوسرا اجارہ بقدر اتنی مدت کے کہ دوسرے اجارہ مین آگئی پہلے اجارہ کا فسخ کرنے والا ہو جائیگا حتی کہ اُسکو دونون اجرتین نہ ملینگی بلکہ پہلی اجرت مین سے بقدر دوسرے کے حصے کے کم کردیا جاویگا پھر جب وہ مزدور دوسرے کام سے فارغ ہوا تو اُسکے ذمہ اُسکی اجرت لازم ہوگی اور پہلا اجارہ پھر عود کریگا یہ محیط مین ہے۔

پندرھوان باب۔ اُن اجارات کے بیان مین جو جائز ہین اور جو جائز نہین۔ اور اُس مین چار فصلین ہین۔

پہلی فصل ان اجارات مین جنمین عقد فاسد ہوتا ہو۔

اجارہ کا فساد کبھی بسبب مقدار عمل کی جہالت کے ہوتا ہو مثلاً محل عمل بیان نہ کیا۔ اور کبھی بسبب مقدار منفعت کی جہالت کے ہوتا ہو مثلاً مدت بیان نہ کی اور کبھی کوئی شرط فاسد خلاف مقتضی عقد بیان کرنے سے فاسد ہوتا ہی پس اجارہ فاسدہ مین اجر المثل واجب ہوتا ہو اور اگر اجارہ مین کچھ اجرت معلوم بیان کردی ہو تو یہ اجر المثل اُس سے زیادہ نہ کیا جائیگا اور اگر کچھ اجرت معلوم بیان نہ کی ہو تو اجر المثل واجب ہوگا خواہ کسی قدر ہو اور اجارہ باطل مین اجرت واجب نہین ہوتی ہی۔ اور واضح ہو کہ جو چیز اجارہ پر لی ہی وہ ہر حال مین مضمون نہین ہوتی ہی خواہ اجارہ صحیح ہو یا فاسد ہو یا باطل ہو یہ غیاثیہ مین ہی۔ شیخ رح سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ مین نے یہ دار مع اُسکے حدود و حقوق کے اسقدر درم کو جنکی یہ صفت ہو فلان سال کے دس مہینہ کیواسطے اس شرط سے کرایہ دیا کہ اگر تیرا جی چاہے تو خود اُسمین رہے اور تمام شرائط جو اجارہ صحیح ہونے کی ہین ذکر کردین پس آیا یہ اجارہ صحیح ہی فرمایا کہ نہین صحیح ہی کیونکہ اُس نے اول مدت بیان نہ کی پس مدت مجہول رہی اور ضرور ہی کہ یون بیان

سلہ ... [illegible]

کرے کہ اس وقت سے یا اس ساعت سے فلان وقت تک تاکہ مدت معلوم ہوجائے یہ فتاوی نسفی مین ہے- اور اراضی کے اجارہ مین یہ بیان کرنا ضرور ہے کہ کس کام کیواسطے اجارہ لیتا ہے یعنی زراعت یا درخت لگانے یا عمارت بنانے وغیرہ کس کام کے واسطے لیتا ہے- اور اگر اس نے یہ کام بیان نہ کیا تو اجارہ فاسد ہوگا ولیکن اگر موجر نے اسکو اجازت دیدی کہ جسطرح چاہے اس سے نفع اٹھاوے تو جائز ہے یہ بدائع مین ہے- اور اگر بیان نہ کیا کہ مین اس مین کیا چیز بوؤنگا یا یون شرط نہ لگائی کہ جو میرا جی چاہے اُس مین بوؤن تو اجارہ فاسد ہے یہ تبیین مین ہے- اور چوپاؤن کے اجارہ مین مدت بیان کرنا یا جگہ بیان کرنا ضرور ہے اور اگر کوئی بیان نہ کی تو اجارہ فاسد ہے اور یہ بھی بیان کرنا ضرور ہے کہ لادنے کے واسطے کرایہ کرتا ہے یا سواری کے واسطے اور سوار ہوگا تو کون شخص سوار ہوگا اور اگر لادے تو کیا چیز لادیگا- اور خدمت کے غلام اور پہننے کے کپڑے اور پکانے کی دیگ کے اجارہ لینے مین مدت بیان کرنا ضرور ہے- اور اگر جس وقت ان چیزون مین اجارہ واقع ہوا اُسی وقت جھگڑا پیدا ہوا اور ہنوز زمین مین اُس نے نہ کھیتی کی اور نہ درخت لگائے اور نہ عمارت بنائی اور نہ چوپایہ پر سوار ہوا اور نہ اُسکو لادا اور نہ کپڑے کو پہنا اور نہ دیگ مین پکایا ہے تو قاضی دونون مین اجارہ فسخ کردیگا- پس اگر اس نے زمین مین زراعت کی یا چوپایہ پر سوار ہوا یا کپڑا پہنا یا دیگ مین پکایا اور مدت گذر گئی تو استحساناً اُسکو وہی اجرت دینی پڑیگی جو مقرر ہوئی تھی اور اگر قاضی نے اجارہ فسخ کردیا پھر مستاجر نے ان چیزون سے یہ کام لیے تو کچھ اجرت واجب نہوگی یہ بدائع مین ہے اور اگر سواری کے واسطے کوئی ٹٹو کرایہ لیا اور یہ بیان نہ کیا کہ کون شخص سوار ہوگا یا زمین لی اور بیان نہ کیا کہ مین زراعت کرونگا اور کس چیز کی زراعت کرونگا تو فاسد ہے اور اگر فسخ اجارہ سے پہلے ان چیزون کو معین کردیا تو جائز ہوگا یہ غیاثیہ مین ہے اگر گیہون بونے کے واسطے کوئی زمین اجارہ لی اور پھر اس مین رطبہ بویا (اجارہ توڑنے سے پہلے) تو جس قدر زمین کو نقصان پہونچا اس کا ضامن ہوگا اور اجرت کچھ واجب نہوگی یہ بدائع مین ہے- اگر کوئی باربردار اونٹنی کرایہ کی تاکہ اُس پر اسقدر آٹا اور ستو اور جو چیزین اصلاح کی ہین جیسے سرکہ و روغن زیتون وغیرہ لادے اور جو کچھ اشیا سے ضروری ہین مثل لوٹا و کٹورا وغیرہ اس کے پالان مین لٹکادے اور اس مین سے کچھ بیان نہ کیا تو قیاساً اجارہ فاسد ہے اور استحساناً جائز ہے یہ محیط مین ہے اگر کوئی محمل مکہ تک کرایہ کی تاکہ دو شخص سوار ہون اور وہ دونون مع اپنے اوڑھنے بچھونے کے سوار ہونگے تو ضرور ہے کہ وہ دونون شخص دکھلا دیے جاوین کیونکہ سواری مقصود انھین کی ہے اور اوڑھنے بچھونے کا بیان کرنا ضرور نہین ہے کیونکہ وہ بالتبع ہے اور اگر موجر اور مستاجر نے سفر کے لیے باہر جانے کے وقت مین اختلاف کیا تو قافلہ کی روانگی کا وقت معتبر ہوگا اور جو شخص قافلہ کے وقت سے بہت دن پہلے نکلنا چاہتا ہے تاکہ طول سفر سے دوسرے پر بہت ساخرچ پڑے تو اُسکے قول کی طرف التفات نہ کیا جایگا اسی طرح اگر محمل والے نے ایسا وقت بیان کیا کہ اس وقت روانہ ہونے سے غالباً حج کے جاتے رہنے کا خوف ہے تو اس کی بات پر بھی التفات نہ کیا جایگا اور اگر دونون نے باہم کوئی شرط ٹھہرالی ہو تو اسی کے موافق عمل درآمد کرینگے- اور اگر مکہ کے جانے کے واسطے ایام حج سے ایک ماہ یا ایک سال پہلے کرایہ کرے تو کچھ ڈر نہین ہے کیونکہ یہ عقد اجارہ مضاف کے معنی مین ہے یہ غیاثیہ مین ہے- اگر ایک محمل اور ایک باربردار اونٹنی کرایہ لی اور کچھ بوجھ معلوم اونٹنی پر لادنا شرط کر لیا پس جس قدر اُس بوجھ مین سے کھالیوے اور وزن و مقدار مین کم ہوجاوے تو اُس کو اختیار ہے کہ اسی قدر ہر منزل مین آتے جاتے پورا کرتا جاوے اور جمال کو یہ اختیار نہین ہے کہ اس سے منع کرے بخلاف محمل کے کہ اگر اس مین دو شخص معلوم کی سواری کی شرط ٹھہری تو سوائے ان دونون کے دوسرے

ف رطبہ [illegible] یعنی [illegible] ۱۲

ف [illegible] نقصان [illegible] کا ضامن [illegible] اگر بیان [illegible] مزدوری کی تعداد اور وزن بیان نکیا [illegible] قدر التفات [illegible] اس کا قول مردود ہے قابل التفات نہین ہے ۱۲

آدمی کو بجاے اسکے سوار کرنے کا اختیار نہین ہو کیونکہ جیسا سوار ہوتا ہو ویسا ہی چوپایہ کو ضرر پہونچتا ہو پس چوپایہ کا ضرر مختلف
سوار کی وجہ سے مختلف ہوتا ہو ولیکن اگر حمال کسی دوسرے کے سوار کر لینے پر راضی ہو تو جائز ہو یہ مبسوط مین ہو اور
اگر لٹکانے کی چیزون اور ہدیہ جو کچھ لیجانے منظور ہین ان سب کا وزن بیان کردے تو ہمارے نزدیک بہت بہتر ہو
اور اگر احتیاط منظور ہو تو یون بیان کر دینا چاہیے کہ ہر محمل مین دو مشک پانی اور دو لوٹے بڑے سے بڑے ہین اور
کرایہ نامہ مین لکھدے کہ حمال نے اوڑھنا بچھونا اور دونون مشکین اور دونون لوٹے اور خیمہ اور قبہ یہ سب دیکھ لیا ہو کیونکہ
اس مین زیادہ مضبوطی ہو اور کرایہ نامہ کو اچھی مضبوطی کے ساتھ لکھوانا چاہیے - اور اگر حمال سے عقبۃ الاجیر کی شرط کرلی
تو جائز ہو اور عقبۃ الاجیر کے معنی دو طرح سے بیان کیے گئے ہین ایک یہ کہ مستاجر ہر روز صبح و شام اترے اور یہ امر معروف
ہو اور اتنے عرصہ تک اس کا اجیر سوار ہوے اور اسکو عقبۃ الاجیر کہتے ہین - اور دوسرا یہ کہ جو لکڑی محمل کے پیچھے لگی ہوتی ہو اسپر
بیٹھ کر اجیر ہر مرحلہ مین فرسخ یا دو فرسخ تک سوار ہو کر چلے اور اسکو عقبۃ الاجیر کہتے ہین - اور کتاب الشروط مین ہو کہ امام
ابو یوسف رح و امام محمد رح نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک جو ہدیہ مکہ سے لادیگا اگر ان کی شرط کرلی کہ اتنے من ہونگے تو
بہتر ہو یہ مبسوط مین ہو - اگر کوئی اونٹ یا گدھا گیہون لادنیکے واسطے کرایہ کیا اور گیہون کا وزن بیان نہ کیا نہ اشارہ
سے انکی تعیین کی تو بعض نے فرمایا کہ نہین جائز ہو اور بعضون کے نزدیک جائز ہو اور اس صورت مین اسقدر گیہون
رکھے جاوینگے جتنے معتاد ہون اور یہی اظہر ہو اور اسی پر فتوی ہو یہ جواہر اخلاطی مین ہو - اگر کوئی ٹٹو یا دوسرا مال مین اجارہ
لیا اور عقد مین اس کو معین نہ کیا تو جائز نہین ہو ولیکن اگر بعد اس کے معین کیا اور مستاجر نے قبول کرلیا تو جائز ہو یہ تتارخانیہ
عتابیہ مین ہو - اگر سمرقند تک کے لیے کوئی ٹٹو کرایہ کیا تو جائز ہو کیونکہ سمرقند خاص شہر کا نام ہو اور اگر بخارا تک کے
واسطے کرایہ کیا تو نہین جائز ہو کیونکہ کرمینہ سے دروب تک بخارا کہلاتا ہو اور فتوی کے واسطے مختار یہ ہے کہ
جائز ہو کیونکہ اجارہ کے وقت اس لفظ سے فقط نفس شہر مراد ہوتا ہو یہ عرف ہو یہ جواہر اخلاطی مین ہو - اگر فارس تک
کے واسطے کوئی ٹٹو کرایہ لیا تو اجارہ فاسد ہو کیونکہ فارس و خراسان و خوارزم و شام و فرغانہ و سغد و ماوراء النہر
و ہند و خطا و دشت و روم و یمن یہ سب ولایتین ہین اور بلخ و ہرات و اوزجند یہ شہرون کے نام ہین پس جہان
ولایت کے نام سے کرایہ گیا ہو وہان ولایت کی حد آتے ہی اجر المثل واجب ہوگا مگر مقدار مسمی سے زیادہ نہ دیا جائیگا
اور جس صورت مین شہر کے نام سے کرایہ کیا ہو وہان جب شہر مین پہونچے تو مستاجر کے گھر تک پہونچانا ضرور ہوگا یہ جامع کردری
مین لکھا ہو - اگر کسی شخص نے پیسنے کے واسطے ایک چکی دس درم ماہواری پر کرایہ لی اور یہ بیان نہ کیا کہ کیا چیز پیسے اور کس قدر
پیسے تو جائز ہو اور اس سے موافق رواج کے پیسنے کا کام لے اور اگر اس سے تجاوز کیا تو نقصان کا ضامن ہوگا اور
اگر مدت بیان نہ کی اور نہ یہ بیان کیا کہ کیا چیز اور کسقدر پیسے تو جائز نہین ہو - اور اگر یون بیان کیا کہ ہر روز دس قفیز گیہون
پیسے تو جائز ہو پھر اگر مستاجر نے دیکھا کہ اس چکی سے ہر روز اس قدر نہین پیسا جاتا ہو تو مستاجر کو اجارہ توڑ
دینے کا اختیار ہوگا یہ غیاثیہ مین ہو - ایک شخص نے ایک بیل کرایہ لیا تاکہ چکی مین چل کر پیسے اور ہر روز ایک درم
ملیگا اور یہ بیان کر دیا کہ کونسا انج پیسیگا تو کتاب مین مذکور ہو کہ یہ جائز ہو اگرچہ یہ بیان نہ کیا کہ کس قدر روز پیسیا اور
ایسا ہی بعض مشائخ نے فرمایا ہو اور امام ابو بکر معروف بخواہر زادہ نے فرمایا کہ جس قدر روز پیسے اسکی مقدار بیان کرنا ضرور
ہو اور اسی پر فتوی ہو یہ ظہیریہ و فتاوی قاضی خان مین ہو - ایک شخص نے ایک ٹٹو ریاست کرایہ لیا اور جس لیے کرایہ لیا ہو اس کو بیان

نہین کیا تو استحساناً اجارہ فاسد نہوگا یہ محیط مین ہی ایک شخص کو اجارہ پر لیا تاکہ میرے لیے اسنے کو فروخت کرے یا میرے لیے اسنے کو خریدے تو یہ فاسد ہی پھر اگر اس نے فروخت کرکے ثمن وصول کیا تو اس کے پاس امانت ہین ہی یہ غیاثیہ مین ہی - اور اگر اسکے واسطے کوئی وقت مقرر کر دیا پس اگر وقت کو پہلے بیان کیا پھر اجرت بیان کی شلاً کہا کہ مین نے تجھے آج کے روز ایک درم پر اجارہ لیا تاکہ تو میرے واسطے یہ خرید و فروخت کر دے تو جائز ہی - اور اگر پہلے اجرت بیان کی پھر وقت بیان کیا مثلاً یون کہا کہ مین نے تجھے اجارہ لیا ایک درم مین آج کے روز تاکہ میرے واسطے تو یہ خرید و فروخت کر دے تو جائز نہین ہی **قال المترجم** یہ احکام نوع عربیہ سے متعلق ہین اور زبان عرب مین فعل و فاعل اول پھر ترتیب غیر واجب زوائدات کا استعمال ہی اور جملہ صرف فعل و فاعل سے تمام ہو جاتا ہی پس پہلے فعل و فاعل کے ذکر سے جملہ تمام ہوا اور عقد قرار پایا اور پھر ضروریات عقد جیسا کہ کتاب مین مذکور ہین علی الترتیب مذکور ہونے یا نہوئے اور زبان اردو مین اُس کے بالعکس ہی پس زعم مترجم کا یہ ہی کہ بہرحال خواہ اجرت مقدم یا وقت مقدم ہو اجارہ جائز ہوگا کیونکہ صرف اجرت یا وقت کی تقدیم سے عقد قرار ہی نہ پائیگا تاوقتیکہ فعل و فاعل مذکور نہو اور جملہ تمام نہو فافہم ہذا واللہ اعلم بالصواب - اور جبکہ اجارہ فاسد ٹھہرا اور مستاجر نے کام کرکے تمام کیا تو اس کو اجر المثل یعنے جو اجرت ایسے کام کرنیوالون کو رواج کے موافق ملا کرتی ہی وہ اسکو بھی ملیگی - اور امام محمدؒ نے دلال کے اجارہ لینے کا ایک حیلہ ذکر کیا ہی وہ یہ ہی کہ دلال کو حکم دے کہ فلان شی معلوم میرے واسطے خرید کرے یا فروخت کرے اور اجرت کچھ نہ بیان کرے پھر جب کام کر چکے تو مواساۃ کر دے یا بطور ہبہ کے دیدے یا کام کی جزا مین دیدے اور یہ جائز ہو جائیگا کہ اس کی ضرورت پڑتی ہی - اور اگر دلال نے اجر المثل لے لیا تو آیا جائز ہی پس مشائخ نے کلام کیا ہی اور شیخ امام خواہرزادہ نے فرمایا کہ جائز اور حلال ہی اور ایسا ہی دوسرے مشائخ نے بھی کہا ہی اور اسی طرف امام محمدؒ نے اشارہ کیا ہی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی - اجارہ کی چیز اگر اجارہ فاسدہ مین تلف ہوگئی تو مستاجر ضامن نہوگا جیسا کہ اجارہ صحیحہ ہی ضامن نہین ہوتا ہی - اور شیخ علی بن حسن مرغینانی سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص کپڑون پر نقش کیا کرتا ہی اور نقش اسطور سے ہوتے ہین کہ بکری کا خون نفطؔ سیاہ مین ملا کر نقش بناتے ہین اور اس کام مین سوائے بکری کے خون کے کوئی چیز کام نہین آتی ہی اور وہ اس کام کی مزدوری لیتا ہی پس آیا جائز ہی فرمایا کہ ہان یہ تاتارخانیہ مین ہی - اگر کوئی خشک نہر اجارہ لی تاکہ اُس سے اپنی زمین یا پن چکی کی طرف پانی لیجاوے یا کوئی پانی بہنے کا راستہ اپنے پرنالہ کا پانی بہانے کے واسطے اجارہ لیا تاکہ اس مین اپنا دھوون بہاوے یا کوئی بالوعہ اجارہ لیا تاکہ اس مین پیشاب اور نجاسات بہاوے تو یہ نہین جائز ہی کذا فی المحیط اور اگر کوئی بالوعہ اس واسطے کرایہ لیا کہ اس مین اپنے وضو کا پانی بہاوے تو جائز نہین ہی یہ ظہیریہ مین ہی - اور امام محمدؒ سے مروی ہی کہ اگر زمین کا کوئی موضع معروف اپنے پانی بہانے کی غرض سے اجارہ لیا تو جائز ہی کیونکہ جب اس نے جگہ معین کر دی تو جہالت جاتی رہی یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر نہر یا کاریز یا کنوین کا پانی اجارہ لیا تو جائز نہین ہی اور اگر پانی مع نہر و کاریز کو اجارہ لیا تو بھی جائز نہین ہی کیونکہ اس مین استہلاک عین ہی اور چونکہ اس مین عام مبتلا ہین اس واسطے فتوے یون دیا گیا ہی کہ جائز ہی اور اگر زمین مع پانی کے اجارہ لی تو تبعاً جائز ہی یہ تہذیب مین ہی - اگر کسی منزل کا علو اس واسطے اجارہ لیا کہ اسپر عمارت بناوے تو امام اعظمؒ کے نزدیک نہین جائز ہی اور صاحبین نے اس مین اختلاف کیا کیونکہ بالاخانہ کی زمین بمنزلہ زمین سفل کے ہی اور ظاہر یہ ہے

اگر کوئی زمین اس واسطے اجارہ لی کہ اُسپر عمارت بناوے، تو جائز ہو اگرچہ عمارت کی مقدار مجہول ہو پس اسی طرح اس مسئلہ مین بھی جائز ہونا چاہیے یہ محیط سرخسی مین ہو۔ اگر کوئی ایسا راستہ جس سے خود گذرتا ہو یا لوگ گذرتے ہین اجارہ لیا تو اصل مین مذکور ہو کہ امام اعظم رح کے نزدیک نہین جائز ہو اور صاحبین رح کے نزدیک جائز ہو اور عیون مین صاحبین کا قول اختیار کیا ہو یہ خلاصہ مین ہو۔ اگر کسی منزل کا بالاخانہ اس غرض سے اجارہ لیا کہ اُسمین ہو کر اپنے حجرہ مین جاوے تو امام اعظم رح کے نزدیک نہین جائز ہو اور صاحبین کے نزدیک جائز ہو اسی طرح اگر نیچے کا مکان اس غرض سے کرایہ لیا کہ اسمین ہو کر اپنے مسکن مین جاوے تو امام اعظم رح کے نزدیک ناجائز اور صاحبین رح کے نزدیک جائز ہو اور امام زاہد شیخ احمد طواویسی نے فرمایا کہ ایسا اجارہ بالاجماع جائز ہونا چاہیئے یہ محیط مین لکھا ہو۔ اگر کسی بیت کی چھت اس غرض سے اجارہ لی کہ ایک مہینہ اسپر شب باش ہو یا اسپر اپنا اسباب رکھے تو کتاب اصل کے نسخون کے اختلاف کی وجہ سے مشائخ نے اختلاف کیا ہو بعض نسخون مین لکھا ہو کہ یہ نہین جائز ہو اور بعض مین لکھا ہو کہ جائز ہو اور یہی صحیح ہو کیونکہ معقود علیہ معلوم ہو کذا فی البدائع۔ اگر مدت معلومہ کے واسطے کسی مکان کا سفل یعنے نیچے کا مکان اس غرض سے اجارہ لیا کہ اُسپر بالاخانہ بناوے تو جائز ہو یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہو جامع صغیر مین خلف رح کی روایت سے امام محمد رح سے منقول ہو کہ انھون نے فرمایا کہ اگر کرایہ کے مکان مین مستاجر نے کوئی بیت یا جائے ضرور بنالی تو کچھ ڈر نہین ہو بشرطیکہ مکان کو کچھ ضرر نہو اور فقیہ ابواللیث الکبیر رح نے فرمایا کہ یہی حکم ماخوذ ہو یعنے اختیار کیا گیا ہو یہ حاوی مین ہو۔ اگر زمین مین سے کوئی خاص موضع کچھ مدت معلومہ کیواسطے یا چھت مدت معلومہ کے واسطے اس غرض سے اجارہ لی کہ اس مین پانی بہے تو جائز ہو۔ اور اگر اتنی زمین اس غرض سے کرایہ دی کہ مستاجر اس مین نہر کھودے یا اپنی دیوار اس غرض سے اجارہ دی کہ مستاجر اسپر کوئی عمارت بناوے یا دھنیان وغیرہ رکھے تو ان صورتون مین اجارہ جائز نہین ہو یہ صغری مین ہو۔ اگر کوئی پرنالہ کچھ ماہواری اجرت معلومہ پر اپنے مکان مین جڑنے کے واسطے اجارہ لیا تو جائز ہو اور اگر وہ پرنالہ اس کے مکان کی دیوار مین جڑا ہوا ہو تو جائز نہین ہو یہ ظہیریہ مین ہو۔ اور تالابون اور نہرون کو مچھلی وغیرہ کے شکار کے واسطے اجارہ لینا جائز نہین ہو۔ اور چراگاہ کا اجارہ جائز نہین ہو اور اس سے یہ مراد نہین ہو کہ اس اراضی کا اجارہ نہین جائز ہو کیونکہ اراضی کا اجارہ جائز ہو صرف یہ مراد ہو کہ گھاس کا اجارہ جائز نہین ہو اور اس کے جواز کیواسطے حیلہ یہ ہو کہ اس زمین مین سے کوئی جگہ خیمہ گاڑنے کے واسطے اجارہ دے یا وہان اپنی بکریون کا خطیرہ بناوے پس یہ اجارہ صحیح ہوگا پھر چراگاہ کا مالک اُس مستاجر کو چراگاہ سے منفعت اُٹھانے کی اجازت دیدے کذا فی المحیط اور جامع الفتاوی مین لکھا ہو کہ مستاجر کو اختیار ہو جائیگا کہ جو شخص اس زمین مین آنا چاہیے اُسکو منع کردے یہ تاتارخانیہ مین ہو۔ اگر چراگاہ کی گھاس بعوض کسی معین غلام کے اجارہ لی اور اُس سال پھر اسکی گھاس چرائی تو جسقدر گھاس چرائی ہو اس کا ضامن ہوگا۔ اور اپنا غلام واپس لے لے اور اگر موجر نے اس غلام کو آزاد یا فروخت کردیا ہو تو عتق و بیع جائز ہو گی اور موجر اُس کی قیمت کا ضامن ہوگا یہ مبسوط مین کتاب الشرب مین ہو۔ اگر کوئی گھرنی اور رسی و ڈول اپنی بکریون کو پانی پلانے کے واسطے اجارہ لیا تو بسبب جہالت مدت کے فاسد ہو ولیکن اگر وقت بیان کردے تو جائز ہو یہ مبسوط کی کتاب الاجارات مین ہو۔ اگر کوئی دیوار اس واسطے اجارہ لی کہ اُسپر دھنیان رکھے یا سترہ بناوے یا اس مین روشندان بناوے۔۔

تو نہین جائز ہو یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ اگر کسی زمین مین سے کوئی جگہ معلوم میخین تانا تننے کے واسطے گاڑنے کے لیے تاکہ اس سے کپڑا بنے اجارہ لی تو جائز ہی کیونکہ لوگ ایسا اجارہ لیا کرتے ہین۔ اور اگر کوئی دیوار اس غرض سے اجارہ لی کہ اسپر میخین اور کھونٹیان گاڑکر ابریشم کا تانا درست کرے تاکہ اس سے دیبا وغیرہ ریشمی کپڑے بنے تو نہین جائز ہو ایسا ہی بعض مشائخ نے ذکر کیا ہی کیونکہ ایسا اجارہ لوگون مین رائج نہین ہو اور بعض مشائخ نے ذکر کیا کہ ہمارے ملک کے رواج کے موافق جائز ہونا چاہیے کیونکہ ہمارے ملک مین دونون صورتون سے اجارہ لینا لوگون کا معمول ہو اور نوادر ہشام مین ہی کہ اگر کوئی میخ گاڑنے کے واسطے اجارہ دے تو جائز ہو اور اسکے معنی یہ ہین کہ کسی شخص سے ایک میخ کرایہ کو لایا تاکہ اپنے گھر کی دیوار مین گاڑے تو جائز ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور جن کھونٹیون پر ابریشم کا تانا درست کیا جاتا ہو انکا اجارہ لینا جائز ہو اور اگر کوئی کھونٹی اسباب لٹکانے کے واسطے اجارہ لی تو جائز نہین ہو یہ وجیز کردری مین ہو اور درخت کا اجارہ اس شرط سے کہ پھل مستاجر کے ہون جائز نہین ہو اسی طرح اگر گائے یا بکری اس شرط سے اجارہ دی کہ دودھ یا بچہ مستاجر کے ہون تو جائز نہین ہو یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور منتقی مین ہو کہ اگر کسی شخص نے مکان کی چھت اس غرض سے اجارہ لی کہ اسپر کپڑے سکھلاوے تو جائز ہو کذا فی المحیط اور اگر کوئی درخت اس غرض سے اجارہ لیا کہ اسپر کپڑے پھیلا کر خشک کرے تو جائز نہین ہو یہ فتاوی قاضی خان مین ہو۔ اور اگر بغداد تک جانے کے واسطے ایک ٹٹو اس شرط سے کرایہ کیا کہ اگر مجھے اس نے بغداد تک پہونچا دیا تو جتنی مزدوری پر راضی ہوگا وہ دونگا تو ایسا اجارہ فاسد ہو کیونکہ اجرت مجہول ہو اسی طرح اگر اپنے حکم یا ٹٹو والے کے حکم پر کرایہ کیا تو بھی یہی حکم ہی۔ اور اگر اس نے کہدیا کہ میری رضامندی بیس درم پر ہو تو بیس درم سے زیادتی نہین ہوگی ہان بیس درم سے کم ہوسکتے ہین یہ محیط مین ہی۔ اگر کوئی ٹٹو اس طرح سے کرایہ کیا کہ جو میرے ساتھیون نے دیا ہو وہی مین بھی دونگا پس اگر اسکے ساتھیون نے جو کرایہ دیا ہو وہ بھی مثل اس ٹٹو کی مزدوری کے معلوم نہو بلکہ مختلف ہو تو اجارہ فاسد ہو۔ اور اگر معروف ہو کہ دس درم ہین نہ کم نہ زیادہ اور یہ معلوم بھی ہوجاوے تو جائز ہو اور اگر مختلف ہو مثلاً ایسے ٹٹو کا کرایہ باختلاف احوال مختلف ہوتا رہتا ہو کبھی دس اور کبھی کم اور کبھی زیادہ تو درمیانی کرایہ دینا پڑیگا تاکہ دونون کا لحاظ رہے یہ وجیز کردری مین لکھا ہو

دوسری فصل اُن صورتون کے بیان مین جنمین شرط کی وجہ سے عقد فاسد ہوتا ہو۔ جو ایسی شرطین ہین کہ جن کو عقد اجارہ مقتضی نہین ہو وہ عقد اجارہ کو فاسد کرتی ہین۔ مثلاً اجیر خاص کے ساتھ یہ شرط لگائی کہ جو اُسکے فعل سے یا بغیر اسکے فعل کے تلف ہو اُسکا ضامن ہوگا یا اجیر مشترک کے ذمہ یہ شرط لگائی کہ جو بغیر اسکے فعل کے تلف ہو اُسکا ضامن ہوگا تو یہ امام اعظمؒ کے نزدیک مفسد ہی۔ اور اگر کسی شرط لگائی کہ جسکو عقد اجارہ مقتضی ہو تو وہ عقد کو فاسد نہین کرتی ہو مثلاً اجیر مشترک کے ذمہ یہ شرط لگائی کہ جو اسکے فعل سے تلف ہو اسکا ضامن ہو یہ جوہرۃ النیرہ مین ہو۔ اگر کوئی غلام ایک مہینہ کے واسطے اس شرط سے اجارہ لیا کہ اگر غلام بیمار رہو جاوے یا مستاجر بیمار ہو جاوے تو جسقدر مرض کے باعث سے ناغہ ہو اُسیقدر دوسرے مہینہ مین کام کردے تو یہ فاسد ہو یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر کوئی غلام یا ٹٹو دس درم ماہواری پر اس شرط سے کرایہ لیا کہ غلام کا کھانا مستاجر کے ذمہ یا ٹٹو کا چارہ مستاجر کے ذمہ ہو تو کتاب مین مذکور ہو کہ یہ جائز نہین ہو اور فقیہ ابو اللیثؒ نے فرمایا کہ ٹٹو کی صورت مین ہم متقدمین کا قول لیتے ہین ولیکن غلام کی صورت مین ہمارے یہان عادت

ف قولہ … [illegible]

یہ ہو کہ وہ مستاجر کا کھانا کھاتا ہو یہ ظہیریہ مین ہو- اور ہر اجارہ جو ایسا ہو کہ اسمین کھانے یا چارہ کی شرط ہو وہ فاسد ہو ولیکن دائی کو اجارہ مین لینے مین کھانے کپڑے دینے کی شرط جائز ہو یہ مبسوط مین ہو **قلت** اراد بہ الاختلاف عند الاعظم رح فقط- اگر کسی شخص سے ایک مہینہ کے واسطے دس درم پر ایک گھر اس شرط سے کرایہ لیا کہ اگر اسمین مستاجر ایک روز بھی سکونت کرے پھر چاہے خارج ہو جاوے تو دس درم واجب ہونگے تو ایسا اجارہ فاسد ہو- اور اگر کوئی گھوڑا اس شرط سے کرایہ لیا کہ جب بادشاہ سوار ہوا کریگا مین بھی اسکے ساتھ سوار ہوا کرونگا تو یہ بھی بسبب جہالت معقود علیہ کے فاسد ہو یہ محیط مین ہو- اگر کوئی گھر اجرت معلومہ پر کرایہ لیا اور موجر نے کرایہ مین مستاجر کے ذمہ یہ شرط لگائی کہ مکان مین کہگل کرا دے اور دروازہ کا در بند لگا دے یا اسکی چھت مین شہتیر ڈلوا دے تو یہ اجارہ فاسد ہو اسیطرح اگر کوئی زمین اجارہ دی اور اسکے ساتھ شرط لگائی کہ مستاجر اسکی نہر کروا دے یا اسمین کنوان کھدوا دے یا کاریز بنوا دے تو بھی یہی حکم ہو یہ بدائع مین ہو- ایک شخص نے اپنا گھر ایک شخص کو اس شرط سے دیا کہ اسمین رہا کرے اور اسکی مرمت کرا دے اور اسپر کچھ اجرت نہین ہو تو یہ اجارہ نہین بلکہ عاریت ہو کیونکہ اجرت نہونا شرط کردی ہو اور کچھ اجرت شرط نہین کی اور یہ جو مرمت کرانا شرط کیا ہو یہ اس گھر کا نفقہ ہو اور نفقہ مستعار چیز کا مستعیر پر ہوتا ہو یہ فتاوی صغرے و غیاثیہ مین ہو- اگر ایک شخص نے بغداد تک جانے کے واسطے ایک ٹٹو اس شرط سے کرایہ کیا کہ جو کچھ اللہ تعالے مجھے بغداد سے رزق دیگا یا فلان شخص سے دلا دیگا اسمین سے نصف موجر کو دونگا تو یہ اجارہ فاسد ہو اور مستاجر پر اجر المثل واجب ہوگا جہانتک سوار ہوا ہو اور اگر ٹٹو کو اس شرط سے کرایہ کیا کہ اگر اسنے مجھے بغداد تک پہونچا دیا تو موجر کو دس درم کرایہ ملیگا ورنہ کچھ نہ ملیگا تو یہ فاسد ہو اور جہانتک وہ سوار ہو کر جاویگا اتنی دور کا اجر المثل موجر کو دلا دیا جاویگا یہ مبسوط مین ہو- اگر کسی شخص نے خراج دینے کی شرط مستاجر کے ذمہ لگائی تو کتاب مین مذکور ہو کہ ایسا اجارہ فاسد ہو اور ہمارے بعض مشائخ نے کہا کہ یہ خراج مقاسمہ پر محمول ہو یعنے خراج مقاسمہ اسکو دینا پڑیگا یا ایسی زمین کے خراج مین ہو کہ جو صلح سے حاصل ہوئی ہو کہ اسکا خراج مختلف ہوتا رہتا ہو ولیکن اگر خراج وظیفہ مراد لیا جاوے تو اس صورت مین خراج یا اجرت سمی یکسان ہو یعنے جائز ہونا چاہیے اور صحیح یہ ہو کہ عقد مطلقاً جائز نہین ہو اور اسیطرح منتوی ہو یہ فتاوی صغری ہو- اگر زمین عشری ہو اور موجر نے عشر دینا مستاجر کے ذمہ شرط کیا تو صاحبین رح کے نزدیک جائز ہو اور امام اعظم رح کے نزدیک نہین جائز ہو یہ ذخیرہ مین لکھا ہو- اور اگر یون کہا کہ اس زمین کا خراج ادا کر دے اور کچھ اجرت نہین ہو تو یہ اجارہ فاسد ہو- اسی طرح اگر چوپایہ کے کرایہ لینے مین یہ شرط لگائی کہ اگر مستاجر کچھ راستہ چل کر لوٹ آیا تو اسپر پوری اجرت واجب ہوگی تو یہ فاسد ہو یا یہ شرط لگائی کہ اگر اس ٹٹو نے مجھے آج کے روز فقط فلان موضع تک پہونچایا تو مجھپر کرایہ واجب نہ ہوگا تو بھی کل اجارہ فاسد ہو گیا اور مستاجر پر جسقدر دور سوار رہا ہو اسکا اجر المثل واجب ہوگا- اسی طرح اگر چارہ دینے کی شرط مستاجر کے ذمہ لگائی تو بھی فاسد ہو اور اس صورت مین اگر مستاجر نے چارہ نہ دیا یہانتک کہ ٹٹو مر گیا تو ضامن نہوگا- اسی طرح اگر اجارہ کی چیز مین باربرداری و خرچہ پڑتا ہو اور موجر نے یہ شرط لگائی کہ مستاجر مجھے واپس دیجاوے تو بھی اجارہ فاسد ہو اور اگر اسکی کچھ باربرداری و خرچہ نہو تو جائز ہو- اسیطرح اگر یہ شرط لگائی کہ مجھے بلا عیب واپس کرے "جو چیز اجارہ پر دی گئی" یا اگر مرجاوے یا عیب دار ہو جاوے تو مستاجر ضامن ہو تو بھی اجارہ فاسد ہو اور اگر حمام کے ذمہ یہ شرط لگائی کہ اس عمارت کے بنانے مین اسقدر اپنی ذاتی اینٹین لگا دے یا درزی سے شرط کی

کہ میری قبا سیدے بشرطیکہ اسکا استر اور روئی بھرائی اپنے پاس سے لگاوے تو یہ جائز نہین ہی اور اگر اُسنے ایسا ہی کیا تو اجرت مقررہ واجب نہ ہوگی بلکہ جو کچھ اجر المثل ہو وہ لیگا اور اسکے ساتھ اینٹون کی قیمت یا استر و روئی بھرائی کی قیمت لیگی اور یہ حکم بخلاف روئی اوٹنے دو صفنے والے کی صورت کے ہی یہ غیاثیہ مین ہی۔ ایک شخص کو مزدور کیا کہ مستاجر کے جو درخت فلان گانون مین جو شہر سے فاصلہ پر تھا واقع ہین انکو قطع کردے اور یہ کہدیا کہ آنے وجانے کا خرچہ مستاجر کے ذمہ ہوگا تو مشائخ نے فرمایا مستاجر کے ذمہ یہ خرچہ واجب ہوگا۔ اور اگر مستاجر کے ذمہ خرچہ کی شرط عقد اجارہ مین لگائی ہو تو اجارہ فاسد ہی۔ اور چاہیے یہ ہی کہ اس حکم مین تفصیل ہو۔ اسطرح کہ اگر یہ درخت معلوم ہون تو یہی حکم ہی اور اگر مستاجر کو معلوم ہون تو جبتک وقت ذکر نہ کرے اجارہ صحیح نہوگا۔ اور اگر وقت بیان کردیا تو اسقدر وقت تک وہ مزدور اجیر خاص ہوگا پس مستاجر پر سوا اسقدر اجرت کے جو بیان کردی ہی اور کچھ واجب نہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ امام محمدؒ نے جامع صغیر مین فرمایا کہ ایک شخص نے کوئی زمین بعوض چند درمون کے اس شرط سے کرایہ لی کہ مستاجر اسکو گوڑ کر اُسمین زراعت کرے یا سینچ کر اُسمین زراعت کرے تو یہ جائز ہی۔ اور اگر یون شرط لگائی کہ زمین کا تثنیہ کرے یا اسمین کھاد ڈلوائے تو فاسد ہی اور تثنیہ کی تفسیر مین مشائخ رحمہم اللہ نے اختلاف کیا ہی بعضون نے فرمایا کہ تثنیہ کے یہ معنی ہین کہ زمین کو گوڑی ہوئی واپس کرے پس اگر یہی معنی ہین تو یہ ایسی شرط ہی کہ خلاف مقتضاے عقد ہی کیونکہ بعد اجارہ پورے ہونے کی اسکی منفعت رب الارض کو حاصل ہو گی۔ اور بعضون نے فرمایا کہ یہ معنی ہین کہ زمین کو دو بار گوڑے پھر اسمین زراعت کرے پس اگر یہ معنی مراد ہین تو اجارہ کا فاسد ہونا امام محمدؒ کے ملک کے عرف پر ہی کہ وہان کی زمین ایک بار گوڑنے سے پوری پیداوار دیتی ہی اور ایسا ہی ملک نسف مین بھی ہی پس ایسے ملکون مین البتہ ایسی شرط خلاف مقتضاے عقد ہی اور مالک زمین کو اس شرط سے نفع ہی کیونکہ گوڑنے کا نفع انقضاے اجارہ کے بعد باقی رہیگا حتی کہ اگر باقی نرہے تو عقد فاسد نہوگا ولیکن ایسے ملکون مین جہان بدون دو تین بار گوڑے ہوئے زمین مین اچھی پیداوار نہین ہوتی ہی وہان ایسی شرط لگانے سے عقد فاسد نہوگا اور ایسے ہی کھاد ڈلوانے مین بھی تفصیل ہو کہ اگر کھاد دینا مستاجر کے ذمہ قرار دیا اور ظاہر ہی کہ یہ ایک مال عین دینے کی شرط ہی پس اگر اُس کھاد کی منفعت دوسرے سال تک باقی رہتی ہو تو عقد فاسد ہوگا اور اگر سال آیندہ تک باقی نہین رہتی ہو تو عقد فاسد نہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور شیخ الاسلام خواہر زادہ نے ذکر فرمایا کہ اگر مدت اجارہ کے اندر کی گوڑی ہوئی واپس کرے تو عقد فاسد ہی اور یہی صحیح ہی ولیکن اگر یہ شرط لگائی کہ مدت اجارہ کے اندر نہین بلکہ اجارہ گذرجانے کے بعد گوڑ کر واپس کرے تو اسکی دو صورتین ہین اگر اس طور سے اجارہ دیا کہ مین نے تجھے یہ زمین بعوض اتنے درمون اور بعوض اُسکے کہ بعد اجارہ گذرنے کے گوڑ کر واپس دے اجارہ مین دیدی تو یہ صحیح ہی اور کتاب مین فرمایا کہ اگر یون اجارہ پر دی کہ مین نے تجھے یہ زمین اسقدر درمون پر اجارہ دی بشرطیکہ بعد اجارہ کی مدت گذرنے کے تو اسکو گوڑ دے تو صحیح نہین ہی۔ اور اگر اُس نے گوڑ دینا مطلقاً بیان کیا تو اُس سے یہ مراد لیجاویگی کہ مدت اجارہ گذرنے کے بعد گوڑدے پس اجارہ جائز ہوگا۔ ولیکن یہ ظاہر الروایۃ کے خلاف ہی اور ہم نے یہ تفاصیل اسی کی وجہ سے پائی ہین اور یہ صحیح ہی اور اسی پر فتوی ہی یہ فتاوی صغری مین ہی۔ اور اگر مستاجر کے ذمہ نہر کے اگارنے کی شرط لگائی تو عقد فاسد ہوگا۔ اور ہمارے بعضے مشائخ نے پانی کی نالیون اور نہر مین فرق کیا ہی اور فرمایا ہی کہ نالیون کو صاف کرا کر گردا دینے کی شرط صحیح ہو گر حکم اول اصح ہی یہ محیط مین ہی۔ اگر کسی شخص سے ایک سال کے واسطے ایک گھر سو درم پر اس شرط سے اجارہ لیا کہ

اسمین سکونت اختیار نہ کریگا۔ تو اجارہ فاسد ہی۔ اور اگر کوئی گھر اس شرط سے اجارہ دیا کہ مستاجر خود اسمین رہے اور مستاجر کے ساتھ کوئی دوسرا نہ رہے تو اجارہ جائز ہی حالانکہ موجر کے واسطے اس شرط مین نفع ہو اور شیخ الاسلام نے اپنی شرح مین فرمایا کہ یہان کچھ تاویل کرنا ضرور ہی تاکہ فرق ظاہر ہو جاوے پس ہم کہتے ہین کہ دوسری صورت مسئلہ کی تاویل یہ ہی کہ اس دار مین کوئی چہ بچہ یا وضو کا گڑھا نہ تھا پس جب یہ صورت تھی تو مالک مکان کا اس شرط مین کچھ نفع نہین ہی اسلیے کہ دوسرے کے رہنے سے اسکا ضرر نہو گا کیونکہ ایسی صورت مین جو کچھ پانی اس دار مین جمع ہو گا اسکا باہر نکالنا مستاجر کے ذمہ ہی پس موجر کا کیا نقصان ہی اور بہت لوگون کے رہنے سے عمارت اکثر ویران نہین ہوتی ہی پس عقد فاسد نہ ہو گا اور پہلی صورت کی تاویل یہ ہی کہ اس دار مین چہ بچہ وغیرہ تھا پس اس صورت مین عدم سکونت کی شرط سے مالک مکان کو نفع ہی ولیکن ایسی شرط خلاف مقتضاے عقد ہی پس عقد فاسد ہوا پھر اگر اس پہلی صورت مین باوجود فساد اجارہ کے مستاجر نے سکونت اختیار کی تو اسپر اجر المثل واجب ہو گا چاہے جسقدر ہو یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر کسی شخص نے اپنے گھر کا اجارہ یہ ٹھہرایا کہ مستاجر ہمارے واسطے ایک سال تک اذان دیدے یا امامت کرا دے تو اجارہ فاسد ہی اور اگر مستاجر نے سکونت اختیار کی تو اسپر اجر المثل واجب ہو گا اور اذان و امامت کی مزدوری اسکو کچھ نہ ملیگی یہ مبسوط مین ہی۔ ایک شخص نے دس درم ماہواری پر ایک دار اپنے رہنے یا اپنے اہل وعیال کے رہنے کے واسطے اس شرط سے کرایہ لیا کہ اس دار کی تعمیر کرا دیگا اور جو اسمین شکست و ریخت ہو گی اسکی مرمت کرا دیگا اور چوکیداری دیگا اور جو ٹکس سلطان وغیرہ کی طرف سے اسپر باندھا جائیگا۔ وہ ادا کر دیگا تو ایسا اجارہ فاسد ہی اور مشائخ نے فرمایا کہ تعمیر کرانے اور ٹکس دینے کی شرط کرنے کی صورت مین یہ حکم بیشک صحیح ہی کیونکہ عمارت بنوانا مالک مکان کے ذمہ ہی اور وہ فی نفسہ مجہول چیز ہی پس اسکی شرط کرنے مین آسنے اپنے اوپر ایک مجہول چیز کی شرط لگائی ولیکن چوکیداری رہنے والے پر ہوتی ہی پس اس سے اسنے اپنے اوپر مجہول چیز کی شرط نہین کی تو عقد فاسد نہ ہو گا اور اگر ایسے اجارہ کرنیکے بعد مستاجر نے اس مکان مین سکونت نہ اختیار کی تو اسپر کرایہ واجب نہ ہو گا۔ اور اگر اسمین رہا تو اجر المثل واجب ہو گا خواہ کسی قدر ہو مگر جسقدر بیان کر دیا ہی اس سے زیادہ نہ دیا جائیگا پس اصل یہ قرار پائی ہی کہ اگر عقد اجارہ مین کرایہ کی تعداد معلوم ہو اور اجارہ کسی دوسری وجہ سے فاسد ہو جاوے تو اسمین اجر المثل دینا پڑتا ہی مگر مقدار مسمی معلوم سے زیادہ نہین کیا جاتا ہی حتی کہ اگر مقدار مسمی پانچ درم ہون اور اجر المثل دس درم ہون تو پانچ ہی درم دینے پڑینگے اور اگر عقد اجارہ مین کرایہ کی تعداد مجہول ہو یا کچھ بیان ہی نہوئی ہو اس سبب سے عقد اجارہ فاسد ہو گیا تو اجر المثل واجب ہو گا چاہے جسقدر ہو سب دینا پڑیگا۔ اسی طرح اگر کچھ کرایہ معلوم اور کچھ مجہول ہو جیسے مرمت اور ٹکس کے مسئلہ مین ہی تو بھی اجر المثل سب دینا واجب ہو گا خواہ کسی قدر ہو اور واضح ہو کہ یہ کلام جو مذکور ہوا یہ مقدار مسمی سے زیادہ کرنے مین ہی ولیکن مقدار مسمی سے کم کرنے کے حق مین یہ حکم ہی کہ جس صورت مین مقدار مسمی کل معلوم ہو اور عقد اجارہ کسی دوسری وجہ سے فاسد ہو تو اجر المثل دینا پڑیگا اور اگر اجر المثل مقدار مسمی سے کم ہو تو کم کر دیا جائیگا مثلاً اجر المثل پانچ درم ہو اور مسمی دس درم ہون تو فقط پانچ درم واجب ہونگے اور اگر عقد اجارہ مین کچھ کرایہ معلوم اور کچھ مجہول ہو تو اجر المثل مین مقدار مسمی سے کم نہ کیا جائیگا جیسا کہ مرمت اور ٹکس کے مسئلہ مین ہی کہ اگر اس مسئلہ مین اجر المثل پانچ درم ہون اور مقدار مسمی دس درم ہون تو دس ہی درم واجب ہونگے یہ محیط مین لکھا ہی

تیسری فصل تفیز الطحان یا جو اُسکے معنی مین ہین ان اجارات کے بیان مین **قال المترجم** تفیز الطحان اجارہ کی صورت کا اشارہ ہو اور صورت اُسکی کتاب مین مذکور ہے۔ فرمایا تفیز الطحان کی یہ صورت ہو کہ ایک شخص نے دوسرے شخص سے ایک بیل اسواسطے کرایہ لیا کہ میرے گیہون اس شرط سے پیسے کہ بیل والے کو اسی آٹے سے ایک تفیز آٹا ملیگا یا کسی شخص کو مزدور کیا اس شرط سے کہ آدھے یا تہائی یا چوتھائی وغیرہ آٹے پر گیہون پیسے تو یہ اجارہ فاسد ہو اور جو شخص ایسے اجارہ کا جائز ہونا چاہتا ہو اُسکے حق مین یہ حیلہ ہو کہ گیہون والا کھرے آٹے کی ایک تفیز دینے کی شرط کرے اور یہ نہ کہے کہ ان گیہوؤن سے دونگا یا انھین گیہون کی چوتھائی کھرے آٹے مین سے دینے کی شرط کرے یعنی جسقدر ان گیہوؤن کی چوتھائی ہوتی ہو اسی قدر کھرے آٹے سے دینے کی شرط کرے کیونکہ آٹا جب کسی خاص گیہون کی طرف مضاف نہوگا تو وہ ذمہ واجب ہو جاویگا اور اجرت جسطرح نقد و مشار الیہ ہوتی ہو اسی طرح کبھی ذمہ بھی قرار دیجاتی ہو اور قرضہ ہوتی ہو پس اس حیلہ سے عقد جائز ہو جائیگا اور جب عقد جائز ہو گیا تو بعد پیسے جانے کے اگر چاہے تو انھین گیہوون کے آٹے مین سے چوتھائی آٹا دیدے یہ محیط مین ہو۔ اور اگر کسی شخص کو اسواسطے مزدور مقرر کیا کہ میرے گیہون بعوض ایک تفیز کے اسمین سے یا اسمین سے ایک تفیز اور ایک درم کے عوض پیسے یا اسواسطے کہ میری بکری بعوض اسکے ذبح کردے کہ ایک درم اور ایک رطل اسکا گوشت دونگا تو یہ اجارہ فاسد ہو یہ غیاثیہ مین ہو۔ اور اگر کسی تیلی کو تل اس غرض سے دیے کہ انکا تیل نکالے اور اسمین سے کچھ تیل تیلی کو دیگا یا کسی بز قصاب کو بکری ذبح کرنے کو دی اس شرط سے کہ کچھ گوشت اس بکری کا اُس کو دیگا تو فاسد ہو جائز نہین ہو یہ خزانۃ المفتیین مین لکھا ہو۔ اگر کوئی چکی اس طرح کرایہ لی کہ اس سے آٹا پیسے اور اسمین سے کچھ آٹا موجر کو دیگا تو صحیح نہین ہو یہ شرح ابو المکارم مین ہو۔ اگر کسی حمال کو ٹھہرایا کہ میرا اناج اٹھاکر پہونچا دے اور اسمین سے ایک تفیز اجرت دیگا یا کوئی گدھا اناج لادنے کے واسطے کرایہ کیا اسطرح کہ ایک تفیز اناج مین سے اجرت دیگا تو یہ اجارہ جائز نہین ہو اور اگر اُس نے لادا تو اجر المثل دلایا جائیگا مگر جو مقدار بیان کردی ہو اُس سے زیادہ نہ دیا جاویگا بخلاف اسکے اگر اس طرح حمال مقرر کیا کہ نصف اناج بعوض باقی نصف کے لادکر پہونچا دے تو اس صورت مین کچھ اجرت واجب نہ ہوگی اور یہ صورت بخلاف اس صورت کے ہو کہ اگر لکڑیان لادنے مین شرکت کرلی اور ایک نے لکڑیان توڑ کر ڈالین اور دوسرے نے جمع کردین تو اجرت مثل پوری واجب ہوگی چاہے جسقدر ہو سب دینی ہوگی یہ امام محمد رح کے نزدیک ہو یہ کافی مین ہو۔ اور واضح ہو کہ اصل یہ ٹھہری ہو کہ جب مستاجر نے تمام بوجھ اپنی ملک رکھا اور اجیر کیواسطے اسی مین سے کسی قدر دینے کی شرط کردی تو اجارہ فاسد ہوگا اور اگر اجیر نے اس صورت مین بوجھ اٹھاکر پہونچایا تو اُسکی اجرت واجب ہوگی اور اگر اسطرح اجیر حمال مقرر کیا کہ بوجھ مین سے کچھ مستاجر کا اور باقی اجرت مین ہو اور اجیر نے کام کیا تو کچھ اجرت واجب نہوگی اور اجارہ باطل ہوگا یہ تبیین مین لکھا ہو۔ اور اگر کسی شخص کو اس غرض سے مزدور مقرر کیا کہ اس روئی کے کھیت مین سے روئی چن دے اور اُس روئی مین سے دس سیر روئی اُسکی اجرت مقرر کی تو جائز نہین ہو۔ اور اگر یون کہا کہ دس سیر روئی اجرت ملیگی اور یہ نہ کہا کہ اسی روئی مین سے ملیگی تو اجارہ جائز ہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہو۔ ایک جولاہہ کو سوت اسطرح ٹھہراکر دیا کہ آدھے پر اسکو بن دے تو یہ کپڑا سوت کے مالک کا ہوگا اور جولاہہ کو اجر المثل ملیگا مگر جسقدر کپڑا اُس نے دینا قبول کیا تھا اُسکی قیمت سے زیادہ نہ دیا جائیگا اور مشایخ بلخ نے ایسا اجارہ بسبب ضرورت و تعامل کے جائز رکھا ہو لیکن صحیح وہی ہو جو ہمنے کتاب سے نقل کیا ہو یعنی فاسد ہو اور اجر المثل ملیگا کذا فی شرح الجامع الصغیر لقاضی خان۔ اگر

کوئی غلام ماذون یا غیر ماذون اس شرط سے اجارہ پر لیا کہ جو کچھ وہ غلام اس ٹٹو کا کرایہ کماوے اسمین سے نصف اجرت مین دیا جائیگا تو اجارہ فاسد ہی اور غلام کو اس کام کا اجر المثل ملیگا بشرطیکہ وہ غلام ماذون یعنی مولی نے اسکو تصرفات کی اجازت دیدی ہو یا مستاجر نے اسکو اُسکے مالک سے اجارہ پر لیا ہو اور اگر وہ غلام ماذون نہو اور نہ مستاجر نے اسکو اسکے مالک سے اجارہ پر لیا ہو پس اگر وہ غلام اسی کام مین تھک کر مرگیا تو مستاجر کو اسکی قیمت ڈانڈ دینی پڑیگی اور کچھ اجرت واجب ہوگی اور اگر وہ غلام صحیح و سالم بچ رہا تو مستاجر پر استحسانًا اجرت واجب ہوگی یہ مبسوط مین لکھا ہی اگر کسی شخص نے اپنی زمین کسی شخص کو درخت لگانے کے واسطے اس شرط سے دی کہ زمین و درخت دونون مین نصفا نصف ہونگے تو یہ جائز نہین ہی اور وہ درخت مالک زمین کے ہونگے اور اسپر اُن درختون کی قیمت ادا کرنی واجب ہوگی۔ اور وہ اجرت دینی پڑیگی جو ایسے کام کی ہوتی ہی اور مزدور کو یہ حکم ندیا جائیگا کہ ان درختون کو اکھاڑ لے اور اگر دونون نے اسکے ماحصل مین سے کچھ کھایا ہو تو مزدور نے جسقدر کھایا وہ اسکی اجرت مین وضع کر لیا جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی اگر کسی شخص نے اپنا ٹٹو ایک شخص کو اسواسطے دیا کہ اس سے کام لے اور اسکو کرایہ پر چلاوے بشرطیکہ جو کچھ اللہ تعالی رزق عطا فرماوے وہ ہم دونون مین نصفا نصف ہو جاوے پس اگر اجیر نے وہ ٹٹو لوگون کو کرایہ پر دیا اور اسکی اجرت وصول کر لی تو تمام کرایہ ٹٹو کے مالک کا ہوگا اور اجیر کو اسکے کام کی اجرت مثل ملیگی اور اگر اُس نے ٹٹو لوگون کو کرایہ پر نہ دیا بلکہ لوگون سے کامون کا ٹھیکہ لیا اور اُس ٹٹو یا چوپایہ کے ذریعہ سے وہ کام پورے کئے تو جسقدر اجرت ملیگی وہ اجیر کی ہوگی اور جو کچھ اُس ٹٹو کا اجر المثل ہو اسقدر کرایہ اجیر کو اُسکے مالک کو دینا پڑیگا یہ محیط مین ہی اگر کسی شخص کو اونٹ مع پکھال اسواسطے دیا کہ پانی بھر کر فروخت کرے بشرطیکہ جو کچھ اللہ تعالی اس سے رزق عطا فرماوے وہ ہم دونون مین نصفا نصف تقسیم ہو جاوے تو یہ فاسد ہی پھر اگر اس نے اونٹ اور پکھال سے کام لیا اور پانی فروخت کیا تو سارے دام عامل کو ملینگے اور عامل پر واجب ہوگا کہ مالک اونٹ کا اجر المثل اور پکھال کا اجر المثل ادا کرے اسی طرح اگر کسی شخص کو جال شکار کے واسطے دیا بشرطیکہ جو کچھ شکار حاصل ہو وہ دونون مین نصفا نصف رہے تو بھی جو کچھ شکار ہاتھ آوے وہ سب صیاد کا ہوگا اور جال کا اجر المثل اسکے مالک کو ادا کریگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ اگر کسی شخص نے ایک اونٹ اس غرض سے کرایہ لیا کہ اسپر اپنی ذاتی چیزین لادکر گونون مین بھر کر فروخت کرے بشرطیکہ جو کچھ اسکی تجارت مین حاصل ہو اسکا نصف اس اونٹ کا کرایہ ہوگا تو یہ فاسد ہی اور جو کچھ اسنے اپنی تجارت مین کمایا ہی وہ سب اسی کا ہوگا اور اُسپر واجب ہوگا کہ اونٹ کے مالک کو ایسے کام کا اجر المثل ادا کرے یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اگر زید نے عمرو کو اپنا گھر اسواسطے دیا کہ عمرو اسمین گیہون بھر کر فروخت کرے بشرطیکہ جو کچھ اللہ تعالی کے فضل سے حاصل ہو وہ دونون کو برابر تقسیم ہو اور عمرو نے اُس گھر پر قبضہ کرکے گیہون فروخت کرنے شروع کیے اور کچھ دنون بہت سا مال حاصل کیا تو یہ سب مال عمرو کا ہوگا اور زید کو اسکے گھر کا اجر المثل ملیگا۔ اور اگر زید نے عمرو کو اس غرض سے دیا کہ اسکو اجارہ پر دیدے اور اسمین گیہون فروخت کیے جاوین بشرطیکہ جو کچھ اللہ تعالی کرایہ نصیب کرے وہ دونون مین برابر تقسیم ہوگا تو ایسا اجارہ فاسد ہی۔ اور اگر عمرو نے اسکو کرایہ پر دیدیا اور کرایہ وصول کر لیا تو سب کرایہ زید کو ملیگا پھر جب مستاجر نے مدت اجارہ تک اس سے نفع حاصل کیا تو زید پر واجب ہوگا کہ عمرو کے کام کا اجر المثل عمرو کو دے یہ محیط مین ہی اور اگر کسی شخص کو ایک درم روزانہ مقرر کیا اور شرط کی کہ جو کچھ تو شکار کرکے لادے وہ ہم دونون مین برابر تقسیم ہوگا تو یہ فاسد ہی اور اس شخص نے

جو کچھ شکار کیا وہ سب مستاجر کو دیا جائیگا اور مستاجر کو اس شخص کے کام کا اجر المثل دینا پڑیگا۔ اور اگر کسی غلام کو اجارہ لیا اور
شرط کی کہ جو کچھ نفع تجارت سے حاصل کرکے لادے آمین سے نصف اجرت ہوگا یا کسی کو بکریان چرانے کے واسطے
اس شرط سے اجارہ کیا کہ بکریون کا دودھ یا کچھ دودھ یا بکریون کی اُون اسکے اجیر کو دیگا تو جائز نہین ہو اور اجر المثل
دینا پڑیگا یہ تاتارخانیہ مین ہو۔ ایک شخص کو ایک گاے اس شرط سے دی کہ اسکو چارہ دیوے اور جو کچھ اسکا دودھ اور گھی
حاصل ہو وہ ہم دونون مین برابر تقسیم ہوگا تو ایسا اجارہ فاسد ہو اور گاے کے مالک پر واجب ہوگا کہ اس شخص کو اسکے
کام کی اجرت دیوے اور اسکے اجارہ کی قیمت دیوے بشرطیکہ چارہ اُس نے اپنی ملک سے دیا ہو اور اگر اسنے چراگاہ
سے چرایا ہو تو واجب نہین ہو اور وہ شخص تمام دودھ اگر بعینہ موجود ہو مالک کو واپس کریگا اور اگر اس نے تلف کردیا
ہو تو مالک کو اسکے مثل دیگا کیونکہ دودھ بھی مثلی چیزون سے ہو اور اگر اس نے دودھ کو بچا کر چکا دہی بنایا تو وہ اُسکا
ہوگا اور اُسپر واجب ہوگا کہ دودھ کے مثل ڈانڈ دے کیونکہ دہی بنانے سے مالک کا حق منقطع ہوگیا ہو اور اُسکے
جائز ہونے کے واسطے حیلہ یہ ہو کہ آدھی گاے کچھ دامون کو اُسکے ہاتھ فروخت کردے اور ثمن سے اُسکو بری کردے
پھر اسکو حکم دے کہ اسکے دودھ سے سکہ یا چکا دہی بنادے پس وہ دونون مین برابر مشترک ہوگا۔ اسیطرح اگر کوئی مرغی
اس شرط سے دی کہ اسکے انڈے دونون مین برابر تقسیم ہون یا کرم پلیہ اس شرط سے دیے کہ ابریشم دونون کو برابر تقسیم ہو
تو جائز نہین ہو اور جو کچھ پیدا ہو وہ سب مرغی اور کرم پلیہ کے مالک کو ملیگا یہ وجیز کردری مین ہو۔ پھر مالک نے جس شخص کو
گاے یا مرغی دی ہو اگر اس نے کسی دوسرے کو آدھی بٹائی پر دیدی اور اُسکے قبضہ مین تلف ہوگئی تو جس شخص کو مالک
نے پہلے دی ہو وہ ضامن ہوگا اور اگر اُسنے گاے کو چرنے کے واسطے چراگاہ بھیجا اور وہان ضائع ہوئی تو وہ ضامن
ہوگا کیونکہ چراگاہ بھیجنے کا دستور جاری ہو یہ محیط مین ہو۔ ایک شخص کو بیضۂ کرم پلیہ آدھے کی بٹائی پر دیے پھر جب اُن
انڈون مین سے بچے نکلے تو شریک نے کہا کہ امین سے اکثر بچے مرگئے ہین پس مالک نے کہا کہ تو مجھے انڈون کی
قیمت دیدے اور مین بچون سے درگذرا حالانکہ شریک اپنے قول مین جھوٹا تھا تو سب بچے مالک کو ملینگے اور مالک پر واجب
ہوگا کہ شریک کے کام کا اجر المثل اسکو دیوے اور شہتوت کے پتون کی بھی قیمت ادا کرے یہ وجیز کردری مین لکھا ہو۔ اگر
عمرو نے زید کے بیضۂ کرم پلیہ یا مرغی کے انڈے غصب کرلیے اور انکو رکھ چھوڑا یہانتک کہ اُنسے کرم پلیہ یا چوزے
پیدا ہوئے تو شمس الائمہ حلوائی سے منقول ہو کہ اگر خود بخود پیدا ہوئے ہون تو مالک کو ملینگے۔ اور واضح ہو کہ اس جنس کے
مسائل مین جواز کا حیلہ یہ ہو کہ انڈے یا مرغی کا مالک آدھے انڈے یا آدھی مرغی اُس شخص کے ہاتھ فروخت کردے
جسکو اُسنے دی ہو اور دامون سے اُسکو بری کردے تو پھر جو کچھ پیدا ہوگا وہ دونون مین برابر تقسیم ہوگا یہ محیط مین لکھا ہو۔ زید
کا قرضدار عمرو نامے دوسرے شہر مین رہتا ہو پس زید نے خالد سے کہا کہ تو وہان جاکر میرا قرضہ وصول کرلے اور جب
تو نے وصول کرلیا تو ان درمون مین سے دس درم تجھکو اجرت دونگا پس خالد نے جاکر قرضہ وصول کرلیا تو اجر المثل
واجب ہوگا اور مقبوضہ مین سے دس درم دینے کی شرط فاسد ہو کیونکہ وہ قفیز الطحان کے معنی مین ہو یہ جواہر الفتاوی
مین ہو۔ اگر کسی شخص کو کار معلوم کے واسطے مزدور کیا اور مزدوری بیان نہ کی یا خون یا مردار چیز مزدوری ٹھہرائی تو
اجر المثل چاہیے جسقدر ہو دینا پڑیگا اسی طرح اگر کچھ درم گنتی مین مزدوری مین ٹھہرائے اور اُنکا وزن بیان نہ کیا
حالانکہ اس شہر مین نقود مختلفہ رائج ہین تو بھی یہی حکم ہو اور اگر کوئی نقد زیادہ چلتا ہو تو وہی مراد رکھا جائے گا۔ یہ

وجیز کردری مین ہو - اگر ایک تالاب سے نرکل کاٹنے کے واسطے کسی شخص کو اس شرط سے مزدور کیا کہ ان نرکلون مین سے پانچ گٹھے مزدور کو ملینگے تو جائز نہین ہو اور اگر یون کہا کہ مین نے تجکو ان پانچ گٹھون پر اس واسطے مزدور کیا کہ اس تالاب کے نرکل کاٹ دے تو جائز ہی اور اگر یون کہا کہ مین نے تجھے پانچ گٹھون پر اسواسطے مزدور مقرر کیا کہ تو اس تالاب کے نرکل کاٹ دے تو جائز نہین ہو کیونکہ گٹھے مجہول ہین یعنی معلوم نہین کہ کس چیز کے کسقدر گٹھے ٹھہرائے ہین یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی

چوتھی فصل اُن صورتون کے بیان مین جنمین اجارہ اس باعث سے فاسد ہوتا ہی کہ اجارہ کی چیز دوسرے کے کام مین پھنسی ہوئی ہی - اگر کوئی مکان کرایہ لیا حالانکہ اسمین مالک کا اسباب رکھا ہو تو کرخی رحمہ نے اپنی مختصر مین امام اعظم رحمہ سے یہ روایت نقل کی ہو کہ ایسا اجارہ جائز ہو ولیکن مالک کو حکم کیا جائیگا کہ خالی کر کے مستاجر کے سپرد کر دے اور اسی پر فتویٰ ہو مگر جب خالی کرنے مین کھلا ہوا ضرر مالک کو پہونچتا نظر آوے تو یہ حکم نہ کیا جاویگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہو اگر ایسی زمین اجارہ لی جسمین کھیتی یا تاک انگور ہونے کی وجہ سے زراعت نہین ہو سکتی ہو تو اجارہ فاسد ہو اور اگر مالک نے اسکو اکھاڑ کر خالص زمین مستاجر کے سپرد کر دی تو جائز ہی کیونکہ مانع مرتفع ہو گیا اور اگر کھیتی ایسی پختہ ہو گئی کہ کاٹنے سے اسکو ضرر نہ پہونچے تو بھی اجارہ جائز ہو اور مالک کو حکم دیا جائیگا کہ کھیتی کاٹ لے اور اگر نالش دائر ہونے سے پہلے اجارہ کی کچھ مدت گذر گئی پھر مالک نے اسمین سے کھیتی کاٹ لی تو مستاجر کو اختیار ہو گا کہ چاہے زمین پر قبضہ کرے اور جتنے دنون قبضہ نہین کیا ہو انکی اجرت وضع کر دے یا چھوڑ دے بخلاف اسکے اگر رہنے کیواسطے کوئی گھر کرایہ لیا اور مالک نے اسکو کچھ مدت تک رہنے نہ دیا پھر راضی ہوا تو مستاجر کو چھوڑ دینے کا اختیار نہو گا اور باقی مدت کا اجارہ لازم ہو گا یہ محیط سرخسی مین ہو - اگر ایسی زمین ایک سال کے واسطے اجارہ لی جسمین رطبہ بویا ہوا ہو تو امام اعظم رحمہ اور امام محمد رحمہ کے نزدیک اجارہ فاسد ہو پھر اگر مالک نے رطبہ اکھاڑ لیا اور مستاجر سے کہا کہ خالص زمین پر قبضہ کر لے تو جائز ہو اور اگر اس سے پہلے اس نے نالش کی اور حاکم نے اجارہ باطل کر دیا پھر اسکے بعد مالک نے رطبہ کاٹ کر زمین مستاجر کے قبضہ مین دینی چاہی تو صحیح نہین ہو لیکن اگر از سر نو عقد اجارہ قرار دین تو صحیح ہوا در اگر مدت اجارہ مین سے ایک یا دو دن نالش کرنے سے پہلے گذر گئے پھر مالک نے رطبہ کاٹ لیا تو مستاجر کو اختیار ہو اگر چاہے تو اسی اجارہ پر زمین پر قبضہ کر لے اور ایام غیر مقبوضہ کی اجرت کم کیجائیگی یا اجارہ چھوڑ دے اور قبضہ نہ کرے یہ سراج الوہاج مین ہو - پھر اگر کھیتی پختہ نہوئی ہو اور یہ منظور ہو کہ زمین کا اجارہ جائز ہو جاوے تو اسکا حیلہ یہ ہو کہ مستاجر کو کھیتی بٹائی پر دیدے بشرطیکہ وہ کھیتی مالک زمین کی ہو اور یہ شرط ٹھہرائے کہ اسمین مستاجر خود مع اپنے نوکرون چاکرون کے کام کرے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ اسمین رزق دے وہ سو حصہ ہو کر اسطرح تقسیم ہو کہ اسمین سے ایک حصہ مالک کو اور ننانوے حصے مستاجر کو ملینگے پھر مالک اسکو اجازت دیدے کہ جو اُسکا حصہ ہو وہ اس زمین کے کام مین یا جسمین اُسے منظور ہو صرف کر دے پھر اُسکے بعد وہ زمین اسکو اجارہ پر دیدے - اور اگر وہ کھیتی کسی دوسرے شخص کی ہو تو سال گذرنے کے بعد اجارہ پر دینا چاہیے یعنی جب سال گذر جاوے تو تیرے پاس اجارہ پر ہی پس اجارہ جائز ہو گا اور یہ اجارہ زمانہ مستقبل کی طرف مضاف ہو گا اور اسیطرح درختون اور انگور مین بھی یہی حیلہ ہو کہ پہلے درخت و انگور بٹائی پر دیدے یہ محیط مین ہو - اور دوسرا حیلہ یہ ہو کہ اگر وہ کھیتی مالک زمین کی ہو تو پہلے وہ کھیتی مستاجر کے ہاتھ ثمن معلوم فروخت کر دے اور دونون باہم قبضہ کر لین پھر وہ زمین مستاجر کے ہاتھ

اجارہ پر دیدے۔ اور اگر کھیتی کسی دوسرے شخص کی ہو تو بعد مدت گذرنے کے اجارہ پر دیدے۔ اور اگر باوجود اسکے
بدون حیلہ کیے ہوے اجارہ پر دیدی اور پھر جب زمین خالی ہو گئی تو مستاجر کے سپرد کردی تو بھی اجارہ عود کر کے جائز
ہو جائیگا یہ خلاصہ مین ہے۔ اور اگر کسی نے ایسی زمین اجارہ پر دی کہ جسمین تھوڑی زمین خالی ہے اور تھوڑی زمین مین کھیتی
ہے تو کھیتی والے ٹکڑے کا اجارہ فاسد ہے اور اُسکے فاسد ہونے کی وجہ سے خالی زمین کا اجارہ بھی فاسد ہو گیا۔ یہ جواہر الفتاوی
مین ہے۔ اور فتاوی فضلی مین یون لکھا ہے کہ اگر ایسی زمین اجارہ لی کہ جسمین تھوڑے حصہ مین کھیتی ہے اور تھوڑی خالی ہے تو
تو خالی حصہ کا اجارہ جائز ہو گا اور جس مین کھیتی ہے اُسکا ناجائز ہو گا اور اگر دونون نے اختلاف کیا تو موجر کا قول قبول ہو گا
یہ محیط مین ہے۔ اگر لونیا زمین یا ایسی زمین جس سے پانی رستا ہے اور وہ قابل زراعت نہین ہے اجارہ لی تو صحیح نہین ہے
کیونکہ عادت سے معلوم ہوا کہ زراعت کی منفعت اس سے حاصل نہین ہو سکتی ہے یہ بدائع مین ہے۔ اگر کسی شخص نے
گیہون وغیرہ کے درخت خریدے تاکہ انکو قطع کرے یا مطلقاً چھوڑ دیا کچھ بیان نہ کیا اور خرید صحیح ہو گئی پھر وہ درخت لگے
رہنے کے واسطے کچھ مدت کے لیے زمین اجارہ پر لی تو جائز ہے اور اگر اس مستاجر نے وہ درخت یہان تک چھوڑ رکھے
کہ بڑھکر وہ پوری کھیتی ہو گئے تو بائع کو اجرت دینی پڑیگی اور جسقدر درختون مین زیادتی ہوئی ہے وہ مستاجر کو حلال ہے
کیونکہ اجارہ صحیح تھا اور اگر درختون کے مشتری نے زمین اسطرح کرایہ لی کہ جب تک یہ درخت بڑھکر پوری کھیتی ہو جاوین
تب تک اجارہ پر ہو تو یہ اجارہ فاسد ہے کیونکہ مدت معلوم نہین ہے اور اگر اُس نے کچھ کھیتی پختہ ہونے تک یہ درخت
زمین پر لگے رکھے تو مستاجر کو اجر مثل دینا پڑیگا بخلاف نخیل کے کہ نخیل کی صورت مین بالکل اجرت واجب نہین
ہوتی اور فرمایا کہ مستاجر کو اسقدر کھیتی حلال ہے کہ جسقدر اُس نے ثمن دیا اور جسقدر اجرت ادا کی ہے اور باقی زیادتی کو صدقہ
کردے اور یہ جو ہمنے ذکر کیا ہے یہ قیاس امام اعظم رح و امام محمد کا ہے اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک سب صورتون
مین اسکو زیادتی حلال ہے یہ ذخیرہ مین ہے۔ اگر کسی نخل کے چھوہارے خریدے پھر کسی قدر مدت کے واسطے نخیل کو اجارہ
لیا جس مین یہ چھوہارے لگے ہوے ہین تو جائز نہین ہے کیونکہ یہ لوگون کے اجارات مین سے نہین ہے یہ محیط مین
ہے۔ اور اگر مستاجر نے اس صورت مین اجرت ادا کردی ہو تو واپس کریگا اور جو کچھ پھلون مین زیادتی ہو گئی وہ اسکو
حلال ہوگی یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر نخل مین پھل خریدے پھر وہان کی زمین بدون نخل کے اجارہ لی تو جائز نہین ہے
کیونکہ اسکے اور پھلون کے درمیان درخت حائل ہے اور وہ موجر کی ملک ہے اور جو چیز اُس نے اجارہ لی ہے وہ بھی
خالی نہین یعنی اُسمین بھی موجر کی چیز یعنی درخت موجود ہے۔ اسی طرح اگر رطبہ کی جڑ نہ خریدی صرف اسکی بالائی پتے
وغیرہ خریدے پھر رطبہ کے باقی رکھنے کے واسطے زمین اجارہ مین لی تو جائز نہین ہے کیونکہ رطبہ کی جڑ ملک موجر
کی ہے پس مستاجر او مستاجر کی ملک کے درمیان موجر کی ملک حائل رہی۔ اور اگر کوئی ایسا نخل خریدا جسمین چھوہارے
لگے ہین اور غرض یہ تھی کہ اسکو کاٹ لے پھر چھوہارون کے باقی رکھنے کے واسطے زمین کرایہ لے لی تو جائز ہے
اسی طرح اگر رطبہ مع جڑون کے خرید کیا پھر اسکو باقی رکھنے کے واسطے زمین اجارہ لے لی تو جائز ہے اور اگر ان سب
صورتون مین زمین اجارہ لی تو جائز ہے یہ محیط و یتیمیہ مین ہے۔ میرے والد سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے کچھ زمین
خربزون کی فالیز کے واسطے اجرت معلومہ پر کرایہ لی اور وہان مٹی اور کھاد اُس زمین کی اصلاح کے واسطے ہے اور
جسنے اجارہ دی ہے اُس نے نہ مدت بیان کی اور نہ کھاد کے دام تبلائے پس آیا یہ اجارہ استحسان مین صحیح ہے فرمایا کہ

نہین صحیح ہو پھر دریافت کیا گیا کہ اگر مستاجر نے اپنے پاس سے فالیز کی اصلاح اور بیجون کے اگنے کیو اسطے کچھ ضروری خرچ کیا پھر معلوم ہوا کہ یہ اجارہ فاسد ہو پس یہ خرچہ لغو ہو جائیگا یا مالک زمین سے ضمان لے سکتا ہو فرمایا کہ ہان اور مالک زمین سے ضمان نہین لے سکتا ہو پھر دریافت کیا گیا کہ جب شرعًا ضمان نہین لے سکتا ہو تو اسکو یہ بھی اختیار ہو کہ جو کچھ اُس نے اصلاح کی ہو اسکو بگاڑ دے اور خربزے کی بیلون کو تلف کر دے تو فرمایا کہ ہان خربزے کی بیلون کو تلف کر سکتا ہو ولیکن جو اُس نے اصلاح کی ہو اسکا بگاڑنا خباثت ہو پس یہ اختیار نہ دیا جاویگا یہ تاتارخانیہ مین ہو۔ مشتری نے خریدا ہوا غلام قبضہ سے پہلے بائع کو اجارہ پر دیا کہ ایک مہینہ تک اسکو روٹی پکانا یا سلائی ایک درم مین سکھلا دے تو یہ جائز ہو اور بائع نے اگر سکھلا دیا تو اجرت اسکو ملیگی اور اگر مہینہ گذرنے سے پہلے یا اسکے بعد بائع کے پاس مرگیا تو بائع کا مال گیا اور جو کچھ مشتری نے کیا یہ قبضہ شمار نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر کوئی کپڑا خریدا اور رنگنے یا دھونے کے واسطے اُسی کو اجارہ دیا تو جائز ہو اور اگر وہ تلف ہوگیا پس اگر قطع کرنے سے یا دھونے سے اسمین نقصان آگیا ہو تو مشتری قابض شمار ہوگا اور تلف ہونے سے مشتری کا مال گیا ورنہ بائع کا مال گیا۔ اور اگر مشتری نے بائع کو اسواسطے اجیر مقرر کیا کہ خریدی ہوئی چیز اسقدر اجرت پر اپنی حفاظت مین رکھے تو یہ اجارہ فاسد ہو کیونکہ مشتری کو سپرد کرنے تک اسکی حفاظت بائع کے ذمہ ہو اسی طرح اگر راہن نے مرتہن کو شے مرہون کی حفاظت کے واسطے اجرت پر مقرر کیا تو بھی یہی حکم ہو اور اگر مرتہن کو کسی کام سکھلانے کے واسطے اجارہ پر مقرر کیا مثلاً راہن کے غلام کو کوئی ہنر سکھلا دے تو جائز ہو اسی طرح اگر مالک نے غاصب کو اجارہ پر مقرر کیا تو بھی حکم مین یہی تفصیل ہوگی جو مذکور ہوئی یہ قنیہ مین ہو۔

سولھوان باب اجارہ مین شیوع ہونے کے احکام مین اور طاعات و معاصی و افعال مباح کے واسطے اجارہ لینے کے بیان مین۔ ایسی غیر منقسم چیز کا اجارہ جو قابل قسمت ہو اور جو نہین ہو امام اعظم رح کے نزدیک فاسد ہو اور اسی پر فتوی ہو یہ فتاوی قاضی خان مین ہو اور صاحبین کے نزدیک جائز ہو بشرطیکہ اپنا حصہ بیان کر دے اور اگر اپنا حصہ بیان نہ کیا تو صحیح قول کے موافق جائز نہین ہو اور مغنی مین لکھا ہو کہ غیر منقسم چیز کے اجارہ مین صاحبین رح کے قول پر فتوی ہو یہ تبیین مین ہو اور ایسے اجارہ کی صورت یہ ہو کہ اپنے گھر مین سے ایک حصہ اجرت پر دیا یا ایک مشترک گھر مین سے اپنا حصہ شریک کے سوا دوسرے کو اجارہ پر دیا یا نصف غلام یا نصف چوپایہ اجارہ پر دیا یہ جواہر اخلاطی مین ہو اور بالاجماع اگر اپنے شریک کو اجارہ پر دیا تو جائز ہو خواہ ایسی چیز غیر منقسم ہو جو قابل قسمت نہین ہو یا قابل قسمت ہو خواہ اپنا پورا حصہ اجارہ پر دیدیا ہو یا کسی قدر حصہ دیا ہو یہ خلاصہ مین ہو۔ اور اگر اجارہ مین پہلے شیوع نہو پھر کسی وجہ سے شیوع طاری ہو جاوے تو اس سے اجارہ فاسد نہین ہوتا ہو اسپر اجماع ہو مثلاً پورے گھر کا اجارہ کیا پھر دونون نے نصف کا اجارہ فسخ کر دیا یا ایک شخص دونون مین سے مرگیا یا کسی قدر گھر استحقاق مین لے لیا گیا تو باقی کا باقی رہیگا۔ اور نصاب وغیرہ مین لکھا ہو کہ مشاع مین اجارہ جائز ہونے کی صورت یہ ہو کہ کوئی حاکم ایسا حکم دیدے پس سب امامون کے نزدیک بالاتفاق جائز ہو جائیگا یا کوئی حکم ایسا حکم لگا دے بشرطیکہ قاضی کے پاس مرافعہ کرنا متعذر ہو یا ایسا ہو کہ پہلے کل چیز کا اجارہ قرار دے پھر اسمین سے آدھی و تہائی و چوتھائی جسقدر دونون کا جی چاہے اجارہ فسخ کر دین پس باقی کا بالاتفاق جائز ہوگا یہ مضمرات مین ہو۔ اور اگر کوئی چیز دو شخصون کو اجارہ پر دیدی تو جائز ہو اور دونون مستاجرون مین سے ہر ایک اُس چیز کی نصف منفعت غیر منقسم کا مالک ہو یہ کافی مین لکھا ہو۔ اور اگر عمارت

بدون زمین کے اجارہ پر دیدی تو نہین جائز ہو اور امام محمد رح سے نوادر مین ذکر فرمایا کہ یہ جائز ہو اور قاضی امام علی نسفی رح نے فرمایا کہ ہمارے شیخ رح اسی پر فتوے دیتے تھے اسی طرح اگر عمارت کسی شخص کی مملوکہ ہو اور جس زمین مین یہ عمارت بنی ہوئی ہو وہ وقف ہو اور مالک نے عمارت کرایہ دیدی تو جائز نہین ہو کیونکہ یہ بھی مشاع کے معنی مین ہو اور بعض نے فرمایا کہ جائز ہو اور اگر کسی شخص نے ایک مجلس اجارہ مین دی حالانکہ ایک بیت اسمین کا کسی دوسرے شخص کے پاس کرایہ پر ہو تو ماسوائے بیت کے باقی کا اجارہ جائز ہو اور شمس الائمہ حلوائی کی کتاب الحیل مین مذکور ہو کہ اگر عمارت کسی شخص کی ہو اور اسکی زمین کسی دوسرے شخص کی ہو اور عمارت کے مالک نے سوائے زمین کے مالک کے کسی دوسرے کو یہ عمارت کرایہ پر دیدی تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہو اور شمس الائمہ نے خود بیان کیا کہ فتوی جواز پر ہو اور اگر اسکی زمین کے مالک کو اجارہ پر دیدے تو بیشک جائز ہو۔ اور اگر سوائے عمارت کے اسکی زمین اجارہ لی تو جائز ہو یہ خلاصہ مین ہو۔ تتمیہ مین لکھا ہو کہ شیخ ابو الحسن بن علی رح سے دریافت کیا گیا کہ زید نے عمرو سے کہا کہ مین نے تجھے یہ نصف دار غیر منقسم اور وہ دار فارغ پورا اجارہ دیا پس آیا دوسرے دار کا اجارہ جو فارغ ہو صحیح ہو یا نہین صحیح ہو تو فرمایا کہ اسکا اجارہ جو فارغ ہو صحیح ہو یہ تاتارخانیہ مین ہو۔ جو اعمال بندون کے طاعات ہین جیسے قرآن مجید پڑھانا یا فقہ پڑھانا اور اذان و وعظ کہنا اور پڑھانا اور حج و عمرہ وغیرہ ایسے اعمال کا اجارہ لینا جائز نہین ہو اور اجرت واجب ہنوگی یہ اصل مین لکھا ہو کذا فی الخلاصہ۔ مسجدون و رباطات و پل بنانے کے واسطے اجارہ لینا جائز ہو یہ بدائع مین ہو۔ اور لغت و علم ادب یعنی زباندانی سکھلانے کے واسطے اجارہ لینا بالاجماع جائز ہو یہ سراج الوہاج مین ہو اور مشائخ بلخ رح نے تعلیم قرآن کے واسطے اجارہ لینا جائز رکھا ہو بشرطیکہ اُسکے واسطے کوئی مدت مقرر کی ہو اور فتوی دیا کہ اس صورت مین جو اجرت ٹھہری ہو وہ واجب ہوگی اور اگر اجارہ نہ ٹھہرایا یا مدت بیان نہ کی تو مشائخ بلخ نے فتوی دیا کہ اس صورت مین اجر المثل واجب ہوگا کذا فی المحیط اور استحساناً ان مشائخ نے حکم دیا کہ بچہ کے والد پر جبر کیا جائیگا کہ رسمی طعام ضروری بھیجے اور شیخ امام ابو بکر محمد بن الفضل فرماتے تھے کہ مستاجر پر اجرت تعلیم قرآن ادا کرنے کے واسطے جبر کیا جائیگا اور اگر نہ دے تو قید کیا جائیگا اور فرماتے تھے کہ اسی پر فتوی ہو اور مانند فقہ وغیرہ کی تعلیم کے لیے اجارہ لینے مین بھی یہی حکم ہو اور ہمارے زمانہ مین فتوی کیواسطے انھین مشائخ رحمہم اللہ کا قول مختار ہو یہ فتاوی عتابیہ مین ہو۔ اور اگر کسی معلم کو اپنے لڑکے کے واسطے کتابت یا نجوم یا طب یا تعبیر سکھلانے کے لیے اجارہ پر مقرر کیا تو بالاجماع جائز ہو اور فتاوی فضلی مین لکھا ہو کہ اگر کسی معلم کو لڑکون کے حفظ یا تعلیم خط یا ہجا کے واسطے اجارہ لیا تو جائز ہو اور اگر معلم سے یہ شرط ٹھہرائی کہ اسکو حاذق کر دے تو اصل مین مذکور ہو کہ یہ فاسد ہو اور شروط مین لکھا ہو کہ اگر اپنا بیٹا یا غلام اسواسطے دیا کہ اسکو حساب آجاوے تو نہین جائز ہو اور اگر یہ شرط لگائی کہ ان چیزون کے سکھلانے مین کوشش کرے تو جائز ہو اور بھی شروط مین امام محمد سے مروی ہو کہ اگر کسی شخص کو اسواسطے اجارہ لیا کہ کوئی حرفہ معین میرے لڑکے کو سکھلا دے پس اگر کوئی مدت بیان کر دی مثلاً ایک مہینہ تک اسکو یہ کام سکھلا دے تو عقد صحیح ہو اور اجارہ مدت پر قرار دیا جائیگا کہ اگر معلم نے اتنی مدت تک اپنے تئین اس کام مین لگایا تو اجرت کا مستحق ہوگا خواہ لڑکے نے سیکھ لیا ہو یا نہین اور اگر مدت بیان نہ کی تو عقد فاسد ہو پھر اگر اُسنے سکھلا دیا تو اجرت کا مستحق ہوگا ورنہ نہین پس حاصل یہ ہو کہ اسمین دو روایتین ہین اور مختار یہ ہو کہ جائز ہو یہ مضمرات مین ہو۔ ایک شخص نے اپنا لڑکا کسی کو دیا کہ اسکو فلان حرفہ سکھلا دے اور یہ لڑکا اُس معلم کا چھ مہینے کام کر دیگا تو جائز نہین ہو اور اگر اُسنے یہ حرفہ

سکھلا دیا تو اجر المثل واجب ہوگا یہ وجیز کردری مین ہے۔ ایک شخص نے ایک معلم کو اسواسطے مقرر کیا کہ میرے لڑکے کو ادب سکھلاوے پھر سال کے اندر اسکو روک لیا تو شیخ نے فرمایا کہ آنچہ خواہد بدہد از روے مروت بدہد یعنی اجرت دینے مین شیخ رحمہ نے فرمایا کہ از روے مروت سے انکا باپ جو کچھ چاہے دیدے یہ جواہر الفتاوی مین ہے۔ ایک معلم کو نو درم ماہواری پر دو لڑکون کی تعلیم کے واسطے اجارہ لیا کہ ایک کو علم ادب سکھلاوے اور دوسرے کو قرآن شریف پڑھاوے پھر معلم نے کہا کہ قرآن شریف پڑھانا میرا کام نہین ہے پس تو کسی شخص کو جتنے کو لوگ مقرر کرتے ہین مقرر کرلے اور میری اجرت مین سے اسکو دے مستاجر نے ایسا ہی کیا اور چاہا کہ اجرت نصفا نصف دونون کو دے تو ادیب نے کہا کہ قرآن شریف کے معلم کو ماہواری ایک درم یا آدھا درم دینے کی عادت ہے پس تو جو کرتا ہے مین اسپر راضی نہین ہون تو شیخ رحمہ نے فرمایا کہ یہ صورت قریب قریب اسکے ہے کہ گویا اُسنے مستاجر کو اپنی طرف سے اس کام کا وکیل مقرر کیا پس معلم قرآن کو اسکی اجرت مین سے اُسی قدر کاٹ کر دیا جائیگا جسقدر کا وہ مستحق ہے یہ حاوی مین ہے۔ اگر کسی شخص کو اجرت معلومہ پر معلم کیا اور لڑکون کی تعداد بیان نہ کی تو جائز ہے یہ ملتقط مین ہے۔ ایک مدت معلومہ تک قبر پر قرآن شریف پڑھنے کے واسطے اجارہ لینے مین مشائخ کا اختلاف ہے اور بعض نے فرمایا کہ جائز ہے اور یہی قول مختار ہے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے۔ ایک شخص نے اپنے نابالغ لڑکے کو کوئی خاص حرفہ کے سکھلانے کے واسطے ایک اُستاد کو دیا کہ چار برس مین اسکو یہ حرفہ سکھلاوے اور اسنے باپ کے ذمہ یہ شرط لگائی کہ اگر چار برس سے پہلے اُسنے بیٹے کو روک رکھا تو استاد کے اسپر سو درم واجب ہونگے پھر باپ نے دو برس بعد روک رکھا تو اُسپر سو درم واجب نہ ہونگے بلکہ اس تعلیم کا اجر المثل دینا پڑیگا یہ جواہر الفتاوی مین ہے۔ فتاوی آہو مین لکھا ہے کہ ایک شخص نے اپنا لڑکا ایک معلم کے پاس تعلیم کے واسطے بھیجا اور اُسکے ساتھ بہت سی چیزین بھیجین اُسنے ایک مہینہ تعلیم کیا پھر غائب ہوگیا پس آیا لڑکے کے باپ کو اختیار ہے کہ جو کچھ اُسنے دیا ہے وہ واپس لے تو فرمایا کہ اگر بطور اجرت کے بھیجا ہو تو جسقدر ایک مہینہ کی اجرت سے زیادہ ہو اسقدر واپس لے سکتا ہے یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ اگر کوئی کتاب اسواسطے اجرت پر لی کہ اسمین پڑھیگا خواہ شعر ہون جنکو پڑھیگا یا فقہ کی کتاب ہو یا اُسکے مانند ہو تو نہین جائز ہے اور موجر کو کچھ اجرت نہ ملیگی اگرچہ مستاجر نے ایسے شعرون کو پڑھا ہو ایسے ہی مصحف کے اجارہ مین بھی یہی حکم ہے اور شاید یہ سب مسئلہ نظیری ہین اور جس مسئلہ کی نظیر ہین وہ یہ ہے کہ ایک شخص نے انگور کا باغ اس غرض سے کرایہ لیا کہ اسکا فقط دروازہ کھولکر اسکو دیکھتا رہیگا اور اُسکے اندر داخل نہوگا کہ وحشت کم ہو یا کوئی خوبصورت لیچ آدمی اس غرض سے اجارہ لیا کہ اسکی صورت دیکھے تاکہ دل بہلے یا پانی سے بھرا ہوا حوض اسواسطے کرایہ لیا کہ عمامہ باندھتے وقت اسمین عمامہ دیکھ کر درست کرے تو یہ سب باطل ہے ایسے عقود سے اسپر کچھ اجرت واجب نہ ہوگی پس اسی کی نظیر مسائل سابقہ ہین پس انمین بھی اجرت واجب نہ ہوگی یہ مبسوط مین ہے۔ اگر کسی شخص کو اسواسطے کرایہ پر مقرر کیا کہ میرے واسطے مصحف یا اشعار لکھدے اور خط بیان کر دیا تو جائز ہے اور شیخ الاسلام خواہرزادہ نے فرمایا کہ اجیر کے حق مین یہ اجرت مکروہ نہین ہے یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔ اگر کوئی قلم لکھنے کے واسطے کرایہ پر لیا پس اگر کچھ مدت بیان کر دی تو جائز ہے ورنہ جائز نہین ہے یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ وصی یتیم یا متولی وقف نے یتیم یا وقف کی حویلی اجر المثل سے کم پر کرایہ دیدی تو بعض مشائخ نے اسکو مثل اجرت تک جائز قرار دیا پس اجر المثل واجب ہوگا اور خصاف رحمہ نے لوگون نے پوچھا کہ آپ اسی پر فتوی دیتے ہین

فرمایا کہ ہان اور بعض مشائخ نے کہا کہ مستاجر اسمین رہنے سے مثل غاصب کے قرار دیا جائیگا پس اجرت کچھ واجب نہو گی اور یہی حکم باپ کے اجارہ دینے کا ہی یعنی باپ نے نابالغ کی حویلی کم پر اجارہ دیدی - اور قاضی نے فرمایا کہ مین بھی اس صورت مین مثل خصاف رح کے اجر المثل واجب ہونے کا فتویٰ دیتا ہون یہ حاوی مین ہی - اور غنا اور نوحہ و مزامیر وطبل انہین سے کسی شی کے واسطے اجارہ جائز نہین ہی اور نہ کسی لہو کی چیز کے واسطے اجارہ جائز ہی اور اسی طرح حدی اور قرارت شعر وغیرہ کے واسطے بھی اجارہ جائز نہین ہی اور ان سب صورتون مین کچھ اجرت نہ ملیگی اور یہ بالاجماع امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح و امام محمد رح کا قول ہی یہ غایۃ البیان مین ہی - اگر غنا کی تعلیم کرنے کے واسطے اجارہ لیا یا ذمی نے کسی شخص کو اسواسطے اجارہ لیا کہ غلام کو خصی کردے تو جائز نہین ہی اور بعض نے فرمایا کہ بیل اور گھوڑے مین جائز ہی یہ غیاثیہ مین ہی اگر کسی مزدور کو اس واسطے کرایہ پر مقرر کیا کہ میری شراب اٹھا کر پہونچا دے تو مزدور کو مزدوری ملیگی یہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ہی اور صاحبین رح نے فرمایا کہ اسکو کچھ مزدوری نہ ملیگی - اور اگر کسی ذمی نے ایک مسلمان سے اس طرح کہا کہ میری شراب اٹھا کر پہونچا دے تاکہ مین اسکو پیون یا یہ نہ کہا تا کہ مین پیون تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اجارہ جائز ہی اور صاحبین رح نے اسمین اختلاف کیا ہی اور اگر ایک ذمی نے دوسرے ذمی کو شراب اٹھا کر پہونچا دینے کے واسطے اجارہ لیا تو بالاتفاق جائز ہی کیونکہ ذمیون کے نزدیک شراب ایسی ہی جیسے ہمارے نزدیک سرکہ ہوتا ہی یہ محیط مین لکھا ہی اگر کسی ذمی نے ایک مسلمان سے نؤا کشتی اس غرض سے کرایہ لی کہ اسپر شراب لاد کر لاوے تو ابو حنیفہؒ کے نزدیک جائز ہی اور صاحبین کے نزدیک نہین جائز ہی اور اگر مشرکون نے کسی مسلمان کو اس غرض سے اجارہ لیا کہ وہ مسلمان انکا ایک مردہ مدفن تک لاد کر پہونچا دے پس اگر اس طور سے اجارہ لیا کہ شہر کے قبرستان تک پہونچا دے تو سب کے نزدیک جائز ہی اور اگر اس واسطے اجارہ لیا کہ ایک شہر سے دوسرے شہر کو لیجاوے تو امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر حمال کو یہ نہ معلوم ہوا کہ یہ مردار ہی تو اسکو اجرت ملیگی اور اگر جانتا تھا تو اسکو کچھ اجرت نہ ملیگی اور اسی پر فتویٰ ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اگر کسی ذمی نے ایک مسلمان سے ایک گھر اسواسطے اجارہ لیا کہ اسمین شراب فروخت کرے تو امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک جائز ہی اور صاحبین رح کے نزدیک نہین جائز ہی یہ مضمرات مین ہی - اور اگر کسی ذمی نے دوسرے ذمی سے شراب فروخت کرنے کے واسطے کوئی گھر اجارہ لیا تو بالاجماع جائز ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی - اگر کسی ذمی نے مسلمان سے ایک گھر اجارہ لیا کہ اسمین رہا کرتا ہی تو کچھ ڈر نہین ہی اگرچہ اسمین شراب پیا کرتا ہو یا صلیب کی پرستش کرتا ہو یا مکان کے اندر خنزیر یعنی سور لاتا ہو اور اس سے مسلمان کے واسطے کچھ خوف نہین ہی کیونکہ مسلمان نے اسکو اس کام کے واسطے نہین دیا بلکہ رہنے کے واسطے اجارہ دیا ہی یہ محیط مین لکھا ہی - ایک ذمی نے ایک دار ایک مسلمان سے اجارہ لیا پھر اسکو اپنا ذاتی مصلی بنایا تو منع نہ کیا جائیگا کیونکہ اگر اسنے فقط اپنے واسطے مصلی بنایا تو اس سے یہ لازم نہین آتا ہی کہ اسنے نیا بیعہ ایجاد کیا یا مسلمانون کے شہرون مین اپنے دین کے علامات ظاہر کیے اور اگر اسنے ایک جماعت کے واسطے مصلی قرار دیا اور اسمین ناقوس بجایا تو مالک مکان کو منع کرنے کا اختیار ہی اسی طرح اگر اسمین شراب فروخت کرنے کا ارادہ کیا تو بھی یہی حکم ہی کیونکہ مسلمانون کے شہرون مین ایسی چیزون کا اظہار کرنا ممنوع ہی - اور اگر سواد شہر مین ہو تو منع نہ کیا جائیگا اور شیخ محمد بن سلمہؒ نے فرمایا کہ سواد شہر مین منع نہ کیا جانا تو امام محمد رح نے ذکر کیا یہ سواد عراق کے واسطے ہی کیونکہ سواد عراق کے بہت لوگ اس زمانہ مین ذمی لوگ تھے اور سواد خراسان

مین یہ حکم نہین ہو کیونکہ یہان اکثر لوگ مسلمان ہین اور سوائے محمد بن سلمہ رح کے دوسرے مشائخ نے کہا کہ سواد خراسان مین مخالفت نہ کیجاویگی یہ محیط سرخسی مین ہو۔ اور اگر کسی ذمی نے ایک مسلمان کو اس واسطے اجارہ پر مقرر کیا کہ یہ خون جو میری ملک ہو یا یہ مردار اٹھا کر پھینکوا دے تو بالاجماع جائز ہو۔ اور اگر کسی ذمی نے دوسرے ذمی کا گھر نماز پڑھنے کے واسطے کرایہ لیا تو جائز نہین۔ اور اگر ذمی نے کسی مسلمان کو اپنی سورین چرانے کے واسطے اجارہ پر مقرر کیا تو جیسا اختلاف شراب اٹھانے کی صورت مین ہو ویسا ہی اسمین بھی اختلاف ہونا واجب ہو اور مسلمان کو اگر اپنے مردار بیچنے کے واسطے مقرر کیا تو جائز نہین ہو یہ ذخیرہ مین ہو۔ اگر کسی مسلمان نے کسی مجوسی کی نوکری اس کام کے واسطے کی کہ مجوسی کے لیے آگ روشن کر دیا کرے تو کچھ ڈر نہین ہو یہ خلاصہ مین ہو۔ نوادر ہشام مین امام محمدؒ سے روایت ہو کہ زید نے عمرو کو اس واسطے نوکر رکھا کہ زید کے گھر یا خیمہ مین آدمی کی صورتین اور تمثال نقش کر دے تو امام محمدؒ نے فرمایا کہ مین اسکو مکروہ جانتا ہون ولیکن عمرو کو اجرت دلا دونگا اور ہشام کہتے ہین کہ اس صورت مین تاویل یہ ہو کہ یہ حکم اسوقت ہو کہ جب تصویرون کا رنگ عمرو کی طرف سے ہو یعنے اُسنے اپنے پاس سے لگایا ہو یہ ذخیرہ مین لکھا ہو اور اگر زید نے عمرو کو اسواسطے مزدور مقرر کیا کہ میرے واسطے بت تراشے یا میرے کپڑے پر کسی حیوان کی تصویر بنا دے اور رنگ تصویر کا زید کی طرف سے دینا ٹھہرا تو عمرو کو کچھ اجرت نہ ملیگی یہ خلاصہ مین ہو۔ اور اگر زید نے عمرو کو اسواسطے مزدور مقرر کیا کہ میرے گھر مین حیوان کی تصویرین بنا دے اور رنگ مین اپنی طرف سے دونگا تو عمرو کو کچھ مزدوری نہ ملیگی یہ سراجیہ مین ہو۔ اگر کسی شخص کو اسواسطے مزدور مقرر کیا کہ میرے واسطے طنبورہ یا بربط بنا دے چنانچہ اُسنے بنا دیا تو اُجرت اسکو حلال ہو مگر اس فعل سے گنہگار ہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہو۔ اگر کسی کو اسواسطے اجرت پر مقرر کیا کہ میرے واسطے جادو کا تعویذ لکھ دے تو صحیح ہو بشرطیکہ خط اور کاغذ کی مقدار بیان کر دے جیسا کہ اگر کسی شخص نے کسی کو اسواسطے مقرر کیا کہ میری محبوب یا محبوبہ کو خط لکھ دے تو جائز ہو اور اجرت اسکو حلال ہو یہ قنیہ مین ہو۔ اگر ذمی نے ایک مسلمان کو اس غرض سے مزدور مقرر کیا کہ میرے واسطے صومعہ یا کنیسہ بنا دے تو جائز ہو اور مزدوری حلال ہو یہ محیط مین ہو۔ اگر کسی ذمی نے ایک ذمی یا مسلمان سے نماز پڑھنے کے واسطے ایک صومعہ کرایہ پر لیا تو نہین جائز ہو۔ اسی طرح کسی مسلمان نے دوسرے مسلمان سے نماز پڑھنے کے واسطے مسجد کرایہ لی تو نہین جائز ہو یہ محیط سرخسی مین ہو۔ اگر کسی مسلمان سے ایک مکان اسواسطے کرایہ لیا کہ اسکو مسجد بنا کر اسمین فرض یا نفل نماز پڑھا کرے تو ایسا اجارہ ہمارے علماء کے نزدیک نہین جائز ہو۔ اسی طرح اگر ذمی نے ذمیون مین سے ایک شخص کو اسواسطے مقرر کیا کہ انکو نماز پڑھایا کرے تو یہ ناجائز ہو یہ ذخیرہ مین ہو۔ اور ابراہیم ابن یوسف سے دریافت کیا گیا کہ ایک مسلمان کو پانچ درم روزانہ پر نصرانیون کے ناقوس بجانے کی نوکری ملتی ہو اور دوسرے کام مین اسکو دو درم ملتے ہین تو شیخ رح نے فرمایا کہ دوسرے کام سے اپنا رزق پیدا کرے اور نصرانیون کی نوکری نہ کرے اور اگر نصرانیون کیواسطے شیرہ انگور نکالنے کی نوکری کی تاکہ وہ لوگ اس سے شراب بنا دین تو مکروہ ہو یہ حاوی مین ہو۔ زید نے عمرو کو اسواسطے مقرر کیا کہ نقارہ بجایا کرے پس اگر یہ بطور لہو ولعب کے ہو تو جائز نہین ہو اور اگر جہاد یا قافلہ کے واسطے ہو تو جائز ہو یہ غایۃ البیان مین لکھا ہو اور اگر کوئی نقارہ بدون غرض لہو ولعب کے اجارہ لیا اور مدت ذکر کر دی تو جائز ہو اور اگر کسی شخص کو مزدور مقرر کیا کہ وہ مردار اُٹھاتا ہو یا زید کو قتل کرتا ہو یا بکری ذبح کرتا ہو تو جائز ہو اور اگر کسی طبیب یا کحال یا جراح کو اجرت پر مقرر کیا

کہ وہ مستاجر کی دوا کرتا ہو اور مدت مقرر کردی تو جائز ہو یہ غیاثیہ مین لکھا ہو۔ اگر اپنا غلام کسی جولاہہ کو اس شرط سے دیا کہ ایک سال معینہ تک جولاہہ اسکی پرداخت کرے اور اُسکو بُننا سکھا دے اور مولی جولاہہ کو دس درم دیگا جولاہہ یا مالک کو پانچ درم دے تو یہ جائز ہو ایسے ہی سب پیشون مین یہی حکم ہو اور کاریگر اس سے اپنے ذاتی کامون مین خدمت لیویگا یہ وجیز کردری مین ہو۔ اگر زید اپنا غلام کسی کاریگر کو اس غرض سے دے کہ بطور اجارہ کے اسکو کام سکھلا دے اور دونون مین سے کسی نے دوسرے سے اجرت کی شرط نہین ٹھہرائی تو رواج دیکھا جائیگا اور اگر وہ ایسا کام ہو کہ اسمین غلام کا مالک اجرت دیا کرتا ہو تو اسپر کچھ اجرت واجب ہوگی۔ اور اگر ایسا کام ہو کہ اسمین کاریگر اجرت دیا کرتا ہو تو اسپر بھی اجرت واجب ہوگی کیونکہ معروف مثل مشروط کے ہو یہ محیط سرخسی مین ہو۔ اور واقعات ناطفی مین لکھا ہو کہ اگر زید نے عمرو سے کہا کہ میرا یہ اسباب فروخت کردے تجھے ایک درم دونگا یا کہا کہ مجھے یہ اسباب خرید دے اور تجکو ایک درم دونگا پس اسنے ایسا ہی کیا تو اسکو اجر المثل ملیگا مگر ایک درم سے بڑھایا نہ جائیگا۔ اور دلال و سمسار مین اجر المثل واجب ہوتا ہو اور وہ لوگ جو کچھ کی کرنا بطور کمیشن کے اسطور سے مقرر کرتے ہین کہ ہر دس دینار کی خرید و فروخت مین اسقدر تو یہ فعل انپر حرام ہو یہ ذخیرہ مین ہو ایک شخص نے ایک کپڑا دلال کو دیا کہ اسکو دس درم مین فروخت کر دے پس جو کچھ زیادہ مین فروخت ہو وہ ہمارے اور تیرے درمیان برابر تقسیم ہوگا تو امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا کہ اگر اسنے دس درم کو فروخت کیا یا بالکل فروخت ہی نہ کیا تو اسکو کچھ اجرت نہ ملیگی اگرچہ اسنے بہت محنت اُٹھائی ہو اور اگر اسنے دس درم سے زیادہ بارہ درم یا زیادہ کو فروخت کیا تو اسکو اجر المثل ملیگا اور اسی پر فتوی ہو یہ غیاثیہ مین ہو ایک شخص نے بطور مزایدہ کے فروخت کرنا چاہا اور ایک شخص کو مقرر کیا کہ وہ پکارتا جاوے اور خود فروخت کرے اُسنے پکارنا شروع کیا حالانکہ اُسنے فروخت نہ کیا تو مشایخ نے فرمایا کہ اگر اسکے واسطے کوئی وقت مقرر کیا تو اجارہ جائز ہو اور اجیر کو اجر مسمی ملیگا۔ اسیطرح اگر کوئی وقت بیان نہ کیا ولیکن یون اجارہ لیا کہ اسقدر آوازین بولے تو بھی جائز ہو۔ اور فقیہ ابو اللیث نے فرمایا کہ اسکو کچھ نہ ملیگا کیونکہ لوگون کی عادت یہ ہو کہ جب بیع واقع نہین ہوتی ہو تو وہ لوگ منادی کو کچھ نہین دیتے ہین اور یہی مختار ہو یہ ظہیریہ و قاضیخان مین ہو۔ ایک شخص نے دلال سے یہ کہا کہ میرا یہ اسباب فروخت کے واسطے پیش کردے اور فروخت کردے اور اگر تونے فروخت کردیا تو تجھے اسقدر اجرت ملیگی پھر اُس دلال سے وہ اسباب فروخت نہو سکا اور دوسرے دلال نے اسکو فروخت کیا تو شیخ ابو القاسم رحمہ نے فرمایا کہ اگر پہلے دلال نے اسکو پیش کیا اور ایک زمانہ تک وقت معتد بہ اسمین صرف کیا تو بقدر اسکی مشقت و کام کے اسکو اجر المثل دینا واجب ہو۔ اور فقیہ ابو اللیث نے فرمایا کہ یہ حکم قیاسی ہو اور استحساناً جب اُسنے ترک کردیا اور فروخت نہ کیا تو اسکو کچھ اُجرت نہ ملیگی اور ہم اسی کو لیتے ہین اور یہ امام ابو یوسف رحمہ کے قول کے موافق ہو اور یہی مختار ہو یہ فتاوے کبری مین لکھا ہو۔ اور نکاح کی دلالہ بھی کچھ اجرت کی مستحق نہین ہوتی ہو اور امام فضلی نے اپنے فتاوے مین یہی فتوے دیا ہو اور اُنکے سواے ہمارے زمانہ کے مشایخ نے یون فتوے دیا ہو کہ اجر المثل واجب ہوگا اور یہی فتوے دیا گیا ہو یہ جواہر اخلاطی مین لکھا ہو۔ بیع واقع ہونے کے بعد اگر دلال نے اپنی دلالی لے لی پھر کسی وجہ سے وہ بیع مشتری و بائع کے درمیان فسخ ہوگئی تو دلال کو دلالی سپرد رہیگی یعنی اُس سے واپس نہ لیجاویگی جیسے درزی کا حکم ہو کہ اگر اُسنے کپڑا سی دیا پھر درزی کے سیے ہوئے کو مالک نے اُدھیڑ ڈالا تو بھی درزی سے مزدوری وضع نہین کیجا سکتی ہو یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہو۔ اگر کسی شخص کو اسواسطے

مزدور کیا کہ میرے سبب آج کے روز حاجی قطع کرے اُسنے ایسا ہی کیا تو مستاجر پر کچھ اجرت واجب نہوگی اور یہ حاج مامور کے ہونگے اور شیخ نصیر نے فرمایا کہ مین نے شیخ ابوسلیمان سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک مزدور اسواسطے مقرر کیا کہ رات تک میرے واسطے لکڑیان جمع کرے تو ابوسلیمان نے فرمایا کہ اگر اُسنے دن بیان کردیا تو جائز ہی اور لکڑیان مستاجر کو ملینگی اور اگر کہا کہ یہ لکڑیان جمع کرے تو اجارہ فاسد ہی اور مستاجر پر اجرالمثل واجب ہوگا اور لکڑیان اسکو ملینگی اور اگر ایسا ہو کہ جو لکڑیان اُسنے معین کی ہین وہ مستاجر کی ملک ہون تو اجارہ جائز ہی- اور شیخ نصیر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ پھر مینے کہا کہ اگر اُسنے کسی شخص سے مدد لی کہ وہ لکڑیان اُسکے واسطے جمع کردیتا یا شکار پکڑ دیتا ہو تو ابوسلیمان نے فرمایا کہ یہ لکڑیان اور شکار اُسی عامل کا ہی اسی طرح جال کے شکار کا بھی حکم ہی- ہمارے اُستاد نے فرمایا کہ اسکو یاد رکھنا چاہیے کیونکہ اسمین عام وخاص سب مبتلا ہین کہ لوگ لکڑیان جمع کرنے اور گھاس کاٹنے یا برف کے جمع کرنے مین لوگون سے مدد لے لیتے ہین اور کام اُنسے درست کراتے ہین پس انھین مددگارون کی ملکیت ان چیزون مین ثابت ہو جاتی ہی حالانکہ سب اس سے ناواقف ہین اور قبل اسکے کہ وہ لوگ ہبہ کے طریقہ سے ہبہ کرین یا اجازت دین اُن چیزون کو خرچ کرتے ہین پس ایسی چیزون کے مثل دینا یا اُنکی قیمت دینا واجب ہو جاتا ہی حالانکہ لوگ اپنی جہالت وغفلت سے نہین سمجھتے ہین اللہ تعالی ہم لوگون کو جہالت سے پناہ مین رکھے اور علم وعمل کی توفیق دے یہ قنیہ مین ہی- اور اگر کسی شخص کو اسواسطے اجارہ پر مقرر کیا کہ میرے واسطے شکار پکڑ لائے یا سوت کاتے یا نالش کرنے کے واسطے یا تقاضاے قرض یا اُسکے وصول کرنیکے واسطے مقرر کیا تو جائز نہین ہی اور اگر اجیر نے ایسا کیا تو اجرالمثل واجب ہوگا اور اگر ان سب صورتون مین مدت بیان کردی تو سب صورتین جائز ہین اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ اگر شکار مین کوئی جانور معین کیا تو جائز نہین ہی اگرچہ مدت بیان کردی ہو- اگر مال ہبہ کے قبضہ کرنے کے واسطے کسی کو اُجرت پر مقرر کیا تو جائز ہی ولیکن امام محمد رح سے ایک روایت آئی ہی کہ نہین جائز ہی یہ غیاثیہ مین ہی اور امام محمد رح سے روایت ہی کہ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ تو یہ بھیڑیا یا شیر مار ڈال مین تجھے ایک درم دونگا حالانکہ یہ بھیڑیا اور شیر دونون شکار ہین تو اسکو اجرالمثل ملیگا مگر ایک درم سے زیادہ نہین ہو سکتا اور شکار مستاجر کو ملیگا یہ محیط سرخسی مین ہی- ایک شخص کو اسواسطے اجارہ پر مقرر کیا کہ کچی اینٹون اور گچ سے میری دیوار بنا دے اور بیان کردیا کہ اتنے من گچ اور اینٹون مین سے اسقدر اینٹین لے اور دیوار کا طول وعرض بیان نہ کیا تو قیاساً اجارہ فاسد ہی اور استحساناً صحیح ہی اور اگر یون بیان کردیا کہ اسقدر پختہ یا خام اینٹین تعداد مین ہین اور ان اینٹون کا کوئی پیمانہ بیان نہ کیا اور نہ اسکو دکھایا پس اگر اس شہر کے لوگون کا ایک ہی پیمانہ ہو یا مختلف پیمانے ہون ولیکن اکثر انکا کام ایک ہی خاص پیمانہ سے جاری ہو تو استحساناً اجارہ جائز ہی اور اگر اس شہر مین مختلف پیمانے یکسان رائج ہون تو اجارہ فاسد ہوگا یہ ذخیرہ مین ہی- اگر زید نے عمرو کو پختہ اینٹین اور گچ سے اپنی دیوار بنانے کے واسطے اجارہ پر مقرر کیا اور عمرو کو دیوار کا طول وعرض معلوم ہو تو جائز ہی یہ محیط سرخسی مین ہی- اور اگر کسی کو کنوان یا تہ خانہ کھودنے کے واسطے مزدور کیا تو ضرور ہی کہ کنوئین کا طول وعمق ودور اور جگہ بیان کردے اور تہ خانہ کی صورت مین اسکا طول وعرض وعمق بیان کرنا ضرور ہی یہ غیاثیہ مین ہی- اور اگر کسی شخص کو کنوان کھودنے کے واسطے مزدور کیا اور طول وعرض وعمق بیان نہ کیا تو استحساناً جائز ہی اور لوگون کے علم پر درمیانی درجہ کا مراد لیا جائیگا یہ وجیز کردری مین ہی- اگر زید نے عمرو کو اسواسطے مزدوری پر مقرر کیا کہ اُسکے گھر مین کنوان کھودے اور اُسکا عرض وطول وعمق بیان کردیا یہانتک کہ اجارہ صحیح ہوگیا پھر جب عمرو نے تھوڑا سا کھود ڈالا

تو اُسمین ایک پہاڑ نکلا کہ جسکے کھودنے مین سختی و مشقت پیش آئی پس اگر انھین اوزار سے جنسے کنوان کھودا جاتا ہو وہ پہاڑ پھر بھی کھودا جا سکتا ہو اگرچہ مشقت و محنت زیادہ پیش آوے تو عمرو پر جبر کیا جاویگا کہ اسکو پورا کرے ۔ اور اگر اُن اوزار سے نہین کھودسکتا ہو جنسے کنوئین کھودے جاتے ہین تو اُسپر کھودنے کے واسطے جبر نہ کیا جاویگا اور آیا جسقدر اُسنے کام کیا ہو اُسکی مزدوری کا مستحق ہو یا نہین تو امام محمد رح نے یہ صورت نہین ذکر فرمائی اور شمس الائمہ اوزجندی کا فتوے منقول ہو کہ اگر مستاجر کی ملک مین اُسنے کنوان کھودا ہو تو اسقدر کام کی اجرت کا مستحق ہوگا بخلاف اسکے اگر غیر ملک مستاجر مین کام کیا ہو تو مستحق نہوگا یہ محیط مین لکھا ہو۔ اور اگر مستاجر نے تھوڑا سا کنوان کھودا پھر ایسی نرم زمین نکلی کہ مزدور کی جان ضائع ہونیکا خوف ہو تو اُسپر جبر نہ کیا جاویگا یہ شرح طحاوی مین لکھا ہو۔ اور اگر مزدور سے یہ شرط لگائی کہ ہر پتھریلی و نرم زمین مین فی گز ایک درم کے حساب سے لیگا یا پتھریلی زمین مین فی گز دو درم کے حساب سے اور پانی مین فی گز تین درم کے حساب سے لیگا اور کنوئین کا طول مثلاً دس گز بیان کیا تو جائز ہو یہ ذخیرہ مین لکھا ہو۔ اور اگر مزدور نے تھوڑا سا کنوان کھودتا اور اُسکے حصے کی اجرت کی درخواست کی پس اگر مستاجر کی ملک مین کنوان کھودا ہو تو اسکو یہ اختیار ہو اور جسقدر کنوان کھودتا جاتا ہو وہ مستاجر کے سپرد ہوتا جاتا ہو حتے کہ اگر اُسنے تمام کنوان کھود دیا پھر وہ بیٹھ گیا اور پانی کی سیلی ہوا سے اُس مین مٹی بھر گئی یہانتک کہ پٹ کر زمین سے برابر ہوگیا تو اجرت مین سے کچھ کمی نہ ہوگی اور اگر مستاجر کی ملک مین نہین کھودتا ہو بلکہ غیر ملک مستاجر مین کھودتا ہو تو جبتک کام سے فارغ ہوکر مستاجر کے سپرد نہ کرے تب تک اجرت کا مستحق نہوگا حتے کہ اگر تمام کھودنے کے بعد سب کنوان بیٹھ گیا اور سپرد کرنے سے پہلے سب پٹ کر زمین سے برابر ہوگیا تو اجرت کا مستحق نہوگا یہ ینابیع مین لکھا ہو اور اگر مزدور نے غیر ملک مستاجر مین کنوان کھودنا شروع کیا تو مستاجر کے سپرد کرنے کا یہ طریقہ ہو کہ کنوئین اور مستاجر کے درمیان تخلیہ کردے اور اگر مزدور نے تھوڑا کنوان کھود کر چاہا کہ مستاجر کے سپرد کرے تو مستاجر کو اختیار ہو کہ جبتک مزدور تمام کام سے فراغت نہ کرے تب تک اپنے قبضہ مین نہ لے یہ غیاثیہ مین لکھا ہو۔ اور اگر کسی شخص کو اپنے گھر مین کنوان کھودنے کے واسطے مزدور مقرر کیا پھر جب اُسنے کھودنا شروع کیا تو جسقدر گہرائی شرط کی تھی اسکی انتہا تک پہونچنے سے پہلے پانی نکل آیا پس اگر مزدور کو انھین آلات سے جنسے کنوان کھودتا تھا پانی کے اندر پوری انتہاے مشروطہ تک کھودنا ممکن ہو تو اُسپر پورا کرنے کے واسطے جبر کیا جائیگا اور اگر اس صورت مین کسی دوسرے اوزار کی ضرورت پڑتی ہو تو جبر نہ کیا جاویگا یہ ذخیرہ مین ہو اور نہر اور کاریز و تہ خانے وچہ بچہ مین اگر گہرائی کی انتہا تک کھودنے سے پہلے پانی ظاہر ہوگیا پس اگر پانی کے نکل آنے کی وجہ سے کھودنا ممکن نہو تو یہ عذر ہو یہ مبسوط مین لکھا ہو۔ اگر کسی شخص نے ایک کنوان کھودنے والے کو مزدور مقرر کیا کہ میرے واسطے ایک حوض دہ در دہ دس درم کے عوض کھود دے اور اُسکا گہراو بیان کردیا مگر مزدور نے پانچ در پانچ حوض کھودا تو اسکو چوتھائی مزدوری ملیگی یہ ظہیریہ مین لکھا ہو۔ اگر کسی شخص کو اسواسطے مزدور مقرر کیا کہ میرے واسطے کوئی نہر یا کاریز کھود دے اور مزدور کو اُسکا مفتح یعنی جہان سے پانی آتا ہو اور مصب یعنی جہان سے باہر جاتا ہو اور چوڑائی سب دکھلادی تو جائز ہو۔ اور اگر یہ شرط ٹھہرائی کہ مزدور اپنے پاس سے پختہ اینٹون اور گچ سے اسکو پختہ کردے تو اجارہ فاسد ہو اور اگر اینٹین اور گچ اپنے پاس سے دینے اور پختہ بنانے کی شرط کی اور اینٹون کی تعداد بیان نکی تو قیاساً فاسد ہو اور استحساناً جائز ہو اور جو لوگون کا معمول ہو اسی قدر تعداد رکھی جاویگی اور اگر اینٹون کی تعداد بیان کرے اور گچ کی ناپ بیان کرے اور پختہ بنانے کی چوڑائی اور اوپر کی لمبائی بیان کردے تو یہ بہتر اور مضبوطی کے ساتھ ہو کیونکہ اُس سے جھگڑا دور

رہیگا یہ مبسوط مین لکھا ہو اور اگر قبر کھودنے کے واسطے مزدور کیا اور طول وعرض وعمق بیان کردیا تو قیاساً و استحساناً جائز ہو اور اگر طول وعرض وعمق بیان نہ کیا تو قیاساً ناجائز اور استحساناً جائز ہو اور جو لوگون کا معمول ہو اُس سے بیچ بیچ کا اندازہ رکھا جائیگا یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہو۔ اور اگر مزدور کو کوئی جگہ تبلادی اور مزدور نے کھودنے مین اوپر کی زمین نرم پائی مگر جب کسی قدر کھودی تو پتھر یلی چٹان نکلی پس اگر لوگ ایسی صورت مین کھودتے ہون تو مزدور پر باقی کھودنے کے واسطے جبر کیا جاویگا اور اگر مزدور سے لحد یا شق کچھ بیان نہ کی تو اس نواح کے لوگون کی عادت کے موافق رکھا جاویگا پس اگر کوفہ مین ہو تو لحد لیجاویگی کیونکہ اکثر معمول یہان کے لوگون کا لحد پر ہو اور اگر کسی ایسی جگہ ہو کہ جہان کے لوگون مین شق کا زیادہ رواج ہو تو یہ اجارہ شق پر رکھا جاویگا یہ مبسوط مین ہو۔ نوازل مین لکھا ہو کہ شیخ رحسے دریافت کیا گیا کہ قبر کی اجرت تمام مال سے دلائی جائیگی فرمایا کہ قبر بمنزلہ کفن کے تمام مال سے اجرت دیجاویگی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہو۔ ایک شخص نے کچھ لوگون کو جو مردے کو نہلاتے اور اٹھاتے ہین اجارہ پر مقرر کیا پس اگر مستاجر ایسی جگہ ہو کہ یہان سوائے اُن لوگون کے کوئی شخص نہلانے اور اُٹھانے والا نہین ہو تو اُن لوگون کو کچھ اجرت نہ ملیگی۔ اور اگر وہان اور لوگ بھی موجود ہون تو اُن لوگون کو اجرت ملیگی اور یہی حکم قبر کھودنے والے کا ہو۔ اور واضح ہو کہ جس جگہ ان لوگون کی اجرت کا استحقاق نہین ہوتا ہو اگر ایسی جگہ ان لوگون نے اجرت لے لی تو انکو حلال نہین ہو یہ خلاصہ مین لکھا ہو۔ اگر زید نے عمرو کو قبر کھودنے کے واسطے مزدور مقرر کیا اُس نے قبر کھودی پھر قبل اُسکے کہ مستاجر اسمین اپنا مردہ لاکر دفن کرے وہ قبر گر پڑی اور مٹ گئی یا کسی دوسرے مسلمان نے اس مین اپنا مردہ دفن کردیا پس اگر عمرو نے زید کی ملک مین یہ قبر کھودی تو اسکو اجر ملیگا اور اگر اسکی غیر ملک مین کھودی ہو تو کچھ اجرت نہ ملیگی یہ ذخیرہ مین لکھا ہو۔ اور اگر مستاجر آیا اور اجیر نے وہ قبر اُسکے سپرد کردی یعنے اُسکے اور قبر کے درمیان تخلیہ کردیا پھر اُسکے بعد قبر بیٹھ گئی یا کسی شخص نے اس مین دوسرے مُردے کو دفن کردیا تو اجیر کو پوری اجرت ملیگی کیونکہ اُس نے معقود علیہ مستاجر کے سپرد کردیا۔ اور اگر مستاجر نے اُس مین اپنے مردے کو دفن کیا اور اجیر سے کہا کہ اس پر مٹی ڈال اُسنے انکار کیا تو استحساناً اُسپر مٹی ڈالنا لازم نہین ہو ولیکن مین اس شہر کے لوگون کا ڈھنگ دیکھونگا پس اگر یہ رواج ہوگا کہ مزدور ہی مٹی ڈالتا ہو تو اسپر اس کام کے واسطے جبر کرونگا اور کوفہ مین بھی ایسا ہی معمول ہو اور اگر یہ رواج نہوگا تو اُسپر جبر نہ کرونگا۔ اور اگر اہل میت نے یہ چاہا کہ اجیر ہی مردے کو قبر کے اندر رکھے اور کچی اینٹین چنے تو اس کام کے واسطے اجیر پر جبر نہ کیا جاویگا یہ مبسوط مین لکھا ہو۔ اگر کسی شخص کو قبر کے کھودنے کے واسطے مزدور مقرر کیا اور بیان نہ کیا کہ کس مقبرہ مین کھودے تو استحساناً جائز ہو اور جس مقبرہ مین اس محلہ کے لوگ اپنے مُردون کو دفن کرتے ہون وہی قبرستان مراد لیا جائیگا اور ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم اہل کوفہ کے عرف کے موافق ہو کہ وہان ہر محلہ کا قبرستان علحدہ ہو کہ ہر محلہ والا اپنے قبرستان مین اپنا مردہ دفن کرتا ہو دوسرے محلہ کے قبرستان مین نہین لیجاتا ہو اور ہمارے ملک مین ایسا رواج نہین ہو بلکہ ایک محلے والے بھی دوسرے محلہ کے قبرستان مین لیجاکر دفن کرتے ہین اسواسطے مکان و جگہ بیان کرنا ضرور ہو اور اگر ایسا شہر ہو کہ جہان مثل اہل کوفہ کے ایک محلہ والے اپنا مردہ دوسرے محلے کے قبرستان مین نہ لیجاتے ہون یا وہان ایک ہی قبرستان ہین سب لوگ دفن کرتے ہون تو ایسے شہر مین بدون قبرستان بیان کرنے کے اجارہ جائز ہوگا یہ محیط مین لکھا ہو۔ اور اگر گورکن کو قبر کھودنے کے واسطے حکم دیا اور جگہ نہ بتلائی اور اُسنے اُس شہر یا اس محلہ کے لوگون کے قبرستان کے سوائے کسی دوسری جگہ قبر کھودی تو اجرت کا مستحق نہوگا ولیکن اگر لوگون نے میت کو اُسی قبر مین

دفن کیا تو اسوقت گورکن اجرت کا مستحق ہوا اور اگر ان لوگون نے گورکن سے یہ چاہا کہ قبر کو لیس دے یا گچ کر دے تو یہ اُسپر واجب نہین ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اگر کسی شخص نے گورکن کو قبر کھودنے کا حکم دیا اور جگہ بتلادی اُسنے دوسری جگہ قبر کھودی تو مستاجر کو اختیار ہی کہ چاہے اجازت دیدے کیونکہ اسنے اصل قبر کھودنے مین مخالفت حکم نہین کی تھی اور اگر وصف و جگہ مین مخالفت کرنے کا لحاظ کرے تو اسکو اختیار ہی کہ ترک کر دے اور اگر مستاجر کو بعد دفن کرنے کے یہ امر معلوم ہوا تو یہ رضامندی مین شمار ہی یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر کنوان یا قبر کھودنے مین مزدور نے کوئی پتھر کاٹا تو اجرت مین زیادتی نہ کیجائیگی چنانچہ اگر زمین نرم ہونے کی وجہ سے اُسنے آسانی پائی ہو تو اُسکی اجرت مین کمی نہین کیجاتی ہی کذا فی خزانۃ المفتیین

فصل متفرقات کے بیان مین۔ اگر دریاے فرات کے کنارے کسی شخص نے ایک مشرعہ بنایا تاکہ سقہ لوگ وہان سے اپنا کام کرین اور یہ شخص ان لوگون سے اجرت لیا کرے پس اگر اسنے اپنی ملک مین بنایا اور ان لوگون کو پانی بھر لینے کے واسطے اجارہ دیا تو جائز نہین ہی اگرچہ اُسنے اپنی ملک کے اجارہ پر دی ہی کیونکہ قصدًا یہ اجارہ عین شی کے تلف کرنے پر واقع ہوا ہی اور اگر اسواسطے اجارہ پر دیا کہ سقے وہان کھڑے ہوا کرین اور اپنی مشکین رکھا کرین اور جانورون کو وہان کھڑے کیا کرین تو جائز ہی اور اگر اسنے عام لوگون کی ملک مین مشرعہ بنایا اور پھر اُنکو سقون کو اجارہ پر دیا تو کسی طرح نہین جائز ہی خواہ پانی بھرنے کے واسطے اجارہ دیا ہو یا کھڑے ہونے اور مشک رکھنے کے واسطے دیا ہو یہ ذخیرہ مین ہی اور درم و دینار اور ان دونون کے پترون کا اجارہ دینا اور ایسے ہی تانبے اور رانگے کے پترون کا اجارہ دینا جائز نہین ہی اور کیلی اور وزنی چیزون کا بھی اجارہ جائز نہین ہی کیونکہ ان صورتون مین عین شی سے نفع لینا بدون اسکے تلف کرنے کے ممکن نہین ہی حالانکہ اجارہ مین صرف منفعت داخل ہوتی ہی نہ عین شے حتی کہ اگر اُسنے درم و دینار کو میزان درست کرنے یا گیہون کو پیمانہ درست کرنے یا کسی وزنی چیز کو من و سیر کے درست کرنے کی غرض سے ایک مدت معلومہ تک اجارہ لیا تو اصل مین لکھا ہی کہ جائز ہی اور کرخی رحمہ نے ذکر کیا کہ نہین جائز ہی کیونکہ دوسری شرط مفقود ہی یعنی منفعت ہونا چاہیے کذا فی البدائع اور اگر درمون یا گیہون کو ایک روز کیواسطے مطلقًا اجارہ لیا یہ بیان نہ کیا کہ انکو کسواسطے اجارہ لیتا ہی تو اصل مین یہ مسئلہ مذکور نہین ہی اور شیخ الاسلام معروف بخواہرزادہ نے فرمایا کہ کہنے والا کہہ سکتا ہی کہ عقد جائز ہونے کے واسطے یون رکھا جائیگا کہ اُسنے وزن کی غرض سے اجارہ لیا ہی اور دوسرا کہنے والا یہ بھی کہہ سکتا ہی کہ عقد جائز نہین ہی اور اسی طرف شیخ کرخی رحمہ نے میل کیا ہی یہ محیط مین ہی۔ اور درم و دینارون کا دکان کی زینت کیواسطے یا مشک و عود وغیرہ خوشبودار چیزون کا سونگھنے کی غرض سے اجارہ لینا جائز نہین ہی کیونکہ یہ منفعت مقصودہ نہین ہی کذا فی البدائع اور اگر کوئی ترازو تولنے کی غرض سے اجارہ پر لے تو جائز ہی کیونکہ یہ منفعت مقصودہ ہی۔ یہ فتاوے عتابیہ مین لکھا ہی اگر کسی شخص نے ترازو کا باٹ صبح سے رات تک تولنے کے واسطے اجارہ لیا تو شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا کہ اجرت واجب ہوگی اور خصاف رحمہ نے ذکر کیا کہ اگر اُس پتھر کی قیمت ہو اور ایسا اجارہ لینا لوگون کی عادت ہو تو اجرت واجب ہوگی ورنہ نہین اور بعضون نے شمس الائمہ کے کلام کو اسی پر محمول کیا ہی اور بعض نے کہا کہ ہر حال مین اجرت واجب ہوگی یہ وجیز کردری مین ہی عیون مین لکھا ہی کہ اگر کچی اینٹین بنانے کیواسطے کوئی زمین کرایہ پر لی تو اجارہ فاسد ہی کیونکہ یہ اجارہ عین شے کے تلف کرنے پر ٹھہرا ہی اور تمام اینٹین اُسکے بنانے والے کو ملینگی اور اُسپر واجب ہوگا کہ مٹی کی قیمت ادا کر دے بشرطیکہ اس موقع پر مٹی کی کچھ قیمت ہو اور زمین کا اجر المثل ادا کرے اور اگر اس موقع پر مٹی کی کچھ قیمت نہو یا اس مقام پر مٹی دور کرنے کی قیمت ہو یا مٹی دور کرنے سے زمین کو نفع پہونچتا ہو تو اینٹین بنانیوالے پر کچھ واجب نہوگا یہ ذخیرہ مین ہی

اور اگر زمین مین کچھ نقصان آگیا تو بقدر نقصان کے ضامن ہوگا اور زمین کا اجر المثل اُسی نقصان مین آجائیگا و نہ اس پر
کچھ واجب نہوگا یہ وجیز کردری مین ہے۔ اگر قاضی نے کسی کو قصاص و حدود پورا کرنے کے واسطے یعنی قصاص لے لینے
اور حدود مارنے کے واسطے اجارہ پر لیا تو شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا کہ اگر اجارہ کا کوئی وقت بیان نہ کیا تو صحیح نہین ہے
اور اگر ایک مہینہ کے واسطے کسی قدر اجرت معلومہ پر اس غرض سے مقرر کیا کہ جس شخص پر قصاص عائد ہو اُس سے
قصاص کرادے یا جسپر حد جاری ہو اسکو حد ماردے یا ہاتھ کٹوادے یا مجلس قضا مین حاضر رہے اور جو کام ہو وہ کرے تو
اجارہ جائز ہے کیونکہ اس مدت کے اندر جو کچھ اُنکی ذات سے منفعت حاصل ہو وہی معقود علیہ ہے پس جو امر مثل حدود جاری کرنے
وغیرہ کے پیش آوے اسمین اُسکے ذاتی نفع کو صرف کرے اور اگر مدت بیان نہ کی تو معقود علیہ مجہول رہا کہ اسکا وقوع معلوم نہین
پس اجارہ فاسد ہوا اور اجارہ فاسد ہونے کی علامت یہ ہے کہ اگر اُسنے کسی کام کو انجام دیا تو اسکو اجر المثل ملیگا یہ فتاوی قاضیخان
مین ہے۔ اور اگر قاضی نے اسکو اپنے ساتھ مصاحبت مین اس شرط سے رکھا کہ ہر مہینے اُسکو رزق دیا کریگا۔ تو جائز ہے پس اگر رزق
کی مقدار بیان کردی تو عقد جائز ہے کیونکہ معقود علیہ اُنکی ذاتی منفعت ہے اور رزق معلوم ہے اور اگر مقدار بیان نہ کی تو وہ رزق کے حکم مین مثل
قاضی کے ہوگا اور قاضی کو جائز ہے کہ بقدر کفایت اپنا رزق بیت المال سے لیا کرے۔ پس جو شخص قاضی کی کسی کام مین نیابت
کرے اسکا بھی یہی حکم ہے۔ اسی طرح قسام قاضی کا حکم ہے کہ اگر قاضی نے اسکو کسی قدر ماہواری اجرت پر اس کام کے واسطے نوکر
رکھا تو جائز ہے یہ مبسوط مین ہے۔ اگر زید نے عمرو پر اپنا حق قصاص ثابت کیا اور زید نے قصاص لینے کے واسطے کسی شخص کو اجرت پر
مقرر کیا کہ میرے واسطے قصاص لے تو اسکو کچھ اجرت نہ ملیگی اور سیر کبیر مین لکھا ہے کہ امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کے نزدیک
یہ جائز نہین ہے اور امام محمد رح کے نزدیک جائز ہے۔ اسیطرح اگر امام المسلمین نے کسی شخص کو اسواسطے نوکر رکھا کہ مرتدین یا جہاد کے
کافر قیدیون کو قتل کرے یا جان کا قصاص لے لیا کرے تو شیخین کے نزدیک جائز نہین ہے اور امام محمد رح کے نزدیک جائز ہے اور
اگر جان مارنے کے قصاص سے کم قصاص کے واسطے مثلاً فقط ہاتھ کاٹنے کے قصاص لینے کے واسطے نوکر رکھا تو بالاجماع
جائز ہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ اور ذبح کرنیکے واسطے اجارہ لینا جائز ہے کیونکہ مقصود اُس سے گردن کی رگین کاٹنا ہے نہ روح کا فوت
کرنا جو اُسکی قدرت مین نہین ہے پس جان مارنے سے کم کے قصاص لینے کا مشابہ ہوگیا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے۔ لشکر اسلام
کے سردار نے اگر کسی مسلمان یا ذمی سے کہا کہ اگر تو نے فلان سوار کو قتل کیا تو تجھکو سو درم ملینگے اُسنے قتل کیا تو کچھ دینا
واجب نہوگا کیونکہ یہ اجارہ جہاد و طاعت پر ہے اسواسطے بالکل اجرت کا مستحق نہوگا۔ اور امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر اُسنے
ذمی سے یہی کہا تو اجرت واجب ہوگی۔ اور اگر کفار مقتول پڑے ہون اور سردار اسلام نے کہا کہ جو شخص ان لوگون کے سر
کاٹ لے اسکو دس درم ملینگے تو جائز ہے کیونکہ یہ فعل جہاد نہین ہے یہ فتاوی قاضیخان و صغری مین ہے۔ اور امام ابو یوسف
و امام محمد رح نے ذکر فرمایا کہ اگر کافرون کا سردار مارا گیا اور سردار اسلام نے کہا کہ جو شخص اسکا سر کاٹ لاوے اس غرض سے
کہ وہ سر کافرون کی طرف پھینکا جاوے تاکہ وہ لوگ جان لین کہ انکا سردار مارا گیا اور شکست کھاوین تو اسکو اسقدر اجرت
دیجائیگی پس ایک شخص گیا اور اسکا سر کاٹ لایا تو اسکو کچھ اجرت نہ ملیگی لیکن اگر کافر لوگ اُس جگہ سے جہان انکا سردار
مقتول ہوا ہے ہٹ گئے ہون اور اُسکے سر کاٹ لانے مین لڑائی کی ضرورت نہ پڑے تو البتہ اجرت ملیگی۔ اور اگر سردار
لشکر اسلام نے ایک شخص خاص سے یا لشکر کی ایک جماعت سے یون کہا کہ اگر تو اُنکا سر کاٹ لادے یا تم مین سے کوئی اُنکا
سر کاٹ لاوے تو اسقدر اجرت پاویگا پھر ایک شخص اسکا سر کاٹ لایا تو اجر المثل ملیگا۔ اور اگر مسلمانون کے لشکر کا سردار اہل حرب

میں ہو اور وہاں ایک گڑھی میں اقامت اختیار کی کہ یہیں رہنے والے مرد نہ تھے صرف مال اسباب و بچے و عورتیں تھیں پس سردار نے کہا کہ جتنے شخص اس گڑھی کی شام سے صبح تک حفاظت کریں انہیں سے ہر ایک کو مثلاً دس دس درم ملینگے پس ایک قوم نے اسکی حفاظت کی تو ہر ایک شخص کو دس دس درم ملینگے یعنی جو امام نے بیان کیا ہو اور ہمارے بعض مشایخ فرماتے ہیں کہ گڑھی کی حفاظت کے مسئلہ میں چاہئے اجارہ منعقد نہو گا کیونکہ اسنے کسی قوم معین کو مخاطب نہیں کیا ہاں جب کسی قوم نے حفاظت اختیار کی اور امام راضی ہوا تو یہ امر اجارہ کے معنی میں ہو پس اجارہ بالتعاطی منعقد ہو جائیگا اور اجارہ بالتعاطی جائز ہو یہ تاتارخانیہ میں ہو۔ اگر کسی شخص کا اونٹ مثلاً گم ہو گیا اسنے کہا کہ جو شخص مجھے بتاوے یا دکھا دے اسکو دس درم دونگا پس ایک شخص نے بتا دیا تو اجرت کا مستحق نہو گا اور اگر اونٹ والے نے ایک شخص معین سے یہ کہا اور اُسنے صرف زبانی بتا بتا دیا تو بھی یہی حکم ہو اور اگر اسکے ساتھ چلکر بتا دیا تو اسکو اجر مثل ملیگا در سیر کبیر میں ہو کہ اگر امیر السریہ نے یعنی چھوٹے لشکر کے سردار نے کہا کہ جو شخص ہمکو فلان مقام تک راہ بتاوے اسکو دس درم دونگے تو یہ صحیح ہو اور راہ بتانے کے ساتھ اجرت متعین ہو گی اور واجب ہو جائیگی یہ وجیز کردری میں ہو۔ اگر ایک شخص نے سیکھا ہوا کتا شکار کرنے کے لیے کرایہ لیا تو اجرت واجب نہو گی اسی طرح اگر باز کو لیا تو بھی یہی حکم ہو اور بعض روایات میں آیا ہو کہ اگر سیکھا ہوا کتا یا باز شکار کیواسطے اجرت پر لیا اور وقت معلوم مقرر کر دیا تو جائز ہو اور ناجائز صرف اُسی صورت میں ہو کہ جب وقت معلوم نہ بیان کیا ہو اور اگر کوئی بلی اس غرض سے کرایہ پر لی کہ اپنے گھر کے چوہے پکڑوا دے تو منتقی میں لکھا ہو کہ یہ جائز نہیں ہو اور اگر کوئی کتا اس غرض سے اجارہ لیا کہ میرے گھر کی حفاظت اور حراست کرے تو مشایخ نے فرمایا کہ یہ جائز نہیں ہو اور اگر کوئی بندر گھر میں جھاڑو دینے کے واسطے کرایہ لیا تو مولانا رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جائز ہونا چاہیے بشرطیکہ مدت معلومہ بیان کر دی ہو کیونکہ بندر مارنے سے کام کرتا ہو بخلاف بلی کے کہ وہ مارنے سے بھی کام نہیں کرتی ہو یہ فتاوی قاضی خان میں لکھا ہو۔ اور منتقی میں لکھا ہو کہ اگر کوئی مرغ اس واسطے کرایہ لیا کہ صبح کے وقت آواز دیا کرے تو جائز نہیں ہو اور اس مقام پر ایک اصل بیان کی ہو وہ یہ ہو کہ جو چیز ان میں کسی کے فعل سے ہو اور نہ یہ ہو سکے کہ آدمی اسکو مار کر اُس سے یہ کام لے تو اُس کی شرط سے اسکی بیع جائز نہیں اور نہ اس غرض سے اسکا اجارہ جائز ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ جانوروں میں بکری وغیرہ کے گابھن کرانے کے لیے مثلاً نر بکرا کرایہ لینا اور مالک کو اُس کی اجرت لینا جائز نہیں ہو یہ سراج الوہاج میں لکھا ہو۔ اور اگر کوئی فرش اس غرض سے کرایہ لیا کہ اسکو اپنے مکان میں بغرض تجمل بچھاوے مگر اس پر نہ بیٹھے نہ سوئے تو جائز نہیں ہو۔ اسی طرح اگر کوئی ٹٹو اس غرض سے کرایہ لیا کہ اپنے کوتل میں رکھے تو جائز نہیں ہو یہ ظہیریہ میں ہو۔ اگر کسی شخص نے کوئی گھوڑا اس غرض سے کرایہ لیے کہ اپنے دروازے پر باندھے تاکہ لوگ دیکھیں کہ اس کے یہاں بھی گھوڑا ہو یا کچھ برتن اس غرض سے کرایہ لیے کہ اپنے یہاں تجمل کے واسطے رکھے اور اُن کو استعمال میں نہ لاوے یا کوئی گھر اس غرض سے لیا تاکہ لوگ گمان کریں کہ اُس کے پاس بھی محل ہو اور اس میں سکونت نہ کریگا یا کوئی غلام اس واسطے لیا کہ لوگ گمان کریں کہ اس کے پاس بھی غلام ہو اور مستاجر اُس سے خدمت نہ لیگا یا فقط اپنے گھر میں رکھنے کے واسطے درم اجارہ لیے تو سب صورتوں میں اجارہ فاسد ہو اور کچھ اجرت واجب نہو گی ولیکن اُس نے جو چیز اجارہ لی ہو اگر اُس نفع کے واسطے بھی کبھی اجارہ لیجاتی ہو تو اجرت واجب ہو گی یہ خلاصہ میں ہو۔ اور منتقی میں ہو کہ اگر کوئی بکرا یا مینڈھا اس غرض سے اجارہ لیا کہ اپنی بکریاں و بھیڑیاں اُسکی چال پر آگے رکھ کر چلاوے تو ناجائز ہو یہ محیط و فتاوی

قاضی خان مین ہی۔ اگر کوئی زمین اس غرض سے اجارہ لی کہ اپنی بکریون کو اس زمین کے گیہون وغیرہ کے درخت چراوے یا کوئی بکری اسواسطے کرایہ لی کہ اسکی اون جھاڑے تو یہ فاسد ہی اور مستاجر کو درختون اور اون کی قیمت دینی واجب ہوگی کیونکہ یہ موجر کی ملک تھی کہ جسکو مستاجر نے بذریعہ عقد فاسد کے حاصل کیا ہو بخلاف اسکے اگر گھاس چرانے کے واسطے اجارہ لے تو گھاس کی قیمت نہ دینی پڑیگی کیونکہ گھاس مباح ہی یہ غیاثیہ مین ہی۔ اگر تلوار باندھنے کے واسطے ایک مہینہ تک کرایہ لی یا تیر اندازی کے واسطے کوئی کمان ایک مہینہ تک کرایہ لی تو جائز ہی یہ محیط مین ہی اگر کوئی زمین اِس غرض سے اجارہ لی کہ اسمین جال پھیلاوے اور وقت بیان کر دیا تو بھی جائز نہین ہی یہ وجیز کردری مین لکھا ہی ایک شخص نے دوسرے کو حکم دیا کہ اس پیتل کا قمقمہ اسقدر اجرت پر بنادے حالانکہ پیتل غصب کیا ہوا ہی اور کاریگر کو معلوم ہی کہ یہ شخص غاصب ہی پھر اُسنے بنایا تو اسکو اجرت ملیگی یہ قنیہ مین ہی چور اور غاصب نے اگر کسی کو اس غرض سے مزدور کیا کہ یہ مال مسروقہ یا مغصوبہ اُٹھاکر پہونچادے تو جائز نہین ہی کیونکہ غیر کا مال منتقل کرنا معصیت ہو کذا فی محیط السرخسی

تیرھوان باب۔ جو مستاجر پر واجب ہی اور جو موجر پر واجب ہی اسکے بیان مین۔ اجارہ کی چیز کا نفقہ موجر کے ذمہ ہی خواہ اجرت مین مال عین ٹھہرا ہو یا منفعت یہ محیط مین ہی۔ کرایہ کے ٹٹو وغیرہ کا دانہ چارہ دینا اور پانی پلانا موجر کے ذمہ ہی کیونکہ وہ موجر کی ملک ہی اور اگر موجر کی بلا اجازت مستاجر نے اسکو چارہ دیا تو اسنے احسان کیا موجر سے واپس نہین لے سکتا ہی یہ جوہرۃ النیرہ مین ہی۔ مکان کے کرایہ لینے مین مکان کی عمارت بنوانا اور کہگل کرانا اور پرنالون کی درستی اور عمارت کی مرمت سب مالک مکان کے ذمہ ہی اور اسی طرح ہر ایسی چیز کہ جسکے یون ہی چھوڑ دینے سے رہنے مین خلل پڑتا ہی اسکی درستی مالک مکان کے ذمہ ہوگی اور اگر مالک مکان نے اسکی درستی سے انکار کیا تو مستاجر کو اسمین سے نکلجانیکا اختیار ہی لیکن اگر ایسا واقع ہوا کہ جسوقت اُسنے کرایہ لیا ہی اسوقت بھی ایسا ہی تھا اور اُسنے دیکھ لیا تھا تو نہین چھوڑ سکتا ہی کیونکہ اس صورت مین مستاجر عیب پر راضی ہو چکا ہی اور شیخ اوحد الدین نسفی نے عمدۃ الفتاوے مین لکھا ہی کہ ایک شخص نے ایک بیت کرایہ لیا حالانکہ اسکی چھت مین تکونکا بھرا ہی پھر اسکی چھت مین سے بارش کا پانی ٹپکنے لگا تو اسکی اصلاح کے واسطے مالک بیت پر جبر نہ کیا جاویگا کیونکہ کوئی شخص اپنی ملکیت کی درستی کے لیے مجبور نہین کیا جاتا ہی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اگر کوئی مکان کرایہ لیا حالانکہ اسمین روشندان نہین ہی یا اسکی چھت پر برف جما ہوا ہی اور مستاجر کو یہ بات معلوم بھی ہوگئی تو پھر اسکو اجارہ فسخ کرنے کا اختیار نہو گا یہ قنیہ مین ہی پانی کے کنوین اور چہبچے اور موری کا درست کرانا مالک مکان کے ذمہ ہی اگرچہ مستاجر کے فعل سے بھر گیا ہو لیکن اسکی درستی کے واسطے مالک پر جبر نہ کیا جائیگا اور مشائخ نے فرمایا ہی کہ اگر اجارہ کی مدت گذر گئی اور مستاجر کے جھاڑو دینے سے مکان مین خاک جمع ہوگئی ہو تو اسکا اٹھوانا مستاجر پر واجب ہی کیونکہ یہ اُسی کے فعل سے جمع ہوئی ہی پس ایسا ہی کہ گویا اُسی نے رکھی ہی اور اگر ایسا ہو کہ چہبچے وغیرہ کا پیٹ اور موریان مستاجر کے فعل سے بھر گئین تو قیاس یہ چاہتا ہی کہ اسکا اگروانا مستاجر کے ذمہ ہو جیسے راکھ اور کوڑے کا دور کرنا اُسکے ذمہ ہو ولیکن مشائخ نے استحساناً یہ حکم دیا ہی کہ لوگون کے رواج اور عادت کی وجہ سے یہ بھی مالک مکان کے ذمہ ہی چنانچہ اگر اسکی وجہ سے زمین معیوب معلوم ہوتی ہو تو اسکا دور کرانا مالک کے ذمہ ہوتا ہی پس اسکو بھی عادت ہی پر محمول کیا ہی اور اگر مستاجر نے اسمین سے کوئی چیز درست کرائی تو جو کچھ اسنے خرچ کیا وہ کرایہ مین محسوب ہوگا اور مستاجر احسان کرنے والا قرار دیا جاویگا یہ بدائع مین لکھا ہی۔ روشندان اور پرمیون کی درستی موجر کے ذمہ ہی اور برف اُٹھوانے مین مشائخ کا اختلاف ہی اور معیار رواج ہو وہی معتبر ہی یہ قنیہ مین ہی۔ اور نہرون کا اگروانا اور کاریز کی درستی

موجر کے ذمہ ہو یہ خزانۃ المفتاوی مین ہو اگر ایسا مکان کرایہ لیا کہ جسمین پانی کا کنوان ہو تو مالک مکان کی بلا اجازت وضو وغیرہ کے واسطے کنوین سے پانی بھر لینے کا اختیار ہو کیونکہ اجارہ لینے سے پہلے جب اُسکو یہ حق حاصل تھا چنانچہ معلوم ہو تو بعد اجارہ لینے کے بدرجہ اولی حاصل ہوگا اور اگر اُس کنوین مین چوہا گر پڑا یا اور کوئی آفت آگئی تو دونون مین سے کسی شخص پر اسکا درست کرانا واجب نہین ہو یہ ذخیرہ مین ہو - اور حمام کے اجارہ لینے مین راکھ اور گوبر کا پھینکنا اور نہانے کی جگہ کا صاف کرنا مستاجر کے ذمہ ہو خواہ پانی بہنے کی موری کھلی ہوئی ہو یا پٹی ہو اور اگر اجارہ مین موجر کے ذمہ یہ شرط لگائی تو اجارہ فاسد ہوگا اور اگر مستاجر کے ذمہ یہ شرط لگائی تو اجارہ مع شرط جائز ہوگا - اور اگر مستاجر نے انکار کیا اور کہا کہ یہ راکھ میرے فعل سے نہین جمع ہوئی تو اُسی کا قول مقبول ہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہو - ایک شخص نے خچر کرایہ پر لیا اور وہ راستہ مین تھک کر بیٹھ گیا اور مستاجر نے ایک شخص کو حکم دیا کہ کچھ خرچ کرکے اسکا علاج کرے اُسنے ایسا ہی کیا پس اگر اس شخص کو یہ معلوم تھا کہ یہ خچر اُس شخص کا نہین بلکہ دوسرے کا ہو تو جو کچھ اُسنے خرچ کیا ہو وہ کسی سے نہین لے سکتا ہو کیونکہ اسنے احسان کی راہ سے خرچ کیا ہو اور اگر یہ نہ جانتا تھا کہ خچر اس شخص کے سوا دوسرے کا ہو تو جو کچھ اُسنے خرچ کیا ہو حکم دینے والے سے واپس لیوے اگرچہ حکم دینے والے نے یون نہ کہا ہو کہ تو اس شرط سے خرچ کر کہ مین ضامن ہون یہ خزانۃ المفتین مین ہے

فصل توابع بھی اسی باب سے متصل ہو - اصل یہ ہو کہ اگر کسی کام کرنے کا اجارہ قرار پایا تو جو کام اس کام کے توابع مین اور انکا انجام دینا مزدور سے شرطاً نہین کیا گیا تو ان توابع مین سے موافق عرف و رواج کے مزدور کو بلا شرط انجام دینے پڑینگے یہ محیط مین ہو - اور کپڑے کے بننے مین مانڈی دینا کپڑے کے مالک کے ذمہ ہو یہ فتاوی قاضی خان مین ہو - اگر کپڑا سینے کے واسطے کوئی درزی مقرر کیا تو سوئی و تاگا درزی کے ذمہ ہوگا اور یہ انکے عرف کے موافق ہو اور ہمارے عرف مین تاگا دینا مالک کے ذمہ ہو **قال المترجم** - اور ہمارے شہرون مین بھی موافق اہل کوفہ کے رواج ہو اور ریشمی کپڑے مین بھی موافق انکے عرف کے ہو چنانچہ کتاب مین فرمایا - اور اگر کپڑا ریشمی ہو تو سینے کے واسطے ریشم مالک کو دینا پڑیگا - اور اینٹین بنانے والے کو اجارہ پر لینے مین اینٹون کا سانچہ اجیر کے ذمہ اور مٹی مستاجر کے ذمہ ہو - اور تنور سے روٹی نکالنا باورچی کے ذمہ ہو اور پیالون مین سالن کا نکالنا بھی باورچی کے ذمہ ہوگا بشرطیکہ شادی اور ولیمہ کے کھانا پکانے کے لیے مقرر کیا ہو اور اگر اُسنے خاصۃً دیگ پکائی ہو تو اُسکے ذمہ نہین ہو یہ فتاوی قاضی مین ہو - اور اگر لادنے کے واسطے کوئی چوپایہ کرایہ لیا تو خوگیر اور رسیان اور گون مین عرف و رواج کا اعتبار کیا جاویگا یعنی دونون مین سے کس کو دینا چاہیے اور اگر سواری کے واسطے کرایہ لیا تو لگام اور زین مین بھی عرف کا اعتبار ہوگا یہ محیط مین ہو - اگر سمرقند یا بخارا تک کوئی ٹٹو کرایہ کیا تو جب ٹٹو والا شہر مین داخل ہو تو اسپر استحساناً واجب ہو کہ مستاجر کے گھر تک پہونچا دے یہ خزانۃ المفتاوی مین ہو - اور اگر کوئی ٹٹو اس غرض سے کرایہ کیا کہ مستاجر اُسپر بوجھ لادیگا تو ٹٹو کے اوپر سے بوجھ اتارنا ٹٹو والے کے ذمہ واجب ہو اور اُتار کر مستاجر کی حویلی مین پہونچانا اُسکے ذمہ نہین ہو لیکن اگر ایسے مقام پر یہ صورت واقع ہوئی کہ جہان اُتار کر پہونچانا بھی ٹٹو والے کے ذمہ ہوتا ہو یعنی ایسا رواج ہو تو وہان اسکو پہونچانا پڑیگا یہ خزانۃ المفتین مین ہو - اور اگر حمال نے بوجھ اُٹھایا تو اُسکے ذمہ واجب ہو کہ گھر کے اندر پہونچا دے مگر یہ واجب نہین ہو کہ چڑھ کر چھت پر یا دریچہ مین اتار دے لیکن اگر اس سے یہ شرط کر لیجاوے تو ہو سکتا ہو - اسی طرح مٹکون مین بھرنا بھی اُسکے ذمہ نہین ہو لیکن اگر شرط ٹھہرالے تو ہو سکتا ہو یہ فتاوی قاضیخان مین ہو - اور فقیہ ابو اللیث رحمہ نے اپنی نوازل مین ذکر فرمایا کہ پن چکی کی نہر کھودنا موجر کے ذمہ ہو کیونکہ پن چکی بدون پانی کے نہین چلتی ہو - اور پانی بغیر نہر کھودے کے جاری نہین ہوتا ہو لیکن اگر نہر کھودنا مستاجر کے

ذمہ شرط کر لی تو ہو سکتا ہو یہ محیط سرخسی مین ہو۔ اگر کوئی کاتب اجارہ پر لیا پس اگر سیاہی دوات اور سپیدی کی شرط لگائی تو سیاہی دوات کی شرط جائز ہو اور سپیدی کی شرط فاسد ہو یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہو۔ امام محمد رح سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے ایک دھوبی کو کپڑون پر کُندی کرنے کے لیے مزدور مقرر کیا اُسنے کندی کر دی تو کپڑون کا اٹھا لانا کس کے ذمہ ہو امام محمد رح نے فرمایا کہ استحسانًا مین دھوبی کے ذمہ واجب کرتا ہون ولیکن اگر دھوبی نے مالک سے شرط کر لی ہو تو ایسا نہو گا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہو اگر کوئی حمال اس شرط سے کرایہ پر مقرر کیا کہ اپنی منجھ اور مستاجر کے جانورون پر لاد کر گیہون پہونچاوے تو رسی اور گون مستاجر کے ذمہ واجب ہونگی۔ اور فقیہ ابو اللیث رح نے فرمایا کہ ہمارے عرف مین گونین ہر حال مین مستاجر کے ذمہ ہونگی ولیکن اگر یہ شرط ٹھہر لیوے کہ حمال لے آوے تو ہو سکتا ہو اور وجہ اسکی یہ ہو کہ رسیان اس واسطے ہوتی ہین کہ بوجھ گرنے نہ پاوے۔

اور اگر کسی شخص نے حمال کو اجرت پر مقرر کیا کہ میری گونین فلان مقام تک پہونچا دے پھر جب حمال اس مقام تک پہونچا تو ایک وادی مین اترا اور وہان گونون کو اُتار لیا پھر اُسکے مالک کو وزن کر کے دیدین اور پھر انکے مالک نے چندروز تک وہان سے وہ گونین نہ اٹھوائین پھر اس جگہ کے کرایہ کی بابت باہم سب نے جھگڑا کیا اور مالک مکان نے حمال سے کرایہ طلب کیا تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر حمال یا مستاجر دونون مین سے کسی شخص نے گونین رکھنے کے واسطے اس جگہ کو کرایہ لیا ہو تو جسنے کرایہ لیا اسپر کرایہ دینا واجب ہو گا اور اگر بدون کرایہ لیے ہوے ان گونون کو اس جگہ رکھا ہو تو وزن کر کے سپرد کر دینے کے بعد گونون کے مالک پر کرایہ واجب ہو گا۔ اور بعض نے کہا کہ یہ کرایہ حمال پر واجب ہو گا۔ اور اگر گونون کے مالک نے حمال سے مطالبہ کیا کہ دوبارہ اُنکا وزن کر دے تو اُسپر جبر نہ کیا جائیگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہو۔ شیخ ابو بکر سے دریافت کیا گیا کہ پیمانہ سے ناپ دینے والے کی اجرت کس شخص پر واجب ہوگی فرمایا کہ بائع پر واجب ہوگی اور ثمن تولنے کی اجرت مشتری پر واجب ہوگی یہ حاوی مین ہو۔ شیخ ابو بکر رح سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے باغ انگور مین انگور توڑنے پر فروخت کیے تو فرمایا کہ اگر اُسنے مجازفتہ فروخت کیے ہون تو چن لینا اور جمع کرنا مشتری کے ذمہ ہو گا اور اگر موازنتہ یعنے تول سے فروخت کیے تو چنکر تول دینا بائع کے ذمہ ہو گا ولیکن اگر بائع یون حیلہ نکالے تاکہ اسپر وزن کرنا واجب نہو کہ یون کہے کہ یہ انگور وزن مین بقدر ہین پس یا مشتری اُنکی تصدیق کریگا تو اسکو وزن کرنے کے تکلیف نہ دیگا یا اُنکی تکذیب کریگا تو اُس سے کہیگا کہ مجھے تول دے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہو اور شیخ ابو القاسم سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے دوسرے سے ایک گون گیہون قرض لیے اور مقرض نے ایک شخص حمال سکو کرایہ کر دیا تو شیخ رح نے فرمایا کہ اُسکا کرایہ قرض دینے والے پر واجب ہو گا ولیکن اگر مستقرض نے اس سے کہا کہ کوئی حمال مجھے کرایہ کر دے تو اُسکا کرایہ قرض دینے والے پر واجب ہو گا مگر مقرض کو اختیار ہو گا کہ یہ کرایہ جو اسنے ادا کیا ہو اسکو مستقرض سے واپس لے یہ حاوی مین ہو۔ اور شیخ ابو نصر الدبوسی رح سے دریافت کیا گیا کہ ایک حمال نے چند روز تک راستہ مین اس غرض سے توقف کیا کہ مستاجر کو اُس ناج کی گونون کا کرایہ زیادہ پڑے تو اُن گونون کا کرایہ کس شخص پر واجب ہو گا فرمایا کہ حمال اس توقف کرنے کے باعث سے خلاف کرنے والا نافرمان ہو گیا اور اُسپر واجب ہوا کہ جو کچھ اُسنے اجرت وصول کی ہو اسکو یہان مستاجر کو واپس کر دے مگر گونون کی اجرت مستاجر کے ذمہ رہیگی یہ تاتارخانیہ مین ہو۔

اٹھارھوان باب اُس چیز کے اجارہ کے بیان مین جو باہم دو شریکون کے درمیان مشترک ہو اور دو اجیرون کو اجارہ پر مقرر کرنے کے بیان مین۔ عیون مین لکھا ہو کہ گیہون دو شخصون مین مشترک تھے پس ایک شریک نے دوسرے سے ایک چوپایہ اسواسطے کرایہ پر لیا کہ گیہون مین سے اپنا حصہ لاد کر فلان مقام تک لیجاوے حالانکہ گیہون غیر مقسوم تھے

سے بانٹے ہوے تھے پس اُسنے سب گیہون لاد کر وہان پہونچاے تو اسکو کچھ اجرت نملیگی اور اگر ایک شریک کے پاس کشتی ہو اور اُسنے چاہا کہ گیہون دوسرے شہر مین منتقل کرے پس ایک نے دوسرے کشتی کے مالک سے کہا کہ آدھی کشتی مجھے کرایہ پر دے اور میرا حصہ اُسپر لادے اور باقی اپنا حصہ باقی نصف کشتی پر لادے اسنے ایسا ہی کیا تو جائز ہی اسی طرح اگر دونون نے ان گیہون کے پسانے کا ارادہ کیا اور دونون مین سے ایک کے پاس چکی ہی پس دوسرے نے چکی والے سے آدھی چکی اپنے حصہ کے پسانے کے واسطے اجارہ لی تو بھی یہی حکم ہی اور اگر ایک نے دوسرے شریک سے یون کہا کہ مین نے تیرا غلام تجھسے کرایہ پر لیا تا کہ یہ گیہون جو ہم دونون مین مشترک ہین اٹھا کر لے چلے تو جائز نہین ہی۔ اسی طرح اگر اسکے غلام کو ان گیہون کی حفاظت کیواسطے اجارہ پر لیا تو بھی جائز نہین ہی۔ اور امام محمد رح نے فرمایا کہ ہر ایسی شی جس سے کوئی کام انجام ہوتا ہو اور ایک شریک نے دوسرے سے اجارہ لیا تو جائز نہین ہی جیسے چوپایہ وغیرہ اور ہر ایسی شی کہ جسکی ذات سے کوئی کام نہین ہوتا ہو اور اسکو ایک شریک نے دوسرے سے اجارہ لیا تو جائز ہی جیسے گون وغیرہ اور فقیہ ابو اللیث رح نے فرمایا کہ یہ قول روایت مبسوط کے خلاف ہی کہ وہان کتاب المضاربۃ مین فرمایا کہ اگر ایک شریک نے دوسرے سے کوئی گھر یا دکان اجارہ پر لی تو اجرت واجب نہ ہوگی۔ اور قدوری نے ذکر فرمایا ہی کہ جو ایسی چیز ہو کہ بدون مال مشترک مین کام کرنے کے اُسکی اجرت کا مستحق نہوتا ہو اور اسکو ایک شریک نے دوسرے کو اجارہ پر دیا تو جائز نہین ہی مثلاً ایک نے اپنے تئین یا اپنے غلام یا ٹٹو کو گیہون اٹھانے کے واسطے اجارہ پر دیا یا کپڑے پر کندی کرنے کے واسطے اجارہ پر دیا تو اجرت کا مستحق ہوگا اور جو چیز ایسی ہو کہ جسکی اجرت کا مستحق بدون مال مشترک مین کام کرنے کے ہوتا ہو تو اسکا اجارہ جائز ہی مثلاً کوئی گھر اسواسطے کرایہ لیا کہ اسمین گیہون حفاظت سے رکھے یا کشتی یا گون یا چکی اجارہ لی تو جائز ہی اور فخر الدین قاضی خان نے فرمایا کہ جو کچھ قدوری نے ذکر کیا اور عیون مین مذکور ہی اسی پر فتوے ہی یہ کبرے مین ہی۔ نوادر بن سماعہ مین مذکور ہی کہ دو شخصون کو اجیر مقرر کیا کہ میرے گھر تک یہ لکڑی ایک درم پر اٹھا کر پہونچا دین پھر دونون مین سے ایک نے اسکو اٹھایا تو اسکو آدھا درم ملیگا اور اُسنے احسان کیا بشرطیکہ قبل اُسکے دونون حمالی یا اور کام مین شریک نہون اسیطرح اگر دونون کو دیوار بنانے یا کنوان کھودنے کے واسطے اجیر مقرر کیا اور ایک نے ایسا کیا تو بھی یہی حکم ہوگا۔ اور اگر اس سے پہلے دونون شریک ہون تو ایک کے اٹھانے سے پوری اجرت واجب ہوگی اور ایک کا اٹھانا بوجہ شرکت کے مثل دونون کے اٹھانے کے قرار دیا جائیگا اور اجرت دونون کو برابر ملیگی یہ محیط مین ہی۔ اگر کسی شخص نے غلام مین اپنے شریک کا حصہ اسواسطے اجارہ لیا کہ غلام میرے واسطے کپڑا سی دے تو جائز ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اصل مین ہی کہ اگر ایک شخص نے ایک قوم کو اسواسطے اجارہ پر مقرر کیا کہ میرے واسطے تہ خانہ کھود دین اور اجارہ سب طرح سے صحیح ہو گیا اور سبھون نے کام کیا مگر کسی نے زیادہ کام کیا اور کسی نے بہ نسبت دوسرے کے کم کیا تو اجرت مزدورون کی تعداد سے تقسیم ہوگی۔ اور اگر اسنے دو چوپائے بیس من گیہون لادنے کے واسطے کرایہ کیے اور اجرت مقرر کر دی تو اسکو اختیار نہین ہی کہ ایک چوپایہ پر دس من سے زیادہ لادے اور اگر کسی پر اُسنے دس من سے زیادہ لادا تو دونون کے اجر المثل کے حساب سے مزدوری دونون کو تقسیم ہوگی کیونکہ دو چوپایون کا تفاوت کھلا ہوا ہوتا ہی کہ جسکے باعث سے اجرت مین اختلاف کیا جا سکتا ہی۔ اور اگر ایک ہی کام پر چند مزدور ہون تو انمین باہم تھوڑا فرق ہوتا ہی ایسا فرق نہین ہوتا ہی کہ جسکے ساتھ اجرت مین فرق کیا جاوے پس اسکا اعتبار نہین کیا جاتا ہی۔ اور مشایخ نے فرمایا کہ حکم اسی وقت ہی کہ اس صورت مین مزدورون کے درمیان کام مین کم تفاوت ہو زیادہ کھلا ہوا تفاوت نہو اور اگر کھلا تفاوت ہوگا تو مثل چوپاؤن کے

مسئلہ کے اثنین بھی اجر بحساب مزدورون کی تعداد اور گنتی کے تقسیم نہ ہوگا بلکہ اجر المثل کے حساب سے تقسیم ہوگا۔ اور اگر مزدورون مین سے ایک نے بسبب مرض یا عذر کے کام نہ کیا اور دوسرے نے کام کر دیا پس اگر دونون نے شرکت مین یہ کام قبول نہین کیا ہو تو مریض کا حصہ اجرت ساقط ہو جاویگا۔ اور اگر دونون نے اس کام کے انجام دینے مین شرکت کی ہو تو پورا اجر دیا جائیگا اور بیمار ہو جانے والے مزدور کا حصہ اسکو ملیگا۔ اور فتاوای ابواللیث رح مین لکھا ہو کہ دو کاریگرون مین سے ایک نے اپنی کاریگری کے آلات دوسرے کو اجارہ دیے پھر دونون نے شرکت اختیار کر لی پس اگر اجارہ باعتبار ماہواری کے ہو تو پہلے مہینہ مین اجرت واجب ہوگی اور اُسکے بعد واجب نہ ہوگی کیونکہ پہلے مہینہ مین اجارہ صحیحہ کے بعد شرکت طاری ہوئی پس شرکت کے طاری ہونے سے اجارہ صحیحہ باطل نہوگا اور پھر دوسرے مہینہ مین قبل اجارہ کی صحت کے شرکت طاری ہوئی پس اجارہ باطل ہوجائیگا اسواسطے اجرت واجب نہوگی۔ اور اگر اجارہ کی مدت مثلاً دس برس قرار پائی ہو تو پوری مدت تک اجرت واجب ہوگی کیونکہ اجارہ پوری مدت تک صحیح ہو جانے کے بعد شرکت طاری ہوئی پس ایسی شرکت اجارہ کو باطل نہ کریگی۔ اور شیخ محمد بن سلمہ رح سے روایت ہو کہ شرکت اجارہ کو گرا دیتی ہی اور جو صورت محمد بن سلمہ رح سے منقول ہو وہ یہ ہو کہ ایک شخص نے دوسرے سے ایک دکان کرایہ پر لی پھر دونون نے ایک کام مین شرکت کر لی کہ اُس کام کو اُسی دکان مین انجام دیتے ہین تو محمد بن سلمہ رح کے قول پر فتوے ہی اور اجرت دکان ساقط ہوجائیگی اگر ان دونون نے اسی دکان مین کام کیا کیونکہ اُسنے معقود علیہ کو سپرد نہ کیا یہ محیط مین ہو۔ ایک عورت نے اپنا گھر اور نگنی سب اپنے شوہر کو اجارہ پر دیا تو اس مقام پر مذکور ہو کہ عورت کو کچھ اجرت نہ ملیگی اور یہ صورت بمنزلہ اسکے ہو کہ شوہر نے اس عورت کو روٹی یا سالن پکانے کے واسطے اجارہ پر لیا۔ اور چاہیے یہ کہ جائز ہو اور قاضی خان نے ذکر کیا کہ فتوی یہ ہو کہ صحیح ہو یہ کبرلے مین ہو۔ اجارات الاصل کے آخر باب اجارات الدور مین لکھا ہو کہ ایک شخص نے ایک مہینہ کے واسطے ایک دار کرایہ لیا اور مالک مکان اسکے ساتھ آخر مہینہ تک اُس مکان مین رہا پھر مستاجر نے کہا کہ مین تجھے اجرت نہ دونگا کیونکہ تو نے میرے اور مکان کے درمیان تخلیہ نہین کیا یعنی قبضہ کامل نہ دیا تو جس قدر مستاجر کے قبضہ مین رہا اسکے حساب سے اسکو کرایہ دینا پڑیگا اسواسطے کہ بعض کو کل پر قیاس کیا ہی کذا فی المحیط۔

انیسوان باب عذر کی وجہ سے اجارہ فسخ ہو جانے کے بیان مین اور جو چیزین عذر ہو سکتی ہین اور جو نہین ہو سکتی ہین اور جو صورتین فسخ ہوتی ہین اور اُسکے متعلق احکام کے بیان مین اور جو فسخ نہین ہوتی ہین اسکے بیان مین۔ اصل یہ ہو کہ جب اجارہ بلاعوض استہلاک عین شئے پر واقع ہو جیسے کتابت کے واسطے اجارہ لینے مین کاغذ و روشنائی کا استہلاک ہی یا جیسے زمین جوتنی مزارعت کی صورت مین جبکہ بیج اسکی طرف سے ٹھہرے ہون تو ایسی صورتون مین اسکو بلا عذر اجارہ و مزارعت کے فسخ کرنیکا اختیار رہا اور اس اصل سے بہت واقعات کا حکم نکلتا ہی اسکو یاد رکھنا چاہیے یہ قنیہ مین ہو۔ ہمارے نزدیک عذرون کی وجہ سے اجارہ ٹوٹ جاتا ہی اور اسکی چند صورتین ہین یا تو دونون عقد کرنے والون مین سے کسی کیطرف سے عذر ہوگا یا معقود علیہ کی طرف سے ہوگا اور جب عذر متحقق ہوا تو بعض روایات مین آیا ہو کہ اجارہ ٹوٹ نہ جائیگا اور بعض مین ہو کہ ٹوٹ جائیگا اور ہمارے مشائخ نے دونون روایتون مین اسطرح توفیق دی ہو کہ اگر اجارہ کسی غرض سے ہو اور یہ غرض باقی نرہی اور یا عذر ایسا ہو کہ عقد کے بموجب کارروائی کرنے سے شرعًا مانع ہو تو بدون توڑنے کے اجارہ ٹوٹ جائیگا مثلاً ہاتھ گلنا شروع ہوا اور کسی جراح کو ہاتھ کاٹنے کے واسطے اجارہ پر لیا یا ڈاڑھ مین درد پیدا ہوا اسکے اکھاڑنے کے واسطے اجارہ کیا پھر گلنا دور ہو گیا اور درد جاتا رہا تو اجارہ ٹوٹ جائیگا کیونکہ شرعًا اجارہ کے بموجب کارروائی نہین کر سکتا ہی۔ اور اگر بغداد تک جانیکے لیے کوئی ٹٹو معین اس غرض سے کرایہ کیا کہ

اپنے کسی قرضدار یا بھاگے ہوئے غلام کو گرفتار کرائے پھر وہ قرضدار حاضر ہو گیا یا غلام واپس آیا تو اجارہ ٹوٹ جاویگا کیونکہ یہ اجارہ ایک غرض سے ٹھیرا تھا اور وہ غرض جاتی رہی۔ اسی طرح اگر گمان کیا کہ میرے مکان کی نیو مین خلل آگیا ہو اور ایک شخص کو مکان منہدم کرانے کے لیئے اجارہ لیا پھر معلوم ہوا کہ خلل نہین ہی یا طعام ولیمہ کے واسطے کوئی باورچی اجارہ پر لیا پھر دولہن مرگئی تو اجارہ باطل ہو جاویگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور جو عذر ایسا ہو کہ جسکی وجہ سے شرعًا بموجب عقد کے کارروائی کرنا ممنوع ہو ولیکن ایک طرح کا ضرر اسکو لاحق ہوتا ہو تو فسخ عقد مین فسخ کرانے کی ضرورت ہوگی یہ ذخیرہ مین ہی اور جب عذر متحقق ہوا اور فسخ کی ضرورت ہوئی تو صاحب عذر تنہا فسخ کرسکتا ہی یا حکم قاضی یا دوسرے کی رضامندی کی حاجت ہوتی ہی اسمین مختلف روایات آئی ہین اور صحیح یہ ہو کہ اگر عذر متحقق ظاہر ہو تو تنہا فسخ کرسکتا ہی اور اگر مشتبہ ہو تو تنہا فسخ نہین کرسکتا ہی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ اگر مال اجارہ مین کوئی عیب پیدا ہو گیا پس اگر ایسا عذر ہو کہ جس سے منافع حاصل کرنے مین کچھ فرق نہین آتا تو مستاجر کو اختیار حاصل نہوگا مثلًا ایک غلام اجارہ لیا اور اسکی ایک آنکھ جاتی رہی حالانکہ جس خدمت کے واسطے اجارہ لیا ہی اسمین کچھ حرج نہین آتا یا اسکے بال گر گئے یا مکان کی ایسی دیوار گر گئی جس سے سکونت مین کچھ حرج نہین آتا تو اختیار نہوگا اور اگر ایسا عیب پیدا ہوا جس سے منافع حاصل کرنے مین فرق آتا ہی مثلًا غلام مریض ہو گیا یا گھر مین سے کوئی عمارت یا دیوار ایسی گر گئی جس سے سکونت مین حرج واقع ہوا تو مستاجر کو اختیار ہوگا کہ چاہے باوجود اسکے اسمین سکونت اختیار کرے اور منفعت حاصل کرے مگر پوری اجرت دینی پڑیگی یا عقد اجارہ توڑ دے یہ محیط سرخسی مین ہی۔ پس اگر مستاجر کے اجارہ توڑنے سے پہلے موجر نے دیوار بنوادی یا مثلًا غلام بیماری سے اچھا ہو گیا تو مستاجر کو فسخ کا اختیار نہ رہیگا کیونکہ عیب باقی نہ رہا۔ اور اگر عیب دور ہونے سے پہلے مستاجر فسخ کرنے پر آمادہ ہوا تو اسی وقت فسخ کرے جبکہ مکان کا مالک حاضر ہو اور اگر اسکی پیٹھ پیچھے فسخ کیا تو فسخ نہین کرسکتا ہو اور اگر مالک کی غیبت مین مکان سے نکل گیا تو کرایہ چڑھتا رہیگا جیسا کہ رہنے کی صورت مین چڑھتا کیونکہ اجارہ ابھی باقی ہی اور باوجود عیب کے اسکو نفع حاصل کرنے کی قدرت حاصل ہو یہ کبری مین ہی اور اگر تمام گھر منہدم ہو گیا تو مالک کی بدون موجودگی کے مستاجر کو فسخ کرنیکا اختیار رہو ولیکن اجارہ خود فسخ ہوگا کیونکہ خالی میدان سے اسکو منفعت حاصل کرنے کی قدرت ہی اسی طرف شیخ الاسلام خواہرزادہ گئے ہین اور اجارات شمس الائمہ مین لکھا ہو کہ اگر پورا گھر منہدم ہو گیا تو صحیح یہ ہو کہ اجارہ خود فسخ ہوگا ولیکن اجرت ساقط ہو جائیگی خواہ مستاجر فسخ کرے یا نہ کرے یہ صغری مین ہی۔ اگر گھر منہدم ہو گیا اور مستاجر نے میدان مین سکونت اختیار کی تو اجرت واجب ہوگی اور اگر گھر کا کوئی بیت فقط گر گیا اور مستاجر باقی مین رہا تو اجرت مین سے کچھ کمی نہ ہوگی۔ اور اگر کوئی گھر اس شرط پر کرایہ لیا کہ اسمین تین بیت ہین پھر اسمین دو ہی بیت نکلے تو مستاجر کو خیار حاصل ہونا واجب ہی ولیکن اجرت مین سے کچھ کمی ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ موجر نے اگر کرایہ والا گھر مستاجر کی رضامندی یا بلا رضامندی توڑ ڈالا تو مستاجر کو اجارہ فسخ کرنے کا اختیار ہوگا اور بغیر فسخ کیے خود اجارہ فسخ ہوگا اور مستاجر کے ذمہ سے کرایہ ساقط ہو جاویگا چنانچہ اگر کسی شخص نے غصب کرلیا تو بھی مستاجر کو فسخ کا اختیار ہی اور اجرت ساقط ہوگی اور خود اجارہ فسخ ہوگا اسکی طرف امام محمدؒ نے اصل مین اشارہ کیا ہی۔ اور امام محمدؒ سے روایت ہو کہ اگر کرایہ والا گھر منہدم ہو گیا اور موجر نے اسکو بنوادیا اور مستاجر نے باقی مدت اسمین رہنا چاہا تو موجر ممانعت نہین کرسکتا ہو اور مراد امام محمدؒ کی یہ ہو کہ مستاجر کے اجارہ فسخ کرنے سے پہلے موجر نے بنوا دیا ہو یہ فتاوی قاضی خان مین ہی اور امام محمدؒ نے کشتی کے حق مین فرمایا کہ اگر کشتی ٹوٹ گئی اور تختے الگ الگ

ہو گئے پھر موجر نے انکو ترکیب دیدیا تو مستاجر کے سپرد کرنے کے واسطے اُسپر جبر نہ کیا جائیگا کیونکہ کشتی کے ٹوٹتے ہی اجارہ فسخ ہو گیا اور پھر جب دوبارہ تیار ہوئی تو یہ دوسری کشتی تیار ہوئی ہو بعینہ پہلی نہین کہ جسکا سپرد کرنا واجب ہوا آیا تو نہین دیکھتا ہو کہ اگر کسی شخص نے تختے غصب کر کے انکی ترکیب دیکر کشتی بنائی تو اسکا مالک ہو جاتا ہو کذا فی المحیط السرخسی قلت یعنی مالک کا حق منقطع ہو جاتا ہو اور غاصب کو ان تختون کی قیمت دینی پڑیگی کیونکہ یہ اور چیز ہو گئی ناظم - اور اصل مین مروی ہو کہ اگر کسی عذر متحقق کے باعث سے مستاجر کرایہ کے مکان مین سے نکل گیا تو اجرت ساقط ہو جاویگی اور زیادات مین مروی ہو کہ ساقط نہوگی ولیکن اگر موجر خود اُس مکان مین رہنے لگا تو ساقط ہو جاویگی کیونکہ یہ فسخ پر رضامندی ہو یہ غیاثیہ مین لکھا ہو ایک مکان کرایہ لیا اسمین سے تھوڑا مکان گر گیا اور موجر غائب ہو یا ایسا کمینہ آدمی ہو کہ قاضی کی مجلس مین حاضر نہین ہوتا تاکہ عقد فسخ ہو وے تو قاضی انکی طرف سے ایک وکیل مقرر کر کے اُسکے روبرو عقد فسخ کر دیگا یہ قنیہ مین ہو - اگر غلام اجارہ کے مالک نے سفر کا قصد کیا اور چاہا کہ غلام کو ساتھ لیجاؤن تو اجارہ فسخ کرنے کے واسطے یہ عذر کافی نہین ہو یہ محیط مین ہو اور اگر کوئی عقار مثل گھر کے اجارہ دیا پھر سفر کر گیا تو یہ عذر فسخ نہین ہو کیونکہ اسکی پیٹھ پیچھے مستاجر اپنا نفع حاصل کر سکتا ہو اور اگر مستاجر نے سفر کا ارادہ کیا تو یہ عذر ہو سکتا ہو کیونکہ عدم الفسخ مین سفر سے رکتا یا بدون سکونت و انتفاع کے کرایہ دینا لازم آتا ہو اور یہ ضرر ہو یہ سراج الوہاج مین ہو - اور موجر کو یہ اختیار نہین ہو کہ اگر اسکو کوئی شخص زیادہ کرایہ دینے پر راضی ہو تو وہ اس اجارہ کو جو بالفعل ہو فسخ کر دے اگرچہ زیادتی دو چند ہو یہ غایۃ البیان مین ہو - اور اگر مستاجر نے ایک پیشہ جسکے واسطے مثلاً مکان کرایہ لیا تھا چھوڑ کر دوسرا پیشہ اختیار کیا مثلاً تجارت چھوڑ کر زراعت اختیار کی یا زراعت کے واسطے جو زمین کرایہ پر لی تھی اسکو اسوجہ سے چھوڑ جانا چاہا کہ اسنے زراعت چھوڑ کر تجارت اختیار کی تو یہ عذر ہو سکتا ہو یہ ینابیع مین ہو - اگر تجارت کے واسطے بازار مین دکان کرایہ پر لی پھر وہ بازار پھیکا پڑ گیا یہانتک کہ اسکی تجارت نہین چل سکتی ہو تو یہ عذر ہی اسکی وجہ سے فسخ کر سکتا ہو یہ قنیہ مین ہو - اگر ایک شخص نے ایک اونٹ کوفہ سے بغداد تک کرایہ لیا پھر اسکی رائے مین آیا کہ حج کرایہ کرنا چاہیے تو یہ ارادہ پہلے اجارہ کے فسخ کرنے کے واسطے عذر نہین ہو سکتا ہو ہان اگر اُسنے کوئی اونٹ یا چوپایہ خرید لیا تو یہ عذر ہو سکتا ہو یہ کبرے مین ہو - اور اگر بغداد تک کوئی سواری کا جانور کرایہ لیا پھر اسکی رائے مین آیا کہ سفر نہ کرے یا حج کے واسطے کوئی اونٹ کرایہ کیا پھر اسکی رائے مین آیا کہ امسال سفر حج کے واسطے نہ جاوے یا بیمار ہو کر سفر سے عاجز ہو گیا تو یہ عذر ہو یہ فتاوی قاضی مین ہو - اگر موجر کی حویلی جسمین خود رہتا تھا گر گئی اور دوسری حویلی اسکی جو کرایہ پر ہو اسکے سوائے اسکی کوئی اور حویلی نہین ہو اور اُسنے چاہا کہ اسمین رہے تو اجارہ نہین توڑ سکتا ہو اسی طرح اگر اُسنے اُس شہر کو چھوڑ کر دوسرے شہر مین جا رہنے کا قصد کیا تو بھی یہی حکم ہو کیونکہ وہ اُس حویلی کو اپنے ساتھ نہین لیجا سکتا ہو پس جو کچھ اسنے عقد اجارہ مین اپنے اوپر ضرر لازم کر لیا ہو اُس سے زیادہ بقاے اجارہ مین ضرر نہین ہو سکتا ہو - اور اگر مکان کرایہ بازار مین ہو کہ اسمین مستاجر خرید و فروخت کیا کرتا ہو پھر مستاجر پر قرضہ چڑھ گیا یا مفلس ہو گیا اور وہ بازار سے اٹھ گیا تو یہ عذر ہو اسکو اجارہ توڑ دینے کا اختیار ہو اسی طرح اگر مستاجر نے ایک شہر سے دوسرے شہر مین چلے جانیکا قصد کر لیا تو بھی یہی حکم ہو اور اگر مالک مکان نے یہ کہا کہ یہ شخص فقط تعلل کرتا ہو اسکا ارادہ یہان سے جانیکا نہین ہو تو قاضی مستاجر سے اسپر قسم لیگا اسی طرح اگر اس تجارت سے کسی دوسری تجارت کی طرف تحول کرنا چاہا تو یہ بھی عذر ہو یہ مبسوط مین ہو - اگر کسی شخص نے ایک پیشہ کرنے کے واسطے ایک دکان کرایہ لی پھر اُس

پیشہ کو چھوڑ کر دوسرا پیشہ اختیار کرنا چاہا پس اگر دوسرے پیشے کا کام اُس دکان مین کر سکتا ہو اور سب ضرورت کی چیز مہیا ہو سکتی ہو تو اجارہ نہین توڑ سکتا ہو ورنہ توڑ سکتا ہو کیونکہ عذر متحقق ہو گیا یہ کبریٰ مین ہو۔ اگر کرایہ دار نے دوسرا مکان سستے کرایہ کا پایا تو یہ عذر نہین ہو سکتا ہو۔ اسی طرح اگر کوئی حویلی خریدی اور اُسمین اٹھ جانا چاہا تو بھی عذر فسخ نہین ہو سکتا ہو۔ اور اگر کوئی خاص ٹٹو بعد اد معین کرایہ کیا پھر مستاجر کی راے مین آیا کہ سفر کو نہ جاوے تو یہ عذر ہو اور اگر ٹٹو والے نے کہا کہ یہ شخص تعلل[1] کرتا ہو تو قاضی اُس سے یون کہے کہ تو صبر کر اگر یہ شخص سفر کو جاوے تو تو اسکے ساتھ ٹٹو کو ہانک لیجا تا کیونکہ معقود علیہ ٹٹو کے قدم تھے پس جب اُسنے ٹٹو کو مستاجر کے ساتھ ہانک دیا تو مستاجر کو اپنی منفعت حاصل کر لینے کا قابو مل گیا اسواسطے اُسپر کرایہ واجب ہوگا اگرچہ سوار نہوا ہو اور اگر مستاجر بیمار یا قرضدار ہو گیا یا کسی امر کا خوف پیدا ہوا یا ٹٹو ٹھوکر کھا کر گر گیا یا ٹٹو مین کوئی ایسی چیز پیدا ہو گئی کہ اس سے سواری کی استطاعت نہ رہی تو ان مین سے کچھ تو ٹٹو مین عیب ہو اور کچھ مستاجر کے حق مین عذر ہو کہ وہ سفر کو نہین نکل سکتا ہو۔ اور اگر ٹٹو کے مالک کو ایسی بیماری ہو گئی کہ ٹٹو کے ساتھ نہین چل سکتا ہو تو اجارہ ٹوٹ نہ جائیگا اسی طرح اگر اسکو کسی قرضخواہ نے پکڑ کر روک رکھا اور قید کرا دیا تو بھی یہی حکم ہو یہ مبسوط مین ہو۔ ایک شخص نے زید کو حمال مقرر کیا کہ میرا بوجھ فلان مقام تک اس کرایہ پر پہونچا دے اور کرایہ اسکو دیدیا پھر جب کچھ مسافت طے کی تو اسکی راے مین آیا کہ وہان نہ جاوے اور اجارہ ترک کر دے اور حمال سے کہا کہ آدھی اجرت مجھے واپس کر دے تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر باقی آدھا راستہ بھی آسانی سے طے ہوتا ہو جیسا پہلے آدھی دور کا راستہ طے ہوا تو مستاجر کو یہ اختیار رہو ورنہ اسکے حساب سے واپس لیگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہو۔ ایک شخص نے اپنا گھر کرایہ دیا پھر چاہا کہ اجارہ توڑ کر اسکو فروخت کردے کیونکہ اسکا اور اُسکے عیال کا نفقہ بالکل نہین رہا تو اسکو یہ اختیار حاصل ہوگا یہ کبریٰ مین لکھا ہو۔ ایک شخص نے اپنا گھر یا غلام اجارہ دیا پھر اسپر اسقدر قرضہ فادح[2] چڑھ گیا کہ اسکے ادا کی سوا اسکے کوئی صورت نہین کہ کرایہ والے مکان یا غلام کو فروخت کر کے اسکے ثمن سے ادا کرے تو فسخ اجارہ کے واسطے یہ عذر ہو سکتا ہو اور موجر کو چاہیے کہ قاضی کے سامنے مرافعہ کرے کہ قاضی اسکو فسخ کر دے اور خود موجر کو فسخ کر دینے کا اختیار نہین ہو یہ محیط مین لکھا ہو۔ اور اگر موجر نے اپنا قرضہ ادا کرنے کے واسطے اجارہ کے مکان یا غلام کو خود ہی فروخت کر دیا تو صحیح نہین ہو جبتک کہ قاضی کے سامنے مرافعہ نہ کرے اور اسی پر فتوے ہو یہ سراجیہ مین ہو۔ پھر جب موجر نے قاضی کے سامنے مرافعہ کیا پس اگر قاضی سے یہ درخواست کی کہ اجارہ توڑ دے تو قاضی اسکو منظور نہ کریگا اور اگر یہ درخواست کی کہ اُس مکان یا غلام کو خود فروخت کر دے یا موجر وغیرہ کو اُسکے فروخت کرنے کا حکم دے تو قاضی اُس درخواست کو منظور کریگا پھر جب بائع یعنے موجر نے قرضہ ہونا گواہون سے ثابت کر دیا تو قاضی اس بیع کو نافذ کر دیگا اور اُسکے نافذ ہونے کی ضمن مین اجارہ ٹوٹ جائیگا پس مشتری سے ثمن وصول کر کے قرضخواہ کو ادا کر دیگا۔ اور جبتک قاضی نے بیع نافذ ہونے کا حکم نہین دیا ہو اسوقت تک کرایہ مستاجر پر واجب ہوگا اور وہ موجر کو ملیگا اور اُسکے حق مین حلال ہوگا۔ اسی طرح اگر قاضی کے پاس جانے سے پہلے موجر نے خود ہی وہ گھر فروخت کر دیا پھر قاضی کے پاس مرافعہ ہوا تو بھی جبتک قاضی اس بیع کو تمام و نافذ کر کے اجارہ توڑ نہ دے اسوقت تک کرایہ مستاجر پر واجب ہوگا اور یہ حکم اسوقت ہو کہ موجر پر قرضہ ہونا قاضی کو معلوم ہو۔ اور اگر ظاہر و معروف نہو فقط موجر کے اقرار سے ثابت ہوا اور مقرلہ نے اسکے اقرار کی تصدیق کی اور مستاجر نے تکذیب کی تو امام اعظم رح کے نزدیک زمین فروخت کر دیجائیگی اور اجارہ توڑ دیا جاویگا اور صاحبین رح کے

ف قولہ ولیس بعذر [illegible] اگر دکان کا چھوڑنا ہو تو اجارہ ٹوٹ جاویگا [illegible]
[1] تعلل یعنی حیلہ بہانہ کرتا ہو [illegible]
[2] قرضہ فادح یعنی بھاری قرضہ [illegible] اور اجارہ توڑ دے [illegible] تو بیع جائز ہے [illegible]

نزدیک زمین فروخت نہ کیجائیگی اور نہ اجارہ توڑا جائیگا یہ محیط مین ہی۔ اور جب قاضی نے اُسکو فروخت کیا تو ثمن مین سے پہلے مستاجر کے درم جو اسنے کرایہ معجل دیدیا ہی ادا کردیا جائیگا پھر جو کچھ بچ رہا وہ قرضخواہون کو دیا جائیگا حتی کہ اگر ثمن مین کچھ نہ بچا تو فسخ نہوگا اور بعد فسخ کے اسکو اختیار ہی کہ گھر کو روک لے یہان تک کہ جو کچھ اُسنے پیشگی دیا ہی وہ اسکو واپس ملے اور بعض نے فرمایا کہ جبتک اسکو کرایہ واپس ملے تب تک اُسکو مکان مین سکونت رکھنا حلال ہی کیونکہ موجر نے اسکو مطلقاً رہنے کی اجازت دی تھی۔ اور اگر روک رکھنے کے زمانہ مین مستاجر کے پاس وہ مکان تلف ہوا تو امانت تلف ہوئی بخلاف رہن کے کہ اسمین یہ نہین ہی۔ اور اگر موجر مرگیا اور اُسپر سب لوگون کا قرضہ ہو تو دوسرے قرضخواہون کی بہ نسبت مکان پر مستاجر کا زیادہ استحقاق ہی جیسا کہ رہن کی چیز پر مرتہن کا حق ہوتا ہی۔ اور اگر اجارہ پر زمین ہو کہ اسمین مستاجر کی کھیتی ہو رہی ہو تو قرضہ کے عذر کی وجہ سے فسخ اجارہ نہوگا تاوقتیکہ کھیتی پک کر تیار نہو جاوے اور اُسکے کٹنے تک موجر جو بسبب قرضہ کے قید پڑا ہی باہر نکالا جائیگا اور چھوڑ دیا جائیگا۔ اور اگر مشتری کو یہ بات معلوم ہوئی کہ یہ مکان اجارہ پر ہی تو اسکو اختیار رہے کہ چاہے بیع کو فسخ کردے یا صبر کرے یہانتک کہ اجارہ کی مدت گذر جاوے۔ اور اگر موجر نے مکان کو مستاجر کی بلا اجازت فروخت کیا اور مستاجر نے بیع رد کردی پس آیا بیع ٹوٹ جائیگی تو مشائخ نے اسمین اختلاف کیا ہی اور اصح یہ ہی کہ مستاجر کو بیع فسخ کرنے کا اختیار نہین ہی اور اگر مستاجر کی اجازت سے اسکو فروخت کیا تو اجارہ فسخ ہوگیا اگرچہ مستاجر نے مکان کو اپنی اجرت معجلہ یعنی پیشگی کے وصول کرنے کے واسطے روک لیا ہو اور اگر سپرد کردینے پر راضی ہوا پھر بسبب عیب کے بہ حکم قاضی بائع کو واپس ملا تو اجارہ عود نہ کریگا یہ غیاثیہ مین ہی۔ اور اگر مستاجر کو فسخ اجارہ کی حاجت پیش آئی اس وجہ سے کہ کمائی سے عاجز ہوگیا یا فقیر ہوگیا یا مریض ہوگیا تو اسکو اختیار ہوگا کہ اجارہ فسخ کرکے کرایہ واپس کرے یہ خلاصہ مین ہی۔ اگر کسی شخص نے اپنا غلام اجارہ پر دیا تو یہ فسخ اجارہ کے واسطے کچھ عذر نہین ہی اور اسپر عقد پورا کرنے مین کچھ ضرر نہین ہی مگر ہان اسی قدر ضرر ہی جو اسنے عقد اجارہ قرار دینے کے وقت خود ہی قبول کرکے اپنے اوپر لازم کرلیا تھا یعنی مدت اجارہ گذرنے تک مین اس غلام مین تصرف نہ کرسکیگا یہ نہایہ مین ہی۔ اگر کرایہ کی حویلی کو مالک نے اس وجہ سے فروخت کرنا چاہا کہ اُسکے بالفعل فروخت کرنے مین کچھ نفع حاصل ہوتا ہی تو اسکو فسخ اجارہ کا اختیار نہ ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ ایک شخص نے ایک سال تک کی خدمت کے واسطے ایک غلام بعوض سو درم اور ایک سیر شراب کے اجارہ لیا اور باہمی قبضہ ہوگیا پھر موجر نے بسبب اجارہ فاسد ہونے کے عقد اجارہ کو توڑنا چاہا تو اُسکو اختیار ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ ایک درزی نے ایک غلام اسواسطے اجارہ لیا کہ میرے ساتھ سیا کرے پھر جو مفلس یا مریض ہوکر بازار سے اٹھ گیا تو یہ ایسا عذر ہی کہ اُسکو اجارہ پورا کرنے سے مانع ہی اور اگر اُسنے سلائی چھوڑ کر کوئی دوسرا کام شروع کیا تو یہ ایسا عذر نہین ہی کہ اجارہ نہ پورا کرسکے کیونکہ ممکن ہی کہ جو کام اسنے اختیار کیا ہی اُس دوکان کے ایک گوشہ مین اس غلام سے سلائی کا کام لیا کرے یہ تمرتاشی مین ہی۔ اگر کسی شخص کو اسواسطے اجیر مقرر کیا کہ میرا کپڑا دھو کر کندی کردے یا سی دے یا قمیص قطع کردے یا میرے واسطے کوئی بیت تیار کردے یا میرے بیج سے میری زمین مین کھیتی بو دے پھر اسکی راے مین آیا کہ یہ کام نہ کرے تو یہ عذر ہی اسی طرح اگر اسکو کنوان کھودنے کے واسطے اجارہ لیا ہو تو بھی ایسا ہی ہو اور اگر فصد و پچھنے لگانے کے واسطے اجارہ لیا تو بھی یہی حکم ہی۔ اور اگر ان صورتون مین اجیر نے کام کرنے سے انکار کیا تو اسپر جبر کیا جائیگا اور اجارہ فسخ نہ ہوگا یہ محیط مین ہی۔ اگر کوئی زمین کرایہ پر لی پھر وہ ریتلی یا لونیا ہوگئی تو اجارہ باطل ہو جائیگا یہ فتاوی

قاضیخان

قاضی خان مین ہی۔ اور اگر پانی کے جوش سے ذہاب ناک ہوگئی یعنی پانی رسنے لگا کہ ہمین زراعت نہین ہوسکتی تو یہ عذر ہی اور نوازل مین لکھا ہی کہ اگر اُس زمین سے پانی منقطع ہوگیا تو مستاجر کو فسخ اجارہ کا اختیار حاصل ہوا اور اگر زمین مین کھیتی موجود ہو تو زمین اسکے قبضہ مین اجرالمثل کے عوض چھوڑ دیجاویگی یہانتک کہ کھیتی پک جاوے پس اگر اُسنے پانی دیا اور سینچی تو بحساب اجارہ مین داخل ہی یہ خلاصہ مین ہی۔ اگر زراعت کرنے کے واسطے کوئی زمین اجارہ لی پھر دوسری زمین مین زراعت کرنی چاہی تو یہ عذر نہین ہی اور نوازل مین ہی کہ ایک گانون مین زمین زراعت کے واسطے لی پھر اسکی راے مین آیا کہ یہان چھوڑ کے دوسرے ایک گانون مین زراعت کرے پس اگر ان دونون گانون مین شرعی سفر کی مسافت ہو تو اسکو اختیار ہی اور اگر اس سے کم مسافت ہو تو یہ اختیار نہین ہی کیونکہ سفر سے کم مسافت بہت سے احکام مین ایسی ہی جیسے ایک محلہ سے دوسرے محلہ مین اٹھ جانا یہ تمرتاشی مین ہی۔ اور اگر مستاجر بیمار ہوکر زراعت کرنے سے عاجز ہوا پس اگر وہ ایسا شخص ہو کہ زراعت کا کام خود ہی کرتا ہو تو یہ عذر ہی اور اگر ایسا ہو کہ خود نہین کیا کرتا ہو تو عذر نہین ہی یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہی۔ اگر خدمت کیواسطے کوئی غلام اجارہ لیا اور وہ غلام بیمار ہوگیا تو مستاجر کو فسخ اجارہ کا اختیار ہی اور اگر مستاجر اسپر راضی رہا تو موجر کو فسخ کا اختیار نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر اجارہ کا غلام بھاگ گیا تو یہ عذر ہی اور اگر اس صورت مین مستاجر نے اجارہ فسخ نہ کیا یہانتک کہ غلام پھر لوٹ کر آگیا تو اجرت مین سے بقدر اسکے بھاگنے کے کم کردیا جائیگا اور باقی کا حصہ عقد لازم رہیگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر وہ غلام چور نکلا تو مستاجر کو فسخ اجارہ کا اختیار ہی مگر موجر یعنی مالک غلام کو فسخ کا اختیار نہین ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر اجارہ کا غلام اس کام مین جسکے واسطے اجارہ لیا گیا ہی نہایت ہوشیار نہو تو مستاجر کو یہ امر فسخ اجارہ کے واسطے عذر نہین ہوسکتا ہی اور اگر وہ کام خراب کرتا ہو تو مستاجر کو فسخ کا اختیار ہی یہ محیط مین ہی۔ اگر کچھ معین چوپایون کا اجارہ اسباب لادنے کے واسطے ٹھہرایا پھر وہ سب مرگئے تو اجارہ فسخ ہوگیا بخلاف اسکے اگر چوپائے معین نہون اور موجر نے کچھ چوپائے دیے اور وہ مرگئے تو عقد فسخ نہوگا اور موجر پر واجب ہوگا کہ اسکے سواے دوسرے چوپائے مستاجر کے واسطے لائے یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر کوئی معین چوپایہ سواری کیواسطے ٹھہرا ہی اور وہ بیمار ہوگیا تو عذر ہی اور اگر غیر معین چوپایہ دینے کے واسطے اجارہ کیا اور موجر کا چوپایہ بیمار ہوگیا تو عذر نہین ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی اور اگر مستاجر سوار ہوکر چلا پھر راہ مین مرگیا تو اُسپر جسقدر چلا ہی اُسکے حساب سے کرایہ واجب ہوگا اور باقی کا ساقط ہوجاویگا یہ خلاصہ مین ہی۔ ہشام نے امام ابو یوسف رح سے روایت کی کہ ایک عورت حج مین قربانی کے روز دسوین تاریخ بچہ جنی ہنوز اسنے طواف نہین کیا تھا اور اونٹ والے نے اُسکے ساتھ توقف کرنے سے انکار کیا تو امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ اجارہ ٹوٹنے کے واسطے یہ امر عذر ہی کیونکہ طواف کو چھوڑ کر عورت وہان سے نکل نہین سکتی ہی اور اونٹ والے کو بھی مدت نفاس ختم ہونے تک اُسکے ساتھ پڑے رہنے کا حکم نہین دیا جا سکتا ہی اور اگر وہ عورت اس سے پہلے زچہ ہوچکی ہو اور اب نفاس کے ایام مین سے مثل ایام حیض کے یا اس سے بھی کم رہ گئے ہون تو اونٹ والے پر جبر کیا جاویگا کہ اسکے ساتھ اتنے دنون تک قیام کرے یہ سراج الوہاج مین ہی۔ ایک کام کے استاد کو اسواسطے اجارہ کیلئے مقرر کیا کہ اس سال مین مجھے یہ کام سکھلادے پھر چھ مہینے گذر گئے اور اُسنے کچھ نہین سکھایا تو مستاجر کو فسخ اجارہ کا اختیار ہی اور مین نے اسکی کوئی روایت کتاب مین نہین دیکھی لیکن شیخ علی اسبیجابی نے ایسا ہی فتوے دیا ہی پس مین نے بھی یہی فتوے دیا کذا فی الصغری۔ اگر کوئی چیز خرید کر دوسرے شخص کو اجارہ پر دیدی پھر اُسکے عیب سے مطلع ہوا

اختیار ہو کہ بسبب عیب کے واپس کر دے اور اجارہ فسخ کر دے یہ محیط مین ہی- اور تجرید مین لکھا ہو کہ اگر اپنے تئین کسی کام یا
صناعت مین اجارہ پر دیا پھر اسکی راے مین آیا کہ اس کام کو نہ کرے تو اسکو یہ اختیار نہو گا اور اگر اسکے افعال مین سے
یہ کام نہو بلکہ لوگ اسپر یہ کام کرنے سے عیب رکھتے ہون تو اجارہ فسخ کر سکتا ہو یہ خلاصہ و محیط مین ہی- اور اگر کسی عورت نے
اپنے تئین ایسے کام کے اجارہ مین دیدیا جس کام کا اسپر عیب رکھا جاوے تو اُسکے وارثون کو اختیار ہو کہ اسکو اجارہ
سے نکال لین یہ فتاوے قاضی خان مین ہی- اگر پن چکی کا پانی کم ہو گیا پس اگر بہت کمی آگئی تو اجارہ فسخ کر سکتا ہی اور اگر
تھوڑی کمی ہو تو نہین فسخ کر سکتا ہی اور قدوری نے فرمایا کہ اگر پانی مین اسقدر کمی ہو گئی کہ جسقدر پہلے پیستی تھی اُسکے آدھے
سے بھی کم پیستی ہو تو یہ بہت کمی مین گنا جائیگا- اور واقعات ناطفی مین لکھا ہو کہ اگر پن چکی کا پانی گھٹ گیا اور ایسی سست
چلنے لگی کہ بہ نسبت سابق کے آدھا اناج پیستا ہی تو مستاجر کو واپس کر دینے کا اختیار ہی- اور اگر اسنے واپس نہ کی بلکہ پیسے گیا
تو نقصان و عیب پر رضامندی ہو پھر اسکے بعد اسکو واپس کرنے کا اختیار نہ رہیگا- اور اگر مدت اجارہ کے اندر پن چکی کا
پانی موقوف و منقطع ہو گیا مثلاً کسی قدر اجرت معلومہ پر ایک مہینے معلوم کے واسطے پن چکی کرایہ لی اور مہینے کے درمیان
مین پانی منقطع ہو گیا اور مستاجر اُس سے کام نہ لے سکا تو اسکو خیار ہو گا ایسا ہی اصل مین مذکور ہو پس اگر اسنے اجارہ فسخ
نہ کیا یہان تک کہ پھر پانی آنے لگا تو باقی مدت کا اجارہ اسکے ذمہ لازم ہو گا کیونکہ جو سبب فسخ کا تھا وہ جاتا رہا مگر مستاجر سے
بحساب اسکے اجرت کم کر دیجائیگی ایسا ہی امام محمد رح نے کتاب الاصل مین ذکر کیا ہو پھر مشائخ نے امام محمد رح کے اس قول
کی تفسیر مین یعنی قولہ بحساب اسکے اجرت کم کر دیجائیگی- اختلاف کیا ہو بعضون نے فرمایا کہ اسکے یہ معنی ہین کہ مہینے مین جسقدر
دنون پانی منقطع ہو گیا ہو اُسکے حساب سے مثلاً دس روز پانی منقطع ہوا تو دس روز کے حساب سے جو کرایہ ٹھہرا ہی اُس کا تہائی
کم کیا جاویگا اور شیخ الاسلام خواہر زادہ نے فرمایا کہ یہی اصح ہو یہ ذخیرہ مین ہی- اگر کسی شخص نے ایسا بیت جسمین پن چکی ہی
کرایہ لیا اور اجارہ مین ہر حق کے ساتھ جو اسکو ثابت ہی لینا بیان کر دیا تو حقوق مین چکی داخل نہو گی اور موجر کو اختیار ہو گا
کہ اپنی چکی اٹھوا لے- اور اگر بیت کو مع چکی اور دونون پاٹون کے اجارہ لیا تو اُسکو چکی کے حقوق حاصل ہونگے پھر اگر
اس پن چکی کا پانی منقطع ہو گیا تو واپس نہ کرے یہان تک کہ سال گذر جاوے پس اگر وہ بیت ایسا ہو کہ بدون چکی
کے نفع کے اس بیت سے بھی نفع ہو سکتا ہو تو اجرت دونون پر تقسیم کر کے چکی کا حصہ اُسکے ذمہ سے ساقط کیا جاویگا اور بیت کا
حصہ اجرت اسکے ذمہ لازم کیا جاویگا اور اگر بیت سے کوئی فائدہ سواے اُس چکی کے فائدہ کے نہو تو مستاجر کے ذمہ
کچھ اجرت واجب نہو گی اگرچہ اسنے بیت کو واپس نہین کیا ہو یہ فتاوی قاضی خان مین ہی- اور نوادر ابن سماعہ مین امام محمد
سے روایت کی ہو کہ اگر ایک شخص نے پن چکی مع اُسکے آلات و بیت کے اجارہ لی اور اسوقت پانی برابر جاری تھا پھر
وہان پانی آنا منقطع ہو گیا تو یہ عذر ہو اور امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر ایسا ہو کہ جسوقت اسنے پن چکی اجارہ لی ہو اسوقت پانی
منقطع ہوا اور مستاجر نے کہا کہ مین اپنی نہر کا پانی اسطرف پھیر لاؤنگا اور یہ امر بدون کھودنے اور بدون خرچے کے ممکن ہو تو مستاجر
کے ذمہ اجرت واجب ہو گی خواہ وہ نہر کا پانی یہان پھیر لایا ہو یا نہ لایا ہو اور اگر پانی پھیر لانے کے واسطے اُسنے سعی کی اور اپنی
نہر مین سے ایک نہر کھود کر چکی کی نہر مین لایا اور وہان گذرا اور کہا کہ میری راے مین آیا کہ مین اسکو کھود دون تو اسکو اجارہ چھوڑ
دینے کا اختیار ہو اور اگر اُسنے اجارہ نہ چھوڑا پس اگر کھود کر پانی جاری کر دیا پھر اسکی راے مین آیا کہ یہ پانی اپنے کھیت کی
طرف جاری کرے اور اجارہ چھوڑ دے تو اسکو یہ اختیار نہو گا اور اجرت لازم آویگی اور اگر اسوجہ سے کوئی ایسا ضرر عظیم پیدا ہوا

کہ جس سے اسکی کھیتی جاتی رہنے کا خوف ہو اور اُسکے مال کو سخت نقصان پہونچتا نظر آتا ہو اگر پانی نہ پہونچے تو یہ عذر قرار دیا جائیگا اور اسکو اختیار ہوگا کہ اجارہ ترک کردے یہ محیط مین ہو ایک شخص نے زمین اجارہ پر لی پھر اُسکا پانی لوٹ گیا پس اگر وہ زمین نہر کے پانی یا بارش کے پانی سے سینچی جاتی تھی اور اُس سال بارش نہوئی تو اُسکو کچھ اجرت نہ دینی پڑیگی اور اگر کوئی زمین اجارہ لی اور زراعت کرنے سے پہلے وہ سب پانی مین غرق ہوئی اور مدت گذر گئی تو اسکو کچھ اجرت نہ دینی پڑیگی جیسا کہ غاصب کے غصب کر لینے مین حکم ہو اگر اسنے زراعت کی پھر کھیتی کو کوئی آفت پہونچی کہ جس سے کھیتی تلف ہو گئی یا بعد زراعت کرنے کے زمین غرق ہو گئی اور کچھ پیداوار نہوئی تو امام محمد رح سے ایک روایت مین آیا ہو کہ اُسپر پوری اجرت واجب ہوگی اور دوسری روایت مین امام محمد سے مروی ہو کہ واجب نہوگی - اگر کوئی زمین اجارہ لی اور اُسمین کھیتی بوئی پھر اُسکا پانی کم ہو گیا یا لوٹ گیا تو اسکو اختیار ہوگا کہ موجر کو قاضی کے پاس لیجا کر نالش کرکے یہ حکم حاصل کرے کہ کھیتی کے پکنے تک اجر مثل پر زمین مستاجر کے پاس چھوڑدے پھر اُسکے بعد اگر اسنے زمین کو پانی دیا تو اجارہ نہین توڑ سکتا ہو اور فتوے کے واسطے مختار یہ ہو کہ اگر کھیتی تلف ہو گئی تو اسکے تلف ہونے کے بعد باقی مدت کی کچھ اجرت اسپر واجب نہوگی لیکن اگر وہ قابو پاوے کہ زمین مین پہلے کے مثل یا کم ضرر دینے والے بیج بو دیوے تو یہ حکم نہین ہو - اور اگر کھیتی مین کوئی خلل یا نقصان آیا تو اسپر پوری البتہ واجب ہوگا اگرچہ گنجائش نہو بشرطیکہ اسنے ایسے واقعہ کے وقت قاضی کے پاس مرافعہ نہ کیا ہو یہ فتاوی قاضی خان اور محیط مین ہو - اور اگر پانی لوٹ گیا پس اگر بدون پانی کے کھیتی ہو سکتی ہو تو اجارہ فسخ کرنے کے واسطے یہ عذر کافی نہوگا اور اگر نہین ہو سکتی ہو تو عذر ہو اور اگر اسنے اجارہ فسخ نہ کیا یہانتک کہ مدت گذر گئی تو کچھ اجرت واجب نہوگی اور اگر فسخ نہ کرنے کی صورت مین اُسنے زمین کو پانی دیا تو فسخ کرنے کا حق باطل ہو گیا اور اگر اسقدر پانی میسر آیا کہ زمین کے فقط تھوڑے ٹکڑے کو کافی ہو تو اسکو اختیار باقی رہیگا اور اگر اسنے اجارہ نہ توڑا تو جسقدر حصہ زمین سیراب ہو گیا ہو اُسی کا حصہ اجرت واجب ہوگا یہ غیاثیہ مین ہو - اور اگر اجارہ کی زمین مین سے موجر نے کوئی درخت کاٹ لیا تو مستاجر کو فسخ کرنیکا اختیار حاصل ہوگا بشرطیکہ درخت بھی اجارہ مین مقصود ہو یہ ذخیرہ مین ہو - اور فتاوی آہو مین ہو کہ قاضی بدیع الدین سے دریافت کیا گیا کہ مستاجر نے موجر کو اجارہ والی زمین کے درخت بیچنے کی اجازت دیدی تو قاضی نے فرمایا کہ اجارہ فسخ نہوگا اور بھی قاضی بدیع الدین سے دریافت کیا گیا کہ مستاجر سے کہا گیا کہ تو اجارہ کی زمین دس دینار کو خریدتا ہو اُسنے کہا کہ مین نو دینار کو خریدتا ہون پس بائع نے کہا کہ مین اسکو دس دینار کو بیچتا ہون تو قاضی نے فرمایا کہ اس سے اجارہ فسخ نہوگا اور بھی دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے دس درم کرایہ پر ایک گھر اجارہ لیا اور اُسمین کچھ مدت تک رہا پھر لشکر خوارزم کے خوف سے بھاگ گیا حالانکہ مالک نے اس سے سب کرایہ پیشگی وصول کر لیا تھا پھر مالک نے وہ مکان دوسرے شخص کو کرایہ پر دیدیا پھر پہلا کرایہ دار آیا پس آیا اسکو یہ اختیار ہو کہ دوسرے کرایہ دار کو نکالکر جتنے دنون وہ رہا ہو اُتنے دنون کا کرایہ لے تو فرمایا کہ ہان یہ اختیار ہو بشرطیکہ اُسنے مکان کو بطور فسخ اجارہ کے نہ چھوڑا ہو اور کسی دوسرے کو کرایہ پر دیدینے کی اجازت بھی دی ہو اور اگر اسنے اجازت نہ دی ہو تو مکان کا مالک غاصب قرار دیا جاویگا اور سب کرایہ اُسی کو ملیگا پہلے کرایہ دار کو کچھ نہ ملیگا یہ تاتارخانیہ مین ہو - ایک شخص نے ایک غلام ایک درم ماہواری پر اجارہ لیا پھر غلام بیمار ہو گیا اور جیسا کام کیا کرتا تھا ویسا نہ کر سکا لیکن جیسا صحت مین کرتا تھا اُس سے کم کر سکتا ہو تو مستاجر کو اختیار رہو کہ اجارہ توڑدے اور اگر نہ توڑا یہانتک کہ مہینہ گذر گیا تو اجرت دینی پڑیگی اور اگر ایسا بیمار ہوا کہ کچھ کام نہین کر سکتا ہو تو مستاجر پر کچھ اجرت واجب نہ ہوگی یہ ذخیرہ مین ہو - زید نے ایک شخص کو اسواسطے مزدور مقرر کیا کہ میرے واسطے فلان مقام پر کنوان کھود دے اور دو مقام

اسکو دکھلا دیا اور کنوین کے جگہ کا اندازہ بھی دکھلا دیا اور یہ شرط لگائی کہ دس گز فی گز دو درم کے حساب سے کھود دے پھر مزدور چند گز کھودنے پایا تھا کہ مرگیا توجسقدر اُسنے کھودا ہی اور جسقدر باقی ہی دونون کی قیمت لگائی جائیگی پھر اجرت دونون قیمتون پر تقسیم کرکے جسقدر کھودی ہوئی کی قیمت کے بڑتے مین پڑے وہ مزدور کو ملیگی کیونکہ ہرگز اسکے اسفل و اعلی مین شایع ہوا اور اُسکے معنی یہ ہین کہ اعلی کے ہرگز کی قیمت اور اسفل کے ہرگز کی قیمت دیکھی جائیگی کیونکہ اوپر کے گزون مین کھدائی سستی ہوتی ہو اور نیچے کے گزون مین کھدائی گران ہوتی ہو اسواسطے دونون قیمتون کا جمع کرنا ضرور ہو تاکہ اعتدال متحقق ہو پھر جب اعلی و اسفل کی قیمت ظاہر ہوگئی پس اسکا ہرگز دونون گزون مین سے رکھا جائیگا اور دونون قیمتون کے حساب سے اسکا حصہ اجرت لیا جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ عیون مین ہی کہ اگر کوئی زمین اجارہ لی اور اسمین کھیتی بوئی اور اسکے سینچنے کے واسطے پانی نہ پایا اور کھیتی خشک ہوگئی تو فرمایا کہ اگر اسنے بدون پانی کے زمین اجارہ لی ہو اور جس نہر سے پانی لیکر سینچنے کی امید تھی اسکا پانی منقطع نہین ہوا ہو تو مستاجر کو پوری اجرت دینی پڑیگی اور اگر اسکا پانی منقطع ہوگیا ہو تو مستاجر کو خیار حاصل ہوگا اور اگر اُسنے زمین کو سینچنے کے پانی کے ساتھ اجارہ لیا ہو پھر پانی ٹوٹ گیا تو پانی ٹوٹنے کی وجہ سے جس دن سے کھیتی مین فساد آیا اُس دن سے اجرت ساقط ہو جائیگی کذا فی الکبری وہکذا فی المحیطین زراعت کے واسطے کوئی زمین اجارہ لی پھر بڑی نہر خراب ہوگئی اور مستاجر سینچنے سے عاجز ہوا تو اسکو اجارہ فسخ کرنے کا اختیار رہا اور اگر اسنے فسخ نہ کیا یہانتک کہ مدت گذر گئی تو مستاجر کو اجرت دینی پڑیگی بشرطیکہ ایسی صورت ہو کہ کسی حیلہ سے مستاجر اسمین کھیتی کرسکے اور اگر کسی وجہ سے اسمین کچھ زراعت نہین کرسکتا ہو تو اُسپر کچھ اجرت واجب نہوگی اسی طرح اگر پانی منقطع نہوا بلکہ وہ اسقدر بہا کہ وہ زراعت سے عاجز ہوگیا تو بھی اُسپر کچھ اجرت واجب نہوگی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی (یعنی اسمین سیلاب آگیا)

اگر بہاوری زمین اجارہ پر لی اور اسمین بیج ڈال دیے پھر اس سال پانی نہ برسا اور کھیتی نہ جمی یہانتک کہ پورا سال گذر گیا پھر پانی برسا اور کھیتی اُگی تو ابن سماعہ نے امام محمد رح سے روایت کی کہ تمام کھیتی مستاجر کی ہوگی اور اُسپر زمین کا کرایہ یا نقصان دینا کچھ واجب نہوگا اور ہمارے استاد نے فرمایا کہ مراد یہ ہی کہ کھیتی اُگنے سے پہلے کا کرایہ اس پر واجب نہ ہوگا ولیکن کھیتی اُگنے کے بعد واجب ہوگا کہ اجر المثل پر اپنی کھیتی باقی رہنے کی درخواست کرے یہ کبری مین ہی۔ اور منتقی مین ہی کہ اگر اسسال پانی نہ برسا اور کھیتی نہ اُگی پھر اجارہ کا سال گذرنے کے بعد کھیتی اُگی تو وہ کاشتکار کی ہی اور زیادتی کو صدقہ کردے اور اگر زمین کے مالک نے کہا کہ مین کھیتی اُکھاڑے ڈالتا ہون تو اُسکو اختیار ہی یہ خلاصہ مین ہی۔ اور فتاوی ابواللیث رح مین لکھا ہی کہ ایک شخص نے دو پن چکیان ایسی جگہ اجارہ لین کہ جہان یہ عادت جاری ہی کہ نہر کا کھدوانا موجر کے ذمہ ہوتا ہو اور ان دونون کی نہر کے صاف کرانے کی ضرورت ہوئی اور ایسی ہوگئی تھی کہ صرف ایک پن چکی کا کام نکال سکتی تھی پس اگر وہ نہر اس لائق باقی ہو کہ اگر اسکا پانی دونون پن چکیون کی طرف پھیر دیا جاوے تو دونون سے ناقص کام نکل سکتا ہو تو مستاجر کو اجارہ توڑنے کا اختیار حاصل ہوگا کیونکہ اجارہ سے جو کچھ اسکا مقصود تھا اسمین خلل واقع ہوا ہی اور اگر اُسنے فسخ نہ کیا تو اُسپر دونون کا کرایہ واجب ہوگا کیونکہ دونون سے انتفاع حاصل کرسکتا ہی۔ اور اگر پانی صرف اسقدر رہگیا ہو کہ دونون کی طرف پھیرنے سے دونون چکیاں کام نہین دے سکتی ہین پس اگر اُسنے اجارہ فسخ نہ کیا تو اسپر ایک پن چکی کا کرایہ واجب ہوگا اور اگر دونون کے کرایہ مین فرق ہو تو اُسپر دونون مین زیادہ کرایہ واجب ہوگا بشرطیکہ تمام پانی زیادہ کرایہ والی پن چکی کو کافی ہوتا ہو۔ اور اگر اجارہ ایسے مقام پر واقع ہو کہ جہان نہر کا صاف

لہ زیادتی یعنی تخم [illegible]

کرنا مستاجر کے ذمہ ہو تو ہر حال مین مستاجر کو پورا کرایہ دینا پڑیگا یہ محیط مین ہو۔ اور اگر کوئی خیمہ اجارہ لیا اور اسکی میخین ٹوٹ گئین تو اجرت ساقط نہو گی بلکہ واجب ہوگی اور اس باعث سے فسخ اجارہ کا اختیار نہوگا اور اگر طنابین ٹوٹ گئین تو اسپر کچھ اجرت واجب نہوگی یہ ذخیرہ مین ہی۔ ایک جولاہہ کو اس واسطے اجارہ پر مقرر کیا کہ مجھے یہ سوت بن دے اور یہ سوت ایسا ہو کہ ٹوٹ ٹوٹ جاتا ہو اور جولاہہ سے بدون مدت طویل کے نبنا ہو نہین سکتا ہو تو جولاہہ کو اجارہ فسخ کردینے کا اختیار ہو بشرطیکہ ٹوٹ جانا کثرت سے واقع ہوتا یہ قنیہ مین ہی۔ اگر مستاجر نے کرایہ کے گھر مین برے کام اور بدفعل کرنا شروع کیے جیسے شراب خواری و سود خواری یا زنا و لواطت وغیرہ تو اسکو نصیحت کے طور پر فہمائش کیجائیگی مگر مکان والے یا پڑوسیون کو یہ اختیار نہوگا کہ اسکو مکان سے نکال دین۔ اسی طرح اگر اُسنے گھر کو چورون کی بیٹھک قرار دی کہ وہان پناہ لین تو بھی یہی حکم ہو یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ ایک شخص نے ایک سال کے واسطے ایک دکان کرایہ کی اور اس دکان کی پشت ایک مسجد کی طرف ہی پھر چھ مہینے گذر گئے اور اس مدت مین مسجد کی طرف سے دکان مین تین مرتبہ چوری ہوئی پس آیا مستاجر کو فسخ عقد کا اختیار ہو تو بعض مشائخ نے فرمایا کہ اختیار ہو یہ ذخیرہ مین ہو۔ اگر ایک شخص کو ایک روز جنگل مین کام کرنے کے واسطے مزدور مقرر کیا مثلاً گارا بنانے وغیرہ کے واسطے اجیر کیا پھر جب مزدور جنگل کیطرف نکلا تو پانی برسنے لگا تو اسکو اجرت نہ ملیگی ایسا ہی امام ظہیر الدین مرغینانی فتوے دیا کرتے تھے یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ شمس الائمہ رحمہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے کچھ مدت معلومہ کے واسطے ایک گاؤن مین ایک حمام اجارہ لیا پھر وہان کے لوگ بھاگ کر جلاوطن ہو گئے اور اجارہ کی مدت گذر گئی پس آیا اجرت واجب ہوگی فرمایا کہ اگر حمام سے اسکو کوئی آرام حاصل کرنا ممکن نہوا تو اجرت واجب نہوگی اور شیخ علی سغدی نے مطلقاً نہ واجب ہونے کا حکم کیا اور اگر کچھ لوگ بھاگ گئے اور کچھ رہگئے تو دونون شیخون رحمہ نے یہی جواب دیا کہ اجرت واجب ہوگی یہ ذخیرہ مین ہو۔ اگر کسی شخص کی عورت نے اُسکے ساتھ کرایہ کے مکان مین رہنے سے انکار کیا تو یہ عذر نہین ہو یہ قنیہ مین ہو۔ عقد اجارہ جس شخص کے واسطے واقع ہوا ہو اگر وہ مرجاوے تو عقد فسخ ہو جائیگا اور جس شخص کے واسطے اجارہ واقع نہین ہوا ہو اسکے مرنے سے عقد اجارہ فسخ نہوگا اگرچہ اسنے عقد قرار دیا ہو اور مراد یہ ہو کہ اگر وکیل یا باپ یا وصی نے موکل یا طفل صغیر کے واسطے عقد قرار دیا تو اسکے مرنے سے عقد فسخ نہوگا اسی طرح اگر متولی وقف نے اجارہ کیا پھر مرگیا تو بھی یہی حکم ہو یہ ذخیرہ مین ہو۔ قاضی نے اگر مثلاً یتیم کا مال اجارہ پر دیا پھر مرگیا تو اجارہ فسخ نہوگا یہ خلاصہ مین ہو۔ مستاجر نے اگر اجارہ فسخ ہونے کی یہ تاویل کرکے سکونت اختیار کی کہ جب تک کرایہ جو مین نے پیشگی دیدیا ہو وصول نہ کرلون تب تک مجھے روکنے کا اختیار ہو تو قول مختار کے موافق اگر وہ گھر کرایہ پر چلانے کے واسطے رکھا گیا ہو تو اسپر کرایہ واجب ہوگا اور موافق قول مختار کے وقف مین بھی ایسا ہی ہو۔ موجر کے مرنے کے بعد مستاجر مکان مین رہتا رہا تو فتوے کے واسطے وہی حکم مختار ہو جو کتاب مین مذکور ہو یعنی کرایہ واجب نہوگا بشرطیکہ کرایہ طلب کیے جانے سے پہلے سکونت اختیار کی ہو۔ اور اگر کرایہ طلب کیے جانے کے بعد بھی رہتا رہا تو کرایہ واجب ہوگا اور اس صورت مین خواہ مکان کرایہ پر چلانے کے لیے ہو یا نہو کچھ فرق نہین ہو صرف فرق اس بات مین ہو کہ کرایہ طلب کرنے کے بعد رہا یا پہلے اور محیط مین لکھا ہو کہ جو کرایہ چلانے کے واسطے رکھا گیا ہو اسمین صحیح یہ ہو کہ ہر حال مین کرایہ واجب ہوگا یہ وجیز کردری مین ہو۔ اگر عقد اجارہ مین درمیانی فضولی مرگیا پس اگر مالک کی اجازت دینے سے پہلے مرا ہو تو اجارہ باطل ہو جائیگا

اور اگر اسکے بعد مرا ہو تو باطل نہوگا یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ فضولی کا عقد اجارہ صحیح ہونے کے واسطے چار چیزون کا قیام شرط ہے ایک
عقد دوسری دونون عاقد تیسری مالک چوتھی معقود علیہ۔ اور اگر ثمن از قسم عروض ہو تو اُسکا قائم ہونا بھی شرط ہے پس ایسی صورت
مین پانچ چیزون کا قیام شرط ہوگیا یہ فتاوی صغری مین ہے۔ موجر یا مستاجر کے مجنون ہو جانے کی وجہ سے اجارہ باطل نہین ہوتا
ہے یہ ظہیریہ مین ہے۔ اگر موجر یا مستاجر نعوذ باللہ مرتد ہو کر دار الحرب مین جا ملا اور یہان اسکے دار الحرب مین جا ملنے کا حکم
ہوگیا تو اجارہ باطل ہو جائیگا اور اگر مدت اجارہ کے اندر وہ شخص مسلمان ہو کر پھر دار الاسلام مین لوٹ آیا تو اجارہ عود
کریگا یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ اگر دو شخصون نے ایک شخص کو اپنا مکان کرایہ دیا پھر ایک موجر مرگیا تو ہمارے نزدیک
اسی کے حصہ کا اجارہ باطل ہوگا اور باقی زندہ کا باقی رہیگا اسی طرح اگر دو شخصون نے ایک شخص سے ایک مکان
کرایہ لیا پھر ایک مستاجر مرگیا پس اگر وارث بقاے اجارہ پر راضی ہوا اور عاقد بھی راضی ہوا تو جائز ہے یہ بدائع مین ہے۔
دو شخصون نے ایک شخص سے زمین کرایہ پر لی پھر ایک مستاجر مرگیا تو زندہ مستاجر کے حصہ کا اجارہ باطل نہوگا بحال باقی
رہیگا اور بلا عذر فسخ نہوگا اور بحساب آدھی زمین کے جو کچھ غلہ حاصل ہو وہ مستاجر کا ہوگا اور نصف حصہ اجرت کا اسکو دینا
پڑیگا۔ اور باقی آدھی زمین کا غلہ دوسرے مستاجر کے وارثون کو ملیگا اور ترکہ مین سے انکو حصہ اجرت ادا کرنا پڑیگا۔ اور اگر زمین
مین کھیتی لگی ہوئی ہو تو ایک مستاجر کے مرنے سے اجارہ فسخ نہوگا یہان تک کہ غلہ وارثون کے ہاتھ آجاوے اور اتنے
دنون تک وہ زمین وارثان مستاجر کے پاس اُسی کرایہ پر چھوڑی جائیگی جو مستاجر میت سے قرار پایا ہے اجر المثل لیا جائیگا
ایسا ہی کتاب مین مذکور ہے اور یہی صحیح ہے بخلاف اسکے اگر اجارہ کی مدت گذر گئی اور زمین مین کھیتی لگی ہوئی ہو تو مستاجر کے
پاس بعوض اجر المثل کے چھوڑی جائیگی یہ جواہر الفتاوی مین ہے۔ اگر مستاجر نے اجارہ کا مال بسبب میراث یا ہبہ وغیرہ
کے پایا اور اسکا مالک ہوا تو اجارہ باطل ہو جائیگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ اور اگر مستاجر نے کہا کہ یہ اجارہ کی چیز
فروخت کر دے اسنے قبول کیا تو جب تک فروخت نہ کر دے تب تک اجارہ فسخ نہوگا کذا فی القنیہ اور بعض مشائخ
سے منقول ہے کہ موجر نے اگر مستاجر سے کہا کہ اجارہ کی چیز فلان شخص کے ہاتھ فروخت کرے اسنے کسی دوسرے
کے ہاتھ فروخت کر دی تو بیع جائز ہے اور اگر بجاے اسکے رہن کی چیز ہو اور راہن نے مرتہن سے کہا کہ اسکو فلان
شخص کے ہاتھ فروخت کر دے اور مرتہن نے کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دی تو بیع جائز نہین ہے یہ ذخیرہ مین لکھا ہے
اجارہ طویلہ کے اندر اگر مستاجر نے اجارہ کا مال طلب کیا اور موجر نے کہا کہ ہان اچھا یا فارسی مین کہا کہ ہلا یا ہلا بدہم یعنی ہان
یا ہان دونگا مین یا کہا کہ زمان دہ تو ایسی صورت مین اجارہ فسخ ہو جائیگا اگرچہ اسنے ادا نہ کیا ہو قال رحمہ اللہ اور
ایسا ہی شیخ الاسلام ظہیر الدین مرغینانی رہ نے فتوے دیا ہے۔ اور اگر موجر نے کہا روا باشد تو فسخ نہوگا اور اگر کہا روا باشد
بدہم یعنی روا ہے دیدونگا تو فسخ ہو جائیگا اور اگر موجر نے جواب دیا کہ میرے پاس مال نہین ہے اگر مل جائیگا تو دیدونگا
تو اس سے اجارہ فسخ نہوگا۔ اور اگر اجارہ طویلہ مین بلا طلب تھوڑا مال اجارہ دیدیا تو جب تک کل مال نہ ادا کرے
تب تک اجارہ فسخ نہوگا اسی کو صدر الشہید نے اختیار کیا ہے اور بعضے مشائخ نے اکثر کا اعتبار کیا ہے کہ اگر اکثر مال
دیدیا کچھ رہگیا تو اجارہ فسخ ہوگا۔ اور قاضی امام استاد رہ نے فرمایا کہ اگر کچھ مال بطور فسخ کے دیدیا ایسے طور سے
دیا کہ اجارہ کے فسخ پر دلالت کرتا ہے تو سب کا اجارہ فسخ ہو جائیگا خواہ یہ مال قلیل ہو یا کثیر ہو اور محیط مین لکھا ہے کہ اگر ایسے
طور سے دیا کہ جو فسخ پر دلالت نہین کرتا ہے تو جب تک کل مال ادا نہ کرے اجارہ فسخ نہوگا اور یہ بعض مشائخ کا

قول ہی اور اسی پر امام ظہیر الدین نے فتوی دیا ہی یہ خلاصہ مین ہی- فتاوی بخاریہ مین ہی کہ ایک موجر سے اسکے مستاجر نے کہا کہ یہ کرایہ والا مکان میرے ہاتھ فروخت کردے اسنے کہا کہ ہان اچھا تو اجارہ فسخ ہو جائیگا- اسی طرح اگر موجر نے کہا کہ مین اس گھر کو فروخت کرتا ہون اور مستاجر نے کہا کہ ہان اچھا تو بھی یہی حکم ہی- اور اگر مستاجر نے موجر سے کہا کہ یہ گھر میرے ہاتھ فروخت کرتا ہی اُسنے کہا بیچتا ہون تو شیخ برہان الدین اور قاضیخان نے فرمایا کہ اجارہ فسخ ہوگا اور قاضی بدیع الدین نے فرمایا کہ فسخ ہو جائیگا- اور اگر مستاجر سے کہا کہ اس گھر کو فلان شخص کے ہاتھ فروخت کردون اسنے کہا کہ فروخت کردے تو اجارہ فسخ ہو جائیگا- یہ قنیہ مین ہی- اور اگر موجر نے کہا کہ مال اجارہ نقد کن یعنی کرایہ کے روپیہ پر لے مستاجر نے کہا اچھا تو فرمایا اجارہ فسخ ہو جائیگا اور اگر موجر نے کہا کہ اپنا کرایہ کا روپیہ لے کہ میرے پاس خرچ ہوا جاتا ہی اور مستاجر نے جواب دیا کہ تو جان تو شیخ برہان الدین نے فرمایا کہ اجارہ فسخ ہوگا اور قاضی بدیع الدین رہ نے کہا کہ اگر اسنے فسخ کی نیت کی تو فسخ ہوگا ورنہ نہین یہ تاتارخانیہ مین ہی- اور اگر موجر نے مستاجر سے کہا کہ اپنے کرایہ کا روپیہ لے اور مستاجر نے کہا کہ اچھا تو اجارہ فسخ ہو جائیگا اور اگر مستاجر کے طلب کرنے کے بعد موجر نے ایسا کہا تو بھی یہی حکم ہی اور قاضی جمال الدین نے اسی طرح فتوی دیا ہی اور قاضی خان نے یہ فتوی دیا کہ فسخ نہوگا بخلاف اسکے اگر مستاجر کے طلب کرنے کے بعد موجر نے ایسا کہا تو فسخ ہوگا یہ فصول عمادیہ مین ہی- موجر کے ایلچی نے مستاجر سے کہا کہ تیرے موجر نے کہا ہی کہ اپنے اجارہ کا روپیہ لے مستاجر نے کہا کہ ہان اچھا تو اجارہ فسخ ہو جائیگا یہ قنیہ مین ہی- اگر موجر ایک شخص ہو اور مستاجر دو آدمی ہون اور موجر نے دونون مین سے ایک کا حصہ کرایہ دیدیا تو اسی کا حصہ اجارہ فسخ ہو گیا اور اگر دو موجر ہون اور ایک مستاجر ہو اور مستاجر نے ایک کا اجارہ فسخ کیا تو اسی کا حصہ اجارہ فسخ ہوگا دوسرے کا فسخ نہوگا- اسی طرح اگر ایک شخص مرگیا تو بھی یہی حکم ہوگا- اور محیط مین ہی کہ اگر دو مین سے ایک کی طرف کنجی پھینک دی اُسنے قبول کرلی تو اُسی کے حصہ کا اجارہ فسخ ہوا- اور اگر مستاجر نے موجر کے پاس کوئی آدمی بھیجا اسنے کہلا بھیجا کہ سیم نقد شدہ است بیا تا بگیری یعنے روپیہ نقد جمع ہوگیا ہی آکر لے لے پھر جب مستاجر آیا تو موجر نے کہا کہ مین نے درم خرچ کر ڈالے تو اجارہ فسخ نہوگا یہ خلاصہ مین ہی- اگر مستاجر نے موجر سے فسخ کے وقت کہا کہ مین نے جو محدود چیز تجھسے اجارہ لی تھی اسکا اجارہ فسخ کردیا تو فسخ صحیح ہی اگرچہ اسنے حدود بیان نہ کیے اور نہ اس اجارہ کی چیز کو موجر کی طرف نسبت کرکے بیان کیا ہی- اسی طرح اگر موجر نے مستاجر سے کہا کہ مین نے جو محدود چیز تجھے اجارہ دی تھی اسکا اجارہ فسخ کردیا تو بھی صحیح ہی یہ ذخیرہ مین ہی- اور اگر کسی شخص نے اپنا مکان اجارہ پر دیدیا پھر اجارہ کی مدت گذرنے سے پہلے اسکو کسی شخص کے ہاتھ فروخت کردیا تو بائع اور مشتری کے درمیان بیع جائز منعقد ہوگی حتی کہ اگر اجارہ کی مدت گذر گئی تو بیع مشتری کے ذمہ لازم ہو جائیگی اور اسکو اختیار نہوگا کہ لینے سے انکار کرے ولیکن اگر مدت اجارہ گذرنے سے پہلے مشتری نے بائع سے سپرد کرنے کا مطالبہ کیا اور بائع سے سپرد کرنا ممکن نہوا اور قاضی نے دونون مین بیع فسخ کردی تو مدت اجارہ گذرنے پر پھر عود نہ کریگی کہ جائز ہو جاوے یہ شرح طحاوی مین ہی- اور اگر موجر نے مستاجر کی بلا اجازت اجارہ کی چیز فروخت کردی تو بائع اور مشتری کے حق مین بیع نافذ ہو جاویگی مگر مستاجر کے حق مین نافذ نہوگی اور اگر مستاجر کا حق کسی وجہ سے ساقط ہوگیا تو یہ بیع کام دیگی اسکی از سر نو تجدید کرنے کی ضرورت نہین ہی اور یہی قول صحیح ہی یہ محیط مین ہی- اور اس صورت مین اگر مستاجر نے بیع کی اجازت دیدی تو سب کے حق مین بیع نافذ ہو جاویگی ولیکن جب تک مستاجر کو اسکا مال اجارہ نہ پہونچ جاوے تب تک اجارہ کی چیز

اسکے قبضہ سے جدا نہ کیجاوےگی اگرچہ وہ بیع پر راضی ہوگیا ہو پس اسکی رضامندی فسخ اجارہ کے حق مین معتبر ہو اُسکے ہاتھ سے
چھین لینے کے حق مین معتبر نہین ہو اور ہمارے بعض مشائخ نے فرمایا کہ اگر موجر نے اجارہ کی چیز کسی شخص کے ہاتھ بدون
مستاجر کی رضامندی کے فروخت کرکے سپرد کردی پھر مستاجر سے رضامندی حاصل کی تو مستاجر کو اسکے روکنے کا حق
نہ رہا۔ اور اگر موجر نے اجارہ کی زمین مستاجر کی رضامندی سے فروخت کردی یہانتک کہ اجارہ فسخ ہوگیا یا دونون نے
باہم اجارہ فسخ کرلیا یا اجارہ کی مدت گذر گئی اور کھیتی از قسم بقولات موجود ہو مگر ایسی ہوگئی ہو کہ بلا خلاف اسکی بیع جائز ہو یا ایسی
کھیتی ہو کہ اسکی بیع مین مشائخ کا اختلاف ہو تو وہ مستاجر کی ہوگی اور اگر مستاجر نے موجر کو تمام خصومتون اور دعوون سے بری
کردیا پھر کھیتی پختہ ہوئی اور موجر نے اسکا غلہ اٹھوا لیا پھر مستاجر نے آکر غلہ کا دعوی کیا کہ میرا ہو اور موجر پر نالش کی پس
آیا دعوے صحیح ہو اور نالش کی سماعت ہوگی یا نہین تو بعض نے فرمایا کہ سماعت ہوگی کیونکہ یہ غلہ بری کرنے کے بعد
حاصل ہوا ہو۔ اور اگر ایسا ہوا کہ موجر نے غلہ اٹھوا لیا پھر مستاجر نے اسکو تمام دعوون اور خصومات سے بری کردیا۔ پھر
دعوی کیا کہ یہ غلہ میرا ہو تو اسکے دعوی کی سماعت نہوگی یہ محیط مین ہو۔ اور اگر موجر نے مستاجر کی اجازت سے اجارہ کی
چیز فروخت کردی یہانتک کہ اجارہ فسخ ہوگیا پھر وہ چیز مشتری نے موجر کو کسی عیب کی وجہ سے واپس کردی پس اگر واپسی
بطریق فسخ بیع کے ہو تو اجارہ عود نہ کریگا اور کچھ اشکال نہین لازم آتا ہو اور اگر بطریق فسخ کے واپس کردی پس آیا اجارہ
عود کریگا یا نہین اور ایسا واقعہ پیش آیا تھا اور اُسپر فتوی طلب کیا گیا تو قاضی امام زرنجری نے اور میرے جد شیخ الاسلام
عبدالرشید بن الحسین نے یہ فتوی دیا کہ اجارہ پھر عود کریگا یہ خلاصہ مین ہو۔ ایک شخص نے ایک مکان رہن لیا اور
اسکی دہلیز ایک سال کے واسطے اجارہ کولی پھر قرضدار نے سال گذرنے سے پہلے قرضہ ادا کردیا تو دہلیز کا اجارہ
فسخ ہوجائیگا خواہ اسنے برضامندی ادا کیا ہو یا بکراہت ادا کیا ہو یہ قنیہ مین ہو۔ اور طویل[له] اجارہ نامہ مین یون تحریر کیا
کہ دونون مین سے ہر ایک کو مدت خیار کے اندر دوسرے کے سامنے یا پیٹھ پیچھے فسخ کا اختیار ہو تو امام ابو علی نسفی وغیرہ
نے فرمایا کہ عقد فاسد ہو کیونکہ شرط خلاف شرع ہو اور امام فضلی رحمہ نے ذکر کیا کہ عقد فاسد نہوگا کیونکہ خیار کی مدت عقد مین
داخل نہین ہو پس ہر ایک کو فسخ کا اختیار اس حکم سے حاصل ہوا نہ بحکم خیار حاصل ہوا ہو اور ہمنے امام محمد رحمہ سے ایک
روایت پائی جسمین مروی ہو کہ عقد فاسد نہ ہوگا یہ جیز کردری مین ہو۔ فتاوی آہو مین لکھا ہو کہ قاضی بدیع الدین سے
دریافت کیا گیا کہ اجارہ فسخ کردیا اور مال اجارہ جو پیشگی ادا کیا ہو اسمین سے کچھ وصول کیا اور باقی کی میعاد مقرر کردی
تو فرمایا کہ جائز ہو اور قاضی جمال الدین سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اجارہ کی چیز کو فروخت کردیا پھر جب
مستاجر کو خبر پہونچی تو وہ مشتری کے پاس آیا اور کہا کہ مین نے سنا ہو کہ تو نے یہ چیز جو میرے پاس اجارہ مین ہو خریدی ہو
مجھے اتنی مہلت دے کہ مین اپنا کرایہ پیشگی دیا ہوا وصول کرلون تو قاضی جمال الدین نے فتوی دیا کہ اس سے اجارہ
فسخ ہوگیا اور بیع نافذ ہوگئی یہ تاتارخانیہ مین ہو۔ ایک شخص نے ایسی زمین مثلاً جو اسپر وقف کردی گئی تھی زید کو دس برس
کے واسطے اجارہ پر دی پھر پانچ برس بعد مرگیا اور وہ وقف دوسرے مصرف کی طرف منتقل ہوا تو اجارہ ٹوٹ گیا اور جسقدر
مال اجارہ پیشگی دیا ہوا مستاجر کا رہ گیا وہ سب میت کے ترکہ مین سے وصول کرلے یہ قنیہ مین ہو۔ غلام ماذون نے اگر اپنی
کمائی ہوئی کوئی چیز اجارہ پر دیدی پھر مولی نے اسکو مجبور کردیا تو اجارہ باطل ہوگیا اور اگر مکاتب نے اپنے تئین کسی کو اجارہ
پر دیا پھر مال کتابت ادا کرنے سے عاجز قرار دیا گیا تو اجارہ باطل نہوگا۔ اسی طرح اگر غلام ماذون نے اپنے تئین

[له] طویل اجارہ [illegible] سال [illegible]

کسی کو اجارہ پر دیا پھر مولی نے اسکو مجبور کر دیا یعنی تجارت و تصرفات سے منع کر دیا تو امام محمد رح کے نزدیک اجارہ باطل نہوگا یہ ظہیریہ مین ہی

بیسوان باب کپڑے اور متاع و زیور و خیمہ وغیرہ ایسی چیزون کے اجارہ کے بیان مین۔ اگر کسی عورت نے درع چند روز معلوم تک کسی قدر اجرت معلومہ پر پہننے کے واسطے کرایہ لی تو جائز ہی اور عورت کو اختیار ہوگا کہ تمام دن اور اول و آخر رات مین اسکو پہنے اسکے سوا نہین پہنے بشرطیکہ وہ کپڑا احتیاط سے پہنے اور تجمل کے واسطے ہو اور اگر وہ کپڑا احتیاط سے پہنے اور تجمل کا نہو بلکہ ثیاب بذلہ و مہنہ مین سے ہو یعنی سستا ہمیشہ معمول سے پہننے کے لائق ہو تو اسکو اختیار ہوگا کہ تمام رات پہنے رہے۔ پھر اگر احتیاط اور تجمل سے پہننے کا کپڑا ہو اور عورت نے اسکو تمام رات پہنا اور وہ پھٹ گیا پس اگر رات مین پھٹا ہو تو وہ عورت ضامن ہوگی اور اگر رات مین نہین پھٹا مثلاً دن نکلے پھٹا ہو تو ضامن نہوگی اگرچہ اُسنے تمام رات پہننے مین عقد اجارہ کی مخالفت کی اور عورت کو یہ اختیار نہوگا کہ احتیاط کے کپڑے کو دن مین پہنے ہوئے سو رہے اور اگر پہنے ہوئے سو گئی اور اسوجہ سے وہ کپڑا پھٹ گیا تو عورت ضامن ہوگی اور جس حال مین وہ پہنے ہوئے سوئی ہی اُس ساعت کی اجرت اُسپر واجب نہوگی کیونکہ پہنے ہوے سونے کی حالت مین وہ عورت غاصبہ قرار دی گئی ہی اور غاصب پر کرایہ واجب نہین ہوتا ہی اور اس ساعت سے پہلے اور بعد کا کرایہ اسپر واجب ہوگا کیونکہ جب وہ عورت جاگی تو اسنے مخالفت ترک کر دی اور ہنوز عقد اجارہ باقی تھا پس پھر وہ عورت امین ہوگی اور اسقدر ساعت کا کرایہ معلوم کرنے کا یہ طریقہ ہی کہ جو شخص ساعات کو جانتا ہو اس سے کہا جاوے وہ تمام کرایہ ساعتون پر تقسیم کر کے اسقدر ساعت کا کرایہ بتلا دیگا۔ اور یہ سب اسوقت ہی کہ یہ کپڑا احتیاط و تجمل کا ہو اور اگر معمولی سستا ہو تو عورت کو سوتے مین پہننے کا اختیار ہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر عورت نے وہ کپڑا ایک درم روز پر باہر جانے کی غرض سے کرایہ لیا اور اسکو اپنے گھر مین بھی پہنا تو کرایہ اُسپر واجب ہوگا اسی طرح اگر اسنے نہ پہنا اور نہ باہر نکلی تو بھی یہی حکم ہی اسی طرح اگر اسکو چوہے نے کتر دیا یا آگ سے جلکر داغ پڑگیا یا کیڑے چاٹ گئے تو بھی یہی حکم ہی اور اگر اسنے اپنی بیٹی یا باندی کو اسکے پہننے کا حکم دیا اُسنے پہنا اور وہ پھٹ گیا تو عورت ضامن ہوگی چنانچہ اگر کسی اجنبی عورت کو پہنا دے تو ضامن ہوگی مگر اُس عورت کو کرایہ دینا واجب نہوگا یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر اُس عورت کی باندی نے اسکو بلا عورت کی اجازت کے پہن لیا تو عورت ضامن نہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر عورت نے کہین جانے کی غرض سے ایک درم روز پر کپڑا اجارہ لیا اور وہ کپڑا دن ہی مین عورت سے ضائع ہوگیا تو اسپر کرایہ واجب ہوگا اور اگر مالک اور عورت نے اختلاف کیا یعنی مالک نے کہا کہ دن مین ضائع نہین ہوا اور عورت نے کہا کہ نہین بلکہ دن ہی مین ضائع ہوا ہی تو صورت حال کے موافق حکم دیا جائیگا کہ اگر جھگڑے کے وقت وہ کپڑا عورت کے ہاتھ مین ہو تو قسم سے کپڑے کے مالک کا قول قبول ہوگا اور اگر عورت کے ہاتھ مین نہو تو عورت ہی کا قول قبول ہوگا اور یہ حکم اسوقت ہی کہ ضائع ہونے کے بعد پھر مل گیا ہو۔ اور اگر پھر نہ ملا ہو تو یہ صورت امام محمد رح نے کتاب مین ذکر نہین فرمائی اور چاہیے کہ عورت ہی کا قول قبول ہو۔ اور اگر وہ کپڑا عورت کے پاس سے چوری گیا تو اسپر ضمان لازم آویگی اور اگر عورت کے پہننے سے کپڑا پھٹ گیا تو بھی اُسپر ضمان نہوگی اگرچہ تلف ہونا اسی کے ہاتھ سے لازم آیا یہ ذخیرہ مین ہی۔ اگر کچھ مدت معلومہ تک پہننے کے واسطے کوئی کپڑا اجارہ لیا تو اسکو یہ اختیار نہین ہی کہ کسی دوسرے کو پہنا دے کیونکہ پہننے مین تفاوت ہوتا ہی اور عقد اجارہ مین عادت

کے موافق پہنا مراد لیا جائیگا یعنی دن مین اور اول شب مین سوتے وقت تک اور آخر رات مین اُٹھنے کے وقت اور رات مین اسکو پہنکر نہین سو سکتا ہی اور اگر اسنے رات مین بھی پہنا اور پھٹ گیا تو ضامن ہوگا اور اگر بچ گیا یہان تک کہ اسکے پہننے کا وقت جائز آگیا تو ضمان سے بری ہو جائیگا۔ اور جو کپڑا ایسا ہو کہ اسکو پہنکر رات مین سویا جاتا ہو تو اسکو رات مین پہن سکتا ہی۔ اور کپڑے کو چادر کے طور پر اوڑھنا جائز ہی کیونکہ یہ بھی ایک قسم کا پہننا ہی مگر لنگی باندھنا نہین جائز ہی اور اگر اس صورت مین پھٹ جاوے تو ضامن ہوگا۔ اور اگر اسکی بلا اجازت اسکے غلام نے پہنا تو غلام ضامن ہوگا کہ یہ قرضہ اسکی گردن پر چڑھیگا اگر باہر پہنکر جانے کے واسطے اجارہ لیا اور اسکو اپنے گھر مین پہنا یا رکھ چھوڑا اور نہ پہنا تو ضامن نہوگا اور کرایہ واجب ہوگا اور اسکے برعکس صورت مین ضامن ہوگا۔ اور اگر ہر مہینہ ایک درم پر پہننے کے واسطے اجارہ لیا اور گھر مین دو برس تک رکھ چھوڑا تو اسپر ایک درم ماہواری کے حساب سے برابر کرایہ چڑھتا رہیگا یہان تک کہ یہ معلوم ہو جاوے کہ اگر اتنی مدت تک برابر پہنے تو ایسا کپڑا پھٹ جاوے اور اگر ایک کپڑا اس شرط سے صبح سے رات تک کے واسطے کرایہ لیا کہ اگر مستاجر کی راے مین آیا تو آج واپس نہ کریگا پھر مستاجر نے اسکو دس روز تک واپس نہ کیا تو استحساناً اسپر ہر روز کی اجرت واجب ہوگی اور زیور کا حکم مثل کپڑے کے ہی اور تنبو و خیمہ و قبہ امام ابو یوسف رح کے نزدیک مثل کپڑے کے ہی اور امام محمد کے نزدیک انکا حکم مثل بیت کے ہی۔ اور اگر کوئی قبہ اس شرط سے اجارہ لیا کہ اسکو اپنے بیت مین کھڑا کریگا پھر اسکو جنگل مین کھڑا کیا تو ضامن ہوگا اور مستاجر کو یہ اختیار نہین ہی کہ اسکو کسی شخص کو بطور عاریت وغیرہ کے دیدے جیسے کپڑے کو نہین دے سکتا ہی یہ امام ابو یوسف رح کے مذہب کے موافق ہی یہ غیاثیہ مین ہی۔ ایک شخص نے دوسرے سے ایک تنبو اجارہ لیا اور قبضہ کر لیا تو جائز ہی کہ دوسرے کو اجارہ پر دیدے جیسا کہ مکان کی صورت مین حکم ہی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ قلت ینبغی ان یکون ہذا علی قول محمد رح اگر کوئی قبہ اسواسطے لیا کہ اپنے بیت مین کھڑا کریگا اور ایک مہینہ تک اسمین رات کو سویا کریگا تو جائز ہی اور اگر ان گھر دن کو جنین نصب کریگا نام بنام بیان نہ کیا تو بھی عقد جائز ہی۔ اور اگر کسی بیت کا نام بیان کیا پھر اسکے سوائے دوسرے بیت مین ایک مہینہ بھر نصب کیا تو جائز ہی اور اسپر کرایہ واجب ہوگا اور اگر اسکو دھوپ یا مینہ مین کھڑا کیا حالانکہ اُس سے قبہ کو نقصان پہونچتا ہی پس اگر اُس سے اسمین کچھ نقصان آیا تو مستاجر ضامن ہوگا اور اگر قبہ نقصان سے بچ رہا تو استحساناً مستاجر پر اجرت واجب ہوگی یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر یہ شرط ٹھہرائی کہ اسکو ایک دار معینہ مین نصب کریگا پھر اسکو دوسرے قبیلہ مین دوسرے دار مین نصب کیا ولیکن یہ امر اسی شہر مین واقع ہوا تو ضامن نہوگا اور اگر اسکو کسی دوسرے شہر مین لے گیا یا سواد شہر مین لے گیا تو اسپر کچھ اجرت واجب نہوگی خواہ قبہ صحیح سالم بچ گیا ہو یا تلف ہو گیا ہو۔ اور اگر کوئی تنبو اسواسطے کرایہ لیا کہ اسکو مکہ معظمہ مین لیجائیگا تاکہ اسکو تان کر سایہ مین بیٹھے تو یہ جائز ہی اور اسکو اختیار ہوگا کہ خواہ اپنے واسطے تان کر سایہ کرے یا غیر کے واسطے کیونکہ اسکا استعمال لوگون مین بلا تفاوت ہوتا ہی اور اگر اُسنے خیمہ یا تنبو یا قبہ مین چراغ جلایا یا قندیل لٹکائی کہ معتاد ہو تو ضامن نہوگا اور اگر اسمین باورچی خانہ کیا تو ضامن ہوگا کیونکہ اُسنے ایسا فعل کیا جیسے لوگون کی عادت نہین ہی ولیکن اگر یہ خیمہ وغیرہ ایسے کام کے واسطے رکھا گیا ہو تو ضامن نہوگا یہ محیط مین ہی۔ اگر کوئی تنبو اس غرض سے کرایہ لیا کہ اسکو سفر مین لیجائیگا اور آمد و رفت مین کام مین لائیگا اور ساتھ لیکر حج کریگا اور فلان روز شہر سے نکلکر روانہ ہوگا تو یہ جائز ہی اور اگر روانہ ہونے کا وقت بیان نہ کیا پس اگر حاجیون کے نکلنے اور روانہ ہونیکا کوئی ایسا وقت

وقت مقررہ معلوم نہو کہ جسمین تقدیم وتاخیر نہین ہوسکتی ہو تو اجارہ قیاساً واستحساناً فاسد ہو- اور اگر حاجیون کے نکلنے کا کوئی ایسا وقت مقررہ معلوم ہو کہ جسمین تقدیم وتاخیر نہو گی تو استحساناً اجارہ جائز ہو یہ ذخیرہ مین ہو- اگر تنبو پھٹ گیا حالانکہ اُسنے کوئی سختی نہین کی اور نہ کوئی مخالفت کی تو ضمان لازم نہ آویگی- اور اگر تنبو نہ پھٹا ولیکن مستاجر نے کہا کہ مین نے اسکو سایہ کرنے کے واسطے کبھی نہین تانا حالانکہ اُسکو مکہ معظمہ تک لے گیا ہو تو اسپر کرایہ واجب ہوگا- اور اگر اسکی طنابین ٹوٹ گئین یا عمود ٹوٹ گئے اور کھڑا نہ کرسکا تو اسپر کرایہ واجب نہو گا- اور اگر اسمین دونون نے اختلاف کیا پس اسکی دو صورتین ہین اگر انقطاع ؏ پر اتفاق کیا ولیکن مقدار انقطاع مین اختلاف کیا تو اس صورت مین مستاجر کا قول قبول ہوگا اور اگر نفس انقطاع مین اختلاف کیا تو شیخ الاسلام نے اپنی شرح مین لکھا ہو کہ موافق حالت موجودہ کے حکم کیا جائیگا- اور اگر مستاجر نے طنابین یا عمود اپنے پاس سے بنا کر تنبو کھڑا کرتا رہا یہانتک کہ سفر سے واپس آیا تو اسپر پوری اجرت واجب ہوگی یہ محیط مین ہو- اور اگر اُسکی میخین ٹوٹ گئین تو انکا کچھ اعتبار نہین ہو کیونکہ عادت یون جاری ہو کہ میخین مستاجر کے ذمہ ہوا کرتی ہین ولیکن اگر لوہے کی میخین ہون تو مثل عمود کے قرار دیجاویگی- اور اگر تنبو کو اپنے ساتھ لیگیا اور اسکو کبھی نصب نہ کیا باوجودیکہ نصب کرنا سب طرح ممکن تھا تو اسپر کرایہ واجب ہوگا یہ غیاثیہ مین ہو- اور اگر اُسنے تنبو کے اندر آگ جلائی تو مثل چراغ جلانے کے ہو اگر تنبو مین اسقدر آگ جلائی جیسے عرف وعادت کے موافق لوگ تنبو کے اندر جلایا کرتے ہین اور اُسنے تنبو کو خراب کر دیا یا تنبو جلگیا تو ضامن نہو گا اور اگر عرف وعادت سے زیادہ آگ جلائی تو ضامن ہوگا پھر اسکے بعد دیکھا جائیگا کہ اگر تنبو ایسا خراب ہو گیا کہ کام کے لایق نہین رہا اس سے کچھ نفع نہین حاصل ہوسکتا ہو تو پوری قیمت کا ضامن ہوگا اور اُسپر کچھ کرایہ واجب نہوگا- اور اگر کچھ خراب ہو گیا ہو تو بقدر نقصان کے ضامن ہوگا اور پوری اجرت دینی واجب ہوگی بشرطیکہ اُسنے باقی تنبو سے انتفاع حاصل کیا ہو- اور اگر اُسکے فعل سے تنبو خراب نہوا بچ گیا حالانکہ اسنے عادت سے زیادہ آگ جلائی تھی تو حکم قیاساً اور استحساناً دو طرح ہو قیاس سے یہ حکم ہو کہ اسپر اجرت واجب نہو گی اور استحساناً واجب ہوگی- اور اگر تنبو کے مالک نے بروقت عقد کے یہ شرط کر لی کہ اسمین آگ نہ جلاوے اور نہ چراغ جلاوے مگر مستاجر نے ایسا ہی کیا کہ اسمین آگ جلائی یا چراغ جلایا تو مستاجر ضامن ہوگا اور جیسا کہ آگ جلانے کی صورت مین تنبو صحیح سالم بچ جانے کی صورت مین اسپر کرایہ واجب ہوتا تھا اسی طرح اس صورت مین بھی واجب ہوگا یہ محیط مین ہو- اور اگر کوئی خیمہ کوفہ مین مثلاً دس درم ماہواری پر کرایہ لیا تاکہ اسمین آگ روشن کرے اور رات مین سویا کرے تو جائز ہو اور اگر آگ روشن کرنے سے خیمہ جل گیا تو ضامن نہوگا اور اگر خیمہ مین اُسنے اپنے غلام یا مہمان کو رات مین سلایا تو ضامن نہوگا- اور اگر کوئی تنبو مکہ معظمہ لیجانے کے واسطے کرایہ کیا پھر اسکو کوفہ مین چھوڑ کر چلا گیا یہانتک کہ واپس آیا تو ضامن ہوگا اور اسپر کچھ کرایہ واجب نہوگا اور اسی کا قول معتبر ہوگا مگر یون قسم لی جاویگی کہ واللہ مین اسکو باہر نہین لے گیا اسی طرح اگر کوفہ مین اقامت کی اور باہر نہ گیا اور نہ وہ تنبو اسکے مالک کو دیا تو بھی یہی حکم ہو اور اسی طرح اگر خود سفر کو چلا گیا اور تنبو اپنے غلام کو دے گیا کہ اُسکو اُسکے مالک کو دیدینا مگر غلام نے نہ دیا یہانتک کہ خود واپس آیا تو بھی یہی حکم ہو اور اگر مستاجر نے کسی دوسرے کو دیدیا اور اُسنے لاکر تنبو کے مالک کے پاس پہونچایا اُسنے قبول کرنے سے انکار کیا تو مستاجر اور وہ شخص دونون ضمان سے بری ہوگئے اور مستاجر پر کرایہ واجب

؏ [illegible]

ہوگا یہ مبسوط مین ہی۔ فرمایا کہ اگر مستاجر نے تنبو کسی اجنبی کو اسواسطے دیا کہ اُسکے مالک کو پہونچادے اسنے مالک کے پاس پہونچا دیا تو دونون بری ہو گئے اور اگر تنبو کے مالک نے لینے سے انکار کیا تو اسکو یہ اختیار نہین ہی۔ اور اگر مالک کے پاس بار کر لیجانے سے پہلے وہ تنبو اس شخص کے پاس تلف ہو گیا تو امام ابو یوسف وامام محمد رح کے نزدیک تنبو کے مالک کو اختیار حاصل ہوگا چاہے مستاجر سے ضمان لے یا اس اجنبی سے۔ اور امام ابو حنیفہ رح کا قول مذکور نہین ہی اور مشائخ نے فرمایا کہ امام اعظم رح کے قول کے موافق یون کہنا چاہیے کہ اگر مستاجر کے غاصب ہو جانے سے پہلے مستاجر نے اس اجنبی کو وہ تنبو دیدیا اور غاصب ہونے کی صورت یہ ہی کہ مستاجر نے وہ خیمہ صرف اسقدر عرصہ تک روک رکھا کہ جتنے عرصہ تک لوگ اپنا اسباب درست کر کے سفر کو روانہ ہوتے ہین تو ایسی صورت مین اس اجنبی پر ضمان واجب ہوگی اور امام اعظم رح کا مذہب بھی یہ ہی کہ دوسرا مستودع ضامن نہین ہوتا ہی صرف پہلا مستودع ضامن ہوتا ہی اور مراد یہ ہی کہ جب پہلا شخص یعنی مستاجر غاصب نہ ٹھہرا تو امین ہوا اور مستودع قرار پایا اُسنے دوسرے کو ودیعت دیا ہی اور دوسرا مستودع ضامن نہین ہوتا ہی۔ اور اگر مستاجر نے لوگون کی عادت سے زیادہ تنبو کو روک رکھا یہانتک کہ غاصب وضامن قرار پایا پھر اسنے اجنبی کو دیا تو مالک کو اختیار ہوگا کہ چاہے مستاجر سے ضمان لے یا اجنبی سے ضمان لے پس اگر اسنے مستاجر سے ضمان لی تو مستاجر مال ضمان اس اجنبی سے نہین لے سکتا ہی اور اگر اُسنے اجنبی سے ضمان لی تو اجنبی نے جسقدر مال ڈانڈ بھرا ہی وہ سب مستاجر سے واپس لیگا یہ محیط مین ہی اور اگر مستاجر تنبو کو مکہ معظمہ لے گیا اور واپس لایا پھر موجر نے مستاجر سے کہا کہ یہ تنبو میرے مکان پر واپس پہونچادے تو مستاجر پر یہ واجب نہین ہی اور واپس پہونچانا اس شخص پر واجب ہی جسکا یہ مال ہی۔ اور اگر مستاجر اسکو ساتھ نہ لیگیا بلکہ کوفہ مین چھوڑ گیا اور ضامن قرار پایا اور اجرت اُسکے ذمہ سے ساقط ہو گئی تو اس صورت مین واپس پہونچانا مستاجر کے ذمہ واجب ہی یہ مبسوط مین ہی۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر ایک بصری وایک کوفی دو شخصون نے کوفہ سے ایک تنبو مکہ تک جانے اور آنے کے واسطے کسی قدر اجرت معلومہ پر کرایہ لیا اور دونون اُسکو مکہ معظمہ تک لے گئے پھر واپسی مین دونون نے جھگڑا کیا بصرہ والے نے کہا کہ مین بصرہ جانا چاہتا ہون اور کوفی نے کہا کہ مین کوفہ جانا چاہتا ہون اور ہر ایک نے چاہا کہ جہان جانا چاہتا ہی وہان تنبو اپنے ساتھ لیجاوے پس اگر بصرہ والا اسکو بصرے لیگیا اور کوفی کی بلا اجازت لے گیا تو پورے تنبو کا ضامن بصری ہوگا اور کوفی پر ضمان نہ آویگی اور واپسی کا کرایہ دونون سے ساقط ہو جائیگا۔ اور اگر کوفی کی اجازت سے لیگیا تو بصری پورے تنبو کا ضامن ہی اور کوفی صرف اپنے حصہ کا ضامن ہوگا یعنی نصف کا اور کرایہ دونون سے ساقط ہو جائیگا۔ اور اگر کوفی اُسکو کوفہ مین لایا پس اگر بصری کی بلا اجازت لایا تو بصری کے نصف حصہ کا ضامن ہوگا اور اپنے حصہ کا ضامن نہوگا۔ اور اُسپر واپسی کا آدھا کرایہ واجب ہوگا اور بصری پر واپسی کا کچھ کرایہ واجب نہوگا اور اگر بصری کی اجازت سے کوفہ مین لایا تو بصری پر اسکے حصہ کی ضمان امام محمد رح کے نزدیک لازم نہ آویگی خواہ بصری نے اپنا حصہ اسکو عاریت دیا ہو یا ودیعت دیا ہو کہ اپنی باری کے روز اسکو کام مین لانا اور میری باری کی روز اسکی فقط حفاظت رکھنا۔ لیکن امام ابو یوسف کے نزدیک اگر بصری نے اپنا حصہ اُسکو ودیعت دیا ہو تو یہی حکم ہی جو امام محمد رح نے فرمایا ہی اور اگر عاریت دیا ہو یا کرایہ پر دیا ہو تو واجب ہی کہ امام ابو یوسف کے قول پر بصری اپنے حصہ کا ضامن ہو اور کوفی پر ضمان واجب ہونے مین ویسا ہی کلام ہی جو بصری پر ضمان واجب ہونے مین بیان ہوا۔ اور دونون پر

پوری اجرت واجب ہوگی اگر بصری نے اپنا حصہ کوفی کے پاس ودیعت رکھا ہو کیونکہ بصری کا اپنے پاس رکھنا مثل
کوفی کے اپنے پاس رکھنے کے ہے۔ اور اگر بصری نے اسکو عاریت دیا ہو تو بصری پر کرایہ واجب ہوگا کیونکہ اسنے
عقد اجارہ کی مخالفت کی یعنی بمنزلہ غاصب کے ہوگیا۔ اور اگر دونون نے قاضی کے پاس مرافعہ کیا اور قاضی سے
تمام قصہ بیان کیا اور خصومت کی تو قاضی کو اختیار ہو چاہے دونون کی طرف تا وقتیکہ اسپر گواہ نہ لاوین التفات
نہ کرے۔ اور اگر چاہے تو دونون کے قول کی تصدیق کرے پھر اسکو یہ بھی اختیار ہو کہ اسکے بعد چاہے وہ تنبو انھین
دونون کے پاس چھوڑ دے یا اجارہ فسخ کردے پھر اگر قاضی نے غائب کے حق مین یعنے اصل مالک کے حق مین
اجارہ فسخ کرنے مین بہتری دیکھی اور اجارہ فسخ کردیا پھر اگر بصری کا حصہ کوفی کو کرایہ دیدے بالشرطیکہ وہ راضی ہووے
تاکہ اصل مالک کو جو کوفہ مین ہی تمام کرایہ پہونچ جاوے اور عین مال یعنی تنبو بھی پہونچ جاوے تو جائز ہی اور یہ امر
کسی دوسرے کو اجارہ دینے سے بہتر ہی اور ایسا اجارہ بالاجماع جائز ہی اگرچہ قاضی نے مشاع یعنی غیر منقسم چیز
اجارہ پر دی ہی۔ اور اگر بصری کے حصہ لینے پر کوفی راضی نہوا تو کسی دوسرے کو کرایہ پر دیدے اگر کوئی دوسرا
لینے والا موجود ہو اور یہ اجارہ جائز ہی اگرچہ غیر منقسم کا اجارہ ہی۔ اور اگر اسنے کوئی ایسا شخص نہ پایا جسکو بصری کا
حصہ کرایہ پر دیدے تو اس حصہ کو کوفی کے پاس ودیعت رکھیگا بالشرطیکہ اسکو ثقہ پاوے تاکہ مالک کا مال مالک کو پہونچ
جاوے اور اگر قاضی چاہے تو وہ تنبو انھین دونون کے پاس چھوڑ دے یہ محیط مین ہی۔ مکہ تک جانے آنے کیلئے
ایک تنبو کرایہ کیا اور اسکو مکہ معظمہ مین چھوڑ آیا تو اسپر آمد و رفت کا کرایہ واجب ہوگا اور جسدن اسنے مکہ معظمہ مین چھوڑا ہی
اس روز جو کچھ تنبو کی قیمت تھی وہ مستاجر کو دینی پڑیگی اور تنبو اس مستاجر کا ہوجائیگا اور اگر دونون نے باہم جھگڑا نہ کیا یہانتک
کہ مستاجر نے دوسرے سال حج کیا اور تنبو اپنے ساتھ لایا تو واپسی کا کرایہ اسکو کچھ دینا نہ ہوگا یہ محیط سرخسی مین
ہی۔ اور حسن بن زیاد سے مذکور ہی کہ انھون نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص سونے کا زیور بعوض سونے کے یا چاندی
کا زیور بعوض چاندی کے کرایہ پر لے تو کچھ ڈر نہین اور ہم اسی کو اختیار کرتے ہین یہ مبسوط مین ہی۔ اگر ایسا مکان کرایہ
لیا کہ جسکے دروازون وغیرہ پر سونے کے پتر ہین یعنے سونے کے کواڑ ہین اور اجرت مین سونا ٹھہرا تو جائز ہی یہ محیط
مین ہی۔ اگر کسی عورت نے کوئی زیور جو معلوم ہی بعوض اجرت معلومہ کے دن رات تک پہننے کے واسطے کرایہ لیا اور
اسکو ایک رات دن سے زیادہ رکھ چھوڑا تو وہ عورت غاصبہ قرار دیجائیگی مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم اسوقت
ہی کہ اسنے مالک کے طلب کرنے کے بعد روک لیا ہو یا اس طور سے رکھ چھوڑا ہو کہ اسکو استعمال کرتی ہو اور اگر
اسنے حفاظت کے واسطے رکھ چھوڑا تو غاصبہ نہوجائیگی بشرطیکہ طلب کرنے کے بعد نہ رکھا ہو اور حفاظت کے واسطے
رکھ چھوڑنے مین اور استعمال کے واسطے رکھ چھوڑنے مین فرق یہ ہی کہ اگر اسنے وہ چیز ایسی جگہ رکھی کہ جہان استعمال کے
واسطے رکھی جاتی ہو تو یہ استعمال کے واسطے رکھ چھوڑنا ہی۔ اور اگر ایسی جگہ رکھی جہان استعمال کے واسطے نہین ہوتی ہی
تو حفاظت کے واسطے ہی پس اس بنا پر اگر خلخال کو ہاتھون مین ڈال لیا یا کنگن کو پیرون مین ڈال لیا یا قمیص کو عمامہ
کی طرح سر پر رکھا یا عمامہ کو کندھے پر ڈال لیا تو یہ سب حفاظت کی صورتین ہین استعمال نہین ہی۔ اور اگر عورت نے
وہ زیور اس روز کسی دوسرے کو پہنا دیا تو ضامن ہوگی اور اس روز سے مراد یہ ہی کہ مدت اجارہ کے اندر ایسا کیا کیونکہ
زیور کے استعمال مین لانے مین لوگون مین فرق ہی یعنے کسی کے استعمال سے کم ضرر ہوتا ہی اور کسی کے استعمال سے

زیادہ ضرر ہوتا ہی اسواسطے عورت ضامن ہوگی یہ فصول عمادیہ سے مع تشریح ہی۔ اور اگر عورت نے کوئی زیور مثلاً دو درم روز پر کرایہ لیا اور اسکو ایک مہینہ تک روک رکھا پھر وہ عورت وہ زیور دینے آئی تو جتنے روز تک اسنے روکا ہی اتنے روز تک کا روزانہ کرایہ دینا ہوگا اور اگر اس طور سے کرایہ قرار دیا کہ آج رات تک کے واسطے کرایہ لیتی ہون پھر اگر میری۔ لے مین آیا تو ہر روز اسی کرایہ پر رہنے دونگی پھر اُس عورت نے دس روز تک واپس نہ کیا تو اجارہ اس شرط سے سوائے ایک روز کے باقی دنون کا قیاساً فاسد ہو گر استحساناً جائز ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ جو اجارہ کا مال عین از قسم حیوان یا متاع یا مکان کے فاسد ہو جاوے اور ایسا ہو جاوے کہ اُس سے نفع اٹھانا ممکن نہ رہے تو کرایہ ساقط ہو جائیگا اور جسقدر مدت اسنے نفع اٹھایا ہی اسکا کرایہ دینا پڑیگا۔ اور اگر زمانہ ماضی مین تمام مدت تک فاسد ہونے مین اختلاف کیا تو فی الحال جو صورت ہو اسکے موافق حکم دیا جائیگا اور صورت حال جس شخص کے قول کی شاہد ہو اُسی کا قول قبول ہوگا۔ اور اگر وہ چیز فی الحال صحیح سالم موجود ہو اور اس بات پر دونون نے اتفاق کیا کہ کچھ مدت یہ چیز خراب رہی ہی مگر اسقدر مدت مین اختلاف کیا یعنی کسقدر رہی تو قسم سے مستاجر کا قول قبول ہوگا کیونکہ وہی کسی قدر کرایہ دینے سے منکر ہی یہ غیاثیہ مین ہی

اکیسوان باب ایسے اجارہ کے بیان مین جسمین معقود علیہ سپرد کردینا نہ پایا جاوے

ایک شخص نے ایک درزی کو سینے کے واسطے کچھ کپڑا دیا اسکو درزی نے قطع کیا اور ہنوز سینے نہ پایا تھا کہ مر گیا تو ابو سلیمان جوزجانی نے فرمایا کہ اسکو قطع کرنے کی مزدوری ملیگی اور یہی صحیح ہی کذا فی الظہیریہ وفی بعض النسخ کذا فی الذخیرہ اور قاضی فخر الدین نے فرمایا کہ اسی پر فتوے ہی کذا فی الکبرے۔ اور امام ابو یوسف رح سے روایت ہی کہ زید نے ایک ٹٹو کرایہ کیا کہ اسکو اپنے گھر لیجاویگا وہان سے فلان موضع تک اسپر سوار ہو جائیگا اور موجر نے ٹٹو اسکو دیدیا وہ اُسکو اپنے گھر لایا پھر اسکی راے جانے کی نہ ٹھری اُسنے ٹٹو واپس کر دیا تو امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ حساب کرکے اپنے گھر تک لیجانے کا کرایہ اسپر واجب ہوگا۔ اور نوادر ابن سماعہ مین امام محمد رح سے مروی ہی کہ ایک درزی نے زید کا کپڑا باجرت سیا اور زید کے قبضہ کرنے سے پہلے خالد نے اُسکو اُدھیڑ ڈالا تو درزی کو کچھ مزدوری نہ ملیگی اور درزی پر دوبارہ سینے کے واسطے جبر نہ کیا جائیگا کیونکہ اگر پہلے عقد کے حکم سے اسپر جبر کیا جاوے تو یہ عقد کام پورا ہو جانے پر ختم ہو چکا ہی اور دوسرا کوئی عقد پایا نہین گیا۔ اور اگر درزی نے خود ہی اُدھیڑ ڈالا تو اسپر دوبارہ سینا واجب ہوگا کیونکہ درزی نے جب خود ہی کپڑے کو اُدھیڑا تو اسنے اپنے کام کو میٹ دیا پس ایسا ہوا کہ گویا کچھ نہ کیا تھا۔ اور روزہ سینےوالے کا بھی یہی حکم ہی۔ اور اسی طرح حمال نے کچھ دور تک بوجھ اٹھایا پھر لوگون نے اُسے ڈرایا اور اُسنے لوٹ کر بوجھ وہین پہونچا دیا جہان سے اٹھایا تھا تو اسکو کچھ مزدوری نہ ملے گی ایسا ہی فتاوی مین مذکور ہی اور بوجھ لیجانے کا کچھ ذکر نہین ولیکن واجب ہی کہ اسپر جبر کیا جاوے جیسا کہ مسئلہ سابقہ مین گذرا اور جیسا کہ کشتی کے مسئلہ مین ہی جو عنقریب مذکور ہوتا ہی یعنی اگر ملاح نے کسی مقام معلوم تک کشتی پر بوجھ اناج کا لادکر پہونچا دینے کا اجارہ کیا پھر راستے مین ہوا کے تھپیڑے سے کشتی لوٹ کر وہین آگئی جہان سے اجارہ ٹھرا ہی تو ملاح کو کچھ کرایہ نہ ملے گا بشرطیکہ جو شخص کرایہ کرنے والا ہی وہ ساتھ نہو کیونکہ اس صورت مین جو کچھ کام ملاح نے کیا وہ مستاجر کے سپرد نہوا اور اگر مستاجر ساتھ موجود ہو تو اسپر ملاح کا کرایہ واجب ہوگا کیونکہ ساتھ ہونے سے جو کچھ کام کیا وہ مستاجر کے سپرد ہو گیا۔ اور اگر ملاح نے

خود ہی کشتی کو لوٹا کر جہان سے چلایا تھا وہین پہونچا دیا تو اسپر جبر کیا جائیگا کہ جو مقام عقد اجارہ مین ٹھہرا ہو وہان پہونچا دے
اور اگر وہ مقام جہان کشتی لوٹ آئی ہو ایسا ہو کہ اسمین اناج کا مالک اناج پر قبضہ نہین کر سکتا تو ملاح پر واجب ہو گا کہ ایسے مقام
پر کشتی چلا کر سپرد کرے جہان مالک اپنے مال پر قبضہ کر سکے اور جتنی دور ملاح چلا ہو اسکی مزدوری اجر المثل
کے حساب سے اسکو ملیگی۔ اور اگر ایسا ہوا کہ جب ہوا کے تھپیڑے سے کشتی لوٹ آئی تب مستاجر نے کہا کہ
مجھے تیری کشتی کی پروا نہین ہو مین دوسری کشتی کرایہ کیے لیتا ہون تو مستاجر کو یہ اختیار ہو اسکو ہشام رحمہ اللہ نے
روایت کیا ہو یہ ذخیرہ مین ہو اگر کسی موضع معلوم تک جانے کے واسطے ایک خچر کرایہ کرکے اسپر سوار ہو گیا پھر جب کچھ
دور چلا تو خچر نے سرکشی کی اور اڑ گیا اسنے خچر کو لوٹا کر وہین پہونچا یا جہان سے سوار ہوا تھا تو جسقدر دور چلا ہو اسکا کرایہ مستاجر
پر واجب ہو گا۔ اور اگر مستاجر نے قاضی سے کہا کہ آپ خچر کے مالک کو حکم دین کہ جہان تک پہونچانے کے واسطے
مین نے کرایہ کیا تھا وہان تک مجھے پہونچا دے اور جو کچھ کرایہ مین نے ٹھہرا لیا ہو وہ مجھپر واجب ہو گا تو موجر کو اختیار
ہو چاہے ایسا کرے ورنہ مستاجر سے کہا جائیگا کہ جہان تک پہونچ کر تو واپس آیا ہو وہان تک اُس سے کرایہ ٹھہرا لے
پھر وہان سے موجر تجکو موضع مشروط تک پہونچا دے ایسا ہی ہشام نے امام محمد رح سے روایت کیا ہو اور فرمایا کہ یہی
حکم کشتی کی صورت مین ہو یہ محیط مین ہو۔ اگر کسی شخص کو اسواسطے اجیر مقرر کیا کہ میرے عیال کو لے آوے پھر عیال
مین سے بعض مر گئے اور اجیر باقی عیال کو لے آیا تو مردون کی اجرت کا کم کر باقی زندون کے حساب سے اجرت ملیگی اور
فقیہ ابو جعفر الہندوانی نے فرمایا کہ یہ حکم اسوقت ہو کہ جب اُسکے عیال معلوم معین ہون تا کہ جو کرایہ ٹھہرا ہو وہ سب کے مقابلہ
مین قرار دیا جاوے اور اگر کسی ایک کے مقابلہ مین قرار پائی تو مین سے بعض کا مر جانا کمی اجرت کا مستوجب نہین ہو یہ تاتارخانیہ
مین ہو اگر کسی شخص کو اسواسطے مزدور کیا کہ میرا خط فلان شخص کے پاس لیجا کر اس سے جواب لے آوے وہ ایلچی خط لیکر وہان
گیا مگر مکتوب الیہ انتقال کر چکا تھا پھر ایلچی نے خط وہین چھوڑ دیا یا پراگندہ کر دیا اور واپس نہ لایا تو بالاتفاق اسکو جانے کی
مزدوری ملیگی کیونکہ اسنے اپنے کام مین کمی نہین کی اور بعض نے فرمایا کہ پراگندہ کر دینے کی صورت مین اجرت واجب
ہونا چاہیے کیونکہ اگر وہ شخص خط کو وہین چھوڑ دیتا تو مکتوب الیہ کا وارث اُسکو دیکھتا اور غرض حاصل ہوتی بخلاف
اُسکے جب اسنے پراگندہ کر دیا تو یہ غرض حاصل نہین ہو سکتی ہو یہ فتاوی قاضی خان مین ہو۔ اگر کسی شخص کو اسواسطے
مزدور کیا کہ میرا خط شہر بصرہ مین لیجا کر فلان شخص سے اُسکا جواب لا دے وہ شخص مزدور گیا اور فلان شخص مر گیا تھا پس
مزدور اُس خط کو واپس لایا تو شیخین کے نزدیک اسکو مزدوری کچھ نہ ملیگی اور امام محمد رح کے نزدیک اسکو جانے کا اجر
ملیگا اور اگر مزدور خط کو واپس نہ لایا بلکہ میت کے وارث یا وصی کو دیدیا تو بالاجماع اجرت ملیگی۔ اور اگر یہ صورت واقع
ہوئی کہ مکتوب الیہ وہان موجود نہ تھا کہین چلا گیا تھا اور ایلچی خط وہین چھوڑ کر لوٹ آیا تو یہ صورت کتاب مین مذکور نہین ہو
اور ہمارے بعض مشائخ نے فرمایا کہ اسمین بھی وہی اختلاف ہو جو ہمنے ذکر کیا اور بعض مشائخ نے کہا کہ اس صورت مین جانے
کی مزدوری بالاتفاق واجب ہوگی۔ اور یہ سب اسوقت ہو کہ جب مستاجر نے جواب لانے کی شرط لگائی ہو۔ اور اگر
جواب لانے کی شرط نہ لگائی ہو تو یہ صورت کتاب مین مذکور نہین ہو اور ہم کہتے ہین کہ اگر یہ شرط نہ لگائی اور ایلچی نے خط
وہین چھوڑ دیا تا کہ اس شخص کو پہونچ جاوے اگر وہ کہین چلا گیا ہو یا اُسکے وارث کو پہونچ جاوے اگر وہ مر گیا ہو تو ایلچی پوری
اجرت کا مستحق ہو گا اسی طرح اگر ایلچی نے مکتوب الیہ کو خط دیدیا مگر اسنے نہ پڑھا یہانتک کہ ایلچی بلا جواب واپس آیا تو اسکو

پوری اجرت ملیگی کیونکہ جو کچھ اسکے امکان مین تھا اُسنے کیا ہی - اور اگر اُسنے مکتوب الیہ کو نہ پایا پایا مگر اسکو خط نہ دیا بلکہ پھیر لایا تو اسکو کچھ اجرت نہ ملیگی اور امام محمد رح نے فرمایا کہ اُسکو جانے کی مزدوری ملیگی - اور اگر وہ خط وہین بھول گیا تو بالاجماع اُسکو جانے کی مزدوری نہ ملیگی یہ خلاصہ مین ہی - اور اگر ایلچی مکتوب الیہ کے پاس بصرہ مین گیا اور خط نہ لیگیا تو بالاجماع اُسکو کچھ مزدوری نہ ملیگی - اور جس صورت مین کہ جواب لانے کی شرط ٹھہری ہی اگر اُسنے مکتوب الیہ کو خط دیا اور جواب لایا تو اُسکو پوری مزدوری ملیگی یہ محیط مین لکھا ہی - اور اگر کسی شخص نے زید کے پاس بغداد اپنا پیغام پہونچانے کے واسطے کسی شخص کو مزدور مقرر کیا اور مزدور نے بغداد مین پہونچکر دیکھا کہ وہ شخص مرگیا ہی یا کہین چلا گیا ہی پس مرجانے کی صورت مین اُسکے وارثون کو پیغام پہونچا دیا یا غائب ہونے کی صورت مین ایسے شخص سے کہدیا جو زید کو پیغام پہونچادے یا کسی شخص کو پیغام نہ دیا اور لوٹ آیا تو بالاجماع اجرت کا مستحق ہوگا کذا فی الصغری پھر واضح ہو کہ اجرت کا استحقاق اُس شخص پر ہوتا ہی جسنے اُسکو بھیجا ہو نہ اُس شخص پر جسکے پاس بھیجا گیا ہو یہ محیط مین لکھا ہی - اور اگر کسی شخص کو اسواسطے مزدور مقرر کیا کہ بصرہ مین فلان شخص کے پاس یہ اناج لیجا دے پس مزدور لے گیا مگر فلان شخص کو نہ پایا پایا مگر اناج اُسکو نہ دیا بلکہ واپس لایا تو مستاجر پر کچھ مزدوری واجب نہوگی یہ ذخیرہ مین ہی - ہشام نے امام محمد رح سے روایت کی ہی کہ ایک شخص نے کشتی کے مالک سے اسواسطے کشتی کرایہ کی کہ اسکو فلان موضع مین لیجاوے اور مثلاً دس من گیہون لادلاوے وہ شخص کشتی کو لیگیا مگر اُسنے وہ گیہون جنکے لادنے کیواسطے کشتی کرایہ لی تھی وہان نہ پائے یعنے کشتی والا اور لوٹ آیا تو امام محمد رح نے فرمایا کہ خالی کشتی لیجانے کا اسپر کرایہ واجب ہوگا - اور اگر مستاجر نے یون کہا کہ مین یہ کشتی تجھسے اس شرط پر کرایہ لیتا ہون کہ تو فلان موضع سے دس من گیہون یہان لادلاوے پھر کشتی والے نے گیہون نہ پائے تو اسکو کچھ کرایہ نہ ملیگا یہ محیط سرخسی مین ہی - اگر کوفہ تک چند خچر اسواسطے کرایہ کیے کہ خچرون والا وہان سے مستاجر کا اسقدر بوجھ لادلاوے پھر خچرون والے نے کہا کہ مین وہان گیا مگر مین نے وہان کچھ بوجھ نہ پایا پس اگر مستاجر نے اُسکے قول کی تصدیق کی تو اُسکو جانے کا کرایہ دینا پڑیگا - اور مجموع النوازل مین لکھا ہی کہ بغداد سے ایک خچر اس واسطے کرایہ لیا کہ اسکو مدائن لیجاوے اور مدائن سے اُسپر اناج لادلاوے پھر اُسکو مدائن لے گیا اور اناج نہ پایا تو جانے کا کرایہ واجب ہوگا - اور اگر بغداد سے اسکو کرایہ نہ کیا بلکہ اس طور پر کرایہ کیا کہ مدائن سے اسپر اناج لادلاویگا تو ایسی صورت مین اسپر کچھ کرایہ واجب نہوگا یہ وجیز کردری مین ہی - اگر کسی شخص کو اسواسطے مزدور مقرر کیا کہ فلان گدھی مین سے دانہ دچارہ لادلاوے وہ شخص وہان گیا مگر کچھ نہ پایا تو جو مزدوری ٹھہری ہی اُسکے تین حصے کیے جائینگے یعنے آنے اور جانے اور بوجھ لانے پر مزدوری تقسیم کرکے جسقدر جانے کے حصہ مین آوے اُسقدر مزدوری دینی واجب ہوگی کیونکہ اسکا جانا مستاجر ہی کیواسطے واقع ہوا ہی اور یہ حکم اسوقت ہی کہ جب اُسنے گدھی کا نام بیان کردیا ہو اور اگر نہ بیان کیا ہو تو جانے کا اجر مثل اسکو ملیگا مگر پوری اجرت مقررہ کے حساب سے جسقدر جانے کا حصہ ہوتا ہی اُس سے زیادہ نہ دیا جائیگا یہ فتاوی کبری مین ہی - فتاوائے فضلی مین ہی کہ ایک شخص نے شہر مین ایک خچر اسواسطے کرایہ کیا کہ چکی گھر سے آٹا لادلاوے یا فلان گاؤن سے گیہون لادلاوے پھر اُسکو لے گیا مگر گیہون پسے ہوے نہ پائے یا گاؤن مین گیہون نہ پائے اور شہر کو لوٹ آیا تو دیکھا جائیگا کہ اگر اُسکے کرایہ کرنے کے وقت بیان کیا تھا کہ مین نے تجھسے یہ خچر اس شہر سے کرایہ کیا تاکہ فلان چکی گھر سے آٹا لادلاوے تو آدھا کرایہ واجب ہوگا - اور اگر یون بیان کیا ہی کہ مین نے تجھسے یہ خچر ایک درم پر کرالیا ہو تاکہ چکی گھر سے آٹا لادلاوے تو اس صورت مین جانے کا کرایہ واجب ہوگا یہ محیط مین ہی - اگر کسی شخص کو اس واسطے مزدور کیا کہ فلان

یعنے کچھ کرایہ واجب نہ ہوگا

موضع مین جاکر فلان شخص کو بلا اور کچھ اجرت ٹھہرالی پس مزدور اُس موضع مین گیا مگر اس شخص کو نہ پایا تو اسکو مزدوری ملیگی یہ خزانۃ المفتین مین ہے

بائیسوان باب اُن تصرفات کے بیان مین جس سے مستاجر کو روکا جاتا ہو اور جن سے نہین روکا جاتا ہو اور

موجر کے تصرفات کے بیان مین۔ اگر کسی شخص نے کوئی دار یا بیت کرایہ لیا اور جس واسطے کرایہ لیا ہو اُسکو بیان نکیا حتی کہ اجارہ استحسانًا جائز ٹھہرا تو مستاجر کو اختیار ہو کہ اسمین سکونت اختیار کرے یا دوسرے کو بساوے اور اسمین اپنا اسباب رکھے اور جو کچھ عمل اُسکی راے مین آوے اسمین کرے مگر وہ عمل ایسا ہو کہ عمارت کو ضرر نہ پہونچاوے اور نہ کمزور کرے جیسے وضو کرنا اور کپڑے دھونا وغیرہ اور جو کام ایسا ہو کہ اُس سے عمارت کو ضرر پہونچتا ہو اور کمزور ہوتی ہو جیسے چکی کا کام یا لوہارون کا پیشہ و کندی گری وغیرہ ایسے کام بدون مالک مکان کی رضامندی کے نہین کرسکتا ہو۔ اور ہمارے بعض مشائخ نے فرمایا کہ چکی سے مراد پن چکی اور بیل چکی ہو اور جو ہاتھون سے چلائی جاتی ہو وہ مراد نہین ہو اور بعضے مشائخ نے فرمایا کہ اگر ہاتھون کی چکی سے عمارت کو ضرر ہوتا ہو تو اس سے بھی ممانعت کی جائیگی اور اگر مضر نہو تو ممانعت نہ کیجائے گی اور اسی قول کی طرف شمس الائمہ رحمہ نے میل کیا ہو۔ اور اسی پر فتوے ہو یہ محیط مین ہو۔ اور مستاجر کو اختیار ہو کہ اسمین اپنی سواری کا جانور و اونٹ و بکری باندھے اور اگر اس مکان مین مربط نہو تو اسکو مربط بنالینے کا اختیار نہین ہو۔ اور شرح شافی مین مذکور ہو کہ جو حکم کتاب مین مذکور ہو یہ اہل کوفہ کے رواج کے موافق ہو مگر ہمارے بخارا مین حویلیان نہایت تنگ ہوتی ہین آدمیون کی گنجائش نہین ہوتی تو چوپایہ سواری وغیرہ باندھنے کا کیا ذکر ہو اور سواری کے جانور کو مکان کے دروازے پر باندھے اور اگر چوپایہ نے کسی آدمی کو مارا کہ مر گیا یا کوئی دیوار بیٹھ کر گرادی تو ضامن نہوگا یہ خلاصہ مین ہو۔ ایک شخص نے ایک دار کی ایک منزل کرایہ لی حالانکہ اُس دار مین سواے اس شخص کے اور لوگ بھی رہتے ہین پھر اس شخص نے اپنا چوپایہ دار کے اندر داخل کیا یا اس دار کے دروازے پر کھڑا کیا اور اُسنے کسی شخص کو مارا یا کوئی دیوار گرادی یا اس شخص کے مہمان نے اپنا چوپایہ دار مین داخل کیا یا دروازے پر کھڑا کیا اور اُسنے کسی رہنے والے کو مارا تو مہمان و میزبان پر ضمان لازم نہ آویگی لیکن جسوقت چوپایہ نے کسی شخص کو مارا ہو اگر چوپایہ کا مالک اسوقت اسپر سوار ہو تو ضامن ہوگا یہ مبسوط مین ہو۔ اور مکان کے اندر پکانے وغیرہ کی غرض سے عادت کے موافق لکڑیان چیرنے سے منع نہ کیا جائیگا کیونکہ اس سے مکان کمزور نہین ہوتا ہو اور اگر عادت سے زیادہ لکڑیان چیرے کہ اس سے عمارت کمزور ہوتی ہو تو بدون مالک کی رضامندی کے ایسا نہین کرسکتا ہو اور اسی قیاس پر کوٹنا بھی اسی تفصیل کے ساتھ ہونا چاہیے کیونکہ تھوڑے کوٹنے کی ضرورت خواہ مخواہ ہوتی ہو اور یہ عادت جاری ہو کہ دار کے لوگ اپنے کپڑے اپنی اپنی منزل مین کندی کے واسطے کوٹتے ہین اور اسقدر کوٹنے سے عمارت کمزور نہین ہوتی ہو یہ تبیین مین ہو۔ اور اگر مستاجر نے کرایہ کے مکان مین کوئی لوہار یا کندی گر بٹھایا یا خود ہی یہ کام کیا اور کچھ عمارت گر گئی تو اسکی قیمت کا ضامن ہوگا کیونکہ لوہاری یا کندی گری کے اثر سے یہ عمارت منہدم ہوئی ہو رہنے کے باعث سے نہین گری اور جسقدر کی اُسنے ضمان ادا کردی ہو اتنی عمارت کی اجرت اسپر واجب نہوگی یہ نہایہ مین ہو۔ اور کتاب میں یہ نہ فرمایا کہ ضمان ادا نہین کی ہو تو صحن کی اجرت اسپر واجب ہوگی یا نہوگی اور واجب یہ ہو کہ اجرت لازم ہو یہ ذخیرہ مین ہو۔ اور اگر لوہاری یا کندی گری سے کچھ عمارت منہدم نہ ہوئی تو قیاس کے حکم سے اس پر اجرت واجب نہوگی مگر استحسانًا جو

اجرت قرار پائی ہو وہ واجب ہوگی۔ اور اگر موجر و مستاجر نے اختلاف کیا اور مستاجر نے کہا کہ مین نے لوہاری کے کام کیواسطے
مکان کرایہ لیا تھا اور موجر نے کہا کہ تو نے رہنے ہی کے واسطے کرایہ لیا تھا تو موجر کا قول قبول ہوگا اسی طرح اگر ایک
نوع کے سوائے دوسری نوع کے اجارہ سے انکار کیا تو بھی یہی حکم ہو اور اگر دونون نے گواہ قائم کئے تو مستاجر کے
گواہ قبول ہونگے یہ نہایہ مین ہو۔ اور اگر کسی شخص نے دوسرے سے ایک دار ایک لوہار بٹھانے کے واسطے اجارہ لیا
پھر اسنے چاہا کہ اسمین کندی گر بٹھاوے تو اسکو اختیار ہو بشرطیکہ دونون کے کام سے یکسان ضرر ہوتا ہو یا کندی گر کی ضرر
کم ہو اور چکی کا حکم بھی اسی طور سے ہی یہ محیط مین ہو۔ ایک شخص نے ایک دار یا منزل سکونت کے واسطے کرایہ لی پھر اسمین
زہادلیکن گیہون یا جو یا چھوہارے وغیرہ از قسم طعام بھر دیے تو مالک مکان کو اختیار نہین ہی کہ مستاجر کو اس سے منع کرے
یہ ظہیریہ مین ہی ایک شخص نے ایک دار کرایہ لیا اور اپنی وضو وغیرہ کے پانی کے واسطے ایک چہ بچہ کھودا اور اسمین ایک آدمی
ہلاک ہو گیا تو دیکھا جائیگا کہ اگر اسنے مالک مکان کی اجازت سے کھودا ہی تو ضامن نہوگا چنانچہ اگر خود مالک مکان کھودتا تو
یہی حکم تھا اور اگر اسکی بلا اجازت کھودا ہی تو ضامن ہوگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ ایک شخص نے ایک دوکان زید سے کرایہ لی اور اسی کے برابر
دوسری دکان عمرو سے کرایہ لی اور دونون دوکانون کے بیچ کی دیوار مین سوراخ کر لیا تاکہ اسکو آسانی و آرام ملے تو دیوار کی خرابی کا
ضامن ہوگا اور دونون دوکانون کا پورا کرایہ دینا پڑیگا یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ ایک شخص نے ایک سال کیواسطے دس درم پر ایک
منزل کرایہ لی اور وہ شخص اس منزل کی بیت مین سے باہر ہو گیا اور اسکے اہل نے عمداً وہ بیت کسی شخص کو کرایہ دیا یا کسی شخص کو
بلا اجرت بسایا پھر وہ بیت منہدم ہو گیا تو اسکی دو صورتین ہین یا تو اُس ساکن کی سکونت سے منہدم ہوا یا غیر وجہ سے منہدم ہوا اور
دونون صورتون مین مستاجر پر ضمان نہ آویگی اور آیا اہل یا ساکن پر ضمان آویگی یا نہین پس اگر اُس ساکن کی سکونت کے سبب سے
منہدم نہین ہوا ہی بلکہ اور وجہ سے منہدم ہوا ہی تو کسی شخص پر ضمان نہ آویگی یہ قول امام اعظمؒ کا دوسرا قول امام ابویوسفؒ کا ہی
اور امام محمدؒ کے نزدیک ضمان لازم ہوگی اور مالک مکان کو اختیار ہوگا کہ چاہے اہل سے ضمان لے یا ساکن سے پس
اگر اسنے اہل سے ضمان لی تو وہ لوگ اس شخص ساکن سے مال ضمان واپس نہین لے سکتے ہین اور اگر اسنے ساکن
سے ضمان لی تو ساکن مال ضمان کو اہل سے واپس پھر لیگا اور اگر بیت اس ساکن کی سکونت کی وجہ سے منہدم
ہوا ہی تو وہ ساکن بالاجماع ضامن ہوگا اور آیا جو اسنے ڈانڈ دیا ہی وہ اہل سے واپس لے سکتا ہی یا نہین پس اسمین وہی اختلاف
ہی جو ہمنے ذکر کیا ہی یہ محیط مین ہی۔ اگر کوئی بیت کرایہ لیا اور یہ بیان نہ کیا کہ کس کام کے واسطے کرایہ لیتا ہی پھر اسمین خود رہا اور
اپنے ساتھ دوسرے کو بسایا اور دوسرے کے رہنے سے مکان منہدم ہو گیا تو ضامن نہوگا یہ مبسوط مین ہی۔ اور موجر کو
مستاجر کے کرایہ والے مکان مین آ جانے کے بعد یہ اختیار نہین ہی کہ اس مکان مین اپنا چوپایہ باندھے اور اگر باندھا
اور اسنے کچھ تلف کیا تو ضامن ہوگا۔ لیکن اگر مستاجر کی اجازت سے اندر لایا ہو تو ایسا نہین ہی بخلاف اسکے اگر اپنا مکان
عاریت دیا اور پھر مستعیر کی بلا اجازت اپنا چوپایہ اُس مکان مین لایا تو جائز ہی اور جو کچھ اُسنے تلف کیا اسکا ضامن نہوگا
اور یہ حکم اسوقت ہی کہ جب اسنے پورا مکان کرایہ دیا ہو اور اگر مکان کا صحن کرایہ نہ دیا ہو تو اسکو اختیار ہی کہ مکان کے
اندر صحن مین اپنا چوپایہ داخل کرے یہ وجیز کردری مین ہی۔ اگر کسی شخص سے ایک دار ایک درم ماہواری پر کرایہ لیا اور
دار کے اندر ایک کنوان ہی اور موجر نے مستاجر کو حکم دیا کہ اس کنوئین کو گہرا کر اسکی مٹی نکلوا ڈالے اسنے نکلوائی اور
مکان کے صحن مین ڈلوا دی اور اسمین ایک آدمی پھنس کر مر گیا تو مستاجر ضامن نہوگا خواہ موجر نے اسکو صحن مین

مٹی ڈلوانے کی اجازت دی ہو یا نہ دی ہو اور یہ حکم اسوقت ہو کہ جب مستاجر نے کنوان اگر واکر صحن مین مٹی ڈالی ہو اور اگر موجر نے ایسا کیا اور صحن مین مٹی ڈالی اور کوئی شخص مرگیا پس اگر مستاجر کی اجازت سے ایسا کیا ہو تو ضامن ہوگا اور اگر اسکی بلا اجازت ایسا کیا ہو تو ضامن ہوگا۔ اور اسی کی نظیر اس صورت مین حکم ہو کہ جب مستاجر کے کرایہ والے مکان مین موجر نے اپنی کوئی چیز رکھی ہو اور اُس سے کوئی شخص مرگیا ہو یعنی تو بھی اسی تفصیل سے حکم ہوگا اور یہ سب اس صورت مین ہو جب مٹی صحن مین ڈالی گئی ہو اور اگر مٹی نکلواکر مسلمانون کے راستہ مین یعنی شارع عام مین ڈالی گئی ہو اور اس سے کوئی آدمی ہلاک ہوگیا تو مٹی ڈلوانے والا ضامن ہوگا خواہ مستاجر ہو یا موجر ہو یہ محیط مین ہو۔ وقفی گھر کے مستاجر کو یہ اختیار ہو کہ جسقدر مٹی مکان مین جھاڑو دینے سے جمع ہوگئی ہو اُسکو پھینکدے بشرطیکہ اسکی کچھ قیمت نہو اور اسکو اختیار ہو کہ اسمین کھونٹیان گاڑے اور اسکی دیوار سے استنجا کرے اور اسمین چہ بچہ بنالیوے ولیکن اگرچہ بچہ بنانے مین کوئی کھلا ہوا نقصان ہو تو نہین بنا سکتا ہو یہ قنیہ مین ہو۔ ایک شخص نے کوئی زمین زراعت کے واسطے اجارہ پر لی تو اُسکو زمین کا پانی یعنی جہان سے اسکو پانی دیا جاتا ہو وہ پانی اور زمین کا راستہ اس اجارہ سے ملنا ضرور ہو اگرچہ بوقت اجارہ کے شرط نہ کرلی ہو۔ اسی طرح اگر کوئی مکان کرایہ لیا تو بدون شرط کیے ہوے مکان کا راستہ اسکو ملنا ضرور ہو یہ شرح جامع صغیر قاضی خان مین ہو۔ ایک سال کے واسطے ایک زمین اس شرط سے کرایہ لی کہ جو کچھ مستاجر کا جی چاہیگا اسمین بوئے گا تو اسکو اختیار ہوگا کہ دو فصلین ربیع وخریف کی اسمین زراعت کرے یہ قنیہ مین ہو۔ دو شخصون نے ایک دار مین سے دو بیت کرایہ لیے ہر ایک نے ایک ایک بیت کرایہ لیا اور ہر ایک نے کوئی کام شروع کیا اور دوسرے کو اپنا بیت دیا اور اسمین دوسرے نے سکونت اختیار کی پھر دونون مین سے ایک بیت گرگیا یا دونون گرگئے تو دونون مین سے کوئی شخص ضامن نہوگا۔ اور اگر ہر ایک کرایہ دار دوسرے کے بیت مین بدون دوسرے کی اجازت کے رہا تو بالاجماع سب ائمہ رحمہ کے نزدیک ہر ایک اُس چیز کا ضامن ہوگا جو اسکے رہنے کی وجہ سے منہدم ہوگئی ہو یہ محیط مین ہو۔ دو شخصون نے اپنے آپ کام کرنے کے واسطے ایک دوکان کرایہ پر لی یعنی اسمین خود دونون کام کرتے ہین پھر دونون مین سے ایک نے ایک مزدور مقرر کرکے اپنے ساتھ بٹھایا اور دوسرے شخص شریک نے منع کیا تو شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اُس شخص کو اختیار ہو کہ اپنے ساتھ اپنے حصہ مین جسکو چاہے بٹھلادے بشرطیکہ اُسکے شریک کو کوئی کھلا ہوا ضرر نہ پہونچتا ہو اور اگر شریک کو کوئی ضرر ظاہر پہونچتا ہو تو اس سے منع کیا جائیگا۔ اسی طرح اگر ایک شریک کے پاس اسباب زیادہ ہو تو بھی اسکو اختیار ہو کہ اپنے حصہ مین جسقدر چاہے رکھے بشرطیکہ اُسکے شریک کو ضرر ظاہر نہ پہونچے ورنہ منع کیا جائیگا اور اگر دونون مین سے ایک نے چاہا کہ بیچ دوکان مین کوئی دیوار بنادے تو اسکو یہ اختیار نہوگا یہ مبسوط مین ہو۔ اور اگر دو شخصون نے ایک دوکان کرایہ لی اور باہم دونون نے یہ شرط ٹھہرائی کہ ہم دونون مین سے ایک اگلی طرف گھر مین رہیگا اور دوسرا پچھلی طرف رہیگا تو یہ امر ایسا ہو کہ اس سے کچھ لازم نہین آتا ہو اور اگر ایسی شرط موجر کے ساتھ قرار دی تو عقد اجارہ فاسد ہو جائیگا یہ غیاثیہ مین ہو۔ ایک شخص نے ایک دوکان وقفی جوار کوٹنے کیواسطے کرایہ لی تو اسکو اس کام کرنیکا اختیار ہو بشرطیکہ یہ امر عمارت کو مضر نہو اور دار مسبلہ کے اجارہ لینے والے کو یہ اختیار نہین کہ اسکو اصطبل بنادے یہ قنیہ مین ہو اگر مستاجر نے اجارہ کے دار مین تنور یا آگ کی بھٹی جلائی اور اُس سے پڑوسیون کے گھر یا حصہ کرایہ والے مکان کا جل گیا تو اُسپر ضمان لازم نہ آویگی خواہ اُسنے مالک دار کی اجازت سے ایسا کیا ہو یا بلا اجازت ایسا کیا ہو۔ اور

اگر مستاجر نے تنور گاڑنے مین کوئی ایسا فعل کیا جو لوگ نہین کیا کرتے ہین مثلاً اُسنے تنور رکھنے مین احتیاط نہ کی یا اسقدر آگ جلائی کہ اسقدر آگ تنور دن مین نہین جلائی جاتی ہو تو ضامن ہوگا یہ فصول عمادیہ وظہیریہ مین لکھا ہو۔ اگر کوئی زمین اجارہ یا استعار لی اور اسکی نباتات کاٹ کر جلائی کہ جس سے دوسری زمین سے کچھ جل گیا تو اُسپر ضمان لازم نہ آوے گی کیونکہ یہ تسبیب ہو اور بنفسہ مباشرۃ فعل نہین ہو اور تسبیب مین تاوقتیکہ تعدی نہو ضمان لازم نہین آتی ہو اور تعدی یہان نہین پائی گئی کیونکہ اسنے فقط اپنی ملک مین تصرف کیا ہو۔ اور صدر الشہید رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ایک شخص نے کانٹے یا بھوسا اپنی زمین مین جلایا اور اُسکی چنگاریان ہوا سے اڑکر دوسری زمین مین پہونچین کہ دوسری زمین کی کھیتی جل گئی اور یہ کھیتی وزمین دوسرے شخص کی ہو پس اگر یہ آگ اُس پڑوس کی زمین سے اسقدر دور تھی کہ غالباً عادت کے موافق اسکے شرارات دوسری زمین مین نہین پہونچتے ہین تو ضامن نہوگا کیونکہ جو کچھ واقع ہوا یہ ہوا کی وجہ سے آگ کا فعل ہو اور اگر اسقدر فصل ہو کہ اکثر اتنے فاصلہ سے آگ کی چنگاریان موافق عادت کے اُس زمین تک پہونچتی ہین تو ضامن ہوگا کیونکہ اُسکو اپنی زمین مین آگ جلانے کا اختیار ہو مگر اس صورت مین اختیار ہو کہ ایسے طور سے جلاوے کہ دوسرے کی زمین کو ضرر نہ پہونچے یہ غایۃ البیان مین ہو۔ ایک شخص نے ایک معین چوپایہ کسی قدر معلوم بوجھ لادنے کے واسطے کرایہ کیا پس مالک نے چاہا کہ مستاجر کے اسباب کے ساتھ اُسپر اپنا بھی کچھ بوجھ لادے تو مستاجر کو اختیار ہو کہ چوپایہ کے مالک کو اس فعل سے منع کرے اور باوجود اُسکے اگر مالک نے اپنا کچھ بوجھ لادا اور وہ چوپایہ منزل مقصود تک پہونچ گیا تو مستاجر پر پوری اجرت واجب ہوگی بخلاف اسکے اگر مستاجر نے کوئی گھر کرایہ لیا اور تھوڑے گھر مین مالک مکان نے اسباب ذاتی رہنے دیا تو اس صورت مین مستاجر کے ذمہ سے بقدر اسکے حصہ کے کرایہ ساقط ہو جائیگا یہ صغری مین ہو۔ اور شرح طحاوی مین مذکور ہو کہ مستاجر کو اختیار ہو کہ اجارہ کی چیز کو عاریت دے یا ودیعت رکھے یا اجارہ پر دیدے اور یہ مسئلہ یون ہی مطلقاً مذکور ہو اور تاویل اسکی یہ ہو کہ یہ حکم اسوقت ہو کہ جب اجارہ کی چیز ایسی چیز ہو کہ لوگ اس سے یکسان نفع اُٹھاتے ہین اور اگر ایسی چیز ہو کہ لوگ اس سے مختلف طور سے نفع اُٹھاتے ہین تو مستاجر کو اختیار نہین ہو کہ اُس کو اجارہ پر یا عاریت دیدے حتی کہ اگر کسی شخص نے کوئی ٹٹو کرایہ لیا تاکہ خود سوار ہو تو اسکو اختیار نہین ہو کہ کسی دوسرے کو اجارہ پر عاریت دیدے یہ ذخیرہ مین ہو۔ اور اگر اجارہ کی مدت مثلاً ایک سال گذرنے کے بعد مستاجر غائب ہوگیا اور اُسنے مکان کی کنجی مالک مکان موجر کو نہ دی تو موجر کو اختیار ہو کہ بلا اجازت حاکم کے اسمین دوسری کنجی لگاکر کسی دوسرے شخص کو کرایہ پر دیدے یہ قنیہ مین ہو۔ فتاوائے آہو مین لکھا ہو کہ قاضی بدیع الدین رح سے دریافت کیا گیا کہ مستاجر نے اجارہ کی چیز اپنے قرضخواہ کے پاس رہن کردی تو جتنے دنون قرضخواہ کے پاس رہے اسکا کرایہ کس شخص پر واجب ہوگا فرمایا کہ مستاجر پر نہین واجب ہوگا کیونکہ جب اسنے رہن کردی تو وہ چیز امانت سے نکلکر ضمان مین داخل ہوگئی اور جب ایسی صورت ہوگئی کہ اگر تلف ہو جاوے تو ضمان ویسی واجب ہو تو اجرت واجب نہوگی اگرچہ تلف نہوا اور صحیح سالم سپرد کرے اگر قرضخواہ نے مستاجر سے زبردستی بدون اسکی رضامندی کے لے لی ہو تو اجرت واجب ہوگی کیونکہ مستاجر کو دیگر کرلینے کا استحقاق حاصل ہو یہ تاتارخانیہ مین ہو

تیئسوان باب حمام اور چکی کے اجارہ لینے کے بیان مین۔ حمام کی اجرت لینا اور پچھنے لگانے کی اجرت لینا

جائز ہو اور یہی صحیح ہو یہ جواہر اخلاطی مین ہو۔ اگر چند ماہ معلوم کے واسطے اجرت معلومہ پر کوئی تمام اجارہ لیا تو جائز ہو
اور اگر ایک حمام مردون کا اور ایک حمام عورتون کا ہو اور دونون کے حدود بیان کر دیے لیکن اسنے عقد اجارہ مین
حمام کا لفظ بیان کیا تو قیاساً ایسا اجارہ جائز نہین ہو اور استحساناً جائز ہو اور ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم اسوقت
ہو کہ دونون حمامون کا دروازہ ایک ہو اور دہلیز ایک ہو اور اگر ہر ایک حمام کا دروازہ علیحدہ ہو تو عقد جائز نہین ہو
تاوقتیکہ دونون کا نام نہ لے یہ محیط مین ہو۔ ایک شخص نے ایک حمام مع حدود کے اجارہ لیا یعنی حدود بلفظہ بیان کر دیے
تو بدون لفظ حقوق کے ذکر کرنے کے اُسکے توابع داخل ہو جاوینگے جیسے پانی کا کنوان اور پانی جاری ہونے کی
راہ اور حمام اور گوبر پڑنے کی جگہ کیونکہ حمام سے بدون ان چیزون کے نفع حاصل نہین ہو سکتا ہو اور حمام کی تعمیر چہار
دیواری پوتنا اور حوض و پانی کی راہ اور کنوان اور دیگون کی درستی یہ سب مالک حمام کے ذمہ ہو اور باوجود اسکے کہ اسکی
درستی مالک حمام کے ذمہ ہوتی ہو اگر مالک حمام نے مستاجر سے شرط کر دی کہ دس درم ماہواری اسکی مرمت مین خرچ
کر دیا کرے اور اجازت دیدی تو جائز ہو اور یہ حیلہ ہو اور مستاجر اسکی طرف سے خرچ کرنے مین نائب قرار دیا جائے گا
چنانچہ اگر ٹٹو کے مالک نے مستاجر سے شرط کی کہ اجرت مین سے کچھ اجرت اُسکے دانہ چارہ مین خرچ کر دے
تو استحساناً جائز ہو یا اگر یون کہے کہ مین نے تجھے دو مہینہ کا کرایہ حمام کی مرمت کے واسطے چھوڑ دیا تو جائز ہو اور
اگر مستاجر نے کہا کہ مین نے اسکی مرمت مین اسقدر خرچ کیا ہو تو بدون حجت کے اسکی تصدیق نہ کیجاویگی یا حمام کے
مالک سے اُسکے علم پر قسم لے یہ غیاثیہ مین ہو۔ اور اگر مستاجر نے چاہا کہ اس بات مین میرا قول بدون گواہون کے
مقبول ہو تو اسکا حیلہ یہ ہو کہ دس درم مالک حمام کو دیدے پھر مالک حمام اسکو دیدے اور حکم دے کہ اسکو مرمت حمام مین
صرف کرے تو اس صورت مین مستاجر امین ٹھہریگا اور دوسرا حیلہ گواہون کے ساقط ہونے کا یہ ہو کہ مقدار مرمت کے
واسطے کوئی شخص عادل مقرر کرے پس مستاجر کا قول مقدار خرچ مین مقبول ہوگا کیونکہ عادل امین ہوتا ہو یہ محیط مین ہو
اور اگر دونون نے اپنے درمیان کسی شخص ثالث عادل کو مقرر کیا کہ وہ وصول کرکے حمام کی مرمت مین خرچ کر دیا کرے
پھر مستاجر نے کہا کہ مین نے اُسکو دیدیا اور مالک حمام نے تکذیب کی پس اگر مرد عادل نے تصدیق کی تو مستاجر
بری ہو گیا اور اگر وہ شخص عادل اجرت کا کفیل ہو تو وہ بھی مثل مستاجر کے غیر موتمن یعنے غیر امین ہوگا اور اسکے قول
کی تصدیق نہ کیجائیگی یہ مبسوط مین لکھا ہو۔ اور اگر حمام کے کنوئین کا پانی فاسد ہو گیا تو حمام کے مالک پر تمام پانی
اُلیچنے کے واسطے جبر نہ کیا جائیگا لیکن مستاجر کو فسخ اجارہ کا حق حاصل ہوگا یہ غیاثیہ مین ہو۔ اور حمام کا ایندھن
اور راکھ مدت اجارہ گذرنے پر مستاجر کی قرار دیجائیگی اور حکم دیا جائیگا کہ اُسکو اٹھوا لیجاوے اور اگر مستاجر
نے انکار کیا کہ یہ راکھ میرے فعل سے نہین ہو تو اسی کا قول قبول ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہو۔ اور حمام کے اجارہ
مین راکھ اور گوبر کا اٹھوانا اور موضع غسالہ کا خالی کرنا مستاجر کے ذمہ ہو خواہ پانی نکلنے کی موہری کھلی ہوئی ہو یا پٹی
ہوئی ہو اور اگر یہ امور موجر کے ذمہ شرط کیے تو اجارہ فاسد ہوگا اور اگر مستاجر کے ذمہ شرط کئے تو اجارہ و شروط
دونون جائز ہین یہ فتاوی قاضی خان مین ہو۔ اور اگر مستاجر کے ذمہ مالک حمام نے ہر مہینہ دس طلات کی شرط
لگائی تو اجارہ فاسد ہو یہ مبسوط مین ہو۔ اور اگر مستاجر کی جہت سے چہ بچہ جسمین پانی جمع ہوتا ہو پٹ گیا تو موجر پر واجب
ہوگا کہ اسکو صاف کرا دے یہ محیط سرخسی مین ہو۔ اور اگر چند ماہ معلوم کے واسطے دو حمام کسی قدر اجرت معلومہ پر

کرایہ لیے اور دونون پر قبضہ کرنے سے پہلے ایک حمام منہدم ہو گیا تو اسکو اختیار ہو گا کہ باقی کا اجارہ ترک کر دے اور اگر دونون پر قبضہ کے بعد ایک منہدم ہوا تو باقی حمام بعوض اسکے حصہ اجرت کے لازم ہو گا یہ مبسوط مین ہی اگر کوئی حمام ایک سال کے واسطے کسی قدر اجرت معلومہ پر کرایہ لیا مگر موجر نے دو مہینہ تک مستاجر کے سپرد نہ کیا پھر باقی مدت کیواسطے سپرد کیا مگر مستاجر نے لینے سے انکار کیا تو مستاجر پر جبر کیا جائیگا کہ اُسپر قبضہ کرے یہ محیط مین ہی اور اگر ایک حمام اجارہ لیا اور قبضہ سے پہلے یا بعد ایک بیت اسکا منہدم ہو گیا تو اسکو ترک کر دینے کا اختیار ہی یہ مبسوط مین ہی ایک شخص نے سال بھر کیواسطے حمام اجارہ دیا پھر درمیان سال مین کسی دوسرے کو اجارہ پر دیا تو اجارہ ثانیہ صحیح نہین ہی لیکن اگر دوسرا مستاجر بعد انقضاے مدت کے اجارہ لے تو صحیح ہی کیونکہ اجارہ کو زمانہ مستقبل کی طرف نسبت کرنا صحیح ہی یہ جواہر الفتاوی مین ہی۔ اگر ایک حمام اور ایک غلام اجارہ لیا تاکہ یہ غلام اس حمام کے کامون درستی کرے پھر دونون پر قبضہ کرنے کے بعد حمام گر گیا تو اسکو غلام کا اجارہ ترک کر دینے کا اختیار ہی اور اگر غلام مر گیا تو اسکو حمام کا اجارہ ترک کرنیکا اختیار ہی اور اگر اُسنے غلام کو اسواسطے نہین لیا کہ حمام کے کامون کی درستی کرے تو اسکو ترک کرنے کا اختیار کچھ نہو گا کذا فی محیط السرخسی قال المترجم ظاہر امراد یہ ہی کہ اسکو حمام یا غلام دونون مین سے کسی کے ترک کا اختیار نہو گا واللہ اعلم۔ ایک شخص نے ایک حمام بدون اسکی دیگون کے ایک سال کے واسطے اجارہ لیا اور مستاجر نے دیگین کسی دوسرے سے اجارہ لین مگر وہ دیگین ٹوٹ گئین اور ایک مہینہ بھی مستاجر نے حمام مین کام نہ کیا تو حمام والے کو کرایہ ملنا واجب ہی کیونکہ اسنے موافق التزام عقد کے حمام سپرد کر دیا ہی اور مستاجر کو اس سے نفع اٹھانا بھی ممکن تھا کیونکہ دوسری دیگین کرایہ لے سکتا تھا بخلاف اسکے اگر یہ دیگین حمام والے کی ہون اور ٹوٹ جاوین تو مستاجر کو وہ نفع جو عقد اجارہ کے رو سے حاصل ہونا چاہئے حاصل نہو گا تاوقتیکہ حمام والا اپنی دیگین درست کرا کر مستاجر کے سپرد نہ کرے اور دیگون والے کو جب سے دیگین ٹوٹ گئین ہین تب سے اجرت نہ ملیگی کیونکہ مستاجر کو اُسنے نفع حاصل کرنے کی قدرت نہ دی۔ اور مستاجر پر انکی ضمان واجب نہو گی خواہ دیگین عادت کے موافق کام مین لانے سے شکست ہوئی ہون یا غیر عادت کے موافق کام سے شکستہ ہوئی ہون یہ مبسوط مین ہی۔ ایک شخص حمام مین ایک دانگ پر اس شرط سے داخل ہو کر حمام والا حمام گرم کرے یا ایک پیسے پر اس شرط سے داخل ہوا کہ غسل کرے تو قیاساً فاسد ہی اور استحساناً جائز ہی کیونکہ عرف تعامل یون جاری ہی یہ محیط سرخسی مین ہی ایک شخص نے ایک سال کے واسطے ایک حمام کسی قدر اجرت معلومہ پر اجارہ لیا اور اُس حمام کا چلن ایسا خراب ہو گیا کہ اُسکا ماحصل بقدر اجرت کے بھی نہین آتا ہی اور مستاجر نے چاہا کہ مین اجارہ توڑ کر حمام واپس کر دون تو فرمایا کہ اگر اُسنے حامی نہین کی ہی تو اسکو اختیار ہی کہ حمام واپس کر دے یہ جواہر الفتاوی مین ہی۔ اگر ایک مہینہ کیواسطے ایک حمام اجارہ لیا اور پھر دوسرے مہینے بھی اُسین کام کیا تو دوسرے مہینہ کا کرایہ اُسپر واجب نہو گا اور ہمارے اصحاب سے مروی ہی کہ اسپر دوسرے مہینہ کا کرایہ بھی بہ قدر واجب ہو گا اور ایسا ہی دار کے مسئلہ مین مروی ہی اور کرخی و محمد بن سلمہ سے منقول ہی کہ انھون نے دونون روایتون مین اس طرح توفیق دی ہی کہ اجرت واجب نہونا ایسی صورت مین ہی کہ جب حمام یا دار کرایہ پر چلنے کیواسطے نہو اور جس صورت مین کہ کرایہ چلنے کے واسطے رکھا گیا ہو تو کرایہ دوسرے مہینہ کا بھی واجب ہو گا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر کوئی حمام اجارہ لیا پھر دیکھا تو وہ شکستہ و خراب ہی تو اجارہ توڑ سکتا ہی اور جتنی مدت گذر گئی اگر اسمین اصل منفعت حاصل ہوئی تو اسیقدر اجرت واجب ہو گی۔ اور اگر کوئی حمام اجارہ لیا اور حمام مین موجر مع اپنے بعض دوستون کے داخل ہوا تو اسپر اجرت واجب نہو گی کیونکہ اُسنے مدت اجارہ کے اندر بعض معقود علیہ یعنی کچھ منفعت حمام کی

لے قولہ صحیح نہین یعنی [illegible] اجارہ [illegible] اگر اجارہ [illegible] اس سال کے [illegible]

واپس لی اور کرایہ مین سے بھی کچھ ساقط نہوگا کیونکہ معلوم نہین ہو یہ جواہر الفتاوی مین ہو۔ مجموع النوازل مین لکھا ہے ایک شخص نے حمام اس شرط سے کرایہ لیا کہ حمام کے چلنے کے موسم و نہ چلنے کے موسم دونون حالتون مین مستاجر پر کرایہ واجب ہوگا تو یہ شرط مقتضاے عقد کے خلاف ہو پس عقد فاسد ہوگا یہ خلاصہ مین ہو۔ امام محمد رح نے کتاب الاصل مین فرمایا کہ ایک شخص نے ایک چکی اُس بیت مین جسمین وہ ہو مع اُسکی متاع کے دس درم ماہواری پر کرایہ لی پھر اُسنے اسمین تیس درم ماہواری پسائی کا کام کیا پس بیش درم نفع اُٹھائے پس آیا زیادتی اُسکو حلال ہو یا نہین تو اسکی دو صورتین ہین اگر اُسنے کوئی ایسی اصلاح کردی ہو جس سے چکی کو نفع حاصل ہو جیسے اسکی جھر صاف کرانا یا اُس کے پتھر تلانا وغیرہ یا ایسی کوئی اصلاح نہین کی پس اگر کوئی اصلاح نہین کی اور خود ہی اُسنے پیسنے کا کام کیا تو زیادتی حلال ہو اور اگر اناج کے مالک نے اپنے آپ پیسا ہو تو زیادتی مستاجر کو حلال نہین ہو اور اگر مستاجر نے کوئی شی اصلاح بڑھائی ہو تو زیادتی اسکو حلال ہو اگرچہ اُسنے خود پیسنے کا کام نہ کیا ہو یہ محیط مین ہو۔ اگر نہر کے کنارے کوئی مقام ہوا سطے کرایہ لیا کہ اسپر ایک عمارت مین چکی گھر کی بنادے اور اسمین پنچکی رکھے بشرطیکہ چکی کے پاٹ اور تمام اسباب دلوہا و عمارت سب مستاجر کے ذمہ ہو تو یہ جائز ہو اور اگر نہر کا پانی منقطع ہوگیا اور پسائی نہو سکی اور مستاجر نے اجارہ فسخ نہ کیا تو مستاجر پر اجرت لازم ہوگی یہ مبسوط مین ہو۔ اور اگر چکی کے مالک نے پانی ٹوٹ جانے کا خوف کیا کہ پانی ٹوٹنے سے اجارہ فسخ ہوگا پس اُسنے چکی گھر اور چکی کے پاٹون اور متاع کو خاصۃً اجارہ دیدیا تو جائز ہو پھر اگر پانی منقطع ہوگیا تو عذر قرار دیا جائیگا اسی طرح اگر یہ شرط قرار دی کہ اگر پانی منقطع ہو جاوے تو مستاجر کو خیار نہین ہو۔ تو ایسی شرط کا کچھ اعتبار نہین ہو یعنے انقطاع کا عذر متحقق ہوگا یہ محیط مین ہو۔ ایک پنچکی گھر یا ایک حمام دو شخصون مین مشترک ہو اور ہر ایک شریک کا حصہ ایک ایک شخص نے اجارہ لیا پھر ایک مستاجر نے اپنے موجر کی اجازت سے حمام کی مرمت مین کچھ خرچ کیا اور چاہا کہ جو کچھ اُسنے خرچ کیا ہو وہ مال اس مالک سے واپس لے جسنے اُسکو اجارہ نہین دیا ہو تو ایسا نہین ہو سکتا ہو بلکہ اسی شخص سے لے سکتا ہو جسنے اسکو اجازت دی ہو یعنے اپنے موجر سے کیونکہ اُسی کی اجازت سے اُسنے خرچ کیا ہو پس ایسا ہوا کہ گویا خود اُسکے موجر نے خرچ کیا ہو اور اُسکا موجر یعنی شریک اپنے شریک سے صرف اسی صورت مین بقدر اسکے حصہ کے واپس لے سکتا ہو کہ جب مرمت مین خرچ کرنا شریک کی اجازت یا قاضی کے حکم سے ہو اور قاضی پہلے اسکے شریک کو حکم کریگا کہ اس حمام یا چکی گھر کی مرمت کرے پس اگر اُسنے مرمت نہ کی تو شریک کو حکم دیگا کہ تو اسکی مرمت کرادے اور جو کچھ حصہ تیرے شریک کے ذمہ پڑے اس سے نالش کرکے لے لے یہ جواہر الفتاوی مین ہو۔ ایک شخص نے گیہون پیسنے کے واسطے ایک چکی اجارہ پر لی پھر اسمین ایسا اناج پیسا جسکے پیسنے سے مثل گیہون کے یا اُس سے کم چکی کو ضرر پہونچتا ہو تو شرط اجارہ مین مخالفت کرنے والا شمار نہوگا اور اگر ایسا اناج پیسا جس سے چکی کو گیہون سے زیادہ ضرر پہونچتا ہو تو مخالف وغاصب قرار دیا جائیگا یہ وجیز کردری مین ہو۔ قال رضی اللہ عنہ جب مین نے شیخ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ ایک چکی دو شخصون مین مشترک ہے ایک شخص کی ایک تہائی اور دوسرے کی دو تہائی ہو پھر دو تہائی والے نے اپنا حصہ ایک شخص کو اجارہ پر دیدیا اور مستاجر نے تمام چکی مین تصرف کیا پھر ایک تہائی والے نے چاہا کہ مستاجر سے اپنا حصہ اجرت لے لے تو نہین لے سکتا ہو کیونکہ مستاجر نے اُسکے حصہ کو غصب کر لیا ہو اجارہ پر نہین لیا ہو اور تہائی حصہ والے کو یہ اختیار تھا کہ مستاجر کو چکی کے انتفاع سے روکے یا اپنا حصہ اسکو اجارہ دیدے کیونکہ غیر منقسم کا اجارہ صحیح نہین ہو اور اگر حکام سلطین سے کسی حاکم نے ایسے

اجارہ کی صحت کا حکم دیدیا تو اُسوقت مستاجر کو اختیار ہوگا کہ دو روز خود اُس چکی سے نفع حاصل کرے اور ایک روز تہائی والے کے واسطے چھوڑ دے تاکہ وہ اُس روز نفع حاصل کرے۔ اور تہائی حصہ کے شریک کو اختیار ہے کہ یون کہے کہ جو روز میرا ہے مین اُس روز چکی گھر کا دروازہ بند کر دونگا کیونکہ اُس سے چکی کو کچھ ضرر نہین پہونچتا ہے۔ اور اگر بجاے چکی کے کوئی حمام ہو اور ایک حصہ دار نے اپنا حصہ کسی شخص کو اجارہ پر دیدیا اور کسی حاکم نے اُسکی صحت کا حکم دیا تو دوسرے حصہ دار کو جسنے اجارہ نہین دیا ہے یہ اختیار نہین ہے کہ یون کہے کہ مین اپنے حصہ کے روز اس حمام کا دروازہ بند کر دونگا کیونکہ حمام کو اُس سے ضرر پہونچتا ہے چکی کو ضرر نہین ہوتا ہے ولیکن یہ ہوسکتا ہے کہ مدت کثیر کی باری مثلاً ایک مہینہ کی مقرر کرلین پس دو تہائی حصہ والا حمام سے دو مہینہ نفع حاصل کرے پھر دوسرا شخص ایک مہینہ تک بند کردے یا ایک مہینے سے زیادہ مدت تک کے واسطے اسطور سے باری مقرر کرلین تاکہ حمام سے نفع اُٹھانا ساقط نہو جاوے کیونکہ تھوڑی مدت مین جو ضرر حمام کو پہونچتا ہے اُسکو دوسرا دفع نہین کرنے پاتا ہے کہ مدت گذر جاتی ہے پس حمام سے انتفاع ساقط ہو جاتا ہے یہ جواہر الفتاوے مین ہے۔ ایک مستاجر نے ایک شخص سے چکی اور دوسرے سے چکی کے واسطے گھر اور تیسرے سے چکی چلانے کے واسطے اونٹ کرایہ لیا اور سب کو ایک ہی صفقہ مین اجارہ لیا اور سبھون نے اسکو اجارہ دیا اور اجارہ مین ماہواری کچھ اجرت معلومہ مقرر ہوئی تو یہ جائز ہے یہ محیط مین ہے۔ اگر کسی شخص کا کوئی بیت ایک نہر کے کنارے ہے اور پہلے اُسمین ایک پنچکی تھی کہ وہ جاتی رہی پھر دوسرا شخص اپنی چکی لایا اور اس بیت مین نصب کی اور پنچکی کے سب ضروریات آلات بھی لایا اور دونون نے باہم اس شرط سے شرکت کرلی کہ لوگون سے گیہون وجو لیکر پیسا کرین اور جو کمائی کرین وہ ہم دونون نصفا نصف تقسیم کرلیا کرین تو یہ جائز ہے اور جو کچھ انھون نے کمائی مین کمایا وہ دونون کو برابر تقسیم ہوگا اور بیت یا چکی کی کچھ اجرت نہوگی۔ اور اگر اسنے چکی کو اجرت معلومہ پر کوئی اناج معلوم پیسنے کے واسطے اجارہ پر دیدیا تو تمام اجرت چکی کے مالک کو ملیگی اور مکان والے کو جو کچھ ایسے مکان کی اجرت ہوتی ہے وہ ملیگی اور اُسکی ذات کی اجرت ملیگی اور یہ سب چکی کے مالک پر واجب ہوگی بشرطیکہ اُسی بیت مین اُسنے کام کیا ہو اور فرمایا کہ امام ابو یوسف کے قول کے موافق یہ کرایۂ چکی کی اجرت مثل کے نصف سے زیادہ نہ دیا جائیگا یہ مبسوط مین ہے۔ اور فرمایا کہ اگر ایک شخص کی پنچکی اور بیت اور نہر اور چکی کا اسباب سب ہو پھر چکی کے اوپر کا پاٹ ٹوٹ گیا پھر ایک شخص نے آکر مالک کی بلا اجازت اُسپر ایک پاٹ نصب کرکے لوگون کا اناج اجرت معلومہ پر پیسنا شروع کیا اور لوگون کو کرایہ پر دینا شروع کیا تو وہ شخص اس فعل مین گنہگار ہوگا مگر اُسپر کچھ اجرت واجب نہوگی۔ اور اگر اُسنے اوپر کا پاٹ مالک کی رضامندی سے اس شرط سے نصب کیا کہ جو کمائی ہو وہ ہم دونون مین برابر تقسیم ہو اور ہم دونون اپنے آپ کام کرین تو ایسی صورت مین جب یہ شخص کرایہ پر دیدیگا تو تمام اجرت اُسی شخص کو ملیگی اور اگر دونون نے پسائی کے واسطے لوگون کا اناج لیا تو جو مزدوری ملیگی وہ اُس شخص اور مالک کے درمیان برابر تقسیم ہوگی یہ محیط مین ہے ایک پنچکی گھر کا صحن دو شخصون مین مشترک ہے اور پنچکی کے پاٹ خاص ایک ہی شخص کے ہین اور اُسکو ایک شخص مستاجر کو اجارہ دیدیا پھر جس شخص کا پنچکی کے پاٹون مین کچھ حق نہین ہے اُسنے آدھا کرایہ طلب کیا تو فرمایا کہ اسکو اختیار ہے یہ جواہر الفتاوے مین ہے۔ فرمایا کہ ایک شخص نے ایک نہر کنارے ایک گھر بنایا اور اُسمین پنچکی نصب کی اور یہ سب مالک نہر کی بلا اجازت کیا پھر لوگون کا اناج لیکر پسائی کرکے مال حاصل کیا تو تمام مال اُسی کا ہوگا اور وہ شخص نہر کے مالک کی زمین غصب کرنے والا شمار

ہوگا اور جو احکام غصب کے ہین وہ معتبر رکھے جاوینگے پس جو کچھ اُسکی زمین مین نقصان آیا ہی اُسکی ڈانڈ لیگا جیسے زمین کے غصب مین ہوتا ہی ولیکن پانی کی ضمان نہین لے سکتا ہی یہ ذخیرہ مین ہی مستاجر نے چکی مین لوہا یا کوئی اور شے جڑوائی پھر اجارہ کی مدت گذر گئی اور مستاجر نے چاہا کہ جو مال میرا اسمین لگا ہی وہ لے لے پس اگر اُسنے موجر کی اجازت سے اس شرط سے لگایا ہی کہ کرایہ مین سے وضع کرے تو موجر سے لے سکتا ہی اور اگر اسکی بلا اجازت لگایا ہی تو جو چیز جڑی ہوئی نہو اُسکو لے سکتا ہی اور جو چیز جڑی ہوئی ہی اُسکی قیمت لے سکتا ہی یہ وجیز کردری مین ہے۔

چوبیسوان باب اجرت اور معقود علیہ کی کفالت کے بیان مین۔ فرمایا کہ اجرت کی کفالت خواہ معجل ہو یا موجل ہو جمیع اجارات مین اور نیز حوالہ بھی صحیح ہی خواہ کفالت کے وقت اجرت اسطرح واجب ہوگئی ہو کہ مستاجر نے منفعت اجارہ تمام حاصل کر لی ہو یا شرط تعجیل ہو خواہ واجب نہوئی ہو اور تعجیل یا تاجیل مین یعنے فی الحال ادا کرنے یا میعاد پر اجرت ادا کرنے کا حکم کفیل پر ویسا ہی ہوگا جیسا اصیل پر ہی بشرطیکہ کفالت مین جس طرح اصیل پر ہی اُسکے خلاف شرط نہ ٹھہری ہو۔ اور اگر کفیل نے اجرت فی الحال ادا کر دی تو اپنے اصیل سے فی الحال نہین لے سکتا ہی تاوقتیکہ میعاد مقررہ نہ آجاوے یہ محیط مین ہی۔ اور کفیل کو یہ اختیار نہین ہی کہ جبتک خود اجرت ادا نہین کی ہی تب تک اصیل سے یعنے مستاجر سے اجرت کا مواخذہ کرے یعنے جبتک خود ادا نہ کرے تب تک مستاجر سے مواخذہ نہین کر سکتا ہی ولیکن اگر موجر نے کفیل کے ساتھ دستک دی اور اُسکے پیچھے پڑ گیا تو کفیل کو اختیار ہی کہ اسیطرح اپنے مکفول عنہ کا دامنگیر ہو یہان تک کہ مکفول عنہ اُسکا پیچھا چھوڑا دے یا اسکی طرف سے ادا کرے یہ مبسوط مین ہی اور اگر مقدار اجرت مین موجر و کفیل و مستاجر نے اختلاف کیا مثلاً کفیل نے کہا کہ ایک درم ہی اور موجر نے کہا کہ دو درم ہین اور مستاجر نے کہا کہ نصف درم ہی تو مستاجر کا قول قبول ہوگا کیونکہ وہ زیادتی سے منکر ہی ولیکن کفیل سے ایک درم کا مواخذہ کیا جائیگا اور کفیل اپنے اصیل مستاجر سے فقط نصف درم واپس لے سکتا ہی۔ اور اگر سبھون نے اپنے اپنے عادل گواہ قایم کیے تو موجر کے گواہ مقبول ہونگے یہ محیط مین ہی۔ اور اگر طالب نے گواہ عادل پیش کیے تو اسکو اختیار رہی کہ پھر کفیل یا مستاجر جس سے چاہے مواخذہ کرے یہ وجیز کردری مین ہی۔ اور اگر اجرت مین کوئی معین چیز مثلاً کوئی معین کپڑا قرار پایا اور اُسکی کسی شخص نے کفالت کی تو جائز ہی۔ اور اگر وہ کپڑا مستاجر کے پاس تلف ہوگیا تو کفیل بری ہوگیا اور مستاجر پر اجر المثل دینے کا حکم کیا جائیگا یہ محیط مین ہی۔ اگر کسی خیاط کو کپڑا سینے کے واسطے مقرر کیا اور شرط کر لی کہ خود ہی سیے اور کسی شخص نے اسکی کفالت کی پس اگر نفس خیاط کے سپرد کرنے کی کفالت کی تو صحیح ہی اور اگر اُسی کی سلائی کی کفالت کی تو صحیح نہین ہی اور اگر مستاجر نے درزی پر اُسی کے سینے کی شرط نہ لگائی اور کسی شخص نے سلائی کی کفالت کی تو صحیح ہی۔ پھر واضح ہو کہ خیاطت کے مسئلہ مین جبکہ سلائی کی کفالت صحیح نہو اور کفیل نے خود سی کر مستاجر کے سپرد کیا تو اُس سے اپنے کام کا اجر المثل لے لیگا اور جس صورت مین سلائی کی کفالت صحیح ہو اور کفیل نے خود سی کر مستاجر کو دیا تو مکفول عنہ یعنی درزی سے اپنے کام کا اجر المثل جاہے جسقدر ہووے لیگا بشرطیکہ یہ کفالت درزی کی اجازت سے ہو یہ محیط مین ہی۔ اگر کسی شخص سے کچھ اونٹ غیر معین کسی شہر معلوم تک کچھ بار معلوم لادنے کے واسطے کرایہ لیے اور ایک شخص نے مستاجر سے باربرداری کی کفالت کر لی تو کفالت صحیح ہی اور اگر اونٹ معین اسطور سے کرایہ لیے اور کسی شخص نے باربرداری کی کفالت کر لی تو صحیح نہین ہی یہ مبسوط مین ہی۔ امام ابو حنیفہ رح نے

فرمایا کہ اگر مستاجر نے کرایہ پیشگی ادا کر دیا اور ایک شخص نے کفالت کر لی کہ اگر اجارہ ٹوٹ جائیگا تو مین تیرے کرایہ کا کفیل ہون تو کفالت جائز ہی یہ محیط مین ہی

پچیسوان باب دونون گواہون مین اور موجر ومستاجر مین اختلاف واقع ہونے کے بیان مین - اور اسمین دو فصلین مین

فصل اول بدل یا مبدل مین موجر ومستاجر کے درمیان یا دونون گواہون کے درمیان اختلاف واقع ہونے کے بیان مین - اگر دونون نے مدت اجارہ گذرنے کے بعد جو چیز اجارہ لی تھی مدت اجارہ کے اندر سپرد کرنے مین اختلاف کیا تو قسم سے مستاجر کا قول قبول ہوگا اور اگر دونون نے گواہ عادل پیش کیے تو موجر کے گواہ مقبول ہونگے اور اگر دونون نے اس امر پر اتفاق کیا کہ یہ چیز موجر نے اول مدت یا اول مسافت مین سپرد کر دی تھی ولیکن عذر عارض ہو جانے مین اختلاف کیا مثلاً مستاجر نے کہا کہ مرض یا غصب یا غلام کا بھاگ جانا وغیرہ ایسا کوئی عذر پیدا ہو گیا کہ جس سے مین انتفاع حاصل نہین کر سکا اور موجر نے اُس سے انکار کیا پس اگر خصومت کے وقت یہ سبب موجود ہو تو قطعی قسم کے ساتھ مستاجر کا قول قبول ہوگا اور اگر اُسوقت یہ سبب موجود نہو تو موجر کا قول قبول ہوگا مگر ساتھ ہی موجر سے اُسکے علم پر قسم لیجاویگی - اور اگر کوئی عذر پیدا ہو جانے مین دونون نے اتفاق کیا مگر اسمین اختلاف کیا کہ کتنے دنون تک یہ عذر مانع قایم رہا ہی تو مستاجر کا قول قبول ہوگا یہ محیط مین ہی - اور اگر قبضہ سے پہلے مقدار اجرت مین اختلاف کیا یا مدت اجارہ مین اختلاف کیا تو دونون سے قسم لیکر اجارہ فسخ کر دیا جائیگا یہ تہذیب مین ہی - اور اگر مدت اجارہ گذرنے مین اختلاف کیا تو مستاجر کا قول قبول ہوگا یہ قنیہ مین ہی - اجارہ کے دونون گواہون نے اجارہ کی اجرت مسمی مین اختلاف کیا اور مدعی خواہ موجر ہی یا مستاجر ہی اور ایک گواہ نے موافق مدعی کے گواہی دی اور دوسرے نے اجرت اُس سے کم یا زیادہ ہونے کی گواہی دی تو گواہی قبول نہو گی - اور ہمارے بعض اصحاب نے فرمایا کہ یہ حکم منفعت کامل حاصل کرنے سے پہلے ہی کیونکہ اس صورت مین عقد اجارہ کے حکم دینے کی ضرورت ہی اور جب دونون نے گواہی بدل مین اختلاف کیا تو قاضی ایسے حکم کا قابو نہ پاویگا - اور اگر منفعت کامل حاصل کرنے کے بعد ایسا واقعہ ہو تو اُسوقت مال کا حکم کرنے کی ضرورت ہی پس اسمین اختلاف ہونا چاہیے کہ امام ابو یوسف وامام محمد رح کے نزدیک گواہی مین کمتر مال کی ڈگری کیجاویگی جیسا کہ قرضہ کے دعوی مین ہوتا ہی کہ اگر مدعی نے چھ درم کا دعوی کیا اور ایک گواہ نے اُسکے موافق گواہی دی اور دوسرے نے پانچ درم کی گواہی دی تو پانچ درم کی ڈگری ہوگی قال الشیخ رضی اللہ عنہ میرے نزدیک صحیح یہ ہی کہ یہان بالاجماع گواہی مقبول نہوگی کیونکہ عقد معاوضہ مین اجرت بدل ہوتی ہی جیسے بیع مین ثمن ہوتا ہی تو ضرور ہی کہ دونون گواہون مین سے ایک کی تکذیب کی ہو پس انکی گواہی قبول نہوگی - اور اگر دونون کے پاس گواہ نہون اور اجارہ واقع ہونے پر دونون نے اتفاق کیا اور استیفاے منفعت سے پہلے اجرت مین اختلاف کیا تو باہم قسم کھا کر اجارہ فسخ کر دین اسی طرح اگر چوپایہ سواری کے لیے کرایہ لیا اور مستاجر نے کہا کہ کوفہ سے بغداد تک پانچ درم مین ٹھہرا ہی اور چوپایہ کے مالک نے کہا کہ کوفہ سے صراط تک جو بغداد وکوفہ کے بیچ مین ہی دس درم کو ٹھہرا ہی تو بھی دونون سے قسم لیجاویگی اور بعد قسم کھانے کے اگر دونون مین سے کسی نے اپنے گواہ قایم کیے تو اُسکے گواہ مقبول ہونگے اور اگر دونون نے گواہ قایم کیے تو چوپایہ کے مالک کے گواہ کرایہ کی زیادتی پر قبول ہونگے اور مستاجر کے گواہ زیادتی

زیادتی مسافت پر قبول ہونگے اور یہ امام اعظم رح کا قول ہی اور پہلے امام اعظم رح فرماتے تھے کہ بغداد تک ساڑھے بارہ درم پر ڈگری ہوگی اور اگر دونون نے جگہ و مقام مین اتفاق کیا مگر جنس اجرت مین اختلاف کیا تو چوپایہ کے مالک کے گواہ مقبول ہونگے اور اگر اسکو بغداد تک سوار ہوکر لے گیا اور کہا کہ تونے مجھے یہ چوپایہ عاریت دیا ہی اور اسکے مالک نے کہا کہ مین نے تجھے ڈیڑھ درم مین کرایہ دیا ہی تو مستاجر کا قول قبول ہوگا اور اسپر ضمان یا اجرت واجب نہوگی۔ اور اگر موجر نے گواہ قایم کیے پس ایک گواہ نے ایک درم کرایہ کی گواہی دی اور دوسرے نے ڈیڑھ درم کی گواہی دی تو ایک درم کی ڈگری کیجاویگی یہ مبسوط مین ہی۔ رنگریز نے انکار کیا اور کہا کہ مجھے اس شخص نے کوئی کپڑا نہین دیا ہی پھر دو گواہ قائم ہوے ایک نے گواہی دی کہ اُسنے سُرخ رنگنے کیواسطے دیا ہی اور دوسرے نے گواہی دی کہ اُسنے زرد رنگنے کیواسطے دیا ہی تو گواہی مقبول نہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی اگر زید نے عمرو پر دعوی کیا کہ اِسنے مجھے معین دو ٹٹو بغداد تک دس درم مین کرایہ دیے ہین اور اس دعوی پر گواہ قائم کیے اور عمرو نے گواہ دیے کہ عمرو نے ان دونون ٹٹوؤن مین سے ایک ٹٹو معین دس درم مین بغداد تک کے واسطے کرایہ دیا ہی تو امام اعظم رح پہلے فرماتے تھے کہ دونون ٹٹوؤن کے پندرہ درم پر بغداد تک اجارہ دینے کا حکم دیا جائیگا بشرطیکہ دونون کا اجر المثل یکسان ہو پھر اس قول سے رجوع کیا اور کہا کہ دونون ٹٹوؤن کے دس درم پر بغداد تک اجارہ دینے کی ڈگری کیجادیگی اور یہی امام ابو یوسف و امام محمد رح کا قول ہی۔ اور یہ جو مذکور ہوا اسوقت ہی کہ دونون نے جنس اجرت مین اتفاق کیا ہو اور اگر اختلاف کیا مثلاً ٹٹو کے مالک نے کہا کہ مین نے ان دونوںمین سے ایک ٹٹو ایک دینار مین بغداد تک تجھے کرایہ پر دیا ہی اور اُسپر گواہ قایم کیے اور مستاجر نے کہا کہ تونے دونون ٹٹو دس درم مین بغداد تک کیواسطے اجارہ دئے ہین تو یون ڈگری کیجاویگی کہ اُسنے دونون ٹٹو ایک دینار اور پانچ درم مین بغداد تک اجارہ دیے بشرطیکہ دونو نکا اجر المثل یکسان ہو یہ محیط مین ہی۔ ایک شخص نے دو ٹٹو کرایہ کیے یعنی ایک ٹٹو معین مقام حیرہ تک اور دوسرا معین مقام قادسیہ تک کرایہ لیا پھر دونون کو قادسیہ کیطرف آگے بڑھا لیگیا یعنی حیرہ سے آگے بڑھ گیا پھر ایک ٹٹو مر گیا اور موجر و مستاجر نے اختلاف کیا اور موجر نے کہا کہ جو ٹٹو مر گیا ہی اُسکو فقط حیرہ تک کے واسطے تونے کرایہ لیا تھا پھر جب تو آگے لیگیا تو تونے مخالفت کی اور تو ضامن ہوا اور مستاجر نے کہا کہ جو ٹٹو مر گیا ہی اسکو مین نے قادسیہ تک کیواسطے اجارہ لیا تو موجر کا قول قبول ہوگا اور مستاجر اُسکی قیمت کی ضمان ادا کرے یہ غیاثیہ مین ہی۔ اور اگر مستاجر نے اجارہ کا دعوی کیا یعنے اُسنے مجھے اجارہ دیا ہی اور ٹٹو کے مالک نے انکار کیا پھر ایک گواہ نے یون گواہی دی کہ مستاجر نے بغداد تک خود سوار ہوجانے کیواسطے دس درم مین کرایہ لیا ہی اور دوسرے گواہ نے یہ گواہی دی کہ اُسنے بغداد تک وہ سوار ہونے اور یہ اسباب لادنے کے واسطے لیا ہی اور مستاجر بھی اسی امر کا مدعی ہی جو دوسرے گواہ نے گواہی دی ہی تو گواہی جائز نہین ہی اسی طرح اگر دونون گواہون نے بوجھ مین اختلاف کیا ایک نے ایک قسم کا بوجھ بتلایا ہی اور دوسرے نے دوسری قسم کے بوجھ کی گواہی دی تو بھی گواہی قبول نہوگی یہ مبسوط مین ہی۔ ایک شخص کشتی پر ترمذ سے آمل تک سوار ہوا پھر مالک کشتی نے کہا کہ مین نے تجھے آمل تک پانچ درم کرایہ پر سوار کیا ہی اور سوار نے ملاح سے کہا کہ تونے مجھے دس درم پر اسواسطے اجیر مقرر کیا تھا کہ مین آمل تک سکان کشتی کو تھام کر کھیتا چلونگا تو دونون مین سے ہر ایک سے دوسرے کے دعوی پر قسم لیجاویگی اور دونون مین سے کسی کو اولویت نہین ہی کہ اُسکے واسطے پہلے قسم لیجاوے پس قاضی کو اختیار ہوگا کہ دونون مین سے جس سے چاہے قسم لینا شروع کرے اور اگر دونون کے نام قرعہ ڈالے تو بہتر ہی پس اگر دونون نے قسم کھالی تو کسی کا دوسرے پر

کچھ کرایہ واجب نہوگا اور اگر دونون نے گواہ قایم کیے تو سوار ہونیوالے کے گواہ قبول ہونگے اور اُسکے نام مالک کشتی پر دس درم اجرت کی ڈگری کردیجاویگی اور کشتی والے کے نام سوار پر کچھ ڈگری نہ ہوگی کیونکہ جب دونون نے گواہ قایم کیے تو ایسا قرار دیا جائیگا کہ گویا دونون امر واقع ہوے پھر کشتی والے نے جو سوار ہونیوالے کے ساتھ سوار کرنیکا اجارہ کیا ہے وہ باطل ہو جائیگا کیونکہ ملاح کے واسطے تو خود ہی بلاکرایہ سوار ہونا ضرور ہے۔ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ مین نے تجھے ترمذ سے بلخ تک دس درم کرایہ پر اپنے خچر پر سوار کیا ہے اور مدعا علیہ نے کہا کہ نہین بلکہ تو نے مجھے اسواسطے مزدور مقرر کیا کہ مین بلخ مین فلان شخص کو بحفاظت پہونچا دون اور پانچ درم اجرت ٹھہرائے ہین تو بھی ہر ایک سے دوسرے کے دعوی پر قسم لیجائیگی پس اگر دونون نے قسم کھالی تو کسی پر کچھ واجب نہوگا اور اگر دونون نے گواہ قایم کیے تو خچر کے مالک کے گواہ مقبول ہونگے کیونکہ مستاجر پر خچر کی حفاظت واجب ہے پس اجارہ حفاظت کیواسطے باطل ہوگیا یہ ظہیریہ مین ہے۔ مستاجر نے کہا کہ مین نے قادسیہ تک کے واسطے ایک درم مین کرایہ لیا اور موجر نے کسی اور موضع کا نام لیا حالانکہ مستاجر اُسپر قادسیہ تک سوار ہوا ہے تو اسصورت مین مستاجر پر کچھ کرایہ واجب نہوگا کیونکہ اُسنے عقد اجارہ کی مخالفت کی ہے یہ سراجیہ مین ہے۔ اور اگر موجر نے کہا کہ مین نے تجھے اس موضع تک اپنا ٹٹو کرایہ پر دیا ہے اور سوار نے کہا کہ نہین بلکہ تو نے مجھے عاریت دیا ہے اور اس موضع سے آگے بڑھا لیگیا اور ٹٹو مر گیا تو ضامن ہوگا یہ ذخیرہ مین ہے۔ اگر کوئی شخص کسی شخص کا ٹٹو حیرہ تک سوار ہوکر لیگیا اور ٹٹو کے مالک نے کہا کہ مین نے جبانہ تک تجھے ایک درم مین کرایہ دیا تھا اور تو مجھکو آگے لیگیا اور جو شخص سوار ہوکر لے گیا ہے اُسنے کہا کہ تو نے مجھے عاریت دیا تھا اور اسپر قسم کھالی تو کرایہ سے بری ہو جائیگا پھر اگر ٹٹو کے مالک نے گواہ قایم کیے کہ مین نے اسکو حیرہ تک ایک درم مین کرایہ پر دیا تھا تو قبول نہ کیے جاوینگے اور اگر ٹٹو کے مالک نے دعوی کیا کہ مین نے اسکو ساحین تک ڈیڑھ درم مین کرایہ پر دیا ہے اور ایک گواہ نے اُسکے حق مین یون ہی گواہی دی اور دوسرے نے گواہی دی کہ اسنے ساحین تک ایک درم مین کرایہ پر دیا ہے تو مستاجر پر ایک درم کی ڈگری کردی جاویگی بشرطیکہ مستاجر سوار ہوا ہو یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر ٹٹو کے مالک نے دو گواہ قائم کیے اور انمین سے ایک گواہ نے اُسکے حق مین ڈیڑھ درم کی گواہی دی تو مستاجر پر ایک درم کی ڈگری ہوگی۔ اور اگر موجر نے دو درم پر اجارہ دینے کا دعوی کیا پھر ایک گواہ نے ایک درم پر اجارہ دینے کی اور دو گواہون نے دو درم پر اجارہ دینے کی گواہی دی تو امام اعظم رح کے نزدیک مقبول نہونگے یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ ایک شخص نے ایک سال کے واسطے ایک مکان کرایہ لیا ہے پھر مستاجر نے دعوی کیا کہ مین نے گیارہ مہینے تک ایک درم مین کرایہ لیا اور ایک مہینہ تک نو درم مین یعنے بارہ مہینہ تک اس تفصیل سے کرایہ پر لیا ہے اور موجر نے دعوی کیا کہ مین نے ایکسال تک دس درم مین کرایہ پر دیا ہے اور ہر ایک نے اپنے دعوے پر گواہ قایم کیے تو امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ موجر کے گواہون پر ڈگری کیجائیگی۔ اور اگر ان وجوہ مین مدت اجارہ گذر جانے یا جس مقام تک کے واسطے ٹٹو وغیرہ کرایہ لیا ہے وہان پہونچ جانے کے بعد اختلاف کیا تو قسم سے مستاجر کا قول قبول ہوگا اور دونون سے ہر ایک کے دعوے پر قسم نہ لیجاویگی یہ بالاجماع سب کے نزدیک ہے۔ اور اگر تھوڑی مدت گذرنے پر یا تھوڑی مسافت طے کرنے کے بعد دونون نے اجرت مین اختلاف کیا تو ہر ایک سے دوسرے کے دعوی پر قسم لیجاویگی اور جس وقت دونون نے قسم کھالی اُسوقت باقی مدت کا اجارہ فسخ کردیا جائیگا اور گذشتہ مدت یا مسافت کے حصہ اجرت مین مستاجر کا

بعد

قول قبول ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور بھی امام ابو یوسف رح سے روایت ہی کہ ایک مستاجر نے گواہ قایم کیے کہ مین نے یہ مکان اس شخص سے دو مہینہ کے واسطے دس درم پر کرایہ لیا ہی اور مالک مکان نے گواہ دیے کہ مین نے اُسکو ایک مہینہ کے واسطے دس درم پر اجارہ دیا ہی تو مین کرایہ کی بابت مالک مکان کے گواہ قبول کرونگا اور مکان کو ایک مہینہ کے واسطے دس درم پر قرار دونگا اور دوسرے مہینے مین مستاجر پر پانچ درم کرایہ قرار دونگا یہ محیط مین ہی۔ اور جامع الفتاوی مین لکھا ہے کہ اگر موجر نے کہا کہ مین نے اس مہینہ تک تجھے یہ مکان دس درم پر کرایہ دیا ہی اور مستاجر نے کہا کہ مین نے اس مہینہ اور دوسرے مہینہ تک پانچ درم مین کرایہ لیا ہی تو پہلے مہینہ مین دس درم واجب ہونگے اور دوسرے مہینہ مین ڈھائی درم واجب ہونگے یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ ایک شخص نے گواہ قایم کیے کہ مین نے اپنا یہ بیت نو درم پر تین مہینہ کے واسطے بحساب تین درم ماہواری کے کرایہ پر دیا ہی اور مستاجر نے گواہ دیے کہ مستاجر نے چھ مہینے کے واسطے بحساب ایک درم ماہواری کے کرایہ پر لیا ہی تو مستاجر پر تین مہینے کے واسطے نو درم واجب ہونگے اور پھر تین مہینہ تک تین درم واجب ہونگے یہ محیط سرخسی مین ہی ہشام رح کہتے ہین کہ مین نے امام ابو یوسف سے دریافت کیا کہ ایک شخص کے قبضہ مین ایک مکان ہی کہ اُسمین وہ شخص ایک مہینہ تک رہا ہی پھر دو شخصون مین سے ہر ایک نے یہ گواہ قایم کیے کہ یہ میرا مکان ہی مین نے اس قابض کو دس درم پر اسی مہینے کے واسطے کرایہ دیا ہی اور قابض ان دونون کے دعوی سے منکر ہی تو امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ وہ مکان دونون مدعیون مین نصفا نصف تقسیم ہوگا اور استحسانا ہر ایک کو پانچ پانچ درم ملینگے اور قیاس کی دلیل سے ہر ایک کو دس درم ملنے چاہیے ہین یہ محیط مین ہی۔ نوادر ہشام مین امام ابو یوسف سے روایت ہی کہ ایک شخص نے درزی کو ایک کپڑا دیا پھر مالک نے کہا کہ مین نے تجھے ایک درم اجرت پر کپڑا دیا ہی اور درزی نے کہا کہ تو نے کچھ اجرت بیان نہین کی ہی تو کپڑے کے مالک کا قول قبول ہوگا اور اگر کپڑے کے مالک نے کہا کہ مین نے کچھ اجرت نہین ٹھہرائی تھی اور تو نے بطور اجرت پر سینے کے کپڑا لے لیا تھا اور درزی نے کہا کہ تو نے اجرت ٹھہرائی تھی تو کپڑے کے مالک سے قسم لیجاویگی اور اسکو اجر المثل ملیگا یہ ذخیرہ مین ہے۔ کتاب الاصل مین مذکور ہی کہ ایک شخص نے رنگریز کو سُرخ رنگنے کے واسطے کپڑا دیا اُسنے عصفر سے جس طرح مستاجر نے بیان کر دیا تھا سرخ رنگ دیا پھر دونون نے اجرت مین اختلاف کیا رنگریز نے کہا کہ مین نے ایک درم پر کام کیا ہے اور کپڑے کے مالک نے کہا کہ دو دانگ پر کام کیا ہی۔ پس اگر دونون نے گواہ قایم کیے تو رنگریز کے گواہ مقبول ہونگے۔ اور اگر دونون نے گواہ قایم نہ کیے تو مین دیکھونگا کہ عصفر سے کپڑے کی قیمت مین کسقدر زیادتی ہوگی پس اگر ایک درم یا زیادہ کی ہوگئی ہی تو پہلے رنگریز سے قسم لیجاوے واللہ مین نے دو دانگ مین نہین رنگا ہی پھر اسکو ایک درم دلا دونگا اور اُس سے زیادہ نہ کیا جائیگا۔ اور اگر عصفر سے صرف دو دانگ یا اُس سے کم زیادتی ہوئی ہی تو رنگریز کو دو دانگ دلا دونگا مگر پہلے کپڑے کے مالک سے قسم لونگا کہ واللہ مین نے فقط دو دانگ پر اُس سے رنگایا ہی اور دو دانگ سے کمی نہ کیجائیگی۔ اور اگر عصفر سے نصف درم کی زیادتی ہوگئی تو امام محمد رح نے فرمایا کہ پہلے رنگریز سے قسم لیکر کہ واللہ مین نے دو دانگ پر نہین رنگا ہی پھر اُسکو نصف درم دلا دونگا اور جو رنگ ایسا ہو کہ اُس کی کچھ قیمت ہوتی ہی اُس مین بھی یہی حکم ہی یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر سیاہ رنگنے کے واسطے دیا ہو تو قسم سے کپڑے کے مالک کا قول قبول ہوگا۔ اور اگر کپڑے کے مالک نے کہا کہ تو نے مجھے بلا اجرت رنگ دیا ہی تو اُسی کا قول

قبول ہوگا اسی طرح جو کپڑا ایسے رنگ سے رنگا جاوے کہ جس سے قیمت گھٹ جاتی ہو اُسمین بھی حکم ہو اور جو رنگ ایسے ہین کہ قیمت بڑھ جاتے ہین اُنمین اگر مالک نے کہا کہ تو نے بلا اجرت رنگ دیا ہو اور رنگریز نے کہا کہ ایک درم کے عوض رنگا ہو تو ہر ایک سے دوسرے کے دعوی پر قسم لیجاویگی - اور یہ باہمی قسم اسوجہ سے نہین ہو کہ دونون نے عقد اجارہ کے بدل مین یعنی اجرت مین اختلاف کیا ہو بلکہ دونون پر قسم یون آئی کہ رنگریز نے مالک پر اپنے ایک درم کا دعوی کیا اور مالک منکر ہو اسواسطے مالک پر قسم عائد ہوئی اور مالک دعوی کرتا ہو کہ رنگریز نے رنگ مجھے ہبہ کیا اور چونکہ اُسکی ملک کپڑے سے یہ ہبہ متصل ہوگیا اسواسطے ہبہ مین ملکیت پوری ہوگئی اور رنگریز نے اُس سے انکار کیا اسواسطے اُسپر بھی قسم عائد ہوئی پس دونون پر قسم عاید ہوئی - پھر کپڑے کا مالک رنگ کے عوض اسقدر ڈانڈ دیگا جسقدر اُسکے کپڑے مین بوجہ رنگ کے قیمت زیادہ ہوگئی ہو مگر ایک درم سے زیادہ نہ کیا جائیگا یہ مبسوط مین ہے - اور اگر دونون نے اصل اجرت مین اختلاف کیا اور مالک نے کہا کہ اے کندی کرنے والے تو نے مجھے بلا اجرت یہ کپڑا کندی کر دیا ہو اور کندی کرنیوالے نے کہا کہ نہین بلکہ اجرت پر مین نے کام کیا ہو پس اگر دونون نے کام سے فارغ ہونے سے پہلے ایسا اختلاف کیا تو دونون سے باہم قسم لیجائیگی اور پہلے مستاجر سے شروع کیا جائیگا اور اگر کام سے فارغ ہونے کے بعد ایسا اختلاف کیا تو کپڑے کے مالک کا قول قبول ہوگا - اور اگر دونون نے اتفاق کیا کہ مالک نے کندی گر کو یون ہی دیدیا کچھ اجرت بیان نہین کی تو اُسکا حکم کتاب مین مذکور نہین ہو اور فقیہ ابو اللیث نے عیون المسائل مین لکھا ہے کہ اسمین تین قول ہین اور تینون قول بیان کر دیے اور امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر کندی گر نے اسی کام کیواسطے کوئی دوکان کرایہ لی ہو تو اجرت واجب ہوگی ورنہ نہین اور اسی قول پر فتوی ہو یہ محیط سرخسی مین ہو - اور اگر کندی گر اور مالک ثوب نے مقدار اجرت مین اختلاف کیا پس اگر اُسنے کام شروع نکیا ہو تو دونون سے باہم قسم لیجاویگی اور عقد اجارہ رد کر دینگے اور اگر کام سے فارغ ہوگیا ہو تو کپڑے کے مالک کا قول قبول ہوگا - اور اگر کچھ کام کیا ہو تو جسقدر کام کیا اُسمین قسم سے کپڑے کے مالک کا قول قبول ہوگا اور باقی مین بعض کو کل پر قیاس کر کے یہ حکم دیا جائیگا کہ باہم قسم کھاوین یہ مبسوط مین ہو اور اگر اجرت کی جنس مین کہ درم ہین یا دینار ہین یا صفت مین کہ جید ہین یا ردی ہین اختلاف کیا پس اگر کام شروع کرنے سے پہلے اختلاف کیا تو باہم قسم لیجاویگی اور اگر اجرت مال عین ہو پس اگر اسکی جنس یا مقدار مین اختلاف کیا تو دونون سے باہم قسم لیجاویگی اور اگر اسکی صفت مین اختلاف کیا تو باہم قسم نہ لیجاویگی بلکہ مستاجر کا قول قبول ہوگا بخلاف اسکے اگر اجرت مال دین ہو تو یہ حکم نہین ہو - اور اگر دونون نے مقدار منزل مین اختلاف کیا اور یہ اختلاف منفعت حاصل کرنے سے پہلے واقع ہوا تو مثل مال عین کی بیع کے اسمین بھی دونون سے قسم لیجاویگی پھر بعد اسکے اگر اجرت مین اختلاف ہو تو پہلے مستاجر سے قسم لینی شروع کیجائیگی اور اگر منفعت مین اختلاف ہو تو پہلے موجر سے قسم لینی شروع کیجائیگی اور دونون مین سے جو شخص قسم سے نکول کریگا اُسی پر دوسرے کا دعوی ثابت ولازم ہو جائیگا اور اگر دونون نے گواہ قایم کیے پس اگر اجرت مین اختلاف ہو تو موجر کے گواہ قبول ہونگے اور اگر منفعت مین اختلاف ہو تو مستاجر کے گواہ قبول ہونگے - اور اگر موجر نے اجرت مستحقہ مین زیادتی کا دعوی کیا اور مستاجر نے منفعت مستحقہ مین زیادتی کا دعوی کیا تو باہم قسم لینے مین وہی صورت ہو جو ہمنے بیان کر دی ہو اور اگر دونون نے گواہ قایم کیے تو ہر ایک کے گواہ اُسکے دعوے پر مقبول ہونگے مثلاً اگر موجر نے دس درم ماہواری کا دعوی کیا اور مستاجر نے دو مہینہ تک پانچ درم مین اجارہ لینے کا دعوی کیا تو دو مہینہ مین دس درم کرایہ کی ڈگری کیجائیگی

اور اگر دونون مین سے کسی کے پاس گواہ نہون اور مستاجر کچھ منفعت حاصل کر چکا ہو تو مدت گذشتہ مین منفعت حاصل شدہ کی اجرت کی بابت مستاجر کا قول قسم کے ساتھ قبول ہوگا اور باقی کی بابت دونون سے قسم لیکر عقد فسخ کر دیا جاے گا اور اگر نوع اجرت مین اس طرح اختلاف کیا کہ ایک نے درم کا اور دوسرے نے دینار کا دعوی کیا تو باہمی قسم اور نکول اور کسی ایک شخص کے گواہ قایم کرنے مین وہی حکم ہے جو ہمنے بیان کر دیا۔ اور اگر دونون نے گواہ قایم کیے تو موجر کے گواہ قبول ہونگے اور اگر باوجود اُسکے مدت یا مسافت مین بھی اختلاف کیا مثلاً موجر نے کہا کہ مین نے تجھے قصر نعمان تک ایک دینار مین کرایہ دیا ہے اور مستاجر نے کہا کہ نہین بلکہ کوفہ تک دس درم مین اجارہ لیا ہے اور دونون نے گواہ قایم کیے تو کوفہ تک ایک دینار اور پانچ درم مین کرایہ ہونے کا حکم دیا جائیگا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر دونون نے دو جنس مین اختلاف کیا اور موجر نے کہا کہ مین نے تجھے یہ ٹو قصر نعمان تک ایک دینار مین کرایہ دیا ہے اور مستاجر نے کہا کہ نہین بلکہ کوفہ تک دس درم مین دیا ہے تو دونون سے باہم قسم لیجاویگی اور دونون مین سے جسنے نکول کیا اسی پر دوسرے کا دعوے ثابت و لازم ہوگا اور جسنے گواہ قایم کیے اُسکے گواہ قبول ہونگے اور اگر دونون نے گواہ قایم کیے تو کوفہ تک ایک دینار و پانچ درم مین اجارہ ہونے کا حکم دیا جائے گا بشرطیکہ قصر نعمان ٹھیک بیچ مین کوفہ و بغداد کے واقع ہو پس قصر نعمان تک بعوض ایک دینار کے موجر کے گواہون پر اور قصر نعمان سے کوفہ تک پانچ درم مین مستاجر کے گواہون پر حکم دیا جائیگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔ اور اگر دونون نے اجرت و مدت دونون مین یا اجرت و مسافت دونون مین اختلاف کیا اور موجر نے کہا کہ مین نے قصر نعمان تک دس درم مین دیا ہے اور مستاجر نے کہا کہ نہین بلکہ کوفہ تک پانچ درم مین دیا ہے تو دونون سے باہم قسم لیجائیگی اور جب دونون نے قسم کھالی تو عقد فسخ کر دیا جائیگا اور اگر دونون مین سے کسی نے گواہ قایم کیے تو مقبول ہونگے اور اگر دونون نے گواہ قائم کیے تو دونون فریق گواہون پر ڈگری ہوگی پس اجرت کی زیادتی مین موجر کے گواہون پر اور مدت یا مسافت کی زیادتی مین مستاجر کے گواہون پر حکم ہوگا اور دونون مین سے جسنے پیشتر دعوی کیا اسی کیواسطے دوسرے سے پہلے قسم لینی شروع کیجاویگی یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ امام ابو یوسف نے فرمایا کہ ایک شخص نے جوتی ٹانکنے والے کو ٹانکنے کیواسطے جوتی دی اُسنے کہا کہ تو نے مجھے دو درم پر ٹانکنے کیواسطے دی ہے اور مستاجر نے کہا کہ ایک درم پر دی ہے تو دیکھا جائیگا کہ اگر موچی بدون ضرر پہونچانے کے اُسکا پیوند جدا کر سکتا ہے تو اُسی کا قول قبول ہوگا اور اپنا پیوند جدا کرے۔ اور اگر بدون ضرر کے نہین جدا کر سکتا ہے تو جسقدر اُسنے زیادتی کر دی ہے اُسکی اجرت دیجائیگی یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر کپڑے کے مالک و درزی نے باہم اختلاف کیا کپڑے کے مالک نے کہا کہ مین نے تجھے قبا سینے کا حکم دیا تھا مگر تو نے قمیص قطع کر کے سی دی ہے۔ اور درزی نے کہا کہ نہین بلکہ تو نے قمیص سینے کا حکم کیا تھا تو قسم سے کپڑے کے مالک کا قول قبول ہوگا اور اسکو اختیار ہوگا کہ چاہے قمیص لیکر درزی کو اجر مثل دیدے یا درزی سے اپنے ثابت کپڑے کی قیمت لے لے یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور شیخ علاء الدین اسبیجابی نے شرح کافی مین فرمایا کہ اگر اس صورت مین دونون نے گواہ قائم کیے تو درزی کے گواہ قبول ہونگے یہ غایۃ البیان مین ہے۔ اگر رنگریز اور کپڑے کے مالک نے اختلاف کیا مالک نے کہا کہ مین نے عصفر سے رنگنے کا حکم دیا ہے اور رنگریز نے کہا کہ نہین بلکہ زعفران سے رنگنے کا حکم کیا ہے تو بالاجماع کپڑے کے مالک کا قول قبول ہوگا یہ بدائع مین ہے۔ ایک شخص نے ایک قفیز عصفر سے رنگنے کیواسطے کپڑا دیدیا پھر رنگریز نے کہا کہ مین نے ایک قفیز سے رنگ دیا ہے اور مالک نے

کہا کہ چوتھائی قفیز سے رنگا ہی تو دوسرے رنگریزون کو دکھایا جائیگا اگر اُنھون نے کہا کہ ایسا رنگ چوتھائی قفیز سے ہوسکتا ہی تو کپڑے کے مالک کا قول قبول ہوگا اور رنگریز کے گواہ قبول ہونگے یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اجارات کتاب الاصل مین لکھا ہی کہ ایک شخص نے حجام کو اپنا دانت اُکھاڑنے کا حکم دیا اُسنے اکھاڑ دیا پھر دونون نے اختلاف کیا مستاجر نے کہا کہ مین نے اس دانت کے سواے دوسرا دانت اُکھاڑنے کا حکم دیا تھا اور حجام نے کہا کہ اسی دانت کے اُکھاڑنے کا حکم کیا تھا تو مستاجر کا قول قبول ہوگا۔ اور اگر حجام نے وہی دانت اُکھاڑا جسکے اُکھاڑنے کا حکم کیا تھا مگر اُسکے ساتھ متصل دوسرا دانت تھا کہ وہ بھی اُکھڑ آیا تو ضامن نہوگا یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر جراح کو حکم دیا کہ میرے بدن سے کچھ جدا کر دے یا پھوڑا چیر دے پھر دونون نے اختلاف کیا تو قسم سے مستاجر کا قول قبول ہوگا کیونکہ حکم اسی کی طرف سے پایا گیا ہے یہ محیط سرخسی مین ہی۔ قال رضی اللہ عنہ کسی نداف کو ایک کپڑا دیا کہ اُسپر روئی دھنکر جما دے اور حکم دیا کہ اپنی طرف سے جسقدر جی چاہے بڑھا دے پھر نداف نے تیس سیر روئی دھنکر جما کر دیدی پھر کپڑے کے مالک نے کہا کہ مین نے تجھے پندرہ سیر روئی دی تھی اور کہا تھا کہ اپنے پاس سے ڈال دینا اور تو نے فقط پانچ سیر روئی بڑھائی اور نداف نے کہا کہ تو نے مجھے دس سیر دی تھی اور کہا تھا کہ دس سیر اپنے پاس سے ڈال دے اور مین نے دس سیر بڑھا دی تو قول نداف کا قبول ہے اور قبا کے مالک پر واجب ہی کہ دس سیر روئی اُسکو دیدے۔ اور یہی اگر بامور بہ مین اختلاف کیا اور قبا کے مالک نے کہا کہ مین نے تجھے پندرہ سیر روئی دیکر حکم دیا تھا کہ پندرہ سیر اپنے پاس سے بڑھا دے اور نداف نے کہا کہ تو نے مجھے دس سیر دیکر دس سیر بڑھانے کا حکم کیا تھا اُسی کے موافق مین نے بڑھا دی ہی تو قبا کے مالک کو اختیار ہوگا کہ چاہے اُس کی تصدیق کر کے دس سیر روئی دیدے یا اپنے کپڑے کی قیمت اور دس سیر روئی کے مثل روئی لے لے اور وہ کپڑا نداف کا ہو جائے گا یہ محیط مین ہی۔ ایک درزی کو کپڑا دیا کہ اُس کی دوہری روئی دار قبا سی کر لا دے اور اُسکو استر و روئی دیدی اور اُسنے سی کر بھر کر تیار کر دی اور دونون نے کام و اجرت پر اتفاق کیا مگر کپڑے کے مالک نے یہ کہا کہ یہ استر میرا نہین ہے تو قسم سے درزی کا قول قبول ہوگا یعنے قسم کھا دے کہ یہ استر اُسی کا ہی پس اگر اُسنے قسم کھا لی تو وہ استر کپڑے کے مالک کو لازم ہوگا اور اُسکو جائز ہوگا کہ اسکو لیکر پہنے یہ کبری مین ہی۔ اگر کسی دھوبی کو کپڑا دیا کہ اسکو ایک درم مین کندی کر دے پھر دھوبی نے اسکو ایک کپڑا دیا اور کہا کہ یہ تیرا کپڑا ہی اور کپڑے کے مالک نے کہا کہ یہ میرا کپڑا نہین ہی تو امام اعظم رح کے نزدیک دھوبی کا قول قبول ہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہی اور دھوبی کو مزدوری ملیگی یہ خلاصہ مین ہی اسیطرح اگر دھوبی نے دعوی کیا کہ مین نے وہ کپڑا مالک کو واپس کر دیا ہی تو بھی امام اعظم رح کے نزدیک یہی حکم ہے کیونکہ انکے نزدیک دھوبی اسصورت مین امین ہی اور اسی طرح ہر اجیر مشترک انکے نزدیک امین ہوتا ہی اور امام ہی کے قول پر فتوے ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر کپڑے کے مالک نے کہا کہ یہ کپڑا میرا ہی مین نے اُسپر کندی کرنے کا تجھے حکم نہین دیا تھا اور جو کپڑا تجھے کندی کے واسطے دیا ہی وہ اس کے سواے دوسرا کپڑا ہی تو اسصورت مین مالک اس کپڑے کو لے لیگا اور اُسپر کچھ اجرت واجب نہوگی۔ اور اگر درزی کے ساتھ سینے و قطع کرنے کے کام مین ایسا اختلاف واقع ہو تو مالک اُس کپڑے کو نہین لے سکتا ہی مگر درزی اُسکی قیمت کی ضمان دیگا اور یہ کپڑا اُسی کے پاس اُسی کی ملک مین چھوڑنا پڑیگا اور یہ اختیار دھوبی کے مسئلہ مین دھوبی کو حاصل نہین ہوا۔ اور اگر دھوبی سے ایسا اختلاف نہوا بلکہ یون ہوا کہ دھوبی نے اگر کہا کہ مین نے تیرا کپڑا دھو کر کندی کر دیا اور تجھپر اجرت واجب ہوئی اور کپڑے کے مالک نے

کہا کہ تو نے کچھ نہیں کیا بلکہ مین نے تیرے پاس یا تیرے گھر مین یا میرے اس غلام نے تیرے پاس یا تیرے گھر مین اُسپر کندی کی ہو تو کپڑے کے مالک کی تصدیق نہو گی اور دھوبی کا قول قبول ہو گا۔ اسیطرح اس کام کے مشابہ جسقدر کام ہین اگر کام کرنے والے کے پاس وہ چیز موجود ہو اور دونون نے اختلاف کیا تو سب مین یہی حکم ہے۔ اور اگر دونون اُس چیز پر قابض ہون یا مالک اُسپر قابض ہو تو مالک کا قول قبول ہو گا پھر اگر دھوبی نے مالک سے قسم لینے کی درخواست کی تو مین اُس سے اسطرح قسم نہ لونگا کہ واللہ اسکو اس دھوبی نے نہین دھویا ہے مگر یون قسم لونگا کہ واللہ مجھپر اسکے کپڑے کی دھولائی کے اسقدر دام واجب نہین ہین یہ خلاصہ مین ہے۔ اور اگر دھوبی نے اسکو کوئی کپڑا دیا اور کہا کہ یہ کپڑا تیرا ہے اُسنے لے لیا حالانکہ منکر ہے اور زست کی کہ یہ میرے کپڑے کا عوض ہے تو امام محمد رح نے فرمایا کہ اسکو جائز نہین ہے کہ اسکو پہنے یا فروخت کرے ولیکن اگر اُسنے دھوبی سے کہا کہ مین اُسکو اپنے کپڑے کے عوض لیتا ہون اور دھوبی نے کہا کہ ہان اچھا تو جائز ہے یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔ فتاوے سے منقول ہے کہ کپڑون کے مالک نے اپنا ایلچی اپنے چارون کپڑے لینے کے واسطے دھوبی کے پاس بھیجا پھر جب وہ لیکر آیا تو تین ہی کپڑے نکلے اور دھوبی نے کہا کہ مین نے چارون کپڑے اسکو دیدیے ہین اور ایلچی نے کہا کہ مجھے یون ہی دیدیے تھے گن کر نہین دیدیے تھے تو اسصورت مین کپڑون کے مالک سے دریافت کیا جائیگا پس اگر اُسنے دونون مین سے کسی شخص کی تصدیق کی تو وہی خصومت سے بری ہو جائے گا اور جس کی اُسنے تکذیب کی اگر اُسنے قسم کھالی تو بری ہو گیا اور اگر قسم سے انکار کیا تو اسکے ذمہ دعوی لازم ہو گا پس اگر مالک نے دھوبی کی تصدیق کی تو چوتھے کپڑے کی اجرت واجب ہو گی اور اگر اسکی تکذیب کی اور دھوبی نے قسم کھالی تو کپڑے کے مالک پر دھوبی کے لیے اجرت کی قسم عاید ہو گی پس اگر قسم کھالی تو چوتھے کپڑے کے حصۂ اجرت کی خصومت سے بری ہو جائیگا یہ حاوی مین ہے متفرقات فتاوے دیناری مین ہے کہ گازرے را جامہ دیم داد کہ قصارت آن کنی ہم دو روز وے ہمچنین وہی نکرد داشت چندانکہ ہلاک شد یعنی ایک دھوبی کو کپڑا اور اسکی دھولائی کے واسطے مزدوری دی اور کہا کہ دو روز مین اسکو دھو کر دیدے اُسنے نہ دھویا اور ڈال رکھا یہانتک کہ تلف ہو گیا قال ضامن شود یعنی شیخ نے فرمایا کہ دھوبی ضامن ہو گا۔ اور اگر دونون نے اختلاف کیا اور کپڑے کے مالک نے کہا کہ بدان شرط دادہ ام کہ دو روز را تمام کنی یعنی مین نے اس شرط سے دیا تھا کہ دو روز مین دھو کر تمام کر دے اور یہ مدت گذر گئی پھر کپڑا تلف ہو گیا پس تجھپر ضمان واجب ہوئی اور دھوبی نے کہا کہ نہین بلکہ تو نے مجھے مطلقاً دھونے کیواسطے دیا تھا کوئی مدت معین نہین کی تھی اور ایسا اختلاف ایک مرتبہ واقع ہوا تھا جسپر فتوے طلب کیا گیا تھا اور ایسی صورت مین دھوبی کا قول قبول ہونا چاہیے کیونکہ وہی شرط سے منکر ہے۔ پھر اگر مستاجر نے دھوبی سے یہ شرط ٹھہرائی کہ ایک یا دو روز مین مثلاً کام سے فراغت کر دے اور اُسنے مدت مقررہ مین پورا کام نہ کیا بلکہ چند روز بعد دھو کر دیا پس آیا اجرت واجب ہو گی یا نہین اور یہ واقعہ بھی پیش آیا تھا جس پر فتوی طلب کیا گیا تھا پس ایسی صورت مین اجرت واجب نہونی چاہیے اس دلیل سے کہ بر تقدیر تلف ہونے کے اُسپر ضمان لازم آتی ہے یہ فصول عمادیہ مین ہے۔ اگر کسی حمال کو کچھ اسباب دیا کہ اس موضع سے اُٹھا کر پہونچا دے پھر دونون نے اختلاف کیا اور اسباب کے مالک نے کہا کہ یہ میرا اسباب نہین ہے اور حمال نے کہا کہ یہی تیرا اسباب ہے تو قسم کے ساتھ حمال کا قول قبول ہو گا کیونکہ وہ امین ہے اور مستاجر پر اجرت واجب نہو گی کیونکہ اُسنے استیفاء منافع کا اقرار نہین کیا ولیکن اگر حمال کی تصدیق کر کے رکھ لے تو واجب ہو گی۔ اسیطرح اگر اسکو گیہون اُٹھانے کیواسطے حمال مقرر کیا اور حمال نے

ہونچا کر کہا کہ یہ بعینہ تیرے گیہون ہین۔ اور گیہون کے مالک نے کہا کہ میرے گیہون اس سے کھرے تھے تو قیاساً مالک کا قول قبول ہو گا اور اجرت باطل ہو گی مگر استحساناً یہ ہی کہ حمال کا قول قبول ہو گا اور وہ اپنی اجرت لے لیگا۔ اور اگر ایسا اختلاف صفت مین نہین بلکہ دو نوع مختلف مین ہو مثلاً حمال نے جو لا کر ڈالے اور مالک نے کہا کہ گیہون تھے تو اجرت واجب نہو گی تا وقتیکہ مالک اسکے قول کی تصدیق نہ کرے یہ محیط سرخسی مین ہی۔ ایک شخص نے اسباب کی گٹھریان ایک حمال کو دین کہ فلان شہر مین ہونچا کر فلان دلال کے سپرد کر دے اُسنے ہونچا کر سپرد کر کے وزن کر دین پھر دلال نے حمال سے کہا کہ گٹھریون کا بوجھ جو بارجامہ یا بارنامجہ مین لکھا ہی اُس سے کم نکلا اور مین بقدر کمی کے تجھے اجرت نہ دونگا پھر اسکے بعد دونون نے اختلاف کیا اور دلال نے کہا کہ مین نے تجھے پورا کرایہ ادا کر دیا ہی اور حمال نے کہا کہ نہین ادا کر دیا ہی تو حمال کا قول قبول ہو گا اور ان دونون مین سے کسی کو دوسرے سے کچھ خصومت کرنیکا استحقاق نہین ہی بلکہ یہ خصومت فقط حمال اور مالک کے درمیان ہو گی یہ خلاصہ مین ہی۔ عیون مین امام محمد رح سے روایت ہی کہ ایک شخص نے ملاح کو چند کر گیہون اسواسطے دیے کہ فی کر دو درم اجرت پر مثلاً فلان جگہ ہونچا دے پھر جب اُسنے مقام مشروط پر ہونچا دئے تو مالک نے کہا کہ میرا اناج گھٹ گیا حالانکہ اُسنے ملاح کو ناپ کر دیا تھا اور ملاح نے کہا کہ کم نہین ہوا ہی تو مالک کا قول قبول ہو گا اور مالک سے کہا جائیگا کہ اسکو ناپ دے تا کہ فی کر جو اجرت ٹھہری ہی اُسکے حساب سے ملاح اپنی اجرت لے لے۔ اور اگر اُسنے ملاح سے نقصان کی ضمان طلب کی اور اجرت پہلے دیچکا تھا تو ملاح کا قول قبول ہو گا کہ اناج پورا ہی اور مالک سے کہا جائیگا کہ اسکو ناپ دے تا کہ جسقدر تیرا اناج کم ہوا ہی اُسکی ضمان لے لے۔ صاحب کتاب لکھتا ہی کہ اس مقام پر امام محمد نے فرمایا کہ مالک سے کہا جائیگا کہ ناپ دے تا کہ جسقدر اناج کم ہوا ہی اُسکی ضمان لے اور اس کلام سے دو احتمال پیدا ہوتے ہین ایک یہ کہ امام محمد رح کی مراد یہ ہی کہ تا کہ بقدر نقصان کے اپنے کرایہ مین سے جو ادا کر دیا ہی واپس لے اور دوسرا یہ کہ اناج ہی مین سے جسقدر کم ہو گیا ہی اُسقدر واپس لے جیسا کہ ظاہر لفظ سے مفہوم ہی پس اگر پہلا احتمال مراد ہو تو یہ حکم سب ائمہ کے نزدیک بالاتفاق ہی اور اگر دوسرا احتمال مراد ہو تو امام اعظم کے نزدیک مالک کو ملاح سے اناج کی ضمان لینے کا اختیار نہین ہی مگر درصورتیکہ اُسنے کوئی خیانت یا تقصیر کی ہو تو البتہ ضمان لے سکتا ہی اور اسی پر فتوی ہی یہ مضمرات مین ہی

دوسری فصل

اجرت مین عیب پائے جانے مین موجر اور مستاجر کے اختلاف کے بیان مین۔ اگر موجر نے اجرت مین عیب پا کر مستاجر کو واپس کرنی چاہی پس اگر اجرت مال دین یعنی درم یا دینار ہون یا سوائے دراہم و دینار کے کوئی کیلی یا وزنی چیز اپنے ذمہ ٹھہرائی ہو یا مال عین ہو جیسے معین کپڑا یا معین گیہون ہون پس اگر مستاجر نے موجر کے قول کی تصدیق کی تو موجر کو ہر حال مین واپس کر دینے کا اختیار ہی خواہ اجرت مال دین ہو یا عین ہو۔ اور اگر مستاجر نے اسکے قول کی تکذیب کی اور کہا کہ مین نے تجھے ایسی اجرت یعنی عیب دار نہین دی ہی پس اگر اجرت مال دین ہو پس اگر موجر نے قبضہ کرنے کے وقت کھری اجرت پر قبضہ کرنے یا استیفاء حق کا اقرار نکیا ہو فقط مثلاً دراہم وصول پانے کا اقرار کیا ہو تو قیاساً مستاجر کا قول قبول ہونا چاہیے اور استحساناً قسم کے ساتھ موجر کا قول قبول ہو گا اور اگر موجر نے وقت قبضہ کے کھرے درمون پر یا اپنی اجرت پر قبضہ کرنے یا استیفاء حق کا اقرار کیا ہو تو موجر کے قول کی تصدیق نکیجا ویگی اور نہ اسکے گواہ مقبول ہونگے یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کسی مکان کے کرایہ مین کوئی معین کپڑا دیا اور موجر نے قبضہ کر لیا پھر عیب کی وجہ سے اُسکو واپس کرنے لایا اور مستاجر نے کہا کہ یہ میرا کپڑا نہین ہی تو مستاجر کا قول قبول ہو گا اور اگر موجر نے عیب ہونے پر گواہ قائم کیے تو واپس کر سکتا ہی

خواہ عیب تھوڑا ہو یا بہت ہو پھر اُسکے رد کرنے سے عقد اجارہ فسخ ہو جائیگا کیونکہ عقد سے جسکا استحقاق حاصل تھا اُس کا قبضہ جاتا رہا پس مستاجر سے سکونت کی قیمت یعنی مکان کا اجر المثل سے لیگا اور اگر اس کپڑے میں کوئی ایسا عیب پیدا ہو گیا کہ جسکی وجہ سے واپس نہیں کر سکتا ہو تو مکان کے اجر المثل کے حساب سے بقدر حصہ عیب کے واپس لیگا یہ مبسوط میں ہے۔ ایک بنیے نے ایک شخص سے ایک بیت کرایہ لیا اور مدت تک اُسمین خرید و فروخت کرتا رہا پھر اُسکو چھوڑا اور جو کچھ اُسمین برتن وغیرہ تھے اُسکی بابت اختلاف کیا اور مالک بیت نے کہا کہ جس دن تو نے مجھ سے کرایہ پر لیا ہے اُسوقت یہ سب میرے مکان میں موجود تھے اور بنیے نے کہا کہ نہیں میں نے خود رکھے ہیں تو قیاساً مالک بیت کا قول قسم کے ساتھ مقبول ہو گا اور استحساناً مستاجر کا قول مقبول ہے اور یہی حکم طحان وغیرہ باقی پیشہ وروں میں ہے کہ اگر انھوں نے ایسی چیز میں اختلاف کیا جسکو عادت و رواج کے موافق مستاجر خود لاکر رکھتا ہے یا تیار کرتا ہے اور موجر نہیں کرتا ہے تو اسمین قیاس اور استحسان دو طرح سے حکم ہو گا۔ اور اس جنس کے مسائل میں حاصل یہ ہے کہ جو چیز ایسی ہو کہ جسکو عادت کے موافق مستاجر اپنی ضرورت کے واسطے تیار کرتا ہے اس کی بابت مستاجر کا قول قبول ہو گا اور اگر مالک مکان و مستاجر نے سوائے اُن چیزوں کے جو ہم نے بیان کر دی ہیں عمارت مکان میں اختلاف کیا یا دروازہ کی نسبت یا کسی لکڑی کی نسبت جو چھت میں ڈلوائی ہے اختلاف کیا اور موجر نے کہا کہ جسوقت میں نے تجھے مکان دیا ہے اُسوقت یہ چیز اُسمین موجود تھی اور مستاجر نے کہا کہ نہیں بلکہ میں نے بنوائی ہے تو قسم کے ساتھ مالک مکان کا قول قبول ہو گا یہ محیط میں ہے۔ اور صحن وغیرہ مکان کی بچھی ہوئی اینٹیں پختہ اور غلق اور پرنالہ کی بابت اگر اختلاف ہو تو ظاہر یہ ہے کہ ایسی چیزیں مالک مکان بنواتا ہے۔ اور اگر مکان کے اندر پکی اور کچی اینٹیں ڈھیر ہوں یا گچ یا ستونیاں یا کواڑ رکھے ہوں تو وہ مستاجر کی قرار دیجاوینگی اور اگر دونوں نے اپنے اپنے گواہ قائم کیے تو جن صورتوں میں ہمنے مستاجر کا قول قبول کرنے کا حکم دیا ہے اُن صورتوں میں گواہ موجر کے قبول ہونگے۔ اور اگر مکان میں پانی کا کنواں جگت بنا ہوا ہو یا چہ بچہ سندلا یا ہوا ہو اور مستاجر نے کہا کہ میں نے اسکو تیار کرایا ہے اور میں اسکو اُکھاڑونگا تو موجر کا قول قبول ہو گا اسی طرح اگر عمارت مکان میں گچ یا ستون یا لکڑی لگی ہوئی ہو یا اوٹے ہوں تو بھی یہی حکم ہے اور اوٹوں سے مراد یہ ہے کہ عمارت مکان میں اوٹے بنے ہوئے ہوں اور اگر عمارت سے علیحدہ رکھے ہوں جیسے سیڑھی تو اُسمین مستاجر کا قول قبول ہو گا یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر مالک مکان نے اقرار کیا کہ مستاجر نے اسپر گچ کرائی یا اُسمین پختہ اینٹوں کا فرش کرایا یا اُسمین دروازہ یا غلق لگایا ہے تو مستاجر کو اسکے اُکھاڑ لینے کا اختیار ہو گا اور اگر اُکھاڑنے سے مالک مکان کو ضرر پہونچتا ہو تو خصومت کے روز جو کچھ ان چیزوں کی قیمت ہو وہ قیمت مالک مکان پر مستاجر کو دینی واجب ہو گی یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر تنور و چولھے میں اختلاف کیا کہ کس نے بنایا ہے تو مستاجر کا قول قبول ہو گا کیونکہ ظاہراً اسی نے اپنی ضرورت سے بنایا ہے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر مکان میں شہد کی مکھی کے چھتے یا کبوتر ہوں تو یہ سب مستاجر کو ملینگے جیسے رکھا ہوا اسباب اسکو ملتا ہے یہ مبسوط میں ہے۔ قال المترجم شہد کی مکھی کے چھتے میں بنا بر عرف کے کہ لوگ لاکر مکان میں رکھتے ہیں تاکہ مکھیاں شہد جمع کریں یہ حکم ہے اور عرف ہندوستان میں ایسا نہیں کرتے ہیں واللہ تعالی اعلم بالحکم۔ اور اگر مستاجر مکان میں سے چلا گیا پھر جو چیزیں مکان میں ہیں اُنکی نسبت اختلاف ہوا تو جو چیزیں مکان سے مرکب ہیں جیسے دروازہ اور زر بند اور چبوترہ وغیرہ اُسمین مالک مکان کا قول مقبول ہو گا اور

جو چیزین الگ ہین جیسے فرش اور برتن اور رکھی ہوئی لکڑیان وغیرہ اُنمین مستاجر کا قول قبول ہوگا یہ غیاثیہ مین ہے۔ لیکن اگر دروازہ کا ایک کواڑ جڑا ہوا ہے اور دوسرا رکھا ہو یا دھنی کی نسبت اگر یہ معلوم ہو کہ یہ چھت مین سے گر پڑی ہے تو موجر ہی کا قول قبول ہو کر اُسی کو ملیگی اور تنور مین عرف کا اعتبار کیا جائیگا۔ اور اگر مکانمین سے کوئی بیت منہدم ہو گیا اور اس انہدام مین اختلاف کیا پس اگر یہ معلوم ہو جائے کہ یہ اسی بیت منہدمہ کا ہے جو اس مکان سے تھا تو مالک مکان کا قول قبول ہوگا۔ اور اگر یہ بات معلوم نہوئی ہو اور مستاجر نے کہا کہ میرا ہے تو اسی کا قول قبول ہوگا۔ اور اگر مالک مکان نے مستاجر کو حکم دیا ہو کہ مکان مین یہ بیت اس شرط سے بنوا دے کہ کرایہ مین سے اسکا خرچہ محسوب کر لینا پھر دونون نے اتفاق کیا کہ اسی طور پر بنوایا گیا ہے مگر خرچہ مین اختلاف کیا یعنی کسقدر خرچ ہوا ہے تو قول مالک مکان کا اور گواہ مستاجر کے قبول ہونگے اسیطرح اگر مالک مکان نے کہا کہ تو نے بنوایا نہین یا میری بلا اجازت بنوایا ہے تو بھی یہی حکم ہے یہ مبسوط مین ہے اور مشائخ نے فرمایا کہ مالک مکان کا قول قبول ہونا ایسی صورت مین جب ہے کہ اشکال و اشتباہ پیش آوے کہ اس صناعت کے دانا کار بنوائی کے خرچہ مین مختلف ہون بعضے کہتے ہین کہ ایسی عمارت کی بنوائی مین اسیقدر خرچہ پڑتا ہے جسقدر مالک مکان بیان کرتا ہے اور بعضے کہتے ہون کہ نہین بلکہ اسقدر پڑتا ہے جسقدر مستاجر کہتا ہے حتی کہ ان دونون کے قول مین سے کسی کے قول کی صداقت ثالث کی طرف سے نہین ہو سکتی ہے تو ایسے وقت مین دعوی و انکار کا اعتبار کیا جائیگا پس مستاجر دعوی کرتا ہے کہ بہت کچھ مین نے ادا کر دیا اور مالک مکان منکر ہے اسواسطے اُسی کا قول قبول ہوگا اور اگر ایسا اشکال پیش نہ آوے بلکہ اس صناعت کے دانا کار باتفاق بیان کرین کہ ایسی عمارت مین اسقدر خرچ ہوتا ہے جسقدر موجر یا مستاجر بیان کرتا ہے تو جسکے قول پر اتفاق ہوا اسکا قول قبول ہوگا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر مکان کے دروازہ کے دو کواڑ ہین ان مین سے ایک گرا پڑا ہوا اور دوسرا دروازہ معلق ہو اور گرے ہوئے مین اختلاف کیا تو مالک مکان کا قول قبول ہوگا بشرطیکہ یہ شناخت ہو جاوے کہ یہ گرا ہوا لگے ہوئے کے جوڑ کا ہے اور اگر منقول ہو تو اُسمین مستاجر کا قول قبول ہوگا۔ اور اگر کسی بیت کی چھت مین نقشی دھنیان پڑی ہون اُن مین سے کوئی دھنی گر پڑی اور مکان مین پڑی رہی اور مالک مکان نے کہا کہ یہ دھنی اسی چھت کی ہے اور مستاجر نے اختلاف کر کے کہا کہ نہین بلکہ میری ہے اور یہ ظاہر ہوا کہ اس دھنی کی تصویرین اور چھت کی دھنیونکی تصویرین یکسان وموافق ہین تو قسم کے ساتھ مالک مکان کا قول قبول ہوگا اگرچہ دھنی منقول ہے یہ ذخیرہ مین ہے۔ اگر ایک بڑے مکان مین سے ایک منزل کرایہ پر لی اور ایک درم ماہواری کرایہ ٹھہرا حالانکہ اُس مکانمین کوئی رہتا تھا پھر مالک مکان مستاجر کو مکان مین لایا اور مستاجر اور منزل کے درمیان تخلیہ کر کے قبضہ کرا دیا اور کہا کہ یہین رہا کر پھر جب دوسرا مہینہ شروع ہوا تو مالک منزل نے مستاجر سے کرایہ طلب کیا پس مستاجر نے کہا کہ مین اُس منزل مین رہا نہین ہون مجھے اس منزل مین رہنے سے فلان شخص نے جو مکان مین رہتا ہے یا غاصب نے روکا اور مالک نے ہوا حالانکہ مستاجر کے پاس کوئی گواہ نہین ہے اور وہ ساکن اس امر کا مقر ہے یا منکر ہے تو ساکن کے قول پر التفات نہوگا پس اختلاف فقط موجر ومستاجر مین رہگیا پس اگر وقت نزاع کے مستاجر اُسمین رہتا ہو تو مالک مکان کا قول قبول ہوگا اور مستاجر پر کرایہ واجب ہوگا اور اگر اسوقت مستاجر کے سوائے دوسرا شخص ساکن ہو تو مستاجر کا قول قبول ہوگا اور اسپر کرایہ واجب نہوگا ایک شخص نے ایکدرم ماہواری پر ایک مکان کرایہ لیا پھر جب مہینہ شروع ہوا تو موجر نے کرایہ طلب کیا پس مستاجر نے کہا کہ تو نے تو مجھے عاریت دیا تھا یا بلا کرایہ مجھے بسایا تھا اور مالک مکان اُس سے منکر ہے اور دونون کے پاس گواہ نہین ہین تو قسم کے ساتھ رہنے والے کا قول

قبول ہو گا اور اگر دونون کے پاس گواہ ہون اور قائم کیے تو مالک مکان کے گواہ مقبول ہونگے۔ اسی طرح اگر ساکن نے کہا کہ یہ مکان تو میرا ہی تیرا اسمین کچھ حق نہین ہی تو قسم کے ساتھ ساکن کا قول قبول ہو گا اور اگر ساکن نے کہا کہ یہ مکان فلان شخص کا ہی اُسنے مجھے اسکی پرداخت کے واسطے وکیل کیا ہی تو ساکن کا قول قبول ہو گا اور مدعی کے مقابل مین خصم قرار دیا جائیگا۔ اور اگر مستاجر نے کہا کہ تو نے مجھے یہ مکان ہبہ کر دیا ہی پس کچھ کرایہ تجھے نہین چاہیئے اور موجر نے کہا کہ نہین بلکہ مین نے تجھے کرایہ پر دیا ہی تو اجرت کے بارہ مین مستاجر کا قول قبول ہو گا اور اگر دونون نے گواہ قائم کیے تو موہوب لہ کے گواہ مقبول ہونگے۔ اور یہ اسوقت ہی کہ ساکن نے کبھی اصل کرایہ کا اقرار نہ کیا ہو اور اگر اُس نے اصل کرایہ دینے کا اقرار کیا ہو پھر ہبہ یا عاریت کا دعوی کیا ہو تو اسکی تصدیق نکیجاویگی اور اسپر کرایہ واجب ہو گا ولیکن اگر گواہ قائم کرے تو ایسا نہو گا۔ اور مستاجر کو خیار رویت حاصل ہوتا ہی بشرطیکہ اُسنے کبھی دیکھا نہو پس اگر دونون نے اختلاف کیا اور مالک نے کہا کہ تو نے اسکو دیکھا ہی اور مستاجر نے کہا کہ مین نے نہین دیکھا تھا تو اُسی کا قول قبول ہو گا پھر جب اُسنے نہ دیکھنے کی قسم کھالی تو واپس کر دیگا ولیکن اگر گواہ قائم ہون کہ اُسنے دیکھا تھا تو واپس نہین کر سکتا ہی یہ محیط مین ہے۔ اگر ایک مہینہ کیواسطے ایک مکان کرایہ لیا پھر مستاجر نے دعوی کیا کہ موجر نے بعد اجارہ کے میرے ہاتھ یہ مکان فروخت کر دیا ہی اور موجر نے انکار کیا پھر اسکے بعد مدت گذر گئی تو مشائخ نے فرمایا کہ مدت گذشتہ کا اجارہ لازم ہو گا کیونکہ دونون نے اجارہ واقع ہونے پر اتفاق کیا ہی اور بیع ثابت نہین ہوئی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ ایک شخص نے دوسرے شخص سے ایک منزل اس شرط سے اجارہ لی کہ اُسکا کرایہ یہ ہی کہ مستاجر جب تک اس مکان مین رہے تب تک اُس کے اور اُسکے عیال کا خرچہ اُٹھاوے اور کفالت کرے تو اجارہ فاسد ہی اور اگر مستاجر نے سکونت کی تو مثل اور اجارات فاسدہ کے اُسپر اجر المثل واجب ہو گا۔ اور اگر مستاجر نے کہا کہ مین نے تیرے عیال کو نفقہ دیا ہی اور موجر نے کہا کہ نہین دیا ہی تو موجر کا قول قبول ہو گا اور مستاجر کے گواہ مقبول ہونگے۔ اور اگر دس درم پر ایک مہینہ کیواسطے ایک مکان کرایہ لیا اور اسمین ایک یا دو روز رہا پھر یہ مکان بدل کر دوسرے مکان مین چلا گیا تو موجر کو پورے مہینہ کا کرایہ طلب کرنے کا اختیار ہو گا پھر اگر مستاجر نے کہا کہ مین نے ایک روز ہی کیواسطے کرایہ پر لیا تھا تو اسی کا قول قبول ہو گا اور اگر دونون نے گواہ قائم کیے تو موجر کے گواہ مقبول ہونگے یہ ذخیرہ مین ہی۔ اگر کوئی مکان ایک مہینہ کیواسطے ایک درم مین کرایہ لیا اور اسمین دو مہینہ تک رہا تو اُسپر پہلے مہینے کا کرایہ واجب ہو گا دوسرے مہینے کا واجب نہو گا اور اگر دوسرے مہینے مین اسکی سکونت کی وجہ سے کچھ گر گیا تو اسکا ضامن ہو گا اور اگر پہلے مہینہ کی سکونت کیوجہ سے کچھ منہدم ہوا ہو تو اُسکا ضامن نہو گا۔ اور اگر منہدم ہونے مین دونون نے اختلاف کیا اور مستاجر نے کہا کہ ماہ اول کی سکونت سے منہدم ہوا ہی اور موجر نے کہا کہ نہین بلکہ دوسرے مہینے تیری سکونت سے ہوا ہی اور تجھپر ضمان واجب ہی تو قسم کے ساتھ مستاجر کا قول قبول ہو گا اور مالک مکان کے گواہ مقبول ہونگے یہ محیط مین ہی۔ اور اگر پہلے مہینے پر مدت ایک یا دو دن زیادہ ہوئے ہون اور مستاجر نے کہا کہ پہلے مہینے مین منہدم ہوا ہی تو اسی کا قول قبول ہو گا کیونکہ وہ غاصب ہو گیا ہی یہ مبسوط مین ہی۔ ایک شخص نے کوئی دار یا بیت ایک مہینہ تک رہنے کیواسطے کرایہ لیا اور مالک مکان نے اسکو کنجی دیدی پھر جب مہینہ گذر گیا تو مالک نے کرایہ طلب کیا اور مستاجر نے کہا کہ مین اس مکان کو کھول نہین سکا اور موجر نے کہا کہ تو اسکے کھولنے پر قادر ہوا اور تو نے اسمین سکونت کی ہی اور دونون کے پاس گواہ نہین ہین تو جو کنجی اُسکو دی ہے اُسکو دیکھا جائیگا کہ کیا حال ہی پس اگر وہ کنجی غلق کے مناسب ہی

اور اُس سے دروازہ کھل سکتا ہے تو مالک مکان کا قول قبول ہوگا اور مستاجر کے اُس قول کی کہ میں کھول نہ سکا تصدیق نہ کیجاویگی
اور اگر وہ کنجی غلق کے مناسب نہو اور اُس سے دروازہ کھل نہ سکتا ہو تو مستاجر کا قول قبول ہوگا اور اسی پر فتوی ہے اور اگر
دونوں نے گواہ قائم کیے تو مالک مکان کے گواہ مقبول ہونگے اگرچہ وہ کنجی ایسی ہو کہ غلق کے مناسب نہیں ہے یہ جواہر اخلاطی
میں ہے۔ ایک شخص نے ایک سال کے واسطے مکان کرایہ دیا پھر جب سال گذر گیا تو مستاجر سے مکان لیکر اس میں جھاڑو دیکر
خود رہنا شروع کیا اور مستاجر نے کہا کہ اسمیں میرے درم تھے کہ تو نے جھاڑ کر پھینک دیے پس اگر مالک مکان نے اسکے قول کی
تصدیق کی تو ضامن ہوگا اور اگر انکار کیا تو قسم سے مالک کا قول قبول ہوگا یہ کبرے میں ہے۔ اگر کسی شخص نے کچھ مدت معلومہ
کیواسطے کسی سے حمام کرایہ لیا پھر حمام کی دیگوں کی نسبت اختلاف کیا کہ یہ مستاجر کی ہیں یا مالک حمام کی ہیں تو مالک حمام کا
قول قبول ہوگا اور اگر اجارہ کی مدت گذرنے پر حمام کے اندر بہت سی راکھ و گوبر نظر آیا اور مالک حمام نے کہا کہ گوبر میرا ہے
اور مستاجر نے کہا کہ میرا ہے میں اُسکو اُٹھوا لونگا پس اگر یہ معلوم ہو کہ یہ گوبر حمام کرایہ دینے سے پیشتر مالک حمام کے پاس تھا تو مستاجر
کا قول قبول ہوگا۔ اور راکھ کی نسبت یہ حکم ہے کہ اگر یہ راکھ مستاجر کے فعل سے جمع ہوئی ہے اور وہ مقر ہے تو اُسپر اُس کا
اُٹھوانا واجب ہوگا اور اگر اُسنے انکار کیا کہ میرے فعل سے نہیں جمع ہوئی ہے تو اسی کا قول قبول ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر
کسی عورت نے کوئی زیور معلوم نرخ سے رات تک پہننے کے واسطے اجارہ لیا تو جائز ہے اور اگر اُسنے اس روز یہ زیور کسی
دوسری عورت کو پہنایا تو ضامن ہوگی اور اُسپر کچھ اجرت واجب نہوگی اور اگر دونوں نے اختلاف کیا اور زیور کے
مالک نے کہا کہ تو نے خود پہنا ہے اور عورت نے کہا کہ میں نے غیر کو پہنایا ہے تو ذکر فرمایا کہ زیور کے مالک کا قول قبول ہوگا
اور اس کے یہ معنے ہیں کہ دونوں نے اجرت میں اختلاف کیا اور مالک نے کہا کہ تو نے خود پہنا ہے پس تجھپر کرایہ واجب ہے
اور عورت نے کہا کہ میں نے غیر کو پہنایا ہے مجھپر کرایہ واجب نہیں ہے اور مشائخ نے فرمایا کہ جو حکم مکان کا ذکر فرمایا اُسی کے
قیاس پر حکم ہونا چاہیے یعنے فی الحال دیکھنا چاہیے کہ اگر جھگڑے کے وقت عورت کے قبضہ میں موجود ہو تو زیور
کے مالک کا قول قبول ہوگا اور اگر غیر کے پاس موجود ہو تو عورت کی بات مقبول ہوگی اور اگر زیور تلف ہو گیا تو زیور
کے مالک کو اختیار ہوگا کہ عورت کی بات کی تصدیق کرکے اُس سے ضمان لے اور اجرت نہ لیگی چنانچہ اگر غیر کو پہنانا بالمعائنہ
ثابت ہو تو یہی حکم ہے اور اگر مالک نے اُسکی تکذیب کی تو عورت کو ضمان سے بری کر دیا پھر مالک کا قول قبول ہوگا اگر ٹٹو
(یعنے کرایہ کا ٹٹو)
کے مالک اور مستاجر میں سواری لینے سے پہلے اختلاف ہوا اور مستاجر نے کہا کہ تو نے مجھے کوفہ سے بغداد تک دس درم میں
کرایہ دیا ہے اور مالک نے کہا کہ میں نے کوفہ سے قصر نعمان تک جو ٹھیک بیچ میں واقع ہے دس درم پر کرایہ دیا ہے پس
اگر دونوں سے کسی کے گواہ نہوں تو باہمی قسم لینے کے بعد دونوں آدمی عقد پھیر لیں اور اگر دونوں میں سے کسی نے گواہ
قائم کیے تو اُسپر حکم دیا جائیگا اور اگر دونوں نے گواہ پیش کیے تو امام اعظم رح پہلے فرماتے تھے کہ بغداد تک پندرہ درم پر کرایہ
ہونے کا حکم دیا جائیگا پھر اس قول سے رجوع کیا اور فرمایا کہ بغداد تک دس درم پر حکم کیا جائیگا اور یہی امام ابو یوسف اور
امام محمد رح کا قول ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر کسی شخص نے کسی موضع معلوم تک کوئی ٹٹو کرایہ کیا اور بیان نہ کیا کہ اُسپر کیا لادیگا پھر اگر
دونوں نے جھگڑا کیا تو اجارہ رد کر دیا جائیگا اور اگر مستاجر اُسپر کوئی چیز لاد لیگیا یا خود سوار ہو گیا تو استحساناً اُسپر وہ کرایہ
جو ٹھہرا ہے واجب ہوگا اسیطرح اگر کوئی غلام اجارہ لیا اور اُسکا کام بیان نہ کیا کہ جسکے واسطے اجارہ لیا پھر دو مہینے کام لیا تو یہی حکم ہے یہ مبسوط میں ہے
اگر کسی شخص نے ایک ٹٹو کرایہ لیا اور موجر نے بدون زین و لگام کے رکھ دیا اور کہا کہ میں نے بدون زین ہی بھیجا تھا ...

زین یا لگام کے ساتھ نہین دیا ہی اور مستاجر نے کہا کہ مین نے تجھ سے مع زین و لگام کرایہ پر لیا ہی تو ٹٹو کے مالک کا قول
قبول ہوگا یہ محیط مین ہے۔ اگر کسی نے تین ٹٹو بغداد سے کوفہ تک اجارہ پر لیے تو جائز ہی اور جب اجارہ جائز ٹھہرا پھر
موجر نے بھی تینون ٹٹو کسی دوسرے شخص کے ہاتھ فروخت کیے[سلہ] یا ہبہ یا صدقہ یا اجارہ یا عاریت یا ودیعت دیے پھر مستاجر آیا
اور اُسنے وہ جانور کسی دوسرے شخص کے ہاتھ مین پائے اور اپنے اجارہ کے گواہ پیش کرنے چاہے پس آیا قبول ہونگے یا نہین
تو اسکی دو صورتین ہین یا تو موجر موجود ہوگا یا غائب ہوگا پس اگر وہ حاضر ہو تو مستاجر کے گواہ قبول ہونگے اگرچہ موجر اقرار کرتا
ہو کہ مین نے اسکو اجارہ پر دیے ہین اور جب گواہ مقبول ہوئے اور موجر نے وہ جانور کسی کے ہاتھ فروخت کر دیے ہین پس اگر کسی
عذر کی وجہ سے مثلاً اسپر ایسا قرضہ تھا کہ اُسکی وجہ سے مقید ہوتا تھا اُسنے فروخت کرکے قرضہ ادا کیا تو مستاجر کو ان جانورون کے
لینے کی کوئی راہ نہین ہی اور اگر اُسنے بلا عذر فروخت کیے ہین تو مستاجر مستحق ہی جانور اسکو دلائے جاوینگے یہان تک کہ اُسکے
اجارہ کی میعاد منقضی ہو جاوے اور اگر اُسنے کسی کو اجارہ پر یا صدقہ مین یا ہبہ دیے ہون تو مستاجر ان جانورون کا مستحق ہے
یہان تک کہ اجارہ سے اپنی منفعت تمام حاصل کرے پھر بعد اُسکے یہ تصرفات جائز ہونگے اور ان تصرفات کے حق مین وہی
حکم ہی جو بلا عذر فروخت کرنے کا حکم ہی یہ سب اُس صورت مین ہی کہ جب موجر موجود حاضر ہو اور اگر غائب ہو پس اگر جانورون
کا قابض مشتری یا متصدق علیہ یا موہوب لہ ہو تو مستاجر کے گواہ مقبول ہونگے کیونکہ ایسا قابض مقبوضہ مین اپنی ملک کا دعوی
کرتا ہی پس جو شخص مقبوضہ مین کسی حق کا دعوی کریگا اسکے مقابل خصم قرار دیا جائیگا پھر بعد سماعت کے اگر موجر نے جانورون کو کسی
عذر کی وجہ سے فروخت کیا ہو تو مستاجر کو جانور نہین مل سکتے ہین اور اگر بلا عذر فروخت کیے یا ہبہ یا صدقہ مین دیے ہون تو
مستاجر اپنی منفعت اجارہ حاصل کرنے تک انکا زیادہ حقدار ہی اور اگر جانورون کا قابض کوئی مستاجر یا مستعیر یا مستودع ہو
اور مستاجر مدعی نے اُسکے قول کی تصدیق کی تو اُسپر مستاجر مدعی کے گواہون کی سماعت نہوگی پھر کتاب مین فرمایا کہ مستاجر اپنی منفعت
اجارہ حاصل کرنے تک اُن جانورون کا مستحق ہی اور یہ نہ فرمایا کہ پہلا مستاجر یا دوسرا مستاجر مستحق ہی اور اس صورت مین واجب
ہی کہ دوسرا مستاجر مستحق ہو بخلاف اُس صورت کے کہ جب موجر خود حاضر ہو چنانچہ مذکور ہوا اور واضح ہو کہ شیخ الاسلام خواہر زادہ
نے یہ مسئلہ اسی طور سے بیان کیا ہی اور اُنہون دوسرے مستاجر کو پہلے مستاجر کا خصم و مدعا علیہ نہین ٹھہرایا یعنی اُس کے مقابلہ
مین گواہون کی سماعت نہ کی مگر شیخ الاسلام احمد زاہد طواویسی اور فخر الاسلام علی بزدوی نے ذکر کیا کہ پہلے مستاجر کے گواہ دوسرے
مستاجر قابض کے مقابلہ مین مقبول ہونگے اور دوسرے کو خصم قرار دیا اور دونون نے مستاجر مین اور مستعیر و مستودع مین فرق
کیا یعنی بوجہ مستعیر و مستودع کے بعد تصدیق مستاجر مدعی کے ملک کے گواہ قبول نہونگے یہ ذخیرہ مین ہی۔ اگر کوئی ٹٹو کرایہ لیا
اور موجر نے کہا کہ ایک غلام اجارہ کرے کہ تیری اور ٹٹو کی تبعیت کریگا اور کرایہ مین سے اُسکا اور ٹٹو کا نفقہ دیدینا تو یہ جائز ہی
پھر اگر اُسنے غلام کو اُسکا نفقہ اور ٹٹو کا نفقہ دیا اور اُسکے پاس سے چوری گیا پس اگر ٹٹو کے مالک نے اسکی تصدیق کی و اقرار
کیا تو مستاجر بری ہو گیا اور اگر دونون نے غلام کرایہ لینے کے حکم یا غلام کو نفقہ دیدینے کے حکم دیدینے مین اختلاف کیا تو ٹٹو کے
مالک کا قول قبول ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی مستاجر پر لازم ہوگا کہ غلام کو اجارہ پر لینے کے گواہ سناوے۔ اور اگر مستاجر کو اُسنے
غلام اجارہ لینے کے واسطے وکیل کیا اور اسکے بعد اُسنے گواہ قائم کیے کہ مین نے غلام اجارہ پر لے لیا اور غلام نے اقرار کیا کہ مین نے
مستاجر سے نفقہ وصول کیا تھا ولیکن میرے پاس سے ضائع یا چوری ہوگیا اور موجر نے انکار کیا تو غلام کا قول قبول ہوگا کیونکہ
جب غلام کا اجارہ پر لینا ثابت ہوگیا تو وہ غلام موجر کی طرف سے بقدر نفقہ کے کرایہ وصول کرنے کا وکیل ہوگیا اور جو شخص قرضہ

سلہ یعنی دوسرے مستاجر کو ۱۲

وصول کرنے کا وکیل ہو اگر اُسنے کہا کہ مین نے قرضہ وصول کر لیا مگر میرے پاس تلف ہو گیا تو اُسی کا قول قبول ہوتا ہے پس ایسا ہی یہان ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر ٹٹو کے مالک نے اقرار کیا کہ مین نے مستاجر کو حکم دیا تھا کہ غلام کو نفقہ دیدے مگر اُسنے نہین دیا ہی اور غلام نے اقرار کیا کہ اسنے دیا ہی تو غلام کا قول قبول ہو گا یہ ظہیریہ مین ہی۔ اگر کوئی ٹٹو آمد و رفت کیواسطے یعنی ادائی جوائی کرایہ کیا اور ٹٹو دالا راستہ مین مر گیا تو اجارہ نہ ٹوٹیگا پس اگر اُسنے کوئی شخص اجارہ پر رکھ لیا تاکہ ٹٹو کی پرداخت کرے تو جائز ہی اور اسکا کرایہ مستاجر پر واجب ہو گا اور جو کچھ اُسنے دیا ہی اُسکو میت کے وارثون سے واپس نہین لے سکتا ہی۔ اور اگر مستاجر اور میت کے وارثون مین اختلاف ہوا اور وارثون نے کہا کہ ہمارے باپ نے تجکو یہ ٹٹو اس شرط سے کرایہ دیا تھا کہ اس ٹٹو کا خرچہ سب تجھپر پڑے اور مستاجر نے اُس سے انکار کیا تو مستاجر کا قول قبول ہو گا اور اگر دونون فریق نے گواہ قائم کیے تو وارثون کے گواہ قبول ہونگے۔ اور اگر ایک شخص نے دو شخصون سے بغداد تک جانے اور آنے کیواسطے ایک ٹٹو کرایہ لیا پھر دونون مین سے ایک نے کہا کہ ہمنے تجھے یہ ٹٹو دس درم مین کرایہ دیا ہی اور دوسرے نے کہا کہ پندرہ درم مین پس اگر معقود علیہ یعنی سواری حاصل کرنے سے پہلے دونون نے اختلاف کیا اور سب مین کسی کے پاس گواہ نہین ہین اور مستاجر ان دونون کی تکذیب کرتا ہی اور پانچ درم پر اجارہ کا دعوی کرتا ہی تو دونون مین سے ہر ایک کے حصہ مین باہمی قسم لیجاویگی اور اگر سب نے باہم قسم کھالی تو قاضی پورے ٹٹو کا اجارہ فسخ کر دیگا جیسا کہ مال عین کی بیع مین حکم ہی اور اگر مستاجر نے دونون مین سے کسی کی تصدیق کی مثلاً دس درم پر اجارہ ہونے کا اقرار کیا تو جسکی تصدیق کی ہی اُسکے حصہ مین باہمی قسم واجب نہین ہی اور دوسرے شخص کے حصہ مین جو پندرہ درم پر اجارہ کا دعوی کرتا ہی باہم قسم ہو گی پھر اگر دونون نے قسم کھالی اور ایک موجر یا دونون نے قاضی سے فسخ کی درخواست کی تو بالاجماع حصہ مخالف کا عقد قاضی فسخ کر دیگا اور حصہ موافق کا اجارہ پانچ درم پر باقی رہے گا چنانچہ دونون مین سے ایک کے مرجانے کی صورت مین ہوتا ہے اور اگر معقود علیہ مین منفعت حاصل کرنے کے بعد ایسا اختلاف ہوا تو قسم کے ساتھ مستاجر کا قول قبول ہو گا۔ اور اگر دونون موجرون نے اپنے اپنے دعوے کے گواہ قائم کیے تو ہر ایک کیواسطے اسکے نصف دعوی کی ڈگری ہو گی پس پندرہ کے مدعی کے لیے ساڑھے سات درم کی اور دس کے مدعی کے واسطے پانچ درم کی ڈگری ہو گی یہ سب اُس صورت مین ہی کہ بدل مین یعنے اجرت مین اختلاف کیا ہو اور اگر مقدار معقود علیہ یعنی مقدار سیر مین اختلاف کیا مثلاً ایک موجر نے کہا کہ ہمنے تجھے مدائن تک کے لیے کرایہ پر دیا ہی اور دوسرے نے بغداد تک کہا اور مقدار کرایہ پر سب نے اتفاق کیا پس اگر سوار ہو جانے سے پہلے ایسا اختلاف کیا ہو و مستاجر نے دونون کی تکذیب کی اور جہان تک دونون اقرار کرتے ہین اُس سے بھی زیادہ دور تک کے مقام تک کرایہ لینے کا دعوی کیا تو ہر ایک کے حصہ مین باہمی قسم واجب ہو گی پس اگر سب نے قسم کھالی اور قاضی سے فسخ کی درخواست کی تو قاضی پورے ٹٹو کا اجارہ فسخ کر دیگا۔ اور اگر مستاجر دونون مین سے کسی کی تصدیق کرتا ہو تو جسکی تصدیق کرتا ہی اُسکے حصہ مین باہمی قسم واجب نہو گی فقط دوسرے کے حصہ مین واجب ہو گی پھر اگر دونون نے قسم کھالی تو اسکے حصہ کا عقد فسخ ہو گا اور موافق کے حصہ کا عقد باقی رہیگا اور بالاجماع اسکے حصہ کا اجارہ جائز رہیگا اور یہ اُسوقت ہی کہ سواری لینے سے پہلے دونون نے باہم اختلاف کیا ہو اور اگر موجرون کی مسافت تک سوار ہو جانے کے بعد اختلاف کیا ہو تو قسم کے ساتھ مستاجر کا قول قبول ہو گا اور اگر سب نے اپنے اپنے گواہ قائم کیے حالانکہ مستاجر دونون کی مقدار مسافت سے زیادہ دور تک مسافت کا دعوی کرتا ہی تو مستاجر کے گواہ قبول ہونگے یہ محیط مین ہی۔ ایک شخص نے

شق محمل کرایہ لی اور حمال نے کہا کہ تو نے عیدان محمل مراد لی ہیں یعنی تیری غرض محمل سے عیدان محمل تھی اور مستاجر نے کہا کہ نہیں بلکہ میں نے اونٹ مراد لیا ہی پس اگر کرایہ اس لائق ہو کہ جس سے عیدان محمل کرایہ لیجاتی ہیں تو حمال کا قول قبول ہوگا اور اگر کرایہ اس لائق ہو کہ جس سے اونٹ کرایہ کیے جاتے ہیں تو مستاجر کا قول قبول ہوگا کیونکہ محمل کا اطلاق جسطرح عیدان پر ہوتا ہی ایسے ہی اونٹ پر ہوتا ہی پس اس لفظ کے بولنے سے مراد مجہول رہی پس ضرور ہوا کہ کرایہ کے انداز سے اس لفظ کی مراد ظاہر ہوجاوے یہ محیط سرخسی میں ہی - ایک شخص نے ایک غلام اسواسطے اجارہ لیا کہ اُسکا خط بغداد کو لیجاوے پھر مستاجر و اجیر میں اختلاف واقع ہوا پس اگر کام پورا کرنے میں اختلاف ہوا اور منکر دونوں میں سے مرسل یعنی بھیجنے والا ہے تو اسی کا قول قبول ہوگا چنانچہ بائع اگر مبیع سپرد کر دینے کا مدعی ہو اور مشتری منکر ہو تو مشتری کا قول قبول ہوتا ہی - اور اگر دونوں نے اجرت ادا کرنے میں اختلاف کیا تو غلام کا قول قبول ہوگا یہ محیط میں ہی - ایک شخص نے ایک غلام اسواسطے اجارہ لیا کہ اُسکا خط بغداد کو پہونچا دے پھر غلام نے کہا کہ میں خط لیگیا اور جس کے پاس خط بھیجا ہی اُسنے کہا کہ میرے پاس تو خط نہیں لایا ہی تو غلام پر اپنے دعوی کے گواہ لانے واجب ہیں کیونکہ وہ معقود علیہ پورا کر دینے کا مدعی ہی پس اگر اُسنے گواہ قائم کیے کہ غلام نے مکتوب الیہ کو خط دیدیا ہی تو جو امر گواہوں سے ثابت ہوا وہ مثل خصم کے خود اقرار سے ثابت ہونے کے ہی اور غلام کی اجرت مرسل پر واجب ہوگی مرسل الیہ یعنی جسکے پاس بھیجا ہی اُسپر واجب نہوگی - اور اگر مرسل الیہ نے دعوی کیا کہ میں نے غلام کو اسکی اجرت کے دس درم دیدیے ہیں تو اُسپر ادا کر دینے کے گواہ لانے واجب ہیں چنانچہ اگر خود مرسل نے اجرت ادا کرنے کا دعوے کیا ہو تو بھی یہی حکم ہی - اور اگر غلام نے گواہ پیش کیے کہ یہ غلام خط لیکر بغداد میں آیا مگر مکتوب الیہ نہیں ملا تو غلام کی اجرت مرسل پر واجب ہوئی یہ مبسوط میں ہی - ایک شخص نے دوسرے سے ایک سواری کا چوپایہ کرایہ لیا اور یہ بیان نہ کیا کہ چوپایہ آیا خچر ہی یا گدھا ہی پھر موجر ایک گدھا سپرد کرنے کو لایا اُسوقت دونوں نے اختلاف کیا اور مستاجر نے کہا کہ میں نے تجھسے یہ خچر پانچ درم پر کرایہ لیا ہی اور موجر نے کہا کہ نہیں بلکہ یہ گدھا پانچ درم میں لیا ہی پس اگر سواری لینے سے پہلے ایسا اختلاف ہوا اور دونوں کے پاس گواہ نہیں ہیں تو دونوں باہم قسم کھا دینگے - اور اگر بعد سواری کے اختلاف کیا اور کسی نے گواہ قائم نہ کیے تو مستاجر کا قول قبول ہوگا - اور اگر دونوں نے گواہ قائم کیے اور اختلاف معقود علیہ یعنی منفعت میں واقع ہوا ہے پس اگر سواری لینے سے پہلے اختلاف کیا تو موجر کے گواہ قبول ہونگے یہ محیط میں ہی اور اگر کوفہ سے فارس تک کوئی ٹٹو کرایہ لیا اور ملک فارس میں سے کوئی شہر خاص بیان کر دیا تو اجارہ جائز ہی پھر اجارہ تمام ہونے پر دونوں نے اختلاف کیا مستاجر نے کہا کہ میں تجھے مثلاً فارسی درم دونگا کیونکہ اجرت فارس میں پہونچکر واجب ہوئی ہے حالانکہ فارس کے درم کم ہوتے ہیں اور موجر نے کہا کہ نہیں بلکہ تجھپر کوفہ کے درم واجب ہیں کیونکہ عقد کوفہ میں ہوا ہی حالانکہ کوفہ کا درم وہاں سے بڑھتی ہوتا ہی تو مستاجر پر اس جگہ کے درم واجب ہونگے جہاں اجارہ ٹھہرا ہی اور جہاں کرایہ واجب الادا ہوا ہی وہاں کے درم واجب نہونگے یہ ذخیرہ میں ہی - ایک شخص نے کسی مزدور سے گانوں میں کام لیا اور یہ کام بطور اجارہ فاسدہ کے لیا پھر دونوں نے شہر میں آکر اجرت مثل کا جھگڑا کیا حالانکہ ایسے کام کا اجر المثل باعتبار مقام کے مختلف ہی تو جس مقام پر اجارہ لیکر کام لیا ہی وہاں کے حساب سے اجر المثل واجب ہوگا یہ تتمہ میں ہی - اگر کسی شخص نے حیرہ تک جو ایک مقام کا نام ہی ایک جانور کرایہ لیا اور جانور کے مالک نے کہا کہ یہ جانور لے اور اُسپر سوار ہو جا پھر جب وہ شخص حیرہ سے لوٹ آیا تو دونوں نے اختلاف کیا اور مستاجر نے کہا کہ میں اسکو حیرہ تک نہیں لے گیا پس مجھپر کچھ کرایہ واجب نہوا اور جانور کے مالک نے کہا

کر نہین بلکہ تو اُسکو حیرہ تک لیگیا ہی اور میرا کرایہ تجھپر واجب ہی پس اگر مستاجر کا سفر کیواسطے نکلنا اور حیرہ کیطرف متوجہ ہونا معلوم نہو تو مستاجر کا قول قبول ہوگا اور اگر نکلکر حیرہ کیطرف جانا معلوم ہو تو موجر کا قول قبول ہوگا یہ محیط مین ہی۔ اگر صبح سے رات تک کے واسطے ایک چوپایہ سواری کا کرایہ لیا اور موجر نے اُسکو اُسکے تھان پر دکھا دیا اور کہا کہ جب تیرا جی چاہے تب سوار ہو جانا پھر جب رات ہوئی تو دونون نے کرایہ اور سواری مین جھگڑا کیا پس اگر موجر نے مستاجر کو وہ جانور دیدیا ہو تو مستاجر پر کرایہ واجب ہوگا اور اگر نہ دیا ہو تو واجب نہوگا اور موجر پر واجب ہوگا کہ اس امر کے گواہ لاوے کہ مستاجر اُسپر سوار ہوا ہی یہ مبسوط مین ہی۔ ایک شخص نے کوئی غلام اپنے ساتھ سلائی کا کام کرنے کے واسطے کسی قدر ماہواری اجرت معلومہ پر کرایہ کیا پھر درزی نے اجارہ لینے سے انکار کیا اور دعوی کیا کہ یہ غلام میرا ہی اور غلام کے مالک نے اجارہ دینے پر گواہ قائم کیے اور اس مقدمہ مین دونون نے ایک مہینہ تک قاضی کے پاس آمد ورفت رکھی پھر مالک کے گواہون کی عدالت ثابت ہوئی اور درزی نے انکار اجارہ سے پہلے اور بعد بھی غلام سے کام لیا ہی تو اُسپر تمام مدت کا کرایہ واجب ہوگا اور اگر وہ غلام حالت انکار مین سلائی کا کام لینے مین مرگیا تو مستاجر پر کچھ ضمان واجب نہوگی فقط اسپر کرایہ واجب ہوگا۔ اسی طرح اگر مستاجر نے کہا کہ یہ شخص اُسی مدعی کا غلام ہی مگر مین نے اسکو زبردستی غصب کے لے لیا ہی یعنی اجارہ پر نہین لیا ہی اور باقی مسئلہ بحالہ رہے تو بھی یہی حکم ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر کسی شخص نے پنچکی اجارہ پر لی پھر اُسکا ایک پتھر اور چکر ٹوٹ گیا تو یہ عذر ہی اور اُسکو اجارہ فسخ کردینے کا اختیار ہی اسی طرح اگر بیت منہدم ہوگیا تو بھی یہی حکم ہی اور اگر دونون نے اختلاف کیا تو دو صورتین ہین یا تو مدت انکسار مین اختلاف کیا یا اصل انکسار مین اختلاف کیا اور ان دونون صورتون مین ایسا ہی حکم ہی جیسا کہ پانی منقطع ہونے کی مدت مین یا اصل پانی منقطع ہونے مین اختلاف کرنے کا حکم مذکور ہو چکا ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ بغداد تک ایک اونٹ کرایہ لیا پھر دونون نے خروج کے وقت مین اختلاف کیا تو اصل خروج مین مستاجر کا قول قبول ہوگا ایسا ہی راہ کی تعیین مین بشرطیکہ دونون راہین یکسان ہون اور اگر کوئی راہ دشوار ہو تو اُسکا بیان ہو جانا ضرور ہی یہ خلاصہ مین ہی۔ دو آدمیون نے بغداد سے کوفہ تک اجرت معلومہ پر ایک ٹٹو کرایہ لیا پھر جب کوفہ مین پہونچے تو دونون نے قاضی کے پاس نالش کی اور ایک نے دعوی کیا کہ ہمنے فلان شخص سے کوفہ تک آمد ورفت کے واسطے کرایہ لیا ہی اور دوسرے نے کہا کہ ہمنے مکہ تک آمد ورفت کے واسطے اُس سے کرایہ لیا ہی اور دونون مین سے کسی کے پاس گواہ نہین ہین تو قاضی حکم دیگا کہ یہ ٹٹو فلان غائب کی ملک ہی اور اس حکم کے ضمن مین اجارہ واقع ہونے کا حکم نہ دیگا اور ہر ایک کو دونون مین سے ممانعت کردیگا کہ جہان تک کیواسطے کرایہ کرنے کا مدعی ہی وہان نہ جاوے اور اگر دونون نے رنگ سنے کا دعوی کیا تو قاضی دونون کو انکے اتفاق پر چھوڑ دیگا یعنے جسپر متفق ہوے ہین اُسی پر رہین اور اگر دونون نے کرایہ کے دعوے پر اپنے اپنے گواہ قائم کیے اور دونون فریق گواہون کی عدالت ثابت ہوئی تو قاضی اُس ٹٹو کو دونون کے قبضہ مین چھوڑ دیگا اور دونون مین سے کسی کو یہ حکم نہ دیگا کہ جس مقام تک کرایہ لینے کا مدعی ہی وہان جاوے اور موافق اپنی راے کے دونون کو حکم کریگا کہ اس ٹٹو کو نفقہ دین بشرطیکہ قاضی کو امید ہو کہ اسکا مالک آجاویگا اور اگر اُسکے آنے کی اُمید نہو تو اُسکو نفقہ دینے کا حکم نہ دیگا بلکہ دونون کو اسکے فروخت کرنے کا حکم کریگا اور جب بحکم قاضی دونون نے اُسکو فروخت کیا تو اسکا ثمن دونون کے پاس رہنے دیگا اور اگر دونون نے قاضی کے حکم سے اُس ٹٹو کو کچھ کھلایا ہو اور قاضی کے نزدیک ثابت ہوگیا تو قاضی انکو ثمن مین سے بقدر ردیدیگا یہ تاتارخانیہ مین ہی اور اگر دونون نے درخواست کی کہ جو کرایہ ہمنے ٹٹو کے مالک کو دیا ہی وہ ہمکو دیا جاوے تو نہ دیا جائیگا کیونکہ انہین تعذا

له اصل مین لفظ دی تھا ... ۱۲

علی الغائب لازم آتی ہی ولیکن اُسکے دام ان دونون کے پاس موقوف رہینگے یہان تک کہ دونون گواہ قائم کرین کہ ٹٹو کا مالک مرگیا۔ اور قاضی کو یہ بھی اختیار ہی کہ اُن دونون کی نالش کی سماعت نہ کرے اور نہ اُنکو نفقہ دینے اور فروخت کرنے کا حکم دے کیونکہ ایمین ایک طرح سے قضاء علی الغائب ہی اور ایک وجہ سے ایمین غائب کے مال کی حفاظت ہی اسی وجہ سے قاضی مختار ہی کہ جسطرف جی چاہے توجہ کرے یہ کافی مین ہی۔ اور اگر دو شخصون نے بغداد سے کوفہ تک آمد و رفت کیواسطے کرایہ لیا اور کوفہ مین پہونچ کر ایک شخص کے حق مین یہ مصلحت ظاہر ہوئی کہ بغداد کو واپس نہ جاوے اور فسخ اجارہ کیواسطے یہ عذر ہو ابس اگر فسخ اجارہ کیواسطے قاضی کے پاس مرافعہ کیا اور دونون نے اتفاق کیا اور ایک نے دوسرے کی تصدیق کی اور دونون نے گواہ قائم نہ کیے تو قاضی ایمین کچھ تعرض نہ کریگا اور اگر باوجود اتفاق کے گواہ قائم کیے تو قاضی اجارہ فسخ نہ کریگا کیونکہ ایمین قضاء علی الغائب لازم آتی ہی ولیکن اگر بنظر خیر و حفاظت غائب کے چاہے تو یہ نصف جسکو ایک شخص چھوڑتا ہی اُسکے شریک کو دیدے اور کتاب مین فرمایا کہ قاضی چاہے تو جو شخص واپس جانا چاہتا ہی اُس کے ہاتھ تمام ٹٹو کرایہ دیدے اور معنی اُسکے یہ ہین کہ آدھا اُسکے پاس کرایہ پر ہی وہ رہنے دے اور یہ آدھا جسکو ایک نے چھوڑا ہی وہ بھی اسی کو دیدے یا اگر قاضی چاہے تو کسی دوسرے کو کرایہ پر دیدے پس دونون اُسپر سوار ہو جادین یا باری سے سوار ہون جس طرح دونون پہلے کرتے تھے۔ اور کتاب مین یہ ذکر فرمایا کہ اگر قاضی نے کوئی کرایہ لینے والا نہ پایا تو آیا اس شخص کے پاس ودیعت رکھدے جو بغداد کو جانا چاہتا ہی اور دوسری جگہ کتاب مین لکھا ہی کہ قاضی کا جی چاہے تو ایسا کردے کہ نصف اُس کے پاس کرایہ پر رہے گا اور نصف ودیعت رہیگا پس ایک روز سوار ہوگا اور دوسرے روز اُتر کر چلیگا۔ اور یہ حکم جو مذکور ہوا یہ صاحبین رح کے موافق ہی اور امام اعظم رح کے نزدیک کسی دوسرے کو نصف کا اجارہ دینا جائز نہین ہی کیونکہ ایمین عدم انقسام ہی یہ محیط مین ہی۔ نوادر ابن سماعہ و ہشام مین امام محمد رح سے روایت ہی کہ ایک شخص نے دوسرے کو ایک مکان کچھ دراہم معلومہ پر کرایہ دیا اور پھر ایک شخص نے گواہ پیش کرکے اپنا استحقاق ثابت کرکے اس مکان کی اپنے نام ڈگری کرائی اور کہا کہ مین نے یہ مکان اس موجر کو دیا تھا تاکہ اجرت پر دیدے پس اجرت میری ہوگی اور موجر نے کہا کہ مین نے اس شخص سے غصب کرلیا تھا اور خود ہی کرایہ پر دیا ہی پس اجرت میری ہی تو مالک مکان کا قول قبول ہوگا اور وہ اجرت سے لیگا۔ اور اگر موجر نے اپنے غصب کرلینے کے دعوی کے گواہ پیش کیے تو مقبول نہونگے۔ اور اگر اس امر کے گواہ پیش کیے کہ مستحق نے اقرار کیا ہی کہ مدعی نے اسکو غصب کرلیا ہی تو گواہ مقبول ہونگے اور اجرت اسی کو دلائی جاویگی۔ اور اگر موجر نے زمین مین کوئی عمارت تیار کرکے پھر مع عمارت کرایہ پر دیدی اور زمین کے مالک نے کہا کہ مین نے تجھے حکم دیا تھا کہ عمارت بنوا کر کرایہ پر دیدے اور موجر نے کہا کہ مین نے غصب کرکے ایمین عمارت بنوا کر کرایہ پر دیدی ہی تو فرمایا کہ تمام اجرت خالی بلا عمارت زمین کی قیمت و عمارت پر تقسیم کرکے جو حصہ فقط زمین کے پڑتے مین پڑے وہ مالک زمین کو ملیگا اور جو عمارت کے حصہ مین آدے وہ موجر کو ملیگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ شیخ ابو بکر نے فرمایا کہ ایک شخص نے ایک سواری کا جانور کرایہ لیا اور سمرقند لے گیا پھر ایک شخص نے آکر دعوی کیا کہ یہ جانور میرا ہی اور مستاجر کے قول کی تصدیق نہ کی کہ یہ مستاجر ہی اور اسپر اپنا استحقاق ثابت کیا اور جانور لے لیا پس آیا موجر کو یہ اختیار ہوگا کہ جس سے اُسنے خریدا ہی اُس بائع سے اپنے دام واپس لے یا نہین تو بعض نے فرمایا کہ نہین۔ اور اگر چوپایہ کے مدعی نے قابض پر کسی فعل کا دعوی کیا مثلاً یون کہا کہ یہ جانور میری ملک ہی تو نے مجھ سے غصب کرلیا ہی

تو مستاجر اُسکا خصم قرار پاویگا اور اُسکے مقابلہ مین مدعی کے گواہون کی سماعت ہوگی اور بعد اثبات کے موجر کو اختیار ہوگا کہ اپنے بائع سے اپنے دام واپس لے۔ اور اگر ایک شخص نے دوسرے پر دعوی کیا کہ مین نے یہ دار جو تیرے قبضہ مین ہے فلان شخص سے فلان تاریخ یعنی تیرے اجارہ لینے سے پہلے اجارہ لیا ہے پس آیا قابض مکان اُس کا خصم قرار پاویگا یعنی مدعی اپنا اجارہ لینا قابض کے مقابلہ مین ثابت کر سکتا ہے اور اُسکے گواہون کی سماعت ہوگی پس اس کی دو صورتین ہین اگر مدعی نے قابض پر قابض کے کسی فعل کا دعوی کیا مثلاً یون کہا کہ مین نے یہ مکان فلان شخص سے اجارہ لیکر قبضہ کر لیا تھا پھر تو نے مجھ سے ناحق غصب کر لیا تو مدعی کے گواہون کی بمقابلہ قابض کے سماعت ہوگی اور اگر یون کہا کہ مین نے فلان شخص سے تیرے اجارہ لینے سے پہلے اجارہ پر لیا ہے اور اُسنے تجھے سپرد کر دیا اور قابض پر کسی فعل قابض کا دعوی نہ کیا تو گواہون کی سماعت نہوگی یہ محیط مین ہے مستاجر نے اگر دعوی کیا کہ مین نے جسوقت زمین اجارہ لی ہے اُسوقت فارغ اور خالی تھی اور موجر نے دعوے کیا کہ نہین بلکہ اجارہ لینے کے وقت مشغول تھی اور اُس مین کھیتی تھی تو فی الحال کا اعتبار کیا جائیگا پس اگر اسوقت کھیتی موجود ہو تو موجر کا قول قبول ہوگا اور اگر اُسوقت مزروعہ نہو تو مستاجر کا قول قبول ہوگا اور یہی مختار ہے یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ اگر دلال نے کسی شخص کی زمین فروخت کی اور مالک زمین نے کہا کہ تو نے بلا اجرت فروخت کر دی ہے اور دلال نے کہا کہ مین نے اجرت پر یہ کام کیا ہے پس اگر یہ دلال اس کام مین مشہور ہو کہ لوگون کا مال اجرت پر فروخت کیا کرتا ہے تو مالک زمین کے قول کی تصدیق نہوگی اور اسکو اجر المثل دینا پڑے گا یہ جواہر اخلاطی مین ہے۔ اگر چرواہے نے کہا کہ مین نے گائے بکری وغیرہ جو جانور چرائی پر تھا اسکے مرجانے کا خوف کر کے اُسکو ذبح کر دیا ہے اور مالک نے انکار کیا تو اُسی کا قول قبول ہوگا اور چرواہے پر گواہ لانا چاہیے یہ وجیز کردری مین ہے۔ فوائد صاحب المحیط مین ہے کہ چرواہے اور مالک مین اختلاف ہوا چرواہے نے کہا کہ مین نے بکری کو مردگی کی حالت مین ذبح کر ڈالا ہے اور مالک نے کہا کہ نہین بلکہ تو نے زندگی کی حالت مین ذبح کیا ہے تو چرواہے کا قول قبول ہوگا اور صدر النوازل مین لکھا ہے کہ اگر اجنبی نے ایسا کہا کہ مین نے مردگی کی حالت مین تیری بکری کو ذبح کر ڈالا ہے پس آیا مثل چرواہے کے ہوگا فرمایا کہ قسم سے اُسی کا قول قبول ہونا چاہئے اور ایسا ہی بعضے فقہا نے فرمایا ہے کیونکہ اسکی ضمان مین شک ہے بخلاف اسکے اگر کہا کہ مین نے تیری بکری تیری اجازت سے ذبح کی ہے اور مالک نے اجازت سے انکار کیا تو مالک کا قول قبول ہوگا اور اگر چرواہے نے کہا کہ مین نے بکری کو اس وجہ سے ذبح کیا کہ وہ بیمار تھی اور مالک نے کہا کہ اسکو کچھ مرض نہ تھا تو مالک کا قول قبول ہوگا اور چرواہا ضامن ہوگا یہ فصول عمادیہ مین ہے۔ ایک شخص نے موجر کو تمام اجرت دیدی پھر دو مہینہ بعد مر گیا اور وارثون نے دس مہینے کی اجرت کا دعوی کیا اور مطالبہ کیا اور موجر نے کہا کہ مین نے اتنی اجرت دو ہی مہینہ کے واسطے لی تھی اور باقی دس مہینے تک اسکو رہنا مباح کر دیا تھا اور وارثون نے کہا کہ تو نے تمام سال کے واسطے کرایہ پر دیا تھا تو موجر کا قول قبول ہوگا کیونکہ وہ اجرت کا مالک ہے اور وارث لوگ اسکی ملک باطل کرنا چاہتے ہین

کذا فی القنیہ

چھبیسوان باب سواری کے جانورون کو سواری کے واسطے کرایہ لینے کے بیان مین

سواری کے جانورون کو سواری دلوانے کے واسطے کرایہ لینا جائز ہے۔ اور اگر سواری کو مطلق چھوڑا کسی شخص کی خصوصیت

بیان نہ کی تو جسکو چاہے سوار کرے یہ ہدایہ میں ہے۔ اور اگر خود سوار ہوا یا کسی ایک شخص کو سوار کیا تو اسکو دوسرے کے سوار کرنے کا اختیار نہوگا یہ کافی میں ہے۔ اور اگر سواری لینے میں کوئی شخص خاص ہوگیا پھر مستاجر یا دوسرا شخص سوائے شخص مخصوص کے سوار ہوا اور جانور مرگیا تو اسکی قیمت کا ضامن ہوگا یہ جوہرہ نیرہ میں ہے۔ اور اگر اس شرط سے کرایہ لیا کہ فلان شخص کو سوار کریگا پھر اُسکے سوائے دوسرے شخص کو سوار کیا اور جانور مرگیا تو ضامن ہوگا یہ کافی میں ہے۔ اگر کسی شخص سے چند اونٹ غیر معین جنکی تعداد بیان کردی ہے کوفہ سے مکہ معظمہ تک کرایہ لیے تو اجارہ جائز ہے اور شیخ الاسلام خواہرزادہ نے شرح میں ذکر فرمایا کہ اس مسئلہ میں یہ غرض نہیں ہے کہ لفظ اجارہ میں غیر معین اونٹ قرار پائے ہیں کیونکہ غیر معین اونٹون کا کرایہ لینا جائز نہیں ہے اسلیے کہ معقود علیہ یعنی جس چیز پر عقد واقع ہوا ہے مجہول ہے بلکہ یہ غرض ہے کہ مستاجر نے کہا کہ مجھے مکہ معظمہ تک سواری پر پہونچادے اور موجر نے اسکو قبول کیا اور اس صورت میں معقود علیہ یہ ہے کہ مکہ معظمہ تک موجر اُسکو پہونچاوے اور یہ امر معلوم ہے مجہول نہیں ہے بلکہ آلہ حمل معقود علیہ ہے اور آلات کا مجہول ہونا موجب فساد اجارہ نہیں ہوتا ہے جیسا کہ درزی و دھوبی وغیرہ کے مسائل میں ہے۔ اور صدر الشہید نے فرمایا کہ ہم اُسکے جواز کا فتوے دیتے ہیں جیسا کہ کتاب میں مذکور ہے اور اسکی تفسیر وہی ہے جو ہمنے بیان کردی ہے اور اسطرح معقود علیہ ایک شے معتاد ہوگی اور اگر ایسا نہو تو جائز نہیں ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر کسی مقام معلوم تک کے کیواسطے کوئی سواری کا جانور مادہ کرایہ لیا پھر جب کچھ دور چلا تو مادہ جانور نے بچہ دیا اور چلنے سے ضعیف ہوگئی پس اگر مستاجر نے بعینہ اسکو کرایہ لیا ہو تو مستاجر کو اختیار ہوگا کہ چاہے اجارہ فسخ کردے یا انتظار کرے یہان تک کہ اُسمین طاقت آجاوے اور یہ اختیار نہیں ہے کہ موجر سے دوسرے جانور کا مطالبہ کرے اور اگر اُسنے صرف اُس مقام کے پہونچا دینے کا اجارہ قرار دیا ہو کوئی جانور معین کرایہ نہ لیا ہو تو اسکے ضعیف ہوجانے کے وقت مستاجر کو اختیار ہوگا کہ موجر سے دوسرے جانور کا مطالبہ کرے یہ خزانۃ المفتین میں ہے۔ جامع الفتاوی میں لکھا ہے کہ اگر کسی نے ایک چوپایہ سواری کا کسی مقام معلوم تک کے لیے کرایہ کیا اور اُسکو اُس مقام تک نہ لیگیا مگر اس سے کام لیا تو اُسپر اجرت واجب نہ ہوگی اور اگر اسکو اس مقام تک لیگیا تو اجرت واجب ہوگی خواہ سوار ہوا ہو یا نہوا ہو۔ اور یہ حکم اُس صورت کا ہے کہ جب جانور کو جہان سے کرایہ کیا ہے وہان سے مقام معلوم تک لیگیا ہو اور اگر وہین ٹھہر کر انتظار کرتا رہا پس اگر اسکو روک کر ایسا انتظار کیا جیسا کہ قافلہ روانہ ہونے کا انتظار کیا جاتا ہے تو اس مقام تک جانے کا کرایہ اُسپر واجب ہوگا خواہ سوار ہوا ہو یا نہوا ہو اور اگر قافلہ کے نکلنے میں جسقدر انتظار کیا جاتا ہے اُس سے زیادہ انتظار کرتا رہا تو اسپر اُسقدر روکنے سے ضمان واجب ہوگی یعنے اگر جانور مرجاوے تو ضامن ہوگا اور جب ضمان لازم آگئی تو پھر روانہ ہوجانے سے ضمان مرتفع نہ ہوگی اور جب ضمان مرتفع نہوئی تو اُجرت واجب نہوگی یہ تاتارخانیہ میں ہے۔ ایک شخص نے ایک روز کے واسطے ایک جانور سواری کا کرایہ پر لیا اور اُسدن پھر اُس سے نفع اُٹھایا پھر اُس رات میں اُسکو باندھ رکھا حالانکہ اسکا پیٹ ورم کرگیا اور وہ بیمار ہوگیا تھا اور اُسی گھر میں چھوڑ دیا جہان تھا حالانکہ یہ گھر مستاجر کے سوائے کسی دوسرے شخص کا ہے پس وہ جانور مرگیا تو ضامن ہوگا یہ جواہر الفتاوے میں ہے۔ اگر کرایہ پر دینے والے نے کرایہ کا جانور مستاجر کو دیدیا تو اسپر یہ واجب نہیں ہے کہ جانور کے ساتھ اپنا شاگرد یا غلام بھی روانہ کرے اور امام محمدؒ سے روایت ہے کہ یہ بھی واجب ہے یہ غیاثیہ میں ہے۔ قال المترجم المصیر فی ہذا الی العرف فناخذ بروایۃ محمد رحمہ اللہ للعرف فی دیارنا فافہم۔ اور صیرفیہ میں لکھا ہے کہ باربرداری کیواسطے ایک معین جانور کرایہ لیا پھر موجر نے اسکے سوائے دوسرے جانور پر بوجھ لادکر پہونچا دیا تو اجرت کا مستحق نہوگا اور اس

نعل مین اُسنے مستاجر پر احسان کیا یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اگر فرات سے جعفی تک کرایہ کیا حالانکہ جعفی دو قبیلہ شہر کوفہ مین ہین اور کوئی تفصیل نہ بیان کی کہ کون قبیلہ مراد ہی یا کناسہ تک کرایہ کیا اور کناسہ دو ہین انمین کناسہ ظاہرہ یا باطنہ کی تفصیل نہ کی تو اجارہ فاسد اور مستاجر پر اجر المثل واجب ہوگا اسی طرح اگر بخارا سے سہلہ تک کرایہ لیا اور سہلہ توت یا سہلہ امیر کی تفصیل نہ کی یا خنوب تک اور خنوب دو گانون ہین اُنمین سے کوئی گانون خاص بیان نہ کیا تو بھی یہی حکم ہی واضح ہو کہ سہلہ ریگستان ہی اور سہلۂ امیر وزب سمرقند کو کہتے ہین کذا فی الظہیریہ۔ خوارزم سے کچھ ٹٹو بخارا تک کرایہ لیے اور بیس دینار کرایہ ٹھہرے مگر نقد و وزن کی تعیین نہ کی تو نقد خوارزم معتبر ہوگا اور وہین کا وزن معتبر ہوگا کیونکہ وہین عقد قرار پایا ہی یہ قنیہ مین ہی۔ ایک شخص نے ایک ٹٹو چار درم پر کسی مقام معلوم تک جانے کے واسطے اس شرط سے کرایہ لیا کہ آج واپس آویگا پھر چند روز تک واپس نہ آیا یعنے ٹٹو نہ لایا تو اُسپر فقط دو درم واجب ہونگے کیونکہ اُسنے واپس آنے مین عقد کے خلاف کیا یعنے ضامن ہو گیا ہی یہ وجیز کردری مین ہی۔ ایک شخص نے مکہ تک ایک اونٹ کرایہ لیا تو یہ عقد فقط پہونچانے پر قرار دیا جائیگا اور آمد و رفت دونون پر نہو گا اور اگر عاریت لیا ہو تو آمد و رفت دونون پر عاریت ہوگی یہ ذخیرہ مین ہی۔ فتاوائے آہو مین لکھا ہی کہ ایک شخص نے ایک جانور سو من گیہون لادنے کے واسطے کرایہ لیا پھر وہ جانور بیمار ہو گیا اور سوائے پچاس من گیہون کے زیادہ لادنے کی طاقت نہ رہی پس مستاجر نے اسپر پچاس ہی من گیہون لادے پس آیا بقدر کمی کے موجر سے کرایہ واپس لے سکتا ہی تو قاضی بدیع الدین نے فتوے دیا کہ واپس نہین لے سکتا ہی کیونکہ مستاجر اسی پر راضی ہو گیا ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور اگر کسی شخص نے دو چوپایہ ایک بغداد تک دوسرا حلوان تک کرایہ لیا پس اگر بغداد تک اور حلوان تک کیواسطے دونون جانور علحدہ معین ہون تو عقد جائز ہی اور اگر غیر معین ہون تو جائز نہین ہی اور جسقدر اُسنے سواری لی ہی اُسکا اجر المثل دینا پڑیگا اور ضمان واجب نہوگی بسبب اسکے کہ عقد فاسد کو جائز پر قیاس کیا ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر دو ٹٹو ایک ہی صفقہ مین کرایہ لیے تو جسقدر اُسنے باربرداری وغیرہ کا کام لیا ہی اُسکے حساب سے اجرت مقررہ دونون کے اجر المثل پر تقسیم کر کے لیجاویگی اسی طرح اگر دو غلام سلائی وغیرہ کیواسطے ایک صفقہ مین اجارہ دیے تو بھی یہی حکم ہی یہ غیاثیہ مین ہے
اگر پیدل لوگون نے ایک اونٹ اس شرط سے کرایہ لیا کہ ہم مین سے جو مریض ہو جاوے یا تھک جاوے اُس کو سوار کرے تو یہ فاسد ہی اور اگر عقبۃ الاجیر کی شرط لگائی تو جائز ہی اور عقبۂ الاجیر کی شرط سے یہان یہ مراد ہے کہ یون شرط ٹھہرائی کہ ایک سوار ہو کر پھر اُتر پڑے پھر دوسرا سوار ہو وہ بھی کچھ دور چلکر اُتر پڑے پھر تیسرا سوار ہو علیٰ ہذا القیاس کذا فی الخلاصہ قلت و تقدم تفسیرہا مفصلاً۔ اگر کسی شخص نے ایک چوپایہ جبانہ تک یا مصلاے جنازہ تک کرایہ لیا تو جائز نہین ہی اور مشائخ نے فرمایا کہ جبانہ تک کرایہ لینا ایسے شہر کے لوگون کیواسطے نہین جائز ہی کہ جہان دو جبانہ ہون ایک قریب ہو دوسرا بعید ہو چنانچہ امام محمد رح کے شہرون مین ایسا ہی تھا پس معلوم نہین ہوتا تھا کہ کس جبانہ تک کرایہ لیا ہی ورنہ اگر ایک ہی جبانہ ہو تو جائز ہی اور اس جبانہ کی اول حد تک اجارہ واقع ہوگا اور جنازہ مین بھی جب ہی جائز نہوگا کہ جب دو یا زیادہ مصلے ہون کہ معلوم نہو کہ کس مصلے تک کرایہ لیا ہی اور اگر ایک ہی مصلے ہو یا زیادہ ہون مگر معلوم ہو کہ فلان مصلے تک کرایہ لیا ہی تو جائز ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اگر کوئی ٹٹو اس غرض سے کرایہ لیا کہ اُسپر سوار ہو کر فلان شخص جو سفر کو جاتا ہی اس کی مشایعت کرے یعنی اس کو پہونچانے جاوے یا فلان شخص جو سفر سے

آتا ہو اُس سے ملاقات کرے تو نہیں جائز ہو لیکن اگر مقام بیان کرے کہ کس مقام تک مشایعت کے واسطے یا ملاقات کے واسطے جاویگا تو جائز ہے یہ ظہیریہ میں ہے۔ اگر دس درم ماہواری پر کوئی ٹٹو اس شرط سے کرایہ لیا کہ رات یا دن میں جس وقت کچھ ضرورت ہو گی اسپر سوار ہونگا پس اگر کوفہ میں کوئی جانب معلوم بیان کر دی تو جائز ہے اور اگر کوئی مقام معلوم بیان نہ کیا تو جائز نہیں ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر بغداد و غیرہ سے کسی شخص نے کوفہ تک کوئی ٹٹو کرایہ لیا تو موجر پر واجب ہے کہ کوفہ میں پہونچکر مستاجر کو مستاجر کے گھر تک پہونچا دے یہ حکم استحساناً ہے اور قیاساً یہ امر اسپر واجب نہیں ہے اسی طرح اگر اپنا اسباب لادنے کے واسطے کرایہ لیا تو بھی یہی حکم ہے اور اگر مستاجر نے نواح کوفہ میں پہونچکر کسی کنارہ شہر کے اپنا اسباب اتار دیا اور کہا کہ یہی میرا مقام ہے پھر معلوم ہوا کہ اُسنے خطا کی اور چوک گیا اور چاہا کہ دوبارہ اپنے گھر تک لاد کر لیجاوے تو ایسا نہیں کر سکتا ہے۔ اسی طرح اگر کوفہ سے جانب حیرہ روانہ ہونے کے لیے آمد و رفت کے واسطے کوئی ٹٹو کرایہ لیا پس اگر کسی مقام سے واپس آوے تو اسکو چاہیے کہ مستاجر کو اُسکے گھر تک کوفہ میں پہونچا دے چنانچہ اگر کوفہ سے خاص حیرہ تک کے واسطے کرایہ لیا ہو تو بھی واپس آنے کے وقت یہی حکم ہے۔ اور اگر کوفہ میں سرا سے ایک ٹٹو کناسہ تک جانے کے واسطے اور واپس آنے کے واسطے کرایہ لیا اور چاہا کہ واپس ہو کر اپنے مکان پر اترے تو یہ اختیار نہیں ہے بلکہ جہاں سے کرایہ لیا ہے وہیں واپس ہو کر اتر سکتا ہے یہ مبسوط میں ہے۔ اور منتقی میں لکھا ہے کہ اگر کوفہ سے بصرہ تک بیس روز میں پہونچانے کی شرط سے کوئی ٹٹو کرایہ لیا اور موجر نے اسکو پچیس روز میں پہونچایا تو اس حساب سے اجرت کم کر دیجائیگی اور یہ حکم امام محمد و امام ابو یوسف کے قول پر درست ہوتا ہے اور امام اعظم رحمہ کے قول پر اجارہ فاسد ہونا چاہیے یہ خلاصہ میں ہے۔ اگر کوفہ سے بغداد تک اس شرط سے ٹٹو کرایہ لیا کہ اگر دو روز میں بغداد پہونچا دے تو دس درم اجرت ہے ورنہ ایک درم ہے تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک پہلا تسمیہ یعنے دس درم جائز ہے اور دوسرا تسمیہ فاسد ہے اور صاحبین کے نزدیک دونوں تسمیہ صحیح ہیں یہ مبسوط میں ہے۔ اگر کسی شخص نے کوفہ سے مکہ معظمہ تک حج کے لیے آمد و رفت پر ایک ٹٹو کرایہ لیا تو مستاجر کو اختیار ہے کہ یوم الترویہ و یوم عرفہ و یوم النحر و تین روز ایام تشریق اسپر سوار ہو یہ خزانۃ المفتیین میں ہے۔ اگر ایک ٹٹو کو دو آدمیوں نے کرایہ لیا پھر ایک آدمی راستہ میں مر گیا تو موجر پر جبر نہ کیا جائیگا کہ جو شخص زندہ ہے اور سوار ہو کر روانہ ہونا چاہتا ہے اُسکو آدھے کرایہ پر آدھا ٹٹو کرایہ دیکر سوار کرکے پہونچا دے۔ اور موجر کو اختیار ہو گا کہ جو شخص مر گیا ہے اُسکے مثل دوسرا شخص سوار کرے۔ قلت اور کتاب میں ٹٹو کے بجاے اونٹ فرض کیا ہے اور ٹٹو میں سواری میں تفصیل ہو گی کہ اگر دونوں بنوبت سوار ہوتے ہوں اور نصف ٹٹو کرایہ دینے کے یہ معنی ہونگے کہ مستاجر اپنی نوبت پر سوار ہو گا اور بلا نوبت ٹٹو خالی چلیگا بخلاف اونٹ کے کہ اُسمیں اپنی جگہ پر سوار رہیگا فافہم۔ اور اگر کچھ لوگوں نے کوئی کشتی کرایہ لی تاکہ سوار ہوں پھر اُن میں بعض مر گئے تو باقیوں کو بعوض انکے حصۂ اجرت کے سوار کرے اور موجر کو اختیار ہو گا کہ جو شخص مرا ہے اُسکے مثل یا زیادہ دوسرا شخص سوار کرے مگر زیادتی میں جب ہی تک زیادتی کا اختیار ہو گا کہ جب تک دوسروں کی رضا مندی ہو شرط ٹھہری ہے اُنکو موافق شرط کے ضرر نہ پہونچے۔ پس اگر اُنمیں سے ایک شخص نے کہا کہ یہاں ٹھہرو پس اگر اُسنے کسی جنگل میں ٹھہرنے کو کہا تو قبول نہ کیا جائیگا اور اُسپر جبر کیا جائیگا کہ یہاں سے جو آبادی قریب تر ہو وہاں تک چلکر ٹھہرے یہ غیاثیہ میں ہے۔ ایک شخص نے کوفہ سے آمد و رفت کے واسطے مکہ معظمہ تک ایک اونٹ کرایہ لیا پھر جب وہ شخص حج کے مناسک و افعال ادا کر چکا تو مر گیا تو اُسپر اُسکے حساب سے اجرت واجب ہو گی کیونکہ باقی کا عقد اُسکے مرنے کی وجہ سے باطل ہو گیا پس باقی کی اجرت

بھی ساقط ہوگئی اور جسقدر اُس نے منفعت حاصل کی ہو اُسکی اُجرت ترکہ مین واجب ہوگی پھر اسکا حساب بیان کیا اور فرمایا کہ دس حصون مین سے ساڑھے پانچ حصے واجب ہونگے اور ساڑھے چار حصے باطل ہو جاوینگے اور یہ عجیب مسئلہ ہو اور شمس الائمہ سرخسی نے اس حساب کی تخریج یون بیان فرمائی کہ کوفہ سے مکہ معظمہ تک ستائیس مرحلے ہین یہ جانے کے ہوے اور اسی قدر آنے کے ہوے اور افعال حج کا ادا کرنا چھ روز مین ہوگا کہ یوم الترویہ کو منی کی طرف جائیگا اور یوم عرفہ مین عرفات کو جائے گا اور یوم النحر مین طواف زیارت کیواسطے مکہ کو واپس آویگا اور پھر تین روز رمی جمار کیواسطے چاہیے ہین کل چھ روز ہوئے اور ہر روز ایک مرحلہ شمار کیا گیا اور ان سب کا مجموعہ ساٹھ مرحلہ ہوے اور انکے دس حصہ کیے گئے تو ہر چھ مرحلہ ایک دہائی ہوئی پھر جب وہ شخص ادائے مناسک کے بعد مر گیا تو تینتیس مرحلے کے بعد مرا یعنی ستائیس مکہ تک جانے کے اور چھ ادائے مناسک کے کہ مجموعہ تینتیس ہوے اور یہ تینتیس باعتبار دہائی کے دس حصون مین سے ساڑھے پانچ حصے ہوے۔ اور شمس الائمہ رح نے فرمایا کہ بسا اوقات مدینہ سے ہوکر گذرنا بھی شرط ہوتا ہی پس اگر یہ بھی شرط ہو تو تین مرحلے اور زیادہ کئے جاوینگے کیونکہ کوفہ سے مکہ معظمہ تک کا فاصلہ مدینہ منورہ ہوکر تیس مرحلے ہیں پس اگر مدینہ ہوکر گذرنا جاتے وقت شرط کیا ہو تو مجموعہ تریسٹھ رکھے جاوینگے اور اُنمین سے چھتیس جزو اُسپر زیادہ ہونگے یعنے تیس جانے کے اور چھ مرحلے ادائے مناسک کے کل چھتیس ہوے اور اگر آتے وقت مدینہ ہوکر آنا شرط کیا ہو تو اُسپر تریسٹھ جزون مین سے تینتیس جزو واجب ہونگے یعنے جانے کے ستائیس اور ادائے مناسک کے چھ کل تینتیس ہوے۔ اور اگر جانا و آنا دونون مدینہ ہوکر شرط قرار پایا تو مجموعہ چھیاسٹھ مرحلے ہوے اور مستاجر پر چھتیس جزو اجرت کے واجب ہونگے کیونکہ جانے کے یہ چھتیس مرحلے ہوے یعنی تیس مرحلے راہ کے اور چھ مرحلے ادائے مناسک کے کل چھتیس ہوے پس حاصل دہائی کے حساب سے یون ہوا کہ کرایہ کے گیارہ جزون مین سے چھ جزو اُسپر واجب ہونگے اور مرحلون پر کرایہ تقسیم کرنے مین سہولت یا اشکال کا اعتبار نہ کیا کیونکہ اُسکا ضبط ممکن نہین ہو اور یہ ایسا مسئلہ ہو کہ جو شخص علم فقہ مین متبحر ہوتا ہو اُسکی سے امتحاناً دریافت کیا جاتا ہی یہ قول میرے والد رح اپنے استاد امام ظہیر الدین مرغینانی رح سے نقل فرماتے تھے یہ ظہیریہ مین ہو۔ اگر مستاجر نے لدے ہوے بوجھ پر کینہ یا تبہ رکھنا چاہا تو اس کام کا مختار نہ ہوگا اور مختار نہین ہو کہ جس جنس کا بوجھ ٹھہرا ہو اُسی کی جنس کا بوجھ دوسرا قرار داد سے زیادہ لادے اور اگر اسی قدر یا اُس سے کم لاد کر لادے تو جائز ہو اور اگر مستاجر نے چاہا کہ جو اونٹ ٹھہرا ہو اُسی کے مثل دوسرا بدل دے تو جائز ہو اور اگر بارگیر یعنے محمل ٹوٹ گئی اور مستاجر کسی اونٹ پر جیسپر بوجھ وغیرہ اسباب لادا جاتا ہو روانہ ہوا تو پوری اجرت واجب ہوگی اور اگر شتربان بھاگ گیا اور مستاجر نے حاکم کے حکم سے یا جسکو حاکم نے مقرر کیا اُسکے حکم سے چوپایہ کو نفقہ دیا تو جسقدر نفقہ دیگا وہ موجر سے واپس لے گا اور نفقہ دینے مین بدون گواہ پیش کرنے کے فقط مستاجر کے قول کی تصدیق نہ ہوگی یہ غیاثیہ مین ہو۔ ایک شخص نے ایک سواری کا جانور اس شرط سے کرایہ لیا کہ فلان شخص کے ساتھ اسکی متابعت کیواسطے یعنی اسکو پہونچانے کو فلان مقام تک سوار ہوکر جاویگا حتے کہ اجارہ جائز ہو گیا پھر دوسرے روز اسکو دوپہر تک باندھ رکھا پھر اُس شخص کی رائے مین آیا کہ نہ نکلے پس ظہر کے وقت مستاجر نے چوپایہ واپس کیا تو کرایہ کچھ واجب نہ ہوگا اور ضمان واجب ہونے کی بابت یہ حکم ہی کہ اگر مستاجر نے اُس سفر کرنے والے کے انتظار مین اسقدر روکا ہی جسقدر اور لوگ انتظار مین روکتے ہین تو ضامن نہ ہوگا اور اگر اس سے زیادہ روکا ہو تو ضامن ہوگا یہ ذخیرہ مین ہو۔ اگر ایک شخص نے لادنے کے واسطے کوئی

جانور کرایہ لیا تو اُسکو اختیار ہے کہ بجائے بار کے سوار ہو جاوے اور اگر سواری کیواسطے کرایہ لیا تو باربرداری کا اختیار نہین ہے اور اگر اس صورت مین بوجھ لادا تو اجرت کا استحقاق نہوگا یعنے مضمون ہو گیا اور بقالی مین لکھا ہے کہ اگر باربرداری کے واسطے کوئی جانور کرایہ لیا اور اُسپر کسی شخص کو سوار کیا تو ضامن نہ ہوگا یہ محیط مین ہے۔ ایک شخص نے بغداد تک ایک جانور اس شرط سے کرایہ لیا کہ جب بغداد سے واپس ہوگا تب اجرت دیگا تو جانور کے مالک کو تا وقتیکہ مستاجر بغداد سے واپس نہ آوے کرایہ طلب کرنے کا اختیار نہین ہے اور اس حکم مین اشکال ہے اسواسطے کہ بغداد سے اسکی واپسی کا وقت معلوم نہین ہے۔ پھر اگر میعاد مجہول ہو اور مستاجر بغداد مین مرگیا تو اُسوقت موجر کو اختیار ہوگا کہ مستاجر کے وہانتک جانے کا کرایہ مستاجر کے ترکہ مین سے وصول کرے یہ ظہیریہ مین ہے۔

ستائیسوان باب اجارہ مین خلاف کرنے اور ضائع و تلف وغیرہ ہونے سے ضمان لازم آنے کے مسائل کے بیان مین

ایک شخص نے شہر سے کسی مقام معلوم تک جانے کیواسطے کوئی جانور کرایہ لیا پھر اُسپر شہر مین سوار ہوا اور وہان نہ گیا تو ضامن ہوگا اور اگر کپڑے کے اجارہ مین اسطرح خلاف کیا ہو تو ضامن نہوگا یہ سراجیہ مین ہے۔ ایک شخص نے شہر مین ایک روز سوار ہونے کیواسطے ایک جانور کرایہ لیا پھر اسکو لیکر یعنے سوار ہوکر باہر چلا گیا مگر اُسی روز اُس کو شہر مین واپس لایا تو ضمان سے بری ہو جائیگا یہ امام محمد رح سے مروی ہے کذا فی التاتارخانیہ۔ ایک چوپایہ اس غرض سے کرایہ لیا کہ اسپر کسیقدر جو باندازہ معلوم یعنے بہ پیمانہ معلوم لادے پھر اُسیقدر گیہون یعنی اسیقدر پیمانہ گیہون اُسپر لادے تو اسپر درصورت چوپایہ کے ہلاک ہو جانے کے چوپایہ کی قیمت واجب ہوگی اور اسپر کچھ اجرت واجب نہ ہوگی یہ سب ائمہ کے نزدیک بالاجماع ہے کیونکہ جسقدر پیمانہ جو ہون اسیقدر پیمانہ اگر گیہون لیے جاوین تو بسبب جو کے گران ہونگے کیونکہ گیہون مین بہ نسبت جو کے زیادہ اندماج ہوتا ہے پس گویا اُسنے پتھر یا لوہا بجائے جو کے لادا اور ظاہر ہے کہ اس مین صورت ضامن ہوگا پس گیہون مین بھی ضامن ہوگا بخلاف اسکے اگر ہو اسطے کرایہ کیا کہ اُسپر دس قفیز جو لادے پھر اُسپر گیارہ قفیز جو لادلایا تو اس صورت مین اسکی قیمت کے گیارہ حصے کرکے ایک حصہ قیمت کا ضامن ہوگا بشرطیکہ چوپایہ مین گیارہ قفیز جو اُٹھانے کی طاقت ہو اور فقط گیارھوین حصہ کا ضامن اسوجہ سے ہوگا کہ جو چیز اُسنے زیادہ لادی ہے وہ اُسی جنس سے ہے جسکے لادنے کیواسطے کرایہ لیا تھا۔ اور اگر گیارہ قفیز گیہون لادنے کے واسطے کرایہ لیا پھر اُسپر گیارہ قفیز جو لادے تو استحساناً ضامن نہوگا۔ اور اگر تول کے حساب سے گیہون لادنے کیواسطے کرایہ لیا پھر اُسی تول سے اُسپر اُسیقدر جو لادلایا تو ضامن نہوگا بشرطیکہ جس جگہ چوپایہ کی پیٹھ پر بوجھ لادا جاتا ہے اتنی جگہ سے یہ بوجھ تجاوز نہ کرگیا ہو یعنے موضع حمل سے زیادہ بے جگہ نہ لادا ہو وے۔ اور اگر جو لادنے کے واسطے کرایہ لیا پھر تول سے اسیقدر گیہون لادے تو ضامن ہوگا۔ اور اصل اس بات مین یہ ہے کہ جو چیز بیان کر دی گئی ہے اسکو لاد کر دیکھا جاوے اور جو چیز مستاجر نے ازراہ مخالفت جانور کی پیٹھ پر لادی ہے اُسکو لاد کر دیکھا جاوے حالانکہ وزن مین دونون یکسان ہون پس اگر وہ چیز جسکو مستاجر نے لادا ہے جانور کی پیٹھ پر بہ نسبت مقرر شدہ چیز کے کم جگہ گھیرتی ہو تو ضامن ہوگا کیونکہ اُس صورت مین جو چیز مستاجر نے لادی ہے وہ بہ نسبت مقرر شدہ کے جانور کے حق مین زیادہ مضر ہوگی چنانچہ اگر عقد مین گیہون یا جو لادنا قرار پایا اور مستاجر نے بجائے اسکے پتھر یا لوہا لادا حالانکہ وزن مین اُسی قدر لادا ہو تو ضامن ہوگا اور اگر وہ چیز جو مستاجر نے لادی ہے بہ نسبت مقرر شدہ کے زیادہ جگہ گھیرتی ہو اور وزن مین

دونوں برابر ہوں تو ضامن نہوگا کیونکہ یہ چیز بہ نسبت مقرر شدہ کے چوپایہ کے حق میں آسان ہوگی بس ایسے خلاف سے ضامن نہوگا ولیکن اگر اس چیز کا لادنا لادنے کی جگہ سے تجاوز کر گیا تو ضامن ہوگا چنانچہ اگر گیہوں لادنا اجارہ میں ٹھہرا اور مستاجر نے بجائے اسکے لکڑیاں اینٹ ایندھن کی یا بھوسہ یا روئی اُسی قدر وزن میں لادی اسطرح کہ لادنے کی جگہ سے تجاوز کیا تو ضامن ہوگا اور اسی پر فتوی ہے یہ ظہیریہ میں ہے۔ اگر پیمانہ معلوم سے جو لادنے کے واسطے کوئی جانور کرایہ لیا پھر اسپر اسکے نصف کے برابر گیہوں لادے تو امام سرخسی نے فرمایا کہ ضامن ہوگا اور امام خواہرزادہ نے فرمایا کہ استحسانًا ضامن نہوگا اور صدر الشہید نے کتاب الاصل کی شرح مسائل العاریۃ میں فرمایا کہ یہی اصح ہے یہ خلاصہ میں ہے۔ اگر جو لادنے کے واسطے کوئی جانور کرایہ لیا پھر اُسکی پیٹھ پر ایک طرف گون میں گیہوں لادے اور دوسری طرف جو لادے اور جانور مر گیا تو ہمارے اصحاب نے فرمایا کہ نصف ضمان اور نصف اجرت اُسپر واجب ہوگی یہ ینابیع میں ہے۔ اگر بجائے مرعزی کپڑون کے چادرین سوتی اور طیلسان گندہ لادلایا تو ضامن ہوگا یہ غیاثیہ میں ہے۔ اگر بوجھ لادنے کے واسطے کوئی اونٹ کرایہ لیا پھر اُسپر اشیائے خانہ داری و اثاثہ لادا تو ضامن ہوگا اور اگر بجائے بوجھ کے اُسپر کسی شخص کو سوار کر دیا تو ضامن نہوگا کیونکہ یہ ہلکا ہوگا یہ محیط سرخسی میں ہے۔ ایک شخص نے اپنے سوار ہونے کے واسطے ایک جانور کرایہ کیا پھر اُسپر کسی دوسرے شخص کو سوار کیا پھر اُسکو اُتار کر خود سوار ہوا تو ضمان سے بری نہوجائیگا اور اگر کوئی جانور کسی مقام معلوم تک کے واسطے کرایہ لیا اور اُسکو اُس مقام تک لیگیا حالانکہ نہ اُسپر سوار ہوا نہ اُسپر بوجھ لادا تو اجرت واجب ہوگی اور اگر جانور میں کوئی عذر ایسا ظاہر ہوا کہ جسکے باعث سے سوار نہوسکا اور نہ بوجھ لادسکا تو اجرت واجب نہوگی یہ تاتارخانیہ میں ہے۔ اگر کوئی زین ایک مہینہ تک کسیکر سوار ہونے کے واسطے اجارہ لی پھر کسی دوسرے شخص کو دیدی وہ کسیکر سوار ہوتا رہا تو ضامن ہوگا اور اجرت واجب نہوگی اور اگر کوئی اکاف دیلئے یا پالان خر اس غرض سے کرایہ لیا کہ ایک مہینہ تک اُسپر گیہوں لاد کر لادے تو جائز ہے خواہ اُسنے اپنے گیہوں لادے ہوں یا دوسرے کے گیہوں ہوں اور جوال کا بھی یہی حکم ہے یعنے خواہ اپنے گیہوں اُسمیں بھرے یا دوسرے کو گیہوں بھرنے کے واسطے دیدے یہ مبسوط میں ہے۔ اگر کسی نے اپنا بوجھ لادنے کے واسطے اجارہ لیا پھر اُسپر غیر کا بوجھ لادا تو ضامن نہوگا۔ اور اگر کوئی محمل اپنی سواری کے واسطے کرایہ لی تو اُسکو اختیار نہیں ہے کہ دوسرے کو سوار کرے یہ تاتارخانیہ میں ہے۔ دو شخصوں نے ایک لادو جانور اس شرط سے کرایہ لیا کہ ایک کا دو تہائی اور دوسرے کا ایک تہائی ہے پس پہلے شخص نے اُسپر سات من لادا اور دوسرے نے دس من لادا تو یہ شخص اپنے بوجھ کے سترہ حصوں میں سے چار حصہ کامل اور ایک تہائی حصہ کا ضامن ہوگا کیونکہ اُسکو صرف پانچ حصے کامل و دو تہائی حصے کی اجازت ہے یہ غیاثیہ میں ہے۔ اگر ایک جانور دس من گیہوں لادنے کے واسطے کرایہ لیا پھر اُسپر گیارہ من گیہوں لادے اور وہ جانور مقام مشروط پر پہونچکر تھک کر مر گیا تو مستاجر پر پوری اجرت اور گیارہ حصہ قیمت جانور میں سے ایک حصہ کی ضمان واجب ہوگی اور اس سے زیادہ مستاجر سے کچھ نہیں لے سکتا ہے اور مشائخ نے فرمایا کہ اس مسئلہ کی تاویل دو طور سے ہے ایک یہ ہے کہ جب تک بوجھ مستاجر نے زیادہ کر دیا ہو اُسکے اُٹھانے کی طاقت جانور کو حاصل تھی اور زیادتی بوجھ پر بھی چل سکتا تھا تب یہ حکم ہے اور اگر زیادہ بوجھ کی طاقت نہ تھی تو بہ قیاس ایک مسئلہ کے جو آیندہ آتا ہے یہ حکم ہوگا کہ پوری قیمت ڈانڈ دے۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اُسنے گیارہ من گیہوں ایکبارگی لادے ہوں تب یہ حکم ہے اور اگر اُسنے دس من ایک دفعہ لادے ہوں پھر ایک من لادے ہوں اور جانور تھک کر

مر گیا تو پوری قیمت کا ضامن ہوگا۔ اور یہ اُس صورت میں ہے کہ جب اُسنے گیارہواں من اُسی جگہ لادا ہو جہاں جانور کی پیٹھ پر دس من لادے ہوئے تھے۔ اور اگر اُس جگہ نہ لادا بلکہ زین وغیرہ میں رکھا یا لٹکا دیا تو یہی مسئلہ آئندہ مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالی بیان ہوگا یہ حکم کہ بقدر زیادتی کے ضامن ہوگا کذا فی المحیط اور واضح ہو کہ مسئلہ جو مذکور ہوا ہے اور دوسرے مسئلہ میں فرق ہے یعنی ایک بیل واسطے پیسنے گیہوں کے واسطے اجارہ لیکر گیارہ من گیہوں پیسے اور جانور مر گیا یا ایک جریب زمین میں بل چلانے کے واسطے کرایہ لیا اور ڈیڑھ جریب زمین میں بل چلایا اور جانور تھک کر مر گیا تو پوری قیمت کا ضامن ہوگا پس ان دونوں میں یہ فرق ہے کہ پیسائی کا کام رفتہ رفتہ ہوتا ہے پس جب پیسائی دس من کی ہو چکی تو عقد اجارہ تمام ہو گیا پھر اسکے بعد کام لینے سے ہر طرح ضامن ہوگا پس پوری قیمت دینی پڑیگی بخلاف لدائی کے کہ لدائی ایک ہی مرتبہ ہوئی ہے پس جب اُسنے زیادہ بوجھ لاد دیا اور اُسمیں سے تھوڑے بوجھ کی اسکو بحکم عقد اجارہ اجازت تھی تو پس ہر طرح ضامن نہوگا بلکہ بقدر زیادتی کے ضامن ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ (قال الامام) ابو حنیفہ رح ایک شخص نے دس من گیہوں لادنے کے واسطے ایک جانور کرایہ لیا اور اُسپر بیس من لادے پس اگر وہ جانور مرنے سے بچ گیا تو مستاجر پر پوری اجرت واجب ہوگی۔ اور اگر مقام مشروط پر پہونچکر مر گیا تو پوری اجرت اور آدھی قیمت واجب ہوگی مگر امام ابو یوسف رح کے نزدیک پوری قیمت کا ضامن ہوگا یہ وجیز کردری میں ہے۔ ایک شخص نے دس من گیہوں لادنے کے واسطے کرایہ لیا پھر اُسپر پندرہ من گیہوں لادیگیا اور صحیح سالم اسکو واپس لایا مگر مالک کو واپس کرنے سے پہلے وہ جانور مر گیا پس اگر مستاجر کو معلوم تھا کہ اسقدر بوجھ لادنے کی طاقت اس جانور میں ہے تو پوری اجرت اور ایک تہائی قیمت کا تاوان واجب ہوگی اور اگر معلوم تھا کہ نہیں طاقت رکھتا ہے تو پوری قیمت کا ضامن ہوگا اور کچھ اجرت واجب نہوگی یہ فتاوے قاضی خان میں ہے اور اگر مستاجر نے جانور کے مالک کو حکم دیا کہ اُسپر بوجھ لاد دے اُسنے لاد دیا حالانکہ جانتا ہے کہ اس بوجھ میں قرار داد سے زیادتی ہے یا نہیں جانتا ہے تو مستاجر ضامن نہوگا اور یہ ایک حیلہ ہے یہ غیاثیہ میں لکھا ہے۔ اور اگر دس من گیہوں لادنے کے واسطے کرایہ لیا پھر بیس من کی گون بھر کر موجر کو حکم دیا کہ جانور پر لاد دے اُسنے لاد دیا تو مستاجر ضامن نہوگا اور اگر دونوں نے ملکر ایک ساتھ لادا ہو تو مستاجر چوتھائی قیمت کا ضامن ہوگا اور اگر بیس من اُسنے دو گونوں میں بھرا اور ہر ایک نے ایک ایک گون لادی یا پہلے مستاجر نے دس من کی گون لادی پھر موجر نے دوسری گون لادی تو بالکل مستاجر ضامن نہوگا اور اگر پہلے موجر نے بحکم مستاجر ایک گون لادی پھر مستاجر نے دوسری گون لادی تو نصف قیمت کا ضامن ہوگا یہ وجیز کردری میں ہے۔ اگر کسی مقام معلوم تک سوار ہونے کے واسطے ایک جانور کرایہ لیا پھر خود سوار ہوا اور اپنے ساتھ بوجھ لاد لیا پس اگر جانور ہلاک ہو جاوے تو بقدر زیادتی کے ضامن ہوگا یہ حکم کتاب میں صریح مذکور ہے اور اسکی تفسیر یہ ہے کہ دانا کاریگروں کے پاس جاکر دریافت کیا جاویگا کہ یہ بوجھ جو اس شخص نے زیادہ لاد لیا ہے سواری سے گرانی میں کسقدر زیادہ ہے اُسی حساب سے ضمان لیجاویگی اور یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جب اُسنے سواری کی جگہ بوجھ نہ رکھا ہو بلکہ سواری کی جگہ خود سوار ہوا ہو اور بوجھ دوسری جگہ مثلاً کسی طرف لٹکا لیا ہو اور اگر سواری کی جگہ بوجھ لادکر اُسپر سوار ہو گیا ہو تو پوری قیمت کا ضامن ہوگا یہ فتاوی صغری میں ہے۔ اگر سوار ہونے کے واسطے کوئی جانور کرایہ لیا پھر خود سوار ہوا اور اپنے ساتھ کسی غیر کو سوار کر لیا پس اگر جانور بچ گیا تو پوری اجرت واجب ہوگی اور ضامن نہوگا اور اگر ایسی سواری سے جانور مر گیا حالانکہ اس نے مقام مشروط تک پہونچا دیا ہے تو مستاجر پر اجرت کامل واجب ہوگی اور نصف قیمت کا ضامن ہوگا اور ضمان وصول کرنے میں مالک کو

اختیار ہوگا چاہے مستاجر سے وصول کرے یا اس غیر سے وصول کرے خواہ یہ غیر مستاجر کا مستاجر ہو یعنی اُس نے مستاجر سے اجارہ لیا ہو یا مستعیر ہو پس اگر مالک نے اپنے مستاجر سے ضمان لی تو مستاجر اس ضمان کو اس غیر سے کسی صورت مین واپس نہین لے سکتا ہے اور اگر مالک نے اس غیر سے ضمان وصول کر لی پس اگر یہ غیر مستاجر ہو تو اپنے موجر سے مال ضمان واپس لیگا اور اگر مستعیر ہو تو واپس نہین لے سکتا ہے اور واضح ہو کہ یہ شخص غیر خواہ ہلکا ہو یا بھاری ہو کچھ فرق نکیا جائیگا ہر صورت مین ضمان واجب ہوگی۔ اور مشائخ نے فرمایا کہ آدھی قیمت کی ضمان صرف اُسی صورت مین ہے کہ جب وہ جانور دونون کا بوجھ اُٹھا سکتا ہو اور اگر دونون سوارون کا بوجھ نہ اُٹھا سکتا ہو تو مستاجر پوری قیمت کا ضامن ہوگا پھر واضح ہو کہ امام محمد رح نے اس مسئلہ مین مطلقاً نصف قیمت کے ضامن ہونے کا حکم دیا اور جامع صغیر مین یون ذکر کیا ہے کہ اگر ایک شخص نے قادسیہ تک ایک جانور سواری کیواسطے کرایہ لیا اور اپنی ردیف مین ایک غیر شخص کو سوار کیا اور جانور تھک کر مر گیا تو بقدر زیادتی کے ضامن ہوگا اور بھی جامع صغیر مین اس مسئلہ قادسیہ والے کے ذکر کرنے کے دور کے بعد بیان کیا کہ اندازہ و گمان کا اعتبار کیا جائیگا اور قدوری مین لکھا ہے کہ مستاجر نصف قیمت کا ضامن ہوگا خواہ دوسرا شخص ہلکا ہو یا بھاری ہو اور امام زاہد فخر الاسلام علی بزدوی نے فرمایا کہ حاصل یہ ہے کہ اندازہ گمان معتبر ہے اور اگر اندازہ گمان مین اشتباہ رہے تو عدد کا اعتبار کیا جائیگا۔ اور اگر مستاجر نے اپنے ساتھ کسی ایسے نابالغ کو سوار کر لیا جو جانور سے سواری نہین لے سکتا ہے اور نہ اُسکو پھیر سکتا ہے تو جسقدر بوجھ زیادہ ہو گیا اس کے حساب سے ضامن ہوگا۔ مگر واضح ہو کہ جب اُسنے اپنے ساتھ ایسی چیز کو لا دلیا جو بوجھ یا بوجھ کے حکم مین ہے تو بقدر زیادتی کے ضامن ہونا اُسی صورت مین ہے کہ جب بوجھ کے رکھنے کی جگہ کے سوائے دوسری جگہ سوار رہا ہو اور اگر موضع حمل پر سوار رہا ہو تو پوری قیمت کا ضامن ہوگا پس اس مسئلہ پر قیاس کر کے ہم کہتے ہین کہ اگر سواری کے واسطے ایک جانور کرایہ لیا پھر اُسپر خود سوار ہوا اور اپنے کندھے پر دوسرے شخص کو سوار کر لیا اور جانور مر گیا تو پوری قیمت کا ضامن ہوگا۔ اور یہ اختلاف یعنے بقدر زیادتی کے یا پوری قیمت کے ضامن ہونے کا اختلاف اُس صورت مین ہے کہ جب وہ جانور اسقدر طاقت رکھتا ہو کہ مستاجر مع بوجھ کے اُسپر سوار ہو جاوے اور اگر یہ طاقت نرکھتا ہو تو سب صورتون مین پوری قیمت کا ضامن ہوگا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر سواری کیواسطے کوئی جانور کرایہ لیا پھر کرایہ لینے کے وقت جسقدر کپڑے پہنے ہوئے تھا اُس سے زیادہ کپڑے پہنکر سوار ہوا پس اگر یہ زیادتی ایسی ہے جیسے لوگ سوار ہونے مین پہنا کرتے ہین یعنی لوگون کے رواج سے خلاف نہین ہے تو ضامن نہوگا اور اگر اس سے بھی زیادہ پہن لیے ہون تو بقدر زیادتی کے ضامن ہوگا یہ مبسوط مین ہے۔ ایک شخص نے ایک جانور سواری کیلیے کرایہ کیا اور جب پہونچ کر گھر تک لایا تو اسکو گھر مین اس غرض سے ہانک لے گیا کہ جو زائد لباس پہنے ہوئے ہے اُسکو اُتار دے پس وہ جانور گھر سے نکلکر بھاگا اور مستاجر اُسکے پیچھے دوڑا مگر اُس تک نہ پہونچ سکا تو ضامن نہوگا کیونکہ اُسنے حفاظت ترک نہین کی یہ جواہر الفتاوی مین ہے۔ اگر شہر مین دس روز سواری لینے کیواسطے ایک جانور کرایہ لیا اور اُسکو باندھ رکھا اور بالکل سوار نہو تو بھی کرایہ واجب ہوگا اور کچھ ضامن نہوگا اور اگر دس روز سے زیادہ اسکو باندھ رکھا ہو تو زیادہ دنون کا کرایہ واجب نہوگا اور اگر جانور کو نفقہ دیا ہو تو اُسنے احسان کیا یعنے جو کچھ خرچ کیا ہے اسکو مالک سے نہین لے سکتا ہے یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ امام محمد رح نے کتاب الاصل مین لکھا ہے کہ ایک جانور اس غرض سے کرایہ لیا کہ راستہ مین

چنے

دلہن کو اُسکے شوہر کے گھر پہونچایا جاوے یعنی شب زفاف مین سوار کر کے شوہر کے گھر پہونچایا جاوے پس اگر عروس معین ہوا اور جہان پہونچانا منظور ہے وہ جگہ بھی معین کر دی تو اجارہ جائز ہی اور اگر عروس غیر معین ہو تو اجارہ فاسد ہی اور اگر مستاجر نے ایسے اجارہ مین کسی دلہن کو سوار کر کے پہونچا دیا تو استحسانًا عقد اجارہ منقلب بجائز ہو جائیگا اور مستاجر پر کرایہ واجب ہوگا جو دونون کے درمیان قرار پایا ہی۔ اور اگر دلہن والون نے وہ جانور باندھ رکھا یہانتک کہ صبح ہو گئی پس آیا اجرت واجب ہوگی یا نہین تو حکم یہ ہی کہ اگر شہر مین کسی عروس معین کے سوار کرنے کے واسطے کرایہ لیا ہو تو اجرت واجب ہوگی اور اگر خارج شہر مین کسی عروس معین کی سواری کے لیے کرایہ لیا ہو تو اجرت واجب نہوگی اور آیا ایسے باندھ رکھنے سے ضامن ہوگا یا نہین تو حکم یہ ہی کہ اگر خارج شہر مین سواری کے واسطے کرایہ کیا ہے تو ضامن ہوگا اور اگر شہر مین سواری کیواسطے اجارہ لیا ہو تو ضامن نہوگا۔ اور اگر دلہن والون نے عروس غیر معین کے زفاف کیواسطے کرایہ پر لیا ہو تو جسوقت اسکو باندھ رکھا اجرت واجب ہوئی خواہ شہر مین سواری کے واسطے اجارہ پر لیا ہو یا باہر شہر کے۔ اور اگر عروس معین کی سواری کیواسطے کرایہ لیا پھر اسکے سوائے کسی دوسری دلہن کو سوار کیا تو ضامن ہو جائیگا اور کرایہ واجب نہوگا خواہ جانور بچ گیا ہو یا مر گیا ہو اور اگر عروس غیر معین کی سواری کے واسطے اجارہ لیا ہو تو ضامن نہوگا یہ محیط مین ہی۔ ایک شخص نے ایک انسان کو سوار کرنے کیواسطے جانور کرایہ لیا پھر اُسپر ایک موٹی بھاری عورت سوار کرائی تو ضامن نہوگا کیونکہ انسان مین عورت بھی داخل ہی۔ اگر وہ عورت ایسی موٹی بھاری ہو کہ جانور اسکا بوجھ نہین اُٹھا سکتا ہی مگر مستاجر نے خواہ مخواہ سوار کیا تو ضامن ہوگا کیونکہ یہ سواری نہین ہے بلکہ جانور کو دیدہ و دانستہ ضائع کرنا ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر اپنی سواری کیواسطے کوئی جانور کرایہ لیا اور اسپر ایک نابالغ لڑکے کو جو جم سکتا ہی یعنے جانور کی گرفت کر سکتا ہی سوار کیا تو تمام قیمت کا ضامن ہوگا اسیطرح اگر نہ جم سکتا ہو تو بھی یہی حکم ہی یہ غیاثیہ مین ہی۔ اگر کسی عورت کے سوار کرنے کیواسطے ایک جانور کرایہ لیا پھر اس عورت کے بچہ ہوا اور بچہ کو بھی ساتھ سوار کیا تو بقدر بچہ کی زیادتی کے ضامن ہوگا اسی طرح اگر کرایہ کی اونٹنی نے بچہ دیا اور بچہ کو عورت کے ساتھ بٹھا دیا تو بھی بقدر بچہ کے ضامن ہوگا اگرچہ وہ بچہ مالک جانور کی ملک ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر کوئی گدھا مع زین کرایہ لیا پھر اسپر ایسی زین ڈالی جیسی ان گدھون پر نہین ڈالی جاتی ہی یعنے بھاری زین تھی تو باتفاق الروایات بقدر زیادتی کے ضامن ہوگا اور اگر دوسری زین بہ نسبت پہلی زین کے ہلکی یا برابر ہو تو ضامن نہوگا۔ اسیطرح اگر گدھے کو مع پالان کرایہ لیا اور پالان دور کر کے دوسرا پالان اُس سے ہلکا یا برابر ڈالا تو ضامن نہوگا اور اگر بھاری ڈالا تو بقدر زیادتی کے ضامن ہوگا۔ اور اگر کوئی گدھا مع پالان کے سواری کیواسطے کرایہ لیا پھر پالان کو دور کر کے اُسپر زین رکھی تو ضامن نہوگا۔ اور اگر گدھا زین کے سواری کیواسطے کرایہ لیا پھر زین دور کر کے پالان ڈالکر سوار ہوا تو ضامن ہوگا ایسا ہی جامع صغیر مین مذکور ہی اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ امام اعظم رح کا قول ہی اور امام ابو یوسف و امام محمد رح نے فرمایا کہ بقدر زیادتی کے ضامن ہوگا اور جو حکم جامع صغیر مین مذکور ہی وہی اصح ہی اسکی وجہ یہ ہی کہ مستاجر نے کل مین صورت و معنی مین خلاف کیا ہی یعنے مستاجر نے صورةً و معنےً کل مین مخالفت کی پس کل کا ضامن ہوگا۔ اور یہ عطائی حکم اُس صورت مین ہی کہ جب ایسے گدھے پر ایسا پالان ڈالا جاتا ہو اور اگر وہ جانور ایسا ہو کہ اُسپر بالکل پالان نہین ڈالا جاتا ہی یا ایسا پالان نہین ڈالا جاتا ہی تو بالاجماع پوری قیمت کا ضامن ہوگا یہ محیط مین ہی۔ اگر ننگا گدھا یعنی ننگی پیٹھ گدھا کرایہ لیا

لہ یعنی پیٹ بن [illegible] سے بہاری بوجھ [illegible]
کہ یعنی اختلاف [illegible]
[illegible]

اور اسپر زین کسکر سوار ہوا تو ضامن ہوگا اور ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ اگر ننگی پیٹھ ایک مقام سے ایسے مقام تک کرایہ لیا کہ جہانتک بدون زین کے سوار ہو جانا ممکن نہیں ہی مثلاً ایک شہر سے دوسرے شہر تک کرایہ لیا تو زین کسنے سے ضامن نہوگا اسی طرح اگر شہر ہی مین سوار ہونے کے واسطے کرایہ لیا مگر مستاجر ایسا شخص ہی کہ شہر مین ننگی پیٹھ جانور پر سوار نہیں ہوتا ہی تو بھی ضامن نہوگا اور زین کسنا ایسی صورت مین مستاجر کیواسطے دلالۃً ثابت ہوگا۔ اور اگر مستاجر ایسا شخص ہو کہ شہر مین ننگی پیٹھ جانور پر سوار ہوتا ہی تو اسکے واسطے یہ اجازت دلالۃً ثابت نہو گی اور وہ ضامن ہوگا پھر جب ضمان مقرر ہوئی پس آیا پوری قیمت کا ضامن ہوگا یا بقدر زیادتی کے ضامن ہوگا تو اُسکا حکم کتاب الاصل مین نہین لکھا ہی اور ہمارے بعض مشائخ نے فرمایا کہ پوری قیمت کا ضامن ہوگا اور یہی صحیح ہی یہ محیط مین ہی۔ اگر بدون لگام کے کوئی جانور کرایہ لیا پھر لگام دیدی یا لگام دی ہوئی تھی اسکو اُتار کر دوسری لگام ویسی ہی چڑھائی اور سوار ہو گیا تو ضامن نہوگا اور اگر وہ جانور بغیر لگام کے چلتا ہو اور ایسی لگام دی جیسی اس جانور کے نہین چڑھائی جاتی ہی تو ضامن ہوگا یہ خزانۃ المفتیین مین ہی۔ اگر جانور کی لگام سختی سے اپنی طرف کھینچی یا اسکو مارا کہ وہ مر گیا تو امام اعظم رح کے نزدیک ضامن ہوگا اور اسی پر فتوی ہی یہ جوہرہ نیرہ مین ہی۔ اور شیخ اسمٰعیل زاہد رح نے فرمایا کہ اگر سواری کے واسطے کوئی جانور کرایہ لیا پھر اسکو مارا کہ وہ مر گیا پس اگر مالک کی اجازت سے اُسکو مارا اور مار کی چوٹ ایسی جگہ پہونچی جہان مارنے کی عادت ہی تو بالاجماع ضامن نہوگا اور اگر غیر عادت کی جگہ پہونچی یعنی وہان مارنے کی عادت نہین ہی تو بالاجماع ضامن ہوگا لیکن اگر خاص اس غیر معتاد جگہ پر مارنے کی اجازت حاصل ہو تو ضامن نہوگا یہ مضمرات مین ہی۔ اور اگر جانور کے چلانے مین سختی کی یعنے غیر معتاد رفتار سے ہانکا تو ضامن ہوگا یہ بالاجماع ہی کذا فے الغیاثیہ۔ اگر کوفہ تک جانے کے واسطے کوئی جانور کرایہ لیا اور اسکو کوفہ کے آگے لیگیا اگر اسقدر بڑھ گیا کہ لوگ ایسی زیادتی سے چشم پوشی نہین کرتے ہین خواہ اس بڑھ جانے مین سوار ہوا ہو یا نہوا پھر اسکو کوفہ مین واپس لایا تو مستاجر پر کوفہ تک کا کرایہ واجب ہوگا اور جانور اُس کے پاس ضمان مین رہے گا تاوقتیکہ مالک کو واپس نہ کرے چنانچہ اگر کوفہ کے راستہ مین مر جاوے تو اُسکی قیمت کا ضامن ہوگا اور کرایہ مین سے کچھ بھی نہ دینا پڑیگی اور یہ دوسرا قول امام اعظم رح کا اور یہی قول صاحبین رح کا ہی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ اگر اجارہ کا جانور مستاجر کے پاس تلف ہوئی اور پھر کسی شخص نے مستاجر قابض پر اپنا استحقاق ثابت کر کے مستاجر سے ضمان لے لی تو مستاجر اس مال ضمان کو اپنے موجر سے واپس لیگا یہ ینابیع مین ہی۔ جامع الفتاوے مین لکھا ہے کہ اگر دس قفیز گیہون لادنے کے واسطے ایک جانور کرایہ لیا پھر اسکو بیس قفیز گیہون لادنے کے لیے دوسرے شخص کو کرایہ پر دیدیا اور دوسرے کی باربرداری مین وہ جانور تلف ہو گیا تو مالک کو دونون مین ہر ایک سے ضمان لینے کا اختیار ہوگا پس اگر اُسنے دوسرے سے ضمان لی تو وہ پہلے مستاجر سے یہ مال ضمان واپس لیگا اور اگر اُسنے پہلے مستاجر سے ضمان لی تو پہلا مستاجر اس مال کو دوسرے سے واپس نہین لے سکتا ہی کیونکہ اسی نے دوسرے کو دھوکا دیا تھا۔ اور اگر ایک شخص نے شہر ہمدان تک جانے کے واسطے کرایہ لیا اور بیچ راستہ مین وہ جانور مر گیا حالانکہ جسقدر راستہ باقی رہ گیا ہی وہ بہ نسبت طے کیے ہوئے کے سخت دشوار ہی تو کرایہ کی تقسیم مین آسانی و سختی کا اعتبار ہوگا اسواسطے کہ کبھی آسانی کی وجہ سے ایک کوس کا ایک درم کرایہ ہوتا ہی اور کبھی سختی کیوجہ سے ایک کوس کا دو درم کرایہ ہوتا ہے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ اگر کسی مقام معلوم تک سوار ہو کر آمد و رفت کے واسطے ایک جانور چارہ دینے کی شرط سے

ف [illegible]

کرایہ لیا حتی کہ اجارہ فاسد قرار پایا پھر وہان تک جاکر واپس ہوا اور اپنی ردیف مین ایک شخص کو سوار کر لیا تو جانے کا پورا اجر المثل واجب ہوگا اور واپسی کا آدھا اجر المثل واجب ہوگا کیونکہ واپسی کے وقت وہ شخص نصف کا غاصب ہوگیا اور نصف کا اجارہ فاسد تھا اور اگر اس صورت مین جانور مر جاوے تو نصف قیمت کا ضامن ہوگا اور اگر اسنے موافق شرط کے اجارہ دیا تو جو اجرت اُسپر واجب ہوئی ہے اُسمین محسوب کیا جائیگا یہ غیاثیہ مین ہے۔ اگر ایک مقام معین تک سوار ہونے کیواسطے ایک جانور کرایہ لیا پھر اسکو کسی دوسرے مقام تک سوار ہو کرلے گیا تو در صورت مر جانے کے ضامن ہوگا اگرچہ دوسرا مقام بہ نسبت مقام معین کے نزدیک ہو یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر ایک مقام معین تک سوار ہو جانے کیواسطے ایک جانور کرایہ لیا اور اسکو کسی دوسرے مقام تک سوار ہو کر لیگیا تو کچھ اجرت واجب نہو گی خواہ جانور صحیح سالم رہا ہو یا مر گیا ہو۔ اور ایسی جنس کے مسائل مین اصل یہ ٹھہری ہے کہ معقود علیہ یعنی منفعت کا حاصل کر لینا مستاجر کے ذمہ موجب اجرت ہوتا ہے بشرطیکہ معقود علیہ حاصل کرنے پر مستاجر قادر ہو اور اگر قادر نہو تو موجب نہین ہے۔ آیا تو نہین دیکھتا ہے کہ اگر ایک شخص نے کوئی خاص کپڑا پہننے کیواسطے کرایہ پر لیا اور اُسی مستاجر نے اپنے موجر سے کوئی دوسرا کپڑا غصب کر کے لیا پھر مستاجر نے جو کپڑا کرایہ لیا تھا اسکے سوائے غصب کیا ہوا کپڑا پہنا پس اگر کرایہ والا کپڑا مستاجر کے گھر مین موجود ہو تو اسپر کرایہ واجب ہوگا اور اگر مثلاً اسکو مستاجر سے کسی شخص نے چھین لیا ہو اور مستاجر اُس سے نفع حاصل نکر سکتا ہو تو مستاجر کے ذمہ بالکل کرایہ واجب نہوگا یہ ذخیرہ مین ہے۔ اگر کچھ بار معین کسی مقام معلوم تک خاص راستہ سے لیجانے کیواسطے کوئی جانور کرایہ کیا یا کوئی گدھا اس غرض سے کرایہ کیا کہ اسباب ضروری لاد کر خاص راستہ سے فلان مقام تک جاوے اور جب روانہ ہوا تب ایسا راستہ اختیار کیا کہ جسمین لوگون کی آمد و رفت ہے مگر وہ راستہ خاص جو قرار پایا ہے اُس سے روانہ نہوا پھر جانور مر گیا یا اسباب تلف ہوگیا تو ضمان لازم نہ آویگی اور اگر مقام مقصود تک پہونچ گیا تو اجرت واجب ہوگی کیونکہ جب دونون راستے یکسان ہین کوئی تفاوت نہین تو معین کرنا بیفائدہ ہے حتی کہ اگر اُسنے ایسا راستہ اختیار کیا جس سے لوگون کی آمد و رفت نہین ہے یا خوفناک ہے تو اس صورت مین ضامن ہوگا کیونکہ اس صورت مین جو راستہ معین کیا ہے اُسکے معین کرنے مین فائدہ ہے۔ اور اگر دریا کی راہ سے روانہ ہوا ہو تو اس صورت مین ضامن ہوگا کیونکہ اسمین اکثر خوف تلف ہوتا ہے اور اگر اس صورت مین منزل مقصود پر صحیح سالم پہونچ گیا تو کرایہ واجب ہوگا اور مخالفت کرنے کا اعتبار نہ کیا جائیگا کیونکہ مقصود حاصل ہونے پر مخالفت کا کچھ اعتبار نہین ہے اور مال بضاعت مین بھی ایسا ہی حکم ہے۔ یہ تمرتاشی مین لکھا ہے۔ اگر کسی شخص نے ایک خچر اس غرض سے کرایہ کیا کہ اسپر اسباب لاد کر مدینہ منورہ تک جاوے اور لاد کر مدینہ منورہ کو روانہ ہوا پھر راہ مین پیشاب یا پاخانہ کی غرض سے پیچھے رہ گیا یا کسی شخص سے باتین کرنے لگا اور خچر آگے چلا گیا اور ضائع ہوگیا پس اگر اسکی آنکھ سے غائب نہین ہوا تو ضامن نہو گا اور اگر اُسکی نظر سے غائب ہوا تو ضامن ہوگا۔ یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ زید نے گانون سے شہر جانے کے واسطے ایک جانور کرایہ لیا اور جانور کے مالک نے عمرو کو زید کے ساتھ کیا راستہ مین عمرو کسی کام مین مشغول ہوگیا اور زید تنہا جانور کو لیکر چلا گیا اور جانور اُسکے پاس ضائع ہوگیا تو عمرو ضامن نہو گا یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ اور امام ابو یوسف رح و امام محمد رح نے فرمایا کہ کسی شخص نے خاص مقام تک سوار ہو جانے کیواسطے ایک جانور کرایہ لیا پھر جب کچھ دور گیا تو دعوی کیا کہ یہ جانور میرا ہے اور اجارہ لینے سے انکار کیا اور جانور کا مالک اجارہ کا مدعی ہے پس اگر مستاجر کی سواری کی وجہ سے جانور مر گیا تو ضامن نہوگا اور

اگر سواری لینے سے پہلے مرگیا تو ضامن ہوگا اور اگر ایسا واقعہ ہوا کہ سافت طے ہو جانے کے بعد مستاجر اُس جانور کو مالک کو واپس کرنے کیواسطے لایا اور وہ تلف ہو گیا تو ضامن ہو گا اور شیخ قدوری رح نے فرمایا ہے کہ مستاجر پر امام ابو یوسف کے نزدیک انکار سے پہلے کی اجرت واجب ہو گی اور انکار کے بعد کی اجرت اُسکے ذمہ سے ساقط ہو جاویگی اور امام محمد رح کے نزدیک پوری اجرت واجب ہو گی یہ کبری مین ہے۔ امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر کرایہ کا جانور یا غلام اپنے مستاجر کے پاس بدون تعدی یا مخالفت یا جنایت کرنے کے بعد مرگیا تو اُسپر ضمان لازم نہ آویگی[ف] اور اجارہ اُسی وقت سے باطل ہو جائیگا کیونکہ معقود علیہ معدوم ہو گیا یہ شرح طحاوی مین ہے۔ اگر ایک شخص نے کوئی جانور اس غرض سے کرایہ لیا کہ اُسپر اناج لادکر شہر کو لیجاوے پھر واپسی کیوقت اُس جانور پر دو قفیز نمک مالک کی بلا اجازت لاد لیا اور جانور مرگیا تو ضامن ہو گا یہ ملتقط مین ہے۔ نوازل مین لکھا ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کو ایک اونٹ دیا اور حکم کیا کہ اسکو کرایہ پر دیدے اور اسکے کرایہ سے میرے واسطے کوئی چیز خریدے پھر وہ اونٹ اُسکے پاس اندھا ہو گیا اُس نے فروخت کر دیا اور اُسکے دام وصول کر لیے وہ دام راستہ مین اُسکے پاس تلف ہو گئے تو فقیہ ابو جعفر رح نے فرمایا کہ اگر اُسنے اونٹ ایسے مقام مین فروخت کیا جہان کسی حاکم کے پاس جو اُس کو فروخت کی اجازت دے نہین پہونچ سکتا تھا تو اسپر اونٹ کی یا اُسکے دامون کی ضمان لازم نہ آویگی اور اگر ایسے مقام مین تھا کہ اسکو رکھ سکتا تھا یا ویسا ہی اندھا اونٹ مالک کو واپس کر سکتا تھا تو وہ شخص اُس کی قیمت کا ضامن ہو گا۔ یہ خلاصہ مین ہے۔ اور شیخ رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے زید کو اپنا جانور اس غرض سے کرایہ دیا کہ زید اسپر کوئی شئے معلوم لادکر کسی مقام معلوم کو لیجاوے اور خود جانور کے ساتھ نہ گیا ولیکن خالد کو مزدور کیا کہ اسکے ساتھ جاوے اور جانور کو واپس لاوے اور خالد سے کہدیا کہ قافلہ کے ساتھ واپس آوے پھر جب زید مقام مقصود پر پہونچ گیا اور قافلہ واپس ہوا تو خالد قافلہ کے ساتھ نہ آیا بلکہ پیچھے رہا اور اس جانور کو چند روز تک اپنے ذاتی کام مین رکھا پھر دوسرے قافلہ کے ساتھ اسکو واپس لے چلا اور راستہ مین ڈاکہ پڑا اور یہ جانور بھی لوٹ لیا گیا پس آیا خالد ضامن ہو گا یا نہین تو شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہان ضامن ہو گا کیونکہ خالد مزدور ہے اور اُس نے جانور کو اپنے کام مین رکھنے سے مالک کی مخالفت کی اسلیے ضامن ہو گا سو اسلیے کہ امام اعظم رح کے نزدیک دوسرے قول کے موافق جب اجیر مخالفت کرتا ہے پھر اگرچہ موافقت کیطرف عود کرتا ہے تب بھی ضمان سے بری نہین ہوتا ہے اور یہی قول امام ابو یوسف و امام محمد رح کا ہے۔ اور اگر اجیر یعنے خالد نے جانور کو اپنے کام مین نہ رکھا ہو تو ضامن نہو گا اگرچہ پہلے قافلے کے ساتھ واپس نہ لاوے کیونکہ مالک نے اُس سے یہ کہا تھا کہ قافلہ کے ساتھ واپس لاوے اور یہ نہین کہا تھا کہ اسی قافلہ کے ساتھ لاوے پس اُسکے حکم کا اجراء علی الاطلاق واجب ہوا اور اُس کے موافق اجیر اسکو ایک قافلہ کے ساتھ واپس لاتا تھا پس ضامن نہو گا یہ فتاوی نسفی مین ہے۔ زید نے ایک جانور کرایہ لیا کہ صبح سے رات تک فلان موضع سے گیہون لادکر اپنے مکان کو لادیگا اور زید نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ اس موضع سے گیہون جانور پر لادکر اپنے گھر لاتا تھا اور پھر اس موضع تک جانے کے وقت جانور پر خود سوار ہو کر جاتا تھا پھر جانور مرگیا تو زید اسکی قیمت کا ضامن ہو گا اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ اگر ایسی عادت لوگون مین جاری نہو تو ضامن ہو گا اور اگر لوگون کی عادت ہو کہ اس موضع تک خالی جانے کے وقت سوار ہو کر جاتے ہون تو ضامن

[ف] یعنی مستاجر نے کوئی تعدی یا مخالفت نہیں کی اور [illegible]

[۲] [illegible]

ہوگا اور فقیہ ابو اللیث کے نزدیک یہی حکم مختار ہے یہ خزانۃ المفتین میں ہے۔ زید نے ایک گدھا ایک درم میں کرایہ لیا کہ اس پر کھیپ کھاد مٹی اُسپر لاد کر اپنی زمین میں ڈالیگا اور اسکی زمین میں کچی اینٹیں پڑی ہیں جب کوئی کھیپ کھاد کی ڈال کر لوٹتا ہے تب ایک کھیپ اپنی اینٹیں لاد لاتا ہے پس اگر وہ گدھا ایسی کی حالت میں ہلاک ہو جاوے تو زید اسکی قیمت کا ضامن ہوگا اور کچھ اجرت نہ دینی ہوگی اور اگر صحیح سالم بچ جاوے تو زید پر پوری اجرت واجب ہوگی یہ وجیز کردری میں ہے۔ ایک گدھا زید نے کرایہ لیا کہ اسپر اسقدر بوجھ لادلیجاویگا پھر جسقدر بیان کیا تھا اسپر کچھ بوجھ بڑھا کر لادلیگیا اور جہاں کا وعدہ ٹھہرا تھا وہاں تک پہونچایا اور گدھا صحیح وسالم واپس لایا مگر مالک کو واپس دینے سے پہلے وہ گدھا ضائع ہوگیا تو جسقدر بوجھ اُسنے زیادہ کر دیا تھا اسکے اندازے گدھے کی قیمت کا ضامن ہوگا۔ یہ کبری میں ہے۔ شیخ رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ زید نے کسی قدر اجرت معلومہ پر کھاد اُٹھانے کے واسطے ایک گدھا اجارہ لیا حالانکہ وہ گدھا کمزور تھا اور زید نے کہا کہ یہ گدھا بوجھ نہیں اُٹھا سکتا ہے اور موجر نے کہا کہ نہیں بلکہ اُٹھا سکتا ہے اور تو اُسپر اتنا بوجھ لادنا جتنا ایسے گدھوں پر لادتے ہیں اور یہ لیکر اسکو بھیجدیا پھر اسکے پالون میں کوئی آفت پہونچی تو شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مستاجر ضامن نہوگا یہ فتاوے نسفی میں ہے۔ اور منتقی میں لکھا ہے کہ زید نے دس درم پر ایک مہینہ تک سلائی کا کام لینے کیواسطے ایک غلام اجارہ لیا پھر اسکو اُسی اجرت میں کچی اینٹیں ڈھالنے کے کام میں لگایا اور غلام اس کام میں تھک کر مر گیا تو زید ضامن ہوگا اور اگر اس کام میں ہلاک نہیں ہوا تھا کہ زید نے اسکو اس کام سے چھوڑا کر سلائی کے کام میں لگایا اور وہ تھک کر مر گیا تو زید ضامن نہوگا اور یہ مسئلہ چوپایہ کے مسئلہ کے مشابہ نہیں ہے کہ ایک چوپایہ کسی مقام معلوم تک سوار ہو جانے کیواسطے کرایہ لیا اور پھر اس مقام سے تجاوز کر گیا۔ اور اسکا حکم مذکور ہو چکا ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ فتاوی ابو اللیث میں لکھا ہے کہ ایک شخص ایک جانور بیطار کے پاس لایا اور کہا کہ اسکو دیکھ کہ اسکو کیا بیماری ہے اُسنے دیکھکر کہا کہ اسکے کان کے پیچھے بیماری ہے کہ جسکو موش کہتے ہیں پس مالک نے حکم دیا کہ اس مواد کو نکال دے اُسنے موافق حکم کے مواد نکالا اور چوپایہ مرگیا تو بیطار پر ضمان لازم نہ آویگی کیونکہ اُسنے مالک کی اجازت سے یہ کام کیا ہے یہ محیط میں ہے۔ ایک صراف نے زید کے کچھ درم کسی قدر اجرت لیکر پرکھنے کا اجارہ لیا اور اُن درموں میں زیوف یا ستوق درم نکلے تو زید کو صراف کچھ ضمان نہ دیگا کیونکہ اُسنے زید کا کچھ حق تلف نہیں کیا ہاں کام تھوڑا رہا پس بعض درم پرکھے ہیں پس اسی حساب سے اجرت واپس دیگا حتی کہ اگر کل درم زیوف پائے جاویں تو کل اجرت واپس کریگا اور نصف زیوف ہوں تو نصف اجرت واپس دیگا اور زید ان زیوف کو جس شخص نے دیے ہیں اُسکو واپس کریگا اور اگر دینے والے نے انکار کیا اور کہا کہ یہ وہ درم نہیں ہیں جو تو نے مجھ سے لیے ہیں تو قسم کے ساتھ زید کا قول قبول ہوگا کیونکہ زید انکے سوائے دوسرے درم لینے سے منکر ہے مگر یہ حکم ہوتا ہے کہ جب لیتے وقت زید نے اسطرح اقرار نہ کیا ہو کہ میں نے اپنا حق بھر پایا یا کھرے درم وصول پائے۔ اور اگر زید نے اسطرح اقرار کر دیا ہو پھر زیوف ہونے کیوجہ سے بعض درم واپس کرنے چاہے اور دینے والے نے اپنے درم ہونے سے انکار کیا تو زید کا قول قبول نہوگا یہ فتاوی قاضی خان میں ہے۔ شیخ رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ زید نے ایک کاتب کسی قدر اجرت پر اسواسطے مقرر کیا کہ میرے واسطے ایک مصحف مجید لکھکر نقطہ لگا وے اور ہر دس آیت الگ کرکے وہاں نقطوں سے نشان کر دے پس کاتب نے بعض نقطوں اور بعض دس آیتوں کے نشان میں خطا کی

لعه یعنی اگر زید [illegible]

تو فقیہ ابو جعفر نے فرمایا کہ اگر ہر ورق مین اُسنے ایسی ہی خطا کی ہو تو زید کو اختیار ہو گا کہ چاہے اُس سے یہ مصحف لیکر اسکو اجر المثل دیدے مگر جو اجرت قرار پائی تھی اُس سے اجر المثل زیادہ نہ دیا جائیگا یا یہ مصحف اسکو واپس کر دے اور اپنی اجرت اگر دیدی ہو تو واپس کرے اور اگر بعضے ورقون مین اقرار کے موافق کام کیا اور بعض مین خطا کی ہو تو جسقدر اوراق مین موافق اقرار کے کام دیا ہی انکا حصہ اُجرت مقررہ جرت مین سے دیوے اور جنمین خلاف کیا انکی اجرت اجر المثل کے حساب سے دیوے یہ حاوی مین ہی ۔ اگر زید نے ایک رنگریز کو حکم دیا کہ زعفران یا مجیٹھ سے میرا کپڑا رنگ دے اُسنے دوسری جنس سے رنگا تو زید کو اختیار ہو گا کہ چاہے یہ کپڑا رنگریز کے پاس چھوڑ دے اور اپنے سپید کپڑے کی قیمت اُس سے لے یا یہ کپڑا لیکر اسکو اجر المثل دیدے مگر جو کچھ دونون مین قرار پایا ہی اُس سے اجر المثل کی مقدار زیادہ نہوگی ۔ اور اگر رنگریز نے اسی جنس کا رنگ دیا ہو جیسا کہ زید نے حکم دیا ہے ولیکن وصف مین خلاف حکم عمل مین لایا یعنے مثلاً زید نے چوتھائی تغیر زعفران سے رنگنے کا حکم دیا تھا اور رنگریز نے ایک تغیر سے رنگا اور زید نے بھی ایک تغیر سے رنگی ہوئی ہونے کا اقرار کیا تو زید کو اختیار ہو گا کہ چاہے یہ کپڑا رنگریز کے پاس چھوڑ دے اور اُس سے بھی سپید کپڑے کی قیمت لے لے یا یہ کپڑا لے اور جو کچھ اُسنے رنگ مین زیادہ کیا ہی اسکی قیمت ادا کرے اور جو اجرت قرار پائی ہو وہ اُجرت ادا کرے یہ ظہیریہ اور فتاوے قاضی خان مین ہی ۔ اگر زید نے اپنی انگوٹھی مہرکن کو دی کہ اس کے نگینہ پر میرا نام نقش کر دے اُسنے عمداً یا خطاے غیر شخص کا نام نقش کر دیا تو مالک کو اختیار ہو گا کہ چاہے نقاش سے اپنی انگوٹھی کی قیمت ڈانڈے یا انگوٹھی لیکر اسکو اجر المثل دیدے مگر اجر المثل اجرت مقررہ سے زیادہ نہ دیا جائیگا اسی طرح اگر کسی بنجار یعنے بڑھئی کو دروازہ دیا کہ اسپر ایسے نقش کر دے اُسنے دوسری طرح کے نقش کھود دے تو بھی مالک کو ایسا ہی اختیار حاصل ہو گا اور اگر کاریگر نے اسکے حکم کے موافق کام کیا مگر کچھ خلاف کیا تو ایسے خلاف کا اعتبار نہین ہی یہ غیاثیہ مین ہی ۔ اگر کسی شخص کو حکم دیا کہ میرے بیت کو سرخ رنگ دے اُسنے سبز رنگا تو امام رہ نے فرمایا کہ سبز رنگ کرنے سے جو زیادتی ہوئی وہ مالک ادا کرے اور رنگ کرنے والے کو کچھ اجرت نہ ملیگی مگر بیت مین جسقدر اُسنے رنگ بھرا ہی اس کی قیمت کا مستحق ہو گا یہ بدایع مین ہے ۔ اور اگر کسی رنگ بھرنے والے کو حکم دیا کہ میرے دروازے یا دیوار مین سرخ رنگ بھر دے اُسنے سبز رنگ سے نقش بھر دیے تو مالک کو اختیار ہے چاہے اُس سے قیمت کی ضمان لے یا وہ چیز لیکر جسقدر رنگ اسنے دیا ہی اسکی قیمت دیدے مگر نقاش کو کچھ اجرت نہ ملیگی ۔ اور اگر کسی بنجار کو حکم دیا کہ میرے بیت کی چھت بلند کر دے یعنی لکڑی کی چھت درست کرکے قائم کر دے اُسنے درست کرکے اُپنے موقع سے قائم کر دی پھر بدون فعل بنجار کے وہ چھت گر پڑی تو بنجار کو اجرت ملیگی اور اسپر ضمان لازم نہ آویگی اور اگر قائم کرنے سے اسکے فعل سے گر پڑی یعنی جب اُسنے قائم کیا تو کوئی ایسا فعل اُس سے صادر ہوا کہ چھت گر پڑی اور دھنیان شکست ہوگیئن تو ضمان لازم نہ آویگی مگر اجرت نہ ملیگی یہ غیاثیہ مین ہی ۔ ایک شخص نے گیہون کی زراعت کرنے کیواسطے زمین کا اجارہ لیا پھر اُسمین رطبہ بویا تو جسقدر زمین کو نقصان پہونچا ہی اسکی ضمان ادا کرے اور اُسپر کچھ اجرت واجب نہوگی یہ جامع صغیر مین ہی ۔ اور اگر درزی کو حکم دیا کہ اس کپڑے کی قمیص قطع کر دے اُسنے قبا قطع کر دی یا حکم دیا کہ اسکو رومی سلائی سی دے اُسنے فارسی سلائی سے سیا تو مالک کو اختیار ہو گا کہ چاہے اپنے کپڑے کی قیمت لیکر کپڑا درزی کے پاس چھوڑ دے یا کپڑا لیکر اسکو اجر المثل دیدے مگر جو اجرت ٹھہری ہی اُس سے زیادہ اجر المثل نہ دیا جائیگا اور اگر اُسنے سارا مل سی دی تو مالک کا حق منقطع ہو کر

ضمان لینا متعین ہو گیا اور صحیح یہ ہے کہ مالک کو اس صورت مین بھی خیار مذکور حاصل ہو گا کیونکہ درزی سے نے در اصل سلائی
مین اُسکے حکم کی موافقت کی ہے یہ غیاثیہ مین ہے۔ ہشام نے امام محمد رح سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کو تانبا یا
پیتل وغیرہ کوئی چیز ایک طشت ڈھالنے کیواسطے دی اور طشت کا وصف بیان کر دیا اُسنے ایک کوزہ ڈھال دیا تو
امام نے فرمایا کہ مالک کو اختیار ہو گا کہ چاہے اُس سے اپنی چیز کے مثل ضمان لے اور وہ کوزہ کاریگر کا ہو جائیگا یا کوزہ لیکر
اجر المثل ادا کرے جو مقدار مقررہ سے زائد نہو گا یہ بدائع مین ہے۔ اگر کسی جولاہے کو کچھ سوت دیا کہ اُسکا ستاچو آکپڑا بن دے
اُسنے اُس سے زیادہ یا کم کر کے بنا تو مالک کو اختیار ہو گا کیونکہ اسکی شرط کا اعتبار کیا جاویگا پس چاہے تو کپڑا چھوڑ کر اپنے
سوت کے مثل جولاہے سے ضمان لے اور سوت کی مقدار مقبوضہ مین کہ کسقدر تھا جولاہے کا قول قبول ہو گا یا کپڑا لیکر
اُسکو اجرت دے مگر یہ اجرت مقررہ دینا زیادتی کرنے کی صورت مین ہے اور بمقابلہ زیادتی کے کچھ اجرت نہ دیگا کیونکہ
اُسکے بلا حکم اُسنے زیادتی سے بنا ہے اور در صورت کمی کرنے کے جو کچھ اُسنے بن کر تیار کیا ہے اُسکا اجر المثل دیا جائے گا
مگر جو اجرت ٹھہری ہے اُسکے حصہ سے زیادہ نہ دیا جائیگا اور اس کلام کے معنی یہ ہین کہ مثلاً مالک نے ستاچو آبننے کا حکم
دیا تھا اور اسکا مکسر یعنے باہمی حاصل ضرب ۲۸ ہوئے اور جولاہے نے مثلاً کمی کر کے ستا تیا بن دیا اور اُسکا مکسر ۲۱ ہوے تو
چوتھائی کی کمی ہوئی پس مقدار مقررہ سے ایک چوتھائی کم کر دیجائیگی پھر جو کچھ اجر مثل واجب ہو گا وہ دیکھا جائے گا
کہ اجرت مقررہ کے تین چوتھائی حصے سے زائد نہو اور اگر دونون نے مالک کی مقدار حکم مین اختلاف کیا یعنی اُسنے کسی طرح
بننے کا حکم دیا ہے ستاچو آیا ستاتیا مثلاً تو اس اختلاف مین مالک کا قول قبول ہو گا پس اگر اُسنے شرط مین مخالفت کی ہو تو مالک کو اختیار
حاصل ہو گا یہ غیاثیہ مین ہے۔ ایک شخص نے ریشمی سوت جولاہے کو کپڑا بننے کیواسطے دیا اُسنے ریشمی سوت تھوڑا سا نکال کر
بجائے اُسکے روئی کا سوت داخل کر دیا اور کپڑا بن دیا اور مالک کو جولاہے کی یہ حرکت معلوم ہوئی تو یہ کپڑا جولاہے کا ہوا اور
مالک کو اختیار ہے کہ جولاہے سے اپنے ریشمی سوت کے مثل طلب کرے کیونکہ جب جولاہے نے اسکا سوت دوسرے کے
سوت کے ساتھ اسطرح ملا دیا کہ جدا کرنا ممکن نہین ہے یا محنت و مشقت سے ممکن ہے تو جولاہہ غاصب ٹھہرا پس اس شخص
کے ریشمی سوت کی ضمان دے اور جو کپڑا بنا ہے وہ اُسکا ہو جائیگا یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ ایک شخص نے جولاہے کو دو
قسم کا سوت دیکر حکم دیا کہ ایک سے باریک اور دوسرے سے موٹا کپڑا بن دے اُسنے دونون کو ملا کر دونون سے ایک قسم
کا کپڑا بن دیا تو بنا ہوا کپڑا جولاہے کا ہو گا اور مالک کو اسکے سوت کے مثل ضمان دے یہ وجیز کردری مین ہے۔ ایک
شخص نے جولاہے کو دو قسم کا سوت دیا ایک باریک اور دوسرا موٹا تھا اور حکم دیا کہ باریک کا ششصدی اور موٹے کا
پنج صدی بن دے اُسنے دونون کو ملا کر کپڑا بن دیا تو مخالفت کرنے کی وجہ سے وہ کپڑا جولاہہ کا ہو گیا اور جولاہہ
اُسکے مثل سوت ڈانڈ دیوے یہ خلاصہ مین ہے۔ نوازل مین لکھا ہے کہ شیخ ابو بکر رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک
کاشتکار سے مالک زمین نے یون کہا کہ یہ گیہون اور یہ اخروٹ تر ہین انکو میدان مین لیجا کر خشک ہونے کیواسطے
ڈالدے تاکہ خراب نہو جاوین اُسنے سستی سے پڑے رہنے دئے یہان تک کہ خراب ہو گئے تو شیخ رحمہ اللہ
نے فرمایا کہ اگر کاشتکار نے مالک زمین کا حکم قبول کیا اور پھر اسکے حکم کے موافق کام نہ کیا تو اخروٹ کا ضامن ہو گا
گیہون کی قیمت کا ضامن ہو گا اور بگڑے ہوے کاشتکار کے ہو جاوینگے اور فقیہ نے فرمایا کہ اگر اُسکے مثل تازہ تر
دستیاب نہون تو کاشتکار پر قیمت واجب ہو گی اور اگر اُسکے مثل دستیاب ہو سکتے ہین تو اُس پر اُس کے مثل

دینا واجب ہے یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ اگر کسی درزی کے پاس کپڑا لایا اور کہا کہ اسکو دیکھ اگر میری قمیص کے واسطے پورا کافی ہو تو اسکو قطع کر کے ایک درم پر سی دے اُسنے کہا کہ ہان پھر قطع کرنے کے بعد کہا کہ تیری قمیص کے واسطے کافی نہین ہے تو درزی اُس کپڑے کی قیمت کا ضامن ہوگا۔ اور اگر مالک نے کہا کہ اسکو دیکھ کر میری قمیص کیواسطے کافی ہو جائیگا اُس نے کہا کہ ہان پس مالک نے حکم دیا کہ اسکو قطع کردے پھر جو دیکھا تو وہ کافی نہین ہوتا ہے تو ایسی صورت مین درزی ضامن نہوگا یہ سراج الوہاج مین ہے۔ اگر درزی سے کہا کہ اسکو دیکھ کہ آیا یہ کپڑا میری قمیص کے واسطے کافی ہے اُس نے کہا کہ ہان پھر مالک نے کہا کہ پس اسکو قطع کردے یا کہا کہ اب اسکو قطع کردے پھر جب قطع کیا تو کافی نہ نکلا پس اس مسئلہ کا ذکر کسی کتاب مین نہین ہے اور فقیہ ابو بکر بلخی سے منقول ہے کہ انھون نے فرمایا کہ درزی ضامن نہوگا یہ ذخیرہ مین ہے۔ اگر درزی کو ایک کپڑا دیا اور کہا کہ اسکو اسطرح قطع کردے کہ پیش کلی اور آستین مین پانچ بالشت لگے اور چوڑان اسقدر ہو پھر درزی اسکو اس سے ناقص کرلایا تو فرمایا کہ اگر ایک اُنگل یا اُس کے مثل کمی ہو تو کچھ نہین ہے اور اگر اس سے زیادہ ناقص ہو تو ضامن ہوگا یہ خلاصہ مین ہے۔ ایک شخص نے کرایہ کا گدھا دروازہ پر چھوڑ دیا اور خود گدھے کی لکڑی لینے مکان مین گیا اتنی مدت مین وہ گدھا ضائع ہوگیا پس اگر مکان کے اندر جانے مین مستاجر کی آنکھ سے پوشیدہ نہین ہوا تو ضامن نہوگا اور اگر پوشیدہ ہوگیا پس اگر ایسا مقام ہو کہ وہان ایسی غفلت کرنا ضائع کردینے مین شمار نہین ہے جیسے کوچہ غیر نافذہ دگانون وغیرہ تو ضامن نہوگا۔ اور اگر ضائع کردینے مین شمار ہو تو ضامن ہوگا اور واضح ہو کہ باندھ کر گھر یا مسجد مین کوئی کسی چیز کے لینے کے واسطے جانا یا بدون باندھے ہوے جانا دونون یکسان ہین کہ بموجب مذہب مختار کے دونون صورتون مین ضامن ہوگا۔ اس کو امام سرخسی نے ذکر کیا ہے یہ وجیز کردری مین ہے۔ ایک شخص نے ایک گدھا کرایہ لیا اور اُسکے پاس دوسرا گدھا بھی ہے اُسنے ان دونون پر بوجھ لادا اور تھوڑا راستہ قطع کیا تھا کہ اُسکا ذاتی گدھا مر گیا وہ شخص اُسکی پرداخت مین مشغول ہوا اتنے مین کرایہ کا گدھا چلا گیا اور ضائع ہوگیا پس اگر ایسی صورت ہو کہ اگر وہ شخص کرایہ دار اے گدھے کے پیچھے جاتا ہے تو اُسکا گدھا یا اسباب ضائع ہوا جاتا ہے تو ضامن نہوگا اور اگر ایسا نہو تو ضامن ہوگا بدین دلیل کہ اگر کوئی گائے چراگاہ سے بھاگ گئی اور چرواہے نے بخوف باقیون کے ضائع ہو جانے کے اُس کا پیچھا نہ کیا اور وہ تلف ہوگئی تو ضامن نہین ہوتا ہے اور مین کہتا ہون کہ ذخیرہ کی کتاب الاجارات مین یون لکھا ہے کہ اگر مستاجر کے پاس دو گدھے ہون اور وہ ایک گدھے کے لادنے مین مشغول ہوگیا یہان تک کہ دوسرا ضائع ہوگیا پس اگر اس کی نظر سے غائب ہوگیا تو ضامن ہوگا اور اس مسئلہ کی بنا پر مسئلہ سابقہ مین بھی اگر اسکی نظر سے پوشیدہ ہو کر تلف ہو جاوے تو ضامن ہونا چاہیئے پس فتوی دینے کے وقت سوچ سمجھکر فتوی دینا چاہیے یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ فتوی اہل سمرقند مین ہے کہ ایک شخص نے ایک گدھا کرایہ لیا اور وہ راستہ مین گم ہوگیا اُسنے چھوڑ دیا اور نہ ڈھونڈھا یہانتک کہ ضائع ہوگیا تو فرمایا کہ اگر باوجود اسکی نگہبانی کے گدھا اسطرح بھاگ گیا کہ اسکو شعور نہوا اور جب معلوم ہوا تب اُس نے ڈھونڈھا اور نہ پایا تو ضامن نہوگا اسی طرح اگر اُسکے ڈھونڈھ پانے سے مایوس تھا اُس نے نہ ڈھونڈھا تو بھی یہی حکم ہے اور اگر مستاجر نے اُس موضع کے آس پاس جہان سے گم ہوا ہے تلاش کیا اور نہ پایا تو ضامن نہ ہوگا اور اگر گدھا چلا گیا حالانکہ مستاجر اسکو دیکھتا رہا اور نہ روکا تو ضامن ہوگا اور مراد یہ ہے کہ اپنی نظر سے غائب ہونے دیا

اور اس مسئلہ کی بنا پر اگر مستاجر گدھے کو روٹی والے کی دکان پر لایا اور گدھا چھوڑ کر روٹی خریدنے مین مشغول ہوا
اور گدھا ضائع ہو گیا پس اگر گدھا اُسکی نظر سے غائب ہو کر ضائع ہوا تو ضامن ہو گا اور اگر اُسکی نظر سے غائب نہین ہوا
ہے تو ضامن نہوگا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر کرایہ کا گدھا کسی کوچہ نافذہ مین مضبوط باندھا حالانکہ مستاجر کا گھر اس کوچہ مین یا
اُسکے قریب نہین ہے پس اگر اپنے سوار ہونے کیواسطے کرایہ لیا ہے اور وہ ضائع ہو گیا تو ضامن ہو گا اور اگر مطلقاً کرایہ پر لیا
کسی سوار ہونے والے کو بیان نہین کیا ہے اور اُس مقام پر چند لوگ ایسے خواب مین ہین جو نہ مستاجر کے عیال مین
ہین اور نہ اُسکے گروہ کے لوگ ہین پس اگر لوگون کی حفاظت مین سپرد نہین کیا تو درصورت ضائع ہو جانے کے
ضامن ہو گا اور اگر انکی حفاظت مین سپرد کیا اور اُنھون نے قبول کیا یا بعض نے قبول کیا اور وہ مقام ایسا
ہے کہ وہان جانور کے نگہبان کا سو رہنا غالباً جانور کے ضائع کر دینے مین شمار نہین ہے تو ضامن نہوگا اور اگر وہ مقام
ایسا ہے کہ جہان جانور کے نگہبان کے سو رہنے کو جانور کا ضائع کر دینا شمار کیا جاتا ہے تو یہ شخص ضامن ہو گا یعنے
اُن لوگون کی حفاظت مین سپرد نہین کیا ہے تو خود ضامن ہو گا اور اگر انکی حفاظت مین سپرد کیا اور اُنھون نے حفاظت
کرنا قبول کیا تو جسنے حفاظت کرنا قبول کیا ہے وہ شخص ضامن ہو گا مستاجر پر ضمان لازم نہ آویگی یہ خلاصہ مین ہے۔ ایک
شخص نے ایک خچر کرایہ لیا اور اُسکی حفاظت کیواسطے ایک شخص کو مزدور مقرر کیا پھر وہ جانور مزدور کے پاس تلف
ہو گیا پس اگر مستاجر نے اپنی سواری کے واسطے کرایہ لیا ہو تو ضامن ہو گا اور اگر سواری کی تعیین نہ کی ہو تو ضامن نہو گا یہ
ذخیرہ مین ہے۔ ایک شخص نے ایک خچر کرایہ لیا اور فجر کی نماز پڑھنے کی غرض سے اُسکو کھڑا کر دیا اور وہ گدھا چلا گیا یا
اُسکو کوئی اُچکا آدمی لیگیا پس اگر مستاجر نے خچر کو جاتے ہوئے یا اُچکے کو خچر لیجاتے ہوئے دیکھا اور نماز کو توڑ کر نہ روکا
تو ضامن ہو گا یہ فصول عمادیہ مین ہے۔ اگر راستہ مین نماز مین مشغول ہو گیا اور گدھا اُسکے سامنے ہے پھر وہ ضائع ہو گیا
پس اگر اسطرح ضائع ہوا کہ اُسکی نظر سے غائب ہوا اور اُسنے نماز توڑ کر اُسکا پیچھا نہ کیا تو ضامن ہو گا اور اگر اُسکی
نظر سے بدون غائب ہونے کے ضائع ہو گیا تو ضامن نہو گا۔ یہ فتاوے عتابیہ مین ہے۔ شیخ ابو بکر رحمہ اللہ تعالیٰ سے
دریافت کیا گیا کہ ایک شخص زید نے مثلاً عمرو کو حکم دیا کہ ایک گدھا کرایہ کر کے فلان مقام کو لیجاوے اور کام پورا
ہونے پر زید اُسکی اجرت ادا کریگا پھر عمرو نے ایسا ہی کیا اور راستے مین عمرو نے اُس گدھے کو رباط مین داخل کیا
اور وہان چورون نے ہجوم کیا اور غالب ہو کر گدھے کو لیگئے تو شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر وہ رباط مستاجر کی
گذرگاہ پر واقع ہو تو ضامن نہوگا اور اگر وہ کام سے فارغ ہو چکا ہے تو کرایہ اُسپر واجب ہو گا یہ حاوی مین ہے۔
ایک شخص نے زید کو اجارہ پر مقرر کیا اور اُسکو اپنا گدھا اور پچاس دینار اسواسطے دیے کہ فلان موضع سے
کوئی چیز تجارت کی میرے واسطے خریدے اُسنے اُس موضع مین جا کر خریدی پھر کسی ظالم نے قافلہ کے تمام گدھے
چھین لیے پھر بعضے لوگ اُس ظالم کے پیچھے پیچھے فریاد کرتے ہوئے گئے اور یہ اجیر اور بعضے لوگ نہ گئے پھر
جو لوگ پیچھے پیچھے گئے تھے انمین بعض نے اپنے گدھے واپس پائے اور جو لوگ نہین گئے تھے اُنکو نہ ملے پس
اگر ایسا ہو کہ جو لوگ پیچھے پیچھے گئے تھے نہ جانے والون کو ملامت کرتے ہون تو یہ اجیر ضامن ہو گا اور اگر بوجہ
سے ملامت نہ کرتے ہون کہ بڑی مشقت اُٹھا کر دستیاب ہوئے ہین تو اجیر ضامن نہو گا۔ اور اگر مستاجر نے
کرایہ کے گدھے پر اسباب لادا اور گدھے والا ساتھ تھا پھر راستہ مین ڈاکو لوگ قافلہ کی طرف دوڑے

اور گدھے والے نے گدھے پر سے اسباب پھینک دیا اور اپنا گدھا لیکر چلا گیا اور ڈاکو لوگون نے اسباب لوٹ
لیا پس اگر ایسا ہو کہ یہ معلوم ہو کہ اگر وہ نہ بھاگتا تو ڈاکو لوگ اسباب کو مع گدھے کے نے لیتے تو ضامن نہوگا
اور اگر گدھے والے کو مع اسباب بھاگ جانا ممکن تھا پھر بھی وہ اسباب چھوڑ کر بھاگا تو ضامن ہوگا یہ وجیز کردری
مین ہے۔ ایک شخص نے ایک گدھا کسی موضع معلوم تک جانے کے واسطے کرایہ لیا پھر اسکو خبر دیگئی کہ اس راستہ مین
چور رہتے ہین مگر اُسنے التفات نہ کیا اور اُسی راہ سے گیا اور چورون نے گدھا چھین لیا اور لیگئے تو شیخ ابو بکر فقیہ نے
فرمایا کہ اگر باوجود اس خبر کے بھی لوگ اپنے جانور و اسباب اس راہ سے لیجاتے ہون تو مستاجر ضامن نہوگا ورنہ ضامن
ہوگا یہ ظہیریہ مین ہے۔ چند بھٹیارون مین سے ہر ایک نے اپنا اپنا گدھا ایک شخص کو کرایہ دیا پھر سب بھٹیارون
نے ایک بھٹیارے کو حکم دیا کہ تو اس شخص کے ساتھ جا کر ان گدھون کی پرداخت کیا کر وہ بھٹیار مستاجر کے
ساتھ گیا پھر مستاجر نے اس بھٹیارے سے کہا کہ تو سب گدھون کو لیے ہوئے یہان ٹھہرا رہ تاکہ مین ایک
گدھے کو لیجاؤن اور بورے لے لے اور ایک گدھے کو لیگیا تو اس بھٹیارے پر کچھ ضمان لازم نہ آوے گی
اگر اُسنے مستاجر سے لے لینے کی قدرت نہ پائی کیونکہ اُن لوگون نے اس بھٹیارے کو ایسے جانورون کی پرداخت
کے واسطے حکم دیا جو غیر شخص کے قبضہ مین ہے یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ ایک شخص نے زید سے ایک گدھا بخارا تک
جانے کے واسطے کرایہ لیا پھر وہ گدھا راہ مین تھک گیا اور گدھے کا مالک بخارا مین ہے پس مستاجر نے
ایک شخص کو حکم دیا کہ اپنے چارہ مین سے ہر روز اس گدھے کو اسقدر چارہ دیا کر اور کچھ اجرت ٹھہرا دی یہان تک
کہ گدھے کا مالک آ پہونچے پس اس شخص نے وہ گدھا لے لیا اور چند روز تک اُسکو چارہ دیتا رہا پھر وہ گدھا
اسکے پاس مرگیا تو مشایخ نے فرمایا کہ اگر مستاجر نے اپنی سواری کیواسطے کرایہ لیا ہو تو ضامن ہوگا اور اگر مطلقاً کرایہ لیا
سواری کو بیان نہین کیا ہے تو ضامن نہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ اگر زید نے اپنا گھوڑا عمرو کو دیا کہ میرے
گاؤن مین لیجا کر میرے بیٹے کو پہونچا دے عمرو اسکو لیچلا اور ایک منزل تک ساتھ لیجا کر گھوڑا ایک رباط مین
چھوڑ دیا اور خود اپنی راہ چلا گیا پھر اُس گاؤن کا ایک شخص بکر آیا اور اس رباط مین اُسکا گذر ہوا اُس نے گھوڑے
کو پہچان کر ایک شخص خالد کو مزدور مقرر کیا کہ یہ گھوڑا اس گاؤن مین لیجا دے خالد اسکو بحکم بکر لیچلا اور وہ گھوڑا
راہ مین مرگیا پس اس کی ضمان کس شخص پر واجب ہوگی تو شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس مین کچھ شک نہین ہے کہ
عمرو ضرور ضامن ہوگا کیونکہ اُسنے گھوڑے کو چھوڑ دیا ہے۔ اور بکر جسنے خالد کو مزدور کر کے گھوڑا روانہ کیا
ہے اسکی دو حالتین ہین اگر اُسنے گھوڑے کو نہین پکڑا ہے تو ضامن نہوگا۔ اور اگر اسنے گھوڑے کو پکڑ کر خالد کو
دیا ہے تو اسکی دو حالتین ہین اگر اُسنے اس امر کے گواہ کر لئے کہ مین گھوڑا اسواسطے پکڑتا ہون کہ اُس کے
مالک کو پہونچا دون اور جو شخص مزدور کیا ہے وہ اسکے اہل و عیال مین سے بھی ہو تو بکر ضامن نہوگا اور اگر بکر نے گواہ
نہ کر لیے یا گواہ کر لیے مگر خالد اُسکے عیال مین سے نہین ہے تو ضامن ہوگا۔ اور خالد ہر حال مین ضامن ہوگا۔
صاحب کتاب فرماتے ہین کہ جو حکم خالد مزدور کے حق مین ہے اسمین یہ اشکال ہے کہ جب بکر نے اس امر کے گواہ
ٹھہرا لیے کہ مین یہ گھوڑا اسواسطے پکڑ کر روانہ کرتا ہون کہ مالک کو پہونچا دون اور جو اجیر مقرر کیا ہے وہ بکر کے
عیال مین سے ہے تو خالد کیونکر ضامن ہوگا۔ اور اگر بکر نے وہ گھوڑا اسی رباط مین مالک کے سکے

سگے بھتیجے کو سپرد کر دیا تو ضمان سے بری نہوگا اور اگر اجیر سے ضمان لیگئی تو اجیر یہ مال ضمان اپنے مستاجر سے واپس نہیں لے سکتا ہے یہ محیط میں ہے۔ بعض فتاوی میں لکھا ہے کہ کرایہ کا گدھا راہ میں بیٹھ گیا اور مستاجر اُس کو چھوڑ کر چلا گیا اور گدھے کا مالک ساتھ نہ تھا پھر چور اس گدھے کو پکڑ لے گئے تو مستاجر پر ضمان لازم نہ آویگی۔ اسی طرح اگر گدھے کا مالک ساتھ ہو مگر مستاجر ساتھ نہو اور جب گدھا بیٹھ گیا تو گدھے کا مالک اس کو مع اسباب لدا ہوا چھوڑ کر چلا گیا اور چور پکڑ لیگئے تو گدھے والے پر ضمان لازم نہ آویگی مگر مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم اُسوقت ہے کہ جب گدھے کے مالک کو اسباب دوسرے گدھے پر لادنا ممکن نہو وے۔ اور اگر یہ ممکن ہو کہ اسباب اُتار کر دوسرے گدھے پر لادلاوے مگر اُسنے نہ لادا اور چھوڑ کر چلا آیا تو ضامن ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ ایک شخص نے ایک گدھا کرایہ لیا اور اپنے گدھے کے ساتھ اسکو شہر میں لیگیا وہان سرکاری پیادے نے اسکا ذاتی گدھا زبردستی پکڑ لیا اُس نے کرایہ والا گدھا چھوڑ دیا اور اپنے گدھے کے چھڑانے میں مشغول ہوا اور کرایہ والا گدھا ضائع ہو گیا تو ضامن نہوگا بشرطیکہ اس پیادے کو نہ پہچانتا ہو اور شیخ قاضی خان نے فرمایا کہ مطلقاً ضامن نہوگا خواہ پہچانتا ہو یا نہ پہچانتا ہو اور قاضی بدیع الدین نے فرمایا کہ ضامن ہوگا یہ قنیہ میں ہے۔ ایک شخص نے کھنڈل میں سے مٹی اُٹھوانے اور نقل کرانے کیواسطے ایک گدھا کرایہ لیا اور مٹی اُٹھوانی شروع کی پھر وہ کھنڈل جو کچھ بنا ہوا باقی تھا سب گر گیا اور گدھا اُس صدمہ سے مر گیا پس اگر مستاجر کے کسی فعل سے منہدم ہوا تو مستاجر گدھے کی قیمت کا ضامن ہوگا اور اگر مستاجر کے فعل سے نہیں گرا بلکہ وہ ڈہلا ہوا تھا مگر مستاجر کو معلوم نہ تھا اور وہ گر گیا تو ضامن نہوگا یہ فصول عمادیہ میں ہے۔ ایک شخص نے جلانے کیواسطے کانٹے وغیرہ لکڑیان لادلانے کے لیے ایک گدھا کرایہ لیا پھر ایک تنگ راستہ پر گذرا جہان نہر جاری تھی اور وہان گدھے کو مارا اور وہ مع بوجھ کے نہر میں گر پڑا اور مستاجر نے جلدی سے اسکے بوجھ کی رسیان کاٹنی شروع کین مگر وہ گدھا مر گیا تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر وہ مقام ایسا تنگ ہو کہ اُس سے بوجھ سمیت گدھے نہیں گذر سکتے ہیں تو مستاجر ضامن ہوگا اور اگر ایسا راستہ ہے کہ اگرچہ تنگ ہے مگر بوجھ سمیت اُس راہ میں گدھے چلتے ہیں اور پار اُتر جاتے ہیں پس اگر مستاجر نے ایسی سختی سے مارا کہ چوٹ کھا کر چوٹ کے صدمہ سے گدھا تڑپ کر نہر میں جا گرا تو ضامن ہوگا اور اگر بدون اس کے سختی کرنے اور چوٹ کے گر گیا تو ضامن نہوگا یہ ظہیریہ میں ہے۔ ایک شخص نے ایک باغ سے جلانے کی لکڑیان لادلانے کیواسطے ایک گدھا کرایہ لیا اور اسپر جلانے کی لکڑیان لادلاتا تھا اور جیسا گٹھڑ ایسے گدھون پر لادا جاتا ہے ویسا ہی لادتا تھا پھر ایک دفعہ اُس گدھے نے دیوار سے ٹکر کھائی اور ایک نہر میں جا پڑا اور مر گیا پس اگر مستاجر نے اُسکے ہانکنے میں سختی نہیں کی بلکہ جیسا لوگ ایسے گدھے کو ایسے راستہ میں ہانکتے ہیں اسی طرح اس راہ میں ہانکا تو ضامن نہوگا اور اگر اسکے برخلاف عمل میں لایا ہو تو ضامن ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر مستاجر کسی گدھے پر لکڑیان لادکر شہر کو روانہ ہوا اور گدھا تنگ راہ میں کسی دیوار سے ٹکر کھا کر نہر میں گر کر مر گیا پس اگر غالباً لکڑی کا گٹھا اس راہ سے صحیح سالم گذرتا نظر آتا ہو تو ضامن نہوگا اور اگر کمتر صحیح سالم گذرتا معلوم ہو تو ضامن ہوگا۔ اسیطرح اگر کسی تنگ پل سے ہو کر گذرا اور یہ معاملہ واقع ہوا تو بھی یہی حکم ہے یہ غیاثیہ میں ہے۔ ایک شخص نے کرایہ کے گدھے پر قبضہ کرکے اپنے باغ میں مع اُس کی کملی کے چھوڑ دیا۔ پھر اس کے اوپر کی کملی چوری گئی اور گدھے کے

بدن مین سردی اثر کر گئی اور بیمار ہو گیا اور مالک کے پاس مر گیا پس اگر وہ باغ حصین ہو یعنے اسکی چہار دیواری اسقدر بلند ہو کہ راہگیر کی نظر باغ کے اندر نہ پڑتی ہو اور باغ کا در بند بھی ہو اور اگر اسمین سے کوئی بات نہ پائی گئی تو حصین نہ ہو گا اور گدھے کو اگر کملی موجود ہوتی تو جاڑا اثر نہ کرتا تو ایسی صورت مین مستاجر کملی اور گدھے کا ضامن نہو گا اور اگر باغ مین اسقدر سردی ہو کہ باوجود کملی کے بھی گدھے کو سردی اثر کر جاتی تو مستاجر گدھے کی قیمت کا ضامن ہو گا اور کملی کی قیمت کا ضامن نہو گا اور اگر وہ باغ حصین نہو اور باوجود کملی کے گدھے کو جاڑا اثر کرتا ہو تو ایسی صورت مین مالک کو واپس دینے کے وقت گدھے کی قیمت کا ضامن نہو گا مگر کملی کی قیمت کا ضامن ہو گا یہ وجیز کردری مین ہے۔ کرایہ کا گدھا کسی شخص نے غصب کر لیا اور بعد معلوم ہونے کے مستاجر اُس سے لے سکتا تھا مگر مستاجر نے نہ لیا یہان تک کہ ضائع ہو گیا تو مستاجر ضامن نہو گا یہ قنیہ مین ہے۔

تین آدمیون کے درمیان ایک زمین کی کھیتی مشترک تھی انھون نے کھیتی کاٹی پھر تینون مین سے ایک شخص نے جا کر کھیتی اُٹھانے کیواسطے ایک گدھا کرایہ کر کے اُسپر قبضہ کر لیا اور اپنے شریک کو دیا تاکہ کٹی ہوئی کھیتی کو لاد کر کھلیان مین پہونچا وے اور شریک کے پاس وہ گدھا تھک کر مر گیا اور اُن لوگون مین یہ عادت جاری تھی کہ ان مین سے ایک شخص کوئی گدھا یا بیل کرایہ کر کے خود یہ کام لیتا تھا یا اپنے شریک کو اس کام کیواسطے دیدیتا تھا تو ایسی حالت مین مستاجر ضامن نہو گا یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ ایک شخص نے ایک ترازو کپان کرایہ لی بعد اُسکے عمود مین عیب تھا اور مستاجر کو معلوم نہ تھا اُسنے ترازو سے وزن کیا اور عمود ٹوٹ گیا پس اگر باوجود اس عیب کے ایسے ترازو سے اتنا بوجھ تولا جاتا ہو تو ضامن نہو گا ورنہ ضامن ہو گا اور یہ حکم اسوقت ہے کہ موجر نے مستاجر کو آگاہ نہ کیا ہو اور اگر اس عیب سے آگاہ کر دیا ہو تو اُسنے اجازت دیدی کہ جسقدر بوجھ بدون عیب کے تولا جاتا ہے اُسی قدر بوجھ اُس سے تولے پس اگر اسقدر بوجھ وزن کیا تو ضمان لازم نہ آویگی یہ وجیز کردری مین ہے اور شیخ فخر الدین نے فرمایا کہ اسی پر فتوی دیا گیا ہے کذا فی الکبری۔ اور بیوع منتقی مین لکھا ہے کہ ایک شخص نے ایک دیگ کرایہ کو لی پھر جب کرایہ کی مدت گذر گئی تب مالک کو واپس کرنے کے واسطے لیچلا اور وہ راہ مین تلف ہو گئی تو ضامن نہو گا اور اگر واپس نہ کیا تو ضامن ہو گا یہ فصول عمادیہ مین ہے۔ ایک شخص نے ایک دیگ کرایہ لی اور فارغ ہونے کے بعد اُسکو گدھے پر لاد کر اُسکے مالک کو واپس کرنے کیواسطے لیچلا اور راہ مین گدھے کا پانون پھسلا اور دیگ گر کر ٹوٹ گئی تو ضامن نہو گا بشرطیکہ گدھا اُسکے اُٹھانے کی طاقت رکھتا ہو اور اگر طاقت نہ رکھتا ہو گا تو ضامن ہو گا یہ خزانۃ الفتاوی مین ہے۔ ایک شخص نے پکانے کے واسطے ایک دیگ کرایہ لی اور پکانے کے بعد اُسکو اُٹھا کر باہر لایا تاکہ دوکان پر لیجاوے اور اُسکا پانون پھسلا اور دیگ گر کر ٹوٹ گئی تو ضامن ہو گا جیسے کہ حمال کے پھسلنے کی صورت مین حکم ہے اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ ضامن نہونا چاہیے جیسے کہ وہ شخص نہین ہوتا ہے جسنے ایک کپڑا پہننے کے واسطے کرایہ لیا اور وہ کپڑا اسکے پہننے سے پھٹ گیا اور بعض نے فرمایا کہ یہی صحیح ہے۔ اسی طرح پیالہ کے مسئلہ مین اگر حالت انتفاع مین مستاجر کے ہاتھ سے گر کر ٹوٹ گیا تو ضامن نہو گا یہ قنیہ مین ہے۔ ایک شخص نے ایک کلھاڑی کرایہ لی اور اپنے اجیر کو دیدی تاکہ لکڑیان چیر دے اجیر اُسکو لیگیا اور معلوم نہین کہ کہان لے گیا پس اگر اُسنے پہلے اجیر مقرر کر لیا تھا تو ضامن نہو گا کیونکہ اُسنے اسی واسطے کرایہ لی تھی کہ اسکو دیدے اور اگر اسکے برعکس واقع ہو تو ضامن ہو گا مگر مذہب مختار یہ ہے کہ مطلقاً ضامن نہو گا۔

کذا فی الخلاصہ۔ اور صحیح مذہب یہ ہی کہ اگر اُسنے پہلے کلہاڑی کو ایسے کام کے واسطے اجارہ لیا کہ جسمین لوگ یکسان استعمال کرتے ہین باہم تفاوت نہین ہوتا ہی تو ضامن نہو گا ولیکن اگر اس صورت مین وہ اجیر جو مشہور ہو تو ضامن ہوگا اور اگر ایسے کام کیواسطے اجارہ لیا کہ جسمین لوگون کا استعمال متفاوت ہی پس اگر خود بذاتہ کام کرنے کیواسطے اجارہ لی ہو تو دوسرے کو دے دینے کیوجہ سے ضامن ہوگا اور اگر اُسنے کلہاڑی اجارہ لی اور یہ بیان نہ کیا کہ کون شخص اس سے کام کریگا اور خود کام کرنے سے پہلے اجیر کو دیدی تو ضامن نہو گا اور اگر پہلے خود کام کیا پھر اجیر کو دیدی تو ضامن ہو گا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ قصاب نے اپنے کام کی کلہاڑی کرایہ لی اُس سے سرکاری پیادون نے ظلمؔ کے عوض چھین لی اور قصاب نے درم دیکر اُس کو نہ چھوڑایا یہانتک کہ ضائع ہوگئی تو ضامن نہو گا یہ قنیہ مین ہے۔

ایک شخص نے ایک بیلچہ کرایہ لیکر راستہ مین رکھدیا اور منھ پھیر کر اپنے اجیر کو پکارنے لگا مگر اُس جگہ سے جنبش نہین کی پھر دیکھا کہ بیلچہ کوئی اُٹھا لیگیا ہی تو فرمایا کہ اگر اُسکا منھ پھیرنا زمانہ دراز تک نہین ہوا کہ اس کے سبب سے ضائع کر دینے والا قرار دیا جاوے تو ضامن نہو گا اور اگر موجر اُسکے قول کی تکذیب کرے تو اس باب مین اُسی کا قول قسم سے مقبول ہو گا اور اگر دیر تک اسنے منھ پھیرا ہو تو ضامن ہوگا یہ محیط مین ہی۔ اگر بیلچہ کرایہ لیا اور اُس کو مٹی مین ڈال دیا اور اُس سے اعراض کیے رہا اور وہ چوری گیا پس اگر دیر تک اعراض کیا تو ضامن ہو گا اور اگر دیر تک اعراض نہین کیا تو ضامن نہو گا یہ ملتقط مین ہی۔ ایک دلال نے اسباب کے مالک کے حکم سے اسباب فروخت کر کے اُسکے دام بحکم مالک اپنے پاس رکھے اور وہ دام چوری گئے تو بالاجماع اُسپر ضمان لازم نہ آویگی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ حمال اگر بوجھ اُٹھا لایا اور مالک نے کہا کہ اُسکو اپنے پاس رہنے دے تو اسپر ضمان لازم نہین ہی اگر تلف ہو۔ اور دھوبی و درزی وغیرہ جنکو اپنی اجرت وصول کرنے کیواسطے روک رکھنے کا حق حاصل ہی اگر مالک کے حکم سے کام کرنے کے بعد چیز کو اپنے پاس رکھا اور وہ تلف ہوگئی پس اگر اجرت وصول کر چکا ہی تو اسکا یہی حکم ہی جو ہمنے بیان کیا اور اگر نہین وصول کر چکا ہی تو اسمین مشہور اختلاف ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اگر فصاد یا بیطار نے نشتر دیا اور جو جگہ عادت کے موافق نشتر کے واسطے مقرر ہی اُس سے تجاوز نہ کیا تو جو کچھ بوجہ نشتر کے تلف ہووے اسکی ضمان اُسپر لازم نہ آویگی اور اگر عادت کے موافق جو جگہ ہی اُس سے تجاوز کرے تو ضامن ہو گا۔ اور یہ حکم اُسوقت ہی کہ جب بیطار کا نشتر لگانا چوپایہ کے مالک کے حکم سے ہو اور اگر اسکی بلا اجازت ہو تو ضامن ہو گا خواہ معتاد جگہ سے تجاوز کرے یا نہ کرے یہ سراج الوہاج مین ہی۔ اگر پچھنے لگانے والے نے پچھنے لگائے یا ختنہ کرنے والے نے ختنہ کیا اور وہ شخص اُس صدمہ سے مرگیا تو ضمان لازم نہ آویگی بخلاف دھوبی کے مسئلہ کے۔ اور یہ حکم اُسوقت ہے کہ جو جگہ اس کام کی ہی وہان سے تجاوز نکیا ہو اور اگر تجاوز کیا اور اُسنے حشفہ یعنے ذکر کا سر کاٹ ڈالا تو نوادر مین لکھا ہی کہ اگر وہ شخص اس زخم سے مرگیا تو قتل نفس کی آدھی دیت لازم آویگی اور اگر اچھا ہوگیا تو پوری دیت واجب ہوگی اور دیات شرح الطحاوی مین لکھا ہی کہ اگر ختان نے پورا حشفہ کاٹ ڈالا تو اسپر قصاص لازم آوے گا اور اگر تھوڑا حشفہ کاٹ ڈالا تو قصاص لازم نہ آویگا اور یہ بیان نہ فرمایا کہ کیا واجب ہو گا۔ اور فتاوے صغری کی کتاب الدیات مین لکھا ہی کہ دو شخص عادل کے حکم پر جو کچھ مقرر کرین عمل کیا جاوے گا یہ خلاصہ مین ہے اگر کسی شخص کو ہاتھ یا انگلی کاٹنے یا دانت اُکھاڑنے کیواسطے اجرت پر مقرر کیا تو جائز ہے اور اگر مستاجر مرگیا

تو اجیر ضامن نہوگا یہ تاتار خانیہ مین ہی۔ اگر طعام ولیمہ تیار کرنے کے واسطے کوئی باورچی مقرر کیا اس نے کھانا جلا دیا یا کچا رکھا تو ضامن ہوگا۔ اور اگر باورچی نے کچھ خراب نہ کیا بلکہ مالک مکان نے پانی کی ایک پکھال خریدی اور اونٹ والے سے کہا کہ مکان کے اندر اونٹ لیجا کر پکھال خالی کردے اُسنے اونٹ کو ہانکا اور اونٹ دیگون پر گر پڑا اور دیگین ٹوٹ گئین اور کھانا خراب ہوگیا تو اونٹ والے اور باورچی دونون پر کچھ ضمان لازم نہ آویگی۔ اسی طرح اگر مالک مکان کے نابالغ غلام یا لڑکے پر وہ اونٹ گر پڑا اور لڑکا کچل کر مرگیا تو بھی اونٹ والا ضامن نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر چکی کا گلا کھل گیا اور گیہون ضائع ہوگئے تو پیسنے والا ضامن ہوگا یہ سراجیہ مین ہے۔

اٹھائیسوان باب۔ اجیر خاص واجیر مشترک کے بیان مین۔ اس مین دو فصلین ہین **فصل اول** اجیر خاص واجیر خاص مشترک کے درمیان فرق اور دونون کے احکام کے بیان مین۔ واضح ہو کہ اجیر خاص و مشترک کے درمیان فرق بیان کرنے مین مشائخ کی عبارات مختلف ہین بعضے مشائخ نے فرمایا کہ اجیر مشترک اسکو کہتے ہین کہ جو کام سپرد کرنے سے اجرت کا مستحق ہوتا ہی اپنی جان کام کرنے کے لیے سپرد کرنے سے مستحق نہین ہوتا ہی اور اجیر خاص وہ ہی کہ جو اپنی جان کام کرنے کے لیے سپرد کرنے اور مدت گذر جانے سے اجرت کا مستحق ہوتا ہی اور اجرت کے استحقاق کے واسطے کام تیار ہونا اُسکے حق مین شرط نہین ہی۔ اور بعضے مشائخ نے فرمایا کہ اجیر مشترک وہ شخص ہے جو ہر ایک کا کام تیار کرنے کے واسطے لیتا ہی اور اجیر خاص وہ ہی جو ایک ہی شخص سے لیتا ہی۔ اور واضح ہو کہ کام کر دینے سے اجرت کا مستحق ہونا پہلی تعریف کے موافق جب ہی معلوم ہوگا کہ عقد اجارہ کام پر واقع ہو مثلاً ایک درزی کو اجیر مقرر کیا کہ میرا یہ کپڑا ایک درم پر سی دے یعنی سی دے یہ کپڑا ایک درم پر یا دھوبی کو مقرر کیا کہ دھو دے یہ کپڑا ایک درم پر۔ اور اپنے نفس کو کام کیواسطے سپرد کرنے اور مدت گذر جانے سے اجرت کا مستحق ہونا جب ہی معلوم ہوگا کہ عقد اجارہ مدت پر واقع ہو مثلاً کسی شخص کو ایک مہینہ کے لیے اجارہ لیا تاکہ میری خدمت کیا کرے۔ **قال المترجم** وقوع اجارہ کام یا مدت پر بنا بر خلاف عبارات ہی اور فصیح عبارات اردو مین ہمیشہ نقل مابعد مدت و عمل و اجرت کے واقع ہوتا ہی پس زبان اردو مین وقوع بدون تصریح مشکل ہے ہان زبان عربی مین آسان ہی وقد مر منا الکلام مفصلا فی بعض المواضع فتذکر۔ اور عقد اجارہ کا کام پر واقع ہونا بشرطیکہ کام معلوم ہو بدون بیان مدت کے صحیح ہی مگر عقد اجارہ کا مدت پر واقع ہونا بدون نوع عمل بیان کرنے کے نہین صحیح ہی۔ اور اگر کسی شخص نے کام و مدت دونون کو عقد اجارہ مین بیان کیا مگر پہلے کام کا ذکر کیا مثلاً معدود بکریان چرانے کیواسطے ایک مہینہ کے لیے کسی کو ایک درم پر اجیر مقرر کیا تو یہ اجیر اجیر مشترک قرار دیا جائیگا ولیکن اگر آخر کلام مین اجیر خاص کا حکم صریح بیان کردے تو اجیر خاص ہوجائیگا مثلاً یون بیان کردے کہ بشرطیکہ تو میری بکریون کے ساتھ دوسرے کی بکریان نہ چراوے۔ اور اگر اُسنے پہلے مدت بیان کردی مثلاً ایک مہینہ کے واسطے بکریان معدود چرانے کے لیے کسی کو ایک درم پر اجیر مقرر کیا تو یہ اجیر خاص قرار دیا جائیگا ولیکن اگر آخر کلام مین اجیر مشترک کا حکم صریح بیان کردیا مثلاً یون کہدیا کہ تجکو اختیار ہی اگر تیرا جی چاہے تو دوسرے کی بکریان بھی میری بکریون کے ساتھ چرانا کذا فی الذخیرہ۔ اور اوجہ عبارت یہ ہی کہ یون کہا جاوے کہ اجیر مشترک وہ ہی کہ جسکا اجارہ کسی عمل معلوم پر یا بیان عمل واقع ہو اور اجیر خاص اُسکو کہتے ہین کہ جس کا عقد اُسکے منافع

پر واقع ہو اور منافع اس کے کسی طرح معلوم نہون مگر صرف مدت یا مسافت کے بیان کرنے سے یہ تبیین مین مذکور ہی۔
اجیر خاص کا حکم یہ ہی کہ ایسا اجیر بالاجماع امین ہوتا ہی حتے کہ جو کچھ اسکے کام سے تلف ہو اُس کی ضمان اُس پر
واجب نہین ہوتی ہی ولیکن اگر کام مین مخالفت کرے تو ضمان ہو گی اور مخالفت کی یہ صورت ہی کہ مستاجر نے اُسکو
کسی کام کا حکم دیا اُسنے سوا اسکے دوسرا کام کیا تو اس صورت مین اس مخالفت سے جو نتیجہ پیدا ہو اُسکا ضامن ہو گا
یہ شرح طحاوی مین ہی۔ اور اجیر مشترک کا حکم یہ ہی کہ بدون اُسکے فعل کے جو کچھ اسکے پاس تلف ہو تو امام اعظم کے
نزدیک اجیر مشترک اُسکا ضامن نہو گا اور یہی قول امام زفر وحسن بن زیاد کا ہی اور یہ قول قیاس ہی خواہ ایسے
سبب سے تلف ہو کہ جس سے احتراز ممکن ہی جیسے غصب وسرقہ وغیرہ یا ایسے سبب سے جس سے احتراز نا ممکن ہی
جیسے اکثر آگ لگ گئی یا ایسا ہی ڈاکہ پڑا وغیر ذالک اور امام ابو یوسف وامام محمد رح کے نزدیک اگر ایسے امر سے
تلف ہو جس سے احتراز ممکن ہی تو ضامن ہو گا اور اگر ایسے سبب سے تلف ہو جس سے احتراز نا ممکن ہی تو ضامن نہو گا
کذا فی المحیط۔ اور بعضے مشایخ نے فتوی دیا کہ باہم دونون یعنے اجیر ومستاجر صلح کرلین تاکہ دونون قولون پر عمل
ہو جاوے اور شیخ امام ظہیر الدین مرغینانی رحمہ اللہ امام اعظم کے قول پر فتوے دیتے تھے اور کتاب عدہ کے
مصنف نے فرمایا کہ مین نے ایک روز امام ہمام ظہیر الدین رح سے دریافت کیا کہ مشائخ مین سے جن لوگون نے صلح
کر لینے کا فتوے دیا ہی اگر اس صورت مین خصم نے صلح کرنے سے انکار کیا تو کیا اسپر صلح کے واسطے جبر کیا جائیگا فرمایا
کہ پہلے مین بھی صلح کرنے کا فتوی دیا کرتا تھا پھر مین نے اسیوجہ سے اس فتوے سے رجوع کر لیا اور قاضی امام فخر الدین
بھی امام اعظم کے قول پر فتوے دیتے تھے یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ اور کتاب الابانہ مین لکھا ہی کہ فقیہ ابو اللیث نے
اس مسئلہ مین امام اعظم کا قول اختیار کیا ہی اور مین بھی اسی قول پر فتوے دیتا ہون کذا فی التاتارخانیہ۔ اور اس
زمانہ مین لوگون کے حالات ونیات بدل جانے سے صاحبین رح کے قول پر فتوے دیا جائیگا اور اس ذریعہ
سے لوگونکے مالون کی حفاظت ہو سکتی ہی یہ تبیین مین لکھا ہی۔ پھر واضح ہو کہ موافق مذکورہ بالا کے صاحبین رح کے
نزدیک ضمانت کا لزوم فقط ایسی صورت مین ہی کہ اجیر مشترک کو جو چیز اجارہ پر دی ہی اُسنے اس چیز مین کوئی کام
بنایا ہو اور اگر کوئی کام ایمین نہ بنایا ہو مثلاً غلاف بنانے کیواسطے ایک مصحف مجید دیا یا تلوار دی یا دستہ بنانے
کے واسطے چھری دی پھر ایمین سے کوئی چیز جاتی رہی تو بالاجماع ضامن نہو گا یہ سراج الوہاج مین ہے۔ اور منتقی
مین امام ابو یوسف سے روایت ہی کہ اگر کسی شخص کو باجرت نقطہ لگانے کیواسطے قرآن مجید دیا اور اس کا غلاف
اجیر کے پاس ضایع ہو گیا تو ضامن نہو گا اسی طرح اگر کسی شخص کو رومال مین لپیٹ کر رفو کرنے کیواسطے کوئی کپڑا دیا
پھر اُسکا رومال ضایع ہو گیا تو ضامن نہو گا اسیطرح اگر کسی شخص کو ترازو اس غرض سے دی کہ اسکے پلہ درست
کر دے اور وہ ترازو (کانٹا ۱۲) جس خانہ (کوٹھری کا خانہ ۱۲) مین رکھی تھی وہ ضایع ہو گیا تو بھی ضامن نہو گا یہ محیط مین ہی۔ وخلاصہ وخانیہ مین ہی
کہ اگر مستاجر نے عقد اجارہ مین اجیر سے ضمان لینے کی شرط ٹھہرائی پس اگر ایسے سبب سے تلف شدہ کی ضمان کی شرط
لگائی جس سے احتراز نا ممکن ہی جیسے موت وغیرہ تو بالاتفاق عقد اجارہ فاسد ہی اور اگر ایسے سبب سے تلف شدہ ضمان
کی شرط لگائی جس سبب سے احتراز ممکن ہی جیسے سرقہ وغیرہ تو امام اعظم کے نزدیک ایمین بھی وہی حکم ہی مگر صاحبین کے
نزدیک عقد وشرط صحیح ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ پھر واضح ہو کہ بسبب صاحبین کے مذہب کے موافق اجیر مشترک پر ضمان واجب ہونے

ف اجیر خاص امین ہی اور اجیر مشترک ضامن ہی دیکھو ۱۱۵

پس اگر کام بنانے سے پہلے وہ چیز تلف ہوئی ہو تو مستاجر بدون تیار ہوئی چیز کے حساب سے اُسکی قیمت ڈانڈ لیگا اور اجیر کو کچھ اجرت نہ ملیگی اور اگر کام تیار ہو جانے کے بعد وہ چیز تلف ہوئی ہو تو مالک کو اختیار ہو گا کہ چاہے اجیر سے بنی ہوئی چیز کی قیمت کے حساب سے لیکر اسکو مزدوری دیدے اور وہ مزدوری ضمان سے وضع کر دے یا بے بنی ہوئی چیز کے حساب سے اجیر سے ضمان لے اور مستاجر پر کچھ اجرت واجب نہوگی یہ سراج الوہاج مین ہے۔ اور اجیر مشترک کے پاس جو چیز اجارہ کی اُسکے فعل سے تلف ہوئی مثلاً دھوبی کے دھونے مین کپڑا پھٹ گیا یا اُس نے گٹی چونہ پر پھیلا دیا اور وہ جل گیا یا حمال پھسل پڑا تو ہمارے علمائے ثلثہ کے نزدیک اجیر ضامن ہو گا کذا فی المحیط۔ خواہ اُسنے شرط عقد سے مخالفت کی ہو یا نہ کی ہو یہ ینابیع مین ہے۔ پھر واضح ہو کہ جو کچھ اجیر مشترک کے ہاتھ سے نقصان ہو اُسکی ضمان اجیر کے ذمہ فقط ایسی صورت مین واجب ہو گی کہ جب محل عمل یعنے جس چیز مین کام بنانا قرار پایا ہے اجیر کے سپرد ہو اور ایسی طرح سپرد ہو کہ اگر مشتری فرض کیا جاوے تو ضمان عقد لازم لاوے اور شی مضمونہ ایسی چیزون مین سے ہو کہ جسکی ضمان بوجہ عقد کے لازم آتی ہے اور اجیر کی وسعت مین اُسکا دفع کرنا بھی ہو یہ تاتارخانیہ مین ہے پھر جس صورت مین موافق مذہب علمائے ثلثہ کے اجیر مشترک پر اسکے ہاتھ کے نقصان کیوجہ سے ضمان لازم آئی تو مستاجر کو اختیار ہے چاہے اپنی چیز کی قیمت کی ضمان بے بنی ہوئی کے حساب سے لے اور اسکو اجرت نہ دینی ہو گی یا بنی ہوئی چیز کے قیمت کے حساب سے ڈانڈ لے مگر اجیر کو اُسکا اجر المثل دینا پڑیگا یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور تجرید مین لکھا ہے کہ اگر چراغ سے اجیر کا گھر جلگیا تو مستاجر کی چیز کا ضامن ہو گا یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ اگر کسی شخص نے زید کو اپنے کپڑے کے سینے یا دھونے کے واسطے اجیر مقرر کیا اُسنے کپڑے کو اپنے قبضہ مین لیا مگر بدون اُسکے کسی فعل یا تعدی کے کپڑا اُس کے پاس تلف ہو گیا تو اسپر ضمان لازم نہین ہے یہ شرح طحاوی مین ہے۔ واضح ہو کہ جو شخص مثل دھوبی و درزی کے اجیر مشترک ہو اگر کام تیار کرے تو اجارہ کی چیز بعد تیار ہونے کے مالک کو واپس کرے اور واپسی کا خرچہ بذمہ اجیر مشترک ہے کپڑے کے مالک پر نہین ہے یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ اور اگر اجیر مشترک گائے بکری وغیرہ کا چرواہا ہو کہ عام لوگون کے جانور چراتا ہو تو جو جانور اسکے خلاف عادت ہانکنے یا خلاف عادت مارنے سے تلف ہو اسکی قیمت کا ضامن ہو گا اور اگر اجیر ان جانورون کو پانی پلانے لیگیا وہان پل پر جانورون کا ازدحام ہو گیا اور بعضون نے بعضون کو بسبب کشمکش کے ڈھکیلا اور سب دریا مین گر کر ہلاک ہو گئے تو لوگون کو اسکی قیمت ڈانڈ ادا کرے یہ ینابیع مین ہے۔ زید نے عمرو کو کوئی چیز کام بنانے کے واسطے اجیر مشترک کے طور پر دی اور وہ عمرو کے پاس تلف ہو گئی پھر خالد نے عمرو پر اپنا استحقاق ثابت کیا اور عمرو سے اُس چیز کی قیمت کی ضمان وصول کر لی تو عمرو اس مال ضمان کو زید سے نہین لے سکتا ہے جیسا کہ عاریت مین حکم ہے یہ قنیہ مین ہے۔ اگر اجیر مشترک نے جانورون کو ہانکا اور بعض نے بعض کو سینگون سے مار ڈالا یا پیرون سے روند ڈالا تو ضامن ہو گا اور اگر اجیر خاص ہو تو ضامن نہو گا اور اگر نر جانور مادہ جانور پر کودا اور اس باعث سے تلف ہوا تو ضامن نہو گا یہ سراجیہ مین ہے۔ اور جو شخص کاروان سرائے کی حفاظت کیواسطے مزدور مقرر ہوا ہو اگر سرائے سے کوئی شی چوری جاوے تو اجیر ضامن نہو گا کیونکہ اجیر فقط دروازہ کا نگہبان ہے اور مال اپنے اپنے مالکون کی حفاظت مین ہے اسی طرح اگر رات مین مال چوری گیا تو چوکیدار ضامن نہو گا یہ ملتقط مین ہے ناطفی مین لکھا ہے کہ کاشتکار نے گائے چرنے کو چھوڑ دی وہ چوری گئی تو ضامن نہو گا یہ فتاوی قاضیخان و تاتارخانیہ مین ہے

لہ یعنی بسبب عقد ضمان مضمون ہو ۱۲ ؎ یعنی اجیر مشترک ۱۲

امام محمد رح نے جامع صغیر مین لکھا ہے کہ ایک شخص نے دریاے فرات کے کنارہ سے ایک مٹکا اٹھاکر فلان مقام معلوم تک پہونچانے کیواسطے ایک حمال مقرر کیا راہ مین حمال گر کر مٹکا ٹوٹ گیا تو علماء ثلثہ کے نزدیک مستاجر کو اختیار ہے کہ چاہے اجیر سے وہ قیمت ڈانڈ وصول کرے جو فرات کے کنارے اسکی قیمت ہے یعنے جہان سے لایا ہے وہان جس قیمت کو ملتا ہے وہ قیمت لے اور کچھ اجرت نہ دینی ہوگی یا جہان ٹوٹا ہے وہانکی قیمت لے اور حساب کرکے یہان تک کی جو اجرت نکلے وہ اجرت دیدے اور یہ حکم اسوقت ہے کہ راہ مین مٹکا ٹوٹ جاوے۔ اور اگر مقام معلوم تک پہونچکر اُسکا پانون پھسلا یا سر سے چھوٹ پڑا اور ٹوٹ گیا تو حمال کو پوری اجرت ملیگی اور اسپر ضمان لازم نہ آویگی اور یہ روایت قاضی صاعد نیشاپوری سے اسطرح جیسا ہمنے بیان کیا ہے منقول ہے اور یہ نقل امام محمد رح کے دوسرے قول کے موافق ہے ولیکن پہلے قول کے موافق یہ حکم ہے کہ اجیر پر ضمان لازم آویگی اور یہی امام ابو یوسف کا قول ہے۔ اور یہ اختلاف ایسی صورت مین ہے کہ جب یہ جنایت اسکے فعل سے لازم آئی ہو۔ اور اگر اُسکے فعل سے لازم نہ آوے پس اگر ایسے سبب سے یہ نقصان لازم آیا جس سے تحرز ممکن نہین ہے تو بالاجماع اُسپر ضمان واجب نہوگی اور اُسکو پوری اجرت ملیگی اور اگر ایسے سبب سے نقصان ہو جس سے احتراز ممکن تھا تو بھی امام اعظم رح کے نزدیک یہی حکم ہے اور صاحبین کے نزدیک ضمان واجب ہوگی اور درصورت اُسکے فعل سے تلف ہونے کے مالک کو ضمان لینے کا اختیار بروجہ سابق ہے یہ ذخیرہ مین لکھا ہے۔ اگر حمال کے سر پر سے اسباب چوری گیا پس اگر اسباب کا مالک ساتھ نہو تو بالاجماع حمال پر ضمان نہین آتی ہے اگرچہ صاحبین کے نزدیک اجیر مشترک ضامن ہوا کرتا ہے۔ اور اگر مالک ساتھ نہو تو صاحبین کے نزدیک ضامن ہوگا۔ اسیطرح جس رسّی سے بھٹیارا محمل کو باندھتا ہے اگر بھٹیارے کے ہانکنے سے وہ رسّی ٹوٹ جاوے تو وہ ضامن ہے اور اگر جانور کے ہانکنے مین نہ ٹوٹی دوسری طرح ٹوٹی مثلاً جانور لنگڑا ہوا تھا اتنے مین ہوا کا جھونکا آیا اُسنے بوجھ کو پیٹھ پر سے پھسلایا اور جانور بھڑکا اور رسی ٹوٹ گئی تو اُسپر ضمان نہین ہے یہ سراج الوہاج مین ہے اگر اُسنے مالک اسباب کی رسی سے بوجھ لادا اور رسی ٹوٹ گئی تو ضامن نہوگا یہ غیاثیہ مین ہے۔ ایک حمال ٹھہرایا کہ گھی کی مشک اٹھاکر پہونچا وے پس مالک اور حمال دونون نے ملکر اس غرض سے اُٹھایا کہ حمال کے سر پر رکھدے اور وہ اُٹھانے مین پھٹ گئی تو حمال ضامن نہوگا اور منتقی مین لکھا ہے کہ اگر حمال نے راستہ مین مشک اُتار کر رکھدی پھر اُٹھانی چاہی اور مالک سے اُٹھوانے مین مدد مانگی اور دونون نے ملکر اُسکو اُٹھایا اور وہ پھٹ گئی تو حمال ضامن ہوگا کیونکہ مشک گھی کی حمال کی ضمانت مین آچکی تھی۔ اور اگر مالک کے مکان مین پہونچکر حمال و مالک نے ملکر اسکو اُتارنا چاہا اور دونون کے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گر کر ناقص ہوگئی تو حمال ضامن ہوگا اور قیاس چاہتا ہے کہ حمال نصف قیمت کا ضامن ہو اور اسی کو فقیہ ابو اللیث اور بہت سے مشائخ نے اختیار کیا ہے یہ ذخیرہ کردری مین لکھا ہے۔ اور اگر زید نے حمال سے کہا کہ اسکا کرایہ آدھا درم اور اُسکا کرایہ ایک درم دونگا یعنی جو بوجھ تو چاہے اُٹھاکر لیچل اُس نے دونون کو ایکبارگی اُٹھالیا تو اسکو دونونکا نصف کرایہ ملیگا اور اگر تلف ہون تو دونون کا ضامن ہوگا اور اگر اُسنے ایک بوجھ پہلے اُٹھایا ہو تو دوسرے کے اُٹھانے مین متطوع یعنے مفت احسان کرنے والا شمار ہوگا اور اگر تلف ہو جاوے تو ضامن ہوگا کیونکہ اُس نے بلا اجازت اُٹھا لیا ہے۔ اور اگر کسی شخص کو مردار کی کھال اُٹھانے کے واسطے اجیر مقرر کیا اُس نے اسکی دباغت کردی اور وہ تلف ہو گئی یا تلف کردی تو اسکو اجرت نہ ملیگی اور نہ اسپر ضمانت واجب ہوگی کیونکہ وہ مال نہین ہے۔ اور اگر عمرو کو اسواسطے

مزدور کیا کہ یہ درم اٹھا کر فلان شخص کو پہونچا دے اُسنے بیچ راہ مین اُسکو خرچ کر ڈالا اور اُنکے مثل فلان شخص کو ادا کر دیے تو عمرو کو کرایہ نہ ملیگا کیونکہ ضمان ادا کرنے سے عمرو اُن درمون کا خود مالک ہوگیا یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ اگر کچھ بوجھ اُٹھانے کے واسطے دو حمال مقرر کیے انمین سے ایک نے تمام بوجھ اُٹھا کر پہونچا دیا پس اگر دونون حمالون مین عقد شرکت ہو تو پوری اجرت واجب ہوگی اور وہ دونون مین مشترک ہوگی اور اگر دونون مین عقد شرکت نہ ہو تو ایک کو نصف اجرت ملیگی اور باقی نصف کے اُٹھانے مین وہ حمال مفت احسان کرنے والا شمار ہوگا اور اگر حمال نے مقام مشروط تک پہونچا دیا پھر مالک نے کہا کہ اسکو اپنے پاس رکھ اُسنے رکھا اور وہ ضائع ہوگیا تو ضامن نہوگا اور اجرت کامل واجب ہوگی۔ اور اگر حمال نے جسوقت مالک نے مانگا ہو اپنی مزدوری کیواسطے روک لیا ہو تو ضائع ہونے سے ضامن ہوگا۔ اور امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ حمال کو تاوقتیکہ بوجھ سر سے اُتار کر نہ رکھے مزدوری طلب کرنے کا اختیار نہین ہے اور اگر مستاجر کے گھر پر لایا اور گھر مین لے آیا وہان لغزش کھائی اور بوجھ گر کر ناقص ہوگیا یا سر سے اُتار نے مین گر کر تلف ہوا تو ضامن نہو گا اور اگر کسی دوسرے شخص نے اسکو توڑ ڈالا تو حمال ضامن نہوگا اور اسکا کرایہ واجب ہوگا یہ غیاثیہ مین ہے۔ فتاوے ابو اللیث مین لکھا ہے کہ اگر حمال نے بوجھ کو میدان مین اُتارا اور باوجودیکہ اسکو وہانسے منتقل کر سکتا تھا مگر نکیا یہان تک کہ چوری یا پانی برسنے سے اسباب تلف ہوگیا تو حمال ضامن ہوگا اور مراد یہ ہے کہ جب چوری یا مینھ کا غالب احتمال ہو کذا فی الفصول العمادیہ۔ ایک شخص نے باردان اُٹھانے کے واسطے ایک مزدور مقرر کیا کہ فلان مقام تک پہونچا دے راہ مین وہ باردان خود ہی پھٹ گیا اور جو کچھ اسمین تھا باہر نکل پڑا تو شیخ ابو بکر نے فرمایا کہ مثل ایسے حمال کے جسکی رسی ٹوٹ جاوے اور وہ ضامن ہوتا ہے یہ بھی ضامن ہوگا۔ اور فقیہ ابو اللیث نے فرمایا کہ امام اعظم کے قول کے قیاس پر ضامن نہوگا شیخ فخر الدین نے فرمایا کہ اسی پر فتوی ہے اور اسی کو ہم اختیار کرتے ہین یہ کبرے مین ہے۔ منتقی مین لکھا ہے کہ اگر حمال اُسکو اپنی گردن پر اُٹھائے ہو اور اُسنے لغزش کھائی اور جو کچھ اس مین تھا وہ بہ گیا حالانکہ مالک اسکے ساتھ ہے تو حمال ضامن ہے اور اگر لوگون نے حمال پر ازدحام کیا یہان تک کہ کشمکش مین وہ ظرف ٹوٹ گیا تو بالاجماع حمال ضامن نہوگا اور اگر خود ہی حمال نے ازدحام کیا یعنے ہجوم مین گھس گیا یہان تک کہ ظرف ٹوٹ گیا تو ضامن ہوگا اور مالک کو اختیار ہوگا کہ چاہے ٹوٹنے کے وقت کی قیمت کی ضمان لے مگر اسمین بقدر اسکی اجرت کے جہانتک لایا ہے حساب کرکے وضع کردے یا جہان سے لادا ہے وہان کی قیمت لے اور اس صورت مین کچھ اجرت نہ دینی پڑیگی یہ خلاصہ مین ہے۔ ایک بھاڑے والا ایک گانون سے دو شاب لاد کر شہر مین لاتا تھا پھر وہ راہ مین اُتر کر مشک بھری ہوئی رکھدی اور سو رہا اور کتے نے آکر مشک پھاڑ ڈالی اور دو شاب ضائع ہوگیا پس اگر بیٹھے بیٹھے سو گیا ہو تو ضامن نہوگا یہ قنیہ مین ہے۔ یتیمہ مین لکھا ہے کہ شیخ ابو حکیم رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے ترکمان کو اسواسطے مزدور مقرر کیا کہ یہ دو شاب مرو سے بلخ تک پہونچا دے اُسنے منظور کیا پھر جب بیچ راہ مین پہونچا تو وہان ایک پل نظر آیا اور اسمین پتھر پڑا ہوا تھا پھر جب اُس پل سے عبور کا قصد کیا تو اونٹ کا پانون رپٹا اور اسکے گرنے سے دو شاب تلف ہوگیا حالانکہ اس پل سے باوجود اس پتھر کے لوگ آمد و رفت رکھتے تھے پس آیا یہ ترکمان ضامن ہوگا یا نہین تو شیخ ابو حامد نے فرمایا کہ جو ترکمان اونٹ چلاتا تھا اسپر ضمان واجب ہے اور یہی مسئلہ شیخ یوسف بن احمد سے دریافت کیا گیا انھون نے بھی یہی جواب دیا یہ تاتار

یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اگر جانور بھڑک کر بھاگا اور اسباب اسکے اوپر سے گر کر تلف ہوا تو بھاڑے والا ضامن نہوگا اور اگر مالک اسباب کے ہانکنے یا ناتھ پکڑ کر چلانے سے جانور پھسل پڑا تو بھاڑے والا ضامن نہوگا اسی طرح اگر بھاڑے والے اور مالک دونون کے ہانکنے سے ایسا ہوا ہو تو بھی یہی حکم ہی اور اگر اسباب کا مالک جانور پر سوار ہوا اور اُسکا اسباب دوسرے جانور پر لدا ہوا اور مالک انکے ساتھ چلتا ہو تو بھاڑے والا ضامن نہوگا اور یہ امام ابو یوسف کے نزدیک ہی اور اگر جانور پر اسباب لادا اور مالک اسباب اس جانور پر سوار ہوا اور جانور کی لغزش سے اسباب تلف ہوا تو بھاڑے والا ضامن نہوگا اور اگر سوار نہو بلکہ اسکے ساتھ پاؤن پیدل چلتا ہو تو امام اعظم و امام محمد رح کے نزدیک بھٹیارا ضامن ہوگا یہ غیاثیہ مین ہی اور اگر اسباب بسبب حرارت آفتاب یا برودت باران کے خراب ہوگیا تو امام کے نزدیک بھٹیارا ضامن نہوگا اور صاحبین کے نزدیک ضامن ہوگا اسیطرح اگر جانور کی پیٹھ پر سے مال چوری گیا تو بھی یہی حکم ہی اور اگر اُسکی پیٹھ پر کوئی غلام سوار ہوا اور جانور کے مالک نے جانور ہانکا اور جانور لغزش کھا کر گر پڑا اور غلام مرگیا تو جانور کا مالک غلام کا ضامن نہوگا کیونکہ غلام اُسکی ضمان و قبضہ مین نہین ہی بلکہ خود اپنے قابو مین ہی بخلاف اسباب کے اور اگر غلام ایسا بچہ ہو کہ خود بیٹھ نہین بیٹھ سکتا ہی تو ضامن ہوگا جیسا کہ کپڑے یا جانور کی تلف مین کہ اگر اُسکے ہانکنے سے تلف ہو تو ضامن ہوتا ہی کذا فی الوجیز الکردری اور صحیح حکم اس صورت مین یہ ہی کہ دونون صورتون مین یعنی غلام بالغ ہو یا ایسا بچہ ہو کچھ فرق نہین ہی اور عقد اجارہ مین مثل مردآزاد کے غلام کا بھی ضامن نہوگا یہ تمرتاشی مین لکھا ہی۔ تلث اور صریح امام اعظم سے روایت ہی کہ امام اعظم نے فرمایا کہ کرایہ کے جانور پر اسباب کے ساتھ مالک اسباب کا کوئی غلام نابالغ سوار ہوا اور جانور کو اسکی سواری کی شرط سے کرایہ لیا ہو پھر جانور نے لغزش کھائی اور غلام مع اسباب گر کر ضائع ہوا تو جانور کا مالک غلام کا ضامن نہوگا اور اسباب کا ضامن ہوگا اگرچہ غلام کی ہلاکت بھٹیارے کے فعل سے ہوئی ہی۔ پھر واضح ہو کہ اسباب کا ضامن بھی جب ہی ہوگا کہ غلام ایسا نادان ہو کہ اس سے اسباب کی حفاظت نہو سکتی ہو ورنہ اگر غلام اسباب کی حفاظت کرنے کے لائق ہو تو جانور کا مالک اسباب کا بھی ضامن نہوگا یہ محیط مین ہی۔ ایک شخص نے زید کو مقرر کیا کہ اپنے جانور پر میرا شیرہ انگور فلان مقام تک کرایہ پر پہونچا دے اُسنے پہونچا دیا اور جب اُتارنے کا قصد کیا تو ایک طرف کی گون پکڑ لی اور دوسری طرف کی گون پھینک دی مگر پھینکنے سے اسکی مشک جنمین شیرہ انگور تھا پھٹ گئی تو شیخ نے فرمایا کہ مشک اور شیرہ انگور کے نقصان کا ضامن ہوگا یہ حاوی مین ہی۔ فتاوی نسفی مین لکھا ہی کہ زید نے کچھ بوجھ عمرو کو دیا کہ اسکو لاد کر فلان مقام تک پہونچا دے اور شرط کرلی کہ رات مین روانہ ہوا کرے اور زید خود بھی ساتھ ہوا پھر مع اسباب کے جانور ضائع ہوگیا پس اگر عمرو نے جانور کی حفاظت چھوڑ دینے سے خود ضائع کر دیا تو بلاخلاف ضامن ہوگا اور اگر ایسا نہین ہوا بلکہ جانور خود ضائع ہوا تو عمرو پر الزام نہین ہی اور امام اعظم رح کے نزدیک ضامن نہوگا بخلاف قول صاحبین کے کہ اُنکے نزدیک ضامن ہوگا مگر لازم یہ تھا کہ بلاخلاف ضامن نہوتا درحالیکہ زید اُسکے ساتھ چلتا تھا ولیکن اس جنس کے اوائل اور شروط مرغینانی مین اس مقام پر بالاجماع ضامن ہونے کی روایت صریحہ مذکور ہی یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ اگر موج کے تھپیڑے سے یا ہوا کے تھمنے یا پہاڑ کی ٹکر سے جو کچھ غرق ہوگیا ملاح اُسکا ضامن نہوگا اور اگر ملاح کے کھینچنے یا کسی اسکے فعل سے کچھ غرق ہوا تو ضامن ہوگا اور اگر کشتی ٹوٹ کر غرق ہوگئی پس اگر ملاح کا قصور ہی کہ اُسکے فعل سے ایسا ہوا تو ضامن ہوگا ورنہ نہین اور اگر مالک اسباب یا اسکا وکیل کشتی مین موجود ہو تو ملاح فقط تعدی کی صورت مین ضامن ہوگا ان صورتون مین ضامن نہوگا کیونکہ اسباب

اُسکے قبضہ مین ہو ملاح کے پاس مضمون نہین ہے اور اگر دو کشتیان ہون کہ ایک مین خود سوار ہوا و اسباب دوسری مین ہو توبھی ملاح سوائے تعدی کی صورت کے ضامن نہوگا چنانچہ دو جانورونکی صورت مین سفر خشکی مین یہی حکم ہے اسیطرح اگر مالک اسباب فریضہ نماز یا کسی دوسری ضرورت سے باہر آیا مگر اسباب اسکی نظر سے غائب نہین ہوا تو بھی ملاح بدون تعدی کرنے کے کسی صورت مین ضامن نہوگا۔ اور اگر کشتی کسی مقام تک پہونچ گئی پھر اُسکو ہوا کے جھونکے یا موج کے تھپیڑے نے لوٹا دیا یا خشکی مین جانور راہ مین سے لوٹ پڑا پس اگر مالک اسباب کشتی مین یا جانور پر سوار ہو تو اجرت واجب ہوگی اور جانور والے سے لوٹا لیچلنے کا مطالبہ نہ کریگا ولیکن اگر کشتی کو ہوا کا جھونکا کسی ایسی جگہ بہا لیجاوے جہان مالک اسباب اپنے اسباب پر قبضہ نہین کر سکتا ہو تو ملاح با جرت لوٹا لیجانے پر مجبور کیا جائے گا اور اگر مالک اسباب یا اسکا وکیل اس اسباب کے ساتھ موجود نہووے تو پہلی ہی اجرت پر لوٹا لیجانے کے واسطے ملاح مجبور کیا جائیگا یہ غیاثیہ مین ہے اور اگر ملاح نے بضرورت کچھ آگ کشتی مین رکھ لی اور اس کے باعث سے کشتی جلگئی تو ملاح اسباب کا ضامن نہوگا اگرچہ مالک اسباب کشتی مین موجود نہو یہ تمرتاشی مین لکھا ہے۔ ایک کشتی مین کچھ عیب تھا اسکو ایک شخص نے کرایہ لیا کہ یہ اسباب اُسپر لادکر پہونچادے پھر ملاح نے اس کشتی مین دوسرے شخص کا کچھ اسباب بھی بدون پہلے مستاجر کی رضامندی کے داخل کردیا حالانکہ کشتی اسقدر بوجھ کو بخوبی اُٹھا سکتی تھی مگر چلکر کشتی غرق ہوگئی اور مستاجر کشتی کے ساتھ موجود ہے تو ملاح ضامن نہوگا یہ قنیہ مین ہے۔ شیخ علی بن احمد رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک کشتی آدمیون اور اسباب سے خوب بھری ہوئی ہے زمین سے لگی ہوئی ہے کہ اُسکے غرق ہوجانے کا سب کو خوف ہے پھر بعضے آدمی اسمین سے نکلے اور دوسری کشتی کرایہ کرلی اسمین کچھ لوگ سوار ہوے اور کچھ اسباب نکال کر لاد دیا اور کئی بار ایسا کیا یہان تک کہ پہلی کشتی ہلکی ہوگئی اور چل نکلی اور اجرت مین کسیقدر دینارون پر سبنے اتفاق کیا پس آیا یہ اجرت انھین لوگون پر پڑیگی جنھون نے عقد اجارہ کیا ہے یا سب آدمیون اور اسباب پر پڑیگی اور جو کچھ ان لوگون نے کیا اُسپر اسباب والے راضی تھے تو فرمایا کہ اجرت انھین لوگون پر واجب ہوگی جنھون نے عقد اجارہ قرار دیا ہے اور باہم موافقت کرنا بہتر ہے یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ منتقی مین لکھا ہے کہ اگر بہت سی کشتیان ہون اور اسباب کا مالک یا اُسکا وکیل کسی ایک کشتی مین موجود ہو تو جس کشتی مین مالک اسباب یا اسکا وکیل ہے اگر اسمین سے کچھ جاتا ہے تو ملاح اسکا ضامن نہوگا اور ماسوائے اسکے ضامن ہوگا اور فرمایا کہ یہ سب امام ابو یوسف و امام محمد رح کے نزدیک ہے اور اُسی مقام پر فرمایا کہ جب کشتیان بہت ہون تو ایسی صورت مین امام ابو یوسف رح کا دوسرا قول بھی ہے کہ اگر بہت کشتیان اسطرح چلتی ہون کہ سب ساتھ ہی روانہ ہوتی ہون اور ساتھ ہی لنگر کرتی ہون تو ملاح پر کسی کشتی کے اسباب جانے سے ضمان لازم نہ آویگی اگرچہ باہم کشتیان آگے پیچھے چلتی ہون اسیطرح حمال کا حال ہے کہ اگر اُسپر اسباب لدا ہو اور مالک اسباب اونٹ پر سوار چلتا ہو تو حمال ضامن نہوگا یہ محیط مین ہے۔ ایک ملاح نے لوگون کے اسباب سے کشتی بھر کر رات مین کنارے باندھ دی پھر اُسمین سوراخ ظاہر ہوے جنکی راہ سے پانی بھر گیا اور کشتی غرق ہوگئی اور اسباب سب تلف ہوگیا تو ملاح ضامن نہوگا بشرطیکہ عادت کے موافق اسطرح کشتی چھوڑ دیجاتی ہو اور اگر مالک اسباب نے ملاح سے کہا کہ یہان اس کنارے کشتی کو باندھ دے اُسنے وہان لنگر نہ کیا چلائے گیا یہان تک کہ موج سے غرق ہوگئی تو ملاح ضامن ہوگا بشرطیکہ جب مالک نے کہا تھا اُس حالت مین کشتیون کے

باندھ دینے جانے کا دستور ہو یہ قنیہ میں ہے۔ ایک جولاہہ اپنے خسر کے ساتھ ایک مکان میں رہا کرتا تھا پھر ایک مکان کرایہ لیکر مع اسباب وہاں اُٹھ گیا اور سوت وہیں چھوڑ دیا وہ ضائع ہو گیا پس اگر سوت کو جہاں تھا وہاں سے دوسرے مکان میں نہیں لیگیا اور نہ اپنے خسر کو ودیعت دیا تو ضامن نہوگا یہ امام اعظم رح کا قول ہے اور صاحبین کے نزدیک ہر حال میں ضامن ہو گا یہ فتاوی کبری میں ہے۔ نوازل میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے کپڑا بننے کے واسطے دوسرے کو سوت دیدیا اُسنے دوسرے جولاہہ کو بننے کے واسطے دیدیا اسکے ہاتھ سے چوری گیا پس اگر دوسرا جولاہہ پہلے کا اجیر ہووے تو دونوں میں سے کوئی ضامن نہوگا اور اگر دوسرا جولاہہ اجنبی ہو تو پہلا جولاہہ ضامن ہو گا اور دوسرا ضامن نہوگا اور یہ امام اعظم رح کے نزدیک ہے اور صاحبین کے نزدیک پہلی صورت میں مطلقاً ضامن ہو گا اور اجنبی ہونے کی صورت میں مالک کو اختیار ہے چاہے پہلے سے ضمان لے یا دوسرے سے ضمان لے یہ خلاصہ میں ہے اور جامع الفتاوی میں لکھا ہے کہ سونار وغیرہ نے اگر دوسرے کو ڈھالنے کے واسطے دیدیا تو ایسی صورت میں بھی یہی حکم ہے یہ تاتارخانیہ میں لکھا ہے۔ ایک شخص نے زید کا سوت کپڑا بننے کے واسطے لیا اور اپنے اُستاد کے گھر میں رکھ دیا وہاں سے غائب ہو گیا تو ضامن ہو گا یہ جواہر الفتاوی میں ہے۔ ایک جولاہہ نے جہاں کپڑا بنتا تھا یعنی کارگاہ میں سوت چھوڑ دیا وہاں سے چوری گیا پس اگر کارگاہ کا گھر حصین ہو کہ ایمن اس قسم کے اسباب رکھے جاتے ہوں تو جولاہہ ضامن نہوگا اور اگر ایمن اس قسم کے اسباب نہ رکھے جاتے ہوں پس اگر سوت کے مالک اس گھر میں رکھنے سے راضی ہوں تو بھی ضامن نہوگا اور اگر راضی نہوں تو ضامن ہو گا۔ اور جولاہہ پر کارگاہ میں رات کو رہنا واجب نہیں ہے بلکہ اگر اُسنے قفل بند کر دیا اور رات میں وہاں سے چلا گیا تو ضامن نہیں ہے اور اگر کارگاہ میں سے ایک دو مرتبہ چوری ہو گئی ہو تو دو ایک مرتبہ چوری ہونے سے وہ مکان محفوظ و حصین ہونے سے خارج نہیں ہو سکتا ہے یعنے اگر حصین کے معنی پائے جاتے ہوں تو ایک دو مرتبہ چوری ہونے سے یہ نہ کہا جائیگا کہ حصین نہیں ہے لیکن اگر بہت مرتبہ چوری ہو جاوے تو حصین نہ رہیگا یہ خلاصہ میں ہے۔ ایک جولاہہ نے ایسے زمانہ میں کہ چوروں کا ہر طرف غل تھا اور غلبہ تھا کپڑے کو کارگاہ میں چھوڑ کر دروازہ بند کر کے راہ میں دوسری جگہ جا کر سویا اور کپڑا چوری گیا پس اگر ایسے وقت میں ایسے مکان میں کپڑا اسطرح چھوڑ دیا جاتا ہو تو جولاہہ ضامن ہو گا ورنہ ضامن ہو گا یہ خزانۃ المفتین میں ہے۔ ایک جولاہہ نے کپڑا بنکر اپنے مکان میں رکھ لیا مالک کو واپس نہ کیا اور چوری گیا تو آیا جولاہہ ضامن ہو گا یا نہیں پس جو امام فقیہ یہ فرماتے ہیں کہ واپسی کی مشقت و خرچہ اجیر مشترک کے ذمہ ہوتا ہے انکے قول کے موافق اگر جولاہہ واپس کر سکتا تھا اور واپس نہ کیا تو ضامن ہو گا اور جو امام فقیہ یہ فرماتے ہیں کہ مالک کے ذمہ ہے انکے قول کے موافق ضامن نہوگا یہ فصول عمادیہ میں ہے۔ ایک جولاہہ نے کپڑا بنکر باہر نکالا اور مالک سے کہا کہ میں کپڑا تیار کر کے لاتا ہوں آکر لیجا اُسنے جواب دیا کہ آج تیرے پاس رہیگا میں کل کے روز آکر لیجاؤنگا رات کو چوری گیا تو جولاہہ ضامن نہوگا کیونکہ مالک کے اس کہنے سے کہ آج تیرے پاس رہیگا وہ جولاہہ مستودع ہو گیا۔ اور اگر مالک نے یوں نہ کہا ہو کہ آج تیرے پاس رہے اور کام تمام ہو جانے کے بعد چوری گیا تو بعض نے فرمایا کہ اگر جولاہہ سے واپس کرنا ممکن تھا اور اُسنے واپس نہ کیا تو ضامن ہو گا مگر چاہیے یہ ہے کہ اگر اُس نے بعوض اجرت کے روک رکھا ہو تو ضامن نہووے کیونکہ اس صورت میں اسپر واپس کرنا واجب نہیں ہے یہ خزانۃ المفتین میں ہے۔

ایک شخص نے ایک جولاہہ کو کچھ کپڑا ایسا کہ کچھ اُسمین سے بنا ہوا تھا اور کچھ بغیر بنا ہوا تھا دیا یہ کپڑا جولاہے کے پاس سے چوری گیا تو نوادل مین لکھا ہے کہ جس امام کے نزدیک اجیر مشترک ہر ایسی چیز کا ضامن ہوتا ہے جو اُس کے پاس سے بدون اُسکے فعل کے تلف ہوئی ہووے اُسکے قول پر جولاہہ تمام کپڑے کا ضامن ہوگا کیونکہ بنا ہوا اور بے بنا ہوا بسبب اتصال کے ایک چیز کے حکم مین ہے اور باقی کا بنا جانا بنے ہوے کی قیمت بڑھاتا ہے پس جولاہہ تمام کپڑے کے حق مین اجیر مشترک ہوگیا پس کل کپڑے کا ضامن ہوگا اور یہ چند مسائل ہین کہ جنمین امام ابو یوسف وامام محمد رح کے قول پر مشائخ نے فتوی دیا ہے ایک تو یہی مسئلہ ہے جو مذکور ہوا ہے اور ایک یہ ہے کہ ایک شخص نے درزی کو کپڑا دیا اُسنے اُسمین سے ایک قمیص تیار کرکے دیدی اور ایک ٹکڑا بچ رہا تھا وہ چوری گیا تو مشائخ نے فرمایا کہ درزی ضامن ہوگا۔ اور ایک یہ ہے کہ ایک شخص نے موزہ دوز کو چمڑا دیا اُسنے موزہ تیار کرکے دیدیا اور کچھ چمڑا بچ رہا تھا وہ چوری گیا تو مشائخ نے فرمایا کہ موزہ دوز ضامن ہے یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ اگر جولاہے کو ایسا کپڑا دیا جسمین سے کچھ بنا ہوا اور کچھ بغیر بنا ہوا ہے تاکہ جولاہہ باقی کو بن دیوے وہ چوری گیا تو امام اعظم رح کے نزدیک کچھ ضامن نہوگا اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک بے بنے ہوے کا ضامن ہوگا بنے ہوے کا ضامن نہ ہوگا کیونکہ بنا ہوا اُسکے پاس ودیعت ہے مگر امام محمد رح کے نزدیک اُسکا بھی ضامن ہوگا یہ غیاثیہ مین ہے۔ جولاہہ کو سوت دیکر شرط کرلی کہ دو روز مین بن دے اُسنے بن دیا اُسکے بعد کپڑا تلف ہوگیا تو موافق مذہب مختار شیخ الاسلام اوزجندی کے ضامن ہوگا اور اگر دھوبی کو دیا تو ایسی صورت مین بھی یہی حکم ہے یہ فصول عمادیہ مین ہے۔ اگر زید نے عمرو کو سلائی کے کام کے واسطے ایک مہینہ تک مقرر کیا تو یہ شخص اجیر خاص ہے پھر اگر عمرو کو اس مہینے مین کسی روز کوئی خاص کپڑا سینے کیواسطے بعوض ایک درم کے اجیر مقرر کیا تو یہ عقد بھی جائز ہوا اور عمرو کی ماہواری تنخواہ مین سے اس روز کی اجرت یعنی ایک درم وضع کرلیا جائیگا یہ غیاثیہ مین ہے۔ درزی کپڑا لیکر مالک کے پاس لایا مالک نے اُسکے ہاتھ سے کھینچا اُسکے کھینچنے سے پھٹ گیا تو درزی ضامن نہوگا۔ اور اگر دونون کی کھینچا کھینچی مین پھٹا ہو تو درزی نصف نقصان خرق کا ضامن ہوگا یہ وجیز کردری مین ہے۔ شیخ ابو القاسم رح سے دریافت کیا گیا کہ ایک دھوبی نے دوکان مین لکڑی پر کپڑا رکھکر اپنی بہن کے لڑکے کو حفاظت کے واسطے بٹھلا دیا اور کسی اُچکے نے وہ کپڑا اُچک لیا پس شیخ نے فرمایا کہ اگر ہیئت شغل اسطرح ہو کہ داخل ہونے والے کی آنکھ سے کپڑے کا مقام پوشیدہ ہوتا ہے پس اگر اس لڑکے کو اُسکی مان یا باپ نے دھوبی کے ساتھ کردیا ہو یا ماموں نے اس کے والدین کے انتقال کیوقت اپنے ساتھ کرلیا ہو تو دھوبی ضامن ہوگا اور اگر لڑکا ایسی جگہ ہو کہ باوجود اس جگہ ہونے کے اسکو دیکھتا ہو پس اگر وہ لڑکا موافق مذکورہ بالا کے دھوبی کے ساتھ ہو تو دونون مین سے کسی پر ضمان لازم نہ آویگی اور اگر اسطور سے اُسکے عیال مین نہو تو دھوبی ضامن ہوگا یہ حاوی مین ہے۔ ایک دھوبی نے لوگون کے کپڑے اپنے اجیر کو دیے کہ گھاٹ پر حفاظت سے دھوپ دیکر جھاڑ کرے اور وہان اجیر سو گیا اور جب لایا تب پانچ کپڑے اُسمین سے ضائع ہوے تھے اور یہ معلوم نہ ہوا کہ کیونکر ضائع ہوے اور کب ضائع ہوے تو فقیہ ابو جعفر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر یہ معلوم نہو کہ اسکی خواب کی حالت مین گم ہوئے ہین تو ضمان دھوبی پر واجب ہوگی اجیر پر لازم نہوگی۔ اور اگر یہ معلوم ہو کہ اجیر کی خواب کی حالت مین گم ہوے ہین تو اجیر ضامن ہے کہ اُسنے حفاظت واجبہ کو ترک کیا اور کپڑے کے مالک کو اختیار ہے کہ چاہے دونون صورتون مین دھوبی سے ضمان لیوے اور فقیہ ابو اللیث نے فرمایا کہ دھوبی سے ضمان لینے کا قول

جو فقیہ ابو جعفر نے فرمایا یہ اس وجہ سے ہے کہ فقیہ ابو جعفر اجیر مشترک کے مسئلہ مین صاحبین رحمہما اللہ کا قول اختیار کرتے تھے ورنہ امام اعظم رح کے قول کے موافق دھوبی ضامن نہوگا اور ہم اسی کو لیتے ہین۔ ہمارے استاد رح نے فرمایا کہ اسی پر فتوی ہے کذا فی الکبریٰ۔ دو دھوبی شرکت مین لوگون کا کپڑا لیا کرتے تھے پس ایک دھوبی کام چھوڑ کر دوسرے کو کپڑے دیکر چلا گیا اور اُنہین سے کچھ ضائع ہو گیا تو دوسرے کو دینے سے درصورت ضائع ہونے کے ضامن نہوگا کیونکہ وہ دونون شریک تھے تو ایک کا لینا مثل دوسرے کے لینے کے ہے یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ ایک دھوبی نے دھولائی کا کپڑا بعوض اپنے قرضہ کے ایک شخص کے پاس رہن کیا پھر چھوڑا آیا حالانکہ مرتہن کے پاس کپڑے مین کچھ نجاست لگ گئی تھی پھر جب کپڑے کے مالک نے اسکو دیکھا تو دھوبی سے کہا کہ اسکو پاک کر دے اُسنے انکار کیا اور باہم دونون مین جھگڑا ہوا اُسنے کپڑا دھوبی کے پاس چھوڑ دیا اور دھوبی کے پاس تلف ہو گیا تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر نجاست سے کپڑے کی قیمت مین کچھ نقصان نہین آیا تو دھوبی پر کچھ واجب نہین ہے اور اگر قیمت مین نقصان آیا ہو تو بقدر نقصان کے دھوبی ضامن ہوگا اور کپڑا اُسکے پاس امانت مین تلف ہوا ہے یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔ ایک شخص نے ریختہ کپڑا دھوبی کو دیا اُسنے خم پر چڑھا دیا وہ جلگیا اور دھوبی کو اُسکا حال معلوم نہوا تو دھوبی ضامن ہوگا کیونکہ اُس کے فعل سے تلف ہوا ہے اور نادانستگی عذر نہین ہو سکتی ہے یہ فصول عمادیہ مین ہے۔ ایک دھوبی نے دھولائی کا کپڑا خشک کیا اور دھوپ دی وہ جل گیا تو ضامن ہوگا اسی طرح اگر اسکو نچوڑا اور وہ پھٹ گیا تو بھی یہی حکم ہے۔ اور اگر دھوبی کے اجیر نے ایسا کیا مگر اُسنے عمداً بگاڑ ڈالنے کا قصد نہین کیا تو اجیر ضامن نہوگا بلکہ استاد یعنی دھوبی ضامن ہوگا یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ امام محمد رح سے روایت ہے کہ اگر دھوبی اپنی دوکان مین چراغ لیگیا اور اُس سے کوئی کپڑا جلگیا مگر دھوبی کا قصور فعلی نہین ہے یعنے اسکے فعل سے نہین جلا تو دھوبی ضامن ہوگا کیونکہ فی الجملہ اس سے احتراز ممکن تھا ہان ایسی صورت مین ضامن نہین ہوتا ہے کہ جب ایسی آگ لگجاوے جسکا بجھانا ممکن نہو اور یہ صاحبین کے قول کے موافق ہے اور امام اعظم کے نزدیک جو بدون اسکے فعل کے تلف ہوا اسکا ضامن نہوگا یہ فصول عمادیہ مین ہے۔ دھوبی کے شاگرد یا اجیر خاص نے اگر دھوبی کے حکم سے دوکان مین چراغ روشن کرنے کے لیے آگ پہونچائی اور اُنہین سے کوئی شرارہ اُڑ کر دھولائی کے کپڑون مین لگ گیا یا چراغ کا تیل کسی دھولائی کے کپڑے کو لگ گیا تو اجیر ضامن نہوگا کیونکہ اُس نے دھوبی کے حکم سے آگ وہان پہونچائی ہے بلکہ دھوبی ضامن ہوگا اور اجیر کا فعل مثل دھوبی کے فعل کے قرار دیا جائے گا اور ظاہر ہے کہ دھوبی کے خود فعل سے دھوبی ضامن ہوتا ہے یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ اجیر مشترک کے شاگرد کے ہاتھ سے اگر چراغ گر گیا اور اُس سے دھولائی کے کپڑون مین سے کوئی کپڑا جلگیا تو اسکی ضمان اجیر مشترک پر لازم ہوگی اور اگر دھولائی کا کپڑا نہو وے تو اجیر ضامن ہوگا یہ خلاصہ مین ہے۔ دھوبی نے دوکان کا چراغ گل کر دیا اور فرورت دہین پھوٹر دی اُسمین کچھ شرارہ رہگیا تھا وہ کسی شخص کے کپڑے پر گر پڑا اور کپڑا جلا دیا تو دھوبی ضامن نہوگا اور اسی پر فتوی ہے یہ وجیز کردری مین ہے۔ اور تجریدہ مین لکھا ہے کہ دھوبی وغیرہ تمام کاریگرون کے شاگردون یا اجیر پر ضمان لازم نہین آتی ہے مگر وہی جسمین عدوان ثابت ہو ہان استاد یعنی کاریگر سے ضمان لیجاویگی اور وہ مال ضمان اپنے شاگرد یا اجیر سے واپس نہین لے سکتا ہے یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ دھوبی کے اجیر نے اگر اسکی دوکان مین کوئی کپڑا روندا پس اگر ایسا کپڑا ہو جو روندا جاتا ہے یعنے کچھونا ہو سکتا ہے تو ضامن نہوگا ورنہ اگر ایسا نہو مثلاً باریک کپڑا ہو تو ضامن ہوگا خواہ دھولائی

۱۲ [illegible]

کے کپڑون مین سے ہو یا انکے سوائے ہو یہ صغری مین ہے۔ اگر اجیر مشترک سے شرط ٹھہرا لی کہ اگر تلف ہو جاویگا تو ضامن ہے
تو بعض نے کہا کہ بالاجماع ضامن ہو گا مگر فتوے دیا گیا ہے کہ ایسی شرط کا کچھ اثر نہین ہے شرط کرنا اور نہ کرنا دونون
برابر ہین یہ وجیز کردری مین ہے۔ اگر استاد کے گھر مین اسکی اجازت سے کوئی چیز اٹھا لایا اور وہ کسی کپڑے پر
گر پڑی اور وہ پھٹ گیا پس اگر دھولائی کے کپڑون مین سے ہو تو استاد ضامن ہو گا تلمیذ ضامن نہوگا اور اگر دھولائی
مین سے نہو تو اجیر ضامن ہو گا یہ فصول عمادیہ مین ہے۔ اگر اجیر اپنے استاد کی خدمت مین کوئی شے اٹھا لایا اور وہ گر کر
خراب ہو گئی تو ضامن نہوگا اور اگر استاد کے پاس کسی ودیعت کی چیز پر گری اور اسکو خراب کر دیا تو اسکا ضامن ہو گا
اسی طرح اگر اسنے لغزش کھائی اور ودیعت کی چیز پر گری تو بھی یہی حکم ہے اور اگر بچھانے کیواسطے کوئی فرش مستعار
لیا ہو یا کیہ ہو اسپر ایسا معاملہ واقع ہونے سے مالک مکان یا اجیر دونون مین سے کسی پر ضمان لازم نہین آتی ہے
یہ مبسوط مین ہے۔ اور عادت کے موافق دھوبی کے کندی کرنے سے جو کچھ تلف ہو یا ناند مین چونہ سے یا دھوپ
دینے سے کچھ جل جاوے تو دھوبی اسکا ضامن ہے اور مالک کو اختیار ہے کہ چاہے دھوبی سے تیار کپڑے کے حساب
سے قیمت لیکر اسکو اجرت دیدے یا بے بنے ہوئے کپڑے کی قیمت ڈانڈ لے اور کچھ اجرت نہ دیوے۔ اور اگر
مالک سے دھوبی نے کہا کہ یہ کپڑا کوٹنے وکندی کرنے کو برداشت نہین کر سکتا ہے یا کسی شخص نے شیشہ گر سے کہا کہ شیشہ
تراش دے اسنے کہا کہ تراشنے مین ایسا شیشہ کم سالم بچتا ہے اسنے کہا کہ اگر پھٹ گیا یا ٹوٹ گیا تو تجھپر کچھ الزام نہین ہے
پس دھوبی نے کندی کی یا شیشہ گر نے تراش دیا پھر کپڑا پھٹ گیا یا شیشہ ٹوٹ گیا پس اگر غالبًا ایسی چیز صحیح سالم
نہین رہتی ہے تو مالک اس سے ضمان نہین لے سکتا ہے کیونکہ وہ راضی ہو چکا ہے اور اگر اکثر اوقات صحیح سالم رہتی ہو
تو ضمان لے سکتا ہے یہ غیاثیہ مین ہے۔ اگر کندی کرنے والے نے دھوبی کے اجیر کے ہاتھ سے کندی کرنے کے وقت
کندی پلٹ کر کسی دوسرے کپڑے پر جا پڑی اور وہ پھٹ گیا پس اگر اس لکڑی پر جس پر کندی کیجاتی ہے چوٹ پڑنے
سے پہلے چھوٹ کر کسی کپڑے پر جا پڑی اور وہ کپڑا دھولائی کے کپڑون مین سے ہے تو اجیر پر ضمان لازم نہین ہے مگر دھوبی
پر ضمان واجب ہو گی اور اگر وہ کپڑا دھولائی کے کپڑون مین سے نہین ہے تو اجیر ضامن ہو گا۔ اور اگر اس لکڑی پر
جسپر کندی کیجاتی ہے چوٹ پڑنے کے بعد ٹوٹ کر کسی کپڑے پر جا پڑی ہو تو ظاہر الروایت مین بلا تفصیل لکھا ہے کہ
اجیر ضامن نہوگا کوئی تفصیل بیان نہین ہے کہ دھولائی کا کپڑا خراب ہوا یا دوسرا کپڑا خراب ہوا اور فقیہ ابوبکر بلخی
رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ انھون نے فرمایا کہ جو تفصیل ابتدا ً منقلب ہو جانے مین مذکور ہے وہی اس صورت مین
بھی ہونی چاہیے کذا فی الذخیرہ اور والوالجیہ مین لکھا ہے کہ اگر کندی اسکے ہاتھ سے ٹوٹ کر چھوٹی اور کسی شخص پر جا پڑی
اور اسکو قتل کیا تو اسکی ضمان اجیر پر ہو گی دھوبی پر نہو گی یون ہی کتاب مین لکھا ہے اور شیخ معروف بخواہر زادہ
نے یہ صورت پہلی وجہ مین بیان فرمائی ہے یعنے جبکہ لکڑی پر چوٹ پڑنے سے پہلے چھوٹ کر کہین جا پڑی ہو اور دوسری
صورت مین یعنے جبکہ کندی کی چوٹ اس لکڑی پر جس پر کندی کیجاتی ہے واقع ہونے کے بعد کندی نے چھوٹ کر کسی شخص کو
قتل کیا ہو تو گویا بعض کے قول کے موافق یہی حکم ہے ولیکن ظاہر الروایۃ کے موافق ضامن نہوگا۔ مگر واضح ہو کہ یہ تفصیل
ٹھیک نہین ہے صحیح وہی ہے جو پہلے مذکور ہوا ہے یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ اگر کندی گری کی چیزون مین سے
کوئی چیز جس پر کندی کیجاتی ہے یا جس سے کندی کیجاتی ہے شاگرد کے ہاتھ سے ٹوٹ گئی تو ضامن نہ ہو گا۔ اور اگر

ایسی چیز نہو جس سے کندی کیجاتی ہے یا جس پر کیجاتی ہے تو شاگرد ضامن ہوگا یہ فصول عمادیہ و فتاوی قاضی خان مین ہے۔ اگر کسی شخص نے چند لوگون کو اپنے گھر مین بلایا وہ لوگ اُسکے فرش پر چلے آئے وہ پھٹ گیا یا تکیہ و دیگر بیٹھنے جس سے وہ پھٹ گیا یا مہمان تلوار لٹکائے ہوئے تھا جب بیٹھا تو اُس تلوار سے بچھونا یا تکیہ پھٹ گیا تو اُسپر ضمان واجب نہین ہے اور اگر صاحب خانہ کا کوئی برتن پیرون کے نیچے چور کر دیا یا ایسے کپڑے کو روندا جسکے مثل روندا نہین جاتا ہے اور بچھایا نہین جاتا ہے تو ضامن ہوگا یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر دھوبی نے کپڑے خشک کرنے کیواسطے ایک رسّی پر لٹکا دیے اور اسطرف سے کوئی شخص بوجھ لدے ہوئے جانور لیکر گذرا اور اسطرح ہانکا کہ کپڑون پر صدمہ پہونچا یا اور وہ پھٹ گئے تو امام اعظم رح کے نزدیک دھوبی ضامن نہ ہوگا اور صاحبین کے نزدیک ضامن ہوگا اور جو شخص جانور ہانکتا ہے وہ اس نقصان کا ضامن ہے کذا فی الذخیرہ۔ اگر دھوبی نے کپڑے کے مالک سے درخواست کی کہ میرے ساتھ کندی کرنے مین مدد کرے اور دونون نے کندی کی چوٹ لگائی اور کپڑا پھٹ گیا اور یہ معلوم نہین ہوتا کہ کس کی چوٹ سے پھٹ گیا ہے تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک نصف کا ضامن ہوگا اور یہی صحیح ہے کذا فی الغیاثیہ اور قاضی فخر الدین نے فرمایا کہ فتوی اسپر ہے کہ وہ نصف کا ضامن نہوگا یہ کبری مین ہے۔ اور واضح ہو کہ مالک کے مدد کرنے کی صورت مین اگر کپڑا نہ پھٹا تو آیا اجرت مین سے بھی بقدر مالک کے کام کے کم کر دیا جائیگا پس صاحب محیط نے کتاب الفوائد مین لکھا ہے کہ کم کیا جائیگا۔ اسی طرح اگر درزی کے پاس آکر مالک نے درزی کے قبضہ مین کچھ کپڑا ملکر سلایا یا جولاہہ کے پاس جاکر کچھ مدد کرکے بُنایا تو بھی بقدر کام کے حصہ اجرت ساقط کر دیا جائیگا اور یہی صحیح ہے یہ فصول عمادیہ مین ہے۔ اگر دھوبی نے درحالیکہ مالک نے اپنا کپڑا لے لینا چاہا تھا بغرض اپنی مزدوری وصول کرنے کے کپڑا تھام لیا اور مالک نے اسکو کھینچا اور وہ پھٹ گیا تو دھوبی پر نصف نقصان خرق کی ضمان واجب ہوگی یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ دو شریک دھوبیون مین سے ایک شخص کے ہاتھ سے کچھ نقصان ہوا تو اسکی ضمان دونون دھوبیون پر لازم ہوگی یعنے مالک کو اختیار ہوگا کہ دونون مین سے جس سے چاہے اپنے کپڑے کی پوری قیمت ڈانڈ بھرے یہ خزانۃ المفتین مین ہے ایک دھوبی نے کسی باعث سے کپڑے کی ضمان داخل کر دی پھر وہ کپڑا ظاہر ہوا تو شیخ ابو نصیر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ دھوبی اُسکا مالک[1] نہوگا یہ حاوی مین ہے۔ کتاب العدۃ کے ابواب الاجارات مین مذکور ہے کہ ایک شخص نے دھوبی کو ایک کپڑا دیا اور شرط لگائی کہ اسکو دھو دے اور ہاتھ سے نہ رکھنا جبتک کہ تو اس کام سے فارغ نہو جاوے یا یہ شرط لگائی کہ آج یا کل مین دھو کر دیدے اُسنے ایسا نہ کیا اور مالک نے بارہا اُس سے مطالبہ کیا اُسنے نہ دیا یہان تک کہ چوری گیا تو ضامن[2] نہوگا۔ اور ائمہ بخارا سے فتوی طلب کیا گیا کہ ایک دھوبی سے شرط لگائی کہ آج دھو کر دیدے اُسنے نہ دیا پھر دوسرے روز کپڑا تلف ہو گیا پس آیا ضامن ہوگا فرمایا کہ ہان ضامن ہوگا یہ فصول عمادیہ مین ہے زید نے اپنا کپڑا درزی یا دھوبی کو دیا اور خالد کو وکیل کیا کہ اسکو وصول کرے جب اُسنے طلب کیا تو درزی یا دھوبی نے وکیل کو دوسرا کپڑا دیدیا تو زید کو یہ کپڑا لے لینا لازم نہوگا اور خالد وکیل بھی ضامن نہوگا اگر وکیل کے پاس تلف ہو جاوے اور زید کو اختیار ہے کہ اپنے کپڑے کیواسطے اجیر مشترک کا دامنگیر ہو اور یہ حکم اسوقت ہے کہ جو کپڑا اجیر مشترک نے دیا ہے وہ اجیر مشترک کا ہووے اور اگر دوسرے شخص مثلاً عمرو کا ہو وے تو عمرو کو اختیار ہے کہ در صورت تلف ہونے کے چاہے اجیر سے ضمان لے یا وکیل سے پس اگر اُسنے اجیر سے ضمان لی تو اجیر مال ضمان کو خالد سے وصول نہین کر سکتا ہے اور اگر اُسنے وکیل سے ضمان لی تو وکیل نے جسقدر ڈانڈ بھرا ہے اسکو اجیر مشترک سے وصول کرے گا کیونکہ اُس نے

[1] [illegible]

[2] [illegible]

اسکو دھو کا دیا تھا یہ ذخیرہ مین نوازل سے ہی۔ دھوبی نے اگر مالک کو کسی دوسرے شخص کا کپڑا دیا اُسنے اس گمان سے
کہ میرا ہی قبضہ کرلیا تو درصورت تلف ہونے کے ضامن ہو گا یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ اگر دھوبی نے مالک کو کسی دوسرے کا
تھان خطاسے حوالہ کیا اُسنے لیکر قطع کرکے سلالیا تو اصل مالک کو اختیار ہی کہ دونون مین سے جس سے چاہے ضمان لے پس
اگر اسنے قطع کرانے والے سے ضمان لی تو مال ضمان کسی سے نہین لے سکتا ہے اور اگر دھوبی سے ضمان لی تو دھوبی
ڈانڈ کا مال اُس قطع کرنے والے سے وصول کریگا اور یہ اپنا کپڑا دھوبی سے وصول کرے یہی طرح اگر دھوبی نے
اپنا ذاتی کپڑا کسی شخص کو کپڑون مین ملاکر دیدیا اور معلوم نہ ہوا اور اس شخص نے قطع کرالیا تو یہ شخص دھوبی کو اسکی قیمت
کی ضمان ادا کرے۔ اسی طرح ہر مستودع جو مودع کو اپنی ذاتی چیز باین گمان کہ یہ چیز مودع کی ہے ودیعت کے
ساتھ دیدے تو اسکا یہی حکم ہی۔ اور اگر دھوبی نے کہا کہ یہ تیرا کپڑا ہی تو اسکے قول کی تصدیق ہو گی کیونکہ وہ امین ہے اور
یہی حکم ہر اجیر مشترک مین ہے۔ ہان اب یہ رہا کہ اسکو نفع اُٹھانا روا ہے یا نہین ہے پس اگر اپنے کپڑے کے عوض لیا ہی
تو روا ہے ورنہ نہین اور نہ اسپر اجرت واجب ہو گی اگر اُسے انکار کیا ہو کہ میرا کپڑا نہین ہی اسیطرح اگر دھوبی وغیرہ
نے کہا کہ مین نے تیرا کپڑا تجھے دیدیا ہی تو امام اعظم رہ کے نزدیک اُسکے قول کی تصدیق کیجاویگی اور صاحبین کے نزدیک
بدون حجت وگواہ کے تصدیق نہو گی یہ غیاثیہ مین ہے۔ قلت یجب ان یفتی فی ہذا الزمان بقولہما رح صیانۃ لاموال المسلمین
فانہم۔ اگر مالک کے حکم سے دھوبی نے کپڑا روک رکھا اور وہ تلف ہوگیا پس اگر اجرت نہین لے چکا ہے تو امام اعظم کے
نزدیک ضامن نہو گا بخلاف قول صاحبین رحمہ کے اور اگر پا چکا ہی پھر تلف ہوا تو بالاجماع امانت مین تلف ہوا۔ اور امام
اعظم رحمہ سے ایک روایت مین آیا ہی کہ دھوبی کو روک رکھنے کا اختیار نہین ہے اور اگر اُسنے روک رکھا اور تلف ہو اتو ضامن
ہو گا یہ خزانۃ الفتاوی مین ہی۔ ایک شخص نے اپنے شاگرد پیشہ کے ہاتھ ایک کپڑا دھوبی کے پاس دھونے کو
روانہ کیا پھر دھوبی سے کہدیا کہ جب تو اسکو درست کر چکے تو میرے شاگرد پیشہ کو نہ دینا پھر جب دھوبی درست کر چکا
تو اُسنے شاگرد کو دیدیا اور شاگرد اسکو لیکر بھاگ گیا پس آیا دھوبی ضامن ہو گا تو فرمایا کہ اگر شاگرد نے کپڑا دینے
کیوقت یہ نہین کہا کہ یہ کپڑا فلان شخص کا ہی اُسنے میرے ہاتھ تیرے پاس بھیجا ہے تو ضامن نہو گا اور اگر یہ کہا ہو پس
اگر دھوبی نے اُسکے قول کی تصدیق کی ہو تو ضامن ہو گا ورنہ ضامن نہو گا یہ محیط مین ہے۔ صاحب المحیط نے
اجارات مین لکھا ہے کہ ایک شخص نے دھوبی کو اپنا کپڑا دیا پھر اسکے پاس لینے آیا اُسنے کہا کہ مین نے تیرا کپڑا
ایک شخص کو اُسکے کپڑے کے دھوکے مین دیدیا تو دھوبی ضامن ہو گا یہ فصول عمادیہ مین ہے۔ ہمارے زمانہ مین ایک
واقعہ پیش آیا اور اسکی یہ صورت ہوئی کہ رات کے وقت چند چور ایک دھوبی کے دروازہ پر آئے اور سب کے سب
کسی گوشہ مین چھپ رہے مگر ایک چور اسکے دروازہ پر گیا اور آواز دی کہ مین دیہات کا رہنے والا ہون اسوقت
مین بہت پیاسا ہون ایک ذرا سا پانی مجھے پلا دے اُسنے ترس کھا کر دروازہ کھول دیا اور پانی لایا اور چور اسکی
چوکھٹ پر بیٹھکر پانی پینے لگا اتنے مین سب چور آگئے اور اُسکے مکان مین گھس پڑے اور دھوبی کو مع اسکے
عیال کے گرفتار کرلیا اور تمام لوگون کے کپڑے جو اُسکے یہان تھے باندھ لیگئے پس آیا دھوبی اس صورت مین
ضامن ہی یا نہین تو ائمہ نے بالاتفاق فتوے دیا کہ یہ سرقہ غالب نہین ہے اور ضمان لازم ہو گی اور اس مسئلہ کو
دوسرے مسئلہ پر قیاس کیا وہ یہ ہے جو شرح قدوری مین ہمنے بیان کیا ہے یعنے اگر چراغ کی آگ سے دھوبی کی

دوکان جل گئی تو یہ حرق غالب نہین ہے اسوجہ سے کہ اگر ابتدا سے اسکا علم ہو تو احتراز ممکن ہے اور حرق غالب وہ ہوتا ہے
کہ باوجود ابتدا سے علم کے اُسکا انسداد ممکن نہو پس سرقہ غالب وہ کہ اگر ابتدا سے علم ہو تو اسکا تدارک ممکن نہو اور
یہ سرقہ جو واقع ہوا غالب نہین ہے کیونکہ اگر ابتدا سے علم ہو تو انسداد ممکن ہے کہ دروازہ نہ کھولے یہ ذخیرہ مین
ہے۔ خانیہ مین لکھا ہے کہ اگر دھوبی سے یہ شرط لگائی کہ اسطرح دھووے کہ پھٹنے نپاوے تو یہ شرط صحیح ہے اسلیے
کہ یہ دھوبی کے امکان مین ہے یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ دھوبی نے اگر دھولائی کے کپڑون مین سے کوئی کپڑا پہنا پھر
اسکو اتار دیا پھر اُسکے بعد ضائع ہوا تو ضامن نہو گا۔ اسی طور پر سے موزہ دوز نے اگر موزہ منعل کرنے کیواسطے
لیا اور پہن لیا تو جب تک پہنے رہا تب تک ضامن ہے پھر اگر اُتار دیا پھر ضائع ہوا تو ضامن نہو گا یہ فصول عمادیہ مین
ہے اگر ایک شخص حمام مین گیا اور اپنے کپڑے حمام والے کو سپرد کر دیے اور اسکو اجارہ پر مقرر کیا کہ اسکی حفاظت
کرے اور شرط کر لی کہ اگر تلف ہوے تو تو ضامن ہو گا تو فقیہ ابو بکر بلخی فرماتے تھے کہ حمامی بالاجماع ضامن ہو گا اور
فرماتے تھے کہ امام اعظم رح کے نزدیک اجیر مشترک صرف ایسی صورت مین ضامن نہین ہوتا ہے کہ جب اُس سے
درصورت تلف ہونے کے ضمان کی شرط نہ لگا دے اور اگر شرط لگا دے تو ضامن ہو گا۔ اور فقیہ ابو جعفر رح ضمان
کی شرط لگانا اور نہ لگانا برابر جانتے تھے اور فرماتے تھے کہ ضمان لازم نہ ہو گی اور فقیہ ابو اللیث نے فرمایا کہ ہم اسی کو
لیتے مین اور ہم یہی فتوی دیتے ہین یہ ذخیرہ مین ہے۔ ایک شخص حمام مین گیا اور اپنے کپڑے حفاظت کیواسطے
حمام والے کو سپرد کر دیے وہ ضائع ہو گئے تو بالاجماع ضامن نہو گا کیونکہ حمامی مستودع تھا اسواسطے کہ پوری اجرت
حمام سے انتفاع کے مقابلہ مین تھی ولیکن اگر شرط کر لی کہ اجرت بمقابلہ حفاظت کے ہے تو یہ حکم نہین ہے اور اگر کہا
کہ کپڑون کی حفاظت اور حمام سے نفع اُٹھانے کے مقابلہ مین اجرت ہے تو اسوقت مین حکم اختلافی ہو گا اور اگر ایسے
شخص کو دیا جو اجرت پر حفاظت کرتا ہے جیسے ثیابی تو حکم مین اختلاف ہے کذا فی الصغری۔ ایک شخص حمام مین گیا اور
حمامی سے پوچھا کہ اپنے کپڑے کہان رکھون اُسنے کسی مقام کا اشارہ کیا اُسنے وہین رکھدیے اور حمام مین گھس گیا
اور حمام سے ایک شخص دوسرا نکلا وہ ان کپڑون کو اُٹھا لیگیا اور حمامی نے منع نہ کیا اور گمان کیا کہ یہ اسی کے کپڑے
ہین تو حمام والا ضامن ہو گا یہ قول شیخ محمد بن سلمہ و ابو نصر الدبوسی کا ہے اور شیخ ابو القاسم فرماتے تھے کہ ضامن نہو گا
اور قول اول اصح ہے یہ محیط مین ہے۔ حمام کا ثیابی سو گیا اور کپڑے چوری گئے اگر بیٹھے بیٹھے سویا ہو تو ضامن نہو گا
اور اگر کروٹ سے یا چت سویا ہو تو ضامن ہو گا یہ وجیز کردری مین ہے۔ قلت عند الاعظم اہل الضمین بجنبیۃ الاجرام المستودع تامل فیہ
ثیابی اگر حمام مین سے باہر چلا آیا اور کوئی کپڑا ضائع ہوا پس اگر ثیابی نے اسکو ضائع کرنے کے طور پر چھوڑ دیا ہو تو ضامن
ہو گا اور اگر نائی یا حمامی یا اپنے عیال مین سے کسی کے سپرد کیا ہو تو ضامن نہو گا یہ خلاصہ مین ہے۔ اگر کسی شخص نے
حمامی کے سامنے کپڑے اُتارے اور اُسکے پاس چھوڑ کر حمام مین ~~حفاظت کے لیے~~ چلا گیا اور زبان سے کچھ نہ کہا پھر حمام سے نکلا تو
نہ پائے پس اگر حمامی کے پاس کوئی ثیابی نہو تو حمامی ویسا ضامن ہو گا جیسا کہ مستودع ضامن ہوتا ہے کیونکہ اُسکے
سامنے رکھدینا استحفاظ ہے ایسا ہی محمد بن سلمہ نے فرمایا ہے اور شیخ الاسلام خواہرزادہ نے فرمایا کہ اسی پر فتوی دیا جاوے
کذا فی الفتاوی العتابیہ اور اگر حمامی کے یہان ثیابی ہو مگر اسوقت حاضر نہ تھا تو بھی یہی حکم ہے اور اگر حاضر ہو تو
حمامی ضامن نہو گا یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر ایک شخص نے آکر اپنے کپڑے ایک شخص کے پاس رکھدیے کہ

لہ یعنی اور اسی [illegible] استعمال کی حالت مین [illegible] تلف ہو تو ضامن ہو [illegible] اور یہی حکم [illegible] مین کپڑون کو [illegible]

لہ قال المترجم [illegible] ثیابی [illegible] [illegible] اور وقت [illegible] قول [illegible] ۱۲

کہ جو وہان بیٹھا ہوا تھا اس نے نہ قبول کیے اور نہ انکار کیا کہ میرے پاس مت رکھ تو درصورت تلف ہو جانے کے وہ شخص ضامن ہو گا کیونکہ عرفاً یہ معاملہ استحفاظ ہے یہ حاوی مین ہے ایک عورت زنانہ حمام مین نہانے گئی اور اپنے کپڑے جس مقام پر برہنہ ہوتے ہین اُتار کر داخل ہوئی اور حمامیہ یعنی جو عورت حمام کی مالک تھی وہ ان کپڑون کو دیکھ رہی تھی پھر وہ حمامیہ عورت کے پیچھے پیچھے حمام مین اسواسطے پانی لینے گئی کہ اپنی دختر کے بچہ کو نہلا دے اور اُس کی بیٹی اور بچہ حمام کی دہلیز پر تھی کہ وہان سے اپنی مان کو دیکھتی تھی پھر اس عورت کے کپڑے گم ہو گئے تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر عورت کے کپڑے حمامیہ واسکی بیٹی دونون کی آنکھ سے غائب ہو گئے ہون تو حمامیہ ضامن ہو گی ورنہ نہین یہ فتاوی قاضی خان مین ہے ۔ زید حمام سے نکلا اور ثیابی سے کہا کہ میرے کپڑون مین تھیلی مین درم تھے وہ ضائع ہو گئے پس اگر ثیابی نے اقرار نہین کیا ہے تو اُسپر ضمان نہین اور اگر اقرار کیا پس اگر انکو اسطرح چھوڑ گیا ہے کہ ضائع ہو جاوین تو ضامن ہو گا اور اگر اُسنے تضییع نہین کی تو اُسکا حکم ہمنے دھوبی کے مسئلہ مین ذکر فرمایا ہے یہ فصول عمادیہ مین ہے امام محمد رح نے کتاب الاصل مین فرمایا کہ چرواہا اگر اجیر خاص ہو اور بکریون مین سے کوئی بکری مر گئی حتے کہ ضامن نہوا تو اجرت مین سے اُسکے حساب سے کچھ کم نہ کیا جائیگا مگر مستاجر کو یہ اختیار ہو گا کہ بجاے اُسکے دوسری بکریان چرانے کے واسطے اسکو مکلف کرے اور اگر ان بکریون مین سے چرانے یا پانی پلانے مین کچھ بکریان مر گئین تو اجیر خاص ضامن نہو گا یہ سب اجیر خاص ہونے کی صورت مین ہے اور اگر اجیر مشترک ہو تو جسقدر بکریان مرجاوین بالاجماع انکا ضامن نہو گا اور یہ حکم اسوقت ہے کہ بکریون کا مرنا دونون کی باہمی تصدیق یا گواہی سے ثابت ہو اور اگر اختلاف ہوا کہ چرواہے نے مرنے کا دعوی کیا اور مالک نے انکار کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک چرواہے کا قول قبول ہو گا اور صاحبین کے نزدیک بکریونکے مالک کا قول مقبول ہو گا ۔ اور اگر چرواہا بکریون کو چراگاہ کی طرف لیچلا اور راہ مین کوئی بکری مر گئی مگر اسکے ہانکنے مین نہین مری بلکہ اور وجہ سے مثلاً پہاڑ پر چڑھی یا کسی بلند مقام پر چڑھ کر وہان سے گر کر مر گئی تو امام اعظم رح کے نزدیک اجیر پر ضمان نہو گی اور صاحبین کے نزدیک ضمان لازم ہو گی اسی طرح اگر کسی نہر پر انکو پانی پلانے لایا اور کوئی بکری ڈوب گئی تو بھی یہی اختلافی حکم ہے ۔ اسیطرح اگر ایمین سے بھیڑیا لیگیا یا چور لیگیا تو بھی اختلاف ہے اور اگر اُسکے ہانکنے سے مری مثلاً اُسے تیز ہانکا اور لغزش کھا کر اُسکا پانون ٹوٹ گیا یا گر پڑی اور گردن ٹوٹ گئی تو تینون امامون کے نزدیک بالاتفاق چرواہا ضامن ہو گا یہ محیط مین ہے ۔ اگر بھیڑیے نے کوئی بکری کھالی حالانکہ چرواہا وہین تھا پس اگر ایک سے زیادہ کئی بھیڑیے ہون تو ضامن نہو گا کیونکہ یہ مثل سرقہ غالبہ کے ہے اور اگر ایک بھیڑیا ہو تو ضامن ہو گا یہ ذخیرہ کردری مین ہے ۔ اگر گاے کے چرواہے نے گاؤن کو ہانکا اور انھون نے ہانکنے مین باہم ایک دوسرے کے سینگ مارے اور بعض نے بعض کو مار ڈالا پس اگر اجیر کسی شخص کا اجیر خاص ہو تو ضامن نہ ہو گا اور اگر چند لوگون کا چرواہا اجیر مشترک ہو تو ضامن ہو گا اسیطرح اگر چرواہا ایک شخص کا اجیر خاص ہو مگر گائین چند لوگون کی ہون تو بھی جو گاے اسکے ہانکنے مین تلف ہوئی اُسکا ضامن ہو گا یہ فتاوی قاضی خان مین ہے ۔ چرواہے نے اگر کسی بکری کو مارا اور اسکی آنکھ پھوٹ گئی یا پانون ٹوٹ گیا یا اُسکے جسم سے کچھ تلف ہو گیا تو ضامن ہو گا ۔ اور ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ یہ امام اعظم رح کے قول پر ہے اور صاحبین کے قول کے قیاس پر اگر بکری کو موضع معتاد پر عادت کے موافق مارا ہے تو ضامن نہونا چاہیے ۔ اور بعض نے کہا کہ چاہیے کہ یہ لحاظ کیا جاوے کہ کسی چیز سے

مارے جس سے بکریون کو مارتے ہین اور یہ بالاجماع ہے کذافی الظہیریہ پس اگر بکری کو لاٹھی سے مارا تو سب کے نزدیک ضامن ہوگا۔ اور واضح ہو کہ چرواہے کو اختیار ہے کہ خود چراوے یا اُسکا شاگرد یا اجیر یا اہل عیال مین سے کوئی چراوے اور اگر چرواہے نے سوائے اُن لوگون کے کسی غیر کو حفاظت کیواسطے دیدین تو درصورت ضائع ہونے کے ضامن ہوگا یہ غیاثیہ مین ہے۔ اور چرواہے کو اختیار ہے کہ بکریان اپنے غلام یا اجیر یا بالغ بیٹے کے ہاتھ جو اسکے عیال مین ہے روانہ کرے پس اگر واپسی مین راہ مین کوئی بکری مرگئی پس اگر چرواہا اجیر مشترک ہو تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک ہر حال مین اُسپر ضمان واجب نہین ہے اور صاحبین کے نزدیک اگر ایسی وجہ سے تلف ہوئی کہ جس سے احتراز ممکن تھا تو ضامن ہوگا چنانچہ اگر خود واپس لاتا اور ایسے سبب سے تلف ہو جاتی تو ضامن ہوتا۔ اور اگر چرواہا اجیر خاص ہو تو ہر حال مین اُسپر ضمان نہین ہے چنانچہ اگر خود واپس لاتا اور اُسکے ساتھ مین تلف ہوتی تو ضامن نہ ہوتا اور امام زاہد شیخ احمد طواویسی نے فرمایا کہ اجیر مشترک کو یہ بھی اختیار ہے کہ ایسے شخص کے ہاتھ واپس کرے جو اُسکے عیال مین نہین ہے اور اجیر خاص کو یہ اختیار نہین ہے اور حاکم شہید نے دونون کو یکسان قرار دیا اور فرمایا کہ دونون کو یہ اختیار نہین ہے یہ محیط مین ہے مشترک چرواہے نے اگر سب کی بکریان باہم خلط کر دین پس اگر جدا کرنے پر قادر ہے مثلاً ہر ایک کی بکریان پہچانتا ہے تو اُسپر ضمان لازم نہ ہوگی اور ہر ایک کی بکریون کی تعیین کے بارہ مین اُسی کا قول قبول ہوگا۔ اور اگر جدا کرنا ممکن نہین ہے مثلاً کہتا ہے کہ مین ہر ایک کی بکریان نہین پہچانتا ہون تو بکریون کی قیمت کا ضامن ہوگا اور مقدار قیمت مین چرواہے کا قول قبول ہوگا اور بکریون کی قیمت وہ معتبر رکھی جاویگی جو خلط ملط کرنے کے روز تھی اور یہ حکم بر اصل امام اعظم رحمہ مشکل نہین ہے اور صاحبین کے قول کے موافق مشائخ نے اختلاف کیا ہے اور بعض نے کہا کہ خلط ملط کرنے کے روز کی قیمت صاحبین کے نزدیک بھی لیجاویگی اور یہی صحیح ہے اور اگر بعض لوگون نے دعوی کیا کہ یہ چند بکریان ہماری ہین تو چرواہے سے قسم لیجاویگی کہ یہ بکریان اسکی نہین ہین کیونکہ چرواہے پر ایسے امر کا دعوی کیا گیا ہے کہ اگر اُسکا اقرار کرے تو اسکے ذمہ لازم ہو جاوے پس جب اُسنے انکار کیا تو قسم لیجاویگی پس اگر اُسنے قسم کھالی تو بری ہوگیا اور اگر نکول کیا تو مدعی کو ان کی قیمت ادا کرے یہ ذخیرہ مین ہے۔ شیخ رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بکریان ایک شخص کے گلہ مین خلط کر دین اور ایک مدت تک مخلوط رہین اور بکریون کے مالک نے گمان کیا کہ وہ شخص بلا اجرت حفاظت کرتا ہے تو شیخ رحمہ نے فرمایا کہ اگر وہ شخص اجرت پر حفاظت کرنے مین مشہور ہو تو اُسی کا قول قبول ہوگا اور بکریون والے پر اُسکی حفاظت کرنے کی اجرت واجب ہوگی یہ حاوی مین لکھا ہے۔ اگر چرواہے کو خوف ہوا کہ یہ بکری مرجاویگی اُسنے ذبح کر دی تو استحساناً بعض مشائخ نے فرمایا کہ ضامن نہوگا بشرطیکہ اسکی زندگی سے ناامیدی ہو اور اگر اسکی زندگی کی امید ہو تو صدر الشہید نے اپنے واقعات کے باب اول شرکت مین لکھا ہے کہ اگر کسی شخص نے دوسرے شخص کی بکری جس کی زندگی کی امید نہین ہے ذبح کر دی تو ضامن ہوگا اور چرواہا ضامن نہوگا پس اجنبی اور چرواہے مین فرق کیا اور فقیہ ابو اللیث نے دونون کو یکسان کر دیا اور کہا کہ جسطرح چرواہا ضامن نہین ہوتا ہے اُسی طرح اجنبی بھی ضامن نہ ہوگا اور یہی صحیح ہے یہ خلاصہ مین ہے۔ اگر ایک شخص نے دیکھا کہ زید کی بکری گر پڑی اور اُسکے مرجانے کا خوف ہوا اُسنے ذبح کر ڈالی تو استحساناً ضامن نہوگا اور فتوے کے واسطے یہ مختار ہے کہ ضامن ہوگا اور اگر چرواہے ... مین اختلاف ہوا

مالک نے کہا کہ تو نے اسکی زندگی کی حالت مین ذبح کیا ہے اور چرواہے نے کہا کہ نہین بلکہ مردگی کی حالت مین ذبح کیا ہے تو چرواہے کا قول قبول ہوگا یہ خزانۃ المفتین مین ہے اگر مالک نے کہا کہ اسکو ذبح کر ڈال بشرطیکہ اُسکے پیٹ مین بچہ نہوئے چرواہے نے کہا کہ یقیناً جانتا ہون کہ اُسکے پیٹ مین بچہ نہین ہے پھر جب ذبح کیا تو بچہ نکلا تو چرواہا ضامن ہوگا یہ خلاصہ مین ہے - اگر کوئی گائے بیمار ہوئی اور چرواہے کو اُسکے مرنے کا خوف ہوا اُس نے ذبح کردی تو ضامن نہوگا اور اگر نہ ذبح کی یہانتک کہ مرگئی تو بھی ضامن نہوگا یہ سراجیہ مین ہے - اور اگر بکریونکے مالک نے چاہا کہ اسقدر بکریان بڑھاوے جنکو چرواہا سنبھال سکتا ہے تو اسکو یہ اختیار ہے - اور اگر بکریون کے مالک نے آدھی بکریان فروخت کردین پس اگر چرواہے کو ایک ماہ کے واسطے اس شرط سے مقرر کیا ہو کہ میری بکریون کی چرواہی کرے تو اسکی اجرت مقررہ کچھ کم نہین کرسکتا ہے اور اگر ایک مہینہ تک خاص ان بکریون کے چرانے کے واسطے مقرر کیا ہو تو قیاساً اُسکو ان بکریون مین زیادہ کرنے کا اختیار نہین ہے ولیکن استحساناً فرمایا کہ جسقدر سنبھال سکتا ہو اتنی بڑھاوے ولیکن سوائے اس کام کے کسی دوسرے کام کی تکلیف نہین دیسکتا ہے - اور فرمایا کہ اگر بکریون کے بچے پیدا ہون تو بکریون کے ساتھ بچون کا چرانا چرواہے پر واجب ہوگا یہی حکم قیاساً و استحساناً دونون طرح ہے اور اگر مستاجر نے ایک مہینہ کے واسطے اجیر نہین کیا بلکہ کچھ معدود بکریان اس شرط سے اُسکو دین کہ ایک درم ماہواری پر چراوے تو مستاجر کو ایک بکری بھی زیادہ کرنے کا اختیار نہین ہے اور اگر کچھ بکریان انمین سے فروخت کردین تو اجرت مین سے اسی حساب سے کمی کردیجاویگی اور اگر بچے پیدا ہوے تو بکریونکے ساتھ انکا چرانا اجیر پر واجب نہوگا مگر بروقت تقرری کے اگر شرط کردے کہ بکریون کے بچے بھی اور بکریونکے ساتھ چراوے تو قیاساً فاسد ہے اور استحساناً جائز فرمایا ہے اور سب صورتون مین بکریون کے مانند اونٹ و گائے و گھوڑے و گدھے و خچرون کا یہی حکم ہے یہ مبسوط مین ہے - اور چرواہے کو یہ اختیار نہین ہے کہ بدون مالک کی اجازت کے کسی جانور مادہ پر نر چھنداوے اور گابھن کرادے اور اگر اُسنے ایسا کیا اور کچھ نقصان ہوا تو ضامن ہوگا اور اگر چرواہے نے ایسا نہ کیا بلکہ گلہ مین سے کوئی نر خود ہی کسی مادہ پر پھاند پڑا اور وہ مادہ مرگئی تو چرواہا ضامن نہوگا اور یہ حکم بالاجماع ہے بشرطیکہ چرواہا اجیر خاص ہو اور اگر اجیر مشترک ہو تو بھی امام اعظم رح کے نزدیک یہی حکم ہے مگر صاحبین کے نزدیک ضامن ہوگا - اور اگر گلہ مین سے کوئی جانور وحشت کھا کر بھاگ گیا اور چرواہے نے بدین خیال کہ باقی جانور ضائع نہو جاوین اُس وحشی کا پیچھا نہ کیا تو اُسکو گنجایش ہے اور اُس بھگوڑے کی ضمان لازم نہ آویگی اور یہ بالاجماع ہے بشرطیکہ اجیر خاص ہو اور امام اعظم رح کے نزدیک اگر اجیر مشترک ہو تو بھی یہی حکم ہے اگرچہ اُسنے بھگوڑے کا پیچھا کرنا اور اسکی حفاظت کرنی چھوڑ دی اور مردا مین ترک حفاظت سے ضامن ہوا کرتا ہے پر یہان ضامن نہونا اسوجہ سے ہے کہ مردا مین ترک حفاظت سے ایسی صورت مین ضامن ہوتا ہے کہ بلا عذر ترک حفاظت کرے اور یہان عذر موجود ہے کہ باقی ضائع نہو جاوین اور صاحبین کے نزدیک ضامن ہوگا اسلیئے کہ جس سے احتراز ممکن تھا ایسی صورت مین ترک حفاظت ثابت ہوئی - اور مین نے کتاب کے بعض نسخ مین یون لکھا دیکھا کہ جو جانور وحشت سے بھاگ گیا اُسکا ضامن نہوگا بشرطیکہ اسکو ایسا شخص بھی دستیاب نہوا ہو جو بھگوڑے کا پیچھا کرے یا پھر جگہ اُسکے مالک کو اس معاملہ کی خبر کرے - اور اگر اُسنے کسی شخص کو اجرت پر مقرر کیا کہ اس بھگوڑے کو پکڑلاوے

تو اُسنے احسان کیا یعنے یہ اجرت مالک پر ادا کرنی واجب نہوگی۔ اور اگر گاے بکریان کئی فرقہ ہوگیئن اور سب کی اتباع پر قادر نہوا اُسنے ایک فرقہ کا پیچھا کیا اور باقیون کی حفاظت چھوڑدی تو اُسکو گنجایش ہے اور اُسپر ضمان لازم نہ آویگی کیونکہ اُسنے بعض کا پیچھا کرنا بعذر ترک کیا ہے مگر صاحبین کے نزدیک ضامن ہوگا کیونکہ یہ ایسا عذر ہے کہ جس سے فی الجملہ احتراز ممکن ہے یہ ذخیرہ مین ہے۔ مگر اُسنے بھگوڑے جانور کے پکڑلانے کیواسطے کسی شخص کو باجرت مقرر کیا تو اُسنے مفت احسان کیا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ ایک شخص نے چرواہا مقرر کیا اور چراگاہ کا مقام خاص نہ کیا پس اگر اجیر مشترک ہے اور اُسنے کسی مقام پر جہان اسکا جی چاہا گلہ چرایا اور کوئی جانور ڈوب کریا درندہ کے گزند وغیرہ سے ہلاک ہوگیا اور مالک نے کہا کہ مین نے تیرے ذمہ شرط یہ کردی تھی کہ میری بکریان اس مقام کے سواے دوسرے مقام پر چرانا اور چرواہے نے کہا کہ نہین بلکہ تونے اسی مقام کو بیان کیا تھا تو بالاجماع مالک کا قول قبول ہوگا اور چرواہے کے گواہ قبول ہونگے اور اگر چرواہا اجیر خاص ہو تو ایسے اختلاف کی صورت مین مالک کا قول قبول ہوگا اور اگر چرواہے نے گواہ سنائے تو بالاجماع اسپر ضمان لازم نہ آویگی یہ فتاوی عتابیہ مین ہے۔ اگر مالک نے کسی خاص مقام پر چرانے کا حکم دیا اور چرواہے نے اُس سے مخالفت کی اور کوئی جانور مرگیا تو چرواہا ضامن ہوگا اور اسکو کچھ اجرت نہ ملیگی اور اگر بکریان صحیح سالم بچ رہین تو قیاساً اسکو کچھ اجرت نہ ملیگی مگر استحساناً اجرت واجب ہوگی یہ محیط مین ہے۔ شیخ نجم الائمہ حلیمی سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنے گھوڑے چرواہے کو سپرد کیے کہ مدت معلومہ تک انکی حفاظت کرے اور چرواہے کو چرانے وحفاظت کرنے کی اجرت دیدی پھر چرواہا کسی اپنے کام مین مشغول ہوگیا اور گھوڑے چھوڑدیے اور وہ ضائع ہوگئے پس آیا ضامن ہوگا فرمایا کہ اگر ایسا اشتغال[ف] گھوڑے کے چرواہون مین متعارف ہو تو ضامن نہ ہوگا ورنہ ضامن ہوگا یہ قنیہ مین ہے۔ دوغلی مادیون کے چرواہے نے اگر کمند پھینکی اور گھوڑی کی گردن مین جاپڑی اور اُسنے کھینچی اور وہ مرگئی تو ضامن ہوگا۔ اور اگر مالک کی اجازت سے ایسا کیا تو ضامن نہوگا ایسا ہی کتاب الاصل مین مذکور ہے اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم اس صورت مین ہے کہ چرواہا اجیر خاص ہو اور اگر اجیر مشترک ہو تو ضامن ہوگا اور عامہ مشائخ کا یہ مذہب ہے کہ ہر صورت مین اجیر پر ضمان نہین ہے یہ ذخیرہ مین ہے اور ولوالجیہ مین لکھا ہے کہ یہی صحیح ہے یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ اگر چرواہے سے شرط ٹھہرائی کہ جو جانور تیرے فعل سے تلف ہوگا اُسکا تو ضامن ہوگا تو جائز ہے اور اس سے عقد اجارہ فاسد نہوگا اور اگر بعد عقد کے یہ شرط لگائی تو شرط صحیح نہوئی اور عقد فاسد نہوا یہی صحیح ہے اور یہی فتوے کے واسطے مختار ہے یہ فتاوی عتابیہ مین ہے۔ اور اگر لوگون نے چرواہے سے یہ شرط ٹھہرائی کہ جو جانور ایمن سے مرجائیگا اسکا تو ضامن ہوگا پس اگر عقد اجارہ مین ایسی شرط لگائی ہو تو عقد فاسد ہوگا یہی صحیح وفتوے کے واسطے مختار ہے یہ جواہر اخلاطی مین ہے۔ اگر چرواہا اجیر مشترک ہو کہ پہاڑون مین بکریان چراتا ہو اور مالک نے شرط ٹھہرائی کہ جو مرجاوے اُسکی جسمی نشانی لاکر دکھاوے ورنہ ضامن ہوگا تو ایسی شرط معتبر نہین ہے پھر امام اعظم رحکے نزدیک چرواہے کا قول قبول ہوگا اگرچہ جسمی نشانی نہ لاوے اور صاحبین کے نزدیک ضامن ہوگا اگرچہ جسمی نشانی لاوے ولیکن اگر مرجانے پر گواہ قائم کرے تو بری ہوگا۔ اور ان بکریون مین سے جب تک کہ مالک موجود نہو تب تک مصدق کی سماعت

[ف] اشتغال یعنے رواج یہ کہ چرواہا اوس کام مین مشغول ہوا کہ جس قدر چرواہون کی عادت ودستور کام کی ہیں ضامن نہوگا

نہ کیجاویگی کو چرواہے سے صدقہ لیوے اور اگر مصدق نے چرواہے سے زکوٰۃ لے لی تو چرواہا ضامن نہوگا یہ مبسوط مین ہے۔ اگر بکریون کے مالک نے چرواہے سے کہا کہ مین نے تجھے سو بکریان دی تھین اُسنے کہا کہ نہین بلکہ نوّے بکریان تھین تو چرواہے کا قول قبول ہوگا اور اگر دونون نے گواہ قائم کیے تو مالک کے گواہ مقبول ہونگے اور چرواہے کو یہ اختیار نہین ہے کہ بکریون کا دودھ پیوے پلادے یا کھاوے۔ کذا فی المحیط اور تجنیس خواہر زادہ مین لکھاہے اور فروخت نہین کرسکتاہے اور اگر اُسنے ایسا کیا تو ضامن ہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہے اگر چرواہا اجیر خاص ہو تو اُسکو اختیار نہین ہے کہ کسی غیر کی بکریان اجرت پر چراوے اور اگر چرانے پر اُسنے غیر شخص کی نوکری کرلی اور چند مہینے گذر گئے اور پہلے شخص کو معلوم نہ ہوا تو اُسکی اجرت دونون مین سے ہر ایک پر پوری پوری واجب ہوگی اور سب حلال ہوگی اُسمین سے کچھ صدقہ نہ کرے ولیکن چرواہا گنہگار رہوگا یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور ولوالجیہ مین لکھاہے کہ بخلاف اسکے اگر کسی شخص کو ایک روز کے لیے کیمت کاٹنے یا خدمت کیواسطے مقرر کیا اُسنے پہر دو پہر کام کیا پھر کسی دوسرے کی خدمت کی تو پوری اجرت کا مستحق نہ ہوگا اور گنہگار رہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ اور فرمایا کہ اگر اجیر نے مہینہ مین ایک روز یا دو روز معطل بیکار چھوڑ دیئے یا بیمار ہوگیا تو اجرت مین سے اسی حساب سے وضع کرلیا جائیگا یہ ذخیرہ مین ہے۔ اگر چرواہے سے شرط لگائی کہ اسقدر جو مرین وہ میرا ہے اور باقی سب تیرا ہے تو یہ سب شرطین فاسد ہین اور چرواہے نے جو کچھ اُسمین سے لیا ہو اُسکا وہ ضامن ہوگا اور چرواہے کو اجر المثل ملیگا یہ مبسوط مین ہے۔ اگر چرواہے نے زید کی بکریان خالد کے قبضہ مین دیدین اُسنے سب مار ڈالین اور چرواہے نے اسکا اقرار کیا تو زید کو اختیار ہے کہ چرواہے سے ضمان لے اور خالد سے ضمان نہین لے سکتاہے اگر خالد نے یہ اقرار نہ کیا ہو کہ جو بکریان میرے قبضہ مین آئی تھین وہ زید کی ملک تھین اور نہ زید اس امر کے گواہ قائم کرسکتاہے۔ اور اگر زید نے گواہ قائم کیے کہ جو بکریان فی الحال مقبوضہ خالد ہین وہ میری ملک ہین یا خالد نے خود اس امر کا اقرار کیا تو زید کو اختیار ہے کہ اگر خالد کے پاس وہ بکریان بعینہ موجود ہون تو واپس لے لے اور اگر مستہلک ہون تو مالک کو خیار ہوگا کہ چاہے چرواہے سے اُنکی ضمان لے یا خالد سے یہ محیط مین ہے اگر چرواہے نے خالد کو دیتے وقت یہ اقرار کیا ہو کہ یہ خالد کی ہین تو پھر چرواہے کا قول خالد کے حق مین مقبول نہ ہوگا۔ یہ فصول عمادیہ مین ہے۔ ایک گاؤن والون نے ایک چرواہا مقرر کیا کہ اُنکی گائے گوروچراتا تھا اور اُن لوگون کے چراگاہ مقرر تھے جسمین سے گھنے جھنڈ اور درخت تھے کہ جنکی وجہ سے چرواہا ہر ایک گائے بیل پر نظر نہین رکھ سکتا تھا اور ایک گائے ضائع ہوگئی تو چرواہا ضامن نہوگا یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ جو شخص حفاظت کیواسطے اجیر مقرر ہوا ہے وہ حفاظت چھوڑ دینے سے ضامن ہوگا اور ترک حفاظت بطور سے ہوتی ہے کہ ضائع ہوجانے تک اسکی نظر سے چیز غائب رہی ہو یہ غیاثیہ مین ہے۔ شمس الائمہ کرابیسی اور شیخ ابو حامد نے فرمایا کہ اگر چرواہے نے کہا کہ مجھے نہین معلوم کہ بیل کہان چلاگیا تو ہمارے زمانہ مین یہ تضییع کا اقرار ہے یعنے خود ضائع کردینے کا اقرار ہے یہ قنیہ مین ہے۔ جامع الاصغر مین ہے کہ شیخ الامام بلخی رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک گوڑیا چراگاہ مین چرانے لیجاتا تھا اور واپسی پر ہر گائے اُسکے مالک کے کوچہ مین چھوڑ دیتا اور مالک کے سپرد نہین کرتا تھا اور بکریان چرانے والا بھی ایسا ہی کرتا تھا پس اگر گائے یا بکری مالک کے گھر پہونچنے سے پہلے ضائع ہوجاوے

تو کیا وہ ضامن ہوگا تو شیخ نے فرمایا کہ ضمان لازم نہین ہے اور شیخ بکر بن محمد رح نے فرمایا کہ اگر ایسا فعل اسکی طرف سے
مخالفت مین شمار ہو تو ضامن ہوگا یہ حاوی مین ہے۔ گنوار یا لینے گائے بیل چرانے والے نے کہا کہ مین نے یہ گائے
اس گانون مین داخل کر دی تھی حالانکہ اسکے مالک نے اسکو گانون مین نہ پایا پھر چند روز بعد پایا مگر مر گئی تھی پس
اگر اس گانون کے لوگ اسنے ہی پر راضی تھے کہ چرواہا گانون مین داخل کر دے ہر ایک کے مکان پر نہ پہونچا وے
تو چرواہے کا قول قبول ہوگا کہ مین نے یہ گائے گانون مین پہونچا دی تھی پس اگر اسنے اس قول پر قسم کھانے سے
انکار کیا تو ضامن ہوگا ورنہ ضامن نہ ہوگا۔ اسیطرح اگر چرواہے نے ہرہونکو اس جگہ پہونچا دیا جہان رات کو رہتے ہین
یعنی لکڑیان اور بانسون سے گھیر کر ایک حاطہ سا بنا لیتے ہین اسمین رہتے ہین۔ پھر وہان سے کوئی جانور نکل گیا اور ضائع
ہو تو بھی یہی حکم ہے ولیکن اگر شرط ٹھہر گئی ہو کہ ہر ایک کا بیل اسکے مالک کو پہونچایا کرے تو ضامن ہوگا۔ یہ وجیز کردری
مین ہے۔ منتقی مین لکھا ہے کہ اگر ہرہے چرانے والے نے لوگونسے یہ شرط کر لی کہ جب مین ہرہون کو گانون کے فلان مقام
تک پہونچا دون تو مین بری ہون تو شرط جائز ہے اور یہانتک پہونچانے سے وہ بری ہوگا پھر اگر کسی شخص کا بیل مر گیا
اور اسنے بجاے اسکے دوسرا بیل وہین پہونچا دیا جہان سب ہرہے جمع رہتے ہین اور چرواہا انکو لیگیا تو یہ بیل بھی اسی
شرط سابق سے اسکے پاس رہیگا یعنے اگر اسنے گانون کے اس مقام تک پہونچا دیا تو بری ہے یہ تاتارخانیہ مین ہے
اور لوگون کو اسکے ساتھ مشارطت نہین چاہیے۔ اور اگر کسی شخص نے اپنا بیل یا گائے وہان بھیجدی اور اسنے جو شرط
چرواہے اور اہل قریہ کے درمیان ہے نہین سنی ہے تو جب تک چرواہا اسکا جانور اسکو واپس نہ کرے بری نہوگا اور
اگر اسنے شرط سنی ہے تو استحساناً شرط جائز ہے اور قاضی فخر الدین نے فرمایا کہ جو منتقی مین مذکور ہے اسپر فتوی ہے یہ کبری
مین ہے۔ ایک عورت نے ایک شخص کے ہاتھ اپنا بیل ایک چرواہے کے پاس بھیجدیا پھر چرواہے کے پاس وہ ایلچی
آیا اور کہا کہ یہ بیل میرا ہے اور لیگیا پھر وہ بیل مر گیا پس اگر عورت نے گواہ قائم کیے تو چرواہے سے ضمان لے سکتی ہے
اور چرواہا اس ایلچی سے نہین لے سکتا ہے بشرطیکہ چرواہے نے باوجود اس علم کے کہ یہ بیل عورت کا ہے ایلچی کو
دیدیا ہو اور اگر یہ نہین جانتا تھا تو ایلچی سے واپس لیگا یعنی مال ضمان یہ محیط مین ہے۔ فوائد صاحب المحیط مین لکھا ہے
کہ ایک شخص نے اپنا بیل ایک شخص کے ہاتھ ایک چرواہے کے پاس بھیجا اسنے لاکر چرواہے سے کہا کہ فلان شخص نے
یہ بیل تیرے پاس بھیجا ہے اسنے جواب دیا کہ تو اسکو لیجا مین نہین لیتا ہون وہ لیگیا اور بیل مر گیا تو چرواہا ضامن ہوگا
کیونکہ جب ایلچی نے چرواہے کے پاس پہونچایا تو رسالت تمام ہوگئی پس چرواہا امین قرار پایا اور مستودع کو یہ اختیار
نہین ہے کہ اجنبی کے پاس ودیعت رکھے یہ فصول عمادیہ مین ہے۔ ایک گانون کے لوگون نے اپنے اپنے گدھے ایک
چرواہے کو دیے مگر آپس مین کہا کہ ہم اس چرواہے کو پہچانتے نہین ہین یہ سمجھکر ایک آدمی اسکے ساتھ گیا راہ مین چرواہے
نے اس آدمی سے کہا کہ تو ان گدھون کے ساتھ رہ تاکہ مین یہ گدھا لیجا کر اسپر یہ چیز لاد لاؤن یہ کہکر وہ گدھا لیکر معلوم
نہین کہان چلا گیا تو وہ شخص جو ساتھ گیا تھا ضامن نہوگا یہ غیاثیہ مین ہے۔ ہرہے چرانیوالا باتورہ مین سے غائب
ہوگیا اور باتورہ ایک شخص کی کھیتی مین گھس پڑا اور کھیتی خراب کر دی تو بقار ضامن نہوگا ہان اگر بقار نے باتورہ
کو کسی شخص کی کھیتی مین ڈال دیا یا گانون سے باہر ہانک کر ساتھ لیجاتا تھا کہ گلہ کسی شخص کی کھیتی مین جا پڑا اسکے
ہانکنے مین کسی شخص کا مال تلف کر دیا تو بقار ضامن ہوگا یہ خزانۃ الفتاوے مین ہے۔ گلہ مین سے ایک بکری ایک

برتن بیچنے والے کی دوکان مین گھس پڑی اور چرواہا دوکان پر اُسکو ہانکنے گیا اور ہانکنے مین گھڑے برتن پھوٹ گئے تو چرواہا ضامن ہوگا کیونکہ اُسکے ہانکنے مین ٹوٹے ہین یہ فصول عمادیہ مین ہے۔ ایک گانونکے لوگ اپنے چارپائے نوبت بنوبت چراتے ہین پھر ایک شخص کی نوبت مین ایک بیل کھو گیا تو شیخ ابراہیم بن یوسف نے فرمایا کہ جو شخص اجیر مشترک کو ضامن کرتا ہے اُسکے موافق یہ شخص ضامن ہوگا اور یہی صحیح ہے کیونکہ اس امر پر فتوی ہے کہ جو شے اجیر مشترک کی حرکت سے ضائع ہو اُسکا ضامن ہوتا ہے اسکے سوائے ضامن نہین ہوتا ہے یہ کبرے مین ہے قلت التعلیل بارد۔ شیخ رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک گانون کے لوگون نے باہم اتفاق کر لیا کہ ہر روز ایک آدمی ہم مین سے چوپایہ گلہ کی حفاظت کیا کرے پھر ایک روز ایک شخص کی باری تھی اُسنے زید کو گلہ کی حفاظت کیواسطے اجیر مقرر کر لیا اجیر گلہ کو جنگل مین لایا اور اپنے گھر مین کھانا کھانے کیواسطے گھس گیا انمین سے کچھ جانور ضائع ہوے تو کون ضامن ہوگا شیخ رح نے فرمایا کہ اگر اجیر کے غائب ہونے کی حالت مین ضائع ہوے تو اجیر ضامن ہے کیونکہ اُسنے نگہبانی چھوڑ دی اور اگر اُسکے واپس آنے کے بعد ضائع ہوئے تو ضامن نہوگا کیونکہ واپس آنے سے اُسنے مخالفت سے وفاق کی طرف رجوع کر لیا ہے پس ضمان سے نکالیا اور جس شخص کی باری تھی وہ کسی حال مین ضامن نہوگا یہ فتاوے نسفی مین ہے اور یہ حکم اُسوقت ہے کہ جب ہر ایک نے اپنی ذاتی حفاظت کی شرط نہ کر لی ہو اور اگر یہ شرط کر لی ہو کہ خود حفاظت کرے تو دوسرے کو دیدینے سے ضامن ہوگا۔ اور اجیر مشترک اس مسئلہ مین جبھی ضامن ہوگا کہ گلہ کے ساتھ اپنے عیال مین سے کسی کو نہ چھوڑ جاوے اور اگر کسی کو عیال مین محافظ چھوڑا ہو تو وہ بھی کسی حال مین ضامن نہ ہوگا یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ ایک چرواہا اجرت پر چرایا کرتا تھا اُسنے گلہ ایک شخص کے پاس حفاظت کیواسطے چھوڑ دیا اور خود گانون مین اس غرض سے گیا کہ جو جانور پیچھے چھوٹ گئے ہین اُنکو ہانک لاوے یا کسی حاجت ذاتی کیواسطے گیا اتنے مین جو جانور باہر تھے انمین سے بعضے تلف ہوے تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر محافظ اُسکے عیال مین سے نہو تو ضامن ہوگا ورنہ ضامن نہ ہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ بقار نے اگر گائے بیل کا گلہ کسی اجنبی کے پاس حفاظت کیواسطے چھوڑ دیا تو کیا ضامن ہوگا فرمایا کہ تھوڑی دیر تک جیسے پیشاب کرنے لگا یا کھانا کھانے لگا یا وضو کرنے لگا اتنی دیر تک چھوڑ دیا تو ضامن نہ ہوگا کیونکہ اسقدر عفو ہے یہ فصول عمادیہ مین ہے۔ بقار نے گلہ کو ایک لڑکے کی حفاظت پر چھوڑ دیا اور سپاہی بلانے کیوقت ایک گائے کسی آفت کی وجہ سے تلف ہو گئی پس اگر لڑکے سے حفاظت ہو سکتی تھی تو ضامن نہوگا اور اگر نہین ہو سکتی تھی تو گویا اُسنے بلا محافظ چھوڑا پس ضامن ہوگا۔ یہ جواہر الفتاوی مین ہے۔ گائے بیل کا گلہ ایک پل پر گذرا اور ایک بیل کا پانون ایک سوراخ مین جا پڑا اور ٹوٹ گیا یا کوئی گائے پانی مین گر کر غرق ہو گئی اور تلف ہو گئی تو بقار ضامن ہوگا اگرچہ اسکے ہانکنے سے ایسا نہین ہوا بشرطیکہ اُس سے حفاظت ممکن ہو یہ وجیز کردری مین ہے۔ ایک بقار نے گلہ دوسرے شخص کی حفاظت مین چھوڑ دیا اور ایک گائے تلف ہو گئی کہ اسکو ایک بھیڑیا کھا گیا تو ضامن نہوگا بشرطیکہ اپنے عیال مین سے کسی کے ہاتھ حفاظت پر چھوڑ دیا ہو ایک بقار نے گلہ کو ویسے ہی ضائع چھوڑ دیا اور خود گھر کو چلا گیا اور وہان سے اپنی جورو کو حفاظت کے واسطے بھیجدیا اُسنے شام تک حفاظت کی پھر معلوم ہوا کہ ایک گائے نہین ہے اور یہ نہین معلوم کہ کس وقت غائب ہو گئی تو بقار ضامن ہوگا یہ خزانۃ المفتین مین ہے اگر بازار کی حفاظت کے واسطے ایک چوکیدار اجارہ لیا اور بازار یونے

چوکیداری اجرت حسب حصہ وصول کرلی تو آیا چوکیدار کے حق مین یہ چوکیداری کا مال حلال ہے پس اگر انکے رئیس نے چوکیدار کو اجارہ پر مقرر کیا ہو تو اُسکا عقد اجارہ سب کے حق مین نافذ ہو گا اگرچہ مکروہ جانتے ہون یہ ظہیریہ مین ہے۔

فصل ثانی ۔ متفرقات کے بیان مین ۔ نوازل مین لکھا ہے کہ ایک شخص نے صیقل گر کو اپنی تلوار مع نیام صیقل کرنے کیواسطے دیدی اور وہ چوری گئی تو نیام کا ضامن نہو گا یہ محیط مین ہے ۔ میرے دادا شیخ الاسلام برہان الدین کے فوائد مین ہے کہ مصحف مجید ایک وراق کو جلد سازی کیواسطے دیا اُسنے ساتھ لیکر سفر کیا اور چورون نے اس کو چھین لیا پس آیا ضامن ہو گا فرمایا کہ ہان اور میرے چچا نظام الدین نے فرمایا کہ مین نے ظاہر فقہ پر اعتماد کر کے کہ جب مستودع مال ودیعت کو لیکر سفر کرتا ہے تو ضامن نہین ہوتا ہے یہ حکم دیا کہ ضامن نہ ہو گا اور یہ نہ کہا جاوے کہ یہ مستودع توبا اُجرت مستودع ہے پس ضامن ہو گا کیونکہ یہ اجرت بمقابلہ حفاظت نہین ہے ولیکن شیخ نے اچھی فقاہت کیطرف اشارہ کیا کہ ضامن ہونا واجب ہے کیونکہ جب ودیعت بلا اجرت ہوتی ہے تو ہو جہ سے ضامن نہین ہوتا ہے کہ اس صورت مین کوئی عقد نہین ٹھہرا ہوتا ہے کہ جس سے حفاظت کیواسطے کوئی جگہ متعین ہو جاوے اور جو ودیعت با اجرت ہوتا ہے اسمین حفاظت کی جگہ متعین ہو جاتی ہے اور اس مسئلہ مین اُسنے حفاظت کیواسطے صریح حکم نہین دیا مگر اجارہ کی ضمن مین ضمناً حکم کیا ہے اور اجارہ مین مکان عقد معتبر ہو گا پس جو اسکے ضمن مین ہو اسمین بھی یہی ہو گا اس واسطے ضامن ہونا چاہیے یہ فصول عمادیہ مین ہے ۔ ایک شخص نے سونار کو سونا دیا کہ اسکا مسوج کنگن تیار کر دے اسکو مسوج کام بنانا نہین آتا تھا اسواسطے اُسنے سونا گلا بڑھا کر دوسرے کو بنانے کیواسطے دیدیا اُسکے پاس سے چوری گیا پس اگر دوسرا کاریگر پہلے کاریگر کا تلمیذ یا اجیر نہ تھا اور مالک کے حکم سے بھی پہلے نے اُسکو نہین دیا تو مالک کو اختیار ہو گا کہ دونون مین سے جس سے چاہے ضمان لے اور یہ صاحبین کے نزدیک ہے اور امام اعظم رح کے نزدیک فقط پہلا ضامن ہو گا اور اگر دوسرے نے بیان کیا کہ کام بنانے کے بعد اُسکے پاس سے چوری گیا ہے تو ضامن نہو گا مگر کام کرنے تک اُسکا قبضہ قبضۂ ضمان ہے یہ کبریٰ مین ہے ۔ اگر دھوبی و درزی و جولاہہ وغیرہ اجیر مشترک ہو تو کام بنا کر واپس کرنا اجیر کے ذمہ ہے بخلاف اسکے اگر غلام یا چوپایہ وغیرہ کسی شخص سے اجرت پر لیا اور مستاجر کام سے فارغ ہوا تو واپس لینا غلام یا جانور کے مالک کے ذمہ ہے یہ محیط مین ہے ۔ حمام بان اجیر مشترک ہوتا ہے حتے کہ اگر حمام سے کوئی چیز ضائع ہو جاوے تو صاحبین کے نزدیک ضامن ہو گا اور یہ اسوقت ہے کہ حجرہ کی خارج سے ضائع ہو اور اگر داخل حجرہ سے ضائع ہو مثلاً چور نے سیندھ لگا کر چرا لیا تو صحیح قول کے موافق ضامن نہ ہو گا یہ خزانۃ المفتین مین ہے ۔ نخاسی اجیر مشترک ہوتا ہے کہ اگر باندی یا غلام بدون اُسکے فعل کے اُسکے پاس سے ضائع ہو جاوے تو امام اعظم رح کے نزدیک ضامن نہ ہو گا اسی طرح دلال بھی اجیر مشترک ہوتا ہے چنانچہ اگر دلال نے کسی شخص کو دکھلانے کے واسطے دوکاندار کا کپڑا دیدیا تا کہ خریدے وہ شخص کپڑا لیکر بھاگ گیا اور دلال نے اُسکو نہ پایا تو ضامن نہ ہو گا ۔ اور اگر دلال کے ہاتھ مین ایک کپڑا تھا اُس سے ایک شخص نے کہا کہ یہ کپڑا میرا ہے چوری گیا تھا اور دلال نے یہ سنتے ہی دوکاندار کو جس سے لیا تھا واپس کر دیا تو دلال ضمان سے بری ہو گیا یہ ذخیرہ مین ہے ۔ ایک شخص نے رنگریز کو کچھ ابریشم دیا کہ اسکو مثلاً ایک درم مین ایسا رنگ دے پھر رنگریز سے کہا کہ میرا ابریشم نہ رنگنا بلکہ مجھے واپس کر دے اُسنے واپس نہ کیا پھر وہ تلف ہو گیا تو رنگریز ضامن نہو گا

یہ خزانۃ المفتین میں ہے۔ کحال نے اگر کسی شخص کی آنکھ میں دوا ڈالی اور اسکی بینائی جاتی رہی تو ضامن نہو گا جیسے ختانہ ضامن نہیں ہوتا ہے ولیکن اگر کحال نے غلط کام کیا تو دیکھا جائیگا کہ اگر عمداً اُسنے غلط کیا ہے تو ضامن ہے پس اگر دو شخصوں نے یہ کہا کہ اسکو اس کام کی لیاقت نہیں ہے اور یہ نقصان اُسی کی بدلیاقتی سے واقع ہوا اور دو آدمیوں نے کہا کہ اسکو لیاقت ہے تو کحال ضامن نہوگا اور اگر کحال کیطرف ایک شخص ہو اور اُسکے مخالف دو شخص ہوں تو ضامن ہوگا۔ اور جنایات مجموع النوازل میں لکھا ہے کہ اگر ایک شخص نے کحال سے یہ شرط لگائی کر دوا کر بدین شرط کہ بینائی جاتی نہ رہے پھر بینائی جاتی رہی تو ضامن نہو گا۔ یہ خلاصہ میں ہے۔

انتیسواں باب اجارہ میں وکیل مقرر کرنے کے بیان میں۔ اگر ایک شخص نے زید کو وکیل کیا کہ فلاں مکان میں اتنے کرایہ پر میرے واسطے اجارہ لے اُسنے ایسا ہی کیا تو مالک مکان کرایہ کا مطالبہ وکیل سے کریگا اور وکیل موکل سے طالب ہوگا۔ اور وکیل کو اختیار ہے کہ اپنے موکل سے اجرت طلب کرے اگرچہ ہنوز مالک مکان نے وکیل سے مطالبہ نہ کیا ہو اور اگر مالک مکان نے وکیل کو کرایہ ہبہ کر دیا تو صحیح ہے اور وکیل کو اختیار ہے کہ موکل سے کرایہ کا مطالبہ کرے۔ یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اجارہ فاسدہ میں وکیل ضامن نہ ہوگا اور اجر المثل مستاجر کے ذمہ واجب ہوگا۔ اور اگر اجارہ طویلہ ہو تو فسخ اجارہ کیوقت وکیل سے مال اجارہ کا مطالبہ کیا جائیگا یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اجارہ کے وکیل نے اگر کرایہ والا مکان مستاجر سے خود کرایہ لیا تو نہیں جائز ہے کیونکہ اس صورت میں وہ شخص موجر و مستاجر دونوں ہو جاتا ہے اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ علماء نے پہلے ایسا فتوے دیا تھا پھر منقول ہے کہ انھوں نے اس سے رجوع کرکے جواز کا فتوے دیا یہ جواہر اخلاطی میں ہے۔ موکل نے اگر موجر سے اجارہ فسخ کیا تو فسخ ہو جائیگا اور آیا موکل کو وکیل سے مال اجارہ واپس لینے کا اختیار ہے یا نہیں تو قاضی امام بدیع الدین نے فرمایا کہ نہیں ہے کیونکہ یہ فسخ اسکے حق میں ظاہر نہیں ہوا۔ اور تیمیہ میں لکھا ہے کہ شیخ علی بن احمد سے دریافت کیا گیا کہ زید نے عمرو کی زمین خالد کو کرایہ پر دیدی اور عمرو نے سنکر کہا کہ میں اس عقد کی اجازت نہیں دیتا ہوں پھر چند روز بعد کہا کہ میں نے اجازت دیدی تو آیا جائز ہے یا نہیں فرمایا کہ اگر اُسنے رد کر دیا تو پھر اجازت نہیں دے سکتا ہے شیخ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ سوال کا جواب نہیں ہے اور جواب یہ ہے کہ ہمارے نزدیک یہ قول عقد کا رد کر دیتا ہے یہ تاتارخانیہ میں ہے۔ اگر ایک شخص اسواسطے وکیل تھا کہ فلاں گھر دس درم پر کرایہ لے اُسنے پندرہ درم پر کرایہ لیکر موکل کو دیدیا اور کہا کہ میں نے فقط دس درم پر کرایہ لیا ہے تو موکل پر کرایہ واجب نہو گا اور وکیل پر مالک کا کرایہ واجب ہوگا اور یہ مسئلہ اس امر کی دلیل ہے کہ تعاطی سے اجارہ منعقد نہیں ہوتا ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔

تیسواں باب۔ اجارہ طویلہ رسم بخارا کے بیان میں۔ اجارہ طویلہ جسکا بخارا کے لوگوں میں معمول ہے یوں ہے کہ وہ لوگ اپنا گھر یا زمین مثلاً تیس برس کے واسطے اجارہ دیتے ہیں مگر ہر آخر سال میں سے تین روز کا استثنا کرتے ہیں اور انتیس سال میں ہر سال کا کرایہ کچھ قلیل رکھتے ہیں اور باقی سب کرایہ اخیر سال اجارہ کے مقابلہ میں قرار دیتے ہیں۔ اور مشائخ نے اسکے جواز میں اختلاف کیا ہے بعضوں نے کہا کہ امام اعظم رح کے نزدیک نہیں جائز ہے کیونکہ یہ ایک اجارہ ہے کہ جسمیں تین روز سے زیادہ شرط خیار ہے کہ جس سے اجارہ فاسد ہوتا ہے۔ اور بعضوں نے کہا کہ یہ بالاتفاق جائز ہے اور یہی صحیح ہے کیونکہ یہ استثنا در حقیقت شرط خیار نہیں ہے بلکہ ہر سال کے آخر میں ان ایام کو اجارہ سے مستثنی

کو لیا ہے کہ ان ایام مین حکم اجارہ ثابت نہین، ورنہ یہ اجارہ مین داخل ہین یہ محیط سرخسی مین ہے۔ پھر جن مشائخ نے
اُسکے جواز کا فتوے دیا ہے اُنمین اختلاف ہے کہ اجارہ ایک ہی عقد شمار ہوگا یا عقود مختلفہ شمار ہونگے بعضون نے کہا
کہ عقود مختلفہ شمار ہونگے تاکہ ایک ہی عقد مین مدت خیار کا تین روز سے بڑھ جانا لازم نہ آوے کہ جس سے امام اعظم رح
کے نزدیک عقد فاسد ہوتا ہے اور بعضون نے کہا کہ ہم اُنکو ایک ہی عقد شمار کرینگے کیونکہ اگر عقود مختلفہ شمار کرین تو سوائے
ایک عقد اول کے باقی عقود مضافہ ہونگے اور اجارہ مضافہ مین تعجیل و باشتراط مال اجارہ کا مالک نہین ہوتا ہے حالانکہ غرض
ایسے اجارہ سے فی الحال ملکیت اجرت ہے کذا فی المحیط اور اس خلاف کا ثمرہ ایسی صورت مین ظاہر ہوگا کہ مثلاً ایک یتیم کا مکان
تین برس کیواسطے اجارہ دیا تو پہلے دوسرے برس کی اجرت اُسکے اجر المثل سے کم ہوگی اور اگر یتیم کے واسطے اجارہ لیا تو
تیسرے برس کی اجرت اُسکے اجر المثل سے بڑھ جاویگی پس تیسرے سال مین اجارہ فاسد ہوگا پس جسکے نزدیک یہ عقد
ایک ہی ہے اُسکے نزدیک گذشتہ سال کا اجارہ بھی فاسد ہوا اور جسکے نزدیک عقود مختلفہ ہین اُسکے نزدیک فساد متعدی
نہوگا یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ اور امام صدر الشہید نے فرمایا کہ میرے نزدیک صحیح یہ ہے کہ تعجیل بالشرط تعجیل اجرت سے
مالک ہونے کے حق مین تو یہ عقد مثل عقد واحد کے شمار کیا جاوے اور باقی احکام مین مثل عقود مختلفہ کے شمار ہوگا
اور نابالغ کے مکان کے اجارہ دینے مین یہ حیلہ ہے کہ تمام مال اجارہ بمقابلہ اخیر سال کے قرار دیا جاوے اور پہلے سالون
کا کرایہ اجر المثل کے برابر یا اس سے زیادہ قرار دیا جاوے پھر نابالغ کا باپ مستاجر کو سالہائے متقدمہ کا کرایہ معاف
کردے اور معاف کرنا امام اعظم و امام محمد رح کے نزدیک سوائے قول امام ابو یوسف کے صحیح ہے اور اگر یہی منظور ہو کہ
اسقدر خلاف سے بھی بچ جاوے تو کسی حاکم سے حکم دے پس اتفاقاً جائز ہو جائیگا۔ اور اگر باپ نے اپنے نابالغ بیٹے کے واسطے
کوئی مکان یا زمین اجارہ لی اور مال اجارہ مثلاً ہزار درم ہین اور اس مکان کا اجر المثل سو درم سالانہ ہے تو بیس برس مین
سے اول کے دس برس کے مقابلہ مین کچھ تھوڑا سا مال قرار دے پھر پچھلے دس برس کے مقابلہ مین ہزار درم کچھ کم قرار دے
تو اجارہ جائز و مقصود حاصل ہوگا یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور اگر ہزار درم دس برس کے اجر المثل سے اسقدر زائد ہو کہ لوگ
اسقدر خسارہ نہین اُٹھاتے ہین تو یہ اجارہ جائز نہوگا۔ اور واضح ہو کہ اجارہ طویلہ جسطرح عقار و اراضی مین جائز ہے
ایسے چوپاؤن و مملوکون وغیرہ ہر شے مین کہ جس سے باوجود بقاء عین شے کے انتفاع ممکن ہے جائز ہے یہ تاتارخانیہ مین ہے
اور فتاوی فضلی مین لکھا ہے کہ ملک نابالغ کا اجارہ طویلہ نا جائز ہے یہ خلاصہ مین ہے۔ امام محمد رح نے کتاب الشروط مین فرمایا کہ
دو شخصون نے زید کو دس برس کیواسطے مکان اجارہ دیا اور زید کو یہ خوف ہوا کہ مجھے نکال باہر نہ کرین سو اُسنے وثاقت
کر لینی چاہی تو حیلہ یہ ہے کہ پہلے مہینون کا ایک درم ماہواری کرایہ مقرر کرے اور اخیر مہینہ بعوض باقی کرایہ کے قرار دے
پس جب اخیر مہینہ پر سب کرایہ ہوگا تو اسکو مکان سے باہر نہ کرینگے اور اسی مسئلہ سے اہل بخارا نے اجارہ طویلہ رسومہ
بخارا نکالا ہے کہ اگلے برسون کا کرایہ بہت تھوڑا مقرر کرتے ہین اور باقی سب کرایہ اخیر سال کے مقابلہ مین قرار دیتے
ہین یہ محیط مین ہے۔ ولوالجیہ مین لکھا ہے کہ اگر زید نے عمرو سے کہا کہ مین نے تجھے دس برس کیواسطے یہ مکان کرایہ
دیا سوائے تین روز کے آخر ہر سال سے کہ وہ مستثنیٰ ہین تو یہ جائز ہے اور اگر اُسنے یون کہا کہ اس شرط سے کہ تجھے آخر
ہر سال مین تین روز تک خیار ہے تو امام اعظم رح کے نزدیک نہین جائز ہے یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ اجارہ طویلہ مین اگر ایام
فسخ ہر سال کے آخر مین قرار دیے اور اجارہ بیچ مہینہ مین واقع ہوا ہے تو امام اعظم رح کے نزدیک سال کا اعتبار دنون پر ہوگا اور

صاحبین کے نزدیک پہلا اور پچھلا مہینہ دونوں سے شمار ہوگا اور باقی بیچ کے مہینہ چاند سے لیے جاوینگے۔ اور اگر موافق امام اعظم رح کے سال کا اعتبار دونوں سے لیا اور دونوں میں سے کوئی آخر سال کو نہیں جانتا ہے تو حیلہ یہ ہے کہ موجر اجارہ کی چیز سال تمام ہونے سے پہلے بدون مستاجر کی اجازت کے فروخت کردے تاکہ جب ایام فسخ آوین تو فسخ ہو جاوے اور دوسرا حیلہ یہ ہو کہ فسخ مضاف کردے کہ وقت فسخ کے فسخ ہو جاوے۔ اور بعضے مشائخ نے اس حرج دوقت کے دفعیہ کیواسطے صاحبین کے قول پر فتوے دیا ہے یہ خلاصہ میں ہے۔ ایک شخص نے مزارعت پر اپنی زمین دوسرے کو اس شرط سے دی کہ بیج کاشتکار کیطرف سے ہوں پھر زمین کے مالک نے کسی دوسرے شخص کو زمین اجارہ طویلہ پر دیدی اور کاشتکار کی رضامندی سے ایسا نہیں کیا تو جائز نہیں ہے کیونکہ مزارعت میں جب بیج کاشتکار کیطرف سے ہوتا ہے تو کاشتکار زمین کا مستاجر ہو جاتا ہے پس ایسا ہوا کہ گویا اُسنے ایک کو اجارہ دی پھر دوسرے کو اجارہ پر دیدی پس دوسرا اجارہ جائز نہوگا اور اگر کاشتکار راضی ہوگیا تو پہلا اجارہ فسخ اور دوسرا نافذ ہو جائیگا بخلاف اسکے اگر کسی کو اجارہ دی پھر دوسرے کو اجارہ دی پھر پہلا شخص راضی ہوا تو اجارہ ثانیہ پہلے مستاجر پر نافذ ہوگا بشرطیکہ اول کے قبضہ کے بعد ایسا ہوا اور اس مقام پر اجارہ کاشتکار کے حق میں نافذ نہوگا کیونکہ مزارعت مع اجارہ ہونے میں مقصود مختلف ہو جاتا ہے پس دوسرا اجارہ پہلے شخص پر نافذ نہوگا یہ فتاوے قاضی خان میں ہے۔ اگر ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ مجھے اپنا گھر باجارہ طویلہ اتنی اجرت پر دیدے اُسنے کہا کہ میں نے اجارہ دیدیا پھر مالک مکان نے کاتب سے کہا کہ کرایہ نامہ لکھدے اُسنے موافق رسم کے لکھدیا اور سوائے اسکے دونوں کے درمیان کوئی امر دیگر واقع نہیں ہوا اور مستاجر نے مال اجارہ موجر کو دیدیا تو اس حرکت سے دونوں کے درمیان اجارہ منعقد نہ ہوگا اور گھر میں رہنے سے مستاجر پر مال اجارہ واجب نہوگا اگرچہ وہ مکان کرایہ پر چلانے کیواسطے رکھا گیا ہو یہ خزانۃ المفتین میں ہے۔ اگر کسی شخص نے کسی وقف کو متولی سے باجارہ طویلہ اجارہ لیا پس اگر وقف کرنے والے نے یہ شرط کردی تھی کہ ایک سال سے زیادہ اجارہ دیا جاوے تو اسکی شرط لامحالہ جائز ہے اور اگر اُسنے یہ شرط کردی ہو کہ ایک سال سے زیادہ نہ دیا جاوے تو بھی اُسکی شرط کی مراعات واجب ہوگی اور ایک سال سے زیادہ اجارہ جائز ہونے کا فتوے نہ دیا جائیگا ولیکن اگر ایکسال سے زیادہ اجارہ دینے میں فقیروں کا نفع متصور ہو تو ایسی صورت میں ایک سال سے زیادہ اجارہ پر دے سکتا ہے یہ تاتارخانیہ میں ہے۔ اگر وقف کرنیوالے نے کوئی شرط نہ لگائی ہو تو ایک جماعت مشائخ سے منقول ہے کہ ایک سال سے زیادہ اجارہ جائز نہیں ہے اور فقیہ ابوجعفر نے فرمایا کہ میرے نزدیک تین سال تک جائز اور اس سے زیادہ نہیں جائز ہے اور صدر الشہید حسام الدین رح فرماتے تھے کہ زمین وقف کے اجارہ میں تین سال تک جواز کا فتوے دیتا ہوں لیکن اگر کوئی مصلحت عدم جواز کی ہو تو عدم جواز کا فتوی دونگا اور سوائے زمین کے ایک سال سے زیادہ میں عدم جواز کا فتوے ہے لیکن اگر کوئی مصلحت جواز کی ہو تو جواز ہوگا اور یہ امر باختلاف زمانہ و موضع کے مختلف ہوگا۔ اگر وقف کو ایسے طور پر اجارہ دیا کہ جائز ہے پھر اسکی اجرت ارزان ہوگئی تو اجارہ فسخ نہوگا اور اگر اسکا اجر المثل بڑھگیا حالانکہ کچھ مدت گذرچکی ہے تو فتاوے اہل سمرقند میں مذکور ہے کہ عقد فسخ نہوگا اور شرح طحاوی میں مذکور ہے کہ عقد فسخ ہوگا اور از سرنو زیادتی کے موافق عقد قرار دیا جائیگا اور گذشتہ کا کرایہ وقت فسخ تک اُس حساب سے واجب ہوگا جو قرار پایا ہے۔ اور اگر زمین کی ایسی حالت ہو کہ اسکا اجارہ فسخ نہو سکتا ہو جیسے کہ

ف۔ زمانہ و موضع یعنی جہان جیسا عرف ہو ... یعنی اسی طرح وقت ہو

ایمین کھیتی موجود ہو اور ہنوز کاٹنے کے لائق نہین ہے تو جسوقت اجر المثل بڑھا ہے تب تک مقررہ کے حساب سے
واجب ہوگا اور جب سے بڑھا ہے تب سے آخر سال تک اجر المثل کے حساب سے دینا ہوگا۔ اور اجرت کا زیادہ
ہونا اسطور سے معلوم ہوتا ہے کہ جب سب کے نزدیک بڑھا ہوا ہو یعنے کسی خاص زمین کے زیادہ ہونے سے
زیادت کا حکم نہ دیا جائیگا یہ سب طحاوی نے کتاب المزارعہ مین ذکر کیا ہے ولیکن املاک مین یون لکھا ہے کہ عقد فسخ
نہوگا خواہ اجر المثل ارزان ہو جاوے یا گران ہو جاوے ایمین سب روایات متفق ہین یہ محیط مین ہے۔ ایک شخص
نے ایسی حویلی جو اسکے باپ نے اپنی اولاد کیواسطے نسلاً بعد نسل موبد وقف کر دی تھی کسی شخص کو کرایہ پر دیدی اور
اجارہ طویلہ قرار پایا اور موجر کے حکم سے مستاجر نے اسکی عمارت مین روپیہ لگایا پس اگر موجر کو وہان کوئی ولایت
حاصل نہو یعنے مثلاً متولی وقف نہو تو غاصب قرار دیا جائے گا اور مستاجر پر اُسکا کرایہ مقررہ واجب ہوگا کہ اس کو
لیکر صدقہ کر دے اور مستاجر نے جو کچھ عمارت مین صرف کیا ہے اسکو نہ موجر سے لے سکتا ہے اور نہ کسی اور سے لے سکتا ہے
کیونکہ ظاہر ہوا کہ اُسنے منفعت احسان کی راہ سے خرچ کیا ہے۔ اور اگر موجر متولی وقف ہو تو مستاجر پر اجر مقررہ واجب ہوگا
بشرطیکہ اجر المثل کے برابر یا زیادہ ہو اور مستاجر نے جو کچھ عمارت مین لگایا ہے وہ حویلی کے کرایہ مین سے وضع کرے گا
یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ ایک شخص نے زمین وقف با جارہ طویلہ سو برس تک ایک شخص کو اجارہ دی اور دونون
نے اقرار کیا ہے کہ ہمنے مسلمانون مین سے ایک شخص کیواسطے یہ عقد قرار دیا ہے اور ایک حاکم نے اُسکی صحت کا
حکم دیدیا پس جب کسی حاکم نے باوجود طول مدت کے اسکی صحت کا حکم دیدیا تو اجارہ صحیح ہے اور چونکہ دونون
نے اقرار کیا کہ عقد ایک شخص غیر معین کیواسطے واقع ہوا ہے تو دونون مین سے کسی کے مرنے سے عقد فسخ نہوگا اور
مال اجارہ اُسکے واسطے حلال ہوگا ایسا ہی مذکور ہے اور یہی صحیح ہے اور ایمین کچھ خلاف نہین ہے یہ جواہر الفتاوے
مین ہے۔ اگر زید نے عمرو کو کوئی گھر یا زمین بالمقطع مدت قصیرہ مثلاً ایکسال کیواسطے اجارہ دی پھر زید نے اُسکو
خالد کے ہاتھ اجارہ طویلہ مرسوم پر دیا تو مدت قصیرہ کی اجارہ کے اندر اجارہ طویلہ بلاشبہہ ناجائز ہے اور اس مدت
کے ماسوا مین یہ حکم ہے کہ جس شخص نے اجارہ طویلہ مرسومہ کو عقد واحد قرار دیا ہے اُسکے نزدیک ناجائز ہے اور جسنے
عقود متفرقہ قرار دیا ہے اُسکے نزدیک جائز ہے یہ محیط مین ہے۔ زید نے انگور کا باغ اجارہ طویلہ پر لیکر قبضہ کر لیا اور عمرو
کو بالمقطع ہر شش ماہی تک بعوض معلوم اجارہ دیا پھر عمرو نے اُسکو دیکھا تو درخت بسبب سردی کے سوختہ پائے اور
زید کو نہ پایا کہ اُسکو واپس کر دے یہانتک کہ فسخ کے دن قریب آئے اور زید بھی آگیا اُسنے اجارہ فسخ کر کے مال
بالمقطع طلب کیا اور عمرو نے انکار کیا اور یہی علت پیش کی کہ درخت سوختہ تھے تو عمرو کے قول کی سماعت کیجاوے گی
اور مال بالمقطع اُسکے ذمہ سے ساقط ہو جائیگا بشرطیکہ اُسنے باغ مین اسطرح عمل دخل نہ کیا ہو کہ جس سے رضامندی
ثابت ہوتی ہے۔ اور اگر بروقت دیکھنے کے زید موجود ہو اور باوجود امکان واپسی کے عمرو نے اُسکو واپس نہ دیا
تو مال مقطع ساقط نہوگا اور علی ہذا القیاس اگر کسی شخص نے اپنا گھر اجارہ دیا اور مستاجر نے عیب دار پاکر واپس کرنا
چاہا پس اگر واپس نہ کر سکا مثلاً موجر غائب تھا تو جسوقت موجر حاضر ہوا اُسوقت واپس کر سکتا ہے اور اجرت واجب
نہوگی بشرطیکہ مستاجر نے مکان مین کوئی ایسا عمل نہ کیا ہو جو رضامندی پر دلیل ہو یہ محیط مین ہے۔ ایک شخص نے باجارہ
طویلہ کوئی چیز اجارہ دیکر وہ چیز فروخت کر دی پھر خیار کی مدت آئی پس آیا بیع نافذ ہو جائیگی تو ایمین دو روایتین ہین اور صحیح یہ ہے

کہ نافذ ہو جائیگی اور یہ ایسا ہے کہ مثلاً کوئی چیز باجارۂ مضافہ دی پھر وقت اضافت سے پہلے فروخت کر دی کہ یہین بھی یہی حکم ہے مگر شیخ امام ظہیر الدین مرغینانی فرماتے تھے کہ میرے نزدیک بیع نافذ ہو گی اور ظاہر الروایت کے موافق بیع نافذ ہو جائیگی یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ زید نے ایک گھر باجارہ طویلہ پانچ دینار مین کرایہ دیا اور کرایہ وصول کر کے گھر مستاجر کے قبضہ مین دیدیا پھر مستاجر کی بلا رضامندی پانچ دینار مین اسکو فروخت کیا اور دام وصول کر لیے پھر مرگیا اور سوا اس گھر کے اُسکا کچھ مال نہین ہے تو مستاجر اُسکا زیادہ حقدار ہے اور اُسکو اختیار ہے کہ اپنے کرایہ وصول کرنے تک مکان اپنے قبضہ مین روک لے کیونکہ موت کیوجہ سے اجارہ باطل ہوا۔ بیع باطل نہین ہوئی پس وہ گھر مشتری کی ملک باقی رہا ولیکن مشتری کو اختیار حاصل ہو گا کہ چاہے اجرت ادا کر کے مکان پر قبضہ کرے یا بیع چھوڑ دے اور اگر مکان کی بیع جائز ہوئی اور کرایہ کے مال مین دس روپیہ مین اور دام پانچ روپیہ مین تو بھی مستاجر کو باقی پانچ روپیہ کے واسطے روک رکھنے کا استحقاق حاصل ہے اور قاضی بدیع الدین نے فرمایا کہ اسکو یہ اختیار حاصل نہین ہے یہ قنیہ مین ہے۔ زید نے عمرو کو باجارۂ طویلہ ایک مکان کرایہ دیا اور سو دینار اجرت ٹھہرے حالانکہ مکان کی قیمت پچاس دینار ہین پھر زید مرگیا اور اجارہ فسخ ہو گیا اور سوا اس مکان کے اُسنے کوئی مال نہین چھوڑا پھر زید کے وارث نے عمرو کو بعوض اُن دیناروں کے جو زید پر آتے ہین یہ مکان باجارہ طویلہ کرایہ دیدیا پھر وارث اور مستاجر کے درمیان یہ اجارہ فسخ ہو گیا تو عمرو وارث سے سو دینار نہین لے سکتا ہے ولیکن تمر کہ مین اگر زید نے یہ مکان پچاس دینار قیمت کا چھوڑا تھا تو بقدر پچاس دینار کے مطالبہ کر سکتا ہے نہ سو دینار کا یہ ذخیرہ مین ہے۔ فتاوائے صغری مین ہے کہ اگر ایک شخص نے زید کو ایک مکان باجارہ طویلہ کرایہ دیا پھر دوسرے کو باجارہ طویلہ کرایہ دیا تو جائز نہین ہے اور بعد فسخ اول کے منقلب ہو کر جائز نہو جائیگا۔ اور اس حکم مین اشکال ہے اور اس مسئلہ مین دو روایتین ہونی چاہییں کیونکہ اجارہ طویلہ مین بعض عقود علیہ مضاف ہوتا ہے اور جو اجارہ مضاف ہو تو اُسمین وقت مضاف الیہ آنے سے پہلے اجارہ فسخ ہونے کی صحت مین دو روایتین ہین اور یہ اجارہ پہلے اجارہ کے فسخ کی دلیل ہے جیسے بیع مین ہوتا ہے پس واجب ہے کہ اس مسئلہ مین دو روایتین ہون یہ محیط مین ہے ایک شخص نے باجارہ طویلہ ایک مکان کرایہ لیا پھر موجر نے برضائے مستاجر اُسکی عمارت گرا کر از سر نو بنوا دی تو بسبب بقائے اصل کے اجارہ باقی رہیگا یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور جس نے باجارہ طویلہ اجارہ لیا ہے اگر اُسنے دوسری کو اجارہ دیا تو اجارہ ثانیہ مین ایام مستثنے کو کہ مثلاً دسوین و گیارھوین و بارھوین فلان مہینے کی ہے بیان کرے اور صریح استثنا کرے تا کہ عقد ثانی مین ایام داخلہ و غیر داخلہ مین تمیز ہو جاوے ایسا ہی حاکم شہید سمرقندی نے کتاب الشروط مین بیان فرمایا ہے اور یہ حکم اسوقت ہے کہ اجارہ ثانیہ کے واسطے علیحدہ یادداشت تحریر کرے اور اگر پہلی یادداشت کی پشت پر فقط یون لکھدے کہ ہم یادداشت کے ایام مستثنی کے سوائے۔ تو عقد ثانی کے جواز کے واسطے کافی ہے یہ محیط مین ہے۔ ایک شخص نے کوئی چیز باجارہ طویلہ بعوض دیناروں کے کرایہ لی اور دہ دینار بعد بیان وصف کے ذمہ کر لیے پھر بجائے دیناروں کے درم دیدیے پھر دونوں نے عقد اجارہ فسخ کیا تو موجر سے دیناروں کا مطالبہ ہو گا نہ درموں کا۔ اور اگر عقد فاسد ہوا اور باقی مسئلہ بحالہ رہے تو موجر سے درموں کا مطالبہ ہو گا یہ ذخیرہ مین ہے۔ اگر

اجارہ طویلہ کے اندر زمین یا باغ انگور مین موجر نے پودے لگانے چاہے تو مستاجر کو منع کرنے کا اختیار ہے کیونکہ موجر کو ملک الید والتصرف حاصل نہین ہو اور اگر موجر نے درخت کٹانے یا شاخین چھٹوائین تو منع نہین کر سکتا ہے کیونکہ اسکا اعتبار بیع کا ہے کہ حق ثمن مین ظاہر ہے نہ حق شجر مین اور اگر مستاجر نے اسمین سے جلانے کی لکڑیان جمع کین تو نہین جمع کر سکتا ہے حالانکہ اسکی بیع مین ہے یہ وجیز کردری مین ہے - ایک شخص نے زمین باجارہ طویلہ لی اور درخت خریدے تاکہ استیجار صحیح ہو پھر درختون مین پھل آئے پھر دونون نے عقد فسخ کر لیا تو تمام پھل مستاجر کی ملک ہین اور اگر درخت قطع کر دیئے پھر فسخ کیا تو پھل موجر کے ہونگے اور اگر مستاجر نے انکو تلف کر دیا تو اُس پر اُنکی قیمت واجب ہوگی کیونکہ جواز اجارہ کے واسطے یہ بیع ضروری ہو پس احکام بیع قطع کے اُسپر جاری نہ ہونگے اور اگر مدت اجارہ کے اندر موجر نے درخت تلف کر دیے تو صحیح یہ ہے کہ موجر پر ضمان واجب نہوگی مگر مستاجر کو خیار حاصل ہوگا کہ چاہے فسخ کر دے کیونکہ یہ عیب پیدا ہو گیا ہے اور اگر مدت اجارہ کے اندر مستاجر نے قطع کر دیے تو شیخ برہان الدین صاحب المحیط وقاضی خان وقاضی بدیع الدین نے فرمایا کہ نقصان کا ضامن نہ ہوگا ولیکن موجر کو خیار حاصل ہوگا یہ تتمہ مین ہے - ایک شخص نے باغ انگور باجارہ طویلہ کرایہ لیا اور بطور معاملت کے موجر کو دیا پس اگر اجارہ طویلہ بطریق درختون کی بیع کے ہو یعنے درخت بیع کر لیے ہون تو معاملت جائز ہے اور اگر اجارہ بطور معاملت کے ہو تو مالک کو معاملت پر دینا نہین جائز ہے یہ وجیز کردری مین ہے اگر کسی شخص نے ایسا باغ انگور اجارہ لیا جسکو نہین دیکھا ہے اور مالک باغ نے درخت پہلے سے بیع کر دیے تھے کہ اجارہ صحیح ہو تو مستاجر کو باغ کا خیار رویت حاصل ہوگا اور اگر مستاجر نے باغ مین مالکانہ کوئی تصرف کیا تو خیار رویت ساقط ہو جائیگا - اور اگر اُسنے انگور کے پھل اُس باغ مین سے کھائے تو اُس سے خیار رویت باطل نہین ہوتا ہے یہ خزانۃ المفتیین مین ہے - اگر اجارہ طویلہ مین موجر مر گیا حالانکہ موجر کے ذمہ بہت سے قرضہ واجب الادا ہین تو شے اجارہ کے ثمن کا استحقاق مستاجر کو سب قرضخواہون سے زیادہ حاصل ہے یعنے پہلے وہ شے فروخت ہو کر اُسکے دامون سے مستاجر کا کرایہ دیا جائیگا پھر دوسرے قرضخواہون کو ملیگا جیسے شے مرہونہ مین مرتہن باقی قرضخواہون سے ثمن رہن کا زیادہ مستحق ہوتا ہے یہ فتاوی قاضی خان مین ہے - اجارہ طویلہ اگر کسی وجہ سے فاسد ہو تو مستاجر پر اجر المثل واجب ہوگا مگر مقدار مقررہ متعینہ سے زیادہ نہ دیا جائیگا یہ خزانۃ المفتیین مین ہے اگر اجارہ طویلہ مین مستاجر نے اجرت موجر کو ہبہ کر دی اور ہنوز اجارہ فسخ نہین ہوا ہے تو صحیح نہین ہے کیونکہ تعجیل کی شرط کیوجہ سے تمام اجرت موجر کی ملک ہو گئی پس باوجود ملک موجر کے اسکی مملوکہ چیز کو مستاجر نے اُسے ہبہ کیا اسواسطے صحیح نہین ہے یہ صغریٰ مین ہے - ایک شخص نے ایک کشتی بنانے والے کو مزدور مقرر کیا کہ بعقد اجرت پر بارہ بالشت کی کشتی اس لکڑی کی تیار کر دے اور کشتی ساز نے کہا کہ تیری لکڑی اس کام کے لائق نہین ہے مگر تو مجھے اجازت دے کہ مین اسمین ایک بالشت کم یا زیادہ کر دون اُسنے زیادہ کر دینے کا حکم دیا اور کشتی ساز نے تیرہ بالشت کی کشتی بنائی تو زیادتی کے مقابلہ مین اجرت کا مستحق ہوگا یہ قنیہ مین ہے - اجارہ طویلہ کے مستاجر نے اگر کسی دوسرے کو اجارہ کی چیز اجرت پر دیدی یا مزارعت پر باین شرط دیدی کہ بیج کاشتکار کی طرف سے ہون پھر مستاجر اول نے اپنے موجر سے عقد فسخ کر لیا پس کیا اجارہ ثانیہ بھی فسخ ہو جائے گا تو اُس مین

مشائخ نے اختلاف کیا ہے اور صحیح یہ ہے کہ اجارہ ثانیہ خواہ اجارہ ہو یا مزارعت مشروطہ وہ بھی فسخ ہو جائیگی خواہ ہر دو اجارہ کے ایام فسخ ایک ہی قرار پاے ہون یا مختلف ہون مثلاً ایام خیار پہلے اجارہ مین تین روز آخر سال مین انھون سے اور دوسرے اجارہ مین بھی ایسے ہی ہون یا اُسکے برخلاف ہون یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔

اکتیسوان باب کوئی کام کاریگر سے بنوانے یا کسی کام کے ٹھیکہ کے بیان مین استصناع استحساناً جائز ہے یعنی سونار وغیرہ سے مثلاً کوئی شے بنوائی اور اجارہ کر لیا تو جائز ہے کیونکہ ہر زمانہ مین بلا انکار لوگون کا تعامل و تعارف چلا آیا ہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور استصناع کے یہ معنی ہین کہ مال عین و عمل دونون کاریگر کی طرف سے ہون یعنے مثلاً سونار اور اُسکا کنگن بنانا دونون سونار کیطرف سے ہون اور اگر مال عین مثلاً سونا بنوانے والے نے اپنے پاس سے دیا سونار کاریگر نے نہ لگایا تو یہ اجارہ ہوگا استصناع نہ ہوگا یہ محیط مین ہے۔ اور تجنیس شیخ الاسلام خواہرزادہ مین مذکور ہے کہ استصناع کی یہ صورت ہے کہ کوئی چیز خرید کرے اور بائع سے درخواست کرے کہ اس چیز مین یہ کام بنادے مثلاً چمڑا خرید کرے اور بائع کو حکم دے کہ اسکے موزے بنادے اور موزون کا انداز ساخت بیان کرے تو یہ ساخت ناجائز ہے اور ہر ایسی چیز مین جسکی استصناع کی عادت جاری ہے یہی حکم ہے جیسے پیتل و تانبے و لکڑی کے برتن و موزے و نگین وغیرہ و ٹوپیان وغیرہ مگران کا انداز و ساخت بیان کر دے یہ تاتار خانیہ مین ہے۔ اور استصناع بھی بیع ہے یہی اصح ہے اور جس نے چیز بنوائی ہے اسکو بروقت دیکھنے کے لینے نہ لینے کا اختیار رہوگا اور کاریگر کو اختیار نہین ہے یہی امام ابو یوسف کا پہلا قول ہے اور اسی پر فتوی ہے یہ خلاصہ مین ہے پھر اگر بنوانے والے نے چیز پسند کر لی تو اُسکو واپس کرنے کا اختیار نہین ہے اور کاریگر کو اختیار رہے کہ بنوانے والے کی پسند سے پہلے اسکو فروخت کر دے کذا فی التہذیب۔ اور امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر زید نے کسی جولاہے سے روئی کا کپڑا بنوایا اور اُسکا طول و عرض و جنس و رفعہ بیان کر دیا اور سوت جولاہے کی طرف سے ٹھہرا ہے کہ استصناع قرار پایا تو قیاساً یہ جائز ہے ولیکن امام محمد رح نے استحساناً حکم دیا کہ نہین جائز ہے اور اگر بصورت مین کوئی میعاد مقرر کر دی تو بیع سلم ہو جائیگی اور یہ مسئلہ کتاب الاجارات مین بدون ذکر اختلاف مذکور ہے اور شرح شیخ الاسلام کتاب البیوع مین ہے کہ جن چیزون مین لوگون کے درمیان استصناع کی عادت جاری ہے اگر انمین مدت مقرر ہو جاوے تو امام اعظم رح کے نزدیک بیع سلم ہو جاتی ہے اور صاحبین کے نزدیک نہین ہوتی ہے اور جن چیزون مین ایسا معمول نہین ہے انمین مدت لگانے سے بالاجماع سلم ہو جاتی ہے۔ اور قدوری مین ہے کہ اگر استصناع مین میعاد مقرر کی تو وہ بمنزلہ سلم کے ہے کہ اسمین مجلس عقد مین بدل پر قبضہ ہو جانا فرض ہے اور امام اعظم رح کے نزدیک دونون مین کسی کو خیار نہ رہیگا اور صاحبین نے فرمایا کہ سلم نہین ہے اور جن چیزون مین لوگون کا تعامل ہے اور جنمین نہین ہے انکی کوئی تفصیل مذکور نہین ہے اور کتاب الاجارات مین بلا ذکر خلاف بیان کرنا اس قول کا مؤید ہے جو شیخ الاسلام نے شرح کتاب البیوع مین فرمایا کہ جن چیزون مین استصناع کا معاملہ لوگون مین عادۃً جاری نہین ہے انمین میعاد لگانے سے بالاجماع سلم ہو جاتی ہے یہ ذخیرہ مین ہے۔ ایک شخص نے دوسرے کو دو سیر ابریشم دیا اور کہا کہ دو سیر اپنے پاس سے اسمین ملا کر کپڑا تیار کر دے اور اپنی بنائی لیکر جو بچے وہ دونون مین نصفا نصف نفع سے تقسیم ہو پس اگر جولاہے نے خلط نہ کیا اور ہر ایک کو

علحدہ بنا تو ابریشم والے سے اپنی بنائی لیگا اور باقی سب ثمن ابریشم والے کو ملیگا اور اگر اُسنے خلط کر کے سب بن دیا تو سب دونوں میں موافق شرط کے نصفا نصف مشترک ہوگا اور اجر المثل واجب نہوگا کیونکہ اُسنے محل مشترک میں کام کیا ہے یہ جواہر الفتاوی میں ہے۔ ایک شخص نے ایک جولاہہ کو کچھ سوت دیا کہ اسکو بن دے اور کہا کہ اسمین ایک رطل اپنے پاس سے بڑھا دے اور کہدیا کہ اپنے سوت میں سے مجھے اس شرط سے قرض دے کہ میں اُسکے مثل تجھے دیدونگا اور حکم دیا کہ اس صفت کا کپڑا اسقدر اجرت معلومہ پر بُن دے تو یہ استحسانًا جائز ہے خواہ قرض لینا عقد اجارہ میں مشروط ہو یا نہو اور اگر کہا کہ ایک رطل میرے واسطے اس شرط سے بڑھا دے کہ تیرے سوت کے مثل میں تجھے دیدونگا تو جائز ہے اور یہ قرض قرار دیا جائیگا اور اگر کہا کہ میرے واسطے سوت اسمین بڑھا دے اور یہ کہکر خاموش رہا تو بھی جائز ہے اور یہ قرض ہوگا۔ پھر اگر قرض لینا عقد اجارہ میں مشروط نہو تو اجارہ قیاسًا و استحسانًا جائز ہے اور اگر مشروط ہو تو مسئلہ میں حکم القیاس و الاستحسان ہے چنانچہ استحسان بیان کر دیا جائیگا یعنے جائز ہے۔ پھر اگر جولاہہ اور مالک میں اختلاف ہوا حالانکہ جولاہہ کام سے فارغ ہو چکا ہے پس مالک نے کہا کہ تو نے اسمین کچھ نہیں بڑھایا ہے اور جولاہہ نے کہا کہ میں نے اسمین بڑھا دیا ہے اور حال یہ ہے کہ وہ کپڑا موجود نہیں ہے مثلًا اسکے مالک نے وزن معلوم کرنے سے پہلے اسکو فروخت کر دیا ہے تو علم پر قسم سے مالک کا قول قبول ہوگا کہ واللہ میں نہیں جانتا ہوں کہ جولاہہ نے میرے واسطے سوت بڑھا دیا ہے اور جولاہہ پر واجب ہے کہ اپنے گواہ لاوے پھر اگر کپڑے کے مالک نے قسم سے انکار کیا تو جو کچھ جولاہہ نے دعوی کیا ہے وہ ثابت ہو جائیگا اور رب الثوب پر لازم ہوگا اور اگر کپڑے کے مالک نے قسم کھالی تو جولاہہ کے دعوی سے بری ہو گیا اور اگر وہ کپڑا بعینہ موجود ہو تو عنقریب اس صورت کا حکم بیان ہوگا انشاء اللہ تعالی۔ اور اگر کپڑے کے مالک نے جولاہہ سے یوں کہا کہ اپنے سوت میں سے ایک رطل بڑھا دے اس شرط سے کہ میں تیرے سوت کے دام اور بنوائی میں اسقدر درم دونگا تو قیاسًا یہ جائز نہیں ہے مگر استحسانًا جائز ہے اور جب یہ صورت استحسانًا جائز ٹھہری پس اگر کام سے فارغ ہونے کے بعد دونوں نے اختلاف کیا اور مالک نے کہا کہ تو نے اسمین کچھ نہیں بڑھایا ہے اور جولاہہ نے کہا کہ جسقدر تو نے بڑھانے کا حکم کیا تھا میں نے وہ بھی بڑھا دیا ہے پس اگر وہ کپڑا موجود نہ رہا ہو تو مذکورہ کپڑے کے مالک سے اسکے علم پر قسم لیکر اسی کا قول قبول ہوگا پس اگر اُسنے قسم سے انکار کیا تو جولاہے کا دعوی یعنے اسکے حکم کے موافق بڑھا دینا ثابت ہو جائیگا اور جو اُسنے مقرر کیا وہ سب جولاہے کو ملیگا اسمین سے کچھ بمقابلہ سوت کے دام کے اور کچھ بمقابلہ کام کی مزدوری کے ہوگا اور اگر قسم کھالی تو بڑھانا ثابت نہوگا اور امام محمد رح نے ذکر فرمایا کہ جو مقدار اُسنے بیان کی ہے اسمین سے سوت کے دام وضع کر کے باقی دام بنائی میں اسکو دیے جاوینگے۔ اور اُسکے پہچاننے کا یہ طریقہ ہے کہ جو مقدار اجرت بمقابلہ کام و زیادتی کے بیان کی ہے اسکو اجر المثل عمل و سوت کی قیمت جسکو مالک نے قبول کیا ہے تقسیم کریں مگر مثل عمل سے اتنی مقدار میں جو اُسنے حکم دیا تھا۔ اسواسطے کہ جولاہہ نے مقدار مسمی کو بمقابلہ سوت و ڈیڑھ سیر سوت بننے کے قبول کیا ہے اسواسطے کہ ایک سیر سوت اسکو مستاجر نے دیا اور نصف سیر اُس سے خریدا ہے پس اسکی قیمت کم کر دیجائیگی اور جو کچھ کام کے پڑنے میں پڑے وہ بنائی اسکے ذمہ لازم ہوگی چنانچہ اگر مقدار مسمی تین درم ہوں کہ بمقابلہ سوت و کام کے ٹھہرے ہوں اور سوت کی قیمت ایک درم ہو اور اجر المثل اس کام کا جسکا تیار کرنے کا حکم دیا ہے دو درم ہوں تو تینوں میں سے ایک درم کم کر دیا جائیگا جو سوت کی قیمت ہے پھر جو کچھ باقی رہے یعنے دو درم وہ معمول پر تقسیم ہوگا یعنے ڈیڑھ سیر کے

مقابلہ میں اُسنے قبول کیا اور ثابت یہ ہوا کہ اُسنے ایک سیر سوت بنا ہے تو باقی ان دونوں پر تقسیم ہوگا پس زیادتی یعنے مقدار
غیر معمولہ کا حصہ اجرت کم کر دیا جائیگا و معمول سے غیر معمول زیادت کا حصہ کیونکر معلوم کیا جاوے اس میں مشائخ نے
اختلاف کیا ہے بعضوں نے کہا کہ باعتبار وزن کے معلوم کر لیا جاوے مثلاً اگر دیا ہوا سوت ایک سیر ہوا اور زیادتی
آدھ سیر کی ہو تو باقی یعنے سوت کے دام نکالنے کے بعد مسمی میں سے جو باقی رہا یعنے دو درم وہ ان دونوں پر تین حصہ
ہو کر دو حصہ بمقابلہ معمولہ کے اور ایک حصہ بمقابلہ غیر معمولہ کے قرار دیکر دو درم میں سے اُسکی ایک تہائی کم کیجائیگی اور بعضوں
نے فرمایا کہ کام کی سختی و آسانی باعتبار کپڑے کی چھوٹائی بڑائی کے نہ معتبر ہوگی اور بعضوں نے کہا کہ جو موجود ہے اُس
سے ساقط کی مقدار باعتبار کام کی سہولت و سختی کے بسبب کپڑے کی چھوٹائی و بڑائی کے معلوم کیجاویگی اور یہ اسوجہ سے کہ
کبھی کپڑے کی بڑائی کیوجہ سے جولاہہ پر کام آسان ہوتا ہے اور بسبب چھوٹائی کے دشوار ہو جاتا ہے کیونکہ جب چھوٹا ہوگا
تو وصل و کام دقیق کا بار بار محتاج ہوگا اور جب بڑا ہوگا تو ایک ہی بار اسکی ضرورت ہوگی اور یہ تفاوت اس کام کے
کاریگروں میں معتبر ہے کہ چھوٹائی میں زیادہ اجرت پڑتی ہے اور بڑائی میں کم پس اسکا اعتبار کرنا ضرور ہے اور جب
ان دونوں کا اعتبار ضرور ہوا تو جو کچھ مقدار مسمی سے بچ رہا ہے یعنے دو درم وہ ڈیڑھ سیر کے کام اور ایک سیر کے کام
کے اجر المثل پر تقسیم ہوگا پس اگر ڈیڑھ سیر کا اجر المثل ڈھائی درم ہوں اور ایک سیر کا دو درم ہوں تو بمقابلہ زیادتی
کے نصف درم پڑا پس دو درم میں سے نصف درم کم کر دیا جائیگا یہی غیر معمولہ کا حصہ اجرت ہے ولیکن اگر طول و تعیین
میں ایک یا دو ہاتھ کا فرق ہو تو اجرت کی زیادتی و نقصان کے بارہ میں اتنے فرق کا کچھ اعتبار نہیں ہے پھر آیا
اجر المثل واجب ہوگا یا مسمی واجب ہوگا پس بعض مشائخ کے قول پر جو حصہ اجرت مقدار مسمی میں سے پڑنے میں
پڑتا ہے اُس سے اجر المثل زیادہ نہ دیا جائیگا اور بعضوں کے قول پر اگر مستاجر عیب پر راضی ہوا تو اسیر سے واجب
ہوگا اور اگر راضی نہ ہوا ہو تو اجر المثل واجب ہوگا مگر حصہ مسمی سے زیادہ نہ کیا جائیگا جیسا کہ ہمنے مسائل متقدمہ میں
بیان کیا ہے۔ اور امام محمد رح نے اس مسئلہ میں اجرت کو مطلقا بیان فرمایا مسمی کا لفظ نہیں کہا ہے تو مثل مسئلہ اولی کے
اسکی تخریج واجب ہے۔ اور اگر کپڑا بعینہ موجود ہو پس اگر اس سوت کی مقدار جو مالک نے دیا ہے معلوم نہوئی ہو تو
سب صورتوں میں وہی حکم ہوگا جو در صورت موجود نہ ہونے کے اول سے آخر تک بیان ہوا ہے مگر فرق ایک صورت
میں ہے کہ اگر مالک نے قسم کھالی اور زیادتی ثابت نہ ہوئی تو مالک کو اختیار ہوگا کہ جولاہے کے پاس وہ کپڑا چھوڑ دے
اور اپنے سوت کے مثل سوت اُس سے ڈانڈ بھر لے۔ اور اگر در صورت کپڑا موجود ہونے کے اس سوت کی مقدار جو مالک
نے دیا ہے معلوم ہوتی ہو پس اگر باہمی تصدیق کی کہ وہ ایک سیر تھا تو کپڑے کا وزن کیا جائیگا اور دونوں سے کسی کے قول پر
التفات نکیا جائیگا پس اگر تول میں ایک سیر نکلا تو زیادتی کرنا بالیقین ثابت نہ ہوا پس مالک کا قول بلا قسم معتبر ہوگا اور
اگر تول میں دو سیر نکلا تو جولاہے کا قول قبول ہوگا بشرطیکہ مالک یہ دعوی نکرے کہ یہ زیادتی آٹے یعنے مانڈی کیوجہ سے
ہے اور اگر اُسنے یہ دعوی کیا تو جو لوگ اس فن کے بصیر ہیں انکو دکھایا جائیگا پس اگر اُنھوں نے کہا کہ مانڈی سے کبھی اسقدر
بڑھجاتا ہے تو قسم کے ساتھ مالک کا قول قبول ہوگا اور اگر اُنھوں نے کہا کہ مانڈی سے اسقدر نہیں بڑھتا ہے تو ظاہر
حال جولاہہ کا شاہد ہے پس قسم کے ساتھ اسی کا قول قبول ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کسی شخص کو تل دیے کہ اسکی
بھوسی اور رب منفسخ کر دے اور ہر شیگو ایک درم دونگا تو یہ فاسد ہے اور اگر تاجروں کے نزدیک منفسخ کی مقدار

لہ یعنی لمبائی اور چوڑائی میں ۱۲

بعض

معلوم ہو تو جائز ہے بخلاف اسکے اگر رنگریز کو کپڑا دیا کہ رنگ دے تو جائز ہے اگرچہ عصفر کی مقدار بیان نہ کرے یہ محیط سرخسی
مین ہے اگر لوہار کو کوئی چیز معلوم بنانے کیواسطے لوہا دیا اور اجرت ٹھہرا دی پھر لوہار اسکو موافق حکم کے بنا لایا تو مالک کو
خیار نہو گا بلکہ قبول کرنے پر مجبور کیا جائیگا اور اگر لوہار نے حکم سے مخالفت کر کے کچھ تفاوت کیا پس اگر من حیث الجنس
تفاوت کیا مثلاً بسولا بنانے کیواسطے حکم کیا اور لوہار نے بیلچہ بنا دیا تو بیلچہ لوہار کا اور لوہار اسکے لوہے کے مثل
لوہا ضمان دے اور لوہے کے مالک کو کچھ اختیار نہو گا اور اگر من حیث الوصف خلاف کیا مثلاً بسولا بخاروں کے
کام کا بنانے کے لیے حکم کیا اُسنے لکڑی چیرنے کی کولھاڑی بنائی تو مالک کو اختیار ہے کہ چاہے اپنے لوہے کے مثل
لوہا ضمان لے اور کولہاڑی لوہار کے پاس چھوڑ دے اور کچھ اجرت نہ دے یا کولھاڑی لیکر اُسکو مزدوری دیدے
اور یہی حکم ہر صانع مین ہے کہ اگر کوئی چیز معین بنانے کیواسطے اسکو مقرر کیا مثلاً موزہ دوز کو چمڑا دیدیا کہ اسکے موزے بنا دے
اور اُسنے مخالفت کی تو بنا بر مخالفت کے اسی طور سے حکم ہو گا کذا فی خزانۃ المفتین تشریح شیخ رحمہ اللہ سے دریافت
کیا گیا کہ ایک شخص نے زین ساز کو بعض چیزین زین کے کام کی اپنے پاس سے دیکر کہا کہ ان چیزون سے اور جو
چیزین اور چاہیے ہون اپنے پاس سے ملا کر زین تیار کر دے اور شرط کرتا ہون کہ تجھے تیرے کام کی مزدوری اور
جو چیزین تو نے لگائین انکی قیمت دیدونگا اور زین ساز نے ایسا ہی کیا اور ایک جماعت نے کہا کہ اسکے کام کی مزدوری
مع قیمت اشیا تیس درم ہین وہ شخص راضی ہو گیا اور دونون اہل معاملہ اتنے پر متفق ہوئے پس اس شخص نے پانچ درم
زین ساز کو ادا کر دیے پھر بادشاہی بعضے سپاہی ترک زبردستی زین چھین لے گئے اور اسکو اسطرح چھپا دیا کہ اب پر
قابو نہین چل سکتا ہے پس کیا اس شخص کو اختیار ہے کہ زین ساز سے زین کی قیمت کی ضمان لیوے تو شیخ رحمہ اللہ نے
فرمایا کہ اسکو اختیار ہے کہ جو کچھ اُسنے دیا ہے وہ پھیر لیوے کیونکہ کام اسکے سپرد نہین ہوا اور بعضی چیزین اسکے سپرد ہو گئی
ہین اور فرمایا کہ باوجود اسکے جب زین بنانے سے فارغ ہوا اور بعض آلات بعض سے متصل ہو گئے اور دونون
کا اتفاق و باہمی رضامندی ہو گئی کہ اس کام پر یہ مال دیوے تو فرمایا کہ مثل ابتدائی بیع کے ہے پس جائز ہے یہ
فتاوی نسفی مین ہے۔ اگر ایک شخص زید نے چمڑا موزہ دوز کو جوڑا موزہ کسیقدر اجرت معلومہ پر تیار کرنے کیواسطے
دیا اور مقدار و صفت بیان کر دی اس شرط سے کہ موزہ دوز اسمین نعل لگا دے اور اپنے ہی پاس سے استر دے
اور نعل و استر کا وصف بیان کر دیا تو قیاساً جائز نہین اور استحساناً جائز ہے اور قیاساً ایسا ہے کہ گویا ایک درزی
کو جبہ سینے کیواسطے کپڑا دیا بایں شرط کہ اپنے پاس سے استر دیکر بھر دے اور کچھ اجرت معلوم ٹھہرا لی تو یہ
نہین جائز ہے اور امام محمد رح نے جبہ کا مسئلہ کتاب الاصل مین یون ہی ذکر فرمایا ہے جیسا ہمنے بیان کیا اور منتقی مین
لکھا ہے کہ امام محمد رح نے ذکر فرمایا کہ ایک شخص نے درزی کو ابرہ دیکر کہا کہ اسمین اپنے پاس سے استر دیکر میرے لیے
تیار کر دے تو یہ جائز ہے اور اسکا قیاس اس صورت مسئلہ پر کیا ہے کہ ایک شخص نے ایک موزہ خرید اور بائع سے
کہا کہ اپنے پاس سے اسمین نعل لگا دے اور یہ جائز ہے پس اس مسئلہ مین دو روایتین ہو گئین جیسے ایک مین جائز اور
دوسری مین ناجائز ہے۔ اور اگر استر اپنے پاس سے دیکر کہا کہ اسمین ابرہ اپنے پاس سے دیکر تیار کر دے تو یہ
بالاتفاق الروایات فاسد ہے۔ پھر امام محمد رح نے اس تصرف کو جائز رکھا اگرچہ چمڑے کے مالک نے فعل مذکور
کو نہ دیکھا ہو مگر یہ نعل و استر اس موزے کے لائق ہو۔ اسی طرح اگر کسی شخص نے موزہ دوز سے کہا کہ چار قطعہ چمڑے کے

نے موزون پر لگا کر بعوض اتنی اجرت کے مکعب کر دے حالانکہ اُسنے چمڑے کے ٹکڑے نہین دیکھے ہین تو یہ بھی استحسانًا جائز ہے۔ اسی طرح پہنے ہوئے موزے پر پیوند لگانا بھی جائز ہے اگرچہ اس شخص نے پیوند دیکھے نہون مگر تو ادر این سماعہ مین نعل اور مکعب کے تذعات اور پیوند کے ٹکڑے دکھلانا عقد اجارہ جائز ہونے کیواسطے شرط گردانا ہے پس اس مسئلہ مین دو روایتین ہوگئین یعنے ایک روایت مین بدون دکھلانے کے عقد جائز ہے اور دوسری مین نہین جائز ہے اور جب یہ اجارہ استحسانًا جائز ہوا اور موزہ دوز نے کام تیار کیا پس اگر اُسکا کام اچھا اور قریب قریب اس شخص کے بیان کے ہو کہ اسمین کچھ فساد نہو تو چمڑے کے مالک پر جبر کیا جائیگا کہ اسکو قبول کرے اور اُسکو خیار حاصل نہ ہوگا کہ چاہے لیوے یا نہ لیوے بس خواہ مخواہ قبول کرلینے کیواسطے قریب قریب حکم کے تیار ہونا معتبر رکھا ہے ہر طرح حقیقۃً موافق حکم کے ہونا شرط نہین کیا اور چمڑے کے مالک کو خیار رویت حاصل نہ ہوگا نہ کام مین اور نہ نعلون مین اور یہ حکم اسوقت ہے کہ قریب قریب حکم کے اچھا کام ہو اور اگر اُسنے بگاڑ دیا مثلًا کسی صفت مین خلاف کیا تو ذکر فرمایا ہے کہ چمڑے کے مالک کو خیار ہوگا کہ چاہے موزہ اُسی کے پاس چھوڑ کر اُس سے اپنے چمڑے کی قیمت لے لے یا موزہ لیکر اُسکی اجرت دیدے پس اگر اُسنے موزہ چھوڑ کر چمڑے کی قیمت لے لی تو کچھ اجرت نہ دے گا اور اگر موزہ لیکر اجرت دی تو پہلے اُسکو فقط موزہ سینے کی اجرت مثل دیگا پھر نعل سے جو اسمین زیادتی ہوگئی ہے اُسکی قیمت دے گا۔ اور نعل سے جو زیادتی ہوگئی ہے اُسکی شناخت کا یہ طریقہ ہے کہ ایکبار موزہ کو بلا نعل سلا ہوا انکوائے کہ اسکی قیمت کیا ہے پھر اسکو مع نعل انکوائے پس اگر غیر منعل کی قیمت دس درم ہون اور منعل کی قیمت بارہ درم ہون تو معلوم ہوگیا ہے کہ نعل سے دو درم کی زیادتی ہوئی پھر دیکھا جائیگا کہ فقط موزہ کی سلائی کیا ہے پس اگر تین درم مثلًا ہون تو اُسکے ساتھ یہ زیادتی نعل کی یعنے دو درم ملا کر پانچ درم رکھے جاوینگے پھر اجرت مسمی سے اُسکا مقابلہ کیا جاویگا پس اگر یہ پانچ درم اجرت مسمی کے برابر یا کم ہون تو موزہ دوز کو یہی دیے جاوینگے اور اگر اجرت مسمی اُس سے کم ہو مثلًا چار ہی درم ہون تو پانچ درم مین سے ایک درم کر کے چار درم اسکو دیے جاوینگے۔ اور جبکہ یون اعتبار کیا گیا کہ نعل سے اسمین از روے قیمت کیا زیادتی ہوئی تو نعل دوزی کی اجرت مثل کا کچھ اعتبار نہ کیا جائیگا اور اس مسئلہ اور دوسرے مسئلہ مین جو بیان کیا جاتا ہے فرق کیا ہے اور وہ مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے سلا ہوا موزہ ایک موزہ دوز کو اپنے پاس سے نعل لگانے کیواسطے دیا اور اجرت معلوم ٹھہرادی حتی کہ بسبب تعامل کے استحسانًا اجارہ جائز ہوا اُسنے ایسا نعل لگایا کہ وہ خراب ہے اس موزہ کے لائق نہین ہے اور موزہ بگڑ گیا اور مثل مسئلہ مذکورہ بالا کے اس صورت مین بھی مالک کو خیار حاصل ہوا اور مالک نے موزہ لے لینا اختیار کیا تو مالک اسکو اسکے کام کا اجر مثل اور جدا نعل کی قیمت غیر دوختہ عطا کرے گا مگر مقدار مسمی سے دونون دامون مین زیادہ نہ دیگا اور مسئلہ مذکورہ مین اجر مثل کے ساتھ نعل سے جو زیادتی ہوئی اُسکی قیمت دینے کا حکم کیا اور نادوختہ نعل و استر کی قیمت دینے کا حکم نہ کیا حالانکہ دونون جگہ موزہ دوز کا کام و عین مال مالک کے موزہ کے ساتھ متصل ہے مگر ایک جگہ تو یون کہا کہ نعل سے جو زیادتی ہوئی اُسکی قیمت دے اور دوسری جگہ فرمایا کہ نادوختہ نعل کی قیمت دے اور ہمارے مشائخ مین سے بعض نے فرمایا کہ دونون مسئلون مین جو اس مسئلہ مین مذکور ہے فرق ہے اور مسئلہ مذکورہ مین اگر اس مسئلہ کے موافق مالک نے چاہا کہ موزہ دوز کو موزہ و نعل و استر کی سلائی کا اجر مثل دیکر نعل و استر کی قیمت نادوختہ کے حساب سے دیدے تو جائز ہے اور بعضے

مشائخ نے فرمایا کہ مسئلہ مذکورہ میں نعل داشتر سے جو زیادتی ہوئی اسکی قیمت دینی ممکن ہے اور اس مسئلہ میں نعل سے جو زیادتی ہوئی اسکی قیمت کا واجب کرنا ممکن نہیں ہے۔ پھر امام محمد رحمہ نے دونوں مسئلوں میں فرمایا کہ مقدار مسمی سے اجر المثل زیادہ نہ دیا جائیگا اسمیں بعضے مشائخ نے فرمایا کہ اس سے یہ مراد ہے کہ علے الخصوص بمقابلہ کام کے جو مقدار مسمے ہے اُس سے اجر المثل زیادہ نہ دیا جائیگا ولیکن جو بمقابلہ نعل کے خاص ہے وہ خواہ کسی قدر ہو سب دینا واجب ہوگا اور بعض نے فرمایا کہ نعل وعمل دونوں کے مقابلہ میں مقدار مسمی سے زیادہ اجر المثل نہ دیا جائیگا یہ محیط میں ہے۔ اسیطرح اگر کسی ٹوپی بنانے والے کو ایک ٹکڑا دیا کہ اسکی ٹوپی اپنے پاس سے استر لگا کر تیار کر دے تو اسکا بھی یہی حکم ہے جو ہمنے بیان کر دیا ہے پھر اگر غیر جید بنا کر لایا تو اُسکو خیار نہ ہوگا ولیکن اگر شرط کر دی ہو کہ جید ہی بنا دے تو اس صورت میں خیار حاصل ہوگا یہ غیاثیہ میں ہے۔ اگر ایک شخص نے موزہ دوز سے دو موزے سلوائے اور کچھ چیز اپنے پاس سے نہیں دی وہ بنا لایا اور مستصنع نے کہا کہ ایسا ویسا چمڑا نہیں ہے جیسا میں نے بیان کیا اور نہ ویسی سلائی اور نہ مقدار ہے اور موزہ دوز نے کہا کہ نہیں بلکہ تو نے مجھے ایسے ہی بنانے کا حکم دیا تھا اور موزہ دوز نے چاہا کہ اس شخص سے قسم لے تو اسکو یہ اختیار نہیں ہے بخلاف رنگریز کے اگر اُسنے کپڑے کے مالک سے کہا کہ تو نے ایسا ہی رنگنے کا حکم دیا تھا اور قسم لینی چاہی تو اُسکو اختیار ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اگر کسی موزہ دوز کو چمڑا دیکر کہا کہ اسکے موزے قطع کر کے سی دے اور چار درم مزدوری ٹھہرائی اُسنے کسی دوسرے شخص کو دو درم پر سینے کے واسطے دیدیے پس اگر اسکو اپنے پاس سے دام ادا کیے یا خود کچھ کام کر دیا ہے تو یہ زیادتی اُسکے حق میں حلال ہے ورنہ اسکو صدقہ کر دے یہ تاتارخانیہ میں ہے۔ اگر ایک شخص نے موزہ دوز سے کہا کہ اپنے پاس سے اس موزہ میں نعل لگا دے اور اجرت ٹھہرا دی اُسنے ایسے نعل جیسے ایسے موزوں میں لگائے جاتے ہیں لگائے تو مالک کو لینے پڑینگے اگرچہ بہت عمدہ نہوں اور مالک کو نہ لینے کا اختیار نہوگا۔ اور اگر جید نعل لگانے کی شرط کر لی ہو اور موزہ دوز ایسے نعل لگا لایا کہ ہمکو جید کہ سکتے ہیں تو مالک اُسکے قبول کرنے پر مجبور کیا جاویگا اور اسکو نہ لینے کا اختیار نہ ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر موزہ دوز نے شرط کر لی کہ جید نعل لگا دے اُسنے غیر جید لگائی تو مالک کو اختیار ہے چاہے اپنے موزے کی قیمت لے لے یا موزے لیکر اُس کے کام کی مزدوری بحساب اجر المثل اور جو زیادتی ہوئی ہے اسکی قیمت دیدے مگر مقدار مسمے سے زیادہ نہ دی جاویگی یہ بدائع میں ہے۔ موزہ دوز نے زید کے کہنے کے موافق سب طرح موزہ تیار کر دیا لیکن باہم اتفاق ہے مگر اجرت میں اختلاف کیا کہ موزہ دوز نے کہا کہ تو نے مجھے ایک درم دینے کو کہا تھا اور مالک نے کہا کہ دو دانگ دینے ٹھہرائے تھے اور دونوں نے گواہ قایم کیے تو موزہ دوز کے گواہ مقبول ہونگے اور یہ مذکور نہیں ہے کہ اگر کسی نے گواہ قایم نہ کیے تو کیا حکم ہے اور واجب اس صورت میں یہ ہے کہ نا دوختہ موزہ کی قیمت کے موافق حکم ہو اور جس کے قول کی شاہد نعل کی قیمت ہو اُسی کا قول قبول ہو جیسا کہ رنگریزی کی صورت میں ہوتا ہے پس اگر نعل کی قیمت ایک درم ہو جیسا کہ موزہ دوز مدعی ہے تو قسم سے اُسی کا قول قبول ہوگا اور اگر نعل کی قیمت دو دانگ ہو جیسا کہ مالک مدعی ہے تو قسم کے ساتھ اُسی کا قول قبول ہوگا اور باہم قسم نہ لیجاویگی۔ اور اگر نعل کی قیمت دونوں میں سے کسی کے قول کی شاہد نہو مثلاً نصف درم ہو تو ہر ایک سے دوسرے کے دعوی پر قسم لی جاوے گی یہ سبب

اُس صورت مین ہے کہ اجرت کی مقدار مین اختلاف ہو - اور اگر نفس اجرت مین اختلاف کیا اور مالک نے کہا کہ تونے مجھے
بلا اجرت سی دیا ہے اور موزہ دوز نے کہا کہ مین نے تجھے باجرت بنا دیا ہے تو دونون مین سے ہر ایک سے دوسرے
کے دعوی پر قسم لیجاویگی پس اگر دونون نے قسم کھالی اور دونون مین سے کسی کا دعوی ثابت نہ ہوا تو مذکور ہے کہ فعل
سے جو زیادتی ہوگئی ہے اسکی قیمت مالک نعل ادا کریگا - اور فرمایا کہ اگر اُسنے پورا موزہ سب اپنے پاس سے بنایا
یہانتک کہ یہ عقد استصناع قرار پایا پھر قبضہ سے پہلے مقدار اجرت مین اختلاف کیا تو موزہ دوز کا قول قبول ہوگا اور
دونون سے باہم قسم نہ لیجاویگی یہ ذخیرہ مین ہے - زید نے بنجارے سے کہا کہ میرے واسطے ایک بیت تیار کر دے اور
جب تو فارغ ہوگا تو جو کچھ اندازہ کرنے والے اندازہ کرینگے وہ مین تجھے دیدونگا اور دونون اسپر راضی ہوے اور
بنجارے نے تیار کیا اور باتفاق دونون کے ایک شخص نے اندازہ کیا مگر بنجارے نے اُس سے انکار کیا تو اسکو اجر المثل
ملیگا اور شیخ ابو حامد حمیر الوبری نے فرمایا کہ وہ شخص بمنزلہ مقوم کے ہے نہ بمنزلہ حکم کے پس جو اُسنے اندازہ کیا ہے وہ
بنجارہ پر لازم نہ ہوگا یہ قنیہ مین ہے - ایک شخص نے دس درم چاندی سونار کو دی اور کہا کہ اسمین دو درم اپنے پاس
سے بڑھا کر کنگن بناوے اور وہ دو درم مجھپر قرض رہینگے اور تیری اجرت ایک درم ہے اور سونار اُس کو تیار
کرکے لایا اور کہا کہ مین نے اسمین دو درم چاندی بڑھا دی اور مالک نے کہا کہ تو نے اسمین کچھ نہین بڑھایا ہے تو
ہر ایک سے دوسرے کے دعوی پر قسم لیجاویگی پس اگر دونون نے قسم کھالی تو سونار کو اختیار دیا جائیگا کہ چاہے
کنگن اسکو دیکر پانچ دانگ[1] درم دس درم کی اجرت سے یا دس درم چاندی واپس کرکے کنگن اپنے پاس رکھے
اور دونون سے قسم لینا سو اسواسطے ہے کہ سونار اس شخص پر دو درم قرض کا دعوی کرتا ہے اور وہ شخص منکر ہے اور وہ
شخص سونار پر کنگن کے استحقاق کا بدون کسی عوض کے دعوی کرتا ہے اور سونار منکر ہے پس دونون مین سے ہر ایک
سے قسم لیجاویگی یہ فتاوی قاضی خان مین ہے - زید نے ایک شخص کو جو سونا چڑھاتا ہے ایک مصحف مجید دیا کہ اُسپر
اپنے پاس سے سونا چڑھاوے اور سونا چڑھانے والے نے زید کو نمونہ دس آیتی و پانچ آیتی اور شروع آیات
و اوائل سور کا دکھلا دیا اور زید نے حکم دیا کہ باجرت معلومہ اسی طور سے سونا چڑھا دے تو صحیح نہین ہے کیونکہ اشیا
کی مقدار مجہول ہے یہ قنیہ مین ہے - اگر کوئی کپڑا اس شرط سے خریدا کہ بائع اسکو سی دے اور دس درم ٹھہرائے تو فاسد
ہے اور اگر کسی موچی کے پاس تسمہ اور جوتا لایا کہ بمقدار اجرت پر اسکو ٹانک دے تو یہ جائز ہے اور اگر موچی سے کہا کہ اپنے
پاس سے تسمہ لگا دے اور موچی نے تسمہ دکھلا دیے اور وہ راضی ہوگیا پھر ٹانک دیے تو استحسانا جائز ہے یہ مبسوط مین
ہے - اگر رنگریز کو ایک کپڑا دیا کہ اسکو اپنے پاس سے عصفر سے رنگ دے اُسنے موافق کہنے کے عصفر سے رنگا مگر صفت مین
خلاف کیا کہ جس سے کپڑے مین کچھ عیب آگیا پس بہت گہرا رنگ کر دیا یا اسقدر کم کیا جس سے کپڑا عیب دار ہوگیا تو مالک
کو اختیار ہوگا کہ چاہے کپڑا اُسکے پاس چھوڑ کر اپنے سپید کپڑے کی قیمت تاوان لے یا کپڑا لیکر اُسکو اُسکے کام کا اجر المثل
دیدے مگر مقدار مسمی سے اجر المثل زائد نہ دیا جائیگا یہ خزانۃ المفتین مین ہے - اور اگر درزی سے ٹھہرایا کہ قمیص کی استین
اپنے پاس سے ڈالدے تو یہ فاسد ہے کہ کہین عرف جاری نہین ہے - اسیطرح اگر معمار سے ٹھہرایا کہ پختہ اینٹ اور چونا
کچھ اپنے پاس سے لگا دے تو بھی یہی حکم ہے اور جو شے اس جنس سے کہ غیر معین کاریگر کے ذمہ شرط کرے تو عقد فاسد ہے
اور اگر کاریگر نے کام تیار کیا تو وہ شے اُسکے مالک کو دیجاویگی اور کاریگر کو اسکے کام کی اجرت مثل ملیگی اور جو زیادہ کیا ہے

[1] یعنی پانچ دانگ ایک درم میں سے اور درم چھ دانگ کا ہوتا ہے ۱۲

اسکی قیمت ملیگی یہ مبسوط مین ہے

بتیسوان باب۔ متفرقات مین۔ اگر زید نے خالد سے کہا کہ مین نے تجکو اپنا یہ گھر ایک روز بعقدر اجرت پر دیا اور باقی تمام سال تک منت دیا اور خالد نے اسمین سکونت اختیار کی تو خالد پر ایک روز کا اجرالمثل واجب ہوگا اور باقی سال بھر کا کچھ کرایہ واجب نہوگا یہ ذخیرہ و فتاوی قاضی خان مین ہے۔ ایک شخص نے کام کے واسطے بیلچہ کرایہ لیا اور موجر نے کہا کہ مین کرایہ نہین چاہتا ہون بلکہ تو بیلچہ کا تسمہ لکڑی کا بنوا دے پھر اجرت کا مطالبہ کیا (قال ان کان لہ طلب لہ قیمتہ) تو اجرالمثل واجب ہوگا ورنہ نہین یہ وجیز کردری مین ہے۔ ایک شخص نے کسی محلہ مین ایک مکان مدت معلومہ تک کے لیے کرایہ لیا پھر محلہ مین کوئی نائبہ آئی کہ جس سے لوگ بھاگ گئے اور آفت کے خوف سے مستاجر بھی اس مکان سے منتفع نہو سکا تو مشائخ نے فرمایا کہ کرایہ واجب نہوگا اور میرے والد بھی یہی فتوے دیتے تھے یہ ظہیریہ مین ہے۔ درزی اگر سلائی سے فارغ ہوا اور اپنے بیٹے کے ہاتھ اُسنے کپڑا سلا ہوا مالک کے پاس بھیجا حالانکہ اُسکا بیٹا بالغ نہ تھا پھر کسی اُچکے نے راہ مین اُسکے ہاتھ سے کپڑا اُچک لیا پس اگر وہ لڑکا عاقل ضابط ہو کر کپڑے کی حفاظت کر سکتا ہو تو درزی ضامن نہ ہوگا اور اگر ضابط نہو اور حفاظت نہ کر سکتا ہو تو ضامن ہوگا یہ محیط مین ہے۔ ایک درزی کو ایک کپڑا دیا کہ اسکا جبہ یا قبا تیار کر دے اور کچھ اُجرت اُس سے نہین ٹھہرائی پھر جب درزی نے کام تیار کر دیا تو مالک نے اسکو اجرت مثل سے زیادہ دام دیے تو فقیہ ابو اللیث نے فرمایا کہ میرے نزدیک یہ زیادتی ائمہ کے نزدیک بالاجماع جائز ہے اور اسی پر فتوی دیا جاوے یہ کبری مین ہے۔ اگر حمال سے کہا کہ یہ چیز میرے گھر پہونچا دے یا درزی سے کہا کہ اسکو سی دے پس اگر درزی یا حمال مشہور ہو کہ ہر ایک اپنا اپنا کام باجرت کرتا ہے تو اجرت واجب ہوگی ورنہ نہین یہ محیط مین ہے ایک شخص نے درزی سے کہا کہ اسکو اجرت پر سی دے اُسنے کہا کہ مین اُجرت نہین چاہتا ہون تو اجرت کا مستحق نہ ہوگا یہ وجیز کردری مین ہے اگر کسی درزی کو کپڑا دیا کہ اسکو سی دے اُسنے سی دیا اور اجرت کچھ نہین ٹھہری ہے یعنے اُجرت کی شرط نہین ہوئی ہے تو اُسکو اُجرت ملیگی ولیکن اگر درزی نے کہا ہو کہ مین تجھ سے اُجرت نہین چاہتا ہون تو مستحق نہوگا یہ سراجیہ مین ہے۔ ایک شخص زید نے خالد کو کچھ درم یا دینار قرض دیے اور چاہا کہ خالد کے مکان مین بلا اُجرت رہا کرے تو چاہیے کہ خالد کا مکان کچھ مدت معلومہ کے واسطے بشرط اجرت معجلہ کرایہ لے یعنے اُجرت فی الحال دیدینا ٹھہرا لے پھر اُس اُجرت کے عوض خالد کے ہاتھ کوئی ہلکی سی چیز فروخت کر دے تاکہ اُجرت کا معاوضہ ہو جاوے یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ قرض خواہ نے اپنے قرض دار سے کہا کہ اس زمین کو بطور مرابعہ کے گوڑ دے اُسنے گوڑ دی تو اُسکو اجرالمثل ملیگا یہ قنیہ مین ہے۔ زید نے خالد سے کچھ درم قرض لیے اور اپنا گدھا خالد کو دیا کہ اسکو اپنے کام مین لادے اور خالد ہی کے پاس رہے یہانتک کہ اسکا قرضہ ادا کر دے پس خالد نے اسکو چراگاہ چرنے کیواسطے بھیجا وہان بھیڑیے نے اسکو پھاڑ ڈالا تو خالد اس کی قیمت کا ضامن ہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ اگر زید نے خالد سے کچھ درم قرض لیے اور کہا کہ میری اس دوکان مین رہا کر پس اگر مین تجھے تیرے درم واپس نہ دون تو دوکان کے کرایہ کا مطالبہ نہ کرونگا اور اجرت واجبہ تجھے ہبہ ہوگی پس خالد نے اسکو درم دیدیے اور دوکان مین مدت تک رہا تو شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر اُجرت چھوڑ دینا اُسنے مال لینے کے ساتھ ہی بیان کیا ہو تو خالد پر اُجرت واجب ہوگی یعنے اجرالمثل واجب ہوگا اور اگر اُجرت

چھوڑ دینے کا ذکر قرض لینے سے پہلے یا اسکے بعد کیا ہو تو خالد پر کچھ اجرت واجب نہ ہوگی اور دوکان اسکے پاس عاریۃً قرار دیجاویگی اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ صحیح یہ ہے کہ دونوں صورتوں میں اجر المثل واجب ہو گا کذا فی المضمرات اور امام فخر الدین نے فرمایا کہ اسی پر فتوی ہے یہ کبریٰ میں لکھا ہے۔ زید نے خالد کو کچھ درم قرض دیئے پھر زید نے خالد کو ترازو کا بانٹ دو درم ماہواری پر کرایہ دیا تو شیخ ابو القاسم نے فرمایا کہ اگر ترازو کے بانٹ کی کچھ قیمت نہو اور نہ عادت کے موافق ترازو کا بانٹ کرایہ لیا جاتا ہو تو مستاجر کے ذمہ کچھ کرایہ واجب نہ ہو گا یہ فتاوے قاضی خان میں ہے اگر قرض دینے والے کو کسی قیمتی مال کی نگاہبانی کے واسطے اجرت پر مقرر کیا اور مال کی قیمت اجارہ سے زائد ہے جیسے چھوری یا کنگھی یا چمچہ وغیرہ اور ماہواری کچھ کرایہ ٹھہرالیا تو ائمہ متاخرین نے اختلاف کیا ہے پس بعض نے فرمایا کہ بلا کراہت جائز ہے اور انھیں میں سے امام محمد بن سلمہ اور امام حسام الدین علیا بادی صاحب کال وابو الفتح محمد بن علی اور صاحب ہدایہ ہیں اور اسکے جائز ہونے پر بڑے بڑے اماموں کا قول ہے۔ اور اگر قرض دینے والے نے وہ شئے قبالہ قرض میں داخل کرکے دونوں کی ایک ساتھ حفاظت کی تو اجرت واجب ہو گی اور فتوی میں یہ ہے کہ اگر مال عین کو قبالہ کے ساتھ حفاظت سے رکھا تو اسکو کچھ اجرت نہ ملیگی کیونکہ قرض دینے والا قبالہ کو اپنے واسطے نگاہ رکھتا ہے کسی غیر شخص کیواسطے اسکی حفاظت نہیں کرتا ہے اور غیر چیز یہاں اسکی تبعیت میں حفاظت سے رہی۔ اور میں نے استاد رحمہ اللہ کا فتوی اس مسئلہ میں بنا بر اسی روایت کے دیکھا ہے یعنی اجرت واجب نہ ہوگی یہ ذخیرہ کردری میں ہے۔ اور اگر قرض لینے والے نے قرض دہندہ کو قبالہ دیکر اسکی حفاظت کیواسطے اجیر مقرر کیا تو جائز نہیں ہے کیونکہ قبالہ کی حفاظت قرض خواہ کے حق کے بھلے چنگے ثابت رہنے کے واسطے ہے۔ اور اگر چھوری مثلاً تلف ہوگئی اور سال کے بعد دونوں نے اختلاف کیا اور قرض دہندہ نے کہا کہ سال کے بعد تلف ہوئی ہے اور قرض دار نے کہا کہ ایکسال سے تلف ہوگئی ہے تو مستاجر مستقرض کا قول قبول ہو گا اسلئے کہ وہی کرایہ کی زیادتی سے منکر ہے۔ اور اگر اجیر نے وہ چھوری اپنی عورت کو یا ایسے شخص کو جو عیال میں ہے حفاظت کیواسطے دیدی تو کرایہ واجب ہو گا اور اگر کسی اجنبی کو دیدی تو کچھ کرایہ واجب نہو گا اور اگر اس شرط سے اجیر مقرر کیا کہ خواہ خود حفاظت کرے یا جسکو چاہے حفاظت کے واسطے دیدے تو شرط جائز ہے اور دوسرا وکیل یا محفوظ ہو گا اور اگر مستاجر نے اجیر کو اجازت دیدی کہ اس چھوری کو اپنے کام میں لاوے اور وہ اسکو اپنے کام میں لایا تو جبتک اپنے کام میں لایا ہے اس زمانہ تک کا کرایہ کچھ واجب نہو گا یہ قنیہ میں ہے۔ ایک شخص نے دوسرے سے پانچ سو دینار قرض لیے اور اسقدر کی دستاویز اقراری لکھدی اور قرض دینے والے کو موافق معہود کے کسی قدر ماہواری پر اجیر مقرر کیا اور یہ سب کام مستقرض نے وصول کرنے سے پہلے کیے پھر مقرض نے اسکو نقد صرف چار سو دینار دیئے اور اسپر کئی مہینے گذر گئے اور مقرض ان سب باتوں کا مقر ہے تو جو اجرت ٹھہری ہے وہ پوری پوری واجب ہوگی انھیں سے بقدر حصہ پچاس دینار کے جو نہیں دیئے ہیں کمی نہ کیجاویگی بخلاف اسکے اگر قرض لینے والے نے کچھ مال قرض ادا کر دیا اور اسکے بعد کچھ مدت گذر گئی تو پھر قرض دینے والے کو اس مدت کی جو کچھ مال ادا کرنے کے بعد گذری ہے پورے کرایہ کے مطالبہ کا اختیار نہو گا۔ مستقرض و مقرض دونوں نے دستاویز لکھنے والے کی دوکان پر بیٹھکر کسی مال عین کی حفاظت کے واسطے کسی قدر ماہواری پر اجارہ

مرسومہ قرار دیا اور مستقرض نے کاتب سے قرض کی دستاویز مع بدل اجارہ کے تحریر کرنے کو کہا اور مقرض نے وہ مال عین کاتب کے سامنے مستقرض سے اپنے قبضہ مین لینے کے بعد کاتب کی حفاظت مین اس غرض سے چھوڑ دیا کہ اسکی ماہیت و وصف دستاویز مین اچھی طرح لکھدے اور اُسپر چھ مہینے گذر گئے اور کاتب نے چند ماہ تک دستاویز نہ لکھی حالانکہ وہ مال عین اُسکے پاس رہا پس آیا اس مدت کی حفاظت کا کرایہ واجب ہوگا یا نہین تو بعضے اماموں نے فرمایا کہ واجب ہوگا کیونکہ اجیر یعنے مقرض کے ذمہ مطلقاً حفاظت کی شرط تھی پس اُسکو اختیار ہے کہ جسپر اُسکو اعتماد ہو اُس کے ہاتھ مین حفاظت سے رکھے اور اس صورت مین اُسنے اس کاتب پر اعتماد کیا ہے کہ اُسکے پاس چھوڑ دی اور کیونکر ایسا نہ ہوگا حالانکہ مستاجر کو خود معلوم ہے اور وہ راضی ہے مقرض نے مال عین جسکی حفاظت کیواسطے خود اجیر مقرر ہوا تھا ایسے شخص کو دیدیا جو اُسکے عیال مین نہین ہے اور اُسکو حفاظت کرنے کا حکم کیا اُس نے ایک زمانہ تک حفاظت کی تو مستقرض مستاجر پر اُس مدت کی اجرت واجب ہوگی یہ خزانۃ المفتین مین ہے دو شخصون نے ایک شخص سے قرض لیکر اسکو مال عین کی حفاظت کے واسطے اجیر مقرر کیا پھر دونون مستاجرون مین سے ایک نے انتقال کیا تو اُسکے حصہ کا اجارہ باطل ہوا اور زندہ کے حصہ کا باقی رہا یہ وجیز کردری مین ہے اگر مستقرض نے ایک شخص کو وکیل کیا کہ مقرض کو چھوری کی حفاظت کیواسطے ماہواری پر اجیر مقرر کرے اور یہ نہ کہا کہ اسقدر ماہواری پر اجیر کرے اُسنے ایک درم ماہواری پر مقرر کیا تو یہ عقد حق موکل مین نافذ ہوگا تاوقتیکہ اجرت معین نہ کرے یا تعمیم کے ساتھ حکم کرے کہ جس اجرت پر جی چاہے مقرر کردے۔ اور اگر اُسکو ایک سال تک اپنی چھوری کی حفاظت کے واسطے بیس دینار ماہواری پر مقرر کیا تو مدت گذرنے سے پہلے اُسکو فسخ کا اختیار نہین ہے اگرچہ اسکو ضرر لاحق ہو مگر ایسا کہ اُسکے مقابلہ مین حفاظت کی منفعت موجود ہے جیسے درزی یا دھوبی یا پسینے دے کا اجارہ پر مقرر کرنا بخلاف کاتب کے اجیر مقرر کرنے کے کہ درصورت اُس شخص کے حاضر ہوجانے کے جسکے پاس خط بھیجنا چاہتا تھا یعنے مکتوب الیہ کے حاضر ہوجانے کے فسخ کا اختیار رہے۔ اور اگر اسکو کچھ درم ماہواری پر چھوری کی حفاظت کے واسطے اجیر مقرر کیا تو جس روز چاند ہوا اُس روز مقرض کے سامنے یعنے حضور مین فسخ کا اختیار ہے۔ اور اگر اُسنے دو یا تین شخصون کو چھوری کی حفاظت کیواسطے اجیر مقرر کیا اور ایک شخص نے اُس کی حفاظت کی تو مستاجر پر پورا کرایہ واجب ہوگا بشرطیکہ اس کام کے قبول کرنے مین یہ لوگ باہم شریک ہوں ورنہ فقط اُس شخص کے حصہ کی مزدوری واجب ہوگی جیسا کہ اس دوسرے مسئلہ مین حکم ہے کہ اگر دو شخصون کو اپنے گھر ایک لکڑی اُٹھا لیچلنے کے واسطے ایک درم پر مزدور مقرر کیا پھر ایک شخص اُٹھا کر لایا تو اسمین بھی اسی تفصیل سے حکم ہے یہ ذخیرہ مین ہے۔ قال رضی اللہ عنہ اجارہ مین غبن فاحش دہ یازدہ کا ہوتا ہے یہ جواہر الفتاوی مین ہے۔ اگر وصی یا متولی نے صغیر یا وقف کے لیے قرض لیا اور اجارہ مرسومہ کا عقد ٹھہرایا پس آیا اسکا التزام مال وقف یا مال صغیر کی جانب متعدی ہوگا تو بعضے مشائخ نے فرمایا کہ اگر قرض لینے کی ضرورت ہووے تو متعدی ہوگا چنانچہ اگر کچھ مال کسی ظالم کو مال وقف یا مال صغیر مین سے اس غرض سے دیا کہ تمام مال وقف یا مال صغیر اس ظالم کے پنجہ سے چھوٹ رہے تو اس صورت مین بسبب ضرورت کے یہ مال جو دیا ہے مال وقف یا مال صغیر مین محسوب ہوگا یہ وجیز کردری مین ہے۔ زید نے عمرو کو کچھ مال دیا اور حکم کیا کہ یہ مال خالد کو بطور قرض دیدے اور اجارہ مرسوم

کا عقد ٹھہرا دے پس وکیل یعنے عمرو نے وہ مال خالد کو دیدیا اُسنے عمرو کو کسی مال عین کی حفاظت کے واسطے جو دیا ہے
کچھ درم ماہواری پر اجیر مقرر کیا پھر عمرو نے انتقال کیا تو اجارہ فسخ نہ ہوگا کیونکہ جس کے واسطے عقد اجارہ تھا یعنے
زید موکل وہ باقی ہے اور یہ اسواسطے کہ درحقیقت زید نے عقد اجارہ کے واسطے عمرو کو وکیل کیا اور یہ اجارہ کی
توکیل یہان قبول عمل کی توکیل ہے یعنے حفاظت قبول کرنے کی اور قبول اعمال کے واسطے وکیل مقرر کرنا صحیح ہے
یہ خزانۃ المفتین میں ہے۔ اگر زید نے عمرو کو وکیل کیا کہ خالد سے قرض لے اور اجارہ مرسومہ کا عقد ٹھہرا دے بشرطیکہ
موکل بر عہدہ سے جو لازم آوے خارج ہو اُسنے ایسا ہی کیا تو اجرت اور استقراض وکیل کے ذمہ قرار دیا
جائیگا یہ وجیز کردری میں ہے۔ زید نے عمرو سے ایک مکان سو دینار پر کرایہ لیا اور ہنوز اُس میں سکونت اختیار
نہین کی تھی کہ مالک مکان نے اُسکو حکم کیا کہ دس درم خالد کو کرایہ میں سے اس شرط سے دیدے کہ عمرو کا خالد
پر قرضہ ہے پھر دونون میں اجارہ ٹوٹ گیا مثلاً ایک مرگیا تو مستاجر کو مستقرض سے لینے کی کوئی راہ نہین ہے
پھر اگر زید نے خالد کو جیسا کرایہ واجب تھا اُس سے کھوٹے درم دیے ہون تو عمرو سے ویسے ہی درم لے
سکتا ہے جیسے اُسکو دیے ہین۔ اور اگر اُسنے کرایہ مکان سے کھرے درم دیے ہون تو عمرو سے فقط اس قسم
کے درم واپس لے سکتا ہے جیسے درم دینے کا اُسنے حکم کیا ہے مگر عمرو کو خالد سے اُن درمونکے لینے کا
اختیار ہے جیسے اُسنے مستاجر سے وصول کیے ہین یہ ذخیرہ مین ہے۔ اگر موجر کا مستاجر پر کچھ مال قرض یا
اُسکے مثل کسی وجہ سے واجب ہوا اور مستاجر نے موجر سے کہا کہ جو مین نے کرایہ دیا ہے اُسمین سے یہ مال
محسوب کر لے یا فارسی مین کہا کہ (فرو رو از مال اجارہ) اُسنے کہا کہ (فرو رفتم) یعنے مین نے محسوب کیا
تو بقدر اس مال کے اجارہ فسخ ہو جائیگا یہ محیط مین ہے۔ اگر موجر کے مستاجر پر دینار قرض ہون اور کرایہ مین
درم دیے ہون اور دونون نے اسطور سے تقاص کر لیا یعنے بدلا کر دیا تو اگرچہ جنس مختلف ہے مگر بسبب
باہمی رضامندی کے جائز ہے یہ وجیز کردری میں ہے۔ ایک شخص نے ایسی زمین جو کسی مسجد کے واسطے
وقف ہے اجارہ شرعیہ پر لی اور اُسکو آباد کیا اور اُسمین زراعت کی اور اسکو مال اجارہ سے زیادہ مال حاصل ہوا
پس اگر اجارہ کا مال مقررہ وقت عقد کے اس زمین کے اجر المثل کے برابر ہو تو اس شخص کو زیادتی حلال ہے
یہ جواہر الفتاوے مین ہے۔ ایک قرضدار اپنے قرضخواہ کے پاس مال لایا تاکہ اجارہ معہود فسخ کرے اور
مقرض نے روپوشی اختیار کی یا کفالت بالنفس اس شرط سے کی کہ اگر کل کے روز ہمکو تجھ سے نہ ملادے تو تجھپر ہزار
درم واجب ہونگے پس اُسکو لایا اور مکفول لہ روپوش ہو گیا یا یون قسم کھائی کہ اگر آج ہزار درم نہ ادا کرے تو اُسکی عورت کو
طلاق ہے پس لایا اور قرضخواہ روپوش ہو گیا تو اگر قاضی کو اُسکی سرکشی و ضرر رسانی کا قصد معلوم ہوا تو اُسکی طرف سے
ایک وکیل مقرر کر کے مال اُسکے سپرد کرا دے اور اجارہ فسخ ہو جائیگا اور کفیل بالمال نہ رہیگا اور نہ اُسکی عورت کو طلاق ہوگی
اور اگر اُسکا یہ قصد معلوم نہو تو وکیل مقرر نہ کریگا اور اگر باوجود اسکے قاضی نے غائب کیطرف سے وکیل مقرر کر کے اسکو
مال دلوا دیا تو احکام مذکورہ ثابت ہو جاوینگے اور حکم قضا نافذ ہو جائیگا کیونکہ یہ صورت مجتہد فیہ ہے یہ وجیز کردری میں ہے
ایک شخص کی دوکان کے سامنے شارع عام مین کچھ میدان ہے اُسنے ایک درم ماہواری پر ایک میوہ فروش کو اجارہ
دیا تو جو کچھ اجرت وصول کریگا وہ اُسی شخص کو ملیگی۔ کیونکہ وہ شخص غاصب ہے اور فقیہ ابو اللیث نے فرمایا کہ

یہ حکم اسوقت ہے کہ وہان کوئی عمارت یا دوکان ہو کیونکہ اس سے غاصب قرار پائیگا اور بدون اسکے غاصب نہوگا اور میرے نزدیک پہلا ہی حکم صحیح ہے یہ محیط مین ہے۔ شیخ رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک مستاجر نے زمین اجارہ مین کوئی عمارت بنائی یا درخت لگائے پھر مدت اجارہ منقضی ہوگئی پس آیا اُن چیزون کے دور کردینے کے واسطے مستاجر کو حکم کیا جائیگا فرمایا کہ انکے دور کرنے کیواسطے ہکو حکم دیا جائیگا خواہ انکی قیمت قلیل ہو یا کثیر ہو بشرطیکہ مالک زمین اُن چیزون کو بقیمت نہ لیوے پھر دریافت کیا گیا کہ اگر اُسنے باجازت مالک ایسا فعل کیا ہو فرمایا کہ اگرچہ اُسنے اجازت دیدی ہو۔ اور کتاب الشرب مین ذکر فرمایا کہ اگر کوئی شخص اپنی زمین مین کسی شخص کی آمد و رفت پر راضی ہو یا اُسکا پانی اپنی زمین مین ہوکر بہنے کی اجازت دیدی اور مطلقا یہ اجازت دیدی پھر اُسکی رائے مین آیا کہ اُس سے ممانعت کردے تو ممانعت کرسکتا ہے کیونکہ یہ اجازت کوئی امر لازمی نہین ہے یہ فتاوی نسفی مین ہے۔ نوادر ابن سماعہ مین امام ابو یوسف رح سے روایت ہے کہ ایک شخص نے دوسرے سے دس درم کرایہ مین ایک زمین اس شرط سے لی کہ دس جریب ہے زمین کھیتی بوئی پھر اُسکو پندرہ جریب یا سات ہی جریب پایا تو فرمایا کہ ہکو وہی کرایہ ملیگا جو قرار پایا ہے اور اگر وقت عقد کے یہ کہا ہو کہ دس جریب فی جریب ایک درم کرایہ مین تو اس صورت مین ہر جریب بحساب ایک درم کے محسوب لیجاویگی یہ محیط مین ہے۔ زید نے کچھ زمین ایک بڑے گانون مین سے جسکے حصے متفرق ہین عمرو کو کرایہ پر دی اور اسکی کاریز کا پانی کم ہوگیا اور اسمین ایک زائد خرچ کی ضرورت ہوئی اور ارباب کاریز سے نفقہ طلب کیا پس اس کرایہ والی زمین کا خرچہ مستاجر پر ہوگا یا موجر پر تو فرمایا کہ موجر پر اپنی ملک وزمین مین خرچہ واجب نہوگا اور مستاجر پر بھی اسکی غیر ملک وموجر کی زمین کیواسطے خرچہ لازم نہ ہوگا۔ اور اگر وہ گانون تنہا منفرد ہو اور زید نے عمرو کو کرایہ پر دیدیا اور اسکی کاریز کا پانی کم ہوگیا اور عمرو نے زید سے کاریز کا خرچہ طلب کیا کہ اُسکو صاف و درست کرکے پانی کی آمد بڑھادے تو زید پر خواہ مخواہ خرچہ دینا لازم نہین ہے مگر ہان نقصان پر لحاظ کیا جائیگا پس اگر نقصان کثیر ہو کہ کسی قدر زمین سے جسپر اجارہ واقع ہوچکا ہے بالکل پانی منقطع ہوگیا تو جسقدر زمین سے پانی منقطع ہوا ہے اسکا اجارہ موافق اُس روایت کے جسپر امام قدوری نے اعتماد کیا ہے فسخ ہوجاوے گا اور اُس روایت مین یہ مذکور ہے کہ جس زمین سے پانی منقطع ہو اُسکا اجارہ فسخ ہوجاتا ہے اور باقی زمین مین مستاجر کو خیار حاصل ہوگا چاہے بعوض اسکے حصہ اجرت کے اجارہ پر رہنے دے یا فسخ کردے اور اگر نقصان قلیل ہو کہ پانی سب زمین مین پہونچتا ہو مگر سیراب نہ کرتا ہو اور کافی نہ ہو اور اس سے ضرر فاحش لاحق ہو تو مستاجر کو اختیار ہوگا کہ چاہے اجارہ فسخ کرکے زمین واپس کردے یا اجارہ سابقہ کو بعوض اجرت مسمی کے تمام کرے۔ اور یہ جواب اس مسئلہ مین وہ ہے کہ ہمارے پیشوا استاد شیخ الاسلام قاضی ابو المعالی نور اللہ ضریحہ نے ارشاد فرمایا ہے اور ہمکو اُسکی وصیت کردی ہے اور کتاب مین ذکر نہین کیا۔ اور اگر گانون اجارہ دیا اور اسکی کاریز کا پانی شبانہ روز مین بیس جریب کو سیراب کرتا ہے پھر کم ہوکر بیس سے دس ہوگیا تو دس جریب کا اجارہ فسخ ہوجائیگا یعنے نصف کا اور ہمارے استاد کے قول کے موافق باقی مین اُسکو خیار حاصل ہوگا ایسا ہی مذکور ہے اور یہی صحیح ہے۔ ایک شخص زید نے ایک زمین جو کسی مسجد کی ضرورت کیواسطے وقف تھی اُسکے متولی سے کچھ درمون معلومہ پر ایکسال کے واسطے اجارہ لی پھر زید نے وہ زمین عمرو کو مزارعت بالنصف یعنے آدھے کی بٹائی پر اس شرط سے دیدی کہ بیج زید کی طرف سے ہین

پھر جب کھیتی کاٹی تو اہل مسجد نے کہا کہ جس شخص نے تجھے زمین اجارہ دی تھی وہ متولی نہ تھا اور اجارہ صحیح نہیں ہوا اور گانؤن کے رواج کے موافق تہائی غلہ مسجد کے واسطے ہم لینگے اور جبرًا اُس سے لے لیا پھر اگر مستاجر نے موجر کے متولی ہونے کے گواہ قایم کیے تو جو کچھ اہل مسجد نے وصول کر لیا ہے وہ واپس لیکر باقی غلہ کے ساتھ اپنے اور کاشتکار کے درمیان موافق شرط کے تقسیم کریگا اور اسپر اجرت مسمی واجب ہوگی اور اگر اُس سے اس قسم کے گواہ قایم نہ ہو سکے کہ موجر متولی تھا تو اسپر اجر المثل واجب ہوگا اور جو اہل مسجد نے وصول کر لیا ہے اُسکو واپس لیگا اور کاشتکار کے ساتھ شرط کے موافق باہم تقسیم کر لیگا یہ جواہر الفتاوی مین ہے۔ شرف الائمہ مکی اور قاضی عبد الجبار نے فرمایا کہ ایک شخص نے زمین وقف اجارہ لی اور اسمین عمارت بنائی اور درخت لگائے پھر اجارہ کی مدت گذر گئی تو مستاجر کو اختیار ہے کہ اُسکو اجر المثل پر سنبھالے بشرطیکہ اسمین کچھ ضرر نہو پھر دونون سے دریافت کیا گیا کہ اگر موقوف علیہ سواے درختون کے اُکھاڑ ڈالنے کے کسی بات پر راضی نہوا آیا یہ اختیار ہے تو دونون نے فرمایا کہ نہین یہ قنیہ مین ہے۔ ایک گانؤن مین کچھ زمین فی سبیل اللہ ہے کہ اُسکو گانؤن والون نے چند سال معلومہ کیواسطے اجارہ لیا پس اگر اُسمین گانؤن کے حق مین کوئی مصلحت ہو تو اس زمین مین اُنکا تصرف جائز ہے یہ جواہر الفتاوی مین ہے۔ اور مکہ معظمہ کی زمین کا اجارہ لینا مکروہ ہے کیونکہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے زمین مکہ کا کرایہ کھایا اُسنے گویا سود کھایا یہ کافی کی کتاب الکراہیۃ والاستحسان مین ہے۔ زید نے عمرو سے جو زمین اجارہ لی وہ اسکی ملک سے زائد تھی حالانکہ صرف عمرو کی ملک کی زمین غیر مشترک اجارہ لی تھی پس اگر زائد زمین کا مالک راضی نہوا اور اُسنے عقد فسخ کیا تو اُسکے حق کا اجارہ فسخ ہو جائیگا۔ اور اگر مالک نے کچھ تعرض نہ کیا مگر موجر یعنے عمرو نے حاکم کے پاس اس امر کا اقرار کر دیا تو مستاجر کو بقدر زیادت کے عقد فسخ کرنے کا اختیار ہے۔ اور اگر موجر نے یہ اقرار نہ کیا اور نہ مالک نے کچھ دعوی کیا اور نہ مستاجر سے انتفاع حاصل کرنے مین کچھ تعرض و ممانعت کی تو مستاجر کو بقدار زائد کے اجارہ فسخ کرنے کا اختیار نہین ہے اگرچہ اُسکو معلوم ہو کہ یہ زمین دوسرے کی ملک ہے۔ سلطانی وکیل نے اگر کوئی گانؤن کسی شخص کو شرعی اجارہ پر اجارہ دیا اور مستاجر نے اسمین کھیتی بوئی پھر کسی شخص نے اجارہ مین بڑھا دیا اور وکیل نے دوسرے کو اجارہ دیدیا تو اس گانؤن کا غلہ و اناج وغیرہ خریدنا جائز نہین ہے۔ اسلیے کہ یہ سب پہلے مستاجر کی ملک ہے یہ جواہر الفتاوے مین ہے۔ تہائی بٹائی کے کاشتکار نے کئی مرتبہ زمین گوڑی پھر نالیز لگانے کیواسطے مالک زمین کو اجارہ پر دیدی تو عقد سابقہ کیوجہ سے اُسکو تہائی اجرت ملیگی اگرچہ فقط گوڑنے سے کسی چیز کا مستحق نہ تھا یہ قنیہ مین ہے۔ امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ ایک شخص زید نے عمرو کو اپنا غلام اجارہ دیکر سپرد کر دیا پھر بلا عذر اُسکو فروخت کر کے مشتری کے سپرد کر دیا اور وہ مشتری کے پاس مر گیا تو مستاجر کو مشتری سے اُسکی قیمت کی ضمان لینے کا اختیار نہین ہے پس مستاجر اس حکم مین راہن کے مثل نہین ہے اُسکے برخلاف ہے یہ ذخیرہ مین ہے۔ ابن سماعہ نے امام محمد رح سے روایت کی ہے کہ زید نے عمرو سے ایک مکان بعوض اپنے غلام کے ایکسال کے واسطے اجارہ لیا اور اسمین سکونت اختیار کی پھر اُس سے غلام کا اجارہ توڑ لیا تو غلام واپس لے اور اس مکان کا اجر المثل عمرو کو دیدے۔ اگر کرایہ کا مکان زید نے کرایہ دار سے غصب کر لیا پھر چھوڑ دیا پھر مستاجر نے چاہا کہ باقی مدت کے واسطے اُسپر قبضہ نہ کرے یا موجر نے چاہا کہ قبضہ نہ دیوے تو مستاجر ایسا انکار نہین کر سکتا ہے اور نہ موجر کو

ایسا اختیار ہے۔ اور ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم اُسوقت ہے کہ جب سال کے اندر اجارہ لینے کے واسطے کوئی وقت مرغوب ہو کہ اُسوقت مین اُس مکان کے اجارہ لینے کی کسی وجہ سے خواہش ہوتا کہ جو وقت خواہش کا تھا وہ نکلگیا اور اسوقت مستاجر کو وہ مکان نہ ملا تو ایسی صورت مین باقی سال کے واسطے مستاجر کو خیار دیا جائے گا کہ چاہے قبول کرے یا نہ کرے۔ اصل مین لکھا ہے کہ اگر دس اونٹ کسی غلام معین یا غیر معین کے عوض مکہ تک کرایہ لیے پس اگر غلام معین ہے تو اجارہ جائز ہے اور اگر غیر معین ہے تو فاسد ہے پھر اگر غلام معین ہوا اور اجارہ جائز ٹھہرا اور مستاجر نے اونٹون سے اپنا نفع حاصل کر لیا پھر موجر کو غلام سپرد کرنے سے پہلے وہ غلام مستاجر کے پاس مرگیا تو مستاجر پر اجر المثل واجب ہوگا۔ اور اگر غلام غیر معین ہوا اور اجارہ فاسد ہو تو درصورت انتفاع حاصل کر لینے کے مستاجر پر اجر المثل واجب ہوگا خواہ غلام مرجاوے یا نہ مرجائے یہ محیط مین ہے۔ اگر غلام کے مشتری نے قبضہ کرنے سے پہلے بائع کو اسواسطے اجارہ لیا کہ غلام کو روٹی پکانا یا سینا سکھلا دے اور ایک درم ایک مہینہ کی اجرت ٹھہرائی تو یہ اجارہ جائز ہے اور اگر اُسنے کام سکھلا دیا تو اسکو اجرت ملیگی اور اگر مہینہ کے اندر یا اسکے بعد بائع کے پاس وہ غلام مرگیا تو بائع کا مال گیا اور اسطور پر اجارہ کرنے سے مشتری کا قبضہ ثابت نہوگا۔ اسی طرح اگر کوئی کپڑا خریدا اور اُسکے دھونے یا سینے کیواسطے بائع کو اجارہ پر مقرر کیا تو جائز ہے اور اگر کپڑا تلف ہوا پس اگر قطع کرنے یا دھونے مین برباد ہوا تو مشتری قابض ہوگیا اور مشتری کا مال تلف ہوا ورنہ بائع کا مال گیا۔ اور اگر مشتری نے بائع کو مبیع کی حفاظت کے واسطے کسی قدر اجرت پر مقرر کیا تو اجارہ باطل ہے کیونکہ جب تک مشتری کے سپرد کرے تب تک اُسکی حفاظت بائع کے ذمہ خود لازم ہے یہ قنیہ مین ہے۔ زید نے عمرو کا گھر جو کرایہ پر چلانے کے واسطے تھا خالد کے پاس رہن کیا اور مرتہن نے اسمین سکونت اختیار کی تو اسپر کچھ واجب نہوگا کیونکہ خالد کرایہ کا التزام کر کے اسمین نہین رہا ہے چنانچہ اگر خود مالک نے رہن کیا اور مرتہن نے اسمین سکونت اختیار کی تو بھی کرایہ واجب نہین ہوتا ہے یہ قنیہ مین ہے۔ راہن نے مرتہن کو حفاظت رہن کے واسطے اجارہ لیا تو نہین جائز ہے اور اگر مستودع[1] کو حفظ ودیعت کیواسطے اجارہ لیا تو جائز ہے یہ سراجیہ مین ہے۔ شیخ رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ زید نے ایک مکان ماہواری پر کرایہ لیا اور خود باہر چلا گیا مگر اپنی جورو و اسباب اسمین چھوڑ گیا پھر موجر نے چاہا کہ اس عورت کو نکال دے اور اجارہ فسخ کر دے تو شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ موجر ایسا نہین کر سکتا ہے تاوقتیکہ مستاجر نہو اور صورت فسخ کی یہ ہے کہ درمیان مہینے مین کسی دوسرے کو اجارہ دیوے پھر جب یہ مہینہ پورا ہو جائیگا تو پہلے کا اجارہ ٹوٹ جائیگا اور مکان دوسرے شخص کے اجارہ مین آجائیگا پھر اُس عورت کو نکال دے اور اُس سے کہے کہ یہ مکان خالی کر کے دوسرے کرایہ دار کے سپرد کرے یہ حاوی مین ہے۔ ایک شخص نے ایک وارثین سے کوئی حویلی کسی قدر دراہم معلومہ پر کرایہ لی پھر مستاجر نے اپنی عورت کو طلاق دیدی اور خود شہر سے چلا گیا پس آیا مالک کو عورت کے نکال دینے کی کوئی راہ ہے فرمایا کہ نہین اور جبتک چاند نہ آوے عورت کو حویلی مین سے نہین نکال سکتا ہے پھر جب چاند نکلا حالانکہ اُس کا شوہر اسوقت تک غائب ہے پس آیا مالک مکان کو اختیار ہے کہ عورت کو نکال دے اور اجارہ فسخ کر دے تو واجب ہے کہ اس مسئلہ مین اختلاف ہو یعنے امام اعظم و امام محمد رحمہ کے قول پر نہین اختیار ہے اور امام ابو یوسف کے قول پر

[1] مستودع یعنی جسکے پاس ودیعت رکھی گئی ۱۲

اختیار ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر کوئی حویلی ایک درم ماہواری پر اس شرط سے کرایہ لی کہ خود اسمین رہیگا دوسرے کو نبساویگا پھر اسنے ایک یا دو عورت سے نکاح کیا تو اسکو اختیار ہے کہ ان دونون کو اسمین بساوے اور مالک مکان انکار نہین کرسکتا ہے اور یہ مسئلہ مادل ہے تا دیل یہ ہے اس حویلی مین چہ بچہ یا وضو کا کنوان نہ ہووے یہ ذخیرہ مین ہے زید نے ایک عورت سے جو کرایہ کے مکان مین رہتی ہے نکاح کیا اور سال بھر اُسکے ساتھ اس مکان مین رہا اور عورت نے زید کو خبر دی تھی کہ میرے پاس یہ مکان کرایہ پر ہے یا نہین خبر کی تھی پھر مکان والے نے کرایہ طلب کیا تو یہ کرایہ عورت پر واجب ہوگا مرد پر واجب نہ ہوگا۔ اور اگر زید نے اُس عورت سے کہدیا ہو کہ مجھپر تیرے نفقہ کے ساتھ مکان کا اسقدر کرایہ بھی ہے اور مالک مکان کو اسکی ضمان دیدی تو یہ کرایہ مرد ہی پر رہا۔ اگر عورت کے سامنے فقط اس کرایہ دینے کے گواہ کر دیے مگر مالک مکان کو ضمان نہ دی پھر اُس عورت کو کرایہ نہ دیا تو اُسکو اختیار ہے یہ مبسوط مین ہے۔ ایک عورت اپنی بہن کے گھر مین بغیر اسکی رضامندی کے دو برس تک رہی اور اسکی بہن اُس سے کرایہ مکان کا تقاضا کیا کرتی تھی تو عورت پر اجر مثل واجب ہوگا یہ قنیہ مین ہے۔ کتاب الاصل مین فرمایا کہ دو شخصون نے ایک شخص کی دوکان کرایہ لی اور ایک درم ماہواری کرایہ ٹھہرایا اور دونون نے باہم یہ شرط قرار دی کہ ہم مین سے ایک شخص اُس سرے پر رہے اور ایک شخص اگلی طرف رہے اور یہ شرط اصل اجارہ مین نہین ٹھہرائی فرمایا کہ اجارہ جائز ہے اور دونون مین سے ہر ایک کو اختیار ہے کہ اس شرط سے پھر جاوے۔ پھر کتاب مین مذکور ہے کہ اگر دونون نے عقد اجارہ مین ایسی شرط نہین لگائی تو اجارہ فاسد نہوگا اور یہ مذکور نہین ہے کہ اگر اصل اجارہ مین یہ شرط لگائی تو آیا اجارہ فاسد ہوگا یا نہین اور ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ کہنے والا یہ کہہ سکتا ہے کہ اجارہ فاسد ہو جائیگا اور کہنے والا یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ اجارہ فاسد نہوگا یہ ذخیرہ مین ہے۔ ایک حویلی دو شخصون مین جنمین سے ایک حاضر دوسرا غائب ہے پہلے مشترک تھی پھر تقسیم ہوگئی تو جو شخص حاضر ہے اُسکو فقط اپنے حصہ مین سکونت کا اختیار ہے سب حویلی مین نہین رہ سکتا ہے اور قاضی کو اختیار ہے کہ اگر اُسکے خراب ہو جانے او رگر جانے کا خوف ہو تو سب کو کرایہ پر دیدے اور اسکی اجرت اپنے پاس امانت رکھے۔ اور اگر تقسیم نہ ہوئی ہو تو شریک حاضر بقدر اپنے حصہ کے مسکن بنا سکتا ہے اور امام محمد رح سے روایت ہے کہ اگر گر جانے وخراب ہو جانے کا خوف ہو تو سب مین سکونت اختیار کرسکتا ہے یہ وجیز کردری مین ہے ایک مکان جو کرایہ پر چلانے کیواسطے رکھا گیا ہے وہ تین شخصون کو میراث مین پہونچا انمین سے ایک بدون باقی دونون کی اجازت کے اسمین رہا تو اسپر کچھ کرایہ واجب نہ ہوگا یہ قنیہ مین ہے۔ ایک شخص نے کاروان سرائے کا ایک حجرہ کچھ مدت معلومہ کیواسطے کرایہ لیکر اسمین اپنا اسباب رکھکر مقفل کر دیا اور خود کہین چلا گیا پھر کاروان سرائے کا متولی آیا اور اُسنے بلا حکمی وہ قفل کھول کر اُسمین سے اسباب نکال کر دس روز تک کسی دوسری جگہ رکھا پھر اُٹھا کر اُسی حجرہ مین رکھکر قفل دیدیا اور اسی طور سے مدت گذر گئی تو جسوقت سے اسباب باہر نکالا اسوقت سے کچھ کرایہ واجب نہ ہوگا یہ خلاصہ مین ہے۔ تتمہ مین لکھا ہے کہ شیخ ابو ذر سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے ایک مکان کرایہ لیا اسمین سے مدت تک ایک غاصب جسکا نکال دینا ممکن نتھا رہا کیا تو فرمایا کہ جتنی مدت تک غصب رہا ہے اُسکا کرایہ واجب نہوگا اور مین نے شیخ ابو الفضل کرمانی سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے پیتل غصب کرکے ایک قمقمہ بنانے والے کو کچھ اجرت پر قمقمہ بنانے کے لیے دیا اور وہ شخص کاریگر یہ جانتا ہے کہ یہ شخص غاصب ہے پس آیا اس کی اجرت اس شخص پر

واجب ہوگی فرمایا کہ ہاں پھر مین نے دریافت کیا کہ ایک شخص نے پتیل غصب کر کے اسکا قمقمہ بنوایا پھر مالک آیا تو اس قمقمہ کو
لے سکتا ہے فرمایا کہ نہین لے سکتا ہے پھر مین نے کہا کہ اگر چاندی کا پتر جو کان سے نکلا ہے کسی نے غصب کر کے اُسکے
کنگن بنوائے اور مالک آیا تو فرمایا کہ امام اعظم رحکے نزدیک مفت لے سکتا ہے۔ اور شیخ علی بن احمد رح سے دریافت
کیا گیا کہ زید کی دوکان ہے اور وہ دوکان عمرو کے قبضہ مین ہے پھر چند لوگون نے زید سے کہا کہ یہ دوکان ہمکو کرایہ پر
دیدے اُسنے کہا کہ مین تمکو کرایہ پر نہین دے سکتا ہون کہ آج اسمین میرا حق نہین ہے کیونکہ مین نے اس قابض کو کرایہ پر دیدیا
ہے اور اجارہ کی مدت مین کچھ روز باقی رہگئے ہین پھر اُن لوگون نے بہت خوشامد کی اور کہا کہ ہمکو کرایہ پر دیدے ہم قابض کو
اسمین سے نکال دینگے اُسنے ان لوگو نکو کرایہ پر دیدی پس آیا اُسکا یہ اقرار کہ مدت مین سے کچھ روز رہے ہین صحیح ہے اور بعد اس
اقرار کے اُن لوگو نکو اجارہ دینا صحیح ہے تو شیخ نے فرمایا کہ جتنے دن پہلے اجارہ مین سے باقی رہے ہین اُتنے دنون تک صحیح نہین صحیح
ہے یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ غاصب نے مکان غصب ایک شخص کو کرایہ دیکر اُسکا کرایہ مالک کو دیدیا تو اسکو لینا حلال ہے
کیونکہ اجرت سے لینا اجارہ پر دیدینا ہے قال الشیخ رضی اللہ عنہ پس اجرت کا سے لینا بلا تفصیل اجارہ قرار دیا اور
امام قدوری نے فرمایا کہ اگر منفعت حاصل کرنے سے پہلے مالک نے اجازت دیدی ہو تو اجرت مالک کی ہوگی اور اگر
بعد کو اجازت دی تو عاقد کی ہوگی یہ قنیہ مین ہے۔ ایک شخص مکان وقف مین خود مع اپنے اہل و اولاد و غلام کے بسا
تو اُسپر اجرالمثل واجب ہوگا۔ اور اگر ایسا مکان جو کرایہ پر چلنے کیواسطے تیار کیا ہے یا کسی یتیم کیواسطے وقف ہے
غصب کیا اور کچھ مدت معلومہ کیواسطے کسی قدر اجرت مقررہ پر اجارہ دیدیا یا دستاجر اسمین رہا تو اجرت مسمی اسپر واجب ہوگا
اجرالمثل واجب نہوگا پھر دریافت کیا گیا کہ آیا مالک کو غاصب پر کچھ دینا لازم آتا ہے تو شیخ نے لکھ بھیجا کہ نہین ولیکن جو کچھ اُسنے
وصول کیا ہے وہ سب مالک کو واپس کر دے کہ یہ اولی ہے پھر دریافت کیا گیا کہ جو اجرت مقرر ہوئی ہے وہ مالک کی ہے یا
عاقد کی فرمایا کہ عاقد کی ہے مگر اُسکے حق مین حلال نہین ہے بلکہ مالک کو دیدے کہ یہ اولی ہے اور امام ابو یوسف سے مروی ہے
کہ اسکو صدقہ کر دے یہ قنیہ مین ہے۔ ایک مشاطہ کو عروس کی آراستگی و تزئین کیواسطے مقرر کیا تو مشائخ نے فرمایا کہ اُسکو اجرت
حلال نہین ہے ولیکن اگر بطور ہدیہ کے بلا شرط و تقاضا دیدیجاوے تو ہو سکتا ہے اور بعض نے فرمایا کہ اجارہ جائز ہونا چاہیے
بشرطیکہ موقت ہو یعنے وقت مقرر ہو یا کام معلوم ہو اور اُسنے صورتین و تمثال عروس کے چہرہ پر نہ بنائی ہون تو اجرت
اسکو حلال ہوگی اسواسطے کہ عروس کا آراستہ کرنا مباح ہے یہ ظہیریہ مین ہے۔ کبریٰ مین لکھا ہے کہ ایک شہر کے
لوگون کو عمال کا خرچہ دینا بہت گران معلوم ہوا اُنھون نے ایک شخص کو کچھ اجرت معلومہ پر اجیر مقرر کیا کہ سلطان کے
شہر مین جا کر سلطان کے روبرو اس امر کی فریاد کرے تاکہ سلطان اس ظلم مین تخفیف کر دے کہ ہر غنی و فقیر سے اجرت
لیجاتی ہے تو اس مقام پر مذکور ہے کہ اگر ایسی حالت ظاہر ہو کہ یہ شخص سلطان کے شہر مین جا کر ایک یا دو روز مین اصلاح
کام سے فارغ ہو جائیگا تو اجارہ جائز ہے اور اگر حالت سے یہ معلوم ہو کہ اس کام کی اصلاح مین کچھ مدت
گذریگی تو بدون وقت مقرر کرنے کے اجارہ جائز نہوگا پس اگر کوئی وقت مقرر کیا تو اجارہ جائز ہوا اور کل اجرت
اسکو ملیگی اور اگر وقت مقرر نہ کیا یونہی بھیجدیا تو اسکو اجرالمثل ملیگا اور یہ اجرت اُن سب لوگون پر بقدر ہر ایک
کے کام و نفع کے تقسیم ہوگی یعنے اُسکے جانے سے جسکا جسقدر نفع ہوا اُسی قدر اجرت دیوے اور قاضی فخرالدین
نے فرمایا کہ یہ حکم ایک طرح کی توسیع و استحسان ہے ورنہ حکم کتاب کے موافق یہ اجارہ بدون میعاد

لے عاقد سے یعنی جس نے ایجاب و قبول سے تقرر اجارہ کیا [illegible] ۱۲

ع تمثال و صورتین بنانی بیان فقرہ اوپر [illegible] ۱۲

مقرر کرنے کے جائز نہیں ہے اور اسی پر فتوی دیا جاوے ایسا ہی امام سرخسی نے ادب القاضی کے باب الرشوۃ مین ذکر کیا ہے کہ وقت مقرر کرنا ضرور ہے اگرچہ اصلاح کار کی مدت ایک یا دو روز ہون یہ مضمرات مین ہے۔ ایک پانی کا چشمہ ایک گانؤن والون کا ہے اُنمین سے بعضے گانؤن والون نے ایک شخص کو اسواسطے مزدور کیا کہ پہاڑ کو کاٹ کے پتھرون کو توڑ کے چشمہ صاف کر دے تاکہ پانی بڑہجاوے تو یہ زیادتی سب گانؤن والون کا حق ہو گا اسی طرح اگر اس چشمہ کے حریم مین کوئی دوسرا چشمہ کھودا یا اسی چشمہ کو چوڑا کر دیا یا اسکا نچاؤ زیادہ کرا دیا کہ جس سے پانی زیادہ آنے لگا تو سب گانؤن والون کا استحقاق ہے فقط مستاجر ہی کا نہیں ہے اور اگر بعض گانؤن والون نے اس چشمہ کے حریم کو چھوڑ کر دوسری جگہ کوئی چشمہ کھود نکالا تو اسکا پانی فقط مستاجر کا ہو گا کذا فی الصغری اور اجرت فقط مستاجر پر واجب ہوگی یہ حاوی مین ہے۔ اور اسکو یہ اختیار نہین ہے کہ یہ زیادتی گانؤن والون کی نہر مین جاری کرے ولیکن انکی سب کی رضامندی سے جاری کرسکتا ہے اور اگر راضی نہ ہون تو جو زمین مردہ پڑی ہے یا اپنی ذاتی زمین مین دوسری نہر کھودیگا یہ صغری مین ہے۔ زید نے عمرو سے ایک بیلچہ دس روز کے واسطے کسی قدر روزانہ اجرت پر کرایہ لیا پھر زید نے وہ بیلچہ ان دنون مین سے پانچ روز تک عمرو کے پاس ودیعت رکھا تو زید پر پورے دس روز کا کرایہ واجب ہو گا کیونکہ مستودع کا قبضہ بعینہ مودع کا قبضہ شمار ہوتا ہے اور اگر بجاے ودیعت کے مالک کو عاریۃ دیا ہو اور باقی مسئلہ بحالہ ہو تو مدت عاریت کے کرایہ واجب ہونے مین دو روایتین مین یہ ذخیرہ مین ہے۔ ایک شخص نے معمار کو ایک دیوار بنانے کے لیے جسکا مقام دکھلا دیا اور اُسکا طول و عرض و اونچائی سب بیان کردی مزدور مقرر کیا اور یہ شرط قرار دی کہ ہر ہزار اینٹ بعوض اسقدر اجرت کے اور اسقدر رنج بعوض اُس اجرت کے تیار کرے پھر مزدور نے نیو وغیرہ بنائی تھی کہ اتنے مین مرگیا اور ہزار اینٹین مع گچ کے جسقدر قرار پایا تھا داخل کرچکا تھا تو جو اجرت ٹھہری تھی وہ بنے ہوے حصۂ دیوار اور بے بنے حصہ پر تقسیم ہو کر جو تیار ہوئی ہے اُس کے پڑتے مین جو اجرت آئی ہو اُسقدر دیجاویگی یہ محیط مین ہے۔ ایک شخص نے ایک مکان کرایہ لیا اور اُسمین ایک دیوار ایسی مٹی سے بنوائی جو اُس مکان مین پڑی ہوئی تھی مگر بلا اجازت مالک یہ کام کیا پھر جب اُس مکانکو چھوڑا تو دیوار توڑنے کا قصد کیا پس اگر اُسنے مکان کی مٹی سے کچی اینٹین بنوا کر دیوار بنوائی ہو تو اُسکو اختیار ہے کہ توڑ دے اور اُسپر واجب ہو گا کہ مالک مکان کو مٹی کی قیمت دیدے اور اگر اُسنے مٹی مین پانی دیکر بنوائی ہے تو نہین توڑ سکتا ہے یہ ذخیرہ مین ہے۔ محیط مین شمس الائمہ اوزجندی سے منقول ہے کہ ایک شخص نے مزدور سے کہا کہ یہ کھنڈل میرا درست کردے تجھے دس درم دونگا اُسنے بنانا شروع کیا اس حالت مین کھنڈل مین سے کچھ اور عمارت گرگئی اُسنے سب درست کیا تو مزدور کو سواے دس درم کے زیادہ نہ ملینگے یہ تتمہ مین ہے۔ جامع الفتاوی مین لکھا ہے کہ ایک شخص نے زید کو ایک منارہ جسکا طول پچاس گز اور عرض دس گز ہے بنانے کے واسطے مزدور مقرر کیا اور اُسنے تھوڑا سا بنایا تھا کہ وہ گرگیا تو اُسکے حساب سے اجرت واجب ہو گی۔ اور اگر ایک شخص کو دس گز کا کنوان کھودنے کے واسطے مزدور مقرر کیا اسنے پانچ گز کھود کر کہا کہ اب مجھسے باقی نہین کھدتا ہے حالانکہ اسکو کوئی عذر پیش نہین آیا تو فرمایا کہ مین باقی کھودنے کے واسطے اسکو قید کردونگا۔ اور اگر کسی شخص کو کچھ مال دیا کہ اسقدر اجرت پر فلان شہر مین جاکر فلان شخص کو پہونچا دے

پھر ایلچی نے آکر کہا کہ مین نے دیدیا اور مرسل نے انکار کیا تو امام ابو یوسف نے فرمایا کہ ضامن ہو گا اور امام محمد رح نے
فرمایا کہ ضامن نہ ہو گا یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ امام محمد رح نے فرمایا کہ زید نے عمرو کی زمین غصب کر کے خالد ایک شخص
معین کو اجارہ دیدی اور زید کو معلوم نہوا یہان تک کہ سال مین سے کچھ دن گذر گئے پھر بعد معلوم ہونے کے اُسنے
عقد اجارہ کی اجازت دیدی تو گذشتہ کا کرایہ غاصب کا اور باقی ایام اجارہ کا کرایہ وقت اجازت سے مالک کا
ہو گا اور اگر مالک نے اجازت نہ دی یہان تک کہ تمام مدت اجارہ کی گذر گئی تو سب کرایہ غاصب کا ہو گا یہ حاوی
مین ہے۔ قدوری مین لکھا ہے کہ اگر ایک شخص نے دو مکان کرایہ لیے پھر ایک مکان منہدم ہو گیا یا اسکو کسی نے
غصب کر لیا یا ایسی ہی کوئی وجہ واقع ہوئی تو مستاجر کو اختیار ہے کہ دوسرے کو چھوڑ دے یہ محیط مین ہے۔ دو
شخصون نے ایک شے معین کا دعوے کیا ایک نے اجارہ کا دعوی کیا اور دوسرے نے خرید کا دعوی کیا اور مدعا علیہ
نے اجارہ کا اقرار کر دیا اور مدعی خرید نے اس سے خریدنے پر قسم لینی چاہی تو قسم لے سکتا ہے۔ اور اگر دونون نے
اجارہ کا دعوی کیا اور مدعا علیہ نے ایک کیواسطے اجارہ دینے کا اقرار کیا اور دوسرے نے اُس سے قسم طلب کی تو
قسم نہین لے سکتا ہے یہ صغری مین ہے۔ شیخ علی بن احمد سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے امام کی سکونت کے
واسطے ایک مکان وقف کیا پس آیا اُسکو اختیار ہے کہ کسی کو کرایہ پر دیدے فرمایا کہ نہین اختیار ہے اور رہنے
والے سے بھی دریافت کیا گیا انھون نے بھی یہی جواب دیا یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ اگر عمرو نے زید کو ایک غلام دیا
کہ تیرا جی چاہے بعوض ہزار درم خریدکے اُسکو اپنے قبضہ مین کرے یا اسقدر کرایہ پر ایک سال تک اجارہ مین
لے زید نے قبضہ کر لیا اور بعد کام لینے کے اُسکے پاس مر گیا تو اجارہ مین قرار دیا جائیگا پس اگر زید نے کہا کہ
مین نے خرید کے طور پر قبضہ کیا تھا پس اگر اسکی قیمت مثل اجرت کے یا زیادہ ہو تو اسکا قول قبول ہو گا اور اگر اجرت
زیادہ ہو تو قبول نہو گا۔ اور اگر اُسنے کام نہ لیا ہو اور وہ مر گیا تو اُسپر کچھ واجب نہ ہو گا یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ اگر
کوئی چیز خریدی اور قبضہ سے پہلے کسی شخص کو اجارہ پر دیدی تو جائز نہین ہے جیسے فروخت کرنا ناجائز ہے اور
یہ حکم مال منقول مین ہے۔ اور اگر غیر منقولہ از قسم عقار ہو تو بعض مشائخ نے فرمایا کہ اسمین ویسا ہی اختلاف ہے
جیسا اُسکی بیع مین ہے۔ اور بعض نے فرمایا کہ اجارہ بالاجماع نہین جائز ہے یہ محیط مین ہے۔ دوکان مین ایسا عیب
پیدا ہو گیا کہ کام کے لائق نہ رہی اور مالک نے آدمی درست کرادی اور آدمی درست نہ کرائی یہانتک کہ سال
پورا ہو گیا تو اُسپر پوری دوکان کا کرایہ واجب ہو گا تاوقتیکہ عیب کیوجہ سے دوکان واپس نہ کرے یعنے چاہیے کہ
عیب کی وجہ سے اجارہ فسخ کر دے تاکہ کرایہ واجب نہو اور یہ اختیار نہین ہے کہ آدھی واپس کرے اور آدھی
واپس نہ کرے یہ قنیہ مین ہے۔ زید نے عمرو کو ایک گوسالہ دیا کہ اُسکی پرورش کرے جب بڑا ہو جاوے تب اُسکو فروخت
کرے جو دام بڑھتی لینگے وہ ہم دونون مین مشترک ہونگے تو وہ گوسالہ اپنے مالک کا رہیگا اور عمرو کو فقط اُس کی
حفاظت کی اجرت ملیگی۔ دوکان کا کرایہ دار مفلس ہو کر کہین روپوش ہو گیا تو اسکے اقرباؤن کو یہ اختیار نہین ہے
کہ دوکان اُسکے مالک کو واپس کر کے اجارہ فسخ کر دین۔ اور اگر عقد اجارہ باقی رہا اور مستاجر غائب رہا یہانتک
کہ اجارہ کی مدت گذر گئی پس اگر مستاجر اور اسکے اسباب سے تصرف و تعلق مین ہو تو تمامی اجرت واجب ہوگی یہ
جواہر الفتاوی مین ہے۔ زید نے عمرو کو مزدور مقرر کیا کہ یہ تختا معین کر کے بنجار اٹک ٹھیلی پر لاد کر پہونچا دے

منقول یعنی مال قابل نقل ہو اور غیر منقول جیسے مکان
زمین اور اُسی کو عقار بھی کہتے ہین اور بعضے درخت وغیرہ ۱۲

وہ پانی پر لایا تو بعض نے فرمایا کہ اسکو اجرالمثل ملیگا یہ ذخیرہ مین ہے۔ امام محمد رح نے فرمایا کہ زید نے خالد سے کچھ اونٹ اس
شرط سے کرایہ پر ٹھہرائے کہ ہر اونٹ پر سو رطل بوجھ لادیگا پھر حمال اپنے اونٹ لایا اور زید نے اسکو حکم کیا کہ یہ گٹھر
لادے اور خالد کو خبردار کرچکا تھا کہ ہر گٹھر سو رطل سے زیادہ نہین ہے پس جہانتک لانا ٹھہرا تھا وہان تک لایا
اور حال یہ گذرا کہ راہ مین بعضے اونٹ ہلاک ہوگئے تو زید پر ضمان لازم نہو گی۔ اور اگر دو شخصون نے زید سے
ایک مہینہ کیواسطے ایک مکان کرایہ لیا پھر مہینہ کے بعد خالد کیطرف سے گواہی دی کہ یہ مکان خالد کا ہے تو گواہی
قبول ہوگی۔ زید نے ایک پیسنے والے کو مقرر کیا کہ ایک درم پر پیسے اُسنے پیسکر گوندھ کر روٹی پکا کر کھالی تو زید کو
اختیار ہے کہ چاہے اُس سے آٹے کی ضمان لے بگر پیسنے والے کو اجرت دیوے یا گیہون اس سے ضمان لے اور
اس صورت مین اُسپر کچھ اجرت واجب نہو گی۔ دو شخصون نے ایک چیز کرایہ لی اور ایک نے دوسرے کو دیدی کہ
اسکو حفاظت سے رکھے تو دینے والے پر کچھ ضمان لازم نہ آویگی بشرطیکہ وہ چیز قابل تقسیم نہ ہو یہ ظہیریہ مین ہے۔ زید نے
خالد کا اناج اس شرط سے مزدوری پر لیا کہ اس مقام سے فلان مقام تک بارہ درم کرایہ پر آج ہی پہونچا دونگا پھر اُس نے
دیر مین پہونچایا تو جسقدر اجرت قرار پائی ہے وہ خالد کے ذمہ واجب نہ ہوگی بلکہ اجرالمثل واجب ہوگا اور چاہیے کہ
یہ حکم امام اعظم رح کے قول پر ہووے ورنہ صاحبین رح کے نزدیک یہ اجارہ جائز ہے پس اجرمسمی واجب ہوگا یہ ذخیرہ
مین ہے۔ فتاوی آہو مین لکھا ہے کہ قاضی بدیع الدین رح سے دریافت کیا گیا کہ اجارہ والے باغ مین کانٹے ہین پس آیا
مستاجر کو اختیار ہے کہ پھلون کی طرح انکو لے فرمایا کہ ہان یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ ادیب و ختنہ کرنے والے کی اجرت
لڑکے کے مال مین واجب ہوتی ہے بشرطیکہ کچھ مال ہو ورنہ اسکے باپ پر واجب ہوگی اور قابلہ کی اجرت جو دو خصم
مین سے جو اسکو بلا دے اسپر واجب ہوگی اور شوہر پر قابلہ باجارہ مقرر کرنے کیواسطے جبر نہ کیا جاوے گا اور
قاضی کے قیدخانہ کے داروغہ کی اجرت قیدی پر لازم نہوگی اور ظہیر تمرتاشی نے فرمایا کہ بعض نے فرمایا کہ ہمارے زمانہ
مین داروغہ مجبس کی اجرت تنخواہ پر واجب ہونی چاہیے کیونکہ اُسی کے واسطے کام کرتا ہے یہ قنیہ مین ہے قاضی
بدیع الدین رح سے دریافت کیا گیا کہ مالک زمین نے اپنے بیج سے یا زمین کے پیداوار بیج سے اُسی زمین مین فالیز[1]
لگائی پس آیا مستاجر کو اختیار ہے کہ جو کچھ اس زمین مین پیدا ہوا ہے اسمین سے حصہ لیوے فرمایا کہ نہین۔ اور اگر اُسنے
حصہ لے لیا تو مالک کو اختیار ہے کہ اُس سے واپس لے لے اگر بعینہ قائم ہو یا اسکی قیمت لے لے اگر تلف ہوگیا ہو
یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ زید نے ایک شخص کو مزدور کیا کہ اُس مقام سے فلان مقام تک یہ بوجھ اتنے کرایہ پر لیچلے پھر جب
وہ آدھا راستہ چلا تو حمال کی راے مین آیا کہ کسی دوسرے کام کو جاوے اُسنے بوجھ مستاجر کے پاس وہین چھوڑ دیا
اور اپنا نصف کرایہ طلب کیا تو فرمایا کہ اسکو یہ اختیار ہے بشرطیکہ باقی آدھا راستہ سختی و آسانی مین طے کیے ہوے
راستہ کے مثل ہو ایسا ہی فتاوی مین مذکور ہے اور ہمنے دمل الاستصناع مین ذکر کردیا ہے کہ کرایہ تقسیم کرنے مین
مرحلون کا اعتبار ہے سختی و آسانی کا اعتبار نہین ہے پس فتوی دینے کے وقت خوب تامل کرنا چاہیے یہ محیط مین ہے۔
مجموع النوازل مین لکھا ہے کہ شیخ الاسلام اوزجندی رح سے دریافت کیا گیا کہ زید نے ایک شخص کو مزدور مقرر کیا
کہ رات مین مطمورہ[2] مین آگ روشن کرے اُسنے ایسا ہی کیا اور کچھ رات رہے سو گیا پس مطمورہ اور جو کچھ اُس مین تھا
سب جلگیا پس آیا اجیر ضامن ہوگا فرمایا کہ نہین پھر دریافت کیا گیا کہ اگر مزدور نے دوبارہ بدون حکم زید کے روشن

[1] فالیز مثل خربوزہ وغیرہ کی باڑی یعنی مثل خطمی ... بزغالہ وغیرہ ... گھرون مین

[2] کوٹھری جسکو اوپر سے ... شمع وغیرہ سے ... روشن کرتے ہین اور الاو کے آگ جلاتے ہین ۱۲

کی ہو یا ضامن ہو گا فرمایا کہ ہان یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ زید نے عمرو کو دس من تانبا دیا اور چالیس درم پر مزدور کیا کہ کوٹ دے پس بعد کوٹنے کے وہ نو من رہگیا پس آیا دس من کی اجرت واجب ہوگی یا نو من کی فرمایا کہ زید پر چالیس درم واجب ہونگے جیسی کہ اُسنے شرط کی ہے یہ خلاصہ مین ہے۔ مجموع النوازل مین ہے کہ ایک شخص بازار مین فروخت کرتا تھا اُسنے کسی بازاری سے اپنے مال فروخت کرانے پر استعانت طلب کی اُسنے مدد کی پھر اجرت مانگی تو اس باب مین اہل بازار کی عادت کا اعتبار ہے اگر انکی عادت یہ ہو کہ باجرت مدد کرتے ہون تو اجرت مثل واجب ہوگی ورنہ نہین واجب ہوگی اور دلالون نے جو مقدار اشیا پر باہمی وضعات مقرر کر رکھی ہے یہ محض ظلم و سرکشی ہے انکو سواے اجر المثل کے کچھ حلال نہین ہے یہ ظہیریہ مین ہے۔ اگر زید نے عمرو کو مقرر کیا کہ اس میدان مین میرے واسطے دربیت علیحدہ علیحدہ چھت کے یا ایک ہی چھت سے تیار کر دے اور اُسکا طول و عرض وغیرہ جو ضرور ہے بیان کر دیا تو فتاوی ابو اللیث مین لکھا ہے کہ یہ جائز نہین ہے۔ مگر جائز ہونا چاہیے بشرطیکہ مستاجر کے اسباب سے تیار ہو کیونکہ اسطرح تعامل جاری ہے یہ محیط مین ہے۔ زید نے اپنا مکان عمرو کو ایک درم ماہواری کرایہ پر دیا پھر خالد کے ہاتھ فروخت کر دیا اور خالد کرایہ عمرو سے وصول کرتا رہا اور اسطرح ایک زمانہ گذر گیا اور خالد نے زید سے وعدہ کیا تھا کہ جب تو میرے دام واپس کر دیگا تو مین تجھے مکان واپس کر دونگا اور جو کرایہ مین نے وصول کیا ہو گا وہ محسوب کر دونگا پھر بائع درم لیکر آیا اور چاہا کہ کرایہ کے درم محسوب کرے تو شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جب مشتری نے کرایہ دار سے کرایہ طلب کیا تو یہ بمنزلہ اجارہ کے ہوا اور اجارہ مشتری کیطرف سے از سر نو قایم ہو گیا پس جو کچھ مشتری نے کرایہ لیا ہے وہ سب مشتری کا ہوا اور بائع کا اُسمین کچھ نہین ہے نہ تھوڑا نہ بہت اور یہ جو مشتری نے وعدہ کر لیا ہے کہ وضع کر دونگا یہ محض وعدہ ہے اگر اُسنے پورا نہ کیا تو اُسپر حکما کچھ لازم نہین آتا ہے۔ اور اگر بیع مین یہ شرط ٹھہری ہو وے تو بیع فاسد ہوگی یہ تاتارخانیہ مین ہے شمس الائمہ اوزجندی رح سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے ایک بیمار باندی ایک طبیب کو دی کہ اپنے پاس سے اسکا علاج کر دے پھر صحت کے باعث سے جو کچھ اسکی قیمت بڑھ جاویگی وہ زیادتی سب تیری ہے اُسنے ایسا ہی کیا اور باندی اچھی ہوگئی تو طبیب کا حق مالک پر یہ ہے کہ اُسکے کام کا اجر المثل دے اور دواؤن کے دام و خوراک کا خرچہ دے اور اُسکے سواے اُسکا کچھ حق نہین ہے یہ محیط مین ہے۔ ایک شخص نے بیمار باندی ایک طبیب کو دی کہ اسکا معالجہ کر دے اگر اچھی ہو جائیگی تو بسبب صحت کے جو اسکی قیمت بڑھجاویگی وہ ہم دونون مین مشترک ہوگی اُسنے علاج کیا اور وہ اچھی ہوگئی تو طبیب کو اجر المثل و خوراک و دواؤن کا خرچہ اور کپڑے کا خرچہ دینا واجب ہے اور اجر المثل وصول کرنے کیواسطے باندی کو نہین روک سکتا ہے یہ وجیز کردری مین ہے۔ ایک معلم نے لڑکون سے چٹائی و بوریہ وغیرہ مکتب کے کام کی چیزون کی قیمت طلب کی وہ لوگ کچھ درم لائے اور معلم نے اپنے ذاتی درمون مین ملائے یا کچھ اُنمین سے اپنی ذاتی ضرورت مین صرف کیے یا چٹائی خریدی پھر چند روز اسکے استعمال کے بعد اپنے گھر مین اُٹھا کر ڈال لین تو اُسکو یہ اختیار حاصل ہے یہ جواہر الفتاوے مین ہے۔ نابالغ لڑکے نے اگر معلم کو کھانے کی کوئی چیز دی تو اصح قول کے موافق معلم کو اسکا کھانا حلال ہے یہ وجیز کردری مین ہے شیخ کرخی نے فرمایا کہ ہمارے سب اصحاب کے نزدیک معلم اور ایسے استاد نے جسکے پاس کوئی صنعت سکھلانے کو لڑکا سپرد کیا جاتا ہے اگر بدون باپ یا وصی کی اجازت کے مارا اور وہ مر گیا تو دونون ضامن ہونگے اور اگر باپ یا وصی کی اجازت سے

مارا تو ضامن نہونگے مگر یہ حکم اسوقت ہے کہ عادت کے موافق اسکو مارا ہو وے کہ ایسی مار معلم مارتے ہیں اور اگر ایسا نہو بلکہ خلاف عادت مارا ہو وے تو ہر حال میں ضامن ہونگے یہ جوہرہ نیرہ میں ہے۔ نوازل میں لکھا ہے کہ شیخ رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص کے پاس ایک نابالغ لڑکا اجیر ہے پس اگر اُس سے کوئی بیہودہ حرکت دیکھی تو کیا اسکو مارے تاکہ ادب سیکھے فرمایا کہ نہیں ولیکن اگر اُسکے باپ نے اجازت دیدی ہو تو ایسا کر سکتا ہے اور خلف بن ایوب سے مذکور ہے کہ انھوں نے اپنا لڑکا بازار میں کسی کے پاس سپرد کیا اُسنے لڑکے کی کوئی بیہودہ حرکت دیکھی اور خلف سے شکایت کی اور کہا کہ اسکی تادیب کروں فرمایا کہ ہاں پھر فرمایا کہ اسکو تادیب کرنے کا اختیار رہے اور حسن بن زیاد نے فرمایا کہ تادیب نہیں کر سکتا ہے یہ تاتارخانیہ میں ہے۔ ایک شخص نے اپنا غلام یا بیٹا کسی جولاہہ کو دیا اور جولاہے کو اجیر مقرر کیا کہ اس لڑکے کو بُننا سکھلا دے اور جولاہہ نے چاہا کہ دوسرے جولاہے کے سپرد کرے تاکہ وہ اسکو سکھلا دے تو بعضوں نے کہا کہ اسکو یہ اختیار ہے اور بعض نے فرمایا کہ نہیں اختیار ہے اور یہی اصح ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ ایک شخص نے کہا کہ مجھے ایک دستاویز نویس کی ضرورت ہے اس نے کسی اور شخص سے کہا کہ مجھے تو بکھ دے کہ مجھے دستاویز نویس ملتا ہے اُسنے دیدی مگر اس شخص نے خود ہی دستاویز لکھدی تو اسکو یہ اجرت لینا حلال نہیں ہے یہ تفسیر میں ہے۔ اور دستاویز نویس کے حق میں بعض نے فرمایا کہ اگر اُسنے زمین کے قبالہ کی سب حدود میں یا بعض میں غلطی کی پس اگر اسکو درست نہ کر دیا تو اسکو کچھ اجرت نہ ملیگی اور اگر درست کر دیا تو لکھوانے والے کو خیار ہوگا اگر پسند کرے تو کاتب کو اجرالمثل دیدے یہ محیط میں ہے۔ ایک کاتب کو حکم دیا اُسنے بیعنامہ لکھا مگر علماء نے فتوی دیا کہ یہ بیع صحیح نہیں ہوئی تو لکھوانے والے پر کچھ نہیں واجب ہوگا یہ قنیہ میں ہے مفتی کو فتوی لکھنے پر اجرت بقدر جواب لینا جائز ہے خواہ اس شہر میں دوسرا مفتی ہو یا نہو اسواسطے کہ جواب لکھنا اُسکے ذمہ واجب نہیں ہے کیونکہ واجب[1] یا تو زبان سے کہنا یا لکھدینا ہے اور بعضوں نے یوں بیان فرمایا کہ اگر حکم دیا اور اجرت طلب کی تاکہ دینی گواہی تحریر کرے تو جائز ہے اور یہی حال مفتی کا ہے بشرطیکہ اُس شہر میں دوسرا مفتی موجود ہو یہ فتاوی الغرائب میں ہے۔ اور سجلات ومحاضر ووثائق لکھنے پر قاضی کو اجرت لینا جائز ہے اور اسی قدر اجرت لیگا جسقدر دوسرے کیواسطے لینا خود تجویز کرے یہ ملتقط میں ہے۔ اور شیخ الاسلام ابو الحسن السغدی رحمہ اللہ سے کاتبوں کی مقدار اجرت دریافت کی گئی تو فرمایا کہ اگر ہزار درم مال کا وثیقہ[2] لینے وثاقت نامہ تحریر کرے تو انکی اجرت پانچ درم ہے اور اگر دو ہزار تک پہونچ جاوے تو دس درم میں ایسے ہی دس ہزار درم تک یہی حکم چلا جاویگا کہ دس ہزار میں پچاس درم واجب ہونگے پھر اگر دس ہزار سے زیادہ ہو وے تو ہر ہزار میں ایک درم پچاس پر بڑھا جائیگا۔ اور اگر ہزار سے کم کا وثاقت نامہ ہو پس اگر اسکو وہی مشقت پیش آوے جو ہزار کے وثاقت نامہ میں ہے تو اسمیں پانچ درم اور اگر اس سے دو چند مشقت ہو تو دس درم اور اگر اس سے نصف مشقت ہو تو ڈھائی درم الحاصل زیادت ونقصان مشقت کے اعتبار سے کمی بیشی معتبر ہوگی اور شیخ الاسلام نے فرمایا کہ ایسا ہی امام اجل استاد سید ابو شجاع بلخی نے مجھ سے بیان فرمایا ہے اور شیخ الاسلام نے فرمایا کہ شاید یہ امام اعظم یا بعض اصحاب متقدمین رح سے مروی ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور کاتب قاضی اور قسام قاضی کی اجرت کا یہ حکم ہے کہ اگر قاضی کی رائے میں آیا کہ یہ اجرت خصوم کے ذمہ ڈالی جاوے تو ایسا کرے اور قاضی نے بیت المال سے دینا تجویز کیا حالانکہ بیت المال میں

[1] تو واجب یعنی بلا تعیین کہنا یا لکھنا واجب ہو علی الخصوص لکھدینا واجب نہیں ہو ۱۲
[2] وثیقہ دستاویز وچک ۱۲

گنجائش ہے تو ایسا کرے۔ اور جس صحیفہ مین مدعی کا دعوی اور گواہون کی گواہی تحریر کرتا ہے اسکی اجرت کو اگر قاضی نے مدعی سے لینا تجویز کیا تو مدعی سے لے سکتا ہے ورنہ بیت المال مین سے لیوے۔ اور بعض مشائخ سے دریافت کیا گیا کہ بجل کی اجرت کس شخص پر ہے فرمایا کہ مدعی پر۔ اور شیخ برہان الدین نے فرمایا کہ مدعا علیہ پر ہے اور امام فخر الدین قاضی خان نے فرمایا کہ جو شخص کاتب کو اجیر کرے اسپر ہے اور اگر کسی نے کاتب کو اجیر نہ کیا تو جو شخص بجل لے اسپر واجب ہے۔ اور پیادون کی اجرت سوان لوگون پر واجب ہوگی جنکے واسطے کام کرین یعنے مدعیون پر واجب ہوگی ولیکن شہر مین کام کرنے پر نصف درم سے ایک درم تک اور اگر دیہات مین بھیجے گئے تو ہر فرسخ کیواسطے تین درم یا چار درم سے زیادہ نہین لے سکتے ہین۔ اور بعض نے فرمایا کہ شخص کی اجرت بیت المال پر واجب ہوگی اور بعض نے کہا کہ متمرد پر واجب ہوگی جیسے چور کا حکم ہے کہ اگر اسکا ہاتھ کاٹا گیا تو جلاد کی اجرت اور تیل کے دام جس سے اسکا ہاتھ ملا جاویگا چور پر واجب ہے کیونکہ وہی اسکا باعث ہوا ہے۔ اور اگر قاضی نے مدعا علیہ کے ساتھ کوئی شخص ہر وقت ملازمت کے طور پر مال برآمد کرنے کیواسطے مقرر کیا جسکو موکل کہتے ہین تو اُسکا خرچہ مدعا علیہ پر واجب ہوگا اور بعض نے فرمایا کہ مدعی پر واجب ہوگا اور یہی اصح ہے۔ اور جو شخص گواہون کا تزکیہ کرے اسکی اجرت مدعی پر واجب ہے ایسے ہی جو شخص تعدیل کیواسطے بھیجا جاوے اسکا بھی یہی حکم ہے۔ اور ہم نے بعض مقام پر لکھا دیکھا ہے کہ قاضی نے اگر کوئی شخص مدعا علیہ کے پاس نشان دہی اور آگاہی کیواسطے مدعی کے ساتھ بھیجا اور وہ نشان مدعا علیہ کے سامنے پیش ہوا اور اُسنے انکار کیا اور مدعی نے اس امر کے گواہ کر لیے جنھون نے قاضی کے سامنے اثبات کیا تو قاضی اُسکے پاس دوبارہ جو پیادہ روانہ کرے گا اُس کی اجرت مدعا علیہ پر واجب ہوگی اور پھر مدعی پر کچھ واجب نہ ہوگا پس حاصل یہ ہے کہ ابتداءً مین چپراسی کی اجرت مدعی پر ہوگی پھر اگر مدعا علیہ کے انکار کیوجہ سے دوبارہ ضرورت ہوئی تو مدعا علیہ پر واجب ہوگی اور یہ حکم استحسانًا معلوم ہوتا ہے کہ مدعا علیہ کی تنبیہ کیواسطے اس استحسان کیطرف میلان کیا ہے ورنہ قیاسًا شل ابتدائی حالت کے آخر مین بھی مدعی پر واجب ہونا چاہیے کیونکہ دونون حالتون مین اُسی کا نفع ہے۔ اور جو شخص صاحب المجلس و المجلواز کہلاتا ہے کہ جسکو قاضی نے اسواسطے مقرر کیا ہے کہ لوگون کو قاضی کے سامنے ادب کے ساتھ اُٹھاتا بٹھاتا ہے اور بے ادبی کرنے سے جھڑکتا ہے تو وہ شخص مدعی سے کچھ لے لیگا یہ فتاوی الغرائب مین ہے۔ اور قسام کی اجرت عدد رؤس کے موافق ہر بالغ و نابالغ پر یکسان ہے اور شیخ ظہیر الدین مرغینانی اور شرف الائمہ مکی نے فرمایا کہ قاضی نے اگر بذات خود ترکہ تقسیم کیا تو اسکو کچھ اجرت نہ ملیگی اگرچہ بیت المال سے جو اسکا روزینہ ہے وہ کافی نہو اور محیط و شرح ادب ذر مین لکھا ہے کہ قاضی کو اجرت ملیگی جبکہ بیت المال کا روزینہ اسکے واسطے کافی نہو ولیکن مستحب یہ ہے کہ نہ لیوے اور ہمارے اُستاد رح نے فرمایا کہ امام ظہیر الدین و شرف الائمہ کا قول اس زمانہ کے لحاظ سے حسن ہے کہ قاضیون کی نیت فاسد ہوگئی ہے اگر اُن کے واسطے یہ حکم دیا جاوے کہ لے لیوین توبھی وہ لوگ اجر مثل پر قناعت نہ کرینگے یہ تتمہ مین ہے۔ زید نے کھیتی کے کام مین دو مزدور خالد و عمر و مقرر کیے اور ہر ایک کو دو دو بیل معین کرکے دیدیے کہ وہ زراعت کا کام کرتے ہین پھر دونون مین سے ایک نے اپنے دو بیل معین چھوڑ کے دوسرے کے بیلون سے کام لیا اور بیل مرگیا تو

اسکی قیمت کا ضامن ہوگا اور آیا دیدینے والا بھی ضامن ہوگا تو بعض نے فرمایا کہ ضامن ہوگا اور یہی اصح ہے اور یہی ظاہر الروایت کا حکم ہے اور اسی پر شمس الائمہ سرخسی فتوی دیتے تھے۔ اور مجموع النوازل مین لکھا ہے کہ زید نے عمرو کے پاس اناج کی کچھ گٹھریان ودیعت رکھین اور عمرو نے گونون کو خالی کر کے اسمین اپنا اناج بھر دیا پھر زید نے اس سے اپنی گٹھریان طلب کین تاکہ مکہ کو لیجاوے اُسنے اپنے اناج کی گٹھریان اسکو دیدین اور آگاہ نہ کیا وہ انکو لادکر مکہ مین لایا تو مستودع کو اختیار ہے کہ اس سے اپنا اناج لے لیوے اور اُسپر کچھ کرایہ واجب نہ ہوگا یہ محیط مین ہے۔ وقف کے متولی یا یتیم کے وصی نے اگر مال وقف یا مال یتیم کو اجر المثل سے کم اجرت پر جو بقدر رکم ہے کہ ایسے خسارہ کو لوگ برداشت نہین کرتے ہین اجارہ دیدیا تو شیخ امام اجل محمد بن الفضل رحمہ نے فرمایا کہ ہمارے بعض علماء کے نزدیک اجر المثل واجب ہوگا خواہ کسی قدر ہو اور اسی پر فتوی ہے۔ وصی نے اگر یتیم کے مال مین سے بارگاہ قاضی مین کسی مقدمہ مین جو یتیم پر دائر تھا یا یتیم نے دائر کیا تھا کچھ خرچ کیا تو شیخ امام ابو الفضل رحمہ نے فرمایا کہ جسقدر مال وصی نے بطور اجارہ کے دیا ہے اسمین سے بقدر اجر المثل کے ضامن نہو گا اور جو اُسنے بطور رشوت کے دیا ہے اسکا ضامن ہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ اور جو شخص وقف یا یتیم کے مکان مین اپنے اہل وعیال وتابعداروں سمیت رہا تو اجر المثل اس شخص پر جسکے توابع ہین واجب ہوگا یہ وجیز کردری مین ہے۔ ایک مریض نے اپنا مکان اجر المثل سے کم پر کرایہ دیا تو اجارہ اسکے تمام مال سے[1] قرار دیا جائیگا فقط تہائی سے معتبر ہوگا یہ ظہیریہ مین ہے۔ ایک شخص نے ایک دوکان جو فقیرون پر وقف تھی کرایہ لی اور چاہا کہ اُسپر ایک غرفہ اپنے مال سے اپنے نفع کیواسطے بنا دے مگر دوکان کے کرایہ مین اجرت مقررہ سے زیادہ کچھ نہ بڑھاوے تو اُس کو غرفہ بنانے کی اجازت نہ دیجاویگی ولیکن اگر اجرت بڑھاوے تو صرف بقدر عمارت بنانے کی اجازت دیجائیگی کہ جس سے تدیمی عمارت کو ضرر نہ پہونچے۔ اور اگر ایسا ہو کہ یہ دوکان اکثر اوقات خالی رہتی ہو اور اس مستاجر نے فقط اسی غرفہ کی خواہش سے اسکو کرایہ لیا ہو تو بدون کرایہ کے زیادہ کرنے کے اسکو غرفہ بنانے کی اجازت دیجاویگی یہ محیط مین ہے۔ مسجد کے اوقاف مین سے زید نے ایک وقفی حجرہ اجارہ لیا اور اُسمین کولہاڑی سے لکڑیان چیرنی شروع کین حالانکہ پڑوسی لوگ اُس سے راضی نہین ہین مگر متولی راضی ہے تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر اس فعل سے شل کندی کرنے والون دلو ہارون کے فعل کے کھلا ضرر حجرہ کو پہونچتا ہو اور متولی کو کوئی دوسرا شخص جو اس کرایہ پر حجرہ کو لے لے ملتا ہو تو متولی پر واجب ہے کہ اسکو اس فعل سے منع کرے اور اگر باز نہ رہے تو حجرہ سے نکال دے[2] یعنے مجبور کرے کہ نکلجاوے۔ اور اگر متولی کو کوئی ایسا شخص نہ ملے جو اتنے کرایہ پر حجرہ کو لے لے تو متولی کو اختیار ہے کہ حجرہ اُسکے قبضہ مین چھوڑ دے ولیکن اگر اُس سے عمارت وقف کے گرجانے کا خوف ہو تو ایسا نہ کرے یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ جامع الفتاوی مین ہے کہ اگر ایک شخص نے دس درم ماہواری پر ایک گدھا کرایہ کیا اور اسکو مع اپنے زین کے بیس درم ماہواری پر کرایہ دیدیا تو حصہ زین کا کرایہ اسکو حلال ہے یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ ایک شخص نے سو من تازہ چھوہارے دوسرے شہر مین پہونچانے کی غرض سے جانور کرایہ کیا اور راستہ مین چھوہارے خشک ہو کر پچاس من رہگئے پس اگر مستاجر نے جانور کو کرایہ کیا ہے تو اجرت مین سے کچھ کم نہ ہوگا اور اگر سو من چھوہارے پہونچانے کا اجارہ کیا ہے تو بقدر نقصان کے اجرت مین سے کمی کردیجاویگی یہ جواہر الفتاوی مین ہے۔ ایک شخص زید نے تین خروار تیل عمرو کو صابون بنانے کے واسطے دیا اور کہا کہ صابون پکانے کا قلیہ[3] اور دیگر ضروریات اپنے

[1] قولہ ... [illegible]
[2] [illegible]
[3] [illegible]

پاس سے لگا دے اس شرط سے کہ سو درم دونگا عمرو نے ایسا ہی کیا تو صابون زید کو ملیگا اور عمرو کا اجر المثل اور جو
چیزین اُسنے صرف کی ہین انکی قیمت زید پر واجب ہوگی یہ خلاصہ مین ہے۔ اگر ایک شخص نے کسی کا معلوم
کیواسطے ایک مہینہ تک کوئی غلام اجارہ لیا پھر ایک روز اُس سے کہا کہ یہ خط فلان مقام پر پہونچا دے اور
تجکو دو درم دونگا تو اسکو دونون اجرتین نہ ملینگی ولیکن دوسرا اجارہ گویا اتنی مدت تک جتنے مین یہ کام کرے گا
پہلے اجارہ کا فسخ یعنے توڑنے والا ہے اور اس مدت کے دو درم غلام کو ملینگے پھر جب خط پہونچا کر واپس آیا
پہلا اجارہ عود کریگا اور جتنے روز تک خط پہونچانے مین پہلے اجارہ کا کام نہین کیا اتنے دنون کی اجرت
وضع ہو جائیگی یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ زید نے ایک چکی گھر اجارہ لیا اور خالد کو اجارہ پر دیدیا پھر اُسمین سے کچھ
منہدم ہو گیا پس زید نے خالد سے کہا کہ اپنے خرچہ سے اسکی تعمیر کرا دے اُسنے خرچ کرکے بنوایا پس آیا زید سے
واپس لے سکتا ہے یا نہین تو یہ حکم ہے کہ اگر خالد کو معلوم تھا کہ زید مستاجر ہے مالک نہین ہے تو زید سے کچھ نہین لے سکتا
ہے اور اگر اُسنے یہ گمان کیا تھا کہ مالک ہے تو ہمین دو روایتین ہین ایک روایت مین جبتک واپس لینے کی شرط
نہ لگائی ہو تب تک واپس نہین لے سکتا ہے اور دیگر روایت مین بدون شرط کے واپس لے سکتا ہے یہ محیط مین ہے
شیخ ابو القاسم رحمہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک احاطہ مین زید کا حجرہ اور خالد کا اصطبل ہے اور بسا اوقات خالد
دروازہ بند کر دیتا ہے اور زید نے اسکو منع کرنا چاہا پس آیا منع کر سکتا ہے فرمایا کہ خالد کو اختیار ہے کہ جسوقت
اس محلہ کے لوگ اپنے اپنے دروازے بند کرتے ہین اسوقت بند کر دے یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ ایک شخص نے
ایک مقام دباغت کا کام کرنے کیواسطے اجارہ لیا اور پڑوسی اُسکو اُس سے منع کرتے ہین فرمایا کہ یہ عام ضرر ہے
اسکو باز رکھین یہ جواہر الفتاوی مین ہے۔ تین آدمی کسی کام مین اجیر ہوے اور سب باہمی شریک تھے پھر ایک
بیمار ہو گیا اور دونون باقیون نے کام پورا کیا تو سب کو برابر اجرت تقسیم ہوگی اور بیمار کے کام پورا کرنے
مین دونون متطوع شمار ہونگے یہ سراجیہ مین ہے۔ ایک شخص نے دوسرے کو چکی اجارہ دی اور اسی موجر نے اسی
مستاجر کے پاس گیہون بھیجے کہ انکا آٹا پیس دے اُسنے ایسا ہی کیا تو اجرت واجب نہ ہوگی اور اگر یون کہا ہو
کہ اسی چکی مین پیس دے تو اجرت واجب ہوگی کذا فی التاتارخانیہ زید کا کچھ کرایہ ایام گذشتہ کا اپنے مستاجر
عمرو سے بابت اپنی دوکان کے واجب الوصول تھا اور زید نے تقاضا کیا مگر عمرو دینے مین درنگ کرتا تھا پس زید
نے قاضی کے سامنے مرافعہ کیا قاضی نے دوکان پر مہر لگا دی پس جتنے دنون اُسپر مہر رہی اُسکا کرایہ واجب ہوگا یا
نہین تو حکم یہ ہے کہ واجب نہوگا کیونکہ عمرو قاضی کی مہر کو نہین توڑ سکتا ہے پس انتفاع حاصل کرنے سے باز
رکھا گیا اس لیے کرایہ بھی ساقط ہوگا وفیہ نظر اور اس حکم مین اعتراض ہے اور صحیح یہ حکم ہے کہ کرایہ واجب ہوگا
ایک جولاہے نے کوچ کرایہ لی اور روزانہ کچھ اجرت ٹھہری اور یہ جولاہا ہر وقف کے کرگہ مین کام کرتا تھا اور
چونکہ کرایہ نہین دیا تھا اس جہت سے متولی وقف اس کوچ کو گرو لیگیا اور چند روز اُسکے پاس رہی تو اتنے
دنون کا کرایہ واجب ہوگا یا نہین تو جواب یہ ہے کہ اگر جولاہے کو متولی کے ساتھ مقابلہ کرنے اور چھین لینے کی
طاقت تھی تو واجب ہوگا ورنہ نہین وفیہ نظر اور اسمین اعتراض ہے صحیح حکم یہ ہے کہ واجب ہوگا یہ ذخیرہ مین ہے
زید نے زراعت کیواسطے کوئی زمین اجارہ لی اور کھیتی بوئی پھر کسی آفت سے وہ کھیتی جڑ پیڑ سے

نابود ہو گئی تو ایام گذشتہ کا کرایہ واجب ہوگا اور آفت کے بعد باقی مدت کا کرایہ واجب نہوگا یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ زید نے زمین عمرو کو اجارہ دی پھر خالد کے ہاتھ فروخت کر دی اور خالد نے ثمن عمرو کو بوجہ مال اجارہ کے دیدیا تو دیکھا جائیگا کہ اگر زید حاضر ہے تو خالد متطوع شمار ہوگا اور اگر حاضر نہین ہے تو متطوع نہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ غاصب نے اگر غصب کا غلام یا گھر کسی کو کرایہ پر دیدیا اور مغصوب منہ نے جسکی چیز غصب کی ہے یہ کہا کہ مین نے تجھے اجارہ دینے کیواسطے حکم کیا تھا غاصب نے کہا کہ نہین حکم کیا تھا تو مغصوب منہ کا قول قبول ہوگا اور اگر غاصب نے اجارہ دیا پھر مدت گذرنے پر مغصوب منہ نے دعوی کیا کہ مین نے انقضاے مدت سے پہلے اجارہ کی اجازت دیدی تھی تو بدون گواہون کے اسکا قول قبول نہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ اگر کوئی مکان غصب کیا پھر اسکو اجارہ دیا پھر مالک سے خرید لیا تو اجارہ سابقہ باقی رہیگا اور اگر از سر نو تجدید کر لی تو افضل ہے غاصب نے اگر کسی کو غصب کی چیز اجارہ دیدی پھر مستاجر نے وہ چیز غاصب کو اجارہ دی اور اجرت لی لی تو غاصب کو اختیار ہے کہ اُس سے اُجرت واپس لیوے یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ بھاگے ہوئے غلام کو اگر کسی شخص نے پکڑ کر زید کو اجارہ دیا تو اسکی اُجرت عاقد کو ملیگی مگر صدقہ کر دے اور اگر عاقد نے اجرت مع غلام اسکے مالک کے سپرد کی اور کہا کہ یہ تیرے غلام کی اُجرت ہے تو تحسانا سب مولی کو حلال ہے مگر قیاسا یہ حکم نہین ہے یہ ذخیرہ کردری مین ہے۔ ایک شخص نے کچھ درخت خرید کر قطع کرائے اور کوئی زمین اجارہ لی تاکہ بریدہ درخت اُس مین ڈلوا دے بعد خشک ہونے کے کام آوین اور جو زمین کرایہ لی ہے اسکا راستہ عمرو کی زمین مین ہو کر جاتا ہی پس درختونکے خریدار نے چاہا کہ بریدہ درخت لدوا کر اُسی راہ سے اجارہ والی زمین مین لیجاوے اور عمرو نے ممانعت کرنی چاہی تو عمرو کو ممانعت کا اختیار نہین ہے یہ محیط مین ہے۔ ایک شخص نے زید سے کوئی غلام یا اسباب خرید کر کچھ مدت معلوم کیواسطے بعد قبضہ کے بائع یعنے زید کو کسی قدر اجرت معلومہ پر اجارہ دیا پھر وہ غلام یا اسباب کسی مستحق نے باثبات استحقاق لے لیا پس آیا مشتری کو ایام گذشتہ کے کرایہ کے مطالبہ کا اختیار ہے تو بعض نے فرمایا کہ مطالبہ نہین کرنا چاہیے کذا فی الذخیرہ

کتاب المکاتب

اور اس کتاب مین نو باب ہین

باب اول کتابت کی تفسیر و رکن و شروط و احکام کے بیان مین

کتابت کی تفسیر شرعی یون بیان فرمائی ہے کہ تحریر المملوک یدا فی الحال و رقبۃ فی المآل کذا فی التبیین یعنی مملوک کو خواہ باندی ہو یا غلام فی الحال اپنی زیر دستی سے اور فی المآل مملوکیت سے آزاد کر دینے کو کتابت کہتے ہین۔ اور کتابت کا رکن یہ ہے کہ مولی کی طرف سے ایجاب ہو اور مکاتب کیطرف سے قبول ہو اور ایجاب ایسے الفاظ سے ہو مکاتبت پر دلالت کرتے ہین جیسے مولی نے اپنے غلام سے کہا کہ مین نے تجھے اسقدر درمون پر مکاتب کیا خواہ اس قول کے ساتھ کوئی تعلیق ہو اسطرح کہ اگر تو مجھے ادا کر دیگا تو تو آزاد ہے یا کوئی تعلیق نہو۔ اسی طرح اگر اپنے غلام سے کہا کہ تو ہزار درم پر ہے یون آزاد ہے کہ ماہواری اسقدر قسط وار مجھے سب ادا کر دے اُسنے قبول کیا۔ یا یون کہا کہ جب تو نے مجھے

ہزار درم پورے ماہواری اسقدر کرکے ادا کر دیے تو تو آزاد ہے اُسنے قبول کیا یا کہا کہ مین نے تجھپر ہزار درم رکھے کہ انکو تھوڑا تھوڑا کر کے اسقدر ماہواری سے ادا کر دے اور جب تو نے ادا کر دیے تو تو آزاد ہے اور اگر غلام جو رہا تو مملوک رہا اُسنے قبول کیا۔ یا اور اُسی معنی کے الفاظ بیان کیے تو سب کتابت ہین کیونکہ عقود مین اعتبار معانی کا ہوتا ہے نہ الفاظ کا۔ اور قبول کی یہ صورت ہے کہ مکاتب کہے کہ مین نے قبول کیا یا مین راضی ہوا یا ایسے ہی الفاظ بیان کرے۔ پھر جب ایجاب و قبول پایا گیا تو کتابت کا رکن تمام ہو گیا۔ پھر رکن کی حاجت ایسے مملوکون مین ہے جنکے حق مین حکم عقد مقصودًا ثابت ہو نہ ایسے مملوکون مین جنمین تبعًا ثابت ہو جیسے وہ لڑکا جو حالت کتابت مین باندی سے پیدا ہوا یا اپنے والدین یا بیٹے کو خرید کیا تو انمین حاجت نہین ہے یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ جب ادا کر دیے مجھے تو نے ہزار درم ماہواری سو درم کرکے تو تو آزاد ہے تو روایت ابی حفص کے موافق یہ مکاتب نہین ہے اسواسطے کہ ایک ہی بار ادا کرنے کا اعتبار ہے اور یہی اصح ہے یہ تبیین مین ہے واضح ہو کہ کتابت کے شرائط چند قسم ہین بعضی شرطین مولے کیطرف راجع ہین اور بعضی مکاتب کیطرف اور بعضی بدل کتابت کی جانب اور بعضی نفس رکن کی جانب راجع ہین۔ پھر بعضے شرائط انعقاد ہین اور بعضی شرط نفاذ اور بعضی شرط صحت ہین۔ اب ہر ایک کا بیان یون ہے کہ جو شرطین مولی کیطرف راجع ہین از انجملہ عقل چاہیے اور یہ انعقاد کی شرط ہے پس جو لڑکا لا یعقل ہو یا شخص مجنون ہو اُسکا مکاتب کرنا نہین صحیح ہے۔ از انجملہ بلوغ شرط ہے اور یہ نفاذ کی شرط ہے پس جو لڑکا نابالغ کہ سمجھدار ہو اُسکا عقد کتابت نافذ نہوگا اگرچہ وہ لڑکا آزاد ہو اور اپنے ولی یا وصی کیطرف سے اُسکو تجارت کرنے کی اجازت حاصل ہو از انجملہ ملک و ولایت شرط ہے اور یہ بھی شرط نفاذ ہے پس اگر کسی نفضولی نے مکاتب کیا یعنے اجنبی شخص نے زید کا غلام ہزار درم پر مکاتب کر دیا تو یہ عقد نافذ نہوگا کیونکہ نفضولی کو نہ ملک حاصل ہے نہ ولایت اور اگر وکیل نے ایسا کیا تو عقد نافذ ہوگا کیونکہ وہ مولی کا نائب ہے اسیطرح باپ و وصی کیطرف سے بھی استحسانًا یہی حکم ہے۔ از انجملہ رضامندی شرط ہے اور یہ شرائط صحت مین سے ہے پس اگر زید سے زبردستی اُسکا غلام مکاتب کرایا گیا یا اُسنے مسخرہ پن یا خطا سے مکاتب کیا تو صحیح نہین ہے اور واضح ہو کہ حریت یعنے مولی کا آزاد ہونا جواز مکاتبت کیواسطے شرط نہین ہے پس مکاتب کا مکاتب کرنا جائز ہے اور ایسے ہی اسلام بھی شرط نہین ہے پس ذمی کا اپنے غلام کافر کو مکاتب کرنا جائز ہے یا ذمی نے کسی مسلمان غلام کو خرید کرکے مکاتب کر دیا تو بھی جائز ہے۔ اور مرتد نے اگر اپنے مملوک کو مکاتب کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک موقوف رہیگا یعنے اگر وہ مرتد حالت ارتداد پر قتل کیا گیا یا مر گیا یا دار الحرب مین جا ملا تو عقد باطل ہو گیا اور اگر مسلمان ہو گیا تو نافذ ہوگا اور صاحبین کے نزدیک اُسکا عقد کتابت نافذ ہوتا ہے۔ اور جو شرطین مکاتب کیطرف راجع ہین از انجملہ یہ ہے کہ مکاتب عاقل ہو اور یہ انعقاد کی شرط ہے۔ اور جو بدل کتابت کیطرف راجع ہین از انجملہ یہ ہے کہ بدل کتابت مال ہو اور یہ انعقاد کی شرط ہے پس خون یا مردار پر مکاتبت منعقد نہوگی حتے کہ اگر ادا کر دے تو آزاد نہوگا و لیکن اگر مولی نے یون شرط لگائی کہ اگر تو مجھے یہ مردار ادا کر دے تو تو آزاد ہے اُسنے ادا کر دیا تو بسبب شرط کے آزاد ہو جائے گا اور مولی اُس سے اُسکی قیمت نہین لے سکتا ہے۔ از انجملہ مال متقوم ہو اور یہ شرائط صحت مین سے ہے پس اگر مسلمان نے اپنے مسلمان یا ذمی غلام کو شراب یا سور پر مکاتب کیا یا کسی ذمی نے اپنے مسلمان غلام کو شراب یا سور پر مکاتب کیا تو

صحیح نہین ہے اور اگر غلام نے یہ مال ادا کر دیا تو آزاد ہو جائیگا مگر اُس پر اپنی ذات کی قیمت ادا کرنی واجب ہوگی۔ اگر ذمی نے اپنے غلام کافر کو شراب یا سور پر مکاتب کیا تو جائز ہے۔ اور اگر ذمی کا کوئی غلام کافر ہو اور اُسنے اس غلام کو شراب پر مکاتب کیا پھر دونون مین سے کوئی مسلمان ہوگیا تو کتابت پوری اور غلام پر شراب کی قیمت واجب ہوگی از انجملہ یہ ہے کہ بدل کتابت کی نوع ومقدار معلوم ہووے خواہ صفت معلوم ہو یا نہو اور یہ انعقاد کی شرط ہے۔ پس اگر بدل کتابت کی نوع یا مقدار مجہول ہوگی تو کتابت منعقد نہوگی اور اگر نوع ومقدار معلوم ہو اور صفت مجہول ہو تو کتابت جائز ہوگی۔ اور اصل اس مقام پر یہ ہے کہ جب بدل کتابت کا مجہول ہونا حد سے تجاوز کرے تو کتابت جائز نہ ہوگی ورنہ جائز ہوگی۔ از انجملہ یہ ہے کہ بدل کتابت مولی کی ملک نہو اور یہ شرط انعقاد ہے پس اگر اموال مولی مین سے کسی مال عین پر مکاتب کیا تو جائز نہین ہے اسیطرح اگر وقت عقد کے کچھ کمائی غلام کے پاس موجود ہے اس پر کتابت قرار دی تو بھی جائز نہین ہے اور بدل کتابت کا دین ہونا جواز کتابت کی شرط ہے۔ اور جو شرط نفس رکن کیطرف راجع ہین پس شرائط تحت مین سے ایک یہ ہے کہ شرط فاسد سے خالی ہو اور شرط فاسد وہ ہے کہ جو مقتضاے عقد کے مخالف اور نفس عقد مین داخل ہو اور اگر وہ شرط مقتضاے عقد سے مخالف نہو تو شرط وعقد دونون جائز ہونگے اور اگر مقتضاے عقد کے مخالف ہوگی مگر نفس عقد مین داخل نہوگی تو شرط باطل ہو جائیگی اور عقد صحیح رہیگا یہ بدائع مین ہے۔ اور کتابت کا حکم یہ ہے کہ غلام آزادانہ تصرف کہ جس سے بسبب مملوکیت کے اُسکو ممانعت تھی اس ممانعت سے بری ہو جاتا ہے اور فی الحال اسکو اپنے امور مین دست قدرت حاصل ہوتا ہے حتے کہ جو کچھ اُسنے کمایا وہ بالخصوص غلام کا ہوگا اور اگر مولی نے اسکے ساتھ خواہ اُس پر یا اُسکے مال پر کوئی جنایت کی تو مولی پر ضمان واجب ہوگی اور وقت ادا کر دینے کے حقیقۃ آزادی ثابت ہوگی اور مولی کو اُس عقد کے ذریعہ سے بدل کتابت کے مطالبہ کی ولایت حاصل ہوتی ہے اور وقت ادا کر دینے کے حقیقۃ بدل کا مالک ہو جاتا ہے یہ تبیین مین ہے۔ کتابت اگر فی الحال ادا کر دینے پر قرار پاوے تو کتابت عقد سے فارغ ہوتے ہی مولی کو بدل کتابت کے مطالبہ کا اختیار رہوگا اور اگر میعاد قرار پائی ہو کہ قسط کر کے ادا کرے تو جسوقت قسط کی میعاد آوے اُسوقت مطالبہ کریگا یہ محیط مین ہے۔ مکاتب کی کمائی کا مولی مالک نہین ہوتا ہے اور نہ اُس سے خدمت لے سکتا ہے اور نہ اُسکا صدقہ فطر مولی پر واجب ہوتا ہے یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ اور اگر مولے نے مکاتبہ باندی کے ساتھ وطی کی تو عقر واجب ہوگا یہ ہدایہ مین ہے۔ کفایہ شمس الائمہ بیہقی مین لکھا ہے کہ اگر مولی نے عمداً مکاتب کو قتل کیا تو قصاص واجب نہوگا اور اگر مکاتب نے مولی کو قتل کیا تو قصاص واجب ہوگا یہ عینی شرح ہدایہ مین ہے۔ اور نکاح اور عدت مین مکاتبہ باندی کے احکام مثل مملوکہ باندی کے ہین یہ فتاوے قاضی خان مین ہے اور کتابت مستحب ہے مگر ایسے غلام کے حق مین جسکے حال سے بہتری معلوم ہو یعنے معلوم کرے کہ یہ غلام امین ہے اور تجارت کے کام مین ہوشیار ہے اور کمائی کر سکتا ہے اور بدل کتابت فی الحال ہو یا میعادی ہو قسط وار ہو یا یکمشت اور یہ سب ہمارے مذہب مین ہے یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ اور بعضون نے فرمایا کہ بہتری سے یہ مراد ہے کہ اُسکے حال سے معلوم کرے کہ آزادی کے بعد مسلمانون کو ضرر نہ پہونچا دیگا اور اگر دیکھے کہ ضرر پہونچا دیگا تو افضل یہ ہے کہ اسکو مکاتب نہ کرے اور اگر کر دیا تو جائز ہے یہ تبیین مین ہے۔ اور غلام وباندی اور صغیر وکبیر مین کچھ فرق نہین ہے جبکہ اسکو خرید وفروخت کی عقل ہو یہ کافی مین ہے۔ اور جو چیزین نکاح مین

نہ ہو سکتی ہین وہ کتابت کا عوض ہو سکتی ہین یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ اور بدون تمام مال کتابت ادا کرنے کے آزاد
نہوگا اور جب سب ادا کر دیا تو آزاد ہو گیا اگرچہ مولے نے یون نہ کہا ہو کہ جب تو تمام بدل کتابت ادا کر دے گا تو
تو آزاد ہو جائیگا یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ اور غلام کے ذمہ سے بدل کتابت مین سے کچھ کم کر دینا اور چھوڑ دینا
نخواہ مخواہ واجب نہین ہے بلکہ مندوب ہے یہ عینی شرح ہدایہ مین ہے۔ اور اگر بدل کتابت کے عوض ایسی کوئی شے
رہن کر لی جس سے بدل ادا کر سکتا ہے یعنے بدل کتابت کی ادائی اُس سے ہو سکتی ہے اور وہ چیز مالک کے
پاس تلف ہو گئی تو غلام آزاد ہو جائیگا یہ مبسوط مین ہے۔ واضح ہو کہ کتابت دو طرح پر ہوتی ہے ایک تو یہ ہے کہ اُسکے
نفس کو مکاتب کرے مال کو کتابت مین داخل نہ کرے۔ دوسرے یہ کہ جان و مال دونون کو مکاتب کرے اور دونون
صورتین جائز ہین اور پہلی صورت کی یہ مثال ہے کہ مین نے تجھے ہزار درم پر مکاتب کیا پس اس صورت مین جو مال
اس سے پہلے کی کمائی کا غلام کے پاس ہو وہ سب مولی کا ہوگا اور اُسکے بعد جو کچھ کمائے وہ سب غلام کا ہوگا مگر
جب اُس نے اس کمائی سے بدل کتابت ادا کر دیا تو جو باقی رہا وہ سب غلام کے سپرد ہوگا۔ اور دوسری صورت
کی مثال یہ ہے کہ مین نے تیری جان و مال کو ہزار درم پر مکاتب کیا تو جو کچھ اسوقت مکاتب کے پاس موجود ہے اور
جو آیندہ کمادے سب اسی کا ہوگا خواہ اسکا مال جو فی الحال موجود ہے وہ بدل کتابت سے کم ہو یا زیادہ ہو اور مولی
کو اس مال سے سوائے بدل کتابت کے کچھ نہ ملیگا اور غلام کا مال وہ ہے جو اُسنے تجارت سے کمایا یا اُسکو کسی نے
ہبہ کیا یا صدقہ دیا۔ اور اگر دونون نے غلام کے مال مین اختلاف کیا یعنی مولی نے اپنا حق بیان کیا اور غلام نے
اپنا تو مکاتب کا قول قبول ہوگا۔ مگر جنایات کے عوض جو ارش دستیاب ہو یا عقر ملے تو دونون مولی کی ملک ہونگے
یہ مضمرات مین ہے۔ اور کتابت مین شرط خیار جائز ہے یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ المتصلات اگر مکاتب نے ہزار
درم کتابت ادا کر دیے پھر مولے کے پاس سے یہ درم استحقاق مین لے لیے گئے تو مکاتب آزاد ہو گیا اور مولی بجاے
اُنکے ہزار درم مکاتب سے لیگا یہ مبسوط مین ہے۔ اگر زید نے اپنے مجنون یا صغیر غلام کو مکاتب کیا تو عقد
منعقد نہوگا اور اگر اُسکی طرف سے بدل عقد کتابت عمرو نے زید کو ادا کر دیا اور زید نے قبول کیا تو آزاد
نہوگا اور عمرو مختار ہے کہ اپنا بدل کتابت زید سے واپس کرے کیونکہ اُسنے آزادی کے عوض دیا اور آزادی
حاصل نہ ہوئی۔ اور اگر نابالغ کیطرف سے عمرو نے ایجاب کتابت کو قبول کیا اور مولی بھی راضی ہوا تو بھی عقد
کتابت منعقد نہوگا۔ اور آیا یہ ہو سکتا ہے کہ یہ ایجاب و قبول اجنبی کا موقوف ہے کہ جب غلام بالغ ہو تو اجازت دیدے
پس امام قدوری نے فرمایا کہ نہین موقوف ہوگا اور یہی صحیح ہے کیونکہ اجنبی کے عقد کا اجازہ پر موقوف ہونا اسوقت
ہوتا ہے کہ جب اُسکا اجازت دینے والا وقت عقد کے موجود ہو اور یہان موجود نہین ہے کیونکہ نابالغ اہل اجازت
سے نہین ہے بخلاف اسکے اگر غلام بالغ ہو مگر غائب ہو اور عمرو نے اُسکی طرف سے کتابت کو قبول کر لیا اور زید
راضی ہوا تو غلام کی اجازت پر موقوف ہوگا۔ اور صورت مذکورہ بالا مین اگر عمرو نے نابالغ غلام کیطرف سے قبول
کر کے مولی کو بدل کتابت ادا کر دیا تو اصل مین مذکور ہے کہ استحسانًا آزاد ہو جائیگا اور جسنے قبول کیا یعنے عمرو کو اپنا
مال واپس لینے کا اختیار نہین ہے۔ اور یہ حکم اسوقت ہے کہ اُسنے کل بدل ادا کر دیا ہو اور اگر اُسنے کچھ ادا کیا ہو
تو قیاسًا و استحسانًا واپس لے سکتا ہے ولیکن اگر اسی عرصہ مین غلام نے بالغ ہو کر اجازت دیدی تو پھر

نہین واپس کرسکتا ہے یہ بدائع مین ہے

دوسرا باب کتابت فاسدہ کے بیان مین۔ کتابت فاسدہ مین مولی کو اختیار ہے کہ بلا رضامندی غلام کے اُسکو رقیق کردے اور کتابت کو فسخ کردے۔ اور کتابت صحیحہ مین بدون غلام کی رضامندی کے فسخ نہین کرسکتا ہے اور غلام کو اختیار ہے کہ کتابت فاسدہ اور جائزہ دونون مین بدون مالک کی رضامندی کے فسخ کردے یہ شرح طحاوی مین ہے۔ اور ولوالجیہ مین لکھا ہے کہ کتابت فاسدہ مین جو چیز مولی کو اُسکی زندگی مین ادا کرنے سے آزاد ہوتا تھا اگر اُسکی موت کے بعد وارثون کو ادا کرے تو آزاد ہو جائیگا یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ اگر کسی شخص غیر کے مال عین پر خواہ از قسم کیلی ہو یا وزنی یا عروض مین سے ہو اپنے غلام کو مکاتب کیا تو اس مین دو روایتین ہین اور اظہر روایت یہ ہے کہ عقد فاسد ہے یہ فتاوے قاضی خان مین ہے اگر زید نے اپنے غلام کو ہزار درم اور ایک سال تک خدمت کرنے یا کسی مملوک لڑکے پر مکاتب کیا تو جائز ہے اور اگر ایک ہزار درم و ہمیشہ خدمت کرنے پر مکاتب کیا تو فاسد ہے اور غلام اپنی قیمت ادا کرنے پر آزاد ہو جائیگا خدمت نہ لیجا ویگی۔ پھر اگر وہ ہزار درم دیکر آزاد ہوا اور یہی اُسکی مقدار قیمت ہے تو مولے کو اُس سے مواخذہ کرنے کی کوئی راہ نہین ہے اور اگر مقدار قیمت اس سے زائد ہو تو بقدر زیادتی کے اُس سے لیگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ کتابت فاسدہ مین جو چیز بدل قرار پائی ہے اگر قیمت اسی جنس سے ہو پس اگر مقررہ سے کم ہو تو بدل کم نہ کیا جائیگا اور اگر قیمت زائد ہو تو بدل مقررہ مین زیادتی کردیجا ویگی یہ شرح وقایہ مین ہے۔ اگر گیہون یا جو پر مکاتب کیا اور مقدار معلوم بیان کردی پس اگر صفت بھی مثل جید یا وسط یا ردی بیان کردی تو اُسی صفت پر عقد قرار دیا جائے گا اور اگر کوئی صفت بیان نہ کی ہو تو درمیانی قسم قرار دیجا ویگی یہ محیط مین ہے۔ اگر زید نے اپنے غلام کو ایسے مال معین پر جو غلام کے قبضہ مین ہے اور اُسکی کمائی کا ہے اسطور سے کہ مثلاً زید نے اسکو تجارت کی اجازت دی تھی اُسنے یہ مال کمایا ہے مکاتب کیا تو اسکی دو روایتین ہین ایک روایت مین جائز ہے کیونکہ اُسنے ایسے بدل معلوم پر مکاتب کیا جسکے سپرد کرنے پر غلام قادر ہے اور ایک روایت مین جائز نہین ہے کیونکہ اُسنے اپنے مال پر مکاتب کیا اور اگر اُسنے چند درمون پر جو غلام کے ہاتھ مین تھے مکاتب کیا تو بالاتفاق الروایات جائز ہے کیونکہ معاوضات مین درہم متعین نہین ہوتے ہین یہ تبیین مین ہے۔ اگر بدل کتابت غلام نے دیا اور وہ عقد مین متعین نہ تھا کہ خاص یہی چیز ادا کرے بلکہ از قبیل درم و دینار تھا اور وہ بعد اثبات استحقاق کے مولی سے لے لیا گیا تو غلام پر اُسکے مثل واجب ہوگا اور اگر مال عین کوئی اسباب یا حیوان معین تھا تو امام ابو یوسف کے نزدیک مولی اُس سے اُسکی قیمت لیگا مثل نہ لیگا یہ تاتارخانیہ مین تجرید سے منقول ہے۔ اگر زید نے اپنا غلام ایک باندی پر مکاتب کیا اور غلام نے دیدی اور زید نے اس سے وطی کی اور اُس سے ایک بچہ پیدا ہوا پھر اس باندی پر استحقاق ثابت ہوا تو فرمایا کہ مستحق وہ باندی زید سے لیگا اور اُسکا عقر اور بچہ کی قیمت لے لیگا پھر زید مکاتب سے بچہ کی قیمت واپس لے سکتا ہے عقر نہین لے سکتا ہے یہ مبسوط مین ہے۔ اگر زید نے اپنا غلام ایک کپڑے یا چوپایہ یا حیوان یا دار پر مکاتب کیا تو کتابت منعقد نہ ہوگی ایسے کہ ادا کرنے سے غلام آزاد نہ ہوگا کیونکہ کپڑے و دار و حیوان کی نوع مجہول ہے اور اگر ہروی کپڑے یا غلام یا باندی یا گھوڑے پر مکاتب کیا تو جائز ہے اور ہر چیز مین سے درمیانی قرار دیا جائے گا اور اگر

ان صورتون مین غلام درمیانی چیز کی قیمت لایا تو مولے پر جبر کیا جائیگا کہ اسکو قبول کرے یہ بدائع مین ہے۔ اور امام
اعظم رح کے نزدیک درمیانی وہ ہے کہ جسکی قیمت چالیس درم ہون اور صاحبین رح کے نزدیک ارزانی و گرانی کی رو سے
اور درمیانی چیز کی قیمت لگانے مین غلام مکاتب کی قیمت پر نظر نہ کی جاویگی کذا فی الذخیرہ اور کافی کے باب المہر مین لکھا
ہے کہ صاحبین ہی کا قول صحیح ہے انتہے۔ اگر کسی نے اپنے غلام کو اسکی قیمت پر مکاتب کیا تو کتابت فاسد ہے پھر اگر
اسنے اپنی قیمت ادا کردی تو آزاد ہو جائیگا اور سوا اسکے اسپر کچھ واجب نہوگا پھر واضح ہو کہ قیمت کا اندازہ
یعنی یہی قیمت ہے جو اسنے ادا کی ہے دونون کی باہمی تصدیق سے ثابت ہوگی اور اگر دونون نے اختلاف کیا تو قیمت آنکنے
والون کے قول پر لحاظ کیا جائیگا پس اگر دو شخص ایک قیمت پر متفق ہوے تو وہی قیمت قرار دی جاویگی اور اگر اختلاف ہو
ایک نے مثلاً ہزار درم اندازے اور دوسرے نے ایک ہزار دس درم اندازے تو جبتک بڑھی ہوئی انتہا سے قیمت
نہ ادا کرے تب تک آزاد نہوگا یہ سراج الوہاج مین ہے۔ اگر کہا کہ مین نے تجھے مکاتب کیا اور مال عوض سے سکوت کیا تو
ہمارے علماء ثلثہ کے نزدیک کتابت اصلاً منعقد نہوگی یہ محیط مین ہے۔ اور اگر اسنے ایک خادم[1] سپید رنگ پر مکاتب
کیا پھر اسنے اس عوض سے دو خادم ابیض یا دو حبشی سیاہ پر انھون ہاتھ صلح کرلی تو جائز ہے یہ مبسوط مین ہے۔ اگر
کسی نے اپنے غلام کو موتی یا یاقوت پر مکاتب کیا تو انعقاد نہوگا اور اگر اپنے حکم پر کہ جو مین کہدون یا اسکے حکم پر کہ
جسقدر وہ کہدے مکاتب کیا تو انعقاد نہوگا کیونکہ نوع و مقدار مجہول ہونے سے بھی یہان زیادہ جہالت ہے یہ بدائع مین
ہے۔ اگر زید نے ایک غلام یا باندی پر اپنا غلام مکاتب کیا اور مکاتب نے یہ خادم دیدیا اور آزاد ہوگیا پھر زید نے خادم
مین کھلا ہوا عیب پایا تو مکاتب کو واپس کر کے ایک خادم اسکے مثل لے لے یہ مبسوط مین ہے۔ اگر زید نے اپنی باندی
کو اس شرط سے ہزار درم پر مکاتب کیا کہ جو بچہ تو جنے وہ میرا ہے یا یہ کہ بعد آزادی کے میری خدمت کرے تو کتابت
فاسد ہے یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ اگر زید نے اپنے غلام کو ایک مکان پر جسکا نام لے لیا اور اسکا وصف بیان کردیا یا
کسی زمین پر اسیطور سے مکاتب کیا تو جائز نہین ہے کیونکہ مکان یا زمین کسی عقد مین بطور دین کے ذمہ ثابت نہین
ہوتے ہین پس اگر اسنے معین نہ کیا ہو تو مجہول چیز پر عقد ہوگا اور اگر معین کیا تو ایسی چیز ذمہ رکھی جو ذمہ دین
نہین ہوتی ہے یہ مبسوط مین ہے۔ اگر باندی کو ہزار درم پر مکاتب کیا اس شرط سے کہ جبتک وہ مکاتب رہیگی اس سے
وطی کریگا یا ایکبار اس سے وطی کریگا تو کتابت فاسد ہے پھر اگر اسنے ہزار درم دیدیے تو عامۂ علماء کے نزدیک آزاد ہو جائیگی
پھر جب دیکر آزاد ہوگئی تو اسکی قیمت دیکھی جاویگی اگر اسکی قیمت ہزار درم ہون تو نہ مولے کا اسپر کچھ چاہیے اور نہ اسکا
مولے پر کچھ چاہیے ہے اور اگر قیمت اسکی زائد ہو تو جسقدر ہزار سے زائد ہے اسقدر مولے اس سے لیگا۔ اور اگر ہزار سے
کم ہو تو ہمارے اصحاب ثلثہ نے فرمایا کہ باندی مکاتبہ بقدر کمی کے اپنے مولے سے واپس نہین لے سکتی ہے یہ بدائع مین
ہے۔ اگر مولے نے اس سے وطی کی پھر اسنے بدل کتابت ادا کردیا تو مولے پر اسکا عقر ادا کرنا واجب ہوگا۔ اور اگر زید نے
اپنی حاملہ باندی کو مکاتب کیا تو جو اسکے پیٹ مین ہے وہ بھی کتابت مین داخل ہوا خواہ صریح ذکر کرے یا نکرے اور اگر اسکے
پیٹ کا بچہ مستثنی کیا تو کتابت جائز نہوگی یہ مبسوط مین ہے۔ اگر اپنے غلام کو درم و دینار پر مکاتب کیا تو یہ فاسد ہے و لیکن اگر اسنے تین
درم دیدیے تو آزاد ہو جائیگا اور اسپر اپنی قیمت ادا کرنی واجب ہوگی کذا فی السراجیہ قال المترجم یہ حکم زبان عربیت سے
متعلق ہے اگر یون کہا کہ تجھکو علی دراہم و دنانیر مکاتب کیا تو دراہم جمع کثرت تین درم ہین پس علی الاصل للامام الاعظم تین درم متعین ہونگے اور زبان

له یعنی غلام ویسا ہی ہو جیسا کہ سپید رنگ کا ۱۲

اسی دو کے موافق چاہیے کہ دو درم ادا کرنے پر بھی یہی حکم ہو کیونکہ کمتر جمع دو ہے اگر باندی کو ہزار درم پر اس شرط سے مکاتب کیا کہ یہ ہزار درم قسطوار ادا کرے بشرطیکہ اگر ایک قسط بھی ٹل گئی تو علاوہ قسطوں کے اسپر سو درم واجب ہونگے تو کتابت فاسد ہے یہ مبسوط میں ہے۔ اگر ہزار درم پر قسطوار کرکے ادا کرنے پر مکاتب کیا اور شرط لگائی کہ اگر کسی قسط سے عاجز ہوا تو ہزار درم پر مکاتب ہو جائیگا تو یہ کتابت فاسد ہے اور مشائخ نے فرمایا کہ دوسری کتابت فاسد ہو گی پہلی کتابت امام اعظم رح کے نزدیک فاسد نہو گی اور صاحبین کے نزدیک دونوں جائز ہیں یہ محیط سرخسی میں ہے۔ نوازل میں ہے کہ اگر زید نے اپنے دو غلاموں کو ایک ہی کتابت میں مکاتب کیا اور ہزار درم بدل ٹھہرائے اور شرط کی کہ مالک کو اختیار ہے کہ دونوں میں سے جسکو چاہے مواخذہ کریگا پھر زید نے ایک کو وہ مال کتابت ہبہ کیا تو دونوں آزاد ہو جاوینگے۔ اور اگر اس غلام نے ہبہ قبول نہ کیا تو ہزار درم کتابت کے دونوں پر قرضہ قرار پاوینگے جیسے کہ سابق میں تھے اور وہ دونوں آزاد ہو جاوینگے اور یہ امام اعظم رح کے نزدیک ہے یہ مضمرات میں لکھا ہے۔ اگر زید نے اپنی باندی کو ہزار درم پر بوعدہ عطا یا کھیتی کٹنے یا روند کر جانے وغیرہ وعدہ پر جسکی میعاد معلوم نہیں ہے مکاتب کیا تو استحساناً جائز ہے پس اگر عطا میں تاخیر واقع ہوئی تو بدل کتابت دینا اسی وقت واجب ہوگا جسوقت عطیہ لا جاتا تھا اور باندی کو اختیار ہے کہ اس سے پہلے مال ادا کرکے آزاد ہو جاوے یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر غلام کو ہزار درم پر مکاتب کیا اور یہی اسکی قیمت ہے اس شرط سے کہ اگر غلام اسقدر درم ادا کرکے آزاد ہو گیا تو اسپر دوسرے ہزار درم واجب الادا ہونگے تو جائز ہے اور یوں ہی رکھا جائیگا جیسا کہ اسنے کہا ہے یعنی جسوقت ہزار درم دیدیے تو آزاد ہو جائیگا اور بعد آزادی کے اسپر دوسرے ہزار درم واجب ہونگے یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر اپنی باندی سے کہا کہ میں نے تجھے ان ہزار درم پر مکاتب کیا حالانکہ یہ ہزار درم اس باندی کے نہیں غیر شخص کے ہیں تو مکاتبت جائز ہے اور جب باندی نے ان ہزار درم کے سوائے دوسرے ہزار درم اپنے مالک کے ادا کردیے تو آزاد ہو جائیگی اسیطرح اگر باندی نے کہا کہ مجھے ہزار درم پر مکاتب کردے اس شرط سے کہ میں یہ ہزار درم فلان شخص کے مال سے تجھے دونگی تو عقد کتابت جائز ہے اور یہ شرط لغو ہے اور اگر باندی کو مکاتب کیا اور عقد کتابت میں اپنے یا اسکے لیے خیار کی شرط لگائی تو جائز ہے پھر اگر اسکے کوئی بچہ پیدا ہوا پھر صاحب خیار نے اپنا خیار ساقط کردیا تو بچہ بھی اس باندی کے ساتھ مکاتب ہو گا۔ اور اگر خیار ساقط کرنے سے پہلے وہ شخص جسکو خیار تھا خواہ مولیٰ یا باندی نے انتقال کیا تو صاحب خیار کے مرنے سے مثل بیع کے خیار ساقط ہو جائیگا اور بچہ اس مال کے واسطے جو باندی پر واجب ہوا سعی کریگا اور اگر اپنا خیار ساقط کرنے سے پہلے مولیٰ نے نصف باندی آزاد کردی تو یہ امر اسکی طرف سے عقد کتابت کا فسخ ہے چنانچہ سب باندی آزاد کرنے میں یہی حکم ہے اور جب کتابت فسخ ہوئی تو امام اعظم رح کے نزدیک باندی نصف قیمت کے واسطے سعی کریگی۔ اسیطرح اگر مالک نے اسکے بچہ کو آزاد کردیا تو یہ بھی عقد کتابت کا فسخ ہے اور اگر خیار باندی کا ہووے تو بچہ مولیٰ کے آزاد کرنے سے آزاد ہو جائیگا اور باندی کے ذمہ سے بدل کتابت میں کچھ مال بھی بسبب بچہ کے آزاد ہو جانے کے کم نہوگا یہ مبسوط میں ہے۔ اگر ایک شخص نے تین روز کی شرط خیار کے ساتھ اپنی باندی کو مکاتب کیا اور باندی کے بچہ پیدا ہوا اور مولیٰ نے اس بچہ کو فروخت کردیا یا ہبہ کرکے سپرد کیا یا آزاد کردیا تو اسکے تصرفات سب جائز اور کتابت باطل ہو گئی یہ خزانۃ المفتین میں ہے۔ ایک

حربی نے دار الحرب مین اپنے غلام کو مکاتب کیا پھر دونون مسلمان ہوگئے یا دونون ذمی ہوگئے تو یہ امر کتابت جائز رکھا جائیگا اور اگر دونون امان لیکر آئے حالانکہ بحالہ غلام اسکے قبضہ مین ہی اُسنے کتابت مین یہان نالش کی تو قاضی اسکو باطل کردیگا چنانچہ دار الحرب کے عتق وتدبیر کو باطل کردیتا ہی جبکہ وہ امان لیکر آتے ہین - اور اگر حربی غلام کو مکاتب کیا پھر غلام مسلمان ہوکر دار الاسلام مین آگیا تو آزاد ہوگیا اور کتابت باطل ہوگئی - ایک مسلمان تاجر نے دار الحرب مین اپنے غلام کو مکاتب یا آزاد یا مدبر کیا تو استحساناً جائز ہی اسیطرح اگر غلام کافر ہو کہ اسکو دار الاسلام مین خریدا ہو تو بھی یہی حکم ہی اور اگر غلام کافر ہو کہ اسکو دار الحرب مین خریدا ہو اور مکاتب کیا اُسنے بدل کتابت ادا کردیا اور آزاد ہوگیا پھر مسلمان ہوگیا تو استحساناً اسکو مسلمان پر جاری رکھونگا یہ مبسوط مین ہی - اگر کسی شخص نے اپنے ایسے غلام کو جو سینا یا رنگنا جانتا ہی بعوض ایسے ہی غلام کے جو یہ کام جانتا ہو مکاتب کیا تو قیاس چاہتا ہی کہ یہ عقد صحیح نہو اور استحساناً صحیح ہی یہ محیط مین ہی - اگر اپنی باندی کو بطور کتابت فاسدہ کے مکاتب کیا اور اسکے بچہ پیدا ہوا پھر اُسنے مال کتابت ادا کیا تو اسکا بچہ اسکے ساتھ آزاد ہو جائیگا اور اگر ادا کرنے سے پہلے مرگئی تو اُسکے بچہ پر کچھ سعایت لازم نہین آتی ہی اور اگر اُسکی ماں کے مال کتابت کے واسطے اس سے سعی کرائی اور اُسنے سعایت کرکے ادا کردیا تو قیاساً یہ غلام آزاد نہوگا اور استحساناً یہ لڑکا مع اسکی ماں کے حالت زندگی پر اعتبار کرکے آزاد ہو جاوینگے یہ مبسوط مین ہی - اور اگر اپنے غلام کو ہزار درم پر اس شرط سے مکاتب کیا کہ مکاتب یہ مال میرے قرضخواہ کو ادا کردے تو کتابت جائز ہی - اسی طرح اگر اس شرط سے مکاتب کیا کہ مکاتب یہ مال اپنے مولی کی طرف سے فلان شخص کو ضمان دے تو بھی کتابت جائز ہی اور فرمایا کہ ضمان بھی جائز ہی اور یہ استحسان ہی یہ ذخیرہ مین ہی - ایک شخص نے اپنی باندی کو مکاتب کیا حالانکہ اس باندی پر قرضہ ہی پھر اسکے بچہ پیدا ہوا اور اُسنے کتابت کا مال ادا کردیا پھر قرضخواہ لوگ حاضر ہوے تو انکو اختیار ہی کہ کتابت کا مال مالک سے واپس لین اور اس سے باندی کی قیمت کی ضمان لین اور جو قرضہ رہ جاوے اسکو خواہ باندی سے وصول کرین یا بچے سے لیکن بچہ سے اُسکی قیمت سے زیادہ نہین لے سکتے ہین اور یہ بھی قرضخواہون کو اختیار ہی کہ چاہین اپنا قرضہ سب باندی سے وصول کرین - اور انکو یہ اختیار نہین ہی کہ مولی سے بچہ کی قیمت کی ضمان لین - اور اگر وہ باندی ادا ے کتابت کے بعد مرگئی تو بچہ پر بچہ کی قیمت اور مال قرض مین سے جو کم ہو وہ واجب ہوگا یہ مبسوط مین ہی - اور اگر غلام کو اس شرط سے مکاتب کیا کہ شہر سے باہر نہ جاوے تو شرط باطل اور کتابت جائز ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - ایک شخص نے زید کو اپنے غلام آزاد کرنے کا وکیل کیا اُسنے مکاتب کردیا تو صحیح نہین ہی یہ جواہر الفتاوی مین ہی - ایک شخص نے دو تاجر غلامون کو جنپر قرض تھا ایک ہی کتابت مین مکاتب کیا پھر دونون مین سے ایک غائب ہوگیا پھر قرضخواہون نے قرض لینا چاہا تو انکو یہ اختیار نہین ہی کہ جو غلام حاضر ہو اُسکو کتابت فسخ کرکے رقیق بنادین لیکن اس قرضہ کے واسطے جو اسپر آتا ہی سعی کرا دینگے اور جو اُسنے مال کتابت ادا کیا ہی قرضخواہ اُسکے لینے کے حقدار ہین یعنی مولی سے لے لینگے مگر یہ اختیار انکو نہین ہی کہ مولی سے دونون کی ضمان لین یہ مبسوط مین ہی - اور بھی مبسوط کے باب کتابۃ المرتد مین لکھا ہی کہ اگر کسی مرتد نے اپنے غلام کو مکاتب کیا پھر خود دار الحرب والون مین

[illegible]

جا ملا پھر مسلمان ہوکر واپس آیا پس اگر غلام نے قاضی کے پاس مرافعہ کیا ہو اور قاضی نے اسکو رقیق کردیا ہو تو کتابت باطل ہوگئی ورنہ غلام اپنے عقد کتابت پر رہیگا انتہی اور بھی مبسوط کے باب مالا یجوز من الکتابۃ مین ہو کہ اگر کسی نے اپنی باندی کو مردار پر مکاتب کیا اور اُسکے ایک بچہ پیدا ہوا پھر مالک نے باندی کو آزاد کردیا تو اسکے ساتھ اسکا بچہ آزاد نہوگا بخلاف اسکے اگر ہزار درم پر کتابت فاسدہ کے طور پر مکاتب کیا اور اسکے بچہ پیدا ہوا پھر مالک نے باندی کو آزاد کردیا تو اسکے ساتھ اُسکا بچہ آزاد ہوجائیگا انتہی قلت ان العقد فی الوجہ الاول باطل و فی الثانی فاسد وہو الفرق بینہما

تیسرا باب جو افعال مکاتب کرسکتا ہو اور جو نہین کرسکتا ہو اُنکے بیان مین - جن تبرعات کی عادت جاری ہو اُنکے سوا اسے باقی تبرعات سے منع کیا جائیگا یہ خزانۃ المفتین مین ہو - اور مکاتب کے واسطے خرید و فروخت و سفر جائز ہو کذا فی الکافی اور اسکو اختیار ہو کہ قلیل و کثیر ثمن پر فروخت کرے اور جس جنس پر چاہے فروخت کرے اور نقد و اُدھار فروخت کرے یہ امام اعظمؒ کا قول ہو اور صاحبین کے نزدیک قلیل ثمن پر فروخت کرسکتا ہو مگر صرف اسیقدر کمی ہو کہ لوگ برداشت کرلیتے ہین اور ہر جنس سے نہین فروخت کرسکتا ہو درم و دینار سے فروخت کرسکتا ہو اور نقد فروخت کرسکتا ہو اُدھار نہین فروخت کرسکتا ہو اور مکاتب کو اختیار ہو کہ اپنے مولی کے ساتھ خرید و فروخت کرے ولیکن یہ نہین جائز ہو کہ جو چیز اُسنے اپنے مولی سے خریدی ہو اُسکو کسی کے ہاتھ مرابحہ سے فروخت کرے ولیکن اگر واقعی حال بیان کردے تو جائز ہو اور یہی حکم مولی کے حق مین ہو یعنی مولی نے جو چیز اُس سے خریدی اُسکو بدون واقعی بیان کے کسی کے ہاتھ مرابحہ سے نہین فروخت کرسکتا ہو اور یہ نہین جائز ہو کہ مولی کے ہاتھ ایک درم مین دو درم فروخت کرے کیونکہ عقد کتابت سے وہ غلام اپنی کمائی کا خود حقدار ہوگیا پس مثل اجنبی کے ہوگیا اسیطرح مولی کو بھی اسطور سے فروخت کرنا و خرید کرنا نہین جائز ہو - اور جائز ہو کہ جو چیز اُسنے فروخت کی اور اُسمین عیب کا دعوی کیا گیا تو اُسکے ثمن مین سے گھٹا دے یا جو اُسنے خریدی ہو اُسکے دام بڑھا دے مگر یہ اختیار نہین ہو کہ جو اُسنے فروخت کی اُسکے دامون مین سے بلا عیب کچھ گھٹا دے اور اگر اُسنے ایسا کیا تو جائز نہوگا اور اُسکو اختیار ہو کہ جو چیز اُسنے خریدی ہو اُسکو بسبب عیب کے واپس کردے خواہ کسی اجنبی سے خریدی ہو یا مولی سے خریدی ہو یہ بدائع مین ہو - اور مکاتب نے اگر اپنے اوپر قرضہ کا اقرار کیا یا قرضہ وصول پانیکا اقرار کیا تو جائز ہو یہ سراجیہ مین ہو - اگر مکاتب کو اہل حرب قید کر لیگئے اور اُسنے قرضہ لیا تو یہ قرضہ حکماً ایسا ہی ہو کہ اُسنے دار الاسلام مین لیا - اور اگر مکاتب مرتد ہوگیا حالانکہ اسپر قرضہ ہو اور حالت ردت مین اُسنے قرضہ لیا جو اسکے اقرار ہی سے ثابت ہو پھر حالت ردت پر مقتول ہوا تو یہ بمنزلہ مرض کے قرضہ کے قرار دیا جائیگا حتی کہ اُسکی کمائی سے پہلے حالت اسلام کا قرضہ دیا جائیگا پھر باقی مین سے حالت ردت کا قرضہ یہ امام اعظمؒ و امام محمدؒ کا قول ہو پھر بعد ادائے قرض و مال کتابت کے جو کچھ باقی رہیگا وہ اُسکے مسلمان وارثون کو دیا جائیگا - اور اگر اُسکے بیٹے نے جو حالت کتابت مین پیدا ہوا تھا سعی کرکے مال کتابت ادا کردیا اور آزاد ہوگیا پھر اُسکے باپ کے قرضخواہ حاضر ہوے تو اُنکو یہ اختیار نہین ہو کہ مولی نے جو کچھ لیا ہو اُسکو واپس لیوین ولیکن اُسکے بیٹے سے اپنے قرضہ کا مطالبہ کرینگے اور وارث نگیر ہونگے یہ مبسوط مین ہو - اور مولی کو یہ اختیار نہین ہو کہ مکاتب کی باندی سے نکاح کرے اور اگر مکاتب نے اپنے

بیوی

مولی کی جورو کو خریدا تو مولی کا نکاح باقی رہیگا یہ کافی مین ہو - اور اگر مکاتب نے کچھ رہن کیا یا رہن رکھا یا اجارہ دیا یا اجارہ لیا تو یہ جائز ہو یہ ذخیرہ مین ہو - اور مکاتب کو یہ جائز نہین ہو کہ اپنے لڑکے یا لڑکی کو بیاہ دے لیکن اپنی باندی یا مکاتبہ کو بیاہ دے سکتا ہو یہ بدائع مین ہو - اور اپنے غلام کو نہین بیاہ سکتا ہو اور نہ اسکے واسطے وکیل کر سکتا ہو پھر اگر خود آزاد ہوا اور اجازت دیدی تو نکاح سابق جائز نہو جائیگا کیونکہ اجازت ایک عقد باطل کیساتھ لاحق ہوئی ہو اور اگر بعد آزادی کے اُسنے کہا کہ مین نے اس وکالت کی اجازت دیدی تو یہ ابتدائی توکیل ہوگی یہ کافی مین ہو - اور اگر مکاتب نے اپنی باندی کو اپنے غلام سے بیاہ دیا تو موافق ظاہر الروایۃ کے ناجائز ہو کذا فی العینی شرح الہدایہ - مکاتبہ نے اگر مالک کی اجازت سے اپنا نکاح کسی مرد سے کیا پھر آزاد ہوئی تو اسکو خیار عتق حاصل ہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہو - اور اگر اُسنے بدون مولی کی اجازت کے نکاح کر لیا اور ہر دو نون مین تفریق نہوئی یہانتک کہ وہ آزاد ہو گئی تو نکاح جائز اور باندی کو خیار حاصل نہوگا یہ مبسوط مین ہو - امام محمد رح نے فرمایا کہ مکاتب نے اگر اپنی کمائی سے کوئی غلام مکاتب کیا تو استحساناً جائز ہو اسکو ہمارے علما نے لیا ہو پھر جب مکاتب کا مکاتب کرنا جائز ٹھہرا پس اگر مکاتب ثانی نے مال ادا کر دیا تو آزاد ہو جائیگا اور اسکی آزادی کے بوقت دیکھا جائیگا کہ پہلا مکاتب آزاد ہو یا مکاتب ہو پس اگر مکاتب ہو تو دوسرے مکاتب آزاد شدہ کی ولا مکاتب اول کے مولی کے لیے ثابت ہوگی اور اگر آزاد ہو گیا ہو تو ولا اُسی کے واسطے ہوگی اُسکے مولے کے واسطے نہوگی - پھر جس صورت مین دوسرے مکاتب کی ولا پہلے مکاتب کے مولے کے لیے ثابت ہوئی ہو پھر اگر پہلے مکاتب نے مال ادا کر دیا اور آزاد ہو گیا تو دوسرے کی ولا جو مالک کو مل چکی ہو متحول ہو کر پہلے مکاتب آزاد شدہ کو نہ ملے گی - اور اگر پہلا مکاتب ادائے کتابت سے عاجز ہو کر رقیق کر دیا گیا اور ہنوز دوسرے نے مال ادا نہین کیا ہو تو وہ اپنی کتابت پر باقی رہیگا اور درصورت مکاتب باقی رہنے کے درحقیقت وہ اصل مولے کا مملوک ہوگا حتی کہ اگر اصل مالک نے اُسکو آزاد کر دیا تو حقیقۃً عتق نافذ ہو جائیگا - اور اگر مکاتب اول عاجز نہوا مگر ادائے کتابت سے پہلے مر گیا اور ہنوز دوسرے نے کتابت کا مال نہین دیا ہو تو اُسکی دو صورتین ہین ایک یہ کہ اگر پہلے نے انتقال کیا اور سوائے اُس مال کے جو مکاتب ثانی پر کتابت کا مال چھوڑا ہو اور بہت سا مال چھوڑا جس سے اُسکا بدل کتابت ادا ہو سکتا ہو تو اس صورت مین اسکا عقد کتابت فسخ نہوگا اور اسکے ترکہ مین سے اُسکا بدل کتابت ادا کر کے اُسکی آزادی کا حکم اسکی زندگی کے آخر جزو مین ثابت کیا جائیگا اور جو باقی رہا وہ اسکے آزاد وارثون کو حسب فرائض تقسیم ہوگا بشرطیکہ آزاد وارث موجود ہون ورنہ اسکے مولی کو ملیگا اور جو اُسنے مکاتب ثانی پر چھوڑا ہو وہ اسیطرح رہیگا یہانتک کہ وہ اپنا بدل کتابت ادا کر دے کہ وہ اسکے وارثان آزاد کو ملیگا اور جب دوسرا آزاد ہو گیا تو اسکی ولا پہلے مکاتب کو ملے گی حتی کہ اسکی اولاد کے مذکر لوگ اُسکے وارث ہونگے اور دوسری صورت یہ ہو کہ اگر پہلا مکاتب مر گیا اور اُسنے کچھ مال سوائے اُس مال کے جو مکاتب ثانی پر چھوڑا ہو نہ چھوڑا تو لامحالہ یا تو دوسرے مکاتب کا بدل کتابت پہلے مکاتب سے کم ہوگا اور اس صورت مین پہلے کی کتابت فسخ ہوگی اور وہ غلام قرار دیا جائیگا اور دوسرا مکاتب اپنے عقد کتابت پر رہیگا مگر مال کتابت مولائے اول کو دیگا

ہوگا۔ یا دوسرے کا مال کتابت پہلے کے برابر ہوگا یا اُس سے زیادہ ہوگا اور ایسی صورت میں یا تو دوسرے مکاتب کے ادا کرنے کا وقت پہلے کے مرنے کے وقت پر آگیا ہو تو پہلے مکاتب کا عقد کتابت فسخ نہوگا پس دوسرا مکاتب اپنے بدل کتابت مین سے بقدر کتابت اول کے ادا کردیگا اور اسکی حریت کا حکم فی الحال دیا جائیگا اور پہلے کی حریت کا حکم اسکی زندگی کے آخر جزو مین ثابت کیا جائیگا اور دوسرے کی مکاتبت مین سے جو مال باقی رہا وہ پہلے مکاتب کے وارثون کو بشرط آزادی دیا جائیگا اور دوسرے مکاتب کی ولا پہلے کے وارثون کو ملے گی مولی کو نملے گی۔ اور اگر دوسرے مکاتب کی کتابت ادا کرنے کا وقت پہلے مکاتب کی موت کے وقت نہین آیا پس اگر مولے نے قاضی سے اسکی کتابت فسخ کردینے کی درخواست نہ کی یہانتک کہ دوسرے مکاتب کے ادا کرنیکا وقت آگیا تو اسکا حکم وہی ہے جو پہلے کی موت کے وقت دوسرے کے ادا کرنے کا وقت آجانے کی صورت مین مذکور ہوا ہے اور اگر مولے نے پہلے کی کتابت فسخ کرنے کی درخواست کی تو قاضی اسکی کتابت فسخ کردیگا کذا فی المحیط۔ اور اگر دونون مکاتبون نے ایک ساتھ مال کتابت ادا کیا تو دونون کی ولاء اصل مولی کو ملے گی یہ بدائع مین ہے۔ نوادر ابن سماعہ رح مین امام محمد رح سے روایت ہے کہ ایک مکاتب نے اپنے غلام کو مکاتب کیا پھر پہلا مکاتب مرگیا اور اسقدر مال چھوڑ گیا کہ جس سے مال کتابت ادا ہو سکتا ہے مگر یہ مال لوگون پر قرضہ ہے نقد موجود نہین ہے پھر ہنوز قرضہ برآمد نہوا تھا کہ دوسرے مکاتب نے مال کتابت ادا کردیا تو وہ آزاد ہوگیا اور اسکی ولاء اصل مولی کو ملے گی پھر اگر اسکے بعد قرضہ وصول ہوکر پہلے مکاتب کا مال ادا کیا گیا تو دوسرے کی ولاء پہلے مکاتب کی طرف منتقل نہوگی اور ولاء و میراث مین جس روز مال کتابت ادا کیا جاتا ہے اسی روز کا اعتبار ہوتا ہے یہ محیط مین ہے۔ ایک مکاتب نے اپنا غلام مکاتب کیا پھر پہلا مکاتب ایک آزاد بیٹا چھوڑ کر مرگیا اور کچھ مال نہ چھوڑا سوائے اسکے کہ جو دوسرے مکاتب پر مال کتابت ہے۔ پھر دوسرا مکاتب بھی ایسا بیٹا جو حالت کتابت مین پیدا ہوا ہے چھوڑ کر مرگیا تو اس لڑکے پر واجب ہے کہ جو مال اسکے باپ پر آتا ہے اسکے واسطے سعی کرے اور اصل مولی کو پہلے مکاتب کی طرف سے ادا کرے اور جو بچے وہ پہلے مکاتب کے بیٹے کو اپنے باپ کی طرف سے میراث ملیگا اور دوسرے مکاتب کے بیٹے کی ولاء پہلے مکاتب کے بیٹے کو ملے گی۔ ایک مکاتب نے اپنی جورو کو خریدا اور اسوقت تک پہلے مکاتب سے کوئی اولاد نتھی پھر اُس عورت کو مکاتب کردیا تو یہ جائز ہے اور جو بچہ بعد کتابت کے پیدا ہو وہ اسکے ساتھ کتابت مین شامل ہوگا کیونکہ بچہ اسکا جزو ہے پھر اگر غلام مکاتب اسقدر مال کہ جس سے مال کتابت ادا ہو جاوے چھوڑ کر مرگیا تو یہ باندی مکاتبہ مع اولاد کے آزاد ہو جاویگی اور جو مال باقی بچے گا وہ اسکی اولاد کو میراث ملیگا۔ اور اگر اسنے کتابت ادا کردینے کے واسطے کافی مال نہین چھوڑا تو عورت اور اسکے بچہ کو خیار ہے کہ چاہین اس قدر مال کے واسطے جو غلام کی کتابت مین باقی ہے سعی کرکے حاصل کرین اور مولی کو دیدین تاکہ غلام کے آزاد ہونے سے خود آزاد ہو جاوین یا جو مال باندی کے ذمہ باقی ہے اسکی تحصیل کیواسطے سعی کرین اور جو ان مین سے کم ہو اسکے واسطے سعی کرینگے۔ اور اگر مکاتب نے اپنی جورو کو مکاتب کیا اور ہنوز اُس سے کوئی اولاد نتھی پھر بعد کتابت کے اسکے بچہ ہوا پھر باندی مرگئی اور اسقدر نچھوڑا کہ مال کتابت ادا ہو جاوے تو لڑکے کو اختیار ہوگا کہ چاہے اسقدر مال کیواسطے جو اسکی ماں کے ذمہ باقی تھا سعی کرکے ادا کردے یا

اسکی آزادی سے آزاد ہو جاوے یا اپنے نفس کو عاجز قرار دے تو اسکا وہی حال ہوگا جو اسکے باپ کا ہے یہ مبسوط مین ہے - اور مکاتب کو یہ اختیار نہین ہے کہ اپنی اولاد یا والدین کو مکاتب کرے اور اصل یہ ہے کہ جس شخص کے فروخت کر دینے کا اسکو اختیار نہین ہے اسکے مکاتب کرنیکا بھی اختیار نہین ہے ولیکن ام ولد کو مکاتب کر سکتا ہے یہ ہدایہ مین ہے - ایک مکاتب نے اپنی باندی کو مکاتب کیا پھر اس سے وطی کی اور اس سے حمل رہا پس اگر چاہے تو کتابت کو باقی رکھے اور مکاتب سے اپنا عقر لے یا اپنے تئین عاجز کر دے تو بمنزلہ اسکی ام ولد کے ہو جاویگی کہ اسکو فروخت نہین کر سکتا ہے چنانچہ اگر اپنی کسی باندی کو ام ولد بنا دے تو بھی یہی حکم ہے - اور اگر وہ باندی مال کتابت ادا کرنے سے عاجز ہوئی اور اسکو غلام کے مولی نے آزاد کیا تو جائز نہین ہے چنانچہ اگر مکاتب کی کمائی کی کوئی باندی مولی نے آزاد کی تو جائز نہین ہوئی ہے بخلاف اسکے کہ اگر باندی کے بچہ کو جو مکاتب کے نطفہ سے ہے آزاد کیا تو جائز ہے کیونکہ اولاد مکاتب کی کتابت مین داخل ہے پس اسکی آزادی کے ساتھ آزاد ہوگا پس مولی کا مملوک ہوا ولیکن باندی اس غلام مکاتب کی ام ولد ہے کہ اس سے ملک کر سکتا ہے اور قیمت لے سکتا ہے پس مولی کی مملوکہ نہوئی اور اگر باندی مکاتبہ کا بچہ مر گیا تو بھی مکاتب کو اپنی مکاتبہ باندی ام ولد کو فروخت کر دینے کا اختیار نہوگا قال المترجم عفا اللہ عنہ یہ حکم اس بنا پر ہے کہ آدمی کو یہ اختیار نہین ہے کہ ام ولد کو بیع کرے کیونکہ با جماع صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین ایسی بیع باطل ہے اگرچہ جواز کے قائل بنا بر عدم اجماع متاخر سے اختلاف متقدم مرتفع نہین ہوتا اس مین کلام کرتے ہین دلائل مختار الحنفیہ رح واللہ تعالی اعلم بالصواب - ایک مکاتب نے اپنی باندی کو مکاتب کیا پھر مولی نے اسکو ام ولد بنایا تو مولی پر واجب ہوگا کہ باندی کو اسکا عقر ادا کرے اور بچہ اپنی مان کے ساتھ بمنزلہ مان کے مکاتب ہوگا پھر اگر وہ باندی ادائے کتابت سے عاجز ہوئی تو مولی اس بچہ کو استحسانا بے قیمت لے لیگا اور باندی مکاتب کی مملوک رہیگی بمنزلہ مغرور کے قرار دیجاویگی - اور اگر مکاتب نے خود ہی اس باندی سے وطی کی پھر مر گیا اور کچھ مال چھوڑا پس اگر وطی سے اسکے بچہ نہین پیدا ہوا تو اپنی کتابت پر باقی رہیگی اور اگر بچہ پیدا ہوا تو اسکو اختیار دیا جائیگا کہ چاہے اپنی مکاتبت کو توڑ دے اور خود اور اسکا بچہ بیٹے غلام کی کتابت کیواسطے سعی کرے یا اپنی مکاتبت کو پورا کرے - اور اگر غلام نے اسقدر مال چھوڑا جس سے اسکا مال کتابت بخوبی ادا ہو سکتا ہے تو اسکی مکاتبت کا مال ادا کر کے اسکے اور اسکے بیٹے کی آزادی کا حکم دیا جائیگا اور باندی کی کتابت باطل ہو جاویگی - اور اگر مکاتبہ باندی عاجز ہوئی اور مولی بچہ کے نسب کا مدعی ہے اور مکاتب اول مر چکا ہے تو بچہ آزاد ہوگا اور مولی پر اسکی قیمت واجب ہوگی - اور بچہ کی قیمت سے مکاتب اول کا مال کتابت پورا ادا ہو سکتا ہو تو مکاتب کی آزادی کا بھی حکم دیا جائیگا پس یہ باندی عاجزہ مکاتب اول کے وارثون کی مملوکہ ہوگی بشرطیکہ سوائے بیٹے کے اسکا کوئی وارث ہو اور اگر نہو گا تو ولاء کی وجہ سے مولے کو ملیگی اور مولی کی ام ولد قرار پاویگی یہ مبسوط مین ہے - اگر مکاتب نے اپنے غلام کو تجارت کی اجازت دی تو جائز ہے پھر اگر غلام نے کچھ ادھار لیا تو اسکے ذمہ لازم ہوگا پھر اگر قرضخواہون نے آکر غلام کو طلب کیا تو غلام قرضہ کے عوض فروخت کیا جائیگا ولیکن اگر مولی نے اسکی قیمت دیدی تو فروخت نہ کیا جائیگا - اور پھر اگر مکاتب نے اسکا قرضہ ادا کیا کہ جس سے وہ فروخت نہ کیا گیا تو کہا جائیگا کہ جو قرضہ مکاتب نے ادا کیا ہے اگر وہ اسکی قیمت کے برابر ہو تو بلا سبب اماموں کے نزدیک جائز ہے اور اگر وہ قرضہ اسکی قیمت سے زیادہ ہے تو دیکھا جائیگا کہ اگر صرف اسقدر زیادتی ہو کہ

لوگ اپنے اندازہ مین اتنا خسارہ برداشت کر لیتے ہین تو بھی بلا خلاف جائز ہو اور اگر اسقدر زیادتی ہو کہ لوگ اندازہ مین اتنا خسارہ گوارا نہین کرتے ہین تو کتاب الاصل مین اشارہ فرمایا کہ جائز نہو پس بعضے مشائخ نے فرمایا کہ یہ جو کتاب الاصل مین ہو سب کے نزدیک بالاجماع ہو اور بعض نے کہا کہ یہ امام اعظم رح کے نزدیک ہو اور صاحبین کے نزدیک نہین جائز ہو یہ ذخیرہ مین ہو - اور مکاتب کیواسطے یہ جائز نہین ہو کہ صدقہ دے مگر تھوڑی سی چیز دیسکتا ہو حتی کہ ایکدرم کسی فقیر کو نہین دیسکتا ہو اور نہ اُسکو ایک کپڑا پہنا سکتا ہو - اسیطرح یہ جائز نہین ہو کہ مکاتب ہدیہ بھیجے مگر ہان تھوڑی سی کھانے کی چیز بھیج سکتا ہو اور مکاتب کو اختیار ہو کہ دعوت طعام مین بلاوے اور اجارہ اعارہ وایداع کا اختیار رکھتا ہو یہ بدائع مین ہو - اور قرض نہین دیسکتا ہو اور اگر قرض دیدیا تو مستقرض کو اسکا کھانا حلال نہین ہو "یعنی بیت دینا" و لیکن اگر قرض مضمون ہو یعنی ضمان مستقرض پر لازم آوے تو جائز ہو اور مستقرض اس مین تصرف کر سکتا ہو یہ عینی شرح ہدایہ مین ہو - اور مکاتب کی وصیت یعنی وصی ہونا جائز نہین ہو اور نہ مال یا نفس کی کفالت جائز ہو خواہ باجازت مولی ہو یا بلا اجازت ہو اور اگر مکاتب خریدنے کے واسطے وکیل ہوا تو جائز ہو اگرچہ بائع کی ضمان اسپر لازم آوے کیونکہ وکالت ضروریات تجارت مین سے ہو اور اگر مکاتب نے مال ادا کر دیا اور آزاد ہو گیا تو کفالت اسکے ذمہ لازم ہوگی یہ بدائع مین ہو - اور اگر ایسا ہو کہ جس وقت مکاتب نے کفالت کی ہو اسوقت نابالغ ہو تو اسکے واسطے ماخوذ نہوگا اگرچہ آزاد ہو جاوے یہ عینی شرح ہدایہ مین ہو - اور مکاتب نے اپنے مولے کی طرف سے کفالت کر لی تو جائز ہو اور آیا حوالہ جائز ہو یا نہین تو اسکی دو صورتین ہین کہ اگر مکاتب پر کسی شخص کا قرض ہو اور قرضخواہ پر کسی تیسرے کا قرض ہو پس مکاتب کے قرضخواہ نے اپنے قرضخواہ کو مکاتب پر حوالہ کر دیا تو جائز ہو اور اگر ایسا ہو کہ زید پر عمرو کا قرض ہو اور عمرو نے زید کو اس مکاتب پر حوالہ کیا اور مکاتب نے قبول کیا حالانکہ مکاتب پر عمرو کا کچھ قرض نہین ہو تو یہ جائز نہین ہو کیونکہ یہ تبرع ہو یہ بدائع مین ہو - اگر اُسنے کچھ مال فروخت کیا پھر اقالہ کر لیا تو جائز ہو اور مکاتب کو اختیار ہو کہ مضاربت پر مال دیوے اور دوسرے سے مضاربت پر لیوے اور اپنے نفس کو اجارہ پر دیوے اور مال بضاعت لیوے اور دیوے اگرچہ شخص غیر کی اعانت ہو یہ ذخیرہ مین ہو - مکاتب کو اختیار ہو کہ اپنے غلام و مملوک کو مکاتب کرے اور یہ استحسان ہو پھر اگر بعد کتابت کے آزاد کیا تو جائز و نافذ نہین ہو جیسا کہ قبل کتابت کے ناجائز تھا اسیطرح اگر نصف مال کتابت یا کل مال اپنے مکاتب کو ہبہ کیا تو بھی ناجائز ہو یہ مبسوط مین ہو - اگر مکاتب نے بعوض مال کے اپنا غلام آزاد کیا یا نصف غلام کو غلام ہی کے ہاتھ کسیقدر مال پر فروخت کیا تو جائز نہین ہو یہ شرح جامع صغیر مصنفہ قاضی خان مین ہو - اور مکاتب کے واسطے کسی آزاد سے شرکت مفاوضہ کرنا جائز نہین ہو ہان اگر آزاد سے شرکت عنان اختیار کرے تو جائز ہو پھر اسکے بعد اگر مکاتب عاجز ہوا تو دونون کی شرکت منقطع ہو جاویگی - اور فرمایا کہ جو چیز مولی نے خریدی اس مین مکاتب کو شفعہ کا استحقاق ہوتا ہو اور ایسے ہی جو مکاتب نے خریدی اُس مین مولی کو استحقاق شفعہ ہوتا ہو اور اگر شرکت عنان کے بعد مکاتب آزاد ہوا تو شرکت بحالہ باقی رہیگی - اور اگر کسی غیر کے ساتھ شرکت مفاوضہ کی خواہ باجازت مالک یا بلا اجازت پھر اسکے بعد آزاد ہو گیا تو یہ شرکت صحیح نہو جاویگی - اور اگر مکاتب نے کوئی مکان اس شرط سے خریدا کہ مکاتب کو تین روز تک خیار ہو پھر عاجز ہو کر رقیق کر دیا گیا تو اسکا خیار

منقطع ہوگیا اور اگر بائع نے خیار اپنے واسطے شرط کیا ہو تو وہ مکاتب کے عاجز ہونے کے بعد بھی اپنے خیار پر رہیگا جیسا کہ اُسکے مرنے کے بعد اپنے خیار پر رہتا ہو- اور اگر مشتری مکاتب نے اپنے واسطے خیار کی شرط ٹھہرائی اور اُسکے پہلو مین کوئی دوسرا مکان فروخت ہوا تو اُسکو یہ اختیار ہو کہ شفعہ مین یہ مکان لے اور شفعہ مین لینا خیار ساقط کر دینا قرار دیا جائیگا اور اگر مکاتب نے شفعہ مین وہ مکان نہ لیا یہانتک کہ مشتری نے بائع کو واپس کیا تو دوسرے مکان مین ان دونون مین سے کسی کو شفعہ نہین پہونچتا ہو یہ مبسوط مین ہو- چوتھا باب

مکاتب کے اپنے قریب یا زوجہ وغیرہ کے خریدنے کے بیان مین ہو- اگر مکاتب نے اپنے باپ یا بیٹے کو خریدا تو اُسکی کتابت مین داخل ہوجائیگا اور اُسکی آزادی پر آزاد اور اُسکے رقیق ہونے پر رقیق ہوگا اور مکاتب اُسکو فروخت نہین کر سکتا ہو- اسی طرح جس نسبی اولادی قرابت دار کا مالک ہوا اُسکا یہی حکم ہو جیسے دادا و دادی و پوتا و پوتی وغیرہ یہ اصل کی روایت ہو اور اگر مکاتب نے انکو خرید لیا تو بسبب عیب کے واپس نہین کر سکتا ہو اور نہ نقصان عیب لے سکتا ہو و لیکن اگر عاجز ہوا تو اُسکو واپس کرنیکا استحقاق حاصل ہوگا اور اگر مولی نے مکاتب کو فروخت کیا یا مکاتب مر گیا تو واپس کرنے کا استحقاق مولی کو حاصل ہوگا کذافی المضمرات- اور اگر مکاتب نے اسقدر مال چھوڑا جس سے مال کتابت ادا ہوجاوے اور ایک بیٹا چھوڑا جو کتابت مین پیدا ہوا ہو تو یہ لڑکا اپنے باپ کی کتابت کے مال کے لیے سعی کریگا اور جسطرح قسطوار ٹھہرا ہو بسعایت ادا کریگا اور جب اُسنے ادا کر دیا تو ہم اُسکے باپ کے آزاد ہونے کا قبل موت کے حکم دینگے اور یہ لڑکا بھی آزاد ہوگا اور اگر حالت کتابت مین خریدا ہوا لڑکا چھوڑا تو اُس سے کہا جائیگا کہ تیرا جی چاہے تو مال کتابت فی الحال ادا کر دے یا رقیق کیا جائیگا اور یہ امام اعظم رح کے نزدیک ہو کذافی الہدایہ- اور مکاتب کے والدین مکاتب کے مرتے ہی یا رقیق کرا دیے جاوینگے اور بدل کتابت فی الحال یا میعاد ٹھہرا کر ادا نہ کرینگے یہ تبیین مین ہو- اگر مکاتبہ باندی کے حالت کتابت مین اولاد ہوئی اور پھر باندی نے اپنا دوسرا بچہ خریدا پھر مر گئی تو حالت کتابت کی اولاد قسطوار مال کتابت کیواسطے سعایت کریگی اور جو مال خریدے ہوے بچہ نے کمایا ہو اُسکو حالت کتابت کی اولاد اُس سے لیکر اپنی مان کی کتابت ادا کرینگے اور جو باقی رہا وہ دونون کو برابر تقسیم ہوگا اور کتابت والو نکو اختیار ہو کہ خریدے ہوئے کو بحکم قاضی اجارہ پر دیدین یہ تاتارخانیہ مین ولوالجیہ سے منقول ہو- اگر مکاتب نے اپنی دختر خریدی حالانکہ وہ اسکے مولی کی جورو ہو تو مولی کا نکاح فاسد ہوگیا اور اگر اُسکی کی قرابت دار ہو تو آزاد ہوجاویگی یہ خزانۃ المفتین مین ہو- اور اگر مکاتب اپنے مولی کے باپ یا بیٹے کا مالک ہو وہ آزاد نہو جائیگا کیونکہ مولی نے اگر مکاتب کا غلام آزاد کیا تو عتق نافذ نہین ہوتا ہو اس سے ہم کو معلوم ہوا کہ مولے اسکا مالک نہین ہوتا ہو اس واسطے مولی کیطرف سے آزاد نہونگے اور نہ مکاتب کو انکی بیع ممنوع ہو یہ مبسوط مین ہو- اور اگر مولی نے مکاتبہ باندی کے ایسے بچہ کو جو حالت کتابت مین پیدا ہوا یا خریدا ہوا ہو آزاد کیا تو استحساناً اسکا عتق نافذ ہوگا کیونکہ وہ مکاتبہ کا جزو ہو اور مکاتبہ کا رقبہ ہر طرح مولی کا مملوک ہو چنانچہ آزاد کرنے سے آزاد ہوجاتی ہو پس ایسے ہی اُسکی اولاد کا حکم ہو بخلاف اسکی کمائی کے غلام وغیرہ کے کہ وہ مملوک مولی نہین ہوتا یہ ذخیرہ مین ہو- اور اگر مکاتب نے سوائے والدین و اپنی اولاد کے بھائی یا بہن یا کسی ذی رحم محرم کو مثل چچا و پھوپھی وغیرہ کے خرید کیا تو استحساناً اُس کے ساتھ مکاتب نہو جاوینگے اور مکاتب انکو فروخت

کر سکتا ہی یہ امام اعظم رح کا قول ہی اور اگر اُسنے اپنے چچا کے بیٹے کو خریدا تو بالاجماع اُسکے ساتھ مکاتب نہ ہو جائیگا یہ ذخیرہ مین ہی - اگر واضح ہو کہ مکاتب نے جسوقت مال کتابت ادا کیا اگر اُسوقت یہ لوگ قرابتی اسکی ملک مین موجود ہون تو بلا سعایت اُسکی طرف سے آزاد ہو جاوینگے یہ تاتارخانیہ مین ینابیع سے منقول ہی - اگر مکاتب نے ایسی جورو خریدی جس سے مکاتب کی کوئی اولاد نہین ہوئی ہی تو اسکو فروخت کر سکتا ہی اور اگر اُس سے کوئی اولاد ہوئی ہی پس اگر مع اولاد اسکا مالک ہوا تو بالاجماع اُسکو فروخت نہین کر سکتا ہی اور اگر بدون اولاد کے مالک ہوا تو اختلاف ہی اور امام اعظم رح کے نزدیک نہین فروخت کر سکتا ہی کذا فی المحیط اور یہی صحیح ہی یہ مضمرات مین ہی اگر مکاتب نے اپنی جورو کو خریدا اور اُسکے ساتھ مکاتب سے اسکی اولاد ہی تو اولاد مکاتب کی کتابت مین داخل ہو جاویگی اور جورو اپنی اولاد کی کتابت مین داخل ہو جاویگی پھر اگر مکاتب مرگیا تو دونون پر سعایت لازم نہ آویگی لیکن اگر ان دونون نے جو مال مکاتب پر وقت موت کے واجب الادا تھا ادا کردیا تو آزاد ہو جاوینگے یہ تاتارخانیہ مین ہی نوادر بشر مین امام ابو یوسف سے روایت ہی کہ ایک مکاتب نے اپنی جورو کو خریدا اور بعد خرید کے اُس سے وطی کی اور اُسکے بچہ پیدا ہوا پھر مکاتب مرگیا اور اسقدر چھوڑا کہ جس سے اسکا مال کتابت ادا ہو تو یہ بچہ اپنی ماں کے مہر کے واسطے جو باپ پر قرض ہی سعی کریگا اور جو بچہ حالت کتابت مین پیدا ہوا ہو وہ اپنے باپ کے سب قرضون کے واسطے سعی کریگا یہ محیط مین ہی - مکاتب نے اپنی زوجہ کو خریدا تو اس سے وطی کرنا حلال ہی پھر اگر اسکے بچہ ہوا تو بچہ اپنے باپ کی کتابت مین تبعاً داخل ہوا اور اسکی تبعیت مین اُسکی ماں اسکی کتابت مین داخل ہوگی پھر اگر مکاتب مرگیا اور اسقدر مال چھوڑا کہ ادائے کتابت کیواسطے کافی ہو تو وہ عورت دو مہینے و پانچ روز عدت وفات مین بیٹھے گی اور بیٹا بجائے باپ کے قائم ہو کر قسطوار کتابت کیواسطے سعی کریگا اور ماں و بیٹے دونون ادا کرنے سے آزاد ہو جاوینگے اور وہ عورت تین حیض عدت مین رہیگی اور اگر اس عرصہ مین پہلی عدت مین سے کچھ باقی رہا ہو تو دونون عدتون مین تداخل ہو جائیگا اور پہلی عدت مین بالخصوص استحداد کریگی اور اگر ادائے کتابت کے لائق مال چھوڑ گیا تو بدل کتابت ادا کیا جائیگا اور مکاتب کی زندگی کے آخر جزو مین ان سب کی آزادی کا حکم دیا جائیگا اور عورت کا نکاح فاسد ہونا ظاہر ہوگا اور اُسپر دو عدتین واجب ہونگی ایک عدت نکاح کے دو حیض واجب ہونگے کیونکہ باندی ہونے کی حالت مین آخر جزو زندگی مین فرقت واقع ہوئی اور دوسری عدت استبراء کی جو بسبب موت مولے کے تین حیض واجب ہوے اور دونون عدتین متداخل ہو جاوینگی - اور اگر مکاتب سے اولاد نہین ہوئی تو باندی اسکی عورت باقی رہیگی آزاد نہوگی - ایک مکاتب نے اپنی جورو کو جو باندی ہی دو طلاق دین پھر اسکا مالک ہوا تو اُسکے حق مین حلال نہوگی تاوقتیکہ دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرے کیونکہ باندی کی طلاق کامل دو طلاق ہین یہ کافی مین ہی - اور اگر باندی سے مکاتب کیحالت ملک مین جو بچہ پیدا ہوا خواہ وہ مکاتب کی زندگی مین مرگیا پھر مکاتب مرا پس اگر باندی نے بدل کتابت اسکے مرنیکے وقت[1] کا ادا کیا تو آزاد ہو جاویگی ورنہ رقیق کردی جاویگی اور بدل کتابت کیواسطے فروخت کی جاویگی اور باندی پر سعایت واجب نہین ہی یہ مضمرات مین ہی - مکاتبہ نے اگر اپنے شوہر کو خریدا تو اسکا نکاح باطل ہوگا اور مکاتب کو اختیار ہی کہ اسی نکاح پر اس سے وطی کرے کیونکہ وہ باندی مکاتبہ درحقیقت اسکی ذات کی مالک نہین ہوئی

[1] قولہ وقت کا یعنی اسکی موت کے وقت جسقدر بدل کتابت خواہ پورا یا تھوڑا باقی تھا ادا کیا ۱۲ م

یہ عینی شرح ہدایہ مین ہی- مکاتب ذمی نے ایک مسلمان باندی خریدی پس اگر اسکو ام ولد بنایا تو اپنے حال پر رہیگی
اور اگر مکاتب ادا کرکے آزاد ہو گیا تو باندی کی ملک اسکو پوری حاصل ہو گئی اور باندی اسکی ام ولد ہوجاویگی
پس سعی کرکے اپنی قیمت ادا کریگی اور اگر مکاتب عاجز ہوکر پھر رقیق قرار دیا گیا تو مکاتب کے مولے پر جبر
کیا جائیگا کہ باندی کو فروخت کردے یہ مبسوط مین ہی- ایک مکاتب نے ایک باندی خریدکر ایک حیض سے
اسکا استبرا کرا لیا پھر آزاد ہوا تو مکاتب آزاد شدہ کو اسی قدر حیض پر اسکے ساتھ وطی کرنی جائز ہے اور اگر
عاجز ہوکر مکاتب مع باندی کے رقیق کیے گئے تو مولی پر باندی کا استبرا واجب ہے اور اگر مکاتب نے اپنی
بیٹی یا مان کو خرید کیا تو بعد عاجز ہونے کے مولی پر استبرا ان دونو کا واجب نہین ہی اور قبل عجز کے جو حیض مکاتب
کے پاس ان دونو کو آگیا ہی وہی کافی شمار ہوگا- اور اگر اپنی بہن کو خریدا پھر مکاتب عاجز ہوا تو مولی پر اسکا استبرا
واجب ہی یہ امام اعظم رح کا قول ہی کیونکہ بہن مکاتب کے ساتھ مکاتبہ نہین ہوتی ہی بخلاف مان و دختر کے
کہ عاجز ہونے کے بعد مولے پر استبرا واجب نہین ہی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی- اگر کسی نے نصف
غلام مکاتب کیا پھر مولی نے مکاتب سے کوئی چیز خریدی تو آدھی چیز کی خرید جائز ہوگی- اور اگر ایسے
مکاتب نے مولے سے کوئی غلام خریدا تو استحسانا پورے غلام کی خریداری جائز ہی جیسے غیر شخص سے
جائز ہی اور قیاسا فقط آدھے غلام کی خریداری جائز ہی اور ہم قیاسی حکم کو اختیار کرتے ہین کذا فی المبسوط-

پانچوان باب مولی سے مکاتبہ باندی کے بچہ ہونے اور مولی کا اپنی ام ولد و مدبر کو مکاتب کرنے اور اسکی
مکاتبت اور تدبیر اور مولی و اجنبی کے واسطے مکاتب کے اقرار قرض و مکاتبت مریض کے بیان مین- ایک
مکاتبہ اپنے مولے سے بچہ جنی تو وہ اسکی ام ولد ہوگی خواہ اپنی کتابت پوری کرے یا عاجز ہوجاوے اور
اسکے بچہ کا نسب دعوت نسب سے ثابت ہوگا مگر باندی مکاتبہ کی تصدیق کی ضرورت ہوگی کیونکہ وہ اپنی ذات
سے مولی کی مملوک ہی اور اگر اسنے کتابت پوری کردی تو اپنا عقر مولے سے لے لیگی اور اگر مولی مرگیا تو ام ولد
ہونے کی وجہ سے وہ آزاد ہوجاویگی اور مال کتابت اسکے ذمہ سے ساقط ہوجاویگا اور اگر وہ باندی مرگئی اور
کتابت ادا کرنے کے لائق مال چھوڑا تو اسکی کتابت ادا کردی جاویگی اور جو باقی رہا وہ اسکے بچہ کو میراث
ملیگا کیونکہ اسکی زندگی کے آخر جزو مین اسکی آزادی ثابت ہوئی ہی- اور اگر اسنے ادا ے کتابت کیواسطے کافی
مال نچھوڑا ہو تو اس بچہ پر سعایت لازم نہین آتی ہی کیونکہ یہ بچہ خود آزاد ہی اور اگر پھر اس باندی سے دوسرا بچہ
ہوا تو بدون دعوت نسب کے مولی سے اسکا نسب ثابت نہوگا کیونکہ مولی پر اس سے وطی کرنا حرام ہی اور ام ولد کے
بچہ کا نسب بدون دعوت کے جب ہی ثابت ہوتا ہی کہ جب مولی پر اسکے ساتھ وطی کرنا حلال ہو اور اگر حرام ہو تو ثابت
و لازم نہین ہوتا ہی حتی کہ اگر مکاتبہ ام ولد عاجز ہوگئی اور اسکے بعد اتنی مدت کے اندر کہ جسمین نطفہ قرار پاکر بچہ پیدا
ہوسکتا ہی اسکے کوئی بچہ پیدا ہوا تو اسکا نسب بلا دعوت ثابت ہوگا لیکن اگر مولی نے صریح نفی کی اور انکار
کیا کہ میرا نطفہ نہین ہی تو جیسے اور ام ولد باندیون کے بچہ مین ایسی صورت مین نسب ثابت نہین ہوتا ہی ویسے ہی
اسمین بھی ثابت نہوگا- اور اگر مولے نے دوسرے بچہ کے نسب کا دعوی نہ کیا اور ام ولد بغیر وفا کے مرگئی تو بچہ اسکے
بدل کتابت کیواسطے سعی کریگا کیونکہ اپنی مان کی تبعیت مین یہ بھی مکاتب ہی اور اگر اسکے بعد مولی بھی مرگیا تو یہ بچہ آزاد

باب پنجم کتابت ام ولد وغیرہ

ہو جائیگا اور اُسکے ذمہ سے سعایت ساقط ہو جائیگی یہ تبیین مین ہے - اگر مکاتبہ کے مولی سے اولاد ہوئی پھر مولے نے اقرار کر دیا کہ یہ باندی فلان شخص کی مملوک ہے تو اُسکے اقرار کی تصدیق ہوگی اگرچہ باندی اُسکے قول کی تصدیق کرے یہ مبسوط مین ہے - اگر مولی نے اپنی ام ولد کو مکاتب کیا تو جائز ہے پھر اگر مولے مر گیا تو وہ بسبب ام ولد ہونیکے آزاد ہو جاویگی اور بدل کتابت اُسکے ذمہ سے ساقط ہوگا اور اولاد اور کمائی سب اسکو دیدی جاویگی - اور اگر مولے کے مرنے سے پہلے اُسنے بدل کتابت ادا کر دیا تو کتابت سے آزاد ہو جاویگی یہ ہدایہ مین ہے - اگر ام ولد کو مکاتب کیا اور کتابت سے چھ مہینے سے زیادہ دن بعد اُس کے لڑکا پیدا ہوا اور قبل اقرار نسب کے مولے نے انتقال کیا تو مولی کے کیساتھ نسب لازم نہوگا - اور اگر کتابت سے چھ مہینے سے کم مدت مین بچہ ہوا تو مولی کے نسب سے ثابت النسب ہوگا کیونکہ ہم یقیناً جانتے ہین کہ قبل کتابت کے یہ نطفہ قرار پایا ہے اور وہ آزاد ہوگا اور اُسکی ماں بھی بسبب مرجانے مولے کے آزاد ہوگی اور اگر مولے زندہ رہا اور اُسنے نسب کا دعوی کیا تو وہ بچہ اُسکا بیٹا قرار پاویگا اگرچہ کتابت سے دو برس سے زیادہ دنون بعد پیدا ہوا ہو - اور اگر باندی نے اپنی مکاتبت کیحالت مین کوئی جنایت کی تو اُسکے واسطے سعی کریگی اور اگر اُسپر کسی شخص نے ظلم وجرم کیا تو اُسکا جرمانہ مکاتبہ کو ملیگا - اور اگر مرگئی اور ایسا بچہ چھوڑا جو حالت کتابت مین مولی کے سواے دوسرے شخص سے پیدا ہوا ہے تو وہ لڑکا اس مال کے واسطے جو اُسکی ماں پر واجب ہے سعی کرے یہ مبسوط مین ہے - ایک نصرانی نے اپنی ام ولد کو مکاتب کیا اُسنے کچھ بدل کتابت ادا کیا پھر مسلمان ہوگئی پھر عاجز ہوگئی اور قاضی نے اُسکو رقیق کر دیا اور اُسپر قیمت ادا کرنے کا حکم کیا گیا اس باعث سے کہ بسبب ام ولد ہونے کے اُسپر بیع کی ڈگری نہین ہو سکتی ہے تو اس قیمت مین جو کچھ مولی نے اس سے لیا ہے وہ محسوب نہ کیا جائیگا اسی طرح اگر اُسنے مسلمان ہونے کے بعد کچھ ادا کیا ہو اور باقی مسئلہ بحالہ ہو تو بھی یہی حکم ہے یہ خزانۃ المفتین مین ہے - اگر اپنی ام ولد یا باندی کو ہزار درم پر اس شرط سے مکاتب کیا کہ مین ایک اوسط درجہ کا مملوک واپس دونگا تو امام اعظم و امام محمد رح کے نزدیک کتابت باطل ہے - اگر نصرانی کی ام ولد مسلمان ہوگئی اور اُسنے قیمت سے زیادہ پر اسکو مکاتب کیا تو جائز ہے پھر اگر ام ولد نے اپنے تئین عاجز کیا اور رقیق کی گئی تو اپنی قیمت کے واسطے سعی کریگی یہ مبسوط مین ہے - اور اگر کسی نے اپنی مدبرہ باندی کو مکاتب کیا تو جائز ہے کیونکہ مثل ام ولد کے وہ بھی اسکی ملک مین ہے - اور اگر مولی مر گیا اور کچھ مال سواے اُسکے نچھوڑا تو اسکو خیار دیا جائیگا کہ چاہے اپنی دو تہائی قیمت کیواسطے سعی کرے یا تمام کتابت کے واسطے اور یہ امام اعظم رح کا قول ہے اور یہی صحیح ہے اور اگر مولی نے انتقال کیا اور یہ مدبرہ اُسکے تہائی ترکہ سے برآمد ہوتی ہو تو آزاد ہو جاویگی اور بالاجماع اسکے ذمہ سے سعایت ساقط ہوگی یہ مضمرات مین ہے - اگر اپنی مدبرہ کو مکاتب کیا اور اُسکے بچہ پیدا ہوا پھر مر گئی تو بچہ اُسپر واجب ہے اُسکی ادا کے واسطے بچہ سعی کریگا اور اگر دو لڑکے اسکے موجود ہین اور ایک نے اپنی ماں کا تمام مال کتابت ادا کر دیا تو دوسرے سے کچھ نہین لے سکتا ہے - اسیطرح اگر دو مدبرون کو ایک ہی کتابت مین مکاتب کیا اور دونون مین سے ہر ایک دوسرے کا کفیل ہے پھر دونون مر گئے اور ایک نے ایک لڑکا چھوڑا جو حالت کتابت مین اسکی باندی سے پیدا ہوا ہے تو اس لڑکے پر واجب ہوگا کہ سعی کر کے تمام مال کتابت ادا کرے یہ مبسوط مین ہے - اگر کسی شخص نے اپنی مکاتبہ باندی کو مدبرہ کر دیا تو صحیح ہے اور باندی کو

خیار ہوگا کہ چاہے کتابت پوری کردے یا اپنے تئین عاجز کرکے مدبرہ ہو جاوے پس اگر اُسنے کتابت تمام کرنا
اختیار کیا اور مولے مرگیا اور سواے اس باندی کے اُسکا کچھ مال نہین ہو تو باندی کو اختیار ہوگا کہ چاہے دو تہائی
مال کتابت مین سعی کرے یا دو تہائی قیمت مین اور یہ امام اعظم رح کے نزدیک ہو اور صاحبین نے فرمایا کہ ان
دونون مین سے جو کم ہوگا اُسکے ادا کرنیمین سعی کریگی اور اس صورتمین خلاف فقط خیار مین ہو یعنے امام کے نزدیک
اُسکو یہ خیار ہو اور صاحبین کے نزدیک نہین ہو مگر مقدار مین اتفاق ہو یعنے تہائی مال کتابت یا تہائی قیمت
اسمین اتفاق ہو کذا فی الہدایہ مع الزیادۃ - اور نوازل مین ہو کہ شیخ ابوبکر سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے
اپنا غلام مملوک اپنے تئین روز کے خیار پر مکاتب کیا پھر اُسکو مدبر کردیا تو آیا مدبر کرنا کتابت کا نقض ہو فرمایا کہ کتابت
کا نقض ہونا ضرور نہین ہو کیونکہ انسان اپنے مکاتب کو مدبر کرتا ہو اور مدبر کو مکاتب کرتا ہو سو اُسنے کوئی ایسا فعل
نہین کیا جو کتابت کا مانع ہو یہ تاتارخانیہ مین ہو - اگر دو غلامونکو ایک ہی کتابت مین مکاتب کیا اور ہزار درم
کتابت کے ٹھہرے اور ہر ایک دونون مین سے دوسرے کا کفیل ہو پھر مولے نے ایک کو مدبر کردیا پھر مولی
نے انتقال کیا اور بہت مال چھوڑا تو تہائی ترکہ کے حساب سے مدبر آزاد ہو جائیگا اور مکاتبت مین سے اُسکا
حصہ مال اُسکے ذمہ سے ساقط ہو جائیگا کیونکہ اُسکے ادا کرنے کی ضرورت اُسکو نہ رہی چنانچہ اگر زندگی مین مولی
اُسکو آزاد کرتا تو یہی حکم تھا اور دوسرے غلام کے حصے کے واسطے وارثونکو اختیار ہو کہ دونون مین سے جس سے
چاہین مواخذہ کرین پھر اگر مدبر نے اُسقدر حصہ ادا کیا تو دوسرے مکاتب سے واپس لیگا چنانچہ اگر اپنے
آزاد ہونے سے پہلے ادا کردیتا تو بھی یہی حکم تھا - اور اگر ان دونون کے سواے مولی نے اور کچھ مال نہ چھوڑا
تو تہائی ترکہ کے حساب سے مدبر کا حصہ آزاد ہوگا اور جو کچھ اُسپر باقی رہا اُسکو سعی کرکے ادا کریگا پس اگر ہر ایک
کی قیمت تین سو درم ہون اور دونون کی کتابت ہزار درم ہو تو مکاتبت مین سے جو حصہ مدبر پر واجب ہوتا
ہو وہ باطل ہوا اور اُسکی قیمت تین سو درم معتبر رہی کیونکہ یہی اقل ہو اور مولے کے حق کے واسطے یہی متعین
ہو پس دریافت ہوا کہ مولے نے جو مال چھوڑا وہ یہ ہو کہ تین سو درم قیمت کا مدبر اور پانچ سو درم دوسرے غلام
کا حصہ کتابت یہ سب آٹھ سو درم ہوے اور اُسکی تہائی دو سو چھیاسٹھ و دو تہائی درم ہوئی یہ تو مدبر
مین سے بسبب تدبیر کے آزاد ہوا اور باقی یعنے تینتیس درم ایک تہائی درم کیواسطے سعی کریگا پھر مدبر سے
اُسقدر مال کا جو مکاتب پر ہو بسبب اُسکی کفالت کے مواخذہ کیا جا سکتا ہو اور جو مدبر پر باقی رہا ہو اُسکے
واسطے مکاتب سے مواخذہ نہین ہو سکتا کیونکہ مدبر کتابت سے نکل گیا اور اب اُسپر مال تدبیر کے بقیہ کے
واسطے سعی واجب ہو اور ظاہر ہو کہ مکاتب نے اسکی کفالت نہین کی تھی - اور اگر دونون کی قیمت دو ہزار درم
یعنی ہر ایک کی ہزار درم ہو اور مال کتابت ہزار درم ہون اور مدبر نے یہ اختیار کیا کہ مال کتابت کے واسطے سعی
کریگا تو اُسکو یہ اختیار ہو کیونکہ ہو سکتا ہو کہ یہ امر اُسکے حق مین نافع ہو مثلاً بدل کتابت قسطوار آہستہ آہستہ
ادا کرنا ٹھہرا ہووے پس اس صورت مین اُسکے ذمہ سے اُسکا ایک تہائی مال کتابت اسوجہ سے ساقط ہوگا کہ
وہ مدبر تھا اور مولی کی وصیت اُسکے حق مین صرف اُسیقدر مال کی صحیح ہوگی جسقدر مولے کا حق رہا یعنی تہائی مال
سے وصیت جاری ہوگی اسیواسطے تہائی مال کتابت ساقط ہوگا اور دو تہائی مال کتابت دونون پر رہیگا

جو وارثون کا حق ہوگا اسکے واسطے دونون مین سے جسکو چاہین گرفتار کرین پھر اگر مدبر نے سب ادا کر دیا تو دوسرے سے اس مقدار کی تین چوتھائی یعنے بقدر اسکے حصہ کے واپس لیگا اور یہ پانچسو درم ہوے اور اگر مکاتب نے سب دیدیا تو مدبر سے اسکی چوتھائی یعنے باقی جو اسکے ذمہ واجب تھا واپس لیگا یہ مبسوط مین ہے - ایک مکاتبہ باندی کی ایک لڑکی جنی اور پھر لڑکی سے لڑکی پیدا ہوئی پھر مولے نے بیچ والی کو آزاد کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک نواسی بھی آزاد ہو جاویگی اور صاحبین کے نزدیک آخیر والی یعنے نواسی آزاد ہوگی یہ کافی مین ہے مکاتبہ باندی کے ایک لڑکی پیدا ہوئی اور وہ بالغ ہو کر مرتد ہو کر دار الحرب مین جاملی پھر گرفتار ہوئی تو مکاتبہ ساتھ نہ رکھی جاویگی اور نہ حصہ ہوگا بلکہ قید کی جاویگی تاکہ توبہ کرے یا قید مین مرے چنانچہ اگر اسکی ماں ایسا کرتی تو بھی یہی حکم تھا پھر اگر اسکی ماں مر گئی اور اسقدر مال نہ چھوڑا جس سے مال کتابت ادا ہو سکے تو قاضی اس مرتدہ کو قید سے نکال کر جو کچھ اسکی ماں پر تھا اسکے واسطے سعی کرائیگا - مکاتبہ باندی کے لڑکا پیدا ہوا پھر اس لڑکے نے اپنی ماں کو قتل کیا تو اسکا مقتول ہونا بمنزلہ موت کے ہے کہ بوجہ قتل کے لڑکے پر کچھ واجب نہوگا - اور اگر اس باندی نے کسی انسان کو قتل کیا پھر ہنوز اسپر حکم قاضی جاری نہین ہوا تھا کہ وہ مر گئی تو اسکا بیٹا اسکے جرمانہ اور کتابت دونون کے واسطے سعی کریگا پھر اگر لڑکا عاجز ہو گیا تو دیکھا جائیگا کہ اگر قاضی نے ولی مقتول کے واسطے لڑکے پر قیمت کی ڈگری کر دی ہو تو یہ لڑکے پر بمنزلہ قرض کے قرار دیا جائیگا اور اسکے واسطے وہ لڑکا فروخت کیا جائیگا اور اگر قاضی نے ولی مقتول کیواسطے کچھ حکم نہین دیا ہو تو عاجز ہو جانے پر جرم کا جرمانہ باطل ہو جائیگا چنانچہ اگر قاضی کے حکم دینے سے پہلے اسکی ماں اپنی زندگی مین عاجز ہو جاتی پھر مر جاتی تو بھی اسکے حق مین یہی حکم تھا یہ مبسوط مین ہے - ایک مریض نے ہزار درم پر تسطوار ادا کرنے کی شرط سے اپنے غلام کو مکاتب کیا اور اسکی قیمت ہزار درم ہے اور اس مریض کے تہائی مال سے غلام نہین نکلتا ہے تو اسکے مرنے کے بعد غلام کو اختیار دیا جائیگا کہ چاہے تہائی سے زائد جو کچھ قیمت مین سے رہا اسکو فی الحال بتعجیل ادا کر دے یا عاجز ہونا چاہے کر رقیق کیا جاوے یہ محیط مین ہے - اگر مریض نے دو ہزار درم پر اپنے غلام کو ایک سال مین ادا کرنے کے وعدہ پر مکاتب کیا اور اسکی قیمت ایک ہزار ہے پھر مرا اور سواے اسکے مریض کا کچھ مال نہین ہے اور وارثون نے زائد کی اجازت ندی تو وہ غلام دو ہزار کی دو تہائی فی الحال ادا کرے اور باقی اپنی میعاد پر رہیگا یا رقیق کر دیا جائیگا یہ امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کے نزدیک ہے اور امام محمد رح نے فرمایا کہ ہزار کی دو تہائی فی الحال ادا کرے اور باقی اپنی میعاد پر دے - اور اگر ہزار درم پر ایک سال کے ادا کرنے کے وعدہ پر مکاتب کیا اور قیمت اسکی دو ہزار درم ہین اور وارثون نے اجازت ندی تو دو تہائی قیمت فی الحال ادا کرے یا رقیق کر دیا جائیگا اور یہ بالاجماع ہے یہ ہدایہ مین ہے - اور اگر اپنی صحت مین ہزار درم پر مکاتب کیا اور اسکی قیمت پانچسو درم ہین پھر اپنے مرض مین اسکو آزاد کر دیا پھر مر گیا اور کچھ وصول نہین پایا تھا تو غلام اپنی دو تہائی قیمت کیواسطے سعی کریگا - اسیطرح اگر غلام کو جو اسپر مال کتابت آتا تھا سب اپنے مرض مین اسکو ہبہ کر دیا تو وہ آزاد ہوگا اور اپنی دو تہائی قیمت کے واسطے سعی کریگا اور امام اعظم رح کے نزدیک اگر اپنی صحت مین اسکو مکاتب کیا پھر مرض مین آزاد کیا تو غلام کو اختیار ہوگا کہ چاہے اپنی دو تہائی قیمت کیواسطے سعی کرے یا جو کچھ مال کتابت اسپر واجب ہے اسکی دو تہائی کیواسطے

[illegible]

سعی کرے اور اگر مولے نے سب اس سے وصول کر لیا مگر پانسو درم نہین وصول پائے ہین پھر اپنے مرض مین آزاد کیا تو غلام اپنی دو تہائی قیمت کیواسطے سعی کریگا اور جو کچھ اسنے اس سے پہلے ادا کیا ہو وہ محسوب نکیا جائے گا اور یہ صاحبین رح کا قول ہو اور اسی طرح امام اعظم رح کے نزدیک بھی اگر اُسنے کتابت فسخ کر کے دو تہائی قیمت کے واسطے سعی کرنا اختیار کیا تو یہی حکم ہو اور اگر غلام نے سب ادا کیا مگر سو درم رہ گئے پھر مرض مین اسکو آزاد کیا یا باقی اسکو ہبہ کیا تو سو درم کی دو تہائی کیواسطے سعی کریگا یہ مبسوط مین ہو - اگر زید نے اپنے مرض الموت مین ہزار درم پر اپنے غلام کو مکاتب کیا اور اسکی قیمت بھی ہزار درم ہین اور سواے اسکے مریض کا کچھ مال نہین ہو پھر اپنے مرض مین زید نے ہزار درم کا جو اُسکے پاس تھے یہ اقرار کیا کہ یہ درم اسی مکاتب کے ہین کہ بعد کتابت کے اُسنے میرے پاس ودیعت رکھے ہین اور یہ درم بدل کتابت کی جنس سے ہین پھر مر گیا تو تہائی مال سے اسکا اقرار جائز ہوگا اور مراد یہ ہو کہ جب عقد کتابت حالت مرض مین واقع ہو تو ایسا ہوگا اور اگر کتابت حالت صحت مین واقع ہو اور باقی مسئلہ بحالہ رہے تو تمام مال سے اسکا اقرار معتبر ہوگا - اور اگر بدل کتابت سے کھرے ہزار درم کا اقرار کیا اور کتابت حالت صحت مین واقع ہوئی ہو تو تمام مال سے اسکا اقرار معتبر ہوگا - پھر اگر مکاتب نے کہا کہ مین کھرے درم واپس کر کے جس قسم کے تیرے حق مین چاہیے ہین ویسے دیدونگا تو یہ اختیار اسکو نہوگا - اور اگر مریض نے ہزار درم کھوٹے مقبوضہ کی نسبت یہ اقرار کیا کہ یہ میرے مکاتب کی ودیعت ہین اور بدل کتابت کے درم کھرے قرار پائے ہین تو اسکا اقرار صحیح نہوگا بشرطیکہ اسپر حالت صحت کا قرضہ ہووے اور یہ ہزار درم قرضخواہان صحت کو تقسیم ہونگے اور مکاتب سے جو کچھ اسپر آتا ہو اسکا مواخذہ کیا جائیگا یہ محیط مین ہو - اگر مریض نے مرض مین اپنے غلام کو مکاتب کیا اور سواے اسکے اسکا کچھ مال نہین ہو اور وارثون نے اسکی زندگی مین کتابت کی اجازت دیدی تو ان لوگونکو اختیار ہو کہ اسکے مرنے کے بعد اجازت سے انکار کرین جیسے باقی وصیتون مین اختیار ہوتا ہو یہ مبسوط مین ہو - امام محمد رح نے جامع مین فرمایا کہ ایک مکاتب نے اپنی صحت مین اپنے مولے کیواسطے ہزار درم کا اقرار کیا اور مولی اسکو ہزار درم پر مکاتب کر چکا تھا اور مکاتب نے اپنی صحت مین ایک شخص اجنبی کیلیے ہزار درم کا بھی اقرار کیا پھر مکاتب بیمار ہوا اور اُسکے پاس ہزار درم موجود تھے سو اسنے مولی کو کتابت مین دیدیے پھر اسی مرض مین مر گیا اور سواے اُن ہزار درم کے اور کچھ نہ چھوڑا تو مولے اور اجنبی کے درمیان تین حصے ہو کر تقسیم ہونگے اسمین سے دو حصے مولے کو اور ایک حصہ اجنبی کو ملیگا - اور اگر مکاتب نے یہ ہزار درم موجودہ اپنے مولے کو حالت صحت کے اقراری قرضہ مین دیے پھر مر گیا تو ان درمونکا اجنبی ہی حقدار ہو اور مولے کا قرضہ و کتابت باطل ہو جائیگا - اسی طرح اگر غلام نے قرضہ مین نہ دیے یونہی چھوڑ کر مر گیا تو بھی اجنبی کو ملین گے - اور اگر مکاتب نے کوئی بیٹا جو حالت کتابت مین پیدا ہوا ہو چھوڑا تو یہ ہزار درم اجنبی کو ملین گے مگر مولے اپنے قرضہ و کتابت کے واسطے اس لڑکے کا دامنگیر ہوگا کیونکہ وہ اپنے باپ کے قائم مقام ہو - اور اگر مکاتب نے اپنی زندگی مین یہ ہزار درم مولی کو قرضہ اقراری مین دیدیے پھر مر گیا اور حالت کتابت کی پیدائش کا لڑکا چھوڑا تو بھی اجنبی ان ہزار درم متروکہ کا مستحق ہو اور مولے اپنا قرضہ و کتابت اسکے لڑکے سے لیگا اور اگر لڑکے نے قرضہ و کتابت جو باپ پر واجب الادا تھا ادا کر دیا تو بھی جو حکم اجنبی کیواسطے ہزار درم دینے کا ہو چکا وہ منقوض نہوگا یہ محیط مین ہو - اگر زید نے

منقوض = نہ ٹوٹیگا ۱۲

[illegible]

اپنے غلام کو اسقدر مال پر مکاتب کیا کہ جتنے پر ایسے غلام مکاتب ہوتے ہین پھر اقرار کیا کہ مین نے مال کتابت وصول
پایا پس اگر اسپر اسقدر قرضہ ہو کہ اسکے تمام مال کو محیط ہو تو اسکے اقرار کی کچھ تصدیق نہ کیجاویگی ولیکن غلام آزاد ہو جائیگا
اور مال کتابت کا مواخذہ اس سے کیا جائیگا چنانچہ اگر اسکو آزاد کردے تو بھی یہی حکم ہوتا ہی۔ اور اگر اسپر قرضہ
نہو اور یہ غلام اسکے تہائی مال سے نکلتا ہو تو آزاد ہو جائیگا اور اسپر کچھ واجب نہوگا۔ اور اگر اس غلام کے سوا
اسکا کچھ مال نہو تو غلام پر واجب ہوگا کہ وارثون کو اپنے مال کتابت کی دو تہائی کمائی کرکے ادا کرے ولیکن اگر اسکی
قیمت کم ہو تو دو تہائی قیمت کمائی کرے۔ اسی طرح اگر اسنے صحت مین اقرار کیا کہ اپنی صحت مین مین نے اسکو مکاتب
کیا پھر اپنے مرض مین اقرار کیا کہ مین نے مال کتابت سب وصول پایا ہو تو اسکی تصدیق کیجاویگی بخلاف اسکے اگر اپنے
مرض مین مکاتب کیا ہو تو تصدیق نہوگی یہ مبسوط مین ہی۔ ایک مکاتب کا اپنے موے پر حالت صحت کا قرضہ ہو پھر
اپنے مرض مین اقرار کیا کہ مین نے اپنا قرضہ جو موے پر تھا وصول پایا اور غلام پر حالت صحت کے قرضے ہین پھر مرگیا اور
کچھ مال نہ چھوڑا تو اسکے مرض کے اقرار کی تصدیق نہ کی جاویگی۔ ایک شخص نے ہزار درم پر صحت مین اپنے غلام کو
مکاتب کیا پھر مکاتب نے حالت مرض مین ایک شخص اجنبی کیواسطے ہزار درم کا اقرار کیا پھر مکاتب مرگیا اور سوا
ہزار درم کے کچھ مال نہ چھوڑا تو ان ہزار درم کا اجنبی مستحق ہو موے مستحق نہین ہو اگرچہ موے کا قرضہ حالت صحت کا
ہو اور اجنبی کا حالت مرض کا ہو بخلاف اسکے کہ اگر صحت کا قرضہ بھی کسی اجنبی کا ہووے تو اس صورت مین حالت صحت
کا قرضہ ادا کرنا مقدم ہوگا یہ محیط مین ہی۔ اگر ایک مکاتب نے اپنی موت کیوقت یہ اقرار کیا کہ مین نے اپنے فلان غلام
کو مکاتب کیا تھا اور اُس سے ~~حالت مرض~~ مال کتابت وصول پایا تو اقرار نہین جائز ہو۔ اسیطرح اگر حالت مرض مین غلام کو
اسکی قیمت سے کم پر مکاتب کیا تو جائز نہین ہی یہ مبسوط مین ہی۔ ایک شخص نے اپنے غلام کو ہزار درم پر مکاتب کیا
اور موے نے اسکو ہزار درم قرض دیے اور اُس حالت مین مکاتب تھا پھر مکاتب مرگیا اور ہزار درم ترکہ چھوڑا اور
اُس مکاتب کی اولاد آزاد عورت آزادہ سے موجود ہی تو قاضی ان ہزار درم کو کتابت مین ہونیکے واسطے حکم دیگا اور
موے کو اختیار نہین ہی کہ اسکو قرضہ مین قرار دے۔ اور اگر اسکی اولاد کسی آزاد باندی سے جو دوسرے شخص کی آزاد کردہ
ہی موجود ہو تو باپ اولاد کی ولاء اپنے موے کی طرف سمیٹ لاویگا اور اگر مکاتب نے ہزار سے زیادہ مال چھوڑا تو موے
کتابت سے زیادہ ایک ہزار تک اپنے قرضہ مین لے لیگا پھر اگر قرض سے بھی کچھ فاضل رہا تو وارثون کو ملیگا یہ
یہ محیط مین لکھا ہی

چھٹا باب اجنبی کا کسی غلام کی طرف سے عقد کتابت قرار دینے کے بیان مین۔ زید نے عمرو سے کہا کہ اپنے فلان
غلام کو ہزار درم پر اس شرط سے مکاتب کردے کہ اگر مین نے ہزار درم ادا کردیے تو غلام آزاد ہی عمرو نے اسی شرط
سے مکاتب کیا اور زید نے قبول کیا پھر ہزار درم ادا کیے تو بدون غلام کے قبول کرنے و اجازت دینے کے شرط پائی جانیکے
باعث سے غلام آزاد ہو جائیگا۔ اور اگر غلام کو خبر پہونچی اور اسنے قبول کیا تو مکاتب ہو جائیگا اور اگر غلام نے کہا
مین نہین قبول کرتا ہون پھر زید نے مال ادا کیا تو جائز نہین ہی کیونکہ عقد کتابت اسکے رد کرنے سے رد ہو گیا اور
اگر زید ضامن ہوا تو اسپر کچھ لازم نہ آویگا اور اگر زید نے یہ نہ کہا کہ اس شرط سے کہ اگر مین ادا کردون تو غلام آزاد ہی مگر ادا
کردیے تو قیاساً غلام آزاد نہوگا و استحساناً آزاد ہوگا اور جب زید بدل کتابت ادا کریگا تو غلام سے بعد آزادی کے

واپس نہین لے سکتا ہی کیونکہ اُسنے احسان کی راہ سے ایسا کیا ہی یہ تبیین مین ہی- اور آیا اجنبی کو موسے سے
واپس لینے کا اختیار ہی یا نہین سو اگر بحکم ضمان دیا ہو تو واپس لے سکتا ہی اور اسکی صورت یہ ہی کہ یون کہے
کہ اپنے غلام کو ہزار درم پر مکاتب کر دے اس شرط سے کہ مین ضامن ہون تو اس صورت مین واپس لیگا کیونکہ
اُسکی ضمان باطل ہی اس وجہ سے کہ اُسنے غیر واجب کی ضمان کر لی ہی- اور اگر اُسنے بغیر ضمان ادا کیا تو واپس
نہین لے سکتا ہی کیونکہ وہ متبرع ہی- اور اگر اُسنے تھوڑا ادا کیا تو واپس لے سکتا ہی خواہ بضمان ادا کیا ہو یا بغیر
ضمان- ولیکن اگر کچھ مال غلام کی اجازت کے بعد ادا کیا تو واپس نہین لے سکتا ہی کیونکہ اس صورت مین ایک
اور بات حاصل ہو گئی وہ یہ ہی کہ کسی قدر مال کتابت سے غلام پر ہی الذمہ ہو گیا- اور یہ حکم اس وقت ہی کہ
غلام کی اجازت سے پہلے موسے سے واپس لینے کا قصد کیا ہو اور اگر غلام کی اجازت کے بعد ایسا قصد کیا پس اگر
بحکم ضمان دیا ہو تو واپس لے سکتا ہی اور اگر بغیر ضمان دیا ہو تو نہین خواہ سب ادا کیا ہو یا تھوڑا یہ عینی شرح
ہدایہ مین ہی- اگر مرد آزاد نے زید کے غلام کی طرف سے کتابت قبول کر کے اسکے ذمہ ڈالی اس شرط سے
کہ مین اسکی طرف سے کتابت کا ضامن ہون تو جائز نہین ہی کیونکہ آزاد مرد کے قبول کرنے سے بدل کتابت
غلام پر واجب نہین ہوا اور نہ یہ ممکن ہی کہ آزاد کے قبول کرنے سے ابتدا بدل کتابت آزاد پر واجب کیا جاوے
اسیطرح اگر یہ غلام اس مرد آزاد کا بیٹا ہو خواہ بالغ ہو یا نابالغ تو بھی باپ کو یہ ولایت نہین حاصل ہی کہ بیٹے
کے ذمہ مال لازم کرے بلکہ باپ و اجنبی اس امر مین یکسان ہین- اسی طرح اگر باپ غلام و اسکا بیٹا نابالغ دونون
ایک شخص کے مملوک ہون اور باپ نے بیٹے کے ذمہ کتابت لازم کی تو بھی جائز نہین ہی ولیکن اگر دونون صورتون مین
باپ نے بیٹے کیطرف سے مال ادا کر دیا تو وہ استحساناً آزاد ہو جائیگا یہ مبسوط مین ہی- اگر غلام حاضر و غائب دونونکو
مکاتب کیا اور حاضر نے عقد کتابت قبول کیا تو استحساناً دونون کی طرف سے صحیح ہی اور جس نے دونون مین سے
ادا کیا اسکے ادا کرنے سے دونون آزاد ہو جاوینگے اور موسے اسکے قبول کرنے پر مجبور کیا جاویگا اور
جس نے ادا کیا وہ دوسرے سے کچھ واپس نہین لے سکتا ہی- اور اگر موسے نے حاضر کو بدل کتابت ہبہ
کر دیا تو دونون آزاد ہو جاوینگے اور اگر غائب کو ہبہ کیا تو آزاد نہون گے کیونکہ اسپر کچھ واجب نتھا پس
ہبہ صحیح نہین ہوا- اور اگر غلام غائب نے عقد قبول کیا تو لغو ہی اور عقد کتابت حاضر کو لازم ہوگا جیسا کہ غائب
کے عدم قبول کی صورت مین حکم تھا اور موسے کو غائب سے کچھ بدل کے مواخذہ کا اختیار نہین ہی کیونکہ اُسنے
کسی چیز کا التزام اپنے ذمہ نہین لیا ہی بلکہ عقد کتابت مین وہ بالتبع داخل ہی جیسے مکاتب کے بچہ کا حکم ہی
اور اگر مولی نے غلام غائب کو آزاد کیا تو آزاد ہو جائیگا اور حصہ مکاتبت اسکے ذمہ سے ساقط ہو جائیگا اور جب
اُسکا حصہ مکاتبت باطل ہوا تو حاضر جب تک اپنا حصہ مکاتبت نہ ادا کرے آزاد نہوگا- اور اگر موسے نے حاضر
کو آزاد کیا تو آزاد ہو جائیگا اور اسکا حصہ کتابت باطل ہو جائیگا اور غائب اپنا حصہ کتابت فی الحال ادا کرے ورنہ رقیق کر دیا
جائیگا یہ کافی مین ہی- اور اگر غائب مر گیا تو حاضر کے ذمہ سے کچھ کم نہوگا اور اگر حاضر مر گیا تو موسے کو غائب سے
کچھ بدل کے مطالبہ کا اختیار نہوگا ولیکن اگر غائب نے کہا کہ مین سب بدل کتابت ادا کیے دیتا ہون اور
دینے کو لایا اور موسے نے کہا کہ مین نہین لیتا ہون تو قیاساً اسکو نہ لینے کا اختیار ہی اور استحساناً انکار نہین کر سکتا ہی

اور غائب کے ادا کردینے کے بعد دونون آزاد ہوجاوینگے ولیکن غائب کے واسطے ادا کرنے کی میعاد ثابت نہوگی اور اگر دونون زندہ ہون اور مولے نے غائب کو فروخت کرنا چاہا تو استحساناً ایسا نہین کرسکتا ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اگر زید نے اپنی باندی اور اسکے دو نابالغ لڑکون کو مکاتب کیا تو صحیح ہی اور جسنے مال ادا کیا وہ دوسرون سے واپس نہین لے سکتا ہی اور یہ استحسان ہی اور جسنے مال کتابت دیا تو مولے پر جبر کیا جائیگا کہ اسکو قبول کرے اور عقد کتابت قبول کرنے یا رد کرنے مین اولاد کا اعتبار نہین ہی اور اگر اسنے باندی کو آزاد کردیا تو اولاد پر بقدر انکے حصہ کے بدل کتابت باقی رہیگا کہ اسکو فی الحال ادا کرین مگر مولے باندی سے بدل کا مطالبہ کریگا نہ اولاد سے اور اگر مولے نے اولاد کو آزاد کردیا تو باندی کے ذمہ سے اولاد کی کتابت کا حصہ ساقط ہوا اور اسکا حصہ اسکے ذمہ موافق قسط قرارداد کے باقی رہا اور اگر ان لوگون نے کچھ مال کمایا تو مولے اسمین سے کچھ نہین لے سکتا ہی اور نہ انکو فروخت کرسکتا ہی اور اگر اولاد کو قرضہ معاف کردیا یا ہبہ کیا تو نہین صحیح ہی اور اگر باندی کو معاف یا ہبہ کیا تو صحیح ہی اور باندی کے ساتھ اسکی اولاد بھی آزاد ہوجاویگی یہ تبیین مین ہی۔ اگر ایک غلام کو اسکی جان و اسکی اولاد صغار مکاتب کردی ہو تو جائز ہی پس اگر اولاد کے بالغ ہونے کے بعد یا پہلے مکاتب عاجز ہوا اور رقیق کردیا گیا تو اس سے اولاد بھی رقیق ہوجاویگی اور اگر اولاد نے بالغ ہوکر کہا کہ ہم مال کتابت کے واسطے سعی کرینگے تو انکے قول پر التفات نہ کیا جائیگا۔ اسیطرح اگر باپ کے عاجز ہونے کے وقت اولاد بالغ ہون تو بھی یہی حکم ہی اگر باپ مرگیا اور کچھ مال نچھوڑا تو اسکی اولاد قسط مقررہ کے حساب سے مکاتبت ادا کرنے مین سعی کرینگی اور اگر وقت موت کے ایسی نابالغ ہو کہ سعی نہین کرسکتی ہو تو سب رقیق کردیے جاوینگے اور اگر سعی کرسکتے ہون اور بعض نے سعی کرکے مال ادا کردیا تو دوسرون سے کچھ نہین لے سکتا ہی اور اگر اسکے بعد باپ کا کچھ مال ظاہر ہوا تو سب وارثون کو میراث مین تقسیم ہوگا اور جس لڑکے نے مال ادا کیا ہو وہ اس مین سے بقدر کتابت کے نہین لے سکتا ہی۔ اور مولے کو اختیار ہی کہ اولاد مین سے جس سے چاہے تمام مال کتابت کا مواخذہ کرے اسوجہ سے نہین کہ یہ مال اسکے ذمہ قرضہ ہی بلکہ اس اعتبار سے کہ اولاد مین سے ہر ایک باپ کے قائم مقام ہی اور جو امر باپ کے حقوق مین سے ہی اسکا اس مین قبول کرنا مثل باپ کے حق اولاد مین صحیح ہی پس مولی کو اختیار ہی کہ ہر ایک کو جو اس رتبہ پر ہی تمام مال کے واسطے گرفتار کرے اور ہر ایک کا یہ اعتبار ہوگا کہ گویا اسکے ساتھ کوئی اور نہین ہی اسیواسطے اگر کوئی ان مین سے مرجاوے تو باقیون کے ذمہ سے اسکے حصہ کے موافق مال کتابت کم نہوگا جیسا کہ ابتدا سے اگر معدوم ہوتا تو یہی حکم تھا۔ اور اگر مولے نے اسمین سے کسی کو آزاد کیا تو باقیون کے ذمہ سے بقدر قیمت آزاد شدہ کے مال ساقط ہوگا۔ اور اگر ان مین سے کوئی باندی ہو کہ جسکو مولے نے ام ولد بنایا تو وہ اپنا عقر مولے سے لیگی اور ویسے ہی مکاتبہ باقی رہیگی اور اپنے نفس کو کتابت سے عاجز نہین کرسکتی ہی اسوجہ سے کہ اسکے اور بھائی بہن عقد کتابت مین ہین آیا تو نہین دیکھتا ہی کہ اگر وہ لوگ مال ادا کرین تو یہ بھی آزاد ہوجاویگی۔ اور اگر ایسا ہو کہ جسوقت غلام کو مکاتب کیا ہی اسوقت اسکی اولاد بالغ ہو اور بعض انکے حکم کے مکاتب کو اور انکو عقد کتابت مین داخل کیا اور غلام نے بدل ادا کردیا تو وہ لوگ بھی آزاد ہوجاوینگے اور مکاتب اسنے کچھ نہین لے سکتا ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اگر کسی شخص کے دو دودھ پیتے ہوئے غلام کی طرف سے

ایجاب کتابت کیا اور دوسرے اجنبی نے قبول کیا اور مولے راضی ہوا تو یہ عقد جائز نہیں ہی اور اگر باوجود عدم جواز کے اجنبی نے مال کتابت دیدیا تو وہ غلام آزاد ہو جاویگا یہ حکم استحسانا ہی کذافی محیط السرخسی - دو شخصوں سے ہر ایک کا ایک غلام ہی اور دونوں نے دونوں غلاموں کو ہزار درم پر ایک ہی عقد میں مکاتب کیا کہ اگر دونوں ادا کرین تو دونوں آزاد اور اگر عاجز ہو جاوین تو دونوں رقیق ہونگے فرمایا کہ ہر ایک غلام بعوض اپنے حصۂ کتابت کے مکاتب ہوگا کہ اگر اسقدر اپنے مولے کو ادا کر دے تو آزاد ہو جائیگا یہ مبسوط مین ہے

ساتوان باب غلام مشترک کے مکاتب کرنے کے بیان مین - ایک غلام زید و عمرو کے درمیان مشترک ہی عمرو نے زید کو اجازت دی کہ اپنا حصہ مکاتب کر کے ہزار درم وصول کرلے اُسنے مکاتب کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک کتابت صرف اسی کے حصہ مین نافذ ہوگی کیونکہ کتابت امام کے نزدیک متجزی ہوتی ہی اور عمرو کو فسخ کا اختیار نہوگا پس اگر غلام نے ہزار درم دیدیے تو صرف زید کا حصہ آزاد ہوا اور وہ عمرو کو کچھ ضمان نہ دیگا کیونکہ عمرو کی اجازت سے ایسا ہوا ہی و لیکن غلام اسکے حصہ کے واسطے سعی کریگا - اور اگر غلام نے ہزار درم یا کچھ کم ادا کیے تو عمرو کو اختیار نہین ہی کہ اسمین سے نصف لیوے کیونکہ جب اُسنے زید کو یہ اجازت دی کہ بدل وصول کرلے تو گویا مکاتب کو اجازت دی کہ اسکو ادا کر دے اور ادا کرنے کی اجازت یہ مکاتب پر احسان ہی کہ کمائی مین جو میرا حق ہی وہ از راہ احسان معاف کیا اور یہ احسان بعد زید کے قبضہ کرنے کے تمام ہو گیا پس جو کچھ زید نے لیا ہی سب اُس کے قبضہ مین دیا جائے گا لیکن اگر عمرو نے ادا کر دینے سے پہلے غلام کو منع کر دیا تو ممانعت صحیح ہی کیونکہ ہنوز یہ احسان تمام نہین ہوا - اور اگر عمرو نے حالت مرض مین اجازت دی اور غلام نے بعد کتابت کے جو کمایا وہ ادا کیا تو عمرو کے تمام مال سے یہ اجازت و احسان صحیح رکھا جائے گا - اور اگر قبل کتابت کے کمایا ہو اور عمرو نے مرض مین کتابت اور وصول کی اجازت دی تو تہائی مال سے یہ احسان نافذ رکھا جائیگا - اور صاحبین کے نزدیک کتابت متجزی نہین ہوتی ہی پس حصۂ زید کی کتابت کی اجازت دینا زید کو کل غلام کی کتابت کی اجازت ہی پس جب زید نے اسکو مکاتب کیا تو دونوں کا مکاتب ہو گیا اور بدل کتابت دونوں کو برابر تقسیم ہوگا اور اگر زید نے کچھ وصول کیا تو دونوں کو برابر تقسیم ہو کر ملے گا خواہ عاجز ہونے سے پہلے ہو یا بعد ہو - اور اگر عمرو کی بلا اجازت زید نے مکاتب کیا تو بالاتفاق عمرو کو فسخ کتابت کا استحقاق حاصل ہی اور اگر اُسنے فسخ نہ کیا یہانتک کہ غلام نے بدل کتابت ادا کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک زید کا حصہ آزاد ہو جاویگا اور عمرو کو اختیار ہوگا کہ جو کچھ زید نے بدل کتابت وصول کیا اُسمین سے آدھا لے کیونکہ درحقیقت یہ مال ایک غلام مشترک کی کمائی ہی پھر دیکھا جائے گا کہ اگر زید نے پورا غلام ہزار درم پر مکاتب کیا ہی تو جس قدر شریک نے زید سے لیا اسکو مکاتب سے واپس نہین لے سکتا ہی اور اگر صرف اپنا حصہ نصف مکاتب کیا ہی تو جسقدر شریک نے لیا ہی اُس قدر غلام سے واپس لیگا - اور صاحبین کے نزدیک اگر مکاتب نے بدل کتابت ادا کیا تو کل آزاد ہو جاویگا پھر زید اپنے شریک کو مکاتب کی نصف قیمت ڈانڈ بھریگا بشرطیکہ خوشحال ہو اور اگر تنگدست ہوگا تو غلام نصف قیمت کے واسطے سعی کریگا چنانچہ اگر ایک شریک نے غلام مشترک کو بلا عوض آزاد کیا تو بھی یہی حکم ہوتا ہے

اور عمرو کو یہ بھی اختیار ہو کہ جو کچھ کمائی غلام کے پاس مال کتابت ادا کرنیکے بعد رہے اسمین سے نصف لے لے۔ اور اگر دونون مین سے زید نے کل غلام یا اپنا حصہ ہزار درم پر مکاتب کیا پھر عمرو نے کل یا اپنا حصہ سو دینار پر مکاتب کیا تو وہ غلام دونون کا مکاتب ہو گیا اور یہ امام اعظم رح کے نزدیک اسوجہ سے صحیح ہوا کہ امام کے نزدیک کتابت متجزی ہوتی ہی پس ہر ایک کا عقد کتابت اسکے حصہ مین نافذ ہوا اور صاحبین کے نزدیک اسوجہ سے صحیح ہی کہ پہلے شخص زید نے جب اپنا حصہ مکاتب کیا تو عمرو کو فسخ کا اختیار تھا جب عمرو نے اسکو مکاتب کیا تو اپنی نصف کی کتابت ادا کی فسخ کردی اور دونون مین سے جسنے اپنے حصہ کی بدل کتابت مین سے کچھ وصول کیا اسمین دوسرا شریک اسکا شریک نہین ہو سکتا ہی اور ہر ایک کے حصہ عتق کا تعلق تمام اس بدل کے ساتھ ہوگا جو اسکے حصہ کے مقابل مقرر ہوا ہی پھر اگر اسنے دونو بدل کتابت معاً ادا کیا تو بالاتفاق اسکی ولا دونو کو ملیگی اور اگر کسیکو پہلے ادا کیا تو ایسا ہو گیا کہ غلام دو شخصونکا مکاتب تھا کہ اسکو ایک نے آزاد کر دیا پس اسکا نصف امام اعظم رح کے نزدیک آزاد ہو جائیگا اور دوسرے کا نصف ویسا ہی کتابت مین باقی رہیگا اور ضمان یا سعایت لازم نہ آویگی ولیکن اگر مکاتب عاجز ہو جاوے تو جسنے بدل وصول پایا ہی وہ شریک کو اسکے حصہ کی ضمان دیگا بشرطیکہ خوشحال ہو ورنہ مکاتب اسکے حصہ کیواسطے سعی کریگا یہ امام ابو یوسف رح کے نزدیک ہی اور امام محمد رح کے نزدیک خوشحالی کی صورت مین جسنے بدل وصول پایا ہی وہ شریک کے حصہ کی قیمت اور اسکی بدل کتابت مین سے جو کم ہو وہ ضمان دیگا اور درصورت تنگدست ہونے کے غلام بھی جو مقدار ان دونون مین سے کم ہوگی اسکو سعی کر کے ادا کریگا یہ کافی مین ہی۔ اگر دو شخصون نے اپنے غلام کو ایک ہی کتابت مین مکاتب کیا اسنے ایک کا حصہ کتابت ادا کیا تو اسکا حصہ آزاد نہوگا جبتک کہ پوری مکاتبت دونو کو ادا نکرے۔ اور اگر ایک نے اسکو آزاد کیا تو جائز ہی اسیطرح اگر اپنا حصہ مکاتبت اسکو ہبہ کیا یا بری کیا تو آزاد ہو گیا۔ اسیطرح اگر شریک نے وصول کرنیوالے کو جو اسنے وصول کیا ہی اپنی رضامندی سے سپرد کیا یا شریک کی اجازت سے وصول کرنیوالے نے وصول کیا ہو تو بھی نصف غلام آزاد ہو گیا پھر مکاتب کو بعد ایک شریک کے آزاد کرنیکے اختیار ہی چاہے اپنے تئین عاجز کر دے پس امام اعظم رح کے نزدیک اس صورت مین شریک کو اختیار ہوگا کہ آدھے کی قیمت کے واسطے سعی کرائے یا ضمان لے یا آزاد کرے بشرطیکہ شریک اسکا خوشحال ہو اور اگر تنگدست ہو تو چاہے آزاد کر دے یا سعی کرائے۔ اور امام ابو یوسف کے نزدیک شریک نصف قیمت کی ضمان دیگا اگر خوشحال ہو یا غلام نصف قیمت کیواسطے سعی کریگا اگر تنگدست ہو جیسا کہ امام ابو یوسف کا مذہب غلام مشترک مین ہی وہی یہان بھی ہی۔ اور امام محمد رح کے نزدیک نصف قیمت و باقی کتابت مین سے جو کم ہو شریک اسکا ضامن ہوگا یا غلام اسکے واسطے سعی کریگا اگر شریک تنگدست ہو۔ اور اگر غلام نے مکاتبت پوری کرنی چاہی پھر بہت سا مال چھوڑ کر مر گیا تو جس مولے نے آزاد نہین کیا ہی وہ اس مال سے اپنی مکاتبت وصول کریگا جیسا کہ حالت زندگی مین اس سے مطالبہ کرتا تھا۔ پھر جو باقی رہا وہ اسکے وارثون کے درمیان تقسیم ہوگا اور اگر دو شخصون نے اپنے مشترک دو غلامونکو ایک ہی کتابت مین مکاتب کیا پس اگر دونون نے ادا کیا تو آزاد ہو جاوینگے اور اگر عاجز ہو گئے تو رقیق کیے جاوینگے اور اس صورت مین دونون مین سے

ہر ایک دونون کا مشترک مکاتب ہوتا ہو اور بدل کتابت اسیقدر ہوتا ہو جو اسکے حصہ مین آوے اور اسکی شناخت اسطرح ہو کہ مال کتابت دونون کی قیمت پر تقسیم کیا جاوے جو ہر ایک کے حصہ مین آوے وہی اسکا حصہ کتابت ہو پس اگر اسنے اسقدر حصہ کتابت دونو کو ادا کیا تو آزاد ہو جائیگا بخلاف اسکے کہ اگر دونون غلام ایک ہی شخص کے ہون تو یہ حکم نہین ہو یہ مبسوط مین ہو۔ دو شخصون نے مشترک غلام کو ایک ہزار پر مکاتب کیا پس ایک شخص نے چھ سو درم وصول کیے اور دوسرے نے چار سو درم سے بری کیا تو امام محمد رح نے فرمایا کہ مکاتب آزاد ہو جائیگا اور جو کچھ قابض نے وصول پایا وہ اسکے اور بری کنندہ کے درمیان پانچ حصون مین تقسیم ہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہو۔ ایک غلام دو شخصون مین مشترک ہو ایک شخص بیمار ہوا اور دوسرے نے باجازت مریض اسکو مکاتب کیا تو جائز ہو اور وارث مریض بعد موت کے کتابت فسخ نہین کر سکتا ہو اسیطرح اگر اسکو وصول کرنیکی اجازت دی اور اسنے کچھ بدل کتابت وصول کیا تو وارث کو بعد موت مریض کے یہ اختیار نہین ہو کہ اس سے کچھ لے لے یہ محیط مین ہو۔ اگر ایک باندی مشترکہ کو دونون نے مکاتب کیا پھر ایک نے اس سے وطی کی اور بچہ پیدا ہوا اور اسنے نسب کا دعوی کیا پھر دوسرے نے وطی کی اور بچہ ہوا اور اسنے نسب کا دعوی کیا پھر وہ مکاتبہ عاجز ہوئی تو یہ باندی پہلے شخص کی ام ولد ہوگی اور چونکہ اسنے مشترک باندی سے وطی کی ہو اس لیے نصف قیمت و نصف عقر کا ضامن ہوگا اور دوسرا شخص پہلے کو پورا عقر اور بچہ کی قیمت ڈانڈ دیگا اور بچہ اسکا بیٹا قرار دیا جائے گا اور دونون مین سے جس نے مکاتبہ کو اسکا عقر دیا تو جائز ہو اور جب وہ باندی عاجز ہو گئی تو یہی عقر اپنے مولے کو دے دیگی اور یہ سب امام اعظم رح کا قول ہو۔ اور امام ابو یوسف و امام محمد رح نے فرمایا کہ یہ باندی پہلے شخص کی ام ولد ہوگی اور دوسرے کی وطی جائز نہین ہو کیونکہ جب پہلے شخص نے بچہ کا دعوی کیا تو پوری باندی اسکی ام ولد ہوئی کیونکہ ام ولد ہونے مین بالاجماع تکمیل واجب ہو جہانتک ممکن ہو اور یہان فسخ کتابت کرکے تکمیل ممکن ہو کیونکہ کتابت قابل فسخ ہو پس جہانتک ضرورت پہونچے وہانتک کتابت فسخ ہوگی اور باقی مین باقی رہیگی جہانتک ممکن ہو پس جب پوری باندی مکاتبہ کو اسکی ام ولد ہوگئی تو دوسرے کا نسب بچہ سے ثابت نہوگا اور نہ قیمت دیکر اس کی طرف سے آزاد ہوگا مگر ہان اس قدر ہوگا کہ شبہہ کے سبب سے دوسرے شخص کو حد نہ دی جاوے گی اور پورا عقر واجب ہوگا اور جب کتابت باقی رہی اور پوری باندی پہلے شخص کی مکاتبہ ہوگئی تو بعض نے فرمایا کہ باندی پر نصف بدل کتابت واجب ہوگا اور بعض نے فرمایا کہ کل بدل واجب ہوگا کذا فی الہدایہ۔ اور یہی جمہور مشائخ کا مذہب ہو کذا فی الکافی۔ اور پہلا شخص اپنے شریک کو امام ابو یوسف کے قیاس قول پر باندی کی نصف قیمت مکاتبہ ہونے کے حساب سے دیگا خواہ خوشحال ہو یا تنگدست ہو اور امام محمد رح کے قول کے موافق نصف قیمت و نصف بدل مین سے جو کم ہو وہ دیگا۔ اور اگر دوسرے نے اس سے وطی نہین کی بلکہ اس کو مدبرہ کر دیا پھر وہ عاجز ہوگئی تو مدبر کرنا باطل ہو گیا اور وہ پہلے شخص کی ام ولد ہوگی اور وہ اپنے شریک کو اس کا نصف عقر اور نصف قیمت دیگا اور بچہ پہلے شخص کا بیٹا ہوگا اور یہ بالاجماع ہو یہ ہدایہ مین ہو۔ ایک باندی دو شخصون کے درمیان مشترک مکاتب ہو اس نے ایک لڑکی جنی اور اس لڑکی سے ایک شریک نے وطی کی اور اسکے بچہ پیدا ہوا تو فرمایا کہ بچہ کا نسب اس شخص سے ثابت ہوگا و لیکن اسکی ہان اپنے حال پر رہے گی کہ اس کو یہ اختیار نہوگا کہ اپنے تئین

بچہ کی ۱۲

کتابت سے نکال کر اُس شخص کی ام ولد بناوے اور اُس شخص پر واجب ہوگا کہ اُسکا عقر ادا کرے اور یہ عقر اسکی ماں کو ملیگا جیسے کہ اسکی کمائی مکاتبہ کو ملتی تھی اور یہ لڑکی اپنی ماں کی تابع ہوگی یعنے کتابت مین اسکی تابع ہوگی پھر اگر مکاتبہ عاجز ہوگئی تو یہ باندی یعنے اُسکی بیٹی البتہ اس شخص کی ام ولد ہو جائیگی جس سے اولاد جنی ہے کیونکہ اسکے حصہ شریک مین ام ولد ہونے کا وصف ظاہر ہونے کا مانع جو کچھ تھا وہ اسکی ماں کے عاجز ہونے سے مرتفع ہوگیا اور ام ولد اسیوقت سے شمار ہوگی جب سے حاملہ ہوئی تھی اسی واسطے یہ حکم ہے کہ اپنے شریک کو وہ نصف قیمت ڈانڈ بھرے جو نطفہ قرار پانے کے وقت اسکی قیمت تھی - اور اگر مکاتبہ عاجز نہوئی بلکہ یہ صورت واقع ہوئی کہ مکاتبہ کی بیٹی کے شریک سے حاملہ ہو جانے کے بعد اس حاملہ کو دوسرے شریک نے آزاد کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک آزاد ہو جاویگی کیونکہ جبتک اسکی کتابت باقی ہے تب تک بیٹی کا حصہ شریک کی ملک ہے پس اُسکا عتق نافذ ہو جائیگا اور باندی پر سعایت لازم نہ آویگی اور اُسکا بچہ بھی آزاد ہوگا اور اسپر سعایت واجب نہوگی یہ بھی امام اعظم رح کا قول ہے اور مکاتبہ باندی اپنے حال پر رہے گی یعنے اگر مال کتابت ادا کردیا تو آزاد ہو جائیگی ورنہ عاجز ہونے کی صورت مین مشترک باندی قرار پاویگی - ایک باندی مشترکہ کو دونون نے مکاتب کیا اور اُسکے بچہ پیدا ہوا اور ایک مالک نے بچہ کو آزاد کر دیا تو اس شریک کا حصہ جس قدر اس بچہ مین ہے وہ آزاد ہو جائے گا اور بچہ اپنے حال پر رہے گا تاآنکہ اسکی ماں یا تو عاجز ہو جاوے یا آزاد ہو جاوے پھر اگر آزاد ہوئی تو اسی کے ساتھ آزاد ہو جائے گا اور اگر عاجز ہوگئی تو تدریج ہو جانا جاتا رہا اور یہ بچہ تو مستقل ہوگیا اور حال یہ گذرا کہ اس مشترک کو دونون مالکون مین سے ایک نے آزاد کیا ہے پس اسکا حکم وہی ہے جو ایسے غلام مشترک کا حکم مذکور ہوا ہے جسمین کہ ایک مالک نے آزاد کر دے (یعنی دوسرے شریک کو خیار ہے کہ خواہ ضمان لے یا سعی کرائے یا آزاد کرے) پس اگر شریک نے ضمان لینا اختیار کیا تو جسوقت اُسنے آزاد کیا ہے اسوقت کی قیمت کے حساب سے ضمان دیگا نہ یہ کہ اسکی ماں کے عاجز قرار دیے جانیکے وقت کی قیمت کے حساب سے ضمان لیوے - دو شخصون کی مشترک مکاتبہ کے لڑکی ہوئی اور دونون نے لڑکی سے وطی کی اور وہ حاملہ ہوکر دونون سے بچہ جنی پھر دونون مرگئے تو یہ لڑکی آزاد ہوئی کیونکہ یہ دونون کی ام ولد تھی پس دونون کے مرجانے سے آزاد ہوئی چنانچہ اگر دونون اسکو آزاد کردیتے تو بھی یہی حکم تھا اور مکاتب باندی یعنے لڑکی کی ماں وہ دونون کی کتابت مین رہی - اور اگر خود مکاتبہ ان دونون سے بچہ جنتی پھر دونون مرجاتے تو یہ مکاتبہ بوجہ استیلاد کے یعنے ام ولد ہونے کے آزاد ہو جاتی اور اُسکا بچہ بھی آزاد ہو جاتا - اور اگر حاملہ ہوکر پھر اسکے بعد دونون سے بچہ جنی تو پہلا بچہ مملوک ہوگا یہ مبسوط مین ہے - دو شخصون کے مشترک مکاتب کو دونون مین سے ایک نے آزاد کردیا تو امام اعظم رح نے فرمایا کہ دوسرے شریک کو اُس سے ضمان لینے کا اختیار نہین ہے خوشحال ہو یا تنگدست ہو کیونکہ دوسرے شریک کا حصہ بحال کتابت مین باقی ہے اس واسطے کہ امام اعظم رح کے نزدیک عتق متجزی ہوتا ہے پھر اگر غلام نے مال کتابت ادا کردیا تو آزاد ہو جائیگا اور اُسکی ولا دونون مین مشترک ہوگی اور اگر عاجز ہوگیا تو ایسا ہوگیا کہ دو شخصون مین ایک غلام مشترک تھا کہ اسکو ایک نے آزاد کردیا - اور صاحبین کے نزدیک غلام آزاد ہو جائیگا اور پوری ولا اُسی آزاد کرنیوالے کو ملے گی - اور اگر دونون مین سے کسی نے اسکو آزاد نہ کیا بلکہ ایک نے اسکو مدبر کردیا تو اسکا حصہ مدبر ہو جاوے گا اور بحال کتابت پر رہیگا

کیونکہ کتابت اور تدبیر مین منافات نہین ہی۔ پھر اگر سب مال کتابت ادا کردیا تو آزاد ہو جاویگا اور اسکی ولاء دونون کو ثابت ہوگی۔ اور اگر عاجز ہو گیا تو ایسا ہو گیا کہ ایک مشترک غلام کو دو مالکون مین سے ایک نے مدبر کردیا تو اسکا حصہ مدبر ہو جاویگا اور شریک کو پانچ طرح کا اختیار حاصل ہوگا بشرطیکہ مدبر کنندہ خوشحال ہو اور اگر تنگدست ہو تو چار طرح کا خیار حاصل ہوگا اور یہ امام اعظم رح کا قول ہی۔ اور اگر یہ صورت نہوئی بلکہ یہ صورت تھی کہ بجاے غلام کے ایک باندی تھی اور اس کے بچہ پیدا ہوا اور دونون مین سے ایک نے نسب کا دعوی کیا تو بچہ کا نسب اس سے ثابت ہوگا اور اسکا حصہ کنیز اسکی ام ولد ہو گا پھر مکاتبہ کو خیار ہوگا کہ چاہے عقد کتابت پورا کرے یا اپنے تئین عاجز کردے اور پوری باندی اس کی ام ولد ہو جاوے گی۔ پھر اگر باندی نے کتابت پوری کرنے کا قصد کیا تو وطی کنندہ سے اپنا عقر لے کر اس سے اداے معاوضہ کتابت مین مدد پاوے گی اور اگر اس نے اپنے آپکو عاجز کردیا اور رقیق کردیگئی تو وہ باندی وطی کنندہ کی ام ولد ہوگی اور اپنے شریک کو نصف قیمت بحساب مکاتبہ ہونے کے ضمان دیگا اور نصف عقر دیگا اور بچہ کی قیمت مین سے کچھ نہ دیگا اور یہ امام اعظم رح کا قول ہی بدائع مین ہی۔ ایک شخص نے ایک باندی مکاتب کردی پھر دو لڑکے چھوڑ کر مرگیا ان مین سے ایک لڑکے نے اسکو ام ولد بنایا تو وہ باندی مختار ہوگی چاہے اپنے تئین عاجز کردے تو وطی کرنے والے کی ام ولد ہو جاے گی اور وہ شخص اپنے شریک کو اسکی نصف قیمت و نصف عقر ضمان دیگا اور اگر چاہے تو اپنی کتابت پوری کرے اور وطی کنندہ سے اپنا عقر وصول کرلے۔ اور اگر دو شخصون نے اپنی مشترک باندی کو ایک ہی کتابت مین مکاتب کیا پھر دونون مین سے ایک شخص مرتد ہو گیا پھر باندی نے مال کتابت دونو نکو ادا کردیا پھر وہ مرتد حالت ردت مین قتل کیا گیا تو دیکھا کہ مکاتبہ آزاد ہوگی اور امام اعظم رح کے نزدیک مرتد کو ادا کرنا کچھ نہین ہو اور وارث لوگ شریک سے جسقدر اس نے لیا ہو اسکا نصف وصول کرلین گے چنانچہ اگر فقط اسنے اپنا حصہ وصول کیا ہوتا تو بھی یہی حکم تھا اور اسی واسطے شریک کا حصہ بھی آزاد نہین ہوگا پھر باقی نصف کے واسطے اس مکاتبہ سے سعی کرادین گے پس اگر عاجز ہو گئی تو رقیق کردی جاویگی اور اسکا حکم بمنزلہ ایسی مکاتبہ کے ہو گیا کہ جسنے آدھا بدل کتابت اپنے دو مولاؤن کو ادا کیا پھر عاجز ہو گئی۔ اور اگر مرتد نے اسکو حالت ردت مین مکاتب کیا تو بدل کتابت پر اسکا قبضہ کرنا جائز نہین ہو۔ پھر اگر مرتد دار الحرب مین جا ملا اور مکاتبہ نے تمام بدل کتابت دوسرے شریک کو ادا کیا تو آزاد نہوگی۔ اور اگر اسنے دوسرے شریک اور مرتد کے وارثون کو ادا کیا تو آزاد ہوجاویگی بشرطیکہ مرتد کے دار الحرب مین جاملنے کا حکم قاضی نے دیدیا ہو اور یہ حکم مثل اس عورت کے ہو کہ وہ شخص مرگیا اور مکاتبہ نے زندہ شریک اور مردہ کے وارثون کو بدل کتابت ادا کیا یعنے اس صورت مین بھی آزاد ہو جاتی ہو۔ اور اگر دونون مین سے ایک شریک کے مرتد ہو جانے کے بعد مکاتبہ عاجز ہو گئی اور دونون نے اسکو رقیق کردیا پھر وہ مرتد اپنی حالت ردت مین قتل کیا گیا تو یہ باندی اپنے عقد کتابت پر رہے گی اور اگر دونون شریک یکساتھ مرتد ہوگئے پھر مکاتبہ عاجز ہو گئی اور دونون نے اسکو رقیق کردیا پھر اگر دونون مسلمان ہو گئے تو وہ باندی دونون کی مملوک مشترک ہوگی اور اگر دونون حالت ردت مین مقتول ہوے تو وہ باندی اپنی کتابت پر رہیگی۔ اگر دو شخصون کی مشترک مکاتبہ باندی ہو پھر اس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی پھر ایک شریک نے لڑکی سے وطی کی

اور اُسکے پیٹ رہا اور دوسرے نے اُسکی ماں سے وطی کی اور پیٹ رہا اور دونوں نے عاجز ہونا اختیار کیا تو دونوں کو یہ اختیار حاصل ہو اور اس سے مراد یہ ہو کہ ماں کو یہ اختیار رہو کہ اپنے تئین عاجز قرار دے کیونکہ اُسکو دو جہت سے حریت حاصل ہوتی ہو اور اولاد کو اس خیار مین سے کچھ حاصل نہین ہو۔ اور اگر ماں نے یہ اختیار کیا کہ کتابت پوری کرے تو دونوں اپنے اپنے وطی کرنیوالے سے اپنا اپنا عقر لے لیگی اور بیٹی کا عقر اُسکی ماں کو بمنزلہ بیٹی کی کمائی کے ملیگا اور اگر ماں نے عاجز ہونا اختیار کیا تو ہر ایک اپنے وطی کرنے والے کی ام ولد ہوگی اور وہ شخص اپنے شریک کو اُسکا نصف عقر ادا کریگا۔ امام ابو یوسف و امام محمد رحہ نے فرمایا کہ اگر ایک شریک نے مشترک غلام مین سے اپنا حصہ بدون اجازت شریک کے مکاتب کیا تو شریک کو اختیار ہوگا کہ اسکو رد کردے مگر بدون حکم قاضی نہین رد کرسکتا ہو ولیکن اگر غلام اور اس کا مکاتب کرنے والا دونوں رد کتابت پر راضی ہون تو رد کرسکتا ہو اور یہ بھی امام اعظم رح کا قول ہو کذا فی المبسوط

آٹھوان باب۔ مکاتب کے عاجز ہونے اور مکاتب اور مولے کے مرجانے کے بیان مین اور مولے وغیرہ کے مکاتب کو قتل کرنے یا مکاتب کے مولی وغیرہ کو قتل کرنے کے بیان مین

اگر مکاتب کوئی قسط ادا کرنے سے عاجز ہوا تو حاکم اُسکے احوال پر غور فرمائیگا کہ اگر اُسکا کچھ قرضہ وصول ہوجانے والا ہو یا کہین سے مال اُسکے پاس آنے والا ہو تو حاکم اس غلام کے عاجز ہوجانے کا حکم نہ کریگا اور دو تین روز تک انتظار کریگا اور یہی مدت عذر کے دفعیہ کیواسطے قرار پائی ہو پس اس مدت سے زیادہ انتظار نہین کرسکتا ہو اور اگر کوئی امید نہو اور مولی نے درخواست کی کہ اسکی کتابت فسخ کردی جاوے تو حاکم اُسکی کتابت فسخ کرکے عاجز قرار دیگا یہ امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک ہو کذا فی الہدایہ اور یہی صحیح ہو یہ مضمرات مین لکھا ہو۔ اور اگر مکاتب نے کوئی قسط وقت پر ادا نکی اور اُسکے مولے نے غلام کی رضامندی سے سواے سلطان کے دوسرے کے پاس پیش کیا اُسنے عقد رد کردیا تو یہ جائز ہو اور اگر غلام کی رضامندی نہو تو فسخ کے واسطے قاضی کا حکم ہونا ضرور ہو یہ کافی مین ہو اور اقالہ سے کتابت فسخ ہوجاتی ہو اسیطرح بدون مولے کی رضامندی کے صرف غلام کے فسخ کرنے سے فسخ ہوجاتی ہو مثلاً غلام کے کہ مین نے کتابت فسخ کردی یا مثل اسکے تو فسخ ہوگی خواہ کتابت صحیح ہو یا فاسد ہو اور مولے بدون غلام کی رضامندی کے فسخ کا مختار نہین ہو۔ اور موت سے فسخ ہوتی ہو یا نہین سو واضح ہو کہ مولے کے مرنے سے بالاجماع فسخ نہین ہوتی ہو کیونکہ اگر غلام کی کمائی موجود ہو تو مولے کے وارثون کو دیکر آزاد ہوجاویگا اور اگر موجود نہوگی تو کمائی کرکے ادا کرکے آزاد ہوجاویگا۔ اور اگر کمائی کرکے ادا کرنے سے عاجز ہوگا تو رقیق کردیا جائیگا چنانچہ مولے کی زندگی مین بھی یہی حکم تھا۔ اور اگر مولے کے انتقال کے بعد مکاتب نے کل مال کتابت یا باقی مال کتابت وارثون کو ادا کیا اور آزاد ہوگیا تو اسکی ولا مولی کے عصبات مین سے جو مذکر ہین اُنکو ملیگی۔ اور اگر مولے کے مرنے کے بعد مکاتب عاجز ہوکر رقیق کردیا گیا پھر وارثون نے اسکو از سر نو مکاتب کیا اور مکاتب انکو مال کتابت دیکر آزاد ہوگیا تو اسکی ولا ان وارثون کو بقدر حصہ میراث کے ملیگی۔ رہا مکاتب کے مرجانیکا حکم سو دیکھا جائیگا کہ اگر مکاتب نے اسقدر مال چھوڑا کہ جس سے مال کتابت ادا ہوسکتا ہو تو ہمارے نزدیک کتابت فسخ نہوگی اور اگر اسقدر مال نہین چھوڑا تو بالاجماع فسخ ہوجاویگی۔ رہا مولی کے مرتد ہوجانے کا حکم سو یہ ہو کہ مولے اسکے مرتد

ہونے سے کتابت فسخ نہیں ہوتی ہے مثلاً کسی مسلمان نے اپنے غلام کو مکاتب کیا پھر مولے مرتد ہو گیا تو کتابت فسخ نہوگی اسواسطے کہ درحقیقت اگر مولے مرجاوے تو کتابت فسخ نہیں ہوتی ہے تو حکماً مرجانے سے یعنے مرتد ہو جانے سے بدرجہ اولے فسخ نہوگی یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر مکاتب ایسے حال سے مرا کہ نہ اُسنے اداے کتابت کیواسطے کافی مال چھوڑا اور نہ کوئی اولاد چھوڑی تو ایسی حالت مین عقد کتابت کے باقی رہنے مین مشایخ نے اختلاف کیا ہے اور شیخ ابوبکر اسکاف رحمہ نے فرمایا کہ کتابت فسخ ہو جاویگی حتے کہ اگر کسی شخص غیر نے احسان کی راہ سے مکاتب کی طرف سے مال کتابت ادا کرنا چاہا تو قبول نہ کیا جائیگا اور فقیہ ابو اللیث رحمہ نے فرمایا کہ جب تک مکاتب کے عاجز ہونے کا حکم قاضی کی طرف سے جاری نہو تب تک کتابت فسخ نہوگی اور ایسا حکم ہونے سے پہلے اگر کسی شخص نے احساناً اسکی طرف سے مال کتابت ادا کیا تو قبول کیا جائیگا اور جائز ہے اور یہ حکم دیا جائے گا کہ اپنی زندگی کے اجزا مین سے آخر جزو مین آزاد ہو کر مرا یہ تبیین مین ہے۔ اگر مکاتب مرگیا اور آزاد عورت سے اپنا ایک لڑکا چھوڑا اور بقدر اداے کتابت کے قرضہ اپنا چھوڑا اور لڑکے نے کوئی جنایت کی اور اُسکی دیت کی ڈگری اسکی مان کی مددگار برادری پر ہو گئی تو یہ ڈگری مکاتب کے عاجز ہونے کا حکم نہوگا اور اگر مان کے موالی اور باپ کے موالی نے اُسکی ولاء مین جھگڑا کیا اور مان کے موالی کے نام اُس کی ولاء کی ڈگری ہو گئی تو یہ حکم البتہ مکاتب کے عجز کا حکم قرار دیا جائیگا یہ ہدایہ مین لکھا ہے۔ اگر کوئی مکاتب اداے کتابت کے واسطے مال کافی چھوڑ کر مرگیا اور اُسپر قرض بھی ہے اور اُسنے کچھ وصیتین کی ہین مثلاً کسی اپنے مملوک کو مدبر وغیرہ کیا ہے اور اُسنے ایک آزاد لڑکا چھوڑا اور ایک لڑکا حالت کتابت مین اُسکی باندی سے پیدا ہوا ہو تو ایسے مکاتب کے ترکہ مین سے پہلے غیروں کا قرضہ ادا کیا جائے گا پھر اگر مولے کا کچھ قرض ہو تو وہ قرض دیا جائے گا پھر اگر مال باقی رہے تو مال کتابت ادا کیا جائے گا پس اگر یہ سب ادا ہو جاوے تو اُسکے آزاد مرنے کا حکم دیا جائیگا اور جو کچھ مال پھر بھی باقی رہے وہ اسکی اولاد مین میراث تقسیم ہوگا اور جو کچھ مکاتب نے وصیتین کی تھین وہ باطل ہو جاوینگی کیونکہ یہ وصایا احسانات ہین۔ اگر مکاتب مرگیا اور ہزار درم ترکہ چھوڑا اور مولے کے اُسپر ہزار درم قرض کے اور بدل کتابت آتا ہے تو استحساناً بدل کتابت پہلے ادا کیا جاویگا اور قیاساً پہلے قرضہ ادا کیا جائیگا اور اگر اُسنے کچھ مال نچھوڑا مگر ہان کسی شخص پر اپنا قرضہ چھوڑا پھر ایسے لڑکے سے جو حالت کتابت مین پیدا ہوا ہے مال کتابت کیواسطے سعی کرائی گئی اور مکاتب کے ذمہ سواے اس قرضہ کے کوئی قرضہ نہین ہے اور لڑکا سعی کر کے ادا کرنے سے عاجز ہوا اور جو کچھ مکاتب کا قرضہ غیر شخص پر آتا ہے اُسکے وصول ہونے سے بھی مایوسی ہے تو وہ پھر رقیق کر دیا جائیگا یہ مبسوط مین ہے۔ اگر مکاتب مرگیا حالانکہ اُسپر قرضہ ہے اور جنایت اور بدل کتابت ہے اور ایسی عورت کا مہر ہے جس سے اُسنے بدون اجازت مولے کے نکاح کیا تھا تو پہلے قرضہ ادا کیا جاوے پھر جنایت کے مقابلہ مین جو دیت واجب ہو وہ ادا کیجاوے پھر بدل کتابت ادا کیا جاوے پھر مہر دیا جاوے یعنے جو سب سے اقوی ہے وہ پہلے دیا جاوے پھر اسی لحاظ سے ہر ایک ادا کیا جاوے اسیطرح اگر اُسنے مال نچھوڑا ہو بلکہ ایسی اولاد چھوڑی جو حالت کتابت مین پیدا ہوئی ہے تو جس طور سے ہمنے بیان کیا کہ درصورت مال چھوڑنے کے اقوی کے لحاظ سے ادا کرنا شروع کیا جاوے اسیطرح یہ اولاد ہر حق کو اقوی کے لحاظ سے سعی کر کے

پہلے ادا کرے کیونکہ ایسی اولاد جو مال ادا کرے وہ مثل مال کے ہو جس سے حق ادا ہوتا ہو یہ خزانۃ المفتین مین ہو - ایک مکاتب نے اپنے لڑکے کو خریدا پھر مر گیا اور ادا سے کتابت کے واسطے وافی مال چھوڑا تو کتابت ادا کر کے باقی مال اسکے بیٹے کو میراث ملیگا اسیطرح اگر وہ غلام اور اسکا بیٹا دونون ایک ہی عقد کتابت مین مکاتب ہون تو ایسی صورت مین اسکا بیٹا وارث ہوگا - اور اگر مکاتب مر گیا اور اسنے مال چھوڑا اور ایک لڑکا چھوڑا جو اسکے ساتھ مکاتب کیا گیا تھا یا حالت کتابت مین پیدا ہوا تھا اور ایک وصی چھوڑا تو وصی اس مال سے بدل کتابت ادا کرے اور قاضی کی طرف سے یہ حکم ہوگا کہ وہ غلام مکاتب اپنی زندگی کے آخر جزو مین آزاد ہو کر مرا ہو اور اسکی اولاد وارث ہوگی - اور وصی کو عروض کے فروخت کا اختیار ہو مگر عقار و درم و دینار فروخت نہین کر سکتا ہو - اور اگر بدل کتابت ادا کرنے سے پہلے آزاد لڑکا مر گیا تو اس آزاد اولاد سے جو اولاد ہو وہ وارث ہوگی یہ کافی مین ہو - اور اگر از قسم صدقات کچھ مال مکاتب نے مولے کو ادا کیا پھر پورا بدل کتابت ادا کرنے سے عاجز ہو کر رقیق ہو گیا تو یہ صدقات مولے کو حلال ہین اور اگر مولے کو ادا کرنے سے پہلے عاجز ہو گیا تو امام محمد رح کے نزدیک یہ صدقات[1] مولے کو حلال ہین اور امام ابو یوسف کے نزدیک حلال نہین ہین مگر صحیح روایت یہ ہو کہ بالاجماع حلال ہین یہ تبیین مین ہو - ایک غلام نے جنایت کی یعنے کسیکو قتل کیا پھر اسکے مالک نے اسکو مکاتب کر دیا حالانکہ مالک کو اس جنایت کی خبر نہین ہو پھر وہ غلام عاجز ہوا تو مولے کو اختیار ہو کہ اولیاء مقتول کو غلام دیدے یا اسکا فدیہ دیدے - اسیطرح اگر کسی مکاتب نے جنایت کی اور ہنوز اسکے حق مین کچھ حکم قاضی جاری نہین ہوا تھا کہ وہ عاجز ہو گیا تو بھی یہی حکم ہو کہ مولے اس غلام کو دیدے یا اسکا فدیہ دے - اور اگر حالت کتابت مین قبل عاجز ہونے کے مکاتب پر دیت کی ڈگری ہو گئی پھر عاجز ہو گیا تو یہ مال اسپر قرضہ قرار دیا جائیگا اور غلام اسکے واسطے فروخت کیا جائیگا اور یہ امام اعظم و امام محمد رح کا قول ہو اور یہی دوسرا قول امام ابو یوسف کا ہو یہ جامع صغیر مین ہو - اور اگر ایک مکاتب نے قتل عمد سے جسکا اسنے خود اقرار کر لیا تھا صلح کر لی مگر مال صلح ادا کرنے سے پہلے عاجز ہو کر رقیق کر دیا گیا تو حق مولے مین یہ صلح فاسد ہو گی اور امام اعظم رح کے نزدیک فی الحال غلام اسکے مواخذہ مین گرفتار نہین ہو سکتا ہو ہان بعد آزاد ہونے کے بدل صلح کا اس سے مواخذہ ہوگا اور صاحبین کے نزدیک فی الحال مواخذہ ہوگا - اور اگر کسی مکاتب نے اقرار کیا کہ مین نے اس آزاد عورت یا باندی یا لڑکی کے ساتھ اپنی انگلی سے افتضاض کیا یعنی اسکی پیشاب گاہ اور دبر کو چیر کر ایک کر دیا تو امام اعظم کے نزدیک یہ جرم کا اقرار ہو جب تک مکاتب ہو تب تک اس سے مواخذہ کیا جائیگا پھر جب عاجز ہو گیا تو اس سے مواخذہ نہ کیا جائیگا - ایک مسلمان آدمی مرتد ہو گیا نعوذ باللہ منہ اور اسکا ایک غلام تھا اسکو اسکے بیٹے نے مکاتب کر دیا پھر مرتد قتل کیا گیا تو عقد کتابت باطل ہوگا - ایک مکاتب مرتد ہو کر دار الحرب مین جا ملا تو اسکے بارہ مین توقف کیا جائیگا پس اگر مر گیا تو اسکے مال سے بدل کتابت ادا کر کے باقی اسکے وارثون مین تقسیم کیا جائیگا اور اگر مسلمان ہو کر واپس آیا تو اسکا مال اسکے سپرد کیا جائیگا یہ کافی مین لکھا ہو - اور اگر مکاتب کے غلام نے کسی شخص کو خطاء سے قتل کیا تو مکاتب کو حکم دیا جائیگا کہ اس غلام کو دیدے یا اسکا فدیہ دیت مین دے اور اگر اسکے غلام نے کسی شخص کو عمداً قتل کر ڈالا تو جیسا آزاد آدمی کو اپنی ملک مین اختیار ہوتا ہو ویسا ہی مکاتب

[1] قولہ صدقات [illegible]

کو اختیار ہوگا کہ اولیاء مقتول سے کسیقدر مال پر صلح کر لے تاکہ اسکا غلام اسکے پاس سالم بچ رہے اور مکاتب
سے کچھ مواخذہ اس فعل کی بابت نہوگا اگرچہ پھر وہ عاجز ہو جاوے۔ اور اگر اسکی باندی نے خطا سے کوئی
جنایت کی اور مکاتب نے اس باندی کو فروخت کیا یا اسکے ساتھ وطی کی اور اس سے اولاد ہوئی حالانکہ
مکاتب اسکی جنایت سے آگاہ تھا تو مکاتب کے یہ افعال یون قرار دیے جاوینگے کہ اس نے باندی کا فدیہ
دینا اختیار کیا اور اسپر فدیہ واجب ہوگا اور اگر مکاتب کو اسکے کسی غلام نے عمداً قتل کیا تو غلام کا اپنے مالک
کو عمداً قتل کرنا مثل غیر شخص کے عمداً قتل کرنے کے قرار دیا جائے گا یعنے اسپر قصاص واجب ہوگا جیسا
کہ آزاد آدمی کو اس کے غلام کے قتل کرنے کی صورت مین غلام سے قصاص لیا جاتا ہے۔ واضح ہو کہ اگر مکاتب
عمداً مقتول ہوا تو اسکی تین صورتین ہین کہ اگر اسنے ادا ے کتابت کیواسطے وافی مال نچھوڑا تو اسکا قصاص
لینا اس کے مولے کا حق واجب ہوا اور اگر ادا ے کتابت کے واسطے وافی مال چھوڑا اور سوا ے
مولی کے اسکا کوئی دوسرا وارث بھی ہو تو قاتل پر قصاص واجب نہوگا کیونکہ اشتباہ ہے کہ مستوفی قصاص کون
شخص ہے اسیطرح اگر دونون نے اتفاق کیا تو بھی انکو استیفاء قصاص کا اختیار نہوگا۔ اور اگر سوا ے
مولے کے اسکا کوئی وارث نہو تو امام اعظم و امام ابو یوسف رح کے قول کے موافق قاتل پر مولے کا قصاص
واجب ہوگا یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر مکاتب نے اپنے مولے پر یا مولے کے کسی مملوک محض پر کوئی جنایت
کی تو یہ جنایت معتبر ہوگی اور ایسا ہی اگر مولی نے اپنے مکاتب یا اسکے مملوک محض پر کوئی جنایت کی تو بھی
اسکا اعتبار کیا جائیگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ اور اگر مکاتب کے غلام نے کچھ مال تلف کر دیا تو یہ مال
اسکی گردن پر قرضہ رہے گا کہ اسکی وجہ سے فروخت کیا جائیگا اور اگر اسکے غلام نے کوئی جنایت کی پھر مکاتب
آزاد ہو گیا تو مکاتب کو بعد آزادی کے وہی اختیار باقی رہیگا جو اس صورت مین ہوتا ہے یعنے یہ غلام دیدے یا
اسکا فدیہ دے اور اگر مکاتب عاجز ہو کر رقیق ہو گیا تو یہ اختیار اسکے مولے کو حاصل ہو جائے گا۔ اور اگر
کوئی غلام اور اسکی جورو دونون ایک ہی کتابت مین مکاتب ہون پھر اسکی جورو کے بچہ پیدا ہوا اور اسکو
مولے نے مار ڈالا حالانکہ اس بچہ کی قیمت مال کتابت سے زیادہ تھی تو مولے پر واجب ہوگا کہ یہ قیمت تین
برس مین ادا کرے اور اگر مال کتابت ادا کرنے کا وقت درمیان مین آگیا تو مکاتبون سے مقاصہ کر کے
عوض کر لے پھر مولے پر واجب ہوگا کہ بڑھتی قیمت بچہ کی مان کو ادا کرے اور مان نے بچہ کے باپ کی طرف
سے جو ادا کیا ہو اسکو واپس لے سکتی ہے اور اگر ادا ے کتابت کا وقت درمیان مین نہ آیا تو مولے اس
بچہ کی قیمت اسکی مانکو ادا کرے۔ اور اگر وہ بچہ بھی ان دونون کے ساتھ مکاتب ہو اور مولے نے اسکو
قتل کر ڈالا پھر قیمت ادا کرنے کا وقت آگیا تو اس قیمت مین سے بقدر کتابت کے بدلا کر لے خواہ
ادا ے کتابت کا وقت آگیا ہو یا نہ آیا ہو پھر مولی بڑھتی قیمت اور مان و باپ اپنا حصہ کتابت کا مال اس لڑکے
کے وارثون کو ادا کرین پھر یہ سب مال اس لڑکے کے وارثون مین اللہ تعالی کے حکم فرائض کے موافق تقسیم
ہوگا اور اسکے مان باپ بھی اسمین سے اپنا حصہ میراث باونیگے۔ اور اگر مکاتب نے خطا سے کوئی جرم
قتل کیا تو اسکی قیمت اور جرمانہ مین سے جو کم ہو اسکے واسطے سعی کر کے ادا کرنے کا حکم کیا جائیگا پھر اگر ایک مرتبہ

ایسے حکم ہو جانے کے بعد اُسنے دوسرا جرم کیا تو دوبارہ بھی یہ حکم ہوگا کہ اسکی قیمت اور جرمانہ مین سے جو کم ہو اسکو سعی کرکے ادا کرے اور اگر پہلے مرتبہ کے جرم کی بابت حکم ہونے سے پہلے اُسنے دوسرا جرم کیا تو ہمارے نزدیک فقط ایک ہی قیمت اُسپر ادا کرنی واجب ہوگی یہ مبسوط مین ہے - اگر مکاتب نے شارع عام پر ایک کنواں کھودا اور اُس مین کوئی شخص گر کر مر گیا تو جو قیمت مکاتب کی کنواں کھودنے کے روز تھی وہ قیمت سعی کرکے ادا کرے پھر اگر اُس مین کوئی دوسرا شخص گر کر مر گیا تو مکاتب پر ایک قیمت سے زیادہ ادا کرنیکا حکم ہوگا خواہ حاکم نے پہلے جرم کی بابت حکم کر دیا ہو یا نہ کیا ہو یہ بدائع مین ہے - اور اگر مکاتب کے مکان وغیرہ کی جھکی ہوئی دیوار جسپر گواہ ہو چکے ہون کسی شخص پر گر گئی اور وہ مر گیا تو مکاتب پر واجب ہوگا کہ سعی کرکے اپنی قیمت ادا کرے - اور اگر مکاتب کے گھر مین کوئی شخص مقتول پایا گیا ہو تو جس روز وہ شخص مقتول پایا گیا ہو اُس روز جو کچھ مکاتب کی قیمت اندازہ کیجاوے وہ قیمت مکاتب کو ادا کرنی واجب ہوگی ولیکن اگر مکاتب کی قیمت مقدار دیت سے زائد ہو تو ایسی صورت مین دیت سے دس درم کم کر دیے جاوینگے - اور اگر مکاتب نے کوئی جرم کیا پھر وہ اپنے کتابت سے عاجز ہو کر رقیق ہو گیا تو دیکھا جاوے کہ اگر عاجز ہونے سے پہلے اسکے واسطے یہ حکم ہو چکا ہو کہ سعی کرکے جرمانہ ادا کرے تو یہ جرمانہ اُسکی گردن پر قرضہ ہوگا کہ اسکی بابت فروخت کیا جائیگا اور اگر ایسا حکم نہین ہوا ہے تو اسکے مولے کو اختیار ہوگا کہ چاہے غلام کو دیدے یا اسکا فدیہ دیدے - اور اگر مکاتب پر کسی شخص نے جنایت کی تو اس شخص پر مملوک کی دیت واجب ہوگی - اور اگر مکاتب نے عمداً کسی شخص کو قتل کیا تو اُسپر قصاص واجب ہوگا - اور اگر کسی شخص نے مکاتب کے فرزند یا غلام کو قتل کیا تو قاتل پر قصاص نہین آتا ہے مگر قیمت واجب ہوگی کیونکہ ایجاب قصاص متعذر ہے اور یہ مال مکاتب کیواسطے اور کمائیون کے مثل قرار دیا جائیگا اور اگر اُسنے قاتل کو عفو کیا تو عفو باطل ہے - اور اگر مولے نے اپنے مکاتب کو خطا سے یا عمداً قتل کیا تو قصاص نہین آتا ہے - اور مکاتب کا اقرار جب تک مکاتب ہے تب تک جائز ہے اور جب عاجز ہو کر رقیق ہو گیا تو اقراری مال اُس کے ذمہ سے دور ہو جائیگا خواہ اس اقرار پر حکم قاضی ہو چکا ہو یا نہوا ہو اور یہ امام اعظم رح کا قول ہے اور کتاب الجنایات مین مذکور ہے کہ امام ابو یوسف و امام محمد رح کے نزدیک جس اقرار پر حاکم کا حکم ہو چکا ہو خاصۃً اُسکا مواخذہ کیا جائیگا - اور جس قدر مال مکاتب نے عاجز ہونے سے پہلے ادا کیا ہے وہ بالاجماع واپس نہین لیا جائیگا یہ مبسوط مین ہے - اور اگر مکاتب کے ذمہ حدود خالصہ یا غیر خالصہ کا جرم ثابت ہو تو مکاتب ان جرم مین ماخوذ ہوگا جیسے زنا یا چوری و شراب خواری و تہمت وغیرہ اسواسطے کہ جب غلام کو ان جرمون کے سبب سے ماخوذ ہوتا ہے تو مکاتب بدرجہ اولے ماخوذ ہوگا - اور اگر مکاتب نے اپنے مولے کی چیز چرائی تو اُسکا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اسیطرح مولے کے فرزند یا جورو یا مولے کے کسی ذی رحم محرم کی چیز چرانے سے بھی اسکا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا - اور اسیطرح اگر ان لوگون سے کسی شخص نے مکاتب کی چیز چرائی تو ان مین سے بھی کسیکا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا - اور اگر کسی اجنبی شخص نے مکاتب کی چیز چرائی تو مکاتب کی نالش پر اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا یہ بدائع مین ہے - اور اگر مکاتب نے زید کی چیز چرائی پھر عاجز ہو کر رقیق ہو گیا اور اسی زید نے اسکو اسکے مالک سے خرید لیا تو اسکا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا - اور اگر مکاتب نے عمرو کی چیز چرائی حالانکہ عمرو کا اُسپر قرضہ آتا ہے تو اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا - اور اگر مکاتب عاجز ہو کر رقیق ہو گیا اور عمرو نے جسکا قرض آتا ہے اُسنے اپنا

قرضہ طلب کیا اور قاضی نے حکم دیا کہ اسکے قرضہ کے واسطے یہ غلام فروخت کیا جاوے حالانکہ مولی نے اسکے قدیم
دینے سے انکار کیا تو قیاساً اسکا ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر زید کے ایک مکاتب نے زید کے دوسرے مکاتب کی چیز چرائی
تو اسکا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا جیسا کہ زید کے چرانے مین حکم تھا- اسیطرح اگر مکاتب نے ایسے مشترک غلام کی چیز جو مکاتب
کے موے اور کسی دوسرے کے درمیان مشترک تھا اور مکاتب کے موے نے اپنا حصہ آزاد کر دیا تھا چرائی تو بھی
یہی حکم ہے- اور اگر مکاتب نے اپنے موے کے مضارب کے پاس سے مضاربت کے مال مین سے چرایا تو اسکا
ہاتھ نہ کاٹا جائیگا اسیطرح اگر مکاتب نے کسی شخص کا مال چرایا حالانکہ مکاتب کے موے کا اس شخص پر اسیقدر
قرض ہے جسقدر مکاتب نے چرایا ہے تو بھی مکاتب کا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا یہ مبسوط مین ہے- اگر مکاتب کا موے نے مرگیا
تو مکاتب سے کہا جائیگا کہ کتابت کا مال قسطوار اپنے موے کے وارث کو ادا کر دے پھر اگر ان لوگون نے مکاتب کو
آزاد کر دیا تو آزاد ہو جائیگا اور اُسکے سر سے مال کتابت ساقط ہو جائیگا اور اگر ایک وارث نے آزاد کیا تو اسکا
عتق نافذ نہوگا یہ کافی مین ہے- اور اگر مکاتب ایک آزاد فرزند چھوڑ کر مرگیا پھر ایک شخص کچھ ودیعت لایا اور کہا
کہ یہ ودیعت مکاتب کی ہے تو اُسمین سے مال کتابت ادا کیا جائیگا پھر واضح ہو کہ اس شخص نے مکاتب کیواسطے
ودیعت کا اقرار کیا یہ اقرار اس شخص کے حق مین صحیح ہے مگر مکاتب کی ولا اپنی طرف کھینچ لیجانے کے حق مین
اسکے قول کی تصدیق نہوگی اور شیخ نے فرمایا کہ آیا تو نہین دیکھتا ہے کہ اگر موے نے خود یون اقرار کیا کہ میرے پاس یہ
مال مکاتب کی ودیعت ہے یا مال کتابت کے قدر جسقدر مکاتب کا قرضہ آتا ہے یا مین نے اپنی کتابت کو مکاتب
کی زندگی مین بھر پایا تو کیا اس صورت مین بچہ کی ولا اپنی طرف لیجانے کیواسطے موے کے کلام کی تصدیق
ہوتی ہے یعنی نہین ہوتی ہے پس ایسا ہی غیر شخص کا حال ہے اور اسی سے یہ بات ظاہر ہو گئی کہ اگر مکاتب کے مرجانیکے بعد
کسی شخص نے اسکی طرف سے قرضہ ادا کیا اور از راہ احسان ادا کیا تو مکاتب کے آزاد کرنیکا حکم نہ دیا جائیگا اور
اگر مکاتب نے کوئی ام ولد چھوڑی اور اسکے ساتھ کوئی بچہ نہین ہے تو مال کتابت کیواسطے فروخت کیجاویگی- اور اگر
اسکے ساتھ بچہ ہو تو جس میعاد پر کتابت ادا کرنا قرار پایا ہے اس میعاد تک سعی کرکے ادا کریگی خواہ اسکا بچہ نابالغ ہو
یا بالغ ہو- اور اگر مکاتب نے کچھ مال بھی چھوڑا تو ادائے کتابت میعاد مقررہ تک نہ رکھی جاویگی بلکہ اسیوقت ادا کرنیکا
وقت فی الحال ہو جائیگا- اور یہ امام اعظم رح کا قول ہے- اور امام ابو یوسف و امام محمد رح نے فرمایا کہ ام ولد کے ساتھ
بچہ ہونیکی حالت مین جو حکم ہے وہی سب طرح نہونے کیحالت مین بھی ہے کہ میعاد مقررہ تک سعی کرکے ادا کریگی اور
اگر حالت کتابت کے پیدا ہوئے دو فرزند چھوڑ کر مکاتب مرگیا حالانکہ اسپر کچھ قرضہ اور مال کتابت باقی ہے تو دونون
فرزند اس سب مال کے واسطے سعی کرینگے اور دونون مین سے جسنے جو کچھ ادا کیا وہ دوسرے سے واپس نہین
لے سکتا ہے اور دونون مین سے جسکو موے نے آزاد کیا وہ آزاد ہو جائیگا چنانچہ مکاتب کی زندگی مین بھی یہی حکم
تھا- اور دوسرے پر واجب ہوگا کہ تمام مال کتابت جو باپ پر باقی ہے سعی کرکے ادا کرے اور قرضخواہون کو اختیار ہوگا
کہ اپنے قرضہ کیواسطے دونون مین سے جسکو چاہین گرفتار کرین اور جو لڑکا جو کچھ ادا کرے وہ دوسرے بھائی سے کچھ
واپس نہین لے سکتا ہے یہ مبسوط مین ہے- ایک شخص نے دو غلام ایک ہی کتابت مین مکاتب کیے پھر ایک غلام
عاجز ہوا اور مولی نے خود ہی یا قاضی کے سامنے پیش کرکے اسکو رقیق کر لیا حالانکہ قاضی کو یہ بات نہین معلوم ہے کہ اسی کتابت مین

دوسرا غلام بھی اسکے ساتھ مکاتب ہو تو یہ تردد یعنے رقیق کرلینا صحیح نہین ہو اور اگر ایک مکاتب حالت عجز مین مرگیا تو عقد کتابت فسخ نہوگا - اور اگر یہ غلام جو بسبب عاجز ہونے کے رقیق کیا گیا ہو کہین غائب ہو گیا اور دوسرا آیا اور اس سے مولے نے ایک قسط یا دو قسطون کے واسطے سعی کرائی اور وہ عاجز ہوا اور مولے نے چاہا کہ اسکو رقیق کردے یا قاضی کے حکم سے رقیق کرا دے تو یہ نہین کرسکتا ہو - اور اگر دو شخصون نے ایک غلام کو ایک ہی کتابت مین مکاتب کیا پھر ایک مولے غائب ہو گیا اور دوسرا مولے مکاتب کو قاضی کے سامنے لا یا کہ اسکو رقیق کردے حالانکہ وہ عاجز ہوا تھا تو قاضی اسکو رقیق نکریگا تا وقتیکہ دونون مولے ایک ساتھ جمع ہون اور یہ حکم بخلاف اس صورت کے ہو کہ دو شخصون مین سے ہر ایک کا علیحدہ ایک ایک غلام ہو اور دونون نے دونونکو ایک ہی کتابت مین مکاتب کیا پھر ایک غلام عاجز ہو گیا تو اسکے مولے کو فسخ کتابت کا اختیار ہو اگرچہ دوسرے مکاتب کا مولے غائب ہو یہ محیط مین ہو - اور اگر ایک ہی شخص مولے ہو مگر چند وارث چھوڑ کر مر گیا اور بعض وارثون نے اسکو بحکم قاضی رقیق کردیا تو صحیح ہو و لیکن اگر بدون حکم قاضی کے اسکو رقیق کیا تو صحیح نہین ہو یہ مبسوط مین ہو - اور اگر مکاتب ہی حالت کتابت کے پیدا ہوے دو فرزند چھوڑ کر مرگیا تو ایک فرزند کی غیبت مین مولے کو دوسرے کے رقیق کردینے کا اختیار نہین ہو یہ محیط مین ہو - اور اگر مکاتب نے اپنے مولے یا غیر شخص سے کوئی غلام خریدا اور اسمین عیب پایا تو اسکو اختیار ہو کہ اپنے بائع کو واپس کردے اور اگر مکاتب عاجز ہو گیا حالانکہ اسنے کسی غیر شخص سے وہ غلام خریدا ہو اور مولے نے اس مین عیب پایا تو بسبب عیب کے مولے کو واپس کرنیکا اختیار ہو - اگر مکاتب نے کوئی غلام خرید کر اپنے مولے کے ہاتھ فروخت کیا پھر عاجز ہو گیا اور مولے نے اس مین کوئی عیب پایا تو اپنے غلام کو واپس نہین کرسکتا ہو اور نہ اپنے غلام کے بائع کو واپس دیسکتا ہو اسیطرح اگر بعد عاجز ہونیکے مکاتب مر گیا پھر مولے نے اسمین عیب پایا تو بھی واپس نہین کرسکتا ہو یہ مبسوط مین ہو - اگر کوئی مکاتب ادا ے کتابت کیواسطے کافی مال چھوڑ کر مرگیا پھر اسکو کسی شخص نے قذف کیا تو اسکے قاذف کو حد نہ ماری جائیگی - مکاتب نے اگر اپنے مولی کی بیٹی سے نکاح کیا پھر مولے مرگیا تو نکاح فاسد نہوگا پس اگر مکاتب اسکے بعد مرگیا اور ادا ے کتابت کے لائق مال کافی چھوڑا تو نکاح باطل نہوگا اور اگر اسقدر نہ چھوڑا تو باطل ہو جائیگا پس اگر ایسی صورت اس لڑکی کے ساتھ دخول کرنے سے پہلے واقع ہوئی تو عدت واجب نہوگی اور نہ مہر واجب ہوگا اور اگر دخول کے بعد واقع ہوئی تو تین حیض کی عدت اور مہر واجب ہوگا اگرچہ اس لڑکی کے ساتھ دوسرا وارث موجود ہو یہ فتاوی قاضی خان مین ہو - اگر مکاتب کا غلام مرگیا تو اسپر جنازہ کی نماز پڑھانے کا مکاتب زیادہ حقدار ہو لیکن اگر مکاتب کیساتھ مکاتب کا مولے موجود ہو تو مکاتب کو چاہیے کہ اپنے مولی کو نماز کیواسطے امام کرے یہ مبسوط مین لکھا ہو

نوان باب متفرقات مین - مکاتب اپنے مولی کے قرضہ کتابت کیواسطے قید نہوگا اور ماسواے قرضہ کتابت کے دوسرے قرضہ کیواسطے مقید ہونے مین دو روایتین ہین یہ سراجیہ مین ہو - تتمہ مین لکھا ہو کہ شیخ علی بن احمد سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے ایک غلام خریدا پھر اپنے بائع سے کہا کہ تو اسکو بیس دینار پر مکاتب کرچکا تھا اسنے انکار کیا پس آیا یہ غلام مشتری کی طرف سے مکاتب ہو جائیگا یا نہین تو فرمایا کہ نہین یہ تاتارخانیہ مین ہو - ایک کافر غلام ایک مسلمان اور ایک ذمی کے درمیان مشترک تھا پھر ذمی نے اپنا حصہ اپنے شریک کی اجازت سے

نصرانی

شراب کے معاوضہ پر مکاتب کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک یہ کتابت جائز ہے اور امام ابو یوسف و امام محمد رح کے نزدیک جائز
نہین ہے - اور نصرانی نے جو چیز اس سے لی ہے یعنے شراب اسکی ضمان مسلمان کو نہ دیگا خواہ مسلمان کی اجازت سے اُسنے
مکاتب کیا ہو یا بلا اجازت مکاتب کیا ہو اور اگر دونون نے اسکو شراب پر ایک ہی کتابت مین مکاتب کیا تو
دونون مین سے کسی کے حصہ کی کتابت صحیح نہین ہے - اور اگر غلام نے دونونکو شراب ادا کردی تو آزاد ہو جاویگا کیونکہ
شرط پائی گئی اور اسپر واجب ہوگا کہ ذمی کو اسکے حصہ کی نصف شراب اور مسلمان کو اپنی ذات کی نصف قیمت ادا
کرے - اور اگر دو ذمیون نے اپنے غلام کو شراب پر مکاتب کیا پھر ایک مسلمان ہو گیا تو دونون کو اسکے مسلمان ہونیکے روز
کی شراب کی قیمت چاہیئے ہوگی پھر اگر ایک نے اپنا حصہ قیمت وصول کیا تو حصہ مقبوضہ دونون مین مشترک ہوگا
جیسا کہ مسلمان ہونے سے پہلے دونون مین سے کسی کے اپنا حصہ شراب وصول کرنیکی صورت مین حکم تھا یہ مبسوط
مین ہے - ایک شخص نے اپنا فقط نصف غلام مکاتب کیا تو فقط نصف غلام مکاتب ہو جائیگا پھر اگر غلام نے شہر سے
باہر جانا چاہا تو اسکو منع نہین کر سکتا ہے اور اگر چاہا کہ ایک روز اس سے خدمت لے اور ایک روز اسکو خالی
چھوڑ دے تو قیاساً اسکو اختیار ہے اور استحسانًا یہ حکم ہے کہ اس سے کچھ تعرض نہین کر سکتا ہے یہانتک کہ وہ مال
ادا کرے یا عاجز ہو جاوے یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہے - ایک شخص نے آدھی باندی مکاتب کردی پھر اس باندی
نے قرضہ لیا تو تمام قرضہ کے واسطے سعی کریگی پھر اگر وہ اداے کتابت سے عاجز ہو کر رقیق ہو گئی تو تمام قرضہ اسکی تمام
گردن پر رکھا جائیگا یعنی فقط نصف باندی اس قرضہ کے استحقاق مین ماخوذ نہوگی بلکہ کل باندی ماخوذ ہوگی اور
فروخت کیجاویگی اسیطرح اگر دو شخصون مین ایک باندی مشترک ہو اور ایک شریک نے دوسرے کی اجازت سے اسکو
مکاتب کیا پھر اسنے قرضہ لیا پھر عاجز ہو گئی تو یہ قرضہ اسکی پوری گردن پر ہوگا کہ اُسکی وجہ سے فروخت کی جاویگی یہ مبسوط
مین ہے - نوادر ابراہیم مین امام محمد رح سے روایت ہے کہ زید نے عمرو کا غلام بدون حکم عمرو کے ہزار درم پر مکاتب کیا پھر
پانسو درم اُسمین سے کم کردیے پھر مولے کو خبر پہونچی اور اس نے اجازت دیدی تو امام محمد نے فرمایا کہ
اسکی کتابت پانسو درم پر ہوگی اور اگر زید نے اسکو یہ ہزار درم ہبہ کیے ہون پھر مولی کو خبر پہونچی اور اُسنے اجازت
دیدی ہو تو ہبہ باطل ہے اور ہزار درم پر کتابت صحیح رہیگی یہ محیط مین ہے - اگر زید نے اپنی باندی کو اس شرط سے مکاتب کیا کہ مجھے
تین روز تک اختیار ہے پھر وہ باندی اس مدت خیار مین بچہ جنی اور مرگئی تو امام اعظم و امام ابو یوسف کے نزدیک
اسکا خیار و عقد کتابت باقی رہیگا اور اسکو اجازت دینے کا اختیار ہوگا اور اگر اسنے اجازت دیدی تو اسکا بیٹا
اپنی ماں کے اقساط کتابت ادا کرنے مین سعی کریگا اور جب سب ادا کردے تو یہ حکم ہوگا کہ اسکی ماں اپنی زندگی
کے آخر جزو مین آزاد ہو کر مری ہے اور اسکا یہ بچہ آزاد ہو گیا ہے اور یہ حکم استحسان ہے کذا فی الکافی - اگر اپنے غلام کو
اسکی ذات و اسکی نابالغ اولاد پر بادائے کتابت آزاد ہونے پر اس شرط سے مکاتب کیا کہ تین روز مجھے اختیار
ہے پھر بعضی اولاد مرگئی پھر مولے نے کتابت کی اجازت دیدی تو بدل مین سے کچھ کم نہوگا - اسیطرح اگر اپنے دو
غلامونکو ایک ہی کتابت مین مکاتب کیا اس شرط سے کہ مجھے اختیار رہے پھر مدت خیار مین ایک غلام مرگیا پھر اسنے
عقد کتابت کی اجازت دی تو جائز ہے اور بدل کتابت مین سے کچھ کم نہوگا - اور اگر اپنی باندی کو باندی کی شرط خیار پر
مکاتب کیا پھر اسکے بچہ پیدا ہوا اور مولے نے اسکے بچہ کو آزاد کر دیا تو وہ باندی اپنے خیار پر باقی رہیگی اور اگر اسنے اجازت

دیدی تو عقد کتابت نافذ ہوگا ولیکن بدل کتابت مین سے کچھ کم نہوگا اور اگر اس صورت مین خیار مولے کا ہو اور مولے نے باندی کو آزاد کر دیا تو اسکے ساتھ بچہ آزاد نہوگا بخلاف اسکے اگر خیار باندی کا ہو اور مولے نے باندی کو آزاد کر دیا تو اسکے ساتھ اسکا بچہ آزاد ہو جاویگا یہ محیط مین ہے - دو غلام ایک ہی کتابت مین مکاتب کیے گئے اُن دونون نے ایک باندی خریدی اسکے بچہ پیدا ہوا اور دونون نے ایک ساتھ اُسکے نسب کا دعوے کیا پھر دونون ادا کتابت کے لائق کافی مال چھوڑ کر ایک ساتھ مر گئے یا آگے پیچھے مرے اور دونوں کا مال کتابت ادا کیا گیا تو وہ لڑکا دونون کا وارث ہوگا اور اگر دونون کا عقد کتابت متفرق ہوا اور ایک ساتھ مال کتابت ادا کیا گیا تو دونون مین سے کسیکا وارث نہوگا - ایک مجہول النسب نے اپنا غلام مکاتب کیا اور مکاتب نے ایک باندی خرید کر اسکو مکاتب کیا پھر مجہول النسب نے اپنی ذات پر اقرار کیا کہ مین اس باندی مکاتبہ کا مکاتب مملوک ہون اور اس مکاتبہ نے اسکے قول کی تصدیق کی تو اسکا اقرار صحیح ہے اور یہ مجہول النسب مع اپنے مکاتب کے اس مکاتبہ کی ملک ہوا اور اُن دونون کی کتابت باقی رہی اور ہر ایک کا آزاد ہونا اپنے مولے کو مال کتابت ادا کرنے پر رہا پس اگر دونون نے ایک ساتھ ادا کیا یا دونون کا وقت ادا ایک ساتھ آیا اور یہ لا واقع ہوا تو دونون آزاد ہو جاوینگے اور کسیکو دوسرے کی ولا نہ ملے گی اور اگر کسی نے پہلے ادا کیا تو اسکو دوسرے کی ولا ملیگی اور اُسپر دوسرے کی ولا کا حق نہوگا اور اگر دونون ساتھ ہی عاجز ہو گئے تو وہ مکاتبہ باندی آزاد ہو کر دونون کی مالک ہوگی اور اگر کوئی پہلے عاجز ہوا تو دوسرا آزاد ہو کر دونون کا مالک ہوگا یہ کافی مین ہے - اگر ایک شخص اپنے مکاتب سے مال کتابت بغیر وصول کیے چھوڑ کر مر گیا اور اسکے وارثون مین مرد و عورت موجود ہین پھر اسکا مکاتب ادا ے کتابت کے لائق مال کافی چھوڑ کر مر گیا تو اس مال سے پہلے اسکی کتابت ادا کی جاویگی اور یہ مال اُسکے تمام وارثون کے درمیان تقسیم ہوگا پھر جو مال بعد ادا ے کتابت کے باقی رہا وہ مولے کے فقط مذکر وارثون مین تقسیم ہوگا بشرطیکہ سوا ے وارثان مولے کے مکاتب کا کوئی وارث موجود نہو اسیطرح اگر مکاتب پہلے نہین مرا بلکہ ان وارثان مولے کو مال کتابت ادا کر کے مرا یا انھون نے مکاتب کو کتابت کا مال ہبہ کر دیا یا اسکو آزاد کر دیا پھر مکاتب مر گیا تو ایسی صورت مین بھی اسکی میراث وارثان مولی مین سے فقط مذکر کو ملیگی یہ مبسوط مین لکھا ہے - زید کے مکاتب کی باندی سے بچہ ہوا اور یہ باندی مکاتب کی ملک مین حاملہ ہوئی ہے اور زید نے اسکے بچہ کے نسب کا دعوی کیا اور مکاتب نے اسکی تصدیق کی تو نسب ثابت ہوگا چنانچہ کسی اجنبی کی باندی کے بچہ کا اسیطرح دعوے کرنے اور اجنبی کی تصدیق کرنے مین یہی حکم تھا اور مولے پر باندی کا عقر اور بچہ کی قیمت واجب ہوگی پس وہ بچہ بقیمت آزاد اور مولے سے ثابت النسب ہوگا مگر اسکی مان مولے کی ام ولد نہو جاویگی اور اگر مکاتب نے مولے کی تکذیب کی تو نسب ثابت نہوگا اور اگر مولے کبھی اسکا مالک ہوگیا تو نسب ثابت ہو جائیگا کیونکر موجب موجود اور مانع یعنی حق مکاتب معدوم ہو گیا اور مولے کو اس سے نکاح کرنا جائز نہین ہے - قال المترجم - وہہنا اور اج عبارۃ فی النسخۃ قال ذ قید ادرجنا ہا کما وجدنا و ہی - (اور اگر مکاتب نے اپنے مولے کی جورو کو خرید کیا تو اسکا نکاح باقی رہا) فہذا یقتضے تاویلا ولکن لم تخالف لاصل فی الابتدا بمثل ذلک فلذلک فی الانتہا لاحجۃ فافہم - اور اگر مکاتب کے مالک ہونے سے چھ مہینے سے کم مین بچہ پیدا ہوا پس اگر مکاتب نے دعوی مولی کی تصدیق کی

تو نسب ثابت ہوگا مگر بچہ آزاد نہوگا اور نہ عقر واجب ہوگا - ایسے ہی اگر مکاتب نے کوئی غلام خریدا اور موسلے
نے اسکے نسب کا دعوی کیا اور مکاتب نے اسکی تصدیق کی تو نسب ثابت مگر آزاد نہوگا - مکاتب کی مکاتبہ
باندی کے بچہ پیدا ہوا اور اسکے مولی نے اُس باندی کے حمل کا بعد مکاتبہ ہونیکے دعوی کیا پس اگر اس مکاتبہ نے موسلے
کی تصدیق کی تو بچہ کا نسب مولی سے ثابت ہوگا اور اس امر پر محمول کیا جائیگا کہ بحکم نکاح فاسد اس سے بچہ
پیدا ہوا اور قبل مکاتبہ کے عاجز ہونیکے بچہ آزاد نہوگا اور بعد عاجز ہونے کے جو قیمت عاجز ہونے کے روز
تھی اس قیمت پر آزاد ہوگا خواہ مکاتب موسے کے دعوی کی تصدیق کرے یا تکذیب کرے - اور اگر مکاتبہ
وقت کتابت سے چھ مہینے سے کم میں بچہ جنی اور مکاتب کے مولی نے دعوی کیا اور مکاتب نے تصدیق کی
تو روز پیدائش کی قیمت پر آزاد ہوگا اور اسکا عقر مکاتب کو ملے گا اور اگر مکاتبہ نے مولی کی تکذیب کی تو نسب ثابت
نہوگا اگرچہ مکاتب تصدیق کرے و لیکن اگر بچہ نے بعد بلوغ کے مولی کی تصدیق کی یا باوجود تصدیق مکاتب کے
وہ باندی مکاتبہ ادائے کتابت سے عاجز ہوگئی تو نسب ثابت ہوگا - ایک مکاتب نے اپنی باندی کو مکاتب
کیا اور خود مال ادا کرکے آزاد ہوگیا پھر اسکی مکاتبہ وقت کتابت سے چھ مہینہ سے کم میں بچہ جنی اور مولی نے
اسکا دعوی کیا اور مکاتب نے تصدیق کی تو نسب ثابت ہوگا اور روز ولادت کی قیمت پر بچہ آزاد ہوگا اور
اگر چھ مہینے سے زیادہ میں جنی تو بچہ آزاد نہوگا کیونکہ غرور نہیں پایا جاتا ہو و لیکن اگر وہ مکاتبہ عاجز ہو جاوے
تو اس صورت میں بقیمت وہ بچہ آزاد ہوگا - اور اگر وقت کتابت سے چھ مہینے سے زیادہ میں مکاتبہ بچہ
جنی اور چھ مہینے سے کم میں مکاتب آزاد ہوا تو اسکا حکم وہی ہو جو مکاتب کے آزاد ہونے سے پہلے بچہ پیدا
ہونے کا حکم تھا اور اگر مکاتب کے آزاد ہونے سے چھ مہینے یا زیادہ میں بچہ پیدا ہوا اور موسے نے زعم کیا کہ
بعد آزادی کے وطی واقع ہونے سے بچہ پیدا ہوا ہو تو اسکا نسب ثابت نہوگا اگرچہ مکاتب اسکے قول کی تصدیق
کرے اور مولی اسکا زانی قرار دیا جائیگا کیونکہ حق الملک موجود نہیں ہو اور نہ تاویل ہو سکتی ہو پس مثل اجنبی
کے ہوگیا اور اگر مولی نے اقرار کیا کہ میں نے اس مکاتبہ سے بعد آزادی مکاتب کے نکاح کیا ہو پس اگر
مکاتبہ نے اسکی تصدیق کی تو نسب ثابت ہوگا اور بچہ آزاد نہوگا کیونکہ نکاح میں شبہہ ہو - اور وہ بچہ اپنی ماں کی
تبعیت میں مکاتب ہوگا پھر اگر اسکی ماں عاجز ہوگئی تو دونوں رقیق قرار دیے جاوینگے - اور اگر مکاتبہ نے
مولی کی تکذیب کی تو نسب ثابت نہوگا لیکن اگر وہ مکاتبہ عاجز ہوئی حالانکہ مکاتب تصدیق کرتا ہو تو نسب
ثابت ہوگا مگر بچہ آزاد نہوگا - اور اگر مولی نے زعم کیا کہ مکاتب کے آزاد ہونے سے پہلے باندی سے وطی واقع
ہونے سے بچہ پیدا ہوا ہو پس اگر دونوں نے اسکی تصدیق کی تو بچہ کا نسب ثابت ہوگا اور بچہ آزاد نہوگا -
اور اگر مکاتبہ عاجز ہوگئی تو موسے اس بچہ کو بقیمت آزاد کرکے لے لیگا اور اگر اُس مکاتبہ نے مال ادا کیا تو خود مع
بچہ کے آزاد ہو جاویگی - اسیطرح اگر مکاتبہ نے تصدیق اور مکاتب آزاد نے تکذیب کی تو نسب ثابت اور بچہ
رقیق ہوگا اگرچہ وہ مکاتبہ عاجز ہو جاوے - اگر مکاتب آزاد نے مولی کی تصدیق کی کہ مکاتبہ کے ساتھ اسکی
وطی میرے آزاد ہونے سے پہلے واقع ہوئی ہو مگر مکاتبہ نے تکذیب کی تو نسب ثابت نہ ہوگا مگر مکاتبہ کے
عاجز ہو جانیکے بعد ثابت ہو جائیگا اور اسکے عاجز ہونیکے دن کی قیمت پر آزاد ہوگا اور اگر وہ مکاتب

مکاتب کی باندی ہوجاویگی۔ مکاتب کی مکاتبہ ایک باندی کی مالک ہوئی اوراس باندی سے بچہ ہوا اور
مکاتب کے مولے نے اسکے نسب کا دعوی کیا اور مکاتبہ نے تصدیق کی تو نسب ثابت ہوگا اور بچہ آزاد نہوگا
پھر اگر مکاتبہ عاجز ہوگئی درصورتیکہ اس مکاتبہ کی باندی وقت ملک سے چھ مہینے مین بچہ جنی ہو تو وہ بچہ عاجز ہونیکے
روز کی قیمت پر آزاد ہوگا اور اگر چھ مہینے سے کم مین جنی ہو تو آزاد نہوگا۔ اور اگر مکاتب اپنی مکاتبہ کے عاجز
ہونے سے پہلے آزاد ہوگیا یا وفا کتابت کے لائق کافی مال چھوڑکر مرگیا اور کتابت ادا کردی گئی پھر اسکی مکاتبہ
عاجز ہوئی تو اس صورت مین وہی حکم ہو جو ہمنے درصورت عدم آزادی مکاتب کے ذکر کیا ہو۔ اور اگر وہ باندی
مکاتبہ کی ملک مین آنے سے چھ مہینے سے زیادہ مین جنی تو بچہ آزاد ہوگا ورنہ آزاد نہوگا۔ اور اگر مکاتبہ سے پہلے
مکاتب عاجز ہوگیا یا حالت عجز مین مرگیا یعنے ادا سے کتابت کے لایق مال نچھوڑا تو مولے کا دعوی نسب مثل
اپنی باندی کے بچہ کے دعوے نسب کے ہو اور اسکا حکم گذرچکا ہو کذا فی الکافی۔ ایک مکاتب و ایک آزاد
کے درمیان ایک باندی مشترک تھی اسکے بچہ ہوا اور مکاتب نے نسب کا دعوی کیا تو وہ بچہ اسکا فرزند اور باندی
اسکی ام ولد قرار دیجاویگی اور اسکا نصف عقر مولے کو اور نصف قیمت آزاد کو ضمان دیگا۔ اور یہ قیمت اس
روز کی قیمت کے حساب سے دیگا جسدن وہ باندی مشترکہ مکاتب سے حاملہ ہوئی ہو۔ اور بچہ کی قیمت کچھ نہین
دیگا پھر اگر بعد ضمان دینے کے وہ مکاتب عاجز ہوگیا تو یہ باندی اور اسکا بچہ دونوں مولے کے مملوک ہوجاوینگے
اور اگر آزاد سے کچھ خصومت نہ واقع ہوئی اور ضمان دی یہانتک کہ مکاتب عاجز ہوگیا تو آدھی باندی اور
آدھا بچہ اسکے آزاد شریک کا ہوگا مگر اسپر آدھا عقر واجب ہوگا۔ اور اگر آزاد و مکاتب کے درمیان
مکاتبہ باندی ہو اور مکاتب نے اسکے بچہ کے نسب کا دعوی کیا تو جائز ہو اور وہ مکاتبہ مختار ہوگی کہ چاہے
عقد کتابت پورا کردے اور مکاتب سے اپنے ساتھ وطی کرنے کا عقر لے یا اپنے تئین عاجز کرے اور
مکاتب اپنے شریک آزاد کو اسکی نصف قیمت و نصف عقر دیگا۔ اور اگر دونوں نے اسکے نسب کا دعوے
کیا تو اس آزاد کا دعوی صحیح رکھا جائیگا۔ پھر اگر باندی مکاتبہ نے اختیار کیا کہ عقد کتابت پورا کرے پھر وہ آزاد
مرگیا تو اسکے ذمہ سے آدھا بدل کتابت یعنے آزاد کا حصہ ساقط ہوگا اور باقی نصف یعنے حصہ مکاتب اور
نصف قیمت مین سے جو کم ہو اسکو سعی کرکے ادا کریگی اور یہ امام محمد رح کا قول ہو اور امام ابو یوسف کے نزدیک
آدھی قیمت کیواسطے سعی کریگی۔ اور اگر اسنے عاجز ہونا اختیار کیا پس اگر معتق تنگدست ہو تو اپنی نصف قیمت
کیواسطے سعی کرے اور اگر خوش حال ہو تو اسکی نصف قیمت مکاتب کو ضمان دیگا پھر بقدر اسنے ضمان دیا وہ
اس باندی سے واپس نہین لے سکتا ہو۔ اور اگر مکاتب نے اس سے پہلے وطی کی اور اس سے بچہ پیدا ہوا پھر آزاد
نے اس سے وطی کی اور اس سے بچہ پیدا ہوا پھر دونوں نے ایک ساتھ دونوں بچون کا دعوی کیا اور سوا
ان دونوں کے قول کے اور کچھ معلوم نہین ہوتا ہو تو ہر ایک کو اسکا بچہ بلا قیمت دیا جاوے اور ہر ایک شخص
اس مکاتبہ کو اسکا عقر ادا کرے اور اسکو اختیار ہو چاہے عاجز ہوجاوے یا کتابت پوری کرے پھر اگر اسنے
عاجز ہونا اختیار کیا تو خاصۃ آزاد کی ام ولد قرار دیجاویگی اور وہ آزاد مکاتب کو اسکی نصف قیمت ادا کرے
اور مکاتب کا بچہ مکاتب سے ثابت النسب ہوگا مگر مکاتب پر واجب ہوگا کہ آزاد کو اس بچہ کی نصف قیمت

دیوے اور اگر وہ مکاتبہ عاجز ہوئی اور اسکے ساتھ مکاتب بھی عاجز ہوا تو مکاتب والا بچہ مکاتب کے مولی اور
اُس آزاد کے درمیان مشترک رقیق ہوگا۔ اور اگر مکاتب نے آزاد کی دلی کے بعد وطی کی تو وہ باندی مکاتبہ آزاد
کی ام ولد ہوگی اور مکاتب والا بچہ بمنزلہ اپنی ماں کے ہوگا کہ اسکا نسب مکاتب سے ثابت ہوگا اور امام محمد رح
نے فرمایا کہ میرے نزدیک استحسانا یہ حکم ہو کہ اُسکا نسب مکاتب سے ثابت اور وہ آزاد کے نزدیک بمنزلہ اپنی
ماں کے ہوگا یہ مبسوط مین ہی۔ اگر مکاتب نے اپنے بیٹے کی باندی سے وطی کی اور اسکا بیٹا آزاد ہو یا علیحدہ کتابت
سے مکاتب ہو تو بدون بیٹے کی تصدیق کے مکاتب کا نسب اسکی باندی کے بچہ سے ثابت نہوگا۔ پھر اگر مکاتب
آزاد ہو کر کبھی ایک روز بھی اُس باندی و بچہ کا مالک ہوا تو یہ لڑکا اُس سے ثابت النسب ہو جائیگا اور
باندی اسکی ام ولد ہو جاویگی۔ اور اگر حالت کتابت مین مکاتب کے کوئی بیٹا ہوا یا مکاتب نے اسکو خرید
کیا پھر اس بیٹے کی باندی سے بچہ ہوا اور مکاتب نے اسکے نسب کا دعوی کیا تو دعوی صحیح ہی اور وہ باندی مکاتب
کی ام ولد ہوگی اور مکاتب اسکے مہر و قیمت کا ضامن نہوگا یہ محیط کے باب ثبوت النسب مین ہی۔ اور جو حمل
پیٹ مین ہو اسکا مکاتب کرنا صحیح و جائز نہین ہو اگرچہ ماں اسکی طرف سے قبول کرے اسیطرح اگر کوئی آزاد
متولی ہو کہ اسکی طرف سے عقد کتابت قبول کرے و ضامن ہو تو بھی جائز نہین ہی۔ ولیکن اگر مولی نے یون کہا
کہ تو آزاد اگر تو مجھے ہزار درم ادا کردے تو یہ جو پیٹ مین ہی آزاد ہو اُسنے ادا کردیا تو وہ آزاد ہو جاویگا بشرطیکہ
چھ مہینے سے کم مین وضع حمل ہو تاکہ وقت تعلیق کے اسکے پیٹ مین ہونیکا یقین ہو پھر صاحب مال اپنا مال عوض
اگر مکاتب نے کچھ ہبہ یا صدقہ کیا تو باطل ہو پھر اگر ادا کرکے آزاد ہو گیا تو ہبہ و صدقہ جسکو دیا تھا اُس سے واپس
کیا جائیگا اور اگر موہوب لہ یا متصدق علیہ نے تلف کردیا تو وہ اُسکی قیمت کا ضامن ہوگا کیونکہ اُسنے ایسا مال
تلف کیا جسمین اسکا کچھ حق نتھا پس حالت کتابت مین مکاتب اُس سے وصول کرسکتا ہی اور بعد آزادی
کے بھی مکاتب وصول کریگا اور اگر عاجز ہو گیا تو مولی بطریق اولے اُس سے وصول کرے کیونکہ مکاتب کی کمائی
خالص مولے کی ہوگی یہ مبسوط مین ہی۔ امام محمد رح نے زیادات مین ذکر فرمایا ہو کہ دو مکاتبون مین ایک باندی مشترک
کے بچہ ہوا اور دونون نے اسکے نسب کا دعوے کیا تو دونون سے اسکا نسب ثابت ہوگا اور بچہ دونون کے
ساتھ مکاتب ہوگا۔ اور انکی کتابت مین داخل ہوگا اور باندی بمنزلہ ام ولد کے ہوگی کہ اسکی بیع مثل آزاد کی
ام ولد کے ممتنع ہوگی پھر اگر ایک نے اپنا بدل کتابت ادا کردیا تو شرط پائی جانے سے وہ آزاد ہو جائیگا اور اسکے ساتھ
اسکی تبعیت مین اسکا حصہ فرزند بھی آزاد ہوگا اور باقی دوسرے کا حصہ فرزند اسکے ساتھ مکاتب باقی رہیگا
یہ امام اعظم رح کے نزدیک ہی اور فرزند کی بابت ضمان نہوگی مگر امام ابو یوسف و امام محمد رح کے قیاس کے موافق
اگر ایک مکاتب نے اپنا بدل ادا کردیا تو اسکے ساتھ اسکا حصہ فرزند اور باقی حصہ فرزند بھی آزاد ہو جاویگا
اور بچہ کی بابت ضمان نہ دیگی اور نہ بچہ پر سعایت واجب ہوگی اور کل باندی اُس آزاد شدہ کی ام ولد ہو جائیگی
اور اسپر واجب ہوگا کہ دوسرے مکاتب کو اسکے حصہ کی قیمت ادا کرے خواہ خوشحال ہو یا تنگدست ہو۔ اور
اگر ایسا ہو کہ ایک مکاتب کے بدل کتابت ادا کرنے کے بعد دوسرا عاجز ہو جاوے تو امام اعظم رح کے
نزدیک آزاد شدہ کا حصہ فرزند اسکی تبعیت مین آزاد ہوگا اور تمام باندی آزاد شدہ کی ام ولد ہوگی اور آزاد شدہ پر واجب ہوگا

[illegible]

کہ عاجز شدہ کے مولے کو باندی کی نصف قیمت ادا کرے خواہ تنگدست ہو یا خوشحال ہو اور اسپر بچہ کی بابت کچھ ضمان لازم نہ آویگی ولیکن وہ بچہ عاجز شدہ کے مولے کو نصف قیمت سعی کرکے ادا کریگا - اور اگر ایسا ہوا کہ ایک مکاتب کے بدل کتابت ادا کرنے کے بعد دوسرے مکاتب نے بھی اپنا بدل ادا کردیا اور آزاد ہوگیا تو یہ صورت امام محمد رح نے ذکر نہیں فرمائی اور امام اعظم رح کے قول کے موافق یہ حکم ہو کہ وہ بچہ دونوں مکاتبوں کی تبعیت میں آزاد ہوگا اور صاحبین کے قول کے موافق ایک کے ادا کرنیکے وقت تمام بچہ اسکے ساتھ آزاد ہو جائیگا بسبب اسکے کہ اعتاق متجزی نہیں ہوتا ہو اور ضمان یا سعایت لازم نہ آویگی اور تمام باندی اسکی ام ولد ہو جاویگی اور پھر دوسرے کے ادا کرنیکے بعد یہ حکم متغیر نہوگا - اور اگر دونوں نے کچھ ادا نہ کیا یہانتک کہ ایک عاجز ہوگیا تو صاحبین کے نزدیک جو مکاتب عاجز نہیں ہوا ہو اسکے ساتھ وہ بچہ مکاتب رہیگا اور دونوں کا فرزند رہیگا جیسا کہ سابق میں تھا اور جو مکاتب عاجز نہیں ہوا ہو وہ عاجز شدہ کے مولے کو بچہ کی نصف قیمت دیگا خواہ تنگدست ہو یا خوشحال ہو اور اس صورت میں امام محمد رح نے اسکی ماں یعنے باندی کا کچھ حکم ذکر نہیں فرمایا اور صاحبین کے قول کے موافق چاہیے کہ جو عاجز نہیں ہوا ہو اسکی ام ولد ہو جاوے اور امام اعظم رح کے قول پر چاہیے کہ جو عاجز نہیں ہوا ہو اسکے ساتھ آدھا بچہ مکاتب رہے اور آدھا مکاتب عاجز شدہ کے مولے کا رقیق مملوک ہو جاوے اب رہا حکم باندی کا سو ہمارے بعض مشائخ نے فرمایا کہ امام اعظم رح کے قول پر جو عاجز نہیں ہوا ہو پوری باندی اسکی ام ولد ہو جاویگی اور علی رازی و کرخی نے ذکر فرمایا کہ امام اعظم رح کے قول پر واجب ہو کہ آدھی باندی مکاتب غیر عاجز کی ام ولد اور آدھی مکاتب عاجز شدہ کے مولی کی مملوکہ رقیقہ ہو جاوے - اور اگر دونوں میں سے نہ کسی نے ادا کیا اور نہ عاجز ہوا لیکن ایک مکاتب ادائے کتابت سے زائد وافی مال چھوڑ کر مرگیا تو اسکا مولے اسکے ترکہ میں سے اپنا بدل کتابت وصول کریگا اور قاضی یہ حکم دیگا کہ یہ مکاتب اپنی زندگی کے آخر جزو میں آزاد ہو کر مرا ہو پھر امام اعظم رح کے نزدیک آدھا فرزند اپنے باپ کی تبعیت میں آزاد ہوگا اور باقی آدھا دوسرے باپ کی تبعیت میں مکاتب رہیگا - پھر اگر دوسرے نے مال ادا کردیا تو پورا فرزند آزاد ہو جاویگا اور پہلے باپ کا وارث نہوگا یہ امام اعظم رح کے نزدیک ہو - اور اگر دوسرے نے ادا نہ کیا بلکہ عاجز ہوگیا تو یہ فرزند اپنی نصف قیمت سعایت کرکے عاجز شدہ کے مولے کو دیگا اور بعد دینے کے اسکی آزادی کا حکم دیا جائیگا - اب رہی باندی سو اسکی نسبت یہ حکم ہو کہ نصف باندی اس مکاتب کی جسنے ادائے کتابت کے لائق مال وافی مع زائد چھوڑا ہو ام ولد ہو جاویگی یعنی اسکی حالت حیات و حریت میں اسکی ام ولد ہوگی یعنی آخر جزو اجزائے حیات میں ایسا ہوگا پس اسکے آزاد مرنے سے نصف باندی ام ولد بھی آزاد ہو جاویگی چنانچہ ام ولد مرد آزاد میں یہی حکم ہو - رہا دوسرے مکاتب کا حصہ سو اسکا حصہ کنیز رقیق نہ رکھا جائیگا بلکہ وہ باندی مکاتب زندہ کو اپنی نصف قیمت سعی کرکے ادا کردے پھر تمام باندی آزاد ہونیکا حکم ہوگا اور یہ سب قیاس قول امام اعظم رح ہو - اور برقیاس قول امام ابو یوسف و امام محمد رح یہ حکم ہو کہ جب ہم نے یہ حکم دیا کہ مکاتب میت اپنی حیات کے آخر جزو میں آزاد ہو کر مرا ہو تو ہم یہ حکم دینگے کہ پورا فرزند آزاد ہوگیا مگر ماں کہ جب دوسرا مکاتب ادا نہ کرسکے اور عاجز ہو جاوے تب البتہ یہ بچہ اپنی نصف قیمت سعایت کرکے عاجز شدہ کے مولے کو ادا کریگا اور

[illegible] ۱۲

یہ فرزند مکاتب میت کے مال سے کچھ میراث نہ پائیگا یہ محیط میں ہی۔ زید و عمرو کے درمیان ایک باندی مشترک ہی اسکو زید نے تجارت کی اجازت دی اور اسنے کچھ قرض لیا پھر عمرو نے اپنا حصہ باجازت زید مکاتب کرالیا اور قرضخواہون نے اس کتابت کی اجازت سے انکار کیا تو قرضخواہونکو ایسا اختیار ہی اور اگر راضی ہوجاوین تو عقد کتابت جائز ہی اور اگر قرضخواہ حاضر نہوئے یہانتک کہ عمرو نے مال کتابت وصول کرلیا تو اسکا حصہ بسبب وجود شرط کے آزاد ہوجاویگا اور قرضخواہ لوگ عمرو سے آدھا اس مال کا جو اسنے وصول کیا ہی لے لینگے کیونکہ عمرو نے باندی کی کمائی سے لیا ہی اور اسمین سے نصف کمائی زید کی ہی اور وہ انکے قرضہ مین پھنسی ہوئی ہی پھر عمرو یہ مال جو اسنے قرضخواہون کو دیدیا ہی اس مکاتبہ سے واپس لیگا۔ ایک باندی جسکو تجارت کی اجازت ہی اسپر قرضہ ہی اور اسکے بچہ پیدا ہوا اور مولے نے اس فرزند کو مکاتب کردیا تو قرضخواہون کو عقد کتابت رد کردینے کا اختیار ہی بشرطیکہ باندی ادای قرض کے لایق مال نہ رکھتی ہو اور اگر باندی کی اتنی مالیت ہو کہ اس سے قرضہ ادا ہوسکتا ہی تو کتابت جائز ہوگی۔ اور اگر مولے نے اس فرزند کو آزاد کردیا تو قرضخواہ مولے سے اسکی قیمت کی ضمان لے سکتے ہین بشرطیکہ فقط باندی کی قیمت ادای قرض کیواسطے کافی نہو پھر اگر مولے تنگدست ہووے تو قرضخواہ لوگ اس فرزند سے اسکی قیمت اور مابقی قرض مین سے جو کم ہو اسقدر کیواسطے سعی کراسکتے ہین۔ اگر ایک شخص نے باندی کو مکاتب کیا اور اسپر قرضہ ہی اور اسکے بچہ پیدا ہوا اور وہ بڑا ہوا اور اسنے خرید و فروخت کی اور اسکے ذمہ قرضہ ہوگیا پھر پہلے قرضخواہون نے اگر کتابت رد کردی تو کتابت رد ہوجائیگی کیونکہ انکا حق باندی کی مالیت مین ثابت ہی اور باندی اپنے قرضہ مین فروخت کیجاویگی اور فرزند خاصۃً اپنے قرضخواہون کے قرضہ مین فروخت ہوگا اپنی مان کے قرضہ مین فروخت نہوگا اسیطرح اگر اسنے باندی کو مکاتب نہ کیا بلکہ فرزند کو تجارت کی اجازت دی تو بھی یہی حکم ہوگا یہ مبسوط مین ہی۔ اگر ایک شخص نے اپنے دو غلام نابالغ کو ایک ہی کتابت مین مکاتب کیا اور دونون اسکو سمجھتے ہین تو دونون اس باب مین بمنزلہ بالغون کے قرار دیئےجاوینگے یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اگر زید نے اپنے دو غلامونکو ایک ہی کتابت مین ہزار درم پر مکاتب کیا اور ہر ایک دوسرے کا کفیل ہی باین شرط کہ اگر دونون نے ادا کردیا تو دونون آزاد اور اگر دونون عاجز ہوئے تو دونون رقیق کیے جاوینگے تو یہ عقد استحساناً جائز ہی پھر اگر ایک نے پورے ہزار درم دیدیے تو دونون آزاد ہوجاوینگے پھر جسنے ادا کیا ہی وہ دوسرے سے بقدر دوسرے کے حصے کے اس سے واپس لیگا حتے کہ اگر دونون کی قیمت مساوی ہو تو نصف مال دوسرے سے واپس لیگا اسیطرح اگر ایک نے کچھ مال ادا کیا تو دوسرے سے اسکا نصف لے سکتا ہی خواہ یہ قلیل ہو یا کثیر ہو اور مولی کو اختیار ہی کہ تمام مال کیواسطے دونون مین سے جسکو چاہے گرفتار کرے اور اگر ایک مرگیا تو دوسرے زندہ کے ذمہ سے کچھ مال ساقط نہوگا اور اگر اسنے تنہا ادا کردیا تو دونونکی آزادی کا حکم دیا جائیگا۔ اور اگر مولے نے ایک کو آزاد کردیا تو اسکا حصہ ساقط ہوجاویگا۔ اور اگر دو باندیونکو مکاتب کیا اور ایکے بچہ پیدا ہوا اور اس بچہ کو مولے نے آزاد کردیا تو دونون باندیون کے ذمہ سے کچھ مال ساقط نہوگا اور اس مسئلہ کی تین صورتین ہین ایک تو یہی ہی جو ہمنے بیان کوی ہی اور دوسری یہ ہی کہ دونونکو ہزار درم پر ایک ہی کتابت مین مکاتب

کیا اور اس سے زیادہ کوئی شرط نہین ٹھہرائی پس اس صورت مین اگر ایک نے اپنا حصۂ مال ادا کیا تو آزاد ہو جاویگی اور تیسری یہ صورت ہو کہ مولے نے باوجود کتابت کے یہ بھی کہا کہ اگر دونون ادا کرین تو دونون آزاد اور اگر دونون عاجز ہون تو دونون رقیق کر دیجاوینگی مگر یہ ذکر نہ کیا کہ ہر ایک دوسرے کی کفیل ہے پس اس صورت مین جبتک کل مال مولے کو نہ پہونچ جاوے تب تک کوئی آزاد نہوگی یہ مبسوط مین ہے - اگر مولے نے اقرار کیا کہ مین نے مکاتب سے تمام بدل کتابت بھر پایا ہے تو مکاتب اور اسکی اولاد آزاد ہو جاویگی یہ خزانۃ المفتین مین ہے - ایک شخص نے اپنے غلام اور اسکی جورو کو ایک ہی کتابت مین مکاتب کر دیا اور دونون مین سے ہر ایک دوسرے کا کفیل ہے پھر اسکے بچہ پیدا ہوا اور وہ قتل کیا گیا تو اسکی قیمت مان کو ملیگی نہ باپ کو اور اگر مولے نے اسکو قتل کیا تو اسپر قیمت واجب ہوگی اور مال کتابت مین معاوضہ ہو جاویگی بشرطیکہ اسے کتابت کا وقت آگیا ہو یا نہ آیا ہو لیکن وہ باندی راضی ہو گئی ہو پھر وہ باندی اپنے خاوند مکاتب سے وقت ادا اسے کتابت پر بقدر اسکے حصہ کے واپس لیگی - اور اگر فرزند کی قیمت مین مال کتابت سے زیادتی ہو تو یہ زیادتی اور جو کچھ فرزند نے ذاتی مال چھوڑا ہو سب اسکی مان کو ملیگا باپ کو نہ ملیگا اسیطرح اگر باندی کے لڑکی پیدا ہوئی اور بالغ ہو کر ایک لڑکی جنی اور یہ لڑکی قتل کیگئی تو اسکی قیمت اسکی نانی کو ملیگی اسکی کتابت مین داخل ہوگی اور اگر نانی مر گئی اور دونون بیٹی و نواسی اور شوہر باقی رہا تو بیٹی و نواسی پر وہی سعایت جو نانی پر واجب تھی واجب ہوگی اور اگر بیٹی یا نواسی نے ادا کیا تو دوسری سے کچھ واپس نہین لے سکتی ہے و لیکن نانی کے شوہر سے بقدر اسکے حصہ کے واپس لیگی جیسے اسکی نانی اپنی زندگی مین درصورت ادا اسے بدل کتابت کے واپس لے سکتی تھی پھر یہ حصہ اسی کو ملیگا جسنے ادا کیا ہے دوسری کو نہ ملیگا یہ مبسوط مین ہے - اور اگر مولے نے مکاتب کو آزاد کر دیا تو آزاد ہوگا اور مال کتابت اسکے سر سے ساقط ہوگا اسیطرح اگر اسکو مال کتابت سے بری کیا یا ہبہ کر دیا تو آزاد ہو جاویگا خواہ اسنے قبول کیا ہو یا نہ کیا ہو یہ خزانۃ المفتین مین ہے - پھر اگر مکاتب نے کہا کہ مین نہین قبول کرتا ہون تو مال کتابت عود کریگا مگر مکاتب آزاد رہیگا اسواسطے کہ قرضہ کا ہبہ رد کرنے سے رد ہو جاتا ہے مگر عتق جب ثابت ہو جاوے تو فسخ کا احتمال نہین رکھتا ہے یہ فتاوی قاضیخان مین ہے - اور اگر غلام کو ہزار درم پر دو برس بعد کسیوقت خاص پر ادا کرنے کی شرط پر مکاتب کیا اور مکاتب نے قبل وقت کے ادا کرنا چاہا تو مولے پر جبر کیا جاوےگا کہ اسکو قبول کرے - اور اگر اس شرط سے مکاتب کیا کہ میری خدمت کرے اور کچھ مدت مقرر نہ کی تو جائز نہین ہے یہ خزانۃ المفتین مین ہے - اور اگر ایک مہینہ خدمت کرنے پر مکاتب کیا تو استحساناً جائز ہے اور قیاساً جائز نہین ہے اسیطرح اگر اسطور سے مکاتب کیا کہ میرے واسطے ایک کنوان کھودے اور کنوئین کا طول و عرض و مقام تبلا دیا یا میرے واسطے ایک مکان تیار کر دے اور اسکی اینٹین اور گچ اور جو چیزین اسکی عمارت مین جاتی ہیں دکھلا دے تو اسکا حکم بھی وہی ہے جو ہمنے خدمت کی صورت مین بیان کیا اور اگر اس شرط سے مکاتب کیا کہ ایک شخص کی ایک مہینہ تک خدمت کر دے تو قیاساً جائز ہے یہ مبسوط مین ہے - امام اعظم رح کے نزدیک کتابت متجزی ہوتی ہے پس اگر نصف غلام مکاتب کیا تو جائز ہے اسکی آدھی کمائی مولے کی اور آدھی خود اسکی ہوگی یہ سراجیہ مین ہے - اور اگر آدھی باندی مکاتب کی اور اسکے بچہ پیدا ہو کر کمائی کے لائق ہوا تو وہ بمنزلہ اپنی مان کے ہوگا کہ

اسکی آدھی کمائی موےکی اور آدھی کمائی اُسکی مان کی ہوگی پھر اگر اُسکی مان نے مال کتابت ادا کردیا تو آدھی آزاد ہوجاویگی اور اُسکے ساتھ آدھا فرزند بھی آزاد ہوجائیگا اور ہر ایک اپنی آدھی قیمت سعی کرکے موےکو ادا کرے گا پھر اسکے بعد جو کچھ وہ فرزند کماوے وہ خود اُسی کا ہوگا نہ اسکی مان کا اور نہ موے کا- اور اگر اسکی مان نے کچھ ادا نہ کیا یہانتک کہ مرگئی تو اُسکا فرزند مال کتابت کیواسطے سعی کریگا پس اگر سعی کرکے ادا کیا تو حکم دیا جائیگا کہ اسکی مان آخر جزو حیات مین نصف آزاد ہوکر مری اور نصف فرزند بھی آزاد ہی جیساکہ مان کی زندگی مین ادا کرنیکا حکم تھا پھر اسکے بعد وہ فرزند اپنی نصف قیمت کیواسطے سعی کریگا اپنی مان کی نصف قیمت کیواسطے سعایت نہ دیوے گا اور اگر غلام کو قسطوار مال معین ادا کرنے پر مکاتب کیا پھر اس سے اسطور پر صلح کی کہ اُسی سے تھوڑا مال دیدے اور باقی ساقط کیا تو جائز ہی اور اگر مقدار صلح پر قبضہ کرنے سے پہلے دونون جدا ہوگئے تو صلح فاسد ہوگی کیونکہ یہ افتراق از عین بدین ہی اور اگر کسی عرض وغیرہ پر میعاد ادا کرنے پر صلح کی تو جائز نہین ہی کیونکہ افتراق از دین بدین لازم آتا ہی- اور اگر ہزار درم قسطوار ادا کرنے پر اس شرط سے مکاتب کیا کہ ہر قسط کے ساتھ مجھے ایک کپڑا دیوے جسکی جنس بیان کردی یا ہر قسط کے ساتھ مجھے دس درم دیوے تو یہ بھی جائز ہی یہ مبسوط مین ہی- اگر ایک شخص نے اپنے غلام کو مکاتب کیا پھر مکاتب و موے مین اختلاف ہوا مثلاً مکاتب نے کہا کہ تو نے مجھے ہزار درم پر مکاتب کیا اور موے نے کہا کہ مین نے دو ہزار درم پر تجھے مکاتب کیا ہی یا جنس مال مین اختلاف کیا مثلاً درم و دینار مین تو امام اعظم رح پہلے فرماتے تھے کہ دونون سے باہم قسم لیجاویگی اور یہی صاحبین کا قول ہی پھر امام نے اس سے رجوع کیا اور فرمایا کہ قسم سے غلام مکاتب کا قول مقبول ہوگا اور موے پر گواہ پیش کرنے واجب ہین پس اگر قاضی نے قسم سے غلام کا قول قبول کرکے اسکے ذمہ ہزار درم لازم کیے پھر موے نے اس امر کے گواہ دیے کہ اُسنے دو ہزار پر مکاتب کیا ہی تو مکاتب کے ذمہ دو ہزار درم لازم ہونگے کیونکہ گواہ قایم ہونے پر قسم کا کچھ اعتبار نہین ہی اور اگر موے نے گواہ قایم نہ کیے یہانتک کہ غلام ہزار درم دیکر بحکم قاضی آزاد ہوگیا پھر موے نے دو ہزار درم پر مکاتب کرنیکے گواہ پیش کیے تو قیاساً جبتک دو ہزار پورے نہ ادا کرے تب تک آزاد نہوگا اور استحساناً وہ آزاد ہوا ہی اور ایک ہزار درم واجب الادا ہونگے- اور اگر ایک شخص نے غلام مکاتب کیا پھر معقود علیہ مین اختلاف ہوا کہ مکاتب نے کہا کہ تو نے مجھے میری جان و مال کو ہزار درم پر مکاتب کیا اور موے نے کہا کہ نہین بلکہ مین نے تجھے فقط تیری جان کو نہ مال کو ہزار درم پر مکاتب کیا ہی تو بالاجماع موے کا قول مقبول ہوگا اور یہان بالاجماع دونون سے باہم قسم نہ لیجاویگی- اور اگر دونون نے گواہ قایم کیے تو مکاتب کے گواہ مقبول ہونگے اور اگر موے نے کہا کہ مین نے تجھے مکاتب کیا اور جس دن مکاتب کیا اسدن یہ مال تیرے پاس موجود تھا اور یہ مال میرا ہی اور مکاتب نے کہا کہ نہین بلکہ یہ مال مین نے بعد کتابت کے پایا ہی تو مکاتب کا قول قبول ہوگا اور موے کو دلانا واجب نہین پھر اگر دونون نے گواہ دیے تو موے کے گواہ قبول ہونگے اور اگر اصل تقرر میعاد مین یا مقدار میعاد مین اختلاف کیا تو موے کا قول قبول ہوگا- اور اگر اصل میعاد اور مقدار میعاد مین اتفاق کیا مگر قسط مین اختلاف ہوا تو غلام کا قول قبول ہوگا- اور اگر غلام نے دعوے کیا کہ مجھے اسنے ہزار درم پر

مکاتب کیا اور ماہواری سو درم ٹھہرائے ہین اور موے نے کہا کہ نہین ماہواری دو سو درم ٹھہرائے ہین تو موے کا قول قبول ہوگا - اور اگر موے و مکاتبہ مین بچہ کی بابت اختلاف ہوا اور مکاتبہ نے کہا کہ مین بعد مکاتبہ ہونیکے یہ بچہ جنی ہون اور موے نے کہا کہ قبل مکاتبہ ہونیکے تو یہ بچہ جنی ہو پس اگر وہ بچہ موے کے قبضہ مین ہو تو موے کا قول اور اگر مکاتبہ کے قبضہ مین ہو اور یہ معلوم نہو کہ کب جنی ہو تو مکاتبہ کا قول قبول ہوگا دونون صورتون مین قبضہ کا اعتبار کرکے حکم ہوگا اور امام محمد رحمہ نے کتاب الاصل مین یہ صورت ذکر نہین فرمائی کہ اگر دونون کے قبضہ مین ہو تو کیا حکم ہو اور بشر رحمہ نے امام ابو یوسف سے روایت کی ہو کہ موٰی کا قول قبول ہوگا اور اگر دونون نے گواہ قایم کیے تو مکاتبہ کے گواہ مقبول ہونگے یہ ذخیرہ مین ہو - اور اگر دونون مین سے ایک نے عقد کتابت مین فساد واقع ہونے کا دعوی کیا اور دوسرے نے انکار کیا تو منکر کا قول قبول ہوگا کیونکہ عقد پر انکا اتفاق کرنا صحت عقد کے اسباب پر اتفاق ہو اور اگر دونون نے گواہ دیے تو مدعی فساد کے گواہ مقبول ہونگے - اور اگر ذمی نے اپنے مسلمان غلام کو مکاتب کیا پھر مقدار بدل مین اختلاف کیا اور ذمی نے نصرانی گواہ پیش کیے تو نا مقبول ہونگے - ایک حربی امان لیکر دار الاسلام مین آیا اور ذمی غلام خرید کر مکاتب کیا پھر مقدار کتابت مین اختلاف کیا اور حربی نے اپنے ساتھ کے حربی لوگ جو امان لیکر آئے تھے گواہ دیے تو غلام ذمی پر انکی گواہی مقبول نہوگی یہ مبسوط مین ہو - اگر مکاتب سے کوئی فرزند اسکی باندی سے پیدا ہوا تو مکاتب کے ساتھ مکاتب ہوگا اور اسکی کمائی مکاتب کی ہوگی اسیطرح اگر مکاتبہ کے بچہ پیدا ہوا تو اسکی کتابت مین داخل ہوگا اور اگر یہ بچہ قتل کیا گیا تو اسکی قیمت ماں کو ملیگی باپ کو نہ ملیگی بخلاف اسکے اگر ماں و باپ نے قبول کتابت اپنی ذات سے اور اپنی اولاد نابالغ سے کیا پھر بچہ مقتول ہوا تو اسکی قیمت دونون مین مشترک ہوگی فقط ماں کو نہ ملیگی یہ تبیین مین ہو - ایک مکاتب نے اپنے موے کی اجازت سے ایک عورت سے جو اپنے تئین آزاد قرار دیتی ہو نکاح کیا اور اس سے اولاد ہوئی پھر وہ عورت مملوکہ ثابت ہوکر اسکے مستحق کے پاس گئی تو اس عورت کی اولاد سب مملوک ہونگی کہ انکو بقیمت نہین لے سکتا ہو اور ایسا ہی غلام ماذون بھی ہو اور یہ امام اعظم و امام ابو یوسف کا قول ہو یہ جامع صغیر مین ہو - اگر مکاتب نے ایک عورت سے اس شرط سے نکاح کیا کہ وہ آزاد ہو پھر یہ ظاہر ہوا کہ باندی ہو اسکو اسکے موٰی نے نکاح کی اجازت نہین دی ہو تو نکاح فاسد ہوگا اور بعد آزاد ہونے کے اسی سے عقر کا مواخذہ کیا جائیگا لیکن اگر باکرہ ہو اور مکاتب نے اسکی فرج و دبر کو چیر کر ملا دیا تو فی الحال ماخوذ ہوگا کیونکہ یہ جرم کی ضمان ہو یہ سراج الوہاج مین ہو - اگر مکاتب نے کسی باکرہ سے جماع کیا کہ اسکا سوراخ فرج و دبر ایک ہوگیا تو اسپر حد واجب ہوگی کیونکہ محض زنا پایا گیا اور مکاتب احکام شریعت بجا لانے پر مامور ہو اور اگر اسمین کچھ شبہہ پیدا ہوگیا اور اس باکرہ نے اسکی مطاوعت بھی نہین کی تو مکاتب پر مہر واجب ہوگا و لیکن اگر باکرہ نے مطاوعت کی ہو تو وہ خود ہی اپنے حق کی تاخیر کرنے پر راضی ہوئی پس آزاد ہو جانے تک تاخیر کیجاویگی اور مطاوعت نکرنیکی صورت مین اپنے حق کی تاخیر پر راضی نہ شمار کیجاویگی پس مکاتب کے ذمہ عقر فی الحال لازم ہوگا جیسے اسکے ساتھ کچھ جرم کرنیکی صورت مین فی الحال جرمانہ کے واسطے ماخوذ ہوتا ہو اور اگر مکاتب سے کہا کہ مین نے تیرے ساتھ نکاح کیا ہے

اسنے تصدیق کی تو مکاتب پر فقط مہر واجب ہوگا اگر جب آزاد ہو جاوے کیونکہ عورت نے اپنی تاخیرت پر اقرار ثابت کیا کذا فی المبسوط

کتاب الولاء

شرع مین ولاء ایسی قرابت کو کہتے ہین جو بسبب عتق یا موالات کے حاصل ہو کذا فی غایۃ البیان اور ولاء کی دو قسمین ہین ایک ولاء عتاقہ اور اسکو ولاء نعمہ کہتے ہین دوسری ولاء موالاۃ کذا فی الہدایۃ اور اسمین تین باب ہین

باب اول - ولاء عتاقہ کے احکام مین اور اس مین دو فصلین ہین - فصل اول اسکے سبب و شرائط و صفت و حکم مین -

اسکے ثبوت کا سبب عتق ہے کذا فی البدائع اور یہی صحیح ہے کذا فی المحیط - خواہ یہ عتق اسکے فعل سے حاصل ہو جیسے آزاد کر دینا یا شرعاً جو اسکے قایم مقام ہے جیسے قرابت دار کا خریدنا اور ہبہ و صدقہ و وصیت مین قبول کرنا یا بدون اسکے فعل کے حاصل ہوا ہو مثلاً اپنی قرابت دار کا وارث ہوا اور خواہ اسکو توجہ اللہ تعالی آزاد کیا ہو یا بوجہ الشیطان آزاد کیا ہو اور خواہ اسکو خیرات آزاد کیا ہو یا اسپر شرعاً واجب ہوا ہو کہ بردہ آزاد کرے مثلاً کفارہ قتل و ظہار و ایلاء و نذر و قسم مین آزاد کیا اور خواہ بغیر بدل آزاد کیا ہو یا بالعوض مال کے آزاد کیا ہو اور خواہ اعتاق منجز ہو یا معلق بالشرط ہو یا مضاف بوقت ہو اور خواہ اعتاق صریح ہو یا جو قائم مقام صریح کے ہو یا کنایہ ہو یا جو قائم مقام کنایہ کے ہو اور جو عتق تدبیر یا استیلاد سے حاصل ہو وہ بھی ایسا ہی ہو اور خواہ معتق یعنی آزاد شدہ مذکر ہو یا مونث ہو کیونکہ اعتاق دونون مین پایا جاتا ہے اور خواہ آزاد کنندہ اور آزاد شدہ دونون مسلمان ہون یا دونون کافر ہون یا ایک مسلمان و دوسرا کافر ہو سیطرح ہذا اگر مولے نے کسی شخص کو حکم دیا کہ میرا غلام میری زندگی مین یا بعد میری وفات کے آزاد کر دے تو اسکی ولاء حکم دہندہ یعنی مولی کو ملیگی - اور اگر کسی شخص سے کہا کہ اپنا غلام میری طرف سے ہزار درم پر آزاد کر دے اور اسنے آزاد کر دیا تو اسکی ولاء اس حکم دہندہ کو ملیگی کیونکہ استحساناً عتق اسکی طرف سے واقع ہوا اور اگر یون کہا کہ اپنا غلام میری طرف سے آزاد کر دے اور عوض ذکر نہ کیا اور اسنے آزاد کیا تو امام اعظم و امام محمد کے نزدیک اس کی ولاء مامور یعنی غلام کے مولے کو ملیگی اور اگر کہا کہ اپنا غلام آزاد کر دے اسنے آزاد کر دیا تو اسکی ولاء اسکے مولے کو ملیگی اس حکم دہندہ کو نہ ملیگی - اور اگر کہا کہ اپنے غلام کو ہزار درم پر آزاد کر دے اور یہ نہ کہا کہ میری طرف سے آزاد کر دے تو یہ عتق غلام کے قبول پر موقوف رہیگا بشرطیکہ قبول کی اہلیت رکھتا ہو پس اگر اسنے اپنے آگاہ ہونیکی مجلس مین قبول کیا تو آزاد ہو جائیگا اور اسکے ذمہ مال لازم ہوگا - اور اگر مسلمان نے کسی ذمی کو یا ذمی نے مسلمان کو آزاد کیا تو آزاد شدہ کی ولاء دونون صورتون مین آزاد کنندہ کو ملیگی لیکن اتنی بات ہے کہ اسکا وارث نہ ہوگا کیونکہ وارث ہونیکی شرط یعنی اتحاد ملت معدوم ہے مگر اگر ذمی معتق کی موت سے پہلے مسلمان ہو جاوے پھر معتق مر جاوے تو اسکا وارث ہوگا اسیطرح اگر اس ذمی کے جسنے غلام مسلم کو آزاد کیا ہو مسلمان عصبات ہون مثلاً اسکا چچا مسلمان ہو یا چچا زاد بھائی مسلمان ہو تو وہ وارث ولاء ہوگا اور ذمی اس صورت مین

بمنزلہ میت کے قرار دیا جائیگا اور اگر اسکے عصبات مین کوئی مسلمان نہو تو اُسکے معتق کا مال بیت المال مین داخل
کیا جائیگا۔ اور اگر ایک مسلمان و ذمی کے درمیان ایک مسلمان غلام مشترک ہوا اور دونون نے اسکو آزاد کردیا
پھر وہ غلام آزاد مر گیا تو اسکی آدھی ولاء مسلمان کو ملیگی اور آدھی ولاء اس ذمی کے مسلمان عصبات مین سے
اقرب عصبہ کو ملیگی بشرطیکہ اسکے عصبات مین سے کوئی مسلمان ہوا اور اگر کوئی مسلمان نہو تو بیت المال مین
داخل کردیجاویگی۔ ولاء عتاقہ کے شرائط مین سے بعضے ولاء العتاقہ اور ولاء ولد العتاقہ دونون کو شامل
ہین اور بعضے ولاء ولد العتاقہ کے ساتھ مخصوص ہین پس جو شرط دونون کو بالعموم شامل ہے وہ یہ ہے کہ غلام آزاد
شدہ یا اسکی اولاد کا کوئی عصبہ نسبی نہو اور اگر عصبہ نسبی موجود ہوگا تو آزاد کنندہ وارث نہوگا اور جو شرائط ولاء
ولد العتاقہ کے ساتھ مخصوص ہین ان مین سے ایک یہ ہے کہ اسکی مان آزاد کردہ شدہ ہو پس اگر مملوکہ ہوگی تو
اس فرزند پر کسی شخص کی ولاء جب تک مان اسکی مملوکہ ہو نہین پہونچتی ہے خواہ باپ آزاد ہو یا مملوک ہو۔ اور ایک
یہ ہے کہ اسکی مان اصلی آزاد نہو اور اگر اصلی آزاد ہوگی تو اسکی اولاد پر کسیکی ولاء کا استحقاق نہوگا اگرچہ اسکی
اولاد کا باپ آزاد شدہ ہو۔ اور اگر اسکی مان اور باپ دونون آزاد شدہ ہون تو اولاد اپنی مان کے
تابع ہوگی یعنے اولاد کی ولاء مان کے موے کو ملیگی۔ اور ایک یہ ہے کہ اولاد کا باپ عربی نہو پس اگر باپ عربی ہوگا
اور مان کسی قوم کی باندی آزاد شدہ ہوگی تو اولاد اپنے باپ کی تابع ہوگی اور اُسپر کسی شخص کی ولاء نہ پہونچیگی۔
اور ایک یہ ہے کہ اسکے باپ کا موے عربی نہو اور اگر ہوگا تو اُسپر کسی شخص کی ولاء نہ پہونچیگی کیونکہ اُسکا حکم عربی
کا حکم ہے۔ اور ایک یہ ہے کہ اولاد آزاد شدہ نہو اور اگر ہوگی تو اسکی ولاء نہ باپ کے موے کو ملیگی اور نہ مان
کے موے کو ملیگی بلکہ جسنے اسکو آزاد کیا ہے اسی کو ملیگی۔ اس ولاء کی صفات مین سے ایک یہ ہے کہ جب ایسی
ولاء ثابت ہوا اور اسکے شرائط موجود ہون تو اس ولاء سے میراث پانا بطور تعصیب عصبہ کے ہوتا ہے اور آزاد
کنندہ اپنے آزاد شدہ کے آخری عصبات مین شمار کیا جاتا ہے اور ذوی الارحام و اصحاب فرائض پر باقی
مال کے لینے مین مقدم ہوتا ہے یعنے اصحاب فرائض سے جو مال باقی رہا وہ درصورت عدم عصبات آزاد شدہ
کے اسی کو ملتا ہے حتی کہ آزاد شدہ کا کوئی وارث ہی نہو یا ذوی الارحام موجود ہون تو کل ولاء اس آزاد
کنندہ کو ملیگی اور اگر اسکے وارثون مین اصحاب فرائض موجود ہون تو پہلے اصحاب فرائض کا حصہ دیا جائیگا پھر
اگر کچھ باقی بچا تو اس معتق کو ملیگا ورنہ کچھ نہ ملیگا اور یہ نہ ہوگا کہ بچا ہوا مال پھر اصحاب فرائض کو دیدیا جاوے
اگر اصحاب فرائض ایسے لوگ ہون کہ ما بقی مال اُنپر رد کیا جا سکتا ہو اور یہ عامہ علماء کا قول ہے۔ اور ایک
یہ ہے کہ یہ ولاء آزاد کنندہ سے میراث نہین ملتی ہے اور نہ اسکی راہ بطور میراث کے رکھی گئی ہے صرف اس ولاء
کا استحقاق عصبات معتق کو حاصل ہوتا ہے اور ان عصبات مین سے بھی جو مذکر ہین وہی ولاء پاتے ہین مونث
نہین پاتے ہین اور نہ اصحاب فرائض کو ملتی ہے۔ اور ایک یہ ہے کہ یہ ولاء لازمی ہوتی ہے حتے کہ آزاد کنندہ
اسکے باطل کردینے پر قادر نہین ہے پس اگر کسی شخص نے اپنے غلام کو سائبۃ آزاد کیا یعنے آزاد کیا اور شرط لگائی
کہ یہ سائبۃ آزاد ہے یعنے اُسپر کسیکی ولاء نہین ہے تو شرط باطل ہے اور اسکی ولاء اس معتق کو ملیگی یہ عامہ علماء
کے نزدیک ہے۔ اور اس ولاء کے احکام مین سے ایک یہ ہے کہ معتق یعنے آزاد کنندہ اپنی آزاد کردہ کے

مال کا اور اسکی اولاد کے مال کا وارث ہوتا ہو بشرطیکہ شروط میراث متحقق ہون اور از انجملہ ایک یہ ہو کہ نصرت و حفظ مین قصور پائے جانے سے معتق اسکا عاقلہ و مددگار شمار ہوتا ہو اور ایک یہ ہو کہ معتق کو ولایت نکاح حاصل ہوتی ہو کیونکہ یہ آخر عصبات مین سے ہو یہ بدائع مین ہو

فصل ثانی مستحقین ولاء اور اسکے ملحقات کے بیان مین۔ اگر مسلمان نے ایک غلام کافر کو مکاتب کیا پھر اس مکاتب نے ایک مسلمان باندی کو مکاتب کیا پھر کافر کتابت ادا کرکے آزاد ہو گیا تو اسکی ولاء اس کے مولے کو ملیگی اگرچہ مکاتب کافر تھا ولیکن مولے وارث نہوگا اور نہ آزاد شدہ کا عاقلہ جنایت ہوگا پھر اگر باندی مسلمان کتابت ادا کرکے آزاد ہوئی تو اسکی ولاء اسکے مولے کافر کو ملیگی پھر اگر مری تو اسکی میراث مسلمان مولے کو جسنے کافر کو آزاد کیا ہو ملیگی اور اگر اسنے کوئی جنایت کی تو اس باندی کی جنایت کا عاقلہ وہی ہوگا جو مسلمان مولے کا عاقلہ ہو یعنی مسلمان مولی کی مددگار برادری اسکی عاقلہ ہوگی یہ مبسوط مین ہو بنی تغلب کے ایک نصرانی نے اپنے مسلمان غلام کو آزاد کر دیا پھر غلام مرگیا تو غلام کی میراث اسکے آزاد کنندہ کے عصبات مین سے اقرب عصبہ کو ملیگی بشرطیکہ وہ مسلمان ہو اور اسکا عاقلہ اسکے معتق کا قبیلہ ہوگا اگرچہ معتق کافر ہو یہ محیط مین ہے۔ ایک شخص نے اپنے غلام کو مکاتب کیا اور ہزار درم فی الحال بدل کتابت ادا کرنے ٹھہرے پھر غلام نے اپنی باندی کو دو ہزار درم پر مکاتب کیا پھر اپنے مولے کو ان دو ہزار درم کے وصول کرنے کا وکیل کیا اور کہا کہ اس مین سے ایک ہزار درم اپنے مکاتبت کے مال مین جو غلام پر چاہئے ہوئے لیوے اور مولے نے ایسا ہی کیا تو باندی کی ولاء مولے کو ملیگی چنانچہ اگر مکاتب کے آزاد ہونے سے پہلے خود باندی مال کتابت ادا کرکے آزاد ہو جاتی تو اسکی ولاء مولے مکاتب کو ملتی۔ اگر غلام ماذون نے باجازت مولے کے ایک غلام مکاتب کیا پھر مولی نے غلام ماذون کو آزاد کر دیا پھر دو مکاتب کتابت ادا کرکے آزاد ہو گیا تو اسکی ولاء مولے کو ملیگی ماذون آزاد شدہ کو نہ ملیگی اور یہ حکم بخلاف مکاتب کے مکاتب کے ہو کہ اگر پہلے مکاتب کے مال ادا کرکے آزاد ہو جانے کے بعد دوسرے مکاتب نے مال ادا کیا تو اسکی ولاء پہلے مکاتب کو ملیگی اور اس کی وجہ یہ ہو کہ دوسرا مکاتب پہلے مکاتب کی طرف سے مکاتب ہو باین اعتبار کہ مکاتب اول کو اپنی کمائی مین حق الملک حاصل ہو اور جب اسنے مال اپنا ادا کر دیا اور آزاد ہو گیا تو یہ ملک تحقیقاً ثابت ہو گئی۔ نابالغ کو یہ اختیار ہو کہ اپنے باپ یا وصی کی اجازت سے اپنے غلام کو مکاتب کر دے اور یہ اختیار نہین ہو کہ مال کے عوض اس کو آزاد کر دے اور جب اسکے مکاتب نے مال کتابت لڑکے کو ادا کیا تو اسکی ولاء لڑکے کو ملیگی کیونکہ اسی کی ملک مین آزاد ہوا ہو یہ مبسوط مین ہو۔ ایک شخص نے اپنے مردہ باپ کے واسطے ایک غلام آزاد کیا تو اسکا ثواب اسکے باپ کی روح کو اور ولاء بیٹے کو ملیگی یہ سراجیہ مین ہو۔ ایک حربی مستامن ایک مسلمان غلام خرید کر دار الحرب مین لے گیا تو امام اعظم رح کے نزدیک وہ آزاد حر ہو اور امام کے نزدیک اسکی ولاء اسکے خریدنے والے حربی کو نہ ملیگی اور امام ابو یوسف وامام محمد رح کے نزدیک اگر حربی نے اسکو آزاد کیا تو اسکی ولاء حربی کو ملیگی یہ مبسوط مین ہو۔ اگر ایک حربی نے دار الحرب مین اپنے غلام حربی کو آزاد کیا تو اس سے یہ غلام آزاد اسکا آزاد شدہ نہ ہو جائیگا اور نہ یہ حربی اسکا مولی ہو گا حتے کہ اگر دونون مسلمان ہو کر دار الاسلام مین آئے

تو اسکی ولا حربی کو نہ ملیگی اور یہ امام اعظم رح و امام محمد رح کا قول ہو اسواسطے کہ طرفین کے نزدیک حربی بکلام
اعتاق آزاد نہین کرتا ہو بلکہ بہ طریق تخلیہ آزاد کرتا ہو اور جو آزادی بطریق تخلیہ ثابت ہو اُس سے ولا واجب
نہین ہوتی ہو۔ اور اگر مسلمان نے اپنا غلام مسلمان یا ذمی دار الحرب مین آزاد کیا تو اسکی ولا مسلمان مولے کو
ملیگی کیونکہ مسلمان مولے کا اعتاق بالاجماع جائز ہو اور اگر اپنے غلام حربی کو دار الحرب مین آزاد کیا تو امام اعظم رح
کے نزدیک مسلمان اسکا مولے ہوگا اور امام ابو یوسف کے نزدیک اسکا مولے ہو جائیگا حتے کہ اگر وہ غلام دار الحرب
مین مسلمان ہوکر مولے کے ساتھ حالت اسلام مین دار الاسلام مین آیا تو امام اعظم رح کے نزدیک مولے کو
اسکی ولا نہ ملیگی اور غلام آزاد کو اختیار ہو کہ جسکے ساتھ چاہے موالاۃ کرے اور امام ابو یوسف کے نزدیک
مولے کو اسکی ولا ملیگی اور مولے اسکا وارث ہوگا درحالیکہ دونون حالت اسلام مین نکلکر دار الاسلام مین
آئے ہون۔ اگر غلام آزاد شدہ مقید ہوا تو اسکی ولا اُس شخص کو ملیگی جسنے قید کیا ہو یہ بالاتفاق ہو اور اس
حکم سے یہ مسئلہ نکلا ہو کہ اگر کوئی حربی امان لیکر دار الاسلام مین آیا اور اُسنے ایک غلام خرید کرکے آزاد کردیا
پھر دار الحرب کو لوٹ گیا اور وہان سے مقید ہوکر آیا اور اسکو اُسکے آزاد کردہ غلام نے خرید کر آزاد کردیا تو
ہر ایک دونون مین سے دوسرے کا مولی ہوگا حتی کہ دونون مین سے جو آزاد شدہ پہلے مرگیا اور نسبی عصبات
مین سے کوئی نچھوڑا تو وارث کے اسباب و شرط پائی جانے کی وجہ سے دوسرا اسکا وارث ہوگا اسیطرح
اگر ذمی نے اپنے غلام ذمی کو آزاد کیا پھر وہ مسلمان ہوگیا پھر اسکا آزاد کرنیوالا ذمی عہد توڑ کر دار الحرب کو بھاگ گیا
اور وہان سے قید ہوکر آیا اور مسلمان ہوگیا پھر اُسکو اُسی کے آزاد کردہ غلام نے خرید کر آزاد کردیا تو ہر ایک
دونون مین سے دوسرے کا مولے ہوگا۔ اسیطرح اگر عورت نے اپنے غلام کو آزاد کردیا پھر عورت مرتد ہوکر
دار الحرب مین بھاگ گئی پھر قید ہوئی پھر اُسکے غلام آزاد کردہ شدہ نے خرید کرکے اسکو آزاد کردیا تو ہر ایک
عورت و غلام سے دوسری کے مولے ہونگے یہ بدائع مین ہو۔ ایک شخص مرتد ہوکر دار الحرب مین چلا گیا پھر
اسکا ایک آزاد کردہ غلام جسکو اُسنے اپنے مرتد ہونے سے پہلے آزاد کیا تھا مرگیا اور اس مرتد کے وارثون
مین سے مذکر لوگ سوائے مونث کے اسکے وارث ہوئے پھر یہ شخص مرتد دوبارہ دار الاسلام مین لوٹ آیا تو
جو کچھ اپنا ذاتی مال اپنے وارثون کے پاس پاوے وہ لیوے اور جسقدر اپنے آزاد کردہ شدہ کا مال انکے
پاس پاوے وہ نہین لے سکتا ہو اسیطرح اگر وقت انتقال غلام آزاد شدہ کے دار الاسلام مین موجود تھا
تو بھی یہی حکم ہو قبیلہ بنی اسد کی ایک عورت نے اپنی حالت ردت مین یا اُس سے پہلے اپنے ایک غلام کو
آزاد کیا پھر دار الحرب مین چلی گئی پھر قید ہوکر آئی اور اسکو ہمدان کے ایک شخص نے خرید کرکے آزاد کردیا تو اس
غلام کی عاقلہ بنو اسد ہونگے یہ امام ابو یوسف کا پہلا قول تھا اور عورت اسکی وارث ہوگی بشرطیکہ اسکا کوئی وارث
نہو پھر یعقوب رح یعنی امام ابو یوسف نے اُس سے رجوع کیا اور کہا کہ اسکی عاقلہ ہمدان ہونگے اور یہی امام محمد رح کا
قول ہو۔ ذمی نے ایک غلام کو آزاد کیا پھر آزاد غلام مسلمان ہوگیا پھر ذمی نے اپنا عہد توڑ دیا اور دار الحرب مین
چلا گیا تو غلام آزاد کو یہ اختیار نہین ہو کہ کسی اور سے موالات کرے کیونکہ اسکے آزاد کنندہ کیواسطے اسکی ولا ثابت
ہو اگرچہ وہ حربی ہوگیا کیونکہ اسکا حربی ہونا مثل اسکے مرجانے کے ہو۔ اور اگر اسنے کوئی جنایت کی تو بیت المال اسکی

عاقلہ ہو گا اور یہ جنایت خاصۃً اُسی مال پر رہیگی کیونکہ ولاء اُسکی ایک شخص کی طرف منسوب ہو اور بیت المال
ایسے شخص کی عاقلہ ہوتا ہو جسکا مسلمانون مین سے کوئی برادری والا اور وارث نہو یہ مبسوط مین ہو۔ اگر زید
کے غلام نے عمرو کی باندی سے نکاح کیا پھر عمرو نے باندی کو آزاد کر دیا اور وہ زید کے غلام سے حاملہ تھی
تو باندی آزاد اور اُسکے ساتھ اُسکا حمل بھی آزاد ہو جاویگا اور اسکے حمل کی ولاء عمرو کو ملیگی کہ اس سے
کبھی منتقل نہ ہو گی اسیطرح اگرچہ چھ مہینے سے کم مین بچہ جنی یا دو بچہ جنی کہ ایک چھ مہینے سے کم مین ہوا کیونکہ اس
صورت مین دونون بچے جوڑیا ہونگے کہ انکا علوق ساتھ ہی ہوا ہو پس اس صورت مین بھی وہی حکم ہو جو مذکور
ہوا اور اگر وہ باندی آزادی سے چھ مہینے سے زیادہ کے بعد بچہ جنی تو اسکی ولاء بھی عمرو کو ملیگی لیکن اگر باپ آزاد
کیا گیا تو باپ اپنے بیٹے کی ولاء اپنی طرف کھینچ لیجائیگا اور ماں کے موالے یعنی عمرو سے منتقل ہو جاویگی بخلاف
اسکے اگر موت یا طلاق سے عدت مین بیٹھی ہوئی باندی آزاد کی گئی پھر دو برس سے کم مین اسکے بچہ پیدا ہوا تو یہ
بچہ ماں کے مولاؤن کی طرف بولاء منسوب ہو گا یعنے اُسکی ولاء ماں کے موالے کو ملیگی اگرچہ باپ آزاد
کیا جاوے کیونکہ یہ متعذر ہو کہ بعد موت وطلاق بائن کے اسکے نطفہ کا قرار پانا منسوب کیا جاوے کیونکہ وطی
حرام ہو یا طلاق رجعی کے بعد منسوب ہو کر شک سے مراجع ہوا جاتا ہو پس لامحالہ بحالت نکاح اسکا علوق قرار
دیا گیا پس وہ لڑکا وقت اعتاق کے موجود ہو گا پس بالقصد آزاد کیا گیا کذا فی الہدایہ اور اصل اس باب
مین یہ ہو کہ جب آزادی بالقصد ثابت ہو تو ولاء منتقل نہ ہو گی اور جب بطریق تبعیت ثابت ہو تو منتقل
ہو جاویگی یہ کافی مین ہو۔ ایک عورت نے ایک غلام خرید کر کے اسکو آزاد کر دیا پھر اس غلام آزاد نے ایک
غلام خریدا پھر اس دوسرے غلام نے کسی قوم کی آزاد باندی سے نکاح کیا اور اُس سے اولاد پیدا ہوئی تو
اِس اولاد کی ولاء اُنکی ماں کے موالی کو ملیگی پھر اگر غلام آزاد نے اپنے اس غلام کو آزاد کر دیا تو بعد آزادی کے
یہ غلام اپنی اولاد کی ولاء اپنی طرف کھینچ لاویگا پھر اسکا آزاد کرنے والا یعنی غلام آزاد اپنی طرف کھینچ لیجائیگا پھر
اس سے اُسکی آزاد کرنے والی عورت اپنی طرف کھینچ لیگی۔ پس باپ تو اپنی اولاد کی ولاء اپنی طرف کھینچتا ہو
اور آیا دادا بھی اپنے پوتون کی ولاء اپنی طرف کھینچ سکتا ہو یا نہین سو ظاہر الروایہ کے موافق نہین کھینچ سکتا ہو
خواہ باپ زندہ ہو یا مر گیا ہو۔ اس مسئلہ کی صورت یہ ہو کہ کلو نامے ایک غلام نے ایک قوم کی آزاد کی ہوئی باندی
چنبیلی نامی کے ساتھ نکاح کیا اور اُس سے خیرو ایک لڑکا پیدا ہوا اور کلو کا باپ بدھو زندہ موجود ہو پھر اسکے بعد
بدھو آزاد ہو گیا اور کلو ویسا ہی غلام باقی رہا پھر کلو مر گیا پھر خیرو مر گیا اور کوئی وارث نہ چھوڑا تو اسکی میراث
اُس کی ماں چنبیلی کے موالی کو ملیگی اور اگر اُسنے کوئی جنایت کی ہو تو ہمارے علماء ثلثہ کے نزدیک اسکی عاقلہ
ماں کے موالی ہونگے اور دادا اپنے پوتے کی ولاء اپنے موالی کیطرف نہین لیجا سکتا ہو یہ ذخیرہ مین ہو۔ اگر
غلام نے ایک آزاد عورت سے نکاح کیا اور اُس سے اولاد ہوئی تو اسکی اولاد کی ولاء ماں کے موالی
کیطرف منسوب ہو گی خواہ ماں معتقہ ہو یا موالیہ ہو پھر جب باپ آزاد کیا جاوے تو اپنی اولاد کی ولاء
اپنی طرف کھینچ لاویگا یہ مبسوط مین ہو۔ ایک عورت آزاد نے ایک غلام سے نکاح کیا اور اس سے
اولاد ہوئی اور اولاد مین سے کسی نے جنایت کی تو اسکی عاقلہ ان کے موالی ہونگے پھر اگر باپ آزاد کیا گیا

تو اپنی اولاد کی ولاء اپنی طرف کھینچ لاویگا پھر کیا ماں کے موالی نے جو کچھ عاقلہ ہو کر دیا ہو وہ باپ کے موالی سے واپس لے سکتے ہیں یا نہیں تو فرمایا کہ نہیں واپس لے سکتے ہیں یہ جامع صغیر میں ہے۔ ایک آزاد عجمی نے ایک آزاد باندی سے نکاح کیا اور اس عجمی کو کسی نے آزاد نہیں کیا ہے پھر اس سے اولاد ہوئی تو انکی ولاء ماں کے موالی کو ملیگی اسیطرح اگر باپ نے کسی شخص سے موالاۃ کر لی ہو تو بھی یہی حکم ہے اور یہ امام اعظم و امام محمد کا قول ہے کذا فی الکافی اور اگر دونوں جورو و مرد آزاد شدہ ہوں یا باپ آزاد شدہ و ماں باندی یا باپ عربی اور ماں آزاد شدہ ہو تو بالاجماع اولاد اپنے باپ کی تابع ہوگی اسیطرح اگر دونوں عربی یا دونوں عجمی یا ایک عربی و دوسرا عجمی ہو تو بھی یہی حکم ہے یہ تبیین میں لکھا ہے۔ ایک نبطی کافر نے کسی قوم کی آزاد شدہ باندی سے نکاح کیا پھر نبطی نے مسلمان ہو کر کسی شخص سے موالاۃ پیدا کی اور اس سے عقد موالات کر لیا پھر باندی سے اولاد ہوئی تو امام اعظم و امام محمد رح نے فرمایا کہ انکی ولاء ماں کے موالی کو ملیگی۔ اسیطرح اگر باپ نے کسی سے موالاۃ نہ کی تو امام اعظم و امام محمد رح کے نزدیک لڑکے موالی ماں کی قوم ہوگی یہ جامع صغیر میں ہے۔ اگر مولی نے باپ اور بیٹا چھوڑا پھر اسکا آزاد کیا ہوا غلام مرگیا تو اسکی میراث خاصۃً مولی کے بیٹے کو ملیگی یہ امام اعظم و امام محمد رح کے نزدیک ہے اور یہی پہلا قول امام ابو یوسف کا ہے اسیطرح اگر بھائی اور دادا ہو تو دادا کو ملیگی بھائی کو نہ ملیگی یہ امام اعظم رح کے نزدیک ہے اسواسطے کہ امام کے نزدیک عصوبت میں دادا اقرب ہے اسیطرح آزاد کنندہ عورت کی بیٹی کو اسکے آزاد شدہ کی ولاء نہ ملیگی اور وہی وارث ہوگا بھائی اس عورت کا وارث نہوگا اور اگر آزاد شدہ نے کوئی جنایت کی تو اسکی عاقلہ بھائی ہے کذا فی الکافی۔ ایک شخص نے ایک باندی آزاد کر دی پھر دونوں غرق ہو گئے اور یہ معلوم نہیں ہوتا ہے کہ کون شخص پہلے غرق ہوا ہے تو مولی کو اسکی میراث میں سے کچھ نہ ملیگا و لیکن اسکی میراث مولی کے اقرب عصبہ کو ملیگی بشرطیکہ اسکا کوئی وارث موجود نہو یہ مبسوط میں ہے۔ اگر زید نے اپنا غلام آزاد کیا پھر زید دو بیٹے چھوڑ کر مرگیا پھر ایک بیٹا اپنا فرزند چھوڑ کر مرگیا پھر اسکا غلام آزاد مرا تو اسکی ولاء زید کے صلبی بیٹے کو ملیگی کیونکہ زید کا وہی اقرب عصبہ نسبی ہے اور اصل اس باب میں یہ ہے کہ اعتبار اس عصبہ کا ہے جو آزاد شدہ کی موت کے روز موجود ہو نہ اس عصبہ کا جو آزاد کنندہ کی موت کے روز موجود ہووے یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر دونوں بیٹے مرگئے اور ایک نے ایک بیٹا اور دوسرے نے دو بیٹے چھوڑے پھر غلام آزاد مرا تو اسکی میراث ان سب میں تقسیم ہوگی کیونکہ آزاد شدہ کی ولاء بعد موت زید کے میراث نہیں ہوئی کہ اسکے دونوں بیٹوں کے درمیان نصف نصف تقسیم ہو جاتی بلکہ وہ بحالہ باقی تھی پھر جب غلام آزاد مرا تو زید کے اقرب عصبہ اسکے وارث ہونے چاہیے ہیں اور یہ تینوں پوتے زید کیساتھ یکساں قرب رکھتے ہیں پس سب وارث ہونگے یہ محیط میں ہے۔ عورتوں کے واسطے کوئی ولاء نہیں ہے لیکن انکے آزاد کردہ کی ولاء یا انکے آزاد کردہ نے جسکو آزاد کیا اسکی ولاء یا انکے مکاتب کی ولاء یا انکے مکاتب نے جسکو مکاتب کیا اسکی ولاء یا انکے مدبر کی ولاء یا انکے مدبر نے جسکو مدبر کیا اسکی ولاء یا انکا آزاد کیا ہوا اگر کسی شخص کی ولاء اپنی طرف کھینچ لاوے یا انکے آزاد کیے ہوئے کا آزاد کیا ہوا کسی کی ولاء اپنی طرف کھینچ لاوے تو یہ سب ولاء البتہ عورتوں کو ملتی ہیں پس آزاد کردہ کی ولاء کی مثال یہ ہے کہ ہندہ نے کلو اپنے غلام کو آزاد کیا

پھر خود زندہ رہی اور کلو لاوارث مرگیا تو کلو کی میراث ولائی ہندہ کو ملیگی اور اگر کلو آزاد اپنے غلام خیرو کو آزاد کر کے مرگیا پھر خیرو بھی مرگیا اور ہندہ موجود ہی تو خیرو کی ولا بھی ہندہ کو ملیگی - اور مکاتب کی ولا کی مثال یہ ہی کہ ہندہ نے اپنے غلام کلو سے کہا کہ مین نے تجھے ہزار درم پر مکاتب کیا اُسنے قبول کیا پس اگر یہ غلام ہزار درم دیکر آزاد ہوجاوے تو اُسکی ولا ہندہ کو ملیگی اور اگر اس مکاتب نے اپنے غلام خیرو کو مکاتب کیا تو بعد آزادی کے خیرو کی ولا بھی ہندہ کو ملیگی بشرطیکہ کلو زندہ نہو - اور مدبر کی ولا کی مثال یہ ہی کہ ہندہ نے اپنے غلام کلو کو مدبر کیا یعنی یون کہا کہ تو میرے پیچھے آزاد ہی یا میری موت کے بعد یا جب مین مرجاؤن یا اسکے مثل کوئی لفظ کہا پھر نعوذ باللہ یہ عورت مرتد ہوگئی اور دارالحرب مین بھاگ گئی اور قاضی نے اسکے دارالحرب مین پہونچ جانے کا حکم دیدیا اور اُسکا غلام مدبر آزاد ہوگیا پھر ہندہ دارالاسلام مین واپس آئی پھر مدبر مرگیا تو کلو مدبر کی ولا ہندہ کو ملیگی اور اگر کلو نے بعد آزاد ہونے کے ایک خیرو غلام خریدکر کے مدبر کردیا پھر مرگیا پھر ہندہ اپنے مدبر کی موت سے پہلے یا بعد دارالاسلام مین واپس آئی پھر خیرو مرگیا تو اُسکی ولا بھی ہندہ کو ملیگی - اور آزاد شدہ کی ولا کھینچ لانے کی مثال یہ ہی کہ ہندہ نے اپنے غلام کلو کو عمرو کی آزاد کی ہوئی باندی سے بیاہ دیا اور اُس سے لڑکا پیدا ہوا تو لڑکے کا نسب کلو سے ثابت ہوگا اور اپنی ماں کی تبعیت مین بچہ آزاد ہوگا اور اُسکی ولاء ماں کے موالی کو ملیگی کہ وہی اسکی طرف سے عاقلہ اور وارث ہونگے پھر اگر ہندہ نے اپنے غلام کو آزاد کردیا تو اولاد کی ولاء اپنی طرف کھینچ لاویگا اور اس سے ہندہ کو ملیگی حتی کہ اگر کلو مرگیا پھر اسکا بیٹا مرگیا اور ہندہ باقی رہی تو اسکی میراث ہندہ کو ملیگی اور عمرو سے منتقل ہوجاویگی - اور اگر ہندہ نے ایک غلام آزاد کیا پھر شوہر و بیٹا اور بیٹی چھوڑکر مرگئی پھر غلام مرگیا تو اسکی ولاء خاصۃً بیٹے کو ملیگی خواہ ہندہ نے کچھ مال لیکر غلام آزاد کیا ہو یا بلا مال آزاد کیا ہو یہ مبسوط مین ہی - اور عورت کے آزاد کردہ کے آزاد کیے ہوئے کی ولاء کھینچ لانیکی مثال یہ ہی کہ ہندہ نے ایک غلام کلو آزاد کیا پھر کلو نے ایک غلام خیرو خرید کرکے اسکو عمرو کی آزاد شدہ باندی سے بیاہ دیا اور اُسکے بچہ پیدا ہوا تو اُسکی ولاء باندی کے موالی کو ملیگی پھر اگر کلو نے اپنے خیرو غلام کو آزاد کردیا تو خیرو اپنی اولاد کی ولاء اپنی طرف کھینچ لائیگا پھر خیرو سے کلو کو اور کلو سے ہندہ کو ملیگی یہ عینی شرح ہدایہ مین ہی - اگر ایک ماں باپ کی سگی دو بہنون نے اپنے باپ کو خریدا پھر باپ مرگیا اور کوئی عصبہ نہ چھوڑا تو بیٹیون کو دو تہائی بحسب فرائض نسبی ملیگا اور باقی بھی انھین کو ملیگا اسمین کچھ اختلاف نہین ہی اور اگر ایک ہی بہن نے باپ کو خریدا پھر باپ مرگیا اور کوئی عصبہ نچھوڑا فقط یہی دو بیٹیان چھوڑین تو دونون کو دو تہائی بہ قرابت نسبی ملیگا اور باقی ایک تہائی بسبب ولاء کے خاصۃً اُسی کو ملیگا جسنے باپ کو خریدا ہی اور اگر دونون بہنون نے اپنے باپ کو خریدا اور ایک نے باپ کیساتھ علاتی بھائی یعنے فقط باپ کی طرف سے جو بھائی ہی اُسکو خریدا پھر باپ مرگیا تو یہ مال دونون بیٹیون اور بھائیون کے درمیان چار حصے ہوکر تقسیم ہوگا اور بیٹے کو دو بیٹیون کے برابر حصہ ملیگا کیونکہ باپ آزاد مرا اور ایک آزاد بیٹا اور دو آزاد بیٹیان چھوڑین تو ان لوگونکو میراث باعتبار قرابت کے ملیگی اور اسمین ولاء کا کچھ اعتبار نہوگا پھر اگر اسکے بعد بیٹا مرگیا تو اُسکی دونون بہنون کو بقرابت نسبی دو تہائی ملیگا اور باقی ایک تہائی مین سے آدھا خاصۃً اُسکو ملیگا جسنے بھائی کو باپ کے ساتھ خریدا ہی کیونکہ اسکو بھائی کی آدھی ولاء چاہیئے کہ بھائی اپنے باپ کے ساتھ اسکیطرف سے

آزاد ہوا ہو پھر جو باقی رہا وہ دونوں کو برابر تقسیم ہوگا کیونکہ دونوں اپنے باپ کی ولاء میں مشترک ہیں پس
باپ کا حصہ دونوں میں مشترک مساوی رہا اور یہ حصہ تمام مال کا چھٹا حصہ ہے اور مسئلہ کی تخریج بارہ سے ہوگی
اسمیں سے دونوں بہنوں کو دو تہائی یعنے ہر ایک کو چار سہام ملینگے اور باقی کا آدھا یعنی دو سہم خاص اسکو ملینگے
جسنے بھائی کو باپ کے ساتھ خریدا ہے اور یہ حصہ ولاء ہے اور باقی دو ان دونوں کو مساوی تقسیم ہوگا پس جسنے بھائی
کو بھی خریدا تھا اسکو سات سہام ملے اور دوسری کو پانچ سہام ملے کذا فی البدائع اور اگر دونوں بیٹیوں کے
خریدنے اور آزاد ہوجانے کے بعد باپ نے ایک غلام آزاد کیا پھر باپ مرگیا پھر باپ کا آزاد کیا ہوا غلام مرگیا اور
دونوں بیٹیوں میں سے جنہوں نے باپ کو خریدا تھا ایک بیٹی باقی رہی تو سب میراث اسی بیٹی کو ملیگی یہ ذخیرہ میں
ہے۔ اگر بنی ہمدان کی عورت نے بنی اسد کے ایک شخص سے نکاح کیا اور ایک لڑکا پیدا ہوا پھر عورت نے ایک
غلام آزاد کیا تو اسکی ولاء اسی عورت کو ملیگی اور اسکا لڑکا اپنے باپ کا جو بنی اسد میں سے ہے تابع ہوگا پھر اگر
عورت مرگئی پھر اسکا آزاد غلام مرا تو اسکی میراث اسکی بیٹے اسدی کو ملیگی اور اگر غلام آزاد شدہ نے کوئی
جنایت کی تو اسکی عاقلہ بنی ہمدان ہونگے پس میراث تو بنی اسد کو پہونچتی ہے اور جنایت کے مددگار برادری بنی ہمدان
ہوتے ہیں یہ شرح طحاوی میں ہے۔ اگر آزاد کی ہوئی باندی یا غلام مرگیا اور اپنے مولی کے عصبہ کا عصبہ چھوڑا تو عصبہ
کا عصبہ اسکا وارث ہوگا بخلاف مولی کے عصبہ کے کہ وہ وارث ہوتا ہے اگر ایک عورت نے اپنا غلام کلو آزاد کیا پھر مرگئی
اور ایک بیٹا عبداللہ اور اپنا شوہر جو اس لڑکے کا باپ ہے یعنی عبدالرحمن چھوڑا پھر کلو مرگیا تو کلو کی میراث عبداللہ
کو ملیگی جو عورت کا عصبہ ہے اور اگر عبداللہ مرگیا اور باپ جو عورت کا شوہر ہے چھوڑا پھر کلو
مرگیا تو عورت کے شوہر کو کلو کی میراث نہ ملیگی اور یہ شوہر اپنے بیٹے کا عصبہ ہے اور بیٹا عورت کا عصبہ ہے پس
یہ شوہر عورت کے عصبہ کا عصبہ ہوا گر یا اینهمہ وارث نہوگا۔ اگر زید نے غلام آزاد کیا جسکا نام کلو ہے پھر کلو نے خیرو غلام
آزاد کیا پھر خیرو نے بدھو غلام آزاد کیا پھر بدھو مرگیا اور زید کا عصبہ چھوڑا تو عصبہ اسکا وارث ہوگا اگرچہ بظاہر یہ صورت
عصبہ کے عصبہ کے وارث ہونے کی ہے لیکن بالمعنی ایسا نہیں ہے کیونکہ زید نے اس بدھو کی ولاء کو اپنی طرف کھینچا
پس اسکا عصبہ وارث ہوگا کیونکہ یہی عصبہ قائم مقام زید کے ہے اور اسوجہ سے وارث نہیں ہوگا کہ یہ آزاد
کنندہ کے عصبہ کا عصبہ ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اگر زید مرگیا اور کچھ مال چھوڑا اور اسکا کوئی وارث موجود ظاہر
نہیں ہے پھر عمرو نے دعوی کیا کہ میں بولاء زید کا وارث ہوں اور عمرو کیلیے دو گواہوں نے گواہی دی کہ میت یعنی
زید اسکا مولے ہے اور یہ شخص اسکا وارث ہے تو قاضی فقط اس گواہی پر فیصلہ نہ کریگا جبتک کہ مولے کے
معنی دریافت نہ کرے کیونکہ مولے فقط لفظ مشترک ہے کہ آزاد شدہ غلام کو بھی کہتے ہیں اور آزاد کنندہ کو بھی مولی
بولتے ہیں اسیطرح اگر یوں گواہی دی کہ وہ اسکا مولی العتاقہ ہے تو بھی دریافت کریگا کیونکہ مولی العتاقہ جسطرح
اعلی کو شامل ہے اسیطرح اسفل کو بھی شامل ہے حالانکہ اعلی وارث ہوتا ہے اسفل نہیں وارث ہوتا ہے اور اگر گواہوں
نے یوں گواہی دی کہ اس مدعی نے اس میت کو آزاد کیا تھا درحالیکہ اسکا مالک تھا اور اب یہ اسکا وارث ہے اور
اسکے سوائے ہم اسکا کوئی وارث نہیں جانتے ہیں تو یہ گواہی مقبول ہوگی اور اس مدعی کے نام اسکے میراث
کی ڈگری ہوگی۔ اور اگر گواہوں نے یوں بیان کیا کہ میت کا اقرار تھا کہ میں اس مدعی کی ملک ہوں اور اس مدعی نے اسکو آزاد کیا

توبھی قاضی انکی گواہی قبول کرکے مدعی کے نام اسکی میراث کی ڈگری کریگا۔ اور اگر دو گواہون نے یون گواہی دی کہ اس مدعی کے باپ نے اس میت کے باپ کو آزاد کیا درحالیکہ اسکا مالک تھا پھر آزاد کنندہ مرگیا اور اپنا یہ بیٹا مدعی چھوڑا پھر وہ آزاد کردہ شدہ مرا اور اُسنے اپنا بیٹا چھوڑا اور یہ بیٹا بھی ہو جو اب مرا ہو اور یہ بیٹا آزاد عورت سے پیدا ہوا تھا تو قاضی اس گواہی پر مدعی کے نام میراث کی ڈگری کریگا اور اگر یہ بیٹا کسی شخص کی باندی سے پیدا ہوا ہو اور اُسکو باندی کے مولی نے آزاد کردیا ہو تو اُسکی میراث باندی کے مولی کو ملیگی۔ اور اگر گواہون نے بطور مذکور گواہی دی و لیکن یہ بھی کہا کہ ہمنے اس مدعی کے باپ کو نہین پایا یعنے ہم اسکے وقت مین نہ تھے و لیکن ہمنے معلوم کیا ہو کہ اسکے باپ نے میت کے باپ کو آزاد کیا ہو تو قاضی ایسی گواہی قبول نہ کریگا کیونکہ یہ گواہی ولا کے باب مین سُنی سُنائی ہو اور ولا کے مقدمہ مین سُنی سُنائی گواہی امام اعظمؒ و امام محمدؒ کے نزدیک مقبول نہین ہوتی ہو اور اگر زید مرگیا اور عمرو نے اُسکی میراث کا دعوی کیا ہو اور دو گواہ پیش کیے جنھون نے یہ گواہی دی کہ اس مدعی نے زید کی مان کو آزاد کیا اور اس باندی سے اُسکے بعد خالد کے غلام سے یہ زید پیدا ہوا اور اسکا باپ حالت مملوکیت مین یعنے غلام مرا ہو اور زید مرگیا اور ہم اس میت کا کوئی وارث سواے اسکی مان کے آزاد کرنیوالے کے نہین جانتے ہین تو قاضی ایسی گواہی قبول کرکے عمرو کے نام میراث کی ڈگری کریگا پھر اگر خالد آیا اور اُسنے دو گواہ پیش کیے جنھون نے یہ گواہی دی کہ مین نے زید کے انتقال سے پہلے زید کے باپ کو اپنی ملک کیحالتمین آزاد کردیا ہو اور ہم زید کا کوئی وارث سواے خالد کے نہین جانتے ہین تو قاضی زید کی ولا کی ڈگری خالد کے نام کردیگا اور خالدؔ زید کے باپ کو بعد آزادی مان کے آزاد کرنے کے سبب سے اسکے بیٹے کی ولار اپنی طرف کھینچ لاویگا اور یہ ظاہر ہوگا کہ قاضی نے پہلے جو کچھ فیصلہ کیا تھا اُسمین خطا واقع ہوئی یعنے زید کی مان کے مولی کے نام میراث کی ڈگری خطا تھی یہ محیط مین ہو۔ اگر زید و عمرو نے خالد میت کی ولاء عتق کا دعوی کرکے ہر ایک نے اپنے دعوی پر گواہ دیے تو دونون کے نام اسکی میراث کی ڈگری ہوگی اور اگر دونون کے دعوی مین عتق کا وقت بیان ہوا ہو تو جسنے آزادی کا وقت سابق بیان کیا اُسکے نام ڈگری ہوگی کیونکہ اُسنے آزادی ایسے وقت ثابت کی کہ اسوقت دوسرا مدعی اسکا منازع نہین ہو اور اگر ایسی صورت ولاء موالاۃ مین واقع ہو تو آخر وقت کے مدعی کے نام ڈگری ہوگی کیونکہ ولاء موالات ٹوٹ سکتی ہو پس دوسرے کے ساتھ موالات کرلینا پہلے شخص سے موالات کا نقض ہوگا و لیکن اگر پچھلے وقت کے مدعی کے گواہون نے یہ گواہی دی کہ پہلے وقت کے مدعی نے اس میت کیطرف سے عقل ادا کیا ہو یعنے جرم کے عوض دیت دی ہو تو ایسی صورت مین پہلے وقت کے مدعی کی ڈگری ہوگی کیونکہ موالات اب محتمل نقض نہین رہی پس ولاء عتاقہ کے مشابہ ہوگئی اور اگر ایک مدعی نے گواہ دیے کہ اس نے اُسکو اپنی حالت ملک مین آزاد کیا اور ہم اسکے سواے اسکا کوئی وارث نہین جانتے ہین اور قاضی نے مدعی کے نام یعنی میت کی میراث و ولا کی ڈگری کردی پھر دوسرے شخص نے ایسے ہی دعوی کے گواہ پیش کیے تو یہ گواہ قبول نہ ہونگے و لیکن اگر گواہ یون گواہی دین کہ دوسرے مدعی نے پہلے سے قبل اسکے آزاد کرنیکے خرید کرکے اپنی ملک مین آزاد کردیا تو البتہ پہلے کے نام کی ڈگری باطل ہوجاویگی یہ بدائع مین ہو۔ زید مرگیا اور عمرو نے دعوی کیا کہ میرے باپ خالد نے زید کو اپنی ملک مین آزاد کیا تھا اور میرے سواے باپ کا اور اس میت کا کوئی وارث

سواے میرے نہین ہی اور اپنے بھائی کے دو بیٹے اس امر کے گواہ لایا تو فرمایا کہ دونون کی گواہی جائز نہین ہو کیونکہ
دونون اپنے دادا کے واسطے گواہی دیتے ہین یہ مبسوط مین ہو۔ زید مرگیا اور عمرو کے قبضہ مین اپنا بہت سا مال
چھوڑا پھر خالد نے آکر دعوے کیا کہ مین نے زید کو اپنی ملک مین آزاد کیا تھا اور میرے سواے اسکا کوئی وارث
نہین ہو اور اسپر گواہ قائم کیے اور عمرو نے بھی اسی دعوے پر گواہ دیے تو دونون مین نصفا نصف مال کی
ڈگری ہو جاوے گی کیونکہ ہر ایک دونون مین سے بذریعہ اپنے گواہون کے اپنی ولا کو ثابت کرتا ہو اسلیے کہ یہی امر
اس دعوی سے مقصود ہو اور مال کا استحقاق سو وہ اس ثبوت پر مبنی ہو اور ولاء ایسی چیز نہین ہو کہ اسپر قبضہ
وارد ہو پس یہ نہین ہو سکتا ہو کہ ایک مدعی قابض قرار دیا جاوے اور دوسرا خارج کیا جاوے بلکہ دونون خارج
قرار دیے جاوینگے پس مال کی ڈگری دونون کے نام نصفا نصف ہوگی یہ ذخیرہ مین لکھا ہو۔ اگر زید دو لڑکے اور
لڑکیان چھوڑ کر مرگیا اور عمرو نے دعوی کیا کہ میرے باپ خالد نے اس میت کو آزاد کیا ہو اور وہ اسکا مالک تھا اور
میت کے دونون بیٹون نے اسکی گواہی دی اور بکر نے دعوی کیا کہ میرے باپ نے اسکو آزاد کیا تھا درحالیکہ وہ اسکا مالک تھا
اور میت کی دختر اس دعوی کی مقر ہوئی تو عمرو کے نام ولاء کی ڈگری ہوگی اور اگر بکر کیواسطے ایک لڑکے اور دو
لڑکیون نے گواہی دی تو دونون کے نام نصفا نصف ولاء کی ڈگری ہوگی۔ اگر ایک آزاد شدہ نے ایک شخص
عربی پر دعوے کیا کہ مین اسکا مولے ہون اور اسنے میرے باپ کو آزاد کیا ہو اور مدعی اپنے باپ کے دو بیٹے یعنی
اپنے دو بھائی لایا جنھون نے اس امر کے گواہ دیے اور وہ شخص عربی منکر ہو تو اسکے دونون بھائیونکی گواہی مقبول
نہوگی کیونکہ وہ دونون اپنے باپ اور اپنے واسطے گواہی دیتے ہین کیونکہ اسمین دونون کا نفع ہی اسلیے کہ جب
انکے باپ کی ولاء اس شخص عربی سے ثابت ہوگی تو انکی ولاء بھی اس شخص عربی سے ثابت ہوگی۔ اور اگر
دو اجنبیون نے ایسی گواہی دی تو مقبول ہوگی۔ اور اگر اس صورت مین عربی نے ولاء کا دعوے کیا
اور اس مولی نے انکار کیا اور اسکے دو بھائیون نے گواہی دی تو انکی گواہی قبول ہوگی۔ اگر ایک شخص مرگیا اور ایک شخص
نے اسکا مال لے لیا اور دعوے کیا کہ مین ہی اسکا وارث ہون میرے سواے کوئی اسکا وارث نہین ہو تو فرمایا کہ مین اسکے
قبضہ سے مال نہین نکالونگا اور نہ بیت المال مین رکھونگا یہ محیط مین ہو۔ اگر ایک مسلمان نے دو گواہ مسلمان پیش کیے کہ مین نے اس
میت کو اپنی ملک مین آزاد کیا ہو اور یہ مسلمان ہو اور میرے سواے اسکا کوئی وارث نہین ہو اور ایک ذمی نے دو مسلمان گواہ پیش کیے
کہ مین نے اسکو آزاد کیا ہو درحالیکہ مین اسکا مالک تھا اور یہ کافر مرا ہو میرے سواے اسکا کوئی وارث نہین ہو تو مسلمان
مدعی کو آدھی میراث ملیگی اور باقی آدھی میراث ذمی کے اقرب عصبات مین جو مسلمان ہو اسکو ملیگی اور اگر کوئی عصبہ
مسلمان نہوگا تو مین اسکو بیت المال مین داخل کرونگا اور اگر ذمی کے گواہ نصرانی ہونگے تو انکی گواہی مسلمان پر نا جائز
ہوگی اور میت کی ولاء اور تمام میراث کی ڈگری مسلمان مدعی کے نام ہوگی یہ مبسوط مین ہو۔ اور اگر طرفین کے گواہ ذمی
لوگ ہون تو میت کی ولاء و میراث کی ڈگری مسلمان مدعی کے نام ہوگی اور میت کے مسلمان مرنے کا حکم دیا جائیگا
اور اگر مسلمان و ذمی نے ایک زندہ آدمی کی ولاء مین جھگڑا کیا اور ہر ایک نے دعوے کیا کہ مین نے اسکو اپنی ملک مین
آزاد کیا ہو اور تاریخ عتق بیان کی اور ایک شخص کی تاریخ عتق دوسرے سے سابق ہو اور ہر ایک نے اس دعوی پر مسلمان
گواہ قائم کیے تو جسکی تاریخ سابق ہو اسکے نام کی ڈگری ہوگی اور اگر ذمی کے گواہ ذمی لوگ ہون اور شخص آزاد شدہ کافر ہو تو مسلمان

کے گواہ ۔۔۔ پیر مسلمان کے نام کی ڈگری ہوگی اگرچہ ذمی سابق التاریخ ہو یہ محیط مین ہے ۔ ایک ذمی کے قبضہ مین ایک غلام ہے اُسنے غلام کو آزاد کر دیا پھر ایک مسلمان نے دو مسلمان گواہ پیش کیے کہ یہ میرا غلام ہے اور ذمی نے دو گواہ مسلمان پیش کیے کہ مین نے اسکو درحالت اپنی ملک کے آزاد کر دیا ہے تو مین اُسکے عتق کو نافذ کرونگا اور اُسکی ولاء ذمی کو ملیگی چنانچہ دونون مدعیون کے مسلمان ہونے کی صورت مین بھی یہی حکم ہے اور اگر ذمی کے گواہ کافر ہون تو مسلمان کے نام ڈگری کرونگا ۔ اور اگر مسلمان نے دو گواہ مسلمان اس امر کے پیش کیے کہ یہ میرا غلام ہے کہ مین نے اسکو مدبر کر دیا ہے یا باندی کی صورت مین دعوی کر کے گواہ دیے کہ میری باندی ہے مین نے اسکو ام ولد بنایا ہے اور ذمی نے دو مسلمان گواہ اپنی ملک و آزاد کرنیکے قائم کیے تو ذمی کے گواہون پر اُسکے نام ڈگری ہوگی ۔ اگر کسی ذمی کے پاس ایک باندی ہو کر ذمی سے اُسکے ایک لڑکا پیدا ہوا اُسپر ایک شخص نے دعوی کیا کہ یہ میری باندی ہے جسکو اس ذمی نے غصب کر لی ہے اور اس دعوے پر گواہ قائم کیے اور قابض یعنی ذمی نے اس امر کے گواہ دیے کہ یہ میری باندی ہے اور میری ملک مین اس سے بچہ پیدا ہوا ہے تو مین باندی اور اُسکے بچہ کی ڈگری مدعی کے نام کرونگا اسیطرح اگر مدعی نے یون دعوے کیا کہ یہ میری باندی ہے مین نے اسکو اس قابض کو اجارہ پر یا عاریۃً دی یا ہبہ کر کے سپرد کر دی تھی تو بھی یہی حکم ہوگا ۔ اور اگر مدعی نے اس امر کے گواہ دیے کہ میری باندی ہے میری ملک مین بچہ جنی ہے تو قابض کے نام ڈگری کرونگا ۔ اسیطرح اگر قابض نے دعوی کیا کہ یہ میری باندی ہے مین نے اسکو آزاد کر دیا ہے اور مدعی نے اس امر کے گواہ دیے کہ میری باندی ہے میری ملک مین پیدا ہوئی ہے تو آزاد کنندہ کے گواہ مقبول ہونگے کیونکہ اُسنے باندی کی حریت ثابت ہوتی ہے اور یہ جائز نہین ہے کہ حریت پر گواہ قائم ہونیکے بعد پھر اُس سے بسبب ملک کے ولی کیجاوے ۔ اور اگر دونون مین سے ہر ایک کے گواہون نے باوجود اس گواہی کے یہ بھی گواہی دی کہ دوسرے نے اسکو غصب کر لیا ہے تو بھی آزاد کنندہ کے گواہ مقبول ہونگے اور وہی باندی کی ولاء کا مستحق ہوگا یہ مبسوط مین ہے ۔ زید نے عمرو سے ایک غلام خریدا پھر زید نے گواہی دی کہ عمرو نے قبل بیع کرنیکے اسکو آزاد کر دیا ہے تو غلام آزاد ہوگا اور اُسکی ولاء موقوف رہیگی درصورتیکہ بائع اس سے منکر ہو پھر اگر اسکے بعد عمرو نے زید کے قول کی تصدیق کی تو ولاء اُسکے واسطے لازم ہوگی اور زید کو ثمن واپس کر دیگا اسیطرح اگر عمرو کے مرنیکے بعد اُسکے وارثون نے زید کے قول کی تصدیق کی تو بھی یہی حکم ہے اور یہ حکم استحسانی ہے ۔ اور اگر مشتری نے یہ اقرار کیا کہ بائع اُسکو مدبر کر چکا تھا تو یہ موقوف رہیگا پھر اگر اسکے بعد بائع مر گیا تو غلام آزاد ہو جاویگا پس اگر بائع کے وارثون نے مشتری کے قول کی تصدیق کی تو اُنکی تصدیق دربارۂ لزوم ولاء اور رد ثمن کے استحساناً معتبر ہوگی ۔ ایک غلام بیچ دو شخصون کے درمیان مشترک ہے اور ہر ایک نے دونون مین سے دوسرے پر اُسکے آزاد کر دینے کی گواہی دی تو وہ غلام سعایت کرنے پر مملوکیت سے آزادی کیطرف نکل آویگا اور دونون کیواسطے سعی کریگا خواہ دونون خوشحال ہون یا تنگدست ہون یا ایک خوشحال ہو اور دوسرا تنگدست ہو اور اُسکی ولاء دونون مین مشترک ہوگی اور یہ امام اعظم رحمہ اللہ کا قول ہے اور صاحبین رحمہ کے قول کے موافق وہ غلام آزاد ہوگا اور اُسکی ولاء دونون مین موقوف رہیگی ۔ ایک باندی دو شخصون مین مشترک ہے اور دونون مین سے ہر ایک نے یہ اقرار کیا کہ یہ باندی دوسرے سے بچہ جنی ہے حالانکہ دوسرا اُس سے منکر ہے تو وہ باندی ام ولد موقوفہ رہیگی اگرچہ دونون سے

کوئی مرگیا تو آزاد ہو جاویگی اور اُسکی ولا موقوف رہیگی اور اسمین کچھ اختلاف نہین ہے یہ محیط مین ہے۔ زید کی باندی ہے اور معروف ہے کہ یہ اُسکی باندی ہے اس باندی کے عمرو سے ایک بچہ ہوا پس زید نے کہا کہ مین نے یہ باندی تیرے ہاتھ ہزار درم مین فروخت کردی تھی اور عمرو نے کہا کہ نہین بلکہ تو نے میرے ساتھ اُسکا نکاح کردیا تھا تو بچہ آزاد ہوگا اور اُسکی ولا موقوف رہیگی اسواسطے کہ زید اُسکی ولا کو اپنی ذات سے دور کرتا ہے اور کہتا ہے کہ وہ اصلی آزاد ہے کہ اپنے باپ کی ملک مین اسکا نطفہ قرار پایا ہے اور باندی بمنزلہ ام ولد کے موقوف رہیگی اور دونون مین سے کوئی شخص اس سے وطی نہین کرسکتا ہے اور نہ اس سے خدمت لے سکتا ہے اور نہ اُسکو مزدوری پر دیسکتا ہے اور اُسکی ولا موقوف رہیگی کیونکہ دونون مین سے ہر ایک اُسکو اپنی ذات سے دور کرتا ہے اور زید اس باندی کا عقر عمرو سے بجاے ثمن کے لے لیگا یہ مبسوط مین ہے۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ میرے باپ خالد نے اپنے غلام کو حالت مرض یا صحت مین آزاد کردیا ہے اور اُسکا وارث سواے میرے کوئی نہین ہے تو قیاساً اُسکی ولا موقوف رہیگی اور زید کی اپنے باپ پر اس اقرار کی تصدیق نہ کیجاویگی مگر استحساناً اُسکی ولا زید کو ملیگی موقوف نہ رہیگی۔ اور امام محمد رح نے کتاب الولاء مین یہ نہین ذکر فرمایا کہ آیا خالد کی برادری اس غلام کی طرف سے عاقلہ ہوگی یعنی اسکے جرم کی دیت ادا کریگی یا نہین اور مشائخ نے اسکے جواب مین تفصیل فرمائی ہے اور فرمایا ہے کہ اگر زید اور اُسکے باپ کا عصبہ ایک ہی ہون مثلاً زید اور اُسکے باپ کو ایک ہی شخص نے آزاد کیا ہو اور دونون کی قوم ایک ہی قبیلہ ہو تو زید کے باپ کی برادری اُسکی عاقلہ ہوگی اور اگر دونون کے عصبات جدا جدا ہون مثلاً باپ کو ایک شخص نے اور بیٹے کو دوسرے شخص نے آزاد کیا ہو تو اس غلام کی عاقلہ مددگار برادری نہوگی اور عتق اُسکی موقوف رہیگی۔ اور یہ حکم اُس صورت مین ہے کہ جب اس مقر کے زید کے ساتھ دوسرا وارث نہو اور اگر دوسرا وارث موجود ہو اور اُسنے زید کے اقرار کی تکذیب کی تو اُسکو اختیار ہوگا کہ بقدر اپنے حصہ کے غلام سے سعی کرا دے پھر امام اعظم رح کے نزدیک اس وارث کے حصہ کی ولا جسنے سعی کرائی ہے اُسکو ملیگی اور باقی آدھے حصہ کی ولا میت کو ملیگی جیسا کہ اگر سب اسی مقر کا ہوتا اور وہ اقرار کرتا کہ میرے باپ نے اسکو آزاد کیا ہے تو یہی حکم تھا مگر صاحبین رح کے نزدیک نصف حصہ میت اور نصف حصہ وارث مستسعی کی ولا موقوف رہیگی۔ اور جہان جہان ولا موقوف ہونیکا حکم ہے وہان اگر آزاد شدہ مرجاوے تو اُسکی میراث بیت المال مین داخل کیجاویگی مگر اُسکی عاقلہ خود وہی ہوگا بیت المال اُسکی طرف سے عاقلہ نہوگا یہ محیط مین ہے۔ اگر تین لڑکیون نے اپنے باپ کو خریدا پھر ایک لڑکی مرگئی اور اُسنے اپنی مان کا مولے چھوڑا پھر باپ مرگیا تو دونون بیٹیون کو باپ کا دو تہائی مال بجہت فرائض ملیگا اور ایک تہائی باقی مین سے دو تہائی بسبب ولا ملیگا اور جو لڑکی مرگئی ہے اسکے لیے ایک تہائی کا تہائی رہا وہ باپ کی طرف عود کریگا اسمین سے ایک تہائی کی تہائی کا دو تہائی ان دونون بیٹیون کو ملیگا اور تہائی کی تہائی کا ایک تہائی اُنکی مان کے مولے کو ملیگا پس ایسے حصے تقسیم کرنیکے حساب سمجھنے کیواسطے ایسے عدد کی ضرورت ہے جسکی تہائی کا تہائی تین ہو اور کم سے کم ایسا عدد ستائیس ہے پس ستائیس حصے کرکے اسمین سے چھبیس حصے دونون بیٹیون کو اور ایک حصہ دختر متوفی کی مان کے مولے کو ملیگا یہ خزانۃ المفتین مین ہے

دوسرا باب ولا رموالاۃ کے بیان مین - اور اسمین دو فصلین ہین **فصل اول** اُسکے ثبوت کے سبب و شرائط وحکم وصفت سبب وصفت حکم کے بیان مین - واضح ہو کہ ولا رموالات کے ثبوت کا سبب ایجاب وقبول ہی اور اسکی صورت یہ ہی کہ جو شخص کسی شخص کے ہاتھ پر مسلمان ہوا وہ اُسی شخص سے یا کسی دوسرے سے یہ کہے کہ انت مولائی یعنے تو میرا موے ہی کہ جب مین مرجاؤن تو میرا وارث ہی اور اگر کوئی جنایت کرون تو تو میری طرف سے عقل ادا کرے پس دوسرا شخص کہے کہ مین نے قبول کیا یا یون کہے کہ والیتک یعنے مین نے تیرے ساتھ موالات کی اور دوسرا کہے کہ مین نے قبول کیا خواہ یہ الفاظ اُسی شخص سے کہے جسکے ہاتھ پر مسلمان ہوا ہو یا کسی دوسرے شخص سے کہے اور یہ عامۂ علمار کا قول ہی حتے کہ اگر زید ایک شخص عمرو کے ہاتھ پر مسلمان ہوا اور خالد سے موالات کی تو زید خالد ہی کا موے ہوگا یہ عامۂ علمار کے نزدیک ہی اور یہی صحیح ہی - ولا رموالات کے شرائط مین سے ایک یہ ہی کہ دونون کیطرف سے عقد موالات واقع ہو اب رہا بلوغ سو بالغ ہونا ایجاب کرنیوالے کیطرف سے شرط ہی پس نابالغ کیطرف سے ایجاب منعقد نہوگا اگرچہ یہ نابالغ عاقل ہو پس اگر نابالغ لڑکے نے جو عاقل ہی مسلمان ہوکر کسی شخص سے موالات کا ایجاب کیا تو جائز نہین ہی اگرچہ اُسکا کافر باپ اجازت دیدے کیونکہ کافر باپ کو اپنے مسلمان بیٹے پر کچھ بھی استحقاق ولایت نہین ہی پس اسکی اجازت وعدم اجازت دونون یکسان ہین اسیواسطے باقی عقود مثل بیع وغیرہ کے کافر باپ کی اجازت سے جائز نہین ہوتے ہین اور رہا بالغ ہونا قبول والے کی طرف سے سو یہ عقد کے نفاذ کی شرط ہی مثلاً کسی بالغ نے اگر نابالغ کے ساتھ موالات کی اور نابالغ نے اُسکو قبول کیا تو انعقاد ہو جائیگا مگر نافذ نہوگا بلکہ نابالغ کے باپ یا وصی کی اجازت پر موقوف رہیگا پس اگر باپ یا وصی نے اجازت دیدی تو جائز ہو جائیگا اسیطرح اگر کسی شخص نے ایک غلام سے موالات کی اور غلام نے قبول کیا تو بھی غلام کے موے کی اجازت پر موقوف ہی اگر موے نے اجازت دیدی تو عقد جائز ہوگا مگر فرق یہ ہی کہ غلام کی صورت مین اگر موے نے اجازت دیدی تو عقد ولا رغلام کے موے کے ساتھ منعقد ہوگا اور نابالغ کی صورت مین اگر اسکے باپ یا وصی نے اجازت دی تو عقد موالات نابالغ کے ساتھ منعقد ہوگا - اور اگر کسی شخص نے مکاتب سے موالات کی تو جائز ہی اور یہ ولا رمکاتب کے موے کے ساتھ ہوگی کیونکہ مکاتب کا قبول کرنا صحیح ہی مگر ولا راسکے موے کے ساتھ ہوگی کیونکہ یہ مکاتب ولار کی اہلیت نہین رکھتا ہی - رو سمجھنا چاہئے کیونکہ عاقد وارث وہوان لایکون من وارث غیرہ فان کان لم یصح العقد اور اگر عاقد کا زوج یا زوجہ ہو تو عقد صحیح ہی اور ان دونون کا حصہ دیکر باقی موے کو ملیگا اور ایک یہ ہی کہ عاقد اہل عرب سے نہو حتے کہ اگر کسی عربی نے کسی غیر قبیلہ کے آدمی سے موالات کی تو موالات نہوگی ولیکن اپنی گروہ کیطرف منسوب ہوگا اور وہ لوگ اسکے عاقلہ قرار پاوینگے اسیطرح اگر کسی عورت عربیہ نے غیر قبیلہ کے آدمی سے موالات کی تو بھی یہی حکم ہی - اور ایک یہ ہی کہ عاقد اہل عرب کے موالی مین سے نہو کیونکہ اہل عرب کا موے انھین مین سے قرار دیا جاتا ہی پس اسکا حکم بھی وہی ہی جو اہل عرب کا حکم ہی یہ بدائع مین ہی - اور ایک شرط یہ ہی کہ وہ شخص عاقد آزاد کردہ شدہ نہو یعنے دوسرے نے اسکو آزاد نہ کیا ہو ورنہ آزاد کنندہ اسکا موے و وارث ہوگا - اور ایک یہ ہی کہ کسی شخص نے عاقد کیطرف سے پہلے عقل ادا نہ کیا ہو ورنہ وہی موے رہیگا اور ایک یہ شرط ہی کہ عقد مین میراث ودیت جرم ادا کرنا شرط کرین یہ سراج الوہاج مین ہی - اور اگر دونون نے

میراث کی غرض کی تو یون ہی رکھا جائیگا اور ہر ایک دونون مین سے دوسرے کا وارث ہوگا اور یہ شرط نہین ہی کہ عاقد نے جس سے عقد کیا ہی اُسکے ہاتھ پر مسلمان بھی ہوا ہو - اب رہا یہ امر کہ عاقد مجہول النسب ہو سو یہ امر عقد کے صحیح ہونے کی شرط ہی یہ کافی مین ہی - اب رہا یہ کہ عاقد کا مسلمان ہونا سو اسلام اس عقد کیواسطے شرط نہین ہی پس ایک ذمی کا دوسرے ذمی سے یا مسلمان سے یا مسلمان کا ذمی سے موالات کرنا صحیح ہی اسیطرح مذکر ہونا بھی شرط نہین ہی پس عورت کا مرد سے یا مرد کا عورت سے موالات کرنا صحیح ہی اسیطرح دار الاسلام بھی شرط نہین ہی پس اگر حربی نے مسلمان ہوکر دار الحرب یا دار الاسلام مین کسی مسلمان سے موالات کرلی تو موالات صحیح ہی یہ بدائع مین ہی - اور اس عقد کا حکم یہ ہی کہ اگر عاقد مر گیا تو دوسرے کو جسکے واسطے میراث غرض کردی تھی میراث ملیگی اور اگر اُسنے کوئی جرم کیا تو یہ شخص اسکی طرف سے دیت دیگا اور اس عقد مین اسکی وہ نابالغ اولاد جو بعد عقد کے پیدا ہوئی ہی داخل ہوگی یہ تبیین مین ہی - اور اس عقد کی صفت یہ ہی کہ یہ عقد جائز غیر لازم ہوتا ہی یعنے لزوم نہین ہوجاتا ہی - اور حکم کی صفت یہ ہی کہ جو ولاء اس عقد کے ذریعہ سے ثابت ہوئی ہی وہ بذریعہ بیع یا ہبہ یا وصیت یا صدقہ کے محتمل تملیک کے نہین ہوتی ہی یعنے حق ولاء کو کوئی شخص فروخت کرکے دوسرے کو نہین دے سکتا ہی کیونکہ یہ مال نہین ہوتے کہ اگر زید نے ولاء موالات یا ولاء اعتاقہ کو بعوض ایک غلام کے عمرو کے ہاتھ فروخت کرکے غلام پر قبضہ کرلیا اور آزاد کیا تو عتق باطل ہوگا - اور اگر مولے اسفل نے اپنی ولاء دوسرے کے ہاتھ فروخت یا اُسکو ہبہ کردی تو بیع یا ہبہ کچھ نہوگا ولیکن اس سے پہلے کی ولاء کا نقض اور اس دوسرے کے ساتھ ولاء ثابت ہوگی یہ بدائع مین ہی - اور اگر زید نے عمرو سے موالات کی تو مولے یعنی زید کو اختیار ہی کہ عمرو کی ولاء چھوڑ کر خالد کے ساتھ موالات کرلے تاوقتیکہ عمرو نے زید کی طرف سے عقل یعنے جرمانہ دیت ادا نہ کیا ہو اسواسطے کہ یہ عقد لازمی نہین ہوتا ہی جیسے وصیت مگر نقض عقد عمرو کی حضوری مین ہوگا - اسیطرح اعلی کو اختیار ہی کہ اسفل کی ولاء سے برائت کرلے مگر اسفل کا حضور ضرور ہی اور اگر اسفل نے کسی دوسرے شخص سے موالات کرلی تو پہلے عقد کا نقض ہوجاویگا اگرچہ پہلا مولاے اعلے حاضر نہو اور اگر پہلے مولاے اعلی نے اسکی طرف سے جرمانہ دیت ادا کیا ہو تو اسفل کو یہ اختیار نہین ہی کہ دوسرے کے ساتھ موالات کرکے اپنی ولاء اول سے منتقل کرے اسیطرح اسکے بیٹے کو بھی اختیار نہین کہ جب مولی اعلی نے اُسکے باپ کیطرف سے دیت ادا کی ہو پھر اُسکی ولاء سے اپنی ولاء کو منتقل کرے اسیطرح اگر مولے اسفل کے بیٹے کیطرف سے دیت ادا کی ہو تو باپ و بیٹے دونون مین سے کسیکو اختیار نہوگا کہ اُس سے اپنی ولاء منتقل کرین کیونکہ حکم ولاء مین باپ و بیٹے دونون بمنزلہ ایک شخص کے ہین یہ کافی مین لکھا ہی

فصل دوم مستحقین ولاء اور اسکے متعلقات کے بیان مین - اگر زید نے عمرو کے ہاتھ پر مسلمان ہوکر عمرو کے ساتھ موالات کی پھر زید کے ایک لڑکا ایسی عورت سے پیدا ہوا جو خالد کے ہاتھ پر مسلمان ہوکر اس سے موالات کرچکی تھی تو لڑکے کی ولاء باپ کے مولے یعنے عمرو کو ملیگی اسیطرح اگر یہ عورت حالت حمل مین خالد کے ہاتھ پر مسلمان ہوئی ہو اور اُس سے عقد موالات کرلیا ہو پھر لڑکا پیدا ہوا تو بھی یہی حکم ہی کہ لڑکے کی ولاء لڑکے کے باپ کے ولی کو ملیگی اور یہ حکم بخلاف ولاء العتاقہ کے ہی کہ در صورت ولاء عتاقہ کے اگر وہ عورت آزاد ہوتی

پھر اسکے بعد بچہ جنی تو بچہ کی ولا ماں کے موے کو ملیگی - اور اگر زید ذمی کی عورت سے اولاد ہوئی اور وہ اولاد نابالغ موجود ہے پھر زید نے عمرو کے ہاتھ پر مسلمان ہو کر اس سے موالات کر لی پھر زید کی جورو نے خالد کے ہاتھ پر مسلمان ہو کر اس سے موالات کر لی تو اولاد کی ولا بالاجماع باپ کے موے کو ملیگی ہے اگر ذمیون مین سے ایک عورت نے جسکے پاس اسکا ایک نابالغ بچہ ہے کسی شخص کے ہاتھ پر مسلمان ہو کر اس سے موالات کر لی تو امام اعظم رح کے نزدیک اسکی ولا اور اسکے بچہ کی ولا اس موے کو ملیگی اور صاحبین کے نزدیک عورت کی ولا اسکے مولا کو ملیگی اور اسکے بعد بچہ کی ولا نہ ملیگی یہ ذخیرہ مین ہے - اگر زید نے خالد کے ہاتھ پر مسلمان ہو کر اس سے موالات کر لی اور زید کے بالغ بیٹے نے عمرو کے ہاتھ پر مسلمان ہو کر عمرو سے موالات کر لی تو ہر ایک کی ولا اسکے موے کو ملیگی اور اگر بیٹا فقط مسلمان ہو گیا تو اسکی ولا موقوف رہیگی اور باپ کے موے کو نہ ملیگی اور باپ نے جو عقد موالات اپنے واسطے کیا ہے وہ بیٹے پر جاری نہ ہوگا یہ محیط مین ہے - ایک شخص ذمی مسلمان ہو گیا اور کسی سے اسنے موالات نہین کی پھر اسکے ہاتھ پر کوئی کافر مسلمان ہوا تو یہ اسکا موے ہوگا اور اگر ایک ذمی ایک حربی کے ہاتھ پر مسلمان ہوا تو حربی اسکا موے نہ ہوگا اگرچہ اسکے بعد وہ حربی مسلمان ہو جاوے یہ مبسوط مین ہے - ایک حربی امان لیکر دار الاسلام مین آیا اور یہان ایک شخص زید کے ہاتھ پر مسلمان ہو کر اس سے موالات کر لی پھر اسکا باپ امان لیکر آیا اور خالد کے ہاتھ پر مسلمان ہو کر اس سے موالات کر لی تو ہر ایک کی ولا اسکے موے کو جس سے موالات کی ہے ملیگی اور یہ نہوگا کہ باپ اپنے بیٹے کی ولا اپنی طرف کھینچ لاوے - اور اگر ایک حربی امان لیکر دار الاسلام مین آیا اور زید کے ہاتھ پر مسلمان ہو کر اس سے موالات کر لی پھر اس حربی کا باپ قید ہو کر دار الاسلام مین آیا اور یہان آزاد کیا گیا تو وہ اپنے بیٹے کی ولا اپنی طرف کھینچ لاویگا حتے کہ بیٹے کی ولا باپ کے آزاد کنندہ کو ملیگی - اور اگر کسی حربی نے دار الحرب مین مسلمان کے ہاتھ پر مسلمان ہو کر وہین یا دار الاسلام مین اسکے ساتھ موالات کر لی تو جائز ہے پھر اسکا بیٹا قید ہو کر آیا اور آزاد کیا گیا تو وہ اپنے باپ کی ولا اپنی طرف نہین کھینچ سکتا ہے اور اگر اسکا باپ قید ہو کر آیا اور آزاد کیا گیا تو اپنے بیٹے کی ولا اپنی طرف کھینچ لاویگا - اور اگر ایک ذمی نے اپنا غلام آزاد کیا پھر ذمی عہد توڑ کر دار الحرب مین بھاگ گیا پھر گرفتار ہو کر آیا اور ایک شخص کا غلام بنا اور اسکے آزاد کردہ غلام نے چاہا کہ مین کسی شخص سے موالات کرون تو اسکو یہ اختیار نہین ہے پھر اگر اسکا موے کبھی آزاد ہو جائیگا تو اپنے آزاد کردہ کا وارث ہوگا اگر وہ مر جائے اور اگر اسنے بعد اسکے کوئی جنایت کی تو اسکا جرمانہ خود ہی ادا کریگا اسکا موے اسکی طرف سے نہ ادا کریگا ایسا ہی عامہ روایات مین مذکور ہے اور بعض روایات مین آیا کہ موے اسکا وارث ہوگا اور اسکی جنایت کی دیت دیگا اور یہی صحیح ہے یہ محیط مین ہے - اور اگر عرب کے کسی نصرانی نے اپنے قبیلہ کے سوائے کسی دوسرے قبیلہ کے آدمی کے ہاتھ پر مسلمان ہو کر اس کے ساتھ موالات کر لی تو اسکا موے نہوگا و لیکن اپنے گروہ کیطرف منسوب ہوگا اور وہی لوگ اسکے عاقلہ و وارث ہونگے اور یہی حکم عورت کا ہے یہ مبسوط مین ہے - اگر ایک کافر نے حالت کفر مین ایک مسلمان سے موالات کر لی پھر مسلمان ہو کر ایک شخص سے جسکے ہاتھ پر مسلمان ہوا ہے موالات کر لی تو اسکی ولا اسکو ملیگی جسکے ہاتھ پر مسلمان ہوا ہے اسکو نہ ملیگی جسکے ساتھ قبل اسلام کے موالات کی تھی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہے تیسرا باب - متفرقات مین - اگر زید نے اقرار کیا کہ مین عمرو بن خالد کا فوق یا تحت مین سے مولی عتاقہ ہون اور

عمرو بن خالد نے تصدیق کی تو عمرو بن خالد اُسکا مولے ہو جائیگا کہ اُسکا وارث ہوگا اور اُسکی طرف سے عاقلہ ہوگا اسیطرح اگر زید نے اقرار کیا کہ عمرو بن خالد کا مولی الموالات ہون اور عمرو نے اسکی تصدیق کی تو زید اُسکے مولی الموالات مین سے ہوگا اور اگر زید کی بالغ اولاد ہون اور اُنھون نے زید کے اقرار کی تکذیب کی اور کہا کہ ہمارا باپ بکر بن شعیب کا مولے ہی تو زید کے اقرار کی تصدیق اُسکی ذات کیواسطے ہوگی اور اولاد بالغ کے اقرار کی تصدیق انکی ذات کے واسطے ہوگی کیونکہ اولاد جب بالغ ہو تو باپ کو انکی طرف سے عقد ولاء کا اختیار نہین ہوتا ہی پس انکے حق مین ولاء کا اقرار بھی نہین کر سکتا ہی اور اسی سے یہ فرق ثابت ہوا کہ اگر اولاد نابالغ ہو تو باپ کو انکی طرف سے عقد ولاء کا اختیار ہی پس ولاء کے اقرار کا بھی اختیار ہی۔ اور اگر ایک شخص کی جورو سے جس سے اولاد موجود ہی اقرار کیا کہ مین عمرو کی آزاد کی ہوئی ہون اور اس شخص نے اقرار کیا کہ مین خالد کا آزاد کیا ہوا ہون اور عمرو نے جورو کی اور خالد نے شوہر کی تصدیق کی تو ہر ایک جورو و شوہر اپنے اپنے اقرار پر مصدق ہوگا اور اولاد کی ولاء باپ کے مولے کو ملیگی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اگر ایک عورت آزاد شدہ معروف ہی اور اسکا شوہر بھی کسیکا آزاد کردہ ہی اس عورت کے بچہ پیدا ہوا پھر عورت نے کہا کہ مین اپنی آزادی سے پانچ مہینے کے بعد یہ بچہ جنی ہون اور اُسکی ولاء میرے مولے کو چاہیے اور شوہر نے کہا کہ تو آزادی سے چار مہینے پر جنی ہی اور اُسکی ولاء میرے مولے کو ملیگی تو شوہر کے قول کی تصدیق کیجائیگی یہ محیط مین ہی۔ اگر ایک عورت نے کسی شخص سے موالات کی اور اسکے ایک بچہ پیدا ہوا کہ جسکا باپ معلوم نہین تو اس عورت کی ولاء مین داخل ہوگا اسیطرح اگر ایک عورت نے اقرار کیا کہ مین عمرو کی مولاۃ ہون اور اسکے پاس بچہ ہی جسکا باپ معلوم نہین ہی تو اس عورت کا اقرار اسکے و بچہ دونون کے حق مین صحیح ہی اور دونون عمرو کے مولاؤن مین سے ہو جاوینگے اور یہ حکم امام اعظم رح کے نزدیک ہی اور صاحبین نے فرمایا کہ دونون صورتون مین اولاد کی ولاء ان کے مولے کیواسطے ثابت نہوگی یہ کافی مین ہی۔ اگر عرب کا ایک شخص ہو جسکی عورت معروف النسب نہین ہی اس سے عربی اولاد ہوئی پھر عورت نے دعوے کیا کہ مین عمرو کی آزاد کردہ ہون اور عمرو نے اسکی تصدیق کی تو عورت کے قول کی تصدیق اسکے حق مین ہوگی اور اولاد کے حق مین نہوگی اور اگر عمرو نے آزاد کرنے مین اُسکی تکذیب کی اور کہا کہ یہ میری باندی ہی مین نے اسکو آزاد نہین کیا ہی تو یہ عورت اسی کی باندی ہو جاویگی کیونکہ اسنے اپنی ذات پر رقیت کا اقرار کرکے پھر حریت کا دعوی کیا تو اسکے اقرار کی تصدیق ہوگی اور اُسکے دعوے کی تصدیق نہ کیجائیگی اور جو لڑکا وقت اقرار کے بطن مین موجود ہی اسکے حق مین بھی تصدیق نہوگی اور جو اولاد اسکے بعد پیدا ہو اُسکے حق مین امام ابو یوسف رح کے نزدیک اُسکے اقرار کی تصدیق ہوگی یعنے وہ اولاد رقیق پیدا ہوگی اور امام محمد رح کے نزدیک نہوگی حتے کہ اولاد آزاد پیدا ہوگی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اگر ایک غلام نے اقرار کیا کہ مین زید و عمر کا غلام آزاد کردہ ہون کہ دونون نے مجھے آزاد کیا ہی پس زید نے اقرار کی تصدیق کی مگر عمرو نے تکذیب کی تو یہ غلام بمنزلہ ایسے غلام کے ہو جائیگا جو دو شخصون مین مشترک تھا اور ایک نے اسکو آزاد کر دیا ہو۔ اور اگر غلام نے کہا کہ مین زید کا آزاد کردہ غلام ہون پھر کہا کہ مین عمرو کا آزاد کردہ غلام ہون اور زید و عمرو دونون نے اسکا دعوی کیا تو وہ زید کا آزاد کردہ غلام قرار دیا جائیگا۔ اور اگر غلام نے کہا کہ مجھے زید و عمرو نے آزاد کیا ہی اور دونون مین سے ہر ایک نے

یہ دعوی کیا کہ فقط مین نے اسکو آزاد کیا ہی تو غلام پر کچھ نہین لازم آئیگا پھر اگر اسکے بعد غلام نے دونون مین سے کسی خاص کے واسطے اقرار کیا یا دونون کے سوائے کسی غیر کے واسطے اقرار کیا تو مقرلہ کا آزاد غلام قرار دیا جائیگا پس ہمارے بعضے مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم جو کتاب مین مذکور ہی کہ اگر غلام نے اسکے بعد کسی شخص غیر کے واسطے اقرار کیا تو اسکا موے ہو جائیگا یہ حکم صاحبین رح کے قول کے موافق ہونا چاہئے اور امام اعظم رح کے قول پر یہ حکم ہی کہ اسکا اقرار جائز نہین ہی اور بعضے مشائخ نے فرمایا کہ یہ بالاجماع سب کا قول ہی یہ محیط مین ہی اگر ایک شخص نے اقرار کیا کہ مین فلان عورت کا آزاد کردہ ہون اور عورت نے کہا کہ مین نے تجھے آزاد نہین کیا بلکہ تو میرے ہاتھ پر مسلمان ہوا ہی اور تو نے مجھ سے موالات کر لی ہی تو وہ شخص اسکا مولی الموالات ہوگا پھر اگر اس شخص نے یہ چاہا کہ مین اس عورت کی ولا سے اپنی ولا دوسرے شخص کیطرف منتقل کرون تو امام اعظم کے قیاس کے موافق ایسا نہین کر سکتا ہی اور صاحبین رح کے قیاس کے موافق کر سکتا ہی اور اگر اسنے یہ اقرار کیا کہ مین اسکے ہاتھ پر مسلمان ہوا اور اس سے موالات کر لی ہی اور عورت نے کہا کہ مین نے تجھے آزاد کیا ہی تو وہ شخص اسکا مولی الموالات قرار پائیگا اور اسکو اختیار رہی کہ عورت کی موالات سے دوسری کی طرف ولا منتقل کرے اور اگر ایک شخص نے اقرار کیا کہ مین زید کا آزاد کردہ ہون اسنے مجھے آزاد کیا ہی اور زید نے انکار کیا اور کہا کہ مین نے تجھے آزاد نہین کیا ہی اور نہ مین تجھے پہچانتا ہون پھر اس مقر نے عمرو کے واسطے اقرار کیا کہ اسنے مجھے آزاد کیا ہی تو امام اعظم کے نزدیک اسکا اقرار صحیح نہین ہی اور عمرو کا موے نہ ہوگا اور صاحبین کے نزدیک صحیح ہی اور اسکا موے ہو جائیگا بشرطیکہ عمرو اسکی تصدیق کرے - اگر زید نے ایک میت کے فرزند پر بعد موت کے دعوی کیا کہ مین نے تیرے باپ کو آزاد کیا ہی اور فرزند نے اسکی تصدیق کی تو اسکی ولا زید کیواسطے ثابت ہوگی اور اگر میت کی اولاد بالغ موجود ہون اور بعض اولاد نے اسکی تصدیق کی تو جنھون نے تصدیق کی ہی وہی زید کے موالی ہونگے اور اگر دو شخصون نے یعنی زید و عمرو نے دعوی کیا اور بعضے اولاد نے زید کی اور بعضی نے عمرو کی تصدیق کی تو جس فریق نے جسکی تصدیق کی اسکے موے ہونگے یہ محیط مین ہی - اگر غلام نے زید پر دعوی کیا کہ مین اسکا غلام تھا اسنے مجھے آزاد کر دیا ہی اور زید نے کہا کہ مین نے تجھے آزاد نہین کیا ہی تو جیسا میرا غلام تھا ویسا ہی ہی تو موے کا قول قبول ہوگا پھر اگر غلام نے زید سے قسم لینی چاہی تو لے سکتا ہی اور اگر مدعا علیہ یعنی زید نے کہا کہ تو اصلی آزاد ہی کبھی میرا غلام نتھا اور نہ مین نے تجھے آزاد کیا ہی اور قسم لینی چاہی تو امام محمد رح کے نزدیک قسم نہ لیجاویگی کیونکہ اختلاف یہان ولا مین واقع ہوا ہی عتق مین عتق مین دونون کا تصادق ہی اور ولا مین امام کے نزدیک استحلاف نہین ہوتا ہی - اسیطرح اگر زید نے آزاد میت کے وارث پر جسنے ایک بیٹی و مال چھوڑا ہی دعوی کیا کہ مین نے میت کو آزاد کیا اور مجھے ولا سے نصف میراث چاہیے ہی اور بیٹی نے کہا کہ میرا باپ آزاد اصلی تھا تو دختر سے ولا پر قسم نہین لیجائیگی مگر مال پر قسم یون لیجاویگی کہ واللہ مین نہین جانتی ہون کہ میرے باپ کی میراث مین اس مدعی کا کچھ حق ہی - اور اس باب مین ولا موالات مثل ولا العتاقہ کے ہی کہ امام اعظم رح کے نزدیک ولا موالات پر قسم نہ لیجاویگی اور صاحبین نے اسمین بھی اختلاف کیا ہی اور اگر دختر نے بعد انکار کے پھر مدعی کے دعوی کا اقرار کیا تو یہ شخص مدعی اس میت کا موے قرار پائیگا اور دختر کے انکار سے ولا کا نقض نہوگا یہ ذخیرہ مین ہی - اگر ایک شخص نے موالی مین سے ایک عربی پر دعوی کیا کہ وہ میرا مولی ہی

اسنے مجھے آزاد کیا حالانکہ یہ عربی غائب ہر پھر مدعی کی راے مین یون آیا کہ مجھسے کسی دوسرے پر ایسا دعوی کیا اور اوس سے قسم طلب کی تو امام اعظم رح کے نزدیک اس سے قسم نہ لیجائیگی اور صاحبین کے نزدیک توقف کیا جائیگا پس اگر شخص عربی نے جو غائب تھا اگر اوس مدعی کے دعوی کی تصدیق کی تو مدعی کی ولاء دوسرے مدعا علیہ سے ثابت نہوگی اور اگر تکذیب کی تو دوسرے سے ثابت ہو جاویگی کذافی المحیط

کتاب الاکراہ

قال المترجم اکراہ مین چار لفظ انکا استعمال ایک مکرہ بصیغہ اسم فاعل یعنی اکراہ کرنیوالا اس لفظ کو مترجم استعمال کرتا ہو اسی معنی مین دوسرا مکرہ بصیغہ اسم مفعول یعنے جس شخص کو باکراہ مجبور کیا اور بجاے اسکے مترجم لفظ مجبور کردہ استعمال کرتا ہو اور تیسرا مکرہ علیہ جس کام پر قولاً یا فعلاً مجبور کیا جو تھا مکرہ بہ یعنی جس وعید سے ڈرایا کہ تیرے ساتھ یہ کرونگا اگر تو ایسا نکریگا اور ان دونون لفظون کو مترجم استعمال کرتا ہو پس یاد رکھنا چاہیے - اور اسمین چار باب ہین باب اول - اکراہ کی تفسیر شرعی و انواع و شروط و حکم اور بعض مسائل کے بیان مین اکراہ کی تفسیر شرعی یہ ہو کہ اکراہ ایسے فعل کا نام ہو جسکو آدمی غیر کیواسطے بلا اسکی رضا مندی کے کرتا ہو کذافی الکافی اور اکراہ کی دراصل خود دو قسم ہین ایک کرہ ملجی دوسرا اکراہ غیر ملجی پس اکراہ ملجی اسکو کہتے ہین کہ غیر شخص کو کسی کام کرنے پر یون دھمکاوے کہ اگر نہ کریگا تو تیری جان ہلاک کرونگا یا کوئی عضو تلف کر دونگا - اور جو اکراہ غیر ملجی ہو وہ یہ ہو کہ قید کرونگا یا بیڑیان ڈالونگا - اور شرط اکراہ کی امام اعظم رح کے نزدیک یہ ہو کہ اکراہ بادشاہ وقت کیطرف سے ہو اور صاحبین کے نزدیک جو صدمہ سلطان کی طرف سے پہونچتا ہو اگر وہی غیر کیطرف سے پہونچتا نظر آوے تو یہ بھی اکراہ شرعی صحیح ہوگا کذافی النہایہ اور اسی قول پر فتوے ہو اور اگر مکرہ یعنے اکراہ کرنیوالا اوس شخص کی نظر سے جسکو مجبور کرتا ہو غائب ہو تو اکراہ جاتا رہا اور سلطان کیطرف سے فقط حکم دینا بدون تہدید کے اکراہ ہوتا ہو اور صاحبین نے فرمایا کہ اگر مامور یہ جانتا ہو کہ اگر مین یہ کام جسکا حکم دیا ہو نکرونگا تو بادشاہ میرے ساتھ خوفناک امر کریگا تو سلطان کا حکم ہی اکراہ ہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین لکھا ہو - اور فتاوے آہو مین مذکور ہو کہ شمس الائمہ حلوائی نے بیان کیا کہ سواے سلطان کے دوسرے کی طرف سے اکراہ بالاجماع اسیوقت متحقق ہوگا کہ جب یہ شخص دوسرے سے استغاثت نہین کر سکتا ہو اور اگر کر سکتا ہو تو اختلاف ہو امام اعظم رح کے نزدیک نہ متحقق ہوگا اور صاحبین کے نزدیک متحقق ہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہو - اکراہ مین چند معانی کا اعتبار ہو ایک تو یہ کہ دوسرے جسکو مجبور کیا ہو تیسرے جس امر پر مجبور کیا چوتھے جس بات پر ڈرایا ہو پس کرہ مین یہ معتبر ہو کہ جس امر سے ڈرایا ہو وہ امر اسکے اختیار مین ہو کہ اسکا ایقاع کر سکتا ہو اور اگر ایسا نہو گا یعنے جس سے ڈراتا ہو اسکو کر نہین سکتا ہو تو ایسے شخص کا اکراہ اکراہ نہین ہذیان ہو اور جس شخص کو ڈرایا ہو اور مجبور کیا ہو اسمین یہ اعتبار ہو کہ مکرہ کیطرف سے وہ شخص اپنی جان پر خوفناک ہو کہ جس امر سے ڈراتا ہو اسکو جلدی واقع کریگا کیونکہ وہ شخص بالطبع بدون اسکے مجبور نہین ہوگا اور جس امر سے ڈراتا ہو وہ ... جان تلف ہو جاوے یا کوئی عضو تلف ہو جاوے یا ایسے امر سے ڈراوے جس سے یہ شخص ...

نہین ہو اور جس کام پر اکراہ کیا ہو اسمین یہ معتبر ہو کہ قبل اکراہ کے وہ کام اس شخص سے ممتنع ہو خواہ اسی کے حق کی وجہ سے یا دوسرے آدمی کے حق کی وجہ سے یا شرعی حق کی وجہ سے اور ان احوال کے اختلاف کیوجہ سے حکم مختلف ہوگا یہ مبسوط مین ہو - رہا حکم اکراہ کا یعنی رخصت یا اباحت وغیرہ سو اکراہ کی شرطہای جانے پر ثابت ہوگا اور اصل یہ ہو کہ مکرہ کے سب تصرفات قولی ہمارے نزدیک منعقد ہوتے ہین ولیکن انمین تصرفات مین سے جو تصرفات محتمل فسخ ہین جیسے بیع و اجارہ وغیرہ وہ فسخ ہوجاوینگے اور جو فسخ نہین ہوسکتے ہین جیسے طلاق و عتاق و نکاح و تدبیر و استیلاد و نذر سو یہ تصرفات لازم رہینگے یہ کافی مین ہو - جب تلف نفس یا عضو پر ڈرا کر کسی فعل کرنے پر اکراہ کیا تو وہ فعل مجبور کردہ سے منتقل کیا جائیگا مگر ان صورتون مین منتقل کیا جائیگا کہ جنمین مجبور کردہ شخص مکرہ کا آلہ ہوسکتا ہو پس ایسا ہوجائیگا کہ گویا خود ہی مکرہ نے یہ فعل کیا ہو اور اسکی مثال یہ ہو کہ مثلاً زید کو دھمکایا کہ تجھے قتل کرونگا یا تیرا ہاتھ کاٹ ڈالونگا اگر تو نے عمرو کو قتل نہ کیا یا اسکا مال تلف نہ کیا اور اگر تلف نفس یا عضو پر ڈرا کر کسی قول کہنے پر مجبور کیا پس اگر وہ قول ایسا ہو کہ جسکا جد و ہزل یکسان ہو اور ثبوت متعلق بقبول ہو جیسے طلاق و عتاق تو ایسے اکراہ کا حکم یہ ہو کہ حق اتلاف مین مجبور کردہ شخص مکرہ کا آلہ قرار دیا جائیگا اور اتلاف اس سے منتقل ہوکر مکرہ پر پڑیگا کیونکہ مجبور کردہ حق اتلاف مین مکرہ کا آلہ ہوسکتا ہو مگر حق تلفظ مین جسمین مجبور کردہ شخص مکرہ کا آلہ نہین ہوسکتا ہو وہ مجبور کردہ ہی سے اعتبار کیا جائیگا اور اگر ایسا قول ہو کہ جسکا جد و ہزل یکسان نہو جیسے بیع و اجارہ و اقرار تو ایسے اکراہ کا حکم یہ ہو کہ یہ قول فاسد قرار دیا جائیگا اسیطرح اگر ایسا قول ہو جسکا جد و ہزل یکسان ہو مگر اسکا ثبوت متعلق بقبول نہین ہو تو ایسے اکراہ کا حکم بھی اس قول کا فساد ہو حتی کہ مجبور کردہ کی ردت یعنی مرتد ہونا صحیح نہین ہو پس ردت ایسی چیز ہو کہ اسکا جد و ہزل یکسان ہو مگر ثبوت ردت متعلق بہ لفظ نہین ہو پس اگر ایک شخص نے زید کو مجبور کیا کہ کفر کرے اسنے کفر قبول کرنیکا اقرار کیا تو کافر نہوگا یہ محیط مین ہو - اور اگر مکرہ نے قید و بند سے ڈرا کر کسی فعل پر مجبور کیا تو اسکا کچھ حکم نہین ہو اور یون قرار دیا جائیگا کہ اس شخص نے بلا اکراہ خود ہی اس فعل کو کیا ہو اور اگر قید و بند سے ڈرا کر کسی قول پر مجبور کیا پس اگر ایسا قول ہو جسکا جد و ہزل یکسان نہین ہو تو اسکا حکم یہ ہو کہ یہ قول فاسد ہو اور اگر ایسا قول ہو جسکا جد و ہزل یکسان ہو تو اسکا کچھ حکم نہین ہو اور یون قرار دیا جائیگا کہ مجبور کردہ نے خود اپنے اختیار سے یہ لفظ کہا ہو یہ نہایہ مین ہو پس اگر کسی شخص کو قتل کیا یا ضرب شدید یا قید مدید سے ڈرا کر خرید یا فروخت یا اقرار یا اجارہ پر مجبور کیا تو مجبور کردہ کو خیار ہوگا چاہے بیع کو تمام کردے یا فسخ کردے بخلاف اسکے اگر ایک روز کی قید یا بند یا ایک کوڑا مارنے پر ڈرایا تو یہ حکم نہین ہو لیکن اگر یہ شخص مجبور کردہ صاحب منصب ہو کہ اسکے حال سے معلوم ہو کہ یہ شخص اپنے فعل سے متضرر ہوگا تو یہ شخص مجبور کردہ قرار دیا جائیگا اور قید کی وہ مقدار جو اکراہ ہوسکتی ہو اسقدر ہو کہ جس سے کھلا ہوا غم لاحق ہو اور ضرب سے اسقدر ہو کہ جس سے درد شدید حاصل ہو اور اسکی کوئی ایسی حد مقرر نہین ہو کہ جس سے کم و زیادہ نہوسکے بلکہ یہ امام وقت کی راے پر موقوف ہو اسواسطے کہ یہ باختلاف احوال مردم مختلف ہوتا ہو پس بعضے آدمی ایسے ہوتے ہین جو بدون ضرب شدید و قید مدید کے دردناک نہین ہوتے ہین اور بعضے شریف و صاحب منصب ہوتے ہین کہ ادنی توہین سے مثل ایک کوڑے یا گوشمالی سے متضرر ہوتے ہین خصوصاً جبکہ

یہ حرکت انکے ساتھ مجمع عام مین یا سلطان کے روبرو کیجاوے تو ایسے لوگون کے حق مین اکراہ صرف اسیقدر سے ثابت ہوگا یہ تبیین مین ہو - اگر زید نے عمرو کو بیع کر کے سپرد کر دینے پر مجبور کیا تو یہ بیع مکروہ ہوگی اور اگر اسے فقط بیع پر مجبور کیا اور عمرو نے بیع کر کے بخوشی سپرد کیا تو یہ بیع مکرہ نہین ہو پس ثابت ہوا کہ بیع پر اکراہ کرنے سے سپرد کر دینے پر اکراہ نہین ہوتا ہو پس سپرد کرنا برضامندی ہوا اور اس سے یہ حکم ہوگا کہ اُسنے بیع کی اجازت دیدی اور اسی سے ہم نے کہا ہو کہ جو شخص یون دعوے کرے کہ مین بیع کرنے پر مجبور کیا گیا تھا اور اب چاہتا ہون کہ مبیع مشتری سے واپس لے تو اس دعوی کی سماعت نہ ہوگی تا وقتیکہ یون دعوے نہ کرے کہ مین بیع کر کے سپرد کر دینے پر مجبور کیا گیا تھا - اور جب اکراہ بیع کر کے سپرد کر دینے پر واقع ہوے کہ بیع مکرہ ہو جاوے اور مشتری نے مبیع پر قبضہ کیا تو بملک فاسد اُسکا مالک ہوگا اور مشتری کے تصرفات اسمین نافذ ہونگے اور بعد تصرف کے اگر مجبور کردہ نے اُس سے خصومت کی پس اگر ایسا تصرف ہو جو بعد وقوع کے محتمل نقض ہو تو مجبور کردہ کو اختیار ہو کہ اسکا تصرف توڑ کر اپنے مال عین کو جہان پاوے واپس لیوے اور اگر ایسا تصرف ہو جو بعد وقوع کے محتمل نقض نہین ہو جیسے عتق و تدبیر وغیرہ تو مجبور کردہ اسکو نہین توڑ سکتا ہو مگر اُسکو قیمت کی ضمان لینے کا اختیار ہو پس چاہے مکرہ سے مشتری کے سپرد کرنیکے روز کی قیمت لے یا مشتری سے یہ قیمت ڈانڈ لے پس اگر اُسنے مشتری سے ضمان لینا اختیار کیا تو چاہے مشتری کے قبضہ کرنیکے روز کی قیمت لے یا جس روز اُسنے آزاد کیا ہو اُس روز کی قیمت لے یہ ذخیرہ مین ہو - اگر زید نے عمرو کو بیع پر مجبور کیا اور عمرو نے ثمن پر بطوع خود قبضہ کیا تو یہ اجازت ہے کیونکہ ثمن پر بطوع خود قبضہ کرنا رضامندی کی دلیل ہو اور یہی شرط تھی بخلاف اسکے اگر ہبہ پر اکراہ کیا سپرد کرنے پر اکراہ نکیا اور مجبور کردہ نے سپرد کیا تو یہ اجازت ہبہ نہین ہو اگرچہ بطوع خود سپرد کیا - اور اگر مجبور کردہ نے باکراہ اسکو قبول کیا تو یہ بیع کی اجازت نہین ہو اور اُسپر واجب ہوگا کہ ثمن واپس کرے اگر اسکے پاس موجود ہو کیونکہ بسبب اکراہ کے عقد فاسد ہو اور اگر تلف ہو گیا ہو تو اُس سے کچھ نہین لے سکتا ہو اور اگر مشتری کے ہاتھ مین مبیع تلف ہوئی حالانکہ مشتری مجبور کردہ نتھا مگر بائع مجبور کردہ تھا تو مشتری اُسکی قیمت بائع کو ڈانڈ دے اور بائع کو اختیار ہو کہ مکرہ سے ضمان لے پس اگر مکرہ سے ضمان لی تو مکرہ مشتری سے قیمت واپس لیگا اور اگر مشتری سے ضمان لی تو مشتری کی ملک مبیع مین ثابت ہوگی اور مکرہ سے مشتری کچھ نہین لے سکتا ہو اور اگر مشتری نے دوسرے کے ہاتھ اسکو فروخت کر دیا اور دوسرے نے تیسرے کے ہاتھ علی ہذا القیاس ہاتھون ہاتھ چند بار فروخت ہوئی تو سب بیع مشتری اول کے ضمان دینے سے نافذ ہو جاوینگی اور بائع اول کو اختیار ہو کہ جس مشتری سے چاہے ضمان لے اور جو مشتری ان مشتریون مین سے ضمان ادا کریگا وہ مالک ہو جائیگا اور جتنی بیوع اسکے بعد واقع ہوئی ہین وہ سب جائز ہو جاوینگی مگر ماقبل کی بیوع باطل ہونگی بخلاف اسکے اگر مجبور کردہ نے ان بیوع مین سے کسی بیع کی اجازت دی تو سب بیوع ماقبل و مابعد کی جائز ہو جاوینگی اور ثمن کو مشتری اول سے وصول کریگا یہ تبیین مین ہو - اگر بائع مجبور کردہ ہو مشتری مجبور کردہ نہو پس مشتری نے بعد قبضہ کے کہا کہ مین نے بیع توڑ دی تو اُسکا توڑنا صحیح نہین ہو اور اگر قبل قبضہ کے نقض کیا تو صحیح ہو اور اگر مشتری مجبور کردہ ہو بائع نہو تو قبل قبضہ کے دونون مین سے ہر ایک کو نقض بیع کا اختیار ہو مگر بعد قبضہ کے فقط مشتری کو فسخ کا اختیار ہوگا نہ بائع کو یہ فتاوی قاضیخان مین ہو - اگر مشتری مجبور کردہ ہو نہ بائع

پھر مبیع مشتری کے پاس تلف ہوئی پس اگر بلا تعدی تلف ہوئی تو امانت کا مال گیا یہ خزانۃ المفتین مین ہو - اگر سلطان نے زید کو کسی چیز کے خریدنے و قبضہ کرکے ثمن دینے پر مجبور کیا اور بائع مجبور کردہ نہین ہو پھر مشتری مجبور نے بعد خریدنے و قبضہ کرنے کے اُسکو آزاد کردیا یا مدبر بنایا یا باندی تھی اُس سے وطی کی یا شہوت سے بوسہ لیا تو خرید نافذ ہو جاویگی - اور اگر مشتری نے خریدا اور ہنوز قبضہ نہین کیا کہ بائع نے اُسکو آزاد کیا تو عتق نافذ و بیع باطل ہو جاویگی اور اگر مشتری نے قبل قبضہ کے اُسکو آزاد کیا تو استحساناً عتق نافذ ہوگا اور اگر قبل قبضہ کے دونون نے معاً اُسکو آزاد کیا تو بائع کا آزاد کرنا نافذ ہوگا یہ محیط مین ہو - اور اگر بائع مجبور کردہ ہو مشتری نہ ہو اور مشتری نے قبل قبضہ کے اُسکو آزاد کردیا تو اُسکا عتق باطل ہو اور اگر مشتری کے آزاد کرنیکے وقت بائع نے اجازت دیدی تو بیع جائز ہو جاویگی کیونکہ ابھی تک معقود علیہ پر عقد کا حکم ہو سکتا ہو اور یہ عتق جو مشتری سے واقع ہوا جائز نہین - اور اگر دونون نے اسکو آزاد کیا تو بائع کا اعتاق جائز ہے کیونکہ اسکی ملک پر واقع ہوا ہو اور اس سے بیع ٹوٹ گئی اور اگر مشتری نے قبضہ کرلیا پھر دونون نے اسکو آزاد کیا تو غلام مشتری کیطرف سے آزاد ہوا - اور اگر بائع و مشتری یعنی مشتری دونون مجبور کردہ ہون کہ عقد کرکے مبیع و ثمن پر باہمی قبضہ کرین اور دونون کو ایسا ہی کرنا پڑا پھر ایک نے بعد اسکے کہا کہ مین نے بیع کی اجازت دیدی تو اُسکی جانب سے بیع جائز ہو جاویگی اور دوسرا اپنے حال پر رہیگا - پھر اگر دونون نے بلا اکراہ اجازت دیدی تو بیع جائز ہو اور اگر دونون نے اجازت نہ دی یہانتک کہ مشتری نے غلام آزاد کردیا تو عتق جائز ہو پھر اگر اسکے بعد دوسرے نے اجازت دی تو اُسکی اجازت پر التفات نہ کیا جائیگا کیونکہ تیسرے پر ضمان قیمت متقرر ہو چکی ہو اور محل عقد ابتداءً معدوم ہو گیا اور اگر دونون نے باہمی قبضہ نہ کیا یہانتک کہ ایک نے بلا اکراہ بیع کی اجازت دیدی تو بیع بحالہ فاسد رہیگی کیونکہ ایک کیطرف سے اکراہ پایا جانا فساد بیع کیواسطے کافی ہو - اور اگر معاً دونون نے اسکو آزاد کیا حالانکہ ایک نے بیع کی اجازت دیدی ہو پس اگر وہ غلام مقبوض نہ ہو تو بائع کا اعتاق جائز ہو اور مشتری کا باطل ہو اور اگر ایک نے آزاد کیا پھر دوسرے نے آزاد کیا پس اگر بائع نے بیع کی اجازت دیدی ہو اور مشتری نے بائع سے پہلے آزاد کیا تو یہ فعل دونون کیطرف سے بیع کی اجازت تحقیق کریگا اور ثمن بائع کا مشتری پر واجب ہوگا اور عتق مشتری کیطرف سے نافذ ہوگا کیونکہ اسکی ملک سابق ہو چکی ہو اور اگر بائع نے پہلے آزاد کیا تو اُسنے اعتاق سے بیع توڑدی اور اُسکی طرف سے عتق نافذ ہو گیا پھر دونون مین سے کیکی اجازت نفاذ بیع کیواسطے کارآمد نہ ہوگی اور نہ مشتری کا اعتاق اسکے بعد نافذ ہو سکتا ہو اور اگر مشتری نے اولاً بیع کی اجازت دی ہو اور بائع نے اجازت نہ دی ہو تو بائع کا اعتاق نافذ ہوگا اور اُس سے بیع ٹوٹ جاویگی خواہ مشتری سے پہلے آزاد کیا ہو یا اُسکے بعد آزاد کیا ہو کیونکہ مشتری کی اجازت کے بعد بھی وہ غلام بائع کی ملک مین باقی ہو پس بائع کا اعتاق اُسکی ملک پر واقع ہوا سو اسواسطے نافذ ہوگا اور بیع ٹوٹ جاویگی یہ مبسوط مین ہو - اگر زید کو اُسکی باندی فروخت کردینے پر مجبور کیا اور کسی مشتری کا نام نہ لیا اسنے باندی کسی شخص کے ہاتھ فروخت کردی تو یہ فاسد ہو یہ فتاوی قاضیخان مین ہو - اگر زید کو ظالمون نے گرفتار کیا کہ مال ادا کرے اور اُسپر ادا سے مال کے واسطے اکراہ کیا اور یہ ذکر نہ کیا کہ اپنی باندی کو اس مال کے عوض فروخت کرکے ادا کرے مگر زید نے

اپنی باندی اسلیے فروخت کی کہ یہ مال ادا کرے تو بیع جائز ہوگی کیونکہ اُسنے بطوع خود باندی فروخت کی ہے اسلیے کہ ادائے مال کا تحقیق بطریق استقراض یا استیہاب ہو سکتا ہے کچھ باندی کی فروخت پر موقوف نہیں ہے اور یہ ظالموں کی عادت ہے کہ جب کسی شخص سے مصادرہ چاہتے ہیں یعنی بیجا جرمانہ تو اُسکو ادائے مال پر مجبور کرتے ہیں اور یہ نہیں کہتے ہیں کہ اپنی ملک کی کوئی چیز فروخت کرے حتےٰ کہ جب اُسنے وہ چیز فروخت کردی تو بیع اُسکی نافذ ہو جاتی ہے تو ایسی بلا میں مبتلا ہونے کے وقت حیلہ یہ ہے کہ ظالم سے کہے کہ میں کہاں سے ادا کروں میرے پاس مال نہیں ہے پھر جب ظالم اُس سے کہے کہ اپنی باندی فروخت کرکے ادا کر تو اب وہ شخص باندی فروخت کرنے پر مجبور قرار دیا جائیگا پس بیع نافذ نہ ہوگی یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص دس ہزار درم پر ایک باندی خریدنے پر مجبور کیا گیا حالانکہ باندی کی قیمت ہزار درم ہیں اُسنے دس ہزار سے زیادہ کو خریدی یا ایک شخص دس ہزار درم کی قیمت کی باندی کو ہزار درم پر فروخت کرنے پر مجبور کیا گیا اُسے ہزار سے کم پر فروخت کی تو ہمارے علماء کے قول پر استحساناً بیع جائز ہے اور اگر ہزار درم پر ایک باندی فروخت کرنے پر مجبور کیا گیا اُسنے بعوض دیناروں کے جنکی قیمت ہزار درم ہے فروخت کی تو ہمارے علماء کے قول پر بیع فاسد ہے اور اگر ہزار درم پر باندی فروخت کرنے پر مجبور کیا گیا اُسنے بعوض کسی اسباب یا حیوان کے جسکی قیمت ہزار درم ہے فروخت کی یا ہزار درم سے اقرار پر مجبور کیا گیا اُسنے سو دینار کا جسکی قیمت ہزار درم ہے اقرار کیا تو ہمارے علماء کے قول پر یہ بیع وا اقرار نافذ ہوگا اور اگر ہزار درم پر فروخت کرنے پر مجبور کیا گیا اُسنے دو ہزار درم کو فروخت کی تو کل بیع جائز ہے یہ فتاوے قاضیخان میں ہے۔ اور اگر بیع پر مجبور کیا گیا اور مجبور نے بیع ہبہ کردی تو جائز ہے اسیطرح اگر ہزار درم حق کا اقرار کرنے پر مجبور کیا گیا اُسنے ہزار درم ہبہ کردیے تو بھی جائز ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر ایک شخص تلف نفس یا عضو کی دھمکی سے مجبور کیا گیا کہ اُسنے غلام ہزار درم قیمت کا دس ہزار درم کو خریدا اور ثمن دیدیے اور غلام پر قبضہ کرلینے پر بھی مجبور کیا گیا اور مشتری نے سابق میں قسم کھائی تھی کہ جس غلام کا میں آیندہ مالک ہوں وہ آزاد ہے یا خاص اُسی غلام کی نسبت قسم کھائی تھی تو یہ غلام آزاد ہو جائیگا اور مکرہ سے کچھ واپس نہیں لے سکتا ہے یہ خزانۃ المفتین میں ہے۔ اور اگر زید اپنے ذی رحم محرم کو قیمت سے زیادہ پر خریدنے اور اُسپر قبضہ کرنے پر مجبور کیا گیا اور زید نے خرید کر قبضہ کیا تو آزاد ہو جاویگا اور قیمت دینی لازم آویگی اور جو کچھ اُسنے دیا ہے وہ مکرہ سے واپس لیگا اور اسیطرح اگر ایسی باندی خریدنے پر جو زید سے بنکاح بچہ جنی ہے اور اُسکے قبضہ کرنے پر مجبور کیا گیا یا ایسی باندی خریدنے پر مجبور کیا گیا جسکی نسبت اُسنے یوں قسم کھائی تھی کہ اگر میں اسکا مالک ہوں اور قابض ہوں تو یہ مدبرہ ہے تو بھی یہی حکم ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر سلطان نے زید کو تلف نفس یا عضو کی دھمکی سے اسپر مجبور کیا کہ میری متاع اس شخص کے ہاتھ ہزار درم کو فروخت کرے حالانکہ مشتری خرید پر مجبور نہیں کیا گیا اور شخص مجبور نے مشتری کے ہاتھ متاع فروخت کی تو بیع جائز ہے اور عہدہ اسکا سلطان پر ہوگا نہ بائع پر اور اگر اسکے بعد مشتری سے بائع نے ثمن طلب کیا تو بیع کا عہدہ اُسی مشتری کی طرف راجع ہوگا اور اگر سلطان نے اس بات پر مجبور کیا کہ میرے واسطے فلان شخص کا اسباب ہزار درم میں خریدے اور زید نے خریدا تو خرید جائز ہے اور کل اسباب سلطان کا ہوگا اور مشتری پر کچھ عہدہ نہیں ہے کہ مشتری سے ثمن سپرد کرنیکا مطالبہ نہ کیا جائیگا اور اگر مشتری نے بائع سے مبیع

سپرد کرنے کا مطالبہ کیا تو عہدہ زید کے ذمہ برجوع ہوگا اور اُس سے ثمن ادا کرنے کا مطالبہ کیا جائیگا یہ ذخیرہ مین ہی
اگر زید مجبور کیا گیا کہ اپنا آدھا گھر غیر مقسوم عمرو کو ہبہ کردے یا اُس سے مقسوم و غیر مقسوم کچھ بیان نہ کیا اور مجبور
کیا گیا کہ سپرد بھی کردے پس زید نے تمام گھر ہبہ کرکے سپرد کردیا تو یہ جائز ہی کیونکہ اُسنے ایسا ہبہ کیا جسپر وہ مجبور
نہین کیا گیا تھا اور اگر اپنے آدھے گھر مقسوم کی بیع پر مجبور کیا گیا اور اُسنے تمام گھر بیع کیا تو ہمارے نزدیک استحساناً
بیع جائز نہین ہی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - اور اگر زید کو مجبور کیا کہ عمرو کے ہاتھ بطور بیع فاسد کے فروخت کرے
اور زید نے بطور بیع صحیح کے فروخت کیا تو بیع جائز ہی اور اگر بطور بیع جائز کے فروخت کرنے پر
اور سپرد کرنے پر بھی مجبور کیا گیا اور اُسنے بطور بیع فاسد کے فروخت کرکے دیدی اور مبیع مشتری کے پاس
تلف ہوگئی تو بائع کو اختیار ہی کہ چاہے مکرہ سے ضمان لے یا مشتری سے کذا فی المبسوط - اگر اسکو بیع فاسد پر
اکراہ کیا اُسنے بیع کی تو جائز ہی - اور برعکس مین اسکو اختیار ہی کہ مکرہ سے مبیع کی قیمت کی ضمان لے اور وہ مشتری
سے مال ضمان واپس لیگا اور اگر مکرہ نے زید کو نصف دار مقسوم کسی بیت کے ہبہ پر مجبور کیا اُسنے کل مکان ہبہ
یا فروخت کیا تو جائز نہین ہی یہ غیاثیہ مین ہی - اگر زید کو مکرہ نے عمرو کو مکان ہبہ کردینے پر مجبور کیا اُسنے عمرو کو
صدقہ مین دیدیا یا صدقہ دینے پر مجبور کیا تھا اُسنے ہبہ کردیا اور عمرو اُسکا ذو رحم محرم ہی یا اجنبی ہی تو یہ جائز ہی کیونکہ
ہبہ اور ہی اور صدقہ اور ہی - اور اگر مکرہ نے ہبہ کرکے سپرد کردینے پر مجبور کیا اور مجبور نے بعوض ہبہ کرکے باہمی قبضہ
کرلیا تو جائز ہی اور اگر مکرہ نے بعوض ہبہ کرنے پر مجبور کیا اور مجبور نے بعوض فروخت کردیا اور باہمی قبضہ کرلیا تو باطل
ہی اسیطرح اگر بیع اور قبضہ باہمی پر مجبور کیا اور مجبور نے بعوض ہبہ کرکے باہمی قبضہ کرلیا تو بھی یہی حکم ہی اور اگر مکرہ
نے ہبہ و قبضہ دیدینے پر مجبور کیا اور مجبور نے ایسا ہی کیا پھر موہوب لہ نے اسکو کچھ عوض دیا اُسنے قبول کیا تو یہ
اجازت قرار پائیگا یہ خزانۃ المفتین مین ہی - اور اگر مکرہ نے ہبہ کردینے پر مجبور کیا اور مجبور نے اسکو نحلہ یا عمریٰ مین
دیا تو یہ باطل ہی خواہ موہوب لہ اسکا ذو رحم محرم ہو یا اجنبی ہو یہ مبسوط مین ہی - اور اگر مکرہ نے خالد کو اس امر
پر مجبور کیا کہ اپنی باندی زید کو ہبہ کرے اُسنے زید و عمرو دو شخصونکو ہبہ کردی تو حصہ عمرو کا ہبہ جائز اور حصہ
زید کا باطل ہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - اور اگر اس مسئلہ مین بجاے باندی کے ہزار درم ہون تو سب
اماموں کے نزدیک بالاتفاق کل ہبہ باطل ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی - اور اگر مکرہ نے زید کو مجبور کیا کہ عمرو کو
ہبہ کرے اور قبضہ دلادینے پر مجبور نہین کیا پس زید نے ہبہ کرکے وہ چیز عمرو کو دیدی اور کہا کہ مین نے تجھے
ہبہ کیا تو اسکو لے اور عمرو نے وہ چیز لے لی اور اسکے پاس تلف ہوگئی تو زید کو خیار ہوگا کہ چاہے مکرہ
سے قیمت کی ضمان لے یا عمرو سے ضمان لے یہ مبسوط مین ہی

دوسرا باب اُن امور کے بیان مین جنکا کرنا شخص مجبور کردہ شدہ کو حلال ہی اور جنکا نہین حلال ہی - اس
باب کے مسائل چار قسم پر ہین اول وہ کہ جنکا کرنا اوسے ہی نکرنے سے اور ترک کرنے سے گنہگار ہوگا دوم وہ
کہ جنکے نکرنے سے ثواب ہوگا حالانکہ اگر کرے تو گنہگار نہو مگر ترک کرنا اوسے ہی سوم وہ کہ جنکے نکرنے سے
ثواب پائیگا اور کرنے سے گنہگار ہوگا چہارم وہ کہ جنکا کرنا و نکرنا دونون یکسان ہین یہ فتاوے قاضیخان
مین ہی - سلطان نے اگر ایک شخص کو گرفتار کیا اور کہا کہ یا تو یہ شراب پی یا یہ مردار کھا ورنہ تیرا ہاتھ کاٹ ڈالونگا

ورنہ مین تجھے قتل کرونگا تو اس شخص کو اسکا پینا و کھانا جائز ہی بلکہ اگر اسکا غالب گمان یہ ہو کہ درصورت نہ کھانے
کے مقتول ہونگا تو کھانا اسپر فرض ہی پس اگر اُسنے نہ کھایا اور سلطان نے اسکو قتل کیا تو ظاہر الروایہ کے موافق
گنہگار ہوگا اور شیخ الاسلام نے ذکر کیا کہ گنہگار اور خودکشی کے جرم مین ماخوذ ہوگا لیکن اگر یہ نجانتا ہو کہ بوقت
ضرورت یہ چیزین مباح ہو جاتی ہین اور حرام سمجھا اُسنے نہ کھائین اور مقتول ہوا تو امید ہی کہ اُسکے حق مین
گنجائش ہو اور اگر مباح ہو جانے کو جانکر اُسنے نہ کھائین تو ماخوذ ہوگا ایسا ہی محمد رح نے فرمایا ہی اور اگر اس
شخص کے غالب گمان مین یہ امر ہی کہ سلطان مجھسے دل لگی کرتا ہی اور قتل کرنے پر دھمکاتا ہی مگر درصورت نہ کھانے کی
صورت مین قتل نکریگا تو اسکو کھانا حلال نہین ہی اور اس باب مین اسکی رائے حکم ہی - اسیطرح اگر ظالمون
نے اُسکے عضو کے تلف کرنے پر دھمکایا مثلاً ہاتھ وغیرہ کاٹ ڈالنے پر ڈرایا اسیطرح اگر سو کوڑے وغیرہ مارنے پر
دھمکایا کہ جس سے جان یا کسی عضو کے تلف ہو جانے کا خوف ہی تو بھی مثل قتل کے اسکا حکم ہی اور امام محمد رح
نے اسکی کوئی مقدار مقرر نہین کی بلکہ ضرب کی مقدار مجبور کردہ کی رائے پر تفویض کی ہی اور یہی اصح ہی اور فرمایا کہ
اگر ایک یا دو کوڑے مارنے پر دھمکایا تو اسکو ان حرام چیزوں کا کھانا مباح نہین ہی لیکن اگر ظالمون نے یون ڈرایا
کہ ایک یا دو کوڑے آنکھ پر یا آلہ تناسل و فوطہ پر مارینگے تو گنجائش ہی اور اگر اسکو حبس دوام یا بند دائمی
پر دھمکایا تو اسکو کھانا مباح نہین ہی بشرطیکہ اس قید و بند مین کھانا پانی بند نہ کیا جاوے اور ہمارے مشائخ نے
فرمایا کہ اگر شخص مجبور کردہ صاحب عیش و عشرت ہو کہ جسپر یہ قید و بند شاق گذرے اسطرح کہ اُسکے دل مین
یہ سماوے کہ درصورت عدم تناول کے مین قید و بند مین مر جاؤنگا یا میرا کوئی عضو جاتا رہیگا تو اسکو کھا لینا مباح
ہی اور اسیطرح اگر کسی مکان تاریک مین قید کرنے پر دھمکایا جسکے اندر دیر تک رہنے سے بینائی جاتی رہنے کا خوف
ہو تو بھی اسکو کھا لینا مباح ہی - اور بعضے مشائخ نے فرمایا کہ امام محمد رح نے اسطرح کا حکم فقط اپنے زمانہ کی قید دیکھکر
فرمایا ہی اور اب اس زمانہ مین جو صورت قید کی موجود ہی اس سے کھا لینا مباح ہوتا ہی اور اگر ظالمون نے کہا کہ ہم
تجھے بھوکا رکھینگے ورنہ تو ان چیزون کو تناول کر تو اسکو تناول کرنا مباح نہین ہی تاوقتیکہ بھوک سے یہ نوبت
نہ پہونچے جس سے خوف تلف ہو یہ محیط مین ہی اور اگر اس شرط پر مجبور کیا گیا کہ اللہ تعالے کے ساتھ کفر کرے یا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برا کہے اور دھمکایا گیا کہ درصورت نہ کہنے کے قتل کیا جائیگا یا عضو قطع کیا جائیگا تو کلمہ
کفر اظہار کرنے مین اسکو رخصت دیگئی ہی پس اگر اُسنے کلمہ کفر اظہار کیا حالانکہ اُسکا دل ایمان سے مطمئن ہی تو
گنہگار نہ ہوگا اور اگر اُسنے صبر کیا یہانتک کہ مقتول ہوا تو اسکو ثواب عظیم ملیگا اور اگر قید و بند یا ضرب سے دھمکایا گیا کہ
کلمہ کفر کہے یا سبّ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کرے تو یہ درحقیقت اکراہ نہین ہی جبتک کہ ایسے امر سے نہ دھمکایا جاوے
جس سے تلف نفس یا عضو کا خوف ہی اور اگر کسی مسلمان کے مال تلف کرنے کیواسطے ایسے امر سے اکراہ کیا گیا
جس سے تلف نفس یا عضو کا خوف ہی تو اسکو رخصت ہی اور اگر اُسنے مکرہ کا کہنا نہ مانا اور صبر کیا یہانتک کہ مقتول ہوا
تو شہید ہوگا اور ثواب عظیم پائیگا اور اگر فقط قید و بند سے دھمکایا گیا تو اسکو مال مسلم کے تلف کر دینے کی گنجائش نہین
ہی اور صاحب مال کو اختیار ہی کہ مکرہ سے ضمان لے یہ کافی مین ہی - اور اگر تلف نفس یا عضو پر ڈرایا گیا کہ زید کا مال
لے یا عمرو کا تو کچھ ڈر نہین ہی کہ دونون مین سے ایک کا مال لے لے پھر یہ رہا کہ دونون مین سے کسکا مال لینا اولی ہی تو

مسئلہ کی آٹھ صورتین ہین اول یہ کہ دونون شخص تونگری مین یکسان ہون مگر یہان دو صورتین ہین کہ اگر دونون مال مقدار مین بھی برابر ہون تو اسکو اختیار رہیگا کہ دونون مین سے کسیکا مال لے لے اور اسکی ضمان مکرہ پر آئیگی اور اگر اسنے زیادہ مقدار کے مال کو تلف کیا تو ضامن ہوگا اور مکرہ کیطرف رجوع نہین کر سکتا ہے - اور دوم یہ کہ دونون مین سے ایک بہ نسبت دوسرے کے تونگر ہو اور یہان بھی دو صورتین ہین کہ اگر دونون مال مقدار مین برابر ہون تو جو شخص زیادہ تونگر ہو اسکا مال تلف کرے اسیطرح اگر ایک مال زیادہ ہو تو بھی زیادہ تونگر کا مال تلف کرے سوم یہ کہ دونون فقیر ہون اور فقر مین برابر ہون پس اگر دونون مال مقدار مین برابر ہون تو اسکو اختیار ہے کہ جسکا مال چاہے تلف کردے اور اگر ایک مال کم ہو تو کم کو تلف کرے اور اگر دونون مین سے ایک زیادہ فقیر ہو تو اسکا مال نہ لیوے ہر حال مین دوسرے کا مال تلف کرے یہ محیط مین ہے - اگر چور نے زید کو مجبور کیا کہ اپنا مال عمرو کو دے اور عمرو کو مجبور کیا کہ اس سے لیکر قبضہ کرلے اور مجھے دیدے اور اکراہ بوعید تلف نفس یا عضو کیا اور اسکے پاس وہ مال تلف ہوگیا تو ضمان اس شخص پر لازم آویگی جسنے دونون پر اکراہ کیا ہے نہ قابض پر اسی طرح اگر چور نے قابض کو قبضہ کرکے چور کو دینے پر مجبور کیا اور وہ مال قابض کے پاس چور کو دینے سے پہلے تلف ہوگیا تو بھی قابض پر ضمان لازم نہ آویگی بشرطیکہ یون قسم کھاوے کہ واللہ مین نے اسواسطے قبضہ بہ طوع خود نہین کیا کہ اسکو دیدون اور واللہ نہین قبضہ کیا مین نے اسکو دینے کے واسطے مگر مجبوری یہ مبسوط مین ہے - اگر زید کو مجبور کیا کہ عمرو کو ہبہ کردے اور عمرو کو مجبور کیا کہ قبول کرے اور قبضہ کرلے اور دونون کو بوعید تلف مجبور کیا پس اگر قابض نے کہا کہ مین نے اسطور پر قبضہ کیا تھا کہ میرے پاس مثل ودیعت کے رہے تو اسی کا قول قبول ہوگا اور اگر کہا کہ مین نے ہبہ کے طور پر قبضہ کیا تھا کہ میرے سپرد ہو جاوے تو رب المال کو اختیار ہو کہ چاہے قابض سے ضمان لے یا مکرہ سے پس اگر مکرہ سے ضمان لی تو وہ بقدر تاوان کے موہوب لہ سے واپس لیگا یہ تاتارخانیہ مین ہے - اگر ایک چور نے ایک شخص کو قید سے ڈراکر اس امر پر مجبور کیا کہ یہ مال عمرو کے پاس ودیعت رکھے اور اسنے رکھدیا اور وہ مستودع کے پاس تلف ہوگیا حالانکہ مستودع مجبور نہین کیا گیا تھا تو مستودع یا مکرہ کچھ تاوان نہ دیگا اور اگر بوعید تلف ڈراکر اس کام پر مجبور کیا ہو تو رب المال کو اختیار رہوگا کہ چاہے مستودع اور چاہے مکرہ سے تاوان لے اور دونون مین سے جسنے تاوان دیا وہ دوسرے سے کچھ نہین لے سکتا ہے یہ مبسوط مین ہے - اور اگر زید کو اسکے غلام فروخت کرنے اور عمرو کو خریدنے پر اور دونون کو باہمی قبضہ کرنے پر باکراہ مجبور کیا پھر ثمن و غلام تلف ہوگیا پھر خصومت پیش آئی تو مکرہ سے غلام کا تاوان بائع کو اور ثمن کی ضمان مشتری کو دلائی جاویگی کیونکہ دونون مین سے ہر ایک اس مکرہ کیطرف سے اپنا مال دوسرے کو دینے پر مجبور رہا ہے پھر اگر دونون مین سے ایک نے دوسرے سے تاوان لینا چاہا تو ہر ایک سے اسکے مقبوضہ کا حال کہ کس وجہ سے قبضہ کیا تھا دریافت کیا جاویگا پس اگر اسنے کہا کہ مین نے بوجہ اس بیع کے جسپر مجبور کیا گیا تھا قبضہ کیا تا کہ یہ شئ میری ہو جاوے اور دونون نے یہی کہا تو بیع جائز ہے اور مکرہ پر اس اکراہ کی ضمان نہ آویگی اور اگر یون کہا کہ مین نے مجبوری قبضہ کیا تھا تا کہ جسکی چیز ہے اسکو واپس کردون اور جو مین نے دیا ہے اسکو واپس لون اور ہر ایک نے دوسرے کیواسطے یون قسم کھائی تو دونون مین سے کسیکی ضمان دوسرے پر نہ آویگی اور اگر ایک نے قسم کھائی مگر دوسرے نے نہ کھائی

تو جسنے قسم کھائی اسپر تاوان نہیں ہو اور جسنے نہیں کھائی وہ مقبوضہ کی ضمان دیگا پس اگر قسم سے انکار کرنیوالا وہی ہو جسنے غلام پر قبضہ کیا ہو تو بائع اپنے غلام کی قیمت جس سے چاہے ڈانڈ لے خواہ مشتری سے یا مکرہ سے پس اگر مکرہ سے لی تو وہ مشتری سے واپس لیگا اور اگر مشتری سے لی تو وہ مکرہ سے کچھ نہیں لے سکتا ہو اور بائع ثمن بھی نہیں واپس لے سکتا ہو۔ اور اگر مشتری قسم کھا گیا اور بائع نے انکار کیا تو غلام کی نسبت مشتری ضمان نہ لیجاویگی اور ثمن کی ضمان چاہے بائع سے لے یا مکرہ سے پس اگر بائع سے لی تو وہ مکرہ سے کچھ نہیں لے سکتا ہو اور اگر مکرہ سے لی تو وہ بائع سے واپس لیگا یہ مبسوط میں ہو۔ اگر زید کسی شخص کے قتل کرنے پر مجبور کیا گیا تو زید کو اسکے قتل کرنیکی رخصت نہیں ہو اور اس فعل پر اقدام نہیں کر سکتا ہو بلکہ صبر کرے یہانتک کہ خود قتل ہو جاوے اور اگر زید نے اُسکو قتل کیا تو گنہگار ہوگا اور اُسکا قصاص مجبور کردہ پر عائد ہوگا اگر قتل عمد ہو یہ امام اعظم و امام محمد رح کا قول ہو یہ کافی میں ہو۔ اور اگر مامور مختلط العقل یا نابالغ ہو تو قصاص مکرہ پر واجب ہوگا یہ عینی شرح ہدایہ میں ہو۔ اور اگر کوئی شخص صرف قید و بند سے ڈرا کر اس امر پر مجبور کیا گیا کہ زید مسلم کو قتل کرے اسنے ایسا ہی کیا تو یہ اکراہ صحیح نہیں ہو اور قاتل پر بالاتفاق لازمہ قصاص واجب ہوگا یہ فتاوے قاضیخان میں ہو۔ اگر سلطان نے ایک شخص کو قتل پر ڈرایا کہ اپنا ہاتھ قطع کرے تو اُسکو گنجائش ہو کہ ہاتھ قطع کردے پھر اگر مکرہ سے اس مقدمہ میں خصومت کی تو مکرہ پر قصاص واجب ہوگا۔ اور اگر اس امر پر اکراہ کیا کہ اپنے تئین قتل کرے تو نہیں کر سکتا ہو اور اگر اپنے تئین قتل کیا تو مکرہ پر کچھ واجب نہیں ہوگا یہ محیط میں ہو۔ اگر سلطان نے کسی شخص سے کہا کہ اپنے تئین اس آگ میں ڈالدے ورنہ تجھے قتل کرونگا تو دیکھنا چاہیے کہ اگر ایسی آگ ہے کبھی بچ جاتا ہو اور کبھی نہیں بچتا ہو تو اسکو آگ میں گر پڑنے کی گنجائش ہو پھر اگر اُسنے آگ میں ڈالا اور مر گیا تو حکم دینے والے مکرہ پر امام اعظم و امام محمد رح کے نزدیک قصاص واجب ہوگا اور اگر آگ ایسی ہو کہ جس سے نجات ممکن نہیں ہو و لیکن اس شخص کو اپنے تئین آگ میں ڈالنے میں بہ نسبت اور عذاب کے تھوڑی راحت ہو تو اسکو اختیار ہو کہ اپنے تئین آگ میں ڈالدے پس بعض نے کہا کہ یہ امام ابو یوسف کا قول ہو پس اگر اسنے اپنے تئین آگ میں ڈالا اور مر گیا تو امام اعظم و امام محمد رح کے نزدیک مکرہ پر قصاص واجب ہوگا اور امام ابو یوسف کے نزدیک مکرہ کے مال پر دیت واجب ہوگی قصاص نہوگا اور ایسی میت کو غسل نہ دیا جائیگا اور اگر اس آگ میں ڈالنے سے جس سے نجات نہ ہوگی کچھ راحت بھی نہو تو اسکو آگ میں گرنیکا اختیار نہیں ہو اور اگر اسنے آگ میں جان ڈالدی اور مر گیا تو اُسکا خون ہدر ہوگا یہ بالاتفاق ہو یہ فتاوے قاضیخان میں ہو۔ اگر سلطان نے ایک شخص سے کہا کہ اپنے تئین اس پانی میں ڈالدے ورنہ تجھے قتل کردونگا پس اگر وہ شخص جانتا ہو کہ میں پانی سے زندہ نہ بچونگا تو اسکو ایسا کرنیکی گنجائش نہیں ہو اور اگر ایسا کیا تو اُسکا خون ہدر ہوگا اور اگر اسمیں کچھ راحت ہو تو امام اعظم رح کے نزدیک ایسا کر سکتا ہو اور صاحبین کے نزدیک نہیں کر سکتا ہو پس اگر اُسنے ایسا کیا اور مر گیا تو اُسکی دیت امام اعظم رح کے نزدیک مکرہ کی مددگار برادری پر واجب ہوگی جیسا کہ خود مکرہ کے گرا دینے کی صورت میں یہی حکم تھا اور امام ابو یوسف نے فرمایا کہ اُسکی دیت مکرہ کے مال سے دلائی جاویگی اور قصاص عائد نہوگا اور امام محمد رح نے فرمایا کہ مکرہ پر قصاص واجب ہوگا اور امام ابو یوسف سے ایک روایت میں مثل قول امام محمد رح کے مروی ہو یہ فتاوی قاضیخان میں ہو۔ ماعلاگر

مکرہ نے کہا کہ تو خود اپنا ہاتھ قطع کردے ورنہ مین قطع کرونگا تو اسکو اپنے ہاتھ کے خود کاٹنے کی گنجایش نہین ہی اور اگر خود کاٹا تو ہدر ہو جاویگا اور اگر مکرہ نے کہا کہ تو اپنے تئین تلوار سے قتل کردے ورنہ مین تجھے تلوار سے قتل کرونگا یا کوڑون سے مار ڈالونگا یا ایسا ہی کوئی عذاب جو بہ نسبت اُسکے خود قتل کرنیکے سخت تر ہو بیان کیا تو اسکو خودکشی کی گنجایش ہی اور جب اُسنے مکرہ کے اکراہ سے اپنے تئین تلوار سے قتل کیا تو مکرہ پر قصاص واجب ہوگا یہ محیط مین ہی۔ اگر سلطان نے ایک شخص سے کہا کہ تو اپنے تئین پہاڑ کی چوٹی سے نیچے گرادے ورنہ مین تجھے قتل کرونگا پس اگر اسکو گرا دینے مین کچھ راحت نہو تو اسکو خود گرا دینے کی گنجایش نہین ہی اور اگر اُسنے خود گرادیا اور مرگیا تو اسکا خون ہدر ہوگا اور اگر اسمین کچھ راحت ہو تو امام اعظم رح کے قیاس پر اسکو گرا دینے کی گنجایش ہی پس اگر اُسنے گرادیا اور مرگیا تو امام اعظم رح کے قول پر اسکی دیت مکرہ کی مددگار برادری پر واجب ہوگی اور صاحبین کے نزدیک اسکو یہ گنجایش نہین ہی اور اگر اُسنے گرادیا تو مکرہ پر قصاص واجب ہوگا اور یہ مسئلہ قتل بالمثقل کے مسئلہ کی فرع ہی اور امام اعظم رح کے نزدیک ایسا کرنا موجب قصاص نہین ہوتا ہی اور صاحبین کے نزدیک ہوتا ہی اور مامور کا فعل مثل فعل حکم دہندہ کے قرار دیا جاتا ہی اور اگر حکم دہندہ نے اسکو گرادیا تو امام اعظم رح کے نزدیک دیت واجب ہوگی قصاص واجب نہوگا اور صاحبین کے نزدیک قصاص واجب ہوگا اور امام ابو یوسف سے ایک روایت مین آیا ہی کہ مکرہ کے مال سے دیت دلائی جاویگی اور اگر ایسا ہو کہ اس فعل سے اسکو ہلاکت کا خوف اور کچھ نجات کی بھی امید ہو اور اُسنے اپنے تئین گرادیا تو حکم دہندہ کی مددگار برادری پر دیت واجب ہوگی یہ حکم بالاتفاق ہی کیونکہ یہ مثل خطا سے قتل کرنیکے ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اگر سلطان نے زید سے کہا کہ عمرو کا ہاتھ کاٹ دے ورنہ مین تجھے قتل کرونگا تو اسکو عمرو کے ہاتھ کاٹنے کی گنجایش ہی اور جب اُسنے قطع کیا تو امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک قصاص مکرہ پر عائد ہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر بوعید تلف اس امر کے واسطے ڈرایا کہ تو اللہ تعالے کے ساتھ کفر کر یا اس شخص مسلمان کو قتل کر تو اسکو گنجایش ہی کہ اللہ تعالی کیساتھ کلمۂ کفر نکالے درحالیکہ اسکا دل ایمان سے مطمئن ہو اور یہ گنجایش نہین ہی کہ فلان شخص مسلم کو قتل کرے اور اگر اُسنے صبر کیا یہانتک کہ خود قتل ہوا تو اسکو ثواب عظیم حاصل ہوگا اور اگر اُسنے کفر سے انکار کرکے فلان شخص کو قتل کیا تو قیاساً اسکے عوض قتل کیا جاوے اور استحساناً قتل نہ کیا جائیگا بشرطیکہ یہ جانتا ہو کہ اس صورت مین اسکو کفر کرنیکی گنجایش ہی ولیکن یہ واجب ہوگا کہ اسکے مال سے تین سال مین دیت مقتول ادا کیجاوے اور اگر یہ جانتا ہو کہ اس صورت مین اسکو کفر روا ہی اور باوجود اسکے اُسنے مسلمان کو قتل کیا تو امام محمد رح نے کتاب الاصل مین یہ صورت ذکر نہین فرمائی اور ہمارے اکثر مشائخ کا یہ مذہب ہی کہ اس صورت مین قصاص واجب ہوگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ اگر زید مجبور کیا جاوے کہ تو اس مردار گوشت وغیرہ کو کھالے یا اس مرد مسلمان کو قتل کر تو اسکو چاہیے کہ مردار کو کھاوے مسلمان کو قتل نکرے اور اگر اُسنے مردار نہ کھایا یہانتک کہ مقتول ہوا تو گنہگار ہوگا بشرطیکہ جانتا ہو کہ ضرورت کیوقت مردار کھانا مباح ہی۔ اور اگر اُسنے مردار نہ کھایا بلکہ مسلمان کو قتل کیا تو اُسپر قصاص واجب ہوگا اور امام محمد رح نے مردار کے مسئلہ مین وجوب قصاص کیواسطے یہ شرط نہین لگائی کہ اسکو یہ معلوم نہ ہو کہ مردار کھانیکی گنجایش تھی اور عامۂ مشائخ نے مسئلہ مردار مین فرمایا کہ

اسپر قصاص واجب ہوگا ہر حال میں خواہ جانتا ہو کہ مردار کھانا مباح تھا یا نجانتا ہو یہ محیط میں ہے۔ اور اگر اس امر پر مجبور کیا گیا کہ مسلمان کو قتل کرے یا زنا کرے تو اسکو کسی فعل کی گنجائش نہیں ہے کیونکہ ضرورت کے وقت قتل مسلم و زنا دونوں میں سے کوئی مباح نہیں ہو جاتا ہے پس اگر اُسنے زنا کیا تو قیاساً اُسپر حد جاری ہوگی اور استحساناً جاری نہوگی مگر اُسپر واجب ہوگا کہ اُس عورت کا مہر ادا کرے اور اگر اُسنے مسلمان کو قتل کیا تو مکرہ قتل کیا جائیگا اور اگر ان مسائل میں اکراہ بوعید قید و بند یا ڈاڑھی مُنڈوانے پر ہو تو یہ اکراہ نہیں ہے پس اگر اُسنے مسلمان کو قتل کیا تو مکرہ کو چھوڑ کر قاتل سے قصاص لیا جائیگا اور مکرہ کو تعزیر دیجاوے گی۔ اور اگر ایک شخص مجبور کیا گیا کہ فلان مسلم کو قتل کرے یا شخص غیر کا مال تلف کر دے تو اسکو چاہئے کہ مال غیر کو تلف کرے اور قتل نکرے خواہ یہ مال دیت سے کم ہو یا زیادہ ہو کیونکہ مال غیر کا تلف کرنا رخصت ہے مباح نہیں ہے اور اگر اُسنے مسلمان کو قتل کیا اور مال غیر تلف نہ کیا تو قاتل قصاصاً قتل کیا جائیگا کیونکہ مال غیر تلف کرنا رخصت تھا اور قتل مسلم رخصت نتھا اور اگر اُسنے مال غیر کو تلف کر دیا تو مکرہ سے تاوان لیا جائیگا یہ فتاوی قاضیخان میں ہے۔ اور اگر مجبور کردہ نے ان دونوں سے انکار کیا یہانتک کہ قتل کیا گیا تو یہ افضل ہے۔ اور اگر بوعید قتل ایک شخص مجبور کیا گیا کہ اپنے غلام کو قتل کرے یا اپنا یہ مال تلف کر دے اُسنے کچھ نہ کیا یہانتک کہ خود مقتول ہوا تو اسکو گنجائش ہے اور اگر اپنا مال تلف کر دیا اور غلام قتل نہ کیا تو بہتر ہے اور مال کی ضمان مکرہ پر واجب ہوگی اور اگر اُسنے غلام قتل کیا مال تلف نہ کیا تو گنہگار ہوگا اور جسنے مجبور کیا ہے اُسپر قصاص یا تاوان لازم نہ آویگا کیونکہ یہ قتل بطوع خود ہے کیونکہ مجبور کردہ تلف مال سے خلاصی پاتا تھا اور تلف مال شرعاً مباح ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر ایک شخص بوعید قتل مجبور کیا گیا کہ اپنے ان دونوں غلاموں میں سے ایک کو قتل کرے اور ان میں سے ایک دوسرے سے کم قیمت ہے اُسنے ایک کو عمداً قتل کیا تو اسکو بہ قصاص مکرہ کو قتل کرنے کا اختیار ہے یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر مجبور کیا کہ ان دو شخصوں میں سے ایک کو عمداً قتل کرے تو مکرہ پر قصاص واجب ہوگا یہ ظہیریہ میں ہے۔ اور اگر ایک شخص کو مجبور کیا کہ اپنے ان دونوں غلاموں میں سے ایک کو سو کوڑے مارے اُسنے ایک شخص کے ساتھ ایسا کیا اور وہ مر گیا تو مکرہ دونوں غلاموں کی قیمتوں سے کم قیمت کا ضامن ہوگا اگرچہ جو غلام باقی رہا ہے وہی کم قیمت ہو یہ مبسوط میں ہے اور اگر ایک شخص کو مجبور کیا کہ یہ مال تلف کرے یا غلام کو سو کوڑے مارے تو مال تلف کر دینے میں کچھ ڈر نہیں ہے اور اسکی ضمان مکرہ پر واجب ہوگی خواہ یہ مال و غلام مجبور کردہ کا ہو یا غیر کا ہو اور اگر اُسنے غلام کو مارا اور وہ مر گیا تو مکرہ پر تاوان قیمت واجب نہوگا یہ ظہیریہ میں ہے۔ اگر بوعید قتل اُسکو اس بات پر اکراہ کیا کہ اپنا یہ غلام قتل کرے یا یہ غلام قتل کرے اس مجبور کو یا اُسکا بیٹا قتل کرے یا کہا کہ قتل کر اپنا یہ دوسرا غلام یا میں تیرا باپ قتل کر دونگا تو اسکو گنجائش نہیں کہ اپنا وہ غلام قتل کرے جسکے قتل پر اکراہ کیا اور اگر اُسنے اپنا غلام قتل کیا تو مکرہ پر سوائے ادب دیئے جانیکے کچھ واجب نہوگا یہ مبسوط میں ہے اسیطرح اگر ظالمون نے مجبور کیا کہ اس شخص کا مال تلف کر دے یا یہ شخص تجھے قتل کرے اُسنے مال تلف کر دیا تو ضامن ہوگا اور مکرہ سے نہیں لے سکتا ہے و لیکن اُس تلف کرنے میں گنہگار نہوگا اور اگر اُسنے مال تلف نہ کیا یہانتک کہ اُس شخص نے اسکو قتل کیا تو اُسپر انشاء اللہ تعالیٰ کچھ گناہ نہ ہوگا و لیکن اگر مال قلیل ہو تو میں اچھا نہیں جانتا ہوں کہ اسکو تلف نکرے یہ ظہیریہ میں

ہے - اور اگر ایک شخص مجبور کیا گیا کہ تو یہ شراب پی یا یہ مردار کھا ورنہ تیرے اس فرزند کو یا تیرے باپ کو قتل کرینگے تو
اسکو شراب پینا یا مردار کھانا روا نہین ہے کیونکہ کوئی ضرورت صحیح پیش نہین آئی اور اگر کہا کہ ہم تیرے بیٹے یا تیرے باپ کو
قتل کرینگے ورنہ تو اپنے اس غلام کو ہزار درم مین فروخت کر دے اُسنے فروخت کیا تو بیع جائز ہوتا ساد لیکن استحساناً
فرمایا کہ بیع باطل ہے اسیطرح ہر ذی رحم محرم کے قتل کی تہدید کرنے مین یہی حکم ہے اور اگر یون کہا گیا کہ ہم تجھے قید خانہ
مین قید کرینگے ورنہ تو اپنا یہ غلام اس شخص کے ہاتھ ہزار درم مین فروخت کر دے اُسنے فروخت کیا تو قیاساً بیع جائز
ہے اور یہی حکم ہر ذی رحم محرم مین بھی ہے اور استحساناً یہ سب صورتین اکراہ مین اور ان تصرفات مین سے کوئی تصرف
نافذ نہوگا یہ مبسوط مین ہے - اگر بوعید قتل ایک شخص مجبور کیا گیا کہ اپنے غلام کو قتل کرے یا اسکا ہاتھ کاٹ ڈالے تو اسکو
اس فعل کی گنجائش نہین ہے اور اگر کیا تو گنہگار ہوگا اور مکرہ قتل کی صورت مین مقتول کا ہوگا اور قطع کی صورت
مین نصف قیمت کا ضامن ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے - اور اگر ایک شخص مجبور کیا گیا کہ زید کا ہاتھ تیز دھار دار
چیز سے قطع کرے ہم نے قطع کیا پھر اُسنے بلا اکراہ اسکا پاؤن بھی کاٹ ڈالا اور وہ مر گیا تو قاطع اور مکرہ دونون
پر قصاص واجب ہوگا کیونکہ وہ دو فعلون سے مرا ہر ایک فعل تو مکرہ کیطرف سے منتقل ہوا اور دوسرا قاطع کے ذمہ
رہا پس دونون اُسکے قاتل ہوسکے اور امام ابو یوسف کے نزدیک دونون پر دونون کے مال سے دیت لازم ہوگی
یہ تبیین مین ہے - اگر ایک شخص کو مجبور کیا کہ روغن کی مشک بہا دے تو مکرہ پر ضمان لازم آوے گی یہ جواہر اخلاطی
مین ہے - اگر ایک شخص مجبور کیا گیا کہ زید کا ہاتھ کاٹ ڈالے اور زید نے کہا کہ مین نے تجھے ہاتھ کاٹنے کی اجازت
دیدی تو کاٹ دے حالانکہ زید مجبور کردہ نہین ہے تو اس شخص کو کاٹنا روا نہین ہے اور اگر کاٹا تو گنہگار رہوگا اور
قاطع یا مکرہ کسی پر ضمان لازم نہ آوے گی اور اگر قتل کرنے پر مجبور کیا گیا اور مجبور کردہ کو اس شخص نے قتل کی اجازت
دیدی اور مجبور کردہ نے قتل کیا تو گنہگار ہوگا مگر اسپر دیت لازم نہ آوے گی اُسکی دیت مکرہ کے مال پر واجب ہوگی یہ تاتارخانیہ
مین ہے - اگر خلیفہ وقت نے کسی نواح مین کوئی عامل بھیجا اُسنے ایک شخص سے کہا کہ تو اس مرد کو قتل کر ورنہ
مین تجھے قتل کر دونگا تو مامور مجبور کو قتل نکرنا چاہیے اور باوجود اسکے اگر مامور نے اسکو قتل کیا تو قصاص مکرہ پر
واجب ہوگا مگر یہ شخص مامور گنہگار و فاسق ہوگا اور اسکی گواہی رد کیجاویگی اور اُسکا قتل مباح ہوگا
اور مکرہ میراث سے محروم ہوگا نہ مامور مجبور یہ خزانۃ المفتین مین ہے اور اگر عامل نے اس سے کہا کہ تو اس مرد کا
ہاتھ کاٹ دے ورنہ مین تجھے قتل کر دونگا تو اسکو ایسا کرنا نہ چاہیے اسیطرح اگر ایک انگلی یا اُسکے مثل قطع کرنیکو
کہا تو بھی یہی حکم ہے اور اگر خلیفہ کی راے مین یہ آیا کہ مامور مجبور کو تعزیر دے اور قید کرے تو اسکو اختیار ہے یہ تاتارخانیہ
مین ہے - اور اگر عامل نے اس شخص کو ایک کوڑا مارنے کا حکم کیا یا حکم دیا کہ اس مرد کی داڑھی و سر مونڈے
یا قید کرے اور در صورت نکرنے کے اس مامور کو قتل سے ڈرایا تو مجھے امید ہے کہ اگر اسکی فرمانبرداری کرے تو گنہگار نہوگا
اور ترک مین بھی گنہگار نہوگا اور امید پر اسواسطے معلق کیا کہ شیخ رح کو اس باب مین کوئی صریح حکم نہین ملا اور مظالم
العباد مین راے سے رخصت کا فتوی دینا جائز نہین ہے اسواسطے امید کے ساتھ بیان کیا اور اگر مکرہ نے مامور کو ایک کوڑا
مارنے یا قید و بند یا مونڈ داڑھی منڈوانے پر ڈرایا ہو تو مامور کو گنجائش نہین ہے کہ اس مرد پر کسیطرح کا ظلم کرے خواہ قلیل ہو
یا کثیر ہو اور اگر زید کو بوعید تلف ڈرایا کہ مسلمان پر افترا پردازی کرے تو مجھے امید ہے کہ اسکو اس فعل کی گنجائش ہے یہ ذخیرہ

مین ہو۔ اگر زید کو بوعید تلف ڈرایا کہ فلان شخص کا مال لیکر مجھے دیدے تو مجھے امید ہو کہ اسکو لیکر دیدینا روا ہو اور تاوان مکرہ پر واجب ہوگا۔ اور یہ فعل مامور کو اسوقت تک روا ہو جبتک کہ مکرہ کے پاس حاضر ہو اور اگر مکرہ نے اسکو بھیجا تاکہ ایسا کرے اور مامور کو خوف ہوا کہ اگر مین نے ایسا نہ کیا تو در صورت قابو پانے کے مجھے قتل کریگا یا جس طور سے مجھے ڈرایا ہو وہی فعل کریگا تو مامور کو اسکی فرمانبرداری پر اقدام حلال نہین ہو لیکن اگر مکرہ کا ایلچی اسکے ساتھ ہو کہ اگر یہ شخص ایسا نہ کرے تو میرے پاس واپس لاتا تو البتہ اقدام کر سکتا ہو اور اگر اسنے نہ کیا یہانتک کہ مکرہ نے اسکو قتل کیا تو انشاء اللہ تعالی اسکو گنجائش ہو اور اگر مکرہ نے اسکو قید و بند سے ڈرایا ہو تو مامور کو ایسے فعل کا اقدام حلال نہین ہو یہ مبسوط مین ہو۔ اور اگر طلاق یا عتاق پر ایک شخص مجبور کیا گیا تو طلاق و عتق واقع ہو جائیگا اور غلام کی قیمت مکرہ سے واپس لیگا خواہ خوشحال ہو یا تنگدست ہو اور غلام پر سعایت لازم نہ آویگی اور وہ پھر اس غلام سے تاوان کا مال واپس نہین لے سکتا ہو اسیطرح آدھا مہر مکرہ سے لیگا اگر یہ طلاق باکرہ قبل دخول کے واقع ہوئی ہو اور مقدار مہر عقد نکاح مین بیان کردی گئی ہو اور اگر مسمی نہ ہو تو جو کچھ اسپر متعہ واجب ہوا ہو وہ لیگا اور اگر مجبور نے مسئلہ عتق مین یون کہا کہ میرے دل مین زمانہ گذشتہ کی آزادی کی خبر دینا بطور کاذب گذرا تھا اور میری یہی مراد تھی تو اسکی تصدیق نہ کیجاویگی اور حکم قضا مین غلام آزاد ہو جاویگا اور در صورت سچ ہونے کے فیما بینہ و بین اللہ تعالے آزاد نہ ہوگا اور مکرہ اسکو کچھ تاوان نہ دیگا اور اگر یون کہا کہ میرے دل مین یہ خطرہ گذرا تھا مگر مین نے اپنے کلام سے یہ مراد نہین لی بلکہ میری مراد یہی تھی کہ فی الحال حریت حاصل ہو یا مین نے کچھ ارادہ نہین کیا یا میرے دل مین کچھ خطرہ نہین گذرا تو اس صورت مین قضاءً و دیانۃً دونون طرح آزاد ہو جاویگا اور اسکی قیمت مکرہ سے تاوان لیگا اور طلاق مین بھی اسی تفصیل سے حکم ہو یہ تبیین مین ہو۔ اگر مکرہ نے مالک غلام سے کہا کہ تیرے دل مین زمانہ ماضی کے عتق کا اخبار بطور کاذب گذرا اور تیرا یہ ارادہ تھا تو نے آیندہ عتق کا ارادہ نہین کیا پس تجھے مجھ سے ضمان لینا نہین پہونچتا ہو اور مکرہ نے کہا کہ نہین بلکہ مین نے از سر نو عتق مراد لیا ہو اور مین تجھ سے ضمان لے سکتا ہون تو مالک غلام کا قول قبول ہوگا اور مکرہ کو اختیار ہو کہ اس سے اسکے دعوے پر قسم لے اور اسیطرح طلاق مین اگر مکرہ نے شوہر سے کہا کہ تو نے اخبار بطور کاذب زمانہ ماضی کا مراد لیا ہو نہ یہ کہ طلاق ایجاد ہو جاوے اور شوہر نے کہا کہ نہین بلکہ یہی مراد تھی کہ ایجاد ہو جاوے تو قسم سے شوہر کا قول قبول ہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہو۔ اگر زید اس امر پر مجبور کیا گیا کہ اپنی عورت کا طلاق یا اپنے غلام کا عتق اپنی عورت یا غلام کے ہاتھ مین دیدے یا کسی غیر کے ہاتھ مین دیدے پس جسکے اختیار مین دیا تھا اسنے طلاق دیدی اور آزاد کر دیا تو طلاق و عتاق واقع ہو جاویگی اور مجبور کردہ مکرہ سے طلاق قبل الدخول مین نصف مہر اور عتاق مین غلام کی قیمت تاوان لیگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہو۔ امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ اگر بعض غاصب نے زید کو بوعید تلف اس امر پر مجبور کیا کہ اپنی عورت کو ایک طلاق دیدے حالانکہ زید نے اسکے ساتھ دخول نہین کیا تھا اسنے تین طلاق دیکر نصف مہر اسکو پھیر دیا تو یہ نصف مہر مکرہ سے واپس نہین لے سکتا ہو اور اگر اسکو تین طلاق پر مجبور کیا جاوے تو یہ ایک طلاق کا اکراہ ہوتا ہو اور اگر نصف غلام آزاد کرنے پر بوعید تلف مجبور کیا گیا اسنے کل غلام کو آزاد کر دیا تو بالاتفاق سب غلام آزاد ہو جاویگا اور امام اعظم رحمہ کے نزدیک

مجبور کردہ مکرہ سے کچھ تاوان نہین لے سکتا ہے اور صاحبین کے نزدیک غلام کی قیمت کا تاوان لے سکتا ہے
خواہ وہ خوشحال ہو یا تنگدست اور اگر کل غلام آزاد کرنے پر مجبور کیا گیا اور اُسنے آزاد کیا تو یہ صورت اور صورت
اول صاحبین کے قیاس پر یکسان ہے کہ کل غلام آزاد ہو جاویگا اور مکرہ اُس شخص کو غلام کی قیمت تاوان
دیگا خواہ خوشحال ہو یا تنگدست ہو مگر امام اعظم رح کے نزدیک نصف غلام آزاد اور نصف رقیق رہیگا اور جسقدر
مکرہ کیوجہ سے آزاد ہوا ہے یعنی نصف اُسکی ضمان مکرہ کو دینی ہوگی اور باقی نصف جو مکرہ کے عدم اکراہ سے
نہین آزاد ہوا ہے اسکا یہ حکم ہے کہ اگر مکرہ خوشحال ہو تو اسکا تاوان بھی ادا کریگا ورنہ تنگدست ہو نیکی صورت مین نہین
ضامن ہوگا یہ محیط مین ہے۔ اگر ایک مریض نے اپنی عورت کو بوعید تلف اس امر پر مجبور کیا کہ مجھ سے ایک طلاق
بائن کی درخواست کرے اُسنے درخواست کی اور مریض نے ایک طلاق بائن دیدی اور ہنوز وہ عدت مین
تھی کہ مریض مرگیا تو عورت اُسکی وارث ہوگی اور اگر دو طلاق بائن کی درخواست کی اور مریض نے دیدی پھر
اُسکی عدت مین مرگیا تو عورت وارث نہ ہوگی یہ مبسوط مین ہے۔ اگر زید نے اپنی جورو کی ایک طلاق عمرو کے اختیار
مین دیدی کہ جاہے ایک طلاق دے اور پھر زید مجبور کیا گیا کہ اسکو دوسری طلاق کا حکم دے حالانکہ وہ عورت
زید کی مدخولہ نہین ہے پس عمرو نے دو طلاق دین تو مہر کا ضامن نہو گا یہ محیط مین ہے۔ اسیطرح اگر اُسنے دہی طلاق
جسکا اختیار زید نے بلا اکراہ دیا تھا دیدی تو بھی یہی حکم ہے کذا فی المبسوط اور اگر عمرو نے وہ طلاق جسکے واسطے زید
مجبور کیا گیا دیدی تو مکرہ نصف مہر کا ضامن ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ پھر صورت اولی کی دلیل مین فرماتے ہین کہ کیا تو نہین
دیکھتا ہے کہ اگر زید نے اپنی جورو سے جو مدخولہ نہین ہے یون کہا کہ تو طالق ہے جب تو چاہے پھر اسکے بعد یا اس سے پہلے زید
مجبور کیا گیا کہ اپنی جورو سے یون کہے کہ تو طالق ہے جب تو چاہے پس زید نے ایسا کہا اور عورت نے اپنے تئین دونون
طلاق دیدین تو شوہر اسکو نصف مہر تاوان دیگا اور مکرہ سے کچھ واپس نہین لے سکتا ہے اور اگر عورت ہی صاحب قدرت
و سلطنت ہو اور اُسنے اپنے شوہر کو مجبور کیا کہ مین تیری جان یا عضو تلف کرونگی اگر تو نے مجھے طلاق نہ دی اُسنے
مجبور ہو کر ایسا کہا تو زید پر کچھ مہر واجب نہ ہوگا اور اگر اُسنے صرف قید پر ڈرایا ہو تو ایسی صورت مین نصف مہر
لے لیگی یہ مبسوط مین ہے اگر عورت اس امر پر مجبور کیگئی کہ اپنے شوہر سے ایک طلاق ہزار درم پر قبول کرے اُسنے
قبول کی تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اور عورت کے ذمہ مال لازم نہ ہوگا پھر اگر عورت نے اسکے بعد اس طلاق کی
جسکے واسطے بعوض ہزار درم کے مجبور کیگئی ہے اجازت دیدی تو امام اعظم رح کے نزدیک اسکی اجازت صحیح ہے اور مال
اسکے ذمہ لازم ہوگا اور طلاق بائن واقع ہوگی اور امام محمد رح کے نزدیک طلاق رجعی ہوگی اور اجازت باطل اور امام
ابو یوسف سے دو روایتین ہین ایک روایت مثل قول امام محمد رح کے اور ایک مثل امام ابو حنیفہ کے ہے یہ فتاوی قاضیخان
مین ہے۔ اور اصح روایت یہ ہے کہ قول امام ابو یوسف مثل قول امام اعظم ہے اور اگر بجاے طلاق کے خلع بعوض ہزار درم
ہو تو طلاق بائن واقع ہوگی اور عورت پر کچھ مال واجب نہوگا یہ مبسوط مین ہے۔ اگر شوہر مجبور کیا گیا کہ اپنی عورت کو بعوض
ہزار درم کے طلاق دے اور عورت مجبور کی گئی کہ قبول کرے پس دونون نے ایسا کیا تو طلاق بلا مال واقع ہوگی
اسیطرح اگر قصاص سے صلح اور بمال عتق مین ایسا واقع ہو تو بھی یہی حکم ہے و لیکن عتق مین مولی کو اختیار ہوگا کہ مکرہ سے
اپنے غلام کی قیمت تاوان لے بشرطیکہ مکرہ نے بوعید قتل اُسکو مجبور کیا ہو اور اگر قید سے ڈرایا ہو تو کچھ تاوان نہین

لے سکتا ہے یہ مبسوط میں ہے۔ ایک باندی جو آزاد کی گئی وہ قبل دخول کے مجبور کی گئی کہ اپنے نفس کو اختیار کر لے یعنے شوہر مملوک سے فرقت کرے تو شوہر پر اسکا یا اُسکے مولیٰ کا کچھ مہر واجب نہ ہوگا اور مکرہ ضامن نہ ہوگا یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اگر زید بوعید تلف مجبور کیا گیا کہ اپنی عورت کو بعوض ہزار درم کے ایک طلاق دیدے اُسنے تین طلاق ہر طلاق بعوض ہزار درم کے دی اور عورت نے یہ سب قبول کر لیں تو تین طلاق واقع ہو گئی اور شوہر کے عورت پر تین ہزار درم واجب ہونگے اور عورت کا نصف مہر شوہر پر واجب ہوگا اسوجہ سے کہ قبل دخول کے فرقت واقع ہوئی ہے اور سبب فرقت ایسا نہیں ہے کہ عورت کیطرف منسوب ہو اور مکرہ سے اس صورت میں کچھ تاوان نہیں لے سکتا ہے اگرچہ نصف مہر تین ہزار درم سے زائد ہو کیونکہ طلاق میں جسقدر مرد نے اپنی طرف سے زائد کیا وہی اوس پر نصف مہر ثابت ہونے کیواسطے کافی ہے اور اگر شوہر مجبور کیا گیا کہ اپنی جورو کو ایک طلاق بعوض ہزار درم کے دیدے اُسنے ایسا کیا اور عورت نے قبول کیا تو عورت پر مرد کے ہزار درم واجب ہونگے پھر دیکھا جائیگا کہ نصف مہر کسقدر ہے پس اگر زائد ہو تو شوہر بقدر زیادتی کے عورت کو ادا کریگا اور اسیقدر مکرہ سے واپس لیگا بشرطیکہ مکرہ نے اسکو بوعید تلف ڈرایا ہو اور یہ امام محمدؒ و امام ابو یوسف کا قول ہے اور امام اعظمؒ کے نزدیک شوہر کے ذمہ عورت کا کچھ مال واجب نہ ہوگا اور شوہر کے ہزار درم عورت پر واجب ہونگے یہ مبسوط میں ہے۔ اگر زید مجبور کیا گیا کہ اپنے غلام کو سو درم پر آزاد کردے اور غلام نے قبول کیا حالانکہ غلام کی قیمت ہزار درم ہیں اور غلام مجبور کردہ نہیں ہے تو سو درم پر عتق جائز ہے پھر مولیٰ کو اختیار ہوگا کہ چاہے مکرہ سے غلام کی پوری قیمت تاوان لے پھر مکرہ غلام سے سو درم واپس لیگا یا غلام سے سو درم لیکر باقی نو سو درم مکرہ سے تاوان لے۔ اور اگر مکرہ نے زید کو مجبور کیا کہ اپنے غلام کو دو ہزار درم پر بوعدہ ایک سال کے آزاد کردے حالانکہ غلام کی قیمت ایکہزار درم ہیں تو مولیٰ کو اختیار ہے چاہے مکرہ سے اپنے غلام کی قیمت تاوان لے یا برس گذرنے پر غلام سے دو ہزار درم کا مطالبہ کرے کیونکہ اُسنے یہ امر بطوع خود اپنے ذمہ لازم کر لیا پس اگر مولیٰ نے مکرہ سے ضمان لینی اختیار کی تو مکرہ بجائے مولیٰ ہو گیا یعنے سال گذرنے پر مکرہ غلام سے دو ہزار درم لے لیگا پس جب اُسنے دو ہزار درم وصول کیے تو اسمیں سے ایکہزار درم جو اُسنے ادا کیے ہیں لیکر باقی سب صدقہ کر دیگا کیونکہ یہ ہزار درم اسکو خبیث طور پر حاصل ہوئے ہیں اور اگر مولے نے غلام سے مطالبہ کرنا اختیار کیا تو پھر اسکا کچھ حق مکرہ کیطرف نہیں ہو سکتا ہے۔ اور اگر دو ہزار درم قسطوار ادا کرنے قرار پائے ہوں اور ایک قسط کا وقت آنے پر مولے نے غلام سے بلا اکراہ مطالبہ کیا تو اس فعل سے یہ ثابت ہوا کہ اُسنے غلام سے مطالبہ کرنا اختیار کیا ہے تو پھر اسکے بعد مکرہ سے کچھ تاوان نہیں لے سکتا ہے یہ مبسوط میں ہے۔ زید و عمرو کے درمیان ایک غلام مشترک تھا اُسکے آزاد کرنے کے واسطے زید مجبور کیا گیا یہانتک کہ زید نے اُسکو آزاد کر دیا تو عتق جائز ہے پھر امام ابو یوسف و امام محمدؒ کے قول پر عتق متجزی نہیں ہوتا ہے پس پورا غلام آزاد ہو جاویگا اور اسکی ولاء معتق کو ملیگی اور مکرہ پر اگر خوشحال ہے تو پوری قیمت کی ضمان لازم آویگی کہ دونوں میں نصفا نصف تقسیم ہو اور اگر تنگدست ہے تو صرف زید کے حصہ کی ضمان لازم آویگی اور دوسرے شریک کے حصہ کیواسطے غلام سعی کریگا۔ اور امام اعظمؒ کے نزدیک یہ حکم ہے کہ مکرہ زید کے حصہ کا ضامن ہوگا خواہ خوشحال ہو یا تنگدست ہو اور عمرو کے حصہ کا اگر مکرہ خوشحال ہے تو عمرو کو تین طرح کا اختیار ہے چاہے اپنا حصہ آزاد کر دے یا غلام سے سعی کرالے یا مکرہ سے ضمان لے لیا

اگر اُسنے مکرہ سے ضمان لی تو مکرہ غلام کی طرف رجوع کریگا اور بقدر ضمان کے غلام سے سعی کرا کر لے لیگا اور اسکی
ولا زید و مکرہ کے درمیان برابر تقسیم ہوگی اور اگر مکرہ تنگدست ہو تو عمرو کو اختیار ہو کہ چاہے اپنا حصہ آزاد کرے
یا غلام سے سعی کرائے اور اُسکی ولا اُسکے اور زید کے درمیان برابر تقسیم ہوگی یہ ظہیریہ مین ہو- اگر زید کے
غلام نے ایک شخص کو خطا سے قتل کیا اور زید اسکے آزاد کرنے پر مجبور کیا گیا حالانکہ وہ جانتا تھا کہ اسنے یہ جنایت
کی ہو تو مکرہ اُسکی قیمت تاوان دیگا جسکو مولے لیکر ولی جنایت کو دیدیگا اور اگر اکراہ بوعید قید و بند واقع ہوئی ہو تو
مولی ولی مقتول کو اُسکی قیمت و یگانہ دیت اور مکرہ اُسکو کچھ تاوان نہ دیگا یہ محیط سرخسی مین ہو- اگر ایک شخص نے
ایک شخص کو بوعید تلف اس امر پر مجبور کیا کہ اپنے غلام کو جو ہزار درم کا ہو تا ہو عمرو کیطرف سے ہزار درم پر آزاد
کردے اُسنے ایسا ہی کیا اور عمرو نے بطوع خود قبول کیا تو غلام عمرو کیطرف سے آزاد ہوگیا پھر مالک غلام
مختار ہو چاہے عمرو سے غلام کی قیمت لے یا مکرہ سے قیمت تاوان لے پھر مکرہ اسکو عمرو سے وصول کریگا اور
ولا عمرو کے واسطے ثابت ہوگی اور اگر اُسنے عمرو سے ضمان لے لی تو وہ مکرہ کیطرف رجوع نہین کر سکتا ہے
اور اگر مکرہ نے اُسکو صرف بقید و بند ڈرایا ہو تو استحقاق قیمت صرف عمرو سے ہوگا نہ مکرہ سے یہ مبسوط
مین ہو- اور اگر زید یعنے مالک غلام اور عمرو یعنے جسکی طرف سے آزاد کرنے پر مجبور کیا گیا ہو دونون بوعید
تلف مجبور کیے گیے ہے پھر دونون نے ایسا کیا تو عمرو کی طرف سے غلام آزاد ہوگا اور ولا اُسی کے واسطے
ثابت ہوگی اور زید کا مال تاوان خاصۃً مکرہ پر واجب ہوگا شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا کہ یہ بمنزلہ ایسی صورت
کے ہو کہ مکرہ نے ایک شخص زید کو مجبور کیا کہ اپنا غلام عمرو کے ہاتھ ہزار درم مین فروخت کرکے سپرد کرے
اور عمرو کو مجبور کیا کہ اسکو خریدکر قبضہ کرکے آزاد کردے اور اکراہ بوعید تلف واقع ہوئی پس دونون نے ایسا کیا
تو اسمین تاوان خاصۃً مکرہ پر لازم آتا ہو پس ایسا ہی مسئلہ سابقہ مین ہو- اور اگر دونون کو بوعید قید مجبور کیا
ہو اور دونون نے ایسا کیا تو عمرو اُسکی قیمت زید کو تاوان دیگا اور اس صورت مین مکرہ پر ضمان نہین آتی
ہو اور اگر زید کو بوعید قید اور عمرو کو بوعید تلف مجبور کیا تو غلام عمرو کیطرف سے آزاد ہوگا پھر عمرو اپنے مکرہ سے
قیمت غلام تاوان لیگا یہ ظہیریہ مین ہو- اور اگر غلام کو مجبور کیا کہ مال کے عوض عتق قبول کرے تو غلام پر کچھ
لازم نہ آئیگا بلکہ مکرہ ضامن ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہو- اگر چور یا لص غالب نے ایک شخص سے کہا کہ مین تجھے قتل کر دونگا
ورنہ تو اپنے غلام کو آزاد کر یا اپنی اس عورت کو طلاق دیدے دونون مین جو تجھے پسند ہو کر پس مجبور کردہ نے ناچار
ایک فعل کیا اور عورت سے دخول نہین کیا تھا تو جو فعل اُسنے کیا وہ نافذ ہوگا اور نصف مہر اور غلام کی قیمت
مین سے جو مقدار کم ہو اسقدر مکرہ تاوان دیگا اور اگر مجبور کردہ نے اپنی عورت سے دخول کر لیا تو مکرہ کچھ ضمان
نہ دیگا یہ مبسوط مین ہو- اور تجرید مین لکھا ہو کہ اگر عورت غیر مدخولہ ہو اور اکراہ بقید و بند واقع ہوا ہو اور مجبور نے
ایک فعل کیا تو مکرہ اُسکو کچھ تاوان نہ دیگا یہ تاتارخانیہ مین ہو- اگر زید اس امر پر مجبور کیا گیا کہ یون کہے کہ جس
مملوک کا مین زمانہ آیندہ مین مالک ہون وہ آزاد ہو اُسنے مجبوری کہا پھر ایک غلام کا مالک ہوا تو وہ آزاد
ہو جاویگا اور مکرہ سے کچھ نہین لے سکتا ہو اور اگر ایسی صورت مین وہ شخص کسی غلام کا وارث ہوا تو وہ
آزاد ہو جاویگا مگر مکرہ سے استحساناً غلام کی قیمت تاوان لیگا اور اگر ایک شخص مجبور کیا گیا کہ غلام سے

یعنی کسی شخص کے قتل کی دہمکی

یون کہے کہ اگر تو چاہے تو آزاد ہو یا اگر تو گھر مین داخل ہو تو آزاد ہی پھر غلام نے چاہا یا گھر مین داخل ہوا تو آزاد ہو جائیگا اور مالک مکرہ سے غلام کی قیمت تاوان لیگا اور اگر زید کو اس امر پر مجبور کیا کہ اپنے غلام کا عتق اپنے فعل پر معلق کرے حالانکہ یہ فعل ایسا ہی کہ اسکا کرنا ضرور ہی جیسے نماز فرائض وغیرہ یا ایسا فعل ہی کہ اسکے نکرنے مین جان کا خوف ہی جیسے کھانا پینا وغیرہ پس مکرہ نے بمجبوری اسکا کہنا کیا اور یہ فعل کیا تو غلام آزاد اور مکرہ سے اُسکی قیمت تاوان لیگا۔ اور اگر ایسے فعل پر معلق کرنے پر مجبور کیا جسکے نکرنے کی کوئی راہ نکل سکتی ہی جیسے تقاضاے قرض جزو تو اس صورت مین مکرہ سے تاوان نہین لے سکتا ہی اور یہ اکراہ بمنزلہ اکراہ بوعید قید و بند ہوگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور اگر زید کو بوعید تلف اس بات پر مجبور کیا کہ مجھے اپنے غلام آزاد کرنے کی اجازت دیدے اور زید نے بمجبوری اجازت دی اور مکرہ نے آزاد کردیا تو غلام آزاد ہو جاویگا اور اسکی ولا زید کو ملیگی اور مکرہ اسکی قیمت تاوان دیگا نہ اس اعتبار سے کہ اُسنے آزاد کیا ہی بلکہ اسوجہ سے کہ اُسنے زید کو عتق کی اجازت دینے پر مجبور کیا اسی سے اگر فقط بوعید قید و بند ڈرایا ہو اور زید نے اجازت دیدی ہو تو کچھ بھی تاوان نہ دیگا یہ مبسوط مین ہی۔ امام محمد رح نے کتاب الاصل مین ذکر فرمایا کہ اگر ایک شخص کو بوعید قتل یا قید و بند یا ضرب شدید اس امر پر مجبور کیا کہ اس عورت سے دس ہزار درم پر نکاح کرے حالانکہ اُسکا مہر مثل ہزار درم تھا تو نکاح جائز ہوگا اور عورت کو دس ہزار درم سے فقط مہر مثل ہزار درم ملینگے اور باقی جو زیادہ ہے وہ باطل ہوگا یہ عینی شرح ہدایہ مین ہی۔ اور اسی مسئلہ مین شوہر مکرہ سے کچھ واپس نہین لے سکتا ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی پھر اس مسئلہ مین اگر یہ صورت ہو کہ عورت ہی مجبور کی گئی یہانتک کہ شوہر نے اُسکو ہزار درم پر اپنے نکاح مین لیا حالانکہ مہر مثل اُسکا دس ہزار درم ہی اور اسکو اسکے ولیون نے باکراہ بیاہ دیا ہی تو نکاح جائز ہی اور مکرہ پر تاوان واجب نہین آتا ہی پھر آیا عورت و ولیون کو ایسے نکاح پر اعتراض کا حق ہی یا نہین سو اگر وہ شوہر عورت کا کفو ہو اور عورت مہر مسمی پر راضی ہوگئی ہو تو فقط امام اعظم رح کے نزدیک ولیون کو حق اعتراض حاصل ہی اور صاحبین کے نزدیک بالکل اعتراض کا حق نہین ہی۔ اور اگر ابتداءً عورت نے کسی اپنے کفو کے ساتھ خود ہی مہر مثل سے کمتر پر نکاح کر لیا تو بھی مسئلہ مین ایسا ہی اختلاف ہی اور اگر شوہر غیر کفو ہو تو بالاتفاق ولیون کو حق اعتراض حاصل ہی یہ حکم اس صورت مین ہی کہ عورت مہر مسمی پر راضی ہوگئی ہو اور شوہر نے اسکے ساتھ دخول کیا ہو۔ اور اگر مہر مسمی پر راضی نہوئی ہو تو دیکھا جائیگا کہ اگر شوہر اسکا کفو ہی تو عورت کو اس نکاح پر حق اعتراض ہوگا بسبب اسکے کہ مہر ناقص ہی اور یہ حکم بالاتفاق ہی پھر جب یہ مقدمہ قاضی کے سامنے پیش کیا جاوے تو اُسکے شوہر کو قاضی اختیار دیگا کہ یا تو اُسکا مہر پورا کردے ورنہ مین تم دونون مین فرقت کردونگا پس اگر اُسنے پورا کردیا تو نکاح نافذ ہوگا اور اگر انکار کیا تو تفریق کردیجاویگی اور اسکو کچھ مہر نہ دلایا جائیگا۔ اور اگر شوہر اسکا کفو نہو تو عورت اور اولیاء دونونکو حق اعتراض ہوگا یہ امام اعظم رح کا مذہب ہی کیونکہ کفو ہونا معدوم اور مہر ناقص ہی اور صاحبین کے نزدیک عورت کو ان دونون وجہون سے البتہ حق اعتراض ہی مگر اولیا کو صرف عدم کفو کی وجہ سے حق اعتراض ہی اور کوئی وجہ اعتراض کی انکو حاصل نہین ہی اور یہ سب اس صورت مین ہی کہ شوہر نے اسکے ساتھ دخول نہ کیا ہو۔ اور اگر اُسکے ساتھ دخول کیا حالانکہ وہ عورت مجبور کردہ ہی پس اگر شوہر اُسکا کفو ہو تو کسی کو اس نکاح پر اعتراض کا استحقاق

نہین ہو اور کفو نہ ہو تو اولیا اور عورت دونون کو بسبب عدم کفو ہونیکے حق اعتراض حاصل ہو اور اگر اُسکے ساتھ دخول کیا حالانکہ وہ طاہرہ تھی یعنے مجبور کردہ نتھی تو وہ مہر مسمی پر دلالۃً راضی ہوگئی پس ایسا ہوگا کہ گویا صریحاً راضی ہوئی اور اگر وہ عورت صریحاً راضی ہوئی تو امام اعظم رح کے نزدیک اولیا کو حق اعتراض حاصل ہو۔ اور اگر شوہر کفو ہو تو امام اعظم رح کے نزدیک اولیا کو عدم کفو ہونے اور نقصان مہر ہونے دونون صورتون سے حق اعتراض ہو اور صاحبین کے نزدیک فقط کفو نہونے کی وجہ سے حق اعتراض ہو یہ اُس بیان کا خلاصہ ہو جو شیخ الاسلام خواہرزادہ نے ذکر فرمایا ہو یہ عینی شرح ہدایہ مین ہو۔ اور اگر زید اس امر پر مجبور کیا گیا کہ عمرو کو اپنی عورت کے طلاق دینے کیواسطے جسکے ساتھ اُسنے دخول نہین کیا ہو یا اپنے غلام کے عتق کیواسطے وکیل کرے اُسنے وکیل کیا تو توکیل استحساناً جائز ہو اور قیاس سے باوجود اکراہ کے وکالت صحیح نہونی چاہیے پھر استحساناً یہ حکم ہو کہ زید اپنے مکرہ سے نصف مہر اور غلام کی قیمت لے لیگا اور قیاساً نہین لے سکتا ہو اور استحسان کیوجہ یہ ہو کہ مکرہ کی غرض مالک کی ملک کا زوال ہو جبکہ وکیل مباشر فعل ہو اور زوال ہی اُسکا مقصد تھا اسوجہ سے ضامن ہوگا اور وکیل پر ضمان نہین آتی ہو کیونکہ اسکی طرف سے اکراہ نہین پایا گیا کذا فی الکافی اور اگر اکراہ بوعید قید و بند ہو تو مکرہ پر بھی ضمان نہ آویگی یہ ذخیرہ مین ہو۔ اگر زید کو بوعید قتل اس امر پر مجبور کیا کہ عمرو کو اپنا غلام ہزار درم مین فروخت کرنے پر وکیل کرے اور مجبور کیا کہ اُسکو غلام فروخت کیواسطے دیدے اُسنے دیا پھر عمرو نے غلام بیچکر دام وصول کر لیے اور غلام مشتری کو دیدیا پھر غلام مشتری کے پاس مرگیا اور وکیل ور مشتری دونون طایع ہین یعنے مجبور کردہ نہین ہین تو غلام کا مالک مختار ہی چاہے مکرہ سے غلام کی قیمت تاوان لے یا وکیل سے ضمان لے یا مشتری سے ڈانڈ لے پس اگر اُسنے مشتری سے ڈانڈ لیا تو مشتری کسی سے کچھ نہین لے سکتا ہو اور اس لفظ کے معنی یہ ہین کہ ضمان کی قیمت مین سے کچھ نہین لے سکتا ہو مگر مشتری وکیل سے ثمن واپس لیگا اور اگر اُسنے وکیل سے ضمان لینا اختیار کیا تو وکیل مشتری سے قیمت لیگا مکرہ سے ثمن نہین لے سکتا ہو پھر دونون بقدر مساوات کے باہم بدلا کرکے جو بڑھتی ہوگی وہ دیدینگے اور اگر اُسنے مکرہ سے تاوان لیا تو مکرہ کو اختیار ہو کہ بقدر تاوان خواہ مشتری سے وصول کرلے یا وکیل سے۔ اور اگر اکراہ بوعید قید و بند ہو تو مکرہ کچھ ضامن نہوگا پھر جب مکرہ درمیان سے نکل گیا تو پھر مذکور ہو کہ موجب کو اختیار ہو چاہے وکیل سے غلام کی قیمت ڈانڈ لے اور وکیل بقدر ضمان مشتری سے لے لیگا اور قیمت و ثمن مین دونون باہم بدلا کرکے بڑھتی سمجھ لینگے اور چاہے مشتری سے ضمان لے اور مشتری کسی سے واپس نہین لے سکتا ہو یہ محیط مین ہو۔ اور اگر موجب اور وکیل دونون باکراہ قتل مجبور کیے گئے ہون تو موجب کو اختیار ہو چاہے مشتری سے غلام کی قیمت کی ضمان لے یا مکرہ سے بسبب اسکے کہ اُسنے بوعید تلف اکراہ کرکے اسکو سپرد کرنے پر مجبور کیا ہو پھر مکرہ بقدر تاوان مشتری سے لے لیگا اور یہان وکیل پر ضمان نہین آتی ہو اور اگر موجب و وکیل و مشتری سب بوعید قتل مجبور کیے گئے ہون تو تاوان خاصۃً مکرہ پر آویگا کیونکہ اتلاف اُسی کی طرف منسوب رہا اور مکرہ اُن مین سے کسی سے کچھ نہین لے سکتا ہو کیونکہ یہ سب لوگ مثل آلہ کے ہوگئے ہین۔ اور اگر ان سب کو بوعید قید و بند مجبور کیا ہو تو مکرہ پر تاوان نہین آتا ہو اور موجب کو اختیار ہو کہ مشتری سے غلام کی قیمت کی ضمان لے اور اگر وکیل سے تاوان لیا تو وکیل مشتری سے لے لیگا اور اگر مشتری سے ضمان لینا اختیار کیا تو وہی

والی خصومت ہو نہ وکیل کیونکہ وکیل بوعید قید بیع و تسلیم پر مجبور کیا گیا تھا اور اُس سے اسکا التزام عہدہ عقد منتفی ہو گیا۔ اور اگر موکل کو بوعید قتل اور وکیل و مشتری کو بوعید قید مجبور کیا تو موکل کو اختیار ہو کہ قیمت کی ضمان ان میں سے جس سے چاہے لے پس اگر مشتری سے تاوان لیا تو مشتری مال ضمان کسی سے نہیں لے سکتا ہے اور اگر وکیل سے ضمان لی تو وہ مشتری سے واپس لے سکتا ہے مگر مکرہ سے کچھ نہیں لے سکتا ہے اور اگر مکرہ سے تاوان لیا تو وہ مشتری سے بقدر قیمت ضمان واپس لیگا وکیل سے کچھ نہیں لے سکتا ہے۔ اور اگر موکل و وکیل بوعید قتل مجبور کیے گئے اور مشتری باکراہ قید کیا گیا تو وکیل پر ضمان نہ آویگی اور موکل کو اختیار ہے چاہے مکرہ سے قیمت کی ضمان لے اور مکرہ بقدر ضمان مشتری سے واپس لیگا یا چاہے مشتری سے تاوان لے یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر موکل اور وکیل بوعید قید مجبور کیے گئے اور مشتری بوعید قتل مجبور کیا گیا تو فقط وکیل ضامن ہو گا یہ اُسوقت ہے کہ مشتری بوعید قتل فقط خرید پر مجبور کیا گیا ہو نہ قبضہ پر تو ضامن ہو گا اسواسطے کہ اسکا قبضہ کر لینا مکرہ کی طرف منسوب نہو گا اور اگر مشتری خرید و قبضہ دونوں پر مجبور کیا گیا ہو تو موکل کو اختیار ہے کہ مکرہ سے ضمان لے اور اگر مالک و مشتری دونوں بوعید قتل مجبور کیے گئے ہوں اور وکیل بقید تو مالک کو اختیار ہے کہ چاہے وکیل سے ضمان لے اور وکیل مال ضمان کسی سے واپس نہیں لے سکتا ہو یا چاہے مکرہ سے ضمان لے اور وہ وکیل سے نہیں لے سکتا ہے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اگر بوعید قتل زید کو اس امر پر مجبور کیا کہ عمرو کو وکیل کرے تاکہ اسکا یہ غلام اُس شخص خالد کو ہبہ کر دے اور زید نے وکیل کیا اور عمرو وکیل نے قبضہ کر کے خالد کو دیدیا وہ خالد کے پاس مرگیا اور عمرو و خالد دونوں مجبور کردہ نہیں ہیں تو زید کو اختیار ہے کہ ان سب میں سے جس سے چاہے قیمت ضمان لے پس اگر خالد سے ضمان لی تو وہ بقدر ضمان کسی شخص سے واپس نہیں لے سکتا ہے اور اگر وکیل سے ضمان لی تو وہ موہوب لہ یعنی خالد سے واپس لیگا اور اگر مکرہ سے ضمان لی تو مکرہ مال ضمان چاہے موہوب لہ سے واپس لے یا وکیل سے واپس لے اور وکیل پھر موہوب لہ سے واپس لے اور اگر اکراہ بوعید قید ہو تو مکرہ ضامن نہوگا اور موکل کو اختیار ہو گا کہ چاہے وکیل سے ضمان لے یا موہوب لہ سے پس اگر وکیل سے ضمان لی تو وہ موہوب لہ سے واپس لیگا یہ مبسوط میں ہے۔ اگر کسی شخص کو باکراہ مجبور کیا کہ میرا مال فروخت کرے یا میرے مال سے خرید کرے اور مجبور نے بائع سے سپرد کرنے کا مطالبہ کیا تو وکالت صحیح ہے اور عہدہ اُسی کے ذمہ عائد ہو گا یہ تاتارخانیہ میں ہے اور نذر میں اکراہ عمل نہیں کرتا ہے یعنے اُسمیں اکراہ کا اثر ثابت نہیں کیا جاتا ہے حتے کہ اگر بوعید تلف ایک شخص کو مجبور کیا کہ اپنے اوپر صدقہ یا روزہ یا حج یا ایسی چیز جو باعث تقرب الی اللہ ہوتی ہے واجب کرے اور اُسنے اپنے اوپر نذر کر لی تو اُسکے ذمہ لازم ہو جاویگی اسیطرح اگر ان کاموں وغیرہ میں سے کسی کام کرنے پر قسم کھالی تو بھی یہی حکم ہے کیونکہ نذر ایسی چیز ہے کہ فسخ نہیں ہو سکتی ہے اور جس چیز میں بعد وقوع کے فسخ موثر نہیں ہوتا ہے اسمیں اکراہ بھی موثر نہیں ہوتا ہے اور اگر مجبور کو ان امور میں کچھ صرف وغیرہ پیش آیا تو اسکو مکرہ سے نہیں لے سکتا ہے اسیطرح اگر اس امر پر مجبور کیا کہ اپنی عورت سے مظاہرہ کرے تو مظاہر ہو جائیگا اسکو اپنی عورت سے قربت روا نہیں ہے تا وقتیکہ کفارہ ظہار ادا نکرے اور یہی رجعت کا حکم ہے اور ایسے ہی ایلا اور خلع شوہر کی طرف سے طلاق ہے یا قسم پس اسمین

اکراہ موثر نہوگا اور اگر شوہر خلع پر مجبور کیا جاوے اور اُسکی عورت مجبور نہ کیجاوے تو عورت کے ذمہ بدل
خلع لازم ہوگا یہ کافی مین ہے - اگر زید مجبور کیا گیا کہ اپنی عورت مدخولہ سے ہزار درم پر خلع کرے حالانکہ اسکا مہر
چار ہزار درم ہے اور عورت خلع کرانے پر مجبور نہین کی گئی ہے تو ہزار درم پر خلع جائز ہوگا اور شوہر مکرہ سے کچھ نہین
لے سکتا ہے یہ محیط مین ہے - اور اگر ایک شخص پر کفارۂ ظہار واجب ہوا اور سلطان نے اسکو مجبور کیا کہ غلام آزاد
کرے اُسنے آزاد کیا تو اُسکی دو صورتین ہین کہ اگر سلطان نے غلام غیر معین آزاد کرنے پر مجبور کیا تو مکرہ پر ضمان
نہین ہے کیونکہ اُسنے ایسی چیز پر اکراہ کیا جو اسپر واجب تھی اور اگر اسکو غلام معین آزاد کرنے پر مجبور کیا تو شمس الائمہ
سرخسی نے مطلقاً اپنی شرح مین بلا تفصیل یہ حکم ذکر کیا ہے کہ مکرہ پر غلام کی قیمت واجب ہوگی اور مظاہر کا کفارۂ
ظہار ادا نہوگا کیونکہ یہ اعتاق فی المعنی اعتاق بعوض ہے اور شیخ الاسلام خواہر زادہ نے اپنی شرح مین تفصیل
ذکر فرمائی کہ اگر یہ غلام جسکے آزاد کرنے پر مجبور کیا گیا ہے غلامون مین سے نہایت خسیس و نہایت کم قیمت ہو کہ
اس سے زیادہ و کم قیمت دوسرا نہو تو مکرہ پر تاوان نہ آویگا اور اگر دوسرا کوئی غلام اس سے زیادہ خسیس و کم قیمت
ہو تو مکرہ اسکی قیمت کا ضامن ہوگا اور مجبور کردہ کا کفارۂ ظہار ادا نہوگا پس اگر مجبور نے یون کہا کہ مین مکرہ کو ضمان
قیمت سے بری کرتا ہون تاکہ کفارۂ ظہار میرا ادا ہو جاوے تو کفارہ ادا نہوگا جیسے اگر ایک شخص نے مال پر
اپنا غلام بسبب وجوب کفارہ کے آزاد کیا پھر اسکو مال سے بری کر دیا تو کفارہ ادا نہین ہوتا ہے اور اگر مظاہر نے
وقت آزاد کرنے کے یون کہا کہ مین اسکو کفارۂ ظہار ادا ہونیکے واسطے آزاد کرتا ہون دفع اکراہ کی وجہ سے آزاد
نہین کرتا ہون تو کفارہ ادا ہو جائیگا اور مکرہ پر تاوان واجب نہ ہوگا مگر عورت کو شرعی گنجائش نہین ہے کہ مرد کو
اپنے ساتھ قربت کرنے کا قابو دے یہ محیط مین ہے - اور اگر مجبور کردہ نے کہا کہ جسطور سے مکرہ نے مجھے میرے
کفارۂ ظہار سے آزاد کرنیکا حکم دیا تھا وہی مین نے ارادہ کیا یعنے یہی نیت کی اور سوائے اسکے کچھ میری نیت
مین خیال نہین آیا تو کفارۂ ظہار ادا نہوگا اور قیمت مکرہ پر واجب ہوگی اور اگر مجبور کردہ کو بوعید قید و بند مجبور
کیا ہو تو کفارۂ ظہار ادا ہو جائیگا اور مکرہ سے کچھ ضمان نہین لے سکتا ہے یہ محیط سرخسی مین ہے - اگر زید کو بوعید
تلف عضو اس امر پر مجبور کیا کہ اپنی عورت سے ایلا کرے تو یہ شخص مولے ہو جائیگا پھر اگر عورت کو چار مہینہ تک
مجھو کر دیا اُس سے قربت نہ کی اور عورت بائنہ ہوگئی اور مدخولہ تھی تو شوہر پر نصف مہر واجب ہوگا اور
اسکو مکرہ سے واپس نہین لے سکتا ہے کیونکہ اس شخص کو اختیار تھا کہ مدت کے اندر عورت سے قربت کرے
اور جب اُسنے خود نہ کی تو گویا نصف مہر دینے پر خود ہی راضی ہوا اور اگر عورت سے قربت کی تو اسپر کفارہ
واجب ہوگا اور جو خرچ کفارہ مین پڑے اسکو مکرہ سے نہین لے سکتا ہے اسیطرح اگر اس امر پر مجبور کیا کہ
یون کہے کہ اگر مین اپنی عورت سے قربت کرون تو میرا یہ غلام آزاد ہے پھر اگر قربت کی تو غلام آزاد ہو جاویگا
اور مکرہ سے ضمان نہین لے سکتا ہے کیونکہ اُسنے اکراہ کے موافق عمل نہین کیا اور اگر عورت سے قربت نہ کی
اور قبل دخول کے بسبب ایلا کے وہ عورت بائنہ ہوگئی تو نصف مہر تاوان دیگا اور مکرہ سے کچھ نہین لے سکتا ہے
یہ مبسوط مین ہے - اور اگر وہ مملوک جسکے آزاد ہو جانے پر قسم کھائی ہے مدبر یا ام ولد ہووے اور مجبور کردہ نے اپنی عورت
سے قربت کی تو مکرہ کچھ ضامن نہوگا اور اگر قربت نہ کی یہانتک کہ مدت گذر گئی اور وہ عورت مدخولہ نہ تھی تو شوہر نصف مہر کا ضامن

چار مہینہ ۱۲

ہوگا اور اُسکو مکرہ سے واپس لیگا اور در صورت آزادی کے جسکے آزاد ہونے پر حلف واقع ہوئی ہر اُسکی قیمت
اور نصف مہر مین سے جو کم ہو اسقدر مکرہ سے لے سکتا ہر یہ محیط سرخسی مین ہر - اور اگر یہ بات کہنے پر مجبور کیا
گیا کہ اگر مین اپنی عورت سے قربت کرون تو میرا مال مسکینون پر صدقہ ہر پس چار مہینہ تک اُس سے قربت نکی
یہانتک کہ وہ بائنہ ہوگئی حالانکہ مدخولہ نتھی یا چار مہینہ کے اندر اس سے قربت کرلی اور مال اُسکو صدقہ
کرنا لازم آیا تو مکرہ سے کچھ واپس نہین لے سکتا ہر اور یہ صورت فی المعنی نظیر اُس صورت کی ہر کہ نذر کرنے پر مجبور
کیا کہ یون نذر کرے کہ اگر عورت سے قربت کرون تو تمام میرا مال مسکینون پر صدقہ ہر یہ مبسوط مین ہر - اور اگر زید کو
کفارہ قسم ادا کرنے پر جسکو وہ توڑ چکا ہر مجبور کیا اور اسکے معنی یہ ہین کہ مطلقاً کفارہ قسم ادا کرنے پر مجبور کیا کہ قسم
کے کفارات مین سے کسی نوع کو معین نہ کیا پس مجبور کردہ نے کسی نوع کا کفارہ اُن کفارات مین سے جو
اللہ تعالی نے کفارہ قسم مین فرض کیے ہین ادا کیا تو جائز ہر اور مکرہ ضامن نہوگا اور اگر مجبور کردہ کو کفارہ قسم مین کسی
معین یا غیر معین غلام کے آزاد کرنے پر مجبور کیا پس اگر خسیس تر غلام کی قیمت اُسیقدر ہو جو کم سے کم صدقہ اور لباس
مین صرف ہوتا ہر تو جائز ہر اور مکرہ ضامن نہوگا اور اگر خسیس تر غلام کی قیمت کم سے کم خرچ طعام و لباس سے
زیادہ تر پڑتی ہو تو مکرہ غلام کی قیمت کا ضامن ہوگا اور مجبور کردہ کا کفارہ قسم ادا نہ ہوگا - اور اگر اس صورت مین
اکراہ بوعید حبس واقع ہوا تو مکرہ پر ضمان نہ آویگی اور غلام آزاد کرنے سے کفارہ قسم ادا ہو جائیگا - اور اگر طعام
صدقہ کرنے پر بوعید قتل مجبور کیا پس اگر وہ اناج جسکے صدقہ کرنے پر مجبور کیا ہر بہ نسبت لباس یا بردہ کے کہ یہ بھی کفارہ
قسم مین جائز ہین قیمت مین کم ہو تو مکرہ ضامن نہوگا اور مجبور کردہ کا کفارہ ادا ہو جاویگا اور اگر لباس و بردہ مین سے
کم سے کم جس سے کفارہ قسم ادا ہو جاوے اس سے قیمت مین زیادہ ہو تو مکرہ ضامن ہوگا اور کفارہ ادا
نہوگا پس اگر مجبور کردہ اُس شخص پر جسنے وقت اکراہ مکرہ کے مجبور کردہ سے وہ اناج لیا ہر قادر ہو تو اُس سے
واپس لیوے اور اگر اس صورت مین اکراہ بوعید قید و بند واقع ہو تو مکرہ پر ضمان نہین آتی ہر ولیکن مجبور کردہ
اُس شخص سے جسنے اس سے لیا ہر واپس لے سکتا ہر کیونکہ مجبور کردہ قید و بند کے ساتھ اُسکے دینے پر راضی
نہ تھا اور اگر اُسکے بعد مجبور کردہ نے اجازت دیدی پس اگر مال وقت اجازت کے قائم ہو تو اُسکی اجازت
کارآمد ہوگی اور اگر تلف ہو گیا ہو تو کارآمد نہوگی یہ مبسوط مین ہر - فرمایا کہ جو چیز بحق اللہ تعالے اسپر واجب ہو
جیسے بدنہ یا ہدی یا حج یا صدقہ اور مکرہ نے اسکو مجبور کیا کہ اسکو ادا کرے اور مجبور نے ادا کیا حالانکہ مکرہ نے
اسکو بعینہٖ کسی چیز کے ادا کا حکم نہین کیا تو مکرہ پر ضمان واجب نہ ہوگی اور جو مجبور نے ادا کیا وہ ادا ہو جائیگا اور اگر
مجبور نے کوئی شی معین اپنے اوپر واجب کی مثلاً صدقہ مساکین اور مکرہ نے اُسکو بوعید قید یا قتل مجبور کیا کہ صدقہ
کرے تو جو کچھ مجبور نے کیا وہ جائز ہر اور مکرہ سے کچھ واپس نہین لے سکتا ہر اور اگر ایک شخص نے کہا کہ مین اللہ تعالی کیواسطے
نذر کرتا ہون کہ ایک ہدی بیت اللہ شریف مین بھیجونگا پھر کسی نے بوعید قتل مجبور کیا کہ بعیر یا بدنہ بھیجے کہ قربانی کر کے صدقہ
کیا جاوے اُسنے ایسا ہی کیا تو مکرہ اُسکی قیمت کا ضامن ہوگا اور مجبور کردہ کی نذر ادا نہوگی - اور اگر مکرہ نے اُسکو
کمتر قیمت وغیرہ کی ہدی بھیجنے پر مجبور کیا تو مکرہ ضامن نہوگا کیونکہ مکرہ نے اُس چیز پر جو اسپر شرعاً واجب تھی کچھ
زیادتی نہین کی اور اگر کہا کہ مین اللہ تعالے کیواسطے ایک بردہ آزاد کرونگا اور مکرہ نے اُسکو کسی خاص غلام کے آزاد کرنے پر

مجبور کیا اور قتل سے ڈرایا اُسنے آزاد کیا تو مکرہ اُسکی قیمت کا ضامن ہوگا اور اُسکی نذر ادا نہ ہوگی اور اگر یہ معلوم ہوجاے کہ بس غلام کے آزاد کرنے پر مکرہ نے مجبور کیا ہو وہ کم سے کم ہو یعنے جس سے نذر ادا ہو سکتی ہو انمین سے قیمت مین کمتر ہو تو مکرہ ضامن نہوگا اور اُسکی نذر ادا ہو جاویگی کیونکہ ہم یقیناً جانتے ہین کہ اسقدر اُسپر واجب تھا۔ اور اگر یون نذر کی کہ مین اللہ تعالی کے واسطے ایک ہروی یا مروی کپڑا خاص معین صدقہ کرونگا اور مکرہ نے اسکو کسی کپڑے کے صدقہ پر مجبور کیا اور اُسنے صدقہ کیا تو جو کپڑا صدقہ کیا ہو اسکو دیکھنا چاہیے کہ اگر اس جنس مین قیمت وغیرہ مین کم سے کم ہو تو نذر ادا ہوجاویگی اور مکرہ ضامن نہوگا اور اگر اس سے کم قیمت مین دوسرا کپڑا موجود ہو تو دونون قیمتون کا فرق دیکھا جاوے پس جسقدر فرق ہو اسیقدر مکرہ ضامن ہوگا اور کم سے کم مقدار جو ادا ہوئی ہو وہ اسکی ادائے نذر کیواسطے کافی ہوگی۔ اور اگر یون کہا کہ مین اللہ تعالے کیواسطے دس قفیز گیہون مسکینون پر صدقہ کرنا نذر کرتا ہون پھر مکرہ نے اسکو اس امر پر مجبور کیا کہ پانچ قفیز کھرے گیہون جو دس قفیز ردی گیہون کے برابر ہین صدقہ کرے اور قتل سے ڈرایا تو مکرہ اسکے مثل گیہون کا ضامن ہوگا کیونکہ جسقدر اُسنے ادا کیا ہو اس سے تمام نذر ادا نہوگی کیونکہ جو مال ایسے ہین کہ جنمین ربوٰ جاری ہوتا ہو انمین بالمقابلہ صفت کا اعتبار نہین ہو اور پانچ قفیز جید گیہون سے بجز مثل نہین ہو کیونکہ اسمین نذر کرنیوالے کا ضرر ہو اور نذر کرنے والے کو اختیار رہو کہ ردی دس قفیز گیہون صدقہ کردے۔ اور اگر ایک شخص کے پاس پچیس بنت مخاض ہون اور اُسپر ایک سال گذر گیا اور زکوٰۃ مین ایک بنت مخاض وسط واجب ہوئی مگر مکرہ نے اسکو جید بنت مخاض صدقہ دینے پر بوعید قتل مجبور کیا تو وسط یعنے درمیانی بنت مخاض سے جسقدر جید یعنے اعلی بنت مخاض کی قیمت زائد ہو اسقدر مکرہ تاوان دیگا کیونکہ اسی قدر زیادتی دلوانے مین اُسنے ظلم کیا ہو اور بقدر وسط کے اُس شخص سے صدقہ ادا ہوگیا پس بقدر وسط کے مکرہ ضامن نہوگا اور بنت مخاض مین یہ حکم اسواسطے ہو کہ یہ اموال ربوٰ مین سے نہین ہو پس کل واجب سے بعض کا مقابلہ کرنا روا ہو یہ مبسوط مین ہو۔ اگر زید بوعید قتل ہندہ سے زنا کرنے پر مجبور کیا گیا اور اُسنے زنا کیا تو امام اعظم رح کا اول قول یہ تھا کہ زید پر حد ماری جاویگی پھر رجوع کیا اور فرمایا کہ حد نہین جاری ہوگی اور یہی صاحبین کا قول ہو اور زید پر مہر واجب ہوگا خواہ ہندہ زنا کرانے پر مجبور کی گئی ہو یا طائعہ ہو اور مال تاوان مکرہ سے نہین لے سکتا ہو کیونکہ زنا کا نفع زانی کو حاصل ہوا ہو اور ایسا ہوگیا کہ جیسے ایک شخص کو اسی کے کھانا کھانے کیواسطے مجبور کیا کہ اس صورت مین اگر وہ شخص بھوکا تھا تو مکرہ ضامن نہوگا اور اگر آسودہ تھا تو مکرہ سے کھانے کی قیمت لے لیگا۔ اور عورت جب زنا پر مجبور کیجاوے تو اُسپر حد جاری نہین ہوتی ہو اور اگر مرد نے زنا پر اقدام کیا تو گنہگار رہوگا کیونکہ زنا بد گناہون مین سے ہو اور عورت اگر زنا پر مجبور کیجاوے تو آیا گنہگار رہتی ہو یا نہین سو شیخ الاسلام نے اپنی شرح کے باب الاکراہ علی الزنا مین بیان کیا ہو کہ اگر عورت اسطور پر مجبور کی گئی کہ اپنے اوپر زنا کرنے کا قابو دے اور اُسنے قابو دیا تو گنہگار ہوگی اور اگر اُسنے خود قابو نہ دیا مگر اس سے زنا کیا گیا تو وہ گنہگار نہ ہوگی اور یہی باب الاکراہ مین ذکر کیا کہ اگر عورت زنا پر مجبور کی گئی اور اُسنے اپنے اوپر زنا کرنے کا قابو دیا تو اُسپر گناہ نہین ہو اور یہ سب اس صورت مین ہو کہ اکراہ بوعید تلف واقع ہوا اور اگر اکراہ بوعید قید و بند ہو تو مرد پر بلا خلاف حد جاری ہوگی رہی

عورت سواسپر حد نہین جاری ہوگی مگر وہ گنہگار رہوگی اور اگر اکراہ بوعید قتل کی صورت مین مرد نے زنا سے انکار کیا یہانتک کہ مقتول ہوا تو اسکو ثواب حاصل ہوگا یہ محیط مین ہے - اگر حربی نے ایک مسلمان سے یون کہا کہ اگر تو مجھے یہ باندی اس غرض سے دیدے کہ مین اس سے زنا کرون تو مین مسلمان قیدیون مین سے جو میرے پاس ہین ایک قیدی چھوڑدون تو اس مسلمان کو یہ روا نہین ہے کہ باندی اسکو دیدے یہ خزانۃ المفتین مین ہے - اور اگر ایک شخص مرتد ہونے پر مجبور کیا گیا تو اسکی عورت اس سے بائنہ نہوگی اور اگر عورت نے دعوے کیا کہ مین تجھسے بائنہ ہوگئی ہون اور مرد نے کہا کہ مین نے کلمۂ کفر صرف زبان سے اظہار کیا حالانکہ دل میرا ایمان کے ساتھ مطمئن تھا تو استحسانا مرد کا قول قبول ہوگا کیونکہ شوہر فرقت سے انکار کرتا ہے اور اگر اس شخص نے جسکو کلمۂ کفر کہنے پر مجبور کیا تھا یون کہا کہ کفرت باللہ کہنے مین میرے دل مین یہ خیال تھا کہ مین زمانۂ گذشتہ کی جھوٹی خبر بیان کرتا ہون حالانکہ مین نے کبھی اللہ تعالے کے ساتھ کفر نہین کیا ہے تو حکم قضا مین اسکی عورت بائنہ ہوجائیگی اور فیما بینہ وبین اللہ تعالے بائن نہوگی اور اگر ایک شخص نے بطوع خود زمانۂ گذشتہ مین اپنے کفر کا اقرار کیا پھر کہا کہ میری مراد یہ تھی کہ دروغ کہتا ہون تو قاضی اسکے قول کی تصدیق نکریگا اور اگر سچ کہتا ہے تو فیما بینہ وبین اللہ تعالے اسکی تصدیق ہوگی - اور اگر کہا کہ میرے دل مین زمانۂ گذشتہ کے اخبار کا خیال آیا مگر مین نے خبر مراد نہین لی بلکہ انشا مراد لی جیسا کہ مجھ سے مکرہ نے چاہا تھا تو اس صورت مین اس شخص نے حقیقۃً کفر کا اقرار کیا تو فیما بینہ وبین اللہ تعالے وحکم قضا دونون طرح اسکی عورت بائن ہوجاویگی - اور اگر کہا کہ میرے دل مین کچھ خطرہ نہین آیا مگر مین نے اللہ تعالے کیساتھ آیندہ کفر کا اقرار کیا حالانکہ میرا دل ایمان سے مطمئن تھا تو اسکی عورت بائن نہوگی - اور اسیطرح اگر زید کو صلیب کیواسطے نماز پڑھنے یا سجدہ کرنے پر یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بد کہنے پر مجبور کیا اور مجبور نے ایسا کیا اور کہا کہ مین نے اللہ تعالی کیواسطے نماز مراد لی تھی یا کسی دوسرے شخص کو بد کہنا مراد لیا تھا اور یہی میری نیت تھی تو اسکی منکوحہ حکم قاضی مین بائن ہوگی اور فیما بینہ وبین اللہ تعالی بائن نہوگی اور اگر اسکے دل مین اللہ تعالے کیواسطے نماز کا اور سوائے حضرت رسول صلعم کے دوسرے کے بد کہنے کا خیال تھا پھر اسنے صلیب کیواسطے سجدہ کیا یا نماز پڑھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بد کہا تو قضاءً ودیانۃً اسکی عورت بائن ہوگئی اور اگر اسکے دل مین کچھ خیال نہ گذرا اور اسنے صلیب کیواسطے نماز پڑھی یا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو بد کہا حالانکہ اسکا دل ایمان سے مطمئن ہے تو اسکی منکوحہ قضاءً ودیانۃً کسیطرح بائن نہوگی بشرطیکہ اسکے دل مین کچھ خطرہ نہ آیا ہو اور اسنے مکرہٌ علیہ کو کہا اور اسکو دفع نکریگا کذا فی الکافی - اگر ایک شخص اسلام پر مجبور کیے جانے سے مسلمان ہوا تو اسکے اسلام کا حکم دیا جائیگا اور اگر اسلام پر مجبور کیا گیا اور مسلمان ہوا پھر اسلام سے پھر گیا تو قتل نکیا جائیگا کذا فی التمرتاشی اور علی ہذا اگر ایک شخص سے کہا گیا کہ اگر تو نے نماز پڑھی تو مین تجھے قتل کردونگا اسنے وقت چلے جانے کا خوف کرکے اٹھکر نماز پڑھی حالانکہ جانتا ہے کہ مجھے اسوقت نماز ترک کرنیکی شرعاً گنجائش ہے پھر جب نماز پڑھی تو مقتول ہوا تو وہ شخص ایسا کرنے مین اپنا قاتل اور گنہگار نہوگا کیونکہ اسنے عزیمت کو اختیار کیا ہے اسیطرح صوم رمضان کی نسبت اگر ایک شخص مقیم سے کہا گیا کہ اگر تو روزہ افطار نکریگا تو ہم تجھے قتل کرینگے اسنے افطار سے انکار کیا یہانتک کہ قتل کیا گیا حالانکہ جانتا ہو کہ مجھے افطار کی گنجائش ہے تو اسکو

ثواب ملیگا کہ اُسنے عزیمت کو اختیار کیا ہو اور اگر اُسنے افطار کر لیا تو رخصت ہو گنہگار نہ ہوگا و لیکن اگر ایسا مریض ہو کہ نہ کھانے پینے سے اُسکی جان کا خوف ہوا ور اُسنے افطار نہ کیا حالانکہ جانتا ہو کہ مجھے افطار کی گنجائش ہو تو وہ گنہگار ہوگا اسیطرح اگر رمضان میں مسافر ہوا ور اُس سے کہا گیا کہ تو افطار کر و رنہ ہم تجھے قتل کرینگے اُسنے افطار سے انکار کیا اور قتل کیا گیا تو گنہگار رہوگا یہ مبسوط مین ہو۔ ابن شجاع رحمہ سے مروی ہو کہ اُنھون نے فرمایا کہ اگر اہل حرب نے کسی نبی کو گرفتار کر کے اُس سے کہا کہ اگر تو یون کہے کہ مین نبی نہین ہون تو ہم تجھے چھوڑ دینگے اور اگر تو نے اپنے تئین نبی کہا تو ہم تجھے قتل کرینگے تو اُسکو روا نہین ہو کہ اپنے تئین سوائے نبی اللہ و رسول اللہ کے اور کچھ کہے اور اگر سوائے نبی کے کسی غیر شخص سے یون کہا کہ اگر تو یون کہے کہ یہ شخص نبی نہین ہو تو ہم تیرے نبی کو چھوڑ دیتے ہین اور اگر تو نے کہا کہ یہ نبی ہو تو ہم تیرے نبی کو قتل کرینگے تو اُسکو اختیار ہو کہ یون کہدے کہ یہ نبی نہین ہو تاکہ نبی سے قتل سے دور ہو یہ فتاوے قاضیخان مین ہو۔ اور اگر کسی محرم سے کہا گیا کہ تو اس شکار کو قتل کر ورنہ ہم تجھے قتل کرینگے اُسنے انکار کیا اور خود قتل کیا گیا تو انشاء اللہ تعالیٰ ثواب پاویگا اور اگر اُسنے شکار کو قتل کیا تو قیاساً اُسپر کچھ تاوان نہ ہوگا اور نہ اُسپر جسنے اُسکو مجبور کیا ہو لیکن استحساناً قاتل پر کفارہ واجب ہوگا اور مکرہ پر کچھ واجب نہ ہوگا اور اگر مجبور کردہ اور مجبور کنندہ دونون محرم ہون تو دونون مین سے ہر ایک پر کفارہ واجب ہوگا اور اگر محرم کو فقط قید پر ڈرایا ہو حالانکہ دونون محرم ہین تو قیاساً فقط قاتل پر کفارہ واجب ہوگا نہ مکرہ پر کیونکہ قتل صید ایک فعل ہو اور اکراہ بقید کا افعال مین کچھ اثر نہین ہوتا ہو اور استحساناً دونون مین سے ہر ایک پر جرمانہ واجب ہوگا۔ اور اگر دونون حلال ہون کہ حرم مین موجود ہون اور ایک نے دوسرے کو بوعید قتل اس امر پر مجبور کیا کہ صید کو قتل کرے تو مکرہ پر کفارہ واجب ہوگا اور اگر بوعید قید مجبور کیا تو خاصۃً مجبور پر کفارہ واجب ہوگا بمنزلہ ضمان مال کے و بمنزلہ کفارہ قتل آدمی کی خطا سے یہ مبسوط مین ہو۔ اگر زید مجبور کیا گیا کہ رمضان مین دن مین اپنی عورت سے جماع کرے یا کھاوے یا پیوے اور اُسنے ایسا ہی کیا تو اُسپر کفارہ واجب نہ ہوگا اور قضا واجب ہوگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہو۔ اور اگر بوعید قتل زنا کرنے پر مجبور کیا گیا تو اُسکو کرنا روا نہین ہو اور اگر اُسنے کیا اور محرم تھا تو احرام فاسد ہو جاویگا اور اُسی پر کفارہ واجب ہوگا نہ اُسپر جسنے مجبور کیا ہو اور اگر بوعید قتل ایک عورت محرمہ زنا کرنے پر مجبور کی گئی تو اُسکو روا ہو کہ اپنے اوپر زنا کا قابو دیدے اور اُسکا احرام فاسد ہو جاویگا اور اُسی پر کفارہ واجب ہوگا نہ مکرہ پر۔ اور اگر عورت نے نہ مانا یہانتک کہ قتل کی گئی تو اُسکو گنجائش ہو پھر ان مقامات مین جہان ہمنے مجبور کردہ پر کفارہ واجب کیا ہو اس کفارہ کو مجبور کردہ مکرہ سے نہین لے سکتا ہو اور اگر لے لیا تو اُسپر مکرہ کے نام کی ڈگری بقدر کفارہ کیجاویگی اور یہ روا نہین ہو کہ جو حق راسنے مجبور کے ذمہ ڈالا ہو اُس سے زیادہ مجبور اس سے لے لے یہ مبسوط مین ہو فقیہ ابو اللیث نے فرمایا کہ اگر سلطان نے وصی یتیم کو بوعید قتل یا اتلاف عضو ڈرایا کہ مجھے یتیم کا مال دیدے اُسنے دیدیا تو ضامن نہوگا اور اگر بوعید قید و بند ڈرایا ہو تو وصی ضامن ہوگا اور اگر خود اُسکے مال چھین لینے پر ڈرایا ہو کہ اگر یتیم کا مال نہ دیا تو تیرا مال لے لونگا پس اگر وصی جانتا ہو کہ کچھ لے لیگا اور کچھ بقدر کفایت چھوڑ دیگا تو اُسکو روا نہین ہو کہ یتیم کا مال دیدے اگر دیدیا تو اُسکے مثل تاوان دیگا اور اگر خوف ہو کہ اُسکا سب مال لے لیگا تو وصی معذور ہوگا اور اگر اُسنے یتیم کا مال دیدیا

تو ضامن نہوگا اور اگر سلطان نے یتیم کا مال خود لے لیا تو وصی پر سب صورتون مین سے کسیطرح ضمان نہین آتی ہو یہ ینابیع مین ہو۔ اور اگر ایک شخص سے کہا گیا کہ ہمین اپنا مال بتلا کہ کہان ہو اور لے چل ورنہ ہم تجھے قتل کرینگے اُسنے ایسا نکیا یہانتک کہ قتل کیا گیا تو گنہگار نہوگا اور اگر اُسنے راہ بتائی یہانتک کہ انھون نے مال لے لیا تو ظالم لوگ ضامن ہونگے یہ مبسوط مین ہے

باب تیسرا۔ عقود تلجیہ کے مسائل کے بیان مین۔ اگر زید نے عمرو سے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ اپنا یہ غلام ایک بات کے خوف سے تیرے ہاتھ بطور تلجیہ کے فروخت کرون اور عمرو نے کہا کہ اچھا اور اس گفتگو پر چند لوگ شاہد تھے پھر دونون بازار مین آئے اور باہم خرید و فروخت چند گواہون کے سامنے کر لی پھر اس بیع کے بعد اگر دونون نے ایک دوسرے کے تصدیق کی کہ ہم نے اس قرارداد پر جو مذکور ہوا اسے اپنے تلجیہ کے طور پر بیع ٹھہرائی ہو تو بلا خلاف یہ بیع فاسد ہو اور اگر دونون نے ایک دوسرے کی تصدیق کی کہ ہم نے وقوع بیع سے پہلے قرارداد تلجیہ سے اعراض کر کے پھر بیع قرار دی ہو تو بلا خلاف بیع جائز ہو اور اگر دونون نے تلجیہ کی گفتگو واقع ہونے پر ایک دوسرے کی تصدیق کی مگر ایک نے دعوے کیا کہ اسی قرارداد تلجیہ پر بیع واقع ہوئی اور عمرو نے دعوے کیا کہ اس قرارداد تلجیہ سے اعراض کر کے بطور صحیح بیع واقع ہوئی تو امام اعظم رح نے فرمایا کہ بیع جائز ہو اور جو شخص تلجیہ سے اعراض کرنے کا مدعی ہو اُسی کا قول قبول ہوگا کیونکہ وہ جواز عقد کا مدعی ہو اور صاحبین نے فرمایا کہ بیع فاسد ہو اور جو شخص قرارداد تلجیہ پر وقوع بیع کا مدعی ہو اُسی کا قول قبول ہوگا کیونکہ وہ ایسے امر کا مدعی ہو جو دونون کے اتفاق سے ثابت ہوا ورعلی ہذا اگر دونون نے تلجیہ کی گفتگو پر اتفاق کیا پھر دونون نے کہا کہ وقت وقوع بیع کے ہمارے دل مین کچھ خیال نہین تھا تو امام اعظم رح کے نزدیک بیع جائز اور صاحبین کے نزدیک فاسد ہو۔ اور اگر ایک نے تلجیہ کے قرارداد کا دعوے کیا اور دوسرے نے اس قرارداد سے انکار کیا تو قرارداد سے منکر کا قول قبول ہوگا پھر اگر قرارداد کے مدعی نے تلجیہ کی قرارداد پر گواہ پیش کیے اور کہا کہ ہمنے اسی قرارداد پر اس بیع کو قائم کیا ہو پس اگر دوسرے نے اس بنا پر وقوع بیع کی تصدیق کی تو بیع فاسد ہو اور اگر کہا کہ ہم نے اس قرارداد سے اعراض کر کے بیع قائم کی ہو تو مسئلہ مین اختلاف ہوگا امام اعظم رح کے نزدیک جائز اور صاحبین کے نزدیک بیع فاسد ہوگی۔ اور اگر دونون نے اتفاق کیا کہ بیع ہم دونون مین تلجیۃً واقع ہوئی پھر ایک نے اجازت دیدی تو جائز نہین تاوقتیکہ دونون اجازت نہ دین اور اگر بیع بطور تلجیہ واقع ہونے پر دونون نے اتفاق کیا اور بنا برین مشتری نے بائع سے غلام لیکر قبضہ کر کے آزاد کر دیا تو عتق باطل ہو اور دونون مسئلون مین بائع کو خیار ثابت ہوگا۔ اور اگر دونون نے یہ قرارداد کیا کہ دونون یہ خبر دین کہ کل کے روز ہم نے یہ غلام ہزار درم کو باہم خرید و فروخت کیا ہو حالانکہ دونون کے درمیان بیع واقع نہین ہوئی پھر اسکا اقرار کیا تو یہ بیع نہین ہو اور اگر ایک نے دعوے کیا کہ یہ اقرار ہزل ہوا اور دوسرے نے دعوے کیا کہ جد ہو تو مدعی جد کا قول قبول ہوگا کیونکہ وہ جواز کا دعوے کرتا ہو اور دوسرے پر لازم ہو کہ گواہ پیش کرے اور اگر دونون نے کہا کہ ہمنے اس بیع کی جسکی خبر دی ہو اجازت دیدی تو جائز نہوگی۔ یہ جب اس صورت مین ہو کہ نفس بیع مین تلجیہ واقع ہو اور اگر بدل بیع مین تلجیہ واقع ہو مثلاً پوشیدہ یون قرارداد کی کہ ثمن ایکہزار

ہی مگر ہم علانیہ دو ہزار درم پر فروخت کرینگے ایک ہزار درم لوگون کو سنانے کو بڑھا وینگے پھر اگر دونون نے اتفاق کیا کہ ہم نے اعراض کر کے بیع قرار دی ہی تو دو ہزار درم پر بیع جائز ہوگی اور اگر اسی قرارداد پر وقوع بیع پر اتفاق کیا تو صاحبین کے نزدیک ایک ہزار درم پر بیع جائز ہی اور ایک روایت امام اعظم رح سے بھی یہی ہی اور دوسری روایت مین امام اعظم رح کے نزدیک بیع فاسد ہی ایسا ہی شمس الائمہ سرخسی نے اپنی شرح مین ذکر کیا ہی اور اگر دونون نے اتفاق کیا کہ وقت بیع کے ہمارے دل مین کچھ خیال نتھا تو صاحبین کے نزدیک ایک ہزار درم پر بیع واقع ہوگی اور شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا کہ امام اعظم رح سے بھی ایک روایت مین یون ہی آیا ہی اور دوسری روایت مین یون ہی کہ بیع دو ہزار درم پر واقع ہوگی اور یہی روایت کتاب الاقرار مین مذکور ہی اور شمس الائمہ نے کہا کہ یہی روایت اصح ہی اور شیخ الاسلام نے اپنی شرح مین یہ تفصیل ذکر نہین فرمائی اور اگر پوشیدہ یون قرارداد کی کہ ثمن سو دینار ہین اور علانیہ دس ہزار درم پر بیع قرار دی تو دس ہزار درم پر بیع واقع ہوگی اور یہ استحسان ہی اور قیاساً جائز نہونی چاہیئے۔ اور اگر دونون نے پوشیدہ کسی ثمن پر بیع قرار دی پھر علانیہ دوسرے ثمن پر قرار دی پس اگر ثمن علانیہ جنس ثمن سریہ سے ہو مگر فرق یہ ہو کہ سریہ ثمن سے زائد ہو مثلاً خفیہ ہزار درم پر بیع کی پھر علانیہ دو ہزار درم پر قرار دی پس اگر اس امر کے گواہ کر لیے کہ علانیہ بیع ہزل و سمعہ ہی تو عقد وہی ہوگا جو پوشیدہ قرار دیا ہے اور اگر اس امر کے گواہ نہ کیے تو عقد یہی عقد علانیہ ہوگا اسیطرح اگر علانیہ دوسری جنس کے ثمن پر بیع قرار دی تو بھی حکم اسی تفصیل سے ہی کہ اگر علانیہ عقد کے ہزل و سمعہ ہونے پر گواہ کر لیے تو عقد سریہ صحیح ہی ورنہ عقد علانیہ صحیح ہی۔ اور اگر پوشیدہ دونون نے یہ کہا کہ ہم چاہتے ہین کہ علانیہ بیع ظاہر کرین حالانکہ یہ تلجیہ باطل ہوگا اور اس امر پر اتفاق کیا پھر علانیہ ایک نے کہا کہ ہم نے مخفیہ یون قرارداد کی تھی اب میری راے مین آیا کہ اسکو بیع صحیح کر دون اور دوسرا شخص حاضر تھا اور اسکو سنتا تھا اسنے کچھ نہ کہا یہانتک کہ دونون نے باہم بیع کی تو بیع جائز ہی اور اگر دوسرے نے نہ سنا اور بیع قرار دی تو بیع فاسد ہی اگرچہ مشتری غلام پر قبضہ کر کے اسکو آزاد کر دے پس اگر یہ قول بائع نے کہا ہو تو عتق جائز ہی اور بائع پر واجب ہوگا کہ ثمن واپس کرے اور اگر مشتری نے کہا تو عتق باطل ہی یہ محیط مین ہی۔ اگر زید نے ہندہ سے کہا کہ مین تیرے ساتھ بطور ہزل نکاح کرونگا ہندہ نے کہا کہ بہت اچھا اور ہندہ کے ولی نے دونون کے ساتھ اتفاق کیا پھر زید نے نکاح کیا تو یہ نکاح حکم قضا مین بھی اور فیما بینہ وبین اللہ تعالے بھی جائز ہی۔ اور اگر زید نے ہندہ اور اسکے ولی سے یا فقط ولی سے کہا کہ مین ہندہ سے ہزار درم پر نکاح کرنا چاہتا ہون اور سنانے کو دو ہزار پر علانیہ نکاح ہوگا حالانکہ مہر ہزار درم ہی۔ پس ولی نے کہا کہ اچھا مین ایسا کرونگا پس زید نے ہندہ سے علانیہ دو ہزار پر نکاح کیا تو نکاح جائز ہی اور مہر ہزار درم ہوگا بشرطیکہ دونون اس قول پر جو انھون نے خفیہ قرار دیا ہی اتفاق کرین یا گواہ قائم ہون۔ اور اگر کہا کہ سو دینار مہر ہی لیکن سنانے کو دس ہزار درم قرار دینگے اور اسپر گواہ کر لیے پھر ہندہ نے دس ہزار درم پر علانیہ نکاح کیا تو یہ نکاح ہندہ کے مہر مثل پر جائز ہوگا اسیطرح اگر پوشیدہ سو دینار مہر قرار دیا اور ظاہر مین اسکا کچھ ذکر نہین کیا تو بھی اسکو مہر مثل ملیگا اور اگر وقت عقد کے یون بیان کیا کہ ہم نے اسقدر مہر پر عقد کیا جسپر ہم راضی ہو چکے ہین تو یہ نکاح سو

[illegible]

دینار پر جائز ہو یہ مبسوط مین ہی - اگر پوشیدہ ہزار درم پر عقد نکاح قرار دیا پھر علانیہ دو ہزار درم پر عقد نکاح قرار دیا پس اگر اس امر کے گواہ کر لیے کہ ظاہر مین جو مہر قرار دیتے ہین یہ ہزل اور سنانے کو ہی تو مہر وہی ہوگا جو پوشیدہ قرار دیا ہی اور اگر اس امر کے گواہ نہ کیے کہ جو ظاہر کرتے ہین وہ سنانے کو ہزل ہی تو جو مہر علانیہ ٹھہرایا ہی وہی مہر قرار دیا جائیگا اسیطرح اگر ظاہر مین خلاف جنس اول مہر قرار دیا تو بھی یہی حکم ہی اور اگر ایک نے علانیہ کا دعوی کرکے اسپر گواہ قائم کیے اور دوسرے نے پوشیدہ کا دعوی کرکے گواہ قائم کیے تو علانیہ گواہون کی سماعت ہوگی ولیکن اگر گواہون نے یون گواہی دی کہ انھون نے یون کہا تھا کہ سنانے کو ہم ظاہر مہر پر ظاہر مین گواہ کرلینگے تو اس صورت مین پوشیدہ دعوی کے گواہون کی سماعت کرونگا اور ظاہر کے گواہون کو باطل کردونگا اور اگر بطور ہزل کے اپنی عورت کو یا اپنے غلام کو مال پر طلاق دیا یا آزاد کیا اور عورت یا غلام نے قبول کیا یا دونون نے پوشیدہ یہ قرارداد کی کہ جو ہم ظاہر کرین وہ ہزل ہی تو طلاق واقع ہوگی اور مال عورت پر واجب ہوگا ایسا ہی امام محمد رح نے کتاب مین ذکر فرمایا ہی اور یہ تفصیل ذکر نہین فرمائی کہ ہزل آیا شوہر یا مولے کیطرف سے تھا یا عورت و غلام کیطرف سے یا دونون طرف سے تھا پس اگر ہزل شوہر یا مولی کیطرف سے ہو تو درصورت عورت یا غلام کے قبول کرنیکے بلاشک عورت و غلام پر مال واجب ہوگا اور اگر عورت و غلام کیطرف سے ہو یا دونون طرف سے ہو تو مسئلہ مین اختلاف واجب ہی یعنی امام اعظم رح کے قول پر جبتک عورت و غلام کیطرف سے اجازت نہ پائی جاوے تب تک مال واجب نہ ہونا چاہئے اور صاحبین کے قول پر مال واجب ہوگا اور شرط ہزل صحیح نہوگی ایسا ہی فقیہ ابو جعفر ہندوانی رح نے ذکر فرمایا ہی یہ محیط مین ہی - اگر عورت کو طلاق دی یا غلام کو آزاد کیا یا قتل عمد سے صلح کسیقدر مال پر خفیہ قرار دی پھر طلاق یا عتاق یا صلح دوبارہ کسیقدر مال پر ظاہر مین قرار دی پس اگر مال ثانی جنس اول سے ہو مگر فرق یہ ہو کہ مال ثانی زیادہ ہو پس اگر اس امر کے گواہ کرلیے کہ جو مال علانیہ بیان کرتے ہین یہ ریا و سمعۃ ہی تو مال بدل وہی ہوگا جو پوشیدہ قرار دیا ہی اور اگر اس امر پر گواہ نہ کرلیے تو امام اعظم رح کے نزدیک بدل وہی ہی جو خفیہ ٹھہرایا ہی اور صاحبین کے قول پر مشائخ نے اختلاف کیا ہی بعضون نے کہا کہ بدل وہی ہوگا جو پوشیدہ ٹھہرایا ہی اور بعضون نے کہا کہ بدل وہی ہی جو علانیہ قرار دیا ہے اور جو کچھ بدل اول سے ثانی مین زیادہ ہی وہ اسپر زیادتی کردیجاویگی اور اس اختلاف کا حاصل یہ ٹھہرا ہی کہ بدل طلاق و عتاق و صلح قتل عمد مین زیادتی صحیح ہی یا نہین سو بعض مشائخ کے نزدیک نہین صحیح ہی اور یہی اصح ہی - اور اگر بدل ثانی خلاف جنس اول ہو تو بھی یہی حکم ہو کہ اگر علانیہ بدل کے ریا و سمعۃ ہونے پر گواہ کرلیے تو بدل وہی ہوگا جو پوشیدہ قرار دیا ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی اگر عورت و مرد نے پوشیدہ قرارداد کرلی کہ مہر دینار ہین اور علانیہ اس طور سے نکاح کیا کہ عورت کا کچھ مہر نہین ہی تو عورت کا مہر ان دیناروں سے ہوگا جسپر خفیہ قرارداد کرلی ہی اور اگر ظاہر مین اسطور سے نکاح کیا کہ عورت کا مہر دنانیر ہین یا علانیہ نکاح کیا اور مہر سے سکوت کیا تو دونون صورت مین مہر المثل پر انعقاد نکاح ہوگا یہ محیط مین ہی - اگر اپنی عورت سے کہا کہ تجھے ہزار درم پر طلاق دونگا ولیکن لوگون کے سنانے کو سو دینار کہونگا پھر اسکو سو دینار پر طلاق دیدی تو سو دینار پر طلاق واقع ہوگی اگرچہ دونون نے یہ قرارداد کرلی ہو کہ ہم دینار کا بیان لوگون کے سنانے کیواسطے کرینگے یہ تاتارخانیہ مین ہی

باب چہارم متفرقات کے بیان مین - اگر زید کو بوعید تلف یا قید و بند اس امر پر مجبور کیا کہ اقرار کرے اسنے

اقرار کیا تو اقرار صحیح نہین ہی اور اگر ایک روز کی قید و بند یا ایک کوڑا مارنے پر ڈراکے ہزار درم کے اقرار پر
مجبور کیا اور زید نے اقرار کیا کہ مجھپر اسکے ہزار درم ہین تو جائز ہی اور اگر اسکے دل مین یہ خیال گذرا کہ اسقدر قید و
بند باعث غم ہی تو اقرار باطل ہوگا۔ اور یہ حکم جو مذکور ہوا ہی اس صورت مین ہی کہ وہ شخص درمیانی لوگون مین سے
ہو اور اگر اشراف لوگون مین سے ہو کہ اسکو مجمع مین ایک کوڑا لگنے سے عار ہو یا ایک روز کی قید و بند یا مجلس
سلطان مین گوشمالی اسکے حق مین عار ہو تو ایسا شخص مجبور کردہ شمار ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر زید کو
ہزار درم کے اقرار پر مجبور کیا اسنے سو دینار کا جسکی قیمت ہزار درم ہی اقرار کیا تو اقرار نافذ ہوگا اور اگر زید کو عمرو کیواسطے
ہزار درم کے اقرار پر مجبور کیا اور زید نے پانچ سو درم کا اقرار کیا تو استحسانًا صحیح نہین ہی اور زید کے ذمہ مال
لازم نہوگا اور اگر زید نے ہزار سے زیادہ ڈیڑھ ہزار درم یا دو ہزار درم کا اقرار کیا تو ہزار سے جسقدر زیادہ ہی
وہ زید کے ذمہ لازم ہوگا اور جسقدر مال پر مجبور کیا گیا تھا وہ لازم نہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور اگر زید
کو عمرو کے واسطے ہزار درم کے اقرار پر مجبور کیا اور زید نے سوائے درم کے کسی کیلی یا وزنی چیز کا عمرو کیواسطے
اقرار کیا تو یہ اقرار بطوع خود صحیح ہی اور اگر عمرو کے واسطے ہزار درم کے اقرار پر مجبور کیا اسنے عمرو و خالد غائب
کے واسطے ہزار کا اقرار کیا تو امام ابو یوسف و امام اعظم رح کے نزدیک سب اقرار باطل ہی خواہ زید نے
خالد کے شریک ہونے کا اقرار کیا ہو یا نہ کیا ہو اور امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر خالد نے اسکے اقرار کی تصدیق کی تو سب
اقرار باطل ہو گیا اور اگر یون کہا کہ میرا زید پر اس مال کا نصف چاہیے ہی اور میرے اور عمرو کے درمیان
کچھ شرکت نہین ہی تو خالد کیواسطے نصف مال کا اقرار جائز ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اور فرمایا کہ اگر زید بوعید ملف یا غیر ملف
اس امر پر مجبور کیا گیا کہ گذشتہ عتق یا طلاق یا نکاح کا اقرار کرے حالانکہ وہ کہتا ہی کہ مین نے کبھی ایسا نہین کیا
ہی تو اقرار باطل ہی اور غلام اسکا غلام رہیگا جیسا تھا اور عورت اسکی جورو رہیگی جیسی تھی اور اس حکم مین اکراہ
بوعید قتل و اکراہ بوعید قید و بند یکسان ہی اسی طرح اقرار برجعت یا رجعت طلاق سے ایلاء و عفو از قتل عمد کا بھی یہی
حکم ہی اسیطرح اپنے غلام کی نسبت یہ اقرار کرانا کہ میرا بیٹا ہی یا باندی کی نسبت کہ یہ میری ام ولد ہی یہی حکم رکھتا ہی
یہ مبسوط مین ہی۔ اور نیز مبسوط مین لکھا ہی کہ اگر ضرب و قید سے ڈرا کر اس امر پر مجبور کیا گیا کہ اپنے اوپر کسی حد یا قصاص
کا اقرار کرے تو یہ باطل ہی اور اگر اسکو چھوڑ دیا اور پھر اسکے بعد پکڑا گیا اور از سر نو اپنے اوپر حد یا قصاص کا اقرار
کیا تو ماخوذ ہوگا اور اگر اسکو نہ چھوڑا مگر یہ کہا کہ ہم تجھے اقرار پر ماخوذ نہین کرتے ہین تیرا جی چاہے اقرار کردے یا
چاہے نہ اقرار کر حالانکہ مجبور کردہ اسکے ہاتھ مین بحالہ گرفتار ہی تو اقرار جائز نہوگا اور اگر اسکو چھوڑ دیا اور
ہنوز مکرہ کی نظر سے پوشیدہ نہ ہوا تھا کہ ایک شخص کو گرفتار کرکے واپس لانے کو بھیجا اُسنے گرفتار ہو کر بدون
ڈرانے کے ابتداءً اقرار کر دیا تو یہ کچھ نہین ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اگر زید کو مجبور کیا کہ اپنے اوپر حد یا قصاص
کا اقرار کرے اسنے اقرار کیا تو اسپر کچھ لازم نہ آویگا اور اگر اسکے اسی اقرار پر اسپر حد یا قصاص جاری کیا گیا حالانکہ
زید اس بات مین جسکا اقرار کیا ہی مشہور ہی ولیکن اسپر کوئی گواہی نہین ہی تو استحسانًا مکرہ سے قصاص نہ لیا جائیگا
مگر اسکے مال سے سب ضمان دلائی جاویگی اور اگر مشہور نہ ہو تو قصاص کی صورت مین مکرہ سے قصاص لیا جائیگا اور
مال کی صورت مین مکرہ سے مال تاوان لیا جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر زید مجبور کیا گیا کہ غصب یا اتلاف ودیعت کا اقرار

کرے اُسنے اقرار کیا تو صحیح نہین ہے یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ اور اگر زید کو اس امر پر مجبور کیا کہ یون اقرار کرے کہ مین زمانہ ماضی مین مسلمان ہوگیا ہون تو اقرار باطل ہے اور اگر بوعید تلف یا غیر تلف اس اقرار پر مجبور کیا کہ میرا عمرو کیطرف کچھ حق قصاص نہین ہے اور نہ میرے پاس اسکے گواہ ہین تو یہ اقرار باطل ہے اور بعد اسکے اگر زید نے دعوے کیا اور عمرو پر اپنے حق قصاص ہونے کے گواہ پیش کیے تو اسکے نام عمرو پر قصاص کی ڈگری کیجاویگی کیونکہ جو اُسنے سابق مین نسبت قصاص کے اقرار کیا ہے وہ باطل ہے پس اسکا وجود وعدم یکسان ہے اسیطرح اگر زید کو مجبور کیا کہ یون اقرار کرے کہ مین نے اس عورت سے نکاح نہین کیا ہے اور نہ میرے پاس عورت پر اس امر کے گواہ ہین یا یون اقرار کرے کہ یہ شخص میرا غلام نہین ہے اور اصلی آزاد ہے تو ایسا اقرار باطل ہے کیونکہ اکراہ اس امر کی دلیل ہے کہ جو کچھ اقرار کرتا ہے وہ جھوٹ ہے پس اگر اسکے بعد زید اس عورت سے نکاح کرے یا غلام کی رقیت پر گواہ قائم کرے تو وہ اقرار باکراہ مانع قبول نہ ہوگا یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر زید کو اس امر پر مجبور کیا کہ کفیل بالنفس یا بالمال کو کفالت سے خارج کردے تو یہ صحیح نہین ہے اور اگر شفیع کو مجبور کیا کہ طلب شفعہ سے خاموش رہے تو اسکا شفعہ باطل نہ ہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔ اور اگر شفیع نے شفعہ طلب کیا پھر اسکو مجبور کیا کہ شفعہ سپرد کردے تو اسکا سپرد کرنا باطل ہے۔ اور اگر ایسا ہوا کہ جسوقت شفیع کو معلوم ہوا اُسنے شفعہ طلب کرنا چاہا اور بکرہ نے اسکو مجبور کیا کہ ایک روز یا زیادہ شفعہ طلب کرنے سے خاموش رہے تو اسکا حق شفعہ باقی رہیگا پس بروقت رہائی کے اگر اسنے شفعہ طلب کیا تو خیر ورنہ شفعہ باطل ہو جائیگا یہ ظہیریہ مین ہے۔ ایک عورت نے اپنے شوہر پر زنا کی تہمت لگانے کا جسکو قذف کہتے ہین دعوے کیا اور شوہر نے انکار کیا اور شوہر پر گواہ قائم ہوے کہ اُسنے تہمت لگائی ہے اور گواہون کی پوشیدہ و ظاہر دونون طرح تعدیل ہوگئی اور قاضی نے شوہر کو حکم دیا کہ عورت کے ساتھ لعان کرے اُسنے لعان کرنے سے انکار کیا اور کہا کہ مین نے تہمت نہین لگائی ہے اور ان گواہون نے مجھپر جھوٹی گواہی دی ہے تو قاضی اسکو لعان کرانے پر مجبور کریگا اور قید کریگا یہانتک کہ لعان کرے پس اگر قاضی نے اسکو قید کیا یہانتک کہ اُسنے مجبور ہوکر لعان کیا یا قید سے ڈرایا حتی کہ اُسنے لعان کیا اور کہا کہ مین اللہ کو گواہ کرتا ہون کہ جو کچھ مین نے اسکو تہمت لگائی ہے یعنی زنا کی اسمین مین سچا ہون اور عورت نے بھی لعان کرلیا اور قاضی نے دونون مین تفریق کردی پھر یہ ظاہر ہوا کہ یہ گواہ لوگ غلام ہین یا حد قذف مین محدود ہوچکے ہین یا اور کسیوجہ سے انکی گواہی باطل ہوگئی تو قاضی اس لعان کو جو دونون کے درمیان واقع ہوا اور فرقت کو باطل کرکے عورت کو اُسکے شوہر کے پاس واپس کردیگا اور اگر قاضی نے اسکو لعان کیواسطے قید نہ کیا ہو اور نہ قید سے ڈرایا ہو بلکہ فقط یہ کہا ہو کہ گواہون نے تجھپر قذف کی گواہی دی اور مین نے تجھپر لعان کرنے کا حکم جاری کردیا ہے پس تو لعان کر اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا پس شوہر نے لعان کیا اور عورت نے بھی لعان کیا جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے اور قاضی نے تفریق کردی پھر معلوم ہوا کہ گواہ لوگ غلام ہین اور گواہی باطل ہوگئی تو قاضی اُس لعان کو جو عورت و شوہر کے درمیان واقع ہوا ہے پورا کریگا اور تفریق کو باقی رکھیگا اور عورت کو بائنہ قرار دیگا یہ مبسوط مین ہے۔ اور خزانہ مین لکھا ہے کہ اگر قاتل کو قتل عمد سے مال پر صلح کرنے پر مجبور کیا اُسنے مجبوری قبول کیا تو مال اسکے ذمہ لازم نہ ہوگا اور قصاص باطل ہو جائیگا یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ اگر قصاص سے عفو کرنے پر مجبور کیا اُسنے عفو کیا تو عفو جائز ہے اور ولی قصاص کو کرہ

کچھ ضمان نہ دیگا اور اگر زید کو اُسکے قرضدار کے بری کردینے پر مجبور کیا اُسنے بری کیا تو ابرا باطل ہو یہ محیط مین ہو اور اگر ہندہ کا ولی اس امر پر مجبور کیا گیا کہ عورت کو کسی قدر مہر پر جسمین غبن فاحش ہو نکاح کردے پھر اکراہ دور ہو گیا اور بعد اُسکے ہندہ راضی ہو گئی مگر ولی اُسکا راضی نہوا تو امام اعظم رح کے نزدیک ولی کو اختیار ہو کہ تفریق کی درخوست کرے اور صاحبین نے فرمایا کہ نہین اختیار ہو یہ کافی مین ہو۔ اگر کسی شخص نے اپنی عورت کو بوعید تلف اس امر پر مجبور کیا کہ مہر سے کچھ مال پر صلح کرلے یا شوہر کو بری کردے تو یہ اکراہ ہوا اور عورت کی صلح یا ابرا کچھ صحیح نہین ہو یہ امام ابویوسف و امام محمد رح کا قول ہو اور اگر شوہر نے اپنی عورت کو مجبور کیا اور مجبور اسطرح کیا کہ اُسکو طلاق سے ڈرایا یا کہا کہ تیرے اوپر دوسری عورت سے نکاح کرلاؤنگا یا کوئی باندی بٹھاؤنگا تو یہ اکراہ نہین ہو وہ عورت مجبور شمار نہ ہوگی۔ اور اگر کوئی عورت کسی صغیر بچہ کے دودھ پلانے پر مجبور کی گئی یا کوئی مرد اس امر پر کہ اپنی عورت سے اس صغیر بچہ کو دودھ پلوائے مجبور کیا گیا اور ایسا واقع ہوا تو احکام رضاع سب ثابت ہو جاوینگے۔ اور اگر زید مجبور کیا گیا کہ یون قسم کھاوے کہ مین عمرو کے گھر جاؤنگا تو قسم منعقد ہو جاویگی حتے کہ اگر عمرو کے گھر گیا تو حانث ہوگا اسیطور اگر زید نے قسم کھائی ہو کہ مین عمرو کے گھر نہ جاؤنگا یا عمرو سے کلام کرونگا اور اُسکو بکرہ نے مجبور کیا کہ عمرو کے گھر جاوے یا اس سے کلام کرے یعنے جو شرط تھی اُسکو خواہ نخواہ کرے تو بھی حانث ہوگا اور اگر زید نے ایک عورت سے نکاح کیا اور ہنوز اُسکے ساتھ دخول نہین کیا پھر دخول پر مجبور کیا گیا تو جو احکام دخول سے متعلق ہین جیسے مہر کا موکد ہونا اور وجوب عدت و اسکی بیٹی سے حرمت نکاح وغیرہ سب ثابت ہونگے یہ فتاوے قاضیخان مین ہو۔ شیخ ابوبکر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر زید کے پاس عمرو کا مال ہو اور زید سے سلطان نے کہا اگر تو نے مجھے عمرو کا مال نہ دیا تو مین تجھے ایک مہینہ قید کرونگا یا ایک کوڑا مارونگا یا تجھے شہر بشہر پھراؤنگا تو زید کو دینا جائز نہین ہو اور اگر دیا تو ضامن ہوگا اور اگر سلطان نے کہا کہ تیرا ہاتھ کاٹ ڈالونگا یا پچاس کوڑے مارونگا تو دینا جائز ہو ضامن نہ ہوگا یہ ینابیع مین ہو۔ اور اگر بکرہ نے زید کو کھانا کھالینے یا کپڑا پہن لینے پر مجبور کیا اور کپڑا پھٹ گیا تو بکرہ ضامن نہ ہوگا یہ تہذیب مین ہو۔ اور اگر ایک شوہر دار باندی جس سے شوہر نے دخول نہین کیا تھا آزاد کی گئی اور بوعید تلف یا قید اس امر پر مجبور کی گئی کہ اسی مجلس مین اپنے نفس کو اختیار کیا یعنے شوہر کی تبعیت چھوڑ کر فسخ نکاح کرے تو شوہر کے ذمہ سے سب مہر ساقط ہو جائیگا اور اسمین بکرہ پر کچھ تاوان نہین آتا یہ محیط مین ہو۔ اگر زید نے اپنے باپ کی جورو کو یعنے سوائے اپنی ماں کے دوسری عورت کو مجبور کر کے اُسکے ساتھ زنا کیا اور اس سے مراد اسکی یہ تھی کہ اپنے باپ کے حق مین فساد کرے حالانکہ ہنوز اُسکے باپ نے اس عورت سے دخول نہین کیا تھا تو اس عورت کا اپنے شوہر پر نصف مہر واجب ہوگا اور یہ نصف مہر زید کا باپ زید سے واپس لیگا اور اگر باپ نے اُسکے ساتھ دخول کرلیا ہو تو زید سے کچھ واپس نہین لے سکتا ہو اور یہ جو فرمایا کہ مراد اسکی فساد تھی اُسکے معنے یہ ہین کہ اُسنے باپ کے ساتھ نکاح کو فاسد کرنا چاہا ورنہ زنا تو ہر حال مین فساد ہو یہ مبسوط مین ہو۔ اور اگر زید کو اس امر پر مجبور کیا کہ اپنا غلام عمرو کو ہبہ کردے اُسنے ہبہ کر کے سپرد کردیا پھر عمرو کہین ایسا غائب ہو گیا کہ اسپر قابو نہین چل سکتا ہو تو زید کو اختیار ہو کہ مکرہ سے اپنے غلام کی قیمت واپس لے اور یہی حکم صدقہ پر اکراہ کرنے کی صورت مین ہو اسیطرح اگر غلام کے بیع کردینے پر مجبور کیا اور مجبور نے بیع کر کے مشتری کو سپرد

کیا اور مشتری ایسا غائب ہوا کہ اُسپر قابو نہین چل سکتا ہو تو بھی مکرہ سے غلام کی قیمت واپس لے سکتا ہو یہ فتاوی
قاضیخان مین ہو- اور اگر زید اس امر پر مجبور کیا گیا کہ عمرو کے واسطے مال کا اقرار کرے اُسنے اقرار کیا اور عمرو نے
اُس سے وہ مال لے لیا پھر کہین ایسا غائب ہوا کہ اُسپر قابو نہین چل سکتا ہو یا مفلس مر گیا تو زید کو اختیار ہو
کہ اپنا مال مکرہ سے واپس لے یہ تاتارخانیہ مین ہو- اور اگر زید اپنے غلام کو مدبر کرنے پر مجبور کیا گیا اُسنے مدبر کیا تو تدبیر
صحیح ہو اور مدبر کرنے سے جو نقصان آیا وہ مکرہ سے فی الحال واپس لیگا اور اگر مولے مر گیا تو مدبر آزاد ہو جائیگا اور
اُسکے وارث بھی مکرہ سے غلام کی دو تہائی قیمت مدبر ہونے کے حساب سے لینگے- اور اگر زید مجبور کیا گیا کہ اپنا
مال عمرو کے پاس ودیعت رکھے اور عمرو ودیعت لینے پر مجبور کیا گیا تو ایداع صحیح ہو اور عمرو کے پاس یہ
مال امانت ہوگا اور اگر قابض اس امر پر مجبور کیا گیا کہ قبضہ کرکے مکرہ کو دیدے پس قابض نے قبضہ کیا اور
ہنوز مکرہ کو نہ دیا تھا کہ اُسکے پاس ضائع ہو گیا پس اگر قابض نے کہا کہ مین نے اسواسطے قبضہ کیا تھا کہ قبضہ کرکے موافق
حکم مکرہ کے مکرہ کو دیدون تو قابض بھی ضامن ہونے مین داخل ہوگا اور اگر کہا کہ مین نے اسواسطے قبضہ کیا تھا کہ مالک
کو واپس دون تو مال اُسکے پاس امانت ہوگا اور وہ ضامن نہ ہوگا اور اس باب مین قول اُسی کا لیا جائیگا اور ایسے
ہبہ مین بھی موہوب لہ قابض کا قول قبول ہوگا یعنے اگر زید کو ہبہ کرنے اور عمرو کو قبول و قبضہ کرنے پر مجبور کیا اور
عمرو کے پاس وہ ہبہ تلف ہو گیا تو عمرو کا قول قبول ہوگا کہ مین نے مالک کو واپس دینے کے واسطے قبضہ کیا تھا یہ
فتاوی قاضی خان مین ہو- اگر زید کا غلام زید سے بعوض مال کے مدبر ہونا قبول کرنے پر مجبور کیا گیا اُسنے ایسا ہی
کیا تو یہ غلام مکرہ کا مدبر ہوگا اور مکرہ اُسکی قیمت زید کو ادا کریگا یہ تاتارخانیہ مین ہو- واضح ہو کہ اگر مکرہ کوئی لڑکا نابالغ یا معتوہ
ہو تو اُن دونون کا حکم حق اکراہ مین مثل بالغ عاقل کے ہو اور اگر مکرہ کوئی غلام یا معتوہ ہو مگر اُسکو تسلط حاصل ہو اور
اُسنے قتل پر اکراہ کیا تو قاتل بھی گنہگار ہوگا نہ وہ شخص جسنے اُسکے اکراہ پر قتل کیا ہو پس دیت اُسی مکرہ کی مددگار برادری
پر تین برس کے اندر ادا کرنی واجب ہوگی- اور اگر بعوض ہبہ قبول کرنے پر اکراہ کیا تو مکرہ سے تاوان نہین لے سکتا
ہو اسیطرح اگر بعوض مساوی ہبہ کرنا قبول کرنے پر مجبور کیا گیا اور اُسنے ہبہ کیا اور عوض پر قبضہ کر لیا تو مکرہ سے کچھ
نہین لے سکتا ہو یہ فتاوی قاضیخان مین ہو- اگر زید اپنے کسی مورث کے قتل کرنے پر بوعید قتل مجبور کیا گیا اور زید
نے قتل کیا تو قاتل میراث سے محروم نہ ہوگا اور اسکو اختیار ہوگا کہ مکرہ کو قصاص مورث مین قتل کر دے یہ امام
اعظم و امام محمد رح کا قول ہو یہ تاتارخانیہ مین ہو- اگر بوعید قید زید کو ڈرایا کہ اپنا مال عمرو کو ہبہ کرے اور اسپر دو گواہ کرے اور
عمرو کو بوعید قید اسکے قبول کرنے اور قبضہ کرنے پر مجبور کیا اور وہ مال تلف ہو گیا تو قابض ضامن ہوگا اور
اگر قابض کو اس صورت مین بوعید تلف مجبور کیا ہو تو قابض ضامن نہ ہوگا اور نہ مکرہ تاوان دیگا- اور اگر واہب
کو بوعید تلف اور موہوب لہ کو بوعید قید مجبور کیا ہو تو مالک کو اختیار ہو چاہے قابض سے تاوان لے لے یا مکرہ
سے ضمان لے پھر اگر مکرہ سے تاوان لیا تو وہ موہوب لہ سے واپس لیگا یہ مبسوط مین ہو- اور اگر زید نے ایک عورت
سے نکاح کرکے اُسکے ساتھ دخول کر لیا پھر اُسکی طلاق پر مجبور کیا گیا اور طلاق دیدی تو مہر زید پر واجب ہوگا اور
مکرہ سے واپس نہین لے سکتا ہو پس اگر نکاح مہر مثل سے زیادہ پر ہو تو زیادتی اُسکے ذمہ لازم نہ ہوگی یہ
فتاوی قاضیخان مین ہو- اگر زید نے کہا کہ اگر مین اس دار مین جاؤن تو میرا غلام آزاد ہو پھر مکرہ نے زید کو

اس دار مین جانے پر بوعید تلف مجبور کیا اور زید خود چلا گیا تو غلام آزاد ہو جاویگا بخلاف اسکے اگر زید کو اٹھا کر
اس مکان مین داخل کر دیا ہو تو ایسا نہین ہو لیکن اگر زید نے یون قسم کھائی کہ اگر مین اس مکان مین کسی طور
سے جاؤن تو میرا غلام آزاد ہو اور مکرہ نے اسکو اٹھا کر مکان مین کر دیا تو بیاپنی ذات سے کچھ اختیار نہین رکھتا
ہو تو شرط پائی جانے سے غلام آزاد ہو جاویگا اور دونون صورتون مین مکرہ ضامن نہوگا یہ مبسوط مین ہے ۔
اور عورت اگر نکاح پر مجبور کی گئی اور اسنے ایسا ہی کیا تو نکاح صحیح ہو اور مکرہ سے کچھ تاوان نہین لے سکتی ہو
اسیطرح اگر زید اپنے غلام کے مثل قیمت پر فروخت کرنے پر مجبور کیا گیا اور زید نے بیچا تو مکرہ سے تاوان نہین
لے سکتا ہو یہ فتاوے قاضیخان مین ہو ۔ اور اگر زید مجبور کیا گیا یہانتک کہ اسنے کہا کہ اگر مین اس اپنی
منکوحہ سے قربت کرون تو اسکو تین طلاق ہین اور ہنوز اس سے دخول نہین کیا ہو پھر قربت کی تو مطلقہ
ہو جاویگی اور زید پر اسکا مہر واجب ہوگا اور مکرہ سے کچھ تاوان نہین لے سکتا ہو اور اگر اس سے قربت
نہ کی یہانتک کہ چار مہینے گذرنے سے بائن ہو گئی تو زید پر نصف مہر واجب ہوگا اور اسکو مکرہ سے واپس نہین
لے سکتا ہو یہ مبسوط مین ہو ۔ اور اگر کہا کہ اگر مین کسی عورت سے نکاح کرون تو وہ مطلقہ ہو پھر مجبور کیا گیا کہ اس
عورت سے مہر مثل پر نکاح کرے تو نکاح جائز ہو اور مطلقہ ہو جاویگی اور اسپر نصف مہر واجب ہوگا اور مکرہ سے
واپس نہین لے سکتا ہو یہ فتاوے قاضیخان مین ہو ۔ اگر خوارج متاولین مین سے کچھ لوگ کسی ملک پر قابض
ہوئے اور انکا حکم اسمین جاری ہوا پھر انھون نے ایک شخص کو کسی امر پر مجبور کیا یا مشرک لوگون نے
ایک شخص کو کسی امر پر مجبور کیا تو یہ صورت حکم مین مجبور کردہ کے حق مین ہو امر مین جسپر مجبور کیا اقدام روا ہو یا
نہین روا ہو بمنزلہ اکراہ لصوص کے ہو مگر ان سب چیزون مین جن سے لصوص پر قصاص آتا ہو یا ضمان
مال لازم آتی ہو سو خوارج متاولین یا اہل حرب پر کچھ لازم نہ آئیگا جیسا کہ اگر انھون نے اتلاف اپنے ہاتھون
سے کیا تو یہی حکم ہو کذا فی المبسوط

کتاب الحجر

اسمین تین باب ہین

باب اول حجر کی تفسیر و اسباب و مسائل متفرق علیہا کے بیان مین حجر کی تفسیر شرعی یہ ہو کہ کسی شخص خاص
کو تصرف قولی سے زبانی منع کرنا اور وہ شخص مخصوص وہ ہو جو مستحق حجر ہو خواہ کسی سبب سے مستحق ہوا ہو ۔ امام قدوری
نے فرمایا کہ حجر کے اسباب موجبہ مین صغر و جنون و رق ہو اور اسپر اجماع ہو کذا فی العینی شرح الہدایہ امام ابوحنیفہ
رح نے فرمایا کہ قاضی کسی آزاد عاقل بالغ کو مجحور نہ کرے مگر اس شخص کو مجحور کرے جسکا ضرر عوام کو پہونچتا ہو
اور وہ تین گروہ ہین ایک طبیب جاہل کہ لوگون کو مضر اور مہلک دوائین پلاتا ہو حالانکہ اسکے نزدیک وہ دوا
شفا ہوتی ہو اور دوسرے مفتی ماجن یعنی وہ شخص جو لوگون کو حیلہ سکھلاتا ہو یا جہالت سے فتوی دیتا ہو اور
تیسرے مکاری مفلس اور صاحبین کے نزدیک ان سب کے سوائے اور بھی تین سبب موجب حجر ہین

(۱) کرایہ دینے والا

منہ ولکن غفلت کذافی فتاوے قاضیخان اور مکاری مفلس وہ ہو کہ لوگون سے اونٹ کرایہ پر دینے کا معاملہ کرے حالانکہ اسکے پاس نہ اونٹ ہو اور نہ کوئی سواری ہو کہ اسپر سوار کردے اور نہ مال ہو کہ خرید کردے مگر لوگ
اسپر اعتماد کرکے اسکو کرایہ دیتے ہین اور وہ اپنی ضرورت مین صرف کرتا ہو پھر جب روانگی کا وقت آتا ہو
تو اپنے تئین ان لوگون سے چھپا دیتا ہو پس اس حیلہ سازی سے مسلمانون کا مال کھا جاتا ہو اور اکثر اسکی
اس حرکت سے وہ لوگ حج یا جہاد مین جانے سے باز رہتے ہین یہ ذخیرہ مین ہو۔ پس نابالغ کا تصرف بدون
ولی کی اجازت کے ناجائز ہو اور غلام کا تصرف مالک کی بلا اجازت جائز نہین ہو یہ مالک کے حقوق کی
رعایت ہو تاکہ اسکے مرنے کے منافع بیکار نہ ہو جاوین اور مملوک کی گردن قرضہ مین نہ پھنس جاوے کیونکہ
اسکی گردن مالک کی مملوک ہو لیکن اگر مولے نے خود ہی اجازت دیدی تو جائز ہو کہ وہ خود اپنے حقوق
کے ضائع ہونے پر راضی ہو گیا کذافی الکافی۔ اور مجنون مغلوب العقل کا تصرف اصلا نہین جائز ہو اگرچہ
اسکا ولی اجازت دیدے اور اگر مجنون کو کبھی جنون اور کبھی افاقہ رہتا ہو تو حالت افاقہ مین مثل عاقل
کے ہو اور معتوہ مثل نابالغ عاقل کے ہے یعنی تصرفات اور رفع ملکیت مین اسکے مثل ہو اور معتوہ کی تفسیر مین
اختلاف کثیر ہو اور سب تفاسیر مین بہتر یہ ہو کہ معتوہ وہ ہو جو قلیل الفہم مختلط الکلام فاسد التدبیر ہو کہ نہ مارے
اور نہ گالی دے جیسا مجنون کیا کرتا ہو یہ تبیین مین ہو۔ اور ماذون شرح طحاوی مین ہو کہ نابالغ کو تجارت کیواسطے
باپ و دادا اور ان دونون کے وصی اور قاضی اور قاضی کے وصی کی اجازت جائز ہو یا صغیر کے غلام کو اگر
یہ لوگ اجازت دین تو جائز ہو اور ماں یا بھائی یا چچا یا مامون کی اجازت جائز نہین ہو یہ فصول عمادیہ مین ہو
جو نابالغ بیع و شرا کو نہین سمجھتا ہو اگر اسنے خریداری کی اور ولی نے اجازت دی تو صحیح نہین ہو اور اگر خرید و
فروخت کو سمجھتا ہو یعنے یہ جانتا ہو کہ فروخت کردینے سے ملکیت جاتی رہتی ہو اور خریدنے سے آجاتی ہو اور یہ بھی
جانتا ہو کہ یہ خسارہ بہت ہو اور یہ تھوڑا ہو اگر ایسے نابالغ نے کچھ تصرف کیا اور ولی نے مصلحت سمجھکر اجازت
دی تو جائز ہو اور اگر ایسے نابالغ کو تصرف کی اجازت دیدی تو اسکا تصرف نافذ ہوگا خواہ اسمین نقصان
ہو یا نہ ہو اور اگر قاضی نے نابالغ کو تصرف کی اجازت دی اور باپ انکار کرتا ہو تو تصرف صحیح ہوگا اور اگر نابالغ
عاقل نے تصرف کیا پھر ولی نے اسکو تصرف کی اجازت دیدی پس نابالغ نے اس تصرف کو جائز کیا تو نافذ
ہو جاویگا یہ سراجیہ مین ہو۔ اور اسباب ثلثہ یعنی صغر و جنون و رق ان اقوال مین جو نفع و نقصان کے
درمیان دائر ہین جیسے خرید و فروخت وغیرہ موجب حجر ہوتے ہین مگر وہ اقوال جن مین محض نفع ہو ان مین
نابالغ مثل بالغ کے ہو اسیطرح جیسے نابالغ کیطرف سے قبول ہبہ یا اسلام اگر متحقق ہو تو صحیح ہو ولی کی اجازت
کی ضرورت نہین ہو اور ایسے ہی غلام و معتوہ کا حال ہو اور جن مین محض ضرر ہو جیسے طلاق و عتاق وغیرہ تو حق
صغیر و مجنون مین موجب عدم اصلی ہین نہ حق غلام مین۔ اور واضح ہو کہ یہ اسباب ثلثہ موجب حجر افعال نہین
ہین سو اگر یک روز کے بچے نے کسی شخص کا شیشہ توڑ دیا تو فی الحال اسپر تاوان واجب ہوگا اسیطرح اگر
غلام و مجنون نے کچھ تلف کیا تو دونون پر فی الحال ضمان لازم آویگی اور اگر یہ فعل ایسا ہو کہ جس سے حکم ایسا
متعلق ہوتا ہو جو شبہہ سے دور کردیا جاتا ہو جیسے حدود و قصاص وغیرہ تو ایسے فعل مین عدم قصد نابالغ و مجنون کے حق مین

بنہیلے قرار دیا جائیگا ہے کہ دونون پر زنا و سرقہ و شراب خواری و قطع طریق و قتل مین حدود و قصاص جاری نہ ہونگے یہ عینی شرح ہدایہ مین ہے۔ اور غلام کا اقرار اسکے حق مین نافذ ہوگا پس اگر اسنے مال کا اقرار کیا تو بعد عتق کے ماخوذ ہوگا کیونکہ فی الحال وہ عاجز ہے اور مثل تنگدست کے اسکا حکم ہوگیا اور اگر اسنے حدود قصاص وطلاق کا اقرار کیا تو فی الحال لازم ہوگا یہ اختیار مین ہے

باب دوم حجر للفساد کے بیان مین اور اسمین دو فصلین ہین۔ فصل اول مسائل مختلف کے بیان مین۔ حر عاقل بالغ کا مجور کرنا بسبب سفاہت یا قرضہ یا فسق یا غفلت کے امام اعظم رح کے نزدیک نہین جائز ہے اور صاحبین کے نزدیک فسق کے سوا سے مین جائز ہے اور صاحبین کے نزدیک بھی حجر صرف ان تصرفات مین جائز ہے جو ہزل و اکراہ صحیح نہین ہوتے ہین جیسے بیع و اجارہ و ہبہ و صدقہ و جو محتمل فسخ ہین اور جو ایسا تصرف ہو کہ محتمل فسخ نہین ہے جیسے طلاق و عتاق و نکاح تو اسمین بالاجماع حجر نہین جائز ہے اسیطرح جو اسباب موجب عقوبت ہین جیسے حدود و قصاص انکا بھی یہی حکم ہے اور سفہ اس کام کو کہتے ہین جو موجب شرع کے خلاف دیا تباع ہوا و ہوس ہو اور سفیہ وہ شخص ہے کہ جسکی عادت مین تبذیر و اسراف ہو نفقات مین یا ایسے تصرفات اس سے سرزد ہون کہ انکی کچھ غرض نہو یا ایسی غرض ہو کہ اسکو عقلا ار اہل دیانت غرض شمار نہ کرین جیسے گانیوالون اور لعابین کو دینا اور گران قیمت سے اڑان کے کبوتر خریدنا اور تجارات مین ایسے بے موقع نقصان اٹھانا کہ اسمین کچھ بھلائی نہ گنی جاوے یہ کافی مین ہے۔ اور تبذیر مال جیسا برے کامو مین ہوتا ہے مثلاً شراب خوارون و فساق کو اپنے مکان مین جمع کیا اور انکے شراب و کباب و کھانے پینے مین مال خرچ کیا اور انکے واسطے انعام و اکرام در دو دہش کا دروازہ کھولدیا ایسے ہی نیک کامون مین بھی ہوتا ہے جیسے اپنا تمام مال عمارت مسجد مین خرچ کر دیا یا ایسے ہی اور نیک کام مین تو صاحبین کے نزدیک قاضی ایسے شخص کو بھی مجور کر دیگا یہ ذخیرہ مین ہے پھر صاحبین کا اتفاق ہے کہ حجر بسبب قرضہ کے بدون حکم قاضی ثابت نہین ہوتا ہے اور جو حجر بسبب فساد و سفہ ہو اسمین اختلاف ہے امام ابو یوسف کے نزدیک وہ بھی بدون حکم قاضی ثابت نہین ہوتا ہے اور امام محمد رح کے نزدیک فقط سفہ سے ثابت ہو جاتا ہے حکم قاضی پر موقوف نہین ہے اور جو شخص بسبب سفاہت کے مجور ہے اگر اسنے کوئی غلام آزاد کیا تو غلام پر سعایت واجب ہوگی اور مال ادا کریگا اور جو کچھ ادا کریگا وہ بعد زوال حجر کے مولے سے نہین لے سکتا ہے اور جیسے افلاس کا حکم جاری ہوا اور اگر اسنے کوئی غلام اپنے قبضہ مین آزاد کیا اور غلام نے سعی کر کے مال ادا کیا تو یہ غلام بعد زوال حجر کے وہ مال جو اسنے سعایت سے ادا کیا ہے اپنے مولے سے نہ لیگا اور جو شخص مجور بالدین ہو اگر اسنے اقرار کیا تو حالت حجر کے موجودہ مال مین زوال حجر کے بعد نافذ ہوگا اور جو مال حالت حجر کے اندر پیدا ہوا ہو اسمین بھی اقرار سابق نافذ ہوگا اور جو شخص مجور بالسفہ ہو اسکا اقرار سابق حالت حجر کے مال موجودہ مین بعد زوال حجر کے نافذ نہ ہوگا اور نہ حالت حجر کے اندر جو مال پیدا ہوا ہے اسمین نافذ ہوگا یہ محیط مین ہے۔ اگر ایک قاضی نے کسی خانہ برانداز کو جو مستحق حجر ہے مجور کیا پھر دوسرے قاضی کے سامنے پیش ہوا اسنے حجر کو توڑا اسکو خود مختار کر دیا اور اجازت دیدی کہ جو تصرف چاہے کرے تو دوسرے قاضی کا مطلق العنان کرنا جائز ہے کیونکہ یہ قضا بوجود مقضی لہ و مقضی علیہ نہین ہے پس اور سکا حکم قضا نافذ ہوگا پھر اسکے بعد تیسرے قاضی کو اختیار نہین ہے کہ پہلے

قاضی کا حکم حجر نافذ کرے یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ پھر اسکے بعد اگر تیسرے قاضی کے پاس مرافعہ ہوا تو وہ قاضی ثانی کا حکم نافذ کریگا کیونکہ اسنے صورت مجتہد فیہ مین حکم دیا ہے پس بالاجماع اسکا حکم نافذ ہوگا اور یہ اسوقت ہے کہ دوسرے قاضی نے اسکے تصرف ثانی کو نافذ کیا ہو اور اگر باطل کیا ہو اور پھر تیسرے قاضی کے سامنے مرافعہ ہوا اُسنے اجازت دیدی پھر چوتھے کے پاس پیش ہوا تو چوتھا قاضی دوسرے کا حکم یعنی ابطال تصرفات و حجر کو نافذ کریگا پس اسکے بعد تیسرے قاضی کا حکم یعنے اجازت دینا باطل ہو جائیگا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر مجحور کے کچھ تبرعات اُس قاضی کے سامنے جسنے اُسکو مجحور کیا ہے قبل اجازت قاضی ثانی کے پیش ہوئے اُسنے باطل کرکے حجر کو برقرار رکھا پھر دوسرے قاضی کے سامنے مقدمہ پیش ہوا تو دوسرا قاضی پہلے قاضی کے حکم حجر کو نافذ کریگا پس اگر دوسرے نے حکم اول کو نافذ نہ کیا بلکہ مجحور کے فعل کی اجازت دیدی پھر تیسرے قاضی کے سامنے مقدمہ پیش ہوا تو تیسرا قاضی پہلے قاضی کے حکم حجر کو نافذ کریگا اور دوسرے قاضی نے جو حجر توڑ دیا ہے اسکو رد کردیگا کیونکہ پہلے قاضی نے وقت مرافعہ کے جو حکم دیا ہے وہ بوجود مقضی لہ و مقضی علیہ ہے پس یہ قضا نافذ ہوگی اور دوسرے قاضی کا ابطال حجر نافذ نہوگا۔ اور شیخ ابوبکر بلخی سے دریافت کیا گیا کہ ایک مجحور نے اپنی زمین اپنے اوپر وقف کی تو فرمایا کہ وقف صحیح نہین ہے لیکن اگر قاضی اجازت دیدے تو صحیح ہے اور شیخ ابوالقاسم نے فرمایا کہ اسکا وقف صحیح نہین ہے اگرچہ قاضی اجازت دیدے پس ان دو شیخون نے حر بالغ پر حجر کو موافق مذہب امام ابو یوسف و امام محمد رح کے جائز رکھا ہے اور یہی فتوی دیا ہے یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ اور اگر کوئی سفیہ خانہ برانداز بعد مجحور ہونیکے مصلح اور اچھی روش پر ہوگیا تو کیا اسکا حجر بدون قضاء قاضی کے زائل ہو جاویگا یا نہین تو مسئلہ مین اختلاف ہے امام ابو یوسف کے نزدیک بدون حکم قاضی کے زائل نہوگا حتے کہ اسکے تصرفات قبل حکم و اجازت قاضی کے نافذ نہونگے اور امام محمد رح کے نزدیک یہ ہے کہ جسطرح اسکا حجر بسبب سفاہت کے بدون حکم قاضی ثابت ہوا تھا اسیطرح اچھی چال پر ہوجانے سے بلا حکم قاضی زائل بھی ہو جاویگا اور امام ابو یوسف کے نزدیک چونکہ حجر بسبب سفاہت کے بدون حکم قاضی ثابت نہین ہوتا ہے اسیواسطے بسبب مصلح ہونے کے بدون حکم قاضی زائل بھی نہین ہوتا ہے یہ محیط مین ہے اگر کوئی یتیم بالغ ہوا اور وہ راہ راست پر ہے اور اسکا مال وصی یا ولی کے پاس ہے تو وہ اسکا مال اسکو دیدے اور اگر بالغ ہوکر راہ راست پر نہو تو نہ دیوے یہان تک کہ پچیس برس کا ہو جاوے اور جب پچیس برس کا ہو جاوے تو دیدے اسکو اختیار ہے کہ اپنے مال مین جو تصرف چاہے کرے مگر یہ امام اعظم رح کا مذہب ہے اور صاحبین کے نزدیک نہ دیوے اگرچہ ستر یا نوے برس کا ہو جاوے تاوقتیکہ اُس سے راست روی ظاہر نہو ہرگز نہ دیوے اور اگر کوئی یتیم حالت بلوغ تک سفیہ رہا اور سفیہ ہی بالغ ہوا تو امام اعظم رح کے نزدیک اسکے تصرفات نافذ ہونگے کیونکہ امام اعظم رح کے نزدیک حر بالغ پر حجر جائز نہین ہے اور صاحبین کے نزدیک جب قاضی نے اسکو مجحور کیا تو اسکے تصرفات نافذ نہونگے لیکن قاضی اسکے تصرفات مین سے جو کچھ چاہے اور مجحور کے حق مین بہتر جانے نافذ کرے مثلاً اُسنے فروخت کرنے مین نفع اٹھایا اور ثمن اسکے پاس موجود ہے وغیرہ مین نفع اٹھایا تو قاضی نافذ کرسکتا ہے اور اگر کوئی یتیم راست روی پر بالغ ہوا اور اپنے مال سے تجارت کی اور قرضون کا اقرار کیا اور ہبہ اور صدقہ کیا اور ایسے ہی تصرفات کیے پھر خانہ برانداز اور مفسد مال ہوگیا اور ایسا ہوگیا کہ جیسا مستحق حجر ہوتا ہے تو جو تصرفات اس سے قبل مفسد ہونیکے سرزد

[illegible]

ہوئے ہیں وہ سب نافذ ہونگے اور جو بعد مفسد ہونے کے سرزد ہوئے ہیں وہ باطل ہونگے یہ امام محمد رح کا مذہب ہے کہ اگر قاضی کے سامنے مرافعہ ہوا تو جو تصرفات اسنے قبل فساد کیے ہیں وہ نافذ کریگا اور جو بعد فساد پردازی ہونے کے کیے ہیں انکو باطل کردیگا اور امام ابو یوسف کے نزدیک صرف مفسد ہوجانے سے جبتک قاضی حکم نہ کرے اور مجور نکرے وہ شخص مجور نہ ہوگا پس اگر قاضی کے سامنے مرافعہ ہوا تو جو تصرفات اسنے قبل مجور ہونے کے کیے ہیں سب نافذ کریگا اور بعد مرافعہ کے اسکو مجور کردیگا اور سفاہت کا حجر امام ابو یوسف کے نزدیک مثل قرضہ کے حجر کے ہے یعنے بدون حکم قاضی مجور نہیں ہوتا ہے یہ فتاوے قاضیخان میں ہے۔ امام محمد رح نے فرمایا کہ مجور بمنزلہ نابالغ کے ہے مگر چار باتوں میں ویسا نہیں ہے۔ اوّل یہ کہ مال یتیم میں وصی کا تصرف جائز ہے مال مجور میں نہیں جائز ہے اور دوم یہ کہ مجور کا اعتاق و تدبیر و تطلیق و نکاح جائز ہے اور لڑکے کا نہیں جائز ہے اور اگر مجور نے اپنی بیٹی یا بہن نابالغہ کا نکاح کردیا تو جائز نہیں ہے۔ اور سوئم یہ کہ مجور نے اگر کچھ وصیت کی تو تہائی مال سے اسکی وصیت جائز ہوگی اور لڑکے کی وصیت نہیں جائز ہے اور چہارم یہ کہ اگر مجور کی باندی کے بچہ ہوا اور مجور نے اسکے نسب کا دعوے کیا تو نسب ثابت ہوگا اور اگر نابالغ نے دعوے کیا تو ثابت نہ ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اگر کوئی یتیم بالغ ہوا اگر سفیہ رہا راست روی نہ آئی تو امام ابو یوسف کے نزدیک جبتک اسکو قاضی مجور نکرے تب تک مجور نہ ہوگا اور اسکے تصرفات نافذ ہوتے رہینگے اور امام محمد رح کے نزدیک بدون قاضی کے مجور کرنے کے مجور ہوگا یہ فتاوی قاضیخان میں ہے۔ اور حجر کی صحت کیواسطے اس شخص کا حاضر ہونا جسکو مجور کیا ہے شرط نہیں ہے بلکہ حجر صحیح ہوگا خواہ وہ شخص حاضر ہو یا غائب ہو مگر فرق اسقدر ہے کہ غائب کو جبتک یہ خبر نہ پہونچے کہ قاضی نے مجھے مجور کیا ہے تب تک مجور نہ ہوگا یہ خزانۃ المفتین میں ہے۔ اور اگر قاضی کے مجور کرنے سے پہلے سفیہ نے فروخت کیا تو امام ابو یوسف کے نزدیک جائز ہے اور امام محمد رح کے نزدیک نہیں جائز ہے کذا فی الکافی اور فرمایا کہ اگر مستحق حجر نے کچھ خریدا یا فروخت کیا تو ہم بیان کرچکے ہیں کہ یہ تصرف اسکا نافذ نہ ہوگا پھر اگر قاضی کے پاس مرافعہ ہوا تو ضرور ہے کہ دیکھے یہ بیع رغبت ہوگی اور اسمیں مجور کے حق میں منفعت ہوگی یا نہ ہوگی پس اگر بیع رغبت ہو اور ہنوز مجور نے ثمن پر قبضہ نہ کیا ہو تو قاضی اس بیع کو جائز رکھیگا مگر قاضی کو چاہیے کہ مشتری کو منع کردے کہ مجور کو ثمن نہ دیوے پس اگر قاضی نے بیع کی اجازت دی اور مشتری کو منع کردیا کہ مجور کو ثمن نہ دے پھر مشتری نے اسکو دیدیا اور وہ مجور کے پاس تلف ہوا تو مشتری ثمن سے بری نہ ہوگا اور دوبارہ ثمن اسکو دینے پر مجبور کیا جائیگا اور مشتری کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ بیع توڑدے اور نہ اسکو خیار حاصل ہوگا اور اگر قاضی نے مطلقاً بیع کی اجازت دیدی اور مشتری کو منع نکیا کہ مجور کو ثمن نہ دے اور مشتری نے دیدیا تو جائز ہے اور مشتری ثمن سے بری ہوجائیگا اور اگر قاضی نے مطلقاً بیع کی اجازت دیدی پھر اسکے بعد کہا کہ میں مشتری کو منع کرتا ہوں کہ مجور کو ثمن نہ دیوے تو یہ ممانعت باطل ہے حتی کہ اگر مشتری نے اسکو دام دیدیے تو جائز ہے اور بری ہوجائیگا اور اگر مشتری کو اسوقت خبر پہونچ گئی کہ قاضی نے مجھے منع کیا ہے تو مشتری کو جائز نہیں ہے کہ مجور کو ثمن دیوے اور صرف ایک شخص کی خبر سے مشتری کے حق میں ممانعت کا حکم ثابت ہوجائیگا خواہ یہ شخص مخبر عادل ہو یا نہ ہو یہ صاحبین کا مذہب ہے اور امام اعظم رح کے قول پر جب تک دو شخص خبر نہ دیں یا ایک شخص عادل مخبر ہو تب تک مشتری کے حق

مین ممانعت کا حکم ثابت ہوگا۔ اور اگر مستحق حجر نے ثمن وصول کر لیا ہو اور وہ اسکے پاس موجود ہو اور قاضی کی
راے مین یہ عقد بیع محجور کے حق مین بہتر ہو تو قاضی اس بیع کی اجازت دیکر تمام کردیگا اور یہ حکم مثل تصرف
نابالغ کے ہو کہ جب نابالغ کے قاضی کو خبر ہو جاوے تو وہ بھی ایسا ہی کریگا پھر قاضی اس مستحق حجر سے وہ ثمن لیکر
اپنی حفاظت مین رکھیگا یہانتک کہ اُسکی راست روی ظاہر ہو جیسا کہ اسکے باقی تمام اموال کی نسبت حکم ہی
اور یہ سب اس صورت مین ہی کہ بیع مفید ہو اور اگر مفید برغبت نہ ہو مثلاً بیع مین محاباۃ واقع ہوئی ہو تو قاضی
اس عقد کو جائز نرکھیگا بلکہ باطل کردیگا پس اگر محجور نے ثمن وصول نہ کیا ہو تو مشتری ثمن سے بری ہوگیا اور مبیع
اسکے پاس سے واپس لیجاوے اور اگر محجور نے ثمن وصول کر لیا ہو اور بعینہٖ قائم ہو تو مشتری کو واپس دیا جائیگا
اور اگر محجور کے ثمن وصول کرنے کے بعد اسکے پاس تلف ہوا تو قاضی اس عقد کو جائز نہ رکھیگا بلکہ رد کردیگا اور محجور
اپنے مشتری کو کچھ ضمان نہ دیگا اور اگر محجور نے ثمن تلف کردیا ہو تو دیکھا جائیگا کہ اگر بیع مین محاباۃ واقع ہوئی ہو تو
قاضی اس عقد کو باطل کردیگا پھر دیکھا جائیگا کہ اگر ضروری کام مین ثمن تلف کیا ہو مثلاً اپنے نفقہ مین خرچ کیا یا حج
ادا کیا یا اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کی تو قاضی مشتری دہندہ کو محجور کے مال سے اسکے مثل دیدیگا اور اسمین
کچھ تفاوت نہین ہی کہ خواہ اپنے مال سے صرف کیا ہو یا مال غیر سے پھر اپنے مال سے غیر کو اسکے مثل دیدیا ہو اور اگر
بیع مفید برغبت ہو تو قاضی اس بیع کو جائز رکھیگا۔ اور اگر محجور نے غیر ضروری چیزون مین ثمن تلف کیا ہو جیسے
غنا وغیرہ مین جو بیکام ہین اُڑا دیا ہو تو بلاشک قاضی اس بیع کو باطل کردیگا خواہ بیع برغبت ہو یا بمحاباۃ پھر
امام ابو یوسف کے نزدیک محجور اسکے مثل مشتری کو تاوان دیگا اور امام محمد رح کے نزدیک نہ دیگا یہ محیط مین ہی۔
اور اگر زید پہلے صالح تھا پھر مفسد ہوگیا اور قاضی نے اُسکو محجور کردیا اور عمرو نے زید سے پہلے کوئی چیز خریدی تھی
پھر محجور و مشتری نے باہم اختلاف کیا پس عمرو نے کہا کہ مین نے تجھ سے یہ چیز حالت صلاح مین خریدی تھی اور
زید نے کہا کہ حالت حجر مین خریدی تھی تو محجور کا قول قبول ہوگا اور اگر دونون نے اپنے اپنے دعوے پر گواہ قائم
کیے تو عمرو کے گواہ قبول ہونگے اور اگر قاضی نے زید کا حجر توڑ دیا اور مطلق العنان کردیا اور عمرو نے کہا کہ مین نے
تجھ سے بعد مطلق العنان ہونے کے خریدی ہی اور محجور نے کہا کہ حالت حجر مین خریدی ہی تو مشتری کا قول قبول
ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر ایک لڑکا بالغ ہوا حالانکہ وہ اپنے مال کی اصلاح کرتا ہے اور راست روی
پر ہی پھر اسکے وصی یا قاضی نے اسکو اسکا مال دیدیا اور اسنے اپنے غلامون مین سے کوئی غلام فروخت کیا
اور ہنوز غلام نہ دیا اور نہ ثمن پر قبضہ کیا تھا کہ مفسد اور مستحق حجر ہوگیا پھر مشتری نے اسکو ثمن دیدیا تو امام محمد
کے نزدیک یہ باطل ہی اور مشتری ثمن سے بری نہ ہوگا اور امام ابو یوسف کے نزدیک بری ہو جائیگا یہ محیط مین
ہی اور اگر زید عمرو کے غلام فروخت کرتا ہی حالانکہ مرد صالح ہی اور زید نے اسکا غلام فروخت کیا پھر بائع مفسد
مستحق حجر ہوگیا پھر اسکے بعد ثمن وصول کیا تو مشتری بری نہ ہوگا و لیکن اگر زید نے یہ ثمن عمرو کو پہونچا دیا تو
مشتری بری ہو جائیگا اور اگر نہ پہونچایا یہانتک کہ بائع کے پاس تلف ہوگیا تو مشتری کا مال گیا اور
بائع ضامن نہ ہوگا اسیطرح اگر نابالغ کو اسکے ولی نے تجارت کی اجازت دیدی اور اسنے ایک غلام فروخت کیا پھر ولی
نے اسکو محجور کردیا اور ہنوز اسنے ثمن وصول نہین کیا تھا پھر مشتری نے اسکو ثمن دیا تو بری نہ ہوگا یہ خزانۃ المفتین مین ہی اور اگر

ف محاباۃ یسیرہ تو بیع
فاحش نا برداشت ہو
نقصان باطل کرنا مفید ۱۲

زید نے عمرو کو اپنے غلام فروخت کرنے کا حکم کیا حالانکہ عمرو مفسد ہی مصلح نہیں ہی مستحق حجر ہو اسنے فروخت کر کے ثمن پر قبضہ کیا اور عمرو اسکے مفسد ہونے کو جانتا ہی یا نہیں جانتا ہی تو اسکا فروخت کرنا اور ثمن پر قبضہ کرنا جائز ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر قاضی نے کسی سفیہ کو مجور کیا پھر اسکو اس کے مال سے کوئی چیز خرید یا فروخت کرنیکی اجازت دی اسنے کیا تو جائز ہی اور قاضی کا اجازت دینا اُسکے حق مین حجر سے نکالنا شمار ہوگا ولیکن اگر اسنے ہبہ یا صدقہ کیا تو جائز نہین ہی اور اگر قاضی نے اسکو کسی چیز خاص کی خرید یا فروخت کی اجازت دی تو یہ اجازت اسکے حق مین حجر سے نکالنا شمار نہوگی اور اگر اس کو خاصۃً گیہون خریدنے کی اجازت دی تو اجازت اسکے حق مین حجر سے نکالنا شمار ہوگی یہ ظہیریۃ مین ہی۔ اور اگر ایک یتیم جب بالغ ہوا تب مفسد بالغ ہوا اور قاضی نے اسکو مجور کیا یا نہ کیا اور اُسنے اپنے وصی سے اپنا مال مانگا اور وصی نے دیدیا وہ اسکے پاس تلف ہوا یا اُسنے تلف کیا تو وصی ضامن ہوگا اسیطرح اگر وصی نے اسکے پاس ودیعت رکھا ہو تو بھی یہی حکم ہی یہ مبسوط مین ہی۔ قال المترجم ینبغی ان یکون ہذا علی قول محمد رح فانہ لا یتاتی علی قول ابی یوسف قبل حجر القاضی علیہ ولا علی قول ابی حنیفۃ حیث لم یجوز الاعظم الحجر علی الحر البالغ کما مرتامل۔ اگر کوئی نابالغ جب بالغ ہوا غیر مصلح بالغ ہوا اور قاضی نے اسکو مجور کیا یا نہ کیا اگر اجازت دی کہ اپنے مال سے خرید و فروخت کرے تو اجازت صحیح ہوجاتی کہ اگر اُسنے خرید یا فروخت کی اور ثمن پر قبضہ کیا تو بلا خلاف جائز ہی بخلاف باپ و وصی کے کہ اگر ان دونون مین سے کسی نے اجازت دی ہو تو صحیح نہین ہی اور اگر ایسے بالغ شدہ نے ہبہ یا صدقہ کیا تو جائز نہین ہی ولیکن اگر غلام آزاد کیا تو جائز ہی مگر غلام اپنی قیمت کے واسطے سعی کریگا جیسا کہ قبل اجازت کے حکم تھا۔ اور اگر اُسنے خرید فروخت اسقدر ثمن پر کی جسمین لوگ خسارہ شمار کرتے ہین مگر اسقدر خسارہ برداشت کرلیتے ہین تو جائز ہی اور اگر اسقدر خسارہ ہو کہ لوگ برداشت نہین کرتے ہین تو جائز نہین ہی اور اگر کسی خاص غلام کی خرید یا فروخت کیواسطے اجازت دی ہو تو جائز ہی مگر یہ اجازت تمام چیزون کے واسطے کافی نہ ہوگی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر اُسنے اپنے غلام کو مدبر کیا تو جائز ہی پھر اگر مولیٰ مرگیا اور اس سے کوئی طریقہ رشد کا نہ پایا گیا تو وہ غلام اپنی قیمت کیواسطے بحالت مدبر ہونے کے سعی کریگا کذا فی التبیین اور اگر اُس کی باندی سے بچہ پیدا ہوا اور اُسنے نسب کا دعویٰ کیا تو صحیح ہی اور نسب ثابت ہوگا اور بچہ بلاسعایت آزاد ہوگا اور اسکی ماں مولیٰ کے مرنے کے بعد بلاسعایت آزاد ہوجاویگی اور یہ حکم اسوقت ہی کہ بچہ کا علوق اُسکی ملک مین ہوا ہو اور اگر اسکی ملک مین نہ ہوا ہو اور اُسنے نسب کا دعویٰ کیا تو نسب ثابت ہوگا ولیکن اُسکا بچہ سعایت کرکے قیمت ادا کرکے آزاد ہوگا اور اسکی ماں مولیٰ کے مرنے پر سعایت کرکے آزاد ہوگی اور اگر اس باندی کا کوئی بچہ معلوم نہ ہوتا ہو اور اُسنے دعویٰ کیا کہ یہ میری ام ولد ہی تو بمنزلہ ام ولد کے قرار دیجائیگی کہ اسکو فروخت نہین کرسکتا ہی اور اگر آزاد ہوئی تو تمام قیمت کیواسطے سعی کریگی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر اسکا کوئی غلام ہی کہ اسکی ملک مین نہ پیدا ہوا ہو اور اُسنے کہا کہ یہ میرا بیٹا ہی حالانکہ ایسا شخص اس مدعی سے پیدا ہوسکتا ہو تو وہ اسکا بیٹا قرار دیا جائیگا اور آزاد ہو جائیگا اور اپنی تمام قیمت کیواسطے سعی کریگا یہ مبسوط مین ہی۔ فرمایا کہ اگر ایسا شخص ہو کہ اس سے کوئی راہ ہدایت کی پائی نہین جاتی ہی اور اُسنے اپنے باپ کو خریدا اور مشہور ہی کہ یہ اسکا باپ ہی اور قبضہ کیا تو خرید جائز ہی اور وہ اسکی طرف سے آزاد ہو جائیگا پھر مذکور ہی کہ مشتری

اپنے بائع کو اسکی قیمت کی ضمان نہ دیگا بلکہ وہی غلام اپنی قیمت سعایت کرکے ادا کریگا اور اگر اپنے بیٹے کو خریدا اور معروف ہو کہ یہ اسکا بیٹا ہو اور قبضہ کر لیا تو خرید فاسد ہو مگر وقت قبضہ کے وہ بیٹا آزاد ہو جاویگا پھر اپنی قیمت سعی کرکے بائع کو ادا کریگا اور بائع مال مشتری مین سے کچھ نہین لے سکتا ہو یہ محیط مین ہو۔ اور اگر مجبور کو اسکا معروف بیٹا یا کوئی غلام ہبہ کیا گیا اور اُسنے دعوی کیا کہ یہ غلام میرا بیٹا ہو تو وہ آزاد ہو جاویگا اور اسکو اپنی قیمت کی سعایت لازم ہوگی جیسا کہ خود آزاد کرنے کی صورت مین حکم تھا اور اگر کسی عورت سے نکاح کیا تو نکاح صحیح ہو اور دیکھا جائیگا کہ اسکا مہر المثل کیا ہو اور جو اُسنے مہر مقرر کیا ہو وہ کیا ہو پس جو مقدار دونون مین سے کم ہو وہ اسکے ذمہ لازم ہوگی اور مقدار مسمی مین سے جسقدر مہر مثل سے زیادہ ہو کم کیا جائیگا اور اگر اسکو قبل دخول کے طلاق دی تو اُسکے مال سے نصف مہر واجب ہوگا کیونکہ تسمیہ مقدار مہر المثل مین اور تنصیف مہر مقررہ کی طلاق قبل دخول کے دینا حکم نصی یعنی ثابت بالنص ہو اسیطرح اگر چار عورتون سے نکاح کیا یا ہر روز ایک عورت سے نکاح کیا اور طلاق دی تو بھی یہی حکم ہو یہ مبسوط مین ہو۔ اور عورت مجورہ مثل مرد مجور کے ہو پس اگر عورت مجورہ نے اپنا نکاح اپنے کفو مین سے مرد سے کیا تو جائز ہو یہ فتاوی قاضی خان مین ہو۔ اور اگر کوئی عورت بسبب اپنا مال برباد کرنے کے مجورہ ہو بالغ ہوئی اور اُسنے کسی مرد سے اپنے مہر مثل پر یا کم یا زیادہ پر نکاح کیا اور اُسکا کوئی ولی نہین ہو پھر قاضی کے پاس اُسکا مرافعہ ہوا پس اگر مرد نے اُسکے ساتھ دخول کیا ہو حالانکہ اُسکا کفو ہو اور عورت نے اُسکے ساتھ مہر مثل یا زیادہ پر یا ایسی کمی پر جیسے لوگ برداشت کر لیتے ہین نکاح کیا ہو تو نکاح جائز ہو اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم جو کتاب مین مذکور ہو امام اعظم رح اور آخر قول امام ابو یوسف کا ہو اور بعضون نے فرمایا کہ یہ بالاتفاق سب کا قول ہو اور یہی ظاہر ہو پس اس سے ظاہر ہوتا ہو کہ امام محمد رح نے امام اعظم و امام ابو یوسف کے قول کیطرف کہ نکاح بدون ولی کے جائز ہو رجوع کیا ہو۔ اور اگر اس عورت نے اپنے کفو سے مہر مثل سے اسقدر کم پر کہ جیسی کمی لوگ برداشت نہین کرتے ہین نکاح کیا ہو تو نکاح جائز ہو مگر شوہر سے کہا جائیگا کہ تیرا جی چاہے تو تو اسکا مہر مثل پورا کر دے ورنہ انکار کر پس اگر اُسنے انکار کیا تو قاضی دونون مین تفریق کر دیگا اور ہمارے بعضے مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم امام اعظم رح کے قول پر ہو کہ اُنکے نزدیک یہ اصول ہو کہ اگر عورت نے مہر مثل سے اسقدر کمی پر جو لوگ برداشت نہین کرتے ہین نکاح کیا تو اولیا کو حق اعتراض حاصل ہوگا اور شوہر کو اختیار دیا جائیگا کہ یا تو اسکا مہر مثل پورا کرے ورنہ انکار کرے کہ قاضی دونون مین تفریق کر دے اور صاحبین کے نزدیک بھی ہو اس طرح بھی عورت کی طرف سے صحیح ہو اور اولیا کو حق اعتراض نہین پہونچتا ہو اور بعضے مشائخ نے کہا کہ نہین بلکہ یہ صاحبین کے قول پر ہو۔ اور اگر شوہر نے فسخ کرنا اختیار کیا تو اُسپر مہر کچھ قلیل یا کثیر لازم نہ ہوگا اگرچہ تفریق شوہر کی طرف سے پیدا ہوئی یہ ذخیرہ مین ہو۔ اور اگر اس عورت نے غیر کفو سے مہر مثل پر نکاح کیا تو قاضی کو دونون مین تفریق کا اختیار ہو یہ محیط مین ہو اور اگر اس عورت سفیہ نے شوہر سے کسیقدر مال پر خلع کیا تو جائز ہو اور بدل واجب نہوگا نہ فی الحال نہ ثانی الحال پھر اگر طلاق اپنے الفاظ سے واقع ہوئی ہو جو باب طلاق مین صریح ہین تو یہ طلاق بائن نہین بلکہ رجعی ہوگی کہ مرد کو اس

سے

رجعت کا اختیار ہوگا اگر اُسکے ساتھ دخول کر چکا ہو اور اگر بلفظ خلع طلاق دیا تو بائن واقع ہوگی اور یہ حکم کبیر
بالغہ مصلحہ کے ہر کہ اگر ایسی باندی نے اپنے شوہر سے خلع کیا تو طلاق بائن واقع ہوگی خواہ بلفظ صریح ہو
یا بلفظ خلع ہو کیونکہ عوض اگر فی الحال واجب نہ ہوا تو ثانی الحال واجب ہوگا یہ ذخیرہ مین ہو اور اگر ایسی
باندی نے با جازت مولے خلع کیا ہو تو مال فی الحال واجب ہوگا اور اگر بلا اجازت مولے ہو تو اسپر بعد عتق
کے ادا ے مال واجب ہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہو - اور سفیہ کی زکوٰۃ سفیہ کے مال سے نکالکر اُسکے
بیٹے و زوجہ اور اسکے ذوی الارحام پر جنکا نفقہ اُسپر واجب ہو خرچ کریگا اور اصل اس باب مین یہ ہو کہ جو
مال سفیہ پر بایجاب اللہ تعالیٰ واجب ہوا جیسے حج و زکوٰۃ یا بحق العباد واجب ہوا تو اسمین سفیہ اور مصلح دونون
یکسان ہین کیونکہ سفیہ بھی مخاطب بخطاب تکلیفی ہو مگر قاضی بقدر زکوٰۃ کے سفیہ کو دیدیگا تاکہ زکوٰۃ کے مصارف
مین خرچ کرے لیکن اسکے ساتھ ایک شخص امین روانہ کریگا تاکہ اور کسی مصرف مین سوائے مصرف زکوٰۃ
کے خرچ نکرے یہ عینی شرح ہدایہ مین ہو - اور اگر اُسنے قاضی سے کچھ مال طلب کیا تاکہ اپنے اہل قرابت کو جنکا نفقہ
اسپر واجب ہو بطور صلہ رحم کے دیوے تو قاضی اُسکی درخواست منظور کریگا مگر مال اُسکے ہاتھ مین نہ دیگا بلکہ خود اُسکے
ذی رحم محرم کو دیدیگا اور اس باب مین قاضی اُسکا قول قبول نہ کریگا بلکہ جبتک گواہ اُسکی قرابت
برادرانہ کی حقیقت پر قائم نہ ہون تب تک ایسا نکریگا یہ مبسوط مین ہو - اور فرمایا کہ سفیہ مرد کے قول کی اقرار
بالنسب مین تصدیق نہوگی مگر چار صورتون مین ایک باپ دوسرا بیٹا تیسری زوجہ چوتھا مولے العتاقہ اور
انکے ماسوائے مین تصدیق نہ ہوگی اور اگر عورت سفیہہ ہو تو تین صورتون مین بیٹا و شوہر و مولے العتاقہ اور والد
کے اقرار نسب کی تصدیق نہ ہوگی پھر اگر ان لوگون کے حق مین اسکے اقرار کی تصدیق ہوئی اور ماسوائے انکے
اور لوگ بھی گواہون سے ثابت ہوے تو انکا نفقہ بھی سفیہ کے مال سے واجب ہوگا اور اگر لوگ گواہون سے
ثابت نہ ہوے بلکہ فقط سفیہ نے اقرار کیا تو نفقہ واجب نہ ہوگا ایسے ہی اگر سفیہ نے اپنی عورت کے گذشتہ ایام کے نفقہ
واجبہ کا اپنے اوپر اقرار کیا تو بدون گواہون کے اُسکی تصدیق نہ ہوگی یہ محیط مین ہو - اور اگر سفیہ نے اللہ تعالیٰ
کی قسم کھائی یا ہدی یا صدقہ نذر مانا یا اُسنے اپنی عورت سے ظہار کیا تو اُسکے ذمہ مال لازم نہ ہوگا بلکہ اپنی قسم و ظہار
کا کفارہ روزہ رکھکر ادا کرے یہ کافی مین ہو - اور اگر اپنی عورت سے مظاہرت کی اور کفارہ مین غلام آزاد کیا تو یہ غلام
اسکے کفارہ ظہار کی ادا کے واسطے کافی نہ ہوگا بلکہ غلام اپنی قیمت سعی کرکے ادا کریگا اور سفیہ پر واجب ہوگا کہ پیاپے
دو مہینہ تک روزے رکھے اور اگر اس مجور نے کسیکو خطا سے قتل کیا تو دیت اُسکی مددگار برادری پر واجب
ہوگی اسیطرح لاٹھی سے اگر کسیکو قتل کیا تو دیت اُسکی مددگار برادری پر بطور تغلیظ واجب ہوگی پھر وہ بردہ
آزاد کرکے کفارہ نہین ادا کرسکتا ہو بلکہ پیاپے دو مہینہ تک روزے رکھے اور اگر کفارہ مین غلام آزاد کیا تو مثل ظہار
کے کفارہ ادا نہ ہوگا اور غلام پر واجب ہوگا کہ سعی کرکے اپنی قیمت ادا کرے یہ محیط مین ہو - اور اگر مفسد نے
ایک مہینہ تک روزے رکھے پھر مصلح ہوگیا تو پھر اُسکے کفارہ سے سوائے عتق کے اور کچھ روا نہین ہو جیسا کہ تنگدست
کے غنی ہوجانے مین حکم ہو یہ مبسوط مین ہو - اور اگر سفیہ نے حج الاسلام کا قصد کیا تو منع نہ کیا جائیگا مگر قاضی حج کا خرچہ
اسکو نہ دیگا اس خوف سے کہ راہ مین اسراف کے ساتھ خرچ کرے بلکہ کسی شخص حاجی ثقہ کو دیدیگا کہ بطور معروف

راہ مین اُسپر خرچ کرے اور اگر ایک عمرہ کا قصد کیا تو استحسانًا منع نہ کیا جائیگا اور قیاسًا منع کیا جائیگا اور قران سے منع نہ کیا جائیگا اور نہ سوق بدنہ سے منع کیا جائیگا یہ تبیین مین ہی۔ پھر قارن پر ہدے لازم ہی اور ہمارے نزدیک اسکو بکری کی قیمت کافی ہو لیکن بدنہ افضل ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر اُسنے اپنے احرام مین کوئی جنایت کی تو دیکھنا چاہیے کہ اگر ایسی جنایت ہی جسمین کفارہ روزے سے روا ہوتا ہی جیسے قتل صید اور بعذر حلق سر وغیرہ تو اسکو مال سے کفارہ دینے کی قدرت نہ دیجاویگی بلکہ روزے رکھکر ادا کرے اور اگر ایسی جنایت ہو جسمین روزے سے کفارہ ادا نہین ہوتا ہی جیسے بلا عذر ضرورت سر مُنڈوانا اور خوشبو لگانا اور واجبات کا ترک کرنا تو اُسپر دم یعنے قربانی واجب ہوگی مگر مجور کو فی الحال قربانی کرنے کا قابو نہ دیا جائیگا بلکہ تاخیر کیجاویگی یہانتک کہ مصلح ہو جاوے وہ بمنزلہ ایسے فقیر کے جو مال نہین رکھتا ہی یا غلام ماذون کے ہوگا درحالیکہ اُسنے احرام مین جرم کیا ہو یہ تبیین مین ہی۔ اور اگر وقوف عرفہ کے بعد اُسنے اپنی عورت سے جماع کیا تو اُسپر بدنہ واجب ہوگا اور تاخیر دیجاویگی یہانتک کہ مصلح ہو جاوے اور اگر وقوف عرفہ سے پہلے جماع کیا تو اپنے احرام کے اتمام کے نفقہ سے اور سال آیندہ مین قضا کیواسطے عود کرنیکے نفقہ سے منع نہ کیا جائیگا مگر کفارہ سے منع کیا جائیگا اور عمرہ اس حکم مین مثل حج کے ہی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر اس مجور نے سواے طواف زیارت کے سب حج اسلام ادا کیا اور اپنے اہل کی طرف لوٹ آیا اور طواف صدر ادا نہ کیا تو طواف کیواسطے واپس جانیکے نفقہ کی اجازت دیجاویگی اور واپسی مین وہی افعال ادا کرے جو اُسنے ابتداے حج مین ادا کیے ہین مگر جو شخص متولی نفقہ ہو اُسکو حکم دیا جائیگا کہ واپسی مین اسکو نفقہ نہ دیوے پھر یہ شخص مجور اسکے سامنے طواف ادا کریگا اور اگر حالت جنابت مین طواف کرکے اپنے اہل کیطرف واپس آیا تو اُسکے طواف کیواسطے نفقہ واپسی کی اجازت نہ دیجاویگی مگر اُسپر طواف زیارت کیلیے ایک بدنہ اور طواف صدر کیلیے ایک بکری واجب ہوگی کہ مصلح ہو جانے کے بعد دونون ادا کرے اور اگر حج مین وہ محصور ہوا تو منفق متولی کو چاہیے کہ ایک ہدی بھیجے کہ اس سے وہ حلال ہو جاوے یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر حج تطوع یا عمرہ تطوع کا احرام باندھا تو قاضی اسکو نفقہ بمقدار کفایت دیدیگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور اگر اس مجور نے حج تطوع کا احرام باندھا تو اسکی قضا کے واسطے نفقہ سفر اسکو نہ دیا جائیگا مگر جسقدر نفقہ اسکو اسکے گھر مین کفایت کرے وہ مقرر کیا جائیگا اور سواے اسکے جو کچھ سفر مین زیادہ نفقہ و سواری کی ضرورت ہوتی ہی وہ بڑھایا نجائیگا پھر اُس سے کہا جائیگا کہ تیرا جی چاہے تو پیدل حج کو جا اگرچہ یہ مجور بہت خوشحال کثیر المال ہو اور قاضی اُسکو اُسکے گھر مین فراخی کیساتھ نفقہ دیتا ہو اور جو دیتا ہو اسمین نفقہ مین خرچ کرنے کے بعد کچھ بچتا ہو پس اُسنے کہا کہ مین اُسمین سے کرایہ کر دونگا اور اپنے خرچ مین بطور معروف خرچ کرونگا تو اسکو اجازت دیجاویگی بدون اسکے کہ اسکے ہاتھ مین خرچہ دیا جاوے بلکہ ایک ثقہ شخص کو دیا جائیگا کہ جیسا یہ چاہتا ہی ویسے بطور معروف اُسپر خرچ کرے۔ اور اگر مجور پیدل چلنے پر قادر نہ ہوا اور احرام مین پڑا رہا اور بہت دن گذر گئے یہانتک کہ اسکو اس احرام مین ایسی کچھ ضرورت پیش آئی کہ جس سے اُسکے حق مین مرض وغیرہ کا خوف ہوا تو ایسی حالت مین یعنی بوقت ضرورت کچھ ڈر نہین ہی کہ اُسکے مال سے اسکو اسقدر دیا جاوے کہ اپنا احرام تمام کرکے احرام سے خارج ہو کر واپس آوے اسیطرح اگر احرام تطوع مین محصور ہوا

تو اسکی طرف سے ہدی ارسال نہ ہوگی ہاں اگر چاہے کہ میرے نفقہ مین سے خرید کر کے بھیجی جاوے تو ہوسکتا ہے اور میت نے ایسا چاہا تو منع نہین کیا جائیگا اور اگر اُسکے نفقہ مین ہدے خرید کر بھیجنے کی گنجائش نہو تو یون ہی احرام مین چھوڑ دیا جائیگا یہانتک کہ ویسی ہی ضرورت پیش آوے جو ہم نے بیان کر دی ہے پھر بوقت ضرورت البتہ اُسکے مال سے ہدے خرید کر کے روانہ کیجائیگی تاکہ وہ اپنے احرام سے باہر ہو اور ایسے امور مین صرف اس بات کا لحاظ کیا جائیگا کہ اسکی ابد ہو کے مال کی اصلاح ہو یہ مبسوط مین ہے۔ اگر محجور نے کچھ وصیت کی پس اگر یہ وصیت اہل خیر و صلاح کی وصیتون کے موافق ہو جیسے حج یا مساکین کو دینے وغیرہ کی جن سے تقرب الی اللہ ہوتا ہے تو استحساناً جائز ہے اور اُسکے تہائی مال سے نفاذ ہوگا اور اگر اسکی وصیت اہل خیر و صلاح کی وصیت کے مخالف ہو تو اُسکا نفاذ واجب نہین ہے یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ اور منتقی مین ہے کہ اگر وصی نے وارث کو وقت بلوغ کے اُسکا مال دیدیا حالانکہ وہ مفسد مستحق حجر بالغ ہوا ہے تو دینا جائز ہے اور وصی ضمان سے بری ہوگا یہ محیط مین ہے قال المترجم الظاہر انہ علی قول الشیخین رحمہما اللہ تعالے اما عند الاعظم فلانہ لایری الحجر فیما نحن فیہ مطلقاً و اما عند ابی یوسف فلانہ لا حجر عندہ قبل القضاء و ینبغی ان یکون فیہ خلاف محمد رح واللہ اعلم۔ اب رہا بیان حجر بسبب فسق کے سو واضح ہو کہ ہمارے نزدیک فاسق محجور نہین کیا جاتا ہے جبکہ وہ اپنے مال کا مصلح ہو اور فسق اصلی اور طاری دونون برابر ہین اور رہا حجر بسبب غفلت کے اور غافل وہ ہے کہ مفسد مال نہو ولیکن بسبب غفلت کے اور سلیم القلب ہونے کے نافع تصرفات کو نہ سمجھے اور تجارات مین نقصان اٹھاوے اور باز نہ رہے تو صاحبین کے نزدیک قاضی ایسے غافل کو محجور کریگا یہ کافی مین ہے۔ اور اگر نابالغ محجور نے کچھ مال اپنی عورت کے مہر ادا کرنیکے واسطے قرض لیا تو صحیح ہے پھر اگر اُسنے عورت کو نہ دیا اور اپنی بعض ضرورتون مین خرچ کر دیا تو ماخوذ نہ ہوگا نہ اب اور نہ بعد بلوغ کے اور غلام محجور نے اگر مال قرض لیا اور تلف کر دیا تو فی الحال اسمین ماخوذ نہ ہوگا اور نہ بعد عتق کے ماخوذ ہوگا اور اگر کسی شخص نے غلام محجور کو مال ودیعت دیا اُسنے اقرار کیا کہ مین نے تلف کر دیا ہے تو تصدیق نہ کیا جائیگا اور اگر اسکے بعد مصلح ہو گیا تو اُس سے اُسکے اقرار کا حال دریافت کیا جائیگا پس اگر اُسنے کہا کہ مین نے جو اقرار کیا تھا وہ حق تھا تو فی الحال اُس سے مواخذہ کیا جائیگا اور اگر کہا کہ باطل تھا تو ماخوذ نہ ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ اور اگر سفیہ محجور کو کسی شخص نے مال ودیعت دیا اُسنے اقرار کیا کہ مین نے تلف کر دیا تو اُسکے اقرار کی تصدیق نہ ہوگی پھر اگر اسکے بعد صالح ہو گیا تو اسکے اقرار کا حال دریافت کیا جائیگا پس اگر اُسنے اقرار کیا کہ مین نے حالت فساد مین تلف کیا ہے تو محجور ضامن نہ ہوگا امام اعظم رح کے قول مین اگر امام رحمۃ اللہ کے نزدیک سفیہ محجور ہوتا ہو اور یہ امام محمد رح کا قول ہے اور امام ابو یوسف کے نزدیک ضامن ہوگا اور اگر یہ اقرار کیا کہ مین نے حالت صلاح مین تلف کیا ہے تو ضامن ہوگا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر محجور نے کچھ مال قرض لیا اور اپنی ذات پر خرچ کیا اور جسقدر ایسے لوگون کا نفقہ ہوتا ہے اسی حساب سے خرچ کیا اور قاضی نے اس مدت تک اسکو نفقہ نہین دیا تھا تو یہ قرضہ اسکے مال سے ادا کر دیگا اور اگر اُسنے باسراف خرچ کیا ہو تو قاضی مقرض کو اسمین سے بقدر نفقہ معروف کے یعنی جسقدر ایسے لوگون کا خرچہ ہوتا ہے اسقدر دیدیگا اور زیادتی باطل کر دیگا کذا

فی المبسوط وفی بعض نسخ الذخیرہ - اور اگر زید نے اس سفیہ مجور کو مال ودیعت دیا اور مجور نے گواہوں کے سامنے اسکو تلف کر دیا تو ضامن نہوگا نہ فی الحال اور نہ مصلح ہو جانے کے بعد یہ قیاس قول امام اعظم ہے اگر امام اعظم کے مذہب میں یہ ہو کہ سفیہ مجور رہتا ہے - اور امام محمدؒ کا یہی قول ہے اور امام ابو یوسف کے نزدیک ضامن ہوگا اور جو حکم بیان مذکور ہو وہی نابالغ مجور میں ہے کہ اگر نابالغ کے پاس مال ودیعت ہو اور اُسنے گواہوں کے سامنے تلف کر دیا تو امام اعظم و امام محمد رح کے نزدیک غیر ضامن اور امام ابو یوسف کے نزدیک ضامن ہوگا اور یہ حکم اسوقت ہے کہ مال ودیعت سوائے غلام و باندی کے ہو اور اگر غلام و باندی ہو اور مجور نے اسکو خطاسے قتل کیا تو بالاتفاق سب کے نزدیک اُسکی قیمت مجور کی مددگار برادری پر واجب ہوگی یہ محیط میں ہے - اور اگر مجور نے ایسا اقرار کیا تو جبتک مجور رہے تب تک وہ ماخوذ نہ ہوگا پھر اگر صالح ہو گیا تو حالت اصلاح میں اس سے اُسکے اقرار کا حال دریافت کیا جائیگا پس بعد اقرار کے جسدن سے اُسپر حکم ہوا اُسدن سے تین برس کے اندر اُسکی قیمت اُسکے مال سے لیجاویگی یہ مبسوط میں ہے - اور اگر مجور نے کسی دوسرے شخص زید کا مال بدون اُسکی اجازت کے لیکر تلف کر دینے کا اقرار کیا اور زید نے تصدیق کی اور قاضی کے پاس لایا اور مجور نے یہاں بھی اقرار کیا تو قاضی مجور کے قول کی تصدیق نہ کریگا پھر اسکے بعد اگر صالح ہو گیا تو اس اقرار پر ماخوذ ہوگا مگر اس سے دریافت کیا جائیگا پس اگر اُسنے اقرار کیا کہ مین نے تلف کر دیا ہے اور سچا اقرار کیا تھا تو ماخوذ ہوگا اور مال اقراری اسکے مال میں قرضہ قرار دیا جائیگا اور اگر تلف کر دینا ثابت نہ ہوا اور اقرار میں مبطل ہو تو ماخوذ نہ ہوگا اور واجب ہے کہ نابالغ بھی مجور کے حکم میں ہو یعنی اگر نابالغ نے زید کا مال بلا اجازت تلف کرنے کا اقرار کیا پھر بالغ ہوا اور کہا کہ جو مین نے اقرار کیا ہے وہ حق تھا تو ماخوذ ہوگا اور اگر کہا کہ حق نتھا تو ماخوذ نہ ہوگا اور اگر رب المال نے کہا کہ تو اپنے اقرار میں محق یعنے حق پر تھا اور مجور نے کہا کہ مبطل یعنی ناحق پر تھا تو مجور کا قول قبول ہوگا اور رب المال کو چاہیے کہ گواہ پیش کرے کہ اُسنے حالت سفہ میں تلف کیا ہے - اور جب مجور نے کہا کہ مین اپنے اقرار میں مبطل تھا اور رب المال نے محق ہونے کا دعوے کیا تو اُسی کا قول قبول ہوگا اسیطرح اگر مجور صبی نے بالغ ہو کر کہا کہ تو نے مجھے اُس زمانہ میں قرض دیا تھا جبکہ مین نابالغ مجور تھا یا ودیعت دیا تھا اور مین نے تلف کر دیا اور صاحب مال نے کہا کہ نہیں بلکہ مین نے تجھے قرض یا ودیعت دیا تھا درحالیکہ تو ماذون و بالغ تھا تو رب المال کا قول قبول ہوگا اور لڑکے پر واجب ہے کہ اپنے دعوے پر گواہ قائم کرے یہ محیط میں ہے - اور اگر زید نے مجور کو قرض دیا یا ودیعت دی پھر وہ مصلح ہو گیا پھر صاحب المال سے کہا کہ تو نے حالت فساد میں قرض دیا تھا یا ودیعت دی تھی اور مین نے اسکو خرچ کر دیا اور صاحب المال نے کہا کہ تیری صلاحیت کی حالت میں دیا ہے تو صاحب مال کا قول قبول ہوگا اور مجور ضامن ہوگا یہ فتاوی قاضی خان میں ہے - اگر صاحب مال نے کہا کہ مین نے تجھے حالت حجر میں قرض یا ودیعت دی تھی مگر تو نے حالت صلاح میں اسکو تلف کر دیا ہے اور مجھے تاوان چاہیے اور مجور نے کہا کہ نہیں بلکہ حالت فساد میں تلف کیا ہے اور تاوان نہیں چاہیئے ہے تو مجور کا قول قبول ہوگا اور رب المال پر گواہ لانے واجب ہین کہ صالح ہونے کے بعد اُس کے پاس وہ مال قائم تھا یہ محیط میں ہے

فصل دوم - حد بلوغ کی پہچان کے بیان میں - لڑکا جب بالغ ہوتا ہے جبکہ احتلام یا احبال یا انزال ہو اور لڑکی

احتلام وحیض وحبل سے بالغہ معلوم ہوتی ہی کذا فی المختار اور جس سن تک پہونچنے سے لڑکے اور لڑکی کے بلوغ کا حکم دیا جاتا ہی وہ سن پندرہ سال کا ہی یہ صاحبین کا مذہب ہو اور یہی ایک روایت امام اعظم رح سے ہی اور اسی پر فتوے ہی اور مشہور روایت امام اعظم رح سے یہ ہی کہ اٹھارہ برس کا لڑکا بالغ اور سترہ برس کی لڑکی بالغ ہوتی ہی کذا فی الکافی اور احتلام وغیرہ سے بالغ ہونے کی ادنی مدت طفل کے حق مین بارہ برس اور لڑکی کے حق مین نو برس ہین اور اگر لڑکا بارہ برس سے کم اور لڑکی نو برس سے کم ہو اور بلوغ کا دعوی کیا تو بلوغ کا حکم نہ دیا جائیگا یہ معدن مین ہے اور اگر لڑکا اور لڑکی اپنے بلوغ کے مخبر ہوئے یعنے دونون نے اپنے بالغ ہونے کی خبر دی اور انکا ظاہر حال انکے قول کے خلاف ومکذب نہین ہی تو انکا قول قبول کیا جاویگا جیسے عورت کا قول حیض کے باب مین قبول ہوتا ہی اور جب ہم نے ان دونون کا قول قبول کیا تو انکے احکام مثل احکام بالغین کے قرار دئیے جاوینگے یہ اقطع کی شرح قدوری مین ہی۔ اور اگر لڑکی کو حیض آیا یا لڑکا محتلم ہوا یا ایسا ہونے مین تاخیر ہوئی یہان تک کہ لڑکا پورے سن بلوغ انیس برس تک اور لڑکی سترہ برس تک ہو گئی اور دونون کے آثار سے نیک چلن ظاہر ہوئے اور اپنے اپنے مال کی حفاظت کرنے مین دونون امتحان کر لئے گئے اور دینداری مین ثابت پائے گئے تو انکا مال انکو دیا جائیگا اور اگر انکے آثار سے نیک چلن ظاہر نہوا تو کچھ نہ دیا جائیگا اور صاحبین رح نے بھی ایسا ہی فرمایا ہی مگر اختلاف اسقدر کیا کہ تاخیر علامات کی صورت مین انکے نزدیک بلوغ پندرہ برس کے سن مین ہی اور جب سن بلوغ پر پہونچ جانے سے یا حیض واحتلام پائے جانے سے بلوغ کا حکم دیا گیا اگر نیک چلن اور مصلح ہو تو اسکا مال اسکو دیا جائیگا اور اگر ایسی صفت نہ پائی جاوے بلکہ سفیہ ہو تو اسکے وصی اور قاضی کو بالاجماع یہ اختیار ہی کہ اسکا مال اسکو نہ دیوے یہ محیط مین ہی۔ اور جب لڑکا یا لڑکی مراہق ہوئے اور یہ پہچان دشوار ہوئی کہ یہ بالغ ہین یا نہین ہین اور اُسنے کہا کہ مین بالغ ہون تو اُسکا قول قبول ہوگا اور اسکے احکام مثل بالغین کے قرار دیے جاوینگے یہ کافی مین ہی۔ اور اگر لڑکا اپنی عورت سے ہمصحبت ہوا حالانکہ ایسے سن تک پہونچ چکا ہی کہ اُسکے جماع سے عورت کا حاملہ ہونا متصور ہو سکتا ہی اور یاد اُسکی عورت کے بچہ پیدا ہوا تو اُسکا نسب ثابت ہوگا اور اس شخص کے بالغ ہونے کا حکم دیا جائیگا اسلئے کہ ثبوت النسب مین ضرورت ظاہر ہی یہ ینابیع مین ہی۔

تیسرا باب بسبب قرضہ کے حجر واقع ہونے کے بیان مین۔ بسبب قرضہ کے مجبور ہونے کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص پر اسقدر قرضہ ہو جاوے کہ اسکے تمام مال کو گھیر لیوے یا اُسکے مال سے زیادہ ہو جاوے اور قرضخواہون نے قاضی سے درخواست کی کہ اسکو مجبور کر دیجئے تا کہ اپنا مال ہبہ یا صدقہ نہ کرے اور نہ کسی دوسرے قرضدار کے واسطے اقرار کر دے تو صاحبین کے نزدیک قاضی اسکو مجبور کر دیگا اور یہ حجر کارآمد ہوگا کہ پھر اسکے بعد اسکا ہبہ کرنا یا صدقہ کرنا صحیح نہ ہوگا اور امام اعظم رح کے نزدیک قاضی اسکو مجبور نہ کریگا اور اُسکا حجر کارآمد نہ ہوگا حتی کہ اسکے ایسے تصرفات سب صحیح ہونگے یہ محیط مین ہی۔ اور اگر مقروض مجبور نے کسی عورت سے نکاح کیا تو نکاح صحیح ہے پس اگر اسکے مہر مثل سے مہر زیادہ کیا تو بقدر مہر مثل کے اس قرضخواہ کے حق مین ظاہر ہوگا جسکی وجہ سے مجبور ہوا ہی یعنی قرضخواہ مہر مثل مین اپنا حصہ لے لیگا اور جسقدر مہر مثل سے زیادہ ہی وہ قرضخواہ کے حق مین ظاہر نہ ہوگا بلکہ اس مال مین رکھا جائیگا جو اسکے بعد وہ شخص مجبور پیدا کرے یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ امام اعظم رح کے نزدیک

مدیون کا مال قاضی فروخت نہ کریگا خواہ عروض ہو یا عقار ہو ولیکن اُس قرضدار کو برابر قید رکھیگا یہانتک کہ وہ خود ہی اپنے قرضہ کے ادا کے واسطے اپنا مال فروخت کرے اور صاحبین نے فرمایا کہ اگر مدیون نے خود فروخت کرنے سے انکار کیا تو قاضی اُسے فروخت کر کے اُسکا ثمن قرضخواہوں کے درمیان موافق حصہ کے تقسیم کریگا یہ کافی مین ہے۔ اور قاضی کو جائز نہین ہے کہ مدیون کا مال بدون اُسکی رضامندی کے فروخت کر دے مگر رضامندی جائز ہے اور صاحبین کے نزدیک مطلقاً جائز ہے اور یہ قول صاحبین رحمہما اللہ کا مدیون حاضر مین سب مشایخ کے نزدیک بالاتفاق ہے مگر مدیون غائب مین مشایخ نے صاحبین کے قول پر اختلاف کیا ہے بعضون نے کہا کہ مدیون غائب کا مال قاضی اُسکے حق مین نفاذ بیع کے طور پر فروخت نہ کرے۔ اگر شوہر غائب ہو اور عورت نے قاضی سے درخواست کی کہ اُسکا مال میرے نفقہ مین فروخت کر دے تو امام اعظم رح کے نزدیک قاضی فروخت کریگا اور ایسا ہی صاحبین کا قول بعض مشایخ کے نزدیک ہے اور اگر غائب کا مال ایسی چیز ہو جسکے خراب ہو جانے کا خوف ہو تو بالاجماع فروخت کر دیگا اسی طرح اگر غائب کا مال کوئی غلام ہو اور قاضی کو خوف ہوا کہ اسکے نفقہ کا خرچہ اُسکی تمام قیمت کو گھیر لیگا تو بالاجماع قاضی اُسکو فروخت کر دیگا یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور صاحبین کے نزدیک ایسا حجر اگرچہ مدیون محجور غائب ہو تو بھی جائز ہے مگر بعد حجر کے محجور کا علم شرط ہے حتے کہ بعد محجور ہونے کے قبل علم کے جو تصرف اُس نے سرزد ہوا وہ صاحبین کے نزدیک صحیح ہوگا اور یہ حجر بہ قیاس حجر غلام ماذون ہے کہ اسمین بھی حجر کار آمد نہین ہوتا جبتک غلام ماذون کو خبر نہو اور ایسے ہی یہ حجر قبل قید اور بعد قید کے دونون طرح صحیح ہے اور جو تصرف ایسا ہو کہ قرضخواہون کا حق باطل کرتا ہو اسمین یہ حجر موثر ہوگا جیسے ہبہ و صدقہ وغیرہ اور رہی بیع سو اگر برابر قیمت پر بیع کی تو ایسے محجور کی ایسی بیع صحیح ہے اور اگر اُسنے نقصان سے بیع کی تو نہین صحیح ہے خواہ نقصان کم ہو یا زیادہ ہو اور مشتری کو اختیار دیا جائیگا کہ چاہے ثمن پورا کر دے یا فسخ کر لے اور اگر اُسنے اپنا مال اپنے قرضخواہ کے ہاتھ فروخت کیا اور ثمن کو قرضہ مین بدلا کر دیا پس اگر قرضخواہ ایک ہی شخص ہو تو یہ جائز ہے اور اگر قرضخواہ دو شخص ہون تو مثل قیمت پر ایک کے ہاتھ بیچنا جائز ہے مگر بدلا کرنا جائز نہین ہے اسی طرح اگر اُسنے بعضے قرضخواہون کا قرضہ ادا کرنا چاہا تو اُسکو یہ اختیار نہین ہے یہ محیط مین ہے۔ اگر قاضی نے اُسکو بسبب قرضہ کے محجور کیا تو گواہ کر لے کہ یہ شخص اپنے مال کے تصرف سے محجور کیا اور گواہ کر لینا صحت حجر کی شرط نہین ہے صرف اسواسطے احتیاج ہوتی کہ اس حجر کے ساتھ احکام متعلق ہوتے ہین اور اکثر انکار پیش آتا ہے پس اثبات کی ضرورت ہوتی ہے اسواسطے گواہ کرے تاکہ انکار سے امن ہو جاوے اور سبب حجر بیان کر دے کہ مینے اس شخص کو فلان بن فلان کے قرضہ کے سبب سے محجور کیا ہے کیونکہ جو شخص حجر کو جائز رکھتا ہے اُسکے نزدیک اُسکے اسباب مختلف ہوتے ہین اور وہ اپنے سبب کے اختلاف سے فی نفسہ مختلف ہو جاتا ہے چنانچہ حجر بسبب سفاہت کے تمام اموال کے تصرف سے محجور کرتا ہے خواہ بالفعل موجود ہون یا آیندہ پیدا ہون اور حجر بسبب قرضہ کے صرف اموال موجودہ کو شامل ہے اور جو مال آیندہ کمائی وغیرہ سے پیدا ہو اسمین یہ حجر موثر نہین ہوتا ہے اور محجور اُسکے حق مین محجور نہین ہوتا بلکہ اسمین اُسکا تصرف نافذ ہوگا یہ ذخیرہ مین ہے۔ ایک شخص پر قرضہ ہے کہ اُسکے اقرار سے یا گواہون سے قاضی کے نزدیک ثابت ہوا پھر مطلوب حکم ہونے سے پہلے غائب ہو گیا اور حاضری سے انکار کیا تو امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ قاضی اُسکی طرف سے ایک وکیل مقرر کر کے

اور اُس وکیل پر مال کی ڈگری کریگا بشرطیکہ خصم اس امر کی درخواست کرے اور اگر خصم نے مدعا علیہ کے مجبور کرنے کی درخواست کی تو امام اعظم و امام محمد رح کے نزدیک اسپر حکم نہ دیگا اور غائب کو مجبور نہ کریگا جبتک حاضر نہووے پھر جب حاضر ہو تو اسپر حکم جاری کریگا پھر امام محمد رح کے نزدیک اسکو مجبور کریگا کیونکہ حجر بعد حکم کے ہوگا نہ قبل حکم کے یہ فتاوی قاضی خان مین ہے- اور اگر خصم کا قرضہ درم ہون و مال مدعا علیہ درم ہون تو قاضی اسکی بلا اجازت بالاجماع ڈگری کردیگا اور اگر اسکا قرضہ درم ہون اور مال دینار ہون یا اسکے برعکس ہو تو امام اعظم رح کے نزدیک قاضی مال مدعا علیہ کو خصم کے قرضہ مین استحسانًا فروخت کریگا اور قیاسًا یہ ہے کہ قاضی کو ایسی بیع الصرف کا اختیار نہین ہے یہ کافی مین ہے- اور عروض و عقار کو فروخت نہ کریگا اور صاحبین نے فرمایا کہ فروخت کرسکتا ہے اور اسی پر فتوی ہے یہ خزانۃ المفتین ہے- اور قرضہ مین پہلے نقود فروخت کرے پھر عروض پھر عقار یعنے آسان سے پہلے شروع کرے اور مقروض کے واسطے ایک دستہ کپڑا پہننے کا چھوڑ دے اور باقی فروخت کردے اور بعض نے کہا کہ دو دستہ چھوڑ دے کذا فی الہدایہ- اگر مقروض کے پاس پہننے کے کپڑے ایسے ہون کہ اُنسے گھٹ کر بھی اپنا لباس رکھ سکتا ہے تو قاضی ایسے کپڑے فروخت کرکے اُسکے ثمن مین سے قرضہ ادا کرکے باقی سے اُسکے واسطے لباس خرید دے اور علی ہذا القیاس اگر اسکا مسکن ایسا ہو کہ اُس سے کم پر بھی بسر کرسکتا ہے تو قاضی اس مسکن کو فروخت کرکے اسکے ثمن مین سے قرضدار کو دیکر باقی سے اُسکے واسطے دوسرا مسکن خرید دیگا اور اسی سے ہمارے مشایخ نے یہ فرمایا ہے کہ قاضی اُسکی وہ چیز جسکا فی الحال محتاج نہین ہے فروخت کریگا حتے کہ اسکا لبادہ گرمیون مین اور قطع جاڑون مین فروخت کردیگا اور جب قاضی یا امین قاضی نے موافق مذہب صاحبین کے مال مدیون اُسکے قرضہ ادا کرنے کے واسطے فروخت کیا تو اس بیع کا عہدہ مطلوب کے ذمہ ہوگا قاضی اور اُسکے امین کے ذمہ نہوگا اور مراد عہدہ سے یہ ہے کہ اگر مبیع استحقاق مین لے لیگئی تو مشتری اپنا ثمن مطلوب سے واپس لیگا نہ قاضی اور اسکے امین سے کذا فی النہایہ- اور اگر اُسکے پاس لوہے کی انگیٹھی ہو تو فروخت کرکے مٹی کی خرید دیگا یہ عینی شرح ہدایہ مین ہے- ہشام نے اپنے نوادر مین لکھا ہے کہ مین نے امام محمد رح سے دریافت کیا کہ ایک شخص پر قرضہ ہوگیا اور اُسنے روپوشی اختیار کی اور لینے مال کے الجاء سے خوف کیا تو امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر قرضخواہون نے میرے نزدیک اپنا قرضہ ثابت کردیا تو مین اوسکو مجبور کردونگا اور اگر ثابت نہ کیا تو مجبور نہ کرونگا اور اگر غائب ہوگیا اور کسی قاضی نے اسکا مال فروخت کردیا تو اُسکی بیع بطور اسکے کہ غائب پر اس بیع کا نفاذ ہو جائز رکھونگا اور امام محمد رح نے فرمایا کہ لیکن مین اُسکے عہدہ پر اُسکا مال فروخت نہ کرونگا اور کہا کہ مین نے یہ مسئلہ بھی دریافت کیا کہ زید نے عمرو سے کہا کہ تو اپنا مال اس مجبور کے ہاتھ فروخت کردے اور مین اُسکے ثمن کا ضامن ہون اُسنے مال فروخت کیا تو امام محمد رح نے مال مبیعہ کا حال پوچھا مین نے عرض کی کہ اسکو مجبور نے اپنے قبضہ مین لیکر تلف کردیا تو فرمایا کہ زید کچھ ضامن نہ ہوگا- اور اگر یون کہا کہ ایک سے سو درم تک جو کچھ تو فروخت کرے مین اسکا ضامن ہون پس عمرو نے پچاس درم کا کپڑا اسو درم مین مجبور کے ہاتھ فروخت کیا اُسنے قبضہ کرکے تلف کیا تو فرمایا کہ زید اُس کپڑے کی قیمت کا ضامن ہوگا یہ محیط مین ہے- اگر زید نے حالت حجر مین کسی کے واسطے کچھ اقرار کیا تو بعد ادائے قرض کے یہ اقرار اُسکے ذمہ واجب ہوگا اور یہ صاحبین کے قول کے موافق ہے اور یہ اسوجہ سے ہے کہ جو مال موجود

ہو اُسکے ساتھ پہلے قرضخواہون کا حق متعلق ہو چکا ہو پس دوسرے کے واسطے اقرار کرکے ان لوگون کا حق باطل نہین کر سکتا ہو بخلاف اسکے اگر محجور نے اداے قرض سے پہلے کسی شخص کا مال لیکر تلف کر دیا تو ایسا حکم نہین ہے بلکہ بلا خلاف یہ شخص پہلے قرضخواہون کے ساتھ برابر شمار کیا جائیگا یہ عینی شرح ہدایہ مین ہو - اور اگر محجور کو بعد اداے قرض کے کچھ مال ملا تو اس مال مین اُسکا وہ اقرار نافذ ہوگا یہ ہدایہ مین ہو - اگر وجوب قرض کا سبب قاضی کے نزدیک کسی علت سے یا گواہون کی گواہی سے جنھون نے قرض لینے یا مثل قیمت پر خرید کرنے کی گواہی دی ہو ثابت ہو تو ایسے قرضخواہون کے ساتھ وہ قرض خواہ جسکا قرضہ محجور ہونے سے پہلے کا ہو شریک ہوگا یہ محیط مین ہو - اور خزانہ مین لکھا ہو کہ اگر قاضی نے ایک شخص کو کسی قوم کے قرضہ کی وجہ سے جنکے قرضے مختلف ہون محجور کیا اور محجور نے بعض قرضخواہون کا قرضہ ادا کیا تو باقی قرضخواہ قابض کے مقبوضہ مین شریک ہونگے پس قابض بقدر اپنے حصہ رسد کے لیکر باقی اُن قرضخواہون کو دیدیگا اور اگر محجور نے اپنے اوپر حد یا قصاص کا اقرار کیا تو اقرار صحیح ہو اسی طرح اگر غلام آزاد یا مدبر کیا تو عتق و تدبیر صحیح ہو اور حاصل یہ ہو کہ جو تصرف ایسا ہو کہ جسکا جد و ہزل یکسان ہوتا ہو وہ تصرف محجور کیطرف سے نافذ ہوگا اور جو ہزل کرنے والے سے نافذ نہین ہوتا ہو وہ محجور سے بھی نافذ نہ ہوگا مگر اُس صورت مین نافذ ہو سکتا ہو کہ جب قاضی اجازت دیدے اور اگر محجور نے گواہون کے سامنے کسی شخص کا مال تلف کر دیا تو اُسکے واسطے ضامن ہوگا اور صاحب ضمان اُس قرضخواہ کا جسکے واسطے محجور ہوا ہو محجور کے مال مین شریک ہوگا اور اگر محجور نے کوئی باندی گواہون کے سامنے اسکی قیمت سے بڑھکر خریدی پس اگر وہ باندی فروخت کی تو اُسکی قیمت کے قدر وہ قرضخواہ جسکے واسطے محجور ہوا ہے حصہ دار ہوگا اور جو قیمت سے زیادہ ہو وہ بائع کو اُس مال سے ملیگا جو محجور کے پاس بعد حجر کے پیدا ہو یہ فتاوی قاضی خان مین ہو - اور مدیون محجور کا نفقہ اور اُسکی زوجہ اور نابالغ اولاد اور اُسکے ذوی الارحام کا نفقہ صاحبین کے نزدیک اُسکے مال سے دیا جائیگا اور اگر مفلس کا کچھ مال معلوم نہ ہوتا ہو اور قرضخواہون نے اُسکے قید کرنے کی درخواست کی حالانکہ وہ کہتا ہو کہ میرے پاس کچھ مال نہین ہو تو حاکم اُسکو ہر ایسے قرضہ کے واسطے جسکو اُسنے اپنے اوپر کسی عقد سے واجب کیا ہو قید کریگا جیسے مہر و کفالت وغیرہ اور اگر مدیون مفلس نے اس امر کے گواہ پیش کیے کہ میرے پاس کچھ مال نہین ہو تو رہا کر دیا جائیگا کیونکہ فراخدستی حاصل ہونے تک مہلت دینا نص قرآنی سے ثابت ہو کذا فی الکافی - اور اگر تنگدست پایا گیا تو واجب یہ ہو کہ فراخدستی تک اُسکو مہلت دیجاوے اور بعد قید کرنے کے اُسکے تنگدست ہونے کے گواہ بالاتفاق مقبول ہونگے پس گواہ قائم کرنے کے بعد قاضی اسکو رہا کر دیگا اور اگر قید سے پہلے گواہ قائم ہون تو ایک روایت مین جب تک مقید نہو مقبول نہ ہونگے اور یہی عامہ مشائخ کا مذہب ہو اور یہی شمس الائمہ سرخسی نے شرح ادب القاضی مین اختیار کیا ہو اور یہی اصح ہو یہ عینی شرح ہدایہ مین ہو - اور جب حاکم نے اُسکو دو یا تین مہینہ قید کیا تو پھر اسکا حال دریافت کریگا پس اگر اُسکا کچھ مال دریافت نہ ہوا تو رہا کر دیگا یہ اقطع کی شرح قدوری مین ہو - اور صحیح یہ ہے کہ قید مین اہل حرفہ کو اپنے حرفہ کا کام کرنیکا قابو نہ دیا جائیگا تاکہ اس کا دل پریشان ہو اور قرضہ ادا کرے بخلاف اسکے اگر اُسکی کوئی باندی ہو اور قید خانہ مین کوئی ایسی جگہ ہو جہان وطی کر سکتا ہے تو منع نہ کیا جائیگا یہ کافی مین ہو - اور واقعات مین لکھا ہو کہ قیدی اگر قید خانہ مین بیمار ہوا اور وہان کوئی ایسا نہین ہو جو اُسکی تیمارداری کرے تو کفیل لیکر قید خانہ سے نکالا

اور خلاصہ مین لکھا ہی کہ یہ حکم اسوقت ہو کہ جب ایسی حالت مین اُسکے حق مین مرجانے کا خوف ہو اور اسی پر فتوی ہے
اور اگر کفیل نہ پایا جاوے تو رہا نہ ہوگا اور اگر کسی شخص نے کفالت کی اور قاضی نے رہا کیا تو خصم کا حاضر ہونا
اُسوقت شرط نہین ہی یہ عینی شرح ہدایہ مین ہو- اور اگر اُسنے اپنے یا اہل وعیال کے واسطے اناج خریدا تو جائز ہے یہ
تاتارخانیہ مین ہی- اور جو شخص قرضہ کی وجہ سے مقید ہی اگر وہ اپنا روزینہ خریدنے مین اسراف کرتا ہو تو قاضی اسکا
منع کردیگا اور اُسکے حق مین کفاف معروف مقرر کردیگا اور ایسے ہی کپڑے مین درمیانی چال چلے اور اُسکو
درمیانی چال چلنے کا حکم کریگا مگر اُسپر اُسکے خور و نوش و لباس مین تنگی نہ کریگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہو اور
کفالۃ الاصل مین لکھا ہی کہ محبوس پیٹا نہ جائیگا اور نہ اُسکے بیڑیان ڈالی جاوینگی اور نہ طوق پہنایا جاویگا اور نہ
ڈرایا جاویگا اور نہ مخوف کیا جاوے اور نہ ننگا کیا جاوے اور نہ مدعی حقدار کے سامنے اہانت کے واسطے
کھڑا کیا جاوے اور نہ اجارہ پر دیا جاوے اور منتقی مین ہو کہ قرضدار قیدی کے بیڑیان ڈالی جاوین اور دن میں
اگر بھاگ جانے کا خوف ہو تو مقفل کردیا جاوے اور قرضدار قیدی جمعہ و عید و حج و نماز فرض و نماز جنازہ و عیادت
مریض کے واسطے باہر نہ نکالا جائیگا اور وحشت ناک جگہ قید کیا جائیگا اور اُسکے واسطے کوئی بچھونا و فرش بچھایا
جاوے اور اُسکے پاس کوئی ایسا شخص نہ جانے پائیگا جس سے اُسکی وحشت رفع ہو اُسکو امام سرخسی نے ذکر کیا
ہی کذا فی الخلاصہ اور بعد اخراج کے امام اعظم رح کے نزدیک اُسکے اور اُسکے قرضخواہون کے درمیان کچھ روک نہ کی
جاویگی مگر وہ لوگ اُسکو حالت ملازمت مین یعنی جب اُسکے ساتھ ساتھ رہین تو تصرفات و سفر سے منع نہین کر
رہین اور نہ اُسکو ایک جگہ بٹھلا سکتے ہین کیونکہ یہ تو قید ہی بلکہ جہان اُسکا جی چاہے جاوے اور یہ لوگ اُسکے ساتھ پیچھے
رہینگے یہ تبیین مین ہی- اور جو کچھ اُسکی کمائی حوائج ضروریہ سے بڑھے وہ اپنے قرضخواہون کے درمیان حصہ رسد
تقسیم کریگا اور وہ لوگ لے لینگے اور یہ اُسوقت ہی کہ اُسکی بڑھتی کمائی قرضخواہون سے بدون اُسکے اختیار
کے لی ہو یا قاضی نے لیکر بدون اُسکے اختیار کے قرضخواہون کو تقسیم کی ہو اور اگر مدیون نے اپنی صحت مین اپنے
اختیار سے قرضہ ادا کرنے مین کسی حقدار کو بمقابلہ دوسرون کے چھانٹ لیا تو اُسکو اختیار ہی اسکو فتاوی نسفی
مین صریح بیان کیا ہی کہ یون فرمایا کہ اگر زید پر تین آدمیون کے ہزار درم اس تفصیل سے قرضہ ہون کہ بکر کے پانچ
سو درم اور عمر کے تین سو درم اور خالد کے دو سو درم ہون اور زید کے پاس کل پانچ سو درم ہین پس قرضخواہون
نے جمع ہو کر زید کو مجلس قضا مین قید کرایا تو مال کیونکر تقسیم ہوگا فرمایا کہ اگر قرضدار حاضر ہو تو وہ انکا قرضہ خود
ہی تقسیم کریگا اور اسکو اختیار ہوگا کہ ادا کرنے مین چاہے بعض کو بعض پر مقدم کرے یا بعض کو چھانٹ لے اور
اگر مدیون غائب ہو اور قاضی کے نزدیک قرضے ثابت ہون تو قاضی تمام مال قرضخواہون کو حصہ رسد تقسیم کردیگا
یہ عینی شرح ہدایہ مین ہو- اور اگر مدیون نے اپنے افلاس کے گواہ دیے اور طالب نے اُسکی خوشحالی کے گواہ
دیے تو طالب کے گواہ قبول ہونگے اور جس سے قرضہ سبب ثابت ہوا اُسکے بیان کی کچھ ضرورت نہین ہی اور افلاس
کی گواہی مین مدعی کا حاضر ہونا شرط نہین ہی یہ خلاصہ مین ہو- اور گواہون کو یون کہنا چاہیے کہ یہ شخص فقیر ہی ہم
اسکا کچھ یا کوئی عرض عروض مین ایسا نہین جانتے ہین جس سے حالت فقر سے نکلے اور ابو القاسم صفار نے فرمایا
کہ گواہونکو یون کہنا چاہیے کہ ہم گواہی دیتے ہین کہ یہ شخص مفلس معدم ہی ہم اسکا کوئی مال سوائے اسکے تن کے کپڑون اور اسکے

لباس شب خوابی کے نہین جانتے ہین کذا فی العینی شرح الہدایہ اور اگر مدیون مفلس اپنے گھر مین کسی ضرورت سے گیا تو ہدایہ مین مذکور ہی کہ اُسکے پیچھے نہ جاوے بلکہ اُسکے دروازے پر بیٹھا رہے یہانتک کہ وہ باہر آوے اور زیادات مین فرمایا کہ جب مدیون نے اُسکو اندر آنے کی اجازت نہ دی تو اُسکے دروازے پر بیٹھا رہے اور اُسکو اندر جانے سے منع کرے تاکہ روپوش نہو جاوے یا دوسرے دروازے سے نہ نکلجاوے پس ساتھ ساتھ رہنے سے جو مقصود ہی وہ فوت ہوجاوے اور نہایہ مین لکھاہے کہ صاحب حق کو یہ اختیار نہین ہی کہ ملزوم مطلوب کو بخانہ یا کھانے کے واسطے مکان کے اندر جانے سے منع کرے لیکن اگر اسکو غذا دیدی یا پیخانہ پھیرنے کے واسطے کوئی مقام مقرر کردیا تو اسوقت البتہ اُسکو اختیار ہی کہ گھر مین اُسکو نہ جانے دے تاکہ ایسا نہو کہ ملزم بھاگ جاوے اور اسی نہایہ مین لکھا ہی کہ اگر مطلوب ملزوم مثل سقائی وغیرہ کے کام کیا کرتا ہو تو طالب کو اس کام سے منع کرنے کا اختیار نہین ہی ولیکن اپنے نائب اور اجیر و غلام کو اُسکے ساتھ ساتھ رکھ سکتا ہی لیکن اگر مطلوب کو اُسکا اور اُسکے عیال کا نفقہ دیا تو اس صورت مین اُسکو اس کام سے منع کرسکتا ہی یہ تبیین مین ہی- اور واقعات مین لکھا ہی کہ ایک شخص پر دوسرے کے حق کی ڈگری ہوئی ڈگریدار نے اپنے غلام کو قرضدار کے ساتھ ساتھ رہنے کا حکم دیا پس جسپر ڈگری ہوئی ہی اُسنے کہا کہ مین مدعی کے ساتھ بیٹھ سکتا ہون غلام کے ساتھ نہ بیٹھونگا تو اُسکو یہ اختیار ہی یہ عینی شرح ہدایہ مین ہی- اور اگر مطلوب نے قید ہونا اور طالب نے ملازمت اختیار کی تو طالب کو اختیار ہی ولیکن اگر قاضی کو معلوم ہوا کہ طالب اُسپر ساتھ ساتھ رہنے مین تعدی کریگا مثلاً گھر مین جانے سے منع کریگا یا اُسکے ساتھ اندر چلا جائیگا تو ایسی صورت مین مطلوب سے ضرر دفع کرنے کے واسطے اُسکو قید کریگا یہ کافی مین ہی- اور اگر کسی مرد کا عورت پر قرضہ ہو تو اُسکے ساتھ ساتھ نہین رہ سکتا ہی کیونکہ اسمین اجنبیہ عورت کے ساتھ تنہائی ہوگی ولیکن قرضخواہ اسکے پاس ایک امین عورت اپنی طرف سے بھیجدیگا جو اسکے ساتھ ساتھ رہے کذا فی الہدایہ- اگر زید مفلس ہوگیا اور اُسکے پاس عمرو کا کچھ مال بعینہ ہی جسکو اُسنے عمرو سے خریدا تھا تو عمرو باقی قرضخواہون کے ساتھ برابر کردیا جائیگا اسکی صورت یہ ہی کہ زید نے عمرو سے ایک خاص غلام خریدا اور قبضہ کرلیا اور ہنوز دام نہین دئے تھے کہ مفلس ہوگیا اور اُسکے پاس سواے اسکے اور کچھ مال نہین ہی پس عمرو نے دعوے کیا کہ مین بہ نسبت دوسرون کے اس غلام کا مستحق ہون اور دوسرے قرضخواہون نے مساوات کا دعوی کیا تو یہ غلام فروخت کرکے اُسکے دام سب کو حصہ رسد تقسیم ہونگے بشرطیکہ سب قرضے ایسے ہون کہ اُنکے ادا کا وقت آگیا ہو اور اگر بعض کا وقت آیا ہو اور بعض کا نہ آیا ہو تو انہی قرضخواہون کو جنکے ادا کا وقت آیا ہے تقسیم کرکے دیدیا جائیگا پھر باقی قرضخواہ وقت آنے پر ان لوگون سے جنھون نے وصول کیا ہی بقدر اپنے حصہ رسد کے واپس لینگے اور اگر زید نے غلام پر قبضہ نہ کیا ہو یہانتک کہ مفلس ہوگیا تو عمرو باقی قرضخواہون کے بہ نسبت غلام کا حقدار ہو گا یہ ینابیع مین ہی- ہشام نے امام محمد رح سے روایت کی کہ ایک سفیہ محجور نے اپنی نابالغ لڑکی یا بہن کو کسی کے ساتھ بیاہ دیا تو جائز نہین ہی- اور ہشام کہتے ہین کہ مین نے امام محمد رح سے دریافت کیا کہ ایک شخص ایسا ہی کہ اُس سے راست روی کے آثار ظاہر نہ ہوئے اور ہنوز وہ محجور بھی نہ کیا گیا اور اُسکا مال اُسکے پاس ہو اُسنے فروخت کیا تو امام محمد رح نے مجھے خبر دی کہ امام ابو یوسف نے فرمایا ہی کہ بیع باطل ہی اور ایسا ہی امام محمد رحمہ اللہ تعالے کا قول ہی یہ محیط مین لکھا ہی

کتاب الماذون

اور اسمین تیرہ باب ہین-

باب اول- اذن کی تفسیر شرعی و رکن و شروط و حکم کے بیان مین- قال المترجم اذن اجازت ماذون جسکو اجازت دیگئی اور یہ محجور کا مقابل ہی آذن بمد اول و کسر ثانی اجازت دینے والا اور ترجمہ اجازت دہندہ استعمال کرتا ہی واضح ہو کہ شرعا اذن کی معنی فک حجر و اسقاط حق ہین پس کسی زمانہ یا مکان یا کسی قسم کی تجارت کے ساتھ خاص نہین ہی کذا فی التبیین- اور رکن اسکا یہ ہی کہ مثلا زید اپنے غلام سے کہے کہ مین نے تجھے تجارت کی اجازت دی کذا فی المحیط السرخسی- اور شرط اذن یہ ہی کہ غلام ایسا ہو کہ تصرف سمجھتا ہو اور سمجھ کر اُسکا قصد کرتا ہو اور اجازت دہندہ مثل بیع و اجارہ و رہن وغیرہ تصرفات کا مالک ہو اور یہ شرط نہین ہی کہ ماذون کی گردن کا مالک ہو حتی کہ غلام ماذون و مکاتب شریک مفاوض یا عنان یا باپ و دادا و قاضی و ولی کی اجازت جائز ہی اور اُسکا حکم وہی تفسیر شرعی ہی یہ تبیین مین ہی- اور اگر ایک روز یا ایک مہینہ کے واسطے اجازت دی تو جبتک منع نہ کرے تب تک برابر علی الاطلاق ماذون رہیگا اسی طرح اگر قاضی و وصی نے یتیم کے غلام کو اجازت دی یا نا بالغ عاقل کو اجازت دی تو بھی یہی حکم ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی- اور ہمارے نزدیک اذن بالتصرف جسمی مخصوص نہین ہوتا ہی جب کسی غلام محجور کو اجازت دیجاوے اور اگر غلام ماذون کو اجازت دیجاوے تو مخصوص ہوتا ہی حتی کہ اگر مولے نے اپنے غلام کو ماذون کیا پھر اُسکو سو درم دیے کہ اسکے گیہون خریدے اُسنے آٹا خریدا تو اپنی ذات کے واسطے مشتری قرار دیا جائیگا امام محمد رح نے اسکو ماذون مین صریح بیان فرمایا ہی اور اُسکا ثمن غلام ماذون پر ہوگا کہ اپنے مال سے ادا کرے نہ مال مولی سے اور باوجود اسکے اگر اُسنے مال مولے سے ادا کیا تو مولی کو یہ اختیار نہین ہی کہ اُسکا دامنگیر ہو اگرچہ اسنے مال مولے کو تلف کیا بلکہ مولے بائع کا دامنگیر ہو کر اُس سے وصول کریگا کذا فی الذخیرہ

باب دوم جو امور تجارت کے واسطے اجازت قرار پاتے ہین اور جو نہین قرار پاتے ہین اُنکے بیان مین- واضح ہو کہ اذن جسطرح بصراحت ثابت ہوتا ہی اسی طرح بدلالت بھی ثابت ہوتا ہی مثلا زید نے اپنے غلام کو خرید و فروخت کرتے دیکھا اور خاموش ہو رہا تو یہ غلام ماذون ہو جاویگا خواہ بیع مولے کے واسطے ہو یا غیر کے واسطے اسکی اجازت سے ہو یا بلا اجازت ہو اور خواہ بیع صحیح ہو یا فاسد ہو یہ خزانۃ المفتین مین ہی- اگر زید نے اپنے غلام کو خرید و فروخت کرتے دیکھا اور خاموش ہو رہا منع نہ کیا تو یہ غلام ماذون ہو جاویگا اور یہ تصرف جسکو مولے نے مشاہدہ کیا ہی جائز نہ ہوگا مگر اُس صورت مین کہ مولے اپنے قول سے اُسکی اجازت دیدے خواہ یہ بیع مولے کے واسطے ہو یا غیر کے واسطے مگر بعد اسکے جو تصرف کرے اسکے حق مین ماذون ہو جاویگا یہ سراج الوہاج ہی- اگر زید نے عمرو کے غلام کو کوئی متاع فروخت کے واسطے دی اور عمرو نے اُسکو فروخت کرتے دیکھکر منع نہ کیا تو عمرو کے سکوت سے غلام ماذون التجارۃ ہو جاویگا اور زید کے حکم سے متاع کی بیع جائز ہوگی پھر مشائخ نے اس بیع کے عہدہ مین اختلاف کیا ہی بعضون نے فرمایا کہ اس بیع کا عہدہ زید پر ہوگا اور بعضون نے کہا غلام پر ہوگا یہ محیط مین ہے- اور

اور اگر مولے نے اُسکو دیکھکر منع کیا ہو یا نہ دیکھا ہو تو اُسکا عہدہ مالک متاع پر ہوگا یہ مبسوط میں ہے۔ اگر زید نے عمرو کے غلام محجور کو غصب کر لیا اور عمرو کو گواہ نہ ملے کہ غلام واپس کرے اور غاصب قسم کھا گیا پھر غلام نے تصرف کیے اور مولی خاموش رہا پھر عمرو نے گواہ پیش کر کے غلام واپس پایا تو یہ غلام ماذون نہ ہوگا یہ مغنی میں ہے۔ اور اگر غلام نے زید کا مال غصب کر کے فروخت کیا حالانکہ غلام کا مولی اُسکو دیکھ رہا ہے اور منع نہیں کرتا ہے تو اس سے وہ غلام ماذون التجارہ ہوجائیگا اور یہ بیع جائز نہو گی خواہ بحکم مولی ہو یا بلا حکم مولی ہو یہ مبسوط میں ہے۔ اگر زید نے اپنے درم و دینار سے کوئی چیز خریدتے ہوئے اپنے غلام کو دیکھا اور منع نہ کیا تو ماذون ہوجائیگا پس اگر ثمن مال مولی سے ادا کیا تو مولی کو واپس کر لینے کا اختیار ہے اور جب واپس کر لیا تو یہ بیع باطل نہو گی اور اگر مال مولی کیلی یا وزنی چیز ہو اور مولے نے واپس کر لی تو بیع باطل ہوجائیگی بشرطیکہ یہ کیلی و موزون معین ہو اور اگر معین نہو اور مولی نے واپس کر لی تو باطل نہو گی یہ فتاوی قاضیخان میں ہے۔ اور اگر اپنے غلام کو نکاح کرتے دیکھا یا باندی کو خود ہی نکاح کرتے دیکھا اور خاموش رہا تو صحیح یہ ہے کہ وہ ماذون نہوگا اور اگر مملوک کو اذن عام دیدیا اسکا تصرف تمام تجارات کے حق میں جائز ہے اور اسکی یہ صورت ہے کہ مملوک سے کہے کہ میں نے تجھے تجارت کی اجازت دیدی اور کسی نوع تجارت کے ساتھ مقید نہ کیا اسی طرح اگر تجارات کی اجازت بہ لفظ جمع بیان کی تو بھی یہی حکم ہے یہ کافی میں ہے۔ اور اگر ایک نوع تجارت کی اجازت دی نہ غیر کی تو جمیع تجارات کے واسطے ماذون ہوگا خواہ غیر اس نوع سے صریح منع کیا ہو یا سکوت کیا پس جمیع تجارات کے واسطے ماذون ہوگا یہ نہایہ میں ہے۔ اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ مجھے ہر مہینہ پانچ درم اپنی کمائی سے دیا کر تو یہ اُسکے واسطے تمام تجارتون کی اجازت ہے اسی طرح اگر اپنے غلام سے کہا کہ جب تو مجھے ہزار درم ادا کر دے پس تو آزاد ہے یا تو آزاد ہے تو بھی یہی حکم ہے اسی طرح اگر کہا کہ میں نے تجھپر ہر مہینہ دس درم یا ہر جمعہ پانچ درم مقرر کیے کہ تو مجھے ادا کیا کرے تو بھی تجارت کے واسطے ماذون ہوجائیگا یہ مغنی میں ہے۔ اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ کندیگر یا درزی یا رنگریز کو کام کے واسطے بٹھال تو تمام تجارت کے واسطے ماذون ہوجائیگا اور اگر کہا کہ میں نے تجھے رونی کی تجارت کے واسطے اجازت دی تو تمام تجارت کے واسطے ماذون ہوجائیگا اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ پہننے کے واسطے کپڑا خرید کر یا کھانے کے واسطے گوشت خرید کر یا ایسے ہی اور کسی چیز کو کہا تو استحساناً ماذون نہوگا اور یہ اذن استخدام شمار ہوگا نہ اذن تجارت اور فرق یہ ہے کہ اگر ایسے طور کی اجازت دی جس سے عقود مرۃ بعد اخریٰ مکرر ہوتے ہیں حتے کہ یہ معلوم ہوجاے کہ اسکی مراد نفع ہے تو یہ اجازت اذن شمار ہوگی اور اگر ایک ہی عقد کی اجازت دی جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نفع مقصود نہیں ہے تو اذن نہوگا بلکہ عرف و عادت کے موافق استخدام قرار دیا جائیگا حتے کہ اگر یون کہا کہ کپڑا خرید کرکے فروخت کردے تو تجارت کے واسطے ماذون ہوجائیگا اور علی ہذا اگر کہا کہ میرا یہ کپڑا فروخت کر کے اُسکے ثمن سے یہ چیز خرید کر تو ماذون التجارت ہوجائیگا اور اسی اصل سے ہم نے کہا ہے کہ اگر زید نے اپنے غلام سے کہا کہ فلان شخص کے پاس جا اور اپنے تئیں لوگون کو اجارہ پر فلان کام کے واسطے دے تو تجارت کے واسطے ماذون ہوگا کیونکہ جو شخص اُس سے معاملہ کرے وہ متعین نہیں ہے پس اس حکم سے لوگون سے معاملہ کرنا ثابت ہوا پس عقود مختلفہ کا حکم ثابت ہوا اور نوادر میں مسئلہ اجارہ تین طور پر قرار دیا گیا ہے ایک یہ صورت کہ غلام سے کہا کہ فلان شخص کو اپنے تئیں اجرت پر دے تاکہ اُسکی خدمت کیا کرے اور اس صورت میں ماذون التجارۃ نہ ہوگا دوسری یہ صورت کہ اس سے کہا کہ اپنے تئیں اُسکو

اجارہ پر دے تاکہ اُسکے واسطے تجارت کیا کرے اور اس صورت مین ماذون التجارۃ ہو جائیگا اور تیسری صورت
یہ ہے کہ غلام سے فقط اسقدر کہا کہ اپنے تئین اسکو اجارہ پر دیدے اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا تو اس صورت
مین ماذون التجارۃ نہ ہوگا یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور فتاوی عتابیہ مین ہے کہ اگر مولے نے غلام کو کچھ مدت تک
تجارت کرنے کے لئے اجارہ دیا تو یہ اذن ہے اور جو چیز مستاجر کے واسطے خریدنے مین غلام پر قرضہ ہو گیا اُسکو
مستاجر سے واپس لیگا یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ اگر اپنے غلام کو ایک مشک کلان اور گدھا دیا کہ میرے اور میرے عیال
اور پڑوسیون کو بغیر ثمن پانی پلایا کرے تو یہ تجارت کی اجازت نہین ہے۔ اسی طرح اگر طحان نے اپنے غلام کو حمار
دیا کہ اسپر لاد کر گیہون لایا کرے تاکہ مین اُسکو پیسون تو یہ تجارت کی اجازت نہین ہے اور اگر غلام کو مشک و گدھا دیا کہ
اسپر بھر لا کر فروخت کیا کر تو یہ تجارت کی اجازت ہے اسی طرح اگر غلام کو گدھا دیکر کہا کہ لوگون سے پسائی کا اناج قبول
کرکے اجرت پر اُسپر لاد لایا کر تو یہ تجارت کی اجازت ہے اسیطرح اگر لوگون کا لفظ نہ کہا مگر کسی شخص کو معین نہ کیا تو بھی
اجازت ہے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر کہا کہ نقالین و خیاطین مین کام کیا کر یا نقالین و خیاطین کو اپنے تئین اجرت پر دیدے
تو یہ غلام کو تجارت کی اجازت ہے اور اگر غلام کو بھیجا کہ میرے واسطے ایک درم کا کپڑا یا گوشت خریدے تو یہ استحسانًا
تجارت کی اجازت نہین ہے یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر کہا کہ کپڑا خرید کر کے میرے واسطے قمیص قطع کرادے
تو ماذون نہ ہوگا بلکہ بضرورت یہ استخدام قرار دیا جائیگا کذا فی المغنی اور اجارہ کی اجازت تجارت کی اجازت ہے
اور تجارت کی اجازت اجارہ کی اجازت ہے یہ سراجیہ مین ہے۔ اگر کسی شخص نے اپنے غلام کو کسی مکان کے کرایہ
وصول کرنے کے واسطے حکم کیا یا لوگون پر اپنے قرضہ کے وصول کرنے کا حکم دیا یا ایسے معاملہ مین خصومت کیواسطے
وکیل کیا تو یہ تجارت کی اجازت نہین ہے اسیطرح اگر اسکو اپنی کھیتی کی یا زمین کی پرداخت یا اپنی عمارت بنوانے کے
مزدورون کی نگہبانی یا اپنے قرضدارون سے حساب کرنے یا لوگون سے اپنے قرضہ کے تقاضے اور اُسمین سے
اپنی زمین کے خراج ادا کرنے یا اپنے اوپر جو قرضہ ہے اُسکے ادا کرنے کے واسطے مقرر کیا تو اسمین سے کسی صورت سے
غلام ماذون التجارۃ نہ ہوگا یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ مین تجھے تجارت سے منع نہین کرتا ہون
تو یہ اجازت ہے اسیطرح اگر اُسکو لکڑیان لاکر فروخت کرنے کی اجازت دی تو بھی یہی حکم ہے یہ سراجیہ مین ہے۔ اگر
زید کے پاس ایک بڑا گانون ہو اور اُسنے اپنے غلام سے کہا کہ اسکی زمین اجارہ پر دے اور اناج خرید کر اُسمین
زراعت کر اور اُسکے پھل فروخت کرکے اُسکا خراج ادا کر تو غلام تمام تجارتون کے واسطے ماذون ہو جائیگا یہ
مبسوط مین ہے۔ اگر ایک شخص نے اپنے غلام کو مال دیا اور حکم کیا کہ میرے واسطے اناج خریدے تو یہ مسئلہ ماذون مین دو
جگہ مذکور ہے ایک جگہ یہ حکم دیا ہے کہ غلام ماذون ہو جائیگا اور دوسری جگہ لکھا ہے کہ ماذون نہ ہوگا اور ہمارے مشائخ
نے فرمایا کہ ماذون ہونے کی صورت مین یہ تاویل ہے کہ اسکو مال کثیر دیا کہ جس سے ایک مرتبہ جز خرید آسان نہین ہے
بلکہ چند مرتبہ کرکے خرید سکتا ہے پس اس صورت مین اُسنے عقود متفرقہ کی اجازت دی جس سے ماذون ہو گیا اور ماذون
نہونے کی تاویل یہ ہے کہ مال قلیل دیا جس سے ایک ہی مرتبہ خرید سکتا ہے پس ایک ہی عقد کی اجازت دی کہ جس سے
ماذون نہوا اور اسی معنی کی جانب امام محمد رح نے کتاب مین اشارہ کیا ہے کہ صورت اذن مین صریح فرمایا کہ مال کثیر
دیا کذا فی المغنی۔ اگر زید نے اپنے غلام کو مال دیا اور کہا کہ فلان شہر مین جا کر عمرو کو دے تاکہ وہ کپڑا خرید کر تجھے دیدے

تو اُسکو میرے پاس لاویں غلام نے ایسا کیا تو ماذون التجارۃ نہ ہوگا یہ مبسوط مین ہے۔ اگر زید نے اپنے غلام کو زمین خالص دیکر حکم کیا کہ اناج خرید کر اُسمین زراعت کرے اور مزدور کرایہ کرکے اُنسے جداول تیار کراوے تاکہ کھیتی کو پانی پہونچے اور زمین کا خراج ادا کردے تو یہ تجارت کی اجازت ہے اور امام اعظم رح نے فرمایا کہ اگر اپنے غلام سے کہا کہ میرا یہ کپڑا نفع و بڑھتی کے واسطے یا بطور نفع و بڑھتی کے فروخت کر تو یہ تجارت کی اجازت ہے بخلاف اسکے اگر یہ کہا کہ میرا یہ کپڑا عمرو کے ہاتھ فروخت کر اور یہ نہ کہا کہ بطور نفع کے فروخت کر تو یہ حکم نہیں ہے یہ مغنی مین ہے۔ اور اگر کہا کہ مین نے تجھے آج ایک روز کے واسطے تجارت کی اجازت دی پھر آجکے دن گذرنے پر مین اپنی رائے دوڑاؤنگا تو یہ غلام ہمیشہ کے واسطے ماذون التجارۃ ہوجائیگا یہان تک کہ اسکو اہل بازار کے سامنے مجور کرے اور اگر کہا کہ مین نے تجھے اس دوکان مین تجارت کی اجازت دی تو جمیع مقامات مین تجارت کے واسطے ماذون ہوگا اسی طرح کسی روز یا کسی ساعت کی اجازت سے تمام ایام کے واسطے ماذون ہوگا تاوقتیکہ اسکو اہل بازار کے سامنے مجور نہ کرے اسی طرح اگر کہا کہ مین نے تجھے صرف اس مہینہ مین تجارت کی اجازت دی پھر جب مہینہ گذر جاوے تو اُسکے بعد تو خرید و فروخت نہ کرنا تو یہ حجر باطل ہے کذا فی المبسوط۔ اور اگر اپنے غلام آبق کو تجارت کی اجازت دی تو صحیح نہیں ہے اگرچہ آبق کو معلوم ہوجاوے اور اگر آبق کو بیع اُس شخص کے جسکے قبضہ مین ہے تجارت کی اجازت دی تو صحیح ہے اور اگر غلام مغصوب کو تجارت کی اجازت دی پس اگر غاصب مقر ہو یا مالک کے پاس گواہ ہون کہ جس سے یہ اسکو غاصب وغیرہ کے ہاتھ فروخت کرسکتا ہو تو اسکے واسطے اجازت دینے کا مالک ہوگا اور غاصب منکر ہو اور اسکے پاس گواہ نہون تو تجارت کی اجازت صحیح نہیں ہے جیسا کہ اسکا فروخت کرنا صحیح نہیں ہے یہ فتاوے صغری مین ہے۔ اور اگر اپنے غلام کو مال کثیر دیکر کسی سمت کو کپڑا خریدنے کے واسطے روانہ کیا مگر اسکے فروخت سے منع کردیا تو یہ تجارت کی اجازت ہے یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر دو نے اپنے غلام کو اجازت دی اور اُسنے نہ سنا تو ماذون نہوگا یہ سراجیہ مین ہے۔ اور اگر غلام فقط ایک شخص کا ہو اور اُسنے نصف غلام مکاتب کیا تو یہ جمیع غلام کو تجارت کی اجازت ہے پھر صاحبین کے نزدیک پورا غلام مکاتب ہوجائیگا اور امام اعظم رح کے نزدیک نصف مکاتب ہوگا اور جو مال کماوے اُسمین سے نصف مولے کا ہوگا باعتبار اسکے کہ نصف مکاتب نہیں ہے اور نصف مکاتب کا ہوگا باعتبار اسکے کہ نصف مکاتب ہے اور اُسکے ذمہ جو کچھ قرضہ لاحق ہو اُسکے ادا کے واسطے سعایت کریگا یہ مبسوط مین ہے۔ اگر پورا غلام ایک شخص کا ہو اور اُسنے اہل بازار سے کہا کہ جب تم میرے اس غلام کو تجارت کرتے دیکھو (فسکت ولم ینہہ) تو ماذون التجارۃ نہوگا پھر مولے نے اسکو تجارت کرتے دیکھکر منع نہ کیا خاموش رہا تو ماذون التجارۃ ہوجائیگا کذا فی المغنی

ومما یتصل بہذا الباب مسائل اور اس باب سے متصل چند مسائل ہیں واضح ہو کہ اذن کو زمانہ مستقبل کے کسی وقت کی طرف اضافت کرنا جائز ہے اور ایسے ہی تعلیق بالشرط جائز ہے مگر حجر کی تعلیق بالشرط جائز نہیں ہے اور نہ اسکی اضافت زمانہ مستقبل کیطرف روا ہے یہ ذخیرہ مین ہے۔ اگر اپنے غلام سے کہا کہ جب کل کا روز آوے تو تو ماذون التجارۃ ہے تو کل کے روز ماذون التجارۃ ہوجائیگا اور اگر غلام سے یہ کہا کہ جب کل کا روز آوے تو تو مجور ہے تو صحیح نہیں ہے اور غلام مجور نہ ہوجائیگا اور غلام ماذون نہیں ہوتا ہے تاوقتیکہ اُسکو علم نہ ہوجاوے حتے کہ اگر مولے نے کہا کہ مین نے اپنے

غلام کو تجارت کی اجازت دی حالانکہ غلام نہین جانتا ہی تو مثل وکالت کے ماذون نہ ہوگا اور اگر کہا کہ میرے غلام
سے تم لوگ خرید و فروخت کرو کہ مین نے اُسکو تجارت کی اجازت دیدی ہی اُنھون نے خرید و فروخت کی حالانکہ غلام
نہین جانتا ہی کہ مولے نے مجھے ماذون کیا ہی تو کتاب الماذون کی روایت پر ماذون ہوجائیگا اور ہمارے بعض
مشائخ نے فرمایا کہ بلاخلاف ماذون ہوجائیگا اور غلام کا مجبور کرنا بدون اُسکے علم کے صحیح نہین ہی اور مجبور نہ ہوگا تا
وقتیکہ اسکو معلوم نہ ہوجاوے اور اگر بازار مین اُسکو مجبور کیا حالانکہ اسکو نہین معلوم ہی پس اگر اسکو دو مرد دون
یا ایک مرد و دو عورتون عادل نے خبر دی یا ایک مرد اور ایک عورت عادل نے خبر دی تو بالاجماع مجبور ہوجائیگا خواہ
ماذون نے اس خبر کی تصدیق کی ہو یا تکذیب کی ہو یہ جوہرہ نیرہ مین ہی- اور اگر مولے نے اپنے غلام کے پاس ایلچی بھیجا
یا خط لکھا اور اُسکے پاس ایلچی نے پیغام یا خط پہونچا دیا تو ماذون ہوجائیگا خواہ ایلچی کیسا ہی ہو- اور اگر کسی فضولی
نے اپنی طرف سے اسکو خبر دی تو کتاب الکفالت مین مذکور ہی کہ اگر مخبر دو شخص عادل یا غیر عادل یا ایک مرد عادل
ہو تو ماذون ہوجائیگا خواہ اُسنے مخبر کی تصدیق کی ہو یا نہ کی ہو بشرطیکہ خبر کی صداقت ظاہر ہوجائے اور ظاہر ہوجانے سے
ہماری مراد یہ ہی کہ اسکے بعد مولے حاضر ہوکر اپنی اجازت دینے کا اقرار کرے اور اگر اُسنے اذن سے انکار کیا تو
ماذون نہ ہوگا- اور اگر مخبر ایک مرد غیر عادل ہو پس اگر غلام نے مخبر کی تصدیق کی تو ماذون ہوجائیگا اور اگر
تکذیب کی تو امام اعظم رح کے نزدیک ماذون نہوگا اگرچہ خبر کی صداقت ظاہر ہوجاے اور صاحبین کے نزدیک
ماذون ہوگا اگر صداقت خبر ظاہر ہوجاوے اور صدر الشہید رح نے فتاوی صغری مین لکھا ہی کہ غلام ماذون ہوجائیگا
خواہ مخبر کیسا ہی ہو کذا فی المغنی اور امام ابو حنیفہ رح نے حجر اور اذن مین فرق کیا ہی کہ امام محمد رح کے نزدیک ایک شخص
کی خبر سے حجر ثابت نہین ہوتا ہے لیکن اگر یہ شخص عادل ہو یا دو مرد مخبر ہون تو ثابت ہوتا ہی اور ایک شخص فضولی کے
کہنے سے ہر حال مین اذن ثابت ہوتا ہی اور شیخ امام خواہر زادہ نے شیخ فقیہ ابو بکر بلخی سے نقل کیا کہ اذن و حجر مین
کچھ فرق نہین ہی کہ غلام جبھی ماذون ہوتا ہی کہ جب غلام کے نزدیک مخبر صادق ہو ایسے ہی حجر بھی فضولی کی خبر
سے ثابت نہین ہوتا ہی مگر جبکہ فضولی غلام کے نزدیک صادق ہو اور فتوے اسی قول پر ہے کذا فے

فتاوی قاضیخان

تیسرا باب- اُن چیزون کے بیان مین جنکا غلام مالک ہوتا ہی اور جنکا مالک نہین ہوتا ہی- ماذون کو اختیار ہی
کہ مثل قیمت پر خرید فروخت کرے یا اسقدر نقصان پر جو لوگ نہین برداشت کرتے ہین یعنے نقصان فاحش
ہو یہ امام اعظم رح کے نزدیک ہی اور نقصان قلیل پر بالاجماع جائز ہی اور نقصان فاحش پر صاحبین کے
نزدیک نہین جائز ہی اور یہی حکم نابالغ لڑکے ماذون کا ہی اور اگر غلام ماذون نے اپنے مرض الموت مین بیع
مین محاباہ کی تو جمیع مال سے معتبر ہوگی بشرطیکہ اسپر قرضہ نہو اور اگر ہو تو مابقی سب مین معتبر ہوگی اور اگر قرضہ اُسکے
تمام مقبوضہ کو محیط ہو تو مشتری سے کہا جائیگا کہ تو چاہے تو تمام محاباہ کو پورا کردے ورنہ ہم بیع رد کردینگے یہ جوہرہ نیرہ
مین ہی- اور ماذونکو بیع سلم و قبول سلم کا اختیار ہی کذا فی الکافی اور غلام ماذون کو اختیار ہی کہ کسی دوسرے کو نقد و ادھار
خرید و فروخت کیواسطے وکیل کرے کذا فی المغنی- اگر غلام ماذون نے اپنے مدعی یا مدعا علیہ ہونے کی صورت مین کسی کو وکیل کیا
تو مثل آزاد کے جائز ہی اسی طرح اگر وکیل یا اُسکا بھائی یا بعض قرضخواہ یا اُسکا بیٹا یا مدعی کا بیٹا یا اُسکا مکاتب یا اُسکا

کوئی غلام ماذون ہو تو بھی جائز ہے کذا فی المبسوط اگر ماذون نے اپنے مولے کو اجنبی کے ساتھ خصومت مین وکیل کیا تو جائز ہے خواہ غلام مدعی ہو یا مدعا علیہ ہو اور اس صورت اور دوسری صورت مین جو بیان کرتے ہین فرق ہے وہ یہ ہے کہ اجنبی نے ماذون کے مولے کو ماذون کے ساتھ خصومت مین وکیل کیا تو یہ توکیل صحیح نہین ہے حتے کہ اگر وکیل نے اپنے موکل کے اوپر کچھ اقرار کر دیا تو اقرار صحیح نہوگا خواہ ماذون مدعی ہو یا مدعا علیہ ہو پس مولے اپنے غلام کیطرف سے بمقابلہ اجنبی وکیل ہو سکتا ہے اور اجنبی کیطرف سے بمقابلہ اپنے غلام کے وکیل نہین ہو سکتا ہے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر ماذون کے وکیل نے ماذون پر قاضی کے سامنے کچھ اقرار کیا تو جائز ہے اگرچہ اُسکا مولے انکار کرے اور اگر سوائے قاضی کے دوسرے کے سامنے اقرار کیا اور خصم اسکو قاضی کے پاس لایا اور دعوے کیا کہ اسنے دوسرے کے سامنے اقرار کیا ہے تو قاضی اُس سے دریافت کریگا پس اگر وکیل نے اقرار کیا کہ مین نے غیر کے سامنے یہان حاضر ہونے سے پہلے اقرار کیا ہے تو قاضی اُسپر ڈگری کر دیگا اور اگر کہا کہ مین نے قبل اسکے کہ مجھے ماذون وکیل کرے اقرار کیا ہے اور خصم نے کہا کہ حالت وکالت مین اقرار کیا ہے تو قاضی اُسپر ڈگری کر دیگا اور اگر خصم نے تصدیق کی کہ اسنے قبل وکالت کے اقرار کیا ہے تو قاضی اسکو وکالت سے خارج کر دیگا اور اسکے موکل پر بسبب اس اقرار کے کچھ ڈگری نہ کریگا اور اگر وکیل نے اقرار سے انکار کیا تو اُس سے قسم نہ لیجاویگی اور اگر خصم نے قبل وکالت کے یا قاضی کے وکالت سے نکال دینے کے بعد اقرار کرنے کے گواہ دیے تو اُسکا اقرار موکل پر جائز نہوگا یہ مبسوط مین ہے۔ اگر غلام ماذون نے کسی آزاد کو اپنی متاع فروخت کرنے کا وکیل کیا اُسنے ایسے شخص کے ہاتھ جسکا ماذون پر قرضہ ہے متاع فروخت کی تو طرفین کے نزدیک ثمن بدلا ہو جائیگا مگر امام ابو یوسف نے اسمین اختلاف کیا ہے اور اگر دونون پر قرضہ ہو تو بالاتفاق غلام کے قرضہ سے بدلا ہو جائیگا یہ مغنی مین ہے۔ ماذون نے اگر دوسرے کیطرف سے کسی چیز کے خریدنے کی وکالت قبول کی پس اگر اُدھار خریدنے پر قبول کی تو قیاساً اور استحساناً وکالت جائز نہین ہے اور اگر نقد خریدنے پر قبول کی تو استحساناً جائز ہے اور اگر غیر کی طرف سے بیع کرنے پر وکالت قبول کی تو یہ قیاساً و استحساناً جائز ہے خواہ نقد فروخت کرنے پر یا اُدھار فروخت کرنے پر ہو یہ محیط مین ہے۔ اور اگر ماذون نے زید کی باندی اُسکے حکم سے فروخت کی پھر قبل تسلیم کے زید نے اُسکو قتل کیا تو بیع باطل ہو جاویگی اور اگر ماذون نے اُسکو قتل کیا تو ماذون کے مولے سے کہا جائیگا کہ چاہے ماذون کو دیدے یا جنایت کا فدیہ دے چنانچہ قبل بیع کے اگر قتل کرتا تو یہی حکم تھا پھر اُسکے مولے نے خواہ کوئی فعل دونون مین اختیار کیا ہو مشتری کو خیار ہوگا کہ چاہے بیع توڑ دے یا جو باندی کے قائم مقام ہوا ہے اُسکو لیکر ثمن ادا کر دے اور اگر ماذون کے مولے نے باندی کو قتل کیا اور ماذون پر قرضہ ہے یا نہین ہے تو مولے کی مددگار برادری پر واجب ہوگا کہ باندی کی قیمت تین سال کے اندر ادا کرین اور مشتری چاہے بیع توڑ دے اور اُسکی قیمت موکل کو ملیگی اور اگر چاہے ثمن ادا کرکے تین سال مین وکیل کے مولے کی مددگار برادری سے قیمت وصول کرے۔ اور اگر ماذون نے اپنی مقبوضہ چیزون سے زید کے ہاتھ کوئی باندی بعوض باندی کے فروخت کی پھر ماذون نے قبل تسلیم کے اسکو قتل کر ڈالا تو عقد باطل ہو جائیگا کیونکہ غلام کو اپنی کمائی مین وہی اختیار تصرف حاصل ہے جو آزاد آدمی کو اپنی ملک مین حاصل ہوتا ہے پس بیع اُسکے پاس مضمون ہوگی مگر اس چیز کے عوض جسکے مقابل فروخت ہوئی تھی اور وہ چیز زید کے پاس موجود ہے پس ضمان کچھ اور

نہ دینی ہوگی اور اس صورت مین خواہ غلام پر قرضہ ہو یا نہ ہو یکسان ہی۔ اسی طرح اگر ماذون کے مولے نے اسکو قتل کیا
درحالیکہ ماذون مقروض نہین ہی کیونکہ غلام اپنے مولے کا تابع ہی اسکی کمائی مولے کی خالص ملک ہی اور اگر ماذون
مقروض ہو تو مولے قیمت کا ضامن ہوگا کیونکہ اس حالت مین اسکی کمائی قرضخواہون کی ہی یہ مبسوط مین ہی زید
نے ایک غلام ماذون کو کوئی چیز مسمی بعوض ثمن مسمی کے خریدنے کے وکیل کیا مگر ثمن نہین دیا تو استحسانا جائز
ہی اور اگر ثمن میعادی اُدھار کیا تو جو چیز ماذون وکیل نے خریدی وہ اسی کی ہوگی نہ زید کی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی
اور اگر مولے نے اپنے غلام ماذون کو ایک باندی دی جو اسکی کمائی مین سے نہین ہی اور حکم کیا کہ اسکو فروخت کرے اسنے
فروخت کی اور ہنوز مشتری نے اُسپر قبضہ نہ کیا تھا کہ مولے نے اسکو قتل کیا تو بیع ٹوٹ جاویگی اور اگر ماذون نے اسکو
قتل کیا پس اگر مولے نے جنایت مین ماذون کو دینا اختیار کیا تو مشتری کو خیار ہوگا اور اگر فدیہ دینا اختیار کیا تو
بیع ٹوٹ جاویگی یہ محیط مین ہی۔ اگر ماذون نے زید کیطرف سے ایک خاص غلام فروخت کرنے کی وکالت قبول
کی اور فروخت کیا پھر ماذون کو مولے نے مجبور کر دیا پھر مشتری نے غلام مبیع مین عیب پایا تو ماذون جو مجبور ہو گیا ہی
اسکا خصم قرار دیا جائیگا پس اگر غلام مبیع بثبوت گواہان یا بانکار قسم یا باقرار عیب درحالیکہ عیب ایسا
ہو کہ اسکے مثل پیدا نہ ہو سکتا ہو ماذون مجبور کو واپس دیا گیا تو ثمن کے واسطے وہی غلام مردود فروخت کیا جائیگا
ایسا ہی کتاب مین مذکور ہی اور فرمایا کہ اگر مشتری نے ماذون ہونے کی حالت مین وکیل ماذون کو واپس کیا
تو مشتری اسی سے ایفاء ثمن کا مطالبہ کریگا پھر ماذون اُس غلام مبیع مردود کو اپنے موکل کو واپس دیگا اور اس
سے ثمن واپس لیگا۔ اور درصورتیکہ غلام مبیع فروخت کیا گیا اور اسمین سے مشتری کو ثمن ادا کیا گیا اور کم پڑا تو
کیا غلام مجبور فروخت کیا جائیگا تو یہ حکم ہے کہ دیکھا جاوے کہ اگر موکل تنگدست ہو بلکہ خوشحال ہو تو فروخت نہ کیا
جائیگا بلکہ مجبور سے کہا جائیگا کہ جسقدر دام کم ہوئے ہین وہ اپنے موکل سے لیکر مشتری کو دیدے اور اگر موکل
تنگدست ہو تو مجبور کو فروخت کرکے اسکا ثمن مشتری اور اسکے قرضخواہون کے درمیان حصہ رسد تقسیم کیا جائیگا
پھر بھی اگر مشتری کے کچھ دام باقی رہے تو ماذون مجبور کے موکل سے واپس لیگا اور اسی طرح مجبور کے قرضخواہ
بھی جسقدر مشتری نے مجبور کی قیمت مین سے لیا ہے اسقدر موکل سے واپس لینگے یہ مغنی مین ہے۔ اگر ماذون
اور آزاد شخص کے درمیان ایک مشترک باندی ہو اور آزاد نے اسکو اکیلے فروخت کرنے کا حکم کیا اور غلام
ماذون نے ہزار درم کو فروخت کی پھر اقرار کیا کہ میرے شریک نے تمام ثمن یا نصف ثمن مشتری سے وصول
کر لیا ہے اور مشتری نے اُسکی تصدیق کی مگر شریک نے تکذیب کی تو غلام کا اقرار اس امر کے واسطے صحیح ہوگا
کہ مشتری نصف ثمن سے بری ہوگا پھر غلام سے شریک کے دعوے پر قسم لیجاویگی پس اگر قسم کھائی تو مشتری سے
نصف ثمن لے لیگا کہ وہ دونون کے درمیان برابر تقسیم ہوگا اور اگر قسم سے نکول کیا تو شریک کو آدھا ثمن
تاوان دیگا اور مشتری سے نصف ثمن لیگا کہ وہ اسی کو دیدیا جائیگا اور ان مین سے کسی صورت مین مشتری پر
قسم نہین آتی ہی اور اگر شریک نے اقرار لیا ہو کہ ماذون نے تمام ثمن وصول پایا ہے اور مشتری نے
تصدیق اور ماذون نے تکذیب کی ہو تو بھی مشتری نصف ثمن سے بری ہوگا اور مشتری پر قسم نہین آتی ہی
اور شریک اپنے شریک ماذون سے قسم لیگا پس اگر نکول کیا تو نصف ثمن شریک کو دینا پڑیگا اور اگر قسم

کھائی تو شریک کے حصہ سے بری ہو جائیگا اور مشتری سے نصف ثمن وصول کریگا کہ اُسمین شریک آزاد اُسکا ساجھی نہین ہو سکتا ہی اور اگر شریک نے اقرار کیا کہ غلام نے نصف ثمن وصول کیا ہی تو مشتری چوتھائی ثمن سے بری ہو جائیگا پس مشتری پر ساڑھے سات سو درم باقی رہینگے پس جب اسقدر درم وصول ہوے تو شریک کو اُسکی ایک تہائی اور ماذون کو دو تہائی ملیگی کیونکہ اسی قدر دونون مین سے ہر ایک کا حق بذمہ مشتری رہگیا تھا اور اگر شریک نے اقرار کیا کہ غلام ماذون نے مشتری کو ثمن سے بری کر دیا یا ہبہ کر دیا ہی تو یہ اقرار باطل ہی اور سب ثمن مشتری کے ذمہ رہیگا اگر غلام نے ایسا اقرار کیا اور شریک نے انکار کیا تو بھی یہی حکم ہے اور اگر اس مسئلہ مین شریک ہی ماذون کی اجازت سے متولی بیع ہوا پھر اقرار کیا کہ غلام نے تمام ثمن یا اپنا حصہ وصول کر لیا ہے تو اُسکا وہی حکم ہے جو درصورت ماذون کے متولی بیع ہونے اور شریک پر ایسا اقرار کرنے کے بیان ہوا ہے اور اگر بائع نے غلام کی نسبت بری کرنے یا ہبہ کر دینے کا اقرار کیا تو باطل ہی جیسا کہ اگر ابراء یا ہبہ کو غلام سے معائنہ کیا ہو تو بھی ہبہ باطل ہوتا ہی اسی طرح اگر غلام نے اقرار کیا کہ بائع نے مشتری کو ثمن سے بری یا ہبہ کیا ہی تو بھی یہی حکم ہی مگر مشتری کا بائع پر ثمن سے بری کرنیکا دعوے باقی رہا پس بائع سے اُسپر قسم لیجائیگی پس اگر قسم کھائی تو تمام ثمن مشتری سے لیگا اور اگر نکول کیا تو مشتری تمام ثمن سے بری ہوگا اور امام اعظم و امام محمد رح کے نزدیک غلام کو بائع سے نصف ثمن کی ضمان لینے کا اختیار ہوگا اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک ایسی صورت مین مشتری فقط بائع کے حصۂ ثمن سے بری ہوگا یہ مبسوط مین ہی۔ ایک غلام ماذون و زید کے عمرو پر دو ہزار درم ہین پس زید نے ماذون کو اپنے حصہ کے درم وصول کرنے کا وکیل کیا تو وکالت جائز نہین ہی اور جسقدر وصول کریگا وہ دونون مین برابر تقسیم ہوگا اور اگر تلف ہوا تو دونون کا مال گیا اور اگر زید نے ماذون کے مولے کو اس کام کے واسطے وکیل کیا تو بھی یہی حکم ہی بشرطیکہ غلام مقروض ہنو اور اگر مقروض ہوگا تو جائز ہی یہ مغنی مین ہی۔ اگر ماذون و اُسکے شریک زید کے ہزار درم عمرو پر قرضہ ہون اور عمرو منکر ہو گیا پس غلام و شریک نے غلام کے مولے کو اُسکی خصومت مین وکیل کیا اور غلام مقروض ہی یا نہین ہی پھر مولے نے قاضی کے سامنے یون اقرار کر دیا کہ دونون نے مال وصول پایا ہی تو اُسکا اقرار دونون کے حق مین جائز ہوگا اگرچہ دونون اُس سے انکار کرین اور اگر شریک نے غلام پر یہ دعوی کیا کہ اُسنے اپنا حصہ وصول کیا ہی پس اگر غلام مقروض ہنو تو شریک اُس سے اپنا نصف حصہ لیگا جسکے واسطے وہ فروخت کیا جائیگا اور اگر غلام مقروض ہو تو شریک کو اُس سے یا اُسکے مولے سے لینے کی کوئی راہ نہین ہی جبتک کہ قرضہ ادا نہ کرے اور اگر غلام نے اپنا قرضہ ادا کیا اور کچھ مال بچا تو اجنبی اُسمین سے بقدر اپنے حصہ کے لے لیگا اور اگر ایسا ہوا کہ مولے نے جو کچھ دونون کی نسبت اقرار کیا ہی اُسکی تصدیق کی مگر ماذون نے تکذیب کی خواہ ماذون مقروض ہی یا نہین ہی تو دونون مین سے کوئی شخص اپنے شریک سے کچھ نہین لے سکتا ہی اور اگر شریک نے فقط ماذون کو اپنے حصہ کی خصومت کیواسطے وکیل کیا اور ماذون نے قاضی کے سامنے یہ اقرار کیا کہ شریک کا عمرو کی جانب کچھ نہین ہی یا یہ اقرار کیا کہ اسنے عمرو سے اپنا حصہ وصول پایا ہی مگر شریک نے اُس سے انکار کیا تو عمرو حصۂ شریک سے بری ہوگا مگر ماذون اپنا حصہ عمرو سے وصول کریگا کیونکہ اُسنے اپنے حصہ کی نسبت کچھ اقرار نہین کیا ہی پھر جب ماذون اسکو وصول کرے تو شریک

اُسمین ساجھی ہوجائیگا خواہ غلام مقروض ہو یا نہ ہو- اور اگر ماذون اور زید کے عمرو پر ہزار درم ہون اور وہ مقر ہو مگر کہین غائب ہوگیا پھر ماذون نے شریک پر دعوے کیا کہ اسنے اپنا حصہ وصول کیا ہی اور چاہا کہ اُسمین سے نصف تقسیم کرالے اور زید نے انکار کیا اور ماذون کے مولے کو اِس مقدمہ مین خصومت کے واسطے وکیل کیا خواہ غلام پر قرضہ ہی یا نہین ہی یا ماذون کے بعضے قرضخواہون کو وکیل کیا اور وکیل نے اقرار کردیا کہ زید نے عمرو سے اپنا حصہ بھر پایا ہی تو یہ اقرار باطل اور وہ وکیل نہین ہوسکتا ہی اور اگر زید نے ماذون پر دعوی کیا کہ اُسنے وصول پایا ہی اور ماذون نے اُس مقدمہ مین اپنے مولی یا بعضے قرضخواہونکو وکیل کیا اور وکیل نے ماذون کی نسبت وصول پانے کا اقرار کردیا تو وکیل کا اقرار اُسپر جائز ہی کیونکہ اس اقرار مین وکیل کی کچھ منفعت نہین ہی بلکہ ضرر ہی اور جب قرضدار حاضر ہوا اور اُسنے دعوے کیا کہ جسقدر وکیل نے کہا ہی وہ ماذون نے وصول پایا ہی تو اُسکی تصدیق نہوگی اسی سبب سے غلام کو اختیار ہوگا کہ عمرو سے اپنا تمام قرضہ وصول کرے لیکن اگر غلام مقروض نہ ہوا اور وکیل اُسکا مولے ہو تو مولے کے اقرار کی جو اُسنے اپنے ماذون کی نسبت کیا ہی تصدیق کیجائیگی (یعنے اس صورت مین ماذون عمرو سے نہین لے سکتا ہی) کذا فی المبسوط ایک ماذون مقروض ہی اور قرضخواہ نے ماذون کے بیٹے یا باپ کو یا اُسکے غلام یا اُسکے مکاتب کو وکیل کیا اُسنے قرضہ وصول پانے کا اقرار کیا تو تصدیق کیجائیگی کذا فی المغنی- اگر زید و عمرو کے ماذون پر ہزار درم قرض ہون اور غلام نے زید کی نسبت دعوے کیا کہ اُسنے اپنا قرضہ وصول پایا ہی اور زید نے انکار کیا اور ماذون کے مولے کو اس مقدمہ مین اپنا وکیل کیا تو توکیل باطل ہی اور اگر مولے نے اقرار کیا تو اقرار باطل ہی خواہ غلام مقروض ہو یا نہ ہو اور اگر دوسرا قرضخواہ یعنے عمرو آیا اور جو کچھ ماذون کے مولے نے زید کی نسبت اقرار کیا تھا وہی دعوی کیا اور چاہا کہ اپنا حصہ نصف اُس سے واپس لے تو ایسا نہین کرسکتا ہی اور اگر دونون شریکون مین سے کسی نے دوسرے کو غلام کے مقدمہ مین اپنا وکیل کیا اُسنے قاضی کے سامنے اپنے شریک کی نسبت اپنا حصہ وصول پانے کا اقرار کیا تو یہ اقرار اُسپر اور اُسکے شریک پر جائز ہوگا اور قرضہ مین سے پانچسو درم کم ہوجاوینگے پھر وکیل شریک نے جب باقی پانچسو درم وصول کئے تو اُسکا شریک اُسمین آدھے کا ساجھی ہوجائیگا یہ مبسوط مین ہی- جاننا چاہئیے کہ مولے اپنے غلام ماذون سے اجنبی کی طرف سے اُنکا قرضہ وصول کرنے کا وکیل نہین ہوسکتا ہی حتے کہ اگر مولے نے اقرار کیا کہ اُسنے میرے ماذون غلام سے اپنا قرضہ وصول پایا ہی تو اقرار صحیح نہین ہی اور غلام بری نہوگا اسی طرح اگر مولے نے گواہون کے سامنے قرضہ وصول کیا تو وصول صحیح نہین ہی یعنی غلام اُس اجنبی کے قرضہ سے بری نہوگا اور یہ حکم مولے کے حق مین ہی بخلاف غلام کے کہ اگر اسکو کسی اجنبی نے اُسکے مولی سے اپنا قرضہ وصول کرنے کا وکیل کیا اور غلام نے قبول کیا تو توکیل صحیح ہی کیونکہ وہ جو کچھ وصول کریگا اُسمین اجنبی کیطرف سے عامل ہے اپنے واسطے کچھ نہین کرتا ہی اور اپنی جان یا مال کی براٗت نہین کرتا ہی- پھر واضح ہو کہ جب غلام کا وکیل ہونا اس معاملہ مین صحیح ٹھہرا تو ہم کہتے ہین کہ اگر مولے نے گواہون کے سامنے اپنے ماذون وکیل کو اجنبی کا قرضہ ادا کیا تو مولے بری ہوجائیگا اسی طرح اگر غلام نے اقرار کیا کہ مین نے اپنے موکل کا قرضہ وصول کیا تھا مگر میرے پاس تلف ہوگیا تو اقرار صحیح ہی یعنے اُسکا مولے قرضہ سے بری ہوجائیگا مگر غلام سے وصول کرنے اور تلف ہوجانے پر قسم لیجاویگی پس اگر قسم کھالی تو بری ہوگیا اور اگر نکول کیا تو یہ مال اُسکی گردن

پر پڑیگا جسکے واسطے فروخت ہوگا لیکن اگر مولے اُسکا فدیہ دیدے تو فروخت نہ ہوگا یہ محیط مین ہی- زید کے کلو وخیر و دو ماذون غلام ہین اینین سے ایک کلو پر عمرو کے ہزار درم قرض ہین اُسنے خیرو دوسرے کو اس مال کے وصول کرنے کا وکیل کیا تو جائز ہی اور اگر وکیل نے اُسکے وصول پانے کا اقرار کیا تو قسم سے اُسکے قول کی تصدیق ہوگی اسکی صورت وہی ہی جو مسئلہ سابقہ مین بیان ہوا اور اگر اُسنے قسم سے نکول کیا تو یہ مال اُسکی گردن پر لازم ہوگا یہ مغنی مین ہی- اگر زید نے اپنے دو غلام کلو وخیر کو ماذون کیا اور اُن دونون پر قرضہ ہوگیا اور کلو کے کسی قرضخواہ نے خیرو کو اپنا قرضہ وصول کرنے کا وکیل کیا اُسنے وصول پانے کا اقرار کر دیا تو جائز ہی- اور اگر دوسرے کے بعضے قرضخواہون نے پہلے ماذون کو یا اُسکے مولے کو اپنا قرضہ وصول کرنیکا وکیل کیا تو وہ وکیل نہ ہوگا اور اُسکا قبضہ جائز نہ ہوگا- اور اگر دونون مین سے ہر ایک نے اپنے قرضہ کے عوض کچھ رہن کیا اور اُسکو دوسرے کے قبضہ مین کردیا پھر دونون مال مرہون تلف ہوگئے تو پہلے ماذون کا رہن اُسکے قرضہ کے معاوضہ مین تلف ہوگا اور دوسرے کا مال اُسکے مال کے عوض تلف ہوگا- اور اگر ماذون مقروض نے اپنے کسی قرضخواہ کو ایک شخص خالد پر حوالہ کر دیا پس اگر ماذون کا خالد پر کچھ مال آتا تھا اسکی وجہ سے حوالہ کیا ہی تو حوالہ باطل ہی اور اگر مال نہین آتا تھا تو حوالہ جائز ہی- پھر اگر طالب نے اُسی ماذون محیل کو یا اُسکے مولے کو محتال علیہ سے یہ مال حوالہ وصول کرنے کے واسطے وکیل کیا تو قبضہ نہین جائز ہی اور اگر مولے کے کسی دوسرے غلام یا مولے کے بیٹے یا اُس ماذون کے جس پر مال مین قرضہ تھا کسی غلام کو وکیل کیا اور اُسنے اقرار کیا کہ مین نے محتال علیہ سے قرضہ وصول کیا ہی تو اقرار جائز ہی- اور اگر مولے پر قرضہ ہوا اور اُسنے خالد پر حوالہ کر دیا پھر قرضخواہ نے مولے کے غلام کو خالد سے قرضہ وصول کرنیکا وکیل کیا اور اُسنے خالد سے وصول پانے کا اقرار کیا تو جائز ہی یہ مبسوط مین ہی- غلام مجور نے اگر خالد کی طرف سے خالد کے کسی مال معین فروخت کرنے کی وکالت قبول کی تو جائز ہی اور جب بیع کر دی تو جائز ہوگی اور اُسکا ثمن خالد کو ملیگا مگر بیع کا عہدہ غلام کے ذمہ نہ ہوگا بلکہ خالد پر ہوگا پھر اگر مجور آزاد ہوگیا تو عہدہ بیع اُسکے ذمہ آجاویگا اور اگر غلام کے آزاد ہونے سے پہلے مشتری نے مبیع مین کچھ عیب پایا تو اُسکے مقابلہ مین خصم اُسکا یہ غلام نہوگا بلکہ مالک متاع یعنے خالد ہوگا پس اگر مشتری نے عیب کے گواہ پیش کیے تو مبیع خالد کو واپس دیکر اُسی سے ثمن واپس لیگا اور گواہ نہ ہون تو خالد سے علمی قسم لیجاویگی کہ واللہ مین نہین جانتا ہون کہ عمرو مخزومی کے غلام نے اس مبیع کو ایسے حال مین فروخت کیا کہ اسمین یہ عیب تھا پس اگر قسم کھا گیا تو دعوے سے بری ہوگا ورنہ وہ متاع اسکو واپس دیکر اس سے ثمن واپس لیا جائیگا اور اگر مشتری نے متاع مین عیب لگایا ولیکن ہنوز گواہ پیش نہ کیے تھے کہ غلام آزاد ہوگیا تو مدعا علیہ یہی غلام آزاد قرار پائیگا کہ مشتری اُسی کے مقابلہ مین اپنے گواہ پیش کریگا اور اگر گواہ نہونگے تو اُسی غلام سے قسم لیگا- اور اگر مشتری نے غلام کے آزاد ہونے سے پہلے موکل پر گواہ پیش کیے مگر ہنوز قاضی نے ان گواہون پر مدعی کی ڈگری نہ کی تھی کہ وہ غلام آزاد ہوگیا تو قاضی اُسی گواہی سے اس غلام آزاد شدہ پر ڈگری کر دیگا بعد عتق کے مشتری کو دوبارہ غلام پر گواہ پیش کرنے کی تکلیف نہ دیگا اسی طرح اگر قبل عتق کے مشتری موکل پر ایک ہی گواہ پیش کر چکا ہو تو مجور کے عتق کے بعد مشتری دوسرا گواہ اس غلام پر پیش کریگا اور قاضی پہلے گواہ کے اعادہ

کے واسطے اُسکو تکلیف نہ دیگا پھر ایسے حال مین اگر قاضی نے گواہون پر بیع توڑ دی تو دیکھنا چاہئے کہ اگر مشتری
نے خود خالد سے ثمن وصول کیا ہو تو مشتری اُسی سے اپنا ثمن لے لیگا غلام آزاد شدہ سے کچھ مطالبہ نہ کریگا اور
اگر غلام نے خالد سے وصول کر لیا ہو تو مشتری اُس سے واپس لیگا اور اگر ثمن غلام کے پاس تلف ہوا ہو اور مشتری نے
اُس سے واپس لیا تو غلام اپنے موکل سے پھر واپس لیگا یہ محیط مین ہے۔ اگر ماذون نے زید کے ہزار درم غصب کر لئے
اور اُس سے عمرو نے وصول کر لئے اور اُسکے پاس تلف ہو گئے پھر زید حاضر ہوا اور اُسنے یہ اختیار کیا کہ عمرو سے تاوان لے
تو ماذون بری ہو جائیگا پھر اگر ماذون یا اُسکے مولے کو عمرو سے اپنے تاوانی درم وصول کرنیکا وکیل کیا تو وکیل کا
اقرار وصول جائز ہے اسی طرح اگر مالک نے ماذون سے تاوان لینا اختیار کرکے عمرو کو وصول کرنیکا وکیل کیا تو بھی جائز ہے
لیکن اگر ماذون کے مولی ادا اُس سے وصول کرنیکا وکیل کیا تو جائز نہین ہے اور اگر مولی نے اس صورت مین وصول پانیکا اقرار کیا
تو باطل ہوگا۔ اور اگر مولی نے غلام مقروض کو مدبر کیا اور قرضخواہون نے یہ اختیار کیا کہ مولی سے اُسکی قیمت تاوان لیوین
پھر مدبر کو یہ تاوان مولی سے وصول کرنیکا وکیل کیا تو یہ توکیل و اقرار وصول جائز نہین ہے۔ اسی طرح اگر مدبر سے دامنگیر
ہو کر وصول کرنا اختیار کیا اور مولی کو اُس سے وصول کرنیکا وکیل کیا تو بھی جائز نہین ہے پھر اگر مدبر کرنیکے بعد مولی نے
اُسکو آزاد کر دیا تو از سر نو اُسپر ضمان عود نہ کریگی یعنی طالبون کو یہ استحقاق حاصل نہو گا کہ اُسکو ضامن بناوین اور اگر وکالت
ادی مین اُسنے مدبر سے کچھ وصول کیا تو یہ قبضہ قرضخواہون کے حق مین جائز ہوگا اور اگر بعد آزاد کرنیکے اُنھون نے وکیل کیا تو جائز ہے
یہ مبسوط مین ہے۔ اور ماذون کو رہن دینے اور رہن رکھنے کا اختیار ہے کذا فی الکافی۔ اگر ماذون نے اپنے قرضخواہون مین سے
کسی کو اُسکا قرضہ ادا کرنا یا قرضہ کے عوض رہن دینا چاہا تو دوسرے قرضخواہون کو روکنے کا اختیار ہے۔ اور اگر قرضخواہ ایک
ہی شخص ہو اور ماذون نے اُسکے قرضہ کے عوض رہن دیا اور دونون نے برضامندی مال مرہون مولی کے پاس رکھا یا اور
اُسکے پاس سے ضائع ہوا تو غلام کا مال گیا اور قرضہ اُسپر بحالہ باقی رہیگا اور اگر دونون نے مولے کے کسی دوسرے غلام
یا اسکے باپ یا بیٹے کے ہاتھ مین رکھا ہو اور مال رہن تلف ہو گیا تو بعوض قرضہ کے گیا اسی طرح اگر ماذون مقروض کے کسی غلام کے
پاس رکھا ہو تو بھی یہی حکم ہے اسی طرح اگر اُسکا تلف ہو جانا سوائے غلام کے قول کے اور کسی طرح معلوم نہو تو بھی یہی حکم ہوگا یہ
مبسوط مین ہے۔ اور ماذون کو اختیار ہے کہ زمین اجارہ پر دیوے یا لیوے یا مزارعت پر دیوے اور لیوے خواہ بیج اُسکی طرف سے
ٹھہرے ہون یا کاشتکار کی طرف سے یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ اور اُسکو اختیار ہے کہ گیہون خرید کرکے اُسمین زراعت کرے کذا
فی التبیین اور اُسکو یہ اختیار نہین ہے کہ گیہون دوسرے شخص کو اس غرض سے دیوے کہ یہ شخص اپنی زمین مین آدھی
بٹائی پر بووے کذا فی النہایہ۔ امام ابو یوسف اور امام محمد رح نے فرمایا کہ ماذون کو کفالت بالنفس یا بالمال جائز نہین
ہے خواہ ماذون مقروض ہو یا نہ ہو اور اگر ماذون کے مولی نے اُسکو کفالت کی اجازت دیدی اور اُسنے کفالت لی تو
جائز ہے بشرطیکہ اُسپر قرضہ نہ ہو اور اگر قرضہ ہو تو نہین جائز ہے اور شمس الائمہ سرخسی فرماتے تھے کہ اگر ماذون نے کفالت
بالمال کو قبول کیا خواہ باجازت مولی یا بلا اجازت ہو اور اُسپر قرضہ تھا تو بعد آزادی کے ماخوذ نہ ہوگا یہ ذخیرہ
مین ہے۔ اگر ماذون نے اپنے مولی کی اجازت سے زید کے واسطے ضمانت کر لی اور کہا کہ اگر خالد مر گیا اور تیرا حق ادا
نہ کیا تو مین ضامن ہون حالانکہ اُس غلام پر بکر کے ہزار درم قرضہ مین اور قرضہ ایسا ہے کہ حالہ یعنے میعادی نہین
ہے پس قاضی نے اس غلام کو ہزار درم کو فروخت کیا تو یہ ہزار درم بکر کو نہ ملینگے مگر اس سے مضبوطی کر لیگا پھر اگر

خالد مر گیا اور زید کا حق ادا نہ کیا تو زید پہلے قرضخواہ بکر سے غلام کے ثمن مین سے بقدر حصہ مکفول بہ کے لے لیگا اور اگر ماذون نے معجل یا موجل کفالت بالنفس باجازت مولے قبول کی پھر مولے نے اسکو فروخت کیا تو جائز ہی اور مکفول لہ کو بیع توڑ دینے کا اختیار نہین ہی مگر غلام کا جہان کہین مشتری کے قبضہ مین پاویگا دامنگیر ہوکر اسکو کفالت مین ماخوذ کریگا اور یہ ایک عیب ہی سو مشتری کو خیار حاصل ہوگا کہ چاہے بائع کو واپس کر دے اور اگر مولی نے اپنے غلام سے کہا کہ زید کے عمرو پر جو ہزار درم آتے ہین اُسکی کفالت اس طور سے کرے کہ اگر عمرو بدون اس مال کے ادا کرنے کے مر گیا تو مین ضامن ہون پھر اگر مولے نے وہ غلام رب المال کے ہاتھ فروخت کیا تو جائز ہی اور اُسکا ثمن مولے کو ملیگا سو اسکو اختیار ہی جو چاہے سو کرے پھر اگر عمرو مر گیا اور قرضہ ادا نہ کیا تو زید اپنا قرضہ بائع سے اُس غلام کے ثمن سے واپس لیگا پس اگر اُسکا قرضہ ثمن سے زیادہ ہو تو زیادتی باطل ہو جاویگی اور اگر زید نے اُسمین کوئی عیب پاکر مولے کو واپس کرکے اپنا ثمن واپس کر لیا ہو تو اس صورت مین وہ غلام اُسکے قرضہ کے عوض فروخت کیا جائیگا اور اگر ثمن بائع کے پاس تلف ہو گیا ہو اور مشتری نے عیب پایا تو اسکو واپس کرنیکا اختیار ہی اور بائع سے کچھ نہین لے سکتا ہی مگر غلام اسکے ثمن کے واسطے فروخت کیا جائیگا پھر اگر ثمن سے کچھ زیادہ بکا تو زیادتی اپنے قرضہ مین لے لیگا یہ مغنی مین ہی۔ اور ماذون کو اختیار ہی کہ دوسرے سے شرکت عنان کرے مگر شرکت مفاوضہ نہین کر سکتا ہی اور اگر شرکت مفاوضہ کر لی تو وہ شرکت عنان ہوکر منعقد ہوگی نہ شرکت مفاوضہ یہ محیط مین ہی۔ پھر واضح ہو کہ شرکت عنان بھی جبھی صحیح ہی کہ جب دونون نے مطلقاً شرکت اختیار کی ہو نقد و اُدھار خریدنے کی قید نہ لگائی ہو اور اگر دو غلام ماذون التجارۃ نے اس طور سے شرکت عنان کر لی کہ باہم نقد و اُدھار خریدین تو اسمین سے اُدھار نہین جائز ہی اور نقد جائز ہی لیکن اگر دونون کے مولاؤن نے نقد و اُدھار خریدنے کی شرکت کی اجازت دیدی حالانکہ دونون ماذون مقروض نہین ہین تو جائز ہی جیسا کہ اگر ہر ایک کے مولے نے اسکو کفالت کی یا اُدھار خریدنے کی وکالت قبول کرنے کی اجازت دیدی تو جائز ہوتی ہی یہ نہایہ مین ہی اور اگر ہر دو مولی نے شرکت مفاوضہ کی اجازت دی تو بھی مفاوضہ علی سبیل العموم تمام تجارات مین جائز نہ ہوگی اور جب بعد اجازت مولے کے بھی تمام تجارات مین جائز نہ ہوئی تو کیا علی سبیل الخصوص ایکبار جائز ہوگی سوا امام محمد رح نے اس مسئلہ کو کتاب مین نہین لکھا ہی۔ اور شیخ الاسلام نے اپنی شرح مین لکھا کہ کہنے والا کہ سکتا ہی کہ جائز ہے اور کہنے والا یہ بھی کہ سکتا ہی کہ نہین جائز ہی یہ محیط مین ہی۔ اور ماذون کو یہ اختیار ہی کہ تجارت کی اجازت دیوے اور مکاتب کا اور شریک عنان کا ایسی چیز مین جو دونون کی شرکت کی ہی یہی حکم ہی۔ اور ہمارے مشائخ نے ایک صورت مین اختلاف کیا ہی وہ یہ ہی کہ نوع خاص کے مضارب نے اگر اپنی مضاربت کے غلام کو تجارت کی اجازت دی تو یہ غلام آیا جمیع تجارت کے واسطے ماذون ہوگا یا اسی نوع خاص کے واسطے اور شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا کہ میرے نزدیک اصح یہ ہی کہ جمیع تجارت کے واسطے ماذون ہوگا کذا فی الظہیریہ اور ماذون کو اختیار ہی کہ مال کو مضاربت کے واسطے دے اور لے اور بضاعت کے طور پر دے کذا فی المحیط۔ اور ماذون کو اختیار ہی کہ اپنی زمین مین زراعت کرے اور ودیعت دے اور ودیعت لیوے اور عاریت دے اور عاریت لے کذا فی الذخیرہ۔ اور اسکو ہمارے نزدیک اختیار ہی کہ اپنے تئین جس کام کیواسطے چاہے اجارہ پر دیدے اور جو چیز اُسنے

کمائی ہو اسکو بلاخلاف اجارہ پر دے سکتا ہے کذا فی المحیط۔ اور ماذون کو اختیار ہے کہ اپنی باندی کو دودھ پلائی پر اجارہ دے اور جو باندی ماذونہ ہو تو اسکو اپنے تئیں دودھ پلائی پر اجارہ دینے کا اختیار ہے یہ فتاوے قاضی خان میں ہے اور اسکو یہ اختیار نہیں ہے کہ اپنے تئیں فروخت کرے یا رہن کرے کذا فی سراج الوہاج اور اپنے نکاح کرنیکا اختیار بھی نہیں ہے مگر باجازت مولے جائز ہے اور اگر اُسنے کسی آزاد عورت سے خود نکاح کرلیا تو دونوں میں تفریق کردیجاویگی اور بسبب دخول کے جو کچھ مہر اُسکے ذمہ لازم آیا اُسکے واسطے بعد آزادی کے ماخوذ نہ ہوگا کذا فی المحیط۔ اور اپنے مملوکوں کا نکاح نہیں کرسکتا ہے پس اگر اپنے غلام کا نکاح کردیا تو بالاجماع نہیں جائز ہے اور اگر باندی کا نکاح کردیا تو بھی طرفین رحمہما اللہ کے نزدیک نہیں جائز ہے اور امام ابو یوسف کے نزدیک جائز ہے اور لڑکے ماذون و مضارب و شریک عنان کا بھی یہی حکم ہے یہ سراج وہاج میں ہے۔ اور ماذون کو اختیار نہیں ہے کہ اپنے غلام کو مکاتب کرے اور اگر مکاتب کیا اور مولے نے اجازت دیدی تو جائز ہے بشرطیکہ ماذون مقروض نہ ہو پھر ماذون کو بدل وصول کرنے کی کوئی راہ نہیں ہے بلکہ مولے کو استحقاق ہے اور اگر مکاتب نے ماذون کو دیا تو بری نہ ہوگا لیکن اگر ماذون کو مولے وصول کرنیکا وکیل کرے تو یہ جائز ہے اسی طرح اگر مولے کی اجازت کے بعد ماذون مقروض ہوگیا تو بھی یہی حکم ہے۔ اور اگر ماذون پر مال کثیر یا قلیل قرضہ ہو تو اُسکی مکاتبت باطل ہے اگرچہ مولے اجازت دیدے پس اگر مکاتبت رد نہ کی یہانتک کہ اُسکے مکاتب نے بدل ادا کیا پس اگر مولے نے اجازت نہیں دی تھی تو مکاتب آزاد نہ ہوگا بلکہ ماذون کا رقیق کردیا جائیگا اور اُسکے قرضہ میں فروخت کیا جائیگا اور جو مال اُسنے مکاتبت میں لیا ہے وہ بھی قرضہ میں صرف کیا جائیگا۔ اور اگر مولے نے اجازت دیکر ماذون کو قبض البدل کا وکیل کیا ہو حالانکہ ماذون پر اسقدر قرضہ ہے کہ اسکی جان و مقبوضہ مال کو محیط ہے پھر اُسکے مکاتب نے مال کتابت ادا کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک یہ صورت اور صورت اولے قیاساً یکسان ہیں اور صاحبین کے نزدیک وہ آزاد ہوجائیگا اور مولے اُسکی قیمت قرضخواہوں کو تاوان دیگا اور اسی طرح جو مال کتابت مولے نے وصول کیا ہے وہ بھی واپس لیکر قرضخواہوں کو تقسیم کردیا جائیگا اور اگر ماذون کا قرضہ اُسکی جان و مال کو محیط نہ ہو تو اُسکا مکاتب بالاجماع آزاد ہوجائیگا پھر قرضخواہوں کو اُسکی قیمت کی ضمان دیگا اور مال کتابت جو مولے و ماذون نے وصول کیا ہے وہ بھی قرضخواہ اپنے قرضہ میں لے لینگے یہ مبسوط میں ہے۔ اور قرضخواہوں کو اختیار ہے کہ تحقیق عتق سے پہلے عقد کتابت کو باطل کردیں اور اگر باطل نہ کرائی یہانتک کہ مکاتب ادا کرکے آزاد ہوگیا تو مولے اُسکی قیمت قرضخواہوں کو تاوان دیگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر ماذون کے مکاتب نے بدل کتابت مولے کو مولے کی اجازت دینے سے پہلے ادا کیا تو آزاد نہ ہوگا اور جو کچھ مولے نے وصول کیا ہے وہ اُسی کو سپرد کردیا جائیگا کیونکہ اُسکے غلام کی کمائی ہے یہ تبیین میں ہے۔ اور ماذون کو اختیار نہیں ہے کہ اپنی کمائی کے غلام کو بعوض مال کے آزاد کرے اور اگر اُسنے باوجود عدم اختیار کے مال پر آزاد کیا اور مولی نے عتق کی اجازت دیدی پس اگر ماذون مقروض نہ ہوگا تو مولے کی اجازت کارآمد ہوگی اور بدل وصول کرنے کا استحقاق مولے کو ہے اور اگر اس غلام پر کچھ قرضہ چڑھ گیا ہوگا تو بدل عتق میں سے کچھ اسکے قرضہ میں صرف نہ کیا جائیگا اور اگر ماذون مقروض ہو پس اگر قرضہ اُسکے واسطے محیط ہو تو امام اعظم رح کے نزدیک

-موے کی اجازت کارآمد نہوگی اور صاحبین کے نزدیک کارآمد ہوگی اور اگر قرضہ محیطہ نہو تو بالاجماع اجازت کارآمد ہوگی اور مولے اُسکی قیمت قرضخواہوں کو تاوان دیگا اور قرضخواہوں کو عوض عتق لینے کے کوئی راہ نہین ذ یہ محیط مین ہے- اور ماذون کو درم یا کپڑا یا ایسی چیز دنیکے ہبہ یا صدقہ کرنے کا اختیار نہین ہے اور جو چیز اُسکو بلا شرط عوض ہبہ کی گئی اُسکا معاوضہ نہین دے سکتا ہے اور قرض نہین دے سکتا ہے- اور اگر مولے نے اُسکے ان تبرعات کی اجازت دیدی پس اگر اُسپر قرضہ نہین ہے تو خیر کچھ ڈر نہین ہے اور اگر قرضہ ہو تو اُسمین سے کوئی تبرع جائز نہوگا یہ مبسوط مین ہے- اور ماذون کو اختیار ہے کہ ایک پیسہ یا ایک گردہ روٹی یا درم سے کم چاندی صدقہ کرے اور درم سے کم چاندی صدقہ کرنے کے جواز پر کتاب المکاتب مین صریح حکم کیا ہے اور اصل مین لکھا ہے کہ اگر ماذون نے صدقہ کیا اور مال صدقہ سواے گیہون کے کوئی ایسی چیز ہے جسکی قیمت درم یا زیادہ ہے تو جائز نہین ہے یہ مغنی مین ہے- تو ماذون کو آسان بہت کم خرچ دعوت کرنے کا اختیار ہے اور یہ حکم استحسانًا ہے اور اسکو بڑی ضیافت کا اختیار نہین ہے پھر آسان وچھوٹی دعوت اور بڑی دعوت کے درمیان حد فاصل ضرور ہے پس شیخ محمد بن سلمہ رح سے روایت ہے کہ یہ بمقدار مال تجارت پر ہے پس اگر اُسکا مال تجارت مثلاً دس ہزار درم ہون اور اُسنے دس درم خرچ کر کے ضیافت کی تو آسان وچھوٹی ہے اور اگر دس درم ہون اور اُسنے ایک دانگ ضیافت مین خرچ کیا تو عرفاً یہ صرف کثیر ہے یہ تقریر تو اُسکی دعوت کے باب مین ہوئی اور رہا کلام ہدیہ مین سو ہم کہتے ہین کہ ماذون کو ماکولات یعنے خورش کی چیزین ہدیہ کرنیکا اختیار ہے اور اُسکے سواے درم و دینار کے ہدیہ کا اختیار نہین ہے اور ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ ماکولات مین بھی اسی قدر ہدیہ کر سکتا ہے جسقدر دعوت مین صرف کرنیکا اختیار ہے یہ محیط مین ہے- اور واضح ہو کہ غلام ماذون کی دعوت قبول کرنے اور اُسکے کپڑے یا چوپایہ کو عاریت لینے مین شرعًا کچھ ڈر نہین ہے کذا فی الخلاصہ اور اگر ان چیزون مین سے جو عاریت لی ہین کوئی چیز مستعیر کے پاس تلف ہوگئی تو اُسپر ضمان لازم نہین آتی ہے خواہ ماذون مقروض ہو یا نہو یہ مبسوط مین ہے- اور ماذون کا کپڑا پہننا مکروہ ہے یہ خلاصہ مین ہے- اور امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ اگر مولے نے اپنے غلام محجور کو ایک روز کی خوراک دی تو اُسکو اختیار ہے کہ اُس کھانے مین اپنے بعضے رفیقون کی دعوت کرے یعنے شرعًا کچھ ڈر نہین ہے اور اگر ایک مہینہ کی خوراک دی تو حکم اُسکے خلاف ہے اور عورت کو شرعًا کچھ ڈر نہین ہے کہ اپنے شوہر کی بلا اطلاع اُسکے گھر مین سے مثل گردہ روٹی وغیرہ کے خفیف چیز صدقہ کردے کذا فی الکافی- قال رضی اللہ عنہ اور ہمارے عرف مین جورو و باندی نقد مال صدقہ کرنے کے حق مین ماذونہ نہین ہوتی ہے یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہے- اور اگر ماذون نے کوئی باندی فروخت کر کے مشتری کو دیدی پھر ثمن پر قبضہ کرنے سے پہلے یا بعد تمام ثمن یا کچھ مشتری کو ہبہ کر دیا یا مشتری کے ذمہ سے کم کر دیا تو یہ باطل ہے اور اگر مشتری نے مبیع مین کچھ عیب لگایا اور ماذون نے قبضہ سے پہلے یا بعد کچھ ثمن ہبہ کر دیا یا کم کر دیا تو جائز ہے لیکن اگر تمام ثمن ہبہ کیا یا کم کیا تو جائز نہین ہے اور اگر ماذون نے کوئی باندی خرید کر کے قبضہ کیا پھر بائع نے ثمن ماذون کو ہبہ کر دیا تو جائز ہے اسی طرح اگر بائع نے اُسکے مولے کو ہبہ کیا اور اُسنے قبول کیا تو بھی یہی حکم ہے کہ یہ صورت بمنزلہ غلام کے ہبہ کرنے کے ہوگی خواہ غلام پر قرضہ ہو یا نہو اور اگر مولے نے اس صورت مین

یا غلام نے صورت اول مین قبول نہ کیا تو یہ باطل ہو جائیگا اور ثمن ماذون بیع بحالہ باقی رہیگا اور اگر بائع نے غلام کو یا اُسکے مولی کو ثمن پر قبضہ کرنے سے پہلے ثمن ہبہ کیا پھر غلام نے باندی مین کچھ عیب پایا تو واپس نہین کر سکتا ہے یہ حکم استحساناً ہے اور اسی طرح جو ثمن غیر معین ہوا سمین یہی حکم ہے اور اگر ثمن کوئی اسباب معین قرار دیا گیا ہو اور ماذون نے قبل قبضہ کے ایسا ثمن مشتری کو ہبہ کیا تو ہبہ جائز ہے اور اگر مشتری نے ہبہ قبول نہ کیا تو باطل ہے اور اگر ماذون کے قبضہ سے پہلے مشتری نے باندی ماذون کو ہبہ کر دی اور ماذون نے قبول کیا تو جائز ہے خواہ غلام مقروض ہو یا نہ ہو اور یہ فعل فسخ بیع قرار دیا جائیگا اور اگر اُسنے ماذون کے مولے کو ہبہ کر دی پس اگر غلام مقروض نہو تو یہ فسخ بیع بھی صحیح ہے اور اگر مقروض ہو اور مولے نے باندی موہوبہ کو قبول کیا اور قبضہ کر لیا تو یہ امر بیع کا نقض نہین ہے اور اگر باہمی قبضہ کے بعد عرض معین مشتری کو ہبہ کیا اور اُسنے قبول کیا تو ہبہ باطل ہے اور اگر مشتری نے باندی کو بعد باہمی قبضہ کے ماذون یا اُسکے مولے کو ہبہ کر دی تو ہبہ بطریق ابتدائی احسان کے جائز ہے پھر اگر ماذون نے عرض معین مین کچھ عیب پایا اور وہ مقروض نہین ہے تو اسکو واپس کرنے کا اختیار نہ ہوگا اور اگر مقروض ہو اور صورت یہ ہوئی کہ مشتری نے ماذون کو باندی ہبہ کی ہے تو بھی یہی حکم ہے اور اگر صورت یہ ہوئی کہ مولے کو ہبہ کی ہے تو ماذون کو اختیار ہے کہ بوجہ عیب کے عرض معین اسکو واپس کرے اور جو کچھ قیمت قبضہ کے روز باندی کی تھی وہ مشتری سے تاوان لیوے یہ مبسوط مین ہے۔ اگر زید نے اپنے غلام کو تجارت کی اجازت دی اور ماذون نے اپنے مقبوضہ مال مین سے ایک باندی بعوض ایک غلام کے ایک شخص کے ہاتھ فروخت کر کے باہم قبضہ کر لیا پھر مشتری کے پاس باندی مین کوئی عیب آسمانی آفت سے یا فعل مشتری سے یا فعل اجنبی سے پیدا ہو گیا یا اُسکے بچہ پیدا ہوا یا مشتری نے اُس سے وطی کر لی حالانکہ وہ باکرہ تھی یا ثیبہ تھی یا کسی اجنبی نے اُس سے وطی کر لی پھر مشتری نے وہ باندی ماذون یا اُسکے مولی کو ہبہ کر دی حالانکہ غلام مقروض ہے یا نہین ہے پھر ماذون نے غلام مین کچھ عیب پایا تو اسکو اختیار ہے کہ عیب کی وجہ سے مشتری کو واپس کرے یہ مغنی مین ہے۔ اگر ماذون نے زید سے ایک باندی بعوض ہزار درم وا اپنے مقبوضہ ایک غلام کے جسکی قیمت ہزار درم ہے خریدی اور باہمی قبضہ کر لیا پھر زید نے وہ ہزار درم جنپر ماذون سے لیکر قبضہ کیا ہے اور اُسکا غلام دونون ماذون کو ہبہ کئے اور ماذون نے دونون پر قبضہ کر لیا پھر غلام ماذون نے اپنی خریدی ہوئی باندی کو بوجہ عیب کے واپس کرنا چاہا تو واپس نہین کر سکتا ہے اسی طرح اگر زید نے اُسکے مولے کو ہبہ کیا ہو درحالیکہ ماذون مقروض نہو تو بھی یہی حکم ہے اور اگر ماذون مقروض ہو اور ہبہ اُسکے مولے کے واسطے واقع ہوا ہو تو ماذون کو عیب کی وجہ سے باندی واپس کرنے کا اختیار ہے اور واپس کر کے بائع سے اپنے ہزار درم اور غلام کی قیمت لے سکتا ہے پس اگر اُسنے واپس کر کے بائع سے یہ سب لے لیا پھر ماذون مقروض کو اُسکے قرضخواہوں نے بری کیا یا قرضہ اُسکو ہبہ کیا یا مولی یا وارثان مولی کو ہبہ کیا تو ماذون نے جو کچھ بائع سے لیا ہے اُسمین سے کچھ واپس نہ کریگا یہ مبسوط مین ہے۔ اگر زید نے اپنے غلام کو تجارت کی اجازت دی پھر اُس ماذون کا کسی شخص آزاد یا غلام یا مکاتب پر ثمن بیع یا مال غصب واجب ہوا اور ماذون نے اسکو مہلت دیدی تو استحساناً اسکا مہلت دینا جائز ہے اور اگر ماذون نے اُس سے اسطور سے صلح کی کہ ایک تہائی بالفعل وصول کرے اور ایک تہائی کے واسطے مہلت دے اور ایک تہائی چھوڑ دے تو مہلت دینا جائز ہے اور چھوڑ دینا

باطل ہے اور اگر یہ مال جو واجب ہوا ہے اقراض ہو یعنے ماذون نے اسکو قرض دیا ہو پھر ماذون نے اسکو مہلت دی تو بھی
اسکو اختیار ہوگا کہ مہلت سے رجوع کرکے فی الحال اُس سے وصول کرے کذا فی المغنی اور اگر اسی طور پر راضی ہے
تو بہتر ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر ایک شخص نے اپنے غلام کو تجارت کی اجازت دی پھر اُسکے اور ایک شخص زید کے
عمرو پر ہزار درم واجب ہوئے جنمیں دونوں قرضخواہ شریک ہیں پھر ماذون نے عمرو کو اپنے حصہ کی مہلت دی
حالانکہ فی الحال واجب الادا تھا تو امام اعظم رح کے نزدیک تاخیر باطل ہے اور مال ویسا ہی فی الحال واجب الادا
رہیگا اور دونوں قرضخواہوں میں اگر کوئی کچھ وصول کریگا تو وہ اُسکے اور اُسکے شریک کے درمیان مشترک
ہوگا اور صاحبین کے نزدیک تاخیر جائز ہے اور تاخیر دہندہ کا ساتھی جسنے تاخیر نہیں دی ہے اگر اُسنے کچھ وصول کیا تو خاص
اُسی کا ہوگا ماذون اُسمیں شرکت نہیں کر سکتا ہے تاوقتیکہ میعاد نہ آجاوے یہ مغنی میں ہے۔ پھر جب میعاد پوری
ہوگئی تو ماذون کو خیار ہوگا چاہے اپنے شریک سے جو اُسنے وصول کیا ہے اُسکا آدھا لیوے پھر دونوں
ملکر باقی مال قرضدار سے وصول کرینگے یا شریک کا وصول کیا ہوا اُسکے پاس رہنے دے اور اپنا حصہ قرضدار
سے خود وصول کرے اور اگر ماذون نے میعاد پوری ہونے سے پہلے کچھ مال قرضدار سے وصول کیا تو اُسکے
شریک کو اختیار ہوگا کہ اُسمیں سے نصف تقسیم کرالے۔ اسی طرح اگر تمام مال قرضہ میعادی ہو اور ایک شریک نے
میعاد پوری ہونے سے پہلے کچھ وصول کیا تو دوسرے کو تقسیم کرالینے کا اختیار ہے۔ اور اگر قرضہ فی الحال واجب
الادا ہو پھر ماذون نے قرضدار کو ایک سال کی مہلت دیدی پھر شریک نے اپنا حصہ وصول کیا پھر سال گذرنے
سے پہلے قرضدار نے خود ہی وہ میعاد مہلت جو ماذون نے برضامندی دیدی باطل کردی تو میعاد باطل ہو جاویگی
ولیکن صاحبین کے نزدیک تاوقتیکہ میعاد پوری نہ ہو جاوے ماذون کو اسقدر مال میں جو شریک نے وصول کیا ہے
شرکت کا اختیار نہوگا پھر جب میعاد گذر گئی تو اُسکو اختیار ہوگا چاہے شریک کے مقبوضہ میں ساجھی ہو جاوے
اور اگر میعاد نہ گذری ولیکن قرضدار مر گیا اور مال فی الحال واجب الادا ہوگیا تو ماذون اپنے شریک کے مقبوضہ
میں شریک ہو جائیگا اور اگر قرضدار نہیں مرا بلکہ دونوں نے میعاد توڑ دی پھر شریک نے اپنا حصہ وصول کیا تو
ماذون کو اپنے شریک کے مقبوضہ میں ساجھا کرنیکا اختیار ہے اور اگر مال فی الحال واجب الادا ہوا اور شریک
نے اپنا حصہ وصول کیا پھر ماذون نے قرضدار کو اپنے حصہ کی مہلت دیدی خواہ شریک کے وصول کرنے کا
حال جانتا ہو یا نہ جانتا ہو تو صاحبین کے نزدیک مہلت دینا جائز ہے اور جب تک میعاد نہ گذرے تب تک اُسکو
شریک کے مقبوضہ میں شرکت کی کوئی راہ نہیں ہے پھر جب میعاد گذر گئی تو اُسکو شریک کے مقبوضہ میں نصف کی
شرکت کا اختیار ہوگا اور اگر اداے مال کی ایک سال میعاد ہو اور شریک نے میعاد سے پہلے وصول کر لیا پھر
غلام نے قرضدار کو ایک سال آئندہ کی بھی مہلت دیدی خواہ اسکو شریک کے وصول کرنے کا حال معلوم ہے یا
نہیں تو صاحبین کے نزدیک اسکا مہلت دینا جائز ہے اور جبتک پورے دونوں برس نہ گذریں تب تک شریک
کے مقبوضہ میں ساجھا نہیں کر سکتا ہے۔ اور اگر مال فی الحال واجب الادا ہو اور شریک نے اپنا حصہ وصول کیا
اور ماذون نے یہ مال اجنبی کو سپرد کر دیا تو جائز ہے الا یہ کہ جو کچھ قرضدار پر ہے وہ ڈوب جاوے پس اگر ڈوب گیا
۸ تو شریک کے مقبوضہ میں شریک ہو جائیگا۔ اور اگر مال ایک سال کی میعاد پر ہو اور ماذون نے قرضدار

ع یعنی جو حصہ شریک نے وصول کیا ہے اسکو ماذون نے شریک کو ہبہ کر دیا اور خود ماذون نے ... سپرد کیا

سے اپنے حصہ کے عوض ایک باندی خریدی تو شریک کو اختیار ہے کہ اپنے نصف حصہ کے واسطے ماذون کو ماخوذ کرے
درم وصول کرے پس اگر شریک نے اپنے نصف حصہ کو ماذون سے درمون سے وصول کیا پھر ماذون نے
باندی مین عیب پایا اور بحکم قاضی اپنے بائع کو واپس کیا تو پھر مال قرض اپنی میعاد پر عود کریگا اور غلام اپنے
شریک سے جو کچھ اُسنے وصول کیا ہے واپس کریگا - اور اگر ماذون نے وہ باندی بلا حکم قاضی یا باقالہ واپس
کی ہو تو شریک سے جو کچھ اسکو دیا ہے واپس نہین لے سکتا ہے اور ماذون و شریک کے پانچ سو درم قرضدار پر
میعاد آنے پر واجب الادا ہونگے اور پانچسو درم غلام کے قرضدار پر فی الحال واجب ہونگے اسی طرح اگر ماذون نے
وہ باندی قرضدار سے پورے قرضہ ہزار درم مین خریدی ہو تو بھی یہی حکم ہے مگر فرق اسقدر ہے کہ اس صورت مین
شریک اپنا حصہ پانچ سو درم کامل ماذون سے لے لیگا پھر اگر بلا حکم قاضی یا باقالہ واپس کرنے کے وقت
بائع نے ماذون سے یہ شرط کرلی کہ اُسکا ثمن اپنی میعاد سابقہ پر واجب الادا ہووے تو اپنی میعاد پر واجب
الادا ہوگا یہ مبسوط مین ہے - اور اگر ماذون نے ایک غلام اس شرط سے خریدا کہ مجھے تین روز تک خیار ہے
پھر مدت خیار کے اندر بائع نے اُسکو ثمن سے بری کر دیا پھر ماذون نے وہ غلام بحکم خیار اُسکو واپس کیا تو
امام اعظم رح کے نزدیک صحیح ہے کذا فی الکافی - اقالہ بیع مین ماذون کا حکم مثل آزاد کے ہے پس اگر ماذون
نے کوئی باندی خریدی اور وہ اُسکے پاس بڑھ گئی یعنے اس مین کچھ زیادتی ہوگئی یہان تک کہ ثمن اُسکی قیمت
سے اسقدر گھٹ گیا جسقدر خسارہ لوگون کی برداشت مین نہین آتا ہے پھر ماذون نے اُسکی بیع کا اقالہ کرلیا تو
امام اعظم رح کے نزدیک جائز ہے اور صاحبین کے نزدیک جائز نہین ہے یہ مبسوط مین ہے - اور اگر ماذون نے
ہزار درم کو ایک باندی خرید کر ثمن ادا کرنے سے پہلے اُسپر قبضہ کرلیا اور پھر بائع نے اُسکو ثمن سے بری
کر دیا پھر باہم بیع کا اقالہ کیا تو امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک بیع کا اقالہ باطل ہے کذا فی الکافی اور
اگر اقالہ بیع سو دینار یا دوسری باندی یا دو ہزار درم پر کیا تو بھی امام اعظم رح کے نزدیک اقالہ باطل ہے اور
صاحبین کے نزدیک جائز ہے اور اگر ماذون نے باندی پر قبضہ نہ کیا یہان تک کہ بائع نے اُسکا ثمن اسکو ہبہ
کر دیا پھر دونون نے اقالہ کیا تو بالاجماع اقالہ باطل ہے اسی طرح اگر ایسی حالت مین دوسرے دامون پر اقالہ
کیا تو بھی یہی حکم ہے اور اگر دونون نے بیع کا اقالہ نہ کیا ولیکن قبضہ سے پہلے ماذون نے اُس مین عیب پایا اور
راضی نہوا یا باندی کو دیکھا نہ تھا پھر جب دیکھا تو راضی نہ ہوا اور بیع توڑ دی حالانکہ بائع ثمن اسکو ہبہ کرچکا ہے
تو بیع توڑنا باطل ہے یہ مبسوط مین ہے - ابانہ مین منتقی سے منقول ہے کہ ماذون نے اپنی تجارت مین سے ایک غلام فروخت
کیا پھر مولے نے اُسکو مجبور کر دیا پھر مشتری نے اُس غلام مین عیب پاکر واپس کرنا چاہا تو عیب کی وجہ سے
واپس کرنے مین خصم وہی غلام ماذون جو مجبور ہو گیا ہے قرار دیا جائیگا پس اگر مجبور نے عیب کا اقرار کر دیا تو اُسپر
کچھ لازم نہ ہوگا اور اگر قسم سے انکار کیا اور قاضی نے اُسپر واپس کرنے کی ڈگری کر دی تو جائز ہے یہ تاتار
خانیہ مین ہے - اگر ماذون نے کوئی چیز خرید یا فروخت کی پھر مولے نے اُسکی بیع کا اقالہ کر دیا پس اگر ماذون
اُسوقت تک مقروض نہ ہو تو جو کچھ اُسکے مولے نے کیا ہے وہ ماذون پر جائز ہوگا اور اگر ماذون پر اُسوقت
قرض ہو مگر مولے نے وہ قرضہ ادا کر دیا یا قرضخواہون نے غلام کو اپنے قرضہ سے بری کر دیا قبل اسکے کہ قاضی

ع
[illegible]

اقالہ کو فسخ کرے تو جائز ہی اور اگر قاضی اقالہ کو فسخ کر چکا پھر قرضخواہون نے اپنے قرضہ سے اُسکو بری کیا تو فسخ کا حکم رہیگا یعنے اقالہ فسخ رہیگا اور اگر کوئی عرض بعوض ثمن کے فروخت کر کے باہمی قبضہ کر لیا پھر باہم اقالہ کیا حالانکہ عرض تو باقی ہی مگر ثمن تلف ہو چکا ہی یا بعد اقالہ کے تلف ہوا تو اقالہ پورا ہو جائیگا اور اگر ثمن باقی ہو مگر عرض تلف ہو گیا ہو خواہ قبل اقالہ کے یا بعد اقالہ کے تو اقالہ باطل ہو کذا فی المبسوط امام محمد رح نے فرمایا کہ غلام ماذون نے اپنی کمائی مین سے کوئی مال عین فروخت کیا اور مشتری نے بعد قبضہ کے اُسمین عیب لگایا اور عیب خواہ ایسا ہو جسکے مثل پیدا ہو سکتا ہی یا نہین پیدا ہو سکتا ہی اور اسنے ماذون سے مخاصمہ کیا اور ماذون نے بغیر حکم قاضی بلا قسم وبلا گواہ جو عیب پر شاہد ہون قبول کر لیا تو جائز ہی اور بیع ٹوٹ جاویگی اور اگر قبول نہ کیا یہانتک کہ قاضی نے بگواہی گواہان یا بانکار قسم یا باقرار عیب واپس کرنیکا حکم دیدیا تو جائز ہی یہ مغنی مین ہی۔ اور اگر ماذون نے ہزار درم کو ایک باندی فروخت کی اور باہمی قبضہ ہو گیا پھر مشتری نے اُسکا ہاتھ کاٹا یا اُس سے وطی کر لی یا بدون کسی کے فعل کے اُسکی آنکھ جاتی رہی پھر دونون نے بیع کا اقالہ کر لیا حالانکہ اُس سے ماذون کو خبر نہ تھی تو اسکو اختیار حاصل ہو گا چاہے لے یا مشتری کو واپس کردے اور اگر ہاتھ کاٹنے والا یا وطی کرنے والا کوئی اجنبی ہو اور اُسپر ارش یا عقر واجب ہوا پھر دونون نے بیع کا اقالہ کر لیا حالانکہ غلام جانتا ہی یا نہین جانتا ہی تو امام اعظم رح کے نزدیک اقالہ باطل ہی اور صاحبین کے نزدیک صحیح ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اگر غلام ماذون نے زید کے ہاتھ ایک باندی فروخت کی اور زید نے اُسپر قبضہ کر لیا پھر اسمین عیب پا کر غلام کو لیجا کر قاضی کے پاس نالش کی اور گواہ دیئے کہ یہ عیب ماذون کے پاس تھا اور قاضی نے غلام کو وہ باندی واپس کر لینے کا حکم کیا اور ثمن لے لیا پھر غلام نے اسکے بعد اسمین ایک دوسرا عیب جو مشتری کے پاس تھا دیکھا جو غلام کو وقت واپسی کے معلوم نہ ہوا تھا اور نہ قاضی کو معلوم ہوا تھا تو ماذون کو اختیار ہوگا چاہے فسخ کو توڑ دے اور باندی مشتری کو واپس کر کے اس سے سب ثمن سوائے بقدر عیب کے جو ماذون کے پاس کا ہی واپس کرے اور اگر چاہے تو فسخ کو جائز رکھکر باندی اپنے پاس رکھے مگر جو عیب ماذون کے پاس تھا اُسکے نقصان مین کم یا زیادہ کچھ مشتری سے نہین لے سکتا ہی یہ مغنی مین ہی۔ اور اگر غلام نے اُسکو واپس نہ کیا یہانتک کہ اُسکے پاس باندی مین دوسرا عیب پیدا ہو گیا تو واپس نہین کر سکتا ہی مگر ثمن مین سے اُس عیب کا نقصان جو مشتری کے پاس پیدا ہو گیا ہی واپس لیگا جیسا کہ مشتری درصورت عیب قدیم پائے جانے اور اسکے پاس دوسرا عیب پیدا ہو جانے کے کر سکتا تھا پس مشتری کو اس صورت مین اختیار ہو گا کہ چاہے باندی کو مع اُس عیب کے جو غلام کے پاس پیدا ہوا ہی لے پس اگر قبول کر لی اور ثمن دیدیا تو ماذون سے بقدر حصہ عیب قدیم کے جو ماذون کے پاس تھا ثمن مین سے واپس لیگا مگر دوسرے عیب کا نقصان واپس نہین لے سکتا ہی اسی طرح اگر دوسرا عیب ماذون کیطرف سے کوئی جنایت یا وطی ہو تو بھی یہی حکم ہی اور اگر اجنبی نے کوئی جنایت یا وطی کی ہو اور عقر یا ارش واجب ہوا ہو تو ماذون مشتری سے نقصان عیب جو مشتری کے پاس پیدا ہوا ہی ثمن مین سے واپس لیگا اور اگر بعد فسخ کے بائع کے پاس باندی مین زیادت منفصلہ پیدا ہو گئی تو مشتری اُسکو نہین لے سکتا ہی اور جسطرح یہ زیادت مشتری کے پاس بحق شرعی مانع فسخ عقد ہوتی ہی اسی طرح بائع کے پاس بعد فسخ کے پیدا ہو جانے مین بھی یہی حکم ہی پس جب واپس کرنا ممتنع ہو تو بائع کا حق یہ رہا کہ بقدر حصہ عیب کے واپس لے اور اگر مشتری نے ماذون کو پہلے بسبب عیب کے باندی واپس کر دی اور ماذون نے اُسپر قبضہ کیا پھر مشتری نے پایا کہ اُسکا ہاتھ قطع کیا گیا ہی یا اُس سے وطی کی

کی گئی ہو اور اس عیب سے واپس نہ کیا یہانتک کہ اُسمین غلام کے پاس دوسرا عیب پیدا ہو گیا تو مشتری کو اختیار ہو چاہے باندی کو لیکر ماذون کو تمام ثمن دیکر پھر ثمن مین غلام سے بقدر حصہ عیب اول کے نقصان واپس لے اور اگر چاہے تو ماذون کو بقدر نقصان اُس عیب کے جو اُسکے پاس پیدا ہو گیا ہو ثمن سے واپس دے اور مراد اس نقصان سے یہ ہو کہ بسبب جنایت کے پیدا ہوا یا بسبب وطی کے درصورت باکرہ ہونیکے پیدا ہو کر اُسکی مالیت مین بسبب وطی کے نقصان آگیا۔ اور اگر مشتری نے اُس سے وطی کی مگر وہ ثیبہ تھی کہ اُسمین وطی سے کچھ نقصان نہین آیا تو ماذون مشتری سے ثمن مین سے کچھ واپس نہین لے سکتا ہو اور وہ باندی ماذون کے ذمہ لازم ہو گی اور اگر مشتری کے پاس کسی اجنبی نے اُسکا ہاتھ کاٹا یا اُس سے وطی کی اور عقر[۷] یا ارش واجب ہوا پھر قاضی نے ماذون کو بسبب اُس عیب کے جو ماذون کے پاس تھا ماذون کو واپس کر دی اور جو کچھ اجنبی نے مشتری کے پاس اُس سے کیا ہو وہ معلوم نہ ہوا پھر ماذون کے پاس باندی مین دوسرا عیب پیدا ہو گیا پھر ماذون کو وہ عیب جو مشتری کے پاس پیدا ہوا تھا معلوم ہوا تو باندی مشتری کو واپس دیگا و گی اور ماذون اُسکے ساتھ اسقدر نقصان عیب بھی جو اُسکے پاس پیدا ہوا ہو کہ جس سے اُسکی قیمت مین نقصان آیا ہو واپس دیگا پھر ماذون مشتری سے ثمن واپس لیگا اگر اُسکو دے چکا ہو پھر مشتری ماذون سے عیب اول کا نقصان لے لیگا اور اگر وہ عیب جو غلام کے پاس پیدا ہوا ہو کسی اجنبی کے فعل سے ہوا ہو تو مشتری کو خیار ہوگا چاہے یہ نقصان ماذون سے لے لے اور ماذون اُس اجنبی سے پھر لیگا یا اجنبی سے لے اور اگر ماذون کے پاس اجنبی نے اُسکو قتل کیا تو حکم یکسان ہو اور مشتری ماذون سے باندی کی قیمت لے لیگا اور اجنبی سے لینے کی کوئی راہ نہین ہو پھر ماذون اُسکی قیمت اجنبی سے پھیر لیگا بخلاف اسکے اگر جنایت تلف نفس سے کم واقع ہو کہ اُس صورت مین یہ حکم نہین ہو اور اگر ماذون نے وہ باندی بعد قبضہ مشتری کے فروخت کی تو بیع جائز ہو یہ مبسوط مین ہو اور اگر ماذون نے زید کے ہاتھ ایک باندی بعوض ایک باندی کے فروخت کی پھر دونون نے اقالہ کر لیا اور ہنوز قبضہ نہین کیا تھا کہ ہر ایک باندی کے ایک بچہ پیدا ہوا جسکی قیمت ایک ہزار درم ہو اور ہر ایک باندی کی قیمت بھی ہزار درم ہو تو ہر ایک اپنی باندی اور اُسکے بچہ کو لے لیگا اور اگر بعد اقالہ کے قبضہ نہ کیا یہان تک کہ دونون باندیان مر گئین تو ہر ایک اپنی باندی مقبوضہ کے بچہ کو مع اُسکی مان کی نصف قیمت کے دوسرے کو دیوے اور اگر ہر ایک باندی کی قیمت پانچ سو درم ہون تو ہر ایک اُس بچہ کو جو دوسرے کے پاس ہو مع اُسکی مان کی تہائی قیمت کے لیوے اور اگر دونون بچے مر گئے باندیان زندہ ہین تو ہر ایک اپنی اپنی باندی دوسرے سے لیوے اور اس سے زیادہ کچھ نہین لے سکتا ہو اور اگر دونون باندیان اور ایک بچہ مر گیا تو جسکے پاس زندہ بچہ موجود ہو وہ دوسرے کو دیدے اور دوسرے سے تہائی قیمت اُس باندی کی جو اُسکے پاس مر گئی ہو لے لے یہ مغنی مین ہو اور اگر ماذون نے زید کے ہاتھ ایک باندی کو ہزار درم کو فروخت کر کے باہمی قبضہ کر لیا پھر باہم اقالہ کر لیا اور ہنوز ماذون نے باندی پر قبضہ نہ کیا تھا کہ عمرو نے اُسکا ہاتھ کاٹ ڈالا یا اُس سے وطی کی جس سے اُسمین نقصان آیا تو غلام کو خیار حاصل ہوگا پس اگر اُسنے باندی کا لینا اختیار کیا تو وطی کرنے والے یا جنایت کنندہ کا دامنگیر ہو کر عقر یا ارش وصول کر لیگا اور اگر اُسنے اقالہ توڑنا اختیار کیا تو عقر یا ارش مشتری کو ملیگا اور اگر بجائے

۷ عقر وہ مال بطور مہر جو بعوض وطی کے دیا جاوے اور ارش جرمانہ زخم وغیرہ ۱۲

ہزار درم کے ثمن مین کوئی عرض معین ہو تو ماذون کو اختیار ہوگا چاہے مشتری سے باندی لیکر وطی کنندہ یا جنایت کنندہ سے عقر یا ارش وصول کرے یا مشتری سے اُسکے قبضہ کے روز کی باندی کی قیمت لیکر باندی اُسکے پاس رہنے دیوے اور اُسکا عقر وارش مشتری کا ہوگا اسی طرح اگر جنایت کنندہ نے اُسکو قتل کیا تو بھی غلام کو اختیار ہوگا چاہے جنایت کنندہ کی مددگار برادری سے اُسکی قیمت بطور دیت کے لیوے یا مشتری سے فی الحال اُسکی قیمت لیوے پھر مشتری جنایت کنندہ کی مددگار برادری سے تین سال مین اُسکی قیمت وصول کر لیگا اسی طرح اگر بعد اقالہ کے وہ باندی مشتری کے پاس مرگئی تو بھی غلام کو اختیار ہے کہ مشتری سے اُسکی قیمت وصول کرے اور اگر بعد اقالہ کے مشتری کے فعل سے باندی مین کچھ عیب پیدا ہوگیا تو ماذون کو اختیار ہوگا چاہے مشتری سے قبضہ کے روز کی قیمت لیوے یا باندی کو لیکر بقدر نقصان کے مشتری سے لیوے اور اگر قبل اقالہ کے مشتری نے اُسمین کوئی عیب پیدا کر دیا پھر اقالہ کیا اور پھر غلام کو اُس عیب کی خبر ہوئی تو اختیار ہوگا کہ چاہے مشتری سے باندی کے قبضہ کے روز کی قیمت لے لے یا باندی کو یون ہی عیب دار لیوے اور اسکے سوائے کچھ نہین ملیگا اور اگر ماذون نے چاندی کی چھاگل جسکی قیمت سو درم ہے بعوض دس دینار کے فروخت کی اور باہمی قبضہ کے بعد اقالہ کیا اور قبل قبضہ کے دونون جدا ہوگئے تو اقالہ ٹوٹ جاویگا یہ مبسوط مین لکھا ہے۔

چوتھا باب ماذون پر قرضہ چڑھ جانے اور مولے کا ماذون مین بطور بیع یا تدبیر یا اعتاق وغیرہ کے تصرف کرنے کے مسائل کے بیان مین۔ واضح ہو کہ قرضہ تین طرح ہے۔ ایک وہ قرضہ جو اُسکی گردن سے بالاتفاق متعلق ہوتا ہے اور وہ استہلاک یعنے مال تلف کر دینے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ دوسرا وہ قرضہ ہے جو بالاتفاق اُسکی گردن سے متعلق نہین ہوتا ہے اور وہ ہر قرضہ ہے جو ایسی چیز کے عوض واجب ہوا ہو جو تجارت کے معنی مین نہین ہے جیسے بلا اجازت مولے نکاح کر کے وطی کرنے سے مہر واجب ہوا اور تیسرا وہ قرضہ ہے جسکے گردن سے متعلق ہونے اور نہ ہونے مین اختلاف ہے اور وہ ہر قرضہ ہے جو بسبب تجارت و اُسکے امثال کے واجب ہوا ہو جیسے خرید و فروخت و اجارہ و استیجار و ضمان مغصوب و ودیعت و امانت درحالیکہ اُس سے منکر ہو جاوے اور جیسے استحقاق ثابت ہونے کے بعد خریدی ہوئی باندی سے وطی کرنے کی وجہ سے عقر واجب ہوا کیونکہ یہ بھی خرید کی جانب مستند ہے پس اُسی کے ساتھ ملحق کر دیا گیا کذا فی التوضیح یہ معدن مین ہے۔ اور اگر زید نے اپنے غلام کو تجارت کی اجازت دی اور غلام نے خرید و فروخت شروع کی اور بعد چندے اُسپر بہت سے قرضے ہوگئے اور قرضخواہ لوگ اُسکو قاضی کے پاس لائے حالانکہ اُسکا مولے حاضر ہے اور مولی سے اُسکے فروخت کی درخواست کی پس اگر غلام کے قبضہ مین بالفعل مال موجود ہو کہ اُسکے ادائے قرض کے واسطے کافی ہے تو اُسکا قرضہ اُسکی کمائی سے ادا کیا جائیگا اور غلام اُسکے قرضے مین فروخت نہ کیا جائیگا اور اگر بالفعل اُسکے پاس موجود نہین ہے مگر اُسکا مال غائب ہے کہ اُسکی درآمد کی امید ہے یا اُسکا کسی شخص پر ایسا قرضہ ہے جو فی الحال واجب الادا ہے اور اُسکے نکل آنے کی امید ہے تو قاضی اُسکے فروخت مین تعجیل نہ کریگا بلکہ انتظار کریگا کہ مال برآمد ہو یا قرضہ وصول ہو جاوے اور اس انتظار کی کوئی مدت مقرر نہین فرمائی اور ہمارے مشائخ مین سے بعضون نے فرمایا کہ اُسکی مدت قاضی کی رائے پر ہے پس اگر کچھ مدت نہ گذری کہ قاضی کی رائے مین انتظار کی میعاد گذر چکی تو غلام کو فروخت کر دیگا

اور اگر اسکی راے مین مدت نہین گذری بلکہ انتظار کی گنجایش معلوم ہوئی تو فروخت نہ کریگا اور فقیہ ابو بکر بلخی سے منقول ہی کہ وہ فرماتے تھے کہ انتظار کی مدت تین روز ہین پس اگر تین روز گذرنے پر اسکو مال غائب کے برآمد ہونے یا قرضہ کے وصول ہونے کی امید ہو تو انتظار کرے یہان تک کہ مال غائب برآمد ہو یا قرضہ وصول ہو اور اگر ایسا نہو یعنی تین روز کے گذرنے پر امید نہ ہو تو فروخت کردے پھر اگر دونون قولون کے موافق انتظار کی مدت گذر گئی اور مال غائب برآمد نہ ہوا اور قرضہ وصول نہوا تو قاضی غلام مقروض کو اُنکے قرضہ مین فروخت کریگا یہ سب اس صورت مین ہی کہ مولے حاضر ہو- اور اگر مولے غائب ہو تو جب تک مولے حاضر نہو قاضی اُس غلام کو فروخت نہ کریگا پھر اگر مولے کے حاضر ہونے پر قاضی نے اُس غلام کو فروخت کیا تو ثمن لیکر دیکھیگا کہ اگر ثمن سے تمام قرضے ادا ہو سکتے ہون تو ہر ایک قرضخواہ کو اُسکا پورا حق ادا کریگا پھر اگر کچھ باقی رہا تو مولے کو دیدیگا اور اگر ثمن مین سے تمام قرضے ادا نہ ہو سکتے ہون تو ہر ایک قرضخواہ کو اُسکے حصہ رسد ثمن مین سے ادا کر دیگا پھر جو کچھ ہر ایک کا قرضہ رہگیا اُسکو غلام سے وصول کرنے کی کوئی راہ نہین ہی تاوقتیکہ وہ آزاد نہ ہو جائے یہ ذخیرہ مین ہی- پھر اگر اُس غلام کو اُسی مولی نے خرید کیا جسکے مواجہ مین قاضی نے قرضخواہون کے واسطے وہ غلام فروخت کیا ہی تو قرضخواہ لوگ اپنے باقی قرضے کیواسطے خواہ قلیل ہو یا کثیر ہو اُسکے دامنگیر نہین ہو سکتے ہین اگرچہ وہ غلام اُسی کی ملک مین آگیا جسکی ملک مین اُس غلام پر قرضہ واجب ہوا تھا یہ مغنی مین ہی- اور اگر بعضے قرضے فی الحال واجب الادا ہون یعنی غیر میعادی ہون اور بعضے میعادی ہون تو قاضی غلام کو فروخت کرکے غیر میعادی قرضخواہون کو اُنکے حصہ کے موافق دیکر باقی میعادی قرضخواہون کا حصہ رکھ چھوڑیگا کہ بروقت میعاد آنے کے اُنکو ادا کردیگا اور یہ سب اُسوقت ہی کہ سب ظاہر ہون اور اگر بعضے ظاہر اور بعضے غیر ظاہر ہون ولیکن سبب وجوب ظاہر ہو گیا ہو چنانچہ غلام نے راہ مین کوئی کنوان کھودا اور اُسپر قرضہ ہی تو قاضی اُسکو فروخت کرکے قرضخواہ کو ثمن سے اُسکے قرضہ کے موافق دیدیگا اور اگر ثمن مثل قرضہ کے ہو یعنے دونون برابر ہون تو پورا اسکو دیدیگا پھر اسکے بعد اگر اُس کنوئین مین کوئی جانور گر کر مر گیا تو جانور کا مالک قرضخواہ سے لیگا پس بقدر قیمت جانور کے مالک کا اور بقدر قرضہ کے قرضخواہ کا ثمن مین حصہ لگایا جائیگا کذا فی التاتارخانیہ- اور اگر بعضے قرضخواہون نے قاضی سے اُسکے فروخت کی درخواست کی حالانکہ دوسرے قرضخواہ غائب ہین اور قاضی نے حاضرین کیواسطے اُسکو فروخت کیا تو سب کے حق مین اسکی بیع جائز ہی پھر حاضرین کو قاضی ثمن مین سے بقدر اُنکے حصہ کے دیدیگا اور غائبین کا حصہ رکھ چھوڑیگا- اور اگر غلام نے قبل فروخت کیے جانے کے یون کہا کہ مجھپر فلان غائب کا اسقدر مال ہی اور مولے نے اُسکی قول کی تصدیق یا تکذیب کی مگر قرضخواہان حاضرین نے کہا کہ فلان شخص کا اسپر تھوڑا یا بہت کچھ نہین ہی تو غلام کی اس بارہ مین تصدیق ہوگی پھر اگر فلان غائب نے حاضر ہو کر غلام کے قول کی تصدیق کی تو اپنا حق لے لیگا اور اگر تکذیب کی تو جسقدر قاضی نے اُسکے حق مین رکھ چھوڑا ہی وہ بھی حاضرین کو حصہ رسد تقسیم کر دیگا یہ مغنی مین ہی- اور اگر غلام نے بعد فروخت ہونے کے ایسا اقرار کیا اور مولے نے اُسکے اقرار کی تصدیق کی تو قرضخواہون کے حق مین دونون کے قول کی تصدیق نہ کیجائیگی اور تمام ثمن قرضخواہان معروفین کو دیدیا جائیگا پھر اگر فلان غائب

نے حاضر ہوکر اپنے حق کے گواہ پیش کئے توجسقدر قرضخواہوں نے ثمن وصول کیا ہے اُنسے بقدر اپنے حصہ کے لے لیگا اور اگر قاضی نے چاہا کہ قرضخواہان حاضر سے غائب کے آنے تک مضبوطی کے واسطے کوئی کفیل لیوے اور قرضخواہوں نے اس سے انکار کیا تو وہ لوگ اس امر پر مجبور نہ کئے جاوینگے لیکن اگر اُنھوں نے بخوشی خاطر کفیل دیدیا تو جائز ہی اور اگر غائب نے حاضر ہوکر گواہ دیے کہ قبل بیع کے غلام نے میرے قرضہ کا اقرار کیا ہے تو ایسا بھی جائز ہی پھر اگر قرضخواہون حاضر نے کفیل دیا ہو اور فلان غائب کا حق بگواہی گواہان ثابت ہوا تو اسکو اختیار ہوگا کہ چاہے قرضخواہون سے اپنا حصہ لے لے یا کفیل سے وصول کرلے پھر کفیل اُسی قدر مال قرضخواہون سے واپس لے لیگا یہ مبسوط مین ہی۔ پھر واضح ہو کہ اگر قاضی یا اُسکے امین نے قرضخواہون کے واسطے غلام کو فروخت کیا تو عہدہ بیع اُسکے ذمہ نہ ہوگا یہانتک کہ اگر مشتری نے غلام مین عیب پایا تو قاضی یا اُسکے امین کو واپس نہین کرسکتا ہی ولیکن قاضی ایک وصی مقرر کریگا جسکو مشتری واپس کردیگا اسی طرح اگر مشتری سے یا قاضی یا اسکے امین نے ثمن وصول کیا اور اسکے پاس ضایع ہوگیا پھر وہ غلام مشتری کے پاس سے استحقاق ثابت کرکے لے لیا گیا تو مشتری اپنا ثمن قاضی یا اُسکے امین سے واپس نہین لے سکتا ہی بلکہ فقط قرضخواہون سے واپس لیگا پھر اگر وہ غلام اُسکے بعد آزاد ہوگیا تو قرضخواہ لوگ اس سے اپنا قرضہ وصول کرینگے اور یہ تو ظاہر ہی مگر جو کچھ اُنھوں نے ڈانڈ بھرا ہی وہ بھی واپس لینگے یا نہین تو اسکا ذکر کسی کتاب مین نہین ہی اور ہمارے مشایخ نے اختلاف کیا ہی اور صحیح یہ ہی کہ یہ تاوان غلام سے نہین لے سکتے ہین اور شیخ الاسلام خواہرزادہ نے شرح کتاب الماذون مین ذکر کیا کہ قاضی نے اگر اپنے امین کو ماذون مدیون کے فروخت کیواسطے بدرخواست قرضخواہان حکم کیا پس اگر یون کہا کہ مین نے تجھے اس غلام کی فروخت کیواسطے امین مقرر کیا تو امین اس صورت مین بیع کا عہدہ دار نہ ہوگا یعنے بیع کا عہدہ اُسکے ذمہ نہوگا اور اگر فقط بیع کیواسطے کہا اس سے زیادہ کچھ نہ کہا تو اسمین مشایخ نے اختلاف کیا اور صحیح یہ ہی کہ عہدہ بیع امین کے ذمہ لاحق نہ ہوگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ پھر جس صورت مین کہ مشتری نے وہ غلام بسبب عیب کے قاضی کے مقرر کئے ہوئے وصی کو واپس کیا تو قاضی اسکو حکم کریگا کہ یہ غلام فروخت کرے اور اُسکا عیب ظاہر کردے پس اگر اُسنے فروخت کیا اور ثمن وصول کیا تو پہلے مشتری کا قرضہ ادا کیا جائیگا پھر دیکھا جائیگا کہ اگر دوسرا ثمن بہ نسبت پہلے ثمن کے کم ہو تو بقدر کمی کے قرضخواہ لوگ مشتری کو تاوان دینگے اور امین اس کمی کا تاوان نہ دیگا اور اگر دوسرا ثمن زیادہ ہو تو مشتری کو اُسکا حق ادا کرکے باقی قرضخواہون کو دیدیا جائیگا اگرچہ بعد بیع کے قرضخواہون کا حق غلام سے منقطع ہوگیا تھا یہ مغنی مین ہی۔ اور اگر وہ غلام امین کے پاس واپس آیا اور امین کے فروخت کرنے سے پہلے امین کے پاس مرگیا تو امین اُسکا ثمن قرضخواہون سے واپس لیکر مشتری کو دیدیگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر مولی نے غلام کی کمائی مین سے کچھ لے لیا پس اگر لینے کیوقت غلام قرضدار نہ تھا پھر اُسکے بعد قرضدار ہوگیا تو جو کچھ مولے نے لیا ہی اُسکا واپس دینا مولے پر لازم نہین ہی اگر وہ چیز بعینہ قایم ہو اور اگر تلف کردی ہو تو ضمان لازم نہین آتی ہی اور اگر اسوقت غلام قرضدار ہو تو جو کچھ مولے نے لیا ہے اُسکا واپس دینا مولے پر واجب ہی بشرطیکہ بعینہ قایم ہو اور اگر تلف کردی ہو تو ضمان لازم آویگی یہ مغنی مین ہی۔ اور اگر مولے نے اُس سے ہزار درم لیکر تلف کردیے اور اسوقت اسپر پانچ سو درم قرضہ ہے

پھر اسکے بعد اُسپر اسقدر قرضہ ہوگیا کہ غلام کی قیمت اور جو کچھ مولے نے لیا ہی سب کو محیط ہوگیا تو مولے پورے ہزار
درم تاوان ادا کرے اور وہ قرضخواہون کو دیدیے جاوینگے اور غلام بھی قرضہ مین فروخت کیا جائیگا اور
اگر غلام پر زیادہ قرضہ نہ ہوگیا ہو تو مولے فقط نصف کا ضامن ہوگا۔ اور اگر ماذون پر اسقدر قرضہ ہوگیا کہ
اسکے تمام مال مقبوضہ اور اُسکی گردن کو محیط ہی پھر اسکے بعد مولے نے اُس سے دس درم ماہواری ماحصل لیا یہان
تک کہ مال کثیر وصول کیا تو جو کچھ مولے نے وصول کیا وہ سب اسکو دیا جاویگا اور یہ حکم استحسان ہی اسواسطے کہ مولے
کے اس طور پر ماحصل لینے مین قرضخواہون کی منفعت ہی اس لئے کہ ماحصل وصول ہونے پر مولے کی طرف سے
غلام ماذون باقی رہیگا اور اگر اُس سے ماہواری سو درم ماحصل لیا تو باطل ہی اور مولے پر واجب ہوگا
جو ایسے غلامون سے لیا جاتا ہی اُس سے جسقدر زیادہ لیا ہی وہ سب واپس دیوے یہ مبسوط مین ہی۔ اور تجارت
کا قرضہ ہر اُس کمائی سے جو قرضہ سے پہلے یا اسکے بعد حاصل کی ہی اور ہبہ و صدقہ سے جو اسکو قرضہ
سے پہلے یا بعد حاصل ہوا ہی متعلق ہوتا ہی یہ کافی مین ہی۔ اور اگر غلام ماذون نے پانچ سو درم قرضہ کا اقرار کیا
پھر اسکو ہزار درم قیمت کا ایک غلام ملا اور اُسکو مولے نے لے لیا پھر اسکے بعد غلام پر اسقدر قرضہ ہوگیا کہ
جو مولے نے لے لیا ہی اُسکی قیمت کو حاوی ہی تو مولے سے وہ غلام لیکر فروخت کر کے اسکا ثمن سب قرضخواہون
کو تقسیم کر دیا جائیگا اور اگر مولے نے پہلے قرضخواہ کا قرضہ ادا کر دیا تو غلام اسکے سپرد کیا جائیگا مگر دوسرے
قرضخواہون کے واسطے فروخت کیا جائیگا اور مولے کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ جسقدر اُسنے پہلے قرضخواہ کا قرضہ
ادا کیا ہی اُسکے واسطے خصومت کرے اور اگر پہلے قرضخواہ کا قرضہ مولے نے ادا نہ کیا ہو بلکہ اُسنے ماذون کو
معاف کر دیا ہو بعد ازانکہ غلام پر دوسرون کا قرضہ چڑھ گیا ہی تو وہ غلام جو مولے نے لے لیا ہی دوسرون
کے قرضہ مین فروخت کیا جائیگا اور اگر قرضخواہ اول نے غلام کو قبل دوسرون کا قرضدار ہونے کے اپنا
قرضہ معاف کیا تو وہ غلام جو مولے نے لے لیا ہی مولے کو دیا جائیگا اور اگر معاف نہ کیا یہانتک کہ غلام دوسرون
کا قرضدار ہوگیا پھر قرضخواہ اول نے کہا کہ میرا ماذون پر کچھ قرضہ نہین تھا اور ماذون نے جو کچھ میرے واسطے اقرار کیا
وہ سب باطل تھا تو بھی مولے کو اُسکا غلام مقبوضہ دیا جائیگا اور دوسرے قرضخواہون کو اختیار نہ ہوگا کہ مولے سے
اُسکی بابت کچھ لیوین بخلاف اسکے اگر قرضخواہ اول کا قرضہ ہو اور وہ معاف کر دے تو قرضخواہون کو اختیار ہوگا
کہ اسکو لیکر فروخت کرا دین اور اگر مولے نے قرضخواہ اول کے قرضہ کا اقرار کیا جیسا کہ غلام ماذون نے اقرار کیا ہی پھر
قرضخواہ اول نے کہا کہ میرا کچھ نہین آتا ہی اور میرے واسطے جو کچھ اقرار کیا ہی وہ سب باطل ہی تو دوسرے قرضخواہونکو اختیار
ہی کہ جو غلام مولے نے لیا ہی وہ لے لیوین تا کہ اُنکے قرضہ مین فروخت کیا جاوے یہ مبسوط مین ہی۔ اور غلام ماذون جسطرح
قرضہ تجارت کے واسطے فروخت کیا جاتا ہی اسی طرح جو چیز جنس تجارت سے ہی اُسکے واسطے بھی فروخت کیا جائیگا
امام اعظم اور امام ابو یوسف اور امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر ایک شخص نے اپنے غلام کو تجارت کے واسطے
اجازت دیدی تو جو کچھ حق اسپر قرضہ تجارت کا یا غصب کا یا ودیعت کا جس سے انکار کیا ہی یا چوپایہ کی کونچین
کاٹنے کی وجہ سے یا مضاربت یا بضاعت یا عاریت کی وجہ سے جس سے انکار کیا ہی یا کپڑے کی قیمت جسکو جلا
دیا ہی یا مزدور کی مزدوری یا باندی کا مہر جسکو خریدا پھر اسپر استحقاق ثابت ہوا اور ماذون نے اُس سے وطی

کی ہی یہ سب اُسپر لازم ہوگا کہ اسمین فی الحال ماخوذ ہوکر فروخت کیا جائیگا یہ محیط مین ہی- اور بعض مشایخ نے فرمایا کہ چوپایہ کی کونچین کاٹنے یا کپڑا جلا دینے کی ضمان کا حکم جو کچھ ذکر کیا ہی یہ ایسی صورت پر محمول ہی کہ ماذون نے پہلے چوپایہ یا کپڑا غصب کرکے لے لیا پھر اُسکی کونچین کاٹ ڈالین یا جلا دیا ورنہ اگر قبضہ سے پہلے کونچین کاٹ ڈالین یا کپڑا جلا دیا تو امام ابو یوسف کے قول کے موافق فی الحال اُس سے مواخذہ نہونا چاہیے اور نہ فی الحال فروخت کیا جاوے ہان امام محمد رح کے قول کے موافق فی الحال مواخذہ ہوکر فروخت کیا جائیگا یہ مغنی مین ہی- اور اگر ماذون نے کسی شخص سے کسی مقام معلوم تک کے واسطے ایک جانور مستعار لیا پھر اُسکو دوسری جگہ لے گیا یہانتک کہ مخالف ضامن قرار پایا تو اُسکی ضمانت مین فروخت کیا جائیگا یہ ذخیرہ مین ہی- اگر ایک عورت سے نکاح کرکے اُسکے ساتھ دخول کیا پس اگر یہ نکاح باجازت مولی ہو تو دین مہر کے واسطے فروخت کیا جائیگا پھر قاضی کے فروخت کرنے کی صحت کے واسطے قرضخواہون اور مولی کا بیع کی اجازت دینا شرط ہی یہ مغنی مین ہی اگر زید نے اپنی باندی کو تجارت کی اجازت دی اور اُسپر قرضہ چڑھ گیا پھر اُسکو کوئی چیز ہبہ یا صدقہ دیگئی اور اُسنے کچھ مال تجارت وغیرہ سے حاصل کیا تو اس سب مال کے حقدار مولے سے زیادہ اُسکے قرضخواہ ہین یعنے قرضخواہون کا قرضہ ادا کیا جائیگا یہ مبسوط مین ہی- اگر ایک شخص نے اپنی باندی کو تجارت کی اجازت دی پھر اُسکے بچہ پیدا ہوا تو کیا اس باندی کا قرضہ اُسکی اولاد پر بھی ساری ہوگا تاکہ مثل ماں کے اولاد فروخت کیجاوے یا نہین ساری ہوگا پس اُسکی دو صورتین ہین یا تو قبل قرضہ چڑھ جانے کے بچہ جنی ہی پھر قرضدار ہوئی یا بعد قرضدار ہونے کے بچہ جنی پس اگر قرضدار ہوکر بچہ جنی ہو تو قرضہ اُسکے بچہ پر بھی ساری ہوگا کہ قرضہ مین اُسکے ساتھ اُسکا بچہ بھی فروخت کیا جائیگا لیکن اگر مولی دونون کی طرف سے فدیہ دیدے تو ایسا نہ ہوگا یہ مغنی مین ہی- اور اگر ماذونہ باندی مقروضہ بچہ جنی پھر بعد ولادت کے اُسپر دوسرے قرضخواہون کا قرضہ ہوگیا تو سب اگلے و پچھلے قرضخواہ اُس باندی کی مالیت و ثمن مین وقت فروخت کئے جانے کے مشترک ہونگے مگر اُسکے بچہ کا ثمن خاصۃً پہلے قرضخواہون کو ملیگا اور اگر اُسکے دو بچہ ہوئے ایک قرضہ سے پہلے اور دوسرا قرضہ کے بعد تو قرضہ صرف دوسرے بچہ پر ساری ہوگا نہ اوّل پر کذا فی المبسوط- اور غلام کا قرضہ اُس مال سے متعلق نہین ہوتا ہی جو مولے نے اُسکو تجارت کے واسطے دیا ہی بخلاف اُس مال کے جو اُسکی کمائی کا اُسکے پاس ہی اگرچہ مولے اُس مال کی نسبت کہدے کہ یہ میرا مال تیرے پاس تجارت کے واسطے ہے یہ تاتارخانیہ مین ہی اگر ایک شخص نے اپنے غلام کو گواہون کے سامنے کچھ مال دیکر تجارت کی اجازت دی اُسنے خرید و فروخت کی اور اُسپر قرضہ چڑھ گیا پھر وہ مرگیا اور اُسکے پاس مال ہی مگر اُسمین سے مال بعینہ نہین پہچانا جاتا ہی تو جو کچھ اُسکے پاس ہی سب قرضخواہون کا ہی مولے کو اُسمین کچھ نہ ملیگا ولیکن اگر مولے اُسمین سے کوئی شے بطور معین پہچانے تو لے لیگا اُسکو قرضخواہ نہ پاوینگے اسی طرح اگر خاص ایسی کوئی چیز معلوم ہو جو اُسنے مال مولے سے خریدی ہی یا اُسکے عوض مال مولے فروخت کیا ہی تو بھی یہی حکم ہی کذا فی المبسوط- اگر غلام نے اپنی حیات و صحت مین بعد مقروض ہوجانے کے اقرار کیا کہ یہ میرا مقبوضہ مال میرے مولے کا ہی جو اُسنے مجھے دیا تھا اور گواہون کے سامنے مال دینا ثابت و معلوم ہوا مگر گواہ لوگ مولے کا مال بعینہ نہین پہچانتے ہین تو غلام کا اقرار صحیح نہ ہوگا اور اگر کسی اجنبی کے واسطے ایسا اقرار کیا تو صحیح ہی اور اگر مولے نے اپنے گواہ پیش کئے کہ یہ مال وہی ہی جو مین نے

غلام کو دیا تھا یا قرضخواہون نے ایسا اقرار کیا تو وہ مال مولی کو ملیگا یہ مغنی مین ہے۔ اور اگر غلام پر فی الحال واجب الادا
قرضہ اور میعادی قرضہ ہو اور مولے نے اُسکے ثمن سے فی الحال والا قرضہ ادا کیا پھر میعاد آگئی تو ان قرضخواہون
کے قرضہ کا ضامن ہوگا اور پہلے قرضخواہون نے جو کچھ لیا ہے وہ اُنھین کے سپرد کیا جائیگا اور اگر پہلے
قرضخواہون کے واسطے فروخت نہ کیا تو دوسرون کے واسطے فروخت کریگا۔ اور اگر فی الحال والے قرضخواہون
نے قاضی سے غلام کی بیع کی درخواست کی تو فروخت کرکے اُنکو اُنکا حصہ دیکر باقی مولے کے پاس دیدے گا
یہان تک کہ میعاد آجاوے پس اگر میعاد آنے سے پہلے مولے کے پاس تلف ہوگیا تو مولی ضامن نہ ہوگا اور
میعاد والے قرضخواہ پہلے قرضخواہون کے مقبوضہ مین بقدر حصص شریک ہوجاوینگے اور اگر مولے نے وہ مال خود
تلف کردیا یا اپنے قرضخواہ کو قرضہ مین دیا تو میعاد والے قرضخواہون کے واسطے ضامن ہوگا اور اگر مولی سے
وصول نہ ہوا بلکہ ڈوب گیا تو دوسرے قرضخواہ پہلے والون کے مقبوضہ مین شریک ہوجاوینگے پھر دونون ملکر
اُس قرضخواہ سے جسکو مولے نے ادا کیا ہے واپس لینگے یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ اور اگر قاضی نے قرضخواہ کے واسطے غلام
نہین فروخت کیا بلکہ مولے نے فی الحال والے قرضخواہون کے واسطے اُنکی رضامندی سے فروخت کیا تو بیع جائز
ہے پھر اس ثمن مین سے نصف ثمن فی الحال والے قرضخواہون کو دیگا اور نصف ثمن مولے کے سپرد کیا جائیگا پھر جب
میعاد والون کا وقت آویگا تو وہ لوگ مولی سے نصف قیمت لے سکتے ہین نصف ثمن لینے کی کوئی راہ نہین ہے اور اگر
نصف قیمت مولے سے وصول نہ ہوئی ڈوب گئی تو جن قرضخواہون نے نصف ثمن وصول پایا ہے اُنسے یہ قرضخواہ
کچھ نہین لے سکتے ہین اور اگر مولے نے اُسکو بدون حکم قاضی و بدون رضاے قرضخواہان فروخت کیا ہو تو بیع
باطل ہے پس اگر اُن لوگون نے اجازت دیدی یا مولے نے اُنکا قرضہ دیدیا یا ثمن اداے دین کے لیے کافی تھا
وہ مولے نے اُنکو دیدیا تو بیع نافذ ہوجاویگی یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر مولی نے بدون رضامندی قرضخواہون کے
اپنے غلام ماذون قرضدار کو فروخت کرکے مشتری کے سپرد کردیا پھر قرضخواہون نے حاضر ہوکر اپنے قرضہ کی وجہ
سے غلام کا مطالبہ کرکے بیع کو فسخ کرنا چاہا حالانکہ بائع و مشتری دونون حاضر ہین تو قرضخواہون کو فسخ بیع کا اختیار
ہے اور ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم اُسوقت ہے کہ قرضخواہون کو اپنا قرضہ وصول نہ ہوتا ہو اور اگر ثمن وصول ہوتا
اور اُس سے قرضہ پورا ادا ہوتا ہو تو فسخ بیع کا اختیار نہوگا پس اگر دونون عاقدین بائع و مشتری مین سے کوئی غائب ہو
پس اگر مشتری غائب ہو اور بائع مع غلام کے حاضر ہو تو بالاجماع قرضخواہون کو بائع سے مخاصمہ کرنے اور فسخ
کرنیکا اختیار نہین ہے اور اگر فقط مشتری مع غلام موجود ہو تو امام ابوحنیفہ و امام محمد رح نے فرمایا کہ مشتری کے ساتھ
خصومت نہین کرسکتے ہین یہ مغنی مین ہے۔ اور اگر قرضخواہون نے مشتری و غلام ماذون پر قابو نہ پایا فقط بائع پر قابو پایا
اور اُس سے غلام کی قیمت کی ضمان لینی چاہی تو اُنکو ایسا اختیار ہے پھر جب بائع سے یعنے مولے سے اُنھون نے ضمان لے لی
تو ہر ایک قرضخواہ اپنے پورے قرضہ کے حساب سے اُس قیمت مین شریک قرار دیا جائیگا اور باہم موافق حصہ رسد کے
تقسیم کرینگے اور غلام کی بیع جائز ہوجاویگی اور ثمن مولے کو دیدیا جائیگا اور قرضخواہون کو پھر اُس غلام سے کچھ
وصول کرنے کی راہ نہ ہوگی جبتک کہ آزاد نہو جاوے چنانچہ اگر غلام اُنکے قرضہ مین فروخت کیا جاتا تو بھی یہی حکم تھا اور
اگر اُنھون نے بیع کی اجازت دیدی تو ثمن اُنکا ہوجائیگا اور بائع قیمت سے بری ہوجائیگا پھر اگر قرضخواہون کو وصول ہوے

سے پہلے بائع کے پاس تلف ہوگیا تو قرضخواہون کا مال گیا اور بائع ضمان قیمت سے بری رہا پھر جب غلام آزاد ہوجاوے تو ہر قرضخواہ اپنے تمام قرضہ کے واسطے اُسکا دامنگیر ہوسکتا ہے - اور اگر بائع کے پاس ثمن تلف ہوجانے کے بعد قرضخواہون نے بیع کی اجازت دیدی تو اجازت صحیح ہے اور یہ قرضخواہون کا مال گیا ایسا ہی ظاہر الروایۃ مین مذکور ہے اور اگر بعضے قرضخواہان نے ضمان قیمت لینا اختیار کیا اور بعضون نے ثمن لینا پسند کیا تو انکو یہ اختیار حاصل ہے اور ایسا کرنے کا فائدہ یہ ہے کہ مثلاً قیمت اُسکی بہ نسبت ثمن کے زیادہ ہو پس جنھون نے قیمت لینی اختیار کی ہے انکو باعتبار قیمت کے انکا حصہ ملیگا اور جنھون نے ثمن اختیار کیا ہے انکو ثمن کے حساب سے حصہ ملیگا چنانچہ اگر چار قرضخواہون اور ایک نے ضمان قیمت پسند کی تو اُسکو چوتھائی قیمت ملیگی اور باقیون کو جنھون نے ثمن لینا پسند کیا ہے انکو تین چوتھائی ثمن ملیگا اور باقی چوتھائی ثمن مولے کو ملیگا اور پورے غلام کی بیع نافذ ہوجائیگی اور یہ حکم بخلاف ایسی صورت کے ہے کہ بائع و مشتری مع غلام کے جو مشتری کے قبضہ مین ہے حاضر ہون اور اگر بعضے قرضخواہون نے بیع کی اجازت دی اور بعضون نے باطل کیا تو باطل کرنے کا حکم مقدم رکھا جائیگا اور غلام مین سے کسی حصہ کی بیع جائز نہوگی کذا فی المحیط - اور اگر قرضخواہون نے بائع و مشتری پر قابو پایا غلام پر نہ پایا تو انکو اختیار ہے کہ بائع و مشتری مین سے جس سے چاہین غلام کی قیمت تاوان لیوین پس اگر مشتری سے قیمت تاوان لی تو مشتری اپنا ثمن بائع سے واپس لیگا اور اگر بائع یعنی مولے سے ضمان لی تو بائع و مشتری کے درمیان بیع جائز ہوجاویگی اور واضح ہو کہ دونون مین سے جس شخص سے قرضخواہون نے تاوان لینا اختیار کیا اُسکے بعد دوسرا ضمان سے ہمیشہ کے واسطے بری ہوجائیگا یعنے پھر کبھی دوسرا ضامن نہین قرار دیا جاسکتا ہے کذا فی المغنی - اور اگر قرضخواہون نے بائع یا مشتری سے تاوان قیمت لے لیا پھر غلام ظاہر ہوا اور قرضخواہون نے چاہا کہ جس سے قیمت لی اُسکو واپس دیکر غلام کو لے لیوین تو دیکھا جائیگا کہ اگر قرضخواہون نے اپنے زعم کے موافق تاوان لیا ہے یعنے دعوی کیا کہ غلام کی قیمت اسقدر ہے اور جسکو ضامن ٹھہرایا ہے اُسنے انکار کیا پس قرضخواہون نے گواہ پیش کرکے اپنا دعوی ثابت کیا یا مدعا علیہ سے قسم لیکر اُسکی نکول پر دی قیمت لی جو دعوی کیا ہے تو ایسی صورت مین غلام کو نہین لے سکتے ہین اور اگر ضامن کے زعم کے موافق قیمت پائی ہے مثلاً ضامن نے کہا کہ یہ قیمت نہین ہے جو قرضخواہ دعوی کرتے ہین بلکہ قیمت اُسکی اسقدر ہے اور قسم کھالی اور اور قرضخواہون کے پاس اُنکے دعوی کے گواہ نہین ہین پس انکو زعم ضامن کے موافق ملے تو اس صورت مین غلام کو لے سکتے ہین پھر واضح ہو کہ اگر قرضخواہون نے مولے سے قیمت لینا پسند کرکے اُس سے قیمت وصول کرلی پھر غلام ظاہر ہوا اور مشتری نے اُسمین عیب پاکر بحکم قاضی بائع مولی کو واپس کیا تو مولی اُس عیب کی وجہ سے قرضخواہون کو یہ غلام واپس کرسکتا ہے یا نہین تو اُسکی دو صورتین ہین ایک یہ کہ مولاے بائع وقت بیع کے اس عیب سے آگاہ ہو اور اس صورت مین اگر وہ عیب ایسا ہو کہ اُسکے مثل پیدا نہین ہوسکتا ہے اور ہوا یہ کہ بائع کو بہ گواہی گواہان یا بہ نکول بائع یا باقرار بائع واپس کیا گیا تو قرضخواہون کو واپس کرسکتا ہے اور اگر ایسا عیب ہو کہ اُسکے مثل حادث ہوسکتا ہے اور یہ ہوا کہ بائع کو بگواہی گواہان یا بہ نکول بائع واپس کیا گیا تو قرضخواہون کو واپس دے سکتا ہے اور اگر بائع کے اقرار عیب کی وجہ سے واپس کیا گیا ہو تو قرضخواہون کو واپس نہین دے سکتا ہے لیکن اگر اس امر کے گواہ پیش کردے کہ مشتری کے خرید نے سے

پہلے یہ عیب اس غلام مین موجود تھا یا اس امر پر قرضخواہون سے قسم طلب کرے اور وہ نکول کرین تو واپس دے سکتا ہی۔ اور دوسری وجہ یہ ہی کہ بائع کو مشتری کے ہاتھ فروخت کرنے کے وقت اس عیب سے آگاہی ہوا اور اسوجہ سے انکار کیا مین دو صورتین ہین کہ اگر قاضی نے اُسپر عیب دار غلام کی قیمت کی ڈگری کی ہو تو اُسکو اختیار نہ ہوگا کہ قرضخواہون کو غلام واپس کرے اور اگر قاضی نے اُسپر بے عیب صحیح سالم غلام کی ڈگری کی ہو تو اُسکو اختیار ہوگا کہ قرضخواہون کو غلام واپس کرے بشرطیکہ عیب ایسا ہو کہ اُسکے مثل حادث نہ ہوسکتا ہو یا حادث ہوسکتا ہو مگر یہ گواہی گواہان یا بہ نکول قسم قاضی نے اُسکو واپس دیا ہو اور اس مسئلہ کے یہ معنی ہین کہ قرضخواہون نے جب مولے سے قیمت لینے کا قصد کیا تب مولے نے کہا کہ جسوقت مین نے مشتری کے ہاتھ یہ غلام فروخت کیا ہی تب اُسمین عیب موجود تھا اور قرضخواہون نے اُسکے قول کی تصدیق کرکے اُس سے عیب دار غلام کی قیمت کی ضمان لی یا اُسکی تکذیب کرکے کہا کہ نہین بلکہ جسوقت تو نے مشتری کے ہاتھ فروخت کیا تھا اُسوقت صحیح سالم تھا اور یہ عیب فقط مشتری کے پاس پیدا ہوا ہی اور ہمکو تجھسے صحیح سالم غلام کی قیمت کی ضمان لینے کا اختیار ہی اور اُس سے صحیح سالم غلام کی قیمت تاوان لی پس اُسکا حکم وہی ہی جو ہمنے بیان کیا ہی۔ اور اگر قرضخواہون نے مولے سے قیمت حاصل کرلی پھر وہ غلام مشتری کے پاس ظاہر ہوا اور مشتری اُسکے عیب قدیم سے واقف ہوا اور ہنوز اُسنے واپس نہ کیا تھا کہ اُسمین دوسرا عیب مشتری کے پاس پیدا ہوگیا تو مشتری اسکو مولے کو واپس نہین دے سکتا ہی لیکن نقصان عیب قدیم واپس لے سکتا ہی اور اگر اُسنے نقصان عیب مولی سے واپس لیا تو مولی کو اختیار نہ ہوگا کہ قرضخواہون سے بقدر نقصان عیب کے واپس لیوے اور یہ مسئلہ اس کتاب مین بلا ذکر خلاف مذکور ہی اور ہمارے بعضے مشایخ نے فرمایا کہ یہ فقط امام اعظم رح کا قول ہی اور امام ابو یوسف اور امام محمد رح کے نزدیک بقدر نقصان عیب کے قرضخواہون سے واپس لے سکتا ہی اور اس کتاب کے بعضے نسخون مین یہ اختلاف صریح مذکور ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر مولے نے ماذون کا کوئی غلام رقیق آزاد کیا حالانکہ ماذون پر قرضہ ہی پس آیا یہ عتق نافذ ہوگا یا نہین تو اسکی دو صورتین ہین یا تو ماذون پر قرضہ مستغرق ہوگا یا غیر مستغرق ہوگا پس اگر غیر مستغرق ہو یعنے اُسکے تمام مال وجان کو محیط نہ ہو تو امام اعظم رح پہلے فرماتے تھے کہ عتق نافذ نہوگا پھر رجوع کیا اور فرمایا کہ نافذ ہوگا اور اگر قرضہ مستغرق ہو تو امام اعظم رح کے نزدیک عتق مولی نافذ نہ ہوگا اس صورت مین اُنکا ایک ہی قول ہی اور صاحبین نے فرمایا کہ ہر حال مین اُسکا عتق نافذ ہوگا۔ اور یہ اختلاف جو امام اعظم اور صاحبین کے درمیان ہی یہ ایک دوسرے مسئلہ پر متفرع ہی اور وہ مسئلہ یہ ہی کہ غلام پر قرضہ ہونا آیا غلام کی کمائی مین مولے کی ملکیت واقع ہونے کا مانع ہی یا نہین سو امام اعظم رح کے نزدیک اگر قرضہ مستغرق ہو تو مانع ہی اور اُنکا اس صورت مین یہی ایک قول ہی اور اگر غیر مستغرق ہو تو امام اعظم رح سے دو قول مروی ہین پہلا قول یہ ہی کہ مانع ہی اور دوسرا یہ قول ہی کہ مانع نہین ہی اور صاحبین کے نزدیک مانع نہین ہی اگرچہ قرضہ مستغرق ہو ولیکن مولے اُسکی کمائی مین تصرف کرنے سے منع کیا جائیگا جب یہ ذہن نشین ہوگیا تو ہم کہتے ہین کہ اگر مولے نے غلام کی کمائی کا غلام آزاد کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک ضامن نہوگا اور صاحبین کے نزدیک ضامن ہوگا خواہ تنگدست ہو یا خوشحال ہو لیکن اگر مولے تنگدست ہو تو قرضخواہ کو غلام آزاد شدہ کا قیمت کے واسطے دامنگیر ہونے کا اختیار ہی پھر غلام آزاد شدہ یہ قیمت اپنے آزاد کنندہ یعنے مولے سے واپس لے سکتا ہی بخلاف اسکے اگر ماذون نے خود آزاد

کیا اور ماذون کی تنگدستی مین آزاد شدہ نے قرضخواہون کیواسطے اپنی قیمت سعایت کرکے ادا کی تو یہ قیمت موے سے
واپس نہین لے سکتا ہی کذا فی المغنی- اور اگر موے نے اپنے ماذون مدیون غلامون کو آزاد کیا تو امام اعظم کے
نزدیک آزاد نہ ہونگے اور اُس سے یہ مراد ہی کہ قرضخواہون کے حق مین آزاد نہ ہونگے اور انکو اختیار ہوگا کہ
ان غلامون کو فروخت کراکے اُنکے ثمن سے اپنا قرضہ وصول کرین مگر موے کے حق مین وہ لوگ بالاجماع آزاد ہو
جاوینگے حتی کہ اگر قرضخواہون نے انکو اپنے قرضہ سے بری کیا یا موے کے ہاتھ اُنکو فروخت کیا یا موے نے انکا قرضہ ادا
کردیا تو وہ آزاد ہونگے اور صاحبین کے نزدیک موے کا عتق نافذ ہوگا اور قرضخواہون کیواسطے موے اُنکی قیمت کا
ضامن ہوگا بشرطیکہ خوشحال ہو اور اگر تنگدست ہو تو یہ لوگ اپنی قیمت سعی کرکے قرضخواہون کو ادا کرینگے پھر موی
سے واپس لینگے یہ ینابیع مین ہی- اور اگر ماذون پر بہت قرضہ ہوگیا اور موے نے اسکو آزاد کرکے جو کچھ اُسکے پاس
تھا وہ سب مال لیکر تلف کردیا پھر قرضخواہون نے غلام کا دامنگیر ہونا پسند کرکے اُس سے قرضہ وصول کرلیا تو غلام
اُس مال کی قیمت مین سے جو اس سے موے نے لے لیا ہی بقدر اس قرضہ کے واپس لیگا اور اگر وہ مال بعینہ قائم ہو
تو غلام دامنگیر ہوکر اسمین سے بقدر قرضہ کے جو اُسنے ادا کیا ہی لے لیگا اور جسقدر بچ رہا وہ سب موے کا ہوگا او
اسی طرح اگر قرضخواہون نے ماذون کو قرضہ معاف کردیا اور ماذون کو کچھ ادا نہ کرنا پڑا تو یہ بھی سب مال موے کا
ہی غلام اُسمین سے موے سے کچھ واپس نہین لے سکتا ہی- اسی طرح اگر ماذونہ باندی ہو اور اسکو آزاد کرکے
اُسکا مال اور فرزند اور ہاتھ کٹنے کا جرمانہ یعنی دیت موے نے لی اور حال یہ ہی کہ قبل ولادت وجنایت کے
اُسپر قرضہ چڑھ گیا تھا پھر قرضخواہ لوگ حاضر ہوے تو موے اس امر پر مجبور کیا جائیگا کہ اُسکا مال اُسکو دیدے تاکہ
اپنا قرضہ ادا کرے اور فرزند وجرمانہ واپس دینے پر مجبور نہ کیا جائیگا اگر اُسکو آزاد نہین کیا ہی مگر باندی فروخت
کیجاویگی اور اُسکے ثمن اور ہاتھ کی دیت مین سے قرضہ ادا کیا جائیگا اور اگر موے نے اسکو آزاد کیا ہو تو قرضخواہون
کو اختیار ہوگا کہ موے سے اُسکی قیمت تاوان لیوین پھر اُسکا بچہ بھی اُنکے قرضہ مین فروخت ہوسکتا ہی اور موے سے
جرمانہ یعنی دیت بھی وصول کرسکتے ہین پھر بھی اگر کچھ قرضہ باقی رہا تو باقی کے واسطے باندی آزاد شدہ کے دامنگیر
ہونگے اور اُنکو یہ بھی اختیار ہی کہ موے کو چھوڑ کر تمام قرضہ کیواسطے باندی کے دامنگیر ہون پس اگر اُنھون نے
باندی سے دامنگیر ہوکر تمام قرضہ وصول کرلیا تو اُس باندی کا بچہ اور ہاتھ کی دیت سب موی کو سپرد رہیگی اور
اُسی کی ہوگی اور باندی کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ بچہ اور دیت موے سے واپس لیوے جیسے کہ اُسکو اپنی ذات کی
قیمت واپس لینے کا اختیار نہ تھا مگر یہ اختیار ہوگا کہ موے نے جو کچھ مال اُس سے لے لیا ہی وہ واپس لیوے اسی طرح
اگر موے نے وہ باندی قرضخواہون کے واسطے اُنکے قرضہ مین فروخت کردی اور ثمن وصول کرلیا پھر مشتری
نے وہ باندی آزاد کردی تو قرضخواہون کو اختیار ہی چاہین ثمن لیکر باقی قرضہ کے واسطے باندی کے دامنگیر ہون
یا تمام قرضہ کے واسطے باندی کے دامنگیر ہون پس اگر اُنھون نے اپنا تمام قرضہ باندی سے وصول کرلیا تو موے
کو اُسکا ثمن جو اُسنے وصول کرلیا ہی دیدیا جائیگا اسی طرح اگر قرضخواہون کی اجازت سے موے نے وہ باندی مکاتبہ
کردی تو بھی قرضخواہون کو اختیار ہی کہ جو کچھ موے نے مال کتابت وصول کیا ہی سب لے لیوین اور جب تک
وہ باندی مکاتبہ ہی تب تک انکو اپنے کچھ قرضہ کے واسطے رجوع کا اختیار نہین ہی پھر اگر موے نے تمام مال کتابت وصول

پایا اور وہ باندی آزاد ہوگئی تو قرضخواہون کو اختیار ہی چاہین مولے سے تمام مال کتابت وصول کرکے ما بقی قرضہ کے واسطے باندی کا پلو پکڑین یا باندی سے تمام قرضہ وصول کرین اور اگر اُنھون نے باندی سے تمام قرضہ وصول کیا تو مال کتابت جو مولے نے وصول کیا ہی سب مولی کو دیدیا جائیگا یہ مبسوط مین ہی- جامع الفتاوی مین لکھا ہی کہ ماذون پر چار ہزار درم قرض ہین اور اسکے پاس اسقدر اسباب موجود ہی جسکی قیمت تین ہزار درم ہین پھر مولی نے اسکا یہ مال تلف کردیا اور غلام کو آزاد کردیا تو قرضخواہون کو اختیار ہوگا چاہین آزاد شدہ سے اپنا قرضہ وصول کرین اور وہ اپنے مولی سے تین ہزار درم یعنی اسباب کی قیمت واپس لیگا یا مولی سے چار ہزار درم ضمان لین اور مولی اُس آزاد شدہ سے کچھ نہین لے سکتا ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی اور اگر مولی و قرضخواہون مین اختلاف ہوا کہ قرضخواہون نے مولی سے کہا کہ تونے غلام کو آزاد کردیا اور ہمارا تجھپر قیمت لینے کا استحقاق ہی اور مولی نے کہا کہ مین نے آزاد نہین کیا ہی تو مولے کا قول قبول ہوگا اور وہ غلام قرضخواہون کیواسطے فروخت کیا جائیگا اور قرضخواہون کا اقرار باعتاق غلام اس غلام کی بریت کو متضمن نہین ہی اور جب بریت ہوئی اور انکا قرضہ اُنکے اقرار اعتاق کے بعد غلام پر رہا تو غلام انکے قرضہ مین فروخت کیا جائیگا اور اُنکے قول کیطرف التفات نہوگا یہ ذخیرہ مین ہی- غلام ماذون مدیون کو اگر اسکے مولی نے بلا اجازت قرضخواہان کے فروخت کیا اور مشتری نے قبل قبضہ کے اُسکو آزاد کردیا تو عتق موقوف رہیگا پھر اگر قرضخواہون نے بیع کی اجازت دیدی یا مولی نے انکا قرضہ ادا کردیا یا اُنھون نے غلام کو قرضہ معاف کردیا تو عتق مشتری نافذ ہوگا اور اگر قرضخواہون نے اجازت بیع سے یا مولے نے اُنکے قرضہ ادا کرنے سے انکار کیا تو عتق باطل ہوگا اور وہ غلام قرضخواہون کے قرضہ مین فروخت کیا جائیگا اور اگر مشتری نے بعد قبضہ کے آزاد کیا تو عتق نافذ ہوجائیگا اور جب بعد قبضہ کے مشتری کا آزاد کرنا نافذ ہوا تو اسکے بعد قرضخواہون کو اختیار ہوگا چاہین بیع کی اجازت دیکر ثمن لے لیوین یا بائع سے قیمت کی ضمان لین اور اگر قیمت غلام تاوان لی تو مولی کی بیع نافذ ہوجائیگی اور ثمن اُسی کو ملیگا یہ محیط مین ہی- اور اگر مشتری نے اسکو آزاد نہ کیا بلکہ بیع یا ہبہ کرکے سپرد کیا پس اگر بیع اول بعض امور مذکورہ کے پائے جانے سے تمام ہوگئی یعنے قرضخواہون نے اجازت دیدی یا مولے نے قرضہ ادا کردیا یا ثمن اُنکے قرضہ کے ادا کیواسطے کافی تھا وہ اُنھون نے لیا تو جو تصرف مشتری نے غلام مین کیا ہی وہ نافذ ہوجائیگا- اور اگر مولے نے اسکو فروخت نہ کیا بلکہ کسی شخص کو ہبہ کرکے سپرد کردیا پھر قرضخواہون کو تاوان قیمت ادا کردیا تو ہبہ نافذ ہوگا- پھر اگر مولے نے بحکم قاضی یا بلا حکم قاضی ہبہ سے رجوع کرلیا تو وہ غلام مولی کو دیا جائیگا اور موہوب لہ پر اُسکی کچھ قیمت واجب نہ ہوگی اور نہ قرضخواہون کو غلام لینے کی کوئی راہ ہوگی- پھر اگر مولے نے اُس غلام مین کوئی عیب پایا جس سے قیمت مین بہ نسبت اُس قیمت کے جو اُسنے ڈانڈ بھری ہی نقصان آتا ہی تو مولے کو اختیار ہوگا کہ قرضخواہون کو غلام دیکر اپنی قیمت واپس کرلے اور اگر ہبہ سے رجوع کرنے کے بعد عیب پر واقف ہونے سے پہلے مولی نے اُسکو آزاد یا مدبر کردیا یا اسمین کوئی عیب پیدا ہوگیا تو جسقدر صحیح سالم کی قیمت اور عیب دار کی قیمت مین تفاوت ہی اُسقدر نقصان واپس لے سکتا ہی مگر آزاد اور مدبر کرنے کی صورت کے سوائے اور صورت مین قرضخواہون کو یہ بھی اختیار ہوگا کہ غلام کی قیمت مولی کو واپس کرکے غلام کو لیکر اپنے قرضہ مین فروخت کرین لیکن

اگر مولے یہ چاہے کہ قرضخواہون سے نقصان کا مطالبہ نہ کرے اور غلام کو یون ہی عیب دار لیوے تو کر سکتا ہے
اور اگر یہ صورت باندی مین جس سے شبہہ کے وجہ سے وطی کر لی گئی اور اسکا عقر لازم آیا ہے واقع ہوئی ہو تو بدون
زیادت متصلہ کے پیدا ہو جانے کی وجہ سے قرضخواہون کو اُسکے لینے کی کوئی راہ نہوگی۔ اور اگر مولے نے ماذون
کو فروخت کیا اور مشتری نے اسکو عیب دار کر دیا پھر قرضخواہون نے مولے سے قیمت ڈانڈ لی پھر مشتری نے غلام
مین ایسا عیب پایا جسکے مثل پیدا نہین ہو سکتا ہے اور اسمین دوسرا عیب پیدا ہو گیا اور مشتری نے بائع
سے قیمت نقصان عیب قدیم واپس لی تو بائع کو اختیار نہوگا کہ قرضخواہون سے قیمت واپس لے مگر جو قیمت
ضمان مین دی ہے اُسمین سے بقدر حصہ عیب کے واپس لے سکتا ہے یہ مبسوط مین ہے۔ اگر غلام ماذون نے
اپنے مولی کے ہاتھ کوئی چیز اپنی کمائی کی چیزون مین سے بعوض مثل قیمت کے فروخت کر دی تو جائز ہے بشرطیکہ قرضدار
ہو اور اگر قرضدار نہ ہو تو جائز نہین ہے اور صورت جواز مین اگر ثمن وصول کرنے سے پہلے ماذون مدیون نے
مبیع اپنے مولے کے سپرد کر دی تو مولے کے ذمہ سے ثمن ساقط نہ ہوگا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر ماذون مدیون
نے کم قیمت پر اپنے مولے کے ہاتھ فروخت کی تو امام اعظم رح کے نزدیک نہین جائز ہے خواہ تھوڑا نقصان
ہو یا بہت ہو اور صاحبین کے نزدیک بیع جائز ہے خواہ نقصان قلیل ہو یا کثیر ہو مگر مولے کو یہ اختیار دیا جائیگا
کہ یا تو اس نقصان کو پورا کر دے یا بیع توڑ دے اور یہ جو ہمنے بیان کیا یہ بعضے مشائخ کا بیان ہے اور بعضے مشائخ
نے فرمایا کہ صحیح یہ ہے کہ امام اعظم کا قول صاحبین کے قول کے مثل ہے اور اگر ماذون مدیون نے کسی اجنبی کے ہاتھ
فروخت کی تو امام اعظم رح کے نزدیک جائز ہے خواہ مثل قیمت پر فروخت کی ہو یا بنقصان قلیل یا بنقصان کثیر فروخت کی ہو
اور اجنبی سے یہ نہ کہا جائیگا کہ ثمن کا نقصان اُسکی قیمت تک پورا کر دے۔ پس امام اعظم رح کے نزدیک اصل یہ
ہے کہ ماذون نے اگر اجنبی کے ساتھ معاملہ کیا تو نقصان قلیل و کثیر کا تحمل ہو سکتا ہے۔ اور امام ابو یوسف و امام
محمد رح کے نزدیک اگر اجنبی شخص کے ہاتھ برابر قیمت پر یا فقط اسقدر نقصان ہو کہ لوگ اسکو اندازہ سے برداشت
کرتے ہین فروخت کیا تو جائز ہے اور ایسے نقصان کی صورت مین مشتری سے یہ نہ کہا جائیگا کہ ثمن کو پوری قیمت
تک بڑھا دے کذا فی المغنی۔ اگر غلام ماذون نے اپنے مقبوضہ مال تجارت سے مولے کے مرض الموت مین کوئی
چیز خرید یا فروخت کی پھر مولے نے اس مرض مین انتقال کیا اور غلام نے اس خرید و فروخت مین محاباۃ کی
تھی تو امام اعظم رح کے نزدیک یہ بیع محاباۃ اگر ایسے نقصان کے ساتھ ہو کہ جسقدر لوگ اپنے اندازہ سے برداشت
کر لیتے ہین تو جائز ہے بشرطیکہ محاباۃ اسقدر نہ ہو کہ مولے کے تہائی مال سے تجاوز کر جاوے اور اگر مولے کے
تہائی مال سے تجاوز کیا تو مشتری کو خیار دیا جائیگا چاہے تہائی سے زائد جسقدر نقصان ہے وہ ادا کر دے
یا بیع توڑ دے اور نہ ادا کرے بخلاف اسکے اگر مولے صحیح و تندرست ہو اور غلام ماذون نے محاباۃ کے ساتھ
بیع کی اور ایسا غبن اُٹھایا کہ لوگ اپنے اندازہ مین برداشت کرتے ہین یا نہین کرتے ہین تو امام اعظم رح کے
نزدیک ہر طرح بیع جائز ہے خواہ محاباۃ کا نقصان تہائی مال مولی سے تجاوز کرے یا نہ کرے اور یہ سب امام اعظم رح کا
قول ہے اور صاحبین کے نزدیک اگر ماذون نے خرید و فروخت مین اسقدر محاباۃ کی کہ لوگ اندازہ مین ایسا خسارہ اُٹھاتے
ہین تو جائز ہے اور مشتری کو مبیع دیدی جاویگی بشرطیکہ مقدار نقصان مولے کے تہائی مال سے تجاوز نہ کرے اور اگر

تجاوز کرے تو مشتری مختار ہوگا چاہے پورا کردے یا بیع توڑ دے جیسا کہ اگر مولی نے خود خرید فروخت کرنے مین ایسی محاباۃ کی ہوتی تو یہی حکم تھا اور اگر ماذون نے اسقدر نقصان اٹھایا اور محاباۃ کی کہ لوگ اپنے اندازہ مین نہین برداشت کرتے مین تو صاحبین کے نزدیک بیع جائز ہوگی یہان تک کہ اگر مشتری نے یہ بھی کہا کہ مین مقدار نقصان پورا کرتا ہون اور بیع نہ توڑونگا تو اسکو یہ استحقاق نہین ہے۔ یہ صاحبین کا قول ہے اور یہ سب جو ہمنے ذکر کیا اسوقت ہے کہ غلام پر قرضہ نہو اور اگر اسپر اسقدر قرضہ ہو کہ اُسکے رقبہ اور مال مقبوضہ کو محیط ہو یا نہو اور اُسنے خرید فروخت مین قلیل یا کثیر محاباۃ کی تو صاحبین کے نزدیک بالاتفاق وہی حکم ہے جو غلام کے مقروض نہ ہونے کی صورت مین ہم نے بیان کیا ہے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر ماذون پر قرضہ نہو بلکہ مولے پر قرضہ ہو تو اسمین دو صورتین ہین ایک یہ ہے کہ قرضہ مولے کے تمام مال کو محیط ہو دوسرے یہ کہ محیط نہ ہو پس اگر مولے کے تمام مال کو محیط ہو اور ماذون نے خرید و فروخت مین محاباۃ کی تو محاباۃ مشتری کو سپرد نہ کیجاویگی خواہ قلیل ہو یا کثیر ہو مگر قلیل محاباۃ کی صورت مین بالاجماع مشتری مختار کیا جائیگا کہ چاہے مقدار نقصان کو پورا کردے یا بیع توڑ دے چنانچہ خود مولے کی خرید و فروخت مین یہی حکم ہے اور اگر محاباۃ کثیر ہو تو مسئلہ مین اختلاف ہے امام اعظم رح کے نزدیک مشتری کو اختیار دیا جائیگا اور صاحبین رح کے نزدیک نہ دیا جائیگا قلت۔ یعنے بیع باطل ہوگی اور اگر قرضہ تمام مال مولے کو محیط نہ ہو تو ماذون کی بیع جائز ہوگی خواہ محاباۃ قلیل ہو یا کثیر ہو اور مبیع مشتری کے سپرد کیجائیگی بشرطیکہ بعد اداے قرضہ کے باقی مال مولی کی تہائی سے تلد محاباۃ نہو اور اگر بعد قرضہ کے تہائی مال مولے سے محاباۃ تجاوز کرے تو مشتری مختار کیا جائیگا اور ماذون کی بیع مثل مولے کے خود بیع کرنے کے قرار دیجائیگی اور یہ امام اعظم رح کے نزدیک ہے اور صاحبین کے نزدیک اگر محاباۃ قلیل ہو تو خرید و فروخت جائز ہے اور محاباۃ مشتری کے سپرد کیجائیگی بشرطیکہ بعد قرضہ کے باقی مال مولے کی تہائی سے محابات تجاوز نہ کرے اور اگر تجاوز کرے تو محابات مشتری کے سپرد نہ کیجاویگی مگر مشتری کو اختیار دیا جائیگا اور اگر محابات کثیر ہو تو صاحبین کے نزدیک مشتری کو اختیار نہ دیا جائیگا اور اگر مولے پر اسقدر قرضہ ہو کہ غلام کے رقبہ اور اُسکے پاس کے مقبوضہ مال کو محیط ہو اور غلام پر اسقدر قرضہ ہو کہ اُسکے رقبہ اور اسکے پاس کے مقبوضہ مال کو محیط ہو تو محابات مشتری کے سپرد نہ کیجائیگی خواہ قلیل ہو یا کثیر ہو مگر قلیل محابات کی صورت مین مشتری کو اختیار دیا جائیگا یہ بالاجماع ہے اور اگر کثیر ہو تو بھی امام اعظم رح کے نزدیک یہی حکم ہے کہ مشتری مختار کیا جائیگا اور صاحبین کے نزدیک مختار نہین کیا جائیگا اور یہ سب جو ہمنے ذکر کیا ہے اسوقت ہے کہ ماذون نے اجنبی کیواسطے محابات کی ہو اور اگر مولے کے بعضے وارثون کے ساتھ معاملہ مین ایسی محابات کی ہو اور مولے اسی مرض مین مر گیا تو امام اعظم رح کے نزدیک بیع باطل ہوگی اور وارث کو اختیار نہ دیا جائیگا اور صاحبین کے نزدیک بیع جائز ہوگی اور وارث کو اختیار دیا جائیگا کہ چاہے بیع توڑ دے یا پوری قیمت تک ثمن پورا کردے اور محابات مین سے کچھ بھی وارث کو سپرد نہ کیا جائیگا اگرچہ مولے کے تہائی مال مین برآمد ہوتی ہو لیکن اگر باقی وارث لوگ اجازت دیدین تو ہوسکتا ہے اور یہی حکم ہوگا خواہ مولے پر قرضہ ہو یا نہو یا غلام پر قرضہ ہو یا نہو یہ مغنی مین لکھا ہے اور اگر مولے نے ماذون کے ہاتھ کوئی چیز اُسکے مثل قیمت پر فروخت کی یا مثل سے کم پر فروخت کی تو جائز ہے پھر اگر ثمن وصول کرنے سے پہلے مبیع اُسکے سپرد کردی تو ثمن باطل ہوجاویگا اور جب ثمن باطل ہوا تو ایسا ہوگیا کہ گویا اُسنے

بغیر ثمن فروخت کردی پس بیع جائز نہ ہوگی اور بطلان ثمن سے یہ مراد ہے کہ تسلیم ثمن و اسکا مطالبہ باطل ہوگا اور
مولے کو اختیار ہے کہ مبیع کو واپس کرنے یہ جوہرہ وغیرہ مین ہے اور اگر مولے نے مبیع کو استیفائے ثمن کے واسطے
روک لیا تو جائز ہے جیسے اپنے مکاتب کے ہاتھ فروخت کرنا جائز ہے کذا فی الکافی۔ اور اگر ثمن مین کوئی اسباب ٹھہرا ہو
تو مولی کو اختیار ہوگا کہ جو اسباب غلام سے خریدا ہے اسکا مطالبہ کرے یہ مغنی مین ہے اور اگر مولے نے اپنی متاع اپنے
ماذون کے ہاتھ فروخت کی اور اُسکی قیمت سے زیادہ دامون پر خواہ زیادتی قلیل ہو یا کثیر ہو فروخت کی تو زیادتی
مولے کے سپرد نہ کیجاویگی اور مولے کو خیار ہوگا کہ چاہے بیع توڑ دے یا قیمت مین سے زیادتی کو کم کردے یہ کافی مین ہے
اگر ایک غلام ماذون قرضدار ہو اور اسکے ہاتھ اُسکے مولے نے اپنے مقبوضہ مال سے ایک کپڑا فروخت کیا تو اس
کپڑے مین مولے کا غلام پر ثمن بطور قرضہ کے رہیگا کہ کپڑا فروخت ہو کر اُسکے ثمن مین سے مولی اپنا قرضہ وصول
کرلیگا پھر باقی قرضخواہون کا حصہ ہوگا اور اگر اسمین نقصان رہا تو بقدر نقصان کے قرضہ باطل ہوجائیگا یہ
تاتارخانیہ مین ابانہ سے منقول ہے اور اگر ماذون پر دو شریکون کا قرضہ ہو بعض قرضہ فی الحال واجب الادا ہو اور
بعض میعادی ہو اور مولی نے وہ غلام ایک شریک کو ہبہ کرکے سپرد کردیا تو دوسرے شریک کو ہبہ توڑ دینے کا
اختیار ہے اور اگر اُسنے توڑ دیا تو غلام فروخت کیا جائیگا اور اُسکے ثمن سے یہ شریک جسنے ہبہ توڑا ہے اپنا قرضہ سب
وصول کرلیگا اور جو باقی رہا وہ مولے کا ہوگا اور موہوب لہ کا شریک یا مولے و غلام پر کچھ حق نہ ہوگا اور اگر
مولے نے وہ غلام ایک شریک کے ہاتھ ہزار درم کو فروخت کیا حالانکہ قیمت اُسکی دو ہزار درم تھی اور دوسرے
شریک نے بیع توڑ دی خواہ قبضہ سے پہلے یا بعد تو وہ غلام دونون کے واسطے فروخت کیا جائیگا اور دونون
اُسکے ثمن کو باہم تقسیم کرلین گے اور مشتری کا کچھ قرضہ باطل نہ ہوگا اور اگر ماذون پر میعادی قرضہ ہو اور مولی
نے ماذون کو قرضخواہ کے ہاتھ کچھ قیمت یا زیادتی پر فروخت کیا تو ثمن کا مولے مستحق ہے یہان تک کہ ادائے
قرض کی میعاد آجاوے تب وہ ثمن مولے اُسکے قرضخواہ کے سپرد کریگا اور اگر مولے کے پاس وہ ثمن تلف
ہوگیا تو قرضخواہ کو مولے سے لینے کی کوئی راہ نہین ہے۔ اور اگر اُس غلام ماذون پر کسی دوسرے کا بھی قرضہ مثل
قرضہ مشتری کے ہو اور اُسکی میعاد آگئی تو اُسکے واسطے مولے نصف قیمت کا ضامن ہوگا اور اُسکے سپرد کریگا
اور وہ قیمت اُسی کی ہوگی اُسمین مشتری ساجھی نہین ہوسکتا ہے خواہ مشتری قرضہ مین شریک ہو یا نہ ہو اور اگر
اس قیمت مین جو اُسنے وصول کی ہے شریک ساجھی ہوگیا تو اُسکے سپرد نہ کیجائیگی بلکہ مولے اس سے لے لیگا
پھر دوسرا شریک جسنے نہین خریدا ہے اگر مولے سے لے لیگا یہ مبسوط مین ہے اور مولی کو ماذون مقروض کے فروخت
کا اختیار نہین ہے لیکن اگر قرضخواہ اسکو فروخت کی اجازت دین یا مولے انکا قرضہ ادا کردے یا قاضی خود اُسکی
بیع کا حکم کرے تو بیع جائز ہے یہ سراج الوہاج مین ہے اور اگر ماذون پر میعادی قرضہ ہو اور مولی نے اسکو میعاد سے پہلے
فروخت کیا تو بیع جائز ہے کیونکہ قرضہ میعادی مولے کو بیع سے مانع نہین ہوتا ہے پھر جب میعاد آجاوے تو قرضخواہ کو بیع
توڑنے کا اختیار ہوگا و لیکن مولے سے قیمت کی ضمان لے سکتا ہے یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ اور اگر مولے نے
غلام ماذون کو جسپر بہت قرضے ہین آزاد کیا تو اعتاق جائز ہے اور قرضخواہون کو مولی اُسکی قیمت ڈانڈ دیگا پس اگر
قیمت اور قرض مساوی ہے تو ادا ہوگیا اور اگر قیمت کم ہو تو باقی قرض کیواسطے ماذون بعد آزادی کے ماخوذ ہوگا یعنی قرضخواہ

اُس سے طلب کرینگے اور اگر قیمت قرضہ سے کم ہو تو فقط بقدر قرضہ کے مولی ضامن ہوگا یہ کافی مین ہے اور اگر ماذون پر قرضہ نہ ہو بلکہ اُسنے آزاد یا غلام کو خطا سے قتل کیا ہو اور مولے نے اسکو آزاد کر دیا پس اگر مولے کو اس جنایت کا حال معلوم تھا تو اس فعل سے اُسنے یہ اختیار کیا کہ مین فدیہ دونگا پس اگر مقتول کوئی آزاد ہو تو اسکی دیت ادا کریگا اور اگر مملوک ہو تو اُسکی قیمت ادا کریگا لیکن اگر قیمت دس ہزار درم سے زائد ہو تو اسمین سے دس درم کم کر دیے جاوینگے اور اگر اُسکو اس جنایت کا حال معلوم نہ تھا تو اس غلام کی قیمت تاوان دیگا لیکن اگر قیمت دس ہزار درم تک پہونچ جاوے تو اسمین سے دس درم کم کر لیے جاوینگے یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر اسپر قرضہ محیط ہو اور جنایات بھی محیط ہون یعنے اُسکے رقبہ کو محیط ہون اور مولے نے اُسکو آزاد کر دیا حالانکہ وہ جانتا نہ تھا تو قرضخواہون کو اُسکی پوری قیمت ڈانڈ دیگا اور والیان جنایت کو بھی پوری قیمت ڈانڈ دیگا لیکن اگر دس ہزار درم سے زائد ہو تو دس درم کم کیے جاوینگے یہ تہذیب مین ہے۔ اور اگر مولے نے مدبر یا ام ولد کو تجارت کی اجازت دیدی اور دونون مین سے ہر ایک پر قرضہ چڑھ گیا پھر مولے نے اسکو آزاد کر دیا تو مولی پر ضمان دین یا مدبر و ام ولد کی ضمان قیمت لازم نہ آویگی کذا فی الکافی۔ اور اگر ماذون پر اسقدر قرضہ ہو کہ اُسکے رقبہ و مال مقبوضہ کو محیط ہو اور اس حالت مین مولے نے اُسکی مقبوضہ باندی آزاد کر دی پھر قرضخواہون کو قرضہ ادا کر دیا یا قرضخواہون نے ماذون کو قرضہ سے بری کر دیا یا بعضے قرضخواہون نے معاف کیا یہان تک کہ ایسا ہو گیا کہ اُسکی قیمت سے باقی قرضہ ادا ہو سکتا ہے اور جو اُسکے پاس مال ہے وہ قرضہ سے بڑھتی رہا تو مولے کا باندی آزاد کرنا جائز ہے۔ اور اگر مولے نے ماذون کی باندی آزاد کر دی حالانکہ قبل عتق سے ماذون پر قرضہ محیط ہے پھر مولے نے اسکے بعد اس باندی سے وطی کی اور اس سے ایک بچہ پیدا ہوا اور مولے نے اُسکے نسب کا دعوے کیا تو اُسکی دعوت جائز ہے اور مولے اُسکی قیمت کا ضامن ہوگا کہ قرضخواہون کو تاوان ادا کریگا پھر باندی آزاد ہو جائیگی کیونکہ قرضخواہون کا حق اُس سے ساقط ہو گیا اور وہ ام ولد ہوئی اور مولے پر واجب ہوگا کہ باندی کو اُسکا عقر ادا کرے یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر مولے نے اپنے ماذون مدیون کو مدبر کیا تو تدبیر جائز ہے اور قرضخواہون کو یہ اختیار نہوگا کہ اُسکی تدبیر کو توڑ دین اور جب تدبیر نہین توڑ سکتے ہین تو انکو خیار ہوگا کہ چاہین مولے سے قیمت غلام تاوان لین یا غلام سے اپنے قرضہ کے واسطے سعایت کراوین اور ان دونون باتون مین سے جس بات کو اختیار کر لیا پھر دوسری بات کا انکو استحقاق نہ رہیگا باطل ہو جائیگا پس اگر مولے سے قیمت کی ضمان حاصل کی تو جب تک غلام آزاد نہو تب تک غلام سے مطالبہ وغیرہ کی کوئی راہ اُنکو حاصل نہ ہوگی اور وہ غلام بحالہ ماذون باقی رہیگا اور اگر غلام سے سعی کرانا اختیار کیا تو اُسکی سعایت سے تمام و کمال اپنا قرضہ وصول کر لینگے پھر غلام بحالہ ماذون باقی رہیگا پھر جب ماذون رہا اور اُسنے اسکے بعد خرید و فروخت کی اور اسپر پھر بہت قرضہ چڑھ گیا تو قرضخواہون کو بھی اختیار ہوگا کہ غلام کو ماخوذ کر کے اُس سے اپنے قرضہ کے واسطے سعی کرا دین مگر اُن لوگون کو مولے سے مواخذہ و مطالبہ قیمت کا کچھ اختیار نہوگا ہان غلام سے سعایت کرا سکتے ہین بخلاف پہلے قرضخواہون کے جنکا قرضہ مدبر کرنے سے پہلے غلام پر عائد ہو چکا ہے کہ اُنکے واسطے مولی اُسکی قیمت کا ضامن ہوگا پس اگر دوسرے قرضخواہون نے غلام سے سعایت کرائی اور مال سعایت سے اپنا قرضہ وصول کیا تو پہلے قرضخواہون کو جنھون نے مولی سے مدبر کی

قیمت ضمان مین وصول کرلی ہو اس سعایت مین سے تھوڑا یا بہت کچھ استحقاق نہ ہوگا اور جو کچھ مال سعایت باقی رہیگا وہ مولے کو ملیگا پہلے قرضخواہون کو جنھون نے قیمت تاوان لی ہو تھوڑا یا بہت کچھ نہ ملیگا اور اگر وہ مدبر قتل کیا گیا یہان تک کہ اُسکی قیمت قاتل کے ذمہ واجب ہوئی تو اس قیمت مین سے پہلے قرضخواہون کو جنھون نے مولی سے ضمان قیمت حاصل کرلی ہو کچھ نہ ملیگا بلکہ دوسرے قرضخواہ اس قیمت مین سے اپنا قرضہ وصول کرینگے یہ معنی مین ہے۔ اور اگر غلام ماذون پر تین ہزار درم تین شخصون کے قرض ہون اور ماذون کی قیمت ایک ہزار درم ہو پھر مولے نے اسکو مدبر کردیا پس بعض قرضخواہون نے مولے سے قیمت لینا اختیار کیا اور بعض نے غلام سے سعایت کرانا پسند کیا تو انکو ایسا اختیار ہوگا پس اگر دو قرضخواہون نے ضمان قیمت اختیار کی تو مولی سے دو تہائی قیمت لے سکتے ہین اور ایک تہائی قیمت مولی کو مسلم رہیگی پھر جسنے سعایت غلام پسند کی ہو اگر دوسرے دونون قرضخواہون کی قیمت وصول کرنے سے پہلے اُسنے اپنا حصہ سعایت غلام سے لے لیا تو اسکے مقبوضہ مین دونون کو مشارکت کا اختیار نہوگا اور اگر سعایت سے وصول کرنا اختیار کرنے والے نے مولے سے اپنا حصہ ضمان لینا چاہا یا دوسرے دونون قرضخواہون کی مقبوضہ قیمت مین شرکت چاہی تو اسکو بھی ایسا اختیار نہوگا اور اسیطرح باقی دونون قرضخواہون کو بھی بعد ضمان قیمت اختیار کرنے کے ایسا اختیار نہوگا یعنے سعایت سے وصول کرنا اختیار کرنے والے سے مشارکت یا سعایت غلام سے وصول کرنا اختیار نہین کرسکتے ہین اور اگر دونون نے مولی سے ضمان قیمت لینا اختیار کرنے کے بعد یہ چاہا کہ مدبر کو اپنے قرضہ مین فروخت کرین تو ایسا نہین کرسکتے ہین اگرچہ مولی انکو یہ استحقاق دیدے پھر اسکے بعد اگر مدبر نے خرید فروخت کی اور اُسپر کئی شخصون کا قرضہ چڑھ گیا تو مدبر کی سب کمائی پہلے قرضخواہ کے جسنے سعایت سے وصول کرنا اختیار کیا ہو اور پچھلے قرضخواہون کے درمیان مشترک ہوگی اور ان سب قرضخواہون مین سے کسی کو یہ اختیار نہوگا کہ اورون کے سوائے خود کچھ وصول کرے اور اگر پہلے قرضخواہ نے جسنے سعایت سے وصول کرنا اختیار کیا ہو مدبر کی کمائی مین سے پچھلے قرضخواہون کے قرضہ چڑھنے سے پہلے کچھ لے لیا تو یہ اسی کو دیا جائیگا یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر قرضخواہ اُس سے واقف نہوئے کہ مولے نے اپنے ماذون مقروض کو مکاتب کردیا ہے یہان تک کہ مکاتب نے سب بدل کتابت ادا کردیا اور آزاد ہوگیا تو مولے پر اُسکی قیمت واجب ہوگی جیسے کہ فی الحال آزاد کرنے مین واجب ہوتی تھی پھر اسکے بعد قرضخواہون کو یہ اختیار رہیگا کہ چاہین مولے سے غلام کی قیمت لین اور جو کچھ اُسنے مکاتب سے لے لیا ہو وہ لے کر اپنے درمیان حصہ رسد تقسیم کرلینگے اور اگر کچھ قرضہ باقی رہا تو فی الحال مکاتب آزاد شدہ سے باقی قرضہ کے واسطے مطالبہ کرینگے یا اگر چاہین تو اپنے پورے قرضہ کیواسطے غلام سے مواخذہ کرین پس اگر انھون نے غلام سے مواخذہ کرکے اپنا تمام قرضہ وصول کیا تو مولے کو غلام کی قیمت اور مال کتابت بھی سپرد رہیگا اور غلام کو یہ اختیار نہوگا کہ اسمین سے تھوڑا یا بہت اپنے مولے سے واپس لے یہ معنی مین ہے۔ اور اگر غلام نے کچھ مال کتابت ادا کیا اور کچھ باقی رہا کہ اتنے مین قرضخواہ اگر موجود ہوئے یعنے انکو آگاہی ہوئی تو انکو اختیار ہوگا کہ چاہین کتابت کو باطل کرین اور وہ غلام انکے قرضہ مین فروخت کیا جائیگا اور اگر انھون نے کتابت باطل نہ کی بلکہ اجازت دیدی تو کتابت جائز ہے اور جو کچھ مال مولے نے اجازت کتابت سے پہلے وصول کیا ہے اور جو کچھ باقی رہا سب قرضخواہون مین حصہ رسد تقسیم ہوگا۔ اور اگر وہ مال کتابت جو مولے نے

قبل اجازت کے وصول کیا ہو اُسکے پاس تلف ہوگیا پھر قرضخواہون نے اجازت دیدی تو کتابت جائز ہے اور مولے اُس مال مقبوضہ کتابت کا ضامن نہوگا۔ اور اگر بعض نے کتابت کی اجازت دی اور بعض نے اجازت نہ دی تو جبتک سب قرضخواہ اجازت نہ دین تب تک کتابت جائز نہ ہوگی۔ اور اگر اُنھون نے کتابت توڑ دینے کا قصد کیا اور اتنے مین مولے نے انکا قرضہ یا خود غلام نے ادا کردیا تو پھر اسکے بعد انکو کتابت باطل کرنیکا اختیار نہ ہوگا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر ماذون کا قرضہ میعادی ہو تو مولے کو اُس سے خدمت لینے کا اختیار ہے اور اگر فی الحال واجب الادا ہو تو قرضخواہون کو اُس سے ممانعت کرنے کا اختیار ہے اسی طرح اگر مولے نے ماذون کو سفر مین ساتھ لیجانے کا قصد کیا تو درصورت میعادی قرضہ ہونے کے قرضخواہون کو ممانعت کا اختیار نہ ہوگا اور اگر فی الحال واجب الادا ہو تو منع کرسکتے ہین اسی طرح مولے اسکو رہن کرسکتا ہے اور اجارہ دے سکتا ہے بشرطیکہ قرضہ میعادی ہو پھر اگر مدت اجارہ گذرنے سے پہلے قرضہ کی میعاد آگئی تو یہ عذر ہوگا اور قرضخواہ لوگ اجارہ توڑ سکتے ہین مگر رہن راہن کی طرف سے لازم ہوگا اور میعاد آجانے پر قرضخواہون کو رہن کے توڑنیکا اختیار نہوگا جیسے کہ انکو اُس بیع کے توڑنیکا اختیار نہین ہوتا ہے جو مولے کیطرف سے نافذ ہوگئی لیکن مولے سے اُسکی قیمت کی ضمان لے سکتے ہین پھر اگر ایسا ہوا کہ جب قرضخواہون نے اُس سے ضمان لینے کا قصد کیا تب اُسنے فک رہن کرکے قرضخواہون کے سپرد کردیا تو ضمان سے بری ہوجائیگا اور اگر قاضی نے اسپر ضمان قیمت کی ڈگری کردی اسکے بعد اُسنے فک رہن کیا تو اسپر قیمت واجب ہوگی اور غلام اُسی کا ہوگا اور قرضخواہ لوگون کو غلام لینے کی کوئی راہ نہ ہوگی اور اگر مولے نے فک رہن سے انکار کیا اور قرضخواہون کے نام غلام کی ڈگری ہوئی کہ اُسکو اپنے قرضہ مین فروخت کرین تو انکو ایسا اختیار ہوگا یہ مبسوط مین ہے۔ غلام ماذون قرضدار کو اُسکے مولے نے ایک شخص کے ہاتھ فروخت کیا اور اُسکو قرضہ سے آگاہ کیا تو قرضخواہون کو بیع رد کردینے کا اختیار ہوگا اور اُسکی تاویل یہ ہے کہ یہ حکم اسوقت ہے کہ قرضخواہ اُسکے ثمن کو وصول نہ پاسکتے ہون اور اگر وصول پاسکتے ہون اور بیع مین محابات ہو تو انکو رد بیع کا اختیار نہوگا مگر صحیح یہ ہے کہ اگر ثمن اُنکے قرضہ کے ادا کے واسطے کافی ہو تو انکو بیع رد کرنیکا اختیار ہوگا یہ جامع صغیر مین ہے اور اگر اپنے قرضدار غلام کو فروخت کیا اور مشتری نے اُسپر قبضہ کرلیا پھر بائع غائب ہوگیا تو مشتری قرضخواہون کا خصم نہ ٹھہرایا جائیگا بشرطیکہ قرضہ سے انکار کرے یہ امام اعظم اور امام محمد رح کا قول ہے اور اگر مشتری نے اُنکے قرضہ کی تصدیق کی تو بالاجماع قرضخواہون کو رد بیع کا اختیار ہوگا اور اگر بائع حاضر اور مشتری غائب ہو تو بالاجماع قرضخواہون اور بائع مین خصومت نہوگی تاوقتیکہ مشتری حاضر نہو لیکن قرضخواہون کو بائع سے ضمان قیمت لینے کا اختیار ہوگا اور جب ضمان قیمت لے لی تو بیع جائز ہوگی اور ثمن بائع کا ہوگا اور اگر اُنھون نے اجازت بیع دیدی تو ثمن لے سکتے ہین یہ تبیین مین ہے۔ اور اگر ماذون پر قرضہ نہو اور مولے نے اسکو حکم دیا کہ زید کیطرف سے ہزار درم کی کفالت کرے پس ماذون نے مکفول لہ سے کہا کہ اگر زید تجکو تیرے ہزار درم جو اُسپر آتے ہین نہ دیگا تو یہ مال مجھپر ہے تو ضمان جائز ہے اور اسی طرح اگر یون کہا کہ اگر زید مرگیا اور جو کچھ تیرا مال اسپر آتا ہے تجھے ادا نہ کیا تو وہی مجھپر ہوگا تو یہ بھی اُسکے قول کے موافق جائز ہے پھر اگر مولے نے اس ماذون کو اپنی ملک سے بطریق بیع یا ہبہ کے نکالدیا پھر مکفول عنہ یعنے زید قبل ادائے حق مکفول لہ کے مرگیا تو مکفول لہ کو اختیار ہوگا کہ مولے سے ماذون کی قیمت

اور قرضہ سے جو مقدار کم ہو ضمان لے اور مولی کی بیع و ہبہ باطل ہوگا اسی طرح اگر ضمان درک کیواسطے ضامن
ہونے کا حکم کیا تو بھی یہی حکم ہے۔ اور اگر مولے نے ایک مکان فروخت کیا اور ماذون کو حکم دیا کہ مشتری کیواسطے
ضمان درک کا ضامن ہوجاوے پھر مولے نے وہ ماذون فروخت کر دیا پھر وہ مکان استحقاق مین لے لیا
گیا تو مشتری کو اختیار ہوگا کہ مولے سے ماذون کی قیمت اور ثمن مین سے جو کم ہو اسکی ضمان لیوے باعتبار اسکے کہ
اُسنے مشتری کا محل حق[۱] معدوم کر دیا ہے اور اگر مولے نے اسکو اپنی ملک سے خارج نہ کیا یہانتک کہ ماذون پر
اسقدر قرضہ چڑھ گیا کہ اُسکے رقبہ کو محیط ہو گیا پھر مشتری کے ہاتھ سے وہ مکان استحقاق مین لے لیا گیا تو غلام
کے ذمہ وہ مال جو اُسکی گردن پر ہے مع مال ضمان سب لازم ہوگا یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر مولے نے ماذون کے ہاتھ
اپنا کوئی گھر فروخت کیا پس اگر غلام مقروض نہو تو یہ بیع نہوگی اور اگر مقروض ہو تو بیع جائز ہے پس اگر اسکا ثمن اُسکی
قیمت کے برابر یا کم ہو تو شفیع کو شفعہ پہونچتا ہے اور اگر زیادہ ہو تو امام اعظم رح کے نزدیک بیع باطل ہوگی اور اسمین
شفعہ کچھ نہ ہوگا اور امام ابو یوسف و امام محمد رح نے فرمایا کہ زیادت باطل ہوگی اور شفیع اسکو شفعہ مین برابر بے لیگا
بشرطیکہ مولے اسقدر پر راضی ہو یہ ینابیع مین ہے۔ اور اگر ماذون نے کچھ خرید و فروخت کیا تو اسمین مولی کا استحقاق
شفعہ نہوگا بشرطیکہ ماذون پر قرضہ نہو اسی طرح اگر مولے نے خرید و فروخت کیا تو اسمین ماذون کو استحقاق شفعہ
نہوگا اگر ماذون قرضدار نہو اور اگر قرضدار ہوگا تو دونون مین سے ہر ایک کو سب صورتون مین استحقاق شفعہ حاصل
ہوگا مگر ہان ایک صورت مین اور وہ یہ ہے کہ اگر غلام نے ایک گھر اسکی قیمت سے اسقدر کمی پر جو لوگ اپنے
اندازہ سے اُٹھاتے ہین یا نہین اٹھاتے ہین فروخت کیا تو مولے کو اُسمین شفعہ کا استحقاق نہوگا اور اگر غلام نے
اپنے مولے کے ہاتھ ایک گھر فروخت کیا حالانکہ اُسپر قرضہ نہین ہے اور ایک اجنبی اُسکا شفیع ہے تو اجنبی کو شفعہ
نہ ملیگا اور اگر اسپر قرضہ ہو اور بیع اُسکے مثل قیمت یا زیادہ پر واقع ہوئی تو اجنبی کو شفعہ کا استحقاق ہوگا اور اگر
قیمت سے کم ثمن پر واقع ہوئی تو امام اعظم رح کے نزدیک شفیع کو شفعہ نہ ملیگا اور صاحبین کے نزدیک
شفیع اسکو برابر قیمت پر لے سکتا ہے ورنہ چھوڑ دے پس اگر شفیع نے چھوڑ دیا تو مولے کو اختیار ہوگا کہ چاہے
پوری قیمت مین خرید لے یہ مبسوط مین ہے مولے نے اگر اپنے ماذون کا نکاح کر دیا تو جائز ہے یہ تاتارخانیہ مین
ہے۔ ایک غلام ماذون التجارۃ نے ایک باندی خریدی اور وہ قرضدار نہین ہے پس مولے نے اسی کے ساتھ
باندی کا نکاح کر دیا تو جائز ہے اور وہ باندی تجارت سے باہر ہو گئی کہ ماذون اُسکو فروخت نہین کر سکتا ہے اور اسکے
بعد اگر ماذون پر قرضہ چڑھ گیا تو قرضخواہون کیواسطے وہ باندی فروخت نہ کیجائیگی اور اگر ماذون نے قرضداری
کی حالت مین باندی خریدی ہو اور مولے نے اُسی کے ساتھ نکاح کر دیا تو قرضہ کی وجہ سے نکاح جائز نہوگا اور
ماذون کو اختیار ہوگا کہ اس باندی کو اور اس باندی سے جو بچہ ماذون کے نطفہ سے پیدا ہوا ہے فروخت کرے
اور اگر بعد تزویج کے مولے نے اُسکا قرضہ ادا کر دیا تو جائز ہے جیسا کہ قرضہ نہونے کی صورت مین جائز تھا پس یہ بھی
بمنزلہ اُسی کے ہے یہ مغنی مین ہے۔ اور اگر ماذون نے مولے کے حکم سے زید کیطرف سے ہزار درم کی کفالت کر لی حالانکہ
اُسپر قرضہ نہین ہے پھر مولے نے اسکو فروخت کیا تو مکفول لہ کو اُسکی بیع توڑ دینے کا اختیار ہوگا اور اگر بجائے
کفالت مال کے زید کی طرف سے کفالت بالنفس قبول کی ہو تو مکفول لہ کو بیع توڑنے کا اختیار نہوگا و لیکن غلام

[۱] یعنی جس محل سے اسکا حق شفعہ متعلق ہے وہ معدوم کر دیا ہے

سے بجہان کہین ہوگا کفالت کا مواخذہ کرسکتا ہی اور یہ امر غلام مین عیب شمار ہوگا اور مشتری کو خیار حاصل ہوگا کہ چاہے اس عیب کی وجہ سے واپس کردے اور اگر اس طور سے کفالت ہو کہ اگر مطلوب تجکو اس مدت تک تیرا حق جو اسپر ہی ادا نہ کرے تو مین اُسکے نفس کا کفیل ہون تو ایسی کفالت کے عیب کی وجہ سے مشتری اسکو واپس نہین کرسکتا ہی تا وقتیکہ شرط کا وجود متحقق نہو پھر جب شرط پائی جانے سے غلام پر کفالت واجب ہوجاوے تو مشتری اسکو واپس کرسکیگا بشرطیکہ وقت خرید کے اسکو اس عیب سے آگاہی نہوئی ہو اور اگر اسکو وقت خرید کے معلوم ہوگیا ہو تو پھر اس عیب کی وجہ سے کبھی واپس نہین کرسکتا ہی یہ مبسوط مین ہی مولے نے اگر قرضخواہون کی اجازت سے ماذون کو فروخت کیا تو صحیح ہی اور قرضخواہون کا حق ثمن کیطرف متحول ہوجائیگا اور مولے بمنزلہ وکیل کے ہوجائیگا حتے کہ اگر مشتری سے وصول نہوا ڈوب گیا تو یہ قرضخواہونکا مال گیا اور اگر مولے نے وصول کیا اور اُسکے پاس تلف ہوگیا تو بھی قرضخواہون کا مال گیا ولیکن قرضخواہونکا قرضہ ساقط نہوگا بلکہ جب غلام آزاد ہوجائیگا تو اس سے مواخذہ کرینگے یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور اگر مولے نے اپنے غلام ماذون کو حکم دیا اُسنے زید کیطرف سے عمرو کے واسطے ہزار درم کی کفالت اس طور سے کی کہ اگر زید بدون عمرو کا مال ہزار درم ادا کئے ہوے مرگیا تو ماذون اس مال کا ضامن ہی تو یہ جائز ہی پھر اگر مولے نے عمرو کے ہاتھ یہ غلام ہزار درم کو یاکم کو فروخت کیا تو بیع جائز ہی اور ثمن اسکا مولے وصول کرکے جو چاہے کرے پھر اگر مکفول عنہ یعنے زید بدون ادائے مال عمرو کے مرگیا تو خریدار یعنی عمرو کو مولے سے ثمن واپس لینے کا اختیار ہوگا کہ اسکو اپنے ادائے قرض مین شمار کرلیگا اور اگر مولے کے پاس وہ ثمن تلف ہوگیا ہو تو مولے کچھ ضامن نہوگا اور اگر تھوڑا تلف ہوگیا ہو تو خریدار باقی کو اپنے ادائے قرض مین لے لیگا اور جو تلف ہوگیا وہ نابود شمار ہوگا اور اگر مولے کے پاس ثمن تلف ہوگیا پھر مشتری نے غلام مین کچھ عیب پاکر واپس کرنا چاہا تو واپس کرسکتا ہی اور مولے پر ثمن کی بابت اُسکا کچھ حق نہوگا ولیکن وہ غلام اُسکے ثمن مین فروخت کیا جائیگا پس اُسکے ثمن سے اپنا ثمن جو اُسنے مولے کو دیا تھا وصول کرلیگا پھر اگر کچھ باقی رہا تو اسکو اپنے پہلے قرضہ مین لے لیگا اور اگر دوسرا ثمن بہ نسبت اول کے کم ہو تو مولے پر اس کمی مین کچھ واجب نہوگا کذا فی المبسوط

پانچوان باب جس سے ماذون مجبور ہوجاتا ہی اور جس سے مجبور نہین ہوتا ہی اُسکے اور جو اقرار مجبور سے متعلق ہی اُسکے بیان مین۔ جاننا چاہیے کہ حجر سے اذن باطل ہوجاتا ہی ولیکن یہ شرط ہی کہ حجر مثل اذن کے ہو حتے کہ اگر اذن عام ہو باین طور کہ اسکو اہل بازار جانتے ہون تو حجر جب کارآمد ہوگا کہ جب حجر بھی عام ہو یعنے اکثر اہل بازار اس سے واقف ہوجاوین اور اگر اس سے کم ہو تو کارآمد نہوگا باین طور کہ ایک شخص یا دو شخصون کے سامنے یا تین آدمیون کے سامنے یا اپنے گھر مین مجبور کیا خواہ غلام اُس سے واقف ہوجاوے یا واقف نہو یہ حجر کارآمد نہوگا اور اگر اذن خاص ہو باین طور کہ اُسکی اہل بازار مین یہ خبر منتشر نہوئی ہو مثلاً ایک یا دو یا تین شخصون کے سامنے غلام کو ماذون کیا ہو تو اگر انھین لوگون کے سامنے غلام کو مجبور کیا اور غلام واقف ہوگیا تو یہ حجر کارآمد ہوگا یعنے غلام مجبور ہوجائیگا یہ مغنی مین ہی۔ اور اگر اذن فقط غلام کے سامنے ہو تو اُسی کے سامنے اسکو مجبور کردینا کارآمد ہوگا قال المترجم اور حاضر و سامنے ہونے مین آگاہ ہونا کافی ہی علی ما اصطلح القوم رح۔ اور اگر غلام اُس سے واقف نہوا تو حجر

کار آمد نہ ہوگا اور اگر غلام کو اجازت دیدی اور وہ آگاہ ہوگیا پھر اسکو مجبور کیا اور وہ آگاہ نہوا تو حجر کار آمد نہوگا
اور اگر اسکو اذن دیا اور وہ آگاہ نہوا پھر مجبور کیا اور وہ آگاہ نہوا تو حجر کار آمد ہوگا کذا فی الذخیرہ۔ اور اگر ماذون
کو اپنے گھر مین اکثر اہل بازار کے سامنے مجبور کیا تو مجبور ہوجائیگا یہ کافی مین ہے۔ **قال المترجم** حاصل یہ ہو کہ
اذن وحجر مین باعتبار عموم وخصوص وعلم ماذون وعدم علم کے عرفاً مقابلہ ومساوات ہونی چاہیے۔ اور اگر ماذون
کسی شہر کو تجارت کے واسطے گیا پھر اکثر اہل بازار مولے کے مکان پر آئے اور اُنکے سامنے شہادت کے ساتھ
مولے نے ماذون کو مجبور کیا حالانکہ غلام اُس سے واقف نہین ہے تو وہ مجبور نہوگا اور یہ امر اسکے حق مین حجر نہوگا
اسی طرح اگر غلام اس شہر مین موجود ہو مگر وہ حجر سے واقف نہوا تو یہ امر اسکے حق مین حجر نہ ہوگا اور جو کچھ اُسنے
قبل حجر سے واقف ہونے کے اپنے اہل بازار وغیرہ کے ساتھ تصرف کیا وہ سب نافذ ہوگا اور جب ایک یا دو
روز کے بعد غلام اُس سے واقف ہوا تو واقف ہونے کے وقت سے وہ مجبور قرار دیا جائیگا اور قبل وقوف کے جو
خرید وفروخت اُس سے صادر ہوئی وہ سب جائز ہوگی یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر ماذون کے مجبور کرنے کے بعد غلام
کے آگاہ ہونے سے پہلے مولی نے اسکو خرید فروخت کرتے دیکھا اور منع نہ کیا پھر غلام کو مجبور ہونا معلوم ہوا تو استحساناً
ماذون باقی رہیگا یہ مغنی مین ہے۔ اور اگر مولے نے ماذون کو فروخت کیا پس اگر اسپر قرضہ نہو تو مجبور ہوجائیگا خواہ اہل
بازار واقف ہوجاوین یا نہ ہون اور اگر اسپر قرضہ ہو تو مشتری کے قبضہ کرنے سے پہلے مجبور نہ ہوگا بخلاف صورت اول
کے کہ اسمین نفس بیع سے مجبور ہوجاتا ہے اور یہ اس صورت مین ہے کہ قرضہ فی الحال واجب الادا ہو اور اگر غلام کا قرضہ
میعادی ہو تو مولی کو اسکی بیع سے ممانعت نہ کیجائیگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ اور اگر مولے نے ماذون کسی
شخص کو ہبہ کردیا اور موہوب لہ نے قبضہ کرلیا تو مجبور ہوجائیگا پھر اگر ہبہ سے رجوع کیا تو اجازت عود نہ کریگی اور
یہی حکم بیع کی صورت مین ہے کہ اگر مشتری نے ماذون مین کوئی عیب پاکر بحکم قاضی اُسکو واپس کیا تو اجازت عود نہ
کریگی اگرچہ مولی کی قدیم ملک پھر عود کر آئی ہے یہ محیط مین ہے۔ اگر مولے نے ماذون کو بطور بیع فاسد کے بعوض شراب یا
سور کے فروخت کر کے مشتری کے سپرد کیا اُسنے مشتری کے قبضہ مین خرید فروخت کی پھر بائع کو واپس دیا گیا
تو وہ مجبور رہیگا اسی طرح اگر اُسپر مشتری نے بائع کے حکم سے بائع کے حضور یا عدم حضور مین قبضہ کیا یا بائع کے
حضور مین بغیر اُسکے حکم کے قبضہ کیا تو بھی یہی حکم ہے اور اگر بعد افتراق کے بلا حکم بائع کے اُسپر قبضہ کیا تو مجبور نہوگا
اور اگر مردار یا خون کے عوض فروخت کیا ہو تو بسبب بطلان بیع کے ان سب صورتون مین مجبور نہ ہوگا یہ
مبسوط مین ہے اور اگر مولی نے بطور بیع صحیح کے تین روز کی اپنی خیار شرط پر فروخت کیا تو جبتک بیع نافذ نہو جاوے
تب تک وہ غلام ماذون رہیگا کیونکہ مولی کی ملک سے خارج نہین ہوا اور اگر مشتری کیواسطے خیار کی شرط ٹھہری ہو تو
مجبور ہوجائیگا یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ اور اگر مولے نے اہل بازار کے حضور مین اپنے ماذون کو مجبور کیا حالانکہ غلام غائب ہے
اور مولے نے اُسکے پاس حجر سے آگاہ کرنے کے واسطے ایک ایلچی بھیجدیا اُسنے غلام کو آگاہ کردیا تو غلام مجبور ہوجائیگا
خواہ وہ ایلچی آزاد ہو یا مملوک ہو خواہ عورت ہو یا مرد ہو خواہ عادل ہو یا فاسق ہو اسی طرح اگر اسکو خط لکھکر بھیجا اور خط
پہونچگیا تو مجبور ہوجائیگا خواہ نامہ بر آزاد ہو یا مملوک ہو خواہ مرد ہو یا لڑکا یا عورت ہو خواہ عادل ہو یا فاسق ہو یہ عینی
مین ہے اور اگر ماذون کو مجبور ہوجانے کی خبر کسی ایسے شخص نے دی جسکو مولے نے نہین بھیجا تھا تو

ح

امام اعظم رحمہ کے قیاس مین مجور نہ ہوگا تاوقتیکہ اُسکو دو شخص خبر نہ دین یا ایک شخص عادل جسکو غلام پہچانتا ہو خبر دے
اور امام ابو یوسف و امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ جو شخص عورت یا مرد یا لڑکا اسکو یہ خبر دیدے تو مجور ہوجائیگا بعد ازانکہ خبر
سچی ہو کذا فی المبسوط۔ اور قولہ بعد ازانکہ خبر سچی سواس قول کے یہ معنی ہین کہ اسکے بعد سولے اگر اقرار کرے کہ مین نے
مجور کیا ہے اور اگر اُس نے انکار کیا تو مجور نہوگا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر ماذون پر جنون مطبق طاری ہوگیا کہ جس سے افاقہ نہین
ہوتا ہے تو مجور ہوجائیگا پھر اگر اسکے بعد اُسکو افاقہ ہوگیا تو اذن عود نہ کریگا یہ سراج الوہاج مین ہے۔ اور اگر جنون مطبق
نہو یعنی جنون سے مجنون ہوجاتا ہو پھر افاقہ ہوجاتا ہو تو مجور نہ ہوگا۔ پھر جنون مطبق کی حد مین اختلاف کیا ہے امام
محمد رحمہ نے فرمایا کہ اگر ایک مہینہ سے کم ہو تو جنون مطبق نہین ہے اور اگر ایک مہینہ یا زیادہ ہو تو مطبق ہے پھر اس
قول سے رجوع کیا اور کہا کہ ایک سال سے کم مطبق نہین ہے اور ایک سال یا زیادہ تک مطبق ہے یہ ینابیع مین ہے۔ اور
تجنیس مین ہے کہ اگر ماذون مرتد ہوگیا تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک مجور ہوجائیگا اور صاحبین کے نزدیک نہ ہوگا پھر
جب دار الحرب مین جاملا تو وقت لحوق سے صاحبین کے نزدیک اور وقت ارتداد سے امام اعظم رحمہ کے نزدیک
مجور ہوگا اور اگر اُسپر بیہوشی طاری ہوئی یعنی بدون نشہ پیئے ہوئے اغماء طاری ہوا تو مجور نہ ہوگا یہ سراج الوہاج مین
ہے۔ اور اگر دار الحرب مین جاملنے اور مشرکون کے ہاتھ گرفتار ہونے کے بعد قید ہوکر آیا تو اُسکا مولے اسکا حقدار
ہوگا اور جو قرضہ اُسپر تھا وہ بحالہ باقی رہیگا یہ امام اعظم رحمہ کے نزدیک ہے اور صاحبین نے فرمایا کہ قرضہ باطل ہو
جائیگا یہ تاتارخانیہ مین ہے اور اگر ماذون بھاگ گیا تو ہمارے علمائے ثلثہ کے نزدیک مجور ہوجائیگا پھر اگر اباق
سے واپس آیا تو کیا اذن عود کریگا یا نہین سواس صورت کو امام محمد رحمہ نے کتاب مین ذکر نہین کیا اور مشائخ
نے اسمین اختلاف کیا ہے اور صحیح یہ ہے کہ عود نہ کریگا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر غلام نے حالت اباق مین خرید فروخت
کی تو اسمین سے اُسپر کوئی عقد لازم نہوگا پھر اگر غلام کے ساتھ معاملہ بیع کرنے والے نے یہ کہا کہ غلام بھاگا
ہوا نہ تھا بلکہ مولے نے اسکو بھیجا تھا اور مولے نے کہا کہ بھاگا ہوا تھا تو قول اُسی کا لیا جائیگا جسنے غلام سے
بیع کا معاملہ کیا ہے اور مولے پر گواہ لانا واجب ہوگا کہ میرا غلام بھاگا ہوا تھا اور اُسنے حالت اباق مین اسکے ساتھ
خرید و فروخت کا معاملہ کیا تھا اور اگر دونون نے اپنے دعوے کے گواہ پیش کئے تو جسنے غلام سے معاملہ بیع
کیا ہے اسی کے گواہ مقبول ہونگے اور اگر مولے اور معاملہ کرنے والے نے غلام کے اباق پر اتفاق کیا مگر معاملہ کرنے
والے نے یہ کہا کہ مین نے اباق سے پہلے اسکے ساتھ معاملہ کیا تھا اور مولے نے کہا کہ نہین بلکہ بعد اباق کے معاملہ
کیا ہے تو بھی معاملہ کرنے والیکا قول لیا جائیگا اور اگر دونون نے گواہ پیش کئے تو بھی بائع کے گواہ مقبول ہونگے یہ
مغنی مین ہے۔ اگر غلام مدبر کو ماذون کیا ہو اور وہ بھاگ گیا تو مجور نہوگا اور اگر غلام ماذون کو کسی شخص نے غصب کیا
تو کتاب مین اُسکا حکم مذکور نہین ہے اور مشائخ نے فرمایا کہ صحیح یہ ہے کہ مجور نہ ہوگا اور اگر ماذون کو حربی دشمن نے
قید کرلیا تو دار الحرب مین محفوظ کرلینے سے پہلے مجور نہ ہوگا اور جب لیجا کر دار الحرب مین محفوظ کرلیا تو مجور ہوجائیگا
پھر اگر اسکے بعد وہ غلام اُسکے مولے کے ہاتھ آیا تو ماذون نہوجائیگا یعنے اذن عود نہ کریگا یہ فتاوی قاضی خان
مین ہے۔ غلام ماذون نے ایک غلام خرید کر اسکو تجارت کیواسطے اجازت دی حتی کہ اجازت صحیح ہوئی پھر مولے
نے دونون مین سے ایک کو مجور کیا پس اگر دوسرے کو مجور کیا تو اسکا مجور کرنا صحیح نہین ہے خواہ اول پر قرض ہو یا نہو اور اگر

ع
جنون مطبق کی کیا حد ہے
کہ ایک ماہ تک برابر رہے
اور اسی پر مبسوط
مین فتوی ہے لیکن
ینابیع مین ہے کہ ایک
سال تک جنون رہنا

اول کو مجور کیا تو مجور ہو جائیگا پھر آیا دوسرا بھی مجور ہو جائیگا یا نہیں سو اگر اول پر قرض ہو تو مجور ہو جائیگا اور اگر
اول پر قرض نہو تو دوسرا مجور نہ ہو جائیگا قال المترجم ہکذا فی النسخۃ الموجودۃ۔ اور اگر اسمین سے کوئی بات
نہوئی بلکہ غلام اول مرگیا تو اُسکا حکم وہی ہی جو غلام اول کے مجور کرنے مین مذکور ہوا ہی۔ اگر غلام اول نہین
مرا بلکہ مولے مرگیا تو دونون غلام مجور ہو جاوینگے خواہ غلام اول مقروض ہو یا نہو یہ عینی مین ہی۔ اور اگر اپنے
مکاتب کے ماذون کو مولے نے مجور کیا تو نہین جائز ہی جیسے ماذون کے ماذون کو مجور کرنا نہین جائز ہی یہ
خزانۃ المفتین مین ہی اگر مکاتب نے اپنے غلام کو تجارت کے واسطے اجازت دی پھر خود عاجز ہو گیا خواہ اُسپر
قرضہ ہی یا نہین ہی تو اُسکا ماذون بھی مجور ہو جائیگا اسی طرح اگر مکاتب ادائے کتابت کے لائق کافی مال یا غیر
کافی مال یا کتابت کے اندر جنا ہوا لڑکا چھوڑ کر مرگیا تو بھی یہی حکم ہی پھر اگر فرزند مکاتب نے بعد موت مکاتب کے
غلام کو تجارت کی اجازت دی تو اُسکی اجازت جائز نہ ہوگی اسی طرح اگر آزاد مرگیا اور اُسپر قرضہ ہی اور اسکا ایک
غلام ہی کہ اسکو وارث نے تجارت کیواسطے اجازت دی تو اجازت باطل ہی پھر اگر وارث نے مال میت سے قرضہ
ادا کر دیا تو بھی اُسکی اجازت نافذ نہوگی اور اگر وہ مال جو اُسنے میت کیطرف سے ادا کیا ہی اسکو طالب نے معاف کر دیا
بعد از انکہ وارث غلام کو تجارت کی اجازت دے چکا ہی تو اجازت نافذ ہو جائیگی۔ اور اگر میت پر قرضہ نہو بلکہ غلام پر
قرضہ ہو تو وارث کا تجارت کیواسطے غلام کو اجازت دینا جائز ہوگا۔ اسی طرح اگر مکاتب کے بیٹے نے اُس غلام کو
جسکو اُسکے باپ نے بعد موت کے چھوڑا ہی اجازت دی پھر کسی شخص سے مال قرض لیکر کتابت ادا کی تو اُسکی اجازت
صحیح نہوگی اور اگر کسی شخص نے مکاتب کے بیٹے کو کچھ مال ہبہ کیا پھر اُسنے مال کتابت ادا کر دیا تو غلام کو اُسکا
اجازت دینا صحیح ہوگا یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر وصی نے یتیم یا اُسکے غلام کو تجارت کی اجازت دی پھر خود مرگیا اور
کسی دوسرے کو وصی مقرر کر گیا تو اُسکی موت سے یتیم و اُسکا غلام مجور ہو جائیگا اور اگر قاضی نے اسکو اجازت
دی پھر قاضی معزول ہو گیا یا مرگیا تو یتیم و اسکا غلام ماذون رہیگا یہ خزانۃ المفتین ہی۔ اور فتاوے عتابیہ مین
لکھا ہی کہ اگر باپ نے اپنے بیٹے کے غلام کو اذن تجارت دیا پھر باپ نے اسکو خریدا یا وارث ہوا تو اذن باطل
ہو جائیگا اور نابالغ کے غلام کا اذن اُسکے بالغ ہونے سے باطل نہ ہوگا اور ایسے ہی اُسکے بالغ ہونے کے بعد
باپ کے مرنے سے بھی باطل نہوگا اور اگر باپ نے نابالغ بیٹے کے غلام کو تصرف کرتے دیکھا اور خاموش رہا
تو یہ اذن ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور اگر مولے مرتد ہو گیا پھر غلام نے خرید فروخت کی پس اگر مولے قتل کیا گیا یا
مرگیا یا دار الحرب مین جا ملا اور قاضی نے اُسکے لحاق کا حکم جاری کر دیا تو جو تصرف غلام نے اُسکے مرتد ہونے
کے بعد کیا ہی سب باطل ہی اور اگر دار الحرب مین جا ملنے سے پہلے یا جا ملنے کے بعد حکم قاضی جاری ہونے سے پہلے مسلمان
ہو کر واپس آیا تو امام اعظم رہ کے نزدیک سب تصرفات جائز ہونگے اور امام ابو یوسف و امام محمد رہ نے فرمایا کہ سب
تصرفات جائز ہین سوائے اس تصرف کے جو مولے کے دار الحرب مین جا ملنے کے بعد اس سے صادر ہوا ہی وہ باطل ہوگا
بشرطیکہ واپس نہ آیا ہو یہانتک کہ قاضی نے اسکے لحاق کا حکم جاری کر دیا ہو اور اگر اس سے پہلے واپس آیا ہو
تو جائز ہی یہ مبسوط مین ہی اور اگر عورت مرتد ہوئی ہو تو اُسکا ماذون اُسکے اذن پر رہیگا اور اگر وہ عورت دار الحرب مین
جا ملی اور قاضی نے اُسکے لحاق کا حکم دیدیا تو اسکا ماذون مجور ہو جائیگا اور اگر حکم قاضی سے پہلے واپس آئی تو ماذون اپنے

اذن پر رہیگا یہ خزانۃ المفتیین مین ہی۔ اگر مضارب نے مال مضاربت کے کسی غلام کو تجارت کی اجازت دی تو یہ اجازت رب المال پر جائز ہوگی اور اگر رب المال نے اسکو مجبور کیا تو حجر باطل ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر ماذونہ باندی اپنے مولے سے بچہ جنی تو مجبور ہوجائیگی اور اگر اُسپر قرضہ چڑھ گیا ہو تو مولے اسکی قیمت کا ضامن ہوگا اور اگر مولے کے سوائے کسی دوسرے سے بچہ جنی ہو تو مجبور نہ ہوگی پھر دیکھا جائیگا کہ اگر بچے کے دودھ چھوٹنے تک اسپر قرضہ نہین ہوا ہی تو لڑکا مولے کا ہوگا حتے کہ اگر اُسکے بعد اسپر قرضہ ہوگیا تو قرضخواہوں کو بچہ کی گردن مین کچھ حق نہ ہوگا اور اگر ثبوت قرضہ کے بعد اُسکے بچہ ہوا تو وہ بچہ بھی اُن قرضخواہوں کیواسطے جنکا حق قبل ولادت کے ثابت ہوچکا ہی فروخت ہوگا نہ اُنکے واسطے جنکا حق بعد ولادت کے ثابت ہوا کذا فی الجوہرۃ النیرہ۔ ایک باندی کو اسکے مولے نے اجازت دی اور اُسنے اپنی قیمت سے زیادہ قرض کرلیا پھر مولی نے اسکو مدبرہ کردیا تو یہ باندی بحالہا ماذونہ رہیگی اور مولے قرضخواہوں کیواسطے اُنکی قیمت کا ضامن ہوگا یہ جامع صغیر مین ہی۔ اور جب مولے نے ماذون کو مجبور کیا تو جو مال اُسکے قبضہ مین ہی اسکی بابت اسکا اقرار امام اعظم رح کے نزدیک جائز ہوگا اور اسکے یہ معنی ہین کہ اُسنے اپنے مقبوضہ مال مین یہ اقرار کیا کہ یہ فلان شخص کی امانت ہی اور یہ فلان شخص کی غصب کی ہوئی ہی یا اپنے اوپر کچھ قرضہ کا اقرار کرے کہ اُسکے مقبوضہ مین سے ادا کیا جاوے اور صاحبین نے فرمایا کہ اسکا اقرار صحیح نہین ہی اور بعد عتق کے اُس سے مواخذہ کیا جائیگا اور جو کچھ اسکے پاس ہی وہ اُسکے مولے کا ہوگا یہ کافی مین ہی۔ اور اگر کسی نے اپنے غلام ماذون کو جسکو تجارت کی اجازت دی تھی مجبور کردیا پھر غلام نے اپنی ذات پر اقرار کیا تو اسکی دو صورتین ہین اگر اُسکے ہاتھ مین زمانۂ اجازت کی کمائی نہ ہو تو فی الحال کے واسطے اُسکا اقرار صحیح نہوگا یعنے فی الحال اُس سے مواخذ نہین ہوسکتا ہی خواہ اسپر زمانۂ اجازت کا قرضہ ہو یا نہ ہو اور اس مسئلہ مین سب اماموں کا اتفاق ہی۔ اور اگر اُسکے پاس زمانۂ اجازت کی کمائی موجود ہو تو تین صورتین ہین ایک یہ کہ زمانۂ اجازت کے قرضہ سے یہ سب مال فارغ ہو دوم یہ کہ یہ سب مال اسی قرضہ مین مشغول ہو تیسری یہ کہ کچھ فارغ ہو اور کچھ اُس قرضہ مین مشغول ہو پس اگر سب مال قرضۂ اجازت مین مشغول ہو تو اسکا اقرار اس مال مین جو اُسکے قبضہ مین موجود ہی صحیح نہین ہی حتے کہ بعد مجبور ہونے کے مقرلہ کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ قرضخواہوں کے ساتھ زمانہ اجازت کی کمائی مین شرکت کرے بلکہ سب مال قرضخواہوں کو زمانہ اجازت کے قرضہ مین دیا جائیگا اور اگر بعض مال مشغول اور بعض فارغ ہو تو امام اعظم رح کے نزدیک اسقدر مال مین جو قرضہ اجازت سے فارغ ہی اسکا اقرار صحیح ہوگا اور یہ سب اس صورت مین ہی کہ وہ غلام اپنے اجازت دینے والے کی ملک مین باقی ہو اور اگر اجازت دہندہ کی ملک سے کسی وجہ سے مثل بیع و ہبہ وغیرہ کے خارج ہوگیا ہو پھر اُسنے اقرار کیا تو بالاتفاق اسکا اقرار صحیح نہ ہوگا خواہ اُسکے پاس کچھ کمائی موجود ہو یا نہ ہو کذا فی المحیط اور اگر اسکے پاس اس قسم کا مال ہو کہ اُسنے لکڑیاں وغیرہ جنگل سے لاکر فروخت کی ہوں یا اسکے مثل کسی محنت سے جمع کیا ہو پھر اُسنے اس مال کی نسبت دوسرے کیواسطے اقرار کیا تو بالاتفاق اُسکے اقرار کی تصدیق نہوگی یہ نہایہ مین ہی۔ اور اگر مولی نے ماذون کو مجبور کیا اور اُسکے پاس ہزار درم تھے انکو مولی نے لے لیا پھر ماذون نے یہ اقرار کیا کہ یہ مال فلان شخص کا میرے پاس ودیعت تھا اور مولے نے اسکی تکذیب کی تو اقرار مین سچا نہ ٹھہرایا جائیگا پھر اگر آزاد کیا گیا تو اقرار کی وجہ

(۱۷) محجور قرضخواہ ... کے بعد جنی

ے اسکے ذمہ کچھ لاحق نہ ہوگا اور اگر غصب کا اقرار کیا ہو تو بعد عتق کے ماخوذ ہوگا۔ اور اگر مجور کیا گیا اور اُسکے پاس
ہزار درم تھے اور اسپر ہزار درم قرضہ تھے پس اُسنے اقرار کیا کہ یہ ہزار درم فلان شخص کی ودیعت یا مضاربت یا
قرض یا غصب کے میرے پاس ہین اور اسکی تصدیق نہ کی گئی اور صاحب قرض نے یہ درم اپنے قرضہ مین لے لیے
پھر غلام آزاد کیا گیا تو اسپر ہزار درم قرضہ رہینگے کہ اُنکے واسطے ماخوذ ہوگا۔ اور اگر ماذون کو مجور کیا اور اسکے پاس
ہزار درم ہین اُسنے اپنے اوپر ہزار درم قرضہ کا اقرار کیا پھر اقرار کیا کہ یہ ہزار درم فلان شخص کے ودیعت ہین تو
امام اعظم رح کے قیاس ہین یہ ہزار درم صاحب قرضہ کے ہونگے اور جب صاحب قرض کو جسکے واسطے اقرار کیا ہے
یہ درم دیدئے گئے پھر آزاد کیا گیا تو بعد آزادی کے صاحب ودیعت اُسکا دامنگیر ہوگا۔ اور اگر پہلے صاحب
ودیعت کے واسطے اقرار کیا ہو تو یہ درم صاحب ودیعت کو دئے جاوینگے اور صاحب قرض اُس سے بعد
آزادی کے اپنے قرض کے واسطے مواخذہ کریگا اور امام ابو یوسف و امام محمد رح کے قول پر اقرار ودیعت
باطل ہوگا اور یہ ہزار درم مولے لے لیگا اور جب آزاد ہو جاوے تو صاحب ودیعت اُس سے مواخذہ نہ کریگا مگر
جسکے واسطے قرضہ کا اقرار کیا ہے وہ بعد عتق کے قرضہ کے واسطے دامنگیر ہوگا اور اگر متصل کلام مین یون اقرار
کیا کہ فلان شخص کے مجھپر ہزار درم قرضہ ہین اور یہ ہزار درم فلان شخص کی ودیعت ہین تو امام اعظم رح کے
نزدیک یہ ہزار درم دونون مقرلہ مین نصفا نصف تقسیم ہونگے اور جب آزاد ہو جائیگا تو باقی کے واسطے
دونون اس سے مواخذہ کرینگے اور اگر اس اقرار متصل مین پہلے ودیعت سے شروع کیا یعنے یہ ہزار درم فلان
شخص کی ودیعت ہین اور مجھپر فلان شخص کے ہزار درم قرض ہین تو یہ ہزار درم صاحب ودیعت کو دئے جاوینگے
اور اگر دونون نے دعوی کیا اور ماذون نے کہا کہ تم دونون سچے ہو تو یہ ہزار درم دونون مین برابر تقسیم ہونگے یہ مبسوط
مین ہے اگر اپنے غلام ماذون کو مجور کیا پھر اسکو دوبارہ اجازت دی پس ماذون نے دوبارہ اذن کے زمانہ مین یہ
اقرار کیا کہ مین نے بعد مجور ہونے کے یہ اقرار کیا کہ مین نے اس شخص سے ہزار درم زمانہ اذن اول مین غصب
کر لئے یا قرض سے لئے تھے پس اگر مقرلہ نے اُسکی اس بات مین تصدیق کی تو غلام سے فی الحال اُسکا مواخذہ
نہ کیا جائیگا بلکہ بعد آزادی کے مواخذہ کیا جائیگا۔ اور اگر مقرلہ نے اسکی تکذیب کی اور یہ کہا کہ نہین تو نے دوبارہ
اجازت پانے کے بعد ایسا اقرار کیا ہے تو قول اُسی مقرلہ کا لیا جائیگا اور فی الحال غلام سے مواخذہ کیا جائیگا
اور یہ حکم بخلاف اس صورت کے ہے کہ اگر ماذون نے یہ اقرار کیا کہ مین نے اس شخص سے حالت حجر مین ہزار
درم غصب کر لئے ہین کہ اس صورت مین یہ حکم ہے کہ ماذون سے فی الحال مواخذہ کیا جائیگا۔ خواہ مقرلہ اسکی
تکذیب کرے یا تصدیق کرے یہ مغنی مین ہے۔ اور اگر اپنے غلام کو مجور کیا اور اُسکے پاس ہزار درم ہین پھر
اُسنے ایک شخص کے واسطے ہزار درم قرض یا معین ہزار درم ودیعت کا اقرار کیا پھر مال ضایع ہو گیا تو جبتک
غلام آزاد نہ ہو تب تک اسکے ذمہ کچھ لازم نہ ہوگا پھر جب آزاد ہو گیا تو قرضہ لازم ہوگا نہ ودیعت اور اگر
مجور کیا اور اُسکے پاس ہزار درم ہین اور اسپر ہزار درم قرضہ ہے پھر اسکو اجازت دوبارہ حاصل ہوئی پس
اُسنے ایک دوسرے شخص کے واسطے ہزار درم قرضہ کا اقرار کیا یا گواہون سے ثابت کیا گیا تو جو ہزار درم
اسکے پاس موجود ہین وہ پہلے قرضخواہ کو بالخصوص دئے جاوینگے اسی طرح اگر ماذون نے اقرار کیا کہ یہ قرضہ

ف تصدیق پیغمبر مولے سے اسکی تصدیق نہیں تو بالفعل ماخوذ نہیں ہوسکتا

حالت اذن سابق کا ہو تو بھی یہی حکم ہے اور اسی طرح اگر یہ اقرار کیا کہ یہ مال فلان شخص کی ودیعت ہے کہ اُسنے میرے پاس زمانہ اذن سابق مین ودیعت رکھا تھا تو بھی قرضخواہ اول اُسکا مستحق ہوگا اور صاحب ودیعت اپنے مال کو اُسکے رقبہ سے وصول کریگا اور صاحبین کے نزدیک یہ ہزار درم اُسکے مولے کے ہونگے اور قرضخواہ اپنا مال اُسکے رقبہ سے وصول کریگا پس غلام اُسکے قرضہ مین فروخت کیا جائیگا لیکن اگر اسکا مولے قرضہ ادا کر دے تو فروخت نہوگا۔ اور اگر غلام کو مجور کیا اور اُسکے پاس ہزار درم ہین اور اسپر پانچ سو درم قرضہ ہے پس بعد حجر کے اُسنے ہزار درم قرض کا اقرار کیا پھر اُسکو مولے نے دوبارہ ماذون کیا پس اُسنے اقرار کیا کہ یہ ہزار درم موجودہ میرے پاس اس شخص کی ودیعت ہین تو ودیعت ہونے پر اُسکے قول کی تصدیق نہ کیجائیگی اور ان ہزار درم موجودہ مین سے پانچ سو درم قرضخواہ اول کو دئے جاوین اور باقی پانچ سو درم دوسرے قرضخواہ کو جسکے واسطے حجر کی حالت مین اقرار کیا تھا دئے جاوین اور پھر بھی اسپر پانچ سو درم قرضہ رہگیا سو اُسکے واسطے بعد آزادی کے ماخوذ ہوگا اور صاحب ودیعت اپنی پوری ودیعت کے واسطے دامنگیر ہوگا پس غلام اُسکے واسطے فروخت کیا جائیگا۔ لیکن اگر مولے اسکو ادا کر دے تو فروخت نہوگا اور صاحبین کے نزدیک ہزار درم مین سے پانچ سو درم قرضخواہ اول کو دئے جاوینگے اور باقی پانچ سو درم مولی لیگا اور صاحب ودیعت اپنی ودیعت مین سے پانچسو درم کیواسطے دامنگیر ہوگا اور جو پانچسو درم مولی نے لیے ہین اسقدر ودیعت مین سے باطل ہو جاوینگے اور اگر ہزار درم موجودہ مین سے غلام کے پاس پانچسو درم تلف ہوگئے تو باقی پانچسو درم قرضخواہ اول کو خاصۃً ملینگے اور صاحب ودیعت غلام کے رقبہ سے پانچسو درم وصول کریگا صرف اُسیقدر اسپر لازم ہوگا یہ مبسوط مین ہے۔ اگر غلام کو اجازت دی پھر مجور کیا پھر اجازت دی پھر اُسنے اقرار کیا کہ مین نے زید سے زمانہ اذن اول مین ہزار درم قرض لیکر قبضہ کر لیا تھا یا یہ اقرار کیا کہ زید نے مجھے حالت اذن اول مین ودیعت دی تھی اور مین نے تلف کر دی اور رب المال نے اُسکے قول کی تصدیق کی تو غلام فی الحال اُسکے واسطے ماخوذ ہوگا بخلاف اسکے اگر حالت حجر مین یہ اقرار کیا کہ مین نے حالت اذن مین قرض لیا تھا یا ودیعت تلف کر دی تھی کہ اس صورت مین فی الحال اُس سے مواخذہ نہ کیا جائیگا یہ مغنی مین ہے۔ اور اگر غلام مجور رشدہ نے کسی شخص کے ہزار درم تلف کر دینے کا اقرار کیا تو جبتک آزاد نہو تب تک اُس سے مواخذہ نہ کیا جائیگا اور بعد آزاد ہونے کے ماخوذ ہوگا اور اگر اسکی طرف سے کسی شخص نے قبل اُسکی آزادی کے اس قرضہ کی کفالت کر لی تو کفیل فی الحال ماخوذ ہوگا اور اگر اسکو صاحب قرض نے خرید کرکے آزاد کیا یا اپنے پاس رکھا تو غلام سے اسکا قرضہ باطل ہو جائیگا ولیکن کفیل سے مواخذہ کرکے جسقدر مال کی اُسنے ضمانت کی ہے اس سے اور ثمن مین سے جو مقدار کم ہو وہ وصول کریگا اور اگر خریدا نہو بلکہ مالک نے قرضخواہ کو غلام ہبہ کرکے سپرد کر دیا ہو تو غلام سے قرضہ باطل ہوگا اور کفیل سے بھی باطل ہوگا پھر اگر مالک نے ہبہ سے رجوع کیا تو امام محمد رح کے قول پر قرضہ کبھی عود نہ کریگا اور امام ابو یوسف کے قول پر بعد رجوع کے قرضہ عود کریگا یہ مبسوط مین ہے۔ اگر ایک شخص نے اپنے غلام کو تجارت کی اجازت دی پھر مجور کیا پھر اجازت دی اور اُسکے پاس ہزار درم ہین اور یہ معلوم ہے کہ یہ درم پہلے اذن کی کمائی ہے پس غلام نے اقرار کیا کہ یہ مال فلان شخص کی ودیعت ہے یا مین نے فلان شخص سے غصب کیا ہے اور مولی نے اُسکے قول کی تکذیب کی تو امام اعظم رح کے نزدیک اسکا اقرار صحیح ہے اور صاحبین کے

نزدیک نہین صحیح ہے یہ محیط مین ہے۔ اگر اپنے غلام کو تجارت کی اجازت دی پھر مجبور کیا پھر اجازت دی اور اُسکے پاس ہزار درم ہین کہ یہ معلوم ہے کہ درم حالت اذن اول مین اُسکے پاس تھے پس اُسنے اقرار کیا کہ یہ درم فلان شخص کی ودیعت ہین تو امام اعظم رح کے نزدیک اُسکے اقرار کی تصدیق ہوگی اسی طرح اگر یہ اقرار کیا کہ یہ درم فلان شخص سے مین نے حالت اذن اول مین غصب کئے تھے تو بھی تصدیق کیجائیگی یہ امام اعظم رح کا قول ہے اور صاحبین کے نزدیک ان ہزار درم مین اُسکے قول کی تصدیق نہ ہوگی بلکہ یہ مولے کے ہونگے اور مقرلہ اپنا اقراری مال اُسکے رقبہ سے وصول کریگا اور غلام فروخت کیا جائیگا اسی طرح اگر غلام نے اس مال کی نسبت یہ اقرار اسوقت کیا کہ جب اُسپر دوسری اجازت کی حالت مین قرضہ چڑھ گیا ہے تو بھی امام اعظم رح کے نزدیک یہ مال مقرلہ کو دیا جائیگا اور صاحبین کے نزدیک یہ مال مولی کا ہوگا یہ مبسوط مین ہے۔

چھٹا باب غلام ماذون اور اُسکے مولی کے اقرار کے بیان مین۔ اگر غلام نے قرضہ کا اقرار کیا تو اُسکی دو صورتین ہین اگر اُسنے قرضہ تجارت کا اقرار کیا تو اقرار حق مولے مین صحیح ہوگا یعنے غلام فی الحال ماخوذ ہوگا خواہ مولی اسکی تصدیق کرے یا تکذیب کرے۔ اور اگر تجارت کے سواے کسی دوسری وجہ سے قرضہ کا اقرار کیا تو فی الحال ماخوذ نہ ہوگا بلکہ بعد آزادی کے مواخذہ کیا جائیگا۔ کتاب الاصل مین امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر ماذون غصب کا یا ودیعت کا جس سے انکار کر گیا تھا یا مضاربت یا بضاعت کا یا عاریت کا جس سے منکر ہوگیا تھا یا کسی چوپایہ کی کونچین کاٹنے کا یا کسی کپڑے کے جلا ڈالنے کا اقرار کیا یا کسی اجیر کو اجرت پر مقرر کرنیکا یا کسی باندی کے مہر کا جسکو خرید کر اس سے وطی کی تھی پھر وہ استحقاق مین لے لیگئی اقرار کیا تو یہ سب ایسا قرضہ اُسکے ذمہ ہوگا جسکے واسطے فی الحال ماخوذ ہوگا اور مشائخ نے فرمایا کہ کونچین کاٹنے اور کپڑا جلانے کا جو حکم مذکور ہے وہ ایسی صورت پر محمول ہے کہ جب اُسنے ان دونون چیزون پر قبضہ کرکے کونچین کاٹنے اور جلانے کا اقرار کیا ہو تاکہ قبضہ سے غاصب قرار پاوے اور وقت قبضہ سے ضمان واجب ہوجاوے اور اس حالت مین مال مضمون ہوگا ورنہ اگر قبضہ سے پہلے چوپایہ کی کونچین کاٹ ڈالین یا کپڑا جلا دیا ہو تو اسکا اقرار صحیح نہ ہوگا حتے کہ اُس سے مواخذہ نہ ہوگا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر اُسنے یہ اقرار کیا کہ مین نے آزاد عورت یا باندی کی فرج کو حالانکہ دونون باکرہ ہین اپنی اُنگلی سے چیر دیا یہانتک کہ پیخانہ اور پیشاب کا ایک سوراخ ہوگیا تو طرفین کے نزدیک فی الحال اسپر کچھ لازم نہ ہوگا مگر مولے کی تصدیق کرنے سے اور یہ جنایت کا اقرار ہے۔ اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ یہ اقرار مال ہے اور فی الحال ماخوذ ہوگا اور اگر اُسنے ایک باکرہ باندی غصب کرکے اُنگلی سے اُسکی فرج چیر کر پیخانہ کے سوراخ سے ملا دی پس اگر باندی کے مولے نے قبل اُسکے اقرار کے اس سے غصب کی وجہ سے ضمان لینی چاہی تو اسکو اختیار ہوگا کیونکہ ضمان غصب وجوہ تجارت مین سے ہے اور اگر اقتصاص یعنے چیرنے کے جرم کی وجہ سے ضمان چاہی تو اُسکو اختیار نہ ہوگا کیونکہ یہ جنایت ہے اُسکے اقرار سے ثابت نہ ہوگی۔ اور اگر کوئی باکرہ باندی غصب کرکے لیگیا اور اس سے وطی کی پس اگر باندی کے مولے نے غصب کی وجہ سے نقصان بکارت کی ضمان چاہی تو فی الحال ضمان لے سکتا ہے اور اگر وطی سے ضمان چاہی تو اسپر فی الحال لازم نہ ہوگی یہان تک کہ آزاد ہوجاوے یہ سراج الوہاج مین ہے۔ اگر ماذون نے اقرار کیا کہ مین نے اس شخص کی باندی باکرہ خرید کر اُس سے اقتضاض

کیا ہو تو شل اور قرضون کے اُسپر اسکا عقر لازم ہوگا جب کہ وہ باندی استحقاق مین لے لیجاوے اور فی الحال ماخوذ
ہوگا یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ اسی طرح اگر اسنے باکرہ باندی غصب کر لی اور اُسکے پاس کسی شخص نے اُس
باندی سے اقتضاض کیا پھر بھاگ گیا تو باندی کے موسے کو اختیار ہوگا اُسکے عقر کے واسطے ماذون کو گرفتار
کرا دے یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر یون اقرار کیا کہ مین نے اس باکرہ سے بدون اجازت اپنے موسے کے نکاح
کر کے اقتضاض کیا ہی تو اُسپر کچھ لازم نہ ہوگا اور اگر موسے نے بنکاح فاسد اُسکے اقتضاض کے اقرار کی تصدیق
کی ہو تو پہلے قرضخواہون کا قرضہ ادا کیا جائیگا پھر اگر کچھ مال باقی رہا تو باندی کا موسے اُسکے عقر مین لے لیگا اور
امام ابو یوسف سے روایت ہی کہ یون چاہیے کہ باندی کا موسے قرضخواہون کے ساتھ شریک کیا جاوے خواہ مولی
نے اُسکی تصدیق کی ہو یا تکذیب کی ہو یہ مغنی مین ہی اور اگر ماذون نے اقرار کیا کہ مین نے اس سے نکاح سے
وطی کی ہی اور موسے نے اجازت نکاح دینے سے انکار کیا تو فی الحال مہر کے واسطے ماخوذ نہ ہوگا جبتک کہ آزاد نہ
ہو جاوے یہ مبسوط مین ہی۔ اگر ماذون نے اپنے مقبوضہ غلام کی نسبت یہ اقرار کیا کہ یہ شخص فلان بن فلان کا بیٹا ہی
وہ میرے پاس ودیعت چھوڑ گیا ہی یا کہا کہ یہ آزاد ہی کبھی مملوک نہین ہوا ہی تو قول اسی کا لیا جائیگا اور اس جنس کی
مسائل مین اصل یہ ٹھہری ہی کہ ماذون نے اگر اپنے مقبوضہ مملوک کیواسطے حریت طاریہ کا اقرار کیا یعنے حریت و
آزادی طاری ہو گئی ہی تو اسکا اقرار صحیح نہ ہوگا اور اگر اصلی آزادی کا جو بظاہر ثابت ہی اقرار کیا تو صحیح ہوگا اور ماذون
کے اقرار کو حریت طاریہ کا اقرار جب ہی کہا جائیگا کہ جب مقر بہ مملوکیت کی نشانیان اور علامات ظاہر ہون
اور یہ مثلاً اس طرح کہ ماذون نے یون اقرار کیا کہ یہ شخص مملوک و رقیق ہو اور مملوک نے اُسکے قول کی تصدیق
کی بشرطیکہ مملوک اپنی ذات کو تعبیر کر سکتا ہو اور اگر نہین تعبیر کر سکتا ہے جتنے کہ اُسکے مملوک ہونے کے بارہ
مین ماذون ہی کا قول لازم القبول ٹھہرا پھر ماذون نے بعد اقرار رقیت کے اُسکی نسبت یہ اقرار کیا کہ یہ حرالاصل
ہی تو اسکا یہ اقرار حریت طاریہ کا اقرار قرار دیا جائیگا پس صحیح نہ ہوگا۔ اور اگر اس شخص مین رقیت کے علامات و
نشانات ظاہر نہون اور ماذون نے یون اقرار کیا کہ یہ حرالاصل ہی تو یہ حریت اصلی کا اقرار قرار دیا جائیگا نہ حریت
طاریہ کا پس ماذون کا یہ اقرار صحیح ہوگا اور جس صورت مین اُسنے کہا کہ یہ فلان شخص کا بیٹا ہے اُسنے مجھے ودیعت
دیا ہے اور اس شخص مین رقیت کے علامات ظاہر نہین ہین پس جب غلام نے کہا کہ یہ فلان بن فلان
کا بیٹا ہے یا کہا کہ یہ حرالاصل ہے تو یہ حریت اصلی کا اقرار ہے پس صحیح ہوگا یہ محیط مین ہے اور اگر ماذون
نے زید سے ایک غلام خریدا حالانکہ غلام موجود حاضر ہی اور ساکت ہی پھر اقرار کیا کہ فلان شخص کا بیٹا ہے
یا حرالاصل ہی کبھی مملوک نہین ہوا ہی تو ماذون کا اقرار صحیح نہ ہوگا اور نہ اُسکی تصدیق ہوگی یہ ذخیرہ مین ہے
اور اگر ماذون نے اپنی مقبوضہ چیزون مین سے کسی خاص چیز کی نسبت یہ اقرار کیا کہ یہ چیز فلان شخص کی ہے
مین نے اُس سے غصب کر لی یا اُسنے مجھے ودیعت دی تھی حالانکہ ماذون پر بہت قرضہ ہے تو پہلے مقرلہ
کو اُسکی اقراری چیز دیدی جاویگی یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر ماذون نے بہت سے قرضون کا اقرار کیا تو اسکے
قرضخواہ اسکی مقبوضہ کمائی مین اور اُسکے ثمن مین جب فروخت کیا جاوے یکسان شریک ہونگے یہ نہوگا
کہ سابق کا قرضخواہ پچھلے قرضخواہ پر مقدم ہو یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر ماذون نے کسی شخص سے

ف ۱ [illegible]

ف ۲ [illegible]

ف ۳ [illegible]

ایک غلام خریدا اور اُسکو ثمن ادا کر دیا خواہ اُسپر قرضہ ہو یا نہین ہو پھر اقرار کیا کہ میرے ہاتھ فروخت کرنے سے پہلے بائع نے اُسکو آزاد کر دیا تھا یہ اصلی آزاد ہے اور بائع نے اُس سے انکار کیا تو وہ غلام بحالہ مملوک رہیگا اسی طرح اگر بائع کی طرف سے مدبر کرنے کا اقرار کیا یا باندی تھی کہ جسکی نسبت یہ اقرار کیا کہ بائع سے بچہ جنی ہے تو بھی یہی حکم ہے لیکن اگر بائع نے اُسکے اقرار کی تصدیق کی تو دونون مین بیع ٹوٹ جاویگی اور ثمن اُس سے واپس لیگا یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر ماذون نے انہین سے کسی بات کا اقرار نہ کیا و لیکن یہ اقرار کیا کہ بائع نے میرے ہاتھ فروخت کرنے سے پہلے یہ غلام فلان شخص کے ہاتھ فروخت کیا ہے اور فلان شخص نے اُسکے اقرار کی تصدیق کی مگر بائع نے تکذیب کی تو ماذون اس اقرار مین بائع کے حق مین صادق قرار نہ دیا جائیگا تا کہ بائع سے اپنا ثمن واپس کرے مگر اپنے حق مین سچا شمار ہوگا اور اسکو حکم دیا جائیگا کہ فلان شخص یعنے مقر لہ کو غلام دیدے اور اگر بائع نے ماذون کے اقرار کی تصدیق کی تو ماذون اُس سے اپنا ثمن واپس لیگا اسی طرح اگر ماذون نے اپنے دعوے پر جو بائع پر کیا ہے گواہ پیش کیے یا بائع سے اپنے دعوے پر قسم طلب کی اور اُسنے قسم سے نکول (انکار) کیا تو بھی اپنا ثمن واپس لیگا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر ماذون پر قرضہ ہو اور اُسنے اپنی مقبوضہ کسی چیز کی نسبت یہ اقرار کیا کہ یہ چیز مولے کی یا اسکے بیٹے یا باپ یا اسکے غلام تاجر مقروض یا غیر مقروض کی یا اُسکے مکاتب یا ام ولد کی ہے تو اسکا اقرار اپنے مولے اور اُسکے مکاتب و ماذون و ام ولد کے واسطے باطل ہوگا مگر مولے کے بیٹے یا باپ کیواسطے جائز ہوگا اور اگر غلام پر قرضہ نہوگا تو اسکا اقرار ان سب صورتون مین جائز ہوگا پھر اگر اُسکے بعد اُس غلام پر قرضہ ہو گیا تو اس اقرار کا حکم باطل نہ ہوگا اور اگر ان لوگون مین سے کسی کے قرضہ کا اقرار کیا پھر اسکے بعد اُسپر قرضہ چڑھ گیا تو مولے یا اسکی ام ولد و غلام غیر مقروض کو کچھ نہ ملیگا اور اُسکے غلام مقروض اور مکاتب اور باپ کیواسطے ایسے اقرار مین بعد قرضہ چڑھ جانے کے یہ حکم ہے کہ یہ لوگ قرضخواہون کے ساتھ شریک ہو جاوینگے اور اگر ماذون مقروض یا غیر مقروض نے اپنے فرزند آزاد یا باپ یا اپنی آزاد جورو کے واسطے یا اپنے فرزند آزاد کے مکاتب یا غلام مقروض یا غیر مقروض کیواسطے اقرار کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک ان لوگون کے واسطے اُسکا اقرار باطل ہے اور صاحبین کے نزدیک جائز ہے اور یہ لوگ اُسکی کمائی مین قرضخواہون کے ساتھ شریک ہو جاوینگے۔ اور اگر ماذون مقروض نے اپنی باندی کو تجارت کی اجازت دی پھر باندی پر قرضہ چڑھ گیا اور ماذون نے کسی چیز کی نسبت اقرار کیا کہ یہ چیز اس ماذونہ کی میرے پاس ودیعت ہے تو اسکی تصدیق کیجاویگی خواہ ماذون مقروض ہو یا نہ ہو پس وہ باندی بہ نسبت قرضخواہون کے اس چیز کی مستحق ہوگی اسی طرح اگر ماذون نے اس باندی کے لئے قرضہ کا اقرار کیا تو بھی صحیح ہے مگر قرضہ کی صورت مین یہ باندی اسکے قرضخواہون کے ساتھ اسکی کمائی مین شریک ہوگی۔ اور شی معین کے اقرار مین اس چیز کی مستحق خاصۃ باندی ہوگی ماذون کے قرضخواہ نہ پاوینگے یہ مبسوط مین ہے اور اگر اُس ماذونہ باندی نے مقروض ہونے کی حالت مین اپنی کسی چیز معین یا قرضہ کا ماذون کیواسطے اقرار کیا تو جائز نہین ہے اور اگر قرضہ نہ ہو تو چیز معین کا اقرار جائز اور قرضہ کا اقرار نا جائز ہوگا اور اگر باندی کے قرضخواہون مین مولے کا مکاتب یا اسکا غلام ہو اور ماذون پر قرضہ ہے تو ماذون کا اقرار اس باندی کی نسبت جائز نہین ہے اور اگر قرضہ نہو تو ماذون کا اقرار

باندی کے قرضخواہون کے واسطے جائز ہوگا یہ مغنی مین ہے - اور اگر باندی کے بعضے قرضخواہون مین مولے کا باپ یا بیٹا ہو اور ماذون نے باندی کیواسطے ودیعت یا قرضہ کا اقرار کیا حالانکہ غلام مقروض ہے تو اقرار جائز ہوگا اور اگر باندی کے بعضے قرضخواہون مین سے ماذون کا باپ یا بیٹا ہو اور ماذون خود قرضدار ہے یا نہین ہے تو امام اعظم رح کے قیاس پر اُسکا اقرار باطل ہے اور صاحبین کے نزدیک جائز ہے اسی طرح اگر باندی کے بعضے قرضخواہون مین سے ماذون کے باپ یا بیٹے کا مکاتب ہو تو بھی یہی اختلاف ہے اور اگر باندی کے بعضے قرضخواہون مین سے ماذون کا بھائی ہو تو باندی کے واسطے اسکا اقرار جائز ہوگا یہ مبسوط مین ہے - اور اگر قاضی سے قرضخواہان ماذون نے ماذون کی بیع کی درخواست کی پس قبل فروخت کیے جانے کے ماذون نے اقرار کیا کہ فلان غائب کا مجھپر ستقدر قرضہ ہے اور مولے اور قرضخواہون نے اُسکی تصدیق یا تکذیب کی تو غلام کی اس اقرار مین تصدیق کیجائیگی اور غلام فروخت کرکے غائب کا حصہ رکھ لیا جاویگا اور اگر غلام نے اقرار نہ کیا یہان تک کہ قاضی نے اسکو فروخت کر دیا پھر اسکے بعد اُسنے ایسا اقرار کیا تو تصدیق نہ کیجائیگی اور اگر مولے نے اُسکے اقرار کی تصدیق کی پس اگر اسپر دوسرا قرضہ ہو تو اقرار صحیح نہ ہوگا اور اگر دوسرا قرضہ نہ ہو تو صحیح ہوگا - پھر اگر ہمارے اس مسئلہ کی صورت مین وہ غائب آیا اور اُسنے اپنے حق کے گواہ قایم کیے تو قرضخواہون کا دامنگیر ہوکر اپنا حصہ ثمن اُنسے لے لیگا ورنہ اسکو کچھ نہ ملیگا یہ مغنی مین ہے - اور اگر ماذون پر بہت قرضہ ہون اور اُس نے ایک دوسرے قرض کا اقرار کیا تو یہ بھی اُسپر لازم ہوگا اور سب قرضخواہ باہم حصہ رسد تقسیم کرین گے یہ مبسوط مین ہے - اور اگر ماذون نے اپنے اوپر حالت حجر کے بہت سے قرضون کا اقرار کیا یعنی مین نے زید سے قرض لیا اور فلان کا مال غصب کیا اور فلان کی ودیعت تلف کر دی یا عاریت یا مضاربت تلف کر دی تو آیا فی الحال ماخوذ ہوگا - یہ تفصیل ہے کہ غصب مین فی الحال ماخوذ ہوگا خواہ مقر لہ حالت حجر مین اقرار غصب کی تصدیق کرے یا کہے کہ نہین بلکہ تو نے حالت اذن مین غصب کیا ہے بہر صورت ماخوذ ہوکر فروخت کیا جائیگا لیکن اگر مولے اُسکا فدیہ دیدے تو فروخت نہوگا اور قرض یا ودیعت وعاریت وبضاعت مین اگر مقر لہ نے حالت حجر مین ایسا کرنے کی تصدیق کی کہ حالت حجر مین وہ مستودع ومستعیر ہوا تھا تو بقول ابو حنیفہ ومحمد رح وہ فی الحال نہین بلکہ بعد آزادی کے ماخوذ ہوگا اور اگر مقر لہ نے اسکی تکذیب کی تو فی الحال ماخوذ ہوگا یہ محیط مین ہے - اسی طرح اگر نابالغ یا معتوہ سمجھدار ماذون نے اس قسم کا اقرار کیا تو اُسکا بھی یہی حکم ہے یہ مبسوط مین ہے - اگر ماذون نے کفالت بالمال کا اقرار کیا تو صحیح نہین ہے یہ سراجیہ مین ہے غلام ماذون نے اگر ایسے آزاد کے واسطے اقرار کیا کہ اگر غلام کو آزاد فرض کرین تو غلام کی گواہی اسکے لئے مقبول نہو جیسے جورو تو اسکا اقرار صحیح نہ ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہے - اور ایضاح مین ہے کہ اگر ماذون نے کسی غلام یا آزاد پر جنایت یا ایسے مہر کا جو بنکاح صحیح یا فاسد یا بطور وطی شبہہ کے اُسپر واجب ہوا ہے اقرار کیا تو اقرار باطل ہے جب تک آزاد نہ ہو ماخوذ نہوگا اور اگر ایسے امر کا اقرار کیا جس سے قصاص لازم آتا ہے تو صحیح ہے اور مقر لہ کو اس سے قصاص لینے کا اختیار ہوگا یہ نہایہ مین ہے - ولو کان العبد صغیرا او کان صغیرا حرا او معتوہا فاقر بعد الاذن انہم قد اقر بانہ بذلک قبل الاذن کان القول قولہم کذا فی المبسوط - اور اگر ماذون نے

مولے کے مرض الموت مین غصب یا بیع یا قرض یا ودیعت موجودہ بعینہا[له] یا مستہلکہ یا مضاربت قائمہ بعینہا یا مستہلکہ وغیرہ اقسام تجارات کیوجہ سے اپنے اوپر قرضہ کا اقرار کیا تو اُسکی دو صورتین ہین کہ اگر مولے پر قرضہ ہو جو اُسکی صحت مین واجب ہوا ہی اور وہ مولے کے مال اور غلام کے رقبہ اور مال مقبوضہ کو محیط ہی تو غلام کا اقرار قرضہ اپنے اوپر مولے کے مرض الموت مین درحالیکہ مولے پر قرضہ صحت موجود ہی صحیح نہین ہی بشرطیکہ مولے کے مال اور ماذون کے رقبہ و مال مقبوضہ مین مولے کے قرضہ سے زیادتی نہو - اور اگر مولے پر ایسا قرضہ ہو جسکا اُسنے مرض الموت مین اقرار کیا ہی تو غلام کا اپنے اوپر قرضہ کا اقرار مولے کے مرض الموت مین صحیح ہی - اور اگر مولے کے ترکہ اور رقبہ غلام و اُسکے مقبوضہ مال مین قرضہ مولے سے زیادتی ہو تو غلام کا اقرار صحیح ہوگا اور پہلے مولے کا قرضہ ادا کیا جائیگا اور جو کچھ باقی رہیگا وہ غلام کے قرضخواہون کو ملیگا - اور اگر مولے کا مال غائب ہو اور غلام اور اسکا مقبوضہ اسباب فروخت کرکے مولے کا قرضہ ادا کیا گیا پھر مولے کا مال ہاتھ آیا حالانکہ مولی کے قرضہ مین سے کچھ باقی قرضہ رہگیا ہی تو اس مال مولے سے جو ہاتھ آیا ہی پہلے مولی کا مابقی قرضہ ادا کیا جائیگا پھر جو کچھ اسمین سے باقی رہا اُسمین قاضی غور کرکے بقدر غلام کے ثمن اور اُسکے اسباب مقبوضہ کے ثمن کے نکالکر اس سے غلام کا قرضہ اُسکے قرضخواہون کو ادا کریگا یہ محیط مین ہی - اور اگر غلام کا قرضہ اس سے بھی زیادہ ہو تو اُس مال مین سے بقدر غلام و اُسکے اسباب کے ثمن کے نکالنے کے بعد جو کچھ باقی رہا وہ وارثان مولے کو میراث ملیگا اور اسمین سے غلام کے قرضخواہون کا کچھ حق نہوگا کذا فی المبسوط اور یہ سب اس صورت مین ہی کہ جب مولے پر صحت کا قرضہ ہو اور غلام پر قرضہ نہو مگر اُسنے مولے کے مرض الموت مین اپنے اوپر قرضہ کا اقرار کیا ہو اور اگر دونون مین سے ہر ایک پر ایسا قرضہ ہو جو مولے کی صحت مین واجب ہوا ہی اور غلام نے اپنے اوپر مولے کے مرض الموت مین قرضہ کا اقرار کیا تو اس مسئلہ مین چند صورتین ہین - ایک یہ کہ غلام کے رقبہ و اُسکے مقبوضہ مال مین غلام کے قرضہ سے جو مولی کی صحت مین واجب ہوا ہی زیادتی ہو مگر قرضہ مولے سے زیادتی نہو اور اس صورت مین غلام کا اقرار صحیح نہوگا اور غلام کے رقبہ و اُسکی کمائی سے پہلے غلام کا وہ قرضہ جو مولے کی صحت مین واجب ہوا ہی ادا کیا جائیگا پھر جو کچھ زیادہ بچ رہا ہی اس سے مولے کا قرضہ ادا کیا جائیگا - اور دوسری صورت یہ ہی کہ غلام کے رقبہ و اُسکی کمائی مین غلام کے قرضہ اور مولے کے قرضہ دونون کی بہ نسبت جو دونون پر حالت صحت مولے مین واجب ہوا ہی زیادتی ہو تو اس صورت مین غلام کا اقرار بقدر مال مین جو دونون کے قرضہ سے زائد ہی صحیح ہوگا پس پہلے مولے کا قرضہ ادا کیا جائیگا پھر غلام کا وہ قرضہ جو مولے کی حالت صحت مین واجب ہوا ہی ادا کیا جائیگا پھر جو کچھ باقی رہا وہ غلام کے اقراری قرضہ مین دیا جائیگا تیسری صورت یہ ہی کہ غلام کے مال و رقبہ مین بہ نسبت قرضہ غلام کے بھی زیادتی نہو تو اس صورت مین غلام کا اقرار صحیح نہوگا ایسا ہی امام محمد رح نے اس مسئلہ کو کتاب مین ذکر کیا ہی - اور اگر مولی پر قرضہ نہو مگر غلام پر ایسا قرضہ ہو جو مولے کی صحت مین واجب ہوا ہی اور وہ غلام کے رقبہ و مال مقبوضہ کو محیط ہی پھر غلام نے مولے کے مرض الموت مین قرض یا بیع و غصب وغیرہ اقسام تجارات کے قرضہ کا اقرار کیا پھر مولے اُس مرض مین مرگیا تو غلام کا اقرار صحیح ہوگا اور قاضی اُس غلام و اُسکے مقبوضہ مال کو فروخت کرکے سب ثمن

[له] بعینہا یعنے وہ ودیعت بعینہا موجود ہو [illegible]

اُسکے سب قرضخواہون کو حصہ رسد تقسیم کر دیگا کسی کو کسی پر مقدم نہ کریگا۔ اسی طرح اگر مولے کے مرض الموت مین درحالیکہ مولے پر قرضہ نہین ہی اپنے مقبوضہ مین سے کسی خاص چیز کا کسی شخص کے واسطے اقرار کیا تو اقرار صحیح ہی اور مقرلہ کو پہلے وہ چیز دیدیجاویگی پس ظاہر ہوا کہ مولی کے مرض مین غلام بھی مجبور ہوتا ہی یعنے اقرار عین و دین سے جب ہی مجبور ہوتا ہی کہ جب مولی پر صحت کا قرضہ موجود ہو اور اگر مولے پر صحت کا قرضہ نہو تو مرض مولے مین ایسے اقرار سے مجبور نہ ہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر مولے پر زمانہ صحت کا اسقدر قرضہ ہو کہ اُسکے مال اور اُسکے ماذون کے رقبہ و مقبوضہ مال کو محیط ہو پھر ماذون نے مولے کے مرض مین ایک شخص سے ہزار درم قرض لئے اور گواہون کے سامنے اُنپر قبضہ کیا یا کسی شخص سے کوئی چیز خریدی اور گواہون کے سامنے اُسپر قبضہ کیا پھر مولی مرگیا تو قاضی غلام کو اور اُسکے مقبوضہ مال کو فروخت کرکے اس سے غلام کا قرضہ ادا کریگا پھر اگر کچھ باقی رہا تو وہ مولے کے قرضہ مین دیدیگا یہ مغنی مین ہی۔ اور اگر اپنے غلام کو جسکی قیمت ہزار درم ہی تجارت کی اجازت دی اور سوائے اس غلام کے اُسکا کچھ مال نہین ہی پھر مولے مریض ہوا اور اپنے اوپر ہزار درم قرضہ کا اقرار کیا پھر غلام نے بھی اپنے اوپر ہزار درم قرضہ کا اقرار کیا پھر مولے مرگیا تو قاضی اُس غلام کو فروخت کرکے اسکا ثمن دونون مقرلہ قرضخواہون کو برابر تقسیم کر دیگا اور اگر غلام نے پہلے اقرار کیا پھر مولے نے اپنے اوپر قرضہ کا اقرار کیا ہو اور دونون اقرار مولی کے مرض مین واقع ہوے پھر مولے مرگیا تو قاضی پہلے غلام کا قرضہ ادا کریگا پھر جو کچھ باقی رہا وہ مولے کے قرضخواہ کو دیگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر مولے نے پہلے ہزار درم قرضہ کا اقرار کیا پھر اسی اقرار سے متصل یا منقطع کرکے دوسرے ہزار درم کا اقرار کیا پھر غلام نے ہزار درم قرض کا اپنے اوپر اقرار کیا پھر مولے مرگیا تو تینون قرضخواہ غلام کے ثمن مین برابر حصہ دار ہونگے اور تینون کو تین تہائی ثمن تقسیم کر دیا جائیگا اسی طرح اگر غلام نے ہزار درم کا اقرار کیا پھر اسی اقرار سے متصل یا منقطع کرکے دوسرے ہزار درم کا اقرار کیا تو اُسکے دونون قرضخواہ اقراری مولے کے قرضخواہ کے ساتھ برابر شریک کر دیے جاوینگے یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر مولے نے ہزار درم کا اقرار کیا پھر ہزار درم کا اقرار کیا اور سب اقرار اپنے مرض مین کئے پھر غلام نے اپنے اوپر ہزار درم کا اقرار کیا تو قاضی غلام کو فروخت کرکے اسکا ثمن مولے کے قرضخواہون اور غلام کے قرضخواہ مین چار حصے کرکے تقسیم کر دیگا۔ اور اگر مولے نے اپنے مرض مین ہزار درم کا اقرار کیا پھر غلام نے اپنے اوپر ہزار درم کا اقرار کیا پھر مولے نے اپنے اوپر ہزار درم کا اقرار کیا پھر مولے مرگیا تو قاضی غلام کا ثمن دونون قرضخواہ مولی اور تیسرے قرضخواہ غلام کے درمیان تین حصے کرکے تقسیم کر دیگا یہ مغنی مین ہی۔ اگر غلام کی قیمت دو ہزار درم ہون پھر اُسنے مولے کے مرض مین ہزار درم قرض کا اقرار کیا پھر مولے نے ہزار درم قرضہ کا اقرار کیا پھر زید سے ہزار درم قیمت کا غلام ہزار درم مین خرید کر گواہون کے سامنے اسپر قبضہ کر لیا اور وہ غلام ماذون کے پاس مرگیا پھر ماذون کا مولی مرگیا اور سوائے غلام کے کچھ مال نہ چھوڑا اور وہ دو ہزار درم کو بیچا گیا تو ماذون کے قرضخواہ ثمن باہم تقسیم کر لینگے اور اسمین سے مولی کے قرضخواہ کو کچھ نہ ملیگا۔ اور اگر غلام نے غلام نہ خریدا ہو بلکہ مولے نے اپنے مرض مین ہزار درم کا غلام خریدا ہو اور گواہون کے سامنے اُسپر قبضہ کیا اور وہ مولی کے پاس مرگیا پھر مولی اپنے اس مرض مین مرگیا اور باقی مسئلہ بحالہ رہا اور وہ ماذون دو ہزار درم کو فروخت کیا گیا تو پہلے بائع کا قرضہ ادا کیا جائیگا پھر جو کچھ باقی رہا وہ غلام کے

قرضخواہون مین تقسیم ہوگا اور اس مسئلہ مین خواہ اجازت مولی کی صحت مین واقع ہوئی یا مرض مین واقع ہوئی ہو کچھ حکم مین فرق نہین ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر ماذون کی قیمت دو ہزار درم ہون پس اُسنے اپنے اوپر ہزار درم قرض کا اقرار کیا پھر مولے نے اپنے اوپر ہزار درم قرض کا اقرار کیا پھر مولے مرگیا تو قاضی غلام کو فروخت کر دیگا اور غلام کی قرضخواہ کو ہزار درم دیدیگا۔ پھر باقی ہزار درم مولے کے قرضخواہ کو دیدیگا۔ اور اگر غلام کا نرخ گھٹ گیا اور ڈیڑھ ہزار درم رہگیا اور قاضی نے غلام کو فروخت کیا تو ہزار درم غلام کے قرضخواہ کو دیدیگا اور باقی مولے کے قرضخواہ کو دیدیگا اور اگر اسکا نرخ گھٹ کر ہزار درم رہگیا تو سب ثمن غلام کے قرضخواہ کو دیدیگا۔ اور اگر غلام نے ہزار درم قرض کا اقرار کیا پھر مولے نے غلام پر ہزار درم قرضہ کا اقرار کیا اور غلام کی قیمت دونون اقرارون کے وقت دو ہزار درم ہی پھر اُسکا نرخ گھٹ گیا پھر غلام فروخت کیا گیا تو اُسکا ثمن دونون قرضخواہون مین برابر تقسیم کیا جائیگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر غلام نے ہزار درم قرضہ کا اقرار کیا پھر مولی نے ہزار درم قرضہ کا اقرار کیا پھر غلام نے ہزار درم کا اقرار کیا اور غلام کی قیمت ہزار درم ہی پس وہ ہزار درم کو فروخت کیا گیا بعد ازانکہ مولی مرچکا ہی تو مولے کے قرضخواہ کو کچھ نہ ملیگا اور قرضخواہان غلام باہم حصہ رسد تقسیم کرینگے۔ اور غلام نے جسکی قیمت دو ہزار درم ہی ہزار درم قرضہ کا اقرار کیا پھر مولے نے ہزار درم قرضہ کا اقرار کیا پھر غلام نے ہزار درم کا اقرار کیا پھر غلام دو ہزار درم کو فروخت کیا گیا تو تینون قرضخواہ برابر تین حصہ کر کے تقسیم کر لینگے۔ اور اگر قاضی نے اُسکو ڈیڑھ ہزار درم کو فروخت کیا تو قرضخواہون مین پانچ حصے ہوکر تقسیم ہوگا اُسمین سے ایک حصہ مولی کے قرضخواہ کو ملیگا اور اگر ایک ہزار کو فروخت ہوا تو مولے کے قرضخواہ کو کچھ نہ ملیگا یہ مغنی مین ہی۔ اور اگر پہلے غلام نے ایک ہزار درم کا اقرار کیا پھر مولے نے ایک ہزار درم کا اقرار کیا پھر ایک ہزار درم کا اقرار کیا اور دونون اقرار متصل واقع ہوے یا منفصل پھر غلام نے ایک ہزار درم کا اقرار کیا پھر مولے مرگیا اور غلام دو ہزار درم کو فروخت کیا گیا تو غلام کے دونون قرضخواہ اپنے پورے قرضے اور مولی کے قرضخواہ فقط ایک ہزار درم کے حساب سے شریک کئے جائینگے اور اگر غلام ڈیڑھ ہزار کو فروخت ہوا تو قرضخواہان غلام پورے قرضے اور قرضخواہان مولے پانچسو درم کے حساب سے شریک کئے جاوینگے پس اُسکا ثمن تمام قرضخواہون مین پانچ حصہ ہوکر تقسیم ہوگا جسمین سے غلام کے ہر قرضخواہ کو دو پانچوین حصے جسکے چھ سو درم ہوے اور مولے کے قرضخواہ کو ایک پانچوان جسکے تین سو درم ہوے دیا جائیگا پس اگر اس حساب سے تقسیم کر لیا پھر مولی کا لوگون پر کچھ قرضہ ظاہر ہوا اور اُسمین ایک ہزار یا دو ہزار اور پانچسو درم برآمد ہوے تو اُسمین فقط مولی کے قرضخواہون کا حق ہوگا غلام کے قرضخواہون کا کچھ حق نہوگا اور وہ لوگ قرضخواہان غلام کے ساتھ اُسکے ثمن مین بقدر دو ہزار پانچسو کے حصہ کے شریک نہین کئے گئے تھے اسی واسطے وہ لوگ اُس سب کے جو برآمد ہوا ہی مستحق ہوے اور اگر تین ہزار قرضہ برآمد ہوا تو قرضخواہان مولی اُسمین سے دو ہزار سات سو لینگے اور قرضخواہان غلام اُسمین سے تین سو درم لینگے۔ اور اگر دو ہزار چھ سو درم برآمد ہوے تو قرضخواہان مولی اُسمین سے دو ہزار ساڑھے پانچ سو درم لینگے اور باقی پچاس درم قرضخواہان غلام کو ملینگے۔ اور اگر غلام نے قرضہ اول کا اقرار نکیا ہو اور باقی مسئلہ یہی رہے تو مولے کے قرضخواہ تمام مولے کا قرضہ جو نکلا ہی لینگے یعنے دو ہزار چھ سو درم پھر غلام فروخت کیا جائیگا پس اگر ہزار درم کو فروخت ہوا تو قرضخواہان مولے اُسمین سے اپنے باقی قرضے

اور قرضخواہان غلام اپنے پورے قرضہ کے حساب سے یعنی ہزار درم کے حساب سے شریک کئے جاوینگے پس ثمن کے سات حصہ ہوکر دو حصہ مولے کے قرضخواہون کو اور پانچ حصہ غلام کے قرضخواہون کو ملینگے یہ مبسوط مین ہے۔ امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر ایک شخص نے اپنے غلام کو تجارت کی اجازت دی پھر اُسنے اپنے غلام پر قیمت غلام سے زیادہ قرضہ کا اقرار کیا اور اُسوقت تک غلام مقروض نہین ہے اور غلام نے اُسکے اس اقرار کی تکذیب کی تو تمام قرضہ اقراری اُسپر لازم ہوگا اور جبکہ مولے کا اقرار قرضہ غلام پر صحیح ہوا تو قرضخواہون کو اختیار ہوگا چاہین اپنے قرضہ کے واسطے غلام کو فروخت کراوین یا اُس سے سعایت کراوین اسیطرح اگر مولے نے اسپر کفالت مال کا اقرار کیا یعنے مثلاً یون کہا کہ تو نے میری طرف سے فلان شخص کے واسطے اسقدر مال کی کفالت کی ہے اور غلام نے اُس سے انکار کیا تو یہ مال غلام پر لازم ہوگا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر مولے نے غلام پر دس ہزار درم قرضہ کا اقرار کیا اور غلام نے انکار کیا پھر غلام اس قرضہ مین فروخت کیا گیا اور ثمن قرضخواہون نے باہم تقسیم کرلیا تو مشتری کے پاس قرضخواہون کو غلام سے مواخذہ کرنے کی کوئی راہ نہوگی پھر اگر مشتری نے اُسکو آزاد کردیا تو قرضخواہ لوگ اُس سے اُسکی قیمت وصول کرینگے۔ اور اگر مولی نے اسکو فروخت نہ کیا بلکہ مدبر کردیا تو قرضخواہون کو اختیار ہوگا کہ چاہین مولے سے اسکی قیمت کی ضمان لین یا مدبر سے اپنے تمام قرضہ کے واسطے سعایت کراوین پھر اگر مولے نے بعد مدبر کرنے کے اسکو آزاد کردیا تو اس صورت مین اُس سے فقط اسکی قیمت کا مواخذہ کرینگے۔ اور اگر ماذون نے پانچ ہزار درم سعایت سے ادا کئے تھے کہ اتنے مین مولی نے اسکو آزاد کردیا تو بھی قرضخواہ اُس سے اُسکی قیمت کا مواخذہ کرینگے اور جو اس سے زیادہ ہو وہ باطل ہوجائیگا۔ اور اگر اسکو مدبر کیا یہان تک کہ مولے مریض ہوگیا پس اُسکو آزاد کردیا پھر مرگیا اور سواے اسکے اُسکا کچھ مال نہ تھا تو اُسپر اپنی قیمت کے واسطے سعی کرنی واجب ہوگی اور اسکو وارث نہین بلکہ قرضخواہ لے لینگے پھر اسکے بعد بھی قرضخواہ لوگ غلام کو ماخوذ کرکے بقدر اُسکی قیمت کے لے لینگے اور اُسمین سے وارثون کو اور قرضخواہان مولے کو کچھ نہ ملیگا۔ اور اگر اپنے مرض مین غلام پر قرضہ کا اقرار کیا اور باقی مسئلہ بحالہ رہا تو پہلی قیمت خاصۃً قرضخواہان مولے کو ملیگی پھر غلام اپنی قیمت کے واسطے سعی کرکے خاصۃً اپنے قرضخواہون کو ادا کریگا۔ اور اگر مولے نے اُسپر قرضہ کا اقرار نہ کیا بلکہ خطا سے کسی جنایت کا اقرار کیا تو مولے کو اختیار ہوگا چاہے اسکو دیدے یا اسکا فدیہ دیدے۔ اسیطرح اگر ماذون کی مقبوضہ باندی یا غلام کی نسبت قرضہ یا جنایت کا اقرار کیا تو ایسا ہی حکم ہے جیسے اُسنے اپنے ماذون پر ایسا اقرار کیا۔ پھر اگر اُن دونون کو اسکے بعد آزاد کردیا تو یہ بھی بمنزلہ ماذون کے آزاد کرنے کے ہے یعنے وہی حکم ہوگا جو ماذون کے آزاد کرنے مین اس صورت مین مذکور ہوا ہے یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر اپنے ماذون پر دس ہزار درم کا اقرار کیا اور اُسکی قیمت ایک ہزار درم ہے اور غلام نے تکذیب کی پھر مولے نے اسکو آزاد کردیا تو مولے قرضخواہون کے واسطے ضامن ہوگا مگر ضمان مین مولے صرف اُسکی قیمت یعنی ایک ہزار درم کا ضامن ہوگا اور اُس سے زیادہ ضامن نہوگا اگرچہ جسقدر قرضہ کا غلام پر اقرار کیا ہے وہ اُسکی قیمت سے زیادہ ہو پھر جب مولے نے ایک ہزار درم ضمانت دیدی تو کتاب مین مذکور ہے کہ قرضخواہ لوگ دوبارہ اُس سے ایک ہزار درم وصول کرینگے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر غلام نے بھی اسقدر قرضہ کا اقرار کیا تو اُسپر پورا قرضہ واجب ہوگا

چنانچہ اگر مولے سے یہ اقرار بالکل نہ پایا جاتا تو بھی یہی حکم تھا یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر ماذون نے مولے کے مرض الموت مین اپنی مقبوضہ چیزون مین سے کوئی چیز فروخت کی اور مولے کی صحت کا مولی یا غلام پر کچھ قرضہ نہین ہے اور غلام نے اقرار کیا کہ مین نے ثمن وصول پایا ہے مگر یہ امر سوائے اسکے اقرار کے اور طرح ثابت نہین ہے تو اُسکا اقرار صحیح ہوگا۔ اسی طرح اگر غلام پر قرضہ مستغرق یا غیر مستغرق موجود ہو تو بھی یہی حکم ہے۔ اور اگر مولے پر اسقدر قرضہ ہو جو غلام کے رقبہ و اُسکے مقبوضہ مال کو محیط ہو تو غلام کا ثمن وصول پانیکا اقرار بالکل صحیح نہ ہوگا تاوقتیکہ گواہ قائم نہون بشرطیکہ قرضہ مولی قرضہ صحت ہو اور اگر مولے پر مرض کا قرضہ ہو تو غلام کا اقرار ثمن وصول پانیکا مشتری کے حق مین صحیح نہین ہے یہان تک کہ مشتری کو ثمن دینا پڑیگا مگر اُسکے حق مین یہ اقرار صحیح ہوگا یہان تک کہ مشتری بھی اُسکے قرضخواہون کے ساتھ یکسان شریک کر دیا جائیگا جیسا کہ اگر مولی نے ایسا اقرار کیا ہو تو یہ حکم ہے لیکن اگر استیفائے ثمن کے گواہ قائم ہون تو اقرار صحیح ہے اور ایسا نہ ہوگا جیسا کہ حق مولے مین صحیح ہوگا۔ اور اگر اس صورت مین غلام سے خریدنے والا مولے کا کوئی وارث ہو اور غلام پر اسقدر قرضہ ہو کہ اُسکے رقبہ و تمام مقبوضہ کو محیط ہو اور مولے پر کچھ قرضہ نہین ہے تو مولے کے وارثون سے اُسکا ثمن وصول پانیکا اقرار جائز نہوگا اسی طرح اگر مولی پر بھی مع غلام کے قرضہ ہو تو بھی ثمن وصول پانے کا اقرار صحیح نہوگا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر ماذون نے اپنے مرض الموت مین قرضہ یا ودیعت معین یا عاریت و مضاربت و اجارہ معین یا غصب معین وغیرہ تجارات کا اقرار کیا پھر اس مرض مین مر گیا تو اس سب کا اقرار صحیح ہے بشرطیکہ اُسپر صحت کا قرضہ نہو اور اگر صحت کا قرضہ ہوگا تو یہ اقرارات صحیح نہونگے مگر اسقدر مال مین جو قرضہ صحت سے زائد ہو پس اُسکا مقبوضہ مال فروخت کر کے پہلے صحت کا قرضہ ادا کیا جائیگا۔ اور اگر وہ مال غصب جسکا اپنے مرض مین اقرار کیا ہے گواہون نے معائنہ کیا ہو یا عاریت و ودیعت وغیرہ کا معائنہ کیا ہو پس اگر گواہ لوگ وہ مال غصب یا ودیعت و عاریت کو بعینہ پہچانتے ہون تو مقرلہ اس مال کا مستحق ہوگا یعنے اُسی کو دیا جائیگا اور اگر وہ لوگ مال غصب و عاریت و ودیعت کو بعینہ نہ پہچانتے ہون صرف انہون نے غصب کرنا و عاریت دینا و ودیعت دینا دیکھا ہو تو مقرلہ اُسکے صحت کا قرضخواہون کے ساتھ شریک کر دیا جائیگا اسی طرح ہر قرضہ جو حالت مرض مین اُسپر گواہون کے سامنے ثابت ہو کر لازم آوے تو مرض کا قرضخواہ بھی صحت کے قرضخواہون کے ساتھ یکسان کر دیا جائیگا یہ مغنی مین ہے۔ اور اگر اُسپر صحت کا قرضہ نہ ہو اور مرض مین اُسنے اپنے اوپر ہزار درم کا اقرار کیا اور یہ اقرار کیا کہ مین نے ہزار درم ثمن مبیع کے جو اسکے مرض مین فلان مشتری پر واجب ہوے تھے وصول پائے ہین تو اُسکے وصول پانے پر تصدیق نہ کیجاویگی ولیکن جو اُسپر آتا ہے وہ اُسکے اور دوسرے قرضخواہ کے درمیان برابر تقسیم ہوگا۔ اور اگر ماذون بیمار ہو گیا اور اُسپر صحت کے قرضہ موجود ہین پس اُسنے بعض قرضخواہون کو ادا کیا بعض کو نہ دیا تو یہ جائز نہ ہوگا یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر ماذون نے اپنے مرض مین ہزار درم قرضہ کا اقرار کیا پھر دوسرے شخص کے واسطے ہزار درم ودیعت کا اقرار کیا پھر مر گیا اور اُسکے پاس سوائے اس ہزار درم کے جسکی نسبت یہ اقرار کیا ہے کہ بعینہ فلان شخص کی ودیعت ہے اور کچھ موجود نہین ہے تو یہ ہزار درم ودیعت کے صاحب ودیعت اور قرضخواہ کے درمیان برابر تقسیم ہونگے جیسے آزاد شخص کے اپنے اقرار مین حکم ہے اور اگر ماذون مریض ہو اور اُسپر صحت کا قرضہ ہے اور اُسکا کسی دوسرے

شخص پر صحت کا قرضہ تھا اور اُسنے اقرار کیا کہ مین نے اپنا قرضہ وصول پایا ہی تو اُسکا اقرار صحیح ہوگا حتے کہ اسکا قرضدار بری ہوجائیگا۔ اسی طرح اگر اُسنے اپنے اُس قرضہ کے وصول پانے کا اقرار کیا جو اُسکا حالت صحت مین واجب ہوا تھا اور اُسپر مرض کا قرضہ موجود ہی تو بھی اقرار وصول صحیح ہوگا۔ اور یہ حکم تو حالت صحت کے قرضہ وصول پانے کا ہی اور اگر ایسے قرضہ کے وصول پانے کا اقرار کیا جو حالت مرض مین اُسکا دوسرے پر واجب ہوا تھا پس اگر اُسپر صحت کا قرضہ موجود ہو تو اُسکا اقرار وصول صحیح نہوگا نہ اُسکے قرضدار کی برات کیواسطے صحیح ہوگا اور نہ اُسکے حق مین یہ اقرار ہوجائیگا حتے کہ اُسکا اقراری اُسکے قرضخواہون کے ساتھ یکسان نہ ہوجائیگا اور اگر ماذون پر مرض کا قرضہ ہو تو اُسکا اقرار وصول صحیح نہوگا یعنے اُسکے قرضدار کی برات کے واسطے صحیح نہوگا مگر اُسکے حق مین صحیح ہوگا حتے کہ بقدر اُسکے قرضخواہون کے ساتھ یکسان کردیا جائیگا جو کچھ اُسپر آتا ہی اُسمین سے اسقدر حصہ جو اُسکے حصہ مین واقع ہوگا وہ اُسکے ذمہ سے ساقط ہوجائیگا اور جو کچھ اُسپر باقی رہیگا وہ ماذون کے قرضخواہون کو ادا کرےگا یہ مغنی مین ہی۔ اور اگر ماذون مریض ہو پس اُسنے اقرار کیا کہ میرا جو قرضہ ہزار درم کا ثمن مبیع وغیرہ کا زید پر مرض مین واجب ہوا ہی وہ مین نے زید سے وصول پایا اور ماذون پر کچھ قرضہ نہین ہی اور سوائے اس مال قرض کے اُسکا کچھ اور مال نہین ہی پھر اُسکے بعد اُسنے اپنے اوپر ہزار درم قرض کا اقرار کیا پھر مرگیا تو ماذون کا اقرار وصول باطل ہوگا۔ اور اگر اُسنے قرضہ کا اقرار نہ کیا ولیکن گواہون کے سامنے اُسپر قرضہ لاحق ہوا تو اسکا اقرار وصول جائز ہوگا کیونکہ جو قرضہ گواہون کے معائنہ سے واجب ہوا وہ اقرار وصول کے وقت بمنزلہ قرض ظاہر کے شمار ہوگا اسواسطے کہ گواہون کی گواہی مین کچھ تہمت نہین ہی اسلئے اقرار وصول باطل ہوگا یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر مولے نے اپنے ماذون کی باندی فروخت کی اور ثمن مشتری پر ڈوب گیا پھر اُسنے اقرار کیا کہ مین نے اپنے مولے کو باندی فروخت کرنے کا حکم دیا تھا تو مولے اُسکی قیمت کا ضامن نہوگا اور اگر وہ انکار کرجاوے تو مولی ضامن ہوگا اور یہ حکم اسوقت ہی کہ باندی موجود ہو یا اُسکا حال معلوم نہوا اور اگر مرگئی ہو تو صحیح یہ ہی کہ اُسکی تصدیق نہ کیجاویگی اور اگر غلام نے اُسکی تکذیب کی تو مولے اُسکی قیمت کا ضامن ہوگا پس اگر ماذون نے کہا کہ مین نے اُسکو حکم نہین دیا تھا مگر مین نے بیع کی اجازت دیدی پس اگر باندی موجود ہو تو جائز ہی اور مولے ضامن نہوگا ورنہ جائز نہین اور مولے ضامن ہوگا۔ اور اگر مولے نے اُسکو مجور کردیا پھر ماذون نے کہا کہ مین نے اُسکو بیع کا حکم دیا تھا تو قول قبول نہوگا اور مولے ضامن رہیگا اسی طرح اگر اُسنے قرضخواہون کے فروخت کرانے کے بعد ایسا اقرار کیا تو بھی اقرار صحیح نہ ہوگا یہ مغنی مین ہی۔ اگر ماذون پر قرضہ کثیر ہو اور اُسنے اپنی ایک باندی اپنے مولے کے بیٹے یا باپ یا مکاتب یا غلام ماذون التجارت مقروض یا غیر مقروض کے ہاتھ باندی کی قیمت سے زیادہ دامون کو فروخت کرکے مشتری کو دیدی پھر اُس سے ثمن وصول پانے کا اقرار کیا تو ایسا اقرار جائز ہی مگر مولے کے ماذون ومکاتب کے ہاتھ فروخت کرنے کی صورت مین جائز نہین ہی اور اگر ماذون کے وکیل نے ایسا امر کیا تو اُسکا اقرار بمنزلہ اقرار ماذون کے ہی۔ اور اگر ماذون کا بیٹا آزاد ہو اور اُسنے اپنے باپ یا باپ کے مکاتب یا مجور یا اُسکے ماذون مقروض یا غیر مقروض کا مال لیکر تلف کردیا پھر ماذون نے اقرار کیا کہ مین نے یہ مال اس تلف کنندہ سے وصول پایا ہی تو امام اعظم رح کے نزدیک اُسکے قول کی تصدیق نہوگی خواہ ماذون مقروض ہو یا نہ

اور صاحبین کے نزدیک تصدیق کیجائیگی اور اگر تلف کرنے والا ماذون کا بھائی ہو تو اُس سے وصول پانے کا اقرار جائز ہوگا اور اُسکے اقرار وصول کے بعد اُسکے بھائی پر قسم عائد نہ ہوگی یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر ماذون نے اپنے مولی کو اپنی تجارت کا غلام فروخت کرنے کا حکم دیا اُسنے فروخت کیا پھر اُسنے اقرار کیا کہ ماذون نے مشتری سے ثمن وصول پایا ہے تو مولے سے اُسکے قول پر قسم لیجائیگی کہ سچ کہتا ہے یا جھوٹ پس اگر مولی نے قسم کھالی تو ضامن نہوگا اور اگر نکول کیا تو اپنے ماذون کے واسطے ثمن کا ضامن ہوگا یہ مغنی میں ہے۔ اور اگر زید نے اپنے غلام کو جسکی قیمت ہزار درم ہے تجارت کی اجازت دی اور اُسنے بعد اجازت کے ہزار درم قرض کر لیے پھر مولے نے اسپر ہزار درم قرضہ کا اقرار کیا حالانکہ وہ منکر ہے پھر مولے نے اُسکو آزاد کر دیا تو جس قرضخواہ نے غلام کو قرضہ دیا ہے اُسکو اختیار ہوگا چاہے مولے سے اُسکی قیمت کی ضمان لے یا غلام آزاد سے اپنا قرضہ وصول کرے پس اگر مولے نے اُسکو ضمان دیدی تو دوسرے قرضخواہ یعنے مقرلہ کا مولے یا غلام پر کچھ حق نہوگا اور اگر اُسنے غلام سے اپنا قرضہ لینا اختیار کیا تو دوسرے مقرلہ کو اختیار ہوگا کہ مولے سے غلام کی قیمت لے۔ اور اگر مولے نے غلام پر دو ہزار درم کا اقرار کیا ہو اور غلام پر اُسکے سوائے کوئی قرضہ نہیں ہے اور غلام نے اقرار مولے سے انکار کیا پھر غلام پر اقراری یا بہ ثبوت گواہان ہزار درم لازم ہوے تو غلام فروخت کیا جائیگا اور ہر ایک قرضخواہ اُسکے ثمن میں بحساب اپنے پورے قرضہ کے شریک کیا جائیگا اور اگر اولاً غلام نے اقرار کیا ہو تو پہلے اُسی کا اقراری قرضہ ادا کیا جائیگا اسی طرح اگر غلام دو ہزار کو فروخت ہوا مگر اُسمین سے ایک ہزار وصول ہوے اور ایک ہزار ڈوب گئے تو بھی جسقدر وصول ہوا ہے وہ غلام کے مقرلہ قرضخواہ کو ملیگا۔ اور اگر غلام نے ہزار درم قرضہ کا اقرار کیا پھر مولے نے اُسپر ہزار درم قرضہ کا اقرار کیا پھر غلام نے ہزار درم قرضہ کا اقرار کیا تو فروخت کیا جائیگا اور اُسکے ثمن میں سے وہ دونوں قرضخواہ جسکے واسطے غلام نے اقرار کیا ہے حصہ رسد تقسیم کر لینگے پھر اگر ثمن میں سے کچھ باقی رہا تو اُسکو ملیگا جسکے واسطے مولے نے اقرار کیا ہے۔ اور اگر غلام نے کچھ اقرار نہ کیا مگر مولے نے اُسپر ہزار درم قرضہ کا اقرار کیا پھر اُسپر دوسرے شخص کے ہزار درم قرضہ کا جدا اقرار کیا تو غلام فروخت کیا جائیگا اور اولاً پہلے قرضخواہ کا قرضہ دیکر اگر کچھ باقی رہا تو دوسرے کو دیا جائیگا اور اگر جدا نہ کیا بلکہ متصل دونوں اقرار کیے مثلاً یوں کہا کہ زید کے میرے اس غلام پر ہزار درم اور عمرو کے ہزار درم قرضہ ہیں تو دونوں قرضخواہ اُسکے ثمن میں حصہ رسد شریک ہوجاوینگے اور اگر غلام نے مولے کے اقراری دوسرے قرضخواہ کے قرضہ کی تصدیق کی خواہ کلام اقرار متصل ہو یا منقطع تو دونوں اُسکے ثمن میں حصہ دار ہونگے اور اگر اول کی تصدیق کی تو پہلے اُسکا قرضہ دیا جائیگا مگر یہ حکم اس صورت میں ہے کہ مولے کے دونوں اقرار بکلام منقطع واقع ہوے ہوں اور اگر بکلام متصل ہوں تو دونوں اُسکے ثمن میں حصہ دار ہونگے یہ مبسوط میں ہے۔
اور اگر اپنے غلام پر قرضہ کا اقرار کیا تو صحیح ہے اگرچہ غلام تکذیب کرے اور غلام پر قرضہ نہو یہانتک کہ قرضخواہوں کو غلام کی قیمت سے وصول کرنے کا استحقاق ہوگا اور اگر غلام آزاد ہوگیا تو فقط کمتر مال کا اپنی قیمت و قرضہ سے ضامن ہوگا یعنے اگر قرضہ کم ہو تو اسکا اور اگر قیمت کم ہو تو اُسکا ضامن ہوگا یہ فتاوی صغری میں ہے۔ اور اگر ماذون کی قیمت ڈیڑھ ہزار درم ہوں اور غلام نے ہزار درم قرضہ کا اقرار کیا پھر مولے نے اُسپر ہزار درم قرضہ کا اقرار کیا پھر ماذون نے ہزار درم کا اقرار کیا پھر غلام دو ہزار کو فروخت کیا گیا تو غلام کے دونوں قرضخواہوں میں

ہر ایک اپنے پورے قرضہ اور جسکے واسطے موسے نے اقرار کیا ہی پانچ سو درم کے حساب سے اُسکے ثمن مین شریک
ہوگا پس تمام ثمن اُنکے درمیان پانچ حصہ ہوکر تقسیم ہوگا۔ اور اگر فروخت نہ کیا گیا بلکہ موسے نے اُسکو آزاد
کردیا اور اُسکی قیمت ڈیڑھ ہزار درم ہی تو موسے اُن قرضخواہون کے واسطے اُسکی قیمت کا ضامن ہوگا اور یہ قیمت جو
بدل مالیت رقبہ ہی مثل ثمن بیع کے ہی پس اُنکے درمیان پانچ حصہ ہوکر تقسیم ہوگی اور غلام کے قرضخواہ کو دو پانچوین
حصے یعنے چھ سو درم ملینگے اور ہر ایک اپنے مابقی چار سو درم کے واسطے غلام کا دامنگیر ہوگا مگر جسکے واسطے
موسے نے اقرار کیا ہی وہ صرف دو سو درم کے واسطے دامنگیر ہوسکتا ہی۔ اور قرضخواہون کو یہ بھی اختیار ہی کہ چاہین
موسے کا پیچھا چھوڑکر اپنے قرضہ ثابت کے واسطے غلام آزاد شدہ کے دامنگیر ہون پس اگر اُسکے دامنگیر ہونے تو
اُسکے اقراری دونون قرضخواہ پورا قرضہ دو ہزار درم لے لینگے اور موسے کا اقراری قرضخواہ پانچ سو درم لے لیگا پھر
موسے سے بھی پانچ سو درم لیگا۔ اور اگر غلام کی قیمت ایک ہزار درم ہو اور غلام نے ہزار درم قرضہ کا اقرار کیا پھر موسے
نے اُسپر ہزار درم کا اقرار کیا پھر غلام کی قیمت بڑھ گئی یہان تک کہ دو ہزار درم ہوگئے پھر غلام نے ہزار درم
قرضہ کا اقرار کیا پھر دو ہزار درم کو فروخت کیا گیا تو تمام ثمن انھین دونون کو دیا جائیگا جنکے واسطے غلام نے اقرار
کیا ہی اور اگر موسے نے اُسکو آزاد کیا تو اُسکی قیمت کا ضامن ہوگا اور اگر اُن دونون نے جنکے واسطے غلام نے اقرار
کیا ہی غلام کا دامنگیر ہونا اختیار کیا اور موسے کو قیمت سے بری کردیا تو اُس قرضخواہ کو جسکے واسطے موسے نے اقرار
کیا ہی یہ اختیار ہوگا کہ موسے سے اپنا پورا قرضہ وصول کرے۔ اور اگر غلام کی قیمت ڈیڑھ ہزار درم ہو اور موسے
نے اُسپر ایک ہزار درم کا اقرار کیا پھر دوسرے ہزار درم کا اقرار کیا اور دونون اقرار جدا جدا واقع ہوے
پھر غلام ایک ہزار درم کو فروخت کیا تو یہ ثمن پہلے دونون قرضخواہون مین تین تہائی ہوکر تقسیم ہوگا پس انمین
سے پہلا بحساب ہزار درم کے اور دوسرا بحساب پانچ سو درم کے شریک کیا جائیگا اور اگر موسے نے اُسکو آزاد کیا
درحالیکہ اُسکی قیمت ہزار درم تھی تو اُسکے ہزار درم قیمت کا ضامن ہوگا اور ہر دو قرضخواہ اول اس قیمت کو تین حصہ
کرکے بقدر اپنے اپنے قرضہ ثابتہ کے باہم تقسیم کرلینگے پھر پانچ سو درم غلام سے بھی لیکر تین حصہ کرکے تقسیم
کرلینگے اور اگر انھون نے اولاً غلام سے لینا اختیار کیا تو بقدر اُسکی قیمت کے ہزار درم لے لینگے اور تین حصہ
کرکے بقدر اپنے اپنے قرضہ ثابتہ کے باہم تقسیم کرلینگے پھر موسے سے بھی اُسکی پوری قیمت لے لینگے۔ اور اگر مولی نے
غلام پر یہ دونون اقرار ایک ہی کلام متصل مین کیے ہون تو قرضخواہ غلام کے ثمن مین برابر شریک ہونگے اور اگر موسے
نے اُسکو آزاد کردیا تو موسے سے اُسکی قیمت تاوان لینگے پھر مابقی قرضہ کے واسطے غلام کیطرف رجوع کرکے بقدر اُسکی قیمت
کے لینگے اور جسقدر قرضہ اُس سے زیادہ رہگیا وہ ڈوب گیا اُسکو کسی سے نہین لے سکتے ہین اور اگر غلام کی قیمت ہزار
درم ہو اور موسے نے اُسپر ہزار درم قرضہ کا اقرار کیا پھر اُسکے بعد ہزار درم کا اقرار کیا پھر غلام کی قیمت بڑھکر دو ہزار
درم ہوگئی پھر اُسپر ہزار درم کا اقرار کیا پھر غلام دو ہزار کو فروخت ہوا تو یہ ثمن پہلے اور تیسرے کے درمیان نصفا نصف
تقسیم ہوگا اور درمیانی کو اُسمین سے کچھ نہ ملیگا۔ اور اگر دو ہزار پانچ سو درم کو فروخت کیا گیا تو پہلا اور تیسرا
اپنا اپنا قرضہ وصول کرلینگے اور باقی دوسرے کو ملیگا۔ اور اگر موسے نے اُسکو آزاد کردیا اور اُسکی قیمت دو
ہزار درم ہی تو اول وسوم اُس سے اپنی قیمت کی ضمان لینگے اور درمیان والے کو کچھ نہ ملیگا اور اگر آزاد کیا

ف اور موسے کا اقرار ... پانچ سو درم ... واللہ اعلم

حالانکہ اُسکی قیمت دو ہزار پانچ سو درم تھی تو اول وسوم مولے سے دو ہزار درم لے لینگے اور باقی پانچ سو درم دوسرے کو ملینگے اسوجہ سے کہ مولی نے اسکے قرضخواہ ہونے کا اقرار کیا ہی اور اُسکا ماذون پر کچھ حق نہوگا اور اگر کچھ قیمت مولے پر ڈوب گئی تو یہ مقدار خاصۃً دوسرے کے حصہ مین شمار ہوگی۔ اور اگر قیمت غلام ڈیڑھ ہزار درم ہو اور مولے نے اُسپر ہزار درم قرضہ کا پھر ہزار درم قرضہ کا پھر دو ہزار درم قرضہ کا اقرار کیا پھر غلام تین ہزار کو فروخت ہوا تو اول اپنا پورا قرضہ ہزار درم وصول کر لیگا اور ایسے ہی دوسرا بھی اور باقی ہزار درم سو تیسرے کو ملینگے اور اگر ثمن مین سے فقط ہزار درم وصول ہوے اور باقی دو ہزار درم ڈوب گئے تو ہزار کی دو تہائی اول کو اور ایک تہائی دوسرے کو ملیگی پس جسقدر ثمن وصول ہو اُسمین سے بقدر اپنے اپنے قرضہ ثابتہ کے حصہ رسد تقسیم کرینگے پس جو برآمد ہوتا جاوے تو انمین تین تہائی تقسیم ہوگا یہان تک کہ اول اپنا قرضہ ہزار درم پورا کر لے پھر جو کچھ برآمد ہو وہ دوسرے کو ملیگا یہان تک کہ وہ بھی اپنا قرضہ پورا کر لے پھر اگر اُسکے پورا کر لینے کے بعد بھی کچھ برآمد ہوا تو تیسرے کو ملیگا اور اگر یہ سب اقرارات بہ کلام متصل واقع ہون تو جسقدر برآمد ہوتا جاوے وہ اُن سب مین بقدر ہر ایک کے قرضہ کے حصہ رسد تقسیم ہوگا اور جسقدر ڈوب جاوے وہ سب کے حصہ مین قرار دیا جائیگا بمنزلہ اس صورت کے کہ اقرار ان سب قرضخواہون کے واسطے ایک ہی کلام مین واقع ہو۔ اور اگر اقرار منقطع ہون پھر غلام نے اسکے بعد اپنے اوپر ہزار درم کا اقرار کیا پھر تین ہزار درم کو فروخت کیا گیا تو پہلا قرضخواہ اور وہ قرضخواہ جسکے واسطے غلام نے اقرار کیا ہی ہر ایک اپنا قرضہ پورا وصول کر لینگے پھر باقی ثمن مین سے دوسرا قرضخواہ مولی کا اقراری بھی اپنا قرضہ پورا لے لیگا اور تیسرے کو کچھ نہ ملیگا۔ اور اگر ثمن مین سے ایک ہزار ڈوب گئے اور دو ہزار برآمد ہوے تو اول وثانی وغلام کے اقراری قرضخواہ کے درمیان پانچ حصہ ہوکر تقسیم ہوگا جسمین سے مولے کے اول اقراری وغلام کے اقراری ہر ایک کو دو پانچوین اور دوسرے مولی کے اقراری کو ایک پانچوان حصہ ملیگا۔ اور اگر ایک شخص نے اپنے غلام کو تجارت کی اجازت دی حالانکہ اسکی قیمت ہزار درم ہی اُسنے خرید وفروخت کی یہان تک کہ اُسکے پاس ہزار درم ہوگئے پھر غلام نے ہزار درم قرضہ کا اقرار کیا اور مولے نے اُسپر ہزار درم کا اقرار کیا تو ہزار درم جو اُسکے پاس ہین وہ دونون قرضخواہون مین نصفا نصف تقسیم ہونگے اور اگر مولے نے اُسپر دو ہزار درم کا معًا اقرار کیا تو غلام کا ثمن ومال دونون مین نصفا نصف تقسیم ہوگا اور اگر غلام کے پاس پانچ سو درم ہون اور غلام نے ہزار درم کا اقرار کیا اور مولے نے اُسپر دو ہزار درم کا اقرار کیا پھر غلام نے ہزار درم کا اقرار کیا تو مولے کا اقراری غلام کے ثمن وکمائی مین فقط پانچ سو درم کا شریک کیا جائیگا۔ اور اگر مولی کا اقرار غلام کے پہلے قرضہ کے اقرار سے پہلے واقع ہو تو غلام کا ثمن ومال سب قرضخواہون مین چار حصہ ہوکر تقسیم ہوگا جسمین سے مولے کے اقراری قرضخواہ کو دو حصہ اور غلام کے ہر ایک قرضخواہ اقراری کو ایک ایک حصہ ملیگا یہ مبسوط مین ہی

ساتوان باب دو شخصون کے مشترک غلام مین غلام کو ایک یا دونون کی تجارت کی اجازت دینے کے بیان مین

قال المترجم اس باب مین مترجم اجازت دہندہ کو بہ لفظ مجیز اور غیر اجازت دہندہ کو بہ لفظ ساکت تعبیر کرتا ہی اصل مین ہی کہ دو مولاؤن مین ایک غلام کو اجازت دینا اُسکے حصہ مین صحیح ہی دوسرے کے حصہ مین نہین صحیح ہی اور جب مجیز کے حصہ مین سوائے ساکت کے حصہ کے اجازت صحیح ہوئی اور ساکت نے چاہا کہ اُسکے حصہ کی اجازت

فسخ کردے تو اسکو یہ اختیار نہ ہوگا پھر امام نے ذکر فرمایا کہ اسکی سب خرید و فروخت جائز ہونگی ایسا ہی کتاب مین مذکور ہی - اور جب کل مین اُسکی خرید و فروخت جائز ہوئین پھر اُسپر بہت قرضے ہوگئے اور اُسکے پاس کمائی موجود ہی - پس اگر یہ قرضے اسی کمائی کی وجہ سے جو اُسکے پاس موجود ہی لاحق ہوے ہون باین طور کہ یہ تجارت کی کمائی ہو اور قرضہ بسبب تجارت کے لاحق ہوا ہو اور یہ بات معلوم ہو جاوے تو قیاساً یہ حکم ہے کہ قرضہ کے ادا کرنے مین کمائی مین سے مجیز کا حصہ صرف کیا جاوے اور ساکت کا نصف حصہ اسکو دیدیا جاوے مگر استحساناً یہ حکم ہی کہ کل کمائی مجیز و ساکت دونون کا حصہ قرضخواہون کو دیا جاوے - اور یہی قیاس و استحسان اس صورت مین بھی جاری ہی کہ جب پورا غلام مجور ہو اور اُسنے خرید و فروخت کرکے تجارت سے مال کمایا اور وہ اُسکے پاس موجود ہی اور تجارت کی وجہ سے اُسپر قرضہ ہوگیا تو جس کمائی کی جہت سے اُسپر قرضہ ہوگیا ہی وہ استحساناً اُسکے ادا ے قرضہ مین صرف کیجاوے اور قیاساً صرف نہ کیجاوے بلکہ پوری کمائی اُسکے مولے کو دیجاوے رہا قرضخواہون کا مطالبہ سو وہ لوگ اُسکے آزاد ہوجانے تک انتظار کرین - اور اگر یہ کمائی اس سبب سے حاصل نہ ہوئی ہو جس وجہ سے قرضہ ہوگیا ہی تو ادا ے قرض مین مجیز کا حصہ صرف کیا جائیگا نہ ساکت کا - اور اگر کمائی کا حال کچھ معلوم نہو کہ اسی جہت سے حاصل ہوئی ہی جس وجہ سے قرضہ ہوگیا ہی یا اسکے سوا ے دوسرے سبب سے حاصل ہوئی ہی اور دونون مولاؤن نے اختلاف کیا پس ساکت نے کہا کہ کمائی اسوجہ سے حاصل نہین ہوئی ہی جس وجہ سے قرضہ ہوا ہی مثلاً یون کہا کہ یہ بطور ہبہ کے حاصل ہوئی ہی نہ بطور تجارت کے اور یہ کمائی ہم دونون مین نصفا نصف تقسیم ہونی چاہیے اور مجیز نے مع غلام کے یہ کہا کہ نہین بلکہ اسی وجہ سے حاصل ہوئی ہی جو قرضہ کا سبب ہی یعنے کہا کہ تجارت سے حاصل ہوئی ہو وہی قرضہ کا سبب ہو اور سب کمائی ادا ے قرضہ مین صرف ہونی چاہیے تو قیاساً مولاے ساکت کا قول قبول ہوگا مگر استحساناً غلام کا قول قبول ہوگا یہ مغنی مین ہی - اور اگر ماذون کے پاس اُسکے کسی دوست وغیرہ کا مال اسکی تجارت مین ہو پس ساکت نے کہا کہ مین آمین سے نصف لے لونگا تو اسکو یہ اختیار نہوگا و لیکن آمین سے تمام قرضہ قرضخواہون کو ادا کیا جائیگا پھر اگر کچھ باقی رہا تو دونون مولاؤن مین سے ہر ایک کو اس کا نصف حصہ ملیگا اور اگر اُسکے مقبوضہ مال سے قرضہ زیادہ نکلا تو یہ زیادتی غلام کے رقبہ سے خاصۃً مجیز کے حصہ سے ادا کیجائیگی - اسی طرح اگر غلام نے غصب یا مال تلف کر دینے وغیرہ کا اقرار کیا تو بھی یہی حکم ہی اور اگر مال تلف کرنا گواہون سے ثابت ہوتا ہی تو غلام کے پورے رقبہ سے وصول کیا جائیگا جیسے کہ قید کی اجازت دینے سے پہلے غلام کے مال تلف کر دینے اور گواہی سے ثابت ہوجانے کی صورت مین حکم تھا یہ مبسوط مین ہی - اور اگر ایک غلام دو شخصون مین مشترک ہو اور ایک نے اُسکو اجازت دی اور غلام نے خرید و فروخت کرنا شروع کیا اور ساکت نے اُسکو دیکھکر منع نہ کیا تو یہ امر اسکی طرف سے بھی تجارت کی اجازت ہو جائیگا اور اگر مولاے ساکت اہل بازار کے پاس آیا اور کہا کہ غلام سے خرید و فروخت نہ کرنا اور اگر تم لوگ اُس سے ایسا معاملہ کروگے تو فقط میرے شریک کے حصہ مین پڑیگا پھر مولاے ساکت نے اُس غلام کو خرید و فروخت کرتے دیکھکر منع نہ کیا تو قیاساً اُسکا حصہ بھی ماذون ہوگا مگر استحساناً ماذون نہوگا اور یہ حکم استحسان اس صورت مین بخلاف ایسی صورت کے ہی کہ جب پورا غلام مجور ہو اور مولے نے اہل بازار کو اُسکے ساتھ خرید و فروخت کرنے سے منع کردیا پھر اسکو تجارت کرتے دیکھکر سکوت کیا

تو ماذون ہوجائیگا اگرچہ اس سکوت سے پہلے تجارت سے ممانعت کرچکا ہو یہ محیط مین ہے- اگر دو مولاؤن مین سے ایک نے اسکو تجارت کی اجازت دیدی اور دوسرا اہل بازار کے پاس آیا اور انکو اسکے ساتھ معاملہ خرید و فروخت سے منع کردیا پھر ساکت نے مجیز کا حصہ خرید لیا تو پورا غلام مجور ہوگیا پھر اگر مشتری نے اسکو خرید و فروخت کرتے دیکھکر منع نہ کیا تو یہ تجارت کی اجازت ہوگی یہ مبسوط مین ہے- اور اگر دونون مین سے ایک نے اپنے شریک سے کہا کہ غلام کو اپنے حصہ مین یا کہا کہ میرے حصہ مین تجارت کی اجازت دیدے اسنے قبول کیا تو پورے غلام کو اجازت ہوجائیگی یہ تاتارخانیہ مین ہے- اور اگر غلام دو شخصون مین مشترک ہو اور ایک نے دوسرے کو اجازت دی کہ تو میرا حصہ غلام مکاتب کردے تو دونون کی طرف سے غلام کو تجارت کی اجازت ہوگی مگر کتابت فقط حصہ مکاتب کنندہ کے ساتھ مقصود ہوگی یہ امام اعظم رح کا قول ہے یہانتک کہ اسکی آدھی کمائی اسکو ملیگی جسنے اسکو مکاتب نہین کیا ہے اسیطرح اگر ایک نے دوسرے کو اپنا حصہ مکاتب کرنے کے واسطے وکیل کیا تو اسکے بعد غلام کی کمائی مین نصف مکاتب کنندہ کو اور نصف وکیل کو ملیگی- اور اگر دونون مین سے ایک نے غلام کو اجازت دی اور اسپر قرضہ ہوگیا پھر اسنے شریک کا حصہ شریک سے خرید لیا پھر غلام نے اسکے بعد خرید فروخت کی اور مولے کو معلوم ہوا اور اسپر قرضہ ہوگیا تو پہلا اور دوسرا قرضہ دونون پہلے نصف مین شمار ہونگے اور اگر مولی کو بعد خریدنے کے اسکی خرید فروخت کا حال معلوم ہو تو نصف خریدی ہوئی مین بھی یہ تجارت کی اجازت ہوگی پس پہلا قرضہ پہلے نصف مین اور دوسرا قرضہ پورے غلام مین قرار دیا جائیگا یہ مبسوط مین ہے- اور اگر دو مولاؤن مین سے ایک نے غلام کو اجازت دی اور اسپر قرضہ ہوگیا تو مجیز سے کہا جائیگا کہ اسکا قرضہ ادا کردے ورنہ ہم غلام مین سے تیرا حصہ فروخت کردینگے یہ سراجیہ مین ہے- اور اگر ایک غلام دو شخصون مین مشترک ہو اور ایک نے اسمین سے اپنا حصہ مکاتب کردیا تو یہ فعل اسکی طرف سے اسکو تجارت کی اجازت ہے اور دوسرے کو اختیار ہوگا کہ کتابت کو باطل کردے اور اگر اسپر قرضہ ہوگیا پھر دوسرے نے کتابت کو باطل کیا تو یہ حصہ خاصۃً مکاتب کرنے والے کے حصہ مین قرار دیا جائیگا- اور اگر اسنے کتابت کو باطل نہ کیا یہانتک کہ غلام کو خرید فروخت کرتے دیکھا اور اسکو منع نہ کیا تو اس سے اسکی طرف سے اجازت کتابت ثابت نہ ہوگی بلکہ اسکو کتابت باطل کرنے کا اختیار رہیگا مگر اس سے اسکی طرف سے تجارت کی اجازت ثابت ہوگی پس اگر اسنے کتابت کو باطل کردیا حالانکہ غلام مقروض ہوگیا ہے تو سب غلام قرضہ مین فروخت کیا جائیگا لیکن اگر اسکا مولے اسکا فدیہ دیدے تو ایسا نہوگا یہ مبسوط مین ہے- غلام کے دو مالک شریکون نے اسکو تجارت کی اجازت دی اور ہر ایک نے اسکو سو درم قرضہ دیا اور ایک اجنبی نے بھی اسکو سو درم قرضہ دیا یعنے ہر ایک نے اسکے ہاتھ کوئی اسباب معین سو درم کو ادھار فروخت کیا پھر وہ غلام سو درم کو فروخت کیا گیا یا سو درم چھوڑکر مرگیا تو اسمین سے نصف اجنبی کو اور باقی نصف دونون مولاؤن مین برابر تقسیم ہوگا یہ مغنی مین ہے- اور اگر اسکو فقط ایک ہی مولے نے سو درم قرض دیے ہون یعنے قرض معاملہ کیا ہو اور باقی مسئلہ بحالہ ہے تو غلام کے سو درم اسکے اور اجنبی کے درمیان تین حصہ ہوکر اسطرح تقسیم ہونگے کہ دو تہائی مولے کو اور ایک تہائی اجنبی کو ملیگی اور یہ امام اعظم رح کا قول ہے اور امام ابو یوسف و امام محمد رح نے فرمایا ہے کہ اسکی چوتھائی مولے کو اور تین چوتھائی اجنبی کو ملیگی یہ سراج الوہاج مین ہے- اور اگر دو شخص باہم

بطور مفاوضہ یا عنان کے شریک ہون اور دونون مین ایک مشترک غلام ہو کہ وہ اس مال شرکت مین سے ہو
پس ایک نے اُسکو مال شرکت سے سو درم کا اسباب قرض دیا اور کسی اجنبی نے بھی سو درم کا قرض دیا پھر
غلام مر گیا اور سو درم چھوڑے یا سو درم کو فروخت کیا گیا تو اسمین سے اجنبی کو دو تہائی اور دونون شریک کو
ایک تہائی ملیگا - اور اگر دونون مین بطور عنان شرکت ہو اور یہ غلام مال شرکت سے ہو اور ایک نے سو درم
کا مال شرکت سے اسباب قرض دیا اور اجنبی نے بھی سو درم کا قرضہ دیا تو سو درم کی دو تہائی مال اجنبی کو اور سو درم
کی تہائی دونون شریکون کو نصفا نصف ملیگی - اور اگر غلام دونون مین مشترک ہو اور دونون نے یا ایک نے اُسکو
سو درم کا قرضہ مال شرکت سے دیا اور اجنبی نے سو درم کا قرضہ دیا اور باقی مسئلہ بحالہا رہے تو سو درم سب اجنبی کو
دیے جاوینگے اور اس صورت مین دونون مین سے کسی شریک کو کچھ نہ ملیگا یہ مبسوط مین ہے - جامع الفتاوے مین
لکھا ہے کہ دو شخصون کے مشترک غلام ماذون پر ہزار درم کا قرضہ ہو گیا اور دونون مین سے ایک غائب ہو گیا
پس قرضخواہ نے حاضر ہو کر گرفتار کر کے اسکا حصہ سات سو درم کو فروخت کر کے اپنے قرضہ مین لے لیا پھر دوسرا
حاضر ہوا اور اپنا حصہ پانچ سو درم کو فروخت کیا تو صاحب قرض کو تین سو درم دیدیگا کہ اُسکا قرضہ پورا ہو جاوے
یعنی پورے قرضہ تک اسکو دیدیگا پھر دو سو باقی رہے وہ اُس حصہ دار کو جسکا حصہ سات سو کو فروخت کیا گیا تھا
دیدیگا تاکہ دونون تاوان دینے مین برابر رہین یہ تاتارخانیہ مین ہے - اور اگر دو شخصون نے اپنے مشترک غلام کو تجارت
کی اجازت دی پھر ایک نے اسکو سو درم کا اسباب قرض دیا اور ایک اجنبی نے سو درم کا قرضہ دیا پھر جسنے قرضہ
نہین دیا ہے وہ مولے غائب ہوا اور اجنبی حاضر رہا اور اُسنے قصد کیا کہ جس مولے نے اُسکو قرضہ دیا ہے اُسکا حصہ
فروخت کرادے اور اپنا قرضہ وصول کرے تو فروخت کیا جائیگا پس اگر پچاس درم کو فروخت کیا جاوے تو
سب اجنبی لے لیگا - اور اگر دوسرا مولے حاضر ہوا تو اسکا حصہ اُس اجنبی کے واسطے اور اُس مولے کے واسطے
جسنے قرضہ دیا ہے فروخت کیا جائیگا اور دونون باہم نصفا نصف تقسیم کر لینگے - اور اگر قرضہ دینے والے مولی
کے حصہ کا ثمن مشتری پر ڈوب گیا اور اُس مولے کا حصہ جسنے قرضہ نہین دیا ہے پچاس درم یا کم زیادہ کو فروخت
کیا گیا تو یہ ثمن دونون مین تین تین تہائی تقسیم ہوگا اسمین سے دو حصہ اجنبی کو اور ایک حصہ قرضہ دینے والے
مولی کو ملیگا پس اگر انھون نے اسطور سے بانٹ لیا پھر پہلے پچاس درم برآمد ہوے تو سب اجنبی لے لیگا
اسی طرح اگر پچاس سے زیادہ ہو جتے کہ سو کی دو تہائی سے بڑھ جاوے پس جسقدر زیادہ ہو وہ قرضہ دینے والے
مولی کو ملیگی اور دونون مولاؤن مین سے کوئی دوسرے سے کچھ واپس نہین لے سکتا ہے - اور اگر ایک غلام دو
شخصون مین مشترک ہو اور دونون نے اُسکو تجارت کی اجازت دی پھر ہر ایک نے اسکو کسی دوسرے شخص کے
سو درم اُسکے حکم سے قرضہ مین دیے اور سو درم کسی اجنبی نے اسکو قرضہ مین دیے پھر وہ غلام سو درم کو فروخت
ہوا تو یہ سو درم اجنبی اور دونون مولاؤن کے درمیان تین حصہ ہو کر مساوی تقسیم ہونگے - اور اگر وہ مال جو ہر
ایک مولے نے اُسکو قرضہ مین دیا ہے وہ اس مولے اور اجنبی کے درمیان مشترک ہو کہ اجنبی نے اسکو قرضہ مین دیدینے
کی اجازت دی ہو اور باقی مسئلہ یون ہی رہے تو یہ سو درم دس حصہ ہو کر تقسیم ہونگے کہ جنمین سے چار حصہ فقط
اجنبی کو ملینگے اور چار حصہ اُن دونون اجنبیون کو ملینگے جو دو سو درم مین دونون مولاؤن کے شریک تھے

یعنے ہر ایک کو دو حصہ ملینگے اور ہر ایک مولے کو ایک ایک حصہ ملیگا- اور اگر ایک غلام دو سو درم قیمت کا دو شخصون مین مشترک ہو اور اُسکو اجنبی نے سو درم قرضہ دیے پھر قرضخواہ آیا اور اپنا قرضہ طلب کیا اور دونون مولاؤن مین سے ایک غائب ہوا تو غائب کے حصہ مین کچھ ڈگری نہ ہوگی جبتک کہ حاضر نہو پس اگر حاضر کا حصہ سو درم کو فروخت ہوا تو سب قرضخواہ لے لیگا پھر جب غائب حاضر ہو تو جسکا حصہ فروخت ہوا ہی وہ پچاس درم کے واسطے اُسکے حصہ غلام مین مواخذہ کریگا پس یا تو وہ فروخت کیا جائیگا یا غائب اسقدر درم ادا کر دیگا اسی طرح اگر غلام قتل کیا گیا اور حاضر نے اُسکی قیمت مین نصف یعنے سو درم پائے تو قرضخواہ سب لے سکتا ہی پھر جب غائب حاضر ہو کر اپنے حصہ کی قیمت وصول کرے تو جسکے حصہ سے قرضخواہ نے لیا ہی وہ شریک سے نصف قیمت لے لیگا یہ مبسوط مین ہے-

آٹھوان باب ماذون کے مجور ہونے کے بعد جو اختلافی خصومت ماذون و اُسکے مولے کے درمیان غلام یا کسی غیر کے مقبوضہ مال مین واقع ہو اُسکے بیان مین- اگر غلام ماذون کے پاس مال ہو اور مولے نے کہا کہ یہ میرا مال ہی اور ماذون نے کہا کہ میری کمائی ہی پس اگر غلام مقروض ہو تو اُسی کا قول قبول ہوگا اور اگر نہو تو مولے کا قول قبول ہوگا کذا فی الذخیرہ- اور اگر مال غلام و مولے دونون کے قبضہ مین ہو پس اگر وہ غلام مقروض نہو تو دونون کا قبضہ معتبر ہو کر دونون کے واسطے شرکت کی ڈگری ہوگی- اور اگر قرضہ نہو تو مولے کا قبضہ معتبر ہو کر اُسی کے نام ڈگری ہوگی- اور اگر مال غلام و مولے و اجنبی سب کے قبضہ مین ہو اور ہر ایک دعوے کرتا ہو کہ میرا ہی پس اگر غلام مقروض نہو تو وہ مال مولی و اجنبی کے درمیان بضعفا نصف تقسیم ہوگا اور اگر مقروض ہو تو تین تہائی تقسیم ہوگا یہ مغنی مین ہی- اور اگر ایک کپڑا ایک ماذون و ایک آزاد کے قبضہ مین ہو اور ہر ایک دعوے کرتا ہو کہ میرا ہی اور اگر کپڑا ایک کے قبضہ مین ہو اور دوسرا اُسکا کنارہ پکڑے ہوے ہو تو وہ دونون مین برابر تقسیم ہوگا- اور اگر ایک اسکو ازار کے طور یعنی لنگی باندھے ہوے ہو یا چادر کے طور پر اوڑھے ہوے ہو یا پہنے ہوے ہو اور دوسرا اسکو پکڑے ہوے ہو یا بجاے کپڑے کے چوپایہ ہو کہ ایک اسپر سوار ہو اور دوسرا اُسکی لگام پکڑے ہوے ہو تو یہ چیز سوار یا پہنے والے کو ملیگی- اور اگر ایک شخص سوار نہو مگر دوسرا اُسکو پکڑے ہوے ہو تو صرف تعلق سے یعنے پکڑے ہوے ہونے سے ترجیح کا مستحق نہوگا- اور اگر ایک سوار ہو اور دوسرا متعلق بھی نہو تو سوار مستحق ہوگا پس اگر ایسا امر ہو کہ جس سے وقت انفراد کے ایک مستحق ہو اور دوسرے کو وہ امر یا اُسکے مثل حاصل نہو تو پہلا مستحق ہوگا یعنے اسی کے نام ڈگری ہوگی یہ مبسوط مین ہی- اور اگر کسی غلام ماذون یا مکاتب یا آزاد نے اپنے تئین کسی درزی کے ساتھ کام کرنے یا اُسکے واسطے خرید و فروخت کرنے کے لیے اجرت پر دیا پس اگر اجیر کے ہاتھ مین ایک کپڑا ہو اور اجیر نے کہا کہ یہ میرا ہی اور مستاجر نے کہا کہ یہ میرا ہی پس اگر یہ اجیر اپنے مستاجر کی دوکان یا گھر مین موجود ہو تو مستاجر کا قول قبول ہوگا اور اگر اجیر کسی گلی مین یا اپنے گھر مین ہو تو اجیر کا قول قبول ہوگا اور اگر اجیر یہ کپڑا پہنے ہوے ہو اور باقی مسئلہ بحالہ رہے تو اجیر ہی کا قول قبول ہوگا خواہ مستاجر کے گھر مین ہو یا گلی مین- اور نقل ہی کہ شیخ امام جلیل ابوبکر محمد بن الفضل رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ اگر جھگڑے کی چیز کارگیری کے آلات مین سے ہو تو اجیر کا قول قبول ہوگا خواہ اجیر مستاجر کے گھر مین ہو یا کوچہ گلی مین ہو یہ مغنی مین ہی- اور اگر غلام مجور کو اُسکے مولے نے کسی کام کے واسطے اجرت پر دیدیا اور اُسکے پاس ایک کپڑا ہی پس مستاجر نے کہا کہ یہ میرا ہی اور مولے نے کہا کہ یہ میرا کپڑا اُسکے پاس ہی تو مستاجر کا قول

قبول ہوگا اگرچہ گلی مین ہو اور اس مسئلہ کے معنی یہ ہین کہ مولی نے اسکو سواے خرید فروخت تجارتی کے اور کسی
کام کے واسطے اجارہ دیا ہو تاکہ وہ غلام مجور رہے ورنہ اگر اسکو خرید فروخت تجارتی کے واسطے کسی کو اجارہ
پر دیدے تو ماذون ہوجائیگا ایسا ہی شیخ الاسلام نے ذکر فرمایا ہے۔ اور اگر یہ غلام اُس کپڑے کو پہنے ہوے ہو
تو مولے کا قول قبول ہوگا اور کپڑے کی صورت مین یہ حکم بخلاف چوپایہ سواری کے ہے کہ اگر غلام مجور جانور پر سوار
ہو اور مستاجر و مولے مین اختلاف واقع ہو پس اس صورت مین مستاجر ہی کا قول قبول ہوگا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر غلام
مجور مولے کے گھر مین موجود ہو اور اُسکے پاس کپڑا ہو اور مستاجر و مولے مین اختلاف واقع ہو یعنے مستاجر نے کہا کہ میرا ہے
اور مولے نے کہا کہ میرا ہے تو مولے کا ہوگا یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر غلام تجارت کے واسطے ماذون ہو اور غلام کے پاس
متاع ہو اور وہ مولے کے گھر مین ہو اور مولے نے کہا کہ یہ میری متاع ہے اور غلام ماذون نے کہا کہ میری ہے پس اگر
یہ متاع غلام کی سوداگری کی ہو تو وہ غلام کی ہوگی یعنے جن چیزون کی غلام سوداگری کرتا ہے اُسی قسم کی چیز ہو اور
اگر غلام کی سوداگری نہو تو مولے کی ہوگی۔ اور امام محمد رح نے ایک صورت ذکر نہین فرمائی یعنے جبکہ وہ چیز
دونون کی تجارت کی ہو اور فقیہ ابوبکر بلخی سے منقول ہے کہ اُنھون نے فرمایا کہ مولے کے واسطے حکم ہونا چاہیے
اور اگر ماذون کپڑا پہنے ہوے ہو یا جانور پر سوار ہو اور ماذون و اُسکے مولے مین اس چیز کی ملک مین اختلاف
ہوا تو غلام کے نام ڈگری ہوگی خواہ اُسکی تجارت کی قسم سے ہو یا نہو یہ محیط مین ہے۔ اور جامع مین لکھا ہے کہ ایک
شخص نے زید کے غلام کو کچھ ہبہ دیا پھر ہبہ سے رجوع کرنا چاہا پس غلام نے کہا کہ مین مجور ہون جب تک میرا
مولے حاضر نہو تب تک تجھے ہبہ واپس لینے کا اختیار نہین ہے اور واہب نے کہا کہ نہین بلکہ تو ماذون ہے پس
غلام نے اپنے مجور ہونے کے اقرار واہب کے گواہ دیے یعنے گواہون نے یہ گواہی دی کہ واہب نے اسکے
مجور ہونے کا اقرار کیا ہے تو غلام کے گواہ مقبول ہونگے یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ امام محمد رح نے فرمایا کہ غلام نے
اگر خرید فروخت کی اور وقت خرید فروخت کی یہ نہ کہا کہ مین ماذون ہون یا مجور ہون پھر اُسپر قرضے چڑھگئے پھر
کہا کہ مین مجور ہون میرے مولے نے مجھے اجازت نہین دی ہے اور قرضخواہون نے کہا کہ نہین بلکہ تو ماذون ہے
تو استحسانًا قرضخواہون کا قول قبول ہوکر غلام ماذون قرار دیا جائیگا اور جب وہ ماذون قرار پایا یا اُسنے
خود ہی صریح کا ماذون ہونے کا اقرار کردیا تو قیاسًا اسکی کمائی قرضہ مین تاوقتیکہ مولے حاضر نہو فروخت نہ
کیجاوے مگر استحسانًا اُسکے اداے قرضہ کے واسطے فروخت کیجائیگی۔ پھر اگر اُسکی کمائی فروخت
کرکے اداے قرض کے باوجود بھی کچھ قرضہ باقی رہ گیا تو قیاسًا و استحسانًا جب تک مولے حاضر نہو خود
غلام فروخت نہ کیا جائیگا۔ اور اگر قرضخواہون نے گواہ دیے کہ یہ غلام ماذون ہے اور غلام انکار کرتا ہے اور مولی
غائب ہے تو اُنکے گواہ مقبول نہونگے یہان تک کہ اُنکے قرضہ مین غلام فروخت نہوگا۔ اور اگر غلام نے اجازت
کا اقرار کیا اور قاضی نے اُسکی کمائی کا اسباب فروخت کرکے قرضخواہون کا قرضہ ادا کیا پھر مولے نے اگر اجازت
سے انکار کیا تو قاضی قرضخواہون سے گواہ طلب کریگا کہ اُسکی اجازت کے گواہ پیش کرین پس اگر اُنھون نے
گواہ پیش کیے تو جو کچھ گذرا سب جائز ہے ورنہ جسقدر غلام کی چیزون کا ثمن اُنھون نے وصول کیا سب مولی کو
واپس دینگے مگر قاضی سے جسقدر بیوع واقع ہوئی ہین وہ نہین ٹوٹ سکتی ہین اور یہ سب اُس صورت مین ہے

کہ غلام نے اپنے مجبور ہونے کا دعوے کیا ہو۔ اور اگر بائع نے غلام کے مجبور ہونے کا دعوے کیا اور کہا کہ مین اسکو
بیع نہین دونگا کیونکہ مجھے میرا حق جبتک کہ یہ آزاد نہ ہوگا وصول نہ ہوگا اور غلام نے کہا کہ مین ماذون ہون
تو اس باب مین غلام کا قول قبول ہوگا اور غلام پر قسم عائد نہوگی۔ اور بائع پر جبر کیا جائیگا کہ جو چیز تو نے
اُسکے ہاتھ فروخت کی ہے اسکو دیدے اور بائع اُس سے اپنا ثمن لے لیگا پھر اگر بائع نے کہا کہ مین اس امر کے
گواہ دیتا ہون کہ یہ مجبور ہے تو قبول نہ ہونگے ایسا ہی کتاب مین مذکور ہے اور مشائخ نے فرمایا کہ اس مسئلہ مین دو
روایتین ہین یعنی حکم مختلف دو روایتون کی راہ سے ہے یا از راہ قیاس و استحسان حکم مختلف ہے یہ مغنی مین ہے۔ اور
اگر غلام نے قاضی کے سامنے اپنے مجبور ہونے کا اقرار کیا کہ مین وقت بیع کے مجبور تھا تو بیع کو قاضی رد کر دیگا
پھر اگر اسکے بعد مولے حاضر ہوا اور غلام کے قول کی تکذیب کی اور کہا کہ مین نے غلام کو خرید و فروخت کی اجازت دی
تھی تو نقض بیع جو غلام و مشتری کے درمیان ہو چکا وہ جائز رہیگا پھر اسکے بعد اگر مولے نے اُسکی بیع کی اجازت
دی تو باطل ہوگی اور اگر قاضی نے غلام کے مجبور ہونے کے اقرار پر بیع نہ توڑی یہانتک کہ مولی حاضر ہوا اور
بیع کی اجازت دی تو جائز ہوگی یہ محیط مین ہے۔ اور اگر غلام ہی مشتری ہو اور بائع نے کہا کہ مین تجھکو کچھ نہ دونگا کیونکہ
تو مجبور ہے اور اُسنے کہا کہ مین ماذون ہون تو غلام کا قول قبول ہوگا پھر اگر بائع نے گواہ دیے کہ بعد خرید کے
قاضی کے پاس پیش ہونے سے پہلے غلام نے اپنے مجبور ہونے کا اقرار کیا ہے تو گواہ قبول نہ ہونگے۔ اور اگر ایک
شخص خرید و فروخت کرتا ہو اور اُسپر قرضے چڑھ گئے اور اسکا حال معلوم نہوا کہ یہ غلام ہے یا آزاد ہے پھر اسکے بعد کہا
کہ مین فلان شخص کا غلام ہون اور اُس شخص نے تصدیق کی اور کہا کہ میرا غلام ہے اور مجبور ہے اور قرضخواہون نے
کہا کہ یہ آزاد ہے تو یہ غلام اپنے اقرار مین مصدق ہوگا حتی کہ فلان شخص کا غلام قرار دیا جائیگا مگر قرضخواہون کے حق مین
مصدق نہوگا کہ انکا قرضہ توقف مین پڑا رہے کہ بعد اُسکی آزادی کے وصول ہو ایسا نہوگا۔ پھر امام نے فرمایا کہ یہ
غلام فروخت کیا جائیگا اور قرضخواہ لوگ اُسکے ثمن سے اپنا قرضہ وصول کرینگے یہ مغنی مین ہے۔ اور اگر کسی شخص
پر غلام کا قرضہ بیع یا اجارہ یا قرض یا استہلاک مال کی وجہ سے واجب ہوا یا اُسنے کسی کے پاس مال ودیعت رکھا
تھا پھر مولے نے اسکو مجبور کر دیا تو ان سب مین خصم وہی غلام ہوگا پس اگر قرضدارون نے غلام کو یہ قرضہ ادا کر دیا
تو ہر ایک بری ہو جائیگا خواہ غلام مقروض ہو یا نہو۔ اور اگر مولے کو دیا پس اگر غلام مقروض نہو تو مشتری ثمن سے
بری ہو جائیگا اور اگر ہو تو ثمن سے بری نہوگا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر غلام بعد مجبور ہونے کے مر گیا تو مولے کو اُسکے
قرضدارون سے بابت قرضہ کے خصومت کا استحقاق ہے خواہ غلام مقروض ہو یا نہو۔ اور آیا مولے کو اُسکے قرضہ
وصول کرنیکا اختیار ہے پس اگر غلام پر قرضہ نہو تو اُسکے قرضہ پر قبضہ کر سکتا ہے اور اگر قرضہ ہو تو قبضہ نہین کر سکتا
ہے یون ہی یہ مسئلہ ماذون الاصل مین مذکور ہے اور وکالت الاصل مین لکھا ہے کہ قبضہ کر سکتا ہے اور بعض مشائخ نے
فرمایا کہ اس مسئلہ مین دو روایت مختلف نہین ہین بلکہ بات یہ ہے کہ جو حکم کتاب الماذون مین لکھا ہے وہ ایسی صورت
مین ہے کہ مولی پر وثاقت نہو یعنی ثقہ نہو مگر تقاضا کر سکتا ہو اور جو حکم کتاب الوکالت مین ہے وہ ایسی صورت پر محمول ہے
کہ مولی ثقہ ہو۔ اور اگر بعد مجبور ہونے کے غلام نہین مرا لیکن مولی نے اسکو اپنی ملک سے نکال دیا تو اس قرضہ کے وصول
مین مولی خصم ہوگا مگر کیا قبضہ کر سکتا ہے یا نہین تو اسمین بھی وہی تفصیل ہے جو ہمنے ذکر کی ہے پھر اگر مشتری نے وہ غلام

ف [illegible]

آزاد کر دیا تو غلام بھی خصم قرار پاویگا یہ مغنی مین ہے- اور اگر ایک شخص نے اپنے غلام کو تجارت کی اجازت دی پس اُسنے ایک شخص کے ہاتھ ایک غلام فروخت کیا اور اُس شخص مشتری نے اُسپر قبضہ کر لیا اور ثمن اسکو دیدیا پھر مولے نے اسکو مجور کر دیا پھر مشتری نے غلام مین عیب پایا تو خصم اس معاملہ مین وہی غلام مجور ہو گا پھر اگر مشتری نے غلام پر گواہ قائم کیے تو غلام خریدکردہ اسکو واپس کر سکتا ہے اور مشتری کو اختیار ہو گا کہ اپنے ثمن وصول کرنے تک مبیع کو روک رکھے اور اگر غلام مجور کے پاس مال نہو اور اسپر قرضہ ہو تو پہلے واپس کیا ہوا غلام فروخت کر کے اسکا ثمن مشتری کو دیا جائیگا پھر اگر اُسکے ثمن مین سے کچھ بچا تو مجور کے قرضخواہون کو دیا جائیگا اور اگر ثمن اُسکا قرضہ مشتری سے کم پڑا تو غلام مجور کے رقبہ مین یہ مشتری اُسکے قرضخواہون کے ساتھ شریک کر دیا جائیگا پس اسکے واسطے مجور فروخت کیا جائیگا- اور اگر مشتری نے اپنے ثمن کے واسطے غلام کو نہ روکا بلکہ مجور کو دیدیا پھر اپنا ثمن طلب کرنے کے واسطے آیا تو مشتری قرضخواہون کے ساتھ غلام واپس کردہ اور غلام مجور کے رقبہ مین شریک کیا جائیگا اور اگر مشتری کے پاس گواہ نہون اور اُسنے مجور سے قسم طلب کی تو قاضی اُس سے قطعی قسم لیگا- کہ واللہ مین نے یہ غلام بحکم اس بیع کے اس مشتری کو سپرد کیا درحالیکہ اُسمین یہ عیب نہ تھا یہ محیط مین ہے- اور اگر مجور نے عیب سے انکار نہ کیا بلکہ قاضی کے سامنے اقرار کر دیا پس اگر وہ عیب ایسا ہو کہ ویسا عیب حادث نہین ہوتا ہے تو قاضی مبیع اسکے بائع مجور کو واپس کر دیگا اور اگر اُسکے مثل حادث ہو سکتا ہو تو قاضی مجور کے اقرار سے اُسکو واپس نہ دیگا مگر غلام مجور اپنے اقرار کے بعد مشتری کا خصم باقی نہ رہیگا پھر مشتری اُسکے مولے سے مخاصمہ کر کے مولے پر گواہ قائم کر کے اُسکو واپس دیگا یہ مغنی مین ہے- اور اگر مشتری کے پاس اسوقت مین گواہ نہون اور اُسنے مولے سے قسم لینی چاہی تو قاضی اُس سے علم پر قسم لیگا پس اگر مولے نے قسم سے نکول کیا یا عیب کا اقرار کر دیا تو مولی کو وہ غلام واپس دیا جائیگا پھر اسکے بعد دیکھا جائیگا کہ یہ عیب اگر ایسا عیب ہے کہ حادث نہین ہو سکتا ہے تو مجور کے قرضخواہون کے حق مین یہ واپسی جائز ہے اور اگر ایسا عیب ہو کہ اُسکے مثل حادث ہو سکتا ہو اور مجور کے قرضخواہون اور مولے نے غلام کے اقرار عیب کی تکذیب کی ہو تو یہ واپسی سوائے قرضخواہون کے غلام و مولے کے حق مین صحیح ہوگی اور وہ غلام واپس شدہ فروخت کر کے اُسکا ثمن مشتری کو دیا جائیگا اور اگر دوسرا ثمن نسبت ثمن سابق کے زیادہ ہوا تو جسقدر زیادہ ہو وہ قرضخواہون کو دیا جائیگا یہ محیط مین ہے- اور اگر کم ہوا تو کمی مجور کے رقبہ مین پڑیگی پھر جب مجور فروخت کیا گیا تو پہلے اُسکے ثمن سے قرضخواہون کا قرضہ ادا کیا جائیگا پھر بعد ادائے قرض کے اگر کچھ باقی رہا تو وہ مشتری کو دیا جائیگا اور اگر کچھ نہ بچا تو مشتری کو کچھ نہ ملیگا- اور اگر مجور پر قرضہ نہو تو مشتری کا قرضہ اُس غلام واپس شدہ و مجور دونون کی گردن پر ہو گا کہ دونون اُسکے ثمن کے واسطے فروخت کیے جاسکتے ہین اور اگر فیصل مقدمہ مین مولے نے قسم کھالی ہو تو پھر غلام مبیع اُسکو واپس نہ دیا جائیگا مگر جب غلام مجور آزاد ہو جاوے تب اُسکا غلام مبیع بوجہ اقرار عیب کے اسکو واپس دیا جائیگا کذا فی المغنی-

نوان باب غلام ماذون و مجور و نابالغ و معتوہ پر گواہی واقع ہونے کے بیان مین- واضح ہو کہ جو چیز از قسم تجارت ہے اُسمین ماذون خصم قرار دیا جائیگا اور اسپر گواہی مقبول ہو گی اور مولی کا موجود ہونا معتبر نہین ہے یہ فتاوی قاضی خان مین ہے- اگر دو گواہون نے ماذون پر گواہی دی کہ اسنے یہ چیز غصب کر لی یا یہ ودیعت

تلف کردی یا منکر ہوگیا ہی یا یون گواہی دی کہ اسنے ایسے افعال کا اقرار کیا ہی جو اُسپر خرید یا فروخت یا اجارہ کی گواہی دی حالانکہ غلام منکر ہی اور مولے غائب ہی تو ماذون پر ایسی گواہی مقبول ہوگی اور قاضی اسپر ڈگری کردیگا اور اگر ایسی صورت مین بجاے ماذون کے غلام محجور ہو اور مولے کے غائب ہونے کی حالت مین دو گواہوں نے اسپر استہلاک مال یا غصب کی گواہی دی تو گواہی قبول نہوگی اور غلام محجور پر ڈگری نہوگی اور مشائخ نے اسکے معنی یہ بیان فرمائے ہین کہ ایسے حکم کے واسطے گواہی قبول نہوگی جو متعلق بحق مولے ہو یعنے غلام فروخت نہ کیا جائیگا مگر ایسے حق کے واسطے جو غلام ہی کی طرف راجع ہو قبول ہوگی پس بعد عتق کے اُس سے مواخذہ کیا جائیگا اور جیسا کہ مولے کا حاضر ہونا یہان شرط ہی ایسے ہی غلام کا حاضر ہونا بھی شرط ہی یہ مغنی مین ہی۔ اور اگر گواہوں نے کسی غلام محجور پر غصب یا اتلاف ودیعت کی گواہی دی پس اگر گواہوں نے معائنہ کی گواہی دی اُس محجور کے ایسے فعل کے اقرار کی گواہی نہ دی تو اسپر گواہی مقبول ہوگی مگر غصب کی ڈگری اسوقت ہوگی جب مولے حاضر ہو اور اتلاف ودیعت وعاریت کی ضمان کی ڈگری نہ ہوگی جبتک کہ آزاد نہو جاوے یہ امام اعظم وامام محمد رح کا قول ہی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ اور اگر دونون گواہوں نے یون گواہی دی کہ محجور نے ایسے فعل کا اقرار کیا ہی اور مولی حاضر ہی یا غائب ہی تو ان مین سے کسی کی ڈگری نہ ہوگی تاوقتیکہ غلام آزاد نہو جاوے پھر جسوقت آزاد ہوا اسوقت اسپر وہ مال لازم ہوگا جسکی گواہی دی تھی۔ اور گواہوں نے اُسپر قتل عمد یا قذف محصن یا زنا یا شرب خمر کی گواہی دی حالانکہ غلام انکار کرتا ہی تو امام اعظم و امام محمد رح کے نزدیک مولی کی غیبت مین اُسپر ایسی گواہی قبول نہ ہوگی۔ اور اگر یون گواہی دی کہ غلام نے ایسے افعال کا اقرار کیا ہی مگر مولے غائب ہی تو جن افعال مین اقرار سے رجوع کرنا کار آمد ہوتا ہی ان مین یہ گواہی مقبول نہ ہوگی اور جنمین اقرار سے رجوع کرنا کار آمد نہین ہی جیسے قصاص وحد القذف تو ان مین یہ گواہی مقبول ہوگی یہ مغنی مین ہی۔ اور جو نابالغ لڑکا کہ اسکو اسکے باپ یا باپ کے وصی نے تجارت کی اجازت دی وہ بمنزلہ غلام ماذون کے ہی کہ اسپر ضمان تجارت کی گواہی مقبول ہوگی اگرچہ اجازت دہندہ غائب ہو اور معتوہ ماذون مین بھی یہی حکم ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر گواہوں نے نابالغ ماذون یا معتوہ ماذون پر قتل عمد یا قذف یا شراب خواری یا زنا کی گواہی دی پس قذف وشراب خواری وزنا مین انکی گواہی قبول نہوگی اگرچہ اجازت دہندہ حاضر ہو اور قتل مین اگر اجازت دہندہ حاضر ہو تو گواہی قبول ہو کر اسکی مددگار برادری پر ڈگری ہوگی اور اگر غائب ہو تو گواہی قبول نہوگی۔ اور اگر گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اس ماذون غلام یا معتوہ یا ماذون لڑکے نے ان مین سے کسی فعل کا اقرار کیا ہی تو گواہی قبول نہوگی خواہ اجازت دہندہ حاضر ہو یا غائب ہو کذا فی الذخیرہ۔ اور اگر گواہوں نے ماذون پر دس درم یا زیادہ کی چوری کی گواہی دی اور وہ منکر ہی پس اگر اسکا مولی حاضر ہو تو بالاتفاق سب ائمہ کے نزدیک اُسکا ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر غائب ہو تو مال مسروق کا ضامن ہوگا اور امام اعظم و امام محمد کے نزدیک اُسکا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا کذا فی المغنی اور اگر دس درم سے کم کی چوری پر گواہی دی ہو تو گواہی قبول ہوگی خواہ مولی حاضر ہو یا غائب ہو یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ اور اگر گواہوں نے یون گواہی دی کہ اُسنے دس درم یا زیادہ کی چوری کا اقرار کیا ہی اور ماذون انکار کرتا ہی تو قاضی اُسپر اسقدر مال کی ضمان کی ڈگری کریگا ہاتھ نہ کاٹیگا اگرچہ مولی حاضر ہو یہ مغنی مین ہی۔ اور اگر غلام محجور پر دس درم کی چوری کی گواہی دی حالانکہ وہ منکر ہی تو قاضی اُسپر کچھ ڈگری

نہ کریگا جتک کہ اسکا مولے حاضر نہو پھر مولی کے سامنے ہاتھ کاٹنے اور مال عین واپس کرنے کی ڈگری کریگا بشرطیکہ مال مسروق بعینہ قائم ہو اور تاوان کی ڈگری نہ کریگا اور اگر گواہوں نے مجور کے دس درم یا زیادہ کی چوری کا اقرار کرنے پر گواہی دی تو قاضی ایسی گواہی قبول نہ کریگا اور اُسپر ہاتھ کاٹنے کی یا مال کی ڈگری نکریگا اگرچہ مولی حاضر ہو اور مال کی ڈگری نہ کرنے سے یہ مراد ہے کہ حق مولی مین ڈگری نکریگا حتی کہ وہ اس مال کے واسطے فروخت نہ کیا جائیگا مگر بعد آزادی کے اس سے اس مال کا مواخذہ کیا جائیگا یہ محیط مین ہے - اور نابالغ ماذون و معتوہ پر دس درم چوری کی گواہی مقبول ہوگی اگرچہ اجازت دہندہ غائب ہو - اور اگر ان دونون کے اقرار سرقہ پر گواہی دی ہو تو باطل مقبول نہوگی یہ فتاوی قاضی خان مین ہے - اگر مسلمان نے اپنے غلام کافر کو تجارت کی اجازت دی اسنے شراب یا سور خریدے تو جائز ہے خواہ اسپر قرضہ ہو یا نہو - اور اگر مردار یا خون خریدا یا کسی کافر کے ساتھ ربوٰ کا معاملہ کیا تو باطل ہے - اور اسپر دو کافرون نے غصب یا ودیعت ستہلکہ یا بیع یا اجارہ کی گواہی دی یا یون گواہی دی کہ اسنے ایسے افعال کا اقرار کیا ہے حالانکہ وہ اور اسکا مولی اُس سے منکر ہین تو دونون کی گواہی استحساناً جائز ہے - اسی طرح اگر نابالغ کافر کو اُسکے وصی مسلم یا اُسکے دادا نے تجارت کی اجازت دی ہو تو ایسی صورت مین یہی حکم ہے - اور اگر غلام ماذون مسلمان ہو اور اسکا مولے کافر ہو تو کافرون کی گواہی اُسپر کسی فعل پر ان افعال مین سے جائز نہوگی اگرچہ اسپر قرضہ نہو - اور اگر دو کافرون نے مجحور کافر پر غصب کی گواہی دی اور اسکا مولے مسلمان ہے تو گواہی باطل ہوگی اور اگر مولے کافر ہو تو گواہی جائز ہوگی - اور اگر مسلمان نے اپنے غلام کافر کو تجارت کی اجازت دی اور اسپر دو کافرون نے خطاسے یا عمداً قتل کی یا شرب خمر یا قذف کی گواہی دی یا چار کافرون نے اسپر زنا کی گواہی دی حالانکہ وہ اور اسکا مولے اُس سے منکر ہین تو گواہی باطل ہوگی - اسی طرح اگر غلام مسلمان اور مولے کافر ہو تو بھی یہی حکم ہے - اور اگر مسلمان نے اپنے غلام کافر کو تجارت کی اجازت دی اور اسپر دو کافرون نے دس درم یا کم کی چوری کی گواہی دی تو اُسپر تاوان مال مسروق کی ڈگری ہوگی ہاتھ کاٹنے کی نہ ہوگی خواہ مولے حاضر ہو یا غائب ہو اور اگر غلام مسلمان اور مولے کافر ہو تو گواہون کی گواہی باطل ہوگی - اور اگر مسلمان نے اپنے غلام کافر کو تجارت کی اجازت دی پھر اسپر دو کافرون نے کسی کافر یا مسلمان کی طرف سے ہزار درم قرضہ کی گواہی دی اور ماذون اُس سے منکر ہے اور اسپر کسی مسلمان یا کافر کا ہزار درم قرضہ بھی ہے تو گواہی جائز ہوگی اگرچہ پہلا قرضخواہ مسلمان ہو فانکان صاحب الدین الاول کافراً فی الدینین م اور اگر مسلمان ہو تو ماذون اور جو کچھ اُسکے پاس ہے پہلے قرضہ مین فروخت کیا جائیگا اور وہ قرضخواہ اپنا قرضہ تمام و کمال وصول کرلیگا پھر اگر کچھ باقی رہا تو دوسرے قرضخواہ کو جسکے واسطے دو کافرون نے گواہی دی ہے دیا جائیگا - اور اگر اسپر دو مسلمانون نے ہر ایک نے ہزار درم کا دعوی کیا پس ایک کے واسطے دو مسلمانون نے اور دوسرے کیواسطے دو کافرون نے گواہی دی تو قاضی دونون کی ڈگری کریگا مگر پہلے اسکا قرضہ دیا جائیگا جسکے واسطے دو مسلمانون نے گواہی دی ہے پھر اگر کچھ باقی رہا تو اُسکو ملیگا جسکے واسطے دو کافرون نے گواہی دی ہے - اور غلام نے اُسکے قرضہ کی جسکے واسطے دو کافرون نے گواہی دی ہے تصدیق کی تو دونون قرضخواہ اسکی کمائی و ثمن رقبہ مین شریک ہوجاوینگے یہ مبسوط مین ہے - اور اگر مسلمان کیواسطے دو کافرون نے اور کافر کیواسطے دو مسلمانون نے گواہی دی تو دونون قرضخواہ شریک ہوکر وصول پاوینگے - اور اگر قرضخواہ تین آدمی ہون دو مسلمان اور ایک کافر پس کافر کے

[illegible]

واسطے دو مسلمانون اور ایک مسلمان کے واسطے دو کافرون نے اور دوسرے کے واسطے دو مسلمانون نے گواہی دی
پھر غلام فروخت کیا گیا تو پہلے اُن دونون کا قرضہ دیا جائیگا جنکے واسطے مسلمانون نے گواہی دی ہی اور باہم برابر
تقسیم کرینگے پھر جو کچھ کافر قرضخواہ نے لیا ہی وہ اس مسلمان کے ساتھ جسکے گواہ کافر ہین ملاکر نصفا نصف دونون
تقسیم کرینگے یہ مغنی مین ہی - پھر مسلمان کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ جسکے واسطے کافرون نے گواہی دی ہی اس سے لے لیوے
اور اگر ایک شخص قرضخواہون مین سے مسلمان ہو جسکے واسطے دو کافرون نے گواہی دی اور باقی دو کافر ہون کہ ہر ایک
کے واسطے دو کافرون نے گواہی دی تو پہلے مسلمان کا قرضہ ادا کیا جائیگا پھر اسکے قرضہ کے بعد اگر کچھ باقی رہا تو
دونون کافرون مین نصفا نصف ہو جائیگا - اور اگر غلام مسلمان ہو اور مولے کافر ہو اور دو قرضخواہ مین سے ایک
مسلمان ہو جسکے واسطے دو کافرون نے گواہی دی اور ایک کافر ہو جسکے واسطے دو مسلمانون نے گواہی دی اور
غلام اُس سے منکر ہو تو قاضی اُس مسلمان کا دعوے جسکے گواہ کافر ہین باطل کریگا اور دوسرے کے واسطے
وہ غلام فروخت کیا جائیگا اور وہ ثمن سے اپنا قرضہ پورا وصول کریگا پھر اگر کچھ ثمن باقی رہا تو اُسکے مولی کو ملیگا اسی
طرح اگر اس صورت مین غلام مجور ہو تو بھی یہی حکم ہی یہ مبسوط مین ہی - اور اگر مولے مسلم ہو اور غلام کافر مجور ہو اور اُسپر
دو کافر گواہون نے کسی مسلمان کے واسطے ہزار درم غصب کرنے کی گواہی دی اور کافر کے واسطے دو مسلمانون نے
ہزار درم غصب کرنے کی گواہی دی تو کافر کے واسطے ہزار درم کی ڈگری ہوگی اور پھر اُس مین مسلمان اُسکا شریک
ہو جائیگا اور باقی مسلمان کا قرضہ غلام پر رہا کہ اسکو بعد آزاد ہونے کے اُس سے لیگا یہ مغنی مین ہی - اگر مسلمان
نے اپنے غلام کافر کو اجازت دی پھر دو کافرون نے کسی مسلمان یا کافر کے واسطے ہزار درم قرضہ کا بوجہ قرار
یا غصب کے گواہی دی اور قاضی نے ڈگری کرکے ہزار درم کو غلام فروخت کیا اور قرضخواہ کو ادا کر دیے پھر
ایک مدعی قرضخواہ نے اسپر دعوی کیا کہ اسکے فروخت کیے جانے سے پہلے کے ہزار درم میرے اسپر قرض ہین پس
اگر مدعی نے اسپر دو مسلمان گواہ قائم کیے تو قاضی قرضخواہ اول سے جسکے واسطے دو کافرون نے گواہی دی تھی
ہزار درم واپس لیکر اس دوسرے قرضخواہ کو جسکے گواہ مسلمان ہین دیدیگا اور اگر دوسرا قرضخواہ کافر ہو تو اسکے
واسطے پہلے نے جو کچھ لیا ہی اسکا آدھا لے لیگا - اور اگر اول کافر مگر اسکے گواہ مسلمان ہون اور دوسرا
مسلمان یا کافر اسکے گواہ کافر ہون تو اول سے اسکا لیا ہوا آدھا لے لیگا - اگر کسی شخص نے اپنے غلام
کافر کو تجارت کی اجازت دیدی اسنے خرید فروخت کی پھر مسلمان ہو گیا پھر اسپر دو شخصون نے قرضہ کا دعوی کیا اور
دونون مسلمان ہین یا دونون کافر ہین اور مولی مسلمان ہی یا کافر ہی پس ایک مدعی دو کافر گواہ لایا کہ اسپر حالت کفر کا
ہزار درم قرضہ ہی اور دوسرا دو مسلمان گواہ اسی مضمون کے لایا تو مسلمان گواہون کی گواہی جائز ہی اور جسکے گواہ
کافر ہین اسکو کچھ نہ ملیگا - اگر ایک شخص نے اپنے غلام کافر کو تجارت کی اجازت دی اور وہ شخص مسلمان یا ذمی ہی
پھر ماذون پر دو مسلمانون نے ایک مسلمان کے قرضہ کی اور دو ذمیون نے ایک مسلمان کے قرضہ کی اور دو مستامنون
نے ایک مسلمان کے قرضہ کی گواہی دی تو قاضی دو مستامنون کی یعنی دو شخص حربی جو امان لیکر دار الاسلام مین
آئے تھے اور انھون نے ایک مسلمان کیواسطے گواہی دی تھی باطل کردیگا اور دو ذمیون اور دو مسلمانون کی گواہی پر
ڈگری کردیگا پھر غلام فروخت کرکے پہلے اُس قرضخواہ کا قرضہ ادا کیا جائیگا جسکے واسطے دو مسلمانون نے گواہی دی ہی پھر اُس ۱۱

اُسکے اداے قرضہ کے بعد کچھ باقی رہا تو اُسکو دیا جائیگا جسکے واسطے دو ذمیون نے گواہی دی ہی پھر اگر اسکے بعد بھی کچھ ثمن باقی رہا تو مولے کو ملیگا اسی طرح اگر مولے حربی ہو تو بھی یہی حکم ہی اور اگر مولے و غلام دونون حربی ہون و باقی مسئلہ بحالہ رہے تو سب قرضہ کی ڈگری ہوگی اور پہلے اُسکا قرضہ ادا کیا جائیگا جسکے گواہ مسلمان ہین پھر اُسکا جسکے گواہ ذمی ہین پھر اگر کچھ رہا تو اسکو دیا جائیگا جسکے گواہ حربی ہین۔ اور اگر سب قرضخواہ ذمی ہون اور باقی مسئلہ بحالہ رہے تو دو قرضخواہ ایک وہ کہ جسکے واسطے مسلمانون نے گواہی دی اور دوم وہ جسکے واسطے ذمیون نے گواہی دی ہی ماذون کے ثمن مین حصہ رسد تقسیم کر کے اپنا قرضہ پورا کرینگے پھر اگر کچھ باقی رہا تو اسکو ملیگا جسکے گواہ حربی ہین اور اگر سب قرضخواہ حربی مستامن ہون تو سب قرضخواہ اُسکے ثمن مین حصہ رسد تقسیم کر لینگے اور اگر مولے مسلمان یا ذمی ہو اور غلام حربی ہو کہ امان لیکر دار الاسلام مین آیا ہو اور اُسکو اس مولے نے اسکے حربی مولے سے خرید لیا ہو اور تجارت کی اجازت دی ہو اور باقی مسئلہ بحالہ رہے تو حربیون کی گواہی اُسپر جائز نہوگی۔ اور اگر حربی ہمارے ملک مین امان لیکر آیا اور اُسکے ساتھ اُسکا غلام ہی اور مولے نے اُسکو تجارت کی اجازت دی تو دو مستامنون کی گواہی اُسپر جائز ہوگی جیسے کہ اُسکے مولے پر جائز ہوتی ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر ایک مسلمان کے واسطے دو حربیون نے ہزار درم کی گواہی ایک حربی غلام ماذون پر جو ہمارے ملک مین با امان داخل ہوا ہی ادا کی اور ایک ذمی کیواسطے دو ذمیون نے اُسپر ہزار درم قرضہ کی اور ایک حربی کے واسطے دو مسلمانون نے اُسپر ہزار درم قرضہ کی گواہی دی اور وہ ہزار درم کو فروخت کیا گیا تو حربی و ذمی کے درمیان برابر تقسیم ہوگا پھر حربی قرضخواہ سے مسلمان قرضخواہ اس مال سے جو اُسنے پایا ہی نصف لے لیگا یہ مغنی مین ہی۔ اور اگر ذمی کے گواہ دو حربی ہون اور مسلمان کے دو ذمی ہون اور باقی مسئلہ بحالہ رہے تو تمام ثمن مسلمان و حربی کے درمیان نصفا نصف تقسیم ہوگا پھر جو کچھ حربی کو ملا ہی اُسکا آدھا اُس سے ذمی لے لیگا یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر ذمی کے دو مسلمان گواہ اور حربی کے دو ذمی اور مسلمان کے دو حربی ہون تو ذمی اور حربی کے درمیان مال نصفا نصف تقسیم ہو کر پھر حربی کے حصہ سے مسلمان نصف لے لیگا یہ مغنی مین ہی۔ اور اگر غلام پر قرضہ ہو گیا اور مولے نے کہا یہ مجور ہی اور قرضخواہون نے کہا کہ ماذون ہی تو مولی کا قول قبول ہوگا پھر اگر قرضخواہ اجازت کے دو گواہ لائے ایک نے گواہی دی کہ اسکے مولی نے کپڑا خریدنے کی اجازت دی تھی اور دوسرے نے کہا کہ گیہون خریدنے کی اجازت دی تھی تو دونون کی گواہی جائز ہوگی اگرچہ قرضہ دونون اقسام تجارت سے علاوہ کسی قسم کی تجارت مین واقع ہوا ہو اور اگر ایک نے یون ہی گواہی دی کہ مولے نے اُسکو کپڑے خریدنے کی اجازت دی اور دوسرے نے گواہی دی کہ مولی نے اسکو کپڑا خریدتے دیکھکر منع نہین کیا تو گواہی باطل ہوگی اور اگر ایک نے یون گواہی دی کہ مولی نے اسکو اناج خریدتے دیکھکر منع نہین کیا تو دونون گواہی باطل ہونگی اور اگر دونون نے یون گواہی دی کہ مولے نے اسکو کپڑا خریدتے دیکھ کر منع نہین کیا تو خرید جائز اور وہ غلام ماذون للتجارۃ ہوگا یہ مبسوط مین لکھا ہی۔

دسوان باب غلام ماذون کی بیع فاسد اور ماذون کے غرور و طفل کے غرور کے بیان مین۔

امام ابو حنیفہ و امام ابو یوسف و امام محمد رحہ نے فرمایا کہ اگر ایک شخص نے اپنے غلام کو تجارت کی اجازت دی اُسنے کوئی باندی یا غلام یا کوئی اسباب وغیرہ بطور بیع فاسد فروخت کیا اور مشتری نے باندی یا غلام پر قبضہ کر کے آزاد کیا یا مبیع کو اُنین سے کچھ ہی دوسرے کے ہاتھ فروخت کیا تو مشتری کا یہ سب تصرف جائز اور اُسپر اس مبیع کی قیمت خواہ اُنین سے کوئی چیز ہو واجب

ہوگی۔ اسی طرح اگر ماذون نے کوئی باندی یا غلام یا اسباب بطور بیع فاسد خرید کرکے دوسرے کے ہاتھ فروخت کیا تو بھی
جائز ہے۔ اور اگر ماذون نے باندی یا غلام بطور بیع فاسد کے خرید کیا اور اُسپر قبضہ کر لیا پھر باندی یا غلام کو کچھ حاصلات
ماذون کے پاس حاصل ہوئی مثلاً غلام نے اپنے تئین کسی کو اجرت پر دیا اُسنے اُسکو مزدوری دی یا کسی نے اُسکو کچھ ہبہ
کیا اور اُسنے قبول کیا پس آیا یہ مال ماذون کو دیا جائیگا یا نہیں تو فرمایا کہ اگر باندی یا غلام مین ماذون کی ملک متقرر ہو گئی
مثلاً اُسنے دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دیا یا اسکے پاس مر گیا اور اُسنے بایع کو قیمت تاوان دیدی تو ایسی صورت مین
یہ حاصلات ماذون کو دیدیجاویگی۔ اور اگر باندی و غلام کی ملک متقرر نہوئی باین طور کہ اُسنے بایع کو واپس کی تو مذکور ہے
کہ بائع کو یہ حاصلات بھی واپس دیگا اور ہمارے بعض مشائخ نے فرمایا کہ کتاب مین یہ حکم جو مذکور ہے کہ اگر ماذون نے
بائع کو باندی و غلام واپس کی تو حاصلات بھی بائع کو واپس دیگا تو یہ امام ابو یوسف و امام محمد رح کے قول پر ہے ورنہ امام اعظم
رح کے نزدیک یہ حاصلات ماذون کو دیجاویگی اور وہ بائع کو واپس نہ دیگا پھر جب اصل مبیع واپس کی اور اُسکے ساتھ
حاصلات بھی واپس کی پس آیا بائع اس حاصلات کو صدقہ کر دیگا تو اگر بائع آزاد ہو تو بالاجماع اس حاصلات کو
صدقہ کر دیگا اور اگر ماذون ہو تو صدقہ نہ کریگا۔ اور جب ماذون ہونے کی صورت مین صدقہ نہ کیا تو مذکور ہے کہ اگر وہ قرضدار ہو
اور اُسنے اُس سے قرضخواہون کا قرضہ ادا کیا تو قرضخواہون کو یہ مال حلال ہوگا اور اگر قرضدار نہو اور مولے نے یہ
مال لے لیا تو فرمایا کہ میرے نزدیک مستحب یہ ہے کہ اسکو صدقہ کر دے لیکن اگر مولیٰ ہی بائع ہو تو اُسپر واجب ہوگا کہ صدقہ
کر دے ہان اگر ماذون ہی بائع ہو تو فرمایا کہ مولے پر صدقہ کرنا مستحب ہوگا اور یہ سب جو ذکر کیا گیا ایسی صورت
مین ہے کہ غلام خرید کردہ شدہ نے خود ہی اپنے تئین اجرت پر دیا ہو یا اُسکو کچھ ہبہ کیا گیا تا کہ یہ مال اُسکی کمائی شمار ہو
اور اگر ماذون نے اُسکو اجرت پر دیا ہو تو ہر حال مین یہ کمائی ماذون کو دیجاویگی یہ محیط مین ہے۔ اگر ایک شخص نے غلام کو تجارت
کی اجازت دی پھر ماذون نے زید کے ہاتھ ایک باندی بعوض ایک باندی کے بطور بیع فاسد کے فروخت کرکے مشتری
کو دیدی اور اُسنے قبضہ کرکے عمرو کے ہاتھ فروخت کرکے اُسکو سپرد کر دی تو بیع ثانی جائز ہو گی اور اُس سے بیع اول
کا نقض ہو گا حتے کہ زید کا عمرو پر ثمن واجب ہوگا اور ماذون کی زید پر مبیع کی قیمت واجب ہوگی خواہ ماذون مقروض
ہو یا نہ ہو۔ اور اگر زید نے وہ باندی ماذون ہی کے ہاتھ جس سے خریدی تھی فروخت کرکے دیدی تو اس سے بیع
اول ٹوٹ جاویگی حتے کہ زید کا ماذون پر ثمن واجب نہوگا اور زید بھی ضمان قیمت سے بری ہو جائیگا خواہ
ماذون مقروض ہو یا نہ ہو۔ اور اگر مشتری نے مولائے ماذون کے ہاتھ فروخت کرکے دیدی ہو پس اگر ماذون
مقروض نہ ہو تو پہلی بیع ٹوٹ جاویگی اور اگر مقروض ہو تو دوسری بیع جائز ہو گی حتے کہ زید کا مولے پر ثمن واجب
ہوگا اور وہ ماذون کو باندی کی قیمت کی ضمان ادا کریگا۔ اور اگر مشتری نے ماذون کے مولے کے
دوسرے ماذون کے ہاتھ فروخت کی ہو اور سپرد کر دی ہو پس اگر دونون پر قرضہ ہو تو بیع جائز ہو گی
اور پہلی بیع کا نقض ہوگا اور اگر دونون مین سے کسی ایک پر قرضہ ہو تو بھی اُس سے بیع اول ٹوٹ جاویگی
اور اگر دونون پر قرضہ نہو تو جب ہی اُسنے دوسرے ماذون کو دی اُسی وقت بیع اول ٹوٹ جاویگی
مگر واضح رہے کہ جسوقت مشتری نے دوسرے ماذون کو باندی سپرد کی ہو اسوقت ضمان
سے بری نہوگا جبتک کہ دوسرا ماذون یہ باندی ماذون اول یا مولے کے سپرد نہ کرے اور اگر دوسرے

ماذون نے ماذون اول یا مولے کو سپرد نہ کی تو مشتری ویسا ہی ضامن باقی رہیگا حتے کہ اگر ماذون ثانی کے پاس وہ باندی مرگئی تو مشتری ماذون اول کے واسطے اُسکی قیمت کا ضامن ہوگا۔ اور اگر اُسنے ماذون کے ہاتھ بطور بیع صحیح فروخت کی مگر اسکے سپرد نہ کی تو ضامن باقی رہیگا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر اُسنے ماذون کے مضارب کے ہاتھ فروخت کی تو جائز ہے۔ جیسے کہ اگر مولے کے مضارب کے ہاتھ فروخت کی تو بھی جائز ہے خواہ غلام پر قرضہ ہو یا نہ ہو اور اگر اُسنے مولے کے بیٹے یا باپ یا مکاتب کے ہاتھ یا مولے کے ہاتھ اُسکے نابالغ بیٹے کے واسطے جو باپ کی عیال مین ہے فروخت کی تو یہ سب یکسان مین یعنی بیع جائز ہے اور اسی طرح اگر کسی اجنبی نے مولے کو اُسکی خرید کے واسطے وکیل کیا اور مولے نے خرید دی یا اُسنے خود ماذون کو اسکی خرید کے واسطے وکیل کیا اور ماذون نے خرید دی تو یہ باندی اس بیع سے اجنبی کے واسطے ہوگی اور مشتری کا ثمن وکیل پر یعنی ماذون پر واجب ہوگا اور پھر ماذون اسکو موکل سے وصول کرلیگا اور ماذون کے مشتری پر ضمان قیمت واجب ہوگی پس اس قیمت اور ثمن مین باہم بدلا ہوجائیگا پھر غلام نے جو کچھ ثمن موکل کیطرف سے ادا کیا ہے وہ موکل سے واپس لیگا۔ اور اگر خود ماذون بائع نے کسی شخص کو اسکی باندی کے خریدنے کا وکیل کیا اور وکیل نے مشتری سے موکل کے واسطے خریدی اور قبضہ کرلیا تو اُس سے بیع اول یعنے بیع فاسد ٹوٹ جاویگی گویا ماذون نے خود ہی خرید کی ہے۔ اور اگر مولے نے کسی شخص کو اپنے واسطے خریدنے کا وکیل کیا تو یہ صورت اور مولے کے خود خرید کرنے کی صورت یکسان ہے یعنی غلام ماذون کے مقروض ہونے مین اور نہ ہونے مین حکم مختلف ہوجائیگا۔ اور اگر ماذون نے مشتری کے پاس اُس باندی کو قتل کیا تو بیع ٹوٹ گئی اسی طرح اگر ماذون نے سرراہ ایک کنوان کھودا خواہ قبل بیع کے یا بعد بیع کے اور اسمین یہی باندی گر پڑی یا گرنے سے اسمین کوئی عیب پیدا ہوگیا اور مشتری نے اُس سے باندی کو منع نہ کیا یہان تک کہ اسی فعل سے مرگئی تو اُس سے بیع اول ٹوٹ جاویگی۔ اور اگر مولے نے یہ فعل کیا ہو اور غلام مقروض ہو تو بھی یہی حکم ہے اور اگر مقروض ہو تو مولے باندی کے واپس لینے پر ایسی حالت مین قادر نہیں ہے تو اپنے فعل مین مثل اجنبی کے ہوگا اور اُسکی مددگار برادری پر مشتری کے واسطے تین سال مین باندی کی قیمت ادا کرنی واجب ہوگی بشرطیکہ باندی اُسی فعل سے مری ہو اور اگر اس فعل سے اسمین عیب آیا مگر کسی اور فعل سے مری تو مشتری بسبب قبضہ کرنے کے باندی کی قیمت کا ضامن ہوگا اور واپس کرنے سے معذور رہیگا مگر مولے سے نقصان عیب فی الحال مولے سے واپس لیگا۔ اور اگر ایسے کنوین مین جسکو ماذون نے اپنے تجارتی مال کے مکان مین یا مولے نے اپنی ملک مین کھودا ہے گر کر مرگئی تو اُس سے بیع اول نہ ٹوٹیگی یہ مبسوط مین ہے۔ اگر زید نے لوگون سے کہا کہ یہ میرا غلام ہے مین نے اسکو تجارت کی اجازت دی ہے تم لوگ اس سے خرید فروخت کرو پھر اُسپر بہت قرضہ ہوگیا پھر ایک شخص نے استحقاق ثابت کرکے اسکو لیا پس اگر مستحق نے اقرار کیا کہ مین نے اسکو تجارت کی اجازت دی تھی تو غلام ماذون باقی رہیگا اور قرضہ مین فروخت کیا جائیگا اور اگر اجازت سے انکار کیا تو فی الحال غلام کے رقبہ سے کچھ قرضہ متعلق نہوگا مگر چونکہ زید نے قرضخواہون کو دھوکا دیا کہ میرا غلام ہے اور تم اس سے خرید فروخت کرو اسوجہ سے زید پر واجب ہوگا کہ قرضخواہون کو قرضہ و قیمت مین سے جو کم مقدار ہو تاوان ادا کرے اور اگر اس مسئلہ مین غلام

سنے یہ لفظ نہ کہا ہو کہ یہ میرا غلام ہی یا نہ کہا کہ تم لوگ اس سے خرید فروخت کرو تو انکے واسطے ضامن نہ ہوگا کیونکہ اُسنے انکو دھوکا نہیں دیا کذا فی شرح الطحاوی - اور دھوکے کا حکم جاری ہونے کے حق مین کچھ فرق نہین ہی کہ جسنے یہ کلام سنا ہی اور جسنے نہین سنا دونکا ہی یعنے سامع و غیر سامع کے واسطے دعوی کی وجہ سے ضامن ہونے مین کچھ فرق نہین ہی دونون کے واسطے ضامن ہوگا بشرطیکہ زید نے عامہ اہل بازار کے سامنے یہ لفظ کہا ہو - اور اگر زید نے جب اہل بازار پاس آیا تو اُسنے کہا کہ یہ میرا غلام ہی تم لوگ اُس سے کپڑے کی تجارت کرو کہ مین نے اسکو کپڑے کی تجارت کی اجازت دی ہی پھر اہل بازار نے اُس سے کپڑے کے سوائے اور چیزون کی خرید فروخت کی بھی پھر معلوم ہوا کہ یہ غلام نہین ہی آزاد ہی یا اُسکا مستحق عمرو ہے تو جسنے سوائے کپڑے کے دوسری چیز کی خرید فروخت کی ہی اور اُسکا اس غلام تاجر پر قرضہ ہی وہ زید سے قرضہ و قیمت سے کم مقدار کی ضمان لیوے اور زید کا یہ کلام کہ مین نے کپڑے کی تجارت کی اجازت دی ہی لغو قرار دیا جائیگا یہ محیط مین ہی - اور اگر اپنے غلام کو تجارت کیواسطے اجازت دی مگر اُسکے ساتھ معاملہ کرنے کی اجازت کسی کو نہین دی پھر مولے نے کسی شخص خاص یا کسی قوم خاص کو اُسکے ساتھ معاملہ کرنے کی اجازت دی پس اون لوگون نے اور ایک دوسری قوم نے اُسکے ساتھ معاملہ کیا اور مولے کے حکم پر کارروائی ہوئی پھر اُسپر قرضہ چڑھ گیا پھر وہ استحقاق مین لے لیا گیا یا مدبر نکلا تو جن لوگون نے مولے کے حکم کے موافق اُس سے معاملہ کیا ہی اُنکے واسطے مولی پر بقدر اُنکے حصہ قرض اور قیمت سے جو کم ہو اُسکی ضمان واجب ہوگی اور دوسرون کے واسطے کچھ ضمان واجب نہوگی - اور اگر اُسنے کسی خاص قوم کو اُسکے ساتھ کپڑے کی تجارت مین معاملہ کی اجازت دی ہو اور اُنھون نے سوائے کپڑے کے دوسری قسم کی تجارت مین بھی اُس سے معاملہ کیا تو کچھ فرق نہوگا بلکہ اُنکے واسطے مولی پر یعنے جسنے اُنکو دھوکا دیا ہی اُسپر ضمان واجب ہوگی - اور اگر زید اُسکو اہل بازار کے پاس لایا اور کہا کہ تم لوگ اُس سے معاملہ خرید فروخت کیا کرو اور یہ نہ کہا کہ یہ میرا غلام ہی اور اہل بازار نے اُس سے خرید فروخت کی اور اسپر قرضہ ہوگیا پھر وہ استحقاق مین لے لیا گیا یا آزاد نکلا یا مدبر نکلا تو زید پر کچھ واجب نہوگا اور اگر اہل بازار پاس لایا اور کہا کہ یہ میرا غلام ہی تم لوگ اس سے مبایعت کرو پھر اسکو مدبر کر دیا پھر اُسپر قرضہ ہوگیا تو زید انکے واسطے کچھ ضامن نہوگا مگر غلام قرضہ کے واسطے سعایت کریگا - اسی طرح اگر بعد اجازت کے اُسکو آزاد کر دیا پھر اُسپر قرضہ ہوگیا تو بھی یہی حکم ہی اور اگر بعد اجازت کے اُسکو فروخت کیا پھر اہل بازار نے اُس سے مبایعت کی اور وہ انکا قرضدار ہوگیا تو زید پر کچھ واجب نہوگا اور اگر ایک شخص اُسکو اہل بازار پاس لایا اور کہا کہ یہ میرا غلام ہی تم لوگ اس سے مبایعت کرو کہ مین نے اسکو تجارت کی اجازت دی ہی پس اُنھون نے مبایعت کی پھر وہ غلام استحقاق مین لیا گیا یا آزاد نکلا اور جس شخص نے اہل بازار کو اُسکے ساتھ معاملہ کرنے کا حکم دیا تھا وہ غلام ماذون یا مکاتب یا نابالغ ماذون التجارت نکلا تو حکم کرنے والے پر اہل بازار کی کچھ ضمان واجب نہوگی خواہ وہ لوگ جنھون نے اُس سے مبایعت کی ہی حکم دہندہ کے حال سے واقف ہون یا نہون - اور اگر حکم دہندہ مکاتب ہو اور وہ ایک باندی بازار مین لایا اور کہا کہ یہ میری باندی ہی اسکو مین نے تجارت کی اجازت دی ہی تم لوگ اس سے خرید فروخت کرو پھر اسپر قرضہ ہوگیا پھر معلوم ہوا کہ قبل اجازت کے اس باندی کے مکاتب سے کتابت مین بچہ پیدا ہو چکا ہی تو قرضخواہون کو اختیار ہوگا کہ مکاتب سے اس ام ولد کی

قیمت بحساب باندی کے اور اپنے قرضہ سے جو مقدار دونون مین سے کم ہو اسقدر ضمان لین یہ مبسوط مین ہی- اگر زید نے اہل بازار سے کہا کہ یہ میرا غلام ہی تم لوگ اس سے خرید فروخت کرو کہ مین نے اسکو تجارت کی اجازت دی ہی اور انھون نے مبایعت کی پھر اسپر قرضہ ہوگیا پھر اس غلام کو عمرو نے باثبات استحقاق خود لے لیا در حال یہ تھا کہ زید کے قبضہ مین آنے سے پہلے عمرو اس غلام کو تجارت کی اجازت دے چکا تھا تو غلام اس قرضہ مین فروخت کیا جائیگا لیکن اگر عمرو اُسکے عوض فدیہ دیدے تو فروخت نہوگا اور زید پر جسنے بازاریون کو مبایعت کا حکم دیا ہی کچھ ضمان لازم نہ ہوگی اور اگر یہ معلوم ہوا کہ یہ غلام عمرو کا مدبر ماذون التجارۃ تھا تو قرضخواہون کو اختیار ہوگا کہ زید سے اُسکی قیمت بحساب قن یعنی محض مملوک ہونے کے اعتبار سے اور قرضہ مین سے جو کم ہو اسقدر ضمان لین یہ محیط مین ہی- اور اگر عمرو کا غلام محجور ہو اُسکو زید اہل بازار پاس لایا اور کہا کہ یہ میرا غلام ہی تم لوگ اس سے مبایعت کرو پھر مولے نے اسکو تجارت کی اجازت دیدی پھر اسکے بعد اُسپر قرضہ چڑھگیا تو زید پر اس معاملہ مین کچھ ضمان واجب نہوگی- اور اگر عمرو کی اجازت دینے سے پہلے اُسپر ہزار درم قرض ہوگئے پھر عمرو کے اجازت دینے کے بعد اُسپر ہزار درم قرض ہوگئے تو قرضخواہون کے زید پر پہلے قرضہ یعنے ہزار درم قرضہ قبل اجازت مین سے اور غلام کی نصف قیمت مین سے کم مقدار کی ضمان واجب ہوگی- اور اگر زید ایک غلام کو اہل بازار پاس لایا اور کہا کہ یہ عمرو کا غلام ہی اُسنے مجھے وکیل کیا ہی کہ مین اُسکو تجارت کی اجازت دیدون اور تم لوگون کو اُسکے ساتھ معاملہ کرنیکا حکم دون اور مین نے اسکو تجارت کی اجازت دیدی پس تم لوگ اُس سے مبایعت کرو پس اُنھون نے معاملہ کیا اور غلام پر خرید فروخت مین قرضہ چڑھگیا پھر عمرو آیا اور اُسنے توکیل سے انکار کیا تو وکیل یعنے زید قرضخواہون کے واسطے قیمت اور قرضہ مین سے کم مقدار کا ضامن ہوگا- اور اگر وہ غلام خالد نے استحقاق مین لے لیا اور اپنے مولی کا مدبر نکلا یا محض آزاد تھا تو بھی وکیل ضامن ہوگا اور جسقدر ماذون ادا کریگا اسقدر موکل یعنے عمرو سے واپس لیگا بشرطیکہ عمرو توکیل کا اقرار کرے اور اگر انکار کیا تو کچھ واپس نہین لے سکتا ہی لیکن اگر وکالت کو گواہون سے ثابت کرے تو لے سکتا ہی- اور اگر زید نے کہا کہ یہ میرے بیٹے نابالغ کا جو میرے عیال مین ہی غلام ہی تم لوگ اُس سے مبایعت کرو پھر وہ غلام استحقاق ثابت کرکے لے لیا گیا یا محض آزاد نکلا تو زید غلام کی قیمت اور قرضہ مین سے کم مقدار کا ضامن ہوگا اور باپ و دادا کے وصی کا بھی یہی حکم ہی- اور اگر مان یا بھائی وغیرہ ایسے قرابت کے لوگون نے یہ فعل کیا تو دھوکا شمار نہ ہوگا اور نہ ان لوگون پر ضمان واجب ہوگی یہ مبسوط مین ہی- اگر ایک شخص ایک لڑکے کو اہل بازار پاس لایا اور کہا کہ یہ میرا بیٹا ہی مین نے اسکو تجارت کی اجازت دی ہی تم لوگ اُس سے مبایعت کرو اور وہ نابالغ خرید فروخت کو سمجھتا ہی پس اُن لوگون نے اُس سے معاملہ کیا اور اُسپر قرضہ ہوگیا پھر ایک شخص نے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا بیٹا ہی اور اس مستحق نے اُسکو تجارت کی اجازت نہین دی تھی تو نابالغ پر فی الحال یا بعد بلوغ کے کبھی کچھ لازم نہوگا لیکن قرضخواہ لوگ اُس شخص سے جسنے اُن لوگون کو اُس سے مبایعت کرنے کا حکم کیا تھا اپنا قرضہ بھر لینگے بخلاف غلام محجور کے کہ ایسی صورت مین غلام محجور بعد آزادی کے ماخوذ ہوتا ہی یہ محیط مین ہی- اگر زید ایک غلام کو اہل بازار پاس لایا اور کہا کہ یہ میرا غلام ہی اور مدبر ہی تم لوگ اُس سے مبایعت کرو پس اُن لوگون نے اُس سے مبایعت کی اور وہ قرضدار ہوگیا پھر عمرو

نے گواہ دیے کہ یہ میرا مدبر ہی تو جبتک مدبر آزاد نہ ہوجاوے تب تک اُسکے ذمہ سے قرضہ کا مطالبہ باطل ہوگا اور زید پر اُسکے رقبہ کی قیمت یا کمائی کی ضمان واجب نہوگی۔ اور اگر وہ مدبر عمرو کے پاس مقتول ہوا تو زید مدبر ہونے کے حساب سے اُسکی قیمت قرضخواہون کو تاوان دیگا۔ اور اگر ایک باندی کو اہل بازار کے پاس لایا اور کہا کہ یہ میری باندی ہی تم لوگ اُس سے مبائعت کرو پھر اُسپر اسقدر قرضہ چڑھگیا جو اُسکے رقبہ کو محیط ہی پھر اُسکے بچہ پیدا ہوا اور پھر عمرو نے استحقاق ثابت کرکے باندی مع بچہ کے لے لی تو زید اُسکے اور اُسکے بچہ کی قیمت کا ضامن ہوگا اور اگر حال ہو کہ جسدن لوگون کو اُس سے مبائعت کا حکم کیا ہی اُسدن باندی کی قیمت یوم استحقاق کی بہ نسبت زیادہ یا کم ہو تو زید اُسی دن کی قیمت کا ضامن ہوگا جسدن استحقاق مین لیگئی ہی۔ اور اگر زید نے اس امر کے گواہ پیش کیے کہ عمرو نے دھوکا دینے سے پہلے یا دھوکا دینے کے بعد باندی کے قرضدار ہونے سے پہلے عمرو اسکو تجارت کی اجازت دے چکا ہی تو زید ضمان سے بری ہوجائیگا کذا فی المبسوط۔

گیارھوان باب ماذون یا ماذون کے غلام کی جنایت کرنے یا اُسپر کسی شخص کی جنایت کرنے کے بیان مین

اگر ماذون نے کسی شخص آزاد یا مملوک پر خطاسے جنایت کی یعنے قتل کیا اور اُسپر قرضہ ہی تو اُسکے مولے سے کہا جائیگا کہ یا تو اسکو دیدے یا اسکا فدیہ دیدے پس اگر اُسنے فدیہ دینا قبول کیا تو ماذون جرم جنایت سے بری ہوگیا پس اُسپر قرضخواہون کا حق باقی رہگیا سو اُنکے قرضہ مین فروخت کیا جائیگا۔ اور اگر اُسنے ماذون کو دیدیا تو قرضخواہ لوگ اولیاء جنایت کے پاس ماذون کے دامنگیر ہوکر اُسکو اپنے قرضہ مین فروخت کرادینگے لیکن اگر والیان مقتول اس ماذون قاتل کا فدیہ ادا کرادین تو ایسا نہوگا یہ مبسوط مین ہی۔ پھر جب وہ غلام قرضخواہون کے واسطے والیان جنایت کے پاس فروخت کیا گیا تو اولیاء مقتول کو اُسکے بعد مولے سے کچھ واپس لینے کا اختیار نہوگا۔ بخلاف اُسکے اگر قرضہ چڑھجانے سے پہلے ماذون سے جنایت صادر ہوئی اور مولے نے ماذون کو اولیاء جنایت کے حوالہ کیا اور وہ قرضخواہون کے قرضہ مین فروخت کیا گیا پس اس صورت مین والیان مقتول کو اختیار ہوگا کہ مولے سے ماذون کی قیمت واپس لین یہ محیط مین ہی۔ اور اگر ماذون کے غلامون مین سے کسی غلام نے جنایت کی اور کسی آزاد یا غلام کو خطا سے قتل کیا تو اُسکو دینے یا اسکا فدیہ دینے کیواسطے ماذون سے کہا جائیگا نہ مولاے ماذون سے یہ مغنی مین ہی۔ اور اگر ماذون کے پاس تجارت کی باندی ہو اور اُسنے کسی کو خطاسے قتل کیا تو ماذون کو اختیار ہوگا کہ چاہے اُسکو دیدے یا اُسکا فدیہ دیدے خواہ ماذون مقروض ہو یا نہ ہو پس اگر باندی کا جرم یہ ہو کہ اُسنے کسی نفس کو مار ڈالا اور باندی کی قیمت ہزار درم ہو اور ماذون نے دس ہزار درم فدیہ مین دیے تو امام اعظم رح کے قیاس پر جائز ہی اور صاحبین رح کے نزدیک نہین جائز ہی اور اگر باندی نے عمداً قتل کیا اور اُسپر قصاص واجب ہوا پھر ماذون نے اُس سے ولی مقتول سے صلح کر لی تو جائز ہی اور اگر خود ماذون قاتل ہو اور اُسنے اپنی جان سے صلح کر لی خواہ اُسپر قرضہ ہی یا نہین ہی تو صلح جائز نہین ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اور جب قاضی نے ماذون کا اپنی ذات کے واسطے صلح کر لینا باطل کر دیا تو ولی مقتول کو یہ اختیار نہوگا کہ ماذون کو قتل کراوے یا اُس سے بدل الصلح مین سے کچھ لیوے تاوقتیکہ وہ آزاد نہ ہوجاوے یہ محیط مین ہی۔ اور اگر ماذون نے عمداً کسی کو قتل کیا اور اُسپر قرضہ ہی پس مولے نے والیان مقتول سے اس طور پر صلح کی کہ اُنکے حق مین

غلام اُنکو دیدے تو جائز نہین ہی اور اُن لوگون کو اُسکا قتل کرنا یعنے قصاصًا جائز نہ رہیگا اور قصاص ساقط ہو گیا
اور وہ غلام قرضہ مین فروخت کیا جائیگا اور قرضخواہون کا قرضہ ادا کیا جائیگا پھر اگر کچھ بچ رہا تو والیان
مقتول کو دیا جائیگا ورنہ انکو کچھ نہین ملیگا یہ مغنی مین ہی- اگر ماذون کے پاس اُسکی تجارت کا کوئی مکان ہو اور
اسمین ایک شخص مقتول پایا گیا اور ماذون مقروض ہی یا نہین ہی تو امام ابو یوسف و امام محمد رح کے نزدیک اُسکی
دیت مولی کی مددگار برادری پر ہوگی- اور امام اعظم رح کے نزدیک اگر غلام پر قرضہ محیط نہو تو یہی حکم ہی اور اگر قرضہ
محیط ہو تو قیاسًا مولی کی مددگار برادری پر کچھ واجب نہو گا لیکن اُس سے یون کہا جائیگا کہ یا غلام کو دیدے یا اُسکا فدیہ
دے مگر امام اعظم رح نے استحسانًا دیت مولی کی مددگار برادری پر ڈالی ہی- اسی طرح اگر اس گھر کی کوئی دیوار
جھکی ہوئی ہو اور ماذون پر گواہ کر دیے گئے مگر اُسنے اس دیوار کو نہین گروایا یہان تک کہ وہ خود ایک شخص پر
گر پڑی اور وہ مرگیا تو اُسکی دیت مولی کی مددگار برادری پر ہوگی اور صاحبین نے فرمایا کہ یہ صورت بمنزلہ
صورت اولے کے ہی کہ اس گھر مین کوئی شخص مقتول پایا گیا- اور اس مسئلہ مین امام اعظم رح کا قول مذکور نہین ہی
اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ امام اعظم رح کے نزدیک بجواب الاستحسان یہی حکم ہی- اور یہ حکم بخلاف ایسی صورت
کے حکم ہی کہ یہ دیوار کسی جانور پر گر پڑی اور وہ مرگیا کہ اس صورت مین جانور کی قیمت ماذون کی گردن پر ہوگی
کہ اُسکے واسطے یا تو غلام فروخت کیا جائیگا یا مولے اسکا فدیہ دیگا یہ مبسوط مین ہی- ہمارے علماء ثلثہ یعنے امام
اعظم و امام ابو یوسف و امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر ماذون پر قرضہ ہو اور اُسکی جنایت کی اور مولے نے اسکو
قرضخواہون کے ہاتھ اُنکے قرضہ مین فروخت کیا پس اگر اُسکو جنایت کا حال معلوم تھا تو اس فعل سے فدیہ دینے
کو اختیار کرنے والا قرار دیا جائیگا اور اگر جنایت کو نہین جانتا تھا تو اُسپر غلام کی قیمت واجب ہوگی لیکن اگر
جرمانہ قیمت سے کم ہو تو یہ حکم نہ ہوگا- فرمایا کہ اگر مولے نے ماذون کو قرضخواہون کے ہاتھ فروخت کیا یہان تک کہ
اولیاء جنایت اُسکے پاس آئے اور مولے نے بلاحکم قاضی وہ غلام انکو دیدیا تو قیاسًا یہ حکم ہی کہ قرضخواہون کیواسطے
قیمت کا ضامن ہو مگر استحسانًا کچھ ضامن نہوگا پھر جب استحسانًا کچھ ضامن نہوا اور دیدینا جائز ٹھہرا تو قرضخواہون
کو یہ اختیار حاصل ہوگا کہ اُسکو اپنے قرضہ مین فروخت کراوین لیکن اگر اولیاے جنایت اُسکا فدیہ ادا کرین تو یہ
نہوگا یہ محیط مین ہی- اور امام ابو حنیفہ رح و امام ابو یوسف رح و امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر قرضخواہ لوگ حاضر ہوے
اور ماذون کے قرضہ کیواسطے فروخت کی درخواست کی اور وہ اپنے مولے کے پاس موجود ہی اور اُسنے ہنوز جنایت
مین نہین دیا ہی اور اصحاب جنایت اپنے حق طلب کرنے کیواسطے حاضر نہین ہوے اور مولی اور قرضخواہون نے
جنایت کا اقرار کر لیا ہی اور قاضی کو بھی خبر کر دی ہی تو جبتک اصحاب جنایت حاضر نہون تب تک قاضی اسکو قرضخواہون
کیواسطے نہ فروخت کریگا پھر اصحاب جنایت کی حاضری پر انکو دیگا مگر مولے اُسکا فدیہ اگر ادا کر دے تو ایسا نہ کریگا
پھر اسکے بعد قرضخواہون کیواسطے فروخت کیا جائیگا تاکہ وہ لوگ اپنا قرضہ پورا وصول کرین اور اگر اصحاب جنایت کی
غیبت مین قاضی کی راے مین آیا کہ ماذون کو قرضخواہون کیواسطے اُنکے قرضہ مین فروخت کرے تو بیع جائز ہی اور اصحاب
جنایت کا مولی یا غلام پر کچھ نہوگا اور انکی جنایت باطل ہو گئی یہ مغنی مین ہی اور اگر قاضی نے اُسکو قرضخواہون کے ہاتھ یا غیر کے
ہاتھ قرضہ سے زیادہ دامون کو فروخت کیا تو ثمن سے قرضخواہون کو انکا قرضہ دیدیا جائیگا پھر جو ثمن سے کچھ بچا وہ بعوض جرم جنایت کے

اصحاب جنایت کو دیا جائیگا اگرچہ جنایت کا جرمانہ غلام کی قیمت سے زیادہ ہو پھر اگر جرمانہ جنایت دیکر کچھ باقی رہا تو وہ مولی کو دیا جائیگا۔ بخلاف اسکے اگر مولے نے خود بدون حکم قاضی کے غلام کی قیمت سے زیادہ داموں کو فروخت کیا اور وہ جنایت سے واقف نہ تھا مثلاً اسنے پانچ ہزار درم کو غلام فروخت کیا حالانکہ اسکی قیمت ہزار درم تھی اور قرضہ کے ہزار درم تھے پھر جب قرضہ کے ہزار درم دیدیے گئے اور مولی کے پاس چار ہزار درم رہے تو اسمین سے اصحاب جنایت کو غلام کی قیمت کے برابر یعنے ہزار درم دیدیے جاوینگے اگرچہ جنایت کا جرمانہ ہزار درم سے زیادہ ہو پس باقی تین ہزار درم مولی کو ملینگے۔ اور بخلاف اسکے اگر ولی جنایت حاضر ہوا اور مولی نے وہ غلام ولی جنایت کو دیدیا پھر قاضی نے دیدینے کے بعد ولی جنایت کے پاس سے قرضخواہوں کے قرضہ مین فروخت کیا اور اسکا ثمن قرضہ سے زیادہ آیا پس اسمین سے قرضہ ادا کیا گیا تو باقی سب اولیاے جنایت کو دیا جائیگا اگرچہ جرمانہ جنایت سے زیادہ باقی رہا ہو اور مولے کو اسمین سے کچھ نہ ملیگا یہ محیط مین ہی۔ امام اعظم و امام ابو یوسف رح و امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر غلام ماذون کو کسی شخص نے عمداً قتل کیا تو قاتل پر مولے کے واسطے قصاص واجب ہوگا اور قرضخواہوں کا کچھ حق واجب نہوگا خواہ غلام مقروض ہو یا نہو پس اگر قاتل نے قصاص سے کچھ درم یا دینار یا عروض قلیل یا کثیر دیکر صلح کی تو صلح جائز ہی پس اسمین سے قرضخواہ لوگ اپنا قرضہ پورا وصول کرینگے اور قصاص منقلب بمال ہوگیا اور مال سے قرضخواہوں کا حق متعلق ہوگیا پس اگر بدل صلح مین درم یا دینار آئے تو اسمین سے وہ لوگ اپنا قرضہ لے لینگے کیونکہ یہ انکے حق کی جنس ہی اور اگر بدل الصلح مین عروض یا غلام ہو تو انکے قرضہ مین کیا جائیگا لیکن اگر مولے اسکا فدیہ پورے قرضہ کے ساتھ دیدے تو ایسا نہوگا اور یہ سب اسوقت ہی کہ ماذون کو عمداً قتل کیا ہو اور وہ قرضدار ہو یا نہو۔ اور اگر ماذون کو نہین بلکہ اسکی کمائی کے کسی غلام کو قتل کیا ہو پس اگر ماذون پر قرضہ نہو تو مولے کو اختیار ہوگا کہ قاتل سے قصاص لے مگر ماذون کو استیفاء قصاص کا اختیار نہوگا کذا فی المغنی۔ پس اگر ماذون نے قاتل کے ساتھ کچھ مال پر صلح کی تو ظاہر الروایت مین امام محمد رح نے اسکے جواز یا عدم جواز کو نہین ذکر فرمایا ہی مگر فقیہ ابو بکر بلخی سے منقول ہی کہ وہ فرماتے تھے کہ یہ مسئلہ دو روایتون پر ہونا چاہیے یعنے مسئلہ وصی پر قیاس کیا جاوے کہ اگر اسنے ایسے قصاص سے جو یتیم کے واسطے قاتل پر واجب ہوا تھا صلح کرلی تو ایک روایت مین ہی کہ وصی کی صلح جائز نہین ہی پس اس روایت پر قیاس کرنے سے معلوم ہوتا ہی کہ ماذون کی صلح ناجائز ہوگی اور دوسری روایت مین ہی کہ وصی کی صلح جائز ہوگی پس اس روایت پر قیاس کرنے سے معلوم ہوا کہ ماذون کی صلح بھی جائز ہی یہ مبسوط مین ہی لیکن اگر ماذون پر قرضہ ہو خواہ تھوڑا ہو یا بہت تو مولی یا قرضخواہوں یا ماذون کو قصاص کا استحقاق نہوگا علیحدہ علیحدہ نہ علی الاجتماع کذا فی المغنی اور قاتل پر واجب ہوگا کہ اپنے مال سے تین برس مین مقتول کی قیمت ادا کرے لیکن اگر قیمت دس ہزار تک پہونچ جاوے تو اسمین سے دس درم کم کردیے جاوینگے اور یہ سب ماذون کے قرضخواہوں کو ملینگے یہ مبسوط مین ہی۔ اور امام ابو یوسف اور امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر زید کے غلام نے جنایت کرکے عمرو کو خطا سے قتل کیا پھر زید نے اسکو تجارت کی اجازت دیدی خواہ زید کو اسکی جنایت کا حال معلوم ہی یا نہین ہی پھر ماذون نے اسکے بعد خرید فروخت کی اور اسپر قرضہ چڑھگیا تو یہ فعل زید کا فدیہ کا اختیار کرنا شمار نہوگا اور زید سے اسکے بعد کہا جائیگا کہ یا تو غلام کو دیدے یا اسکا فدیہ دے پس اگر زید نے اولیاے جنایت کو جرمانہ ادا کیا تو ماذون اپنے قرضخواہوں کے واسطے فروخت

کیا جائیگا اور کسی کو مولے سے مواخذہ کرنے کی کوئی راہ نہ ہوگی۔ اور اگر زید نے جرمانہ نہ دیا بلکہ اولیاے جنایت کو غلام
دیدیا تو قرضخواہون کو اختیار ہوگا کہ غلام کا پیچھا کرین اور اپنے قرضہ مین فروخت کراوین لیکن اگر اصحاب جنایت
قرضخواہون کو انکا قرضہ ادا کردین تو ایسا نہو گا پھر اگر انھون نے غلام کا قرضہ ادا کردیا یا نہ ادا کیا اور غلام انکے
قرضہ مین فروخت کیا گیا تو انکو اختیار ہوگا کہ زید سے غلام کی قیمت اور قرضہ سے کم مقدار واپس لیوین بخلاف
اسکے اگر مولی نے ماذون سے کوئی ایسی خدمت لی جس سے وہ مرگیا تو اس صورت مین اولیاے جنایت کیواسطے
مولے کچھ ضامن نہو گا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر بعد جنایت کے مولے نے اسکو خرید وفروخت کرتے دیکھکر منع نہ کیا تو یہ سکوت
بمنزلہ صریح اجازت تجارت کے قرار دیا جائیگا یہ مبسوط مین ہے فرمایا کہ اگر مولے نے غلام کو تجارت کی اجازت دی اور
اُسکی قیمت ہزار درم ہے پھر اُسپر ہزار درم قرضہ ہوگئے پھر اُسنے جنایت کی تو مولے اُس غلام کو اولیاے جنایت کو دے
سکتا ہے پس اگر اُسنے دیدیا اور وہان سے قرضخواہون نے اپنے قرضہ مین فروخت کرالیا تو اولیاے جنایت کو
یہ اختیار نہ ہوگا کہ مولے سے غلام کی قیمت واپس لیوین بخلاف اسکے اگر جنایت قرضہ سے پہلے واقع ہوئی ہو تو ایسی
صورت مین غلام کی قیمت مولے سے لے سکتے ہین یہ محیط مین ہے۔ اور اگر جنایت سے پہلے ماذون پر ہزار درم قرضہ
ہوگئے ہون پھر جنایت کے بعد ہزار درم قرضہ ہوگئے اور اُسکی قیمت ہزار درم ہے پھر مولے نے اسکو جنایت مین دیدیا
تو غلام دونون قرضون کے واسطے فروخت کیا جائیگا پس اگر فروخت کیا گیا یا اولیاے جنایت نے دونون قرضے
ادا کردیے تو اولیاے جنایت مولے سے غلام کی نصف قیمت یعنے پچھلے قرضہ کے حساب سے جو حصہ ہوتا ہے
لے لینگے یہ مبسوط مین ہے۔ اگر ماذون یا مجور نے کسی شخص کو خطا سے قتل کیا پھر مولے نے اُسپر قرضہ کا اقرار کیا
تو یہ اقرار یون قرار نہ دیا جائیگا کہ اسنے فدیہ دینا اختیار کیا ہے اگرچہ وقت اقرار کے جنایت سے آگاہ ہو بلکہ
مولے سے کہا جائیگا کہ یا تو یہ غلام دیدے یا اسکا فدیہ دے پس اگر اُسنے فدیہ دینا اختیار کیا تو غلام قرضخواہون
کے قرضہ مین فروخت کیا جائیگا اور کسی کو مولے سے مطالبہ کا کچھ استحقاق باقی نہ رہیگا۔ اور اگر فدیہ نہ دیا بلکہ
غلام اولیاے جنایت کو دیدیا تو قرضخواہ لوگ اُسکو اپنے قرضہ مین فروخت کراوینگے لیکن اگر اولیاے جنایت انکا
قرضہ دیدین تو ایسا نہ ہوگا کذا فی المغنی پھر ولی جنایت مولے سے اسکی قیمت لے لیگا یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر مولی نے
اُسپر کسی شخص کو خطا سے قتل کرنے کا اقرار کیا پھر دوسرے شخص کو خطا سے قتل کرنے کا اقرار کیا مگر اول اولیاے
جنایت نے مولے کے دوسرے اقرار جنایت کی تکذیب کی تو مولے سے کہا جائیگا کہ یا تو دونون جنایتون کے والیون
کو غلام دیدے یا دونون کا فدیہ ادا کر پس اگر اُسنے دونون کو غلام دیدیا تو اول اولیاے جنایت مولے سے غلام
کی نصف قیمت لے لینگے اور اس مسئلہ مین اور ایک دوسرے مسئلہ مین فرق ہے اور وہ مسئلہ یہ ہے کہ اگر غلام پر معروف
قرضہ یا مولے کے اقرار سے ثابت ہوا ہو کہ اُسکے تمام رقبہ کو محیط ہو پھر مولے نے اُسپر جنایت کا یا دوسرے قرضہ کا
اقرار کیا تو مولی کا اقرار صحیح نہوگا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر ماذون نے کسی کو عمداً قتل کیا اور اُسپر قرضہ ہے پھر مولے نے جنایت
سے غلام کے دینے پر اولیاے جنایت سے صلح کی تو یہ صلح قرضخواہون کے حق مین نافذ نہ ہوگی مگر ولی جنایت کو
اس صلح کے بعد یہ اختیار نہ رہیگا کہ غلام کو قصاص مین قتل کرادے پھر وہ غلام اپنے قرضہ کے واسطے فروخت
کیا جائیگا پس اگر بعد ادائے قرضہ کے اسکے ثمن مین سے کچھ باقی رہا تو اولیاے جنایت کو ملیگا اور اگر کچھ نہ رہا

تو صاحب جنایت کا مولی پر یا غلام پر اُسکی حالت رقیت مین یا بعد عتق کے کچھ حق واجب نہ ہوگا۔ اور اگر اصحاب
قصاص نے صلح نہ کی مگر ایک ولی نے خون عفو کیا تو مولے آدھا غلام دوسرے کو دیدیگا یا اُسکا فدیہ دیگا پھر پورا
غلام قرضہ مین فروخت کیا جائیگا۔ اور اگر غلام نے اقرار کیا کہ مین نے فلان شخص کو عمداً قتل کیا ہی اور اُسپر قرضہ ہی
تو اُسکے قول کی تصدیق کیجائیگی خواہ مولے تصدیق کرے یا تکذیب کرے۔ اور اگر اولیاء جنایت مین سے ایک
شخص نے عفو کیا تو پورا خون معاف ہو جائیگا یعنی قصاص نہ لیا جائیگا پس غلام قرضہ مین فروخت کیا جائیگا لیکن
اگر مولے پورا قرضہ فدیہ مین ادا کردے تو ایسا نہ ہوگا پس اگر مولے نے فدیہ دیدیا اور جنایت مین غلام کے قول
کی تصدیق کی تو اُس سے کہا جائیگا کہ آدھا غلام اُس ولی کو دیدے جسنے خون معاف نہین کیا ہی اور اگر مولے نے
اقرار جنایت کی تکذیب کی ہو تو پورا غلام مولے کا ہوگا درحالیکہ اُسنے قرضہ فدیہ مین ادا کردیا ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اگر
غلام ماذون نے کسی شخص کو قتل کیا اور اُسپر قرضہ ہی پس اگر قرضخواہ لوگ اور مقتول کے وارث دونون حاضر ہوئے
تو قاضی اُس غلام کو مقتول کے وارثون کو دیدیگا پھر وہان سے قرضخواہ لوگ اُسکا پیچھا کرکے اپنے قرضہ مین فروخت
کراوینگے اور ثمن مین سے بقدر قرضہ کے لے لینگے پھر جو باقی رہا وہ مقتول کے وارثون کو ملیگا یہ حکم اُسوقت ہی کہ دونون فریق
حاضر ہوئے ہون۔ اور اگر پہلے مقتول کے وارث حاضر ہوئے تو بھی یہی حکم ہی کہ غلام اُنکو دیدیگا اور قرضخواہون کے
حاضر ہونے کا انتظار نہ کریگا۔ اور اگر قرضخواہ لوگ پہلے حاضر ہوئے پس اگر قاضی کو معلوم ہوا کہ اُسپر جنایت ہی تو اُنکے
قرضہ مین اُسکو فروخت نہ کریگا اور اگر معلوم نہ ہوا اور قاضی نے فروخت کردیا تو وارثان مقتول کا حق باطل ہو گیا
اور مولے کچھ ضامن نہ ہوگا یہ شرح طحاوی مین ہی۔ اور اگر ماذون اپنے مولے کے گھر مین مقتول پایا گیا اور اُسپر قرضہ
نہین ہی تو اُسکا خون ہدر ہی یعنے باطل ہی اور اگر اُسپر قرضہ ہو تو فی الحال مولے کے مال سے اُسکی قیمت اور قرضہ
سے جو کم مقدار ہو لیجاویگی جیسا کہ مولے کے خود قتل کرنے کی صورت مین حکم ہی۔ اور اگر ماذون کے تجارتی
غلامون مین سے کوئی غلام مولے کے احاطہ مین مقتول پایا گیا اور ماذون مقروض نہین ہی تو اُسکا خون ہدر ہی اور
اگر ماذون پر قرضہ ہو کہ اُسکی قیمت اور کمائی کو محیط ہو تو مولے پر اُس مقتول کی قیمت مولے کے مال سے تین برس مین
ادا کرنی واجب ہوگی یہ قیاس قول امام اعظم رح ہی اور صاحبین کے نزدیک فی الحال اُسکی قیمت واجب ہوگی اور
اگر قرضہ اُس سب کو محیط نہو تو بالاجماع مولے پر فی الحال اُسکی قیمت واجب ہوگی جیسا کہ مولی کے خود قتل کرنے کی
صورت مین حکم ہی یہ مبسوط مین ہی۔ کافر دشمنون نے ماذون کو قید کرکے اپنے احراز مین کر لیا یعنے اپنی ملک مین محفوظ
کر لیا پھر مسلمان لوگ اُنپر غالب ہوئے اور غلام کے مولے نے اپنا غلام لے لیا حالانکہ غلام پر پہلی جنایت یا قرضہ
ہی تو دونون عود کرینگے اسی طرح اگر اسکو کسی شخص نے خریدا اور مولے نے دام دیکر لے لیا ہو تو بھی یہی حکم ہی اور اگر
مولے نے دام دیکر لیا ہو تو قرضہ عود کریگا جنایت عود نہ کریگی اور جب قرضہ مین وہ غلام فروخت کیا جاوے تو بعض نے
فرمایا کہ جسکے حصہ غنیمت مین وہ غلام پڑا تھا اُسکو بیت المال سے عوض دیا جائیگا جیسا کہ غلام کے مدبر یا مکاتب ہونے کی
صورت مین یہی حکم ہی اور بعض نے فرمایا کہ عوض نہ دیا جائیگا جیسا کہ مقروض غلام جنایت مین دیا گیا پھر وہ قرضہ
مین فروخت ہوا تو عوض نہین دیا جاتا ہی اور اگر وہ سب کافر مسلمان ہوگئے تو یہ غلام اُنھین کا ہوگا اور جنایت باطل
ہو جائیگی قرضہ باطل نہ ہوگا اسی طرح اگر کافر اُس غلام کو ہمارے ملک مین امان لیکر لایا تو بھی قرضہ عود کریگا اور مولی

کو اُسکے لینے کی کوئی راہ نہ ہوگی اور اگر اُس کافر سے اُسکے مولے نے خرید لیا تو قرضہ عود کریگا نہ جنایت یہ مغنی مین ہے- اور اگر ماذون کے دار مین مولی مقتول پایا گیا تو اُسکی دیت اُسکی مددگار برادری پر تین برس مین واجب ہوگی کہ اُسکے وارثون کو ادا کرین یہ قیاس قول امام اعظم رح ہے اور صاحبین کے نزدیک اُسکا خون ہدر ہوگا- اور اگر غلام ماذون اپنے تجارتی گھر مین مقتول پایا گیا اور اُسپر قرضہ نہین ہے تو اُسکا خون ہدر ہوگا اور اگر اُسپر قرضہ ہو تو مولے پر اُسکی قیمت اور قرضہ مین سے کم مقدار واجب ہوگی کہ فی الحال اپنے مال سے ادا کرے جیسا کہ مولی کے دوسرے گھر مین ماذون مقتول پائے جانے کی صورت مین حکم ہے اور ماذون صغیر مین مذکور ہے کہ یہ حکم باستحسان ہے خواہ اُسپر قرضہ ہو یا نہو اور اگر ماذون کا قرضخواہ ماذون کے تجارتی گھر مین مقتول پایا گیا تو اُسکی دیت ماذون کے مولے کی مددگار برادری پر تین سال مین ادا کرنی واجب ہوگی- اسی طرح اگر غلام کے قرضخواہ کا غلام مقتول پایا جاوے تو اُسکا بھی یہی حکم ہے کہ اُسکی دیت مولے کی مددگار برادری پر تین برس مین واجب ہوگی اُسکا غلام اور غیر کا غلام اس حکم مین یکسان ہین- اور اگر مکاتب نے اپنے غلام کو تجارت کی اجازت دی پھر ماذون کے گھر مین ایک شخص مقتول پایا گیا اور ماذون مقروض ہے یا نہین ہے تو مکاتب پر واجب ہوگا کہ ماذون کے رقبہ کی قیمت اپنے مال سے فی الحال وارثان مقتول کو ادا کرے جیسے کہ مکاتب کی کمائی کے دوسرے گھر مین اگر کوئی مقتول پایا جاوے تو اسمین یہی حکم ہوتا ہے- اور اگر مکاتب کے ماذون کے گھر مین مکاتب ہی مقتول پایا گیا تو اُسکا خون ہدر ہوگا جیسے کہ اپنے دوسرے گھر مین خود مقتول پایا جاوے تو یہی حکم ہوتا ہے- اور واضح ہو کہ امام اعظم رح ایسی صورت مین مکاتب اور آزاد مین فرق کرتے ہین- اور اگر مکاتب کے مکان مین اُسکا ماذون مقتول پایا گیا تو مکاتب پر واجب ہوگا کہ اپنے مال سے فی الحال اُسکی قیمت اور اپنی قیمت مین سے کم مقدار اپنے ماذون کے قرضخواہون کو ادا کرے

کذا فی المبسوط-

بارھوان باب نابالغ و معتوہ یا اُن دونون کے غلام کو اُنکے باپ یا وصی یا قاضی کی تجارت کی اجازت دینے اور قبل اجازت کے ان دونون کے تصرفات کے بیان مین-

اگر نابالغ کو جو خرید فروخت کو سمجھتا ہو تجارت کے واسطے اجازت دی تو جائز ہے اور اس سے یہ مراد ہے کہ یہ سمجھتا ہو کہ بیع سے ملک جاتی رہتی ہے اور خرید سے آجاتی ہے اور قلیل نقصان اور کثیر نقصان کو جانتا ہو اور یہ مراد نہین ہے کہ خرید فروخت کی مثلاً عبارت کو جانتا ہو یعنی نفس خرید فروخت کو الفاظ سے سمجھتا ہو یہ فتاوے صغری مین ہے- اور اگر نابالغ کو اُسکے ولی نے تجارت کی اجازت دی تو وہ خرید فروخت مین بمثل ماذون کے ہوگا جبکہ خرید فروخت کو سمجھتا ہو یہان تک کہ اُسکا تصرف نافذ ہوگا اور تصرفات تین قسم کے ہین ایک وہ کہ جسمین محض ضرر ہے جیسے طلاق عتاق وہبہ وصدقہ پس ایسے تصرف کا نابالغ مالک نہین ہوتا ہے اگرچہ ولی اسکو اجازت دیدے دوسرے وہ کہ محض نافع ہین جیسے ہبہ وصدقہ قبول کرنا پس ایسے تصرف کا بلا اجازت مالک ہوتا ہے تیسرے وہ کہ نفع و ضرر مین دائر ہین جیسے خرید فروخت و اجارہ و نکاح وغیرہ پس ایسے تصرف کا باجازت مالک ہوتا ہے بلا اجازت مالک نہین ہوتا ہے- اور نابالغ کا ولی اول اُسکا باپ ہے پھر باپ کا وصی سگا دادا پھر دادا کا وصی ہے پھر والی ملک اور قاضی اور قاضی کا وصی ہے اور ماں اور ماں کے وصی کا اسکو تجارت کے واسطے اجازت دینا صحیح نہین ہے یہ کافی مین ہے- اور چچا و بھائی و والی شرطہ و والی غیر مولے القضا

کی اجازت ناجائز ہی یہ مغنی مین ہی - اور نابالغ کی بہن و پھوپھی و خالہ کی اجازت ناجائز ہی یہ خزانۃ المفتین مین
ہی - اور جبکہ نابالغ کے واسطے اجازت صحیح ہو گئی تو جو چیز اسکی اجازت کے تحت مین داخل ہوئی اسمین نابالغ مثل
آزاد بالغ کے قرار دیا جائیگا پس اسکو اختیار ہوگا کہ اپنے تئین اجرت پر دیوے یا اپنے واسطے اجیر مقرر کرے اور
جو چیز اسکو ورثہ مین ملی ہی خواہ منقول ہو یا غیر منقول اسکو فروخت کرے جیسا کہ بالغ آزاد کو ایسا تصرف جائز ہوتا ہی
اور اسکو یہ اختیار نہین ہی کہ اپنے کسی مملوک کو مکاتب کرے یہ محیط مین ہی - جامع الفتاوے مین ہی کہ اگر باپ نے
اپنے دو نابالغ لڑکون کو تجارت کی اجازت دی پس ایک نے دوسرے سے خرید و فروخت کی تو جائز ہی اور وصی
کی اجازت دینے مین یہ ناجائز ہی اور ابن سماعہ رح سے روایت ہی کہ اگر ایک شخص نے اپنے دو نابالغون کو
تجارت کی اجازت دی پھر ایک شخص کو حکم کیا کہ ان دونون مین سے ایک سے دوسرے کیواسطے کوئی چیز خریدے
پس اگر وہی شخص دونون کی طرف سے متعبر ہو تو صحیح نہین ہی اور اگر اُسنے ایک کی طرف سے تعبیر کی اور
دوسرے نے خود ہی ایجاب یا قبول کیا تو جائز ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی - اور اگر نابالغ ماذون نے کوئی غلام خریدا
اور اسکو تجارت کی اجازت دی تو جائز ہی یہ مبسوط مین ہی - اور اگر نابالغ نے اپنے مال سے کوئی چیز فروخت
کی یا اپنے واسطے کوئی چیز خریدی مگر ہنوز اُسکو اجازت حاصل نہین ہوئی ہی حالانکہ وہ خرید فروخت کو سمجھتا ہی
تو ہمارے نزدیک اُسکا تصرف منعقد ہوگا مگر نافذ جب ہوگا کہ جب ولی اجازت دیوے اسی طرح جو نابالغ خرید
فروخت کو سمجھتا ہی اگر اُسنے دوسرے شخص کی طرف سے خرید فروخت کی وکالت قبول کی اور خرید یا فروخت کی
تو ہمارے علماء کے نزدیک جائز ہی یہ محیط مین ہی - اور ماذون لڑکے کو یہ اختیار نہین ہی کہ اپنی باندی کو
بیاہ دوے یہ امام اعظم و امام محمد رح کا قول ہی اگرچہ لڑکے کے باپ اور وصی کو ایسا اختیار ہی اور غلام کا نکاح
کر دینا سوا اسکا اختیار نہ اُس ماذون کو ہی اور نہ اسکے باپ یا وصی کو ہی اسیطرح اگر نابالغ نے بعد بلوغ کے
اسکی اجازت دیدی تو بھی جائز نہوگا اسی طرح اگر کسی اجنبی نے ایسا کیا تو بھی یہی حکم ہی بخلاف اسکے اگر
اجنبی نے اسکی باندی کا نکاح کر دیا تو ایسا نہین ہی اور اگر اجنبی نے اُسکے غلام کو مکاتب کیا اور بعد بلوغ کے
اُسنے اجازت دی تو کتابت جائز ہوگی - اور اصل اس باب مین یہ ہی کہ نابالغ کے مال مین جو فعل اسکا باپ اور
وصی نہین کر سکتا ہی اگر اُسکو کسی اجنبی نے کیا اور نابالغ نے اجازت دی تو اجازت باطل ہی اور جو فعل اُسکا باپ
و وصی کر سکتا ہی اور وہ جائز ہوتا ہی اگر اسکو اجنبی نے کیا اور نابالغ نے بعد بلوغ کے اُسکی اجازت دیدی تو
جائز ہی کیونکہ انتہا مین اُسی اجازت دہندہ کی اجازت مثل ابتدا مین واقع ہونے کے ہی اور ایسے تصرفات اجازت
سے ابتدا مین ایسے شخص کے فعل سے نافذ ہوتے ہین جسکی رائے اُس نابالغ کی رائے کے قائم مقام کی گئی ہی پس
انتہا مین اسی اجازت دہندہ کی اجازت سے نافذ ہونگے یا بعد بلوغ کے لڑکے کی اجازت سے نافذ ہونگے
کیونکہ لڑکا خود اپنے معاملات مین لحاظ کرنے کے واسطے اصل ہی یہ مبسوط مین ہی اور نابالغ کو جو چیز اپنی مان کے ورثہ
مین ملی ہی اسمین مان کے وصی کو تجارت کی ولایت حاصل نہوگی یہ ذخیرہ مین ہی - اور اگر نابالغ ماذون نے اپنے
غلام کا نکاح اپنی باندی سے کر دیا یا اُسکے باپ یا باپ کے وصی نے ایسا کیا تو ہمارے نزدیک جائز نہین ہی
خواہ لڑکے پر قرضہ ہو یا نہ ہو اس حکم مین کچھ فرق نہوگا - اور اگر نابالغ کی جورو ہو اور اُسکے باپ

اجنبی نے اُس عورت سے خلع کرلیا یا طلاق دیدی یا اُسکا غلام آزاد کردیا پھر بعد بلوغ کے اُسنے اجازت دی تو باطل ہو اور اگر اُسنے بعد بلوغ کے یون کہا کہ مین نے اس عورت پر وہ طلاق جو فلان شخص نے دی تھی واقع کی یا غلام پر وہ عتاق جو فلان شخص نے کیا تھا واقع کیا تو طلاق و عتاق واقع ہو جائیگا یہ مبسوط مین ہے۔ اور مغنی مین لکھا ہو کہ باپ کے وصی و باپ کو نابالغ کے مال مین اُسقدر اختیار ہو جسقدر ماذون غلام کو ہوتا ہی یعنے خفیف صدقہ و ضیافت یہ نہایہ مین ہے۔ اگر ایک نابالغ نے جو بیع کو سمجھتا ہو ایک غلام کسی شخص کے ہاتھ ہزار درم کو فروخت کر کے ثمن وصول کرلیا اور غلام دیدیا پھر زید نے مشتری کیواسطے ضمان درک کرلی پھر وہ غلام مشتری کے پاس سے استحقاق مین لے لیا گیا پس اگر نابالغ ماذون ہو تو مشتری کو اختیار ہوگا کہ اپنا ثمن چاہے نابالغ ماذون سے اور چاہے کفیل سے واپس لے پس اگر کفیل سے لیا تو کفیل اُس ماذون نابالغ سے واپس لیگا بشرطیکہ نابالغ کی اجازت سے کفالت کی ہو اور اگر نابالغ محجور ہوگا تو اُسکی طرف سے ضمان باطل ہو اگر ثمن تلف ہوگیا یا محجور نے تلف کردیا ہو اور اگر بعینہٖ قائم ہو تو مشتری اُسکو لے لیگا۔ اور اگر زید نے اصل خرید مین ضمانت کرلی ہو یا قبل اسکے کہ مشتری ثمن ادا کرے زید نے ضمانت کی ہو پھر کفیل کی ضمان پر مشتری نے ثمن ادا کیا ہو پھر وہ غلام مشتری سے استحقاق مین لیا گیا تو ضمانت جائز ہو اور مشتری کفیل سے اپنا ثمن لیگا یہ مبسوط مین ہے۔ اگر نابالغ ماذون نے اپنے باپ کے ہاتھ ایک غلام فروخت کیا تو اُسکی چند صورتین ہین یا تو اُسنے لوگون کی طرح برابر قیمت پر فروخت کیا یا قیمت سے زیادہ اسقدر کہ لوگ اُتنا خسارہ اندازہ مین اُٹھاتے ہین یا نہین اُٹھاتے ہین فروخت کیا یا کم قیمت پر فروخت کیا مگر اسقدر کمی کہ لوگ اندازہ مین اُٹھاتے ہین پس ان سب صورتون مین بالاجماع بیع جائز ہو یا اُسنے اسقدر کمی پر فروخت کیا کہ لوگ اپنے اندازہ مین ایسی کمی نہین اُٹھاتے ہین پس اس صورت مین امام اعظم رح سے روایات مختلف آئی ہین اور کتاب ماذون کے بعض نسخون مین لکھا ہو کہ ایسی بیع امام اعظم رح و امام ابو یوسف و امام محمد رح کے نزدیک نہین جائز ہے۔ اور اگر اُسنے اپنے وصی کے ہاتھ برابر قیمت یا زیادہ قیمت یا کم پر مگر اسقدر کم کہ لوگ اپنے اندازہ مین برداشت کرتے ہین فروخت کیا تو مذکور ہو کہ بیع جائز ہو اور مشائخ نے فرمایا کہ اسمین حکم یہ تفصیل ہونا واجب ہو اور باختلاف ہونا چاہیے یعنے اگر نابالغ کے حق مین منفعت ظاہرہ ہو مثلاً اُسنے قیمت سے زیادہ کو مگر اسقدر زیادتی کہ لوگ اپنے اندازہ مین برداشت کرتے ہین فروخت کیا تو امام اعظم و امام ابو یوسف کے نزدیک جائز ہو اور اگر منفعت ظاہرہ نہو مثلاً اُسنے برابر قیمت پر یا اسقدر کمی پر کہ لوگ برداشت کرتے ہین فروخت کیا تو امام ابو یوسف و امام محمد رح کے نزدیک نہین جائز ہو جیسا کہ اگر وصی نے نابالغ کا مال اپنے ہاتھ فروخت کیا تو ایسی صورت مین یہی حکم ہو مگر امام اعظم رح کے قول پر اس مسئلہ مین دو روایتین ہونی چاہیے ہین ایسا ہی شیخ الاسلام نے اپنی شرح مین ذکر فرمایا ہو یہ مغنی مین ہے۔ اور اگر اجنبی کے ہاتھ قیمت سے کم پر مگر اسقدر کمی کہ لوگ اپنے اندازہ مین اُٹھاتے ہین فروخت کیا تو باتفاق الروایات امام اعظم رح کے نزدیک جائز ہو اور صاحبین کے نزدیک جائز نہین ہے۔ اور اگر نابالغ نے اپنا ثمن جو اُسکے باپ یا وصی پر واجب ہوا تھا وصول پانیکا اقرار کیا تو اُس صورت مین روایات مختلف وارد ہین بعض مین مذکور ہو کہ اقرار جائز ہو اور بعض مین ہو کہ اقرار نہین جائز ہو اور شیخ الاسلام خواہرزادہ رح نے اپنی شرح مین ذکر فرمایا کہ اقرار مین یہ اختلاف روایات امام اعظم رح کے قول پر ہونا چاہیے

ح
واضح ہو اسواسطے کہ نابالغ
جبکہ ایسے لیے اسقدر
عمل ہوگا اور اب اسے
طلاق دی یا آزاد
کیا

ورنہ صاحبین کے نزدیک باپ یا وصی کے واسطے اُسکا اقرار جائز نہین ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور ظاہر الروایہ مین مذکور ہی کہ جیسے اُسکا اقرار اپنی کمائی مین جائز ہی ویسے ہی جو چیز اپنے باپ سے میراث پائی ہی اسمین بھی جائز ہی کذا فی المبسوط۔ اور اگر اُسنے اپنے وصی سے اپنا مال وصول پانے کا اقرار کیا تو جائز نہین ہی اور اگر وصی نے بعد اجازت کے اُسکو اُسکا مال دیا تو جائز ہی یہ محیط مین ہی۔ اور متفرقات مین بیان کیا کہ اگر اُسنے قرضہ تجارت کا اقرار کیا تو صحیح ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور غیاثیہ مین ہی کہ اگر وصی نے اسکو اجازت دی پھر اسنے اپنے پدر متوفی پر قرضہ کا یا قبل حصول اجازت کے غصب کا اقرار کیا تو جائز ہی اسی طرح اگر اُسنے اپنے باپ کے ترکہ مین تصرف کیا تو جائز ہی مگر ایک روایت مین ناجائز ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ نابالغ ماذون یا معتوہ ماذون نے اگر غصب یا مال تلف کر دینے کا اقرار کیا مگر اس فعل کو حالت اپنے حجر کی طرف منسوب کیا تو فی الحال اس سے مواخذہ کیا جائیگا خواہ مقر لہ اسکی تصدیق کرے یا تکذیب کرے جیسا کہ غلام ماذون کے مسئلہ مین حکم ہی۔ اگر اسنے اقرار کیا کہ مین نے حالت حجر مین قرض لیا یا ودیعت تلف کر دی ہی تو بھی امام ابو یوسف کے نزدیک یہی حکم ہی اور امام اعظم و امام محمد رح کے نزدیک اگر مقر لہ نے اسکی حالت حجر کی طرف منسوب کرنے کی تصدیق کی تو اس سے نہ فی الحال اور نہ بعد بلوغ کے کبھی مواخذہ نہ کیا جائیگا اور اگر تکذیب کی ہو تو فی الحال ماخوذ ہو گا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔

اور جو معتوہ کہ خرید فروخت کو سمجھتا ہی وہ بمنزلہ نابالغ کے ہی کہ فقط باپ و وصی و دادا کی اجازت سے ماذون ہو جاتا ہی مگر انکے سوائے اور لوگون کی اجازت سے ماذون نہین ہوتا ہی پھر اُسکا حکم وہی ہی جو نابالغ کا ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ اور اگر معتوہ خرید فروخت کو نہ سمجھتا ہو اور اسکو باپ یا باپ کے وصی نے تجارت کی اجازت دی تو صحیح نہین ہی۔ اور اگر معتوہ کو جو خرید فروخت کو سمجھتا ہی اُسکے پسر نے اجازت دی تو باطل ہی اور اسی طرح اگر سوائے باپ و دادا کے کسی اہل قرابت نے مثل بھائی یا چچا وغیرہ کے اجازت دی تو بھی اجازت باطل ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر اپنے بالغ فرزند معتوہ کو تجارت کی اجازت دی تو اُسکا حکم مثل نابالغ کے ہی یعنے اگر خرید فروخت کو سمجھتا ہو تو اجازت صحیح ہی اور اگر خرید فروخت کو نہ سمجھتا ہو تو اجازت صحیح نہین ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور یہ اُسوقت ہی کہ وہ معتوہ ہی بالغ ہوا ہو اور اگر بالغ ہونے کے وقت عاقل ہو پھر معتوہ ہو گیا اور باپ نے اسکو تجارت کی اجازت دی تو فقیہ ابو بکر بلخی رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ استحساناً اجازت صحیح ہی اور یہ امام محمد رح کا قول ہی اور فقیہ ابو بکر محمد بن ابراہیم المیدانی فرماتے تھے کہ استحساناً صحیح ہی اور یہ ہمارے علمائے ثلثہ کا قول ہی۔ اسی طرح اگر بالغ ہونے پر عاقل تھا پھر مجنون ہو گیا تو بھی یہی حکم ہی۔ اور اگر باپ خود معتوہ یا مجنون ہو گیا تو بیٹے کو تصرف کی ولایت حاصل نہ ہوگی فقط اسکو تزویج کی ولایت حاصل ہو گی نہ غیر کذا فی الذخیرہ۔ اور جس شخص کو نابالغ کے مال مین ولایت تجارت و تصرف حاصل ہی اُسکو یہ ولایت بھی حاصل ہی کہ نابالغ کو تجارت کی اجازت دے اسی طرح نابالغ کے غلام کو بھی اجازت دے سکتا ہی اور جب یہ بات معلوم ہو گئی تو ہم بیان کرتے ہین کہ اگر باپ نے نابالغ کے غلام کو اجازت تجارت دی تو جائز ہی اسی طرح باپ کے وصی نے باپ کے مرنے کے بعد اگر ایسا کیا تو جائز ہی اور باپ کے مرنے کے بعد اگر دادا نے ایسا کیا اور باپ کی طرف سے کوئی وصی نہین ہی تو اجازت صحیح ہوگی اور اگر باپ زندہ موجود ہو تو باپ کے باپ یعنی دادا کی اجازت صحیح نہوگی

اور اگر باپ کا وصی موجود ہو تو بھی دادا کی اجازت صحیح نہ ہوگی اور یہ ہمارے مذہب مین ہے یہ مغنی مین ہے - اور اگر قاضی نے یتیم کے غلام کو اجازت تجارت دی اور یتیم کا کوئی وصی اُسکے باپ کی طرف سے موجود نہین ہے تو قاضی کی اجازت صحیح ہے یہ ذخیرہ مین ہے - اور جس صورت مین باپ یا اُسکے وصی یا قاضی کی اجازت صحیح ہوگئی اور غلام پر قرضہ چڑھگیا تو ہمارے نزدیک وہ غلام قرضۂ تجارت مین فروخت کیا جائیگا - اور اگر ایک عورت مرگئی اور کسی شخص کو وصیت کرگئی یعنے وصی بنا گئی اور ایک لڑکا نابالغ چھوڑا کہ اسکا باپ یا باپ کا وصی یا دادا موجود نہین ہے اور عورت اس فرزند نابالغ کے واسطے بہت سا مال میراث چھوڑ مری پھر اس شخص وصی نے ان غلامون مین سے جنکو نابالغ نے اپنی ماں کے میراث مین پایا ہے کسی غلام کو تجارت کی اجازت دی تو صحیح نہین ہے یہ ذخیرہ مین ہے - اور اگر قاضی نے غلام سے کہا کہ فقط اناج یا گیہون کی تجارت کر اور غلام نے دوسری چیزون کی تجارت کی تو جائز ہے کیونکہ قاضی اس اجازت دہی مین نابالغ کا نائب ہے اور ظاہر ہے کہ اگر مولے بالغ ہو اور اُسنے غلام سے کہا کہ فقط گیہون کی تجارت کر تو غلام کو تمام تجارتون کا اختیار ہوتا ہے پس اسی طرح اگر قاضی نے اسکو فقط گیہون کی تجارت کی اجازت دی تو بھی اسکو تمام تجارات کا اختیار حاصل ہوگا اسی طرح اگر قاضی نے اُس غلام سے کہا کہ تو فقط گیہون کی تجارت کر دوسری چیز کی تجارت نہ کر کہ مین نے تجھے مجبور کیا اگر تو اسکے سوا دوسری تجارت کرے تو یہ غلام تمام چیزون کی تجارت کا مجاز ہوگا اور قاضی کا یہ قول باطل قرار دیا جائیگا یہ مبسوط مین ہے - اور اگر ایسے غلام نے تصرف کیا اور اسپر بہت قرضے ہوگئے بعضے اُن تجارتون کی وجہ سے جنکی قاضی نے اجازت دی ہے اور بعضے بوجہ اُن تجارتون کے جنکی اجازت نہین دی اور قرضخواہون نے قاضی کے پاس نالش کی اور قاضی نے اُس تجارت کے قرضے جسکی اجازت نہین دی تھی باطل کر دیے تو اُسکے بعد اس غلام کے تصرفات اس قسم کی تجارت مین نافذ ہونگے اور اگر اسکے بعد اس قاضی کے فیصلہ کا مرافعہ دوسرے قاضی کے پاس کیا گیا تو دوسرے کو اختیار ہوگا کہ قاضی اول کے فیصلہ کو منسوخ کرے جیسا کہ امور مجتہد فیہا مین حکم ہے اسی طرح اگر قاضی نے اُس غلام کی تمام تجارتون کے جواز تصرفات کا حکم دیا اور تمام قرضخواہون کا قرضہ ثابت رکھا تو اُسکا فیصلہ نافذ ہوجائیگا اور اسکے بعد کسی دوسرے قاضی کو اس فیصلہ کے منسوخ کرنے کا اختیار نہ ہوگا یہ محیط مین ہے - اگر قاضی نے کسی نابالغ یا معتوہ کو تجارت کی اجازت دی پھر قاضی معزول ہوا تو نابالغ ومعتوہ اپنی اجازت پر رہینگے یہ مبسوط مین ہے - اگر نابالغ کا یا معتوہ کا باپ یا وصی یا اسکا دادا موجود ہوا اور قاضی کی راے مین آیا کہ اس نابالغ یا معتوہ کو تجارت کی اجازت دے پس اُسنے اجازت دیدی مگر باپ نے انکار کیا تو قاضی کی طرف سے اجازت جائز ہوگی اگرچہ قاضی کی ولایت باپ و وصی کی ولایت سے موخر ہے کذا فی المحیط - اور اس قاضی کی زندگی مین اگر باپ یا وصی نے اسکو مجبور کیا تو صحیح نہین ہے کذا فی المغنی - اور اگر یہ قاضی مرگیا یا معزول ہوگیا پھر انمین سے کسی ولی نے اسکو مجبور کیا تو حجر باطل ہے اسیطرح اگر ایسے قاضی نے بعد اپنی معزولی کے اسکو مجبور کیا تو بھی باطل ہے ہان اسکو مجبور وہ قاضی کرسکتا ہے جو اس قاضی کی موت یا معزول ہونے کے بعد اسکی جگہ مقرر ہوا یہ مبسوط مین ہے - اور نوادر ابراہیم رح مین امام محمد رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ اگر قاضی نے نابالغ کے غلام کو تجارت کی اجازت دی حالانکہ اُسکا وصی راضی نہین ہے تو

اجازت جائز ہے یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ اور اگر قاضی نے نابالغ کے غلام کو تجارت کی اجازت دی حالانکہ اُسکا باپ
زندہ موجود ہے اور راضی نہین ہے تو جائز ہے یہ مغنی مین ہے۔ اور ماذون شیخ الاسلام مین ہے کہ اگر قاضی نے نابالغ یا معتوہ
نابالغ کے غلام کو خرید و فروخت کرتے دیکھکر سکوت کیا تو یہ امر اسکے حق مین تجارت کی اجازت نہوگا اور فرمایا
کہ اگر نابالغ محجور نے جو خرید و فروخت کو سمجھتا ہے کچھ خریدا یا فروخت کیا یا اجارہ دیا یا اجارہ لیا تو یہ تصرف اُسکے
ولی کی اجازت پر موقوف رہیگا پس اگر ولی نے اجازت مین نفع دیکھکر اجازت دی تو جائز ہے اور اگر نقصان دیکھکر
توڑ دیا تو ٹوٹ جائیگا یہ محیط مین ہے۔ اگر باپ نے اپنے نابالغ یا معتوہ فرزند کو جو خرید فروخت کو سمجھتا ہے تجارت کی اجازت
دی یا باپ کے وصی نے اجازت دی پھر باپ یا وصی نے اسپر قرضہ یا بیع یا خرید یا اجارہ کا یا ودیعت کا
جو اُسکے پاس موجود ہے یا مضاربت کا جو اُسکے پاس موجود ہے یا رہن وغیرہ کا جو اُسکے پاس ہے یا جنایت کا
اقرار کیا تو باپ یا وصی کے ایسے کسی اقرار کی تصدیق نہ کیجاویگی بشرطیکہ نابالغ یا معتوہ اُسکے قول کی
تکذیب کرے بخلاف اسکے اگر اپنے غلام ماذون پر قرضہ یا جنایت کا اقرار کیا تو یہ حکم نہین ہے یہ مغنی مین ہے
اور اگر باپ یا وصی نے اُس نابالغ کے غلام ماذون پر قرضہ یا جنایت کا اقرار کیا تو اقرار باطل ہوگا اور
اگر نابالغ یا معتوہ نے اپنے غلام ماذون پر قرضہ یا جنایت کا یا اُسکے مقبوضہ معین چیز کی نسبت ودیعت وغیرہ
کا اقرار کیا تو جائز ہوگا یہ محیط مین ہے۔ قال المترجم والجواز لایستلزم النفاذ فی الحال واللہ تعالے اعلم۔ اگر ایک
شخص نے اپنے فرزند کو تجارت کی اجازت دی پھر اُسکو مجحور کیا تو حجر صحیح ہے بشرطیکہ حجر مثل اذن کے علانیہ ہو
اسیطرح اگر وصی نے اُسکو اجازت دی پھر مجحور کیا تو بھی صحیح ہے اسی طرح اگر قاضی نے نابالغ یا معتوہ یا ان کے سوا
کسی کے غلام کو تجارت کی اجازت دی پھر اُسکو مجحور کیا تو صحیح ہے بشرطیکہ حجر مثل اذن کے ہو اور اگر باپ
نے اپنے فرزند نابالغ یا اُسکے غلام کو تجارت کی اجازت دی پھر مر گیا اور ہنوز فرزند نابالغ ہے تو مجحور ہو جائیگا
کذا فی الذخیرہ۔ اور اگر وصی نے یتیم یا اُسکے غلام کو اجازت دی پھر مر گیا اور دوسرے کو وصی مقرر کر گیا تو
اُسکی موت سے وہ مجحور ہو جائیگا اور اگر قاضی نے اجازت دی پھر معزول ہوا یا مر گیا یا مجنون ہو گیا تو ماذون اپنے
اذن پر رہیگا یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ اگر ایک شخص نے اپنے نابالغ فرزند کے غلام کو تجارت کی اجازت دی
پھر نابالغ مر گیا اور باپ نے وہ غلام میراث مین پایا تو اس سے وہ غلام مجحور ہو جائیگا اسی طرح اگر باپ
نے اُسکو بیٹے سے خرید لیا تو بھی مجحور ہو جائیگا یہ مبسوط مین ہے۔ اگر باپ نے اپنے نابالغ فرزند کے غلام
کو تجارت کی اجازت دی پھر وہ لڑکا بالغ ہوا تو غلام اپنی اجازت پر رہیگا اسی طرح اگر معتوہ اچھا ہو گیا
تو بھی یہی حکم ہے یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور اگر نابالغ کے بالغ ہونے یا معتوہ کے اچھے ہونے کے بعد باپ مر گیا تو غلام
اپنی اجازت پر رہیگا۔ اور اگر ایک شخص نے نابالغ فرزند کو تجارت کی اجازت دینے کے بعد مرتد ہو گیا پھر اُسکو
مجحور کر دیا پھر دوبارہ مسلمان ہو گیا تو حجر جائز ہوگا اور اگر حالت ارتداد مین مقتول ہوا تو بھی مجحور ہو جائیگا جیسا کہ
فرزند ماذون کے بلوغ سے پہلے باپ کے مر جانے کی صورت مین حکم ہے بمنزلہ اسی صورت کے یہان بھی حکم ہے۔ اور
اگر مرتد ہونے کے بعد اپنے فرزند کو اجازت دی اسنے خرید فروخت کی اور قرضدار ہو گیا پھر اسکو مجحور کر دیا پھر وہ
مسلمان ہوا تو فرزند نابالغ نے جو کچھ تصرف کیا ہے سب جائز ہوگا اور اگر حالت ردت مین قتل کیا گیا

یا مرگیا تو جو کچھ فرزند ماذون نے کیا ہے سب باطل ہوگا اور اسمین تمام آئمہ کا اتفاق ہے۔ اور اگر ذمی نے اپنے نابالغ فرزند کو جو اُسکے دین پر ہے یا معتوہ کو جو اُسکے دین پر ہے تجارت کی اجازت دی تو سب باتون مین جو ہمنے بیان کی ہین اُسکا حکم بمنزلہ مسلمانون کے ہے اگر اُسکا لڑکا بوجہ اپنی مان کے یا بذات خود مسلمان ہو یعنے مثلاً عاقل ہوکر مسلمان ہوگیا ہو تو ذمی باپ کی اجازت اُسکے حق مین باطل ہوگی اور اگر اجازت دیکر ذمی باپ مسلمان ہوگیا تو یہ اجازت جائز ہوگی یہ مبسوط مین ہے۔

تیرھوان باب متفرقات مین۔ اگر ایک شخص شہر مین آیا اور کہا کہ مین فلان شخص کا غلام ہون اور اُسنے خرید فروخت کی تو تجارت کی ہر چیز اُسپر لازم ہوگی اور اس مسئلہ کی دو صورتین ہین ایک یہ کہ وہ غلام یہ خبر دے کہ میرے مولے نے مجھے تجارت کی اجازت دی پس استحساناً اُسکے قول کی تصدیق کیجاویگی خواہ عادل ہو یا غیر عادل ہو اور دوسری یہ ہے کہ غلام نے کچھ خبر نہین دی اور خرید فروخت کرتا رہا پس اس صورت مین قیاساً اُسکے حق مین اجازت ثابت نہوگی مگر استحساناً ثابت ہوگی پھر جب اُسکا ماذون ہونا ثابت ہوا تو اُسکے سب تصرفات صحیح ہونگے اور اُسپر جسقدر قرضہ ہو جاوے سب اُسکے ذمہ لازم ہوگا اور اُسکی کمائی سے وصول کیا جائیگا اور اگر سب قرضہ اُسکی کمائی سے ادا نہو سکے تو وہ غلام فروخت نہ کیا جائیگا تاوقتیکہ اُسکا مولی حاضر نہو پھر اگر مولی نے حاضر ہوکر اجازت کا اقرار کیا تو قرضہ کیواسطے فروخت کیا جائیگا اور اگر کہا کہ یہ مجبور ہے تو مولی کا قول قبول ہوگا کذا فی الکافی۔ اگر زید نے کوئی غلام کار تجارت کیواسطے اجیر لیا تو زید کے حق مین وہ غلام مثل وکیل کے قرار دیا جائیگا اور غلام و مستاجر کے درمیان تمام احکام وکالت کے مرعی ہونگے نہ احکام ماذون التجارۃ کے یہان تک کہ عہدہ مستاجر کے ذمہ لاحق ہوگا اور غلام کو اختیار ہوگا کہ مثلاً ثمن مبیع کا مستاجر سے مطالبہ کرے قبل اسکے کہ بائع اُس سے ثمن کا مطالبہ کرے ایسے ہی اور احکام بھی مثل وکیل کے مرعی ہونگے اور وہ غلام اپنے مولی کے حق مین مثل ماذون کے قرار دیا جائیگا اور اُسکے و مولے کے درمیان ماذون کے احکام مرعی ہونگے یہ مغنی مین ہے۔ امام محمد رح نے فرمایا کہ زید نے عمرو سے ایک غلام دس درم ماہواری پر اپنی راے کے موافق خرید فروخت کے کام کیواسطے اجارہ لیا کہ میرے واسطے خرید فروخت کرے تو جائز ہے پس اگر غلام نے زید کے واسطے اُسکے حکم کے موافق خرید فروخت کی اور اُسپر بہت قرضہ ہوگیا تو قرضخواہ لوگ مستاجر سے اپنے قرضہ کا مطالبہ نہین کر سکتے ہین بلکہ فقط اُس غلام سے مطالبہ کر سکتے ہین پھر غلام کو اختیار ہے کہ مستاجر سے اپنے ادا کرنے سے پہلے اور اسکے بعد اسقدر مال کا مطالبہ کرے۔ اور اگر مستاجر تنگدست ہو کہ اُسکے پاس کچھ نہو اور غلام کے پاس بھی کچھ کمائی نہو تو وہ غلام قرضخواہون کے قرضہ مین فروخت کیا جائیگا لیکن اگر مولی اسکا فدیہ دیدے تو ایسا نہین ہو سکتا ہے پس اگر مولے نے اسکا فدیہ دیدیا تو جسقدر اُسنے دیا ہے اسکو مستاجر سے واپس لیگا اور واپس لینے کا استحقاق خود مولی کو حاصل ہوگا اور غلام کو یہ استحقاق نہوگا اور اگر مولی نے فدیہ دینے سے انکار کیا اور غلام ایک ہزار درم کو فروخت کیا گیا اور قرضخواہون کا قرضہ مثلاً دس ہزار درم ہے تو یہ ہزار درم اُسکے قرضخواہون مین حصہ رسد تقسیم ہونگے اور پھر قرضخواہون کو اپنے باقی قرضہ کیواسطے غلام سے لینے کی کوئی راہ نہوگی یہانتک کہ وہ غلام آزاد ہو جاوے پھر آزاد ہو جانے کے بعد لینے باقی قرضہ کیواسطے اُسکے دامنگیر ہونگے یہ محیط مین ہے۔ اور فرمایا کہ مولی کو یہ اختیار ہوگا کہ مستاجر سے غلام کا ثمن یعنے ہزار درم واپس لے اور یہ سب

مولے کو دیے جاوینگے اور قرضخواہون کو اُس سے لینے کی کوئی راہ نہوگی اور قرضخواہون کیواسطے قاضی ایک
وکیل مقرر کریگا جو مستاجر سے قرضخواہون کے باقی قرضہ کا مطالبہ کرے۔ اور کتاب الماذون مین مذکور ہو کہ مولے
خود مستاجر سے مخاصمہ کریگا اور اسقدر اُس سے وصول کرکے قرضخواہون کو دیدیگا اور شیخ حاکم عبد الرحمن نے
فرمایا کہ اختلاف الروایت نہین ہو بلکہ مولی ہی مستاجر سے مخاصمہ کریگا جیسا کہ ماذون مین مذکور ہو پس اگر
اُسنے انکار کیا تو قاضی ایک وکیل مقرر کریگا جیسا کہ یہان مذکور ہو یہ متغنی مین ہو۔ اور اگر مستاجر نے ہنوز کچھ نہ
ادا کیا تھا کہ مرگیا اور پانچ ہزار درم چھوڑے تو یہ مال مولی اور قرضخواہون کے درمیان دس حصے ہوکر
تقسیم ہوگا جسمین سے ایک حصہ مولی کو اور نو حصے قرضخواہون کو دیے جاوینگے۔ اور اگر غلام قرضہ مین فروخت
نکیا گیا یہان تک کہ اسکو ایک غلام ہزار درم قیمت کا ہبہ کیا گیا اور مولی نے فدیہ سے انکار کیا تو دونون غلام
قرضہ مین فروخت کیئے جاوینگے اور کتاب مین مذکور ہو کہ اگر ماذون پر قرضہ ہوجانے کے بعد اسکو غلام ہبہ کیا گیا یا
لحوق قرضہ سے پہلے ہبہ کیا گیا دونون صورتین یکسان ہین پھر جب یہ حکم واجب ہوا کہ ماذون و موہوب دونون
غلام فروخت کیئے جاوین اور دونون مثلاً دو ہزار درم مین فروخت کیئے گئے تو یہ سب مال قرضخواہون کے درمیان حصہ
رسد تقسیم ہوگا اور مولی مستاجر سے ماذون کا ثمن بھر لیگا مگر موہوب کا ثمن نہین لے سکتا ہو اور قاضی ایک وکیل
مقرر کریگا جو مستاجر سے نو ہزار درم کا مطالبہ کریگا یعنے آٹھ ہزار درم قرضخواہون کا باقی قرضہ اور ہزار درم موہوب غلام
کا ثمن اور وکیل یہ سب وصول کرکے مولی کو سپرد کریگا یعنے مولی کو دیا جائیگا۔ اور اگر مستاجر نے موہوب غلام کا ثمن اور
قرضخواہون کا باقی قرضہ کچھ ادا نہ کیا یہان تک کہ مرگیا اور پانچ ہزار درم چھوڑے تو اُسکے دس حصے کیے جاوینگے
اس حساب سے ہزار درم غلام موہوب کا ثمن اور ہزار درم ماذون کا ثمن اور آٹھ ہزار درم قرضخواہون کا باقی قرضہ پس
مستاجر کے ترکہ مین سے جسقدر آٹھ ہزار درم کے برتے مین پڑے وہ قرضخواہون کو ملیگا اور نیز جسقدر موہوب غلام
کے ثمن کے برتے مین پڑے وہ بھی قرضخواہون کو ملیگا اور جسقدر ماذون کے ثمن کے برتے مین پڑے وہ مولے کو
ملیگا اور جسقدر غلام موہوب کے ثمن کے برتے مین آیا ہو اُسکے لینے کی مولے کو کوئی راہ نہین ہو کذا فی المحیط۔ اور
اگر قرضخواہون نے اپنے قرضہ سے کچھ وصول نہ کیا یہان تک کہ آخر کار اُنھون نے ماذون کو اپنا قرضہ ہبہ
کردیا یا ماذون کو بری کردیا خواہ غلام ماذون کے فروخت کیے جانے سے پہلے یا اسکے بعد خواہ مستاجر کے
مرنے سے پہلے یا اسکے بعد جو حق مستاجر کے ذمہ واجب ہوا ہو اُسمین سے کچھ ساقط نہ ہوگا پس اگر غلام ماذون
فروخت نہ ہوا ہو تو یہ حق وہی مستاجر سے وصول کرلیگا اور اگر فروخت ہوگیا ہو تو یہ حق اسکا مولی مستاجر
سے وصول کریگا کذا فی المغنی۔ اور اگر مستاجر نے اس غلام کو جسوقت اجارہ پر لیا ہو اُسوقت اس غرض سے
اجارہ پر لیا ہو کہ میرے واسطے خاصہ سوتی^عہ کپڑے کی خرید و فروخت کرے پس اُس غلام نے کپڑا خرید و فروخت
کرکے نفع اُٹھایا تو نفع مستاجر کا ہوگا اور اگر کچھ گھٹی پڑی تو مستاجر کے ذمہ ہوگی اور اگر اُسنے ریشمی کپڑا خریدکر
فروخت کرکے نفع حاصل کیا تو یہ نفع مولی کو ملیگا اسمین مستاجر کا کچھ نہین ہو اور اگر کچھ گھٹی پڑے تو غلام کی گردن
پر ہوگی کہ اُسکے واسطے فروخت کیا جائیگا اور اسمین سے مولے پر کچھ واجب نہوگا یہ محیط مین ہو۔ اگر ماذون نے زید
سے سو درم قیمت کے ایک کر گیہون اسّی درم کو خریدے اور قبل قبضہ کے اسمین پانی ڈالدیا جس سے وہ

عہ ریشمی

فاسد ہوکر اسّی درم کے رہگئے پھر اسکے بعد بائع نے اُسمین پانی ڈال دیا جس سے وہ بگڑ کر ساٹھ درم کے رہگئے تو ماذون کو خیار ہوگا پس اگر اُسنے لینا اختیار کیا تو چونسٹھ درم مین لے سکتا ہے اور اگر چھوڑ دیا تو اُسپر جو کچھ بگاڑا ہے اُسکی ضمان نہ ہوگی- اور اگر اولًا بائع نے اُسمین پانی ڈال دیا ہو پھر مشتری نے پانی ملایا تو مشتری مجبور کیا جائیگا کہ چونسٹھ درم دیکر اُسپر قبضہ کرے اور یہی حکم ہر مکیل وموزون مین ہے- اگر مبیع کوئی عرض ہو کہ اسکو پہلے مشتری نے بگاڑا پھر بائع نے بگاڑا پس اگر مشتری نے لینا اختیار کیا تو اُسکے ذمہ سے ثمن سے جسقدر بائع نے بگاڑا ہے ساقط ہو جائیگا اور اگر چاہے تو بیع توڑ دے اور جسقدر نقصان کیا ہے اسقدر ثمن ادا کرے- اور اگر مشتری نے بعد بائع کے اسکو بگاڑا تو مبیع کا لینا اُسکے ذمہ لازم ہوگا مگر ثمن سے جسقدر بائع نے بگاڑا ہے اُسکے ذمہ سے ساقط ہو جائیگا یہ مبسوط مین ہے- اور فرمایا کہ اگر کسی اجنبی کا کچھ مال مولے پر آتا ہو اور مولے نے بنظر وثاقت اُسکے عوض کچھ چیز رہن کرکے اپنے ماذون کے پاس رکھی اور وہ ضائع ہوگئی تو جسکے عوض رہن تھی اُسکے عوض گئی اور مولے قرضہ سے بری ہوگیا یہ مغنی مین ہے- اگر ماذون نے ایک کُر چھوہارے جید بعوض ایک کُر چھوہارے ردی کے جو عین ہین خرید کیے پھر جسکو خریدا ہے اُسمین ماذون نے پانی ڈال دیا اور وہ خراب ہوگئے پھر بائع نے اُسمین پانی ڈال دیا اور وہ خراب ہوگئے تو اُسکو خیار ہوگا چاہے خرید کردہ کُر لیکر اُسکے معاوضہ کا کر دیدے یا بیع توڑ دے اور دونون صورتون مین کسی کو دوسرے سے نقصان کر لینے کا اختیار نہوگا- اور اگر مشتری نے بعد بائع کے اُسمین پانی ڈالا ہو تو اُسپر لازم ہوگا کہ جو کُر اُسنے جس کُر کے عوض خریدا ہے پورا عوض دیکر لیوے اور اسکو یہ اختیار نہ ہوگا کہ اُسکو عیب کی وجہ سے واپس کرے خواہ قبضہ سے پہلے پاوے یا اسکے بعد بوجہ اسکے کہ اُسنے پانی ڈال کر اُسکو خراب کر دیا ہے یہ مبسوط مین ہے- اگر باپ یا وصی نے نابالغ یا معتوہ کیواسطے ایک باندی جو نابالغ یا معتوہ کی ذات رحم محرم ہے خرید کر دی تو یہ عقد اُن دونون پر نافذ نہ ہوگا بلکہ باپ و وصی پر نافذ ہوگا یہ کافی مین ہے- اور اگر ماذون نے زید کے ہاتھ دس قفیز گیہون اور دس قفیز جو یہ کہکر فروخت کیے کہ مین نے یہ دس قفیز گیہون اور یہ دس قفیز جو تیرے ہاتھ ہر قفیز ایک درم کے حساب سے فروخت کیے تو بیع جائز ہے پس اگر اس صورت مین کہ ہر قفیز ایک درم کے حساب سے فروخت کیا ہے دونون نے باہم قبضہ کر لیا پھر زید نے گیہون مین عیب پایا تو اُنکو آدھے ثمن پر بحساب ہر قفیز ایک درم کے واپس کرے اور اگر اُسنے یہ کہا ہو کہ دونون مین سے ہر قفیز ایک درم کو ہے اور باہمی قبضہ ہوگیا پھر گیہون مین عیب پایا ہو تو زید اُنکو ہر دونون کے ایک قفیز ایک درم کے حساب سے یعنے آدھے گیہون اور آدھے جو ایک درم کے حساب سے واپس کر سکتا ہے اور اُسکی یہ صورت ہوگی کہ تمام ثمن یعنے بیس درم گیہون اور جو کی قیمت پر پھیلایا جاوے پس اگر گیہون کی قیمت مثلًا بیس درم ہے اور جو کی قیمت دس درم ہو تو سب گیہون جنمین عیب پایا ہے بعوض دو تہائی ثمن کے واپس کریگا اسی طرح اگر یہ کہا ہو کہ دونون کے ایک قفیز ایک درم کے حساب سے ہے تو یہ قول اور پہلا قول یعنے دونون مین سے ہر قفیز ایک درم کو ہے یکسان ہے- اور اگر اُسنے یون کہا کہ مین نے یہ گیہون اور یہ جو تیرے ہاتھ فروخت کیے اور دونون کا ہر ایک قفیز کا ایک درم کا حساب بتلایا مگر دونون کی تمام مقدار نہ بیان کی تو امام اعظم رح کے نزدیک تاوقتیکہ سب کیل و پیمانہ معلوم نہ ہو بیع فاسد ہے پھر اگر اُسکو سب پیمانہ بتلا دیا تو مشتری مختار ہوگا چاہے

ہر قفیز گیہون ایک درم کے حساب سے گیہون اور جو ہر قفیز ایک درم کے حساب سے خرید لے یا بیع ترک کر دے اور صاحبین کے نزدیک بیع جائز ہو گیہون ہر قفیز ایک درم کے حساب سے اور جو ہر قفیز ایک درم کے حساب سے خرید لیگا۔ اور اگر یون کہا کہ دونون مین سے ہر قفیز ایک درم کو ہی تو امام اعظمؒ کے نزدیک ایک قفیز پر جسمین آدھے گیہون اور آدھے جو ہونگے ایک درم پر بیع واقع ہو گی اور جسقدر ایک قفیز سے زیادہ رہے انمین اگر تمام پیمانہ معلوم ہو گیا تو مشتری مختار ہو گا چاہے ہر قفیز دونون مین سے ایک درم کے حساب سے خرید لے یا بیع ترک کر دے اور امام ابو یوسف و امام محمد رح کے نزدیک کل کی بیع جائز ہو گی دونون مین سے ہر قفیز آدھے گیہون اور آدھے جو بحساب ایک درم کے لیگا۔ اور اگر یون کہا کہ مین نے تیرے ہاتھ یہ گیہون اس شرط سے کہ یہ ایک کر سے زائد ہین فروخت کیے اور مشتری نے اسی شرط سے خرید ے پھر انکو کر سے کم پایا تو بیع جائز ہو اور اگر اسکو ایک کر یا زیادہ پایا تو بیع فاسد ہو۔ اور اگر یون کہا کہ اس شرط سے کہ یہ ایک کر یا اس سے کم ہین پس اگر مشتری نے ایک کر یا اس سے کم پائے تو بیع جائز ہو اور اگر کر سے زیادہ پائے تو اسمین سے مشتری کو ایک کر لینے لازم ہونگے اور بائع کو یہ اختیار نہ ہو گا کہ ایک کر سے بھی کم کرے اور جو زائد رہے وہ بائع کے ہونگے اور اگر اس شرط سے فروخت کیے کہ یہ ایک کر یا اس سے زیادہ ہین پس اگر مشتری نے موافق شرط کے پائے تو بیع جائز ہو اور اگر کم پائے تو مشتری کو خیار ہو گا کہ چاہے مقدار موجودہ کو اسکے حصہ ثمن کے عوض لے لے یا ترک کر دے کذا فی المبسوط۔ ایک شخص نے صغیر ماذون پر کسی چیز کا دعوی کیا تو مشائخ نے اختلاف کیا ہے کہ آیا اُس سے قسم لیجاویگی یا نہین اور کتاب الاقرار مین لکھا ہے کہ ماذون سے قسم لیجاویگی اور اسی پر فتوے ہے یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ اور اگر ماذون نے زید سے دس رطل زیت ایک درم کو خریدا اور اسکو حکم کیا کہ اس شیشے مین جسکو ماذون لایا تھا ناپ دے پس بائع نے اُسمین ناپنا شروع کیا پھر جب دو رطل ناپ چکا تو شیشہ ٹوٹ گیا حالانکہ بائع و مشتری دونون اُس سے لاعلم ہین پھر بائع نے اُسکے بعد اسمین سب تیل جسقدر فروخت کیا تھا ناپ دیا اور سب بہ گیا تو ماذون کے ذمہ اسمین سے سوائے ثمن رطل اول کے کچھ لازم نہو گا۔ اور اگر رطل اول سب نہ بہا ہو جسوقت بائع نے دوسرا رطل اسمین ڈالا ہی تو شیشہ مین جسقدر رطل اول مین سے رہا ہی اسکا بائع ضامن ہو گا اور اگر شیشہ پہلے سے ٹوٹا ہوا ہو جسوقت ماذون نے اُسکو دیا ہی اور ماذون نے حکم دیا کہ اسمین ناپ دے اور دونون اُسکے ٹوٹے ہونے سے بے خبر ہین اور بائع نے اُسمین دس رطل ناپ دیا اور سب بہ گیا تو ماذون کے ذمہ کل ثمن لازم ہو گا یہ مبسوط مین ہے۔ زید نے اپنے مدبر کو تجارت کی اجازت دی پھر اُسکو عمرو نے حکم دیا کہ میرے واسطے ایک باندی پانچ ہزار درم کو خریدے اُسنے موافق عمرو کے حکم کے باندی خرید کر کے اُسکو دیدی پھر عمرو کے پاس مر گئی یا عمرو نے اُسکو آزاد کر دیا یا ام ولد بنا لیا یا مدبر کے پاس قبل سپردگی عمرو کے مر گئی تو ان سب صورتون مین یکسان حکم ہی یعنے وہ عمرو کا مال گیا اور بائع کو اختیار ہو گا کہ ثمن کیواسطے مدبر کا دامنگیر ہو لیکن اگر اپنے عمرو سے مطالبہ کا قصد کیا تو ایسا نہین کر سکتا ہو اور جب بائع ثمن کیواسطے مدبر کا دامنگیر ہوا تو اُسکو اختیار ہو گا کہ ثمن کے واسطے مدبر سے سعایت کراوے اور مدبر کو اپنے ادا کرنے سے پہلے اور اُسکے بعد یہ اختیار ہو گا کہ اپنے موکل سے ثمن کا مطالبہ کرے اور اگر مدبر و موکل کے پاس کچھ نہ ہو پھر ایک غلام نے مدبر کا ہاتھ کاٹ ڈالا اور وہ غلام ارش جنایت مین مدبر کو دیا گیا اور

مع [illegible]

مدبر نے بطور تجارت یا ہبہ کے ایک باندی حاصل کی تو وہ غلام جو جنایت مین ملا ہی اور یہ باندی دونون مدبر کے قرضہ مین فروخت کیجاوینگی لیکن اگر موے دونون کا فدیہ دیدے تو فروخت نہ ہونگے پس اگر موے نے دونون کا فدیہ دیدیا تو پورا فدیہ مدبر کے موکل سے واپس لیگا اور واپس لینے والا متولی خود مولی ہوگا نہ مدبر - اور اگر موے نے فدیہ دینے سے انکار کیا اور دونون دو ہزار درم کو یعنے غلام ہزار درم کو اور باندی ہزار درم کو فروخت کی گئی تو بائع یہ سب اپنے قرضہ مین لے لیگا اور مولی خود موکل سے اُس غلام کا ثمن جو جنایت مین ملا تھا لے لیگا اور باندی کا خود ثمن نہین لے سکتا ہی مگر مدبر اسکا ثمن واپس لیگا اور جسقدر بائع کا قرضہ رہگیا وہ بھی واپس لیگا اور یہ چار ہزار درم ہوے جسمین سے تین ہزار درم بائع کو دیے جاوینگے جبکہ اسکا قرضہ پانچ ہزار درم ہو اور دو ہزار درم اُسکو مل چکے پس باقی ایک ہزار درم مولی کو ملینگے - اور اگر مدبر و مولی نے موکل سے کچھ وصول نہ کیا یہان تک کہ موکل دو ہزار درم چھوڑ کر مر گیا تو اُسکے پانچ حصہ کیے جاوینگے جسمین سے ایک حصہ مولی کو دیا جاویگا اور چار حصہ مدبر کو دیے جاوینگے تاکہ بائع کو ادا کر دے - اور اگر مدبر کا ہاتھ نہ کاٹا گیا بلکہ خطا سے قتل کیا گیا اور قاتل نے اسکی قیمت ادا کر دی تو یہ قیمت اُسکے بائع کو دیجاویگی اور مولی اسکی قیمت اُسکے موکل سے واپس لیگا بخلاف ثمن غلام موہوب کے یہ مغنی مین لکھا ہی - اور اگر ماذون نے ایک باندی خرید کر قبل ادا ے ثمن کے بلا اجازت بائع اسپر قبضہ کر لیا اور وہ اُسکے پاس مر گئی یا اُسکے مولی نے اسکو قتل کیا حالانکہ ماذون مقروض نہین ہی یا اسکو آزاد کر دیا تو بائع کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ ماذون یا اُسکے مولی سے باندی کی قیمت کی ضمان حاصل کرے مگر ماذون سے اُسکے ثمن کا مطالبہ کریگا اور ماذون اس ثمن کے واسطے فروخت کیا جائیگا پس اگر ماذون کے ثمن مین بائع کے حق سے کمی ہو تو مولی پر واجب ہوگا کہ جس باندی کو اُسنے تلف کیا ہی اُسکی قیمت سے اس کمی کو پورا کرے - اور اگر ماذون نے کسی کو اس باندی پر قبضہ کرنے کیواسطے وکیل کیا اور وکیل نے قبضہ کیا اور وہ وکیل کے پاس مر گئی تو وکیل بائع کو اُسکی قیمت کی ضمان دے پھر بقدر ضمان اپنے موکل یعنے ماذون سے واپس لیگا یہ مبسوط مین ہی - اگر ماذون نے اپنے مولی کی بلا اجازت احرام باندھ لیا تو مولی کو اختیار ہوگا کہ اسکو حلال کرا دے یعنے احرام سے باہر کرا دے اور اگر ماذون نے باجازت مولی احرام باندھا اور اُسکے بعد مولی نے اسکو فروخت کیا تو مشتری کو اختیار ہوگا کہ اسکو احرام سے باہر کرا دے یہ فتاوی قاضی خان مین ہی - اگر زید کا غلام ماذون سالم نام اور عمرو کا غلام افلح نام ہو اور ہر ایک نے دوسرے کو اُسکے موے سے خرید کیا پس اگر یہ معلوم ہو جاوے کہ پہلے مثلاً سالم نے افلح کو عمرو سے خریدا ہی اور اُسپر قرضہ نہین ہی پھر افلح نے سالم کو زید سے خریدا ہی تو سالم کا افلح کو خریدنا جائز ہوگا اور افلح اپنے خریدار سالم کے مولی کی ملک ہو جائیگا اور مجور ہو جائیگا پھر افلح کا سالم کو خریدنا باطل ہوگا اور اگر یہ معلوم نہو کہ اول کونسی بیع واقع ہوئی ہی تو دونون بیع رد ہو جاوینگی گویا کہ دونون ایکبارگی واقع ہوئی ہین پس معاً واقع ہونے مین جسطرح دونون رد ہوتی ہین ایسے ہی نہ معلوم ہونے کی صورت مین بھی رد ہونگی اور اگر دونون ماذون قرضدار ہون تو اول کی بیع بھی ناجائز ہوگی لیکن اگر اُسکے قرضخواہ اجازت دیدین تو جائز ہو جاویگی یہ مبسوط مین ہی منتقی مین لکھا ہی کہ معلے رم نے امام ابو یوسف سے روایت کی ہی کہ اگر ماذون نے کسی کو اپنا قرض ادا کرنے یا قرض وصول کرنے کے واسطے وکیل کیا پھر موے نے اسکو مجور کر دیا پھر وکیل نے قرضہ ادا

کیا یا وصول کیا اور اسکو ماذون کے مجبور ہونے کی خبر نہین ہی تو جائز ہی اور معلے رہنے کہا کہ مین نے امام محمد رح
سے سنا ہی کہ وہ یون فرماتے تھے کہ وکیل کا یہ تصرف جائز ہی خواہ اسکو ماذون کے مجبور ہونے کا علم ہو یا نہو اور
کہتے تھے کہ یہ امام ابو یوسف کا قول ہی- اور منتقی مین ہی کہ اگر غلام مجبور نے ایک کپڑا خریدا اور مولی کو معلوم نہین ہی
یہان تک کہ اُسنے غلام کو فروخت کیا پھر اس خریداری کی اجازت دیدی تو خرید جائز نہوگی اور اگر غلام نے ایک
کپڑا کسی شخص کے ہاتھ فروخت کیا اور مولی کو معلوم نہین ہی یہان تک کہ اُسنے غلام کو فروخت کیا پھر بیع کی اجازت
دی تو جائز ہوگی یہ ذخیرہ مین ہی- اگر زید کے غلام ماذون کا عمرو پر ہزار درم قرضہ ہو پھر زید نے عمرو کو وہ غلام ہبہ
کر کے قبضہ کرا دیا تو ہبہ جائز ہی اور زید کا عمرو پر ہزار درم قرضہ بحالہ رہیگا اگر ماذون پر پانچسو درم کا قرضہ ہو اور
اُسکی قیمت ایک ہزار درم ہو پھر اُسنے ایک شخص کی طرف سے دوسرے کیواسطے ہزار درم کی کفالت مولی کی اجازت سے
قبول کرلی پھر اُسنے ایک ہزار درم قرضہ لیلیے پھر اُسنے دوسرے شخص کی طرف سے ہزار درم کی کفالت قبول کی
پھر وہ غلام ہزار درم کو فروخت کیا گیا تو ہم کہتے ہین کہ پہلی کفالت مین سے نصف باطل ہوگی اور باقی نصف
کیواسطے مکفول لہ اسکے ثمن مین شریک قرار دیا جائیگا اور دوسری کفالت بالکل باطل ہوگی پس پہلا قرضخواہ
پانچسو درم کے حساب سے اور دوسرا قرضخواہ پورے قرضے ہزار درم کے حساب سے اور پہلا مکفول لہ پانچسو درم کے حساب
سے اُسکے ثمن مین شریک ہوگا پس غلام کا ثمن ہزار درم ان لوگون مین چار حصہ ہوکر تقسیم ہوگا اور ہر پانچسو درم ایک سہم قرار
دیا جائیگا پس اس حساب سے دوسو پچاس درم پہلے قرضخواہ کے اور اسیقدر پہلے مکفول لہ کے اور پانچسو درم دوسرے
قرضخواہ کے حصہ مین آوینگے اور دیے جاوینگے یہ مبسوط مین ہی- اور اگر ماذون نے کہا کہ مین تیرے ہاتھ یہ گھر اس
شرط سے فروخت کرتا ہون کہ ہزار گز سے رقبہ کم ہی اور مشتری نے اسکو ہزار گز یا زیادہ پایا تو بیع جائز ہی اور اگر کہا کہ
اس شرط سے کہ ہزار گز سے زیادہ ہی پس اگر اسکو ہزار گز سے تھوڑا بہت زیادہ پایا تو بیع لازم ہوگی اور اگر اسکو
ہزار گز سے کم پایا تو مشتری کو خیار ہوگا چاہے اسکو پورے ثمن مین خریدے یا ترک کر دے پس اگر اُسنے لینا اختیار
کیا تو اسپر پورا ثمن لازم ہوگا یہ مبسوط مین ہی اگر غلام نے کسی شخص کو کوئی چیز ودیعت دی تو مولے کو ودیعت لے
لینے کا اختیار نہوگا خواہ غلام ماذون ہو یا مجبور ہو اور اگر مودع نے ودیعت اُسکے مولی کو دیدی پس اگر غلام پر
قرضہ نہو تو جائز ہی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی- اور اگر ایک شخص سے ایک کپڑا دس درم کو اس شرط سے
کہ دس گز ہی خریدا اور اُسکو آٹھ گز پایا پس بائع نے کہا کہ مین نے اس شرط سے کہ آٹھ گز ہی فروخت کیا ہی تو قسم
سے قول بائع کا قبول ہوگا اور مشتری پر واجب ہوگا کہ اپنی شرط کے دعوی پر گواہ لاوے جیسا کہ اس صورت مین
کہ ایک غلام اس شرط سے خرید کیا کہ یہ کاتب یا خباز ہی حکم ہی یعنے بائع کا قول قبول اور مشتری پر گواہ لانا واجب
ہوتے ہین اور اگر مشتری نے کہا کہ مین نے دس درم کو اس شرط سے خریدا ہی کہ دس گز ہی ہر گز ایک درم کو اور
پھر مین نے اُسکو آٹھ گز پایا ہی اور بائع نے کہا کہ مین نے تیرے ہاتھ اس شرط سے دس درم کو فروخت کیا ہی کہ آٹھ گز ہی
اور مین نے فی گز ایک درم کی شرط نہین لگائی تو دونون باہم قسم کھا کر بیع واپس کر دینگے یہ مبسوط مین ہی- منتقی کے
باب الحجر مین لکھا ہی کہ اگر مولے نے ماذون کو مجبور کیا اور اُسپر میعادی قرضہ ہی تو قرضہ میعادی رہیگا کذا فی المغنی
منتقی مین ہی کہ ایک ماذون کو اُسکے مولے نے مجبور کیا اور اُسکے قرضداروں کو منع کیا کہ اسکو قرضہ کچھ

ط جزار بازاری کی بیعہ دوسرے لکھا سنہ ۱۳۱۱

نہ دین تو فرمایا کہ اگر اُسکے قرضداروں نے اُسکو قرضہ دیدیا تو بری ہوجاوینگے اسیطرح اگر مولے نے اُس غلام کو فروخت کردیا اور قرضداروں نے بعد فروخت کے اُسکو دیا تو بھی بری ہوجاوینگے یہ ذخیرہ میں ہے۔ زید نے اپنے ماذون مقروض کو عمرو کے پاس رہن کیا اور وہ مرتہن کے پاس بھاگ گیا تو قرضخواہوں کو عمرو سے ضمان لینے کا اختیار ہوگا یہ قنیہ میں ہے۔ غلام مرہون کو اُسکے مولی نے خرید فروخت کی اجازت دی اُسنے خرید فروخت کی اور اُسپر قرضہ ہوگیا تو فرمایا کہ رہن بحالہ باقی رہیگا و لیکن قرضخواہوں کو غلام پر جبتک رہن ہے کوئی راہ نہوگی یہ مغنی میں ہے۔ غلام ماذون نے اگر کوئی لقیط اُٹھایا اور یہ امر صرف اُسی کے قول سے ثابت ہوتا ہے اور مولے نے کہا کہ تو جھوٹا ہے یہ تو میرا غلام ہے تو قول ماذون کا قبول ہوگا پھر اُسکے بعد باعتبار اصل کے اُس لقیط کی آزادی ثابت ہوگی یہ ذخیرہ میں ہے اور اگر ماذون نے ایک باندی ہزار درم کو اس شرط سے خریدی کہ اگر میں تین روز تک ثمن ادا کروں تو ہم دونوں میں بیع نہیں ہے تو یہ جائز ہے بمنزلہ تین روز تک خیار شرط کے قرار دیا جائیگا جو کہ مرد آزاد سے جائز ہے۔ اسی طرح اگر اُسکو خرید کر ثمن ادا کرکے قبضہ کر لیا اس شرط سے کہ اگر بائع نے تین روز میں مشتری کو ثمن واپس کیا تو دونوں میں بیع نہیں ہے تو یہ بھی موافق شرط کے جائز ہے اور یہ بمنزلہ بائع کے واسطے شرط خیار ہونے کے قرار دیا جائیگا۔ اور اگر اس شرط سے خریدی کہ اگر میں نے تین روز میں ثمن ادا نہ کیا تو ہم دونوں میں بیع نہیں ہے پس اُسپر قبضہ کرکے فروخت کردی تو بیع نافذ ہوجائیگی پھر اگر تین روز گذر گئے اور اُسنے ثمن ادا نہ کیا تو بائع کو اس باندی کے لینے کی کوئی راہ نہوگی و لیکن مشتری ثمن کے واسطے دامنگیر ہوگا۔ اسی طرح اگر مشتری نے اُسکو قتل کیا یا اُسکے پاس مرگئی یا کسی اجنبی نے اُسکو قتل کرکے اُسکی قیمت تین روز کے درمیان تاوان ادا کی تو بھی یہی حکم ہے۔ اور اگر مشتری نے اُس سے تین روز کے درمیان وطی کی خواہ وہ باکرہ تھی یا ثیبہ تھی یا اُسپر کوئی جنایت کی یا بدون کسی شخص کے فعل کے اُسمیں کوئی عیب پیدا ہوگیا پھر ثمن ادا کرنے سے پہلے تین روز گذر گئے تو بائع کو خیار ہوگا کہ چاہے اُسکو لے لے مگر اور کچھ اُسکو نہ ملیگا یا مشتری کے سپرد کرے اور اگر وطی کرنے والا یا جنایت کرنے والا کوئی اجنبی ہو اور عقر یا ارش واجب ہوا تو بائع کو باندی لینے کی کوئی راہ نہوگی اور اگر تین روز گذرنے کے بعد کسی اجنبی کے فعل سے اُسمیں کوئی عیب پیدا ہوگیا تو بائع کو اختیار ہوگا چاہے باندی کو لیکر اجنبی سے بموجب حکم اُسکے فعل کے خواہ وطی ہو یا جنایت ہو مواخذہ کرکے عقر یا ارش وصول کرے یا مشتری کو بعوض ثمن کے سپرد کرکے پس اگر اُسنے مشتری کے سپرد کردی تو مشتری کو اجنبی کا دامنگیر ہوکر عقر یا ارش وصول کرنیکا اختیار ہوگا۔ اور یہ خیار بائع کو اُسوقت حاصل ہوگا کہ وہ باندی باکرہ ہو کہ جس سے اجنبی کے وطی کرنے سے اُسکی مالیت میں نقصان آگیا ہو اور اگر ثیبہ ہو کہ اس سے وطی کرنیسے نقصان نہ آیا ہو تو بائع اُسکو لیکر اجنبی سے اُسکا عقر وصول کریگا اور اُسکو باندی ترک کرنیکا کچھ اختیار نہوگا۔ اور اگر خود مشتری نے تین روز گذرنے کے بعد باندی کا ہاتھ کاٹ ڈالا یا باکرہ تھی اور اُس سے اقتضاض کیا تو بائع کو خیار ہوگا چاہے ثمن کے عوض وہ باندی مشتری کے سپرد کرے یا ہاتھ کاٹنے کی صورت میں نصف ثمن مع باندی کے واپس لے اور صورت اقتضاض میں اُسکے عقر پر لحاظ نہ لیا جائیگا بلکہ دیکھا جائیگا کہ وطی سے اُسکی قیمت میں کسقدر نقصان آیا ہے پس اُسقدر حصہ اُسکے ثمن میں سے مشتری پر واجب ہوگا اور یہ امام اعظم رح کا قول ہے اور صاحبین کے نزدیک اُسکے عقر اور نقصان قیمت دونوں میں سے دیکھا جائیگا کہ کون زیادہ ہے اُسکے حساب سے مشتری پر ثمن

ف [illegible]

مین سے حصہ واجب ہوگا۔ اور اگر وطی سے باندی مین کچھ نقصان نہ آیا ہو تو امام اعظم رح کے نزدیک بائع اُس
باندی کو لے لیگا اور مشتری پر کچھ واجب نہوگا اور صاحبین کے نزدیک ثمن اُسکی قیمت اور اُسکے عقر پر تقسیم کیا جائیگا
پس بائع وہ باندی مع حصہ عقر کے اسکے ثمن سے مشتری سے واپس لیگا۔ اور اگر تین روز کے اندر اُسکے بچہ پیدا ہوا پھر تین
روز گذر گئے اور وہ دونون زندہ موجود ہین اور مشتری نے ثمن ہنوز نہین ادا کیا ہے تو باندی مع بچہ کے ثمن کے عوض
مشتری کو ملیگی اور بائع کو اُسمین کچھ اختیار نہوگا۔ اور اگر بعد تین روز گذرنے کے بچہ پیدا ہوا اور ولادت سے باندی مین
نقصان آیا تو بائع کو خیار حاصل ہوگا اور اگر بعد تین روز گذرنے کی مرگئی اور بچہ نہین پیدا ہوا تو مشتری پر ثمن واجب
ہوگا۔ اور اگر تین روز گذرنے کے بعد اسکے بچہ ہوا پھر وہ مرگئی اور بچہ باقی رہا تو بائع کو خیار ہوگا چاہے اسکا بچہ
مشتری کو دیکر اُس سے سب ثمن وصول کرلے یا بچہ مع اُسکی مان کے حصہ ثمن کے مشتری سے واپس کرلے یہ مبسوط
مین ہے۔ ایک غلام محجور نے زید کو قرضہ دیا پھر اُسکے مولے نے زید کو منع کردیا کہ مال قرضہ اُسکو نہ دینا پھر زید نے
اسی کو دیا پس اگر بعینہ وہی درم دیدیے جو اُس سے لیے تھے تو قرضدار بری ہوجائیگا اور اگر دوسرے درم دیے تو
بری نہوگا اور یہ امام ابو یوسف کا قول ہے اور امام اعظم رح کے نزدیک دونون صورتون مین بری نہوگا یہ محیط مین ہے۔ اور
اگر کوئی باندی کسی عرض معین کے عوض اس شرط سے خریدی کہ اگر مین یہ عرض تین روز مین نہ دیدون تو میرے اور بائع کے
درمیان بیع نہین ہے تو بمنزلہ شرط خیار کے یہ جائز ہے پس اگر مشتری کے پاس باندی مین عیب آگیا یا اُسنے باندی کی انکھ پھوڑدی
یا اس سے وطی کی اور وہ باکرہ یا ثیبہ تھی یا کسی اجنبی نے ایسا فعل کیا پھر وہ عرض معین دینے سے پہلے تین روز گذر
گئے تو یہ صورت اور درمون سے خریدنے کی صورت جو ہمنے بیان کی ہے دونون یکسان ہین۔ اور اگر مشتری نے
بائع کو مال مشروطہ نہ دیا اور تین روز گذر گئے پھر مشتری کے پاس وہ باندی مرگئی یا مشتری نے اُسکو قتل کیا تو بائع
کی قیمت مشتری پر واجب ہوگی مگر ثمن کسی راہ سے نہین لے سکتا ہے۔ اور اگر باندی کی انکھ جاتی رہی یا مشتری نے
پھوڑدی تو بائع باندی کو مع نصف قیمت واپس لیگا اور ثمن لینے کی کوئی راہ نہوگی۔ اور اگر کسی اجنبی نے اُسکی
آنکھ پھوڑدی یا قتل کیا تو بائع کو خیار ہوگا چاہے قتل کی صورت مین مشتری کے مال سے فی الحال اُسکی قیمت لے لے
یا قاتل کی مددگار برادری سے تین سال مین وصول کرے۔ پس اگر مشتری سے لے لے تو وہ قاتل کی مددگار برادری
سے وصول کرلیگا اور آنکھ پھوڑنے کی صورت مین بائع باندی کو واپس لیگا اور آنکھ پھوڑنے کا جرمانہ فی الحال
مشتری یا اجنبی سے لے لیگا پس اگر مشتری سے لیا تو وہ قاتل سے واپس لیگا۔ اور ان صورتون مین سے کسی صورت مین
بائع کو ثمن لینے کی کوئی راہ نہوگی یہ مبسوط مین ہے۔ ایک ماذون پر پانچسو درم قرضہ ہے اور مولی نے ماذون اسکے قرضخواہ
کے ہاتھ ہزار درم کو بیچا تو بیع جائز ہے اور وہ پانچسو درم اپنے قرضہ کے نکال کر باقی پانچسو درم مولی کو دیدیگا پس اس
مقام پر قرضخواہ کے قرضہ ساقط ہونے کا حکم نہ کیا جسے کہ کہا کہ پانچسو درم اپنے قرضہ کے نکال لیگا حالانکہ وہ ماذون کا
مالک ہوگیا ہے یہ محیط مین ہے۔ اگر ماذون نے یا آزاد مرد نے ہزار درم کو ایک باندی فروخت کی اور باہمی قبضہ ہوگیا اس شرط
سے کہ اگر تین روز مین بائع نے مشتری کو دام واپس کیے تو دونون مین بیع نہین ہے پھر مشتری نے تین روز کے اندر
باندی سے وطی کی یا آنکھ پھوڑدی پھر اگر بائع نے تین روز مین مشتری کو ثمن واپس دیا تو اپنی باندی لے سکتا ہے اور وطی مین
عقر اور آنکھ پھوڑنے مین نصف قیمت لے سکتا ہے۔ اور اگر تین روز پورے ہوگئے اور ہنوز ثمن واپس نہ کیا

تو بیع تام ہو جاویگی اور مشتری پر ارش یا عقر کچھ واجب نہوگا۔ اور اگر کسی اجنبی نے ایسا کیا پھر بائع نے تین روز مین ثمن واپس دیا تو اپنی باندی واپس لے سکتا ہی اور اُسکے ساتھ آنکھ پھوڑنے کی صورت مین نصف قیمت خواہ مشتری سے پھر مشتری اُس اجنبی سے لے لیگا یا آنکھ پھوڑنے والے سے واپس لے سکتا ہی اور وطی کی صورت مین اگر باکرہ ہو تو یہی حکم ہی اور اگر ثیبہ ہو کہ جسکو وطی سے کچھ نقصان نہین پہونچا تو باندی واپس لیگا اور اجنبی وطی کنندہ سے اُسکا عقر لیگا اور مشتری سے لینے کی کوئی راہ نہین ہی اور اگر بائع تین روز مین ثمن واپس نہ کیا تو بیع پوری ہو گئی اور مشتری وطی کنندہ یا آنکھ پھوڑنے والے سے عقر یا ارش لے لیگا۔ اور اگر خود بائع نے اُس سے وطی کی یا آنکھ پھوڑی تو بیع ٹوٹ گئی خواہ اسکے بعد ثمن واپس کرے یا نہ کرے اور اپنی باندی لے لیگا اور اگر تین روز بعد بائع نے ایسا کیا اور ثمن واپس نہین کیا ہی تو مشتری کا اُسپر عقر یا ارش واجب ہوگا یہ مبسوط مین ہی۔ جامع مین ہی کہ اگر مولے نے اپنے غلام کو جسنے جنایت کی ہی تجارت کی اجازت دی اور اسپر قرضہ ہو گیا یا رہن کیا یا اجرت پر دیا تو یہ نہوگا کہ اس فعل سے مولے اُسکا فدیہ دینا اختیار کرنے والا قرار دیا جاوے یہ ذخیرہ مین ہی۔ اگر ماذون نے زید کے ہاتھ ایک باندی فروخت کی اور زید نے باندی کے سامنے اُسپر قبضہ کیا اور اس باندی کا حال معلوم نہوا پھر عمرو نے دعوی کیا کہ یہ میری بیٹی ہی اور اُسکے دعوی کی مشتری اور غلام نے تصدیق کی تو وہ باندی عمرو کی بیٹی قرار پاکر اُسکو دیدیجاویگی اور ان دونون مین بیع نہ ٹوٹیگی۔ اور اگر ماذون نے اُسکو بکر سے خرید کر قبضہ کیا ہو اور بائع نے ایسا اقرار کر دیا تو سب بیوع ٹوٹ جاوینگی اور باہم ثمن واپس کر لینگے اور اگر ماذون نے اُسکو بکر سے باندی کے حضور مین خرید کر باندی کے حضور مین باندی پر قبضہ کیا ہو اور وہ ساکت رہی کچھ منکر نہوئی پھر عمرو کے ہاتھ فروخت کیا اور ثمن وصول کر لیا پھر زید نے دعوی کیا کہ یہ میری بیٹی ہی اور ماذون اور باندی اور مشتری نے اُسکے قول کی تصدیق کی مگر بکر نے انکار کیا تو باندی بسبب اقرار مشتری کے آزاد اور زید کی بیٹی قرار پائیگی مگر جو بیع ماذون اور عمرو کے درمیان ہی وہ منتقض نہوگی (لان اقرار العبد باطل) اسیطرح اگر عمرو نے دعوی کیا کہ بکر نے ماذون کے ہاتھ فروخت کرنے سے پہلے اُسکو آزاد یا مدبرہ کر دیا تھا اُس سے بچہ جنی تھی اور ماذون نے جسنے عمرو کے ہاتھ بیچی ہی اُسکی تصدیق کی تو عمرو کا اقرار صحیح ہوگا مگر ماذون کا اقرار باطل ہوگا پس اگر باندی کی حریت کا اقرار کیا ہو تو وہ باندی آزاد ہو جائیگی مگر اُسکی ولا موقوف رہیگی اور اگر اُسکے مدبرہ یا ام ولد ہونے کا اقرار کیا تو عمرو پر موقوف ہوگی پھر اگر بائع اول مر گیا تو آزاد ہو جاویگی اور عمرو اپنا ثمن ماذون سے تاوقتیکہ آزاد ہو واپس نہین لے سکتا ہی ہان بعد آزاد ہو جانے کے واپس لیگا اور یہی حکم اُس صورت مین ہی کہ جب ماذون اس سے اقرار مشتری سے منکر ہو لیکن فرق یہ ہی کہ اس صورت مین ماذون کے آزاد ہو جانے کے بعد بھی اپنا ثمن اُس سے واپس نہین لے سکتا ہی۔ اور اگر مشتری یعنی عمرو نے یون دعوی کیا کہ بکر نے ماذون کے ہاتھ بیچنے سے پہلے اُسکو مکاتب کیا تھا اور ماذون نے تصدیق کی یا تکذیب کی اور باندی نے بھی یہی دعوی کیا تو وہ باندی مشتری یعنے عمرو کی مملوکہ رہیگی چاہے اسکو فروخت کرے کذا فی المبسوط

کتاب الغصب

اسمین چودہ باب ہین۔

باب اول غصب کی تفسیر و شروط و حکم و اصطلاحات یعنے مثلیات وغیرہ کے بیان مین - شرع مین کسی شخص کے مال متقوم محترم کو بلا اجازت اُسکے مالک کے اسطرح لے لینا کہ اگر اُسکے ہاتھ مین ہو تو اُسکے ہاتھ سے زائل ہو جاوے اور اگر ہاتھ مین نہو تو اُس چیز تک اُسکا ہاتھ نہ پہونچ سکے غصب کہتے ہین یہ محیط مین ہے - اگر کسی شخص اور اسکی ملک کے درمیان کوئی شخص حائل ہو جاوے تو وہ شخص ضامن نہوگا کیونکہ یہ غصب نہین ہے اور اگر کسی نے مالک کو اُسکے مال کی حفاظت سے روک دیا یہانتک کہ وہ مال تلف ہو گیا تو ضامن نہوگا یہ ینابیع مین ہے - اور امام اعظم رح کے نزدیک غصب کی شرط یہ ہے کہ جو چیز لے لی ہے وہ مال منقول ہو اور یہی آخر قول امام ابو یوسف کا ہے پس اگر کسی شخص نے مال غیر منقول یعنے عقار لے لیا تو ان دونون اماموں کے نزدیک ضمان واجب نہوگی یہ نہایہ مین ہے - حکم غصب کا یہ ہے کہ اگر جان بوجھ کر ایسا کیا تو گنہگار ہوا اور تاوان دے اور بدون علم ایسا کیا تو مثلاً جو چیز لے لی اُسکو اس گمان سے لیا کہ یہ میرا مال ہے یا کوئی مال خریدا پھر معلوم ہوا کہ سوائے بائع کے اسکا کوئی شخص غیر مستحق ہے تو اس صورت مین واجب ہے کہ تاوان دیدے اور گنہگار نہوگا - اور غاصب پر واجب ہے کہ مالک کو اسکا مال بعینہ اگر موجود ہو تو واپس کرے اور اگر اُسکے واپس کرنے سے عاجز ہو مثلاً اُسکے پاس اُسکے فعل سے تلف ہو گیا یا بدون اُسکے فعل کے تلف ہو گیا پس اگر وہ مال مثلی ہو تو اسکا مثل واپس دے جیسے کیلی و وزنی چیزین اور اگر اسکا مثل اسوجہ سے نہ واپس کر سکے کہ وہ چیز اُن دنون بازار مین نہین ملتی ہے تو امام اعظم رح کے نزدیک جس روز نالش ہوئی ہے اُسدن کے حساب سے اُسکی قیمت دیدے اور امام ابو یوسف کے نزدیک غصب کے روز کی قیمت اور امام محمد رح کے نزدیک جسدن سے بازار سے منقطع ہوئی اُسدن کی قیمت واپس دے کذا فی الکافی اور اگر ایسی چیز غصب کی جسکا مثل نہین ہوتا ہے تو بالاجماع جس روز غصب کی ہے اس روز کی قیمت دینی واجب ہے یہ سراج الوہاج مین ہے اور منقطع ہو جانے مین یہی اعتبار ہے کہ بازار مین وہ چیز نہ ملتی ہو اگرچہ لوگون کے پاس گھرون مین موجود ہو کذا فی التبیین اور اکثر مشائخ نے امام محمد رح کے قول پر فتوی دیا اور برہان الائمہ صدر الکبیر برہان الدین اور صدر شہید حسام الدین نے بھی اسی قول پر فتوی دیا ہے اور ہمارے بعض مشائخ نے امام ابو یوسف کے قول پر فتوی دیا ہے یہ کفایہ کی آخر کتاب الصرف مین لکھا ہے اور صدر الاسلام ابو الیسر نے شرح کتاب الغصب مین لکھا ہے کہ ہر کیلی چیز یا وزنی چیز مثلی نہین ہوتی ہے بلکہ کیلی و وزنی چیزون مین فقط وہی مثلی ہوتی ہین جو باہم متقارب ہون اور جو متفاوت ہون وہ مثلی نہین ہین اور صاحب المحیط نے شرح جامع صغیر مین لکھا ہے کہ کیل و وزن و عدد کے اعتبار سے تمام عددیات متقاربہ (جیسے انڈے و اخروٹ) سب مثلی ہین اور متفاوتہ (جیسے خربوزہ و تربوز) سب ذوات القیم ہین یعنے اُنکی قیمت دینا چاہیے - اور جس چیز کے احاد مین باعتبار قیمت کے تفاوت ہو وہ عددی متفاوت ہے جیسے بکریان اور جسکے احاد مین تفاوت قیمت نہو ہان اُسکے انواع مین تفاوت ہو جیسے بادنجان تو مثلی متقارب ہے پس اسپر قیاس کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ پیاز و لہسن دونون مثلی ہین اور اگر انڈے ایک جنس کے ہون تو اسمین بڑا و چھوٹا یکسان حکم مین ہے اور شیخ الاسلام علی اسبیجانی نے شرح التصحیح مین لکھا ہے کہ مشمش و بیض دونون مثلی ہین اور کشمش و اخروٹ سب مثلی ہین کیونکہ یہ عددی متقارب ہین یہ فصول عمادیہ مین ہے - اور انگور ایک جنس ہے اگرچہ اُسکے انواع و اسما مختلف ہین اور یہی حکم زبیب کا ہے یہ فتاوی قاضی خان مین ہے - اور کبریٰ مین مذکور ہے کہ اگر کسی شخص نے دوسرے کا جبن تلف کیا تو اسپر قیمت واجب ہوگی اِسوجہ سے کہ جبن موزونات مین سے ہے اسکو مثلی نہین قرار دیا کیونکہ اسمین فی نفسہ کھلا ہوا تفاوت ہوتا ہے

اگرچہ بیع سلم میں جواز کے واسطے اسکو مثلی اعتبار کیا ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ شحم مثلی ہے اور فحم یعنے کوئلہ مثلی ہے اور تراب یعنی مٹی ذوات القیم ہے۔ اور سوت مثلی ہے اور جو چیز سوت سے تیار ہوتی ہے وہ بھی مثلی ہے یہ قنیہ میں ہے۔ اور فتاوی میں ہے کہ سرکہ اور عصیر دونوں مثلی ہیں اسیطرح آٹا اور چوکر اور گچ اور چونا اور روئی اور اسکا سوت اور صوف اور اسکا سوت اور سب طرح کا تین اور کتان و ابریشم و رصاص و حدید و شبہ و حنا و وسمہ اور جسقدر خشک ریاحین ہیں سب مثلی ہیں اور برف مثلی ہے اور فتاوی رشید الدین میں دوسرے مقام پر لکھا ہے کہ برف قیمی ہے اور فوائد صاحب المحیط میں ہے کہ امام اعظم رح و امام ابو یوسف کے نزدیک پانی ذوات القیم میں سے ہے اور کاغذ مثلی ہے اور انار و سیب و خیرا و ککڑی و خربوزہ سب کے احاد متفاوت ہوتے ہیں پس سب ذوات القیم ہیں اور صابون و سکنجبین و گلقند ذوات القیم میں سے ہیں اور فتاوای رشید الدین میں لکھا ہے کہ ہر دو وزنی چیزیں جو باہم اسطرح مخلوط کیجاویں کہ انمیں تمیز نہو سکے تو مثلی نہ رہینگی اور ذوات القیم میں سے ہو جاوینگی اور یہ حکم اسواسطے ہے کہ (مثلا ایک صابون میں روغن کم اور دوسرے میں زیادہ ہوتا ہو (ایک سکنجبین میں سرکہ زیادہ) اور دوسری میں سرکہ کم ہوتا ہے حتی کہ اگر دونوں صابون مثلا ایک ہی روغن سے بنائے گئے ہوں تو مثلی رہینگے اور جسقدر صابون تلف کیا ہے اسی قدر یعنے اسکے مثل ضمان دیگا اور گوبر ذوات القیم میں سے ہے اور ہیزم اور درختوں کے پتے سب قیمی ہیں اور بساط و حصیر و بوریہ و اسکے امثال سب ذوات القیم ہیں اور ادیم و چرم و جلود سب مثل کپڑے کے ذوات القیم ہیں اور سوئی ذوات القیم میں سے ہوتی ہے اور ریاحین تازہ و بقول و قصب و خشب یعنے لکڑیاں ذوات القیم ہیں اور دودھ مثلی ہے اور جوہرات ذوات القیم میں سے ہونا چاہیے کیونکہ انمیں باعتبار بڑے چھوٹے و ترشی کے تفاوت ہوتا ہے فتاوے قاضی ظہیر الدین کی بیوع میں لکھا ہے کہ اگر گوشت پختہ ہو تو بالاجماع تعدی تلف کرنے سے باعتبار قیمت کے اسکی ضمان واجب ہوتی ہے اور اگر خام ہو تو بھی یہی حکم ہے اور یہی صحیح ہے کذا فی الفصول العمادیہ اور گوشت و چربی و چکنی ذوات القیم ہیں کذا فی القنیہ اور گیہوں اگر جو کے ساتھ مخلوط کردے تو قیمت واجب ہوگی کیونکہ اسکا مثل نہیں ہے کذا فی الہدایہ قال المترجم اور ہندوستان میں گیہوں اور جو مخلوط جو گوجی کے نام سے معروف ہے میرے نزدیک اسکا مثل ہوگی واللہ اعلم۔ اور فتاوی قاضی خان کی اول کتاب البیوع میں ہے کہ ظاہر الروایہ کے موافق روئی ذوات القیم میں سے ہے کذا فی الفصول العمادیہ۔ قال رضی اللہ عنہ کرم پیلہ یعنی ابریشم کے ساتھ اگر خوب دھوپ دیا گیا ہو تو مثلی ہے اور اگر خوب نہ سوکھا ہو تو قیمی ہے یہ قنیہ میں ہے۔ اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ پر ذوات القیم میں سے ہے اور قاضی خان نے فرمایا کہ مثلی ہے یہ فصول عمادیہ میں ہے۔ اور خشت خام و پختہ کے مثلی ہونے میں امام اعظم رح سے دو روایتیں ہیں کذا فی القنیہ اور واضح ہو کہ مغصوب مال ضرور ہے کہ یا تو غیر منقول ہوگا جیسے دار و ارض و کرم یعنے باغ انگور و طاحونہ وغیرہ یا منقول ہوگا اور منقول میں ضرور ہے کہ یا تو مثلی ہوگا جیسے کیلی چیزیں اور وزنی چیزیں کہ جنکی تبعیض یعنے ٹکڑے کرنے میں ضرر نہیں ہے یعنے غیر مصنوع ہوں اور عددی متقارب جیسے اخروٹ اور فلوس وغیرہ عددیات جنکے آحاد متفاوت نہیں ہیں یا غیر مثلی ہوگا جیسے حیوانات و ذرعیات یعنی گزوں سے ناپنے کی چیزیں اور عددیات غیر متقارب یعنی عددی متفاوت جیسے خربوزہ و انار وغیرہ اور وزنی چیزیں جنکے ٹکڑے کرنے میں ضرر ہے مصنوع پس اگر مال مغصوب غیر منقول ہو جیسے دار و عقار و حانوت وغیرہ اور وہ آسمانی کسی آفت سے منہدم ہو گیا یا پانی کی بہیا آئی اور عمارت و درخت وغیرہ بہا لیگئی یا کسی زمین پر سیل چڑھ گئی جس سے زمین ناقص ہو گئی اور پانی کے نیچے برباد ہو گئی

تو قول امام اعظم وآخر قول امام ابو یوسف کے موافق غاصب پر ضمان واجب نہوگی کذا فی شرح الطحاوی اور یہی صحیح ہے کذا فی جواہر الاخلاطی اور اگر یہ چیزین کسی اور شخص کے فعل سے حادث ہوئی ہون تو اُس تلف کرنے والے پر ضمان واجب ہوگی یہ امام اعظم وامام ابو یوسف کا قول ہے پس اسمین اختلاف ہے اور اگر یہ چیزین خود غاصب کے فعل اور اسکی سکونت سے حادث ہوئی ہون تو بالاجماع اُسی پر ضمان واجب ہوگی اور زاد مین لکھا ہے کہ صحیح قول امام اعظم وامام ابو یوسف کا ہے یہ مضمرات مین ہے۔ اور اگر غاصب کی سکونت وزراعت سے کچھ نقصان آیا تو مثل مال منقول کے بالاجماع بقدر نقصان کے ضامن ہوگا اور نقصان کی تفسیر مین اختلاف ہے شیخ نصیر بن یحیی رح نے فرمایا کہ نقصان یون دریافت کیا جاوے کہ یہ زمین قبل استعمال کے کتنے پر اجارہ ہوتی تھی اور بعد استعمال کے کتنے پر اجارہ ہوتی ہے پس جسقدر تفاوت ہو وہی نقصان ہے اسکا ضامن ہوگا کذا فی التبیین اور یہی الیق ہے اور اسی پر فتوی ہے یہ کبری مین ہے پھر غاصب پیداوار زراعت مین سے بقدر اپنے راس المال یعنی بیج اور ضمان نقصان وخرچہ وزراعت کے لیکر باقی کو امام اعظم وامام ابو یوسف کے نزدیک صدقہ کردیگا پس اگر اُسنے ایک زمین غصب کی اور اُسمین دو کر گیہون بوئے اور آٹھ کر پیدا ہوئے اور بقدر ایک کر کے اُسپر خرچ پڑا اور اُسنے ایک کر ضمان نقصان دیا تو آٹھ کر مین سے چار کر لیکر باقی صدقہ کردیگا یہ تبیین مین ہے۔ ایک شخص دوسرے کے بچھونے پر سویا دوسرے کے فرش پر بیٹھا تو غاصب نہوگا کیونکہ امام اعظم رح کے نزدیک مال منقول کا غصب بدون نقل وتحویل کے متحقق نہین ہوتا ہے پس جبتک اپنے فعل سے اُسکو تلف نکرے تب تک ضامن نہوگا یہ فتاوے قاضی مین ہے۔ زید کے غلام کو عمرو نے اپنے کام مین لگایا تو یہ غصب ہے حتی کہ اگر اس فعل سے مرگیا تو عمرو اسکی قیمت کا ضامن ہوگا خواہ یہ جانتا ہو کہ یہ شخص غیر کا غلام ہے یا نجانتا ہو مثلاً غلام نے اگر کہا کہ مین آزاد ہون مجھے مزدور کرے اور عمرو نے مزدور کرلیا اور یہ حکم سوقت ہے کہ اپنے کامون مین سے کسی کام مین لگایا ہو اور اگر اپنے کسی کام مین نہ لگایا ہو تو غاصب نہوگا یہ ذخیرہ مین ہے۔ اگر زید نے عمرو کے غلام سے کہا کہ تو اس درخت پر چڑھکر اسمین سے کشمش جھاڑ تاکہ تو کھاوے اور وہ درخت سے گرکر مرگیا تو زید ضامن نہوگا۔ اور اگر کہا کہ میرے کھانے کے واسطے جھاڑ اور باقی مسئلہ بحالہ رہے تو ضامن ہوگا کذا فی المحیط وہکذا فی فتاوے قاضی خان۔ اور اگر نابالغ سے کہا کہ یہ دیوار توڑدے اُسنے ایسا ہی کیا اور اس کام مین مرگیا تو ضامن نہ ہوگا اور اگر کہا ہو کہ میرے واسطے اس دیوار کو توڑدے تو بالاجماع ضامن ہوگا اور اگر لڑکے سے کہا کہ اس درخت پر چڑھکر میرے واسطے پھل توڑدے وہ چڑھگیا اور وہان اُسنے ایک پھل کھایا جو اُسکے حلق مین اٹک رہا اور وہ مرگیا تو حکم دہندہ ضامن نہوگا کیونکہ فعل نابالغ اُسکے قول کا معارض ہوگیا یہ اسولہ واجوبہ محمد بن محمود بن الحسن الاستروشنی مین ہے۔ اور اگر کسی چوپایہ کی نکیل تھامکر لے چلایا ہانکا یا سوار ہوا اور اُسپر کچھ لادا اور یہ سب مالک کی بلا اجازت کیا تو ضامن ہوگا خواہ وہ چوپایہ اس خدمت سے مرا ہو یا دوسری طرح مرا ہو یہ ینابیع وفصول عمادیہ مین ہے۔

باب دوسرا۔ غاصب یا غیر کے فعل سے مال مغصوب متغیر ہوجانے کے بیان مین۔

اگر عین مغصوبہ بفعل غاصب متغیر ہوگئی حتی کہ اُسنے اسکا نام اور بوری منفعت بدل دی تو اُس سے مغصوب منہ کی ملک جاتی رہیگی اور غاصب اسکا مالک ہوگا اور اُسکا ضامن ہوگا مگر اُس سے انتفاع حلال نہین ہے تاوقتیکہ اُسکا بدلہ بضمان ادا نہ کرے یہ ہدایہ مین ہے۔ اور اگر مال مغصوب غاصب کے ہاتھ مین ناقص ہوگیا تو غاصب بقدر نقصان ضامن ہوگا پس مال کو مع نقصان

سلہ الیق زیادہ لائق ہونا ہے ۱۲

مغصوب منہ کو واپس دیگا لیکن اگر نقصان سوائے غاصب کے دوسرے کے فعل سے پیدا ہو گیا ہو تو مغصوب منہ کو اختیار
ہو گا چاہے غاصب سے نقصان لے اور غاصب اُسکو غیر سے واپس لیگا یا غیر سے ضمان لے اور غیر اُسکو غاصب
سے واپس نہین لے سکتا ہے اور اگر مغصوب چیز غاصب کے پاس بڑھ گئی تو مغصوب منہ کو اختیار ہو گا کہ مع زیادتی
واپس کر لے یہ خلاصہ مین ہے ۔ اگر کوئی کپڑا غصب کیا اور اسکو سرخ یا زرد رنگا تو مالک کو اختیار ہو گا چاہے غاصب
سے سپید کپڑے کی قیمت لے اور کپڑا غاصب کا ہو گا یا اپنا کپڑا لیکر غاصب کو بقدر درم دیدے جسقدر رنگ سے
زیادتی ہوئی ہے یا اُس کپڑے کو فروخت کر دے پس اسکے ثمن مین مالک اُسکی قیمت مین سپید ہونے کے حساب سے
شریک ہو گا اور جسقدر رنگ سے زیادتی ہوئی اُسکے حساب سے غاصب شریک ہو گا یہ مبسوط مین ہے ۔ اور اگر ایک
شخص کا کپڑا دوسرے شخص کے رنگ مین گر پڑا پس اگر رنگ گیا تو مالک کو اختیار ہو گا کہ اسکو اُسکے رنگ کے دام
دیدے یا کپڑا فروخت کرے اُسکے ثمن مین دونون بقدر اپنے اپنے حق کے شریک ہو جاوینگے یہ محیط سرخسی مین ہے اور
اگر غاصب نے غصب کیے ہوے کپڑے کو سیاہ رنگا تو امام اعظم رح نے فرمایا کہ سیاہ رنگ کپڑے کے حق مین نقصان
ہوتا ہے پس مالک کو اختیار ہو گا چاہے غاصب کے پاس چھوڑ کر اُس سے اپنے سپید کپڑے کی قیمت تاوان لے یا کپڑا
لیکر اُس سے نقصان لے اور امام ابو یوسف و امام محمد رح نے فرمایا کہ سیاہ رنگ بھی زیادتی ہے پس اُسکا حکم وہی
ہے جو عصفر مین حکم ہے کذا فی شرح الطحاوی اور صحیح یہ ہے کہ باہم کچھ اختلاف در حقیقت نہین ہے اسواسطے کہ امام اعظم کا فتوی
ایسے وقت مین ہوا جسوقت کہ سیاہ رنگ نقصان قرار دیا جاتا تھا یا عیب شمار کیا جاتا تھا اور صاحبین کا فتوی ایسے
وقت مین ہوا کہ جب سیاہ رنگ زیادتی شمار کیا جاتا تھا پس رنگ مین عرف و عادت کی رعایت رکھنی واجب ہو گی یہ مضمرات
مین ہے ۔ اور اگر کپڑا اس قسم کا ہو کہ جسمین رنگ سے نقصان ہوتا ہو مثلاً تیس (۳۰) درم قیمت ہو اور رنگ کے بعد بیس (۲۰) درم
رہجاوے تو امام محمد رح سے روایت ہے کہ ایسے کپڑے کیطرف لحاظ کیا جاوے جسمین رنگ سے زیادتی قیمت ہو جاتی ہے
پس اگر پانچ درم مثلاً زیادہ ہوتے ہون تو مالک اپنا کپڑا اور پانچ درم لے لیگا یہ تبیین مین ہے ۔ اگر کپڑے کے مالک نے
عصفر غصب کر کے اُس سے اپنا کپڑا رنگا تو عصفر کے مثل تاوان دے یہ محیط سرخسی مین ہے ۔ زید نے عمرو سے کپڑا غصب
کیا اور بکر سے عصفر غصب کیا اور اُس سے وہ کپڑا رنگا پھر دونون نے حاضر ہو کر دعوی کیا تو عصفر والا وہ کپڑا لے لیگا
یہان تک کہ اُنکو اُسکے عصفر کے مثل ادا کرے اور اگر مثل نہ ملتا ہو تو قیمت ادا کرے اور اس صورت مین بالاجماع
سیاہ رنگ کا حکم مثل اور رنگون کے ہے اور اگر زید نے عمرو سے کپڑا اور بکر سے رنگ غصب کیا پھر اُسپر قدرت حاصل
نہوئی تو استحساناً یہ حکم ہے کہ اگر کپڑے کے مالک نے کپڑا لیا تو رنگ کے مالک کو بقدر اُسکے رنگ کی زیادتی کے ضمان دیگا یا اُسکو
اختیار ہو گا کہ کپڑے کو فروخت کرے پس اُسکے ثمن مین مالک بحساب سپید کپڑے کی قیمت کے اور مالک رنگ
بحساب قیمت رنگ کے شریک کیے جاوینگے یہ مبسوط مین ہے ۔ اور اگر کپڑا اور عصفر ایک ہی شخص کا غصب کیا اور رنگا
تو مالک کو اختیار ہو گا کہ رنگا ہوا کپڑا لے لے اور غاصب ضمان سے بری ہو گیا یا اُس سے سپید کپڑے کی قیمت
لے اور اپنے عصفر کے مثل عصفر لے لے یہ محیط سرخسی مین ہے ۔ اور اگر عصفر زید کا اور کپڑا عمرو کا ہو اور دونون راضی
ہوئے کہ رنگا ہوا کپڑا لے لین تو دونون کو یہ اختیار حاصل نہو گا مگر کپڑے کے مالک کو یہ اختیار ہو گا کہ اپنا کپڑا رنگا ہوا
لیکر رنگ والے کو جسقدر رنگ سے زیادتی ہو گئی ہے تاوان دے پھر عصفر والا غاصب کا دامنگیر ہو کر اپنے عصفر کے

ف یعنی [illegible] زیادتی [illegible] اختلاف [illegible] عرف و عادت کا اعتبار ۱۲م

مثل لے لیگا یہ سراج الوہاج مین ہی۔ اگر عمرو کا کپڑا زید کے پاس رہن ہو اور عمرو نے عصفر سے اسکو رنگ دیا تو وہ رہن سے نکل گیا اور عمرو اسکی قیمت کا ضامن ہوگا اور اگر کپڑا اور عصفر دونون رہن ہون تو مرتہن کو اختیار ہوگا کہ اُس سے کپڑے کی قیمت کی ضمان اور عصفر کے مثل عصفر لے یا رنگے ہوے کپڑے پر راضی ہو جاوے پس وہ رنگا ہوا اُسکے پاس رہن رہیگا یہ محیط سرخسی مین ہی اور اگر کپڑے کے مالک نے عصفر غصب کرکے اُس سے کپڑا رنگ کر فروخت کیا تو عصفر کے مالک کا مشتری پر کچھ واجب نہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور اگر اپنے ذاتی عصفر سے ایک کپڑا غصب کرکے رنگا اور اُسکو فروخت کرکے غائب ہو گیا اور مالک ثوب نے حاضر ہوکر نالش کی تو اُسکے نام کپڑے کے مشتری پر ڈگری ہو جاویگی مگر اُس سے عصفر کے مالک کے واسطے کفیل لے لیا جائیگا اور بائع و مشتری کے درمیان بیع ٹوٹ جاویگی یہ سراج الوہاج مین ہی۔ اور کپڑے پر نشاستہ و سریش سے کندی کرنا مثل رنگنے کے ہی اور پاک چیز سے اُسپر نقش کرنا مثل رنگنے کے ہی مگر نجس سے چھاپنا منقیص ہی یعنی ناقص کرنا ہی یہ قنیہ مین ہی اور اگر کپڑا غصب کرکے اُسکو بل دیا یا دھویا تو مالک کو اختیار ہوگا کہ اسکو لے لے اور غاصب کو کچھ نہ ملیگا کیونکہ کپڑے کے چناؤ مین کوئی شے اُسمین زیادہ نہین ہو جاتی ہی بلکہ چناؤ مین صرف اُسکی صفت اجزا کا تغیر ہوتا ہی اور غسل دینے مین اُسکا میل صاف ہو جاتا ہی اور صابون یا اشنان جس نے میل چھانٹتا ہی وہ کچھ کپڑے مین نہین رہجاتا ہی بلکہ وہ تو پانی کے ساتھ دھل جاتا ہی اور واضح ہو کہ چناؤ سے مراد یہ ہی کہ بغیر حریر کے ہو جیسے اُسکے کونے بل دیکر ایک دوسرے کے ساتھ چن دیے اور اگر حریر کے ساتھ اُسکا چناؤ کیا ہو تو زیادتی ہو گئی جیسے رنگ سے زیادتی ہوتی ہی یہ سراج الوہاج مین ہی۔ اگر کسی شخص نے ستو غصب کرکے مسکہ مین لتھ کر دیے تو مالک کو اختیار ہوگا چاہے یہ ستو غاصب کے پاس چھوڑ کر اُسکے مثل غاصب سے تاوان لے یا نہین کو لیکر جسقدر مسکہ سے زیادتی ہوئی ہی اُسکو تاوان دیدے اور اصل مین فرمایا کہ ستو کی قیمت کا ضامن ہوگا اسواسطے کہ ستوؤن مین باعتبار بھوسی کے تفاوت ہوتا ہی پس مثلی نرہے اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ قیمت سے امام محمد رح کی مراد مثل ہی اُسی کو قیمت کہا ہی مثل کے قائم مقام قیمت ہوتی ہی کذا فی الہدایۃ اور شہد و مسکہ دونون اصل مین جبکہ دونون مختلط ہون۔ اور اگر تیل کے ساتھ مشک مختلط ہو جاوے پس اگر تیل کی قیمت بڑھجاوے اور اچھا ہو جاوے تو مشک بمنزلہ رنگ کے کپڑے کے حق مین ہوگا اور اگر تیل بے اچھا نہوا اور قیمت نہ بڑھی مثلاً تیل بدبودار تیلون مین سے ہی تو مشک کا تلف کر دینا قرار دیا جائیگا یہ فتاوی کرخی مین ہی۔ اگر زید نے عمرو کا کپڑا غصب کرکے قطع کرایا مگر ہنوز نہین سلایا تو دیکھا جائیگا کہ اگر قطع کرنے سے کھلا ہوا عیب نہین پیدا ہو گیا تو مالک کو یہ اختیار ہوگا کہ اُس سے کپڑا لیکر بقدر نقصان قطع کے ضمان لے اور یہ نہین ہو سکتا ہی کہ کپڑا اُسی کے ذمہ ڈالے اور اگر قطع سے ایسا عیب فاحش پیدا ہو گیا کہ بمنزلہ اُسکے تلف کے ہی تو مالک کو اختیار ہوگا کہ چاہے اُس سے کپڑا لیکر بقدر نقصان کے ضمان لے یا کپڑا اُسی کے پاس چھوڑ دے اور اپنے صحیح سالم کپڑے کی قیمت لے لے۔ اور اگر غاصب نے قطع کرکے سلایا تو مالک کا حق اُس سے منقطع ہو گیا پس غصب کے وقت کی قیمت اُس سے ضمان لیگا یہ شرح طحاوی مین ہی۔ اگر کسی شخص نے دوسرے کا کپڑا پھاڑ دیا اور بہت پھٹ گیا تو مالک کو اختیار ہوگا چاہے اس سے کپڑے کی پوری قیمت تاوان لے اور وہ کپڑا غاصب کا ہو جائیگا کیونکہ وہ کپڑا ایک وجہ سے گویا تلف ہو گیا کیونکہ جن کامون کے لائق پہلے تھا اُنکے لائق اب نرہا یا کپڑا لیکر اُس سے نقصان کی ضمان لے کیونکہ ایک وجہ سے وہ عیب دار ہو گیا ہی اسلیے درحقیقت تو وہ کپڑا باقی موجود ہی اور ایسے ہی بعضے

منافع بھی اُس سے حاصل ہو سکتے ہین - اور اگر تھوڑا پھٹا ہو تو غاصب بقدر نقصان کے ضامن ہوگا اور مالک اپنا
کپڑا واپس لیگا اسلیے کہ وہ کپڑا ہر وجہ سے قائم موجود ہی - اب رہا یہ امر کہ بہت پھٹا ہوا اور تھوڑا پھٹا ہوا کسکو کہتے ہین پس صحیح یہ ہی
کہ خرق فاحش اُسکو کہتے ہین جس سے کسی قدر وہ شے عین اور جنس منفعت زائل ہو جاوے اور بعض وہ شے اور بعض منفعت
باقی رہجاوے اور خرق یسیر یعنے قلیل وہ ہی کہ جس سے کچھ منفعت زائل نہو جاوے فقط اُسمین کچھ نقصان آجاوے
اور یہ تفسیر خرق کثیر کی ہے اسواسطے صحیح بیان کی کہ امام محمد رح نے کتاب الاصل مین کپڑا قطع کرنے کو نقصان فاحش
قرار دیا ہی حالانکہ بعض منفعت اُس سے زائل ہوتی ہی یہ کافی مین ہی - اور شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا کہ جو حکم کپڑے کی
خرق مین مذکور ہوا یعنی اگر خرق فاحش ہو تو مالک مختار ہی چاہے کپڑا لیکر نقصان لے لے یا بالکل قیمت لے لے
اور کپڑا دیدے اور اگر قلیل ہو تو کپڑا لیکر نقصان لے لے یہی حکم ہر مال عین مین ہی - مگر ان اموال ربویہ یعنی جنمین ربا
جاری ہوتا ہی یہ حکم نہین ہی کیونکہ اموال ربویہ کے عیب دار کرنے مین خواہ خرق فاحش کثیر ہو یا قلیل ہو مالک کو یہ اختیار
ہوگا کہ چاہے وہ مال معیب واپس کرلے اور غاصب سے کچھ نہ لے یا وہ مال اسکو دیکر اُسکے مثل یا اُسکی قیمت لے لے کیونکہ
نقصان کی ضمان لینا ایسے مالون مین اسوجہ سے متعذر ہی کہ ربو تک پہونچ جائیگا یہ نہایہ مین ہی - اگر ایک کپڑا غصب کیا
اور غاصب کے پاس متعفن ہوگیا یا زرد پڑگیا تو مالک اسکو مع ضمان نقصان واپس لیگا اور یہ اُسوقت ہی کہ نقصان
یسیر ہو اور اگر نقصان کثیر ہو تو مختار ہوگا چاہے کپڑا اُسی کے پاس چھوڑ کر قیمت لے یا لیکر اُسکے ساتھ نقصان لے - اور
اگر مال مغصوب کیلی یا وزنی چیز ہو مثلاً گندم ہون اور وہ غاصب کے پاس متعفن ہوگئے تو اُسپر اُسکے مثل واجب ہونگے
اور یہ فاسد گیہون اُسی کے ہو جاوینگے یا مالک چاہے تو متعفن گیہون لے لے اور غاصب پر کچھ واجب نہوگا کذا فی المحیط
قلت لانہ لو اخذ ضمان النقصان لادی الی الربو او اللہ اعلم - اور اگر مال مغصوب باندی یا غلام ہو اور غاصب نے اُسکا
ہاتھ یا پاؤن کاٹ ڈالا تو مالک کو اختیار ہوگا کہ چاہے مغصوب اسکو دیکر پوری قیمت غاصب سے ضمان لے یا اس
مغصوب کو لیکر اُسکے ساتھ ضمان نقصان لے یہ ظہیریہ مین ہی - اگر کسی شخص نے زید کی بکری ذبح کر ڈالی تو زید کو اختیار
ہی چاہے مذبوحہ اسکو دیکر اُس سے قیمت واپس لے یا بقدر نقصان مذبوحہ کے ساتھ ضمان لے اور یہی حکم اونٹ وغیرہ
کا ہی اسی طرح اگر بکری یا اونٹ وغیرہ کا ہاتھ کاٹ ڈالا تو بھی یہی حکم ہی یہ ظاہر الروایہ کا حکم ہی - اور اگر چوپایہ غیر ماکول اللحم ہو
یعنی اُسکا گوشت حلال نہو اور غاصب نے اُسکا ہاتھ یا پاؤن کاٹ ڈالا تو مالک کو یہ اختیار ہوگا کہ غاصب سے اُسکی
پوری قیمت کی ضمان لے کیونکہ اس صورت مین ہر وجہ سے تلف کرنا ثابت ہوا بخلاف مملوک کے ہاتھ یا پاؤن کاٹنے
کے کہ اس صورت مین اُس مملوک کو مع ارش بھی واپس لے سکتا ہی اسوجہ سے کہ ہر وجہ سے استہلاک نہین ہی کیونکہ ہاتھ
یا پاؤن کٹ جانے کے بعد بھی آدمی سے نفع حاصل ہو سکتا ہی کذا فی الہدایۃ والکبری نوادر مین ہی کہ اگر چوپایہ کا کان
یا تھوڑا کان کاٹ ڈالا تو نقصان کا ضامن ہوگا پس چوپایہ کے کان کاٹنے کو نقصان خفیف قرار دیا ہی اسی طرح اگر چوپایہ
کی دم کاٹ ڈالی تو نقصان کا ضامن ہوگا اور شریح رح سے منقول ہی کہ اگر قاضی کے خچر کی دم کاٹی تو پوری
قیمت کا ضامن ہوگا اور اگر دوسرے کے خچر کی دم کاٹی تو فقط نقصان کا ضامن ہوگا یہ ذخیرہ مین ہی - قلت کانہ
اراد التعزیر بضمان جمیع القیمۃ والا فلا وجہ لہ ولعلہ تعریض - اور اگر کسی نے خچر کا ہاتھ یا پاؤن کاٹ ڈالا پھر مالک نے
اُسکو ذبح کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک مالک کا کاٹنے والے پر کچھ واجب نہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہی - زید نے عمرو

بیل کو اسقدر مارا کہ اُسکی پسلیاں ٹوٹ گئیں تو امام اعظم رح کے نزدیک اُسکی قیمت کا ضامن ہوگا اور صاحبین کے نزدیک نقصان کا ضامن ہوگا یہ قنیہ میں ہے- اگر حمار کی دونوں آنکھیں پھوڑ ڈالیں تو امام اعظم رح نے فرمایا کہ مالک کو اختیار ہے کہ آنکھیں پھوڑنے والے کو اُسکا جثہ دیدے اور پوری قیمت تاوان لے اور یہ نہیں ہو سکتا ہے کہ اندھا گدھا رکھ لے اور اُس سے نقصان کی ضمان لے اور یہی جثۃ العمیاء کا مسئلہ ہے یہ ظہیریہ میں ہے اور بعد ذبح کیے جانے کے بکری کی کھال کھینچکر اُسکا عضو الگ الگ کر دیا تو مالک کو اختیار ہے چاہے مذبوحہ چھوڑ کر اُس سے قیمت کی ضمان لے یا مذبوحہ کو لیکر نقصان کی ضمان لے اور فقیہ ابو جعفر سے مروی ہے کہ اگر مالک نے مذبوحہ کو لے لیا تو ضمان نقصان نہیں لے سکتا ہے مگر فتوے ظاہر الروایۃ پر ہے یہ جواہر اخلاطی میں ہے- اگر زید نے عمرو کا خچر ذبح کر دیا تو عمرو کو ضمان نقصان لینے کا اختیار نہیں ہے ہاں پوری قیمت تاوان لینے کا اختیار ہے یہ امام اعظم رح کا قول ہے اور امام محمد رح کے قول پر کہ مالک کو اختیار ہے کہ مذبوحہ کو رکھ لے اور ضمان نقصان لے یا مذبوحہ کو دیکر پوری قیمت تاوان لے- اور اگر زید نے اُسکو فقط قتل کر ڈالا ہو تو مالک کو ضمان نقصان لینے کا اختیار نہوگا یہ ظہیریہ میں ہے ہر ڈھالا ہوا برتن اگر اسکو کسی شخص نے توڑ ڈالا پس اگر چاندی کا ہو تو اُس پر واجب ہوگا کہ اس برتن کی قیمت ڈھلے ہوئے کے حساب سے سونے سے ادا کرے یعنے دینار یا اشرفی وغیرہ سے ادا کرے اور اگر وہ ظرف سونے کا ہو تو اسکی قیمت ڈھلے ہوئے کے حساب سے چاندی سے ادا کرے یہ مبسوط میں ہے- اگر کسی شخص نے زبردستی زید کا کنگن توڑ ڈالا اور کنگن چاندی کا تھا تو زید کو اختیار ہوگا چاہے ٹوٹا ہوا کنگن لے لے اور زیادہ کچھ نہیں لے سکتا ہے یا کنگن چھوڑ دے اور صحیح سالم ڈھلے ہوئے کی قیمت سونے سے لے لے اور اگر زید نے یہ چاہا کہ ٹوٹا ہوا کنگن لیکر ضمان نقصان لے تو ایسا نہیں ہو سکتا ہے اور جب توڑنے والے پر خلاف جنس سے قیمت ادا کرنے کی ڈگری قاضی نے کر دی اور جانبین سے باہمی قبضہ ہونے سے پہلے دونوں جدا ہو گئے تو حکم قضا باطل نہوگا کیونکہ قیمت قائم مقام عین مال کی ہو گئی (یعنی بیع صرف نہیں ہوئی تاکہ تقابض شرط ہوتا) پھر واضح ہو کہ سونا و چاندی دونوں ڈھالنے سے وزنی ہونے سے خارج نہیں ہوتے ہیں اور انکے سوائے لوہا پیتل و تانبا وغیرہ ڈھالنے سے کبھی وزنی رہتے ہیں اور کبھی وزنی نہیں رہتے ہیں یعنی مثلاً عددی ہو جاتی ہیں پس اگر ان چیزوں سے بنی ہوئی کوئی چیز ہو اور وزنی ہونے سے خارج نہ ہوئی ہو مثلاً ایسی جگہ ہو جہاں یہ چیزیں ساختہ ہو کر وزن سے فروخت ہوتی ہیں عدد سے شمار نہیں ہوتی ہیں اور اسکو کسی شخص نے توڑ ڈالا اور اسمیں خفیف یا کثیر نقصان پیدا ہو گیا تو اُسکا حکم سونے و چاندی کی ڈھلی ہوئی چیز کے مثل ہے یعنی مالک کو اختیار ہوگا چاہے شکستہ کو لے لے اور زیادہ کچھ نہیں لے سکتا ہے یا شکستہ اُس شخص توڑنے والے کو دیدے اور اُسکی قیمت میں درم و دینار لے اور باہمی قبضہ ہونا بالاجماع شرط نہیں ہے- اور اگر ڈھالنے سے وہ چیز وزنی نہ رہی بلکہ عددی ہو گئی پس اگر توڑنے سے اسمیں کوئی عیب فاحش نہیں آیا تو اُسکے مالک کو چھوڑ دینے کا اختیار نہوگا بلکہ اُسکو لے لے اور اسکے ساتھ قیمت کی راہ سے اُسمیں جسقدر نقصان آگیا ہو اُسکی ضمان لے- اور اگر توڑنے سے اُسمیں عیب فاحش پیدا ہو گیا ہو تو مالک کو اختیار ہوگا چاہے شکستہ کو لیکر اُسکے ساتھ نقصان کی ضمان لے یا شکستہ کو دیکر اُسکے ساتھ صحیح سالم کی قیمت کی ضمان لے یہ شرح طحاوی میں ہے- اگر کسی شخص نے شکستہ تلوار تلف کر دی تو شمشیر شکستہ کے مثل لوہا دینا لازم ہوگا یہ خزانۃ المفتین میں ہے- اگر درم یا دینار توڑ ڈالا تو اُسکے مثل دینا واجب ہوگا اور ٹوٹا ہوا توڑنے والے کا ہو جائیگا اور شیخ الاسلام نے فرمایا کہ ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم اُسوقت ہے کہ ٹوٹنے سے اُسکے چلنے میں نقصان آگیا ہو اور اگر نقصان نہ آیا ہو تو مالک کو

فقط ٹوٹا ہوا ملیگا اور یہ ویسا ہی ہے جیسا کہ ہمنے بیان کیا کہ اگر کسی شخص نے دوسرے کی گرداروٹی توڑ ڈالی تو مالک کو فقط وہی ٹوٹی ہوئی روٹی ملیگی اور امام شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا کہ درم یا دینار توڑنے والے پر اُسکے مثل واجب ہونگے اور مالک کو یہ بھی اختیار ہے کہ اُسکو لے لے اور زیادہ کچھ نہیں لے سکتا ہے خواہ ٹوٹنے سے اُسکی مالیت مین نقصان آگیا ہو یا نہ آیا ہو - اور اگر زید نے عمرو کی باندی غصب کی اور زید کے پاس رہی یہانتک کہ بڑھیا ہوگئی تو عمرو کو یہ اختیار ہوگا کہ اُسکو مع نقصان کی ضمان کے لے لے اسی طرح اگر جوان غلام غصب کیا اور اُسکے پاس رہا یہانتک کہ بڈھا ہوگیا تو مالک اُسکو مع ضمان نقصان لے لیگا اور یہ حکم اسوقت ہے کہ نقصان خفیف ہوا ہو اور اگر نقصان فاحش ہو تو مالک کو اختیار ہوگا چاہے مع ضمان نقصان لے یا چھوڑ دے اور قیمت لے لے اور یہی اکثر مشائخ کا قول ہے اور اگر لڑکا غصب کیا اور اُسکے پاس رہا یہانتک کہ بالغ ہوگیا یا ڈاڑھی نکل آئی تو مالک اُسکو لے لیگا اور کچھ ضمان نہیں لے سکتا ہے - اور اگر باندی جسکی کوئی چھاتیون کی اُبھار تھی غصب کی اور غاصب کے پاس اُسکی چھاتی یعنی پستان منکسر ہوگئیں تو مع نقصان واپس لیگا اور اگر کوئی حرفہ جانتا ہوا غلام غصب کیا اور وہ غاصب کے پاس رہکر یہ حرفہ بھول گیا تو غاصب بقدر نقصان ضامن ہوگا یہ محیط مین ہے - ایک شخص نے غلام خوش آواز غصب کیا اور اُسکے پاس اُسکی آواز متغیر ہوگئی تو مالک کو نقصان ملیگا - اور اگر غلام گویا تھا اور غاصب کے پاس یہ فعل بھول گیا تو غاصب ضامن نہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہے - اگر زید نے عمرو کے غلام کی زلفین منڈوا دین پھر جم آئین لیکن جیسی تھین ویسی نہ جمین تو زید کچھ ضامن نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے - اگر زید نے عمرو کا سونا و چاندی غصب کرکے دینار و درم یا برتن بنائے تو امام اعظم رح کے نزدیک کی ملک اُس سے زائل نہوگی پس مالک اسکو لے لیگا اور غاصب کو اسمین سے کچھ نہ ملیگا اور نہ اُسکے کام کے عوض مالک کچھ دیویگا - اور امام ابو یوسف امام محمد رح نے فرمایا کہ مالک کو درم و دینار مضروبہ لینے کی کوئی راہ نہیں ہے اور غاصب پر واجب ہوگا کہ اُسکے مثل ادا کرے اور بعد ادا کے مغصوب کا مالک ہوجائیگا اور شیخ خجندی نے فرمایا کہ اگر چاندی یا سونا غصب کرکے اُسکا زیور ڈھال کر بنایا تو مالک اُسکو واپس لے سکتا ہے اور غاصب کو اُسکی ڈھلوائی کچھ نہ دیگا لیکن اگر اُس چاندی و سونے کو اُسنے کسی مال مین اسطرح جڑ دیا کہ اُسکے اُکھاڑنے مین مضرت ہے مثلاً اپنی مشک کا دہانہ بنایا یا چھت مین تیر جڑ دیے یا مثل اُسکے کوئی فعل کیا تو ایسے فعل سے مالک کا حق منقطع ہوجائیگا اور غاصب پر اُسکے مثل ضمان دینا واجب ہوگا اور وقت غصب کے حساب سے ضمان دیگا اور اگر اُسنے سونے چاندی کو فقط گلایا مگر ڈھال کر کوئی چیز یا درم و دینار مضروب نہ کیے بلکہ فقط اُسکو مربع یا مدور یا مستطیل تیر بنایا تو بالاجماع اُس سے مالک کا حق منقطع نہوگا یہ سراج الوہاج مین ہے - اور اگر درم غصب کرکے اُسکو گلاکر کوئی چیز نہیں بنائی تو اُس سے مالک کا حق منقطع نہوگا اسمین کچھ اختلاف نہیں ہے یہ محیط مین ہے - اور اگر فلوس غصب کرکے برتن بنائے تو فلوس کا ضامن ہوگا کیونکہ اُسنے فلوس کو ثمن ہونے سے خارج کر دیا یہ محیط سرخسی مین ہے - اور اگر پیتل غصب کرکے اُس سے کوزہ بنایا تو مالک کا حق منقطع ہوجائیگا اور شیخ کرخی رح فرماتے تھے کہ یہ حکم اسوقت ہے کہ بعد ساخت کے وہ برتن وزن کرکے فروخت نہوتا ہو اور اگر وزن سے فروخت ہو تو امام اعظم رح کے نزدیک مثل چاندی کے اسمین بھی حق مالک منقطع نہونا چاہیے - اور شیخ شمس الائمہ سرخسی فرماتے تھے کہ صحیح یہ ہے کہ اس صورت مین بخلاف چاندی کے امام اعظم رح کے نزدیک مطلقاً حق مالک منقطع ہوجاتا ہے - اور اگر پیتل سے [illegible]

غاصب اُسکو اُسکے بتیل کی قیمت ادا کرچکا ہی یا قبل از آنکہ اسپر بتیل کی قیمت کی ڈگری ہووے وہ کوزہ توڑ ڈالا تو فرمایا کہ مالک پر صحیح کوزہ کی قیمت کی ڈگری کیجائیگی اور شکستہ مالک کو دیا جائیگا اور شمس الائمہ نے فرمایا کہ دونون مین باہم قیمت کا ادلا بدلا نہوجائے گا بلکہ مالک پر کوزہ کی قیمت واجب ہوگی اور دو تاوان مین مقاصہ یعنے ادلا بدلا نہین ہوتا ہی۔ اور کتاب مین فرمایا کہ لیکن اگر غاصب اُس حق سے جو اسپر ہی باہم مالک کے ساتھ حساب کرلیوے اور ہمارے بعضے مشائخ نے فرمایا کہ اس قول سے یہ مراد ہی کہ دونون باہم صلح کرین تو ایسی صورت مین استبدال ہوجائیگا اور جائز ہوگا اگر بدون اسکے تو ناجائز ہی۔ اور بعضے مشائخ نے فرمایا کہ تاویل یہ ہی کہ یہ حکم اسوقت ہی کہ غصب کیا ہوا بتیل ایسا بتیل ہو کہ اسکا مثل موجود نہو تاکہ اُسکی قیمت غاصب پر واجب ہوویں مقاصہ یعنی باہم بدلا ہوجائیگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر زید نے کوئی حیوان غصب کیا اور اُسکے پاس بڑا ہوگیا اور اُسکی قیمت زیادہ ہوگئی تو مالک کو اختیار ہوگا کہ اسکو لے لے اور غاصب کو کچھ نہین ملیگا اسی طرح اگر زخمی یا مریض غصب کیا اور دوا کی یہان تک کہ وہ اچھا ہوگیا تو بھی یہی حکم ہے اسی طرح اگر ایسی زمین جسمین زراعت موجود ہی یا نخل غصب کیا اور کھیتی کو سینچا یا نخل کو گوڑ کر اُسمین زیادتی لگائی اور اصلاح مین مستعد رہا تو بھی یہ سب مالک کو ملیگا اور غاصب کو اُسکا خرچہ نہین ملیگا اور اگر غاصب نے کھیتی کاٹ لی یا پھل جھاڑ لیے اور تلف کر دیے تو ضامن ہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور اگر خرما کے پتے غصب کرکے اُس سے زنبیل بنائی تو مالک کو اسکے لینے کی کوئی راہ نہین رہی۔ اور اگر نخل کو غصب کرکے اُس سے چیر واکر دھنیان بنوائین تو مالک کو اُسکے لینے کا اختیار ہی کیونکہ نام ابھی تک زائل نہین ہوا صرف اُسکے اجزا متفرق ہوگئے ہین پس ایسا ہوگیا کہ جیسے کپڑا غصب کرکے اُسکو قطع کرایا یہ سراج الوہاج مین ہی۔ ایک شخص نے دوسرے کا مصحف غصب کرکے اُسمین نقطہ لگائے تو یہ زیادتی ہی اور مالک کو اختیار ہوگا چاہے مصحف لیکر غاصب کی زیادتی کرنے کا حق اسکو دیدے اور چاہے غیر منقوطہ مصحف کی قیمت اُس سے ضمان لے اور یہ امام محمد رح کا قول ہی اور معلے نے امام ابویوسف سے روایت کی کہ مالک اُسکو بدون کچھ دیے ہوے لے لیگا جیسا کہ اس صورت مین حکم ہی کہ ایک شخص نے دوسرے کا غلام غصب کرکے اُسکو لکھنا سکھلایا۔ اور اگر ایک شخص نے دوسرے کا کاغذ غصب کرکے اُسپر لکھا تو شیخ الاسلام نے ذکر کیا کہ مالک کا حق اُس سے منقطع ہوجائیگا اور قاضی رکن الاسلام علی سغدی رح نے ذکر کیا کہ اسمین مشائخ کا اختلاف ہی مگر صحیح یہ ہی کہ مالک کا حق منقطع نہوگا یہ محیط مین ہی۔ اگر ایک شخص نے دوسرے کی کتان غصب کرکے اُسکو کاتا اور کپڑا بنوایا تو اسپر اُسکے مثل واجب ہوگا اور اگر مثل نہ پایا جاوے تو قیمت واجب ہوگی اور مالک کو اس کپڑے کے لینے کی کوئی راہ نہین ہی یہ مبسوط مین ہی۔ زید نے عمرو کی روئی غصب کرکے اُسکو کات کر بنوایا یا سوت غصب کرکے اُسکو بنوایا تو مالک کا حق منقطع ہوجائیگا اور اگر روئی غصب کرکے اسکو کاتا اور نہ بنا تو اسمین مشائخ کا اختلاف ہی مگر صحیح یہ ہی کہ مالک کا حق منقطع ہوجائیگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر غاصب نے غصب کے گیہون پیسے تو ہمارے نزدیک آٹا اُسکا ہوگا مگر اُسکے مثل گیہون ضمان ادا کردے یہ مبسوط مین ہی۔ اگر غاصب نے آٹے کو گوندھ ڈالا تو مالک کا حق منقطع ہوجائیگا یہ قنیہ مین ہی۔ آٹا غصب کرکے روٹی پکائی یا گوشت کو بھون ڈالا یا اون کا تیل نکالا تو ہمارے اصحاب سے ظاہر الروایۃ کے موافق مالک کا حق منقطع ہوجائیگا اسی طرح اگر سانگو غصب کرکے اُسکے کو اٹر بنائے یا لوہا غصب کرکے اسکی تلوار بنائی تو بھی مالک کا حق منقطع ہوگا

اور ساکھو اور لوہے کی قیمت ادا کرنے پر یہ چیزین غاصب کی ہوجاوینگی یہ محیط مین ہے - اور اگر ساکھو یا لکڑی غصب کرکے اُسکو اپنی عمارت مین داخل کیا یا پختہ اینٹ غصب کرکے عمارت مین داخل کی یا گچ کو لیکر اُس سے عمارت بنائی تو ہمارے نزدیک ان سب صورتون مین اُسپر قیمت واجب ہوگی اور مالک کو یہ اختیار نہوگا کہ غاصب کی عمارت توڑدے اور یہی صحیح ہے یہ مبسوط مین ہے - اور اگر میدان غصب کرکے اُسمین عمارت بنائی تو مالک کا حق منقطع نہوگا اور اُسکو لینے کا اختیار رہوگا اور قاضی امام ابوعلی نسفی رح شیخ کرخی سے نقل کرتے تھے کہ اُنھون نے اپنی بعض کتابون مین یون تفصیل کی ہے کہ اگر میدان کی قیمت قیمت عمارت سے کم ہو تو نہین لے سکتا ہے اور زیادہ ہو تو لے سکتا ہے اور فرمایا کہ جو حکم کتاب مین مذکور ہے اُس سے یہی مراد ہے جو ہمنے بیان کی ہے اور زعم کیا کہ یہی مذہب ہے اور ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ یہ قول اُن اقوال سے قریب ہے جو چند مسائل مین امام محمد رح سے محفوظ ہین کہ اگر ایک شخص کے ہاتھ مین ایک موتی ہو اور وہ گر پڑا اور اُسکو کسی شخص کی مرغی نگلگئی تو مرغی اور موتی کی قیمت پر لحاظ کیا جائیگا پس اگر مرغی کی قیمت کم ہو تو موتی کے مالک کو اختیار ہوگا چاہے مرغی کو لیکر اُسکی قیمت اُسکے مالک کو دیدے یا چھوڑ کر اپنا موتی لے لیتے مرغی کا مالک موتی کی قیمت کا ضامن ہوگا - اسی طرح اگر زید نے عمرو کے پاس اونٹ کا بچہ مثلاً ودیعت رکھا اور عمرو نے اپنے گھر مین پالا پھر وہ بچہ پورا اونٹ ہوگیا اور گھر سے اُسکا نکالنا بدون دیوار توڑے ممکن نہوا تو دیوار و اونٹ کی قیمت پر غور کیا جائیگا پس جس چیز کی قیمت زیادہ ہو اُسکے مالک کو خیار دیا جائیگا انتہی - پھر واضح ہو کہ امام محمد رح نے اصل مین یہ ذکر نہ کیا کہ اگر غاصب نے چاہا کہ عمارت توڑ کر میدان یعنی جسمین عمارت بنائی تھی واپس کردے پس آیا اسکو یہ حلال ہے یا نہین اور اسکی دو صورتین ہین اگر قاضی نے غاصب پر میدان کی قیمت کی ڈگری کردی تو اُسکو عمارت توڑنا حلال نہین ہے اور اگر توڑ ڈالی تو میدان واپس نہین کرسکتا ہے - اور اگر قاضی نے اُسپر ڈگری نکی ہو تو مشائخ نے اختلاف کیا ہے بعض نے کہا کہ عمارت توڑنا حلال ہے اور بعض نے کہا کہ نہین حلال ہے یہ محیط مین ہے - اور اگر بڑھئی نے لکڑی غصب کرکے غیر شخص کی عمارت مین مالک کی بلا اجازت داخل کردی تو بڑھئی اور صاحب عمارت کوئی اُسکا مالک نہوجائیگا یہ قنیہ مین ہے - اگر تختہ غصب کرکے کشتی مین لگایا یا ابریشم غصب کرکے اپنا یا اپنے غلام کا پیٹ اُس سے ٹانکا تو مالک کا حق منقطع ہوجائیگا یہ وجیز کردری مین ہے - اگر زید نے عمرو کی زمین غصب کرکے اُسمین درخت لگائے یا عمارت بنائی تو اُس سے کہا جائیگا کہ درخت و عمارت دور کرکے مالک کو واپس دے اور اگر درخت وغیرہ اُکھاڑنے سے زمین ناقص ہوئی جاتی ہو تو عمرو کو اختیار ہوگا کہ اسکو عمارت شکستہ کی اور اُکھڑے ہوے درختون کی قیمت دیدے اور عمارت و درخت کا خود مالک ہوجائیگا اور مراد یہ ہے کہ جسدن اُکھاڑنے کا حکم ہوا ہے اُسدن کے حساب سے دیدے کیونکہ حق اُسکا اُسی دن ہے پس بدون درخت و عمارت کے زمین کی قیمت اندازہ کیجاوے اور وہی زمین مع عمارت و درخت جن کے دور کرنے کا حکم دیا گیا ہے اندازہ کیجاوے پس دونون کے درمیان جو فرق ہو وہی عمارت شکستہ و درخت برکندہ کی قیمت قرار دیجاویگی پس اُسیقدر غاصب کو ضمان دے یہ کافی تبیین ہے - ایک شخص نے غصب کی زمین مین اُسی زمین کی مٹی سے چار دیواری بنائی تو فقیہ ابوبکر بلخی رح نے فرمایا کہ وہ چار دیواری مالک زمین کی ہوگی بنانے والے کا کچھ استحقاق نہوگا کیونکہ اگر اُسکے توڑ دینے کا حکم دیا جاوے تو جیسی مٹی تھی ویسے ہی ہوجاویگی اور ایسا ہی شیخ ابوالقاسم

نے فرمایا ہی اور ان دونون کے سوائے مشائخ سے منقول ہی کہ ایک شخص نے دوسرے کے باغ انگور مین اُسکی بلا اجازت چار دیواری بنائی پس اگر مٹی کی کچھ قیمت نہو تو چار دیواری باغ کے مالک کی ہوگی اور بنانے والا اس فعل مین احسان کرنے والا شمار ہوگا اور اگر مٹی کی قیمت ہو تو چار دیواری بنانے والے کی ہوگی اور اُسپر مٹی کی قیمت واجب ہوگی کذا فی فتاوی قاضی خان والکبری ایک شخص نے دوسرے سے زمین غصب کرکے اُسمین عمارت بنائی یا کھیتی بوئی پس مالک نے عمارت ڈھادی یا کھیتی اُکھاڑ ڈالی تو ضامن نہوگا بشرطیکہ غاصب کی لکڑی و اینٹین وغیرہ نہ ٹوٹی ہون یہ حاوی مین ہی اور فتاوی قاضی خان مین ہی کہ اگر ایک شخص نے دوسرے کا عصا توڑ ڈالا تو نقصان کا ضامن ہوگا اور اگر بہت شکستہ کر دیا کہ ایندھن یا میخ کے لائق ہوگیا عصا کا فائدہ اُس سے جاتا رہا تو مالک کو ضمان لینے کا اختیار حاصل ہوگا انتہی اور ترک لوگ جو دھنیان و عوارض اور لکڑیان غصب کرکے نہایت شکستہ کر ڈالتے ہین تو اُنسے مالک کا حق منقطع نہین ہوتا ہی اگرچہ اُنکی قیمت شکستگی کے سبب زیادہ ہوجاوے یہ قنیہ مین ہی۔ اور اگر کسی شخص نے ایک دار غصب کرکے اُسپر گچ کرائی تو مالک سے کہا جائیگا کہ اُسمین بسبب گچ کے جو کچھ زیادتی ہوگئی ہی غاصب کو دیدے لیکن اگر مالک راضی ہوجاوے کہ غاصب اسی مین سے کچھ حصہ لے لے تو ہو سکتا ہی اسیطرح اگر غاصب نے اُسپر رنگ کرایا تو مالک کو اختیار ہوگا چاہے مکان کو لیکر رنگ سے جسقدر زیادتی ہوگئی ہی غاصب کو دیدے اور اگر انکار کیا تو وہ دار غاصب کو بعوض قیمت دلایا جائیگا اور قیمت مالک لے لیگا بشرطیکہ رنگ کرائی کا خرچہ کثیر ہو اور ہشام نے امام ابو یوسف سے روایت کی ہی کہ اگر مالک نے غاصب کو جسقدر رنگ سے زیادتی ہوئی ہی دینے سے انکار کیا تو مین اُسکو رنگ دور کرنیکا حکم دونگا اور اس دور کرنے اور رنگ جدا کرنے مین جو کچھ نقصان پہونچیگا اُسکی ضمان کی ڈگری کرونگا اسیطرح اگر دروازہ کے کواڑ غصب کرکے رنگ سے نقش کرالئے تو اُسمین بھی یہی حکم ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر دروازہ کے کواڑ بعد غصب کے رنگ سے نقش نہ کرائے بلکہ کھدوا کر نقش کرائے تو اُسمین کواڑ کا تلف کرنا ہی پس غاصب پر اسکی قیمت واجب ہوگی اور کواڑ اُسیکے ہوجاوینگے۔ اسیطرح اگر چاندی کے برتن پر کھدوائی کے نقش کرالئے تو بھی یہی حکم ہی یہ محیط مین ہی۔ اگر غاصب سے کسی شخص نے دار مغصوب خرید اور اُسکی عمارت منہدم کرکے اپنی عمارت مین داخل کرلی پھر مالک حاضر ہوا پس اگر اُسکی عمارت قلیل ہو کہ جسکے ڈھانے مین مشکل نہو تو ڈھا کر مالک کو واپس دے اور اگر بہت ہو کہ جسکے ڈھانے مین مشکل پڑے اور اُسکے واسطے ایک زمانہ درکار ہو تو مالک کو اختیار ہی کہ چاہے نہ ڈھاوے بلکہ چھوڑ دے اور مشتری سے زمین اور عمارت سابق کی قیمت ضمان لے اور فقیہ ابو جعفر نے فرمایا کہ یہ بالاتفاق سب کا قول ہی اور البتہ ابو جعفر کے سوائے مشائخ نے فرمایا کہ یہ فقط امام محمد رح کا قول ہی یہ تاتارخانیہ مین ذخیرہ سے منقول ہی ایک مسلمان نے دوسرے مسلمان کی شراب غصب کرکے سرکہ بنائی تو کتاب مین لکھا ہی کہ مالک اُسکو لے سکتا ہی اور مشائخ نے اختلاف کیا ہی بعضون نے کہا کہ اس سے یہ مراد ہی کہ غاصب نے اُسکو ایسی چیز کے ساتھ سرکہ بنایا کہ جسکی کچھ قیمت نہین ہی مثلاً سایہ سے دھوپ مین یا دھوپ سے سایہ مین رکھدیا یا اُسمین بہت قلیل نمک یا سرکہ جسکی قیمت کچھ نہین ہی ڈالا اور اگر اُسمین نمک یا سرکہ بقدر ڈالا کہ جسکی قیمت ہی تو امام اعظم رح کے نزدیک سب سرکہ غاصب کا ہوجائیگا اور اُسپر کچھ واجب نہوگا اور صاحبین کے نزدیک اگر اُسمین نمک ڈالا ہی تو مالک اُسکو لے لیگا اور جو کچھ نمک سے اُسمین زیادتی ہوئی ہی وہ غاصب کو دیدیگا اور اگر سرکہ ڈالا ہی تو تمام سرکہ دونون مین ہر ایک کی ناپ کے موافق تقسیم ہوگا خواہ اُسی وقت سرکہ ہوکر تیار ہوجاوے یا کچھ دیر بعد تیار ہو اور ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ اگر اُسنے شراب مین بہت سا سرکہ ڈال دیا یہان تک کہ اُسی وقت

وہ سب سرکہ ہوگئی تو سب غاصب کو ملیگی - اور اگر تھوڑا سرکہ ڈالا کہ جس سے دیر بعد سرکہ ہوئی تو دونون اپنی اپنی ناپ کے موافق تقسیم ہوگی یہ محیط مین ہے - اور اگر مسلمان کی شراب کسی ذمی نے غصب کرلی اور وہ اُسکے پاس سرکہ ہوگئی یا اُسنے سرکہ بنائی تو مسلمان کو اُسکے واپس لینے کا اختیار ہوگا اور اگر سرکہ ہو جانے کے بعد ذمی کے پاس تلف ہوگئی تو اُسپر ضمان واجب نہوگی اور اگر خود ذمی غاصب نے تلف کرڈالا تو مسلمان کو اُسکی مثل سرکہ تاوان دیگا یہ سراج الوہاج مین ہے - اگر ایک مسلمان نے دوسرے مسلمان سے شراب غصب کی پس آیا غاصب پر واجب ہے کہ اُسکو واپس دے سو جسے کہ اگر نہ دیگا تو قیامت مین ماخوذ ہوگا یا نہین تو اگر جانتا ہے یعنے قطعًا جانتا ہے کہ یہ شخص سرکہ بنانے کے واسطے واپس لیتا ہے تو اُسپر واپس کرنا واجب ہے ورنہ قیامت مین ماخوذ ہوگا - اور اگر قاضی کے پاس یہ مقدمہ پیش ہوا تو تامل کرے پس اگر قاضی کو بہ یقین معلوم ہوا کہ یہ شخص سرکہ بنانے کے واسطے واپس مانگتا ہے تو واپس کرنے کی ڈگری کرے اور اگر یہ معلوم ہوا کہ یہ شخص شراب خواری کے واسطے واپس مانگتا ہے تو غاصب کو حکم دے کر وہ بہا دے اور یہ مسئلہ ویسا ہی ہے کہ ایک شخص کے پاس دوسرے کی تلوار ہے اور مالک اُس سے لینے کو آیا پس اگر قابض نے یہ معلوم کیا کہ اسواسطے مانگتا ہے کہ کسی مسلمان کو قتل کرے جیسا کہ سابق مین اُسکی رائے تھی تو اُسکو نہ دیوے بلکہ اپنے پاس رکھے اور اگر قابض نے معلوم کیا کہ اسنے رائے سابق کو ترک کیا ہے اور اب اسواسطے مانگتا ہے کہ بطور مباح اُس سے فائدہ اُٹھاوے تو اُسپر واپس کرنا واجب ہے - ایک مسلمان نے دوسرے مسلمان کی شراب غصب کرکے اُسکو پی لیا تو اُسپر دنیا مین کچھ دعوے اُسکا نہین ہے مگر آخرت مین اگر وہ شراب سرکہ سازون کی تھی اور اُسنے انگور یا عصیر سرکہ کے واسطے خریدے تھے تو گنہگار ہوگا اور اگر اُسنے انگور و عصیر واسطے شراب خواری کے لیے تھے تو آخرت مین بھی اُسکا غاصب پر کچھ حق نہوگا فقط شراب خوار پر شراب خواری کا گناہ کبیرہ ہوگا یہ جواہر الفتاوی مین ہے - زید نے عمرو کے گھر مین شراب پائی اُسمین نمک ڈال دیا اور وہ سرکہ ہوگئی تو عمرو کی ہوجائیگی اگرچہ مٹکے کو اپنی جگہ سے منتقل نکیا ہو قال الشیخ رضی اللہ عنہ اس روایت سے ظاہر ہوا کہ فقط نمک ملا دینے سے سرکہ کا مالک ہوجاتا ہے کذا فی القنیہ - اگر عصیر کو غصب کیا اور وہ اُسکے پاس شراب ہوگیا تو مالک اس سے عصیر کے مثل ضمان لے سکتا ہے اگر زمانہ عصیر باقی ہو یعنے اُسوقت عصیر ملسکتا ہو اور اگر بیوقت ہو تو اُسکی قیمت تاوان لے اور اگر اُسنے چاہا کہ شراب لے لے اور غاصب سے ضمان نہ لے تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہے اور شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا کہ صحیح یہ ہے کہ اُسکو یہ اختیار نہین ہے قال المترجم وہو الحق الاحق بالاتباع فافہم - اور اگر دودھ غصب کیا پس وہ مخیض ہوگیا یا انگور غصب کیے اور وہ خشک ہوکر زبیب ہوگئے تو مالک کو اُسکے مثل ضمان لینے کا اختیار ہے اور اگر چاہے تو اُسی کو جو موجود ہے لے اور کچھ نقصان نہین لے سکتا ہے اور یہی حکم تمام مثلیات مین ہے کذا فی التہذیب اور اگر اُسنے رطب غصب کیے اور وہ پک کر تمر ہوگئے تو مالک کو اختیار ہے چاہے اُنکو بعینہ لے لے اور کچھ نہ ملیگا یا اُسکے مثل ضمان لے یہ خزانۃ المفتیین مین ہے - اور اگر مردار کی کھال غصب کرکے اُسکو بے قیمت چیز سے مدبوغ کیا تو مالک اُسکو مفت لے لیگا اور اگر قیمت دار چیز سے مدبوغ کیا تو مالک اُسکو لیکر جو کچھ دباغت سے زیادتی ہوگئی ہے غاصب کو دیدے کذا فی المحیط اور زیادتی کی مقدار پہچاننے کا یہ طریقہ ہے کہ یون دیکھا جاوے کہ اگر یہ کھال ذبح کی ہوئی غیر مدبوغ ہوتی تو کتنے کو خریدی جاتی اور اب کتنے کی ہے پس جسقدر دونون مین تفاوت معلوم ہو وہی مقدار

یعنے موجودہ کے داموں مین اور اسمین ۱۲

ع [illegible]

[illegible]

زیادتی کی ہے اُسی قدر غاصب کو دیدے کذا فی الذخیرہ اور امام قدوری نے اپنی کتاب مین لکھا کہ یہ حکم اسوقت ہے کہ غاصب نے وہ مردار جسکی کھال نکالی ہے مالک کے مکان کے اندر سے لیکر اُسکی کھال کو مدبوغ کیا ہو اور اگر مالک نے وہ مردار راہ (یعنے حالت زندگی مین جسکا جانور رہا ہو) مین پھینک دیا اور کسی شخص نے اسکو اُٹھا کر اُسکی کھال بے قیمت چیز سے مدبوغ کی تو مالک کو یہ اختیار نہوگا کہ اُسکو اُسنے اور غاصب کو یہ اختیار ہوگا کہ جبتک اسکو کھال کی قیمت نہ پہونچ جاوے تب تک کھال کو روک رکھے اور اگر مالک نے چاہا کہ وہ کھال غاصب کے پاس چھوڑ کر غاصب سے اُسکی قیمت کی ضمان لے تو اسکو یہ اختیار نہوگا لیکن اگر مغصوب کھال ذبح کیے ہوے جانور کی ہو تو مالک کو اختیار ہوگا اور ہمارے مشایخ نے فرمایا کہ مردار اور ذبح کیے ہوے کی کھال مین یہ جو فرق بیان کیا گیا ہے اسطرف حاکم شہید رحمہ اللہ تعالیٰ گئے ہین یعنی یہ فرق اُنکا مذہب ہے ورنہ ایسی صورت مین مردار اور ذبح کیے ہوے کی کھال کا یکسان حکم ہے کذا فی المحیط اور اگر غاصب کے پاس بدون کسی شخص کے فعل کے وہ کھال تلف ہو گئی تو غاصب پر ضمان واجب نہوگی خواہ قیمت دار چیز سے اُسکو مدبوغ کیا ہو یا بے قیمت چیز سے مدبوغ کیا ہو کذا فی الذخیرہ - اور اگر بعد دباغت کے غاصب نے اُسکو تلف کر دیا پس اگر اسکو بے قیمت چیز سے مدبوغ کیا ہو تو مالک کو بالاجماع ضمان دیگا اور اگر قیمت دار چیز سے مدبوغ کیا ہو تو امام اعظم رہ کے نزدیک اُسپر کچھ ضمان واجب نہ ہوگی کذا فی شرح الطحاوی اور اگر غاصب نے اس کھال کو ادیم یا مشک یا دفتر یا جراب یا فرو دہ بنالیا تو مغصوب منہ کو اُسکے لینے کی کوئی راہ نہوگی پھر اگر ذبح کیے ہوے جانور کی کھال ہو تو غاصب اُسکے روز کی قیمت مالک کو ضمان دیگا اور اگر مردار کی کھال ہوگی تو مالک کو کچھ نہ ملیگا یہ نہایہ مین ہے - اور اگر غیر کی مٹی سے ایک کوزہ بنایا تو بنانے والے کا ہوگا اور اگر مٹی کے مالک نے کہا کہ مین نے اسکو ایسا حکم دیا تھا تو مٹی کے مالک کو ملیگا - اور اگر مٹی غصب کر کے اُسکی کچی اینٹین بنوائین یا برتن بنوائے پس اگر مٹی کی قیمت ہو تو اسکا وہی حکم ہے جو گیہون کو غصب کر کے پیس ڈالنے مین ہے اور اگر کچھ قیمت نہ ہو تو یہ چیزین غاصب کی ہونگی اور اُسپر کچھ ضمان واجب نہ ہوگی - اور واضح ہو کہ جن صورتون مین شے مغصوب سے مغصوب منہ کا حق منقطع ہو جاتا ہے اُن صورتون مین اگر غاصب کے قرضخواہ ہون تو سب قرضخواہون مین سے مغصوب منہ اُس شے مغصوبکا زیادہ حقدار قرار دیا جائیگا یہانتک کہ وہ اپنا حق پورا کرے اور اگر یہ چیز ضائع ہو گئی تو غاصب کا مال گیا اور اُسکا حکم بمنزلہ رہن کے نہوگا ایسا ہی منتقے مین مذکور ہے - اور قدوری مین ہے کہ مغصوب منہ بھی اور قرضخواہون کے مانند ثمن مین شریک ہوگا اور کسی شے کے ساتھ اُسکے بہ نسبت دوسرون کی زیادہ خصوصیت نہ ہوگی یہ محیط مین ہے - ایک شخص نے ایک غلام غصب کیا اور اُسکی قیمت پانچ سو درم ہے پس اُسکو خصی کر ڈالا پھر وہ اچھا ہو گیا اور اُسکی قیمت ہزار درم ہو گئی تو فرمایا کہ مالک کو اختیار ہے کہ چاہے پانچ سو درم خصی کرنے کے روز کی قیمت لیکر غلام غاصب کو دیدے یا غلام لے لے اور زیادہ اسکو نہ ملیگا اور نہ اُسپر کچھ واجب ہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہے - زید نے کوفہ مین عمرو کے جانور غصب کیے اور خراسان مین اُسکو واپس دیے پس اگر خراسان مین اُنکی قیمت کوفہ کے برابر ہے تو عمرو کو حکم دیا جائیگا کہ انکو لے لے اور اگر خراسان مین اُنکی قیمت کوفہ کے بہ نسبت کم ہو تو عمرو کو خیار ہوگا چاہے جانورون کو لے لے یا اُنکی کوفہ کی قیمت لے لے - اسی طرح خادم اور ہر چیز کا جسکی دوسری جگہ تک بار برداری و خرچ ہو یہی حکم ہے اور فرمایا کہ ہر وزنی و کیلی چیز کا یہی حکم ہے یہ محیط مین ہے - اور اگر درم و دینار غصب کیے تو مالک انکو جہان پاویگا لیگا

اور مالک کو قیمت کے مطالبہ کا اختیار نہوگا اگرچہ نرخ مین دونون نقد مختلف ہون - اور اگر کسی مال عین کو غصب کیا پھر مالک سے دوسرے شہر مین ملا اور وہ مال بعینہ اُسکے پاس موجود ہی پس اگر اُسکی قیمت یہان اُسی قدر ہو جسقدر مقام غصب مین تھی یا اُس سے زیادہ ہو تو مالک اُس مال کو لے سکتا ہی مگر اُسکی قیمت کا مطالبہ نہین کرسکتا ہی اور اگر مقام غصبیات یہان اُسکی قیمت کم ہو تو مالک کو اختیار ہوگا چاہے مقام غصب کے حساب سے قیمت لے لے یا انتظار کرے - اور اگر مال مغصوب مثلی ہو اور وہ تلف ہوگیا ہو پس اگر ان دونون جگہ اُسکی قیمت یکسان ہو یا مطالبہ کی جگہ زائد ہو تو غاصب قیمت مثل واپس دیگا اور اگر مطالبہ کی جگہ نرخ کم ہو تو مالک کو اختیار ہوگا چاہے اُسکے مثل یہان لے لے یا مقام غصب کی قیمت سے لے یا انتظار کرے یہان تک کہ غاصب اسی شہر مین واپس جاوے پھر وہان اُس سے اُسکے مثل لے لے اور اگر مطالبہ کی جگہ اُسکی قیمت زائد ہو تو غاصب کو اختیار ہوگا چاہے مقام مطالبہ مین اُسکے مثل مالک کو دیدے یا جہان غصب کیا ہی اُسکے حساب سے قیمت دیدے لیکن اگر مغصوب منہ اس بات پر راضی ہو کہ مین تاخیر دیتا ہون اور انتظار کرتا ہون تو اُسکو اختیار ہی اور اگر دونون جگہ قیمت یکسان ہو تو مالک اُس سے مثل کا مطالبہ کرسکتا ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر مالک نے غاصب کو مقام غصب مین پایا مگر مغصوب کا نرخ ارزان ہوچکا ہی تو مالک اپنا مال مغصوب لے لیگا اور اُسکو یہ اختیار نہوگا کہ مال کو چھوڑ کر غاصب سے روز غصب کی قیمت کا مطالبہ کرے یہ فتاوی قاضی خان مین ہی - منتقی مین ہی کہ زید نے عمرو کے ایک کر گیہون سو درم قیمت کے غصب کیے پھر نرخ گران ہو کر ایک سو پچاس درم کی قیمت ہوگئی - پھر نایاب ہوگئے اور بازار مین ملنا موقوف ہوگیا اور نرخ گران ہوگیا اور مثل اُسکا دستیاب نہین ہوسکتا ہی اور قیمت بڑھکر دو سو درم ہوگئی پھر غاصب نے اُنکو تلف کردیا تو عمرو کو اختیار ہوگا کہ زید سے تلف کرنے کے روز کی قیمت دو سو درم ضمان لے - اور اگر زید نے عمرو کا ایک کر گیہون دو سو درم کا غصب کیا پھر نرخ گھٹ کر ڈیڑھ سو درم قیمت رہگئی پھر لوگون کے ہاتھ سے منقطع ہوگئے پھر اُسکی قیمت ایک سو درم رہگئی پھر غاصب نے اُنکو تلف کردیا تو عمرو کو اختیار ہوگا کہ اُس سے ڈیڑھ سو درم قیمت کا مطالبہ کرے یعنی آخر وقت موجودگی تک جو قیمت تھی وہ ضمان لے اور اُس سے زیادہ ضمان نہین لے سکتا ہی یہ ذخیرہ مین ہی - اور مغصوبہ چیز کے زوائد خواہ متصلہ ہون یا منفصلہ از قسم اولاد وصوف وشیر وگُندگی وجمال وغیرہ کے مغصوبہ نہین قرار دیے جاتے مین بلکہ غاصب کے پاس بطور امانت پیدا ہوکر رہتے مین اور اُسپر ضمان بھی واجب نہین ہوتی ہی مگر اس صورتمین کہ غاصب نے اُنکو تلف کردیا یا مالک کو منع کیا حتی کہ اگر مالک نے اگر غاصب سے درخواست کی کہ زوائد واپس دے اور غاصب نے انکار کیا اور نہ دیے تو بالاجماع ضامن ہوگا اور اگر زوائد کو فروخت کرکے مشتری کے سپرد کیا تو زوائد منفصلہ کی صورت مین مالک کو خیار ہوگا چاہے روز فروخت وسپردگی کی قیمت غاصب سے تاوان لے یا مشتری سے اور اگر آدمی کے سواے اور چیز کے زوائد متصلہ کو تلف کردیا تو امام کے نزدیک ضامن نہوگا اور صاحبین کے نزدیک ضامن ہوگا اور یہی صحیح ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر غاصب کے پاس مغصوب مین زیادتی ہوگئی تو مالک اُسکو مع زیادتی کے واپس کرسکتا ہی اگرچہ زیادتی نرخ مین یا بدن مین ہو اور اگر نقصان آگیا پھر غاصب کے پاس وہ شے تلف ہوگئی تو سب کے نزدیک روز غصب کی قیمت کا ضامن ہوگا اور اگر وہ چیز قائم ہو تو مالک کو واپس دیگا پس اگر بدن مین نقصان آیا ہو تو بقدر نقصان ضامن ہوگا اور اگر نرخ مین نقصان ہوا ہو تو نہین - اور اگر بعد نقصان آجانے کے

غاصب نے تلف کر دی تو وقت غصب کی قیمت کا ضامن ہوگا - اور اگر بعد زیادتی کے تلف کی مثلاً فروخت کر کے
مشتری کو دیدی اور مشتری کے پاس تلف ہو گئی تو مالک کو اختیار ہوگا چاہے غاصب سے روز غصب کی قیمت کی
ضمان لے اور بیع جائز ہو جائیگی اور ثمن غاصب کو ملیگا یا مشتری سے قبضہ کے روز کی قیمت لے اور بیع باطل
ہو جائیگی اور مشتری اپنا ثمن غاصب سے واپس لیگا اور غاصب سے سپرد کرنے کے روز کی قیمت امام اعظمؒ کے نزدیک
تاوان نہیں لے سکتا ہے یہ وجیز کردری میں ہے - اور اگر ایک غلام ہزار درم قیمت کا غصب کیا پھر اسکی قیمت بڑھکر بعد
غصب کے دو ہزار درم ہو گئے پھر اسکو کسی شخص نے قتل کیا تو مولی کو اختیار ہوگا چاہے غاصب سے روز غصب کی
ہزار درم قیمت لے یا قاتل سے روز قتل کے دو ہزار درم لینا اختیار کرے کہ جسکو قاتل کی مددگار برادری سے وصول
پاویگا پس اگر اُسنے غاصب سے لینا منظور کیا تو غاصب دو ہزار درم قاتل کی مددگار برادری سے وصول کر کے ہزار
درم سے زائد سب صدقہ کر دیگا - اور اگر غاصب کے پاس خود غلام نے اپنے تئیں قتل کر ڈالا تو غاصب روز غصب کے
ہزار درم قیمت کا ضامن ہوگا - اور روز خودکشی کی قیمت کا ضامن نہوگا یہ سراج الوہاج میں ہے - اگر زید نے عمرو کا گیہوں
کا کھلیان پھونک دیا تو عمرو اُس بھوسے کی قیمت تاوان لیگا پھر اگر بالیوں کے گیہوں کے بہ نسبت نکالے ہوئے
کی زیادہ قیمت ہو تو اُسپر قیمت واجب ہوگی اور اگر نکلے ہوئے زیادہ قیمت کے ہوں تو اُسپر اُسکے مثل گیہوں اور
بھوسے میں قیمت واجب ہوگی - ایک شخص نے کھلیان غصب کر کے اُسکو روندوایا تو اُسپر بھوسے کی قیمت واجب ہوگی
اور گیہوں کے مثل گیہوں واجب ہونگے یہ وجیز کردری میں ہے - امام محمد رح سے روایت ہے کہ اگر زید نے عمرو کا ایک دانہ گیہوں
غصب کر لیا تو غاصب پر کچھ واجب نہوگا اسلئے کہ اسکی قیمت کچھ نہیں ہے یہ ذخیرہ میں ہے - اور اگر بہت آدمیوں نے زید کا
ایک ایک دانہ گیہوں غصب کیا یہانتک کہ سب دانہ ملکر ایک قفیز گیہوں ہو گئے تو امام ابو یوسف رح نے فرمایا ہے کہ اگر ایک
قوم نے ایک شخص کی کچھ چیز جسکی کچھ قیمت ہے غصب کی تو اُن سب سے ضمان لیگا اور اگر ایک نے بعد دوسرے کے غصب
کی ہو تو میں اُسکو کچھ تاوان نہیں دلاؤنگا یہ فتاوی قاضی خان میں ہے - امام ابو یوسف رح سے روایت ہے کہ اگر ایک شخص
نے کسی شخص سے ایک انڈا غصب کر کے اُسکو تلف کر دیا تو اُسپر اُسکے مثل واجب ہوگا اور یہ امام ابو یوسف کا دوسرا
قول ہے اور پہلا قول اُنکا یہ تھا کہ اُسپر قیمت واجب ہوگی یہ محیط میں ہے - غاصب نے اگر مال مغصوب کو تلف کر دیا حالانکہ
وہ ذوات القیم میں سے تھا حتی کہ اُسپر ضمان قیمت واجب ہوئی تو دیکھا جائیگا کہ اگر بازار میں یہ چیز درموں سے
فروخت ہوتی ہے تو درموں سے اندازہ کیجائیگی اور اگر دینار سے فروخت ہوتی ہے تو دینار سے اندازہ کیجاویگی اور
اگر دونوں سے فروخت ہوتی ہے تو قاضی کی رائے ہے پس اُسکو چاہیے کہ جس نقد سے قیمت لگانے میں مغصوب منہ کا
نفع ہو اس سے اندازہ کر کے ضمان کی ڈگری کرے یہ فتاوے قاضی خان میں ہے - اگر ایک شخص نے دوسرے
کی بکری غصب کر کے اُسکا دودھ دوہ لیا تو دودھ کی قیمت کا ضامن ہوگا - اور اگر باندی غصب کی جسنے غاصب
کے بچہ کو دودھ پلایا تو اُسکے دودھ کی قیمت کا ضامن نہوگا یہ ذخیرہ میں ہے - اور اگر گوشت غصب کر کے اُسکو
بھونا یا پکایا تو امام اعظم رح نے فرمایا کہ مالک کو اُسکے لینے کی کوئی راہ نہیں ہے یہ سراج الوہاج میں ہے - اگر کسی
مسلمان کا زیتون کا تیل یا چربی پگھلائی ہوئی جسمیں چوہا گر گیا تھا بہا دی تو اُسکی قیمت کا ضامن ہوگا اور اگر مسلمان
کا سکھلایا ہوا چیتا یا باز کسی مسلمان نے تلف کر دیا تو ہمارے نزدیک اُسکی قیمت کا ضامن ہوگا مسلمان

ف امام اول یعنے اس مسئلہ میں قول اول ... یعنی ... مغصوب ... [illegible]

نے اگر اپنی زمین مین کھاد ڈالی اور اُسکو کسی شخص نے تلف کر دیا تو قیمت کا ضامن ہوگا یہ وجیز کردری مین ہے۔ اگر کسی شخص کے دار مین جسمین کوئی نہین ہے مالک کی بلا اجازت داخل ہوا تو امام اعظم و امام ابویوسف کے نزدیک دار کا غاصب نہین قرار دیا جائیگا اسی طرح اگر اسمین رہا تو بھی یہی حکم ہے یہ سراج الوہاج مین ہے۔ اگر کسی شخص نے دوسرے کی جوتی کو اڑیا جوڑی موزہ یا مکعب مین سے ایک تلف کر دیا تو مالک کو اختیار ہوگا کہ دوسرا بھی اسکو دیکر اُس سے دونون کی قیمت تاوان لے یہ فتاوی قاضی خان و خلاصہ و جامع کبیر مین ہے۔ اور اگر کسی شخص نے دوسرے کی انگوٹھی کا حلقہ تلف کر دیا تو فقط حلقہ کا ضامن ہوگا نگینہ کا ضامن نہوگا یہ وجیز کردری مین ہے۔ اور اگر زین کے دونون طرف کے پلے تلف کر دیے یعنی جو اسمین جوڑے ہوئے ہین تو انکا ضامن ہوگا زین کا ضامن نہوگا اور فرمایا کہ ہر دو چیز جو علیحدہ علیحدہ ہون یا ایک ہی شے ہو مگر اُسکے ٹکڑے بلا ضرر کے الگ ہو جاتے ہون جیسے زین کے دونون پلے و اندرنگی بھرت وغیرہ تو ایسی صورت مین جو چیز غاصب کی زیادتی سے تلف ہوئی ہے فقط اُسی کا ضامن ہوگا سب کا ضامن نہوگا کذا فی الذخیرہ و ہکذا فی الوجیز للکردری۔

تیسرا باب — ان صورتون کے بیان مین جنمین تلف کرنے سے ضمان واجب نہین ہوتی ہے۔ کسی شخص کا انڈا یا اخروٹ توڑ ڈالا پھر جو کچھ اُسمین سے نکلا وہ فاسد تھا تو اُسپر ضمان واجب نہ ہوگی کیونکہ یہ بات ظاہر ہو گئی کہ اسنے مال تلف نہین کیا ہے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر ایک شخص کا درم توڑ ڈالا پھر ظاہر ہوا کہ ستوق یا رصاص تھا حالانکہ ٹوٹنے سے پہلے چلتا تھا تو توڑنے والے پر کچھ ضمان واجب نہ ہوگی کیونکہ اُسکا رواج غش و خیانت تھا یہ شرح طحاوی مین ہے۔ اگر ایک شخص نے دوسرے کے بوریہ کی تالیف یعنی بندش کا جوڑ نکال کر بوریہ خراب کر دیا یا دروازہ کے کواڑ اپنی جگہ سے اکھاڑ دیے یا زین کے اجزا کھول ڈالے یا اور کوئی چیز جو مولف تھی اُسکی تالیف توڑ دی تو دیکھا جائیگا کہ اگر ایسا ممکن ہے کہ جیسی تھی ویسی ہی ہو جاوے تو توڑنے والے سے کہا جائیگا کہ اسکو ویسا ہی کر دے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو مالک اُس سے صحیح سالم مولف کی قیمت تاوان لیگا اور ٹوٹی ہوئی یعنی غیر مولف اُسکو دیگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر کسی شخص کے جوتے کا تسمہ کھول ڈالا پس اگر ویسی جوتی ہو جیسے عام لوگ پہنتے ہین تو اُسپر کچھ ضمان واجب نہ ہوگی کیونکہ اُسکے تسمہ کو پھر دُہرا کر لگا لیتے ہین کچھ مشقت نہین ہے اور اگر عربی جوتی ہو پس اگر اعادہ کرنے سے اُسکا دوال ناقص نہ ہوتا ہو اور نہ عیب پیدا ہوتا ہو تو حکم دیا جائیگا کہ اسکو دُہرا کر لگا دے اور کچھ ضامن نہوگا اور اگر اُسکے دوال مین شکست و نقصان آتا ہو اور اُسمین عیب پیدا ہوا جاتا ہو تو بقدر نقصان کے ضامن ہوگا یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر سونے کی زنجیر کی کڑیان کھول ڈالین تو چاندی سے اُسکی قیمت کا ضامن ہوگا اسیطرح اگر کسی شخص نے اپنے غلام کے دانت سونے سے باندھے اور ان کو کسی شخص نے کھول پھینکا تو بھی یہی حکم ہے۔ اگر ایک شخص نے جولاہے کا تانا کھول کر پریشان کر دیا تو فرمایا کہ تانا ہونے کی صورت مین اُسکی قیمت اور پریشان ہونے کے بعد اسکی قیمت اندازہ کیجاوے جسقدر دونو قیمتون مین فرق ہو اُسکا ضامن ہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ اگر ایک شخص نے اپنے پڑوسی کی دیوار گرا دی تو ہمسایہ کو اختیار ہے چاہے اُس سے دیوار کی قیمت لے اور شکستہ اُسکی ہوگی یا ٹوٹی ہوئی دیوار لیکر اُس سے نقصان لے لے اور ہمسایہ کا یہ اختیار نہ ہوگا کہ اسکو جیسی تھی ویسی بنانے پر مجبور کرے پھر واضح ہو کہ دیوار کی قیمت پہچاننے کا یہ طریقہ ہے کہ اس دار کو مع دیوار دن

کے اندازہ کرایا جاوے اور بدون اسکے اندازہ کرایا جاوے جسقدر دونون مین فرق ہووہی دیوار کی قیمت ہوگی یہ ذخیرہ مین ہو- اگر زید نے عمرو کی مٹی کی دیوار گرادی پھر اُسکو جیسی تھی ویسی ہی بنوادیا تو ضمان سے بری ہوگیا اور اگر لکڑی کی تھی اور اسکو اُسی لکڑی سے بنوادیا تو بھی بری ہوگیا اور اگر دوسری لکڑی سے بنوایا تو بری نہوگا کیونکہ لکڑی لکڑی مین فرق ہوتا ہو حتی کہ اگر یہ معلوم ہوجاوے کہ دوسری لکڑی پہلی سے بہتر ہو تو بری ہوجائیگا یہ وجیز کردری مین ہی- اگر کسی شخص نے مسجد کی دیوار گرادی تو حکم دیا جائیگا کہ اسکو برابر کرکے درست کردے یہ قنیہ مین ہو- درزی نے ایک شخص کا کپڑا بگاڑ دیا اور مالک نے باوجود جاننے کے اُسکو پہن لیا تو پھر تاوان نہین لے سکتا ہی یہ وجیز کردری مین ہی- اگر غیر کی زمین سے مٹی اُٹھائی پس اگر وہان مٹی کی کچھ قیمت نہو لیکن مٹی اُٹھانے سے زمین ناقص ہوگئی تو نقصان کا ضامن ہوگا اور اگر ناقص نہوئی تو کچھ ضامن نہوگا اور اسکو یہ حکم نہ دیا جائیگا کہ گڈھا پاٹ دے اگرچہ بعض علما نے یہ حکم دیا ہی- اور اگر وہان مٹی کی قیمت ہو تو اُسکی قیمت کا ضامن ہوگا خواہ زمین مین نقصان آگیا ہو یا نہ آیا ہو اگر کسی شخص نے دوسرے کی زمین مین گڈھا کھودا جس سے اُسکی زمین مین نقصان آگیا تو نقصان کا ضامن ہوگا اور واضح ہو کہ اس قول سے کہ جس سے اسکی زمین مین نقصان آگیا یہ اشارہ نکلتا ہی کہ اگر اُسکی زمین مین نقصان نہ آیا تو کچھ ضامن نہوگا کذا فی الذخیرہ- اگر صراف نے مالک کی اجازت سے درمون کو پرکھا اور کسی درم کو دبایا جس سے وہ ٹوٹ گیا تو اُسپر ضمان نہین ہی مگر فتوی کے واسطے یہ مختار ہی کہ اگر مالک نے اسکو درم کے دباکر دیکھنے کا حکم کیا ہو تو اُسپر ضمان نہین ہی اور اگر حکم نہ کیا ہو مگر لوگ درمون کو ایسی طرح دباکر پرکھتے ہون تو بھی اُسپر ضمان نہین ہو ورنہ اگر دباکر نہین پرکھتے ہون تو ضامن ہوگا یہ سراج الوہاج مین ہی- اگر غیر شخص کا گوشت اُسکی بلا اجازت پکایا تو ضامن ہوگا اور اگر مالک نے گوشت دیگچی مین کرکے چولھے پر چڑھادیا اور اُسکے نیچے لکڑیان لگادین پھر ایک شخص نے آکر آگ جلاکر گوشت پکادیا تو استحساناً ضامن نہ ہوگا اور اس جنس کے پانچ مسئلہ ہین ایک اُن مین سے یہی مسئلہ ہی جو مذکور ہوا دوسرا یہ ہی کہ اگر غیر شخص کے گیہون اُسکی بلا اجازت پیس ڈالے تو ضامن ہوگا اور اگر مالک نے بیل چکی یا گدھے جلانے کی چکی مین گیہون بھر دیے اور بیل کو چکی مین باندھ دیا ہو پھر ایک شخص نے آکر بیل ہانک دیا اور گیہون پس گئے تو ضامن نہ ہوگا- تیسرا یہ ہی کہ اگر غیر شخص کا بدھنا اُسکی بلا اجازت اُٹھادیا اور وہ ٹوٹ گیا تو ضامن ہوگا اور اگر مالک نے خود اسکو اُٹھا کر اپنی طرف جھکایا اور ایک شخص نے اُٹھانے مین اُسکی مدد کی اور اس بیچ مین وہ ٹوٹ گیا تو ضامن نہ ہوگا- چوتھا مسئلہ یہ ہی کہ اگر ایک شخص نے مالک کی بلا اجازت اُسکے خچر پر بوجھ لادا اور وہ مرگیا تو ضامن ہوگا اور اگر خود مالک نے لادا پھر راہ مین بوجھ گر پڑا اور غیر شخص نے اُسکی بلا اجازت آکر لاد دیا اور جانور مرگیا تو ضامن نہ ہوگا- پانچوان مسئلہ یہ ہی کہ اگر ایک شخص نے دوسرے کی قربانی کا جانور اُسکی بلا اجازت ذبح کردیا پس اگر غیر ایام قربانی مین ذبح کردیا تو جائز نہین ہی اور ضامن ہوگا اور اگر ایام قربانی مین ذبح کیا تو جائز ہی اور وہ ضامن نہوگا کیونکہ ایسے مسائل مین اجازت بدلالت ثابت ہوتی ہو اور حکم دلالت کا اسوقت تک اعتبار ہی جس وقت تک صریح اُسکے برخلاف نہ پایا جاوے یہ ذخیرہ مین ہی- اور اسی جنس کے مسائل سے وہ مسئلہ بھی ہی جسکو امام محمد نے مزارعت مین باب المزارعۃ التی یشترط فیہا المعاملۃ سے پہلے ذکر کیا ہی کہ اگر ایک شخص نے چند لوگون کو اپنے دار کے منہدم کرنے کے واسطے بلایا پھر ایک شخص نے آکر مالک کی بلا اجازت گرانا شروع کیا تو استحساناً ضامن

ہوگا پس اس جنس کے مسائل مین یہ اصل قرار پائی کہ جس کام کے کرنے مین لوگون کا فعل باہم متفاوت نہین ہوتا ہی اُسمین ہر شخص کو استعانت بدلالت ثابت ہوتی ہو اور اگر ایسا کام ہو جسمین لوگون کا فعل متفاوت ہوتا ہی تو اُسمین ہر شخص کو اجازت ثابت نہوگی چنانچہ اگر بکری ذبح کرنے کے بعد کھال کھینچنے کے واسطے لٹکائی اور ایک شخص نے اگر بلا اجازت مالک اُسکی کھال کھینچ دی تو ضامن ہوگا یہ محیط مین ہی - ایک قصاب نے ایک بکری خریدی پس ایک شخص نے اگر اُسکو ذبح کر دیا پس اگر قصاب نے اُسکو پکڑ کر ذبح کرنے کے واسطے اُسکے پانون باندھ دیے ہون تو ذبح کرنے والا ضامن نہوگا اور اگر پانون نہ باندھے ہون تو ضامن ہوگا کذا فی الصغری - قلت ہذا انما یعرف فی موضع تعارف فیہ شد رجل الشاۃ للذبح وفیما لا فلا وانت تعلم ان المراد ان یعقل بہا فعلا یعلم منہ قصد الذبح فی الحال فافہم واللہ تعالی اعلم - اگر کسی شخص نے اپنے باغ انگور یا زراعت مین کوئی چوپایہ بہلا ہوا پایا کہ اُسنے نقصان کر دیا تھا پس اُسکو باندھ رکھا یہانتک کہ وہ مرگیا تو ضامن ہوگا - اور اُسکو نکال دیا تو مختار یہ ہی کہ اگر اُسکو نکال کر ہانکا اور وہ مرگیا تو ضامن ہوگا اور نہ ہانکا فقط نکال دیا تو ضامن نہوگا - اسی طرح اگر کسی اجنبی کی زراعت سے کسی اجنبی کا چوپایہ نکالا تو بھی اسی تفصیل سے حکم ہی اور اگر اُس چوپایہ کو صرف اتنی دور تک ہانکا کہ وہان سے اپنی زراعت سے بخوف ہوگیا تو ایسا حکم ہی کہ جیسے اُسنے اپنی زراعت سے فقط باہر نکال دیا یعنے ضامن نہوگا اور ہمارے اکثر مشایخ کے نزدیک ضامن ہوگا - اور اسی پر فتوی ہی - اگر اپنی زراعت مین کوئی چوپایہ پایا اور پھیر لادا اور اُسنے تیز روی کی تو جو مصیبت اُسکو پہونچیگی اُسکا ضامن ہوگا - اور اگر اُسکو نکال دینے کے بعد بہت دور تک اُسکا پیچھا کیا اور وہ کہین چلا گیا تو بھی ضامن ہوگا اور اگر اُسکو کسی اجنبی نے نکال دیا ہو تو خود ضامن نہوگا یہ خزانۃ المفتین مین ہی - چرواہے نے اگر گاوخانہ یا شترخانہ مین دوسرے شخص کی گائے دیکھکر ہانک دی کہ وہ گاوخانہ سے باہر ہوگئی تو ضامن نہوگا اور اگر گاوخانہ سے باہر ہونے کے بعد بھی اُسکو ہانکا تو ضامن ہوگا یہ محیط و فتاوی کبری مین ہی - اگر کسی شخص نے اپنی زراعت مین دوسرے کا جانور دیکھکر اُسکو باہر نکال کر اس غرض سے ہانکا کہ اسکے مالک تک پہونچادے اور وہ رستہ مین مرگیا یا اُسکا پانون ٹوٹ گیا تو ضامن ہوگا اور فقیہ ابو اللیث رحہ نے فرمایا کہ ہم ایسے نہین ہین کہ اس روایت کو اختیار کرین ہم تو وہی روایت لیتے ہین جو امام محمد رح سے مروی ہی کہ اُنھون نے فرمایا کہ ضامن نہ ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی - اگر زید نے عمرو کا چوپایہ اپنی کھیتی مین پہلا ہوا دیکھکر عمرو کو اس حال کی خبر دی اور اتنے مین چوپایہ نے کھیتی کو خراب کر دیا پس اگر زید نے اُسکو یہ حکم دیا کہ اپنا جانور کھیت سے باہر کردے تو عمرو دیکھ ضامن نہ ہوگا یہ محیط مین ہی - ایک شخص نے غیر کی کھجری کو اُسکی بلا اجازت ہانکا اور اُسکے نوجوان بچے کو بھیڑیا کھا گیا کہ وہ ضایع ہوگیا اور کھجری اپنے مالک کے پاس واپس پہونچی پس اگر اُسنے کھجری کو مع نوجوان بچے کے ہانکا ہو تو ضامن ہوگا اور اگر بچہ بدون اُسکے ہانکنے کے خود گیا ہو تو ضایع ہونے سے ضامن نہ ہوگا یہ وجیز کردری مین ہی - اگر چرواہا گلہ کو زراعت سے اتنا قریب لیکر چلا کہ جانور چاہے تو کھیتی مین منہ ڈال کر کھالے تو ایسی صورت مین اگر زراعت مین نقصان پہونچا تو چرواہا ضامن ہوگا یہ فصول عمادیہ مین ہی - اگر زید کا چوپایہ رات یا دن مین بدون زید کے چھوڑے ہوئے چھوٹ کر چلا گیا اور اُسنے کسی شخص کے کھیت مین نقصان پہونچا دیا تو ہمارے نزدیک مالک پر ضمان نہین آتی ہی یہ محیط سرخسی مین ہی زید نے عمرو کو مزارعت یعنی بٹائی پر زمین دمی اور بیج اور بیل دیے اور عمرو نے بیل کسی چرواہے کو دیے

اور وہ ضائع ہو گئے تو عمرو یا چرواہا کوئی ضامن نہ ہوگا یہ خزانۃ المفتیین میں ہے - زید اپنی کھیتی کو سینچنا چاہتا تھا کہ عمرو نے اسکو زبردستی روکا یہانتک کہ زراعت خراب ہو گئی تو ضامن نہ ہوگا یہ خلاصہ میں ہے - اگر مربط میں گاے کو دیکھکر کسی شخص غیر نے باہر نکال دیا اور وہ تلف ہو گئی تو ضامن ہوگا - اور اگر زید نے عمرو کا مربط غصب کر کے اسمین اپنے جانور باندھے پھر انکو عمرو نے باہر نکال دیا تو ضامن ہوگا یہ فصول عمادیہ میں ہے - زید عمرو کا مقروض تھا سو روپیہ لیکر عمرو کے پاس اُسکا قرضہ ادا کرنے آیا اور عمرو کو روپیہ پرکھنے کے واسطے دیا کہ اتنے میں عمرو کے ہاتھ سے وہ سب روپیہ تلف ہو گیا تو زید کا مال گیا اور قرضہ بحالہ باقی رہا کیونکہ پرکھنے میں عمرو زید کی طرف سے وکیل ہے پس اس صورت میں عمرو کا ہاتھ مثل زید کے ہاتھ کے ہے اور اگر زید نے زر قرضہ عمرو کو دیدیا اور کچھ نہ کہا پھر عمرو نے زید کو پرکھنے کیواسطے دیا اور زید کے ہاتھ میں تلف ہو گیا تو عمرو کا مال گیا کیونکہ عمرو اپنا حق پا چکا تھا پھر جو اُسنے پرکھنے کو دیا تو زید اُسکا وکیل ہو گیا پھر اسکے بعد اگر زید کے پاس سے تلف ہوا تو گویا عمرو کے پاس سے تلف ہوا یہ فتاوی قاضی خان میں ہے - اگر غیر کی باندی سے جماع کیا کہ جس سے وہ مر گئی تو اُسکی قیمت کا ضامن ہوگا یہ تاتارخانیہ میں غیاثیہ سے منقول ہے - زید کی بلی نے عمرو کا کبوتر مار ڈالا تو زید ضامن نہوگا یہ مضمرات میں ہے - زید نے ایک بلی پکڑ کر عمرو کی مرغی یا کبوتر کیطرف پھینکی اور اُسنے مرغی یا کبوتر کو دابکر مار ڈالا پس اگر زید کے پھینکنے پر اس نے پکڑا ہو تو ضامن ہوگا اور اگر بعد پھینکنے کے اُسنے پکڑ کر مارا ہے تو ضامن نہوگا یہ فتاوی قاضی خان میں ہے - زید نے عمرو کا شیر یا بھیڑیا قتل کر دیا تو ضامن نہوگا اور اگر بندر قتل کیا تو ضامن ہوگا کیونکہ بندر گھر میں خدمت کرتا ہے اُسکی قیمت ہوتی ہے پس بمنزلہ سگ کے ہو گیا یہ محیط سرخسی میں ہے - اور اگر شراب یا سور تلف کر دی پس اگر کسی مسلمان کی تھی تو تلف کرنیوالے پر کچھ ضمان نہوگی خواہ تلف کرنیوالا مسلمان ہو یا ذمی ہو اور اگر ذمی کی تھی تو تلف کرنیوالا ضامن ہوگا خواہ مسلمان ہو یا ذمی ہو صرف فرق اسقدر ہے کہ اگر ذمی ہوگا تو اُسپر مثل شراب کے شراب واجب ہوگی اور اگر مسلمان ہوگا تو شراب کی قیمت تاوان دیگا اور سور کے اتلاف میں دونوں کو قیمت دینی پڑیگی اور اگر مسلمان یا ذمی نے ذمی کی سور تلف کر دی پھر طالب یا مطلوب یا دونوں مسلمان ہو گئے تو مطلوب تلف کنندہ اُس ضمان سے جو اُسپر لازم ہو چکی تھی بری نہوگا - اور اگر ذمی نے دوسرے ذمی کی شراب تلف کر دی اور متلف پر شراب کے مثل شراب تاوان واجب ہوئی پھر طالب یا دونوں مسلمان ہو گئے تو بالاجماع مطلوب کے ذمہ سے تاوان ساقط ہو کر بری ہو جائیگا - اور اگر پہلے مطلوب مسلمان ہوا پھر اسکے بعد طالب مسلمان ہوا یا نہوا تو امام ابو یوسف کے قول کے موافق اور یہی امام اعظم سے بھی ایک روایت ہے کہ مطلوب شراب کی ضمان سے بری ہو جائیگا اور مثل کی تحویل بجانب قیمت نہوگی اسیطرح اگر بعد قبضہ کے مسلمان ہوا تو بھی یہی حکم ہے یہ شرح طحاوی میں ہے - اگر ایسی مذبوحہ بکری جسکے ذابح نے عمداً بسم اللہ اللہ اکبر کہنا ترک کیا تھا تلف کر دی تو ضامن نہ ہوگا کذا فی التاتارخانیہ

چوتھا باب - کیفیت ضمان کے بیان میں - امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا کہ زید نے عمرو کی طیلسان پھاڑ کر پھر اسکو رفو کیا تو میں رفو کی ہوئی اور صحیح سالم دونوں طرح طیلسان کی قیمت اندازہ کراکے جسقدر دونوں میں فرق ہو اسقدر زید سے عمرو کو مع طیلسان دلوا دونگا - زید نے اپنی ملک میں کنواں کھودا اور عمرو نے نکلی ہوئی مٹی سے اسکو پاٹ دیا تو فرمایا کہ میں کھودے ہوئے اور بے کھودے ہوئے دونوں کا خرچہ

له ضامن نہوگا اگر وہ اپنی بکری داری کو اذیت پہنچ کی عرفاً یا وہ اور زیادہ کا اندازہ اپنے نقصان سبب کئے گا

اندازہ لگا کر دونون کا فرق دلوا دیگا اور اگر اُسنے اپنی مٹی اُسمین ڈالی ہو تو اُسکو مجبور کر دیگا کہ نکال لیوے۔ اور اگر اُسنے جنگل مین کھودا ہو پس اگر ہنوز پانی نہ نکلا ہو تو پاٹ دینے سے کچھ ضمان لازم نہ ہوگی اور اگر پانی نکل آیا ہو تو یہ اُسکا مستحق ہو جائیگا کیونکہ وہ بیر عطن ہے یعنی اُس سے پانی پلا کر اونٹ بکری وغیرہ اُسکے گرد آرام پاوینگے پس اُسکا پاٹ دینے والا اسی حساب سے اندازہ کو لگا کر ضامن ہوگا جو پہلے مذکور ہوا ہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ کسی شخص نے دوسرے کی دستاویز یا دفتر حساب پھاڑ ڈالا تو مشائخ نے گفتگو کی ہے کہ اُسپر کیا واجب ہوگا اور اصح قول یہ ہے کہ لکھی ہوئی دستاویز کی قیمت کا ضامن ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ اگر کسی نے دوسرے کا بربط یا طنبورہ یا دف وغیرہ آلات لہو کو توڑ ڈالا تو صاحبین کے نزدیک کچھ ضامن نہوگا۔ مگر امام اعظم رح کے نزدیک ضمان واجب ہوتی ہے اور جامع صغیر مین مذکور ہے کہ امام اعظم رح کے نزدیک ضمان واجب ہوگی لیکن اگر امام وقت کے حکم سے توڑا ہو تو کچھ ضمان نہین ہے اور امام قاضی صدر الاسلام نے فرمایا کہ فتوی صاحبین کے قول پر ہے کیونکہ لوگون مین کثرت سے فساد پھیلا ہوا ہے اور امام فخر الاسلام نے شرح جامع صغیر مین ذکر کیا کہ امام اعظم رح کا قول بہ قیاس ہے اور صاحبین کا قول باستحسان ہے۔ اور امام صدر الاسلام نے فرمایا کہ جب امام اعظم رح کے نزدیک ضمان واجب ٹھہری تو آلات لہو مین ایسی وجہ کے اعتبار سے ضمان واجب ہوگی کہ جس وجہ پر ان آلات سے بطور صلاح انتفاع ممکن ہو اور ایسا ہی اختلاف نرد و شطرنج مین ہے کیونکہ ممکن ہے کہ ان چیزون سے ترازو کا باٹ بنایا جاوے۔ اور قدوری مین مسئلہ طنبورہ و بربط مین مذکور ہے کہ کھدی ہوئی لکڑی کی قیمت کا ضامن ہوگا اور منتقی مین ہے کہ لکڑی کی لوح کے اعتبار سے قیمت کا ضامن ہوگا یہ محیط و ذخیرہ مین ہے۔ اور وہ طبل جو لڑکون کے بہلانے کو بجایا جاتا ہے اسکے تلف کرنے سے بلا اختلاف ضامن ہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ اور امام محمد رح نے فرمایا کہ ایک مسلمان نے کچی اینٹین نقشی تلف کر ڈالین پس اگر نقش مین جاندار کی صورتین بنی ہون تو غیر منقوش اینٹون کا ضامن ہوگا اور اگر سر کٹی ہوئی تصویرین ہون تو نقشی اینٹون کا ضامن ہوگا کیونکہ ایسی تصویرین بمنزلہ درختون کے نقش کے حرام نہین ہین۔ اور اگر ایسا فرش جسمین آدمیون کی صورتین بنی ہوئی تھین جلا دیا تو نقشی بساط کا ضامن ہوگا اسلیے کہ فرش مین تمثال حرام نہین ہے اسلیے کہ فرش روندا جاتا ہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ ہشام کہتے ہین کہ مین نے امام محمد رح سے دریافت کیا کہ اگر کسی نے دوسرے کا دروازہ جسپر جاندار کی تصویرین کھدی ہوئی تھین جلا دیا تو فرمایا کہ میرے قول کے موافق بے نقش دروازہ کی قیمت کا ضامن ہوگا اور اگر دروازہ کے مالک نے تصویرون کے سر کاٹ ڈالے ہون تو بمنزلہ تصویر درخت کے نقشی دروازے کی قیمت کا ضامن ہوگا یہ محیط مین ہے اگر کسی نے ایسا گھر جسمین رنگ سے جاندار کی تصویرین بنی ہوئی تھی ڈھا دیا تو گھر کی قیمت اور فقط رنگ کی قیمت کا ضامن ہوگا تصویر کا اعتبار نہ کیا جائیگا اسواسطے کہ گھر مین ایسی تصویرون کا رکھنا شرع مین حرام ہے یہ سراج الوہاج مین ہے۔ اور اگر چاندی کا ایسا برتن جسپر جاندار کی پوری تصویرین ہون تلف کر دیا تو اُسپر بے تصویر برتن کی قیمت واجب ہوگی اور اگر تصویرین جاندار کی بے سر ہون تو باتصویر برتن کی قیمت کا ضامن ہوگا یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ اگر مغنیہ باندی کو قتل کیا تو غیر مغنیہ باندی کی قیمت کا ضامن ہوگا لیکن اگر اسکے مغنیہ ہونے کے قیمت مین نقصان آتا ہو تو یہ عیب قرار دیا جائیگا اور حق غاصب مین اُسکا اعتبار کیا جائیگا یہ سراج الوہاج مین ہے۔ قال المترجم المراد بقتل الجاریۃ انہ قبضہا ثم قتلہا حتی تحقق الغصب فتامل اور اگر باندی خوش آواز ہو مگر مغنیہ نہو تو

اُسکے تاوان قیمت مین خوش آوازی معتبر ہوگی - اور اگر کبوتر یا قمری خوش آوازی سے بولتی ہو تو اُسکی قیمت اُسکے اعتبار سے اندازہ کیجاویگی - اور اگر کبوتر دور سے چلا آتا ہو تو قیمت لگانے مین اُسکا اعتبار نہ کیا جائیگا اور اگر ایسا گھوڑا ہو جسپر گھوڑدوڑ مین آدمی سبقت لیجاتا ہو تو سبقت پر اُسکی قیمت لگائی جائیگی اور اگر کبوتر خوب اُڑتا ہو تو اُڑان پر اُسکی قیمت نہین لگائی جائیگی اور اسیطرح جو چیز بلا تعلیم ہو اُسکا یہی حکم ہے یہ محیط مین ہے - اور اگر لڑاکا مینڈھا یا لڑائی کا مرغ تلف کردیا تو اُس صفت کے ساتھ اُسکی قیمت نہین لگائی جائیگی اسواسطے کہ یہ صفت دونون مین حرام ہے اُسکے مقابلہ مین کچھ قیمت نہین ہے یہ محیط سرخسی مین ہے - اگر اخروٹ کے درخت مین چھوٹے چھوٹے تر و تازہ اخروٹ پھلے اور کسی شخص نے اُن پھلون کو تلف کردیا تو درخت کے نقصان کا ضامن ہوگا اسواسطے کہ یہ پھل اگرچہ کچھ قیمت نہین رکھتے اور نہ مال ہین حتی کہ درخت پر ہونے کی صورت مین اُنکے تلف کرنے سے ضمان نہین آتی ہے ولیکن درخت پر اُنکے تلف کرنے سے درخت مین نقصان بیٹھ جاتا ہے پس لحاظ کیا جائیگا کہ ان پھلون سمیت اس درخت کی کیا قیمت اُٹھتی تھی اور بدون اُنکے کیا قیمت اُٹھتی ہے پس جسقدر دونون قیمتون مین فرق ہو اسقدر ضامن ہوگا اسیطرح اگر موسم بہار مین درخت پر کلیان آئین اور کسی شخص نے اُسمین ایسا نقصان کردیا کہ اُسکی کلیان جھڑ گئین تو اُسکا بھی یہی حکم ہے یہ ظہیریہ مین ہے - اور اگر کسی کے درخت کی شاخ توڑ ڈالی اور شاخ کی قیمت قلیل ہے تو مالک کو اختیار ہوگا چاہے پورے درخت کے نقصان کی ضمان لے لے اور وہ شاخ شکستہ توڑنیوالے کو دیدے یا بدون شاخ کے درخت کے نقصان کی ضمان لیکر شاخ شکستہ خود لے لے یہ ملتقط مین ہے زید نے عمرو کے باغ انگور کے درخت کاٹ ڈالے تو قیمت کا ضامن ہوگا اسلیے کہ اُسنے غیر مثلی تلف کیا ہے پھر قیمت پہچاننے کا یہ طریقہ ہے کہ باغ انگور مع جمے ہوے درختون کے اندازہ کیا جاوے اور وہی باغ انگور درخت کٹا ہوا لیکر بدون درخت کے اندازہ کیا جاوے پس جسقدر دونون قیمتون مین فرق ہو وہی درختون کی قیمت ہوگی پھر اسکے بعد مالک کو اختیار ہوگا چاہے کٹے ہوے درخت زید کو دیکر اُس سے یہ قیمت لے لے یا کٹے ہوے درخت خود لے لے پس قیمت مین سے ان درختون کی قیمت منہا کرکے باقی قیمت لے لیگا - ایک شخص نے دوسرے کے گھر کا درخت بدون اُسکی اجازت کے قطع کردیا تو مالک کو اختیار ہوگا چاہے قطع کرنیوالے کو وہ درخت دیکر اُس سے لگے ہوے درخت کی قیمت تاوان لے - اور اُسکی قیمت پہچاننے کا یہ طریقہ ہے کہ گھر کی مع لگے ہوے درخت کے قیمت اندازہ کیجاوے اور گھر کی بدون درخت کے قیمت اندازہ کیجاوے پس جسقدر دونون قیمتون مین فرق ہو وہی درخت قائم کی قیمت قرار پائی ہے یا درخت اپنے پاس رکھے اور اُس شخص سے بقدر نقصان درخت کے یعنی درخت قائم کو قطع کردیا ہے اسقدر نقصان کی قیمت لے لے اسواسطے کہ اُسنے قیام درخت کو ضائع کرکے نقصان کیا ہے اور اس نقصان کے دریافت کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ جب تجکو طریقہ مذکورہ سابقہ سے درخت قائم کی قیمت دریافت ہوگئی تو پھر درخت مقطوعہ کی قیمت دریافت کرکے جسقدر دونون مین فرق ہو وہی مقدار نقصان قیام ہے اور اگر غیر مقطوعہ یعنے قائمہ اور مقطوعہ کی قیمت برابر ہو تو وہ شخص کچھ ضامن نہوگا یہ کبرے مین ہے - اگر کسی شخص نے دوسرے کی زمین سے خشک درخت کاٹ کر تلف کردیا تو اُسپر جلانے کی قیمت واجب ہوگی یہ فصول عمادیہ مین ہے - ایک شخص ایک تنور پر آیا اور وہ تنور قصب سے گرم کیا گیا تھا پس اُسمین پانی ڈال دیا تو اُس تنور کے مسجور و غیر مسجور دونون اعتبار سے قیمت دریافت کرکے جسقدر دونون مین فرق ہو اُسقدر ضامن ہوگا - اور واقعات ناطفی مین ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کے تنور کا منہ کھول دیا یہان تک کہ

تنور سرد ہو گیا تو اسپر اُسقدر لکڑیون کی قیمت واجب ہوگی جسقدر سے تنور گرم کیا گیا تھا اور ممکن ہے کہ یون کہا جاوے کہ تنور مسجور ایسا کہ بدون دوبارہ گرم کرلے کے اُس سے انتفاع حاصل کیا جاوے کتنے کو اجارہ لیا جائے گا پس اسی قدر کا ضامن ہوگا یا دیکھا جائیگا کہ اُسکی اجرت مسجور ہونے کی اور غیر مسجور ہونے کی حالت مین کس قدر ہے پس جسقدر دونون مین فرق ہے وہ مقدار ضمان ہوگی کذا فی المحیط - ایک شخص نے دوسرے کے تنور کا منھ کھول دیا یہانتک کہ وہ سرد ہو گیا تو اسپر اسقدر لکڑیون کی جن سے تنور گرم کیا گیا تھا قیمت واجب ہوگی اور امام فخرالدین قاضی خان نے فرمایا کہ صحیح یہ ہے کہ تنور مسجور انتفاع حاصل کرنے کیواسطے قبل ازانکہ دوبارہ گرم کیا جاوے جتنے کو اجارہ لیا جاوے اسیقدر مقدار کا ضامن ہوگا یا اُسکی اجرت حالت مسجور ہونے کی اور اجرت حالت غیر مسجور ہونے کی دیکھکر جسقدر دونون اجرتون مین فرق ہو اُسقدر مقدار کا ضامن ہوگا کذا فی التمہ - اگر کسی شخص نے دوسرے کی قمیص اُدھیر ڈالی تو اُس قمیص کی سلی ہوئی اور بے سلی ہوئی کے اعتبار سے قیمت لگا کر بقدر فرق کے ضامن ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہے - اگر کوئی کنوان خاص ہو یعنے کسی خاص شخص یا قوم کا ہو اور اُس مین نجاست ڈال دی تو کنوان تمام اُنچوانے کا ضامن نہ ہوگا مگر بقدر نقصان کے ضامن ہوگا اور اگر عام کنوان ہو تو حکم دیا جائیگا کہ اسکو بالکل اُنچوا دے کذا فی القنیہ قال المترجم نزح البئر یعنی کنوان تمام اُنچوانے سے یہ مراد ہے کہ موافق مسئلہ مفتی بہا کے پاکی کا حکم دیا جاوے واللہ اعلم -

پانچوان باب دو شخصون کے مال کو یا غیر کے مال کو اپنے مال کے ساتھ خلط کرنے یا بدون خلط کیے مختلط ہو جانے کے بیان مین - غاصب نے اگر مال مغصوب کو اپنے مال یا غیر کے مال کے ساتھ خلط کر دیا تو اُسکی دو قسمین ہین خلط ممازجت اور خلط مجاورت پھر خلط ممازجت کی دو قسمین ہین ایک یہ کہ تقسیم سے دونون مین تمیز ممکن نہ ہو اور دوسرے یہ کہ اس طور سے تمیز ممکن ہو پس اگر ایسا خلط ہو کہ تقسیم سے تمیز ممکن نہ ہو جیسے روغن بادام کو روغن سمسم کے ساتھ خلط کیا یا آرد گندم کو آرد جو مین ملا دیا تو ملانے والا ضامن ہوگا اور بالاجماع موجود مخلوط سے مالک کا حق منقطع ہو جائیگا اور اگر تقسیم سے تمیز ممکن ہو جیسے ایک جنس کو اُسی جنس مین ملایا مثلاً گیہون کو گیہون مین یا دودھ کو دودھ مین ملایا تو بھی امام اعظم رح کے نزدیک یہی حکم ہے اور صاحبین رحمہ کے نزدیک مالک کو اختیار ہوگا چاہے غاصب سے اپنے حق کے مثل ضمان لے یا اس مخلوط مین شریک ہو جاوے پس موافق اپنے حق کے باہم تقسیم کرینگے - اور خلط مجاورت کی بھی دو قسمین ہین ایک یہ کہ بلا کلفت و مشقت جدا کرنا ممکن ہو اور دوسری یہ کہ مشقت و کلفت کے ساتھ علحدہ کرنا ممکن ہو پس اگر ایسی صورت ہو کہ بلا کلفت و مشقت جدا کرنا ممکن ہو جیسے درم و دینار کا خلط کیا یا درہام سپید کو سیاہ کے ساتھ مخلوط کیا تو ملانے والا ضامن نہوگا اور مالک کو جدا کرکے دیا جائیگا اور اگر تکلیف و مشقت سے تمیز ممکن ہو جیسے گیہون و جو کے خلط مین ہے تو کتاب مین مذکور ہے کہ غاصب سے ضمان لیگا اور مالک کو خیار حاصل ہونا صریح مذکور نہین ہے مگر مشائخ نے اختلاف کیا ہے بعض نے فرمایا کہ مالک کو خیار حاصل ہوگا چاہے شرکت کر لے جیسا صاحبین کا قول ہے اور امام اعظم رح کے نزدیک تاوان ہی لیگا شریک نہو جائیگا اسواسطے کہ گیہون دانہائے جو سے خالی نہین ہوتے ہین پس گویا اُسنے جنس کو جنس مین خلط کیا ہے پس امام کے نزدیک مالک کا حق منقطع ہوگا اور غاصب اُسکا مالک ہو جائیگا - اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ بالاتفاق سب کے نزدیک مالک کو خیار حاصل ہوگا اور بعض نے

فرمایا کہ صحیح یہی ہے کہ باالاتفاق سب کے نزدیک اُسکے ساتھ مخلوط مین شریک نہ ہوگا۔ اور اگر غاصب ایک شخص زید کے گیہون و عمرو کے جو باہم خلط کرکے غائب ہوگیا پس اگر زید و عمرو نے باہم صلح کرلی کہ اس مخلوط کو ایک شخص ہم دونون مین سے لیکر دوسرے کو اُسکی ناپ کے مثل جنس یا اُسکی قیمت ضمان دیدے تو جائز ہے اسواسطے کہ مخلوط موجود دونون مین مشترک ہے اور مخلوط مشترک مین سے اگر ایک شریک اپنا حصہ دوسرے شریک کے ہاتھ فروخت کرے تو جائز ہے۔ اور اگر دونون نے صلح نہ کی تو دونون اُسکو فروخت کرین اور ثمن کو باہم اس طرح تقسیم کرین کہ زید جَو ملے ہوے گیہون کی قیمت کے حساب سے شریک کیا جائیگا اور عمرو گیہون ملے ہوئے جَو کی قیمت کے حساب سے شریک نہ کیا جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہے منتقے مین بروایت ہشام رح امام محمد رح سے مروی ہے کہ اگر زید کے پاس ستو اور عمرو کے پاس روغن یا زیتون کا تیل ہے اور بکر نے دونون آدمیون کو مضبوط باندھ کر عمرو کا روغن یا تیل زید کے ستوؤن مین ملا یا تو زید مثل روغن یا روغن زیتون کے عمرو کو تاوان دیگا یعنی اُسکے روغن یا تیل کے برابر ناپ کر تاوان دیگا یہ محیط مین ہے۔ اگر بدون کسی شخص کے ملانے کے ایک شخص کا نورہ[ل] دوسرے کے آرد گندم مین ملگیا تو مخلوط فروخت کرکے اُسکے ثمن مین ہر ایک اپنے مال کی قیمت ملی ہوئی کے حساب سے شریک کیا جائیگا کیونکہ یہ نقصان کسی شخص کے فعل سے نہین ہوا ہے پس کوئی شخص بہ نسبت دوسرے کے ضامن ہونے مین مرجح نہین ہوسکتا ہے یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ اگر ردی چیز کو کھری چیز مین ملادیا تو کھری کے مثل ضامن ہوگا اور اگر ردی قلیل ہو تو جسقدر ملائی ہے اُسکے حساب سے دونون شریک ہونگے اور قدوری مین لکھا ہے کہ اگر کسی شخص نے دوسرے کے اناج مین پانی ڈال کر اُسکو بگاڑ دیا اور اسکا اندازہ بڑھگیا یعنی کیل مین زیادتی ہوگئی تو اناج والے کو اختیار ہوگا کہ قبل پانی ملانے کے جو کچھ اُسکی قیمت تھی اُسقدر تاوان لے اور یہ اختیار نہ ہوگا کہ اپنے اناج کے مثل تاوان لے اسی طرح اگر روغن یا روغن زیتون مین پانی ڈال دیا تو بھی یہی حکم ہے اسواسطے کہ بھیگے ہوے اناج کا یا جس تیل مین پانی ملادیا ہے اُسکا کچھ مثل نہین ہے پس قیمت کا ضامن ہوگا اور یہ نہین جائز ہوسکتا ہے کہ پانی ملانے سے پہلے جو کچھ مقدار پیمانہ کے حساب سے اناج یا روغن کی تھی اسقدر ضمان لے ہو اسواسطے کہ غاصب کی طرف سے قبل اُسکے غضب متحقق نہین ہوا تھا ہان اگر اُسنے پہلے غصب کرکے پھر پانی ڈال دیا ہو تو اُسپر اُسکے مثل واجب ہوگا یہ محیط مین ہے۔ اگر کسی شخص نے کھرے درم اور زیوف درم ایک مین ملادیے پس اگر یہ امر معلوم ہوجاوے کہ کھرون مین کھوٹے اور کھوٹون مین کھرے درم تھے تو ملانے والا ضامن ہوگا اسواسطے کہ درحقیقت تمیز کرنا متعذر ہے اور اگر یہ معلوم ہوجاوے کہ کھرون مین کوئی کھوٹا نہ تھا اور نہ کھوٹون مین کھرا تھا تو ضامن نہوگا اسواسطے کہ کھرے و کھوٹے کو الگ کرلینا ممکن ہے پس خلط سے استہلاک نہ ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ ایک شخص کے ہاتھ مین کچھ درم تھے وہ اُنکو دیکھ رہا تھا کہ اسمین سے کچھ درم غیر شخص کے درمون مین گر کر مخلوط ہوگئے تو جسکے ہاتھ سے درم گرے ہین وہ غاصب و ضامن ہوگا اور یہ فعل اُسکی طرف سے جرم قرار دیا جائیگا اگرچہ اُسنے عمداً نہین کیا ہے یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور اگر کسی شخص کا ترنج دوسرے کے شیشے مین گھس گیا تو دیکھا جائیگا کہ کسکی زیادہ قیمت ہے پس زیادہ قیمت والے کو حکم دیا جائیگا کہ دوسرے کو اُسکے مال کی قیمت ادا کرے اور اگر کسی شخص نے ایک شخص کا ترنج دوسرے کے شیشے مین داخل کردیا تو ہر ایک مالک کو اُسکے

[ل] نورہ چونہ جو پیسا ہوا اور وہ گرد جو گندم میں مخلوط ہو کر [illegible]

مال کی قیمت ادا کریگا اور کسی مالک کو کچھ اختیار نہ ہوگا کیونکہ اُسنے دونون کا مال تلف کردیا ہی پھر وہ ترنج مع قارورہ اُسکا ہوجائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی - اگر اونٹ کسی شخص کا موتی نگل گیا اور موتی بیشِ قیمت ہی یعنے اونٹ سے زیادہ قیمت کا ہی تو موتی کے مالک کو اختیار ہوگا کہ اونٹ والے کو اونٹ کی قیمت دیدے اور اگر موتی کی قیمت یون ہی خفیف ہو (یعنی ایک درم یا اُس سے کم ہو) تو اونٹ کے مالک پر کچھ واجب نہوگا - ایک شخص دوسرے کا موتی نگل گیا اور مر گیا تو موتی کی ضمان اُسکے ترکہ مین سے دیجائیگی اگر اُسنے ترکہ چھوڑا ہو اور اگر کچھ مال نہ چھوڑا تو موتی کے واسطے اُسکا پیٹ چاک نکیا جائیگا اور اگر موتی نگل جانے کے بعد زندہ موجود ہو تو اُسکی قیمت کا ضامن ہوگا اور اسقدر انتظار نہ کیا جائیگا کہ اُسکے پیٹ سے باہر نکلے - اور اگر زید کے ملک مین ایک کدو کا درخت اُگا اور اُسکا پھل عمرو کے مٹکے مین اٹکا اور مٹکے کے اندر بڑا ہوگیا حتے کہ بدون مٹکا توڑے نکل نہین سکتا ہی تو یہ صورت بمنزلہ ایسی صورت کے ہی کہ کسی کی مرغی دوسرے کا موتی نگل گئی پس دیکھا جائیگا کہ دونون مالون مین سے کس مال کی زیادہ قیمت ہی پس زیادہ قیمت والے سے کہا جائیگا کہ تیرا جی چاہے دوسرے کو اُسکے مال کی قیمت دیدے اور وہ مال تیرا ہوجائیگا اور اگر اُسنے انکار کیا تو وہ مٹکا یون ہی فروخت کیا جائیگا اور اُسکی بیع دونون پر نافذ ہوگی پھر اُسکے ثمن مین دونون اپنے حق کے موافق حصہ دار ہوجاوینگے یہ فتاوی قاضی خان مین ہی - اور اگر کرایہ کے مکان مین کرایہ دار کا کوئی مٹکا ایسا ہو کہ بدون کسی قدر دیوار توڑے اُسکا نکالنا ممکن نہو تو دونون چیزون پر لحاظ کیا جائیگا کہ جسقدر دیوار ٹوٹتی ہی وہ زیادہ قیمت کی ہی یا مٹکا کذا فی المحیط - اور اگر درم یا موتی کسی شخص کی دوات مین گھس گیا اور اب بدون دوات توڑے وہ نہین نکلتا ہی پس اگر موتی یا درم بہ نسبت دوات کے زیادہ قیمت کا ہی اور دوات کے مالک کی حرکت سے اُسمین گھس گیا ہی تو دوات توڑی جاویگی اور جسکا موتی یا درم ہی اُسپر کچھ تاوان لازم نہوگا اور اگر موتی یا درم کے مالک کے فعل سے یا بدون اُسکے فعل کے گھس گیا ہی تو بھی دوات توڑی جاویگی اور موتی یا درم کا مالک دوات کی قیمت کا ضامن ہوگا اور اگر وہ چاہے تو صبر کرے یہان تک کہ دوات خود ہی ٹوٹے یہ جوہرہ نیرہ مین ہی - اور اگر کسی شخص کے چوپایہ نے دوسرے کی ہانڈی مین (جو بہ نسبت چوپایہ کے کم قیمت ہی) سر ڈال دیا اور اب بدون ہانڈی توڑے اُسکا سر نہین نکلتا ہی تو چوپایہ کا مالک مختار ہی کہ دوسرے کو اُسکی ہانڈی کی قیمت ادا کرکے ہانڈی کا مالک ہوجاوے اور اُسکے نظائر بہت ہین کہ زیادہ قیمت کے مال والے کو اختیار ہی کہ کم قیمت کے مال والے کو قیمت ادا کرکے اُسکا مالک ہوجاوے اور اگر دونون کی قیمت برابر ہو تو دونون چیزین فروخت کیجاوینگی اور بیع اُن دونون پر نافذ ہوگی اور دونون اُسکا ثمن باہم تقسیم کرلینگے - امام ابو یوسف سے روایت ہی کہ زید کا موتی عمرو کے آٹے کے ڈھیر مین گر پڑا تو فرمایا کہ اگر آٹے کے لوٹ پوٹ کرنے مین ضرر ہو تو مین اُسکو لوٹ پوٹ کرنے کا حکم نہ دونگا اور موتی کا مالک منتظر رہیگا یہان تک کہ ایک بار کرکے آٹا اُٹھا لیا گیا یا بعد دوسری بار کے فروخت ہوتا جاوے اور اگر لوٹ پوٹ کرنے مین ضرر نہو تو حکم دونگا کہ لوٹ پوٹ کرکے تلاش کرلے اور شیخ بشر رحمہ نے (جو امام ابو یوسف کے شاگرد و راوی ہین) فرمایا کہ وہی لوٹ پوٹ کریگا جو موتی تلاش کرتا ہی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی - ایک شخص نے دوسرے کے پاس ایک اونٹ کا بچہ ودیعت رکھا اور مستودع نے اُسکو اپنے گھر مین داخل کرلیا یہان تک کہ وہ رہتے رہتے بڑا ہوگیا پھر یہ نوبت پہونچی کہ بدون دروازہ اُکھاڑے وہ نکل نہین سکتا ہی تو مودع کو اختیار ہوگا چاہے اپنی ذات سے ضرر دور کرنے کی غرض سے مودع کو اُسکی قیمت

اس روز کی قیمت کے حساب سے جسدن وہ ایسا ہوگیا تھا کہ نکل نہین سکتا تھا دیدے یا پنا دروازہ اُکھاڑ کر مودع کو اُسکا اونٹ کا بچہ واپس کرے اور شیخ صدر الشہید رحمہ اللہ نے اپنے واقعات مین فرمایا کہ اس مسئلہ مین جو حکم مذکور ہی اُسکی اسطرح تاویل کرنی واجب ہی کہ یہ حکم اُسوقت ہی کہ جب گھر مین سے جسقدر منہدم کرنا پڑتا ہی اُسکی قیمت اونٹ کے بچہ کی قیمت سے زائد ہو اور اگر اونٹ کے بچہ کی قیمت اُس سے زائد ہو اور مستودع نے اونٹ کا بچہ نکالنے کے واسطے دروازہ اُکھاڑنے سے انکار کیا تو واجب ہی کہ شتر بچہ کے مالک کو حکم دیا جاوے کہ گھر سے جسقدر منہدم ہوتا ہی اُسکی قیمت مستودع کو دیکر شتر بچہ کو باہر نکال لے اور کتاب الحیطان مین ہی کہ یہ حکم اُسوقت ہی کہ مستودع نے اپنے گھر مین ودیعت کا شتر بچہ داخل کر لیا ہو اور اگر کوئی گھر مستعار لیکر اُسمین شتر بچہ داخل کیا ہو یہان تک کہ وہ بڑا ہو گیا اور باقی مسئلہ بحالہ رہے تو شتر بچہ کے مالک سے کہا جائیگا کہ اگر تو اپنے شتر بچہ کو نکال سکے تو نکال لے ورنہ اُسکو ذبح کرکے ٹکڑے ٹکڑے کرکے نکال لے اور اگر ودیعت مین خچر یا گدھا ہو پس اگر دروازہ گرانے کا ضرر نقصان فاحش ہو تو بھی یہی حکم ہوگا اور اگر یسیر وقلیل ہو تو مالک کو اختیار ہوگا کہ دروازہ سے نکال لے اور جو کچھ نقصان دروازے مین آوے اُسکا تاوان دیدے اور یہ ایک طرح کا استحسان ہی یہ محیط مین ہی اور واقعات ناطفی مین ہی کہ دو شخصون مین سے ہر ایک کے پاس شلجہ ہی اُسمین سے ایک شخص نے دوسرے کے شلجہ مین سے کچھ برف لیکر اپنے شلجہ مین ڈال لیا تو اُسکی دو صورتین ہین تو جسکے شلجہ سے برف لیا ہی اُسنے کوئی ایسی جگہ بنائی تھی جسمین بدون جمع کیے ہوے برف جمع ہوجاتا تھا یا ایسی جگہ تھی جسمین اُسکو برف جمع کرنے کی حاجت پڑتی تھی پس اول صورت مین اُس شخص کو جسکے شلجہ سے برف لیا ہی اختیار ہوگا کہ لینے والے کے شلجہ سے اپنا برف اگر جدا ہو تو لے لیوے اور اگر دوسرے برف سے مخلوط کردیا ہو تو جسدن مخلوط کیا ہی اُسدن کے حساب سے اُسکی قیمت لے لے اور دوسری صورت مین مسئلہ دو قسم پر ہی ایک یہ کہ لینے والے نے اُس شخص کے شلجہ مین سے نہین لیا بلکہ اُسکی حد مین سے لیا اور دوسرے یہ کہ اُسکے شلجہ مین سے لے لیا پس پہلی قسم مین برف اُسی کا ہی جسنے اُسکو لے لیا اور دوسری قسم مین حکم صورت اول کے مانند ہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہی اور اگر کسی شخص نے اپنا مال دوسرے کے مال مین مخلوط کردیا تو ضامن ہوگا مگر غلام ماذون قرضدار نے جسکو اُسکے مولی نے ہزار درم اپنے واسطے اسباب خریدنے کے لیے دیے تھے اور اُسنے اپنے درمون مین خلط کرکے سب درمون سے کوئی اسباب خریدا تو یہ اسباب اُسکے و اُسکے مولی کے درمیان مشترک ہوگا اسکو ابن سماعہ نے امام محمد رح سے ذکر کیا ہی۔ اور امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر زید نے عمرو کو دو درم دیے اور بکر نے اُسکو ایک درم دیا اور دونون نے اُسکو خلط کرنے کیواسطے حکم دیدیا اور اُسنے تینون درم خلط کردیے پھر اُنمین ایک درم ستوق پایا تو اس باب مین کہ یہ درم زید کا ہی یا بکر کا ہی عمرو امین کا قول قبول ہوگا اور اگر عمرو امین نے کہا کہ مین نہین جانتا ہون کہ یہ کس کا ہی تو مین امین سے اُسکی ضمان لونگا اگرچہ امین نے اُنکو دونون کی اجازت سے خلط کیا ہی یہ محیط سرخسی مین ہی

چھٹا باب غاصب سے مال مغصوب کے استرداد کے و جن صورتون مین غاصب ضمان سے بری ہوتا ہی اور جنمین نہین بری ہوتا ہی اُنکے بیان مین — شیخ کرخی رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ اگر مغصوب منہ نے مال مغصوب مین ایسی بات کی جس سے غاصب قرار دیا جاتا ہی پس اگر یہ بات ملک غیر مین واقع ہوئی تو غصب کا پھیر لینے والا قرار دیا جائیگا اور اس سے غاصب ضمان سے بری ہوجائیگا اور اُسکی یہ صورت ہی کہ مثلاً مغصوب سے خدمت کی اسواسطے کہ محل

دلیل سے ضمان

پر اپنا قبضہ مقرر کرنا غصب ہی ہے پس جب اُسنے ایسی بات کی کہ جس سے غاصب ہو جاتا ہے تو مملوک پر اُسنے اپنا قبضہ قائم کیا اور مالک کا قبضہ قائم ہونا غاصب سے ضمان ساقط ہونے کا موجب ہے خواہ مالک اسکو پہچانے یا نہ پہچانے اسلیے کہ حکم تو سبب پر مبنی ہوتا ہے نہ علم پر اور ایسی حالت مین غاصب پہلے غصب کی وجہ سے غاصب نہ رہیگا ہان اگر پھر از سر نو کوئی غصب کا فعل کرے تو غاصب ہوگا اسی طرح اگر غاصب نے غصب کیا ہوا کپڑا مالک کو پہنایا اور اُسنے پہن لیا حتے کہ پھٹ گیا تو بھی یہی حکم ہے خواہ مالک اُسکو پہچانے یا نہ پہچانے اور اسی طرح اگر مالک سے وہ کپڑا فروخت کیا یا اسکو ہبہ کر دیا یہان تک کہ اُسنے پہن لیا اور پھٹ گیا تو بھی یہی حکم ہے اسی طرح اگر غاصب نے اناج غصب کرکے مالک کو کھانے کو دیا اور اُسنے کھایا تو بھی یہی حکم ہے خواہ مالک نے اُسکو جانا ہو یا نہ جانا ہو اسیطرح اگر مالک خود غاصب کے گھر مین آیا اور وہی اناج جو غاصب نے غصب کیا تھا خود کھا لیا خواہ پہچانا ہو یا نہ پہچانا ہو تو بھی یہی حکم ہے غاصب ضمان سے بری ہو جائیگا اور اگر غاصب نے آٹے کی روٹیان پکا کر یا گوشت کو بھون کر پھر مالک کو کھلا دیا تو ضمان سے بری نہوگا اسواسطے کہ مالک نے مال مغصوب بیاس صورت مین اپنا قبضہ ثابت نہین کیا - اور اگر مغصوبہ باندی غاصب کے پاس ایک آنکھ سے معذور ہو گئی یا اُسکا دانت گر گیا پھر غاصب نے مالک کو واپس کر دی پھر مالک کے پاس اُسکی آنکھ کا عذر زائل ہو گیا یا دانت جم آیا تو اُسکی ضمان سے غاصب بری ہو جائیگا یہ ذخیرہ مین ہے - اور اگر کوئی غلام غصب کیا پھر اُسکی آنکھ مین پھلی پڑ گئی پھر غاصب نے مالک کو واپس دیا اور مالک نے اس نقصان کا جرمانہ لے لیا پھر مالک نے اُسکو فروخت کیا اور مشتری کے پاس اُسکی آنکھ صاف ہو گئی تو جسقدر مالک نے آنکھ کے نقصان کا جرمانہ غاصب سے لیا ہے اُسکو غاصب واپس لیگا اسواسطے کہ جرم کا اثر زائل ہو گیا یہ ظہیریہ مین ہے - ایک شخص نے دوسرے کا دار غصب کیا پھر مالک سے اُسکو کرایہ لیا حالانکہ وہ دار دونون کے حضور مین نہین ہے تو ضمان سے بری نہوگا اور اگر غاصب اسمین رہتا ہو یا اسمین رہنے پر قادر ہو تو ضمان سے بری ہو جائیگا کیونکہ اسپر کرایہ واجب ہو گیا یہ وجیز کردری مین ہے - اور اگر زید نے عمرو کے غصب کیے ہوئے غلام کو عمرو سے اپنی کوئی دیوار معلوم بنانے کیواسطے اجارہ پر لیا تو جبتک وہ غلام دیوار کا کام شروع نکرے تب تک اُسکی ضمان مین رہیگا پھر جب دیوار کا کام شروع کریگا تب سے غاصب ضمان سے بری ہو جائیگا اسی طرح اگر مالک سے خدمت کیواسطے اجارہ لیا ہو تو بھی یہی حکم ہے یہ فتاوی قاضی خان مین ہے - امام محمد رح نے جامع مین فرمایا کہ اگر ایک شخص نے دوسرے کا غلام غصب کیا پھر مالک سے اسکو اجارہ پر لیا تو صحیح ہے اور مستاجر فقط عقد ہی سے اُسپر قابض قرار دیا جائیگا اور ضمان غصب سے بری ہو جائیگا اسواسطے کہ قبضہ غصب قبضہ اجارہ کا نائب ہوگا اسلیے کہ جب قبضہ غصب قبضہ خرید کا نائب ہوتا ہے تو بدرجہ اولی قبضہ اجارہ کا نائب ہوگا پس جب فقط عقد ہی سے بطریق اجارہ قابض قرار دیا گیا تو وہ غاصب نہ رہیگا بلکہ امین ہو جائیگا اور ضمان مرتفع ہو جائیگی اور پھر ضمان عود نکریگی مگر جبکہ دوبارہ کوئی تعدی کرے یعنے پھر کوئی فعل موجب ضمان صادر ہو پس اگر مدت اجارہ مین غلام مر گیا تو امانت مین مرا اور جسقدر مدت گزری ہو اُسکی اجرت غاصب پر واجب ہوگی اور باقی ساقط ہو جائیگی پھر اگر اجارہ کی مدت گذر گئی اور غلام زندہ موجود ہے تو ضمان عود نکریگی یعنے مال مضمون نہو جائیگا - اور منتقی مین ہے کہ اگر کسی شخص سے غلام غصب کرکے پھر اس سے کسی کام کیواسطے اجارہ لیا تو جسوقت غلام اُس کام کو شروع کریگا اُسوقت غاصب ضمان سے بری ہو جائیگا اسواسطے کہ غاصب

پر اجرت واجب ہوگی یہ ذخیرہ مین ہی - اور اگر مال مغصوب کو مالک نے غاصب کو عاریت دیا تو غاصب فقط اتنے سے بری نہو جائیگا حتی کہ اگر قبل استعمال کے وہ مال تلف ہوگیا تو غاصب پر اُسکی ضمان واجب ہوگی - اور اگر مالک نے غاصب سے کہا کہ مین نے مال مغصوب تیری ودیعت مین دیا پھر وہ مال غاصب کے پاس تلف ہوگیا تو غاصب ضامن ہوگا اسواسطے کہ ضمان سے بری کرنا صریحاً نہین پایا گیا اور عقد ودیعت وحکم بحفاظت دونون ضمان غصب کے منافی نہین ہین یہ فصول عمادیہ مین ہی - واضح ہو کہ مغصوب منہ نے اگر مغصوبہ باندی کا نکاح کر دیا تو امام ابویوسف کے قیاس پر غاصب فی الحال ضمان سے بری ہو جائیگا اور امام اعظم رح کے نزدیک نہین بری ہوگا اور یہ اختلاف فرع اختلاف بیع ہی آیا نکاح کرنے سے مالک قابض ہو جائیگا یا نہین - اور اگر اُسکے شوہر نے اُس سے وطی کر لی تو بالاجماع غاصب بری ہو جائیگا یہ سراج الوہاج مین ہی - اور اگر مغصوب منہ نے مغصوب کو کوئی کام سکھلانے کیواسطے غاصب کو اجیر مقرر کیا تو جائز ہی مگر وہ غاصب کے پاس اسی طرح مضمون رہیگا کہ اگر یہ کام سیکھنا شروع کرنے سے پہلے یا بعد مر گیا تو غاصب ضامن ہوگا اسی طرح اگر غاصب کو مغصوب کپڑے کے دھونے کیواسطے اجیر مقرر کیا تو بھی یہی حکم ہی یہ محیط مین ہی - اگر زید نے عمرو کے گیہون غصب کرکے پھر عمرو کو دیے کہ میرے واسطے ان کو پیس دے اُسنے پیسے پھر اسکو معلوم ہوا کہ یہ وہی میرے گیہون ہین تو اسکو اختیار ہوگا کہ آٹا سب داب رکھے اسی طرح اگر عمرو کا سوت غصب کرکے پھر عمرو کو دیکر کہا کہ میرے واسطے اسکا کپڑا بُن دے پھر عمرو کو معلوم ہوا کہ میرا سوت ہی تو بھی یہی حکم ہی - اسیطرح اگر زید نے عمرو کا جانور غصب کیا اور عمرو مر گیا اور اُسکا وارث زید کے پاس آیا اور وہ جانور عاریت مانگا اور زید نے دیدیا اور وہ وارث کے پاس مر گیا تو زید اُسکے تاوان سے بری ہو جائیگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہی - غاصب نے اگر مال مغصوب کو بحکم قاضی فروخت کیا تو ضمان سے بری ہو جائیگا جیسے بحکم مالک فروخت کرنے مین بری ہوتا ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی - اگر مالک نے غاصب کو حکم دیا کہ غلام مغصوب فروخت کرے تو صحیح ہی اور غاصب وکیل قرار دیا جائیگا مگر فقط حکم دینے سے غاصب ضمان سے بری نہوگا اور نہ فقط بیع کر دینے سے بری ہوگا حتی کہ اگر بعد بیع کے مشتری کو سپرد کرنے سے پہلے وہ غلام مر گیا تو بیع ٹوٹ جاویگی اور غاصب اسکی قیمت کا ضامن ہوگا اسیطرح اگر مغصوب منہ نے مال مغصوب خود ہی فروخت کیا تو مشتری کو سپرد کرنے سے پہلے غاصب اسکی ضمان سے بری نہوگا - پھر واضح ہو کہ اگر غاصب نے مغصوب منہ کے حکم سے مال مغصوب فروخت کر دیا پھر مشتری نے بسبب عیب کے غاصب کو واپس کیا پس اگر قبضہ سے پہلے واپس کیا ہو تو بحالہ غاصب کے پاس مضمون رہیگا اور اگر بعد قبضہ کے واپس کیا تو غاصب کے ہاتھ مین مضمون ہوکر نہ رہیگا یہ ذخیرہ مین ہی - اور اگر مالک نے غاصب کو حکم دیا کہ غصب کی ہوئی بکری کو قربانی کر دے تو قربانی کر دینے سے پہلے غاصب اُسکی ضمان سے بری نہوگا یہ فصول عمادیہ مین ہی - اگر غاصب نے مغصوب منہ کو مال مغصوب واپس کیا تو کتاب مین حکم مطلق مذکور ہی کہ ضمان سے بری ہو جائیگا اور امام خواہر زادہ نے کتاب الاقرار مین فرمایا کہ حاصل مسئلہ کی چند صورتین ہین اگر مغصوب منہ بالغ ہو تو وہی حکم ہی جو کتاب مین مذکور ہی اور اگر نابالغ ہو پس اگر ماذون التجارۃ ہو تو بھی وہی حکم ہی اور اگر محجور ہو پس اگر قبضہ وحفاظت کو نہ سمجھتا ہو اور غاصب نے وہ مال اس سے غصب کرنے اور اپنی جگہ سے تحویل کرنے کے بعد اسکو واپس کیا تو بری نہوگا اور اگر اپنی جگہ سے تحویل کرنے سے پہلے اسکو واپس کیا تو استحساناً بری ہو جائیگا اور اگر نابالغ محجور ایسا ہو کہ قبضہ حفاظت کو سمجھتا ہو

اسمین مشایخ کا اختلاف ہو اور فتاواے فضلی مین لکھا ہو کہ اگر نابالغ لینا و دینا سمجھتا ہو تو غاصب ضمان سے بری ہو جائیگا اور کچھ اختلاف ذکر نہین کیا اور اگر نہ سمجھتا ہو تو بری نہوگا اور کچھ تفصیل ذکر نہین فرمائی اور بھی فتاوای فضلی مین لکھا ہو کہ اگر مال مغصوب درم ہون اور غاصب نے انکو تلف کر دیا پھر انکے مثل نابالغ کو واپس دیے اور وہ نابالغ عاقل ہو پس اگر وہ نابالغ عاقل ماذون ہو تو غاصب بری ہو جائیگا اور اگر محجور ہو تو بری نہوگا یہ محیط مین ہو - اگر جانور کی پیٹھ پر سے زین غصب کر کے پھر اسکی پیٹھ پر لوٹا دی تو ضمان سے بری نہ ہوگا یہ وجیز کردری مین ہو ایک شخص نے ایندھن کی لکڑی غصب کر کے پھر مغصوب منہ کو اپنی ہانڈیان پکانے کے واسطے مزدور کیا اور اُسنے ہانڈیون کے نیچے وہی لکڑیان جلائین اور یہ نجانا کہ یہ وہی لکڑیان ہین تو مشایخ نے فرمایا کہ اُسکی کوئی روایت نہین ہو اور صحیح یہ حکم ہو کہ غاصب ضمان سے بری ہو جائیگا یہ جواہر اخلاطی مین ہو - زید کا عمرو پر قرضہ آتا ہو زید نے عمرو کے مال سے بقدر اپنے حق کے لے لیا تو صدر الشہید رح نے فرمایا کہ مختار یہ ہو کہ زید غاصب نہوگا اسلیے کہ اُسنے باجازت شرع لیا ہو لیکن اُس سے مضمون علیہ ہو جائیگا اور یہ اسواسطے کہ یہ اداے قرض کا طریقہ ہو یہ محیط مین ہو - ایک شخص کا دوسرے پر قرضہ آتا ہو پھر ایک شخص غیر نے مقروض کے مال سے لیکر قرضخواہ کو دیدیا تو مشایخ نے اختلاف کیا ہو شیخ نصیر بن یحییٰ نے فرمایا کہ یہ مال قرضہ کا قصاص ہو جائیگا یعنی ادلا بدلا ہو جائیگا اسواسطے کہ جسنے لیکر دیا ہو وہ بمنزلہ قرضخواہ کے وصول کرنے کے مددگار کے ہو گیا اور فتوی اسی قول پر ہو یہ فتاوی قاضی خان مین ہو - ایک شخص نے سوتے ہوے آدمی کی انگوٹھی اُتار لی اور پھر سوتے ہی مین اُسکو پہنا دی تو بری ہو جائیگا اور اگر وہ جاگا پھر سو گیا پھر دوسری نیند مین اُسکو پہنا دی تو بری نہوگا کیونکہ پہلی صورت مین سوتے کو واپس دینا واجب ہوا تھا اور وہ پایا گیا اور دوسری صورت مین جاگتے کو واپس دینا واجب ہوا تھا اور یہ نہ پایا گیا اور حاصل یہ ہو کہ سوتے آدمی کی اُنگلی مین انگوٹھی یا پانؤن مین موزہ یا سر پر ٹوپی واپس کرنے مین امام ابو یوسف ضمان سے بری ہونے کیواسطے اتحاد نوم یعنی نیند کا متحد ہونا اعتبار کرتے ہین جیسا کہ اس مقام پر مذکور ہو اور امام محمد رح کے نزدیک مجلس کا متحد ہونا معتبر ہو حتی کہ اگر اُسنے اُسی مجلس مین جہان سے چیز اُتاری گئی وہین پہنا دی تو تاوان سے بری ہو جائیگا اگرچہ نیند مین واپس دی ہو پس اگر اُسکی جگہ سے تحویل نپائی گئی اور اُسکی وہی جگہ ہے کوئی اُنگلی ہو یا پانؤن مین دوبارہ پہنا دی تو ضمان ساقط ہو جائیگی اور اگر اپنی جگہ سے تحویل پائی گئی پھر اُسی نیند مین یا دوسری نیند مین دوبارہ پہنا دی تو بری نہ ہوگا جبتک کہ اسکو جاگنے مین واپس نکرے یہ وجیز کردری مین ہو - اگر دوسرے شخص کا کپڑا اُسکی غیبت مین بدون اُسکی اجازت کے پہن لیا پھر اُتار کر اُسکی جگہ پر رکھدیا تو ضمان سے بری نہوگا اور ہمارے مشایخ نے فرمایا کہ یہ حکم اس صورت مین ہو کہ وہ کپڑا اسطرح پہنا ہو جسطرح اُسکے پہننے کی عادت جاری ہو اور اگر قمیص تھی اور اُسکو اپنے کاندھے پر ڈال لیا پھر اُتار کر اُسکی جگہ پر رکھدیا تو بالاتفاق ضامن نہوگا - اور منتقی مین ابن سماعہ کی روایت سے امام محمد رح سے مروی ہو کہ اگر ایک شخص نے دوسرے کے گھر سے اُسکا کپڑا بدون اُسکی اجازت کے لے لیا اور پہنا پھر اُسکو اُسکے گھر مین جہان سے لیا تھا رکھدیا اور وہ تلف ہو گیا تو استحساناً اُس شخص پر ضمان نہین ہو اسیطرح اگر دوسرے کا جانور اُسکے تھان پر سے جہان جایا جاتا ہو بدون مالک کی اجازت کے لے لیا پھر اُسکو اُسکی جگہ پر واپس پہونچا دیا تو استحساناً ضامن نہوگا - اور اگر کسی شخص کے ہاتھ سے اسکا جانور براہ غصب لے لیا پھر اُسکو واپس کرنے کو لایا مگر مالک یا خادم کو نہ پایا اور جانور کو اُسکے تھان پر باندھ دیا

تو وہ شخص ضامن ہوگا اسکو شمس الائمہ سرخسی نے شرح کتاب العاریہ مین صریح بیان فرمایا ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اگر ایک شخص کی تھیلی مین ہزار درم ہون اور ایک شخص نے اُس تھیلی مین سے آدھے درم نکال لیے پھر چند روز بعد جسقدر نکالے تھے واپس لاکر اُسی تھیلی مین رکھدیے تو یہ شخص فقط اُسی قدر درمون کا ضامن ہوگا جتنے اُسنے نکال کر واپس لاکر تھیلی مین رکھے مین دوسرے درمون کا ضامن نہوگا اور تھیلی مین واپس لاکر رکھنے سے ضمان سے بری نہ ہوگا یہ وجیز کردری مین ہی اگر غاصب مال مغصوب کو لایا اور مالک کی گود مین رکھدیا حالانکہ مالک کو معلوم نہ ہوا کہ یہ میری ملک ہی پھر ایک شخص نے آکر اُسکو اُٹھالیا تو صحیح یہ ہی کہ غاصب بری ہوجائیگا کذا فی محیط السرخسی اور اگر مال مغصوب کو تلف کرکے بلا حکم قاضی مالک کو قیمت دینی چاہی اور مالک نے قبول نہ کی اور غاصب اُسکے سامنے رکھ گیا تو ضمان سے بری نہ ہوگا لیکن اگر مالک کے ہاتھ یا گود مین رکھ جاوے تو بری ہوجائیگا یہ وجیز کردری مین ہی۔ اور اگر غاصب نے مغصوب مال کسی ایک وارث مغصوب منہ کو واپس دیا تو دوسرے وارثون کے حصہ سے بری نہوگا بشرطیکہ یہ واپس کرنا بدون حکم قاضی ہو یہ سراجیہ مین ہی۔ غاصب نے مال مغصوب مالک کو واپس دیا مگر اُسنے قبول نہ کیا اور غاصب اُسکو اپنے گھر واپس لے گیا پس اگر اُسنے مالک کے پاس رکھا نہ تھا اور وہ غاصب کے پاس تلف ہوگیا تو ضامن نہوگا اور اپنے گھر واپس لیجانے سے غصب جدید ثابت نہوگا جبکہ اُسنے مالک کے پاس نہ رکھدیا ہو۔ اور اگر مالک کے پاس اسطرح رکھدیا ہو کہ مالک کا قبضہ اُس چیز تک پہونچتا ہو پھر غاصب اسکو دوبارہ اپنے گھر اُٹھا لیگیا اور وہ چیز غاصب کے پاس ضائع ہوگئی تو ضامن ہوگا لیکن جب کہ وہ چیز غاصب کے ہاتھ ہی مین رہی اور اُسنے مالک کے پاس نہ رکھی مگر مالک سے کہا کہ اسکو لے لے اور مالک نے قبول نہ کیا تو وہ چیز غاصب کے ہاتھ مین امانت ہوگئی (یعنی ضائع ہونے سے ضامن نہ ہوگا)

یہ وجیز کردری مین ہی۔ تتمیہ مین لکھا ہی کہ شیخ ابو عصمۃ رحمہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص دوسرے کی تھیلی سے درم غصب کرکے اپنے خرچ مین لایا پھر جسقدر لیے تھے اُسکے مثل اُس شخص کی تھیلی مین ڈال کر اُسکے درمون مین مخلوط کردیے بدون اسکے کہ اُسکے مالک کو آگاہ کرے تو شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ابھی حکم موقوف رہیگا یہان تک کہ دریافت ہو کہ اُسکے مالک نے جو کچھ تھیلی مین درم تھے سب خرچ کردیے یا تھیلی جہان رکھی تھی وہان سے اُٹھالی تو اُسوقت غاصب کے ذمہ سے ضمان ساقط ہوجائیگی اور شیخ نصیر رحمہ سے مروی ہی کہ اگر راستہ مین ایک چوپایہ کھڑا دیکھکر اسکو ایک طرف ہٹادیا تو ضامن ہوگا اور شیخ ابن سلمہ رحمہ سے مروی ہی کہ اگر ہٹانے کے بعد وہ کھڑا ہوگیا پھر چلا گیا تو ضامن نہ ہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ ایک شخص کے پاس دو کُر گیہون تھے اسمین سے ایک شخص نے ایک کُر غصب کرلیا پھر مالک نے دوسرا کُر اُسی غاصب کے پاس ودیعت رکھا پھر غاصب نے اِسکو غصب کیے ہوے کُر مین ملادیا پھر یہ سب گیہون ضائع ہوگئے تو غصب کیے ہوے کُر کا ضامن ہوگا اور کُر ودیعت کا ضامن نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر ایک شخص کی کشتی غصب کرکے اُسپر سوار ہوا جب بیچ دریا مین پہونچا تو کشتی کا مالک اُس سے جا ملا تو مالک کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ وہین اُس سے اپنی کشتی واپس لے لیکن وہان سے کنارہ تک اِسکو اجارہ پر دیدے اور یہ حکم بنظر مراعات طرفین ہی اسی طرح اگر کسی شخص نے چوپایہ دوسرے کا غصب کرلیا اور بیچ جنگل مین مہلکہ کے مقام پر اُسکا مالک غاصب سے جا ملا تو وہین اُس سے واپس نہین لے سکتا ہی مگر وہان سے اسکو اجارہ پر دیدے یہ محیط مین ہی۔ ایک شخص کو غصب کیے ہوے کپڑے کا کفن دیکر دفن کرکے اُس پر مٹی ڈال دی گئی اور تین روز گذر گئے

یا نہ گذرے پھر کفن کا مالک آیا پس اگر میت کا ترکہ موجود ہو یا نہ ہو مگر کسی نے اُسکی قیمت دیدی تو مالک پر واجب ہوگا کہ اُسکو لیلے اور قبر کو نہ کھودے اور یہ استحسان ہے اور اگر مالک کو قیمت نہ پہونچی تو اسکو اختیار ہوگا چاہے اپنی آخرت کے ثواب کے واسطے چھوڑ دے یا قبر کھود کر اپنا کفن لے لے مگر پہلی بات افضل ہے کہ اسمین اُسکی دین و دنیا کی بہتری ہے اور اگر اُسنے قبر کھود کر کفن لے لیا اور وہ کفن ناقص ہوگیا ہے تو اسکو اختیار ہوگا کہ جنھون نے میت کو کفنا کر دفنایا ہے اُنسے ضمان لے یہ کبری مین ہے- اگر کسی شخص نے کپڑا یا درہم یا چوپایہ غصب کیا اور وہ بعینہ موجود ہے اور مالک نے غاصب کو اُس سے بری کر دیا تو صحیح ہے اور غصب اُسکے پاس امانت ہو جائیگا اسی طرح اگر مالک نے اسکو اُس سے حلال کر دیا (یعنی یون کہدیا کہ انت فی حل من ذلک یا حللتک) تو غاصب ضمان سے بری ہو جائیگا خواہ وہ مال قائم ہو یا تلف ہوگیا ہو پس اگر تلف ہوگیا ہوگا تو یہ قول قرضہ سے ابراء ہے اور اگر قائم ہوگا تو ضمان غصب سے ابراء ہے اور وہ چیز غصب جو اُسکے پاس موجود ہے وہ اُسکے پاس امانت ہو جائیگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہے- اگر کسی شخص نے دوسرے کے درخت کی شاخ کاٹ ڈالی اور اُسکی جگہ دوسری شاخ پھوٹ نکلی تو ضمان سے بری نہ ہوگا اسی طرح اگر کھیتی یا ساگ کاٹ ڈالا اور بجاے اُسکے دوسرا اگا تو کاٹی ہوئی کھیتی یا ساگ کے ضمان سے بری نہ ہوگا یہ فصول عمادیہ مین ہے فتاوے نسفی مین لکھا ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کا میدان غصب کر کے اپنی عمارت مین داخل کر لیا یا دوسرے کا پودھا غصب کر کے اپنی زمین مین جما دیا اور وہ بڑا ہوگیا یہانتک کہ مالک کا حق اُس سے منقطع ہوگیا پھر مالک نے غاصب سے کہا کہ مین نے تجھے میدان و پودھا ہبہ کر دیا تو صحیح ہے اور یہ قول ضمان سے ابراء ہے یہ محیط مین ہے- اور نوازل مین لکھا ہے کہ کسی شخص نے دوسرے کی ابریق چاندی کی (یعنے ابریز یعنی چھاگل) توڑ دی پھر دوسرے شخص نے آکر اور زیادہ توڑ دی تو پہلا شخص ضمان سے بری ہوگیا اور دوسرا اُسکے مثل ضمان دیگا- اسی طرح اگر کسی شخص کے گیہون مین پانی ڈال دیا پھر دوسرے نے آکر پانی ڈال دیا اور نقصان زیادہ ہوگیا تو پہلا شخص ضمان سے بری ہوگیا اور دوسرا شخص اپنے پانی ڈالنے کے روز کی گیہون کی قیمت کا ضامن ہوگا یہ فصول عمادیہ مین ہے- اگر ایک شخص نے دوسرے کا چاندی کا برتن توڑ ڈالا پھر مالک نے اسکو برباد کر دیا قبل اسکے کہ توڑنے والے کو دیدے تو توڑنے والے پر کچھ واجب نہ ہوگا اسلیے کہ تضمین کی شرط یہ ہے کہ کسور اپنی کا سپرد کرے مگر اُسنے خود ہی ناپید کر کے یہ شرط کھو دی یہ محیط مین ہے- ایک شخص نے دوسرے کی چیز غصب کر کے حفاظت کے واسطے اُسپر قبضہ کیا اور مالک نے اسکو حفاظت کے واسطے حکم دیا جسطرح اُسنے لی تھی تو غاصب ضمان سے بری ہوگیا اور اگر غاصب نے اُس سے کچھ نفع حاصل کیا پھر مالک نے اسکو حفاظت کا حکم دیا تو ضمان سے بری نہ ہوگا اور علی ہذا اگر کسی شخص نے دوسرے کا مال کسی غیر شخص کو ودیعت دیا پھر مالک نے اجازت دیدی تو دینے والا ضمان سے بری ہو جائیگا یہ خلاصہ مین ہے- اگر ایک شخص نے دوسرے کی چیز غصب کی پھر مغصوب منہ غائب ہوگیا اور غاصب قاضی کے پاس حاضر ہوا اور قاضی سے درخواست کی کہ یا تو مجھ سے یہ چیز لے لے یا اُسکا خرچہ مقرر کر دے تو قاضی نہ اُس چیز کو لیگا اور نہ اُسکا نفقہ مقرر کریگا اور اگر وہ شخص غاصب ایسا ہو کہ چیزون کو تلف کر ڈالتا ہو اُسکی ذات سے ایسے امر کا خوف ہو اور قاضی کی راے مین آیا کہ اس سے لیکر فروخت کر دے تو کچھ ڈر نہین ہے (یعنے لیکر فروخت کر دے جائز ہے) اسواسطے کہ اس صورت مین بھی ایک طرح کی نظر شفقت تھی اور اس صورت مین بھی ایک طرح کی نظر مصلحت ہے پس اس باب مین قاضی

کی راے جائز ہوگی کذا فے الظہیریہ۔

ساتوان باب غصب مین دعوی واقع ہونے اور غاصب ومغصوب منہ مین اختلاف واقع ہونے اور اس مین گواہی ادا ہونے کے بیان مین۔ (امام محمد رح نے فرمایا کہ) ایک شخص نے دوسرے پر اس دعوی کے گواہ قائم کیے کہ اسنے میری ایک باندی غصب کرلی ہی تو مین اُسکو قید کرونگا یہان تک کہ باندی لاکر وہ مدعی کو واپس دیجاوےگی شیخ ابو الیسر و امام سرخسی نے ذکر کیا کہ یہ جو امام محمد رح نے ذکر فرمایا کہ ایسا دعوی و گواہی مسموع ہی یہی اصح ہی کیونکہ اگر غصب کبھی اچانک واقع ہوجاتا ہی تو گواہون سے باندی کی صفت و قیمت کی شناخت نہین ہوسکتی ہی پس تعذر کی وجہ سے گواہون سے علم اوصاف کا اعتبار ساقط ہوجائیگا اور اُن کی گواہی سے فعل غصب ثابت ہوگا اور بکر رح نے ذکر کیا کہ اگر حق قضا مین یہ گواہی مثبت نہ ہو تو حق ایجاب حبس مین مثبت ہوگی جیسا کہ سرقہ مین حکم ہی اور اقضیہ مین لکھا ہی کہ یہ سب اُس صورت مین ہی کہ مدعی نے باندی کے موجود ہونے کا دعوی کیا ہو اور اگر یہ دعوی کیا کہ وہ مرگئی تو بالاتفاق صحت دعوی کے واسطے بیان قیمت شرط ہی اور امام محمد رح نے جو فرمایا کہ یہان تک کہ باندی لاوے وہ مدعی کو واپس دیجائیگی اس سے یہ غرض ہی کہ جب اُسکے عین پر دوبارہ گواہ قائم کرے (یعنی یہ وہی باندی ہے) اور غرض یہ ہی کہ باندی کے حاضر کرنے کے بعد اگر دونون نے اُسکے عین مین اختلاف کیا تو دوبارہ گواہی کی ضرورت ہی۔ اور اگر غاصب نے کہا کہ وہ باندی بھاگ گئی یا مرگئی یا مین نے اسکو فروخت کرکے مشتری کے سپرد کردیا اور اب مین اُسپر قادر نہین ہون پس اگر مدعی نے اُسکے قول کی تصدیق کی تو غاصب پر قیمت کی ڈگری کیجائیگی اگر مدعی نے اسکی درخواست کی۔ اور اگر مدعی نے اُسکے قول کی تکذیب کی تو قاضی اسکو قید کریگا یہان تک کہ قاضی کی رائے اسطرف غالب ہوجاوے کہ اگر غاصب اُسپر قادر ہوتا تو اسکو ظاہر کرتا پھر اسکو قید سے باہر نکالیگا اور مدعی سے کہیگا کہ تو اس باندی کے ظاہر ہونے تک انتظار کرنا چاہتا ہی یا تاوان قیمت چاہتا ہی پس اگر اسنے قیمت چاہی اور دونون نے کسی قدر قیمت پر اتفاق کیا تو اُسقدر قیمت کی ڈگری کردیگا اور اگر مقدار قیمت مین اختلاف کیا تو مدعی کے ذمہ گواہ لانا ہی اور قسم کے ساتھ غاصب کا قول قبول ہوگا اور اگر غاصب نے قسم سے انکار کیا تو یہ مثل اقرار کے ہی پس اُسپر نکول سے ڈگری کردیجائیگی اور اگر قسم کھاگیا تو جسقدر غاصب نے اقرار کیا ہی اسیقدر قیمت مدعی لے لیگا پھر اگر وہ باندی ظاہر ہوئی پس اگر مدعی نے اسکی قیمت بہ ثبوت گواہان لی یا غاصب نے اُسکے دعوی قیمت کی تصدیق کی تھی وہی قیمت لی یا غاصب کے نکول پر اپنے دعوی کی قیمت لی ہو تو مالک کو اس باندی کی طرف کوئی راہ نہین ہی اور اگر غاصب کے قول پر اُسکی قیمت لی ہو حالانکہ اسقدر پر راضی نہ تھا تو مختار ہوگا چاہے قیمت واپس کرکے باندی لیلے یا قیمت پر راضی رہے تو باندی غاصب کی ہوجائیگی اور شیخ کرخی نے فرمایا کہ یہ حکم اسوقت ہی کہ جب یہ ظاہر ہو کہ اس باندی کی قیمت غاصب کے بیان سے زائد ہی اور اگر اُسی قدر نکلی کہ جسقدر غاصب نے بیان کی ہی تو مالک کو اسکے لینے کی کوئی راہ نہ ہوگی ہکذا فی التمرتاشی اور ظاہر الروایت مین جو حکم مذکور ہی وہ مطلق ہی یعنے اُسمین یہ تفصیل نہین ہی جو شیخ کرخی نے بیان کی ہی اور وہی صحیح ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اگر مغصوب منہ نے اگر غاصب کے قبضہ کی باندی کا خود دعوی کیا حالانکہ غاصب انکار کرتا ہی پس مدعی نے دو گواہ قائم کیے ایک نے یہ گواہی دی کہ یہ باندی مدعی کی ہی مدعی نے اسکو فلان شخص سے خریدا ہی اور دوسرے نے یہ گواہی دی کہ یہ باندی مدعی کی ہی اُسنے

اُسکو اپنے باپ سے میراث پایا ہی تو گواہی جائز نہ ہوگی - اور اگر ایک گواہ نے فلان شخص سے خریدنے کی گواہی دی اور دوسرے نے کسی دوسرے شخص سے خریدنے کی یا بطور ہبہ یا صدقہ پانے کی گواہی دی تو گواہی جائز نہ ہوگی - اور اگر دونون نے یہ گواہی دی کہ یہ باندی اس مدعی کی ہی اس سے اس غاصب نے غصب کر لی ہی - اور غاصب اُسکو فروخت کر کے مشتری کے سپرد کر چکا ہی پھر اسکے بعد مالک نے بیع کی اجازت دیدی تو فرمایا کہ جائز ہی پس اگر غاصب ثمن وصول کر چکا ہو اور وہ اُسکے پاس تلف ہو گیا تو مالک کنیز کا مال گیا اور جو کچھ باندی سے مشتری کے پاس از قسم اولاد یا کمائی یا ارش جنایت یا اُسکے مانند پیدا ہوئی وہ سب مشتری کی ہوگی اور اگر مالک نے بیع کی اجازت نہ دی اور اپنی باندی کو لے لیا تو اسکے ساتھ یہ سب بھی لے لیگا - اور اگر مشتری نے اُسکو آزاد کر دیا تو ہمارے نزدیک مالک کی اجازت بیع سے پہلے عتق نافذ نہ ہوگا اور اگر مشتری کے آزاد کرنے کے بعد مالک نے بیع کی اجازت دی تو بیع جائز ہو جائیگی اور استحساناً عتق نافذ ہو جائیگا یہ امام اعظم و امام ابو یوسف کا قول ہی ایسا ہی امام محمد رح ان دونون امامون سے روایت فرماتے ہین یہ مبسوط مین ہی - اگر زید و عمرو نے بکر پر ایک باندی کا دعوی کیا پس زید نے گواہ دیے کہ بکر نے مجھسے یہ باندی فلان وقت مین غصب کر لی ہی اور عمرو نے گواہ دیے کہ بکر نے مجھسے یہ باندی فلان وقت متاخر مین غصب کر لی ہی یعنے ایسا وقت بیان کیا جو پہلے مدعی کے وقت کے بعد ہی تو فرمایا کہ امام اعظم رح کے قیاس پر وہ باندی دوسرے مدعی کو ملیگی اور پہلے مدعی کی قیمت غاصب پر واجب ہوگی اور امام ابو یوسف کے قیاس پر وہ باندی پہلے مدعی کو ملیگی اور دوسرے مدعی کا کچھ حق ضمان غاصب پر واجب نہ ہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - اگر زید نے عمرو پر دعوی کیا کہ اُسنے مجھسے میری مملوکہ باندی غصب کر لی ہی اور عمرو نے کہا کہ جس باندی کا یہ شخص دعوی کرتا ہی مین نے اُسکو سو درم مین خریدا ہی اور دونون نے اپنے اپنے گواہ قائم کیے تو عمرو کے گواہ قبول ہونگے یہ جواہر اخلاطی مین ہی - ایک شخص نے دوسرے کی مقبوضہ باندی کا دعوی کیا کہ یہ باندی میری ہی اس قابض نے مجھسے غصب کر لی ہی مگر مدعی کے گواہون نے غصب کی گواہی نہ دی صرف مدعی کی ملک ہونے کی گواہی دی اور قاضی نے چاہا کہ مدعی گواہ قائم کرنے والے کے نام ڈگری کر دے تو کیا مدعی سے یون قسم لیگا کہ واللہ مین نے یہ باندی اسکے ہاتھ فروخت نہین کی اور نہ اسکو اسمین تصرف کرنے کی اجازت دی ہی یا نہین تو فرمایا کہ نہین لیکن اگر قابض ان باتون مین سے کسی بات کا دعوی کرے تو البتہ قسم لیگا اور امام ابو یوسف سے روایت ہی کہ قاضی اُس سے قسم لیگا اگرچہ قابض درخواست دعوی نہ کرے تاکہ حکم قضا راحکم و ابرم ہو اور اس بات پر اجماع ہی کہ اگر کسی شخص نے دوسرے کے ترکہ مین اپنے قرضہ کا دعوی کیا تو باوجود گواہ قائم کرنے کے قاضی اُس سے قسم لیگا کہ واللہ مین نے یہ قرضہ وصول نہین پایا اور نہ مین نے قرضدار کو بری کیا ہی اگرچہ مدعا علیہ اُسکا دعوی نہ کرے اور یہ مسئلہ اجماعی امام ابو یوسف کے قول کا شاہد ہی یہ محیط مین ہی - قال المترجم المیت غیر ناظر فی حقوقہ فجعل القاضی مقامہ فی النظر لطلب الحلف لعموم ولایتہ بخلاف الحی حیث لم یدع ما فیہ نظرہ فافترقا فلم یتم الاستشہاد - اگر ایک شخص نے دوسرے کا کپڑا غصب کر لیا اور غاصب کی طرف سے مغصوب منہ کے واسطے ایک شخص کپڑے کی قیمت کا ضامن و کفیل ہوا پھر باہم سب نے قیمت مین اختلاف کیا کفیل نے کہا کہ دس درم ہی اور غاصب نے کہا کہ بیس درم ہی اور مالک نے کہا کہ تیس درم ہی تو کفیل پر مکفول عنہ و مکفول لہ کسی کے قول کی تصدیق نہ ہوگی کیونکہ مکفول لہ کفیل پر زیادتی کا دعوی کرتا ہی اور وہ انکار کرتا ہی اور غاصب دس درم زیادتی کا اقرار کرتا ہی اور ہر مقر کا اقرار اسی کے

حق مین صحیح ہوتا ہی دوسرے کے حق مین صحیح نہین ہوتا ہی پس غاصب پر دوسرے دس درم واجب ہونگے کفیل پر واجب
نہونگے یہ محیط سرخسی مین ہی - اگر غاصب و مغصوب منہ نے مغصوبہ چیز مین یا اُسکی صفت یا قیمت مین اختلاف کیا تو
قسم سے غاصب کا قول قبول ہوگا اور اگر ایسا ہوا کہ مغصوب منہ نے جو کچھ ان وجوہون مین دعوی کیا اُسکا غاصب نے
اقرار کر لیا پھر کہا کہ مین نے یہ سب تجھے دیدیا یا جو کچھ مجھپر ضمان واجب ہوئی تھی مین نے تجھے دیدی اور تو نے مجھسے
لیکر قبضہ کر لیا تو اُسکے اس قول کی تصدیق نہ کیجائیگی اور قسم کے ساتھ مغصوب منہ کا قول قبول ہوگا کہ مین نے اس
سے وصول نہین پائی اور نہ اُسنے مجھے دی ہی لیکن اگر غاصب اپنے قول کے گواہ قائم کرے تو اُسکے موافق حکم ہوگا -
اور اگر غاصب نے اقرار کیا کہ مین نے یہ کپڑا یا یہ غلام صحیح سالم غصب کر لیا تھا اور مغصوب منہ نے یہ جرم و نقصان
غلام یا کپڑے مین اپنے فعل سے پیدا کیا ہی تو اُسکے قول کی تصدیق نہوگی اور جو کچھ غلام یا کپڑے مین نقصان آیا ہو اُسکا
ضامن ہوگا مگر پہلے مغصوب منہ سے قسم لیجاویگی کہ اُسنے یہ نقصان خود نہین کیا ہی یہ سراج الوہاج مین ہی - مالک نے
گواہ دیے کہ مغصوب کی قیمت اسقدر تھی اور غاصب نے گواہ دیے کہ اُسکی قیمت اتنی تھی تو مالک کے گواہ قبول ہونگے
اور اگر مالک کے پاس گواہ نہ ہون اور غاصب نے گواہ پیش کرنے چاہے تو اُسکو اختیار ہوگا کہ پیش کرے - مالک نے گواہ
دیے پس ایک نے گواہی دی کہ مغصوب کی قیمت اسقدر تھی اور دوسرے نے گواہی دی کہ غاصب نے اقرار کیا ہی کہ مغصوب
کی قیمت اسقدر تھی تو گواہی قبول نہ ہوگی یہ ذخیرہ کردری مین ہی - اگر غاصب نے کہا کہ مین نے مال مغصوب
تجھے واپس دیا اور مالک نے کہا کہ نہین بلکہ تیرے پاس تلف ہوا ہی تو مالک کا قول قبول ہوگا جیسا کہ اس صورت مین ہی
کہ اگر غاصب نے کہا کہ مین نے تیری اجازت سے یہ مال لیا ہی اور مالک نے انکار کیا تو مالک کا قول قبول ہوتا ہی اور اگر
غاصب نے گواہ دیے کہ مین نے مغصوبہ جانور مالک کو واپس دیا ہی اور مالک نے گواہ دیے کہ وہ جانور غاصب کی
سواری سے مر گیا یا غاصب نے اُسکو تلف کر دیا ہی تو غاصب ضامن ہوگا اسواسطے کہ دونون کے گواہون کی گواہی مین
تناقض و منافات نہین ہی کیونکہ جائز ہی کہ غاصب نے وہ جانور واپس دیا ہو پھر بعد واپس دینے کے اُسپر سوار ہو گیا
ہو اور وہ اُسکی سواری سے مر گیا ہو - اور اگر غاصب نے گواہ دیے کہ غاصب نے اسکو واپس دیا اور وہ مالک کے
پاس مر گیا اور مالک نے گواہ دیے کہ وہ غاصب کے پاس مرا ہی اور مالک کے گواہون نے یہ گواہی نہ دی کہ وہ غاصب
کی سواری سے مرا ہی تو غاصب ضامن نہ ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر مال مغصوب کوئی دار ہو اور اُسکے مالک
نے گواہ دیے کہ غاصب نے اسکو منہدم کر دیا ہی اور غاصب نے گواہ دیے کہ مین نے اسکو واپس کیا اسکے بعد منہدم ہوا
ہی تو مالک کے گواہ قبول ہونگے یہ فتاوی قاضی خان مین ہی - اگر غاصب غصب کیے ہوئے کپڑے کو تلف کر چکا ہی پھر مالک
و غاصب مین اس کپڑے کی مقدار قیمت مین اختلاف ہوا تو مالک کے گواہ قبول ہونگے کیونکہ اُسکے گواہون کی گواہی مین
زیادتی کا اثبات ہی اور اگر مالک کے پاس گواہ نہ ہون تو قسم سے غاصب کا قول قبول ہوگا کیونکہ وہ زیادت سے منکر
ہی اور اگر غاصب نے گواہ پیش کیے کہ اسکے کپڑے کی قیمت اسقدر تھی تو اُسکے گواہون کی طرف التفات نہ کیا جائیگا اور
اور اس فعل سے اُسکے ذمہ سے قسم ساقط نہوگی - اور اگر دونون مین سے کسی کے پاس گواہ نہون اور مالک نے چاہا کہ
غاصب سے اپنے دعوی پر قسم لے پس غاصب نے کہا کہ مین قسم کو مالک مدعی پر لوٹا دیتا ہون اور جس مقدار پر مالک قسم
کھالیگا اسقدر مین اسکو دیدونگا تو غاصب کو یہ اختیار نہ ہوگا - اور اسی طرح اگر مالک اس امر پر راضی ہو جاوے اور کہ

مین قسم کھاؤنگا تو بھی یہی حکم ہے پس ان دونون کی رضامندی ایسے امر پر جو مخالف شرع ہے لغو ہوگی - اور اگر غاصب ایک
ولتی کپڑا لایا اور کہا کہ یہی وہ کپڑا ہے جو مین نے تجھسے غصب کیا تھا اور مالک نے کہا کہ تو جھوٹا ہے یہ وہ نہین ہے بلکہ وہ تو ہروی
یا مروی تھا تو قسم سے غاصب کا قول قبول ہوگا اور یون قسم لیجائیگی کہ واللہ یہی اُسی شخص کا کپڑا ہے جو مین نے اُس سے غصب
کیا تھا اور مین نے اُس سے ہروی یا مروی کپڑا غصب نہین کیا ہے پھر اگر وہ قسم کھا گیا تو مالک کے نام اُس کپڑے کی
ڈگری کیجائیگی اور غاصب اُسکے دعوی سے بری کردیا جائیگا اور اگر قسم سے نکول کیا تو اُسپر مدعی کے دعوی کی
ڈگری کیجائیگی پھر اگر مالک چاہے تو اسکو لے لے اور چاہے چھوڑ دے - اور اگر غاصب ہروی کپڑا پرانا لایا اور کہا کہ یہی
مین نے تجھسے غصب کیا ہے اور ویسا ہی موجود ہے اور مالک نے کہا کہ نہین بلکہ میرا کپڑا نیا تھا جب تو نے اسکو غصب
کیا ہے تو قسم سے غاصب کا قول قبول ہوگا - اور اگر دونون نے گواہ قائم کیے تو مالک کے گواہ قبول ہونگے کہ
وہ کپڑا نیا تھا - اور اگر دونون مین سے کسی نے گواہ قائم نہ کیے اور غاصب قسم کھا گیا اور مالک نے وہ کپڑا لے لیا
پھر گواہ قائم کیے کہ غاصب نے مدعی سے کپڑا نیا غصب کیا تھا تو غاصب اس پُرانے اور نئے کے درمیان جسقدر
فرق ہے اسکا ضامن ہوگا ایسا ہی اصل مین مذکور ہے اور شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا کہ یہ حکم اسوقت ہے کہ مقدار
نقصان خفیف ہو اور اگر کثیر ہو تو مالک کو اختیار ہوگا چاہے یہ کپڑا لیکر اس سے تاوان نقصان لے لے یا کپڑا اُسکے
ذمہ چھوڑ کر اُس سے اپنے کپڑے کی قیمت لے لے یہ محیط مین ہے - اگر زید کے پاس ایک کپڑا ہو اور عمرو نے اسپر
گواہ قائم کیے کہ یہ کپڑا عمرو کا ہے اُس سے زید نے غصب کرلیا ہے اور زید نے گواہ دیے کہ عمرو نے زید کو یہ کپڑا ہبہ
کردیا ہے تو فرمایا کہ مین قابض کے نام ڈگری کرونگا اسی طرح اگر قابض نے اس امر کے گواہ دیے کہ مدعی نے اسکے
ہاتھ بعوض اسقدر ثمن مسمی کے فروخت کیا ہے یا مدعی نے یہ اقرار کیا کہ یہ کپڑا اس قابض کا ہے تو بھی یہی حکم ہے - اور اگر
وہ کپڑا دونون کے قبضہ مین ہو اور ہر ایک نے دوسرے پر اس دعوے کے گواہ قائم کیے کہ مجھسے اُسنے غصب کیا
ہے تو دونون کے نام نصفا نصف کی ڈگری کرونگا - اور اگر ایک نے اس دعوے کے گواہ دیے کہ یہ کپڑا میرا ہے مین نے
اُس میت کے پاس ودیعت رکھا تھا جسکا یہ شخص وارث ہے اور دوسرے نے اس دعوے کے گواہ دیے کہ یہ کپڑا میرا
ہے مجھسے اس میت نے غصب کرلیا تھا تو مین دونون کے نام نصفا نصف کی ڈگری کرونگا - اور اگر ایک
شخص گواہ لایا کہ یہ دراہم معینہ جو اس میت کے ترکہ مین موجود ہین یہ میرے ہین مجھسے اس میت نے غصب
کرلیے تھے تو میت کے قرضخواہون کی بہ نسبت یہ شخص اُن درمون کا حقدار ہوگا یہ مبسوط مین ہے - اگر
ایک شخص نے دعوے کیا کہ یہ کپڑا جو اس شخص کے قبضہ مین ہے میرا ہے اور اُسنے مجھسے غصب کرلیا ہے اور اس
دعوے کے گواہ قائم کردیے - اور ایک دوسرے مدعی نے قابض پر اس دعوے کے گواہ دیے کہ قابض
نے اقرار کیا ہے کہ یہ کپڑا اسکا ہے تو اُس مدعی کے نام ڈگری ہوگی جسکے گواہون نے یہ گواہی دی ہے کہ یہ کپڑا
اس مدعی کا ہے یہ محیط مین ہے - اگر ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ تو نے یہ جبہ بھرا بھرایا مجھسے غصب کرلیا ہے اور
غاصب نے کہا کہ مین نے یہ جبہ غصب نہین کیا مگر اسکا ابرہ تجھسے غصب کرلیا ہے تو قسم سے غاصب کا قول
قبول ہوگا پھر اگر وہ قسم کھا گیا تو ابرہ کی قیمت کا ضامن ہوگا کذا فی المبسوط اور اگر اقرار کیا کہ مین نے
تجھسے یہ جبہ غصب کیا ہے پھر کہا کہ جو کچھ اسمین بھرا ہے وہ اور اسکا استر میرا ہے یا یون اقرار کیا کہ مین نے یا گوٹھی

[illegible]

تجھ سے غصب کی ہی اور اسکا نگینہ میرا ہی یا یہ دار مین نے تجھ سے غصب کیا ہی اور اسکی عمارت میری ہی یا یہ زمین مین نے تجھ سے غصب کی ہی اور اسکے درخت میرے ہین تو سب صورتون مین غاصب کی بات کی تصدیق نہ ہوگی یہ وجیز کردری مین ہی - قال المترجم عدم تصدیق سے یہ مراد ہی کہ جو چیز اُسنے اپنی بیان کی ہی اُسمین اُسکے بیان کی تصدیق نہوگی فافہم اور اگر غاصب نے کہا کہ مین نے یہ گاے فلان شخص سے غصب کرلی ہی اور اُسکا بچہ میرا ہی تو اُسکا قول قبول ہوگا یہ محیط مین ہی - اور اگر مالک نے اس امر کے گواہ قائم کیے کہ غاصب کے پاس مغصوب مرگیا ہی اور غاصب نے گواہ دیے کہ مغصوب مالک کے پاس مرا ہی تو مالک کے گواہ قبول ہونگے - اور اگر مالک کے گواہون نے یون گواہی دی کہ اس مدعاعلیہ نے وہ غلام غصب کیا اور اسکے پاس مرگیا اور غاصب کے گواہون نے یون گواہی دی کہ وہ غلام غصب سے پہلے مالک کے پاس مرگیا ہی تو غاصب کے گواہون کی ایسی گواہی قبول نہوگی اسواسطے کہ مولے کے پاس غصب سے پہلے غلام کے مرجانے سے کوئی حکم متعلق نہین ہوتا کیونکہ اس سے یہ ثابت نہین ہوتا ہی کہ واپس دیا ہی ہان فقط اس سے نفی غصب ثابت ہوتی ہی اور مولی کے گواہون سے غصب وضمان ثابت ہوتی ہی پس اُسکے گواہ مقبول ہونگے - اور اگر مالک نے گواہ قائم کیے کہ اس شخص نے مالک مدعی سے قربانی کے روز اُسکا غلام کوفہ مین غصب کیا ہی اور غاصب نے گواہ دیے کہ غاصب خود یا وہ غلام قربانی کے روز مکہ معظمہ مین موجود تھا تو غاصب پر ضمان واجب ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی - مالک نے اپنا غلام قابو پاکر غاصب سے لے لیا حالانکہ غلام کے پاس مال تھا پھر غاصب نے کہا کہ میرا مال ہی اور مالک نے کہا نہین بلکہ میرا ہی پس اگر غلام اُسوقت غاصب کی حویلی مین ہو اور اُسکے پاس مال نکلا تو وہ غاصب کا ہوگا اور اگر اُسکی حویلی مین نہو تو وہ مال مالک غلام کا ہوگا یہ وجیز کردری مین ہی - بشر رح نے امام ابو یوسف سے روایت کی ہی کہ اگر غاصب الثوب نے کہا کہ اس کپڑے کو مین نے رنگا ہی اور مغصوب منہ نے کہا کہ تو نے رنگا ہوا غصب کیا ہے تو مغصوب منہ کا قول قبول ہوگا اسی طرح اگر دونون نے دار مغصوب کی عمارت یا تلوار کے حلیہ مین اختلاف کیا تو بھی یہی حکم ہی - اور اگر دونون نے گواہ قائم کیے تو غاصب کے گواہ قبول ہونگے - اور اگر دونون نے دار مغصوبہ کے اندر رکھی ہوئی متاع یا خشت ہاے پختہ یا چوڑی کواڑ مین ایسا اختلاف کیا تو غاصب کا قول اور مغصوب منہ کے گواہ قبول ہونگے - اگر ایک شخص نے دوسرے کا غلام غصب کرکے اسکو فروخت کرکے مشتری کے سپرد کردیا اور ثمن وصول کرلیا اور وہ غلام مشتری کے پاس مرگیا پھر مغصوب منہ نے کہا کہ مین نے اس شخص کو بیع کیواسطے حکم دیا تھا تو اسی کا قول قبول ہوگا - اور اگر کہا کہ مین نے اُسکو بیع کا حکم نہین دیا تھا مگر جسوقت مجھے بیع کی خبر پہونچی اُسوقت مین نے بیع کی اجازت دیدی ہی تو اُسکے قول پر التفات نہ ہوگا اور اُسکو ثمن لینے کی کوئی راہ نہ ہوگی لیکن اگر اس امر کے گواہ پیش کرے کہ مین نے غلام کے مرنے سے پہلے بیع کی اجازت دی ہی تو ثمن لے سکتا ہی ہشام رح نے اپنی نوادر مین ذکر کیا کہ مین نے امام محمد رح سے پوچھا کہ ایک شخص بازار مین آیا اور کسی شخص کا زیتون کا تیل یا روغن یا اور کوئی چیز سرکہ یا روغن کی قسم سے بہا دی اور گواہون نے اس فعل کو معائنہ کیا اور اسپر گواہی دی اور اس شخص نے جسنے یہ جرم کیا تھا یہ جواب دیا کہ وہ نجس تھا اسمین ایک چوہا مرگیا تھا مین نے اُسکو بہا دیا تو اُسی کا قول قبول ہوگا مین نے امام محمد رح سے کہا کہ اگر وہ شخص قصابون کی بازار مین آیا اور قصد کرکے اُسنے گوشت کے طباق پھینک کے تمام گوشت تلف کردیا اور گواہون نے اُسکا معائنہ کیا اور اسپر گواہی دی پس اُسنے جواب دیا کہ یہ مردار کا

گوشت تھا تو امام محمد رح نے فرمایا کہ مین اس قول مین اُسکی تصدیق نکرونگا اور گواہون کو گنجائش ہو کہ یون گواہی دین کہ وہ ذبح کیے ہوے جانور کا گوشت تھا اسواسطے کہ بازار مین مردار کا گوشت فروخت نہین ہوتا ہی بخلاف روغن کے کہ الیا روغن زیتون یا تیل جسمین چوہا مر گیا ہو بازار مین فروخت کیا جاتا ہی۔ اور ابراہیم نے امام محمد رح سے روایت کی کہ اگر ایک شخص نے دوسرے کی مٹی سے کچی اینٹین یا دیوار بنائی تو اُسی کی ہوگی اور اُسپر مٹی کی قیمت واجب ہوگی اور اگر مٹی کے مالک نے کہا کہ مین نے اسکو اُسکے بنانے کا حکم کیا تھا تو فرمایا کہ وہ اینٹین یا دیوار مٹی کے مالک کی ہوگی یہ محیط مین ہی۔ ایک شخص نے ایک باندی غصب کی پھر اُسکو آزاد کر دیا یا مدبر کر دیا یا ام ولد بنایا پھر اقرار کیا کہ مین نے فلان شخص سے غصب کی ہی اور مدعی کے پاس گواہ نہین ہین تو اُسکی قیمت کا ضامن ہوگا اور جو کچھ اُسنے کیا ہی وہ باطل نہوگا اور بچہ کی قیمت کا ضامن نہوگا پھر اگر مدعی نے گواہ قائم کیے تو اُسکے نام باندی اور باندی کے بچہ کی ڈگری ہو جائیگی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ ایک شخص نے یون اقرار کیا کہ ہمنے فلان شخص سے ہزار درم غصب کر لیے درحالیکہ ہم دس آدمی تھے تو اُسپر پورے ہزار درم کی ڈگری کیجائیگی کذا فی التاتارخانیہ۔

آٹھوان باب غاصب کے مال مغصوب کے مالک ہو جانے اور اُس سے نفع حاصل کرنے کے بیان مین۔ اگر ایک شخص نے دوسرے کا گوشت غصب کر کے اُسکو پکایا یا اُسکے گیہون غصب کر کے اُنکو پیسا یا اور طرح اُسکی ہو گئی اور اُسپر قیمت واجب ہوئی تو امام اعظم رح کے نزدیک اُس چیز کا کھانا اُسکو حلال ہی اور امام ابو یوسف کے نزدیک اُسکا کھانا حرام ہی تاوقتیکہ مغصوب منہ کو راضی نکرے۔ فتاوے اہل سمرقند مین لکھا ہی کہ کسی نے دوسرے کا اناج غصب کر کے اُسکو چبا لیا یعنی کر چبا ڈالنے سے وہ شخص تلف کنندہ ہو گیا پھر جب اُسکو نگل گیا تو امام اعظم رح کے نزدیک حلال نگلا بخلاف قول امام ابو یوسف و امام محمد رح کے یعنی صاحبین کے نزدیک ابھی حلت کا حکم نہین ہی بنابرانکہ امام اعظم رح کے نزدیک شرط حلت حصول الملک ببدل ہی اور صاحبین کے نزدیک ادائے بدل ہی کذا فی المحیط۔ اور فتوے صاحبین کے قول پر ہی کذا فی الخلاصہ۔ اور اگر گیہون غصب کر کے اُنکی زراعت کی پھر اُنکا مالک آیا درحالیکہ زراعت پختہ ہو گئی تھی یا ہنوز خام تھی تو غاصب پر اُسکے گیہون کے مثل گیہون واجب ہونگے اور ہمارے نزدیک مالک کو زراعت لینے کی کوئی راہ نہین ہی مگر غاصب نے جسقدر گیہون تاوان دیے ہین اُنسے زیادہ زراعت مین سے لینا حلال نہین ہی۔ اور علی ہذا اگر اُسنے گٹھلی غصب کر کے اُسکو اُگایا یا پودا غصب کر کے اُسکو جمایا تو بھی یہی حکم ہی اور امام ابو یوسف سے روایت ہی کہ انھون نے پودے کی صورت مین فرمایا کہ جبتک ضمان ادا نہ کرے تب تک اُس سے نفع حاصل کرنا غاصب کو حلال نہین ہی اور زراعت اور گٹھلی کی صورت مین فرمایا کہ قبل ضمان کے اُسکو نفع حاصل کرنا حلال ہی مگر ظاہر الروایت مین دونون صورتون مین ایک ہی حکم ہی کچھ فرق نہین ہی۔ اور علی ہذا اگر اُسنے مرغی کا انڈا غصب کر کے کسی مرغی کے نیچے بٹھلایا اور اُس سے بچہ نکلا تو اُسکا اور مسئلہ زراعت کا ایک حکم ہی یہ مبسوط مین ہی۔ ایک شخص نے دوسرے کی زمین سے پودا اکھاڑ کر اُسی زمین مین ایک طرف جما دیا اور وہ بڑھکر درخت ہو گیا تو یہ درخت اُس شخص کا ہوگا جسنے لگایا ہی یعنی غاصب کا اور غاصب پر واجب ہوگا کہ مالک کو اُسکا پودا اُکھاڑنے کے روز کی قیمت ادا کرے اور غاصب کو حکم دیا جائیگا کہ اس درخت کو اُکھاڑ لے۔ اور اگر اس درخت کے اُکھاڑنے مین زمین کو نقصان پہونچتا ہو تو زمین کا مالک اُسکو اس درخت کی قیمت دیدیگا مگر اُکھڑے ہوے درخت کی قیمت دیگا یہ کبریٰ مین ہی۔ اگر زید

قولہ حصول الملک ببدل یعنی ضمان واجب ہو چکنے کی بابت حاصل ہو تو حلال ہوا ۱۲

نے عمرو کی زمین سے ایک پودا اکھاڑ کر بکر کی زمین مین جما دیا اور وہ بڑا ہو کر پھیل لایا تو یہ سب زید کا ہو گا مگر اسکو حلال نہو گا اسواسطے کہ اُسنے حرام طور سے حاصل کیا ہے اور بکر کو اختیار ہو گا کہ اسکو یہ درخت اکھاڑ لینے کا حکم دے اور اگر زید نے موسم ربیع تک مہلت مانگی تاکہ ایام ربیع مین اُسکو اکھاڑ کر دوسری جگہ جما دے تو مہلت نہ دیجاویگی لیکن اگر زمین کا مالک راضی ہو جاوے تو ہو سکتا ہے اور اگر دونون آدمی اُس درخت کی خرید فروخت پر راضی ہوے اور بکر نے اُسکو زید سے خرید لیا تو بیع جائز ہے اور زید پر واجب ہو گا کہ عمرو کو اُسکے پودے کے اُکھاڑنے کے روز کی قیمت دے یہ جواہر الفتاوے مین ہے۔ قال المترجم ینبغی ان یکون ہذا الوضع للمسئلۃ علی قیاس قول الامام ابی حنیفہ رح فانہ قد ذکر ان صاحب الارض الثانیہ لو اشترے الشجرۃ من الغاصب فانہ یجوز البیع اذا تراضیا فانما یصح اذا تملک الغاصب الانتفاع بالشجرۃ وذلک انما یکون فے الحال عند الاعظم فانہ لم یود الضمان الے صاحب التالۃ بعد اللہم الا ان یقال ان المراد بالجواز متوقفا نفاذہ الے اداء الضمان فان الجواز لا یستلزم النفاذ ولکن اشتے اذا کان محرما علی البائع لا یجوز للمشتری مع علمہ شراہ ویمکن ان یقال انہ اذا انقطع حق المالک صار محلا لجواز البیع لانہ ملک الغاصب بالاتفاق وانما الخلاف فی انہ ہل یجوز الانتفاع قبل اداء الضمان ام لا وذلک لا ینافے جواز البیع ویرد علیہ ما اورد علے الاول ویمکن ان یجاب عنہ بان التورع لا ینافے الاحکام ولو قیل ان المراد بالبیع ہو بعد اداء الضمان للاول لم یحتج الے ذلک وصح بالاتفاق ولکن بالوضع مسامحۃ حینئذ واللہ تعالے اعلم۔ اگر کسی شخص نے دوسرے کی بکری بدون اُسکی اجازت کے لیکر ذبح کرکے پکائی یا بھونی تو اُسکے مالک کو غاصب سے تاوان قیمت لینے کا اختیار ہو گا اور اگر اُسکا مالک غائب ہووے یا حاضر ہو مگر غاصب سے تاوان قیمت لینے پر راضی نہوا تب جسنے اُسکو ذبح کیا اور پکایا یا بھونا ہے اُسکو یہ گنجائش نہ ہو گی کہ اُسکا گوشت خود کھاوے اور نہ کسی اور شخص کو وہ شخص اسمین سے کھلا سکتا ہے جب تک کہ غاصب جسنے بکری کو اسطرح ذبح کیا ہے اُسکے مالک کو اُسکی قیمت ادا نہ کرے۔ پھر اگر اُسکے مالک نے غاصب سے بحکم قاضی یا بلا حکم قاضی بکری کی قیمت ضمان کی ڈگری کرائی تو پھر غاصب کو گنجائش ہو گی کہ خود اُسمین سے کھاوے اور جسکو چاہے کھلاوے جبکہ ضمان قیمت ادا کر دے یا اُسپر قرضہ ہو جاوے اور اگر اُسکے مالک نے ضمان قیمت لینے سے انکار کیا تو غاصب کو چاہیے کہ مذبوحہ کو صدقہ کر دے۔ اور اگر مالک نے ضمان قیمت لینے سے انکار کرکے چاہا کہ پکایا ہوا یا بھنا ہوا گوشت لے لے تو اُسکو یہ اختیار نہ ہو گا یہ سراج الوہاج مین ہے۔ اگر کسی شخص نے دوسرے کا عصفر غصب کرکے اُس سے کپڑا رنگا یا روغن غصب کرکے ستوؤن مین لتھ کیا تو اسکو اُس سے نفع اٹھانے کی گنجائش نہ ہو گی جبتک کہ مغصوب منہ کو راضی نکرے یہ محیط مین ہے۔ امام محمد رح سے روایت ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کے دس دینار غصب کرکے اُسمین اپنا ایک دینار ڈال دیا پھر کسی شخص کو اسمین سے ایک دینار نکال کر دیا تو جائز ہے پھر اگر دوسرا نکال کر دینا چاہا تو جائز نہین ہے یہ تاتارخانیہ مین جامع الجوامع سے منقول ہے۔ ایک شخص نے دوسرے کی باندی غصب کرکے اُسکو عیب دار کر دیا پھر مالک و غاصب نے مقدار قیمت مین اسطرح اختلاف کیا کہ مالک نے کہا کہ اسکی قیمت دو ہزار درم تھی اور غاصب نے کہا کہ اُسکی قیمت ایک ہزار درم تھی اور اُسپر قسم کھا گیا پس قاضی نے غاصب پر ہزار درم کی ڈگری کی تو غاصب کو یہ روا نہ ہو گا کہ اس باندی سے خدمت لے یا وطی کرے یا فروخت کرے تا وقتیکہ مالک کو اُسکی اصلی پوری قیمت ادا نہ کرے اور اگر کم قیمت پر ڈگری ہونے کے بعد اُس باندی کو آزاد کر دیا

کردیا تو عتق جائز ہوگا اور غاصب پر پوری قیمت واجب ہوگی جیسے بیع فاسد مین اگر بطور فاسد خرید کر کے آزاد کردیا ہو تو قیمت کاملہ واجب ہوتی ہی اور عتق نافذ ہوتا ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - امام ابو یوسف سے روایت ہی کہ اگر پانی کی بہیا نے کسی شخص کے گیہون بہاکر دوسرے کی زمین مین ڈالے اور وہ اُس زمین مین اُگے تو امام نے فرمایا کہ اگر گیہون اسقدر ہون کہ اُنکا کچھ ثمن ہی تو جو کچھ پیدا ہوگا وہ سب گیہون کے مالک کا ہوگا مگر اُسمین سے اپنے گیہون کی مقدار سے زائد صدقہ کردے اور اُسپر نقصان زمین کا تاوان کچھ واجب نہ ہوگا یہ محیط مین ہی - اگر کسی شخص نے غصب کیے ہوے کپڑے کو مہر قرار دیکر کسی عورت سے نکاح کیا تو اُس سے وطی حلال ہی اسواسطے کہ اگر کپڑا استحقاق مین لے لیا جاوے تو نکاح فسخ نہ ہوگا یہ ینابیع مین ہی - اور صدر الاسلام نے جامع صغیر مین ذکر فرمایا ہی کہ اگر کسی شخص نے ہزار درم مغصوبہ سے ایک باندی خریدی تو کیا اُس سے وطی حلال ہی پس صحیح یہ ہی کہ اُسکو وطی کا اختیار نہین ہی اسوجہ سے کہ سبب مین ایک نوع کا خبث ہی یہ تہذیبہ مین ہی - ابراہیم نے امام محمد رح سے روایت کی ہی کہ ایک شخص نے دوسرے کے دراہم غصب کرکے اُس سے (یعنے حرمت) دینار خریدے تو اُسکو دیناروں کے خرچ کرنے کی گنجائش نہین ہی اسواسطے کہ اگر بعد افتراق کے وہ دراہم استحقاق مین لے لیے گئے تو دینار کی بیع صرف ٹوٹ جاویگی پس اگر غاصب پر اُسکے ان درمون کے مثل کی ڈگری کردیگئی تو وہ دینار اسکو حلال ہو جاوینگے کذا فی الذخیرہ اور مشائخ نے فرمایا ہی کہ اگر دراہم مغصوب پر کسی عورت سے نکاح کیا تو اُس سے وطی کرنے کی گنجائش ہی یہ سراج الوہاج مین ہی - اور اگر ہزار درم غصب کرکے اُسکے عوض دو ہزار درم قیمت کا اناج خرید کر اُسکو کھایا یا ہبہ کیا تو بالاجماع منافع حاصلہ کو صدقہ نکریگا یہ وجیز کردری مین ہی - اور اگر مغصوب مین تصرف کرکے نفع حاصل کیا تو مسئلہ کی چند صورتین ہین یا تو ایسی چیز ہوگی کہ معین کرنے سے متعین ہو جاتی ہی جیسے عروض یا متعین نہو جیسے نقدین یعنے درم و دینار پس اگر قسم اول ہو تو قبل ضمان کے اُس سے تناول حلال نہین ہی اور پھر حلال ہوگا سواے اسقدر کے کہ قدر قیمت سے زائد ہی یعنے نفع کہ بقدر نفع کے اُسکو حلال نہوگی پس اُسکو صدقہ کردے - اور اگر دوسری قسم یعنی ایسی چیز ہو کہ معین کرنے سے متعین نہوتی ہو تو شیخ کرخی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اسمین چار صورتین ہین یا تو وقت خرید کے اُسی مغصوب کی طرف اشارہ کیا اور اسی مین سے ثمن ادا بھی کیا ہو یا اُسکی طرف اشارہ کیا مگر دوسری مین سے ادا کیا یا مطلقاً چھوڑ دیا تھا مگر اُسی مین سے ادا کیا یا وقت خرید کے سواے مغصوب کے دوسری کیطرف اشارہ کیا مگر مغصوب مین سے ادا کیا اور ان سب صورتون مین سواے صورت اولی کے (کہ مغصوب کیطرف اشارہ کیا اور اُسمین سے ادا کیا) اُسکو نفع حلال ہوگا مگر ہمارے مشائخ رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ قبل ضمان کے ہر حال مین اسکو اس چیز مین سے تناول حلال نہین ہی اور بعد ضمان کے ہر حال مین اُسکو نفع حلال نہین ہی اور یہی مختار ہی اور جامعین اور کتاب المضاربۃ مین جو حکم مذکور ہی وہ اسی پر دلالت کرتا ہی - اور بعض مشائخ نے امام کرخی کے قول پر فتوی اختیار کیا ہی کیونکہ ہمارے زمانہ مین حرام کی کثرت ہی - اور یہ سب امام اعظم و امام محمد رح کے قول پر ہی - اور امام ابو یوسف کے نزدیک اُسمین سے کچھ صدقہ نہ کرے - اور واضح ہو کہ اماموں مین یہ اختلاف مذکور ایسی صورت مین ہی کہ وہ نفع اُسکے ہاتھ مین تقلب سے اُسی جنس سے ہوگئی ہو جو اُسنے ضمان مین دی ہی مثلاً اُسنے دراہم ضمان دیے اور بدل مضمون بھی اُسکے ہاتھ مین دراہم ہوگئے تو حکم مین اختلاف مذکور جاری ہی اور اگر بدل مضمون اُسکے

ہاتھ مین مضمون کی جنس کے خلاف ہوگیا ہو مثلاً دراہم ضمان دیے اور بدل مضمون اُسکے پاس اناج یا عروض موجود ہی تو بالاجماع اُسپر کچھ صدقہ کردینا واجب نہین ہی یہ تبیین مین ہی۔ ایک شخص نے یون کہا کہ اگر فلان شخص نے میرے مال سے کچھ چھپالیا تو حلال ہی اور فلان شخص نے اُسکے مال سے کچھ چھپالیا بدون اسکے کہ اُسکے مباح کردینے سے آگاہ ہو تو شیخ نصیر بن یحییٰ نے فرمایا کہ یہ جائز ہی اور اُسپر ضمان واجب نہوگی اور اگر یون کہا دکل انسان تناول من مالی فہو حلال لہ) یعنے جس انسان نے میرے مال سے کچھ چھپالیا تو وہ اُسکو حلال ہی تو شیخ ابو نصر بن سلام نے فرمایا کہ یہ جائز ہی اور شیخ رح نے ایسے فعل کو اباحت قرار دیا ہی اور مجہول کے واسطے اباحت جائز ہی۔ اور اسی پر فتوی ہی اور اگر دوسرے سے کہا کہ (جمیع ما تاکل من مالی فقد جعلتک فی حل) سب جو کچھ تو میرے مال مین سے کھا دے مین نے تجھے حلت مین رکھا تو بالاتفاق اُسکو حلال ہی اور اگر یون کہا کہ سب جو کچھ تو میرے مال سے کھاوے مین نے تجھے بری کیا تو صحیح یہ ہی کہ وہ شخص بری ہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ اور اگر یون کہا کہ (جعلتک فی حل الدنیا) او قال (جعلتک فی حل الساعۃ) مین نے تجھے حل دنیا مین رکھا یا کہا کہ مین نے تجھے حل ساعت مین رکھا تو اُسکو حلت دنیا حاصل ہوگی اور تمام ساعات کیواسطے حلت ثابت ہوگی۔ اور اگر یون کہا کہ جو میرا مال تیری طرف ہو اُسکا تجھسے مخاصمہ نہ کرونگا یا مطالبہ نہ کرونگا تو یہ کچھ نہین ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ اگر مغصوب نے کچھ کمایا پھر مالک نے مغصوب کو مع کمائی کے واپس کیا تو کمائی کو صدقہ نہ کرے اور اگر غاصب نے وقت ہلاک یا اباق کے قیمت کی ضمان دی یہان تک کہ کمائی غاصب کی ہوگئی تو اُسکو صدقہ کردے یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر غلام غصب کرکے اُسکو اجارہ پر دیا تو اجرت غاصب کی اور طرفین کے نزدیک اُسکو صدقہ کردے اور امام ابو یوسف کے نزدیک اُسکو حلال ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر حاصلات مغصوب سے لی اور اسمین کمی پڑگئی تو بقدر نقصان کے ضامن ہوگا اور طرفین کے نزدیک اُسکو صدقہ کردے کذا فی الکافی اور اگر غاصب کے عمل یا غیر عمل سے مغصوب ہلاک ہوگیا اور مالک نے اُس سے قیمت کی ضمان لی تو اُسکو جائز ہوگا کہ اجرت کی مدد سے قیمت ادا کرے پھر باقی کو صدقہ کردے اور اسمین کچھ تفصیل غنی و فقیر کی نہ فرمائی اور صحیح یہ ہی کہ یہ حکم اُسوقت ہی کہ غاصب فقیر ہو کذا فی الخلاصہ اور اگر مغصوب کو دوسرے کے ہاتھ فروخت کرکے اُسکا ثمن لے لیا پھر وہ مغصوب اپنے مشتری کے پاس مرگیا پھر مالک نے مشتری سے ضمان قیمت لے لی پس مشتری نے غاصب سے اپنا ثمن واپس لینا چاہا پس اگر غاصب فقیر ہو تو مغصوب کی اجرت سے اداے ثمن مین مدد دے سکتا ہی اور اگر غنی ہو تو نہین دے سکتا ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر نہر عام کے کنارے ایک درخت جمادیا پھر ایک شخص جو نہر کا شریک نہین ہی اس ارادے سے آیا کہ اُسکو اکھاڑ لیوے پس اگر اکثر لوگون کے حق مین مضر ہو تو اُسکو اختیار ہی اور اولی یہ ہی کہ اس امر کو حاکم کے سامنے پیش کرے یہان تک کہ حاکم اُسکے نام اُکھاڑ لینے کا حکم دے یہ فتاوی کبری مین ہی۔ اگر ایک دوکان غصب کرکے اُسمین تجارت کی اور نفع اُٹھایا تو نفع اُسکو حلال ہوگا یہ وجیز کردری مین ہی۔ اگر کوئی بیت یا حانوت دو شخصون مین مشترک ہو پھر اُسمین دونون مین سے ایک شخص ساکن رہا تو اُسپر کرایہ واجب نہوگا اگرچہ وہ کرایہ پر چلانے کیواسطے رکھی گئی ہو یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ ایک نہر عام ایک زمین کے پہلو مین واقع تھی اور پانی کے زور نے حریم نہر کو کاٹ ڈالا یہان تک کہ ایک شخص کی زمین مین نہر ہوگئی اور اُس شخص نے چاہا کہ اپنی زمین مین چکی لگادے تو اُس کو یہ اختیار ہوگا کیونکہ اُسنے اپنی ملک مین کھڑی کی ہی اور اگر اُسنے یہ چاہا کہ نہر عامہ مین چکی لگادے تو یہ اختیار نہ ہوگا

کیونکہ اپنی ملک مین نہین کھودی کرتا ہو یہ فتاوے کبری مین ہو اور فتاواے ابو الفضل کرمانی مین مذکور ہو کہ ایک شخص نے کرم پیلہ غصب کرکے انکو تربیت کیا تو ابریشم غاصب کا ہوگا اور اسپر امام اعظم رح کے نزدیک کچھ واجب نہ ہوگا اور امام محمد رح کے نزدیک اسکی قیمت اسپر واجب ہوگی۔ شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہمارے زمانہ مین امام محمد رح کے قول پر فتوی ہے یہ قنیہ مین ہو۔ اگر دوسرے شخص کے پتے غصب کرکے کرم پیلون کو کھلائے تو ابریشم فروخت کرنے کے روز کرم کی قیمت سے جسقدر زائد ہو وہ سب صدقہ کردے یہ وجیز کردری مین ہو۔ منتقی مین ہو کہ امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ اگر کسی نے دوسرے کی زمین غصب کرکے اُسمین دوکانین و حمام و مسجد بنائی تو ایسی مسجد مین نماز پڑھنے مین کچھ ڈر نہین ہو مگر حمام مین نہانا چاہیے اور نہ دوکانین کرایہ لینی چاہیے اور فرمایا کہ دوکانون مین خرید متاع شی کی غرض سے جانے مین کچھ ڈر نہین ہو اور ہشام رح نے فرمایا کہ مین ایسی مسجد مین نماز مکروہ جانتا ہون تاوقتیکہ مالکان اصلی بطیب خاطر اجازت نہ دیدین اور زمین غصب یا دوکا نہاے غصب سے خرید متاع کو مکروہ جانتا ہون اور اگر باوجود علم اس امر کے کہ یہ دوکانین مغصوب ہین غاصب ان دوکانون مین فروخت کرتا ہو تو مین نہین جانتا ہون کہ ایسے بائع کی گواہی مقبول ہوگی یا نہین یہ محیط مین ہو۔

نوان باب اتلاف مال غیر کا حکم دینے اور اُسکے متعلقات کے بیان مین ہو۔ جابی نے اگر سلطانی عوان یعنی سرہنگون کو مال غیر لینے کا حکم دیا تو یہ امر دو طرح سے نظر کے لائق ہو کہ باعتبار ظاہر کے جابی پر ضمان نہ واجب ہوگی بلکہ فقط لینے والے پر واجب ہوگی لیکن باعتبار معنی کے جابی پر واجب ہوگی پس فتوے کے وقت ایسے واقعہ مین تامل چاہیے اور امام فخر الدین قاضی خان نے فرمایا کہ فتوے اسطرح ہو کہ لینے والا ہر حال مین ضامن ہوگا پھر رہا یہ امر کہ حکم دہندہ سے واپس لے سکتا ہو یا نہین سو اگر لی ہوئی چیز اُسنے حکم دہندہ کو دیدی ہو تو رجوع کر سکتا ہو اور اگر لینے والے کے پاس تلف ہوگئی یا اُسنے تلف کر ڈالی ہو تو رجوع نہین کر سکتا ہو اور اگر اُسنے حکم دہندہ کی اجازت سے حکم دہندہ کے حوائج ضروریہ مین خرچ کردی ہو تو یہ بمنزلہ ایسی صورت کے ہو کہ کسی نے دوسرے کو اُسکے ذاتی مال سے اپنی ضرورت مین خرچ کرنے کا حکم دیا ہو بعضون نے فرمایا کہ یہ موجب رجوع ہو بدون اسکے کہ اُسنے واپس لینے کی کوئی شرط کرلی ہو اور یہی اصح ہو۔ اور محیط مین مسئلہ جابی کے حکم مین یون مذکور ہو کہ مختار یہ ہو کہ جابی پر ضمان واجب نہ ہوگی یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہو۔ اگر جابی نے سرہنگ کو صاحب مال کا بیت دکھلا دیا مگر اُسکو کچھ حکم نہ کیا یا شریک نے سرہنگ کو دوسرے شریک کا بیت دکھلا دیا یہان تک کہ اُسنے مال لے لیا یا اُسکے بیت سے رہن بعوض اُس مال کے جسکا اُس سے مطالبہ کیا گیا ہو بسبب اُسکی ملک پائی جانے کے لے لیا اور وہ رہن ضائع ہوگیا تو شریک یا جابی بلاشبہ ضامن نہ ہوگا کیونکہ ان دونون سے کوئی حکم یا عمل نہین پایا گیا یہ محیط مین ہو۔ اگر ایک شخص نے دوسرے کو حکم دیا کہ میرے واسطے یہ بکری ذبح کردے حالانکہ یہ بکری اُسکے پڑوسی کی تھی تو ذبح کرنے والا ضامن ہوگا خواہ اسکو معلوم ہو کہ یہ بکری غیر کی ہو یا نہ معلوم ہو پھر آیا اسکو حکم دہندہ سے بقدر ضمان واپس لینے کا اختیار ہو یا نہین ہو سو اگر اسکو معلوم تھا کہ یہ بکری غیر شخص کی ہو حتے کہ جان چکا تھا کہ اسکے ذبح کرنے کا حکم صحیح نہین ہو تو ذبح کرنے والے کو حکم دہندہ سے واپس لینے کا اختیار نہ ہوگا اور اگر اُسنے یہ نہین جانا حتے کہ گمان کیا کہ حکم صحیح ہو تو ضمان حکم دہندہ سے واپس لیگا یہ ذخیرہ مین ہو۔ زید نے عمرو کو اپنی مملوکہ بکری ذبح کردینے کا حکم دیا پھر عمرو کے ذبح کرنے

سے پہلے زید نے اسکو بکر کے ہاتھ فروخت کر دیا پھر عمرو نے اُسکو ذبح کیا تو بکر کے واسطے اُسکی قیمت کا ضامن ہوگا خواہ اُسکو یہ حال معلوم ہوا ہو یا نہ ہوا ہو اور اُسکو یہ اختیار نہ ہوگا کہ مال ضمان کو زید سے واپس لے خواہ اُسکو فروخت کا علم ہوا ہو یا نہ ہوا ہو اسواسطے کہ زید نے اُسکو اس واقعہ مین دھوکا نہین دیا ہی یہ ظہیریہ مین ہی فتاوے ابو اللیث مین مذکور ہی کہ شیخ ابو بکر رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص ایک گھوڑا نہر کے کنارے نہلانے کے واسطے لایا اور وہان ایک شخص زید کھڑا تھا پس لانے والے نے زید سے کہا کہ اُسکو نہر مین گھسا پس اُسنے گھسایا اور گھوڑا ڈوب کر مر گیا تو حکم فرمایا کہ اگر پانی کی ایسی حالت ہو کہ لوگ اپنے گھوڑے پانی پلانے اور نہلانے کے واسطے اُسمین گھساتے ہون تو کسی پر ضمان نہ ہوگی کیونکہ سائیس کو اختیار رہی کہ اپنے ہاتھ سے یہ فعل کرے یا دوسرے سے کرادے اور اگر پانی کی حالت ایسی نہو کہ لوگ نہلانے یا پانی پلانے کے واسطے اپنے گھوڑے اُسمین گھساتے ہون تو گھوڑے کے مالک کو اختیار رہوگا چاہے سائیس سے ضمان لے یا زید مامور سے ایسا ہی اس مقام پر ذکر کیا ہی اور اسمین نظر ہی یعنی اعتراض ہی اور یون چاہیے کہ حکم دہندہ وسائیس پر ضمان واجب نہو۔ پس اگر اُسنے سائیس سے ضمان لی تو سائیس مال ضمان کو مامور یعنی زید سے واپس نہین لے سکتا ہی اور اگر اُسنے زید سے ضمان لی پس اگر زید کو یہ معلوم نہوا کہ یہ حکم دہندہ اس گھوڑے کا سائیس ہی حتی کہ اُسنے حکم صحیح ہونے کا گمان کیا تو وہ سائیس سے مال ضمان واپس لے سکتا ہی یہ محیط مین ہی۔ غصب العدۃ مین مذکور ہی کہ اگر کسی شخص نے دوسرے سے کہا کہ فلان شخص کا کپڑا جلادے تو جسنے جلایا ہی اُسپر ضمان واجب ہوگی نہ اُسپر جسنے حکم کیا ہی اور جو شخص حکم دینے سے ضامن ہوتا ہی وہ سلطان ہی یا مولی جبکہ اُسنے اپنے غلام کو حکم دیا ہو یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ میرا یہ کپڑا جلادے یا اُسکو دریا مین ڈال دے اور اُسنے ایسا ہی کیا تو ضامن نہوگا کیونکہ اُسکے حکم سے ایسا کیا ہی ولیکن گنہگار رہوگا یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ میرے واسطے اس دیوار مین ایک دروازہ پھوڑ دے اُسنے ایسا ہی کیا پھر وہ دیوار کسی غیر شخص کی نکلی تو دروازہ پھوڑنے والا ضامن ہوگا کیونکہ اسنے ملک غیر کو تلف کر دیا مگر مال ضمان کو اپنے حکم دہندہ سے واپس لیگا اور اگر اس سے یون کہا ہو کہ اس دیوار مین ایک دروازہ پھوڑ دے اور یہ نہ کہا کہ میرے واسطے میری دیوار مین،، تو پھوڑنے والا حکم دہندہ سے مال ضمان واپس نہین لے سکتا ہی اور اگر اس صورت مین حکم دہندہ اس دار مین رہتا ہو یا اُس شخص کو دروازہ پھوڑنے پر اجیر مقرر کیا ہو تو پھوڑنے والا مال ضمان واپس لیگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ ایک عورت نے ایک مرد سے کہا کہ یہ گھر کی خاک باہر ڈال دے اُسنے باہر ڈال دی پھر اس عورت کا خاوند آیا اور کہا کہ مین نے اس خاک مین اسقدر سونا رکھا تھا پس اگر ثابت ہوجاوے کہ اُسنے خاک مین سونا رکھا تھا تو ضمان اُس شخص پر واجب ہوگی جسنے خاک باہر ڈال دی ہی یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہی۔

دسوان باب۔ زمین مغصوبہ مین زراعت کرنیکے بیان مین۔ ایک شخص نے دوسرے کی زمین غصب کر کے اُسمین کھیتی بوئی اور وہ اُگی تو مالک زمین کو اختیار ہوگا کہ اپنی زمین لے لے اور اپنی ملکیت فارغ کرنے کی غرض سے غاصب کو حکم دے کہ کھیتی اُکھاڑلے اور اگر غاصب نے اس فعل سے انکار کیا تو مالک کو اختیار رہوگا کہ خود ایسا کرے۔ اور اگر مالک حاضر نہوا یہانتک کہ کھیتی پک گئی تو کھیتی غاصب کی ہوگی اور یہ معروف ہی اور اگر بسبب زراعت کے زمین مین نقصان آیا ہو تو غاصب سے بقدر نقصان لے سکتا ہی پھر مشائخ نے مقدار نقصان کی دریافت مین اختلاف کیا ہے بعض

نے فرمایا کہ یون دیکھا جاوے کہ قبل زراعت کے کتنے پر اُٹھتی تھی اور بعد زراعت کے کتنے پر اُٹھتی ہی پس جسقدر تفاوت
ہو وہی نقصان زمین ہی شمس الائمہ رح نے فرمایا کہ یہ قول اقرب الی الصواب ہی - اور اگر مالک حاضر ہوا اور ہنوز کھیتی نہین
اُگی تھی تو مالک کو اختیار ہی چاہے چھوڑ دے یہان تک کہ کھیتی اُگے پھر غاصب کو اُسکے اُکھاڑ لینے کا حکم کرے یا
چاہے تو غاصب کو اُسکے بیجون کی قیمت دیدے لیکن اس حساب سے کہ وہ تخم دوسرے کی زمین مین ریختہ ہین
اور اُسکی صورت یہ ہی کہ زمین ایک دفعہ تخم ریختہ اور پھر بغیر تخم ریختہ اندازہ کرائی جاوے پس جسقدر دونون مین
فرق ہو اُسی قدر غاصب کو دیدے یہ ذخیرہ مین ہی - قال المترجم تخم ریختہ در زمین غیر کی توضیح مسئلہ ذیل سے
دریافت کرنی چاہیے - ایک شخص نے دوسرے کی زمین مین گیہون بوئے اور ہنوز نہین اُگے تھے کہ دونون نے باہم
جھگڑا کیا تو مالک زمین کو اختیار ہی چاہے چھوڑ دے یہان تک کہ اُگین پھر اُس سے کہے کہ اپنی کھیتی اُکھاڑ لے یا جو کچھ
تخم سے زیادتی ہو گئی ہی اُسکو دیدے پس اگر مالک نے ادائے ضمان کو اختیار کیا تو کسطرح ضمان دیگا پس مختار یہ ہی
کہ اُسکے بیج کی قیمت بدین اعتبار کہ وہ بیج غیر کی زمین مین ریختہ ہین ضمان دیگا اور اُسکا یہ طریقہ ہی کہ ایک بار زمین
ایسے بیجون سے بوئی ہوئی اندازہ کیجاوے کہ جنکے اُگنے کے بعد شخص غیر کو کھیتی اُکھڑوا دینے کا اختیار ہی اور ایک بار
بغیر تخم ریختہ اندازہ کیجاوے پس جو کچھ ان دونون مین تفاوت ہو وہی ایسے بیجون کی قیمت ہی جو دوسرے کی زمین مین
ریختہ کیے گئے ہون یہ ظہیریہ مین ہی - ایک شخص نے اپنی زمین مین تخم ریزی کی پھر دوسرے شخص نے اگر اُسی زمین
مین اپنے بیج بوئے اور مالک زمین کے بیج اُگنے سے پہلے اُسکو گوڑا یا نہین گوڑا اور زمین کو سینچا یہان تک کہ دونون
بیج اُگے تو امام اعظم رح کے نزدیک جو کچھ اُگا ہی وہ دوسرے کا ہوگا اسلیے کہ امام کے نزدیک خلط جنس یا جنس
استہلاک اول ہی اور دوسرے شخص پر مالک کے بیجون کی قیمت واجب ہوگی مگر بدین اعتبار کہ وہ بیج اپنی زمین مین
بوئے ہوئے ہین پس ایک بار زمین بغیر تخم ریختہ اندازہ کیجاویگی اور دوسری بار تخم ریختہ اندازہ کیجاویگی پس جو کچھ
دونون مین فرق ہو اُسقدر مالک زمین کو دیگا اور اگر پھر مالک زمین نے اگر دوبارہ اپنے بیج اُس زمین مین بوئے
اور زمین کو قبل اُگانے کے گوڑا یا نہ گوڑا اور زمین کو سینچا یہان تک کہ سب بیج پھوٹ نکلے تو جو کچھ اُگا ہی سب
مالک زمین کا ہی اور اُسپر غاصب کے واسطے اُسکے بیج کے مثل بیج واجب ہونگے ولیکن بدین حساب کہ وہ دوسرے
کی زمین مین ریختہ ہین ایسا ہی فتاوے فضلی مین مذکور ہی اور یہ جواب مشبع نہین ہی بلکہ مشبع جواب یہ ہی کہ مالک
زمین کو غاصب اُسکے بیجون کی قیمت اپنی زمین مین بوئے ہوئے کے حساب سے دیگا پھر مالک زمین غاصب کو
دونون بیجون کی قیمت بدین اعتبار کہ وہ غیر کی زمین مین ریختہ ہین ضمان دیگا اسواسطے کہ اتلاف یون ہی وارد
ہوا ہی - اور یہ سب اس صورت مین ہی کہ کھیتی اُگی ہوئی نہ ہو اور اگر مالک کی کھیتی اُگی ہو پھر دوسرے نے
اگر اپنی تخم ریزی کر کے زمین کو سینچا پس اگر زمین کو نہ گوڑا ہو یہان تک کہ دوسرے کے بیج اُگے تو حکم وہی ہے
جو ہمنے بیان کیا ہی اور اگر زمین کو گوڑا ہو پس اگر اُگی ہوئی کھیتی بعد گوڑنے کے دوبارہ اُگی ہی تو بھی حکم وہی ہی جو
ہمنے بیان کیا ہی اور اگر دوبارہ نہین اُگی تو جو کچھ اُگی وہ غاصب کی ہوگی اور غاصب زمین کے مالک کے واسطے اُگی
اُگی ہوئی کھیتی کی قیمت کا ضامن ہوگا کیونکہ اتلاف یون ہی وارد ہوا ہی یہ ذخیرہ مین ہی - اور شیخ نصیر رح سے دریافت
کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی زمین مین گیہون بوئے پھر دوسرے نے اگر اُسمین اپنے جو بوئے تو فرمایا کہ جو والے پر

مالک کے ریختہ گیہون کی قیمت واجب ہوگی اسکو ابن سماعہ رح نے امام محمد بن الحسن سے روایت کیا ہی اور فقیہ ابو اللیث نے فرمایا کہ یہ اسوقت ہی کہ گیہون کا مالک اپنے گیہون کے ریختہ کے حساب سے قیمت لینے پر راضی ہوجاوے اور اگر وہ اُسپر راضی نہ ہوا تو اسکو اختیار ہوگا چاہے چھوڑدے یہانتک کہ کھیتی اُگے پھر جب اُگی تو اُسکو اُکھاڑ لیوے یا چاہے تو غاصب کو ضمان سے بری کردے پھر جب کھیتی کاٹنے کا وقت آوے اور دونون کھیتی کا مین تو وہ کھیتی دونون مین بقدر اُنکے حصہ کے مشترک ہوگی یہ ظہیریہ مین ہی۔ صاحب المحیط رح سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے زمین غصب کرکے اُسمین کپاس بوئی پھر مالک نے زمین جوت کر اُسمین کوئی اور چیز بوئی پس آیا مالک زمین اُس غاصب کیواسطے کچھ ضامن ہوگا تو شیخ رح نے جواب دیا کہ کچھ نہین ضامن ہوگا کیونکہ اُسنے ایسا فعل کیا ہی کہ اگر یہ مقدمہ قاضی کے سامنے پیش ہوتا تو وہ بھی یہی کرتا یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ ایک شخص نے حب القطن دوسرے کی زمین مین از راہ غصب ڈالے اور وہ اُگے پس مالک زمین نے انکو تربیت کیا تو غور یا سے پنبہ غاصب کے ہونگے اور اُسپر نقصان زمین کا تاوان واجب ہوگا اور مالک کا تعہد اُسکے ساتھ رضامندی شمار نہوگا اور اظہر یہ کہ مالک کا تعہد غاصب کے لیے ہی یہ قنیہ مین ہی۔ ایک حادثہ واقع ہوا جسپر فتوی لیا گیا تھا وہ یہ ہی کہ دو شریکون مین سے ایک شریک زمین نے زمین مشترک مین زراعت کی پس آیا دوسرے شریک کو پہونچتا ہی کہ بقدر اپنے حصہ زمین کے موافق عرف دیہ کے تہائی یا چوتھائی کا مطالبہ کرے تو جواب دیا گیا کہ ایسا نہین کرسکتا ہی ولیکن اگر کاشتکاری سے زمین کو کچھ نقصان پہونچا ہو تو بقدر اپنے حصہ کے تاوان نقصان لے سکتا ہی یہ فصول عمادیہ کی تینتیسوین فصل مین لکھا ہی۔ ایک زمین دو شخصون مین مشترک تھی اور اس سب زمین کو فقط ایک شریک نے بدون اجازت دوسرے شریک کے بویا تو امام محمد رح نے فرمایا ہی کہ اگر کھیتی اُگ آئی اور دونون نے اسطرح باہم تصفیہ کرلیا کہ جسنے نہین بویا ہی وہ بونیوالے کو آدھے بیج دیدے اور تمام کھیتی دونون مین مشترک ہوجاوے تو جائز ہی اور اگر ہنوز نہ اُگی ہو کہ دونون نے اسطرح مصالحہ کیا تو جائز نہین ہی۔ اور اگر کھیتی اُگ چکی ہو اور جسنے زراعت نہین کی ہی اُسنے یہ ارادہ کیا کہ زراعت کو اُکھاڑدے تو وہ زمین دونون مین برابر تقسیم کردیجاویگی پس جسقدر زمین غیر زراعت کنندہ کو ملیگی اُسمین سے جسقدر کھیتی ہی اُکھاڑدے اور اُکھاڑنے سے اسکی زمین کو جو کچھ نقصان پہونچیگا اُسکا زراعت کنندہ ضامن ہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ امام محمد رح سے مروی ہی کہ ایک زمین دو شخصون مین مشترک ہو اُنمین سے ایک شخص غائب ہوگیا تو اُسکے شریک حاضر کو اختیار ہی کہ نصف زمین مین زراعت کرے اور اگر اُسنے دوسرے برس بھی زراعت کا قصد کیا تو اُسی نصف زمین مین زراعت کرے جسمین سال گذشتہ مین کھیتی بوئی تھی ایسا ہی اس مقام پر ذکر فرمایا ہی اور فتوی اسطرح پر ہی کہ اگر اُسکو یہ معلوم ہی کہ زراعت زمین کے حق مین نافع ہوگی نقصان نہ پہونچاویگی تو اُسکو تمام زمین کی زراعت کا اختیار ہی اور جب شریک غائب حاضر ہو تو اُسکو اختیار حاصل ہوگا کہ جتنی مدت تک شریک حاضر نے تمام زمین سے نفع اُٹھایا ہی وہ بھی اُسقدر مدت تک کل زمین سے انتفاع حاصل کرے اسواسطے کہ ایسی باتون مین غائب کی رضامندی دلالۃً ثابت ہی اور اگر اُسکو معلوم ہی کہ کھیتی کرنا زمین کے حق مین نقصان ہی اور چھوڑ دینا نافع ہوگا اور زمین کی قوت بڑھاویگا تو حاضر کو بالکل کھیتی کرنے کا اختیار نہ ہوگا اسواسطے کہ رضامندی شریک یہان ثابت نہین ہی کذا فی الظہیریہ۔ میرے جد رحمہ اللہ سے استفتا کیا گیا کہ ایک شخص نے غیر کی زمین مین اُسکی بلا اجازت کھیتی بوئی پس مالک زمین نے کہا کہ تونے گیہون بوئی اُسنے کہا کہ مین نے جسقدر بیج ڈالے ہین تو مجھے دیدے

ہو رہین تیرا کاشتکار ہو جاؤنگا اور کھیتی میرے تیرے درمیان موافق رسم کے مشترک ہوگی پس مالک نے اُسکو اسکے
تخم کے مثل دیدیے پھر کھیتی تیار ہوئی تو آیا دونون مین مشترک ہوگی یا کل کھیتی کسی ایک کی ہوگی تو جواب دیا کہ سب
کھیتی مالک زمین کی ہوگی اور کاشتکار کو اجر المثل ملیگا یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ شیخ الاسلام عطار بن حمزہ رضی اللہ عنہ
سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنے بیجون سے دوسرے کی زمین مین بدون مالک کی اجازت کے کھیتی کی پس آیا کھیتی
تیار ہونے پر مالک زمین کو اختیار ہی کہ اُس سے بقدر حصہ زمین کے پیداوار کا مطالبہ کرے تو شیخ رح نے فرمایا
کہ ہان بشرطیکہ اُس گانون مین ایسا عرف جاری ہو کہ لوگ دوسرون کی زمین تہائی چوتھائی آدھی وغیرہ کسی جز
معین شائع پر بوتے ہون تو اسقدر جز جو عرفاً معروف ہو واجب ہوگا پھر شیخ رح سے پوچھا گیا کہ اسکی کوئی روایت بھی
آئی ہی تو فرمایا کہ ہان آخر کتاب المزارعت مین آئی ہی۔ شیخ ابو جعفر رح سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنا باغ
انگور دوسرے کو معاملۃً دیا پس باغ مذکور مین پھل آئے پس دینے والا اور اُسکے گھر والے اکثر باغ مین جاتے اور کھاتے
اور باندھ لاتے تھے اور عامل نہین جانتا تھا مگر کبھی کبھی پس آیا دینے والے پر ضمان واجب ہوگی تو شیخ نے فرمایا کہ
اگر وہ لوگ بدون اجازت اُس شخص کے جسنے دیا ہی کھاتے اور لادلاتے تھے تو اُسپر ضمان واجب نہ ہوگی بلکہ انھین
کھانے والون اور لادنے والون پر واجب ہوگی اور اگر اُسکی اجازت سے ایسا کرتے تھے پس اگر وہ لوگ ایسے
تھے کہ انکا نفقہ اُس شخص پر واجب تھا تو دینے والا بقدر حصہ عامل کے ضامن ہوگا اور انکا کھانا ایسا قرار دیا جائیگا
کہ گویا خود اُس نے کھایا ہی اور اگر وہ لوگ ایسے نہ تھے کہ انکا نفقہ اُس شخص پر واجب ہو تو اُسپر ضمان واجب
نہ ہوگی مگر چونکہ اُسنے اجازت دی تھی) اسواسطے ایسا واقعہ ہوا کہ گویا اُسنے دوسرے کے مال تلف کرنے پر انکو راہ
بتائی کذا فی الظہیریہ۔

گیارھوان باب اُن امور کے بیان مین جو غلام مغصوب کو لاحق ہون کہ انکی ضمان غاصب پر واجب ہووے

امام ہمام قدوری رح نے اپنی کتاب مین فرمایا کہ ایک شخص نے دوسرے کا غلام یا باندی غصب کی پس غلام غاصب
کے پاس سے بھاگ گیا حالانکہ اس سے پہلے نہین بھاگا تھا یا باندی نے زنا یا چوری کی حالانکہ اس سے پہلے باندی نے
ایسا نہ کیا تھا تو بسبب سرقہ یا اباق یا عیب زنا کے جو نقصان پیدا ہوا اُسکی ضمان غاصب پر واجب ہوگی اور ایسا ہی
جو امر موجب نقصان قیمت غاصب کے پاس پیدا ہو جاوے جیسے عورت وشل واسکے اشباہ تو اُسکی ضمان بھی غاصب
پر واجب ہو جائیگی پس ایکبار غلام کی قیمت بفرض صحیح وسالم اندازہ کیجائیگی اور پھر اس عیب کے ساتھ اندازہ
کیجائیگی پس مالک اُس غلام کو لیکر اسکے ساتھ جو کچھ دونون قیمتون مین تفاوت ہی غاصب سے لیگا یہ محیط مین ہی۔
اگر ایک باندی غصب کر کے اسکے ساتھ زنا کیا پھر وہ مرگئی تو اسکی قیمت کا ضامن ہوگا اور بالاجماع اسپر حد زنا واجب نہوگی
اسواسطے کہ غصب مین ضمان دینے سے وقت غصب سے ملک حاصل ہو جاتی ہی لیکن اگر اُسکے ساتھ زنا کیا پھر اُسکو غصب کیا
پھر مرگئی اور اسکی قیمت کی ضمان دی تو امام اعظم وامام محمد رح کے نزدیک حد زنا ساقط نہوگی اور امام ابو یوسف رح کے
نزدیک ساقط ہو جائیگی کذا فی التاتارخانیہ اور اگر غاصب کے پاس باندی کو بخار آنے لگا یا اسکی دونون آنکھین سپید ہوگئین
پس غاصب نے باندی کو واپس دیا اور اسکے ساتھ تاوان نقصان بھی دیا پھر مالک کے پاس اُسکا بخار جاتا رہا یا سپیدی چشم
جاتی رہی تو مولی نے جسقدر تاوان نقصان لیا ہی غاصب کو واپس دے کذا فی محیط السرخسی اور اگر غاصب کے پاس باندی زنا سے حاملہ

ہوگئی تو مالک اُسکو مع اُسکے نقصان کے لے لیگا اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ نقصان حمل اور نقصان عیب زنا دونوں پر نظر
کر کے جو زیادہ ہو اُسکا ضامن ہوگا اور اُسمین کم داخل ہو جائیگا اور یہ استحسان ہے اور امام محمد رح کے نزدیک دونوں عیبوں
کا تاوان لیگا اور یہ قیاس ہے۔ اور اگر زنا سے حاملہ ہو کر پھر بچہ جنی تو ولادت سے عیب حمل جاتا رہا اور عیب زنا باقی رہگیا پس اگر
عیب زنا بہ نسبت عیب حمل کے زیادہ تاوان رکھتا ہو اور غاصب عیب حمل کا تاوان دے چکا ہو تو اُسپر واجب ہوگا کہ تاوان
عیب زنا کو پورا کردے اور اگر تاوان عیب حمل زیادہ ہو تو غاصب پر فقط بقدر عیب زنا کے تاوان واجبی رہگیا اور باقی
زائد بسبب زوال حمل کے (یعنی بچہ کے) زائل ہوگیا پس اُسکا غاصب کو واپس دینا واجب ہوا۔ اور اگر مالک کو اُسکی باندی بحالت حمل
واپس کی پھر مالک کے پاس بسبب ولادت کے ہلاک ہوئی اور اسکا بچہ رہگیا تو امام اعظم رح کے نزدیک اُسکی پوری
قیمت کا ضامن ہوگا اور صاحبین نے فرمایا کہ نہیں فقط نقصان حمل کا ضامن ہوگا۔ اور اگر ولادت سے ہلاک ہوئی اور اُسکا
بچہ باقی رہا تو امام اعظم رح کے نزدیک یوم غصب کی پوری قیمت باندی کا ضامن ہوگا اور بچہ کے (یعنی غاصب کے پاس ۱۲) ساتھ جبر نقصان نہ کیا
جائیگا اور امام ابو یوسف و امام محمد رح نے فرمایا کہ فقط اسی قدر ضامن ہوگا جسقدر اسمین حمل سے نقصان آیا۔ اور
اگر بچہ مرگیا تو غاصب باندی کو واپس کرے اور اُسکے ساتھ نقصان ولادت کا تاوان دے اور بچہ کی موت سے اُسپر کچھ
واجب نہوگا اور اگر باندی مع بچہ کے غاصب کے پاس مرگئی تو امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ باندی کے یوم قبضہ کی قیمت
تاوان دے اور قیمت ولد کا ضامن نہوگا یہ سراج الوہاج مین ہے۔ ایک شخص نے ایک باندی غصب کر کے اُسکے ساتھ
زنا کیا پھر اُسکے مولی کو واپس کردی پھر مولی کے پاس اُسکا حمل ظاہر ہوا اور مولی کے پاس بچہ جنی اور ولادت یا نفاس مین
مرگئی تو امام اعظم رح کے قول پر اگر غاصب کے واپس کرنے کے وقت سے چھ مہینہ سے کم مین مولی کے پاس بچہ جنی ہو تو غاصب
اُسکے یوم غصب کی قیمت کا ضامن ہوگا بخلاف اُسکے اگر کسی آزاد عورت سے زنا کیا ہو اور وہ حاملہ ہو کر ولادت یا نفاس
مین مرگئی ہو تو زانی کچھ ضامن نہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ اور اگر مغصوبہ باندی نے غاصب کے پاس زنا یا چوری
کی پھر مالک کو واپس کردینے کے بعد اُسکا ہاتھ کاٹا گیا یا حد زنا ماری گئی تو امام اعظم رح کے نزدیک زنا کی صورت مین
نقصان ضرب حد و نقصان زنا مین سے جو زیادہ ہو اُسکا غاصب ضامن ہوگا اور چوری سے ہاتھ کٹنے کی صورت مین باندی
کی نصف قیمت کا ضامن ہوگا اور صاحبین کے نزدیک نقصان زنا و نقصان سرقہ کا ضامن ہوگا اور نقصان
ضرب حد کا ضامن نہ ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر غاصب نے مالک کو حاملہ باندی واپس کی اور اُسکے حد ماری
گئی اور حد ماری جانے سے وہ ہلاک ہوئی تو بالاجماع غاصب نقصان کا ضامن ہوگا یہ خلاصہ مین ہے۔ اور اگر مغصوبہ
باندی نے اپنے مولے کے پاس زنا یا چوری کی ہو پھر غاصب نے اسکو غصب کیا پھر وہ حد زنا و سرقہ مین ماخوذ ہوئی اور
اس سبب سے مرگئی تو اُسپر ضمان واجب نہ ہوگی کیونکہ باندی ایسے سبب سے تلف ہوئی جسکا وجود مولی کے پاس
ہوا ہے اسی طرح اگر غاصب کے پاس ایسے شوہر سے حاملہ ہوئی جو مولے کے پاس بھی موجود تھا اور اس سبب سے
ہلاک ہوئی تو بھی یہی حکم ہے اسی طرح اگر مولے نے اُس سے وطی کر کے حاملہ کیا ہو پھر غاصب نے غصب کرلی اور
غاصب کے پاس بسبب حمل کے مرگئی تو بھی غاصب ضامن نہ ہوگا کیونکہ اُسکا تلف ہونا ایسے سبب سے ہوا جسکا
وجود مولی کے پاس پایا گیا تھا پس یہ ایسا ہوا کہ جیسے مولی نے اُسکو غاصب کے پاس قتل کردیا۔ اور اگر غاصب نے
اسکو حاملہ غصب کیا مگر یہ حمل اسکو اسطرح نہ تھا کہ مولی نے اُسکو حاملہ کیا تھا یا مولے کے پاس کسی شوہر نے اسکو حاملہ

کیا تھا پھر وہ باندی غاصب کے پاس بسبب حمل مذکور کے تلف ہوئی تو غاصب اُسکی قیمت کا ضامن ہوگا کیونکہ وہ باندی غاصب کے پاس بدون فعل مولے اور بدون ایسے سبب کے جو مولے کی طرف سے پایا جاوے ہلاک ہوئی ہی یہ جوہرہ نیرہ مین ہی۔ اور اگر ایسی باندی غصب کی جسکو بخار آتا تھا یا حاملہ تھی یا مریضہ یا مجروحہ تھی اور وہ اسی سبب سے ہلاک ہوگئی تو اس عیب داری کے ساتھ اُسکی قیمت اندازہ کرکے اُسکا غاصب ضامن ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر غاصب کے پاس باندی کو بخار آنے لگا پھر اُسنے مالک کو اسی طرح واپس دی پھر مالک کے پاس اُسی بخار سے مرگئی تو بالاجماع غاصب فقط نقصان حمی (یعنی بخار آنے کی بیماری کے نقصان) کا ضامن ہوگا یہ خلاصہ مین ہی۔ اگر غاصب کے پاس سے غلام مغصوب بھاگ گیا تو مالک کو اختیار ہی کہ چاہے اپنے غلام کے ظاہر ہونے تک انتظار کرے پس بعد ظہور کے اُسکو لے یا نہ انتظار کرے اور غاصب سے اُسکی قیمت لے لے پھر اگر بعد قیمت لے لینے کے غلام ظاہر ہوا تو دیکھا جائیگا کہ اگر مالک نے وہ قیمت لی ہی جو اُسنے بیان کی تھی اُسیر راضی ہوا تھا خواہ اسطرح کہ دونون نے اس مقدار قیمت پر باہم اتفاق کیا تھا یا گواہ قائم ہوے تھے یا غاصب نے قسم سے نکول کیا تھا تو اس صورت مین ہمارے نزدیک مالک کو اُس غلام کے لینے کی کوئی راہ نہوگی اور اگر مالک نے غاصب سے جو قیمت لی ہی وہ غاصب کے قول پر لی ہو یعنی جسقدر غاصب نے بیان کی ہی اور مالک کی زیادت متدعویہ سے غاصب نے قسم کھا گیا تو مالک کو اختیار ہوگا چاہے قیمت رکھ لے اور اُسیر راضی ہوجاوے اور وہ غلام غاصب کو دیدے اور اگر چاہے تو جسقدر اُسنے قیمت لی ہو وہ غاصب کو واپس کرکے اپنا غلام لے لیوے اور غاصب کو اختیار ہوگا کہ اپنی قیمت وصول کرنے کی غرض سے غلام کو روک رکھے اور اگر غاصب کو قیمت واپس دینے سے پہلے وہ غلام غاصب کے پاس مرگیا تو قیمت واپس نہ کریگا ولیکن اگر غلام کی قیمت مین اس قیمت وصول کردہ سے زیادتی ہو تو بقدر زیادتی کے غاصب سے واپس لیگا اور اگر اُسکی قیمت مین کچھ زیادتی نہ ہو تو مالک کو سوائے اس قیمت ماخوذہ کے اور کچھ نہ ملیگا اور امام ابو یوسف رح سے مروی ہی کہ انھون نے فرمایا کہ اگر غلام آبق ظاہر ہوا اور اُسکی قیمت اتنی ہی نکلی جتنی غاصب نے بیان کی ہی تو مغصوب منہ کو خیار نہوگا اور نہ اُسکو غلام لینے کی کوئی راہ ہوگی مگر ظاہر الروایت کے موافق بلا تفصیل مالک کو خیار حاصل ہوگا یہ شرح طحاوی مین ہی اور اگر غلام مغصوب نے غاصب کے پاس کسی شخص آزاد یا غلام کو قتل کیا یا کوئی جنایت جو جان تلف کرنے سے کم ہو واقع کی تو مولی کو اختیار دیا جائیگا کہ چاہے غلام کو دیدے یا اُسکا فدیہ دے پھر مولی جرمانہ جنایت وقیمت غلام دونون مین جو مقدار کم ہو غاصب سے لے لیگا۔ اور اگر غلام مغصوب نے کسی کا مال تلف کردیا اور مولی سے خطاب کیا گیا کہ اُسکو فروخت کر یا اُسکا فدیہ دے تو مولی قیمت غلام اور جو اُسنے غلام کی طرف سے قرضہ ادا کیا ہی دونون مین سے کم مقدار کو غاصب سے لے لیگا۔ اور اگر یوم غصب مین غلام کی قیمت ہزار درم ہو پھر زائد ہوکر دو ہزار درم ہوگئی پھر کسی شخص نے غاصب کے پاس اُسکو قتل کرڈالا تو مولے کو اختیار ہوگا چاہے غاصب سے یوم غصب کی قیمت ہزار درم لے لے اور غاصب اُس قاتل کی مددگار برادری سے دو ہزار درم لے لیگا مگر اُس مین سے ایک ہزار درم زائد صدقہ کردیگا یا چاہے تو قاتل کی مددگار برادری سے روز قتل کی دو ہزار درم قیمت لے لے پھر قاتل اُسکے غاصب سے کچھ نہیں لے سکتا ہی اور اگر اس صورت مین غلام نے خود ہی اپنے تئین قتل کرڈالا ہو تو مولی غاصب سے یوم غصب کی ہزار درم قیمت تاوان لیگا اور یوم قتل کی قیمت تاوان نہیں لے سکتا ہی یہ محیط مین ہی۔ اگر غاصب کے پاس

سے غلام مغصوب بھاگ گیا تو اُسکا جعلؔ واپسی مالک پر واجب ہوگا یہ امام ابو یوسف کے نزدیک ہے اور یہی مقدار جعل کو غاصب سے نہیں لے سکتا ہے لیکن نقصان اباق کو غاصب سے لے سکتا ہے بشرطیکہ اس سے پہلے غلام نہ بھاگا ہو۔ اور امام محمد رحنے فرمایا کہ یونہی مقدار جعل بھی غاصب سے واپس لیگا یہ ینابیع میں ہے۔

بارھوان باب غاصب الغاصب اور مستودع الغاصب وغیرہ کے بیان میں۔ اگر ایک شخص نے مال مغصوب کو غاصب سے غصب کر لیا تو مالک کو اختیار ہوگا کہ اول وثانی جس غاصب سے چاہے ضمان لے پس اگر غاصب اول سے ضمان لی تو غاصب اول مال ضمان کو غاصب ثانی سے لے لیگا اور اگر اُسنے دوسرے سے ضمان لی اور دوسرا اسکو اول سے نہیں لے سکتا ہے اور جب مالک نے دون میں سے کسی ایک سے ضمان لینا اختیار کیا تو امام اعظم وامام محمد رح کے نزدیک پھر اُسکو دوسرے کی تضمین کا اختیار نہ ہوگا اور امام ابو یوسف نے فرمایا کہ جب تک اُس سے تاوان وصول نہ کرے تب تک اُسکو ایسا اختیار ہے کذا فی محیط السرخسی ۔ اور جب مالک نے دونون میں سے ایک یعنی غاصب یا غاصب الغاصب یا مستودع الغاصب سے تاوان لے لیا تو دوسرا بری ہو گیا یہ خلاصہ میں ہے۔ غاصب الغاصب نے اگر مال مغصوب کو تلف کر کے اُسکی قیمت غاصب اول کو ادا کر دی تو ضمان سے بری ہو گیا اور امام ابو یوسف رح سے مروی ہے کہ بری نہ ہوگا اور اگر بعینہ مال مغصوب کو غاصب اول کو واپس دیا تو بالاجماع سب کے نزدیک بری ہو جائیگا یہ فتاوی قاضی خان میں ہے۔ اور اگر مال مغصوب غاصب الغاصب کے پاس تلف ہو گیا اور اُسنے غاصب اول کو اُسکی قیمت تاوان دیدی تو بھی ضمان سے بری ہو جائیگا یہان تک کہ مالک کو یہ اختیار نہ رہیگا کہ اسکے بعد غاصب الغاصب کو ضامن ٹھہراوے کیونکہ قیمت قائم مقام عین ہے اور یہ حکم اُسوقت ہے کہ غاصب اول کا غصب کرنا گواہون کی گواہی یا اقرار مالک کے ذریعہ سے معروف و معلوم ہو اور اگر فقط غاصب اول نے ایسا اقرار کیا ہو تو مالک کے حق میں اُسکے اقرار کی تصدیق نہ کیجائیگی مگر اُسکے حق میں اُسکے قول کی تصدیق کیجائیگی پس مالک کو اختیار رہیگا کہ دونون میں سے جس سے چاہے ضمان لے (مگر اول پھر ثانی سے رجوع ضمان نہیں کر سکتا ہے) اور اگر غاصب الغاصب نے مغصوب کو فروخت کر کے اسکا ثمن وصول کیا تو غاصب اول کو اُس سے اس ثمن کے لینے کا اختیار نہ ہوگا کیونکہ وہ مالک نہیں ہے اور نہ مالک کی طرف سے نائب ہے اور اُسکو اجازت بیع کا بھی اختیار نہ ہوگا یہ خزانۃ المفتین میں ہے۔ اور مالک کو اختیار ہوگا کہ چاہے غاصب سے ضمان لے یا اُسکے مستودع سے کیونکہ اُسکے حق میں دونون میں سے ہر ایک متعدی ہے (یعنے ظالم ہے) یہ محیط میں ہے۔ اور اگر غاصب نے مال مغصوب کسی کو عاریۃً دیا تو مالک مختار ہوگا چاہے معیر سے تاوان لے یا مستعیر سے پھر جس سے لے لیا وہ دوسرے سے مال تاوان نہیں لے سکتا ہے اور اگر مستعیر نے اُسکو تلف کر دیا ہو تو ضمان اُسی پر مقرر ہو جائیگی یہ وجیز کردری میں ہے۔ اگر غاصب نے مال مغصوب کسی کو ہبہ کر دیا اور موہوب لہ کے پاس تلف ہو گیا اور مالک نے اُس سے تاوان لے لیا تو وہ اپنے واہب سے (یعنی غاصب) واپس نہیں لے سکتا ہے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر مغصوب کو غاصب نے فروخت کر کے مشتری کے سپرد کر دیا تو مالک کو اختیار ہے چاہے غاصب سے ضمان لے پس بیع جائز ہو جائیگی اور ثمن غاصب کا ہوگا یا مشتری تاوان لے تو مشتری اپنا ثمن غاصب سے واپس لیگا اور بیع باطل ہو جائیگی اور مال ضمان واپس نہیں لے سکتا ہے اور اگر غاصب نے فروخت کر کے سپرد نہ کیا ہو تو ضامن نہ ہوگا یہ وجیز کردری میں ہے۔ منتقے میں ابن سماعہ کی

روایت سے امام محمدرحمہ سے مروی ہو کہ اگر مالک نے غاصب اول سے ضمان لینا اختیار کیا ہو خواہ غاصب اول اس امر پر راضی ہوا یا نہ ہوا اگر قاضی نے غاصب اول پر مالک کے واسطے قیمت کی ڈگری کردی تو مالک کو یہ اختیار نہ رہیگا کہ غاصب اول سے ضمان لینا ترک کرکے دوسرے سے ضمان لینا اختیار کرے۔ اور اگر غاصب اول راضی نہوا ہو اور قاضی نے اُسپر مالک کے نام قیمت کی ڈگری نہ کی تو مالک کو اختیار رہیگا کہ اس سے رجوع کرکے غاصب ثانی سے ضمان لینا اختیار کرے۔ اور اگر مالک نے غاصب اول سے ضمان لینا اختیار کرلیا اور اُسنے مالک کو کچھ ندیا اور وہ نادار ہو تو قاضی غاصب اول کو حکم دیگا کہ دوسرے غاصب سے اپنا مال وصول کرکے مالک کو دیدے پس اگر اول نے اس بات سے انکار کیا اور مالک نے ان دونون غاصبون کو حاضر کرکے گواہ پیش کیے تو مالک سے دوسرے پر پہلے غاصب کے واسطے ایسے گواہ مقبول ہونگے یہانتک کہ دوسرے غاصب سے یہ مال وصول کرلیا جائیگا پھر اُسکو مغصوب منہ لے لیگا یہ محیط مین ہو۔ اور اگر مالک نے چاہا کہ دونون مین سے ایک سے کسیقدر چیز دقیمت تہائی وچوتھائی ونصف وغیرہ تاوان لے تو اُسکو اختیار رہیگا کہ باقی قیمت دوسرے سے تاوان لے یہ ذخیرہ مین ہو جامع کبیر مین لکھا ہو کہ ایک شخص نے کسی شخص کی باندی ہزار درم قیمت کی غصب کرلی پھر غاصب سے دوسرے شخص نے غصب کرلی اور دوسرے غصب کے روز بھی اُسکی قیمت ہزار درم تھی پھر دوسرے غاصب کے پاس سے بھاگ گئی تو پہلے غاصب کو اختیار ہوگا کہ دوسرے سے اُسکی قیمت تاوان لے اگرچہ مالک نے پہلے غاصب سے ہنوز تاوان نہ لیا ہو پھر جب غاصب اول نے قیمت لے لی تو دوسرا غاصب ضمان سے بری ہوگیا اور یہ قیمت جو دوسرے سے وصول کی ہو وہ غاصب اول پر مضمون رہیگی حتی کہ اگر غاصب اول کے پاس تلف ہوگئی تو مالک کو اختیار ہوگا کہ اُس سے باندی کی قیمت غصب کا تاوان لے پھر جب مالک حاضر ہوا تو اُسکو اختیار ہوگا کہ چاہے غاصب اول سے وہ قیمت لے لے جو اُسنے غاصب ثانی سے لی ہو پس باندی مغصوبہ اصل مالک کی طرف سے غاصب ثانی کی ملک ہوجائیگی یا چاہے تو غاصب اول سے از سرنو اُسکی قیمت تاوان لے پس مالک کی طرف سے باندی پہلے غاصب اول کی مملوک ہوکر پھر اُسکی طرف سے غاصب ثانی کی مملوکہ ہوگی۔ اور اگر غصب اول کے روز باندی کی قیمت ہزار درم ہو اور غصب ثانی کے روز دو ہزار درم ہو پھر وہ دوسرے غاصب کے پاس سے بھاگ گئی اور پہلے نے دوسرے سے دو ہزار درم قیمت لے لی اور وہ قیمت غاصب اول کے پاس تلف ہوگئی تو مالک کو یہ اختیار نہوگا کہ اول سے دو ہزار کی ضمان لے بلکہ فقط اُس سے اُسکے غصب کے روز کی قیمت ہزار درم تاوان لے سکتا ہو اور اگر پہلے حاضر ہوا اور اُسوقت تک غاصب اول کے پاس وہ قیمت جو اُسنے ثانی سے وصول کی ہو بعینہ موجود تھی اور حال یہ تھا کہ باندی بھی ظاہر ہوگئی تھی تو مالک کو یہ اختیارات ہونگے کہ چاہے باندی کو جہان ظاہر ہوئی ہو وہان سے لے لے یا چاہے غاصب اول سے وہ قیمت لے لے جو اُسنے غاصب ثانی سے وصول کی ہو یا چاہے غاصب اول سے اُسکے غصب کے روز کی قیمت لے لے پس اگر مالک نے اپنی باندی لینا اختیار کیا تو دوسرا غاصب پہلے سے وہ قیمت جو اُسنے دوسرے سے وصول کی ہو پھیر لیگا اور اگر وہ قیمت پہلے کے پاس تلف ہوگئی ہو تو پہلا دوسرے کیواسطے اُسکا ضامن ہوگا۔ اور اگر مالک نے غاصب اول سے وہ قیمت جو اُسنے دوسرے سے وصول کی ہو لے لی تو باندی دوسرے غاصب کو سپرد کیجائیگی۔ اور اگر مالک نے اول سے اُسکے غصب کے روز کی قیمت تاوان

لی تو جو قیمت اول نے دوسرے سے وصول کی ہے اسکے سپرد کیجائیگی ولیکن پہلا غاصب امین ہے ایک ہزار درم جو مقدار ضمان سے اُسنے مالک کو دیدیے ہیں زائد میں صدقہ کر دیگا اور یہ قول امام اعظم و امام محمد رح کا ہے مگر امام ابو یوسف کے نزدیک کچھ صدقہ نہ کریگا بلکہ یہ زیادتی اُسکو حلال ہے یہ محیط کے متفرقات میں ہے۔ اور فتاوی عتابیہ میں لکھا ہے کہ اگر مغصوبہ باندی غاصب کے پاس بچہ جنی اور اُن دونوں کو دوسرے شخص نے غصب کر لیا اور اول نے مالک کو باندی کی قیمت تاوان دیدی تو اول غاصب دوسرے سے دونوں کی قیمت تاوان لیگا اور اُس میں سے بچہ کی قیمت صدقہ کر دیگا اور ان کی ضمان قیمت سے بچے کے مالک ہوجانے کی یہ روایت ہے اور اگر مغصوب منہ نے غاصب اول سے مال مغصوب کی قیمت سے کم پر صلح کر لی تو پہلا غاصب دوسرے سے پوری قیمت لیکر امین ہے بقدر زیادتی کے صدقہ کر دیگا یہ تاتارخانیہ میں ہے۔ ابن سماعہ سے روایت ہے کہ انھوں نے امام محمد رح کو لکھا کہ ایک شخص نے دوسرے کا غلام غصب کیا اور اُسکو ایک شخص ثالث نے خطا سے قتل کر ڈالا پس مالک نے چاہا کہ فی الحال نصف قیمت غلام غاصب سے لے اور نصف قیمت بعد دیت قاتل کی مددگار برادری سے لے تو امام محمد رح نے جواب لکھا کہ مالک کو ایسا اختیار ہے یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص نے دوسرے کا مال غصب کیا پھر غاصب سے یہ مال مالک کے قرضخواہ نے غصب کر لیا تو مختار یہ ہے کہ مغصوب منہ کو اختیار ہے چاہے غاصب اول سے تاوان لے یا دوسرے سے پس اگر اول سے تاوان لیا تو دوسرا بری نہو گا اور اگر دوسرے سے تاوان لیا تو پہلا بری ہو جائیگا یہ ظہیریہ میں ہے۔ ایک شخص نے ایک غلام غصب کیا اور اُس سے دوسرے نے غصب کر لیا اور وہ بھاگ گیا پس مالک نے کہا کہ تیرے غصب کے وقت اُسکی قیمت ہزار درم تھی پھر دوسرے کے غصب کے وقت دو ہزار تھی اور غاصب اول نے کہا کہ نہیں بلکہ میرے غصب کے وقت پانچ سو درم تھی پھر ایک ہزار پانچ سو درم میرے پاس زیادہ ہو گئے تو حق قیمت میں مالک کا قول قبول ہوگا اور اگر غاصب اول نے یہ لفظ نہ کہا کہ میرے پاس زیادہ ہو گئے تو اُسی کا قول قبول ہوگا پھر اگر غلام ظاہر ہوا اور قیمت اُسکی زائد نکلی تو مالک کو اختیار ہوگا کہ جو کچھ اُسنے لیا ہے وہ واپس کر کے غلام لے لیوے پس اگر اُسنے غلام لینا اختیار کیا پھر اُسکو غاصب ثانی نے قتل کر ڈالا تو مالک کو اختیار ہوگا چاہے فسخ کو باقی رکھے اور قاتل کی مددگار برادری کا دامنگیر ہو یا فسخ کو توڑ کر غاصب اول سے اُسکے غصب کے روز کی قیمت لے لے یہ کافی میں ہے۔ میں نے بعض کتب فقہ میں مطالعہ کیا کہ ایک شخص نے ایک غلام غصب کیا پھر اُس سے دوسرے نے غصب کر لیا اور اسکے پاس مر گیا تو مولی کو اختیار ہے چاہے غاصب اول سے ضمان لے اور اول اُسکو دوسرے سے لے لیگا یا اول کو بری کردے اور دوسرے سے قیمت تاوان لے اور دوسرے کا اول پر کچھ نہو گا یہ فصول عمادیہ میں ہے۔ اور اگر کوئی غلام غصب کر کے زید کے پاس ودیعت رکھا اور وہ زید کے قبضہ سے بھاگ گیا پھر مالک نے ودیعت لینے والے یعنی زید سے ضمان لینی اختیار کی تو غاصب اس غلام کا مالک ہو جائیگا حتی کہ اُسکا آزاد کرنا نافذ ہو گا اور یہ مال ضمان خود ادا کرنے سے پہلے غاصب سے رجوع کر کے لے لینے کا مختار ہے اور اگر وہ غلام واپس ہو کر زید کے قبضہ میں آگیا تو مودع یعنی زید مختار ہے کہ مال ضمان پھر لوٹ حاصل کرنے تک غاصب سے روک رکھے اور اگر روکنے سے پہلے زید کے پاس مر گیا تو امانت میں مرا اور روکنے کے بعد مرنے تو اپنی قیمت کے عوض ہو گا۔ اور ایسی صورت میں مرتہن و مستاجر کا حکم مثل ودیعت لینے والے کے ہے کذا فی الکافی۔ اور
۲۰ غاصب کو قبل اختیار مولی کے باندی مغصوبہ سے خدمت لینے یا دوسرے کی ملک میں دیدینے کا اختیار نہیں ہے پھر اگر مالک

نے قیمت لینا اختیار کیا تو از سر نو باندی کا استبرا کرے اور اگر باندی لینا اختیار کیا تو جو کچھ اُسنے تصرف کیا سب باطل ہو جائیگا سواے ام ولد بنانے کے کہ اس صورت مین استحسانًا بچہ کا نسب ثابت ہوگا اور بچہ رقیق ہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہے - اور غاصب ثانی کو باندی سے وطی کا اختیار نہین ہے یہان تک کہ مولی غاصب اول سے وہ قیمت لے لینا اختیار کرے جو اول نے ثانی سے لی ہے یا غاصب اول سے ضمان لینا اختیار کرے - اور اگر غاصب اول کے ثانی سے قیمت لینے کے بعد اور مولی کے کسی امر تضمینی کے اختیار کرنے سے پہلے باندی کو حیض آیا تو یہ حیض حکم استبرا کیواسطے کافی نہوگا اور اگر غاصب اول نے دوسرے سے قیمت لینے کا اقرار کیا تو یہ اقرار اور گواہون سے قیمت لینا ثابت ہوجانا دونون یکسان ہین ہان ان دونون مین دوسری وجہ سے اتنا فرق ہے کہ اس صورت اقراری مین مولی کو دوسرے غاصب کی تضمین کا اختیار ہے اور صورت ثبوت بگواہان مین دوسرے کی تضمین کا اختیار نہین ہے اور اسیطرح جب قاضی نے دوسرے پر قیمت کی ڈگری کر دی ہو پھر غاصب نے وصول قیمت کا اقرار کیا ہو تو بھی یہی حکم ہے اسیطرح اگر غاصب اول نے اقرار کیا کہ مین نے غاصب دوم سے باندی اپنے قبضہ مین واپس کی اور اقرار کیا کہ وہ میرے پاس مرگئی تو بھی اُسکا قول قبول نہوگا یہان تک کہ مالک کو ان سب صورتون مین غاصب ثانی کی تضمین کا اختیار ہوگا مگر غاصب ثانی غاصب اول سے اپنی قیمت واپس لیگا یہ ذخیرہ مین ہے - ایک شخص نے دوسرے کا گھوڑا غصب کیا پھر اس سے تیسرے نے غصب کر لیا پھر تیسرے سے مالک نے چورا لیا پھر غاصب ثانی نے مالک سے زبردستی چھین لیا اور مالک اسکے ساتھ مخاصمہ سے عاجز رہا تو مالک کو یہ اختیار نہوگا کہ اول پر نالش کرے کیونکہ جب وہ گھوڑا مالک کے پاس پہونچ گیا تو غاصب اول اس سے بری ہو گیا تھا یہ وجیز کردری مین ہے - زید نے عمرو کا مال غصب کیا پھر زید سے بکر نے اس غرض سے لے لیا کہ اسکو مالک کو واپس دے پھر مالک کو نہ پایا تو بکر کے عہدہ ضمان سے باہر ہونے کی کوئی صورت نہین ہے لیکن اگر اُسکو مالک کیواسطے صدقہ کر دے تو مجھے امید ہے کہ مالک اُسکے ثواب سے راضی ہو جاوے - ایک شخص نے عین مغصوبہ غاصب کے قبضہ مین سے نکال لی تاکہ اسکو مالک کو واپس دے پھر مالک کو نہ پایا تو یہ شخص غاصب الغاصب قرار پائیگا پس غاصب اول کو واپس کر دے تاکہ عہدہ ضمان سے بری ہو جاوے اور اگر اُسنے غاصب اول کو واپس کر دی پھر غاصب اول کے پاس تلف ہو گئی تو غاصب ثانی پر کچھ نہین ہے وہ عہدہ سے بری ہو چکا ہے یہ جواہر الفتاوی مین ہے - ابن سماعہ نے امام محمد رح سے روایت کی ہے کہ اگر مال مغصوب غاصب سے کسی چور نے چورایا اور قاضی کو یہ معلوم ہو گیا اور مالک غائب ہے تو قاضی اُس مال کو لیکر غاصب کی ذمہ داری پر اسکی حفاظت کریگا اور یہ امر قاضی کو جائز ہے کہ غاصب کے مال مین ایسا تصرف کرے جو مودی بحفظ المال ہو نہ اسطرح جو مودی بابراء حقوق غائب ہو اور غاصب و سارق پر مال کا مضمون ہونا حقوق غائب مین سے ہے پس از جانب قاضی السیاح بابراء ساقط نہ ہوگا کذا فی المحیط السرخسی

تیرھوان باب آزاد و مدبر و مکاتب و ام ولد کو غصب کرنے کے بیان مین - ایک شخص ایک عورت یا نابالغ دختر کو دھوکا دیکر اسکے شوہر یا باپ کے گھر سے نکال لے گیا تو وہ شخص قید کیا جائیگا یہان تک کہ اسکو لاوے یا اسکے حال سے آگاہ کرے امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے ایک نابالغ کو چورایا پھر وہ اسکے ہاتھ سے چوری گیا اور اسکی موت یا قتل ظاہر نہ ہوا تو چور ضامن نہ ہوگا بلکہ قید کیا جائیگا یہان تک کہ اسکو لادے یا اسکے حال سے آگاہ کرے یہ محیط مین ہے - اگر ایک شخص نے ایک آزاد نابالغ کو اسکے اہل مین سے غصب کر لیا اور وہ بیمار ہو گیا پھر اسکے پاس مرگیا تو امام اعظم رح نے فرمایا کہ اُس پر ضمان واجب نہ ہوگی - اور اگر مریض نہ ہوا اور نہ مرا لیکن اسکو کسی درندہ نے زخمی کرکے ہلاک کیا یا اسکو سانپ نے کاٹا اور وہ مرگیا تو غاصب کی مددگار برادری پر اسکی دیت

واجب ہوگی و بالجملہ حکم یہ ہو کہ آزاد خواہ صغیر ہو یا کبیر ہو غصب سے مضمون نہین ہوتا ہو اسواسطے کہ ضمان غصب مقتضی تملیک ہو اور آزاد مین صلاحیت تملیک نہین ہو ہان مضمون بالجنایۃ ہوتا ہو اسواسطے کہ جنایت اتلاف ہو پس جب یہ امر ثابت ہوا تو ہم کہتے ہین کہ جب نابالغ ایسے سبب سے مرا جو باتلاف الکنہ مختلف نہین ہوتا ہو تو غاصب پر ضمان واجب نہ ہوگی اسلیے کہ اتلاف متحقق نہ ہوا ہو اور اگر ایسے سبب سے ہلاک ہوا جو باختلاف الکنہ مختلف ہوتا ہو تو غاصب کی مددگار برادری پر ضمان واجب ہوگی - اور اگر غاصب کے پاس اسکو کسی نے قتل کیا [یعنی خطا سے قتل کیا ۱۲] تو اولیاء مغصوب کو اختیار ہوگا چاہین غاصب سے دیت کے واسطے دامنگیر ہون یا قاتل کے دامنگیر ہون پس اگر انھون نے غاصب سے ضمان دیت لی تو وہ قاتل سے رجوع کریگا اور اگر انھون نے قاتل کا پیچھا کیا تو وہ غاصب پر رجوع نہین کر سکتا ہو اور یہ سب ضمان مددگار برادری پر واجب ہوگی کیونکہ یہ ضمان جنایت ہے اور اگر مغصوب نے خود اپنے تئین قتل کر لیا یا کنوئین مین گر گیا یا اسپر دیوار گر گئی اور وہ مر گیا تو غاصب ضامن ہو پس اسکی مددگار برادری پر دیت واجب ہوگی اور دیوار کی صورت مین اگر غاصب دیوار کے مالک کو دیوار توڑنے کے واسطے پہلے اعلام کر چکا ہو (یعنی اسکو ڈھا دے کہ یہ معرض سقوط مین ہو) تو عاقلہ غاصب کو مالک دیوار سے واپس لینے کا اختیار ہوگا - اور اگر اسکو کسی نے عمداً قتل کیا تو اولیاء مغصوب کو اختیار ہوگا چاہین قاتل کو قصاصاً قتل کرین اور غاصب بری ہو جائیگا یا غاصب کو ضامن قرار دیکر اسکی مددگار برادری سے دیت لے لین پھر غاصب کی مددگار برادری مال ضمان قاتل سے واپس لیگی مگر اسکو یہ اختیار نہ ہوگا کہ قاتل کو قصاصاً قتل کرے یہ سراج الوہاج مین ہو - اگر آزاد نابالغ کو غصب کیا پھر وہ غرق ہو گیا یا جل گیا تو غاصب ضامن ہوگا اور اگر خود قضا سے مر گیا تو ضامن نہ ہوگا یہ خزانۃ المفتین مین ہو - اور اگر نابالغ نے خود اپنے تئین قتل کر لیا تو اسکی دیت غاصب کے مددگار برادری پر ہوگی اور اسکی مددگار برادری نابالغ کی مددگار برادری سے واپس نہین لے سکتی ہو اور اسی طرح اگر اس نابالغ نے اپنے بدن کے کسی عضو پر مثل ہاتھ یا پانون و اسکے اشباہ کے جنایت کی [مثلاً اپنا ہاتھ کاٹ ڈالا ۱۲] تو بھی یہی حکم ہو اور اسی طرح اگر جانور سواری پر سوار ہو کر اپنے تئین اسپر سے گرا دیا تو بھی یہی حکم ہو اور یہ سب امام ابو یوسف رح کا قول ہو اور امام محمد رح نے فرمایا کہ نابالغ کی اپنے نفس پر جنایت کرنے سے غاصب پر ضمان نہین ہو یہ محیط مین ہو - اور اگر غاصب کے پاس نابالغ نے کسی شخص کو قتل کیا پھر غاصب نے وہ نابالغ اسکے باپ کو واپس دیا پھر نابالغ کی مددگار برادری نے شخص مقتول کی دیت ادا کی تو اسکی مددگار برادری کو غاصب سے کچھ واپس لینے کا اختیار نہ ہوگا یہ سراج الوہاج مین ہو - اگر کسی نے ایک غلام جسکے ساتھ اسکے مولے کا مال ہو غصب کیا تو وہ شخص مال کا بھی غاصب ہو جائیگا حتے کہ اگر غلام بھاگ گیا تو غاصب اس مقدار مال اور قیمت غلام کا ضامن ہوگا - اور اگر کسی نے آزاد کو غصب کیا اور اسکے تن پر کپڑے موجود ہین تو بدینوجہ کہ مغصوب اسکے قبضہ مین ہو اسکے کپڑون کی ضمان غاصب پر واجب نہ ہوگی لیکن اگر بجائے آزاد کے غلام کو غصب کیا اور اسپر لباس ہو تو مثل اسکے عین کے اسکے لباس کا بھی ضامن ہوگا اور اسکے پاس لباس کی ضمان اسکے عین کی ضمان کی تابع ہوگی یہ فصول عمادیہ مین ہو - اور اگر مغصوب مملوک مدبر ہو اور وہ غاصب کے پاس سے بھاگ گیا تو غاصب اسکی قیمت کا ضامن ہوگا اسلیے کہ مدبر بسبب غصب کے مضمون ہوتا ہو ولیکن ادائے ضمان سے غاصب اسکا مالک نہو جائیگا حتی کہ اگر وہ ظاہر ہو جاوے تو اسکے مولی کو واپس کر کے اپنی قیمت واپس کر لے

اور غاصب کو یہ اختیار نہو گا کہ اپنی قیمت وصول کرنے کی غرض سے اُسکو روک رکھے یہ شرح طحاوی مین ہر - ایک شخص نے ایک مدبر کو غصب کیا کہ جسکی قیمت ایک ہزار درم تھی پھر اُسکے پاس بڑھکر دو ہزار درم ہو گئی پھر اس سے دوسرے شخص نے غصب کر لیا پھر وہ دوسرے کے پاس سے بھاگ گیا یا مر گیا تو مالک کو اختیار ہو گا کہ دونون مین سے جس سے چاہے اُسکے وقت غصب کی قیمت تاوان لے یعنی چاہے تو غاصب اول سے ایک ہزار درم تاوان لے اور وہ دوسرے سے دو ہزار درم واپس لے لیگا مگر اُسمین سے ایک ہزار اُسکو حلال طیب ہین اور باقی ایک ہزار درم صدقہ کر دے پھر اگر وہ مدبر ظاہر ہوا تو ملک مولی مین عود کریگا اور مولے پر واجب ہو گا کہ غاصب اول کو اُسکے ہزار درم واپس کر دے اور غاصب اول پر واجب ہو گا کہ دوسرے کو اُسکے دو ہزار درم واپس کر دے - پھر اگر مولے نے اول سے ضمان لینا اختیار کیا اور بعد اختیار کے قبل استیفاء مال کے وہ مدبر دوسرے غاصب کے قبضہ مین عود کر آیا اور اُسکے پاس مر گیا تو دوسرا ضامن نہ ہو گا کیونکہ دوسرا اُسکے ضمان غصب سے جبھی بری ہو گیا کہ جب مولے نے اول سے ضمان لینا اختیار کیا اور پھر اسکے بعد اُسکی طرف سے منع نہین پایا گیا حتے کہ اگر مولے نے اُس سے طلب کیا ہو اور اُسنے دینے سے انکار کیا ہو اور پھر وہ غلام مر گیا تو دوسرا ضامن ہو گا اسواسطے کہ مالک کو دینے سے انکار کرنا یہ از سر نو غصب ہر اور اسی طرح اگر دوسرے نے اُسکو خطا سے قتل کیا ہو تو بھی یہی حکم ہے پس مولی کو اختیار ہو گا کہ اول کو ہزار درم اُسکے واپس کر کے دوسرے کی مددگار برادری سے دو ہزار درم تاوان دیت لے - اور اگر مولے نے اول کو ہنوز کچھ ضامن نہ کیا ہو یہانتک کہ دوسرے نے اُسکو قتل کیا پھر اُسنے اول کو ضامن کیا خواہ وہ دوسرے کے قتل کرنے کو جانتا ہو یا نہ جانتا ہو تو دوسرا بری ہو جائیگا اور پہلے کو یہ اختیار ہو گا کہ چاہے دوسرے سے ضمان غصب لے لے یا دوسرے کی مددگار برادری سے ضمان جنایت لے یہ کافی مین ہر - اگر کسی نے ام ولد غصب کر لی اور وہ اُسکے پاس مر گئی تو امام اعظم رح کے نزدیک اگر اپنی موت سے مری ہو تو غاصب اُسکا ضامن نہو گا اور اگر کسی ایسے سبب سے مری جس سے نابالغ آزاد کی صورت مین ضمان واجب ہوتی ہو تو غاصب فی الحال اپنے مال سے اسکی قیمت کا ضامن ہو گا اسواسطے کہ ام ولد مضمون ہونے مین بہ نسبت نابالغ آزاد کے احق ہر اسلیے کہ اُسکا مال ہونا بہ نسبت نابالغ آزاد کے اولی ہر اور اگر کسی نے مدبرہ باندی کو غصب کیا اور وہ اسکے پاس مر گئی تو اُسکی قیمت کا ضامن ہو گا یہ سراج الوہاج مین ہر

چودھوان باب متفرقات مین - اگر غاصب نے مغصوب کو کسی شخص کے ہاتھ فروخت کیا اور مالک نے اُسکے بیع کی اجازت دیدی تو اجازت صحیح ہو جاتیگی بشرطیکہ اس اجازت مین شرائط اجازت پائی جا دین اور وہ شرائط یہ ہین کہ بائع و مشتری و معقود علیہ قائم ہون اور یہ کہ اجازت قبل خصومت کے ہو یہ امام اعظم رح کے نزدیک ہے اور موافق ظاہر الروایۃ کے قیام ثمن شرط نہین ہر جبکہ وہ بیع بعوض دراہم و دینار کے واقع ہوئی ہو اور اگر مالک نے غاصب کے ساتھ خصومت کر کے قاضی سے درخواست کی کہ میرے نام ملک کی ڈگری فرما دے پھر بیع کی اجازت دی تو امام اعظم رح کے قول پر ایسی اجازت صحیح نہین ہر ایسا ہی شمس الائمہ حلوائی اور شیخ الاسلام خواہر زادہ نے ذکر فرمایا ہر اور شمس الائمہ سرخسی نے اپنی شرح مین ذکر فرمایا کہ موافق ظاہر الروایت کے اجازت صحیح ہر پس اگر وقت اجازت کے قیام مبیع معلوم نہو مثلاً وہ غلام مشتری کے پاس سے بھاگ گیا تو ظاہر الروایۃ مین مذکور ہر کہ اجازت صحیح ہر اور

اگر غاصب نے ثمن پر قبضہ کرلیا اور وہ اُسکے پاس تلف ہوگیا پھر مالک نے بیع کی اجازت دیدی تو وہ ثمن تلف شدہ مالک کا
مال گیا بدین وجہ کہ اجازت انتہا مین ابتدا سے اجازت کے اعتبار مین ہے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر غاصب مال مغصوب کا مغصوب
منہ کیطرف سے بسبب بیع یا ہبہ یا ارث کے بعد دوسرے کے ہاتھ اُسکے فروخت کرنے کے مالک ہوا تو بیع باطل ہوجائیگی بسبب
اُسکے کہ ملک قطعی ملک موقوف پر طاری ہوئی یہ خلاصہ مین ہے۔ اگر ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ تو اس راہ سے چلا جا کہ
یہ مامون ہے پس وہ اُسی راستہ گیا اور راہ مین اُسکو لصوص نے پکڑا تو راہ بتلانے والا ضامن نہوگا اور اگر راہ بتلانے
والے نے یون کہا ہو کہ اگر یہ راستہ خوفناک نکلا اور تیرا مال چھین گیا تو مین ضامن ہون اور باقی مسئلہ بحالہ رہے
تو ضامن ہوگا پس اس جنس کے مسائل مین قاعدہ یہ ہوا کہ فریب کی وجہ سے دھوکا کھانے والے کا حق ضمان دھوکا
دینے والے پر جبھی ثابت ہوتا ہے کہ یہ امر کسی عقد معاوضہ کے ضمن مین واقع ہو یا صریحاً دھوکا دینے والا بضمانت اُس
سے سلامتی کو بیان کرے۔ اور اسی طرح اگر اُسنے دوسرے سے کہا کہ تو یہ کھانا کھالے کہ یہ طیب ہے پس وہ زہر ملا ہوا نکلا تو
ضامن نہوگا یہ محیط مین ہے۔ ایک شخص نے دوسرے کے جانور کی پیٹھ پر بدون اُسکی اجازت کے بار لادا یہانتک کہ
جانور کے بالون ورم کرگئے پس مالک نے اُنکو چیرا تو فقیہ ابو اللیث نے فرمایا کہ انتظار کیا جاوے پس اگر جراحت مندمل
ہوجاوے تو کسی پر ضمان واجب نہوگی اور اگر نقصان رہا پس اگر چیرنے سے رہا تو بھی یہی حکم ہے اور اگر ورم سے رہا تو غاصب
ضامن ہوگا اسی طرح اگر جانور مرگیا تو بھی یہی حکم ہے۔ اور اگر دونون نے اختلاف کیا تو قسم کے ساتھ اس شخص کا قول قبول
ہوگا جسنے جانور سے کام لیا ہے پس اگر قسم کھا گیا تو جانور کے تاوان سے بری ہوجائیگا مگر ضمان نقصان سے بری نہوگا یہ فتاویٰ
قاضی خان مین ہے۔ ایک شخص کے ایک درخت سے جو اُسکی ملک مین قائم ہے شاخین پھوٹ کر پڑوسی کی طرف
گئین پس پڑوسی نے چاہا کہ اپنی ہوائے فضا صاف کرنے کے واسطے اُنکو قطع کرے تو اُسکو ایسا اختیار ہے ایسا ہی امام محمد
رح نے ذکر فرمایا اور شیخ ناطفی اپنے واقعات مین فرماتے ہین کہ ظاہر لفظ امام محمد رح اس امر کو مفید ہے کہ پڑوسی کو بدون
اجازت قاضی کے قطع کرنے کی ولایت حاصل ہے اور بعض نے فرمایا کہ اسکی دو صورتین ہین کہ اگر تفریغ ہوا شاخون
کے درخت کیجانب کھینچکر رسّی سے باندھنے سے ممکن ہو تو پڑوسی قطع نہین کرسکتا ہے اور اگر قطع کریگا تو ضامن ہوگا
ولیکن مالک درخت سے طالب ہوگا کہ شاخین درخت کیطرف کھینچکر اپنی رسّی سے باندھ دے اور اگر اُسنے جھگڑا کیا تو قاضی
اُسکے ذمہ یہ امر لازم کریگا اور اسی طرح اگر بعض شاخون کا درخت کی طرف کھینچکر باندھ دینا ممکن ہو تو ایسی شاخون کو
نہین قطع کرسکتا ہے۔ اور اگر تفریغ ہوا بدون کاٹنے شاخون کے ممکن نہ ہو تو اولی یہ ہے کہ مالک درخت کو خبر کرے کہ وہ یا تو
کاٹ دے یا اسکو کاٹنے کی اجازت دیدے اور اگر آگاہی پر اُسنے انکار کیا تو یہ امر قاضی کے سامنے پیش کرے تاکہ قاضی
اسکو کاٹ ڈالنے پر مجبور کرے۔ اور اگر پڑوسی نے ان باتون مین سے کچھ نہ کیا بلکہ ابتداءً خود ہی شاخین کاٹ ڈالین پس
اگر ایسی جگہ سے کاٹی ہین کہ اُس جگہ سے اونچی یا نیچی کاٹنا مالک کے حق مین مفید تر نہین ہے تو ضامن نہوگا ایسا ہی
شیخ الاسلام نے شرح کتاب الصلح مین ذکر کیا ہے اور شمس الائمہ حلوائی نے بھی شرح کتاب الصلح مین ذکر فرمایا کہ جب
پڑوسی نے اُنکے کاٹنے کا قصد کیا تو فقط اپنی ذاتی ملک مین کاٹ سکتا ہے اور اُسکو یہ اختیار نہ ہوگا کہ اپنے پڑوسی
کے بستان مین جاکر شاخون کو کاٹے مصنف رح فرماتے ہین کہ ہمارے مشائخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اپنی جانب سے
اسکو کاٹنے کا اختیار جبھی ہوگا کہ جب اپنی طرف سے کاٹنے مین ویسا ہی ضرر متصور ہو جیسا مالک کیطرف

سے جاکر کاٹنے مین ہو اور اگر مالک کی طرف سے کاٹنے مین کرضرر ہو تو پڑوسی اُنکو نہین کاٹ سکتا ہو مگر اُسکو قاضی کے سامنے پیش کریگا تاکہ قاضی مالک کو اُنکے کاٹنے کا حکم کرے پس اگر اُسنے جھگڑا کیا اور کاٹنے سے انکار کیا تو قاضی ایک نائب مقرر کرکے بھیجیگا تاکہ مالک درخت کی طرف سے جاکر ان کو چھانٹ دے پھر واضح ہو کہ جس صورت مین پڑوسی اُن کے کاٹنے سے ضامن نہین ٹھہرتا ہی اگر پڑوسی نے خود اُن کو قطع کیا تو مؤنت قطع مین جو کچھ اُسکو خرچہ پڑا وہ مالک درخت سے واپس نہین لے سکتا ہی یہ محیط مین ہی - ایک شخص کے شہتیر پڑوسی کی دیوار پر اسطرح رکھے ہوے تھے کہ اُن کے کنارے باہر نکلے تھے اور اُس دیوار کے حال سے ظاہر تھا کہ ایسا بار نہین اُٹھا سکتی ہو پس مالک دیوار نے ان کو کاٹ ڈالا پس اگر شہتیرون کے مالک کو اسطرح آگاہ کردیا تھا کہ تو اُن کو اُٹھا لے ورنہ مین کاٹ ڈالونگا تو ضامن نہوگا کیونکہ شہتیر کا مالک اُسکے قطع پر راضی ہوگیا اور اگر اُسکو آگاہ نہ کیا تو ضامن ہوگا یہ خزانۃ المفتین مین ہی - زید نے عمرو کا کپڑا غصب کرکے اسکی قمیص قطع کرکے سی پھر اُس قمیص کو خالد نے استحقاق ثابت کرکے لے لیا تو عمرو کپڑے کی قیمت زید سے تاوان لیگا اسیطرح اگر گیہون غصب کرکے اُن کو پیسا پھر خالد نے آٹا استحقاق ثابت کرکے لے لیا تو بھی عمرو اپنے گیہون کے مثل زید سے لے لیگا اسیطرح اگر گوشت غصب کرکے اُسکو بھونا اور بھونے ہوے کو خالد نے استحقاق مین لیا تو بھی عمرو اپنے گوشت کی قیمت زید سے لے سکتا ہی اور اگر خالد نے اسطرح گواہ قائم کیے ہون کہ یہ کپڑا سینے سے پہلے سے میرا ہی یا یہ گیہون پیسنے سے پہلے سے میرے ہین یا یہ گوشت بھوننے سے پہلے سے میرا ہی تو پھر مغصوب منہ یعنی عمرو کو زید سے کچھ تاوان لینے کا اختیار نہوگا یہ محیط مین ہی - اور اگر کسی نے ایک کپڑا غصب کرکے قطع کیا مگر اُسکو نہین سیا یا بکری غصب کرکے ذبح کی حتی کہ مال مغصوب سے حق مالک منقطع نہین ہوا پھر کسی شخص نے باثبات استحقاق اُسکو لے لیا تو غاصب ضمان سے بری ہو جائیگا یہ فصول عمادیہ مین ہی - ایک غلام پانی کا کوزہ مولی کے بیت کیطرف اپنے مولی کی اجازت سے اُٹھائے لیے جاتا تھا پھر بغیر اجازت اُسکے مولی کے ایک شخص نے کوزہ اُسکو دیا کہ میرے واسطے حوض سے پانی بھر کے اُٹھائے لیے چل پس رستہ مین وہ غلام مرگیا تو یہ شخص کل قیمت غلام کا ضامن ہوگا کیونکہ اُسکا کام غلام کے مولی کے کام کا ناسخ ہوگیا پس کل غلام اُسکا مغصوب ہوگیا یہ خزانۃ المفتین مین ہی - اگر موقوذہ مجوسی کو کسی مسلمان نے غصب کرکے تلف کردیا تو سغناقی رح نے صریح بیان فرمایا ہی کہ مسلمان ضامن ہوگا اور یہی صحیح ہی یہ جواہر اخلاطی مین ہی ایک شخص نے اپنا درخت کاٹا اور اُسکی جڑین دوسرے شخص کی عمارت کے نیو کے نیچے پیوست ہوگئی ہین پس صاحب عمارت نے جڑین کاٹنے سے اُسکو روکا تو مالک درخت کیواسطے اُسکے درخت کی جڑون کا ضامن ہوگا یہ ملتقط مین ہی - ایک شخص نے دو انڈے غصب کرکے ایک کو ایک مرغی کے نیچے بٹھایا اور دوسرے کو دوسری مرغی نے خود سے لیا اور دونون سے دو بچے نکلے تو دونون بچے غاصب کے ہونگے اور اُسپر تاوانِ دو انڈے واجب ہون گے اور مسئلہ مذکورہ مین بجائے غصب کے دونون انڈے ودیعت ہون تو جو بچہ مرغی کے خود ہی سینے سے نکلا ہی وہ مستودع کا ہوگا انڈے کے مالک کا نہوگا یہ وجیز کردری مین ہی - اور اگر ایک شخص کے پاس ایک انڈا غصب کا اور دوسرا ودیعت کا ہو اور ان کو ایک مرغی نے سیا اور اُن سے دو بچے نکلے تو ودیعت کے انڈے کا بچہ مالک ودیعت کا ہوگا اور غصب والے کا بچہ غاصب کا ہوگا اور یہ بمنزلہ اس صورت کے ہی کہ ایک شخص کے پاس دو قفیز گیہون ایک قفیز ودیعت اور ایک قفیز غصب تھے پھر دونون کو ہوا نے اُڑا کر ایک زمین مین ڈالا اور دونون قفیز اُگے تو ودیعت سے جو کھیتی اُگی وہ

صاحب ودیعت کی اور جو غصب سے اُگی وہ غاصب کی ہوگی اور مغصوب منہ کو ایک قفیز گیہون غاصب تاوان دیگا - پھر اگر دونون بچون کی ایک دوسرے سے شناخت نہو تو یقین ودیعت مین کہ یہ ودیعت کا بچہ ہو غاصب کا قول قبول ہوگا اور اگر غاصب نے کہا کہ مین نہین پہچانتا ہون تو دونون بچے دونون مین مشترک رہینگے اور غاصب پر غصب کا تاوان ایک انڈا واجب ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہو - اگر میت کے قرضدارون سے کسی ظالم نے مال میت جو اُنپر آتا ہو لے لیا تو میت کا قرضہ اُنپر بحالہ باقی رہیگا یہ تاتارخانیہ مین برہانیہ سے منقول ہو - اگر غاصب نے دار فروخت کرکے مشتری کے سپرد کر دیا پھر غصب کا اقرار کیا اور مالک دار کے پاس گواہ نہین ہین تو غاصب کا اقرار حق مشتری مین باطل ہوگا پھر امام اعظم رح اور آخر قول امام ابو یوسف کے موافق مالک کیواسطے غاصب پر کچھ ضمان نہوگی یہ مبسوط مین ہو - اگر ایک شخص طحان کے پاس گیہون لایا اور طاحونہ کے صحن مین رکھکر طحان کو حکم دے گیا کہ رات کو اندر داخل کر لینا اُسنے داخل نہ کیے اور رات کو سیند لگا کر چوری ہو گئی پس اگر صحن طاحونہ بلند دیوار سے کہ جسپر بدون سیڑھی لگائے نہ چڑھا جا سکتا ہووے محیط ہو تو طحان ضامن نہوگا اور اگر اُسکے برخلاف ہو تو ضمان واجب ہوگی یہ محیط مین ہو - ایک شخص نے موزہ دوز کو سینے کیواسطے موزہ دیا اُس موزے کو موزہ دوز نے باہری دوکان مین رکھکر دوکان کا دروازہ کھلا ہوا چھوڑ کر بدون نگہبان بٹھلانے کے نماز کو چلا گیا اور وہ موزہ چوری گیا تو موزہ دوز ضامن ہوگا اسلیے کہ وہ مضیع ہو یہ کبری مین ہو - دھوبی کو جو کپڑا دیا گیا تھا اُسمین اُسنے اپنے کام پر جاتے کے وقت روٹیان رکھین اور وہ چوری گیا پس اگر اُسمین اسطرح لپیٹی ہون جیسے رومال مین چیز رکھکر لپیٹی جاتی ہو تو ضامن ہوگا اور اگر اُسنے وہ کپڑا اپنی بغل مین دبایا پھر اُسمین روٹیان ٹھونس لین تو ضامن نہوگا یہ ذخیرہ مین ہو - حمال نے اگر بیابان مین بوجھ اُتارا اور باوجودیکہ وہان سے منتقل کرنا اُسکو ممکن تھا مگر منتقل کرکے نہ چلا یہانتک کہ بسبب بارش یا چوری کے وہ متاع برباد ہوئی تو حمال ضامن ہوگا اور اس مسئلہ کی تاویل یہ ہو کہ یہ اُسوقت ہو کہ جب بارش یا چوری کا گمان غالب ہو یہ خزانۃ المفتین مین ہو - اگر ایک شخص نے حمال کو کچھ اسباب کسی شہر تک پہونچانے کے واسطے دیا اور حمال لادکر چلتے چلتے ایک بڑی نہر پر آیا اور اس نہر مین برف کے ٹکڑے پانی مین بہتے تھے جیسا کہ موسم سرما مین ہوتا ہو پس حمال ایک ٹکڑے پر سوار ہوا اور اُس ٹکڑے کے پیچھے اور ٹکڑے پانی کی رو مین آتے جاتے تھے پس ٹکڑون کے بہاؤ سے وہ ٹکڑا حمال کے قابو سے نکل گیا اور بوجھ پانی مین گر پڑا پس اگر لوگ ایسی صورت سے بدون کسی نکیر کے عبور کرتے ہین تو اُسپر ضمان واجب نہوگی یہ کبری مین ہو - اگر ایک شخص اونٹون کی قطار مین آیا اور بعض کو کھول دیا تو ضامن نہوگا کیونکہ اُسنے کوئی اونٹ غصب نہین کیا ہو یہ فصول عمادیہ مین ہو - ایک شخص نے اپنا غلام زنجیر سے بندھا ہوا دوسرے کو دیا کہ اسکو مع زنجیر اپنے گھر کو پہونچا پس وہ شخص بدون زنجیر کے لے چلا پھر وہ غلام بھاگ گیا تو ضامن نہوگا - ایک شخص نے دوسرے کی بکریون کے صوف بدون مالک کی اجازت کے چھاڑ کر اسکے نمدے بنائے تو نمدے غاصب کے ہونگے کیونکہ اُسکی ساخت سے تیار ہوئے ہین پھر اسکے بعد دیکھنا چاہیے کہ اگر صوف چھاڑ لینے سے بکریون کی قیمت مین کچھ نقصان نہین آیا تو غاصب پر اسکے مثل صوف واجب ہو اور اگر نقصان آیا ہو تو مالک کو اختیار ہوگا چاہے غاصب سے اسکے مثل صوف لے لے یا بکریون مین جو کچھ نقصان آیا ہو وہ نقصان لے لے یہ محیط مین ہو - ایک شخص نے دوسرے سے ایک غلام یا چوپایہ غصب کیا اور مغصوب منہ غائب ہو گیا پس غاصب نے قاضی سے درخواست کی کہ مجھسے یہ مال مغصوب لے لیا جاوے

یا مجھے اُسکے نفقہ دینے کا حکم دیا جاوے تاکہ مین مالک سے خرچہ واپس لون تو قاضی اُسکی درخواست کو منظور نہ فرمائیگا اور اُسکا نفقہ غاصب کے ذمہ رہیگا اور اگر قاضی نے مغصوب منہ پر اُسکے نفقہ کی ڈگری کردی تو اُس سے مغصوب منہ پر کچھ واجب نہوگا اور اگر مثلاً اسوجہ سے کہ غاصب کی ذات سے خوف ہے قاضی کی راے مین آیا کہ غلام یا جانور کو فروخت کر کے اسکا ثمن مالک کیواسطے رکھ چھوڑے تو ایسا کرسکتا ہے یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ شیخ الاسلام خواہرزادہ نے کتاب الصرف مین ذکر فرمایا ہے کہ اگر کسی نے چاندی کا کنگن ایک دینار کے عوض خرید کر کے دینار اُسکو دیدیا اور کنگن پر قبضہ نہ کیا یہانتک کہ ایک شخص نے آکر کنگن پر قبضہ کرلیا اور مشتری نے اُسکے قبضہ کی اجازت دی پھر کنگن اُس کے قبضہ مین تلف ہوگیا تو قابض ضامن نہوگا یہ ذخیرہ مین ہے۔ ایک شخص نے اپنے گھر مین ہدف بنایا تھا پس اُسنے ہدف کیطرف تیر مارا اور وہ تیر تجاوز کر کے پڑوسی کے گھر مین پہونچا اور وہان کسی چیز کو خراب کیا یا کسی آدمی کو قتل کیا تو تیرانداز ضامن ہوگا پس مال کی ضمان تیرانداز کے مال پر اور جان کی ضمان دیت تیرانداز کی مددگار برادری پر ہوگی یہ ظہیریہ مین ہے۔ شیخ ابو القاسم سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص ایک گانون مین گذرا اُسکے ساتھ ایک گٹھا نرکل کا گدھے پر لدا ہوا تھا اور وہان لڑکون نے ایک کوچہ مین آگ جلائی تھی اُنھون نے تھوڑی آگ نرکل مین ڈال دی پس گٹھے مین آگ لگ گئی پس وہ گدھا ایک سائبانکے نیچے جسپر جلانے کی لکڑیان تھین گھس گیا اور نرکل سے آگ بلند ہوکر لکڑیون مین جا لگی اور لکڑی والون نے وہ لکڑیان گدھے پر ڈالدین پس گدھا جل گیا تو شیخ نے فرمایا کہ اگر یہ لکڑیان نرکل کے ساتھ افروختہ ہوئی ہون تو آگ ڈالنے والے اور لکڑیان ڈالنے والے دونون ضامن ہونگے یہ حاوی مین ہے۔ ایک محلہ مین آگ لگ گئی پس ایک شخص نے دوسرے کا گھر بدون اُسکی اجازت کے ڈھا دیا حتی کہ آگ اُسکے گھر سے منقطع ہوگئی تو وہ شخص ضامن ہوگا بشرطیکہ بحکم سلطان ایسا نہ کیا ہو مگر اُسپر گناہ نہوگا اسواسطے کہ اُسنے غیر کی ملک کی بلا اجازت اور بلا اجازت اُس شخص کے جواُسپر والی ہے منہدم کردی ہے ولیکن اسکو تعزیر دیجائیگی اور یہ مسئلہ نظیر مسئلہ مضطر کا ہے جبکہ مضطر نے دوسرے کا کھانا بدون اُسکی اجازت کے حالت اضطرار مین کھایا ہو وے یہ محیط مین ہے۔ ایک کشتی مین چند آدمیون کا بار لدا ہوا ہے اور وہ کشتی بعض جزایر مین اڑگئی پس ایک شخص نے بعض بار کو دور کردیا تاکہ کشتی ہلکی ہوجاوے پھر ایک شخص آیا اور وہ بار جو اُتار گیا ہے لے گیا پس آیا اُتارنے والے پر ضمان عائد ہے یا نہین تو اُسکی دو صورتین ہین اگر غرق کشتی کا خوف نہ تھا تو ضامن ہوگا اسواسطے کہ وہ شخص غاصب ہوجائیگا اور اگر خوف غرق تھا پس اگر غرق سے بخوف ہونے سے پہلے لیجانے والا لے گیا تو نکالنے والا ضامن نہ ہوگا اور اگر غرق سے بخوف ہوجانیکے بعد لے گیا تو اُتارنے والا ضامن ہوگا یہ ظہیریہ مین ہے۔ ایک شخص نے اپنے تنور مین آگ روشن کی اور اتنی تنور کی برداشت سے زیادہ لکڑی ڈالی پس آگ نے اُسکا گھر جلایا اور اُسکا اثر پڑوسی کے گھر تک پہونچا کہ جس سے اُسکا گھر بھی جل گیا تو تنور کا مالک ضامن ہوگا یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ فتاوی نسفی مین ہے کہ شیخ رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے دوسرے کی ملک مین بدون اُسکی اجازت کے آگ روشن کی اور وہ متعدی ہوکر گیہون کے کھلیان یا دوسرے مال پر پہونچی اور مال کو سوخت کردیا پس آیا یہ شخص ضامن ہوگا فرمایا کہ نہین اور اگر اُسی جگہ جہان آگ روشن کی تھی کوئی چیز جلادی تو ضامن ہوگا یہ فصول عمادیہ مین ہے شیخ رح سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے ایک قریہ کے صحرا مین جو اہل قریہ کے چوپاؤن کی شب گذاری کی جگہ ہے بدون کسی کی اجازت کے ایک گڈھا کھودا کہ اسمین اپنا غلہ بھرتا تھا پھر اُس گڈھے مین ایک شخص نے آگ روشن کی بغرض اور اسمین کسی کا گدھا گر کر مر گیا تو شیخ رح نے فرمایا کہ

یہ مسئلہ اُس قیاس پر ہے جو ہمارے اصحاب نے فرمایا ہے کہ اگر کسی شخص نے چوڑے عام راستہ پر ایک کنواں کھودا اور دوسرے نے اُسمین ایک پتھر ڈالدیا پھر اُسمین ایک شخص گر پڑا اور اُسکے پتھر کا صدمہ اُٹھا کر مر گیا تو اُسکی دیت کنواں کھودنے والے پر ہوگی اِسی طرح ہمارے اِس مسئلہ مین جبکہ گدھا اُسمین گر کر جل گیا تو ضمان اُسکے کھودنے والے پر ہوگی یہ حاوی مین ہے اگر کسی نے دوسرے کی دار مین بعیر مغتلم داخل کر دیا اور دار مین مالک دار کا بعیر تھا پس مغتلم اُسکے ساتھ جفتی کر بیٹھا تو مشائخ نے اسمین اختلاف کیا ہے فقیہ ابو اللیث رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر مالک دار کی اجازت سے داخل کیا ہو تو ضامن نہوگا اور اگر بدون اُسکی اجازت کے داخل کیا ہو تو ضامن ہوگا اور اسی پر فتوےٰ ہے اور بعیر مغتلم وہ اونٹ ہے جو فرط شہوت سے مست ہو گیا ہو یہ ظہیریہ مین لکھا ہے شیخ وبری رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی زمین سینچ کر نہر کا ثعبہ خوب مضبوط بند نہ کیا یہان تک کہ پانی کے فساد سے پڑوسی کو ضرر پہونچا پس آیا اُسپر ضمان واجب ہوگی تو فرمایا کہ اگر وہ نہر مشترک ہو تو ضامن ہوگا جبکہ ثعبہ نہر کے بند کرنے مین قصور کرے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہے۔ اگر عورت نے اپنے شوہر کی روئی کا سوت کاتا تو اُسکی چند صورتین ہین یا تو شوہر نے اُسکو کاتنے کی اجازت دی ہو یا کاتنے سے منع کیا ہو یا اجازت نہ دی ہو اور منع بھی نہ کیا ہو بلکہ سکوت کیا ہو یا عورت کے کاتنے سے آگاہ نہوا ہو پس اگر اُسکو اجازت دی ہو تو اُسکی چار صورتین ہین یا تو اُس سے کہا کہ اِسکو میرے واسطے کات دے یا کہا کہ اپنے واسطے کات لے یا کہا کہ اِسکو کات تاکہ کپڑا میرا اور تیرا ہو یا کہا کہ اِسکو کات اور اِس سے زیادہ کچھ نہ کہا پس اول صورت مین یعنی جبکہ یون کہا کہ میرے واسطے کات دے وہ تمام سوت شوہر کا ہوگا پس اگر کہا ہو کہ میرے واسطے اِسقدر اجرت پر کات دے تو سوت شوہر کا ہوگا اور اُسپر عورت کے واسطے اجر مسمی واجب ہوگا اور اگر اجرت کا ذکر نہ کیا ہو تو سوت شوہر کا ہوگا اور شوہر پر کچھ واجب نہ ہوگا کیونکہ وہ عورت از راہ ظاہر متطوعہ ہے اور اگر دونون نے اختلاف کیا عورت نے کہا کہ مین نے باجرت کاتا ہے اور شوہر نے کہا کہ مین نے اجرت کا ذکر نہین کیا تو قسم سے شوہر کا قول قبول ہوگا۔ اور اگر عورت سے کہا ہو کہ اپنے واسطے کات لے تو سوت عورت کا ہوگا اور شوہر اسکو روئی ہبہ کرنے والا اقرار دیا جائیگا اور اگر دونون نے اختلاف کیا شوہر نے کہا کہ مین نے فقط تجھ سے یہ کہا تھا کہ تو سوت کات اور عورت نے کہا کہ نہین بلکہ تو نے کہا کہ اپنے واسطے کات لے تو قسم سے شوہر کا قول قبول ہوگا۔ اور اگر شوہر نے کہا ہو کہ اِسکو کات تاکہ کپڑا میرے تیرے درمیان مشترک ہو تو تمام سوت شوہر کا ہوگا اور اُسپر عورت کیواسطے اجر المثل واجب ہوگا کیونکہ شوہر نے اُسکو جزو حاصل پر اجیر کیا پس اجارہ فاسدہ ہوگا تو اجر المثل واجب ہوگا جیسا کہ اِس صورت مین ہے کہ کسی جولاہہ کو آدھے پر کپڑا بننے کو سوت دیا تو تمام کپڑا مالک سوت کا ہوتا ہے اور اُسپر جولاہہ کا اجر المثل واجب ہوتا ہے۔ اور اگر شوہر نے اُس سے کہا کہ اِسکو کات اور اِس سے زیادہ کچھ نہ کہا تو تمام سوت شوہر کا ہوگا اور اُسپر کچھ واجب نہ ہوگا کیونکہ عورت نے من حیث الظاہر تبرعاً کات دیا ہے۔ یہ سب اُس صورت مین ہے کہ عورت کو شوہر نے کاتنے کی اجازت دی ہو۔ اور اگر اِسکو کاتنے سے منع کیا ہو اور عورت نے بعد ممانعت کے کاتا تو سوت عورت کا ہوگا اور اُسپر شوہر کیواسطے اُسکی روئی کے مثل روئی واجب ہوگی کیونکہ عورت غاصبہ مستہلکہ ہوئی پس ضامن ہوگی جیسے کہ ایک شخص نے گیہون غصب کرکے انکو پیس ڈالا تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک آٹا غاصب کا ہوگا اور اُسپر مغصوبہ گیہون کے مثل واجب ہونگے۔ اور اگر شوہر نے نہ اسکو اجازت دی ہو اور نہ منع کیا ہو پھر عورت نے

کاتا تو دو صورتین ہین اگر اُسکا شوہر روئی فروش ہو تو سوت عورت کا ہوگا اور عورت پر اُسکے مثل روئی شوہر کیواسطے واجب ہوگی کیونکہ شوہر روئی کو تجارت کیواسطے خرید تا تھا پس ممانعت من حیث الظاہر پائی گئی تھی اور اگر شوہر روئی فروش نہ ہو بلکہ وہ بازار سے روئی خرید کر اپنے گھر لایا ہو اور عورت نے سوت کات دیا تو اُسکا سوت شوہر کا ہوگا اور عورت کو کچھ اجرت نہ ملیگی اور ہشام نے اپنے نوادر مین ذکر کیا کہ ایک شخص نے دوسرے کی روئی کو کاتا پھر دونون نے اختلاف کیا اور مالک نے کہا کہ تو نے میری اجازت سے سوت کاتا ہی پس سوت میرا ہی اور دوسرے نے کہا کہ مین نے بدون تیری اجازت کے کاتا ہی پس سوت میرا ہی اور تیرے واسطے مجھپر تیری روئی کے مثل واجب ہی تو روئی کے مالک کا قول قبول ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اگر غلام مغصوب غاصب کے پاس مرگیا اور غاصب نے اقرار کیا کہ مین نے فلان شخص سے غصب کیا تھا تو اسکو حکم کیا جائیگا کہ مقرلہ کو اُسکی قیمت بطور ضمان دیدے پھر اگر دوسرا شخص آیا اور اُسنے گواہ قائم کیے کہ وہ میرا غلام تھا اور مجھ سے اُسنے غصب کر لیا تھا تو قاضی اُسکے نام قیمت کی ڈگری کر دیگا پھر جب قاضی نے گواہ قائم کنندہ کے نام قیمت کی ڈگری کر دی اور اُسنے قیمت لے لی تو مقرلہ کا غاصب پر کچھ حق نہ ہوگا پھر اگر ڈگریدار کیطرف سے بعینہ یہی قیمت بوجہ ہبہ یا ارث یا وصیت یا مبایعت کے غاصب کے پاس پہونچی تو اُسکو حکم دیا جائیگا کہ مقرلہ کو دیدے اور اگر غاصب کو ڈگریدار کی طرف سے سوائے قیمت ماخوذہ کے دوسرے ہزار درم پہونچے پس اگر بوجہ ہبہ یا مبایعت کے پہونچے ہون تو مقرلہ کو دیدینے کا حکم نہ کیا جائیگا اور اگر بوجہ میراث یا وصیت کے پہونچے ہون تو مقرلہ کو دیدینے کا حکم کیا جائیگا یہ ذخیرہ مین ہی - سیر العیون مین ہی کہ اگر مسلمان نے دوسرے مسلمان کی شراب کی مشک پھاڑ ڈالی تو شراب کا ضامن نہوگا مگر مشک کا ضامن ہوگا الا اس صورت مین کہ پھاڑنے والا امام المسلمین ہو کہ اُسکی راے مین یہ مناسب معلوم ہوا تو ایسی صورت مین ضامن نہ ہوگا کیونکہ یہ مختلف فیہ ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی - ذمی نے شہر مین شراب فروشی ظاہر کی تو اُس سے منع کیا جائیگا اور اگر کسی مسلمان نے اُسکی شراب کو تلف کر دیا تو ضامن ہوگا لیکن اگر تلف کنندہ امام المسلمین ہو کہ اُسکی راے مین یہ امر مناسب معلوم ہو تو ضامن نہ ہوگا کیونکہ یہ امر مختلف فیہ ہی یہ محیط مین ہی - اور فتاوے خلاصہ مین لکھا ہی کہ اگر ذمیون نے مسلمانون کے درمیان شراب ظاہر کی اور کسی مسلمان نے بپابندی امر بالمعروف اُنکی شراب بہا دی اور خم توڑ ڈالے اور مشکین پھاڑ ڈالین تو اُسپر ضمان واجب نہ ہوگی یہ تاتارخانیہ مین ہی - فتاوی مین ہی کہ ایک شخص دوسرے کے کپڑے مین چمٹ گیا اور کپڑے کو مالک کے ہاتھ سے اپنی طرف کھینچا پس وہ پھٹ گیا تو پوری قیمت کا ضامن ہوگا اور اگر مالک نے کھینچنے والے کے ہاتھ سے کھینچا ہو تو چمٹنے والا اُسکی نصف قیمت کا ضامن ہوگا یہ فصول عمادیہ مین ہی - اگر ایک شخص دوسرے کے لباس پر بیٹھ گیا اور صاحب لباس کو معلوم نہین پھر صاحب لباس کھڑا ہوا اور بیٹھنے والے کے بیٹھنے سے وہ کپڑا پھٹ گیا تو بیٹھنے والے پر نصف ضمان شق واجب ہوگی اور امام محمدؒ سے مروی ہی کہ نقصان شق کا ضامن ہوگا مگر اعتماد ظاہر الروایۃ پر ہی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی - ایک شخص نے ایک مال مین کسی دلال کو اُسکے فروخت کرنے کیواسطے دیا اور دلال نے کسی دوکاندار کو دکھلایا اور اُسکے پاس چھوڑ دیا پھر دوکاندار بھاگ گیا اور وہ مال بھی لے گیا تو دلال ضامن ہوگا اور شیخ نسفی نے اپنے فتاوی مین شیخ الاسلام ابو الحسن سے روایت کی ہی کہ دلال ضامن نہوگا اور یہی صحیح ہی کیونکہ جو فعل دلال سے سرزد ہوا اُس سے چارہ نہین ہی یہ محیط مین ہی شیخ ابو الفضل کرمانی نے اشارات الجامع مین ذکر کیا ہی کہ متاع کا غصب متحقق نہین ہوتا ہی اور واقعیہ مین مذکور ہی کہ متحقق ہوتا ہی اور اسی پر فتوی ہی یہ وجیز کردری مین ہی - ایک شخص دوسرے

بیان روئی فروش والے کا ... نہین ہوا اور اگر قسم ... دوسرے ... اجرت کا دعوی کیا تو ہم ... قسم کھاے ... ہوگی ١٢

کے بیت مین داخل ہوا اور مالک بیت نے اُسکو بالش پر بیٹھنے کی اجازت دی پس وہ بیٹھ گیا اور اسکے نیچے ایک تیل کی شیشی تھی جسمین تیل تھا کہ جسکو وہ نہین جانتا تھا پس شیشی ٹوٹ گئی اور تیل بہ گیا تو تیل کی ضمان اور جو بالش پھٹ گئی اور شیشی ٹوٹ گئی اُسکا تاوان بیٹھنے والے پر واجب ہوگا اور اگر ایسا شیشہ کسی ملاءۃ کے نیچے ہو کہ اُسکو ڈھانک دیا ہو اور ملاءۃ پر بیٹھنے کی مالک نے اجازت دی ہو تو ایسی صورت مین بیٹھنے والا ضامن نہ ہوگا اور فقیہ ابو اللیث نے فرمایا کہ بالش کی صورت مین بھی بعض کے نزدیک ضامن نہ ہوگا اور یہی اقرب القیاس ہے کیونکہ مثل ملاءۃ کے بالش بھی تمسک جالس نہین ہوتی ہے یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہے۔ اسی طرح اگر اسکو سطح پر بیٹھنے کی اجازت دی پس وہ سطح اجازت دینے والے کے ملوک پر گر پڑی تو بھی جالس ضامن ہوگا یہ خلاصہ مین ہے۔ ایک دلال کے پاس ایک کپڑا تھا وہ اسکو بیچتا تھا پھر ظاہر ہوا کہ وہ چوری کا کپڑا ہے پھر اُسنے اُسی شخص کو واپس کر دیا جسنے اُسکو فروخت کرنے کے واسطے دیا تھا پھر مسروق منہ نے دلال سے وہ کپڑا طلب کیا پس دلال نے کہا کہ مجھے جسنے دیا تھا مین نے اُسی کو واپس کر دیا ہے تو دلال بری ہوگا یہ محیط مین ہے۔ شیخ نجم الدین رح سے دریافت کیا گیا کہ ایک مکتب کے لڑکون مع معلم کو سردی کی تکلیف پہونچی اور دیوار مین ایک روشندان کھلا ہوا تھا پس معلم نے کہا کہ کاش کوئی لڑکا اس فوطہ کو جو اس فلان لڑکے کے پاس ہے اس روشندان کو بند کر دیتا تو سردی دفع ہو جاتی پس ایک لڑکے نے ایسا ہی کیا پھر فوطہ ضائع ہو گیا پس آیا معلم یا وہ لڑکا جسنے ایسا کیا ہے ضامن ہوگا فرمایا کہ نہین کیونکہ اُن لوگون کی موجودگی مین فوطہ اس سوراخ مین رکھنا فوطہ کی تضییع نہین ہے پس ضامن نہ ہوگا اور بھی شیخ نجم الدین رح سے دریافت کیا گیا کہ کچھ لوگ ایک باغ انگور کے اندر دبس تیار کرتے تھے پس ایک عورت اُنکی مدد کو ہٹ آئی اور اُسنے بدون اُنمین سے کسی کی اجازت کے ایک طاش اس غرض سے لیا کہ کچھ عصیر اسمین لیوے اور وہ بہت گرم تھا پس عورت نے نہایت گرمی کے باعث سے زمین پر دے پٹکا تو وہ ٹوٹ گیا پس آیا وہ عورت ضامن ہوگی تو شیخ نے فرمایا کہ ہان اسواسطے کہ اُسنے دے پٹکا ہے اور اگر اُسکے ہاتھ سے گر جاتا تو ضامن نہ ہوتی۔ اور بھی شیخ نجم الدین رح سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص مر گیا اُسکے مرنے کے بعد اُسکے گھر کی دیوار منہدم ہو گئی اور نقد مال (یعنے درم و دینار) نکلے پس قاضی کو یہ بات معلوم ہوئی اور اُسنے حکم دیا کہ اس مال کو حاضر کرو تاکہ مین وارثون مین تقسیم کر دون پس وہ لوگ اُس مال کو قاضی کے پاس لے آئے اور چند روز اُسکے پاس رہا پھر امیر ولایت نے قاضی کے پاس آدمی بھیجا کہ وہ مال میرے پاس بھیجدے تاکہ مین وارثون مین تقسیم کر دون پس قاضی نے اُسکے پاس بھیجدیا پھر امیر ولایت نے وارثون کو نہ دیا پس آیا وارثون کو قاضی سے ضمان مال لینے کا اختیار ہے تو شیخ رح نے فرمایا کہ ہان کذا فی الظہیریہ۔ مجموع النوازل مین لکھا ہے کہ ایک لڑکی نے دوسری لڑکی کے ساتھ فعل جماع کیا اور اُسکا پردہ بکارت جاتا رہا تو امام محمد بن الحسن نے فرمایا کہ فاعلہ پر مفعولہ کا مہر مثل واجب ہوگا اور فرمایا کہ یہ حکم ہمکو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے پہونچا ہے یہ محیط مین ہے۔ امام محمد رح سے مروی ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کا غلام غصب کیا پس ایک شخص مغصوب منہ کے واسطے ضامن ہوا کہ غاصب کل کے روز تجھے وہ غلام دیدیگا اور اگر اُسنے ایسا نہ کیا تو مجھپر ہزار درم ضمانت کے ہونگے اور غلام کی قیمت فقط پچاس درم ہے پھر غاصب نے دوسرے روز مغصوب منہ کو وہ غلام نہ دیا تو ضامن پر غلام کی قیمت پچاس درم لازم ہونگے اور زیادتی باطل ہوگی۔ اور اگر غلام کی قیمت مین دونون نے اختلاف کیا تو مغصوب منہ کی قیمت متدعویہ مین سے ہزار درم تک قسم سے مغصوب منہ کا

قول قبول ہوگا اور ہزار سے زیادہ مین ضامن کا قول قبول ہوگا یہ امام اعظم رحمہ اللہ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک ہے- اور اگر قیمت کی ضمان لی اور اسکو مسمی کر دیا پھر دیکھا گیا تو یہ مقدار مسمی قیمت غلام سے اسقدر زیادہ ہے کہ ایسی زیادتی لوگ اپنے اندازہ مین برداشت کرجاتے ہین تو یہی مقدار غلام کی قیمت قرار دیجائیگی پس ضامن پر اسقدر مقدار مسمی واجب ہوگی اور اگر اسقدر زیادہ ہو کہ لوگ اپنے اندازہ مین ایسی زیادتی کا خسارہ نہین اٹھاتے ہین تو جسقدر اٹھا جاتے ہین اس سے جسقدر زیادہ ہے وہ باطل ہوجائیگی یہ محیط مین ہے- ایک شخص نے دوسرے کا کپڑا غصب کرکے پہن لیا پھر مغصوب منہ نے آکر اپنا کپڑا گھسیٹا اور غاصب کو یہ معلوم نہ ہوا کہ یہی کپڑے کا مالک ہے پس کشمکش مین کپڑا پھٹ گیا تو غاصب پر تاوان واجب نہ ہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہے- اور اگر کپڑے کے مالک نے کہا کہ یہ کپڑا میرا ہے مجھے واپس دے اور غاصب نے انکار کیا پس مالک نے اس زور سے کھینچا کہ ایسا کپڑا اس زور سے کھینچنے کی عادت نہین ہے پس وہ کپڑا پھٹ گیا تو بھی غاصب ضامن نہ ہوگا اور عادۃً جسطرح لوگ کھینچا کرتے ہین اسی طرح کھینچا اور وہ پھٹ گیا تو غاصب نصف قیمت کا ضامن ہوگا اور اگر کسی نے اپنے مالک کا کپڑا پہنا اور اسکو ایک شخص نے اس طرح کھینچا کہ ایسے کپڑے کی اس طرح کھینچنے کی عادت نہین ہے اور وہ کپڑا پھٹ گیا تو کھینچنے والے پر پوری قیمت واجب ہوگی یہ فصول عمادیہ مین ہے- اگر کوئی شخص غاصب دار مغصوبہ مین بیمار ہوا تو اسمین اسکی عیادت نہ کیجائیگی اور سفیان ثوری رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ وہ اصحاب صرافی کے پاس جاتے اور ان کے ساتھ کھاتے پیتے تھے اور فقیہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہم اسی کو لیتے ہین یہ ملتقط مین ہے- ایک مغصوبہ باندی بچہ جنی اور اس نے کچھ مال کمایا اور کچھ ہبہ کیا گیا اور اسکا ہاتھ کاٹا گیا اور اس سے شبہہ مین وطی کی گئی پھر وہ مرگئی اور یوم غصب کی قیمت کی ڈگری ہوئی تو بچہ اور ہبہ اور کمائی سب مولے کی ہوگی اور عقر اور ارش غاصب کو ملیگا- اور اگر بلا حکم قاضی اسکی قیمت پر باہمی صلح کرلی تو یہ سب مالک کو ملیگا یہ تاتارخانیہ مین ہے- اگر ایک لکڑیون والا اپنے مکان مین جو ایک کوچہ نافذہ مین واقع ہے لکڑیان لاتا ہو اور اہل کوچہ نے اسکو اس امر سے منع کرنا چاہا پس اگر وہ شخص جانور کی پیٹھ پر لادکر لاتا ہو تو ان کے منع کرنے کا اختیار نہین ہے کیونکہ یہ شخص ان کی ملک مین فقط یہی تصرف کرتا ہے کہ جانور کو کوچہ مین داخل کرتا ہے اور ایسا اس کو اختیار ہے اور اگر لکڑیون کو اسطرح پھینکتا ہو کہ جس سے ان کی عمارات کو ضرر پہونچتا ہے تو وہ لوگ اسکو منع کرسکتے ہین یہ فتاوی کبری مین ہے- اگر غاصب کو اپنے فعل پر ندامت ہوئی اور اسکو مالک مغصوب ہاتھ نہ لگا تو ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ جبتک اسکو مالک کے آنے کی امید رہے تب تک مال مغصوب کو اپنے پاس رہنے دے جب اسکے آنے کی امید ٹوٹ جاوے تو اختیار ہے کہ وہ مال مالک کے نام سے صدقہ کردے اور احسن یہ ہے کہ اس معاملہ کو امام المسلمین کے سامنے پیش کرے اسلیے کہ امام کو ایک تدبیر دراسے حاصل ہے پس احسن ٹھہرا کہ اسکی رائے کو یہین تک قطع نہ کردے- اور امام محمد رح نے جامع صغیر مین فرمایا کہ ایک شخص نے دوسرے کا غلام غصب کیا اور غلام نے اپنے تیئن اجارہ پر دیا اور کام سے صحیح سالم رہا تو موافق معروف کے اجارہ صحیح ہے پس اگر غلام نے اجرت لی اور اس سے غاصب نے لیکر تلف کردی تو امام اعظم رح کے نزدیک غاصب پر ضمان واجب نہ ہوگی اور صاحبین نے فرمایا کہ واجب ہوگی اور اگر وہ اجرت بعینہ قائم ہو تو بالاجماع مالک کو ملیگی یہ محیط مین ہے- شیخ نجم الدین رح سے روایت ہے کہ انھون نے اپنے استاد علیہ الرحمہ

نقل کیا کہ ایک شخص نے اپنے قرضدار کے سر سے اُسکا عمامہ اُتار لیا کہ میرے قرضہ مین رہن ہے اور اُسکو ایک منديل صغير دیدی کہ اپنے سر پر باندھ لے اور کہا کہ جب تو میرا قرضہ لے آویگا تو مین تیرا عمامہ تجھے واپس دونگا پس قرضدار اُسکا قرضہ لایا حالانکہ قرضخواہ کے پاس وہ عمامہ تلف ہو گیا تھا تو شیخ رحمہ اللہ کے اُستاد علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ مثل تلف مال مرہون کے قرار دیا جائیگا نہ تلف مال مغصوب کے اسلیے کہ اُسنے بطور رہن لیا ہے اور قرضدار کا چھوڑ کر چلا جانا رہن ہو جانے کے ساتھ رضامندی ہے یہ فتاوی قاضی خان مین ہے - ایک شخص کا چوپایہ دوسرے کے گھر مین مر گیا پس اگر اسکی کھال کی کچھ قیمت ہو تو مالک اُسکو باہر نکالے اور اگر قیمت نہو تو گھر والا اُسکو باہر نکالے - جو شخص قبضہ مال کیواسطے وکیل کیا گیا اُسنے اپنے موکل کے قرضدار سے وہ مال وصول کر کے اپنے گدھے کے توبڑے مین رکھکر گدھے پر لٹکا لیا پس اسمین سے وہ دراہم تلف ہو گئے تو ضامن نہوگا کیونکہ اُسنے اس مال کے ساتھ حفاظت کے حق مین وہی فعل کیا جو اپنے مال سے کرتا کذا فی الحاوی - ایک شخص کا چوپایہ دوسرے کے گھر مین گھُس گیا تو اُسکا نکالنا اُسکے مالک پر واجب ہے کیونکہ وہ اُسکی ملک ہے کہ غیر کے دار کو مشغول کیا - اسی طرح اگر کسی شخص کا پرند جانور دوسرے کے کنوئین مین مر گیا تو اُسکا نکالنا مالک پرند پر واجب ہے مگر کنوئین کا پانی اُلچوانا اُسپر واجب نہین ہے یہ فتاوی کبری مین ہے - تفرید کی کتاب الغصب مین لکھا ہے کہ ایک شخص نے باندی خرید کر اُسکو ام ولد بنایا پھر وہ باندی استحقاق مین لے لیگئی تو اُسکا بچہ حر الاصل ہوگا اور مشتری پر واجب ہوگا کہ باندی کے مولی کو بچہ کی قیمت ادا کرے ایسا ہی حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نے محضر صحابہ مین فیصلہ قضا صادر فرمایا تھا اور بچہ کی قیمت مین اعتبار یوم خصومت کا ہے - اور اگر وہ بچہ مر گیا اور اُسنے کچھ میراث چھوڑی تو اُسکی تمام میراث اُسکے باپ کو ملیگی اور اُسپر باندی کے مولی کیواسطے کچھ واجب نہوگا - ایک شخص نے دوسرے کی باندی غصب کر کے کسی مشتری کے ہاتھ فروخت کر دی حالانکہ مشتری نہین جانتا ہے کہ یہ مغصوبہ باندی ہے پھر مشتری نے اُس سے وطی کی اور اُسکے بچہ پیدا ہوا اور وہ باندی مشتری کے پاس مر گئی پھر مغصوب منہ نے نالش کر کے قاضی کے سامنے گواہ قائم کیے کہ یہ باندی میری تھی تو مالک کو اختیار حاصل ہوگا کہ مشتری سے باندی کا عقر لے لے خواہ اُسنے بائع سے ضمان لینا اختیار کیا ہو یا مشتری سے - اور جو باندی بطور بیع فاسد خریدی گئی ہو اور مشتری پر اُسکے بابت عقر واجب ہوا ہو پھر باندی ہلاک ہو گئی یا اُسکا واپس کرنا کسی وجہ سے متعذر ہو گیا ہو پس آیا ایسی صورت مین عقر کا مالک ہوگا یا نہین تو اُسمین دو روایتین ہین اور صورت غصب نظیر بیع فاسد ہے پس صورت غصب مین بھی عقر کی بابت دو روایتین ہونگی یہ تاتارخانیہ مین ہے - امام محمد رح نے جامع مین فرمایا کہ ایک شخص نے دوسرے سے ایک باندی غصب کی اور دوسرے شخص نے اُسی مغصوب منہ سے ایک غلام غصب کیا اور دونون غاصبون نے غلام و باندی کا باہم خرید و فروخت مین معاوضہ کر لیا اور باہمی قبضہ کر لیا پھر مالک کو خبر پہونچی اور اُسنے اس بیع کی اجازت دیدی تو باطل ہو گی - اور اگر غلام و باندی کے دو شخص مالک ہون اور دونون کو اس معاملہ کی خبر پہونچی اور دونون نے اجازت دیدی تو بیع جائز ہو جائیگی بعد جواز کے غلام تو باندی کے غاصب کا اور باندی غلام کے غاصب کی ہو جائیگی اور غاصب غلام پر واجب ہوگا کہ غلام کی قیمت اُسکے مولی کو تاوان دے اور غاصب باندی پر واجب ہوگا کہ باندی کی قیمت باندی کے مولی کو تاوان دے - اور اگر دونون مین سے ہر ایک مالک نے ابتدا مین اجازت دیدی باین طور کہ مالک غلام نے اُسکے غاصب سے کہا کہ فلان شخص کی باندی بعوض میرے اس غلام کے خرید اور

مالک باندی نے اُسکے غاصب سے کہا کہ فلان شخص کا غلام بعوض اس باندی کے خرید تو بھی یہی حکم ہی- اگر ایک شخص نے دوسرے سے سو دینار غصب کر لیے اور دوسرے غاصب نے اُسی شخص سے ہزار درم غصب کر لیے پھر دونون غاصبون نے باہم ان درمون و دینارون کی بیع کر کے باہمی قبضہ کر لیا پھر دونون جدا ہو گئے پھر مالک کو معلوم ہوا اور اُسنے اجازت دیدی تو بیع جائز ہو جائیگی یہ محیط مین ہی- ایک شخص نے ایک خربزہ غصب کر کے اُسکی پھانک اُتاری تو خربوزہ سے مالک کا حق منقطع نہوگا اور پورے خربوزے کی پھانکین کر ڈالین تو منقطع ہو جائیگا کیونکہ اس سے خربوزے کا اسم زائل ہو گیا کذا فی القنیہ- اگر ایک شخص نے دوسرے کے غلام کو بھاگ جانے کا حکم کیا یا اُس سے کہا کہ اپنے تئین قتل کر ڈال پس اُسنے ایسا ہی کیا تو حکم دہندہ پر غلام کی قیمت واجب ہوگی- اور اگر اُس غلام سے کہا کہ اپنے مولے کا مال تلف کر دے پس اُسنے تلف کر دیا تو حکم دہندہ ضامن نہوگا یہ خزانۃ المفتین مین ہی- شیخ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے دوسرے کے ارز غصب کر کے اُنکو مقشر کر ڈالا یا گیہون غصب کر کے اُنکو کشک بنایا پس آیا حق مالک منقطع ہو جائیگا فرمایا کہ نہین اسواسطے کہ عین المغصوب قائم ہی جیسا کہ اگر کسی غیر کی ایک بکری ذبح کر کے اُسکی کھال کھینچ ڈالی تو حق مالک منقطع نہین ہوتا ہی یہ فصول عمادیہ مین ہی- کسی شخص نے بدون اجازت خادم مسجد کے اپنی چند گونین مسجد مین داخل کین اور مسجد کی کنجی لیکر کھول لی اور مینہ آئی اور اُسنے مسجد کا فرش تباہ کر دیا تو یہ شخص ضامن ہوگا یہ قنیہ مین ہی- علی بن ابی الجعد سے روایت ہی کہ اُنھون نے فرمایا کہ مین نے علی بن عاصم سے سُنا کہ وہ فرماتے تھے کہ مین نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے دریافت کیا کہ ایک شخص کا ایک درم اور ایک شخص کے دو درم باہم مختلط ہو گئے پھر دو درم ضائع ہو گئے اور ایک درم باقی رہگیا اور یہ معلوم نہین کہ یہ تینون مین سے کونسا درم ہی تو امام اعظم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ باقی درم دونون مین تین حصہ ہو کر تقسیم ہوگا (یعنے ایک درم والے کو ایک حصہ اور دو درم والے کو دو حصہ ملینگے) پھر مین نے شیخ ابن شبرمہ سے ملاقات کی اور اُنسے بھی یہی مسئلہ پوچھا اُنھون نے فرمایا کہ تو نے یہ مسئلہ کسی سے دریافت کیا ہی مین نے کہا کہ ہان مین نے امام ابو حنیفہ رح سے دریافت کیا تھا پس کہا کہ اُنھون نے تجھسے یون فرمایا کہ باقی درم دونون مین تین حصے ہو کر تقسیم ہوگا مین نے کہا کہ ہان تو فرمایا کہ امام ابو حنیفہ رح چوک گئے اسواسطے کہ ہم کہتے ہین کہ دونون درمون ضائع شدہ مین کا ایک درم بیشک دو درمون والے کا ہی اور ضائع شدہ مین کا دوسرا درم محتمل ہی کہ دو درم والے کا ہو اور محتمل ہی کہ ایک درم والے کا ہو پس جو درم باقی موجود ہی وہ دونون مین نصفا نصف تقسیم ہوگا پس مین نے انکا جواب خوب مستحسن جانا اور لوٹ کر مین امام ابو حنیفہ رح کے پاس آیا اور مین نے کہا کہ جو مسئلہ مین نے آپ سے دریافت کیا تھا اُسمین آپ سے مخالفت کی گئی ہی پس امام ابو حنیفہ رح نے فرمایا کہ کیا تو نے ابن شبرمہ سے ملاقات کی تھی اور اُسنے تجھسے اسطرح بیان کیا ہی یعنی امام نے بعینہ ابن شبرمہ رح کا جواب ذکر فرمایا پس مین نے کہا کہ ہان تو آپ نے فرمایا کہ جب تینون درم باہم مختلط ہو گئے تو دونون کی شرکت مین ہو گئے اسطرح کہ دونون مین تمیز نہین ہو سکتی پس دو درم والے کا ہر درم مین سے دو تہائی حصہ اور ایک درم والے کا ہر درم مین سے ایک تہائی حصہ رہا پس جو درم ضائع ہوا وہ اپنے حصہ سمیت ضائع ہوا پس جو درم باقی رہا وہ اُسی حصہ کے موافق تین تہائی حصص پر باقی رہا یہ جوہرہ نیرہ مین ہی- ایک شخص نے ایک غلام غصب کیا اور دوسرے کے ہاتھ اُسکو پانچ سو درم کو بوعدۂ ایک سال کے اُدھار فروخت کیا حالانکہ وہ غلام مغصوب منہ کا معروف تھا اور مغصوب منہ نے غاصب سے کہا کہ تو نے مجھ سے یہ غلام ہزار درم کو

ف قال المترجم قولہ قیمت واجب ہوگی الخ صورت اولیٰ مین دہندہ ... غلام ... کو واپس ... ثانیہ مین ...
ق قولہ ارز ... یعنی چاول ... بظاہر ... ۱۲

فی الحال قیمت ادا کرنے پر خرید کر کے مجھسے اپنے قبضہ مین لیکر پھر تونے اُس شخص کے ہاتھ پانچ سو درم کو ایک سال کے وعدہ پر فروخت کیا ہو اور غاصب نے کہا کہ مین نے تجھسے یہ غلام ہرگز نہین خریدا ہو لیکن تونے مجھے حکم دیا تھا پس مین نے تیرے حکم سے اس شخص کے ہاتھ پانچ سو درم کو ایک سال کے وعدہ پر فروخت کر دیا ہو اور وہ غلام مشتری کے پاس بعینہ قائم ہو تو وہ غلام مشتری کو سپرد نہیگا اسواسطے کہ اُنھون نے اُسکی صحت خرید پر اتفاق کیا ہو اور غاصب پر غصب کیوجہ سے ضمان بھی واجب نہوگی کیونکہ مالک کو واپس کرنا ایسی بات سے متعذر ہوا جو مالک کیطرف سے پائی گئی یعنے اُسنے غاصب کے ہاتھ خود فروخت کر دینے کا اقرار کیا پس غاصب سے قسم لیجائیگی کہ واللہ مین نے اس غلام کو نہین خریدا ہے پس اگر غاصب نے قسم کھالی تو اُسپر کچھ واجب نہوگا اور اگر اُسنے نکول کیا تو جسقدر ثمن کا مغصوب منہ نے اُسپر دعوی کیا ہے اُسپر واجب ہوگا اور اگر مسئلہ مذکورہ مین وہ غلام مشتری کے پاس مرچکا ہو اور باقی مسئلہ بحالہ ہو تو اس صورت مین دونون مین سے ہر ایک سے دوسرے کے دعوے پر قسم لیجائیگی - اور اگر غاصب نے وہ غلام کسی شخص کو ہبہ کر کے سپرد کر دیا ہو پھر دعوی کیا کہ مین نے مغصوب منہ کے حکم سے ایسا کیا ہو پس مغصوب منہ نے کہا کہ تونے مجھسے ہزار درم کو خرید کر پھر خود ہبہ کیا ہو تو اسکا حکم بھی اسی تفصیل سے ہو جو بعینہ بیع کی صورت مین بیان کی ہو اور اگر غاصب نے اُس غلام کو اسطرح مارا کہ وہ قتل ہوگیا پھر غاصب نے کہا کہ مین نے اُسکے مالک کے حکم سے مارا ہو اور مالک نے کہا کہ نہین بلکہ مین نے تیرے ہاتھ فروخت کر دیا تھا پھر تونے اپنے مملوک کو اسطرح مارا ہی تو پہلے غاصب سے قسم لیجائیگی پس اگر اُسنے نکول کیا تو اُسپر ثمن متدعویہ مالک لازم ہوگا اور اگر اُسنے قسم کھائی تو اُسپر غلام کی قیمت لازم ہوگی کیونکہ واپسی کا تعذر ایسی بات سے ہوا جو غاصب کی طرف سے پائی گئی پھر مالک سے قسم لیجائیگی پس اگر اُسنے نکول کیا تو قیمت باطل ہوجائیگی اور اگر قسم کھالے تو غاصب پر اسکی قیمت واجب رہیگی اور یہ نظیر اُس صورت ہلاک کی ہو جو سابق مین مذکور ہوئی یہ محیط مین ہو - ایک شخص نشہ مین مدہوش لایعقل راستہ مین سو رہا پس ایک شخص نے اُسکا کپڑا حفاظت کی غرض سے لے لیا تو ضامن نہوگا اور اگر اُسکے سر کے نیچے سے کپڑا لیا یا اُسکی انگلی مین سے انگوٹھی اُتار لی یا اُسکی کمر سے ہمیانی کھول لی یا اُسکی آستین سے درم نکال لیے بدین غرض کہ اس مال کی حفاظت کرے تو ضامن ہوگا کیونکہ یہ مال اپنے مالک کے پاس محفوظ تھا یہ ذخیرہ مین ہو - ایک شخص نے اقرار کیا کہ مین نے فلان شخص کے غلام کا ہاتھ خطا سے کاٹ ڈالا ہے اور اس مقر کی مددگار برادری نے اُسکے اقرار کی تکذیب کی پھر اُس غلام اقطع کو اُسکے مولی کے پاس سے کسی دوسرے نے غصب کر لیا اور وہ غاصب کے پاس مرگیا تو مولے کو اختیار رہیگا چاہے جنایت کنندہ سے اُسکی قیمت اُسکے مال سے تین سال مین لے یا غاصب سے اُس غلام کی قیمت ہاتھ کٹے ہوے کے حساب سے اُسکے مال سے فی الحال لے اور جنایت کنندہ سے اُسکے ہاتھ کا ارش اُسکے مال سے لے اور یہ ارش بقدر نصف قیمت کے ہوگا پھر اگر مالک نے جنایت کنندہ سے اُسکے اقرار پر غلام مذکور کی قیمت ضمان لینا اختیار کی تو جنایت کنندہ غاصب سے اُس غلام اقطع کی قیمت غاصب کے مال سے لیگا یہ محیط مین ہو - ایک شخص نے غلام ماذون مدیون کو غصب کر لیا اور وہ اُسکے پاس مرگیا تو قرضخواہون کو غاصب سے اسکی قیمت کے مطالبہ کا اختیار ہوگا یہ قنیہ مین ہو - شیخ ابو حامد رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص کے پاس دار مرہونہ تھا اُس سے یہ دار کسی غاصب نے غصب کر لیا پس آیا مرتہن کو اپنے قرضدار راہن سے اپنے قرضہ کے مطالبہ کا اختیار ہو فرمایا کہ دیکھا جائیگا کہ اگر راہن نے مرتہن کو انتفاع مباح کیا تھا پھر حالت انتفاع مین

غصب کر لیا گیا تو مرتہن کو اپنے قرض کے مطالبہ کا اختیار ہے اور اگر غیر حالت انتفاع مین غصب کیا گیا تو بمنزلہ ہلاک کے قرار دیا جائیگا یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ اور اگر مسلمان نے کسی ذمی سے کچھ غصب کیا یا چرا لیا تو قیامت کے دن مسلمان پر عقاب کیا جائیگا اور ذمی کا مخاصمہ قیامت کے روز بہت سخت ہوگا اور کافر کا مظلمہ بہ نسبت مظلمہ مسلمان کے زیادہ سخت ہوگا اسواسطے کہ کافر دائمی دوزخی ہوگا اور اُسکے حق مین بوجہ اُن مظلمون کے جو اُسکے لوگون کی جانب ہونگے عذاب نار کی تخفیف ہوگی پس اُسکی طرف سے اُن مظلمون کے چھوڑنے کی امید نہین ہے اور مسلمان کیطرف سے ایسی امید ہے پھر جب کافر نے مخاصمہ کیا تو اُسکی کوئی راہ نہین ہے کہ اُسکو مسلمان کا ثواب طاعت دیا جاوے اور نہ اُسکی کوئی راہ ہے کہ مسلمان پر اُسکے کفر کا وبال رکھا جاوے پس یہی متعین ہوا کہ مسلمان پر اُسکے مظلمہ کی وجہ سے عذاب ہووے اسی وجہ سے فرمایا ہے کہ جانور کا آدمی پر قیامت کے روز نالش کرنا آدمی پر نالش کرنے سے زیادہ سخت ہے یہ کبریٰ مین ہے۔ شیخ علی بن احمد رح سے دریافت کیا گیا کہ ایک رئیس قوم نے اہل قوم کو پکڑا تا کہ اُن سے کچھ مال ازراہ ظلم لیوے پھر اہل قوم روپوش ہوگئے سوائے ایک آدمی کے پس اُس آدمی سے اِس رئیس نے یہ جبایت وصول کر لی پھر جب قوم کے لوگ ظاہر ہوے تو اُس نے اُس آدمی کو اہل قوم پر اُس مال کے عوض جو اُسنے اُس شخص سے قبل ازین لے لیا تھا حوالہ کرنا شروع کیا اور اہل قوم سے وہی جو اُس شخص سے لیا تھا ازراہ ظلم لیا پھر اپنے فعل سے نادم ہوا پس آیا اُسپر واجب ہے کہ جو کچھ اُسنے اہل قوم سے لیا ہے اُنکو واپس کر دے فرمایا کہ ہان یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ ایک عورت کے ربیعی گیہون ایک مٹکے مین اور خریفی گیہون دوسرے مٹکے مین بھرے تھے پس عورت نے اپنی بہن کو حکم دیا کہ میرے کاشتکار بٹائی کو خریفی دیدے وہ چوک گئی اور اُسنے ربیعی گیہون دیدیے پھر عورت مذکور نے اپنی بیٹی کو کاشتکار کے ساتھ بھیجا تا کہ تخم ریزی کے واسطے گیہون پہونچا دے پس اُسکی بیٹی نے پہونچا دیے اور کاشتکار نے تخم ریزی کر دی مگر وہ گیہون نہ اُگے پھر معلوم ہوا کہ وہ ربیعی بیج تھے تو وہ عورت تینون مین سے جس سے چاہے تاوان لے کیونکہ اِسکی بہن نے جب خطا کی تو وہ غاصبہ ہوگئی اور بیٹی اور کاشتکار دونون غاصب الغاصب ٹھہرے شیخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ قول اچھا دقیق ہے اِس سے بہت سے واقعات کا حکم نکلتا ہے یہ قنیہ مین ہے۔ شیخ ابو حامد رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک مسافر نے اپنا مال متاع ایک کشتی پر اپنے شہر پہونچانے کے واسطے لادا پھر مر گیا اور اُسکے ساتھ اُسکا ایک بیٹا تھا پس بیٹے نے یہ متاع اُس کشتی پر سے اُتار کر دوسری کشتی پر اِس غرض سے لادی کہ اُسکو لیجا کر باقی وارثون کے سپرد کر دے اور اُس نے ایسا راستہ اختیار کیا کہ جس سے لوگ آتے جاتے تھے مگر یہ وہ راستہ نہ تھا جس سے میت نے جانے کا قصد کیا تھا پھر وہ کشتی ڈوب گئی اور بیٹا مر گیا اور مال متاع ضائع ہوگیا پس آیا وہ بیٹا باقی وارثون کے حصص کا ضامن ہوگا تو شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ نہین اور شیخ رحمہ اللہ سے دوسری بار یہی مسئلہ دریافت کیا گیا تھا تو فرمایا کہ اگر وہ بیٹا یہ متاع کشتی سے اُتار کر دوسری کشتی مین لاکر باقی سواے وارثون کے وطن کے دوسری جگہ لے چلا ہو تو ضامن ہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ جامع اصغر مین ہے کہ کسی نے دوسرے کو حکم دیا کہ یہ قمقمہ کسی صفار کو دیدے تا کہ وہ اُسکو درست کر دے پس مامور نے کسی صفار کو دیا مگر بھول گیا تو ضامن نہوگا جیسے مستودع اگر بھول گیا کہ ودیعت کہان رکھی تو ضامن نہین ہوتا ہے اور اِسی کے مثل فتاوی ساعد مین ہے کہ حکم دیا کہ یہ سوت ایک جولاہہ کو دیدے اور اُسکو معین نہ کیا اور نہ یہ کہا کہ جسکو تیرا جی چاہے دیدے پس مامور نے دیدیا اور جسکو دیا تھا وہ بھاگ گیا تو مامور ضامن

نہوگا اور یہ بخلاف موکل کے ہی کہ اُسنے اپنے وکیل سے یون کہا کہ وَکِّلْ احدًا یعنے کسی کو وکیل کردے کیونکہ یہ صحیح نہین ہی اور صحیح جبھی ہوگا کہ جب یون کہے کہ جسکو تیرا جی چاہے وکیل کردے اسیطرح اگر خلیفہ نے والی شہر سے کہا کہ کسی کو عہدۂ قضا دیدے تو صحیح نہین ہی اور اگر کہا کہ جسکو تیرا جی چاہے عہدۂ قضا دیدے تو صحیح ہی یہ قنیہ مین ہی۔ شیخ ابو یوسف بن محمد رح سے دریافت کیا گیا کہ ایک غاصب نے اپنے فعل سے نادم ہو کر وہ مال اُسکے مالک کو واپس کرنا چاہا مگر مالک کے ہاتھ آنے سے اسکو یاس ہو گئی پس یہ مال اُسنے فقیرون کو صدقہ کر دیا پس آیا فقیر کو جائز ہی کہ اس مال سے انتفاع حاصل کرے تو فرمایا کہ فقیر کو اسکا قبول کرنا جائز نہین ہی اور نہ اُس سے انتفاع جائز ہی فقیر پر واجب ہی کہ جسنے اُسکو دیا ہی اُسی کو واپس کردے مصنف رحمہ اللہ نے فرمایا کہ شیخ رضی اللہ عنہ نے ان کے زجر کے واسطے ایسا جواب فرمایا ہی تاکہ وہ لوگ حقوق العباد مین تساہل نہ کرین ورنہ اگر غاصب نے ایسی راہ اختیار کی کہ مالک کا پتا د نشان ملجاوے پھر اُسکو نہ پایا تو اُسکا حکم مثل حکم لقطہ کے ہوگا۔ پھر شیخ ابو یوسف بن محمد رح سے کہا گیا کہ جب اس مال سے انتفاع جائز نہ ٹھہرا اور فقیر نے چاہا کہ غاصب کو واپس کردے مگر اُسنے غاصب کو نہ پایا اور یہ چیز ایسی ہی کہ موسم گرما مین تلف ہو جائیگی اور غاصب کے ملنے تک یا اُسکی طرف رجوع کرنے تک باقی نہین رہ سکتی ہو تو کیا کرے فرمایا کہ جبتک اُس سے ممکن ہو اپنے پاس رکھے پھر جب اُسکے تلف ہو جانے کا خوف ہو تو فروخت کر کے اُسکا ثمن اپنے پاس رکھے یہان تک کہ جسنے اسکو دی تھی اُسکو واپس کرے کذا فی تاتارخانیہ۔ (ولو اجل بدل المغصوب ثم رجع لا یصح رجوعہ عند ابی یوسف رح کذا فی الملتقط) قال المترجم ہکذا وجدت الالفاظ لہذہ المسئلۃ فی النسخۃ الموجودۃ ولم یتیسر لی الرجوع الی الصحیحۃ وسا صححہ بعد الطبع انشاء اللہ تعالے اذا حصلت النسخۃ الصحیحۃ بتوفیق اللہ سبحانہ وتعالی۔ ایک شخص مرگیا اور اُسنے اپنا عین و دین لوگون کے پاس مغصوب چھوڑا اور وارثون کو اسمین سے کچھ نہ ملا تو قیاسًا اُسکا ثواب آخرت مین وارثون کو ملیگا کیونکہ یہ مال اُنکی میراث مین وارثون کی ملک مین آیا اور استحسانًا یہ مال ڈوبا ہوا قرضہ ہی پھر اگر قبل موت کے ڈوبا ہو تو اُسکا ثواب میت ہی کو ملیگا سواسطے کہ ڈوبے ہوے مال مین ارث جاری نہین ہوتا ہی اور اگر بعد موت کے ڈوبا تو اُسکا ثواب وارث کو ملیگا کیونکہ موت کے وقت اُسکے قیام کی وجہ سے اُسمین میراث جاری ہو گئی یہ فتاوے غیاثیہ مین ہی۔ ایک شخص جسپر قرضہ تھا اور وہ اُسکو بھولا ہوا تھا مرگیا کیا قیامت مین اُس سے مواخذہ کیا جائیگا۔ اور اگر قرضہ بجہت تجارت کے ہو تو امید ہی کہ اُس سے مواخذہ نہ کیا جاوے اور اگر بوجہ غصب کے ہو تو ماخوذ ہوگا یہ فتاوے کبری مین ہی۔ ایک شخص مرگیا اور اُسپر دین تھا جسکو وہ بھولا ہوا تھا اور اُسکا بیٹا اس امر کو جانتا تھا تو بیٹے کو چاہیے کہ اسکو ادا کردے اور اگر بیٹا بھی بھول گیا حتے کہ وہ بھی مرگیا تو بیٹے سے آخرت مین مواخذہ نہ ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ ایک شخص نے اپنے باپ کی کوئی چیز چرائی پھر باپ مرگیا تو سارق سے آخرت مین مواخذہ نہ ہوگا اسواسطے کہ دین یعنے تاوان مال مسروق اُسی کی ملک مین منتقل ہو آیا مگر سرقہ کا گنہگار رہیگا کیونکہ اُسنے مسروق منہ پر جنایت کی ہی یہ فتاوے عتابیہ مین ہی ایک شخص کا دوسرے پر قرضہ ہے پس قرضخواہ نے اُس سے تقاضا کیا مگر قرضدار نے ظلم سے اُسکو نہ دیا یہان تک کہ قرضخواہ مرگیا اور وہ قرضہ منتقل ہو کر وارث کی ملک مین آیا پس مشائخ نے باہم اختلاف کیا ہی اور اکثر مشائخ نے فرمایا ہی کہ مورث کو قرضدار کے ساتھ آخرت مین حق خصومت رہا لیکن مختار یہ ہے کہ قرضہ تو وارث کا ہی مگر مورث کو قرضدار کے ساتھ ظلمًا نہ دینے کا حق خصومت ہے مگر قرضہ کا حق خصومت نہین ہی اسواسطے کہ قرضہ وارث کی طرف منتقل ہو گیا یہ ظہیریہ مین ہی۔ ایک شخص کا دوسرے

پر دین تھا اُسکو یہ خبر پہونچی کہ مدیون مرگیا پس اُسنے کہا کہ مین نے اسکو حلت مین کر دیا یا کہا کہ مین نے اُسکو ہبہ کر دیا پھر ظاہر ہوا کہ مدیون زندہ موجود ہی تو طالب کو روا نہین ہی کہ اُس سے مواخذہ کرے اسواسطے کہ اُسنے بلا شرط مدیون کو ہبہ کیا ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - ایک شخص کا کوئی خصم تھا وہ مرگیا اور کوئی وارث نہ چھوڑا تو صاحب حق کیطرف سے جو مرگیا ہو بقدر اسکے حق کے صدقہ کر دے تاکہ اسقدر مال اللہ تعالے کے پاس ودیعت رہے تاکہ قیامت کے روز اُسکے خصم کو پہونچایا جاوے یہ فتاوے عتابیہ مین لکھا ہی - ایک شخص کا ایک عورت پر حق آتا ہی تو اُس شخص کو اختیار ہی کہ اُس عورت کے ساتھ ملازم رہے اور اُس عورت کے ساتھ بیٹھے اور اُسکا کپڑا پکڑلے اسواسطے کہ یہ حرام نہین ہی اور اگر وہ عورت بھاگ کر کسی مقام تخلیہ مین چلی گئی تو وہان داخل ہو بشرطیکہ یہ شخص اپنے نفس سے مامون ہو اور بعد مامون ہونے کے بھی باوجود امن کے اس سے دور فقط آنکھ سے حفاظت کرے - ایک شخص نے ظلما دوسرے کا مال قطع کیا تو صاحب مال کو افضل یہ ہی کہ اسکو حلال کر دے یہ خزانۃ المفتین مین ہی - ایک شخص کا دوسرے پر دین آتا ہی کہ اُسکے بھرپانے کی قدرت نہین رکھتا ہی تو اُسپر دعوی کرنے سے اُسکو بری کر دینا بہتر ہی اسواسطے کہ بری کر دینے مین عذاب آخرت سے چھوٹ جانا ہی اور اُسمین ثواب عظیم ہی یہ فتاوے کبری مین ہی - مہر کن نے خاتم مین دوسرے شخص کا نام غلطی سے نقش کر دیا پس اگر نقاش سے اُسکی اصلاح ممکن نہ ہو تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک ضامن ہوگا اور امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک ہر حال مین ضامن نہ ہوگا یہ وجیز کردری مین ہی - ایک شخص نے دو آدمیون کو اسواسطے مزدور کیا کہ دونون مستاجر کے واسطے گدھے کا چارہ جمع کرین اور دونون کو دو گدھے دیے پھر ایک زبردست نے دونون سے دونون گدھے لے لیے پھر ان دونون نے جاکر دونون گدھے اُس سے واپس لیے پھر ایکنے دونون گدھے دوسرے کو دیدیے پھر دوسرے نے گدھے کو ہانکا اور وہ مرگیا تو مالک کو اختیار ہی چاہے دوسرے کو دینے والے سے تاوان لے یا گدھا ہانکنے والے سے ضمان لے اسواسطے کہ اول نے تو دوسرے کو دینے مین تعدی کی اور دوسرے نے بدون اول کے ہانکنے مین تعدی کی یہ جواہر الفتاوی مین ہی - شیخ رح سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے دوسرے کا علو وسفل غصب کر لیا پھر علو خراب ہو گیا تو غاصب پر کیا واجب ہوگا تو فرمایا کہ مالک کو اختیار ہوگا چاہے ٹوٹن کو غاصب کے پاس چھوڑ کر اُس سے قیمت کی ضمان لے یا ٹوٹن کو لیکر غاصب سے عمارت مبنیہ کا نقصان لے یہ فتاوی ابو الفتح محمد بن محمود بن الحسن الاستروشنی مین ہی - ایک شخص نے گوسالہ غصب کر کے اُسکو تلف کر دیا پس اُسکی مان کا دودھ خشک ہو گیا تو شیخ ابو بکر بلخی نے فرمایا کہ غاصب گوسالہ کی قیمت اور اُسکی مان کے نقصان کا ضامن ہوگا اسلیے کہ بچہ کا ہلاک اُسکی مان کے نقصان کا موجب ہوا یہ فتاوی قاضی خان مین ہی - ایک شخص نے دوسرے کے غلام کو غصب کر کے رسی سے باندھا پھر غلام نے اپنے تئین قتل کر ڈالا یا اپنی موت سے مرگیا تو غاصب ضامن ہوگا اسواسطے کہ غلام اُسکی ضمان مین تھا یہ فتاوی کبری مین ہی - ایک شخص نے چند کپڑے فروخت کیے اور اپنے دیون (یعنے ثمن جامہا) مشتریون سے بھر پانے سے پہلے مرگیا اور کوئی ظاہر وارث نہ چھوڑا پس سلطان نے اُس کے قرضدارون سے اُسکے دیون وصول کر لیے پھر اُسکا وارث ظاہر ہوا تو قرضدارون پر واجب ہوگا کہ اُس کے دیون اُس کے وارث کو ادا کرین اسواسطے کہ جب اُسکا وارث ظاہر ہوا تو یہ بات ظاہر ہوئی کہ سلطان کو قرضے لینے کا کچھ حق نہ تھا یہ فتاوی قاضی خان مین ہی - تجنیس الملتقط مین ہی کہ اگر میت کی دیوار منہدم ہوئی اور اسکے

جنجے سے مال برآمد ہوا پس اُسکو قاضی نے لے لیا پھر ظالمون کو یہ خبر پہونچی اور قاضی نے وہ مال اُنکو دیدیا تو قاضی ضامن ہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہو۔ ایک شخص نے ایک نابالغ غلام کو اپنی ضرورت ذاتیہ کیواسطے بدون اجازت مولای غلام کے بھیجا پس اُس غلام نے کچھ لڑکے کھیلتے دیکھکر اپنے آپ کو اُن تک پہونچایا اور وہان کسی کی کوٹھری کی چھت پر چڑھا اور وہان سے گرکر مرگیا تو جسنے اُسکو اپنی حاجت کیواسطے بھیجا ہو ضامن ہوگا کیونکہ وہ اُس غلام کو اپنے کام مین لگانے سے غاصب ہوگیا ہو یہ فتاوے قاضی خان مین ہو۔ شمس الاسلام رحمہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے دوسرے کے غلام یا باندی کو اپنے کام مین لگایا اور وہ حالت استعمال مین بھاگ گیا تو شیخ رحہ نے فرمایا کہ وہ شخص ضامن ہوگا بمنزلہ مغصوبہ کے کہ اگر وہ غاصب کے پاس سے بھاگ گیا تو غاصب ضامن ہو۔ اور اگر ایک شخص نے اپنے اور دوسرے کے درمیان مشترک غلام یا مشترک گدھے کو بدون اجازت شریک کے استعمال کیا تو حصۂ شریک کا غاصب ہوگا اور اجناس ناطفی مین لکھا ہو کہ بدون اجازت شریک کے غلام مشترک کے استعمال مین دو روایتین آئی ہین ہشام رحہ کی روایت مین مذکور ہو کہ استعمال کرنے والا غاصب ہوگا اور امام محمد رحمہ سے روایت ابن رستم مین مذکور ہو کہ غاصب نہ ہوجائیگا اور چوپایہ جانور کی صورت مین خواہ سوار ہوا ہو یا لادا ہو دونون روایتون کے موافق غاصب ہوجائیگا۔ ہمارے زمانہ مین بعض شہرون سے استفتا آیا اسکی صورت یہ تھی کہ ایک شخص لکڑیان چیرتا تھا کہ اتنے مین دوسرے شخص کا غلام آیا اور اُسنے کہا کہ کوہاڑی اور لکڑی مجھے دے تاکہ مین چیردون پس لکڑی کا مالک لایا اور غلام نے اُس سے کوہاڑی لی اور لکڑی لی اور کچھ لکڑی چیر دی اور کہا کہ دوسری لکڑی لا تاکہ اُسے چیردون پس وہ شخص دوسری لکڑی لایا اور غلام نے اُسکو چیرا پس اُسکی لکڑی کی بعض چھیپٹی اُڑکر غلام کی آنکھ مین لگی اور اُسکی آنکھ جاتی رہی تو مشائخ بخارا رحمہم اللہ تعالے نے فتوے دیا کہ لکڑی کے مالک پر کچھ واجب نہ ہوگا یہ ظہیریہ مین ہو۔ ایک جماعت ایک شخص کی بیت مین تھی کہ انمین سے ایک شخص نے آئینہ اُٹھاکر دیکھا پھر دوسرے کو دیدیا اُسنے بھی دیکھا پھر وہ آئینہ ضائع ہوگیا تو کوئی شخص ضامن نہ ہوگا کیونکہ آئینہ کے مثل چیزون مین دلالۃً اجازت ثابت ہو حتی کہ اگر کوئی ایسی چیز ہوتی کہ جسکے استعمال مین بخل کی عادت جاری ہے تو غصب قرار دیا جاتا۔ ایک شخص نے بڑھئی کا بسولا اُٹھالیا وہ دیکھتا رہا اور منع نہ کیا پس اُس شخص نے استعمال کیا اور وہ ٹوٹ گیا تو ضامن ہوگا یہ قنیہ مین ہو۔ ایک شخص نے اپنی باندی نخاسی کے پاس بھیجی اور اسکو حکم کیا کہ اسکو فروخت کردے پھر نخاسی کی جورو نے اس باندی کو اپنے کسی کام کے واسطے بھیجا پھر وہ بھاگ گئی تو مالک باندی کو اختیار ہوگا کہ نخاسی کی جورو سے ضمان لے اور نخاسی سے ضمان نہیں لے سکتا ہے اسواسطے کہ نخاسی اجیر مشترک ہوتا ہے اور اجیر مشترک امام اعظم رحمہ کے نزدیک ضامن نہیں ٹھہرایا جاتا ہو اور یہی حکم کپڑون کے دلاّل مین ہو یہ کبرے مین لکھا ہے۔ فتاوے ابو اللیث مین ہو کہ ایک باندی بدون اجازت اپنے مولی کے نخاسی کے پاس آئی اور اُس سے بیع کی درخواست کی پھر وہ چلی گئی اور معلوم نہوا کہ کہان چلی گئی اور نخاسی نے کہا کہ مین نے اُسکے مولی کو واپس کردی تو نخاسی کا قول قبول ہوگا اور اُسپر ضمان واجب نہوگی۔ اور اُسکے معنے یہ ہین کہ نخاسی نے باندی کو اخذ نہین کیا اور واپس کر دینے کے یہ معنی ہین کہ نخاسی نے اُسکو حکم دیا کہ اپنے مولی کے گھر کو واپس جا دے اور نخاسی غصب کا منکر تھا۔ اور اگر نخاسی نے باندی کو راستہ سے پکڑ لیا ہو یا اُسکے مولے کے گھر سے بلا اجازت مولی کے اُسکو لے گیا ہو تو اُسکے قول کی تصدیق نہ کیجائیگی یہ محیط مین ہو۔ ایک شخص دوسرے کے جانور چوپایہ پر بدون مالک کی اجازت کے سوار ہوا پھر اُترپڑا پس

وہ جانور مرگیا تو صحیح یہ ہے کہ یہ شخص امام اعظم رح کے قول کے موافق ضامن نہ ہوگا تاوقتیکہ اُس جانور کو اُسکی جگہ سے حرکت نہ دے تاکہ حرکت انتقال سے غصب متحقق ہو اور یہی مختار ہے یہ غیاثیہ مین ہے۔ ایک شخص دوسرے کے جانور کی پیٹھ پر بیٹھ گیا مگر جانور کو حرکت نہ دی اور نہ اسکی جگہ سے اُسکی تحویل کی یہان تک کہ ایک دوسرے شخص نے آکر اُس جانور کی کونچین کاٹ ڈالین تو تاوان اُسی شخص پر واجب ہوگا جسنے اُسکی کونچین کاٹی ہین نہ اُس شخص پر جو اُسپر سوار ہوگیا تھا بشرطیکہ سوار کے سوار ہونے سے وہ نہ مرا ہو۔ اور اگر سوار ہونے والے نے اُس جانور کی کونچین کاٹی جانے سے پہلے اُسکو اُسکے مالک کو دینے سے انکار کیا اور روکا ہو مگر اُسکو اُسکی جگہ سے جنبش نہ دی ہو پھر ایک شخص نے آکر اُسکی کونچین کاٹ ڈالین تو جانور کے مالک کو اختیار ہوگا کہ دونون مین سے جس سے چاہے تاوان لے۔ اور اسیطرح اگر کسی شخص نے دوسرے کے گھر مین جاکر اسکی کوئی متاع لے لی اور انکار کیا اور روکا تو ضامن ہوگا اور اگر متاع کو اپنی جگہ سے تحویل نہ کیا اور نہ روکا ہو تو ضامن نہ ہوگا لیکن اگر اُسکے فعل سے تلف ہوجاوے یا گھر سے باہر کردے تو ضامن ہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ اگر ایک شخص دوسرے کے دار مین گیا اور اُسکی ایک منزل سے کوئی کپڑا نکال کر دوسری منزل مین رکھا اور دہان وہ کپڑا ضایع ہوگیا پس اگر دونون منزلون مین ازراہ حفاظت کے فرق ہو تو ضامن ہوگا ورنہ نہین یہ کبرے مین ہے۔ ایک شخص نے دوسرے کو جنگل مین قتل کیا اور مقتول کے ساتھ مال تھا اور وہ ضایع ہوا تو قاتل اس مال کا ضامن ہوگا ایسا ہی عیون مین مذکور ہے اور امام ظہیر الدین مرغینانی علیہ الرحمہ نے ضامن نہونے کا فتوے دیا ہے اور یہی الیق بقول امام اعظم رح ہے یہ سراجیہ مین ہے۔ ایک اصطبل دو شخصون مین مشترک تھا اور دونون کی اُسمین علیحدہ علیحدہ گائین تھین پس ایک شریک اصطبل مین گیا اور دوسرے شریک کی گاے کو باندھ دیا تاکہ وہ اور گایون کو نہ مارے پھر اُس گائے نے جنبش کی اور رسی سے گلا گھٹ کر مرگئی تو باندھنے والے پر ضمان واجب نہ ہوگی بشرطیکہ اُس نے اُس گائے کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہ کیا ہو یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ سلطان نے اگر کسی شخص کا مال عین لیکر دوسرے کے پاس رہن کیا اور وہ مرتہن کے پاس تلف ہوگیا پس اگر مرتہن رہن کر لینے مین طایع ہو تو ضامن ہوگا اور مالک کو اختیار ہوگا کہ چاہے سلطان سے تاوان لے یا مرتہن سے اور اسی پر مبنی ہے کہ اگر جابی یعنی بیگار نے کوئی چیز رہن لے لی اور وہ طایع تھا تو ضامن ہوگا اور ایسے ہی صراف اگر طایع ہو تو ضامن ہوگا اور اس سے صراف اور جابی دونون مجروح الشہادہ ہوجائینگے یہ محیط مین ہے۔ اگر مہتر محلہ نے کوئی چیز لے لی اور وہ طایع تھا تو ضامن ہوگا۔ پھر اگر اُسنے دوسرے کے پاس رہن دیدی اور مرتہن طایع تھا تو اُسکا حکم وہی ہے جو ہمنے ذکر کیا یعنے مالک کو دونون مین سے ہر ایک کی تضمین کا اختیار ہے یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ فتاوی سمرقند مین لکھا ہے کہ اگر ایک شخص نے دوسرے کے سر سے ٹوپی اُتار کر دوسرے کے سر پر رکھدی اُسنے پھینکدی پس اگر وہ ٹوپی مالک کے پیش نظر رہی اور اُس سے ٹوپی کا اُٹھا لینا ممکن رہا تو اُن دونون مین سے کسی پر ضمان واجب نہ ہوگی اور اگر اسکے برخلاف ہو تو مالک کو اختیار ہوگا چاہے اُتارنے والے سے تاوان لے یا پھینکنے والے سے ضمان لے یہ ذخیرہ مین ہے۔ ایک شخص نے نماز پڑھنی شروع کی پس اُسکی ٹوپی اُس کے سامنے گر پڑی پس ایک شخص نے اُسکو ایک طرف کردیا تو اگر اُسنے ایسی جگہ رکھی کہ مالک اس کو ہاتھ سے لے سکتا ہے مگر وہ چوری گئی تو ضامن نہ ہوگا اسلیے کہ اب بھی وہ سامنے ہی رکھی تھی اور اگر اس سے زیادہ دور رکھی اور وہ ضایع ہوگئی تو اگر وہ ٹوپی مالک کے پیش نظر تھی اور اُسکو وہان سے اُٹھا لے سکتا تھا تو رکھنے والے پر

تاوان واجب نہوگا ورنہ ضامن ہوگا یہ کبرے مین ہے۔ فتاوی کی بیوع مین ہے کہ شیخ ابوبکرؒ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے فقاعی سے ایک کوزہ یا ایک پیالہ فقاع پینے کے واسطے لیا پھر وہ اُسکے ہاتھ سے گر کر ٹوٹ گیا تو فرمایا کہ اُس پر ضمان واجب نہوگی یہ حاوی مین ہے۔ فتاوی اہل سمرقند مین لکھا ہے کہ ایک شخص کمہار کے پاس گیا اور اُسکی اجازت سے ایک مٹی کا برتن دیکھنے کے واسطے لیا پھر وہ برتن اُسکے ہاتھ سے چھوٹ کر کمہار کے دوسرے برتنون پر گرا اور سب برتن ٹوٹ گئے تو جو برتن اُسنے دیکھنے کو لیا تھا اُسکی ضمان واجب نہوگی اور باقی برتنون کا تاوان واجب ہوگا یہ ظہیریہ مین ہے۔ ایک شخص حمام مین گیا اور نہانا شروع کیا اور ایک طاش لیکر دوسرے شخص کو دیا وہ دوسرے کے ہاتھ سے گر کر ٹوٹ گیا تو اول پر تاوان واجب نہوگا یہ محیط مین ہے۔ ایک شخص کسی دوکاندار کی دوکان مین اُسکی اجازت سے داخل ہوا اور اُس کے کپڑے مین دوکان کی چیزون مین سے کوئی چیز چپٹ گئی اور گر کر ٹوٹ گئی تو یہ شخص ضامن نہ ہوگا و لیکن تاویل مسئلہ یون ہے کہ یہ سقوط اس شخص کے فعل و کشش سے نہو۔ اسیطرح اگر کوئی چیز بدون اُسکی اجازت کے دوکان کی چیزون مین سے دیکھنے کو لی اور وہ گر پڑی تو ضامن نہوگا مگر واجب ہے کہ ضامن ہو مگر ہان صریحًا یا دلالۃً اُسکی اجازت سے لی ہو تو ضامن نہ ہوگا۔ ایک شخص دوسرے کے مکان مین باجازت داخل ہوا اور اُسکے بیت مین سے کوئی برتن دیکھنے کے واسطے لیا اور وہ اُسکے ہاتھ سے گر کر ٹوٹ گیا تو ضامن نہ ہوگا تاوقتیکہ مالک نے اُسکو اس سے منع نہ کیا ہو اسلیے کہ بدون ممانعت کے دلالۃً اسکو اجازت ثابت ہے آیا تو نہین دیکھتا ہے کہ اگر اُسنے پانی کا کوزہ پانی پینے کیواسطے لیا اور اُسکے پینے کے بعد اُسکے ہاتھ سے گر کر ٹوٹ گیا تو اُسپر ضمان واجب نہوگی یہ کبرے مین ہے۔ منتقی مین ہے کہ ایک شخص کی دوسرے کے پاس ودیعت ہے اور وہ ودیعت کچھ کپڑے تھے پس مستودع نے اسمین ایک اپنا کپڑا رکھدیا پھر مالک ودیعت نے ودیعت کو طلب کیا اور مستودع نے سب کپڑے اُسکو دیدیے پھر مستودع کا کپڑا ضائع ہو گیا تو مالک ودیعت اُس کے کپڑے کا ضامن ہوگا اُسی مقام پر شیخ مصنف رحمہ نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے کوئی چیز اس گمان پر لی کہ وہ میری ہے مگر اُسکی نہ تھی تو ضامن ہوگا یہ محیط مین ہے۔ ایک شخص نے دوسرے کو مہمان کیا پھر مہمان اُسکے پاس ایک کپڑا بھول گیا پس میزبان اُسکو لیکر اُسکے پیچھے چلا (تاکہ اُسکو دیدے) پس راہ مین ایک غاصب نے اُسکو غصب کر لیا پس اگر غاصب نے شہر کے اندر غصب کیا ہو تو میزبان پر ضمان واجب نہوگی اور اگر شہر کے باہر غصب کیا ہو تو میزبان ضامن ہوگا یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ ایک شخص دوسرے شخص کو جھگڑا کرنے مین چپٹ گیا پس جس شخص سے لپٹا تھا اُسکی کوئی چیز گر کر ضائع ہو گئی تو مشائخ نے فرمایا کہ چپٹنے والا ضامن ہوگا مصنف رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ حکم مین تفصیل ہونی چاہیے کہ اگر مالک مال سے قریب وہ مال گرا اور مالک مال اسکو دیکھتا ہے اور اُٹھا لے سکتا ہے تو چپٹنے والا ضامن نہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ قال المترجم فان قلت الیس المتعلق امسکہ ولا یمہلہ لیاخذہ قلت نید فع بامکان الاخذ علی ان المنع منہ غیر موجب للغصب کمن حال بینہ و بین ماشیتہ حتی ہلکت حیث لا یضمن فتامل وفیہ اشارۃ الی الجواب من المشائخ باخراج الوجہ الذی ذکرہ من المسئلۃ بدلالۃ الحال فافہم۔ ایک شخص نے دھوبی کے پاس ایک شخص کو بھیجا تاکہ دھوبی سے اُسکا کپڑا وصول کر لاوے پس دھوبی نے غلطی سے اور دوسرا کپڑا دیدیا اور وہ ایلچی کے پاس ضائع ہو گیا پس اگر وہ کپڑا دھوبی کی ملک ہو تو ضامن نہ ہوگا اور اگر غیر کی ملک ہو تو اُسکا مالک مختار ہے چاہے دھوبی سے تاوان لے یا ایلچی سے اور دونون مین سے جس سے اُسنے تاوان لیا وہ دوسرے سے واپس

نہین لے سکتا ہی یہ وجیز کردری مین ہی۔ شیخ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے دوسرے کو اپنی مویشی کیطرف چراگاہ بھیجا پھر وہ شخص بھیجنے والے کے چوپایہ پر سوار ہوا اور وہ جانور راہ مین مرگیا تو شیخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر دونون مین ایسا انبساط تھا کہ (بلا اجازت صریح) حکم دہندہ کے مال مین ایسا کرسکے تو ضامن نہوگا اور اگر ایسا انبساط نہ تھا تو ضامن ہوگا یہ حاوی مین ہی۔ دو شخص باہم شریک نقیل تھے انمین سے ایک شریک نے بدون دوسرے کی اجازت کے اُسکا خاص ذاتی گدھا لیکر اُسکو چکی مین جوت کر آٹا پیسا اور گدھے نے چکی مین سے گیہون کھائے اور مرگیا تو یہ شخص ضامن نہ ہوگا کیونکہ ایسی صورت مین دلالۃً اجازت ثابت ہی شیخ مصنف رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ ہمکو اسیطرح اجابۃً معلوم ہوا کیونکہ عرف اِسکے برخلاف ہی لیکن اس حکم کے بیان سے یہ معلوم ہوا کہ جہان دلالۃً اجازت پائی جاوے اگرچہ صریحاً ثابت نہو وہان فاعل ضامن نہ ہوگا حتی کہ اگر باپ نے اپنے بیٹے کے گدھے کو اسطرح استعمال کیا یا بالعکس یا شوہر و جورو مین ایک نے دوسرے کے گدھے سے اسطرح کام لیا اور وہ مرگیا تو فاعل ضامن نہوگا کیونکہ دلالۃً اجازت ثابت ہی۔ اور اگر اپنی جورو کی باندی کو بدون جورو کی اجازت کے اپنے ذاتی کام کیواسطے بھیجا اور وہ باندی بھاگ گئی تو شوہر ضامن نہوگا یہ قنیہ مین ہی۔ ایک مشک کا دہانہ کھل گیا اور وہان ایک شخص گذرا پس اگر اُسنے مُنھ نہین پکڑا تو ضامن نہوگا اور اگر پکڑ کر پھر چھوڑ دیا پس اگر مالک وہان حاضر ہو تو یہ شخص ضامن نہ ہوگا اور اگر غائب ہو تو ضامن ہوگا اسیطرح اگر کسی شخص کی آستین سے کچھ گرا اور ایک شخص نے اسکو دیکھا تو بھی اسی تفصیل سے حکم ہی یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ ایک شخص کا چوپایہ دوسرے کے گھر مین داخل ہوا اور اُسکو گھر کے مالک نے نکال دیا پس وہ تلف ہوگیا تو مالک ضامن نہوگا یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ ایک شخص نے دوسرے کے گھر مین اپنا کپڑا رکھ دیا پھر مالک مکان نے اُسکو باہر پھینکدیا حالانکہ کپڑے کا مالک غائب تھا تو مالک مکان ضامن ہوگا یہ حاوی مین لکھا ہی

تمت ترجمۃ المجلد الثالث من الفتاوی الہندیۃ المعروفۃ بالفتاوی العالمگیریۃ بعون اللہ سبحانہ وتعالے وحسن توفیقہ ويتلوہا ترجمۃ الرابع انشاء اللہ تعالی وارجو اللہ تعالے ان یوفقنی توفیقا ویعیننی عونا ویحفظنی عن الزلل ویعصمنی من الخطاء والخلل انہ تعالے ولی وحسبی ونعم الوکیل وصلی اللہ علی سیدنا سید الاولین والآخرین مولانا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین والحمد للہ رب العالمین۔

خاتمة الطبع از جانب کارپردازان مطبع

حضرت باری تعالے شانہ کے عام فیض انعام کا ہردم بے انتہا شکر واجب ہی خصوص خاصۂ انعام مفیض عام کا جو اسوقت پیش نظر ہی یعنی حسن توفیق سے اُس نعمت عظمی کا ظہور ہوا جسکے لیے مدتون سے ہمہ تن شوق کی آنکھین منتظر تھین یعنی **فتاوی ہندیہ** ترجمۂ فتاوے عالمگیریہ جلد سوم حصہ دوم بھی زیور طبع سے مزین ہوکر بصیرت افزاے دیدہ دل علماء ہوا کیون نہین کہ یہ فتاوے جامع معتبرات وجزئیات ہر قسم کے اعمال وافعال کے ساتھ جو جسم تقوے و پرہیزگاری کے لیے روح نورانی ہین حضرت سلطان ظل اللہ تعالے اورنگ زیب غازی محمد عالمگیر بادشاہ ہندوستان کے سعی مشکور کا نتیجہ مقبول اطراف عالم مین بکثرت متداول ہی اور آج اسی سے تسکین مفتی وسائل ہی بے شبہہ علماء جامعین رحمہم اللہ تعالے وسلطان معین انار اللہ برہانہ نے حق سعی کی داد دی جزاہم اللہ تعالے خیر الجزاء اور انکے طفیل مین بحمد اللہ تعالے اِسکے ترجمہ مین بھی کمال حفظ واحتیاط مرعی ہوکر گران قیمت جواہر کو آسان لباس اُردو مین جلوہ گر کیا گیا تاکہ افادہ واستفادہ تمام وفیض عام ہوجاوے اور ہر شخص اپنے اعمال و افعال کو حلۂ نورانی تقوے پہنا دے اور اِس نعمت سے کوئی محروم نرہ جاوے اور خود عالم علوم ہونا ہی نعمت ہی۔ ترجمہ مین تمام رعایتین تطابق زبان کی مع ضروریات حسب تفصیل مقدمۂ کتاب ملحوظ ہین اور نظر مزید احتیاط مکرر مطبوعۂ کلکتہ سے مقابلہ کیا گیا اور فرق اور سہو وخطاء کتابت وغیرہ جو از لوازم بشریت ہین بطور غلطنامہ ہر جلد کے ساتھ شامل ہین اور کمال سہولت کے لیے ہر جلد کے ساتھ علحدہ فرہنگ الفاظ مع نشان صفحہ منسلک ہی اور قواعد استنباط واصطلاحات وغیرہ نوادر فوائد مقدمہ مین مذکور ہین الغرض حتی الامکان تسہیل وعام نفع مین کوشش تمام کی گئی اور انجاح مرام کی انشاء اللہ تعالے امید قوی ہی التماس کہ حضرات اہل ایمان واسلام دینی ہدیہ یقین فرماکر اپنے کرم ذاتی وایمانی ستودہ صفاتی کو کام فرماکر نظر قبول وعفو قصور سے مشکور فرمائین اور اِس گوہر نایاب کو ہاتھون ہاتھ لیجائین واللہ تعالے ولی التوفیق وہو حسبی نعم المولی ونعم الوکیل والصلوٰة والسلام علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین والحمد للہ رب العالمین۔ الحمد للہ کہ یہ فتاوے ہر دل عزیز مطبع نامی **منشی نولکشور** واقع لکھنؤ مین بار سوم بماہ جون ۱۹۱۷ء مطابق ماہ شعبان المعظم ۱۳۳۵ھ باپاے منشی بشن نرائن صاحب بہارگو مالک مطبع باہتمام منوہر لال بی۔ اے۔ سپرنٹنڈنٹ مطبع حلیۂ طبع سے آراستہ ہوا اور بابو موہن لال بہارگو مینجر بکڈپو نے شائع کیا۔

نام کتاب	قیمت
شرح سفر السعادت۔ از مولانا عبدالحق دہلوی معروف۔	ے ر پ
شرح ابحر مسمی بہ غایۃ الشعور از ملا محمد شاہ	۱۱ ر
تذکرۃ الجمعہ۔ احکام جمعہ از مولوی عبدالسلام	۹ پائی
تبیان۔ در حکم تمباکو وحقہ از ملا معین الدین	۹ پائی
بدائع منظوم مسائل فقہ نظم فارسی از ملا ناظم علی	۲ ر
نام حق۔ مشہور درسی از شیخ اشرف الدین بخاری	۶ پائی
مائۃ مسائل۔ سو مسائل از مولانا احمد اللہ رح	۴ ر ۳ پائی
شرح وقایہ فارسی۔ مع حاشیہ ملتقی الابحر از شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ	۱۴ ر ۶ پائی
مسلک المتقین۔ مرغوب علماے ولایت از مولوی اکبر یار خان۔	عہ ۴ ر
فتاوے برہنہ۔ جامع ابواب فقہ از مفتی نصیر الدین۔	عہ ۸ ر
قدوری۔ مترجمہ مولانا ابو القاسم۔	۶ ر
شرح فارسی مختصر وقایہ۔ از عبدالرحمن جامی	۱۵ ر
کنز فارسی۔ نصیر الدین کرمانی محشی مع فرہنگ	۹ ر
مالا بد منہ۔ از قاضی ثناء اللہ رحمہ اللہ مع وصیت نامہ۔	۳ ر ۵ پائی
شرح مختصر وقایہ کورسیری۔ از مولانا جلال الدین سمرقندی۔	عہ ۴ ر
رسالہ تنبیہ الانسان۔ در حلت وحرمت جانوران۔	۹ پائی
رسالہ قاضی قطب۔ مذکر ایمان وارکان	۳ پائی
فقہ عربی	
ابو المکارم۔ شرح مختصر وقایہ از عبداللہ بن محمد معروف	عہ ر پ
برجندی۔ شرح مختصر وقایہ از مولانا عبدالعلی برجندی معتبر شرح۔	عہ ۸ ر پ

نام کتاب	قیمت
جامع الرموز۔ شرح مختصر وقایہ از ملا شمس محمد قہستانی متداول۔	۸ ر پ
فتح القدیر۔ متن بخط جلی وحاشیہ بخط خفی از امام کمال الدین بن الہمام نہایت مستند وباعظمت شرح مشہور ومعروف اور آخر میں تکملہ زین الدین آفندی کامل چار مجلد ضخیم بتفصیل ذیل۔	
کاغذ سفید گندہ۔	عہ
ایضاً۔ کاغذ رسمی۔	عہ ر
ہدایہ۔ حاشیہ جدید نہایت عمدہ زوائد وفوائد بہ تحشی مولانا محمد حسن سنبھلی مرحوم ہر چہار جلد کامل دو مجلدات میں بشرح ذیل	عہ ر پ
۱۔ جلدین اولین عبادات۔	ر پ
۲۔ جلدین آخرین معاملات۔	۸ ر پ
فتاوے عالمگیری۔ ہر چہار جلد کامل در سلہ جلد کاغذ حنائی وسفید۔	عہ پ
ہدایہ مع شرح الکفایہ۔ از سید جلال الدین کرمانی بہت معروف ومستند متداول چار مجلدین اس شرح ہدایہ پر حاشیہ بہت مستند لکھے گئے ہین کاغذ سفید بتفصیل ذیل	عہ ۸ ر پ
ایضاً۔ جلد اوّل وثانی تا آخر نکاح۔	ے ۱۲ ر پ
ایضاً۔ جلد سوم وچہارم تا آخر کتاب	ے ۱۲ ر پ
فتاوے قاضی خان۔ مع سراجیہ از امام قاضی حسن بن منصور قاضی خان مستند معتمد معروف متداول دو مجلد کامل۔	۸ ر پ
ذخیرۃ العقبی۔ حاشیہ شرح وقایہ از یوسف بن جنید چلپی متداول معروف	۸ ر پ

نام کتاب	قیمت
شرح وقایہ - از امام صدر الشریعۃ جلی قلم مع کامل حاشیہ ذخیرۃ العقبیٰ یوسف ابن جنید چلپی داخل درس تقطیع کلان خوشخط وصحیح کاغذ سفید وحنائی۔	عہ/۱۴ر پ
شرح وقایہ خرد - مع دائرہ ہندیہ متوسط قلم۔	۶/۸ پائی
اشباہ والنظائر مع شرح حموی معروف مستند متداول۔	ے ر پ
ملا مسکین - از بیوع تا وصایا محشی جدید	عصہ ر پ
کنز الدقائق محشی متداول درسی کتاب	۸/ر
مستخلص الحقائق - شرح کنز الدقائق مشہور متداول۔	عصہ/ر
عینی شرح کنز الدقائق محشی ہر چہار جلد مستند معروف متداول دو مجلد مین۔	عہ/۱۲ر
(۱) جلدین اولین عبادات مین۔	عصہ/۸ر
(۲) جلدین آخرین معاملات مین۔	عصہ/۱۰ر
در مختار - شرح تنویر الابصار معتبر فتاوے مولفہ محمد علاء الدین الحصکفی بن شیخ علی چار جلد مین یکجائی یعنے جلد اول کتاب الطہارت سے کتاب الحج تک۔ جلد دوم کتاب النکاح سے کتاب الوقف تک جلد سوم کتاب البیوع سے کتاب الرجوع فی الہبۃ تک جلد چہارم کتاب الاجارۃ سے تا مسائل شتی۔	ے ر پ
شرح الیاس - شرح مختصر وقایہ از شیخ محمود بن الیاس مکمل یکجائی۔	۴ ہر پ
مختصر وقایہ محشی - از امام صدر الشریعۃ درسی متداول۔	۹/ر
عمدۃ البضاعۃ - فی مسائل الرضاعۃ	

نام کتاب	قیمت
از مولوی تراب علی مرحوم۔	۹ پائی
قدوری محشی - تالیف امام ابو الحسن درسی متداول۔	۸/ر
متفرقات دینیہ اہل السنۃ فارسی	
تحفہ اثنا عشریہ - مشہور در مناظرہ مذہبی فریقین مصنفہ حافظ غلام حلیم ابن شیخ قطب الدین احمد ابن شیخ ابو الفیض دہلوی	عہ/۸ر پ
تذکرۃ المعاد - از قاضی ثناء اللہ تلخیص بدور السافرہ سیوطی۔	۲/ر
فتوح الحرمین - مع نقشہ مقامات متبرکہ از حضرت محی الدین عبد القادر جیلانی کاغذ سفید	۸/ر پ
ظہیر الاسلام - از منشی ظہیر الدین بلگرامی	۶
اسرار محبت - از ملا ظہیر الدین بلگرامی	ا/۶ پائی
جواہر القرآن - از محمد بن اسامہ مترجم وظائف آیات فرقان۔	۴/۶ پائی
وصیت نامہ - مع رسالہ دانشمندی از مولانا ولی اللہ۔	۳ پائی
مولود النبی - از مولوی پیر محمد جعفری	ا/ر
دواء الشفاء - جدید شرح قصیدہ بردہ از مولوی نذیر خان بے نظیر۔	۶/ر
شرح قصیدہ بردہ - از مولوی صادق علی شاہ رضوی مطبوعہ ثمر ہند۔	۴/۶ پائی
مقالات الصوفیہ - از حضرت شاہ تراب قدس سرہ مطبوعہ غیر	ے ر پ [illegible]
ایضاً حسب مراتب بالا جدید الطبع۔	۸/ر

حسب ایمائے جناب منشی بشن نرائن صاحب بھارگو مالک مطبع۔ بابو موہن لال بھارگو ممبر نولکشور پریس لکھنؤ صیغہ بکڈپو نے چھپوا کر شائع کیا۔